وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ

احادیث نبویہ کا اولین جامع اور مستند مجموعہ

موطا امام مالک (مکمل) علیہ الرحمۃ

تصنیف

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

متوفی ۱۷۹ھ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

ناشر

فرید بک سٹال (پرائیویٹ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی

احادیثِ نبویہ کا اوّلین، جامع اور مستند مجموعہ

مؤطا امام مالک (مکمل) علیہ الرحمۃ

تصنیف

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ

متوفی ۱۷۹ھ

ترجمہ و تحشیہ

علامہ مولانا عبدالحکیم اختر شاہجہانپوری

نظرِ ثانی و تخریج

محمد نواز نظامی

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

اشاعت اوّل : 1403ھ/1983ء
اشاعت دوئم : صفر 1424ھ/اپریل 2003ء
مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز لاہور
قیمت : -/570 روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۳۱۲۱۷۳۔۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۷۲۲۴۸۹۹
ای میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

فہرس

موطا امام مالک

عرضِ ناشر

حقیقت میں قرآن وحدیث ہی دین کے ماخذ ہیں۔ قرآن کریم اجمال ہے اور احادیث مطہرہ اسی اجمال کی تفصیل' نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کلام الٰہی کی عملی اور منہ بولتی تصویر ہے۔ آپ جو کچھ کرتے اور فرماتے رہے وہی حدیث ہے۔ احادیث کا مطالعہ کرنے سے اللہ کے حبیب کی ساری زندگی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے اور پڑھنے والے کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کے شب وروز کس طرح گزارنے ہیں۔

اس ضرورت کے پیشِ نظر اکابر نے احادیث کے ذخیرے جمع کیے تاکہ اہلِ اسلام کو رہنمائی کا پورا سر وسامان میسر آ جائے۔ مشہور کتب احادیث صحیح بخاری' سنن نسائی' مسند امام اعظم' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ اور اشعۃ اللمعات' (مکمل ۷ جلد) کو بفضلہ تعالیٰ ہم اردو ترجمے کے ساتھ شایانِ شان طریقے سے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر چکے ہیں اور اب موطا امام مالک کو لے کر حاضرِ خدمت ہیں اور یہ سعادت بھی فرید بک سٹال حاصل کر رہا ہے۔

موطا امام مالک کا ترجمہ بھی صحیح بخاری اور سنن ابن ماجہ کے فاضل مترجم اور ادیب شہیر علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہان پوری نے کیا ہے۔ نیز معلوماتی اور بصیرت افروز حواشی لکھے ہیں' موصوف کا اندازِ تحریر سادہ' ایمان افروز' شگفتہ اور رواں ہے کیونکہ علوم دینیہ میں مہارت کے ساتھ ساتھ وہ زبان وبیان پر بھی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ موصوف کی تصانیف وتراجم کو عوام سے خواص تک ہر طبقۂ فکر میں بے حد پسند کیا جاتا ہے۔

ہم اپنے قارئین کے شکر گزار ہیں کہ جنہوں نے امید سے بڑھ کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی اور ہمارے پیش کردہ ان علمی وایمانی ذخیروں کو یوں ہاتھوں ہاتھ لے گئے جیسے وہ اسی انتظار میں بیٹھے تھے' ہم اپنی پبلشر برادری کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے اس سلسلے میں دل کھول کر ہمارے ساتھ تعاون کیا اور ہمیں یقینِ واثق ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس پذیرائی اور تعاون میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے گا اور ہم اس میدان میں آگے ہی قدم بڑھاتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سید اعجاز احمد
(قدس سرہ العزیز)

عرضِ مترجم

الحمد لله حمدا كثيرا كثيرا. کہ یہ دائمی مریض وسراپا معصیت اپنی علمی بے مائیگی کے باوجود آج بفضلہ تعالیٰ صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ کے بعد موطا امام مالک کے ترجمہ وحواشی کی ذمہ داری سے فارغ ہو گیا' یہ سب میرے خالق و مالک کا فضل وکرم اور اس کے محبوب علیہ السلام کی نگاہ عنایت کا کرشمہ ہے جو میرے مشائخ عظام کے لطف کرم سے میسر آیا۔ احقر نے اس ترجمہ اور حواشی کے اندر حسب ذیل امور کو پیش نظر رکھا ہے۔

(۱) کوشش کی ہے کہ آسان' شگفتہ' بامحاورہ اور ایمان افروز زبان میں اردو ترجمہ ہو جائے۔

(۲) ترجمہ وحواشی میں حفظِ مراتب کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے جس کا لحاظ رکھنا اہم ترین دینی فریضہ ہے اور ذرا سی بے توجہی سے ایک بات مفید ہونے کی جگہ ایمان کے لیے مضر ہو جاتی ہے۔

(۳) پیش آمدہ آیات کا حوالہ اس کے آگے قوسین کے اندر دیا ہے تاکہ قارئین کو قرآن کریم میں آیات کو تلاش کرنے کی سہولت ہو جائے۔ پہلا نمبر سورت کا اور دوسرا آیت کا ہے۔

(٤) آیات کا بالمقابل اردو ترجمہ پیش کر دیا ہے' جو تفاسیر معتبرہ ومعتمدہ سے پوری مطابقت رکھتا ہے۔

(٥) سند کو چھوڑ کر صرف روایت کرنے والے صحابی یا تابعی سے اردو ترجمہ شروع کیا ہے تاکہ ہر حدیث کا ترجمہ اس کے بالمقابل برابر رہے کیونکہ متن سے ترجمے کے الفاظ زائد ہوتے ہیں۔

(٦) اجتہادی مسائل میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا مذہب ہے۔ احقر نے حواشی میں ان کے ساتھ دوسرے ائمہ کے مذاہب کی وضاحت بھی کر دی ہے اور خصوصاً امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مذاہب کی وضاحت کرتے ہوئے حنفی مذہب کی تائید کرنے والی حدیثیں بھی درج کر دی ہیں۔

(۷) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عالم مدینہ' علوم دینیہ کے سمندر اور امام مذہب ہونے کے ساتھ نبی کریم علیہ السلام کے سچے عاشق تھے بلکہ یوں کہیے کہ اپنے دور میں کاروانِ عاشقانِ رسول کے قافلہ سالار تھے۔ انہوں نے عشقِ رسول کی ایسی شمع روشن کی جو اہلِ ایمان کو مشعل راہ کا کام دیتی رہے گی۔ بفضلہ تعالیٰ احقر نے بھی موطا امام مالک کا ترجمہ بساط بھر اسی رنگ میں ڈوب کر کیا ہے اور حواشی کے اندر جذبۂ عشقِ رسول کو چمکانے کی خاطر ایسی احادیث کے مفہوم کو اجاگر کرنے کی حتی الامکان خصوصی کوشش کی ہے جو شانِ رسالت کو بیان کر رہی ہیں۔ حواشی میں اکابر کی کتب معتمدہ سے پوری پوری مدد لی گئی ہے۔ چونکہ ایسی ہی عبارت کے ساتھ حواشی میں حوالہ بھی پیش کر دیا گیا ہے' لہٰذا ان کتابوں کی یہاں فہرست پیش کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ان حواشی کو تاریخی لحاظ سے تنویر المسالک حواشی موطا امام مالک اور اگر کوئی چاہے تو تاریخی لحاظ سے انہیں مظہر المسالک شرح موطا امام مالک کے نام سے بھی یاد کر سکتا ہے۔

موطا امام مالک کتب احادیث کے اندر امہات الکتب میں شامل اور اس سلسلے میں سرفہرست بھی ہے' ہر دور میں اہلِ علم حضرات نے اس سے استفادہ کیا اور تا قیامت کرتے رہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ عربی میں ہونے کے باعث ہر ایک اس ایمان افروز مجموعے سے استفادہ نہیں کر سکتا۔ افادیت کو عام کرنے کی خاطر اسے ترجمے کے ساتھ منظرِ عام پر لانے کا اقدام بڑا مبارک اور اہلِ اسلام کی

خیر خواہی ہے۔ یہ ناچیز اس کے ترجمہ وتحشیہ میں کہاں تک کامیاب رہا اس کا اندازہ تو اہل علم حضرات ہی لگا سکتے ہیں ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ احقر کو اپنی نااہلی اور علمی بے مائیگی کا پورا پورا احساس ہے لہٰذا علم دوست حضرات اس ناچیز کی غلطیوں اور فروگزاشتوں سے ناشر کی معرفت مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے بھی نوازیں تو یہ ان کی ذرہ نوازی ہوگی۔

حوصلہ شکن علالت کے دوران یہ جانکاہی محض اس لیے کی ہے کہ اہلِ اسلام کو فائدہ پہنچے۔ خدائے ذوالمنن اپنے اس حقیر بندے کی اس ناچیز کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ اسے ناشر اور اس ناقابلِ ذکر وسراپا معصیت انسان کے لیے کفارۂ سیئات، توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم.
وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین.

خاکپائے اکابر: محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجددی، مظہری، شاہجہاں پوری
لاہور چھاؤنی
۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

(از قلم مولانا غلام رسول سعیدی مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور)

حضرت امام مالک وہ سب سے پہلے شخص ہیں جو دنیائے علم میں بیک وقت حدیث اور فقہ کے امام کہلائے' ایک طرف مغرب اور مشرق میں ان کے مقلدین کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے تو دوسری طرف امہات کتب حدیث میں سے اکثر ایسی ہیں جن کی کچھ نہ کچھ احادیث کا سلسلۂ سند امام مالک تک پہنچتا ہے۔ فنِ حدیث میں سب سے پہلے انہوں نے باقاعدہ ایک کتاب لکھی اور اس کے بعد تصنیفات کتب حدیث کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

امام مالک کی شخصیت عشق رسالت سے معمور تھی۔ مدینہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں پیار تھا' اس مقدس شہر کی سرزمین میں وہ کبھی کسی سواری پر نہیں بیٹھے اس خیال سے کہ ممکن ہے کہ کبھی اس جگہ حضور پیادہ چلے ہوں' پھر جس جگہ آقا پیدل چلے ہوں اس جگہ غلام سوار ہو کر چلے یہ نہ انداز محبت ہے نہ طور غلامی۔

درس حدیث کا بہت اہتمام کرتے تھے' غسل کر کے عمدہ اور صاف لباس زیب تن کرتے' پھر خوشبو لگا کر مسند درس پر بیٹھ جاتے' اسی طرح بیٹھے رہتے۔ کبھی دورانِ درس پہلو نہیں بدلتے تھے۔ ایک دفعہ دوران درس بچھو انہیں پیہم ڈنگ لگاتا رہا۔ مگر اس پیکر عشق و محبت کے جسم میں کوئی اضطراب نہیں آیا اور وہ اسی انہماک اور استغراق کے ساتھ اپنے محبوب کی دلکش روایات اور دل نشین احادیث بیان کرتے رہے۔

ولادت اور نام ونسب

امام مالک کا پورا نام اس طرح ہے امام دارالہجرت امام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث الاصبحی۔ امام مالک کے پردادا ابو عامر بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج اص ۲۰۷) غزوہ بدر کے سوا وہ حضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا ص ۱۷) امام مالک کے جدِ اعلیٰ عمرو بن حارث ذواصبح کے ساتھ مشہور تھے۔ اس وجہ سے آپ کو اصبحی کہا جاتا ہے۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ' بستان المحدثین ص ۱۲) امام مالک کے سال ولادت میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ لیکن امام مالک کے تلمیذ رشید یحییٰ بن بکیر نے بیان فرمایا ہے کہ آپ کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی ہے اور امام ذہبی نے اسی کو صحیح ترین قول قرار دیا ہے۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج اص ۲۱۲) شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکم مادر میں عام معمول کے خلاف تین سال تک رہے ہیں۔

(شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا ص ۱۸)

اساتذہ

خلفائے راشدین کے عہد میں مسائل فقہیہ اور فتاویٰ کے سلسلہ میں عام طور پر لوگوں کا رجوع حضرت عائشہ' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عباس' ابو ہریرہ' انس اور جابر رضی اللہ عنہم کی طرف ہوتا تھا اور یہی وہ نفوس قدسیہ تھے جو اس زمانہ میں دائرہ علمیہ کا مرکز قرار پائے تھے۔ عصر صحابہ کے بعد فقہاء تابعین نے ان حضرات کی میراث کو سنبھالا جن میں سعید بن مسیب' عروہ' سالم اور قاسم کے نام بڑے مشہور ہیں۔ تابعین کے بعد تبع تابعین میں سے ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری' زید بن اسلم' ربیعہ' ابو الزناد وغیرہم نے اس سلسلہ کو قائم رکھا۔ امام مالک نے جس علمی فضا میں ہوش وحواس کی آنکھ کھولی' وہ انہی حضرات کا زمانہ تھا۔ حضرات تبع

تابعین جس علم کو تابعین اور وہ صحابہ کرام سے سینہ بہ سینہ منتقل کرتے چلے آرہے تھے اس علم کو انہوں نے ان تمام بزرگ حضرات سے حاصل کر کے صفحات قرطاس پر محفوظ کر لیا تھا۔

امام مالک کے اساتذہ اور مشائخ میں زیادہ تر مدینہ طیبہ کے بزرگانِ دین شامل تھے۔ علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ آپ نے نوسو سے زیادہ مشائخ اور بزرگانِ دین سے علم دین حاصل کیا ہے۔ (شیخ محمد بن عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی الموطا ج اص ۴)

آپ کے اساتذہ میں سے چند حضرات کے اسماء یہ ہیں۔ عامر بن عبداللہ بن الزبیر بن العوام' نعیم بن عبداللہ المجمر' زید بن اسلم' نافع مولیٰ ابن عمر' حمید الطویل' سعید المقبری' ابوحازم' سلمہ بن دینار' شریک بن عبداللہ بن ابی نمر' صالح بن کیسان زہری' صفوان بن سلیم' ربیع بن ابی عبدالرحمٰن' ابوالزناد' ابن المنکدر' عبداللہ بن دینار' ابوطوالہ' عبد ربہ' یحییٰ بن سعید' عمرو بن ابی عمر' مولی المطلب علاء بن عبدالرحمان' ہشام بن عروہ' یزید بن الہاجر' یزید بن عبداللہ بن خصیفہ' ابوالزبیر المکی' ابراہیم موسیٰ بن عقبہ' ایوب السختیانی' اسماعیل بن ابی حکیم' حمید بن عبدالرحمان' جعفر بن محمد صادق' حمید بن قیس مکی' داؤد بن الحسن' زیاد بن سعد' زید بن رباح' سالم ابی النضر' سہیل بن ابی صالح' صیفی مولیٰ ابوایوب' ضمرہ بن سعید' طلحہ بن عبدالملک الایلی' عبداللہ بن ابی بکر بن حزم' عبداللہ بن الفضل الہاشمی' عبداللہ بن یزید' عبد الرحمان بن ابی صعصعہ' عبدالرحمان بن القاسم' عبداللہ بن ابی عبداللہ الاغر' عمرو بن مسلم بن عمارہ بن اکیمہ' عمرہ بن یحییٰ بن عمارہ' قطن بن وہب' ابوالاسود عروہ' محمد بن عمرو بن حلحلہ' محمد بن یحییٰ بن حبان' مخرمہ بن بکیر وغیر ہم۔

(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۵)

تلامذہ

امام مالک رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں مستقل سکونت رکھی تھی اور مسلمانوں کے لیے یہ مبارک شہر تمام شہروں میں قلب کی حیثیت رکھتا ہے' اس وجہ سے اطراف واکناف سے لوگ یہاں آتے رہتے تھے اور مدینہ منورہ میں امام دارالہجرت مالک بن انس کی علمی شہرت اپنے کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ اس وجہ سے بے شمار لوگوں کو آپ سے علم حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔ امام مالک سے ان کے مشائخ' معاصرین اور عام تلامذہ سب قسم کے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

مشائخ میں ابن شہاب زہری' یحییٰ بن سعید انصاری اور یزید بن عبداللہ بن الہاد' معاصرین میں سے اوزاعی' ثوری' ورقاء بن عمر الشعبہ بن الحجاج' ابن جریج' ابراہیم بن طہمان' لیث بن سعد اور ابن عیینہ اور عمر میں بزرگ حضرات میں سے ابواسحاق فزاری' یحییٰ بن سعید القطان' عبدالرحمان بن مہدی' حسین بن ولید نیشاپوری' روح بن عبادہ' زید بن الحباب' امام شافعی' ابن المبارک' ابن وہب' ابن قاسم' قاسم بن یزید الجرمی' معن بن عیسیٰ' یحییٰ بن ایوب مصری' ابوعلی حنفی' ابونعیم' ابوعاصم' ابوالولید طیالسی' احمد بن عبداللہ بن یونس' اسحاق بن عیسیٰ بن الطباع' بشر بن عمر الزاہدی' جویریہ بن اسماء' خالد بن مخلد' سعید بن منصور' عبداللہ بن رجاء مکی' قعنبی' اسماعیل بن یونس' اویس یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری' ابومسہر' عبداللہ بن یوسف' عبدالعزیز اویسی' مکی بن ابراہیم' یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر' یحییٰ بن قزعہ' قتیبہ بن سعید' ابو مصعب زہری' اسماعیل بن موسیٰ فزاری' خلف بن ہشام' عبدالاعلیٰ بن حماد الدرسی' سوید بن سعید' مصعب ابن عبداللہ زبیری' ہشام بن عمار' عتبہ بن عبداللہ مروزی اور ابوحذافہ احمد بن اسماعیل مدنی ہیں۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۶)

شخصیت

امام مالک کا قد دراز' بدن فربہ اور رنگ سفید مائل بہ زردی تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں' ناک بلند اور سر پر برائے نام بال تھے' مونچھیں بطرز سبالہ رکھا کرتے تھے۔ امام مالک نے ستاسی سال کی عمر گزاری لیکن ڈاڑھی میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن' مصر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ عام طور پر سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے اور عطر

لگاتے تھے، سر پر عمامہ باندھتے تھے اور دونوں شانوں کے درمیان شملہ لٹکایا کرتے تھے اور ضرورت کے بغیر کبھی سرمہ نہیں لگاتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ رنگ کا نگینہ تھا اور "حسبنا اللہ ونعم الوکیل" کندہ کرایا ہوا تھا' ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنین کے بارے میں فرماتا ہے "وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل" اس وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ اس آیت کا مضمون ہمیشہ میرے سامنے رہے حتیٰ کہ میرے دل پر نقش ہو جائے۔

امام مالک کو تحصیل علم کی بے حد لگن تھی۔ زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس کچھ زیادہ مال نہ تھا لیکن کتابوں کا اشتیاق اس قدر تھا کہ مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیاں فروخت کیں اور کتابیں خریدیں' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر دولت کا دروازہ کھول دیا۔ آپ کا حافظہ نہایت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ فرماتے ہیں: جس چیز کو میں ایک بار دیکھتا ہوں اس کو یاد کر لیتا ہوں اور پھر اس کو نہیں بھولتا۔

امام مالک مدینہ منورہ کے جس مکان میں رہتے تھے وہ عبداللہ بن مسعود کی رہائش گاہ تھی۔ مسجد نبوی میں اس جگہ بیٹھتے جہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھا کرتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں: میں نے پوری زندگی میں کبھی کسی بیوقوف شخص کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام مالک تنہائی میں کھانا کھاتے تھے۔ اس لیے کسی شخص نے آپ کے خورد و نوش کے احوال بیان نہیں کیے' وقار اور دبدبہ کے باوجود امام مالک اپنے اہل و عیال اور خدام کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ مدینہ منورہ کا بے حد احترام کرتے تھے' آپ نے حرم مدینہ میں کبھی قضائے حاجت نہیں کی۔ قضائے حاجت کے لیے تمام عمر حرم مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے رہے۔ امام مالک مدینہ منورہ میں کبھی سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ جس شہر میں رسول اللہ ﷺ کا روضہ ہو اس شہر کی سرزمین کو سواری کے سموں سے روندتے ہوئے مجھے حیاء آتی ہے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ بستان المحدثین ص ۱۳ تا ۲۲)

معمولات زندگی

امام مالک کی زندگی سادہ اور پروقار تھی' لوگوں کے ساتھ معاملات میں بے حد خلیق اور متواضع تھے' انہوں نے ساری زندگی علمی خدمت اور تعظیم حرم رسول میں گزاری۔ ابو مصعب کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے سنا' وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس وقت تک فتویٰ لکھنا نہیں شروع کیا جب تک ستر علماء نے میری اہلیت کی گواہی نہیں دی۔ امام زرقانی بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا اور اس وقت ان کا حلقہ درس اپنے معاصرین کے حلقوں میں سب سے بڑا حلقہ تھا۔ طلباء کا انبوہ کثیر ہر وقت ان کے دروازے پر موجود رہتا تھا۔ انہوں نے اپنے دروازے پر ایک دربان مقرر کیا ہوا تھا۔ پہلے خواص اہل علم کو آنے کی اجازت تھی اور پھر عام طلباء کو۔

(شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی الموطا ص ۳)

قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک ہمارے پاس تشریف لاتے تو عمدہ لباس زیب تن ہوتا اور خوشبو لگائی ہوئی ہوتی تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں کہ امام مالک نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لاتے تھے' جنازہ پڑھنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے' بیماروں کی عیادت کرتے تھے' لوگوں کے حقوق ادا کرتے تھے' مسجد میں مجلس منعقد کرتے' پھر کسی وجہ سے مسجد میں بیٹھنا ترک کر دیا اور نماز پڑھ کر چلے جاتے۔ پھر جنازوں میں بھی جانا چھوڑ دیا اور لوگوں کے پاس جا کر تعزیت کیا کرتے' آخر عمر میں جمعہ اور پانچ نمازوں کے لیے مسجد میں جانے کے سوا سب کچھ چھوڑ دیا لیکن لوگوں کی محبت اور عقیدت میں فرق نہ آیا۔ بسا اوقات اس سلسلہ میں فرماتے کہ ہر شخص اپنا عذر بیان کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

امام مالک انتہائی سادہ اور بے نفس تھے۔ ابن مہدی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے امام مالک سے مسئلہ پوچھا۔ آپ

نے فرمایا: میں اس کو اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ وہ شخص کہنے لگا: میں بڑی دور سے آپ کا نام سن کر مسئلہ معلوم کرنے آیا تھا۔ آپ نے فرمایا: جب واپس اپنے گھر پہنچو تو بتا دینا کہ مالک نے کہا تھا کہ میں یہ مسئلہ اچھی طرح بیان نہیں کر سکتا۔ سعید بن سلیمان کہتے ہیں کہ امام مالک فتویٰ دینے سے پہلے اس آیت کی تلاوت کیا کرتے تھے "ان نظن الا ظنا و ما نحن بمستیقنین"۔ (سورۃ جاثیہ آیت ۳۲)

(امام ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۹)

درس حدیث

امام مالک نے سترہ سال کی عمر میں تعلیم و تدریس کی ابتداء کر دی تھی' حدیث شریف پڑھانے سے پہلے غسل کرتے' عمدہ اور بیش قیمت لباس زیب تن کرتے' خوشبو لگاتے' پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکساری سے بیٹھتے اور جب تک درس جاری رہتا انگیٹھی میں عود اور لوبان ڈالتے رہتے تھے' درس حدیث کے درمیان کبھی پہلو نہیں بدلتے تھے۔ عبداللہ بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں درس حدیث میں حاضر ہوا۔ امام مالک روایت حدیث فرما رہے تھے' اسی دوران ایک بچھو کی نیش زنی کے باوجود آپ نے نہ پہلو بدلا' نہ سلسلہ روایت ترک کیا اور نہ ہی آپ کے تسلسل کلام میں کچھ فرق واقع ہوا۔ بعد میں آپ نے فرمایا: میرا اس تکلیف پر اس قدر صبر کرنا کچھ اپنی طاقت کی بناء پر نہ تھا بلکہ محض رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۸ھ' بستان المحدثین ص ۲۰)

عام طور پر درس حدیث کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ استاد حدیث پڑھے اور شاگرد سنتا رہے' دوسرا یہ کہ شاگرد حدیث پڑھے اور استاد سنتا رہے۔ اہل عراق نے درس حدیث کے لیے صرف پہلے طریقہ کو اختیار کر لیا اور اسی طریقہ میں درس حدیث کو منحصر خیال کرتے تھے۔ اس وجہ سے امام مالک اور حجاز کے دوسرے علماء نے درس حدیث کے لیے دوسرے طریقے کو اختیار کر لیا تھا۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۸ھ' بستان المحدثین ص ۱۹)

کلمات الثناء

حضور ﷺ کی حدیث ہے کہ عنقریب لوگ علم کی طلب میں سفر کر کے اونٹوں کے جگر پگھلا دیں گے پھر بھی انہیں عالم مدینہ سے بہتر کوئی عالم نہ مل سکے گا۔ سفیان بن عیینہ اور امام عبدالرزاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے اس فرمان میں امام مالک کی طرف اشارہ ہے۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ' شرح الزرقانی للموطاء ج ۱ ص ۳) امام شافعی فرماتے تھے کہ امام مالک علماء کے درمیان ایک درخشندہ ستارے کی مانند ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ اگر امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا۔ ابن وہب کہتے ہیں کہ اگر مالک اور لیث نہ ہوتے تو ہم گمراہ ہو جاتے۔ اسحاق بن ابراہیم کہتے تھے کہ جس بات پر ثوری' مالک اور اوزاعی اتفاق کر لیں وہ سنت ہے خواہ اس باب میں صریح نص وارد نہ ہو۔ (امام ابو عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ' تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۰۹) امام نسائی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تبع تابعین کی جماعت میں امام مالک سے زیادہ عظیم کوئی شخص نہیں اور نہ ہی ان سے بڑھ کر کوئی شخص حدیث میں مامون تھا۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۹)

عبدالرحمان بن مہدی کہتے تھے کہ سفیان ثوری روایت حدیث میں امام تھے اور اوزاعی قواعد سلف کے امام تھے اور امام مالک ان دونوں فنون کے امام تھے نیز وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے امام مالک سے کوئی زیادہ عقلمند شخص نہیں دیکھا۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ' درایۃ الموطا ص ۱۷) یحییٰ بن سعید قطان اور یحییٰ بن معین انہیں امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے تھے۔ نیز ابن معین کہتے تھے کہ امام مالک مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ امام مالک اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔ امام احمد بن احمد نے کہا کہ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں امام مالک سب سے فائق تھے اور امام بخاری نے کہا کہ صحیح ترین سند یہ ہے۔

مالک عن نافع عن ابن عمر ۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ ذریۃ الموطاص ۱۷) امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ امام مالک استاذ العلماء، عالمِ حجاز اور مفتی حرمین ہیں اور جب امام مالک کے وصال کی خبر سفیان بن عیینہ کو پہنچی تو فرمانے لگے امام مالک نے روئے زمین پر اپنی مثال نہیں چھوڑی۔

امام ذہبی فرماتے ہیں کہ امام مالک متعدد خصائل میں منفرد ہیں۔ اول طول عمر وعلو روایت' ثانی ذہن ثاقب اور وسعت علم' ثالث ان کی روایات کی جمیعت پر آئمہ کا اتفاق' رابع ان کے تدین' تقویٰ اور اتباع سنت پر لوگوں کا اجماع' خامس فقہ اور فتویٰ میں ان کا تقدم۔ (امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج اص ۲۱۲)

کرم بالائے کرم

امام دارالہجرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی محبت سے حظ وافر عطا فرمایا تھا' وہ اسوۂ رسول کے سراپا اور سنت نبوی کی عملی تصویر تھے۔

مصعب بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب امام مالک کے سامنے حضور کا ذکر کیا جاتا تو شدت جذبات سے ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور اسم مبارک کی تعظیم کے لیے بے اختیار جھک جاتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے ذرہ ذرہ سے انہیں عشق تھا اور وہ حرم رسول کی گلیوں اور بازاروں کا بھی احترام کرتے تھے' اسی وجہ سے حضور ﷺ کی بارگاہ سے امام مالک کو بیش بہا نعمتیں نصیب ہوئی تھیں۔ امام ابونعیم اصفہانی اپنی سند کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ خلف امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے تو امام مالک نے فرمایا: دیکھو تمہارے مصلے کے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے دیکھا تو ایک کاغذ تھا جس میں امام مالک کے بعض احباب نے اپنا خواب لکھا ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی مجلس میں لوگ جمع ہیں' آپ نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے اپنے منبر کے نیچے علم چھپا رکھا ہے اور مالک کو حکم دیا کہ وہ اس علم کو لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

اسماعیل بن مزاحم مروزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے استفسار کیا کہ حضور ہم آپ کے بعد کس سے سوال کیا کریں؟ فرمایا: مالک بن انس سے۔

ابوعبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی' آپ مسجد میں تشریف فرما تھے اور کافی لوگ آپ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور مالک حضور ﷺ کے سامنے مؤدب کھڑے تھے' حضور کے پاس مشک تھی' آپ اس میں سے تھوڑی تھوڑی مشک مالک کو دے رہے تھے اور وہ اس مشک کو لوگوں میں تقسیم کر رہے تھے۔

محمد بن رمح بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت کی تو آپ سے پوچھا: حضور مالک اور لیث میں زیادہ علم کس کا ہے؟ فرمایا: میرے علم کا وارث مالک ہے۔

مثنی بن سعید بیان کرتے ہیں کہ امام مالک فرماتے تھے کہ میری کوئی رات ایسی نہیں گزری جس میں میں نے حضور ﷺ کی زیارت نہ کی ہو۔ (حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۱۶ تا ۳۱۷)

ابتلاء

امام مالک کا مسلک تھا کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی' ان کے زمانہ کے حاکم نے اس مسئلہ میں ان سے اختلاف کیا اور ان کو زدوکوب کیا اور اونٹ پر سوار کرا کے شہر میں پھرایا' اس حال میں بھی امام مالک نے آواز بلند فرمایا کہ جو شخص مجھے جانتا ہے وہ جانتا ہے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے میں ابو عامر مالک بن انس اصبحی ہوں اور میرا مسلک یہ ہے کہ طلاق مکرہ واقع نہیں ہوتی۔ جعفر بن سلیمان تک جب یہ خبر پہنچی کہ امام مالک بلند آواز سے یہ اعلان کر رہے ہیں تو اس نے حکم جاری کیا کہ انہیں اونٹ سے اتار لیا جائے۔

امام احمد بن حنبل سے جب اس واقعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: طلاق مکروہ نافذ نہ کرنے کی بناء پر بعض حکام نے ان پر تشدد کیا تھا اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ تشدد کرنے والا شخص کون تھا۔

(حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی متوفی ۴۳۰ھ حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۳۲۲)

مالکی مسلک کا رواج

مغربی ممالک خصوصاً اندلس میں امام مالک کے مسلک کا بہت زیادہ چرچا ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہاں کے لوگ جب حج اور زیارت روضۂ منورہ کے لیے حرمین حاضر ہوتے تو مدینہ منورہ میں امام مالک کی شہرت' مقبولیت اور آپ کے علم وفضل سے بہت متاثر ہوتے۔ اس سبب سے اندلس میں عام طور پر لوگ امام مالک کے فتاویٰ کی پیروی کرتے تھے۔ چنانچہ قرطبہ سے یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مدینہ منورہ پہنچے' وہ ایک سال تک امام مالک کی خدمت میں رہے اور واپس آ کر انہوں نے موطا امام مالک اور فتاویٰ امام مالک کی تبلیغ اور اشاعت کی۔ اسی طرح اندلس کے ایک اور عالم عیسیٰ بن دینار بھی امام مالک کے شاگرد تھے اور ان دو حضرات نے دیارِ مغرب میں امام مالک کے مسلک کی بہت زیادہ خدمت کی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ کو شاہی دربار میں پذیرائی حاصل تھی اور تمام شہروں میں قاضیوں کا تقرر ان کی رائے سے ہوتا تھا اور یحییٰ بن یحییٰ اس بات کا خاص خیال رکھا کرتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو قاضی نہ مقرر کر دیا جائے جو مالکی مسلک سے اختلاف رکھتا ہو۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ' بستان المحدثین ص ۳۵)

وصال

یحییٰ بن یحییٰ مصمودی بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالک کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آ پہنچا تو مدینہ منورہ اور دوسرے شہروں سے تمام علماء اور فقہاء امام مالک کے مکان میں جمع ہو گئے تا کہ امام مالک کی آخری ملاقات سے فیض یاب اور ان کی وصیتوں سے بہرہ مند ہوں۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس وقت امام مالک کی عیادت کرنے والے مجھ سمیت ایک سو تیں علماء حاضر تھے۔ میں بار بار امام کے پاس جاتا اور سلام عرض کرتا تھا کہ اس آخری وقت میں امام کی نظر مجھ پر پڑ جائے اور وہ نظر میری سعادت اخروی کا وسیلہ بن جائے۔ میں اسی کیفیت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے' جس نے ہم کو کبھی ہنسایا اور کبھی رلایا' اس کے حکم سے زندہ رہے' اس کے حکم سے جان دیتے ہیں' اس کے بعد فرمایا: موت آ گئی۔ خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ حاضرین نے عرض کیا: اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے؟ فرمایا: میں اس وقت اولیاء اللہ کی مجلس کی وجہ سے بہت خوش ہوں کیونکہ میں اہل علم کو اولیاء اللہ گردانتا ہوں' اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شخص پسند نہیں ہے۔ نیز میں اس لیے بھی خوش ہوں کہ میری تمام زندگی علم کی تحصیل اور اس کی تعلیم میں گزری ہے اور میں اس سلسلہ میں اپنی تمام مساعی کو مستجاب اور مشکور گمان کرتا ہوں' اس لیے کہ تمام فرائض اور سنن اور ان کے ثواب کی تفصیلات ہم کو زبانِ رسالت سے معلوم ہوئیں مثلاً حج کا اتنا ثواب ہے اور زکوٰۃ کا اتنا اور ان تمام معلومات کو سوائے حدیث کے طالب علم کے اور کوئی شخص نہیں جان سکتا اور یہی علم اصل میں نبوت کی میراث ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام مالک نے ربیع کی ایک روایت بیان کی کہ کسی شخص کو نماز کے مسائل بتلانا روئے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی الجھن دور کر دینا سو حج کرنے سے افضل ہے اور ابن شہاب زہری کی روایات سے بتلایا کہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو غزوات میں جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد امام مالک نے کوئی بات نہیں کی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔ (شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ' بستان المحدثین ۱۳۹) امام ذہبی لکھتے ہیں کہ امام مالک کا سن وصال مؤرخین کے اتفاق سے ۱۷۹ھ ہے البتہ تاریخ میں اختلاف ہے۔ ابومصعب اور ابن وہب نے تاریخ وصال ۱۰ ربیع الاول بیان کی ہے' ابن سحنون نے گیارہ ربیع الاول' ابن

ابی اویس نے چودہ ربیع الاول تاریخ بتلائی ہے اور مصعب زبیری نے آپ کا وصال ماہ صفر میں ذکر کیا ہے۔

(امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۲۱۳)

موطاءامام مالک

فن حدیث میں جس کتاب کوسب سے پہلے مدون کیا گیا وہ موطاء امام مالک ہے۔امام شافعی نے اس کتاب کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ کتاب اللہ کے بعد روئے زمین پر اس سے زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔(شیخ محمد عبدالباقی زرقانی' شرح الموطاء للزرقانی ج اص ۸) اور فن جرح وتعدیل کے مشہور امام حافظ ابوزرعہ رازی متوفی ۲۶۴ھ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص قسم کھالے کہ موطاء کی تمام احادیث صحیح ہیں تو وہ حانث نہیں ہوگا۔(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۲۹ھ' بستان المحدثین ص ۲۶) ابوبکر بن العربی نے کہا: فن حدیث میں صحیح بخاری ثانوی حیثیت رکھتی ہے اور اس موضوع پر اصل اول موطاء امام مالک ہے۔(مولانا عبدالحئی لکھنوی ۱۳۰۴ھ' التعلیق الممجد ص ۱۵) اور حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ موطاء کی صحت اور قوت سے لوگوں کے دلوں میں جس قدر ہیبت طاری ہے اس کا کوئی کتاب مقابلہ نہیں کرسکتی۔(مولانا عبدالحئی لکھنوی ۱۳۰۴ھ' التعلیق الممجد ص ۱۶) حافظ ابن حبان لکھتے ہیں کہ فقہاء مدینہ میں امام مالک وہ شخص ہیں جنہوں نے روایات کے بارے میں تحقیق سے کام لیا اور جو شخص حدیث میں ثقہ نہ تھا اس سے اعراض فرمایا۔وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ اور کوئی چیز روایت کرتے اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث بیان کرتے۔(حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ' تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۹) یحییٰ بن سعید کہتے تھے کہ آج قوم کے پاس فن حدیث میں موطاء سے زیادہ کوئی صحیح کتاب نہیں ہے۔محمد بن سرّی کہتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو عرض کیا: حضور مجھے کچھ احادیث بیان فرمایئے جن کو میں آپ سے روایت کروں۔فرمایا: اے ابن السرّی میں نے مالک کو ایک خزانہ دیا ہے جس کو وہ تم میں تقسیم کریں گے اور یاد رکھو وہ خزانہ موطاء ہے۔پھر فرمایا: اللہ کی کتاب اور میری سنّت کے بعد مسلمانوں کے لیے موطاء سے زیادہ کوئی صحیح چیز نہیں ہے' اس کتاب کا سماع کرو اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

(مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ' التعلیق الممجد ص ۱۵)

سبب تالیف

حافظ ابومصعب زہری لکھتے ہیں کہ خلیفہ منصور عباسی نے امام مالک سے فرمائش کی تھی کہ آپ لوگوں کے لیے ایک کتاب تصنیف کردیجئے جس پر عمل کرنے کے لیے میں لوگوں کو آمادہ کروں۔امام مالک مختلف عذر پیش کرتے رہے مگر خلیفہ نے باصرار شدید آپ کو اس کام کے لیے تیار کرلیا۔بالآخر امام مالک نے موطاء کی تصنیف شروع کی لیکن اس کی تکمیل سے پہلے منصور کا انتقال ہوگیا اور اس کے بیٹے محمد مہدی کے ابتدائی دور خلافت میں اس کتاب کی تکمیل ہوگئی۔(علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ' تزئین الممالک ص ۴۲)

مدارج تالیف

ابن الوہاب ذکر کرتے ہیں کہ امام مالک نے ایک لاکھ احادیث میں سے موطاء کا انتخاب کیا۔پہلے اس میں دس ہزار احادیث جمع کیں پھر مسلسل غور کرتے رہے یہاں تک کہ اس میں پانچ سو احادیث باقی رہ گئیں۔حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ امام اوزاعی کے شاگرد عمر بن عبدالواحد کہتے ہیں کہ ہم نے چالیس دن میں امام مالک کو موطاء سنائی تو آپ نے فرمایا کہ جس کتاب کو میں نے چالیس سال میں تالیف کیا تم نے اس کو چالیس دنوں میں حاصل کرلیا۔(مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ' التعلیق الممجد ص ۱۵)

وجہ تسمیہ

موطاء کا لفظ ''وطی'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی روندنے کے ہیں۔امام مالک نے کتاب کی تالیف کے بعد اس کو مدینہ منورہ کے ستر فقہاء کے سامنے پیش کیا جنہوں نے اس کتاب کو انظار و فقہ سے روندا' اس وجہ سے اس کا نام موطاء پڑ گیا۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ

یہ لفظ ''مُواطاۃ'' سے ماخوذ ہے جس کے معنی موافقت ہیں چونکہ اس کتاب کے ساتھ امام مالک کے زمانے کے تمام علماء نے موافقت کی تھی اس لیے اس کا نام موطاء رکھا گیا۔

تالیف میں اخلاص

جب امام مالک نے موطاء کو تصنیف کرنا شروع کیا تو آپ کو دیکھ کر دوسرے علماء نے بھی آپ کی طرح اس فن میں لکھنا شروع کر دیا۔ بعض لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کیوں اپنے آپ کو اس تصنیف کی وجہ سے تکلیف میں ڈال رہے ہیں جب کہ اور لوگوں نے بھی اس طرز کی کتابیں لکھنی شروع کر دی ہیں؟ امام مالک نے فرمایا: عنقریب لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کام محض اللہ کے لیے ہے۔ چنانچہ موطاء کے ظہور میں آنے کے بعد وہ تمام کتابیں اپنی رونق اور شہرت کھو بیٹھیں اور اس زمانہ کی تالیفات میں سے سوائے موطاء کے آج کسی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ (شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسوّی ج ۱ ص ۲۵)

امام مالک موطاء کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اپنا اخلاص ثابت کرنے کے لیے موطاء کے مسودہ کے تمام اوراق کو پانی میں ڈال دیا اور فرمایا: اگر ان اوراق میں سے ایک ورق بھی بھیگ گیا تو مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ لیکن یہ امام مالک کی صدقِ نیت اور اخلاص کا ثمرہ تھا کہ پانی میں ڈالنے کے باوجود ان اوراق میں سے کوئی ورق بھی نہیں بھیگا اور اس کام میں امام مالک کا اخلاص اور ان کی للّٰہیت تمام لوگوں پر ظاہر ہو گئی۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۲۵)

شرفِ اوّلیت

تاریخی طور پر اس بات میں کسی شخص کو مجال سخن نہیں ہے کہ حدیث کا جو سب سے پہلا مجموعہ امت کے ہاتھوں میں پہنچا ہے وہ موطاء امام مالک ہے۔ البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب بخاری ہے یا موطاء، بہر حال جمہور کی رائے یہی ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری کی الجامع الصحیح ہے جو آج تمام دنیا میں صحیح بخاری کے نام سے معروف ہے اور بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ صحیح مجرد میں پہلی کتاب موطاء امام مالک ہے لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ موطاء میں بکثرت بلاغات' مراسیل اور منقطعات ہیں اور انقطاع سند بہر حال صحت حدیث کے منافی ہے۔ بعض لوگ اس جواب میں صحیح بخاری کے تراجم اور تعلیقات سے معارضہ کرتے ہیں کیونکہ امام بخاری نے متعدد جگہ سند ذکر کیے بغیر متن حدیث سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور بعض جگہ ترجمۃ الباب میں معلق احادیث وارد کی ہیں، پس اگر انقطاع سند موطاء کی صحت مجردہ کے لیے مانع ہے تو یہ سقم صحیح بخاری میں بھی پایا جاتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ صحیح بخاری کی تعلیقات اور تراجم کی دوسرے توابع اور شواہد سے تقویت اور تائید ہو جاتی ہے تو موطاء کی بلاغات اور مراسیل وغیرہ کو بھی دوسرے قرائن سے تائید حاصل ہے۔

اس معارضہ کے جواب میں اولاً گزارش یہ ہے کہ موطاء کی تمام احادیث بلا استثناء پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکیں۔ چنانچہ حافظ ابن عبدالبر مالکی اندلسی نے تصریح کی ہے کہ موطاء کی چار احادیث ایسی ہیں جن کی اور کسی سند سے تائید نہیں ہو سکی۔ (شیخ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ شرح الزرقانی للموطا ج ۱ ص ۸) ثانیاً ان منقطع احادیث کا کسی اور سند سے متصل ثابت ہونا ایک اور بات ہے لیکن جن اسناد سے امام مالک نے ان کو روایت کیا ہے وہ بہر حال منقطع ہیں اور ان اسناد کے لحاظ سے وہ احادیث فنی طور پر صحیح نہیں ہوں گی کیونکہ انقطاع صحت حدیث کے منافی ہے جیسا کہ اگر کسی حدیث کی سند میں کوئی وضاع راوی آ جائے تو اس سند کے لحاظ سے وہ حدیث بہر حال موضوع قرار پائے گی خواہ متن حدیث کسی دوسری صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو۔ ثالثاً امام بخاری نے جس قدر تعلیقات وارد کی ہیں وہ سب اصل میں متصل ہیں اور امام بخاری نے ان احادیث کا علی وجہ الاتصال ہی سماع کیا ہے لیکن عمداً متعدد حکمتوں کی بناء پر ان کی اسناد کو حذف کر دیا برخلاف موطاء کی بلاغات کے' کیونکہ امام مالک کو وہ تمام بلاغات علی وجہ الانقطاع ملی ہیں جیسا کہ عنقریب واضح ہو

جائے گا۔ (صحیح بخاری کے باب میں ہم نے ان حکمتوں کو بیان کر دیا ہے (سعیدی) رابعاً امام مالک کی تمام منقطع احادیث کتاب کے اصل موضوع میں روایت کی گئی ہیں اس کے برخلاف امام بخاری نے تعلیقات اور تراجم کو ابواب کے ذیل میں وارد کیا ہے اور صحیح بخاری کے اصل موضوع میں کوئی منقطع حدیث نہیں ہے کیونکہ کتاب کا اصل موضوع احادیث مسندہ ہیں جیسا کہ اس کے نام الجامع الصحیح المسند سے ظاہر ہے اور امام بخاری کی تصریح "**ما وضعت فی جامعی هذا الاماصح**" سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے۔

ہر ایک شخص کا مزاج اور مسلک جدا ہوتا ہے' ہماری رائے اس سلسلہ میں بہر حال یہی ہے کہ صحیح مجرد میں احادیث جمع کرنے کا شرف جس شخص نے سب سے پہلے حاصل کیا وہ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری ہیں اور نفس حدیث کا سب سے پہلا مجموعہ جس شخص نے امت مسلمہ کو فراہم کیا وہ امام ابوعبداللہ مالک بن انس اصبحی ہیں۔

آج تک تمام علماء سلفاً خلفاً یہی لکھتے آ رہے ہیں کہ احادیث کا سب سے پہلا مجموعہ امام مالک نے پیش کیا لیکن مولوی عبد الرشید نعمانی لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے احادیث کا مجموعہ جس شخص نے پیش کیا وہ امام اعظم ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ جب جامع کوفہ کی اس مشہور علمی درس گاہ میں مسند فقہ و علم پر جلوہ آراء ہوئے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے باقاعدہ طور پر چلی آ رہی تھی تو آپ نے جہاں علم کلام کی بنیاد ڈالی' فقہ کا عظیم الشان فن مدون کیا' وہاں ہی علم حدیث کی ایک اہم ترین خدمت یہ انجام دی کہ احادیث احکام میں سے صحیح اور معمول بہ روایات کا انتخاب فرما کر ایک مستقل تصنیف میں ان کو ابواب فقہیہ پر مرتب کیا جس کا نام کتاب لآ ثار ہے اور آج امت کے پاس احادیث صحیحہ کی سب سے قدیم ترین کتاب یہی ہے" پھر لکھتے ہیں:

"ممکن ہے کہ بعض لوگ کتاب الآ ثار کو احادیث صحیحہ کا اولین مجموعہ بتانے پر چونکیں اس لیے اس حقیقت کو آشکارا کرنا نہایت ضروری ہے"۔

اور کتاب الآ ثار کی اولیت پر دلیل قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"بلاشبہ علامہ مغلطائی کے نزدیک اس بارے میں اولیت کا شرف امام مالک کو حاصل ہے" لیکن کتاب الآثار موطاء سے پہلے کی تصنیف ہے' جس سے خود موطاء کی تالیف میں استفادہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حافظ سیوطی "تبیین الصحیفة فی مناقب الامام ابو حنیفه" میں تحریر فرماتے ہیں:

من مناقب ابی حنیفة التی انفرد بها انه اول من دون علم الشریعة ورتبه ابوابا ثم تبعه مالک بن انس فی ترتیب الموطاء ولم یسبق ابا حنیفة احد.

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۵۸ تا ۱۶۱)

امام ابوحنیفہ کے ان خصوصی مناقب سے کہ جن میں وہ منفرد ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا اور اس کی ابواب پر ترتیب کی' پھر امام مالک بن انس نے موطاء کی ترتیب میں انہیں کی پیروی کی اور اس باب میں ابوحنیفہ پر کسی کو سبقت نہیں ہے۔

لیکن ارباب فہم پر ظاہر ہو گا کہ نعمانی صاحب کی اس دلیل میں کوئی جان نہیں ہے کیونکہ حافظ سیوطی نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے سب سے پہلے علم شریعت کی تدوین کی ہے اور علم شریعت علم حدیث سے عام ہے اور جب دعویٰ خاص اور دلیل عام ہو تو تقریب تام نہیں ہوتی اور خصوصاً اس لیے بھی کہ حافظ سیوطی نے خود تنویر الحوالک میں موطاء کو حدیث کی پہلی کتاب قرار دیا ہے۔ اس لیے تبیین الصحیفہ میں ان کے کلام "اول من دون علم الشریعة" میں شریعت سے مراد علم حدیث کے ماسوا ماننا پڑے گا۔ امام اعظم ابوحنیفہ کی دینی خدمات کا ایک الگ مقام ہے۔ کتاب و سنت سے مسائل کے استخراج اور علم شریعت کی کتب اور ابواب کے ساتھ باقاعدہ تدوین کی خدمت میں ان پر کوئی سابقیت نہیں رکھتا۔ اس حقیقت کو آشکارا کرنے کے لیے حافظ سیوطی نے ...

فرمایا: "انه اوّل من دون علم الشريعة" اسی طرح سب سے پہلے انہوں نے اجتہاد کے اصول اور پیمانے وضع کیے اور بعد کے تمام مجتہدین امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل نے ان قواعد سے پورا پورا استفادہ کیا۔ اسی لیے امام شافعی نے فرمایا: "الفقهاء كلهم عيال ابى حنيفة" تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے پروردہ ہیں' اس کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں بھی ان کا نہایت اونچا مقام ہے۔ فن حدیث میں انہوں نے کتاب الآ ثار کو تصنیف کیا جس کی پوری تحقیق ہم اس سے متعلق عنوان کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔

اسلوب

امام مالک کسی عنوان کو ثابت کرنے کے لیے اولاً حدیث مسند وارد کرتے ہیں اور اگر حدیث مسند نہ مل سکے تو ثقات تابعین سے حدیث مرسل روایت کرتے ہیں' جب حدیث مرسل بھی نہ مل سکے تو بلاغات کو وارد کرتے ہیں' اس کے بعد آثار صحابہ کی طرف رجوع کرتے ہیں' آثار میں حضرت عمر کے قضایا اور حضرت عبداللہ بن عمر کے فتاویٰ کو مقدم رکھتے ہیں۔ صحابہ کے بعد اقوال تابعین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تابعین میں بھی فقہاء مدینہ کو ترجیح دیتے ہیں اور خاص طور پر سعید بن میتب' عروہ بن زبیر' قاسم' سالم' سلیمان بن یسار' ابوسلمہ' ابوبکر بن عبدالرحمٰن' ابوبکر بن عمرو اور عمر بن عبدالعزیز کے اقوال کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض جگہ امام مالک کسی عنوان کے تحت احادیث مسندہ' آثار اور فتاویٰ تابعین ذکر کرنے کے بعد اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے باب "وضوء النائم ان قام الصلوة" کے تحت حدیث وارد کی۔

عن ابى هريرة ان رسول الله ﷺ قال اذا استيقظ احدكم من نومه فليغسل يده قبل ان يدخلها فى وضوئه فان احدكم لا يدرى اين باتت يده.

اس کے بعد حضرت عمر کا اثر وارد کیا۔ "اذا نام احدكم مضطجعا فليتوضا". اور آیت وضو کی تفسیر میں زید بن اسلم کا یہ قول پیش کیا "ان ذلك اذا قمتم من المضاجع يعنى النوم" اور آخر میں اپنی رائے پیش کی۔ "قال مالك الامر عندنا انه لا يتوضا الا من حدث يخرج من دبر او ذكر او نام" "موطاء میں صرف احکام سے متعلق احادیث بیان کی گئی ہیں۔ تفسیر' اشراط اور مناقب سے متعلق احادیث روایت نہیں کی گئی ہیں' اس لحاظ سے یہ کتاب اقسام کتب حدیث میں سے سنن کے ذیل میں آتی ہے۔

بلاغات

موطاء امام مالک میں بلاغات بکثرت موجود ہیں اس لیے ضروری ہے کہ بلاغات کی وضاحت کر دی جائے۔ اگر کسی شخص کو کوئی حدیث لکھی ہوئی مل جائے اور وہ خط تحریر سے اس حدیث کے لکھنے والے کو پہچانتا ہو تو بشرط اجازت اس حدیث کو روایت کر سکتا ہے اس کو فن حدیث کی اصطلاح میں وجادت کہتے ہیں۔ امام مالک نے اہل علم کی کتب اور ان کے نوشتوں میں جو احادیث لکھی ہوئی پائیں تو ان کو "بلغه عن النبى ﷺ" کے صیغہ کے ساتھ روایت کر دیا۔ اس قسم کی تمام روایات فنی طور پر منقطع کا حکم رکھتی ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ "مالك انه بلغه ان عبد الله بن مسعود كان يقول من قبلة الرجل امراته الوضوء" (امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ' موطا امام مالک ص ۱۵) اس لحاظ سے امام مالک کی تمام بلاغات وجادت کے تحت آتی ہیں۔

اسانید

امام مالک نے احادیث مسندہ عام طور پر حضرت عبداللہ بن عمر' حضرت عائشہ' حضرت ابوہریرہ' حضرت انس' حضرت جابر' حضرت ابوسعید خدری اور حضرت سہل بن سعد سے روایت کی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی احادیث عموماً نافع یا عبداللہ بن دینار سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ کی روایات عروہ' قاسم' ہشام اور عبدالرحمٰن سے' حضرت ابوہریرہ کی احادیث "عن ابى الزناد عن الاعرج" یا "عن العلاء بن عبد الرحمن عن ربيعة" یا "عن ابن شهاب عن سعيد بن المسيب"۔ ابن میتب کی سند

سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت انس کی احادیث ابن شہاب' ربیعہ' اسحٰق بن عبداللہ' حمید اور عبداللہ بن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت جابر کی احادیث ابوالزبیر' وہب بن کیسان اور محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں اور ابوسعید خدری کی احادیث محمد بن یحییٰ اور عمر بن یحییٰ عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں اور سہل بن سعد کی احادیث غالباً ابی حازم سے روایت کرتے ہیں۔

چار نادر حدیثیں

حافظ ابن عبدالبر نے جن چار حدیثوں کا ذکر کیا ہے جن کا متن دوسری کتابوں میں نہیں ملتا' ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مالک انه بلغه . ان رسول الله ﷺ قال انی لانسی لاسن. (موطاءامام مالک ص ۳۵)

(۲) مالک انه سمع من یثق به من اهل العلم یقول ان رسول الله ﷺ اری اعمار الناس قبله او ماشاء الله من ذلک فکانه تقاصر اعمار امته عن ان لا یبلغوا من العمل مثل الذی بلغ غیرهم فی طول العمر فاعطاه الله لیلة القدر خیرا من الف شهر. (موطاءامام مالک ص ۹۹)

(۳) مالک عن معاذ بن جبل انه قال اخرما او صانی به رسول الله ﷺ حین وضعت رجلی فی الغرزان قال لی احسن خلقک للناس معاذ بن جبل. (موطاءامام مالک ص ۳۶۲)

(٤) اذانشات بحریة ثم تشاء مت فتلک عین غدیقه. (شرح الزرقانی للموطاءج ۱ ص ۸)

تعداد احادیث

ابوبکر العربی نے بیان کیا ہے کہ موطاء امام مالک کی کل روایات بشمول آ ثار صحابہ وفتاویٰ تابعین ایک ہزار سات سوبیس ہیں جن میں چھ سومسند ہیں' دوسو بائیس مرسل ہیں' چھ سوستر ہ موقوف ہیں اور دوسو پچھتر اقوال تابعین ہیں۔

(شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسویٰ ج ۱ ص ۲۵)

موطاءامام مالک کے راوی

موطاء امام مالک کو ہر طبقہ کے لوگوں نے بکثرت روایت کیا ہے۔ خلفاء اسلام میں سے ہارون رشید' امین اور مامون نے' مجتہدین میں سے امام شافعی' امام محمد بن الحسن' امام احمد بن حنبل اور امام ابو یوسف نے (ان تمام مجتہدین میں صرف امام محمد بن الحسن شیبانی نے امام مالک سے بلاواسطہ موطاء کی روایت کی ہے اور باقی مجتہدین نے بالواسطہ موطاء امام مالک کو روایت کیا ہے) امام مالک کے خصوصی تلامذہ میں سے یحییٰ بن یحییٰ المصمودی' ابن القاسم اور اصبغ نے اور صوفیاء میں سے ذوالنون مصری نے اور محدثین میں سے ایک کثیر جماعت نے اس کو روایت کیا ہے جن کا احصاء بہت دشوار ہے۔ (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ مقدمہ مسویٰ ج ۱ ص ۴۲)

موطاءامام مالک کے نسخے

موطاء امام مالک کے تیس سے زیادہ نسخے ہیں ان میں یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا نسخہ سب سے زیادہ مشہور ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بستان المحدثین میں موطاء کے سولہ نسخوں کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور ہر نسخہ کے راوی کی مختصر سوانح لکھی ہے۔ اس وقت امت کے ہاتھوں میں موطاء کے دو نسخے موجود ہیں ایک یحییٰ بن یحییٰ مصمودی کا اور دوسرا امام محمد بن حسن شیبانی کا۔ یحییٰ بن یحییٰ کا نسخہ موطاء امام مالک اور امام محمد کا نسخہ امام محمد کی روایت کے سبب موطاء امام محمد کے نام سے مشہور ہے۔

موطاء کی شروح وتعلیقات

موطاء امام مالک چونکہ فن حدیث میں سب سے پہلی کتاب تھی اس وجہ سے اس کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور بے شمار لوگوں نے اس پر شروح' حواشی اور تعلیقات سپرد قلم کیے ہیں۔ سطور ذیل میں بعض شروح کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) تفسیر الموطاء: یہ شرح ابومروان عبدالملک بن حبیب بن سلیمان المالکی المتوفی ۲۳۹ھ کی تصنیف ہے۔
(۲) شرح الموطاء: یہ کتاب احمد بن محمد الخطابی المتوفی ۳۸۸ھ کی تصنیف ہے۔
(۳) شرح الموطاء: یہ ابن رشیق المالکی متوفی ۴۵۶ھ کی تصنیف ہے۔
(۴) التمهيد في معاني الموطاء والاسانيد: یہ شرح حافظ ابوعمرو بن عبدالبر مالکی متوفی ۴۶۳ھ کی تالیف ہے۔
(۵) الاستذكار لمذهب علماء الامصار فيما تضمنه الموطاء من معاني الراى والآثار: یہ بھی حافظ ابن عبدالبر کی تصنیف ہے۔
(۶) شرح الموطاء: یہ شرح ابوالولید الباجی سلیمان ابن خلف بن سعد بن ایوب المالکی المتوفی ۴۷۱ھ کی تصنیف ہے اور بیس جلدوں پر مشتمل ہے۔
(۷) المقتبس: یہ شرح ابومحمد عبداللہ بن محمد البطیوسی المالکی المتوفی ۵۱۱ھ کی تصنیف ہے۔
(۸) المقتبس في شرح موطاء مالك بن انس: شرح قاضی ابوبکر بن العربی المالکی المتوفی ۵۴۳ھ کی تالیف ہے۔ اس نام کے دو شخص مشہور ہیں ایک یہ ہیں اور دوسرے محی الدین ابن العربی صاحب الولایۃ العظمیٰ ہیں۔
(۹) كشف المغطاء: یہ حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی ۹۱۱ھ کی تصنیف ہے اور کافی ضخیم کتاب ہے۔
(۱۰) تنوير الحوالك: یہ بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔
(۱۱) السعلف المبطاء: یہ کتاب بھی حافظ سیوطی کی تصنیف ہے۔
(۱۲) شرح موطا امام مالك: یہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف مالکی زرقانی متوفی ۱۱۲۸ھ کی تصنیف ہے، پانچ مجلدات پر مشتمل ہے، سے کئی بار طبع ہو چکی ہے۔
(۱۳) المحلى باسرار الموطاء: یہ شیخ سلام اللہ دہلوی کی تصنیف ہے جو شیخ عبدالحق دہلوی کی اولاد سے ہیں۔
(۱۴) المسوىٰ: دو جلدوں پر مشتمل ہے، یہ شاہ ولی اللہ متوفی ۱۱۷۶ھ کی تصنیف ہے۔
(۱۵) المصفىٰ: یہ شرح بھی شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے، فارسی زبان میں مختصر شرح ہے۔

(ماخوذ تذکرۃ المحدثین)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١ - كِتَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

اوقاتِ نماز کا بیان

١ - بَابُ وُقُوْتِ الصَّلٰوةِ

اوقاتِ نماز کا بیان

١ - **حَدَّثَنِىْ** يَحْيَى بْنُ يَحْيَى اللَّيْثِىُّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ ، فَاَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا ، وَهُوَ بِالْكُوْفَةِ ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىُّ ، فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيْرَةُ؟ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلّٰى ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى ، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِعْلَمْ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ يَا عُرْوَةُ ، اَوَ اِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ الَّذِىْ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِىُّ ، يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ

صحیح البخاری (٨٦٧) صحیح مسلم (١٤٥٧)

ابن شہاب کا بیان ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک روز نمازِ عصر میں تاخیر کر دی تو عروہ بن زبیر ان کے پاس گئے اور بتایا کہ ایک روز حضرت مغیرہ بن شعبہ نے نماز میں تاخیر کر دی تھی تو ان کے پاس حضرت ابو مسعود انصاری تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اے مغیرہ! یہ کیا ہے؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور انہوں نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے دوبارہ نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے سہ بارہ نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے چوتھی بار نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، انہوں نے پانچویں بار نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑھی، پھر فرمایا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ اے عروہ! غور کیجئے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ کیا حضرت جبرئیل نے رسول اللہ ﷺ کے لئے اوقات نماز مقرر کیے؟ عروہ نے کہا کہ بشیر بن ابو مسعود انصاری اپنے والد ماجد سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ ف

ف: حضرت عمر بن عبد العزیز سربراہِ مملکت تھے۔ ان سے ذرا سی کوتاہی سرزد ہوئی تو حضرت عروہ نے جا کر فوراً انہیں فہمائش کی کیونکہ سربراہِ مملکت کی اصلاح میں سارے ملک کی اصلاح اور اس کے فساد میں سارے ملک کا فساد ہے۔ سلطانِ وقت ملک کے اندر روح یا دل کی طرح ہوتا ہے (مکتوبات امام ربانی' دفتر دوم' مکتوب ٦٧)۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے بھی ان کی فہمائش کو خندہ پیشانی سے سنا اور سرِ تسلیم خم کر دیا۔ ان کے اس عمل میں اراکینِ سلطنت کے لئے درسِ عبرت ہے۔ حضرت عروہ بن زبیر نے حدیث رسول سے حجت قائم کی۔ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے بعد قرونِ اولیٰ میں بھی احادیث کو حجت مانا جاتا تھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کو حدیث میں اشکال پیش آیا اور اسے بیان کیا جس کا باعث یہ ہوا کہ وہ اسے حضرت عروہ بن زبیر کا قول سمجھ رہے تھے۔ جب انہوں نے بتایا کہ بشیر اپنے والدِ ماجد حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں تو حدیث کے سامنے حضرت عمر بن عبد العزیز نے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اشکال رفع ہو گیا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغام رساں کی حیثیت میں اوقات نماز بتائے معلم کی حیثیت میں نہیں بتائے تھے۔

اس جگہ قبلہ مفتی احمد یار خاں رحمۃ اللہ علیہ سے سہو ہوا کہ عروہ بن زبیر کو صحابی جانتے ہوئے موصوف نے اپنی ایمان افروز تصنیف مرآۃ شرح مشکوٰۃ' جلد اول ص ٣٧٥ پر اسی حدیث کی شرح میں لکھا ہے: ”خیال رہے کہ حضرت عروہ بن زبیر خود بھی صحابی ہیں مگر پھر بھی اسناد سے حدیث بیان کی۔ مقصد یہ ہے کہ میں نے حضور سے خود بھی یہ حدیث سنی ہے میرے علاوہ اور صحابہ ...

مسلمانوں نے بھی۔ غرض یہ کہ بطور گواہی یہ اسناد پیش کی ورنہ جب صحابی خود حضور سے حدیث سن لیں تو انہیں اسناد کی ضرورت نہیں''۔ حالانکہ موصوف نے اسی مرأۃ' شرح مشکوٰۃ' جلد ہشتم کے آخر میں اجمال ترجمۂ اکمال کے صفحہ ۲۸ پر حضرت عروہ بن زبیر کی پیدائش کا ۲۲ھ لکھا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ کے وصال سے گیارہ سال بعد پیدا ہوئے' معلوم نہیں انہوں نے زبانِ رسالت سے حدیث کس طرح سن لی؟

خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عروہ بن الزبیر تابعی کبیر ست برادر عبد اللہ بن الزبیر پسر اسماء بنت ابی بکر صدیق'' (اشعۃ اللمعات' جلد اول' ص ۲۷۴) نیز فرمایا ہے: ''مراد عروہ بن الزبیر است بن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہم قرشی اسدی از کبار تابعین وثقات ایشاں ویکے از فقہائے سبعۂ مدینہ فقیہ عالم کبیر کثیر الحدیث ثبت ثقہ مامون صائم الدہر ولد سنۃ اثنین و عشرین ومات سنتہ اربع وتسعین''۔ (اشعۃ اللمعات' جلد اول' ص ۲۸۷)۔

٢- قَالَ عُرْوَةُ وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ. صحیح البخاری (۵۲۲) صحیح مسلم (٦١١)

عروہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم ﷺ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر ایسے وقت پڑھتے کہ دھوپ دیواروں پر چڑھنے سے پہلے ان کے حجرے میں ہوتی۔

٣- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ' أَنَّهُ قَالَ ' جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ ' قَالَ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنَ الْغَدِ صَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ' ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ أَنْ أَسْفَرَ ' ثُمَّ قَالَ أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ قَالَ هَا أَنَذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ وَقْتٌ.

سنن نسائی (٦٤١)

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر نماز فجر کا وقت پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یہاں تک کہ اگلے روز آپ نے فجر طلوع ہوتے ہی صبح کی نماز ادا فرمائی۔ پھر اگلے روز آپ نے اجالا ہونے پر نماز فجر ادا کی۔ پھر فرمایا کہ نماز کا وقت پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! میں حاضر خدمت ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ وقت ان دونوں حدوں کے درمیان ہے۔

٤- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ ' فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ' مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ.

صحیح البخاری (۵۷۸) صحیح مسلم (٢٣٢_٦٤٥)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر ادا کر لیتے تو مستورات اپنی چادریں لپیٹ کر واپس آتیں اور اندھیرے کے باعث پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ' وَعَنْ بُسْرِ ابْنِ سَعِيْدٍ ' وَعَنِ الْأَعْرَجِ ' كُلُّهُمْ يُحَدِّثُوْنَهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصُّبْحِ ' قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے طلوع فجر سے پہلے ایک رکعت پالی تو اس نے نماز فجر کو پالیا اور جس نے غروب آفتاب سے پہلے نماز عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز عصر کو پالیا۔

الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ ' وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ.

صحیح البخاری (۵۷۹) صحیح مسلم (۱۳۷۳)

[۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِكُمْ عِنْدِی الصَّلٰوةُ ' فَمَنْ حَفِظَهَا وَ حَافَظَ عَلَيْهَا ' حَفِظَ دِيْنَهٗ ' وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ' ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ ' اِذَا كَانَ الْفَىْءُ ذِرَاعًا ' اِلٰى اَنْ يَّكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ. وَالْعَصْرَ ' وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ' بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ' قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ' قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ ' وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ' وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ' فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ ' فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ ' فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ ' وَالصُّبْحَ ' وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ.

نافع مولی عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمال کے لیے لکھا کہ میرے نزدیک تمہاری سب سے اہم ذمہ داری نماز ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اور اسے محفوظ رکھا تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اسے ضائع کیا تو وہ اس کے علاوہ چیزوں کو اور زیادہ ضائع کرے گا' پھر لکھا کہ نماز ظہر ایسے وقت پڑھو کہ سایہ ایک ہاتھ اور آدمی کے قد کے برابر ہو اور نماز عصر ایسے وقت کہ سورج ابھی بلند اور بالکل سفید ہو یعنی اتنی مقدار کہ کوئی سوار سورج غروب ہونے سے پہلے دو یا تین کلومیٹر سفر کر سکے اور نماز مغرب اس وقت جب سورج غروب ہو جائے اور نماز عشاء شفق کے غائب ہونے سے تہائی رات تک ہے۔ جو نماز عشاء سے پہلے سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے' جو سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے' جو سو گیا اس کی آنکھ نہ سوئے اور نماز فجر کا وقت وہ ہے کہ تارے صاف چمکتے ہوں۔ ف

ف: حضرات احناف شکر اللہ سعیہم کے مذہب مہذب کے مطابق پنجگانہ نمازوں کے اوقات یہ ہیں:

فجر: طلوع فجر صادق سے طلوع آفتاب تک نماز فجر کا وقت ہے۔ تمام وقت کے آخری نصف یعنی اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔ ایسے وقت پڑھے کہ نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ نماز نہیں ہوئی تو دوبارہ وقت کے اندر پڑھی جا سکے۔ دانستہ اتنی دیر کرنا کہ طلوع آفتاب کا دوران نماز خدشہ ہو مکروہ ہے۔

ظہر: زوال کے بعد سے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے تک ظہر کا وقت رہتا ہے اور صاحبین کے نزدیک سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

عصر: سیدنا امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک سایہ ظل اصلی کے علاوہ دو مثل ہونے سے غروب آفتاب تک ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک ایک مثل سے عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ بعض متاخرین نے اگرچہ قول صاحبین کو مرجح بتایا ہے لیکن قول امام اعظم ہی احوط واصح اور ازروئے دلائل ارجح ہے کیونکہ عموماً متونِ مذہب قول امام پر جزم کیے ہوئے ہیں اور عامۂ اجلۂ شارحین نے اسے مرضی ومختار رکھا اور اکابر آئمہ ترجیح وافتاء بلکہ جمہور پیشوایان مذہب نے اسی کی تصحیح کی ہے۔

مغرب: غروب آفتاب سے سفیدی ڈوبنے تک ہے یعنی وہ چوڑی سفیدی کہ شمالاً جنوباً پھیلتی اور سرخی غائب ہونے کے بعد بھی تادیر باقی رہتی ہے۔ اس سفیدی کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

عشاء: مغرب کا وقت ختم ہونے سے طلوع فجر صادق تک ہے۔

مذہب حنفی کے مطابق مغرب اور سردیوں کی ظہر کے علاوہ باقی ہر نماز میں تاخیر افضل ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ مکروہ وقت

آ جائے یعنی فجر میں سورج طلوع ہونے کا خدشہ ہو یا عصر میں بے تکلف قرص آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے جبکہ مطلع صاف ہو اور یہ وقت قریباً بیس منٹ رہتا ہے۔ نماز عصر میں ابر کے روز جلدی کرنی چاہیے لیکن اتنی جلدی بھی نہ ہو کہ وقت سے پہلے پڑھ لی جائے۔ باقی ہمیشہ اس میں تاخیر مستحب ہے اور اسی لیے اس کا نام عصر رکھا گیا ہے" لانہ یعصر "یعنی یہ نچوڑ کے وقت پڑھی جاتی ہے" مغرب میں اتنی دیر کرنا کہ چھوٹے تارے بھی نظر آنے لگیں مکروہ ہے' عشاء کا آدھی رات تک مستحب وقت ہے اور اس کے بعد فجر تک کراہت ہے۔ جن نمازوں میں تاخیر افضل ہے ان کے وقت کے دو حصے کیے جائیں تو مذہب حنفی کے مطابق دوسرے نصف میں ادا کرنا مستحب ہے اور حضرات شوافع کے نزدیک پہلے نصف میں۔ واللہ اعلم بالصواب

[۲] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ سُهَیْلٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی اَنْ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ. وَالْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَیْضَاءُ نَقِیَّةٌ، قَبْلَ اَنْ یَّدْخُلَهَا صُفْرَةٌ، وَالْمَغْرِبَ، اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَاَخِّرِ الْعِشَاءَ مَا لَمْ تَنَمْ، وَصَلِّ الصُّبْحَ، وَالنُّجُوْمُ بَادِیَةٌ مُشْتَبِکَةٌ، وَاقْرَاْ فِیْهَا بِسُوْرَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

مالک بن ابو عامر اصبحی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے لئے لکھا کہ نماز ظہر اس وقت پڑھو جب سورج ڈھل جائے اور نماز عصر ایسے وقت جبکہ سورج بالکل سفید ہو اور اس پر زردی نہ آئی ہو اور نماز مغرب جبکہ سورج غروب ہو جائے اور نماز عشاء سونے تک ہے اور نماز فجر ایسے وقت پڑھنا کہ تارے صاف چمکتے ہوں اور اس میں طوال مفصل کی دو طویل سورتیں پڑھنا۔ ف

ف: قرآن مجید کی ساتویں منزل یعنی سورۂ الحجرات سے سورۂ والناس تک کی سورتوں کو قصار مفصل کہتے ہیں نماز فجر کے اندر ان میں سے دو لمبی سورتیں پڑھی جائیں۔

[۳] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ اَنْ صَلِّ الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ بَیْضَاءُ نَقِیَّةٌ، قَدْرَ مَا یَسِیْرُ الرَّاکِبُ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخَ. وَاَنْ صَلِّ الْعِشَاءَ مَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ ثُلُثِ اللَّیْلِ، فَاِنْ اَخَّرْتَ فَاِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ، وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کے لئے لکھا کہ نماز عصر ایسے وقت پڑھنا کہ سورج بالکل سفید ہو یعنی سوار تین کلومیٹر سفر کر سکے اور نماز عشاء تہائی رات تک پڑھ لینا اور اگر مزید تاخیر کرو تو آدھی رات تک اور اس سے آگے جا کر غافل نہ ہو جانا۔ ف

ف: اس حدیث سے بھی احناف کا موقف ثابت ہو رہا ہے کہ عشاء نصف رات تک مستحب ہے جیسا کہ دیگر احادیث سے واضح طور پر ثابت ہے۔ اس سے زیادہ دانستہ دیر کرنے میں کراہت ہے جسے غفلت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۴] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ زِیَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰی اُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا هُرَیْرَةَ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ، فَقَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ اَنَا اُخْبِرُکَ. صَلِّ الظُّهْرَ، اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَکَ. وَالْعَصْرَ، اِذَا کَانَ ظِلُّکَ مِثْلَیْکَ. وَالْمَغْرِبَ، اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ. وَالْعِشَاءَ، مَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ ثُلُثِ اللَّیْلِ. وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَبَشٍ. یَعْنِی الْغَلَسَ.

عبد اللہ بن رافع مولیٰ ام سلمہ زوجہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ سے اوقات نماز کے متعلق پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سایہ تمہارے برابر ہو اور جب تم سے دو گنا ہو جائے تو نماز عصر اور جب سورج غروب ہو جائے تو نماز مغرب اور تہائی رات تک نماز عشاء اور نماز فجر اندھیرے میں پڑھنا۔ ف

ف: اس حدیث میں مجملاً حکم ہے کہ نماز فجر اندھیرے میں پڑھی جائے۔ اس کی مؤید اور کتنی ہی حدیثیں ہیں لیکن حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا مؤقف یہ ہے کہ نماز فجر اسفار یعنی اجالا کر کے پڑھی جائے۔ اس مؤقف کی مؤید حدیثیں دلالت میں زیادہ روشن واہین اور کثرت ثواب میں زیادہ امید افزاء ہیں۔ اسی لیے یہ حضرات فرماتے ہیں کہ مردوں کو ہمیشہ ہر زمان وہر مکان میں اسفار فجر یعنی جب صبح خوب روشن ہو جائے نماز پڑھنا سنت ہے سوائے یوم النحر کے کہ حاجیوں کو اس روز مزدلفہ میں تغلیس یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنی چاہیے جیسا کہ ان بزرگوں کی عام کتابوں میں اس کی تصریحات موجود ہیں۔ یہ حکم احادیث صریحہ معتبرہ سے خوب روشن و مبرہن ہے جیسا کہ ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن حبان اور طبرانی حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "اسفروا بالفجر فانه اعظم للاجر" یعنی صبح کو خوب روشن کرو کہ اس میں ثواب زیادہ ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ طبرانی کے الفاظ یہ ہیں "فكلما اسفرتم بالفجر فانه اعظم للاجر" اور ابن حبان کے الفاظ یہ ہیں "كلما اصبحتم بالصبح فانه اعظم لاجوركم" ان تمام الفاظ کا حاصل یہ ہے کہ جس قدر اسفار میں مبالغہ کرو گے اتنا ہی ثواب زیادہ پاؤ گے۔ موجودہ زمانے میں اسی پر عمل چاہیے کہ ثواب کی زیادتی کے ساتھ جماعت میں زیادہ افراد شامل ہوں گے اور تغلیس یعنی اندھیرے میں پڑھنے سے کتنے ہی لوگ نماز با جماعت ادا کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔ واللہ اعلم بالصواب

٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ' ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ' فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نماز عصر پڑھتے' پھر کوئی بنی عمرو بن عوف کی طرف جاتا تو انہیں نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔ ف

صحیح البخاری (٥٤٨) صحیح مسلم (١٤١٠-١٤٠٩)

ف: بنی عمرو بن عوف کا محلہ مدینہ منورہ سے دو میل اور مسجد نبوی سے تقریباً تین میل تھا (مصفی)۔ وہ زراعت پیشہ لوگ تھے اور اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر نماز عصر کو نچوڑ کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ نبی ﷺ خود تو اول وقت میں نماز عصر پڑھاتے اور یہاں سے اگر کوئی آدمی نماز پڑھ کر بنی عمرو بن عوف کے محلے میں جاتا تو ان لوگوں کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا تھا۔ کام کاج کرنے والوں کو یہ رعایت زمانہ رسالت سے ہمیشہ کے لئے ملی ہوئی ہے اور یہی حضرات احناف کا مؤقف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ' ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى قُبَاءٍ ' فَيَأْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نماز عصر پڑھتے۔ پھر کوئی جانے والا قباء کی طرف جاتا تو اس کے پہنچنے پر سورج ابھی بلندی پر ہوتا۔

صحیح البخاری (٦٢١)

[٥] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' أَنَّهُ قَالَ مَا أَدْرَكْتُ النَّاسَ إِلَّا وَهُمْ يُصَلُّوْنَ الظُّهْرَ بِعَشِيٍّ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو نہیں پایا مگر وہ نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھا کرتے تھے۔ ف

ف: گرمیوں میں نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھنا ہی احادیث صحیحہ صریحہ معتبرہ سے ثابت ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس پر جزم فرمایا: اس مذہب مہذب کی دلیل جلیل بخاری شریف کی حدیث باب الاذان للمسافر میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہم ایک سفر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ رکاب اقدس تھے۔ مؤذن نے اذان ظہر دینی چاہی۔ فرمایا: "ابرد" وقت ٹھنڈا کرو۔ کچھ دیر کے بعد

پھر مؤذن نے اذان دینی چاہی۔ فرمایا: "ابرد" وقت ٹھنڈا کرو۔ کچھ دیر کے بعد مؤذن نے سہ بارہ اذان کا ارادہ کیا۔ فرمایا: "ابرد" وقت ٹھنڈا کرو اور یونہی تاخیر کا حکم فرماتے رہے "حتی ساوی الظل التلول" یہاں تک کہ سایہ ٹیلوں کے برابر ہو گیا۔ اس وقت اذان کی اجازت مرحمت فرمائی اور فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی سانس سے ہے تو جب گرمی سخت ہو تو ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھو۔ حضرت قاسم بن محمد بھی اپنا یہی مشاہدہ بیان فرما رہے ہیں کہ میں نے ہمیشہ لوگوں کو ٹھنڈے وقت نماز ظہر پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

"عشی" سے مراد ایک مثل سایہ ہے۔ بخاری شریف کی مذکورہ روایت میں سائے کا ٹیلوں کے برابر ہونا بھی ایک مثل کو ظاہر کر رہا ہے اور اسی باب کی حدیث نمبر ۹ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد "صل الظهر اذا كان ظلك مثلك" سے ظہر کا ایک مثل کے وقت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی قول ہے۔ اگر ایک مثل پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا شروع ہو جاتا تو نہ اس وقت ظہر پڑھنے کا حکم دیا جاتا اور نہ حضرت قاسم بن محمد ہمیشہ یہ مشاہدہ کرتے کہ لوگ نماز ظہر ٹھنڈی کر کے پڑھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۲- بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ — نمازِ جمعہ کا وقت

[٦] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَرٰى طِنْفِسَةً لِعَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ تُطْرَحُ إِلٰى جِدَارِ الْمَسْجِدِ الْغَرْبِيِّ، فَإِذَا غَشِيَ الطِّنْفِسَةَ كُلَّهَا ظِلُّ الْجِدَارِ، خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَصَلَّى الْجُمُعَةَ. قَالَ مَالِكٌ وَالِدُ أَبِي سُهَيْلٍ ثُمَّ نَرْجِعُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ فَنَقِيلُ قَائِلَةَ الضَّحَاءِ.

مالک بن ابو عامر اصبحی نے فرمایا کہ میں دیکھا کرتا کہ حضرت عقیل بن ابو طالب کا بوریا مسجد نبوی کی مغربی دیوار تک بچھایا جاتا اور جب دیوار کا سایہ پورے بوریئے پر چھا جاتا تو حضرت عمر بن خطاب نکلتے اور نماز جمعہ پڑھاتے۔ فرمایا کہ نماز جمعہ کے بعد ہم واپس لوٹتے تو وقت چاشت کے عوض قیلولہ کیا کرتے۔ ف

ف: جمعہ کے روز ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' اسی روز انہیں جنت میں داخل کیا' اسی روز قیامت قائم ہوگی اور اسی روز کے اندر ایک ایسی ساعت ہے کہ صاحب ایمان اس کے اندر جو دعا کرے قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں اس روز کو اہل ایمان کی عید بتایا اور احادیث مطہرہ میں اس روز کے بہت سے فضائل وارد ہوئے ہیں من شاء فلیرجع الیہ۔

[٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَلِيطٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ صَلَّى الْجُمُعَةَ بِالْمَدِينَةِ وَصَلَّى الْعَصْرَ بِمَلَلٍ. قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ لِلتَّهْجِيرِ وَسُرْعَةِ السَّيْرِ.

ابن ابو سلیط سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے نماز جمعہ مدینہ منورہ میں اور نماز عصر ملل میں پڑھی۔ امام مالک نے فرمایا: اس کی وجہ یہ تھی کہ نماز جلدی پڑھی اور تیز چلے۔ ف

ف: نماز جمعہ اور نماز ظہر کا وقت ایک ہے۔ سردیوں میں جلدی یعنی اول وقت پڑھی جائے اور سخت گرمی کے موسم میں ٹھنڈی کر کے لوگوں کے اجتماع اور سہولت کو ملحوظ خاطر رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ اس پُرفتن دور میں عوام الناس کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنا نیز امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اشد ضرورت ہے۔ ماہر طبیب کی طرح خطیب حضرات کا شرعی مصالح کو پیش نظر رکھنا حالات کا تقاضا اور وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ واللہ ولی التوفیق

۳- بَابُ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ — جس نے نماز کی ایک رکعت پائی

۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ رَکْعَۃً مِّنَ الصَّلٰوۃِ، فَقَدْ اَدْرَکَ الصَّلٰوۃَ۔

صحیح البخاری (۵۸۰) صحیح مسلم (۱۳۷۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے نماز کی ایک رکعت مل گئی تو یقیناً اسے نماز مل گئی۔

[۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا فَاتَتْکَ الرَّکْعَۃُ، فَقَدْ فَاتَتْکَ السَّجْدَۃُ۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب تجھ سے رکوع جاتا رہا تو یقیناً تجھ سے سجدہ بھی جاتا رہا۔

[۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ، وَزَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ کَانَا یَقُوْلَانِ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَۃَ۔

امام مالک کا بیان ہے کہ انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ بات پہنچی کہ دونوں حضرات فرمایا کرتے تھے کہ جس کو رکوع مل گیا تو یقیناً اسے سجدہ مل گیا۔

[۱۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ اَبَا ھُرَیْرَۃَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَکَ الرَّکْعَۃَ فَقَدْ اَدْرَکَ السَّجْدَۃَ، وَمَنْ فَاتَہٗ قِرَاءَۃُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ، فَقَدْ فَاتَہٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ۔

امام مالک نے فرمایا کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے رکوع پالیا تو یقیناً اسے سجدہ مل گیا اور جس سے سورۂ فاتحہ کی قرأت رہ گئی وہ بہت سی بھلائی سے محروم ہو گیا۔ ف

ف: مذکورہ بالا چاروں روایتوں یعنی نمبر ۱۵ تا نمبر ۱۸ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ جسے امام کے ساتھ رکوع مل گیا، اسے وہ رکعت مل گئی اور جو رکوع میں شامل نہ ہو سکا اُسے وہ رکعت نہیں ملی۔ یہ امر دیگر احادیث صریحہ صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا واجب نہیں۔ اگر واجب ہوتا تو رکوع میں شامل ہونے والا رکعت پانے والا شمار نہ ہوتا جبکہ اس سے واجب ترک ہو گیا۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ جو رکوع میں شامل ہوا اس نے وہ رکعت نہیں پائی۔ اس ادعا کے ثبوت میں کوئی قابلِ اعتماد اسناد و دلیل پیش نہیں کی جا سکی ہے۔

۴- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ دُلُوْکِ الشَّمْسِ وَ غَسَقِ اللَّیْلِ

دلوک الشمس اور غسق اللیل کی تفسیر

[۱۱] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ دُلُوْکُ الشَّمْسِ مَیْلُھَا۔

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ "دلوک الشمس" سورج کا ڈھلنا ہے۔

[۱۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ، قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُخْبِرٌ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ کَانَ یَقُوْلُ دُلُوْکُ الشَّمْسِ اِذَا فَاءَ الْفَیْءُ، وَ غَسَقُ اللَّیْلِ اِجْتِمَاعُ اللَّیْلِ وَ ظُلْمَتُہٗ۔

داؤد بن حصین کا بیان ہے کہ مجھے بتانے والے نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ "دلوک الشمس" سایہ کا پلٹنا اور رات کے ساتھ اس کے اندھیرے کا جمع ہونا "غسق اللیل" ہے۔

۵- بَابُ جَامِعِ الْوُقُوْتِ

اوقاتِ نماز کا بیان

۹- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَّذِیْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ.

صحیح البخاری (۵۵۲) صحیح مسلم (۱۴۱۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کا سب گھر بار لٹ گیا۔ف

ف: مفسرین وشارحین کے نزدیک درمیانی نماز سے نماز عصر مراد ہے۔ مثال یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی کا سارا مال واسباب چھن جائے اور سارے اہل وعیال ہلاک ہو جائیں تو جتنا صدمہ اس شخص کو ہوگا ایسا ہی صدمہ صاحب ایمان کو نماز عصر کے فوت ہو جانے پر ہوگا بلکہ اس سے زیادہ کیونکہ وہاں لٹا تو راحت جان کا ساز وسامان اور یہاں تلف ہوا راحت ایمان کا سامان۔ اس کا صدمہ جان محسوس کرے گی کہ راحت وآرام میں فرق آ گیا اور اس کا صدمہ ایمان محسوس کرے گا کہ گیا کیا ہے۔

[۱۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ فَلَقِیَ رَجُلًا لَمْ یَشْهَدِ الْعَصْرَ ، فَقَالَ عُمَرُ مَا حَبَسَكَ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ؟ فَذَكَرَ لَهُ الرَّجُلُ عُذْرًا. فَقَالَ عُمَرُ طَفَّفْتَ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر سے لوٹے تو ایسا آدمی ملا جو نماز عصر میں حاضر نہ تھا۔ فرمایا کہ تمہیں نماز عصر سے کس نے روکا؟ اس آدمی نے عذر بیان کیا تو حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ تم نے اپنے ثواب کو گھٹا لیا۔

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِكٌ وَیُقَالُ لِكُلِّ شَیْءٍ وَفَاءٌ وَتَطْفِیْفٌ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: ہر چیز کے لیے کہا جاتا ہے کہ پوری دی اور کمی کی۔

[۱۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ، اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُصَلِّیْ لَیُصَلِّی الصَّلٰوةَ وَمَا فَاتَهٗ وَقْتُهَا. وَلَمَا فَاتَهٗ مِنْ وَقْتِهَا اَعْظَمُ ، اَوْ اَفْضَلُ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ.

یحییٰ بن سعید فرمایا کرتے تھے کہ نمازی کو ایسے وقت نماز پڑھنی چاہیے کہ اس کا وقت قضاء نہ ہوا اور اگر اس کا وقت قضاء ہو گیا تو یہ اس کے گھر بار سے عظمت وفضیلت والا تھا۔

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِكٌ مَنْ اَدْرَكَ الْوَقْتَ وَهُوَ فِیْ سَفَرٍ فَاَخَّرَ الصَّلٰوةَ سَاهِیًا اَوْ نَاسِیًا ، حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی اَهْلِهٖ اِنَّهٗ اِنْ كَانَ قَدِمَ عَلٰی اَهْلِهٖ وَهُوَ فِی الْوَقْتِ ، فَلْیُصَلِّ صَلٰوةَ الْمُقِیْمِ. وَاِنْ كَانَ قَدْ قَدِمَ وَقَدْ ذَهَبَ الْوَقْتُ ، فَلْیُصَلِّ صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ ، لِاَنَّهٗ اِنَّمَا یَقْضِیْ مِثْلَ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِ. قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ هُوَ الَّذِیْ اَدْرَكْتُ عَلَیْهِ النَّاسَ ، وَاَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. وَقَالَ مَالِكٌ الشَّفَقُ الْحُمْرَةُ الَّتِیْ فِی الْمَغْرِبِ ، فَاِذَا ذَهَبَتِ الْحُمْرَةُ فَقَدْ وَجَبَتْ صَلٰوةُ الْعِشَاءِ ، وَخَرَجْتَ مِنْ وَقْتِ الْمَغْرِبِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: جس نے سفر میں نماز کا وقت پایا لیکن نادانستہ یا بھول کر نماز کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ گھر والوں میں پہنچ جائے تو اگر وہ اپنے گھر والوں میں وقت کے اندر پہنچے تو مقیم کی طرح نماز پڑھ لے اور اگر وقت نکل جانے کے بعد پہنچے تو مسافر کی طرح قضاء پڑھے کیونکہ قضاء وہی پڑھی جائے گی جو واجب ہوئی۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہ وہ موقف ہے جس پر ہم نے لوگوں اور اپنے شہر کے اہل علم کو پایا۔ اور امام مالک نے فرمایا کہ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو مغرب میں نظر آتی ہے۔ جب یہ سرخی غائب ہو جائے تو عشاء کی نماز واجب ہو جاتی ہے اور مغرب کا وقت نکل جاتا ہے۔

[۱۵] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اُغْمِیَ عَلَیْهِ، فَذَهَبَ عَقْلُهٗ، فَلَمْ یَقْضِ الصَّلٰوةَ. قَالَ مَالِکٌ وَ ذٰلِکَ فِیْمَا نَرٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اَنَّ الْوَقْتَ قَدْ ذَهَبَ. فَاَمَّا مَنْ اَفَاقَ فِی الْوَقْتِ، فَاِنَّهٗ یُصَلِّیْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بے ہوش ہوئے اور عقل جاتی رہی تو اس نماز کی قضاء نہ پڑھی۔ امام مالک نے فرمایا کہ نماز کا وقت جاچکا ہوگا آگے اللہ بہتر جانے کیونکہ جس کو وقت کے اندر ہوش آ جائے تو وہ نماز پڑھے۔

٦- بَابُ النَّوْمِ عَنِ الصَّلٰوةِ

نماز سے سو جانے کا بیان

۱۰- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ قَفَلَ مِنْ خَیْبَرَ اَسْرٰی، حَتّٰی اِذَا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ اِکْلَاْ لَنَا الصُّبْحَ وَ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ، وَ کَلَاَ بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اسْتَنَدَ اِلٰی رَاحِلَتِهٖ وَهُوَ مُقَابِلُ الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْهُ عَیْنَاهُ، فَلَمْ یَسْتَیْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ، وَلَا اَحَدٌ مِّنَ الرَّکْبِ حَتّٰی ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ، فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بِلَالٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخَذَ بِنَفْسِیَ الَّذِیْ اَخَذَ بِنَفْسِکَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْتَادُوْا. فَبَعَثُوْا رَوَاحِلَهُمْ وَاقْتَادُوْا شَیْئًا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰی بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ ثُمَّ قَالَ حِیْنَ قَضَی الصَّلٰوةَ مَنْ نَسِیَ الصَّلٰوةَ، فَلْیُصَلِّهَا اِذَا ذَکَرَهَا، فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ کِتَابِهٖ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ﴾ (طٰہٰ: ۱٤)۔ صحیح مسلم (۱۵۵۸)

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر سے لوٹے تو رات کے وقت چل رہے تھے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ گیا تو نزول کیا اور حضرت بلال سے فرمایا کہ بوقت صبح ہمیں جگا دینا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سو گئے اور حضرت بلال جاگتے رہے۔ پھر حضرت بلال نے اپنی سواری سے ٹیک لگا لی اور ان کا رخ مشرق کی جانب تھا۔ چنانچہ آنکھیں ان پر غالب آ گئیں تو رسول اللہ ﷺ، حضرت بلال اور کوئی ایک سوار بھی بیدار نہ ہوا یہاں تک کہ ان پر تیز دھوپ پڑی۔ پس رسول اللہ ﷺ چونک پڑے اور فرمایا: اے بلال! یہ کیا ہے؟ حضرت بلال عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مجھ پر اسی چیز نے غلبہ کیا جس نے آپ پر کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا حکم فرمایا تو لوگوں نے کجاوے اپنی سواریوں پر رکھ لیے اور تھوڑی دور چلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم فرمایا تو نماز کے لیے اقامت کہی گئی پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نماز فجر پڑھی اور فرمایا کہ جس کی نماز قضاء ہو جائے یا جو نماز کو بھول جائے تو یاد آنے پر پڑھ لینی چاہیے کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ''نماز کو قائم کرو میری یاد کے لیے''۔ ف

ف: یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا تا کہ امت محمدیہ کو معلوم ہو جائے کہ اگر کوئی غیر اختیاری طور پر سو جائے یا نیند سے بیدار نہ ہو اور نماز جاتی رہے تو بیدار ہونے پر اسی طرح نماز پڑھ سکتے ہیں جیسے وقت کے اندر پڑھتے۔ اگلی روایت میں بھول جانے کے متعلق بھی ایسا ہی حکم آیا ہے۔ ہاں دانستہ سو جانے یا بیدار ہوتے پر کاہلی کے باعث نہ پڑھنا کہ وقت جاتا رہے۔ یہ بات ہی اور ہے۔

۱۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّهٗ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً بِطَرِیْقِ مَکَّةَ، وَوَکَّلَ بِلَالًا اَنْ یُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ، فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوْا حَتّٰی اسْتَیْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَیْهِمُ الشَّمْسُ، فَاسْتَیْقَظَ

زید بن اسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت بلال کو مقرر فرمایا کہ انہیں نماز کے لیے جگا دیا جائے۔ پس دوسرے حضرات کے ساتھ حضرت بلال بھی سو گئے اور اس وقت بیدار ہوئے جبکہ دھوپ چڑھ گئی۔ بیدار

الْقَوْمُ وَقَدْ فَزِعُوا فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَرْكَبُوا حَتَّى يَخْرُجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي وَقَالَ إِنَّ هَذَا وَادٍ بِهِ شَيْطَانٌ فَرَكِبُوا حَتَّى خَرَجُوا مِنْ ذَلِكَ الْوَادِي، ثُمَّ أَمَرَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَنْزِلُوا وَأَنْ يَتَوَضَّئُوا، وَأَمَرَ بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ بِالصَّلَاةِ، أَوْ يُقِيمَ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ وَقَدْ رَأَى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَبَضَ أَرْوَاحَنَا، وَلَوْ شَاءَ لَرَدَّهَا إِلَيْنَا فِي حِينٍ غَيْرِ هَذَا. فَإِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، أَوْ نَسِيَهَا، ثُمَّ فَزِعَ إِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا، كَمَا كَانَ يُصَلِّيهَا فِي وَقْتِهَا ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ أَتَى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فَأَضْجَعَهُ، فَلَمْ يَزَلْ يُهَدِّئُهُ كَمَا يُهَدَّأُ الصَّبِيُّ حَتَّى نَامَ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِلَالًا، فَأَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ

ہونے پر تمام حضرات گھبرائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں سوار ہو کر اس وادی سے نکل جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس وادی میں شیطان ہے۔ پس لوگ سوار ہوئے اور اس وادی سے نکل گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اترنے اور وضو کرنے کا حکم دیا نیز حضرت بلال کو نماز کے لئے اذان یا اقامت کہنے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نماز ادا کی۔ پھر آپ شمع رسالت کے پروانوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انہیں خوف زدہ دیکھ کر فرمایا کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کو قبض فرما لیا تھا اور اگر وہ چاہتا تو انہیں ہماری طرف کسی اور وقت لوٹاتا۔ پس جب تم میں سے کوئی نماز سے سو جائے یا اسے بھول جائے اور اس کی تشویش محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ اسی طرح نماز پڑھ لے جیسے وقت کے اندر پڑھتا' پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ بلال کے پاس شیطان آیا جبکہ یہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے تو انہیں لٹا دیا اور برابر تھپکتا رہا جیسے بچے کو تھپکتے ہیں' یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو بلایا اور انہیں وہ بات بتائی جو آپ نے حضرت ابوبکر کو بتائی تھی۔ پس حضرت ابوبکر عرض گزار ہوئے "میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں"۔

۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلَاةِ بِالْهَاجِرَةِ

دوپہر کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت

۱۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلَاةِ. وَقَالَ اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ! أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا، فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ فِي كُلِّ عَامٍ، نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ، وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی تیزی کے باعث ہے' پس جب سخت گرمی ہو تو تم دن ٹھنڈا ہونے تک نماز میں تاخیر کرلو۔ فرمایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گزارش کی کہ اے رب! میرا ایک حصہ دوسرے کو کھاتا ہے تو اسے سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مرحمت فرما دی گئی۔ ایک سانس سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں۔

۱۳- وَحَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سخت گرمی ہو تو دن ٹھنڈا ہونے تک نماز میں تاخیر کرلو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش کی وجہ سے ہے۔ اور بتایا کہ جہنم نے اپنے رب سے گزارش کی تو اسے

فَابْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَ ذَكَرَ اَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ اِلٰى رَبِّهَا ' فَاَذِنَ لَهَا فِيْ كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ ' نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ ' وَ نَفَسٍ فِي الصَّيْفِ.

صحیح البخاری (۵۳۳_۵۳٤) صحیح مسلم (۱۳۹٤_۱٤۰۰)

سال میں دو دفعہ سانس لینے کی اجازت مل گئی ایک سردیوں میں اور دوسرا گرمیوں میں۔

١٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَابْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ ' فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ. سابقہ حوالہ (۱۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو تم نماز کو ٹھنڈی کر لیا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہے۔

٨- بَابُ النَّهْيِ عَنْ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ بِرِيْحِ الثُّوْمِ وَ تَغْطِيَةِ الْفَمِ

کچا لہسن کھا کر مسجد میں جانے اور منہ ڈھانپنے کی ممانعت

١٥- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ' فَلَا يَقْرُبْ مَسَاجِدَنَا يُؤْذِيْنَا بِرِيْحِ الثُّوْمِ. صحیح مسلم (۷۱_۵٦۲)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اس درخت سے کھائے تو وہ لہسن کی بدبو سے ہمیں تکلیف پہنچانے کے لئے ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے۔

[١٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ ' اَنَّهٗ كَانَ يَرٰى سَالِمَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ' اِذَا رَاَى الْاِنْسَانَ يُغَطِّيْ فَاهُ ' وَهُوَ يُصَلِّيْ جَبَذَ الثَّوْبَ عَنْ فِيْهِ جَبْذًا شَدِيْدًا ' حَتّٰى يَنْزِعَهٗ عَنْ فِيْهِ.

عبدالرحمٰن بن مجبر کا بیان ہے کہ وہ دیکھا کرتے کہ سالم بن عبداللہ جب کسی کو دیکھتے کہ اس نے نماز میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے تو بڑے زور سے اس کے کپڑے کو کھینچ لیتے یہاں تک کہ وہ اس کے منہ سے ہٹ جاتا۔ ف

ف: پیاز لہسن وغیرہ کوئی بھی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنا مکروہ ہے کیونکہ بدبو سے نمازیوں اور فرشتوں کو تکلیف ہوگی۔ معلوم ہوا کہ ایسے تمام کام بھی ممنوع ہے جن سے اللہ کے نیک بندوں کو تکلیف پہنچے اور ایسے کام کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جن سے ان کے دلوں کو راحت پہنچے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢- كِتَابُ الطَّهَارَةِ

طہارت کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْوُضُوْءِ

وضو کی ترکیب

١٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ ' وَهُوَ جَدُّ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ ' وَ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِيْ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّاُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدِ بْنِ

عمرو بن یحییٰ مازنی کے والد ماجد نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم سے کہا جو عمرو بن یحییٰ کے نانا اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے تھے کہ کیا آپ مجھے یہ چیز دکھائیں گے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو فرمایا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن زید نے اثبات میں جواب دیا اور برائے وضو پانی منگایا۔ پس اپنے

عَاصِمٍ نَعَمْ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ، فَأَفْرَغَ عَلٰى يَدِهٖ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِيَدَيْهِ، فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلٰى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا، حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

صحیح البخاری (۱۸۵) صحیح مسلم (٥٥٤_٥٥٥_٥٥٦_٥٥٧)

ایک ہاتھ پر پانی ڈال کر دونوں ہاتھوں کو دو دو دفعہ دھویا' پھر تین تین بار کلی کی اور ناک میں پانی لیا۔ پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا۔ پھر اپنے ہاتھوں کو دو دو مرتبہ کہنیوں تک دھویا' پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی انہیں آگے سے لے گئے اور پیچھے سے لائے جبکہ ابتداء پیشانی سے کی اور گدی تک لے گئے اور اسی جگہ تک واپس لائے جہاں سے ابتداء کی تھی' پھر اپنے دونوں پیر دھوئے۔

۱۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِيْ أَنْفِهٖ مَاءً، ثُمَّ لِيَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ. صحیح البخاری (۱٦۲) صحیح مسلم (٥٥٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرنا چاہیے اور جو استنجاء کے لیے ڈھیلے لے تو وہ طاق ہوں۔

۱۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ. صحیح البخاری (۱٦۱) صحیح مسلم (٥٦۱_٥٦۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے وضو کرے تو اسے چاہیے کہ ناک میں پانی لے کر اسے صاف کرے اور جو استنجاء کرے تو طاق ڈھیلے لے۔

[۱۷] أثر- قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ، يَتَمَضْمَضُ، وَيَسْتَنْثِرُ مِنْ غَرْفَةٍ وَاحِدَةٍ إِنَّهٗ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر کوئی ایک چلو میں پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں بھی پانی لے تو کوئی ڈر نہیں۔

۱۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرٍ قَدْ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ مَاتَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ، فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ. صحیح مسلم (٥٦٥)

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ اس روز حضرت عبد الرحمٰن بن ابو بکر حضرت عائشہ کے پاس گئے جو نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ تھیں جس روز کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کا انتقال ہوا تو انہوں نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ پس حضرت صدیقہ نے ان سے کہا کہ اے عبد الرحمٰن! وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے۔ ف

ف: وضو میں جلدی یا بے احتیاطی کرنے والوں کی ایڑیوں کے بعض حصے کا خشک رہ جانا ایسی بات ہے جس کا عام مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ایڑیوں کے لیے آگ کی خرابی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۸] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهٗ، أَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَتَوَضَّأُ بِالْمَاءِ

عبد الرحمٰن بن عثمان تیمی کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب سے سنا کہ ستر کو پانی سے اچھی طرح دھویا کرو۔

لِمَا تَحْتَ إِزَارِهِ.

[۱۹] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ فَنَسِيَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ قَبْلَ اَنْ يَتَمَضْمَضَ، اَوْ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ قَبْلَ اَنْ يَغْسِلَ وَجْهَهُ، فَقَالَ اَمَّا الَّذِيْ غَسَلَ وَجْهَهُ قَبْلَ اَنْ يَتَمَضْمَضَ، فَلْيُمَضْمِضْ وَلَا يُعِدْ غَسْلَ وَجْهِهِ. وَاَمَّا الَّذِيْ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ قَبْلَ وَجْهِهِ، فَلْيَغْسِلْ وَجْهَهُ، ثُمَّ لْيُعِدْ غَسْلَ ذِرَاعَيْهِ، حَتّٰى يَكُوْنَ غَسْلُهُمَا بَعْدَ وَجْهِهِ، اِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِيْ مَكَانِهِ، اَوْ بِحَضْرَةِ ذٰلِكَ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے وضو میں کلی کرنے سے پہلے منہ دھولیا یا منہ دھونے سے پہلے کلائیاں دھولیں تو آپ نے فرمایا کہ جس نے کلی کرنے سے پہلے منہ دھولیا ہے اسے چاہیے کہ کلی کرے اور منہ دوبارہ نہ دھوئے اور جس نے منہ سے پہلے کلائیاں دھوئی ہیں تو اسے چاہیے کہ منہ دھولے اور کلائیاں دوبارہ دھوئے تاکہ ان کا دھونا منہ دھونے کے بعد ہو جائے جبکہ وہ جائے وضو پر ہو یا اس کے قریب۔

[۲۰] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ اَنْ يَتَمَضْمَضَ وَيَسْتَنْثِرَ حَتّٰى صَلّٰى قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يُعِيْدَ صَلَاتَهُ، وَلْيُمَضْمِضْ وَيَسْتَنْثِرْ مَا يَسْتَقْبِلُ، اِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يُصَلِّيَ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کلی کرنے اور ناک میں پانی لینا بھول گیا یہاں تک کہ نماز پڑھ لی۔ فرمایا کہ اس پر نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں' ہاں کلی کرلے اور ناک میں پانی ڈال لے جبکہ وہ آئندہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

۲- بَابُ وُضُوْءِ النَّائِمِ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ

سونے والے کا وضو کرنا جبکہ نماز پڑھنے کھڑا ہو

۲۰- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ، فَلْيَغْسِلْ يَدَهُ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهَا فِيْ وَضُوْئِهِ، فَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ. صحیح البخاری (۱۶۲) صحیح مسلم (۶۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو پانی میں ڈالنے سے پہلے اسے اپنا ہاتھ دھو لینا چاہیے کیونکہ کسی کو کیا معلوم کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔

[۲۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِذَا نَامَ اَحَدُكُمْ مُضْطَجِعًا، فَلْيَتَوَضَّاْ.

زید بن اسلم کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ جو تم میں سے سہارا لے کر سو جائے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ تَفْسِيْرَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدہ:۶) اَنَّ ذٰلِكَ اِذَا قُمْتُمْ مِنَ الْمَضَاجِعِ يَعْنِي النَّوْمَ.

امام مالک نے زید بن اسلم سے آیت "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ" کی تفسیر میں روایت کی کہ یہ اس وقت ہے جبکہ بستر سے سو کر اٹھو۔

[۲۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ فِي رَكْبٍ فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ حَتَّى وَرَدُوا حَوْضًا، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِصَاحِبِ الْحَوْضِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ؟ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا، فَإِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَتَرِدُ عَلَيْنَا.

یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن حاطب کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند سواروں کے ساتھ نکلے جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے یہاں تک کہ وہ ایک حوض پر پہنچے تو حضرت عمرو بن العاص نے حوض کے مالک سے پوچھا کہ کیا تمہارے حوض پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں؟ حضرت عمر نے حوض والے سے کہا کہ یہ بات ہمیں نہ بتانا کیونکہ کبھی ہم درندوں سے پہلے اور کبھی وہ ہم سے پہلے آتے ہوں گے۔

۲۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِنْ كَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيَتَوَضَّؤُونَ جَمِيعًا. صحیح البخاری (۱۹۳)

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مرد اور عورت اکٹھے وضو کیا کرتے تھے۔

٤- بَابُ مَا لَا يَجِبُ مِنْهُ الْوُضُوءُ

جن باتوں سے وضو لازم نہیں آتا

٢٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي، وَأَمْشِي فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ. قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.

سنن ابو داؤد (۳۸۳) سنن ترمذی (١٤٣) سنن ابن ماجہ (۵۳۱)

ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف کی ام ولد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میں ایسی عورت ہوں کہ میرا پلا لٹک جاتا ہے اور ناپاک جگہ پر بھی مجھے چلنا پڑتا ہے۔ حضرت ام سلمہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعد والی جگہ اسے پاک کر دیتی ہے۔

[٢٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ رَأَى رَبِيعَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقْلِسُ مِرَارًا، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَا يَنْصَرِفُ، وَلَا يَتَوَضَّأُ حَتَّى يُصَلِّيَ.

امام مالک کا بیان ہے کہ انہوں نے ربیعہ بن عبد الرحمٰن کو کئی مرتبہ مسجد میں پانی کی قے کرتے ہوئے دیکھا تو وہ نہ وہاں سے ہٹے اور نہ وضو کیا، یہاں تک کہ نماز پڑھ لی۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ قَلَسَ طَعَامًا هَلْ عَلَيْهِ وُضُوءٌ؟ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوءٌ وَلْيَتَمَضْمَضْ مِنْ ذٰلِكَ وَلْيَغْسِلْ فَاهُ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کھا کر قے کر دی۔ کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا: اس پر وضو نہیں ہے، اسے کلی کر لینی چاہیے اور منہ دھو لے۔

[٢٥] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَنَّطَ ابْنًا لِسَعِيدِ ابْنِ زَيْدٍ وَحَمَلَهُ، ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت سعید بن زید کے (مردہ) بیٹے کو خوشبو لگائی اور اسے اٹھایا۔ پھر مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ هَلْ فِي الْقَيْءِ وُضُوءٌ؟ قَالَ لَا، وَلٰكِنْ لِيَتَمَضْمَضْ مِنْ ذٰلِكَ،

یحییٰ نے کہا کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا قے سے وضو ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن اس کے بعد کلی کر کے منہ دھو لینا چاہیے اور

وَلْيَغْسِلْ فَاهُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ وُضُوْءٌ.

اس پر وضو نہیں ہے۔

۵- بَابُ تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ

آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہ کرنا

۲۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

صحیح البخاری (۲۰۷) صحیح مسلم (۷۸۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کی دستی کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى بَنِي حَارِثَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ، حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَاءِ، وَهِيَ مِنْ أَدْنٰى خَيْبَرَ، نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ، فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ، فَأَمَرَ بِهِ، فَثُرِّيَ، فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَكَلْنَا، ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. صحیح البخاری (۲۰۹)

حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ وہ خیبر کی جانب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ جب مقام صہباء میں پہنچے جو خیبر کے بالکل قریب ہے تو رسول اللہ ﷺ نے نزول فرمایا اور نماز عصر ادا کی۔ پھر آپ نے زاد راہ طلب فرمایا تو ستو ہی پیش کیے جا سکے۔ پس انہیں آپ کے حکم سے گھولا گیا پس رسول اللہ ﷺ نے تناول فرمائے اور ہم نے بھی کھائے، پھر آپ نماز مغرب کے لیے کھڑے ہوئے اور کلی فرمائی تو ہم نے بھی کلی کی۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہ فرمایا۔

[۲۶] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، أَنَّهُ تَعَشّٰى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ثُمَّ صَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

حضرت ربیعہ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کا کھانا کھایا، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[۲۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَكَلَ خُبْزًا وَلَحْمًا، ثُمَّ مَضْمَضَ، وَغَسَلَ يَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ، ثُمَّ صَلّٰى، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

ابان بن عثمان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گوشت روٹی کھائی، پھر کلی کی اور اپنے دونوں ہاتھ دھو کر انہیں اپنے چہرے پر پھیر لیا۔ پھر نماز ادا کی اور وضو نہ کیا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا لَا يَتَوَضَّآنِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ انہیں یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم آگ سے پکی ہوئی چیز کھا کر وضو نہیں کیا کرتے تھے۔

[۲۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ، ثُمَّ يُصِيْبُ طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ، أَيَتَوَضَّأُ؟ قَالَ رَأَيْتُ أَبِي يَفْعَلُ ذٰلِكَ، وَلَا يَتَوَضَّأُ.

یحییٰ بن سعید نے حضرت عبد اللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اگر کوئی نماز کے لئے وضو کرے پھر اس کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا جائے تو کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا: میں نے والد ماجد کو دیکھا کہ ایسی چیز کھا کر وضو نہیں کیا کرتے

تھے۔

[۲۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِیْ نُعَیْمٍ وَهْبِ بْنِ کَیْسَانَ، اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیَّ، یَقُوْلُ رَاَیْتُ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ اَکَلَ لَحْمًا، ثُمَّ صَلّٰی، وَلَمْ یَتَوَضَّاْ.

ابونعیم وہب بن کیسان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھا کہ انہوں نے گوشت کھا کر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔

۲۷- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دُعِیَ لِطَعَامٍ فَقُرِّبَ اِلَیْهِ خُبْزٌ وَّلَحْمٌ فَاَکَلَ مِنْهُ، ثُمَّ تَوَضَّاَ وَصَلّٰی، ثُمَّ اُتِیَ بِفَضْلِ ذٰلِکَ الطَّعَامِ، فَاَکَلَ مِنْهُ، ثُمَّ صَلّٰی، وَلَمْ یَتَوَضَّاْ.

سنن ابوداؤد (۱۹۱) سنن ترمذی (۸۰)

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کھانے کے لیے بلایا گیا اور آپ کے سامنے روٹیاں اور گوشت رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے کھایا اور وضو کر کے نماز پڑھی' پھر بچا ہوا کھانا آپ کے حضور پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے تناول فرمایا' پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[۳۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَدِمَ مِنَ الْعِرَاقِ، فَدَخَلَ عَلَیْهِ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ، فَقَرَّبَ لَهُمَا طَعَامًا قَدْ مَسَّتْهُ النَّارُ، فَاَکَلُوْا مِنْهُ، فَقَامَ اَنَسٌ فَتَوَضَّاَ، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ مَا هٰذَا یَا اَنَسُ اَعِرَاقِیَّةٌ؟ فَقَالَ اَنَسٌ لَیْتَنِیْ لَمْ اَفْعَلْ، وَقَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ، فَصَلَّیَا، وَلَمْ یَتَوَضَّاٰ.

عبدالرحمٰن بن یزید انصاری کا بیان ہے کہ حضرت انس بن مالک جب عراق سے آئے تو حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب ان کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے ان کے سامنے آگ سے پکا ہوا کھانا پیش کیا۔ پس انہوں نے اس سے کھایا' پس حضرت انس کھڑے ہوئے اور وضو کیا تو حضرت ابوطلحہ اور حضرت ابی بن کعب نے فرمایا کہ اے انس! کیا یہ عراق کا اثر ہے؟ حضرت انس فرماتے ہیں کہ کاش! میں ایسا نہ کرتا اور ابوطلحہ و حضرت ابی بن کعب کھڑے ہوئے' پھر انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ ف

ف: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں آٹھ حدیثیں (۱۹ تا ۲۶) پیش کی ہیں جن کا صاف اور صریح مفاد یہی ہے کہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کھانے سے وضو پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ پہلے وضو تھا تو کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' کلی کر لینا کافی ہے۔ اگر کوئی تازہ وضو بہ غرض استحباب ہر نماز کے لیے کیا کرتا ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب اور اسی پر عمل ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین کا موقف بھی یہی ہے۔

بعض احادیث میں چونکہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو کرنے کا حکم آیا ہے جیسا کہ مختلف کتب احادیث میں ہے اور امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں ایسی اُنیس روایتیں پیش کی ہیں۔ اس کے بعد امام موصوف نے پینتالیس احادیث صحیحہ صریحہ پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں اور جن روایات میں وضو کرنے کا حکم آیا ہے وہ ابتدائی دور کی بات ہے جو منسوخ ہو گئی تھی۔ ظاہر ہے کہ امت محمدیہ کو ناسخ یعنی آخری حکم پر عمل کرنا چاہیے۔ امام طحاوی نے چار حدیثیں پیش کر کے یہ بات بھی واضح کر دی کہ اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم بھی منسوخ ہو گیا تھا اور اس کو کھانے کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۶- بَابُ جَامِعِ الْوُضُوْءِ
وضو و طہارت کے متعلقات

۲۸- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے استنجاء

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْاِسْتِطَابَةِ، فَقَالَ أَوَلَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَةَ أَحْجَارٍ.

سنن ابوداؤد (۴۰-۴۱) سنن نسائی (۴۴)

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "کیا تم میں سے کسی کو تین ڈھیلے نہیں ملتے"۔

۲۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمَقْبُرَةِ، فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ. وَدِدْتُ أَنِّي قَدْ رَأَيْتُ إِخْوَانَنَا فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ! أَلَسْنَا بِإِخْوَانِكَ؟ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي، وَإِخْوَانُنَا الَّذِينَ لَمْ يَأْتُوا بَعْدُ، وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لِرَجُلٍ خَيْلٌ غُرٌّ مُحَجَّلَةٌ فِي خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ أَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهُ؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ فَإِنَّهُمْ يَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنَ الْوُضُوءِ وَأَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ. فَلَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي، كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ، أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ، أَلَا هَلُمَّ، أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ، فَأَقُولُ فَسُحْقًا فَسُحْقًا فَسُحْقًا. صحیح مسلم (۵۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز قبرستان کی طرف نکلے تو فرمایا "اے اہل ایمان کی جماعت! تم پر سلامتی ہو اور اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ میری آرزو ہے کہ اپنے بھائیوں کو دیکھوں"۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ فرمایا: بلکہ تم میرے ساتھی ہو اور میرے بھائی وہ ہیں جو دنیا میں نہیں آئے بعد میں آئیں گے اور میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اپنے بعد والے امتیوں کو آپ کس طرح پہچانیں گے؟ فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کسی کا پنج کلیان گھوڑا ہو اور وہ مشکی گھوڑوں میں مل جائے تو کیا وہ اپنے گھوڑے کو پہچان نہیں لے گا؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ فرمایا: تو وضو کے باعث وہ قیامت کے روز پنج کلیاں آئیں گے اور حوض پر میں ان کا پیش خیمہ ہوں گا' پس کسی کو میرے حوض سے دھتکار نہ دیا جائے جیسے گم شدہ اونٹ کو دھتکار دیا جاتا ہے' پس میں انہیں بلاؤں گا: ادھر آؤ' ادھر آؤ' ادھر آؤ۔ پس کہا جائے گا کہ آپ کے بعد انہوں نے دین کو بدل دیا تھا' پس میں کہوں گا: دور ہوں' دور ہوں' دور ہوں۔ ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اہل قبور کے پاس جانا' انہیں سلام کرنا اور ان سے مخاطب ہونا جائز ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے خصائص میں سے نہیں بلکہ آپ نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح کیا کریں جیسا کہ دیگر روایات میں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ سلام و کلام اسی سے کیا جاتا ہے جو مخاطب کو دیکھ سکے' اس کا کلام سن سکے اور اسے جواب دے سکے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم اہل برزخ کا جواب سن نہ سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے تین حصے کیے۔ پہلا گروہ جو اس جہانِ فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا پہنچا تھا' حضور نے ان کے ایمان کی تصدیق فرماتے ہوئے انہیں اپنی زیارت کے مژدۂ جاں فزا سے شادکام کیا۔ دوسرا گروہ اس وقت کے موجودہ حضرات یعنی صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا۔ ان کے متعلق رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھی یعنی معین و مددگار اور اعیان وانصار ہو۔ تیسرا گروہ ان حضرات سے لے کر قیامت تک کے اہل ایمان پر مشتمل ہے۔ ان پر انتہائی کرم اور اظہار شفقت کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور حوض کوثر پر میں ان کا انتظار کروں گا۔ اس ذرہ نوازی پر ہر صاحب ایمان دل و جان سے قربان ہو گا اور حق تو یہ ہے کہ حق پھر بھی ادا نہ ہو سکے گا۔

سرورِ کون و مکاں ﷺ نے اپنے امتیوں کی عام پہچان بتائی کہ روزِ قیامت ان کے اعضائے وضو چمکتے ہوں گے اور وہ دوسرے انسانوں سے اس طرح ممتاز ہوں گے جیسے عام گھوڑوں میں پنج کلیان گھوڑے الگ نظر آتے ہیں۔ لہٰذا اپنے دین و ایمان کو تبدیل کر کے اس خصوصیت سے محروم نہ ہو جانا ورنہ تمہیں میرے حوض پر پہنچنے نہیں دیا جائے گا اور ایسے لوگوں کو میں بھی دھتکار دوں گا۔ اس حدیث سے ان مدعیانِ اسلام کو سبق حاصل کرنا چاہیے جنہوں نے اسلامی عقائد میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگا رکھی ہیں۔ اہلِ حق کے سوادِ اعظم یعنی مذہب مہذب اہلسنت و جماعت کو چھوڑ کر جو ناجی گروہ ہے ہر ایک نے علیحدہ اپنی مسجدِ ضرار بنائی ہوئی ہے۔ کل پرسوں قائم ہونے والے فرقے بھی اپنی حقانیت کا ڈھول بجا کر اہلِ حق سے برسرِ پیکار اور ہر وقت انہیں نیچا دکھانے میں مصروفِ کار رہتے ہیں۔ مانا کہ حق و باطل کو غتر بود کرنے میں وہ کامیاب ہیں لیکن یہ کامیابی حقیقی کامیابی تو نہیں۔ آخر ایک روز مرنا ہوگا' داورِ محشر کے حضور پیشی ہوگی' مخلوق کی آنکھوں میں تو دھول جھونکی تھی اس علیم و خبیر کو کیسے دھوکا دو گے؟ جب حق دشمنی رنگ لائے گی۔ منہ پر مہر اور ہاتھ پاؤں سے گواہی دلائی جائے گی۔ اس وقت کونسی چالاکی کام آئے گی؟ "ان موعدکم الصبح الیس الصبح بقریب"۔

۳۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ، فَآذَنَهُ بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيثًا لَوْ لَا أَنَّهُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ مَا مِنِ امْرِئٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ وُضُوءَهُ، ثُمَّ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى حَتّٰى يُصَلِّيَهَا.

صحیح البخاری (۱۶۰) صحیح مسلم (٥٣٩_٥٤٠_٥٤١)

حمران مولیٰ عثمان بن عفان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے تھے تو مؤذن آیا اور انہیں نمازِ عصر کی خبر دی۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگوا کر وضو کیا اور فرمایا: خدا کی قسم! میں آپ حضرات سے ایک ایسی بات بیان کرتا ہوں کہ اگر وہ اللہ کی کتاب میں نہ ہوتی تو میں آپ سے بیان نہ کرتا' پھر بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ وہ وضو کرتے وقت اچھی طرح وضو کرے پھر نماز پڑھے مگر اس کے دوسری نماز تک کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ أُرَاهُ يُرِيدُ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِينَ﴾

(ھود: ۱۱٤)

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: میرے خیال میں ان کی مراد یہ آیت ہوگی' "اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ"۔

۳۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

حضرت عبد اللہ بن صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ، فَتَمَضْمَضَ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيهِ، وَإِذَا اسْتَنْثَرَ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ،

جب بندۂ مومن وضو کرتا ہے پس جب وہ کلی کرتا ہے تو منہ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب ناک صاف کرتا ہے تو اس کی ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ جب منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ اس پوٹوں کے نیچے سے بھی گناہ

خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ، حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ قَالَ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَصَلٰوتُهُ نَافِلَةً لَهُ. سنن نسائی (۱۰۳) سنن ابن ماجہ (۲۸۲)

نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ گر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے کانوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پیروں کے گناہ گر جاتے ہیں یہاں تک کہ پیر کے ناخنوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر مسجد کی طرف چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب اس کے لیے الگ بات ہے۔

۳۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، (أَوِ الْمُؤْمِنُ)، فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ)، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ)، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ، خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ، (أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ)، حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ.

صحیح مسلم (۵۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر وہ گناہ پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے جو اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے ہر وہ خطا پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتی ہے جسے اس نے ہاتھ لگائے ہوں، جب وہ اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ ہر وہ خطا نکل جاتی ہے جس کی طرف اس کے پیر چلے ہوں یہاں تک کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہو جاتا ہے۔

۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَحَانَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ وَضُوءًا، فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فِي إِنَاءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ يَتَوَضَّؤُونَ مِنْهُ قَالَ أَنَسٌ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتّٰى تَوَضَّؤُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

صحیح البخاری (۱۶۹) صحیح مسلم (۵۹۰۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ نماز عصر کا وقت قریب آ گیا تھا کہ لوگوں نے وضو کے لیے پانی تلاش کیا مگر نہ پایا، پس ایک برتن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں وضو کے لیے پانی پیش کیا گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست اقدس رکھ دیا۔ پھر لوگوں کو اس سے وضو کرنے کا حکم فرمایا، حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگشت ہائے مبارک کے نیچے سے بہہ رہا تھا۔ پس آخری آدمی تک تمام لوگ وضو کر کے فارغ ہو گئے۔ ف

ف: شمع رسالت کے تین سو پروانوں کی نماز عصر قضاء ہونے کا مرحلہ ہے، جس کا قضاء ہونا سب سے خطرناک ہے لیکن پانی سعی بسیار کے باوجود نایاب ہے۔ آقا سے صورت حال عرض کی، سارے لشکر کا پانی اکٹھا کر کے ایک پیالے میں اکٹھا کیا تو ذرا سا تھا۔ شان

آ قائی جوش میں آئی' محبوب خدا نے بروقت مشکل کشائی فرمائی۔ پیالے میں ہاتھ ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے پنجاب رحمت جاری ہوگیا۔ پانی کے فوارے انگلیوں سے ابل رہے تھے' رحمت الٰہیہ کے بادل نرالے رنگ میں برستے پر مچل رہے تھے۔ قدر شناس یہ پانی حاصل کرنے کے لیے ٹوٹ پڑے کہ آج وہ پانی مل رہا ہے جو آج تک کسی کو ملا نہ تھا اور نہ چشم فلک کہن نے آج تک ایسا پانی کہیں دیکھا تھا۔ آخری آدمی تک نے وضو کرلیا' سب کے دل کی کلی کھلی' منہ مانگی مراد ملی' خدا کا پانی ملا' محبوب کے نائب دستِ قدرت ہونے کا اعجاز کھلا' جس نے روئے ایمان پر ایقان کا اور غازہ ملا' "وکان فضل الله علیک عظیما"۔ اسی لئے ایک حقیقت نگار نے کیا خوب فرمایا ہے:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں' دُرّ بے بہا دیئے ہیں

[۳۱] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَدَنِيِّ الْمُجْمِرِ' أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ' ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا إِلَى الصَّلٰوةِ' فَإِنَّهُ فِيْ صَلٰوةٍ مَا دَامَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلٰوةِ' وَإِنَّهُ يُكْتَبُ لَهُ بِإِحْدَى خُطْوَتَيْهِ حَسَنَةٌ' وَيُمْحٰى عَنْهُ بِالْأُخْرٰى سَيِّئَةٌ' فَإِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ الْإِقَامَةَ فَلَا يَسْعَ' فَإِنَّ أَعْظَمَكُمْ أَجْرًا' أَبْعَدُكُمْ دَارًا. قَالُوْا لِمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قَالَ مِنْ أَجْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا.

نعیم بن عبد اللہ مجمر کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا' پھر نماز کے ارادے سے نکلا تو جب تک وہ نماز کے ارادے میں ہے برابر نماز میں شمار ہوتا رہتا ہے اور ہر قدم پر اس کے لیے نیکی لکھی جاتی ہے اور دوسرے قدم پر اس کی ایک برائی مٹا دی جاتی ہے' جب تم میں سے کوئی اقامت سنے تو نہ دوڑے کیونکہ زیادہ ثواب اس کو ملے گا جس کا گھر دور ہے لوگوں نے پوچھا: اے ابوہریرہ! ایسا کس لیے؟ فرمایا کہ زیادہ قدم اٹھانے کے باعث۔

[۳۲] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْأَلُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْغَائِطِ بِالْمَاءِ' فَقَالَ سَعِيْدٌ إِنَّمَا ذٰلِكَ وُضُوْءُ النِّسَاءِ.

یحییٰ بن سعید نے سنا کہ سعید بن مسیب سے قضائے حاجت کے بعد آب دست لینے کے متعلق پوچھا گیا تو حضرت سعید نے فرمایا کہ پانی سے دھونا عورتوں کے لیے ہے۔

۳۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ أَبِي الزِّنَادِ' عَنِ الْأَعْرَجِ' عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ.
صحیح البخاری (۱۷۲) صحیح مسلم (۶۴۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں سے کتا پی جائے تو اسے سات مرتبہ دھولینا چاہیے۔

۳۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' أَنَّهُ بَلَغَهُ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِسْتَقِيْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا' وَاعْمَلُوْا' وَخَيْرُ أَعْمَالِكُمُ الصَّلٰوةُ' وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوْءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ. سنن ابن ماجہ (۲۷۷)

امام مالک کا بیان ہے کہ ان تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ استقامت حاصل کرو اور تم اس کی خوبیوں کا اندازہ بھی نہیں کرسکتے اور تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور صاحب ایمان ہی وضو کی حفاظت کرتا ہے۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِالرَّأْسِ وَالْأُذُنَيْنِ

سر اور کانوں کے مسح کا بیان

[۳۳] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ نَافِعٍ'

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

أَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْخُذُ الْمَاءَ بِإِصْبَعِهِ لِأُذُنَيْهِ.

کانوں کے لیے اپنی دو انگلیوں سے پانی لیتے تھے۔

[۳۴]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ الْأَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يُمْسَحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پگڑی پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے منع کیا یہاں تک کہ پانی سے بالوں کا مسح کیا جائے۔

[۳۵]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَنْزِعُ الْعِمَامَةَ، وَيَمْسَحُ رَأْسَهُ بِالْمَاءِ.

عروہ بن زبیر عمامہ اتار کر پانی کے ساتھ اپنے سر کا مسح کیا کرتے تھے۔

[۳۶]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ رَأَى صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ امْرَأَةَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ تَنْزِعُ خِمَارَهَا، وَتَمْسَحُ عَلَى رَأْسِهَا بِالْمَاءِ، وَنَافِعٌ يَوْمَئِذٍ صَغِيرٌ.

نافع کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت صفیہ بنت ابو عبید کو دیکھا جو حضرت عبداللہ بن عمر کی بیوی تھیں کہ وہ سر پر پانی سے مسح کرتے وقت اپنے دوپٹے کو ہٹا لیتی تھیں اور نافع ان دنوں نابالغ تھے۔ف

ف: اکثر احادیث میں یہی آیا ہے کہ سر کا مسح کیا جائے' اکثر آئمہ اور فقہاء کا مذہب یہی ہے جب کہ بعض روایتوں میں عمامے اور دوپٹے پر مسح کرنے کی صراحتہً ممانعت بھی وارد ہوئی ہے۔ لیکن بعض معانی محتملہ والی روایتیں ایسی بھی ہیں جن سے کسی مخصوص حالت میں عمامے پر مسح کرنے کا اشارہ مترشح ہوتا ہے۔ دریں حالات سر کے مسح والی اکثر اور احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابل معانی محتملہ والی عمامے پر مسح کرنے والی دو چار روایتوں کو پیش کرنا اور معمول بنا لینا اصول حدیث کے ویسے ہی خلاف ہے۔ علاوہ بریں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "وامسحوا برءوسکم" فرمایا۔ لیکن بعض حضرات نے میدان عمل میں اسے دیدہ دانستہ "وامسحوا بعمامتکم" بنانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے مدعیانِ اسلام کے ایسے ہی طرزِ عمل کے پیش نظر کہا تھا:

خود تو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ وَالْخِمَارِ، فَقَالَ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ، وَلَا الْمَرْأَةُ عَلَى عِمَامَةٍ، وَلَا خِمَارٍ، وَلْيَمْسَحَا عَلَى رُءُوسِهِمَا.

امام مالک سے عمامے اور دوپٹے پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ کسی آدمی یا عورت کے لیے مناسب نہیں کہ عمامے یا دوپٹے پر مسح کرے' انہیں اپنے سر کا مسح کرنا چاہیے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّأَ، فَنَسِيَ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى رَأْسِهِ حَتّٰى جَفَّ وَضُوءُهُ، قَالَ أَرٰى أَنْ يَمْسَحَ بِرَأْسِهِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ صَلّٰى أَنْ يُعِيدَ الصَّلٰوةَ

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے وضو کیا اور سر کا مسح بھول گیا۔ یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے۔ فرمایا کہ اسے سر کا مسح کرنا چاہیے اور اگر نماز پڑھ چکا ہے تو اعادہ کرے۔

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

۳۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ مِنْ وَلَدِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، قَالَ الْمُغِيْرَةُ فَذَهَبْتُ مَعَهٗ بِمَاءٍ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَكَبْتُ عَلَيْهِ الْمَاءَ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ، ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْ جُبَّتِهٖ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ مِنْ ضِيْقِ كُمَّيِ الْجُبَّةِ، فَاَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَؤُمُّهُمْ، وَقَدْ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً، فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ، فَفَزِعَ النَّاسُ، فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَحْسَنْتُمْ.

صحیح البخاری (٤٤٢١) صحیح مسلم (٦٢٥۔ ٩٥١)

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں کہ میں پانی لے کر آپ کے ساتھ گیا' جب آپ واپس تشریف لائے تو میں نے پانی ڈالا اور آپ نے اپنا چہرۂ مبارک دھویا' پھر آپ جبہ کی آستینوں سے ہاتھ نکالنے لگے مگر تنگ ہونے کے باعث ہاتھ نکالے نہ جا سکے تو آپ نے جبے کے نیچے سے ہاتھوں کو نکالا پھر ہاتھ دھوئے اور سر کا مسح کیا۔ پھر موزوں پر مسح کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف لوگوں کی امامت کر رہے تھے اور انہوں نے ایک رکعت پڑھ لی تھی آخر رسول اللہ ﷺ نے وہ ایک رکعت پڑھ لی پس لوگ خوف زدہ ہوئے لیکن جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز پوری کر چکے تو فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ف

ف: موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔ یہ سنتِ رسول مقبول اور مشہور احادیث و آثار سے ثابت ہے' اس کی مخالفت کرنے والا بدعتی بدمذہب ہے۔ متعدد صحابۂ کرام نے اس کی روایت کی ہے۔ ابن عبد البر نے فرمایا کہ علمائے سلف میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ موزوں پر مسح کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ کرخی فرماتے ہیں کہ مجھے اس کے منکر کے کفر کا ڈر ہے۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میں اس کا اس وقت قائل ہوا جب کہ آفتاب سے زیادہ روشن دلائل میرے سامنے آ گئے' اس کی روایات حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ان باتوں میں شمار کیا ہے جو اہلِ سنت اور بدمذہبوں کے درمیان خطِ فاصل کھینچتی ہیں۔

[۳۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَدِمَ الْكُوْفَةَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَهُوَ اَمِيْرُهَا، فَرَاٰهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهٗ سَعْدٌ سَلْ اَبَاكَ اِذَا قَدِمْتَ عَلَيْهِ. فَقَدِمَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَنَسِيَ اَنْ يَسْاَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ، حَتّٰى قَدِمَ سَعْدٌ. فَقَالَ اَسَاَلْتَ اَبَاكَ؟ فَقَالَ لَا، فَسَاَلَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ، فَقَالَ عُمَرُ اِذَا اَدْخَلْتَ رِجْلَيْكَ فِي الْخُفَّيْنِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ، فَامْسَحْ عَلَيْهِمَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَاِنْ جَاءَ اَحَدُنَا مِنَ الْغَائِطِ، فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ، وَاِنْ جَاءَ اَحَدُكُمْ مِنَ الْغَائِطِ.

نافع اور عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کوفہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس گئے جو وہاں کے امیر تھے تو انہیں موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان پر اعتراض کیا۔ حضرت سعد نے ان سے فرمایا کہ جب اپنے والد محترم کی خدمت میں جاؤ تو ان سے دریافت کرنا۔ جب حضرت عبد اللہ واپس آئے تو حضرت عمر سے اس بارے میں پوچھنا بھول گئے یہاں تک کہ حضرت سعد تشریف لے آئے اور فرمایا: کیا تم نے اپنے ابا جان سے پوچھا تھا؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ کے سوال پر حضرت عمر نے فرمایا کہ جب تم اپنے پاک پیروں میں موزے پہنا کرو تو موزوں پر مسح کر لیا کرو۔ حضرت عبد اللہ عرض گزار ہوئے کہ خواہ کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے؟ فرمایا: خواہ کوئی قضائے حاجت سے کیوں نہ فارغ ہو کر آئے۔

[۳۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَالَ فِی السُّوْقِ، ثُمَّ تَوَضَّاَ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ رَاْسَهٗ، ثُمَّ دُعِیَ لِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّیَ عَلَيْهَا حِيْنَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَمَسَحَ عَلٰی خُفَّيْهِ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَيْهَا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا پھر وضو فرمایا۔ چنانچہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا اور اپنے سر پر مسح کیا' پھر میت کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے منگایا' جب مسجد میں داخل ہوئے تو اپنے موزوں پر مسح کیا' پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

[۳۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ رُقَيْشٍ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ اَتٰی قُبَا فَبَالَ، ثُمَّ اُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّاَ، فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ اِلَی الْمِرْفَقَيْنِ، وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ، وَمَسَحَ عَلَی الْخُفَّيْنِ، ثُمَّ جَآءَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی.

سعید بن عبد الرحمٰن بن رقیش اشعری نے فرمایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ قباء تشریف لائے تو انہوں نے پیشاب کیا' پھر ان کے وضو کے لیے پانی لایا گیا۔ پس انہوں نے وضو فرمایا یعنی اپنا منہ دھویا' دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے' اپنے سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا' پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی۔

قَالَ يَحْيٰی وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّاَ وُضُوْءَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْهِ، ثُمَّ بَالَ، ثُمَّ نَزَعَهُمَا، ثُمَّ رَدَّهُمَا فِیْ رِجْلَيْهِ، اَيَسْتَاْنِفُ الْوُضُوْءَ؟ فَقَالَ لِيَنْزَعْ خُفَّيْهِ، وَلْيَغْسِلْ رِجْلَيْهِ. وَاِنَّمَا يَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّيْنِ مَنْ اَدْخَلَ رِجْلَيْهِ فِی الْخُفَّيْنِ، وَهُمَا طَاهِرَتَانِ بِطُهْرِ الْوُضُوْءِ. وَاَمَّا مَنْ اَدْخَلَ رِجْلَيْهِ فِی الْخُفَّيْنِ، وَهُمَا غَيْرُ طَاهِرَتَيْنِ بِطُهْرِ الْوُضُوْءِ، فَلَا يَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّيْنِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے نماز کے لیے وضو کیا' پھر موزے پہن لیے' پھر پیشاب کیا' پھر موزے اتار کر دوبارہ پہن لیے۔ کیا وہ وضو کرے؟ فرمایا کہ وہ موزے اتار کر پیروں کو دھوئے۔ بیشک موزوں پر مسح تو اس کے لیے ہے جس نے موزوں میں پیر وضو کی طہارت کے وقت داخل کیے ہوں اور جس نے وضو کی طہارت کے وقت موزوں میں پیر داخل نہ کیے ہوں تو وہ موزوں پر مسح نہ کرے۔

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَوَضَّاَ وَعَلَيْهِ خُفَّاهُ فَسَهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّيْنِ حَتّٰی جَفَّ وَضُوْءُهٗ وَصَلّٰی. قَالَ لِيَمْسَحْ عَلٰی خُفَّيْهِ، وَلْيُعِدِ الصَّلٰوةَ، وَلَا يُعِيْدُ الْوُضُوْءَ. وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ غَسَلَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْهِ ثُمَّ اسْتَاْنَفَ الْوُضُوْءَ، فَقَالَ لِيَنْزَعْ خُفَّيْهِ، ثُمَّ لِيَتَوَضَّاْ، وَلْيَغْسِلْ رِجْلَيْهِ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہوئے تھا لہٰذا ان پر مسح کر لیا' یہاں تک کہ اعضائے وضو خشک ہو گئے اور نماز پڑھی۔ فرمایا کہ اسے موزوں پر دوبارہ مسح کر کے نماز کا اعادہ کرنا چاہیے اور دوبارہ وضو نہ کرے۔ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے پیر دھوئے' پھر موزے پہن کر وضو کرنے لگا۔ فرمایا کہ اسے موزے اتار کر وضو کرنا چاہیے اور وہ پیروں کو دھوئے۔

۹- بَابُ الْعَمَلِ فِی الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا طریقہ

[۴۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، اَنَّهٗ رَاٰی اَبَاهُ يَمْسَحُ عَلَی الْخُفَّيْنِ. قَالَ

ہشام بن عروہ نے اپنے والد ماجد کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا اور موزوں پر مسح کرتے وقت وہ اس کے علاوہ اور کچھ نہ

وَكَانَ لَا يَزِيْدُ إِذَا مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى أَنْ يَمْسَحَ ظُهُوْرَهُمَا وَلَا يَمْسَحُ بُطُوْنَهُمَا.

کرتے کہ ظاہری حصے پر مسح کر لیتے اور اندرونی حصے پر نہیں کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ كَيْفَ هُوَ؟ فَأَدْخَلَ ابْنُ شِهَابٍ إِحْدٰى يَدَيْهِ تَحْتَ الْخُفِّ، وَالْأُخْرٰى فَوْقَهُ، ثُمَّ أَمَرَّهُمَا.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ موزوں پر مسح کس طرح کیا جاتا ہے؟ ابن شہاب نے اپنا ایک ہاتھ موزے کے نیچے اور دوسرا اوپر رکھا اور پھر دونوں کو کھینچ لیا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَقَوْلُ ابْنِ شِهَابٍ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

یحیٰی نے امام مالک سے روایت کی کہ اس بارے میں جتنے اقوال میں نے سنے ان میں ابن شہاب کا قول پسند ہے۔

١٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّعَافِ

نکسیر پھوٹنے کا بیان

[٤١] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا رَعَفَ، اِنْصَرَفَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى وَلَمْ يَتَكَلَّمْ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی جب نکسیر پھوٹتی تو نماز کو چھوڑ کر وضو کرتے، پھر واپس آ کر باقی نماز کو پڑھتے اور کلام نہیں کرتے تھے۔

[٤٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، كَانَ يَرْعُفُ فَيَخْرُجُ فَيَغْسِلُ الدَّمَ عَنْهُ، ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَبْنِيْ عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی جب نکسیر پھوٹتی تو باہر جا کر خون کو دھو لیتے اور واپس لوٹنے پر پڑھی ہوئی نماز کے علاوہ باقی نماز پڑھ لیتے۔

[٤٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّهُ رَأٰى سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ رَعَفَ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَأَتٰى حُجْرَةَ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَأُتِيَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَجَعَ فَبَنٰى عَلٰى مَا قَدْ صَلّٰى.

یزید بن عبداللہ بن قسیط لیثی نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ نماز میں ان کی نکسیر پھوٹ نکلی تو وہ حضرت ام سلمہ زوجۂ نبی کریم ﷺ کے حجرے میں گئے۔ انہیں پانی دیا گیا تو انہوں نے وضو کیا، پھر واپس آ کر پڑھی ہوئی نماز کے علاوہ باقی نماز پڑھی۔

١١ - بَابُ الْعَمَلِ فِي الرُّعَافِ

نکسیر کے وقت کیا کرے؟

[٤٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْأَسْلَمِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِيْ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ ان کی نکسیر پھوٹی اور خون بہنے لگا یہاں تک کہ ناک سے بہنے والے خون کے ساتھ ان کی انگلیاں رنگین ہو گئیں پھر بھی وہ نماز پڑھتے رہے اور وضو نہ کیا۔

[٤٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ، أَنَّهُ رَأٰى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنْ أَنْفِهِ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ، ثُمَّ يَفْتِلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ.

عبدالرحمٰن بن مجبر کا بیان ہے کہ انہوں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ ان کی ناک سے خون نکل رہا تھا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں رنگین ہو گئیں۔ چنانچہ اسے پونچھ کر نماز پڑھتے رہے اور وضو نہ کیا۔

۱۲- بَابُ الْعَمَلِ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ جُرْحٍ أَوْ رُعَافٍ

[٤٦] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا، فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ، وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ، فَصَلَّى عُمَرُ وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَمًا.

اگر زخم یا نکسیر کا خون برابر جاری رہے

حضرت مسور بن مخرمہ کا بیان ہے کہ وہ اس رات میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر ہوئے جس رات انہیں زخمی کیا گیا تھا پس حضرت عمر نماز فجر کے لیے بیدار ہوئے تو فرمایا: ہاں جو نماز ترک کر دے اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں پھر حضرت عمر نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔

[٤٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِيمَنْ غَلَبَهُ الدَّمُ مِنْ رُعَافٍ فَلَمْ يَنْقَطِعْ عَنْهُ؟ قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ثُمَّ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَرٰى أَنْ يُومِئَ بِرَأْسِهِ إِيمَاءً.

سعید بن میتب نے کہا کہ اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے جس کی نکسیر کا خون بند ہونے میں نہ آئے؟ امام مالک، یحییٰ بن سعید اور پھر سعید بن میتب کا قول ہے کہ میری رائے میں وہ سر کے اشارے سے نماز پڑھے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَ ذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں جو کچھ سنا یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

۱۳- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

٣٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ، إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ، فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ، مَاذَا عَلَيْهِ؟ قَالَ عَلِيٌّ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ. قَالَ الْمِقْدَادُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ بِالْمَاءِ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ. صحیح مسلم (٦٩٥)

مذی سے وضو لازم آتا ہے

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب نے انہیں حکم دیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ان کی خاطر دریافت کریں کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے نزدیک جائے اور اس کی مذی خارج ہو تو اس پر کیا لازم ہے؟ حضرت علی نے فرمایا کہ میرے گھر میں چونکہ رسول خدا کی صاحبزادی ہے لہٰذا میں آپ سے دریافت کرتے ہوئے شرماتا ہوں۔ مقداد فرماتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی یہ چیز پائے تو پانی سے شرمگاہ کو دھو لے اور نماز کی طرح وضو کرے۔

[٤٨] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ إِنِّي لَأَجِدُهُ يَنْحَدِرُ مِنِّي مِثْلَ الْخُرَيْزَةِ، فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَغْسِلْ ذَكَرَهُ، وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ، يَعْنِي الْمَذْيَ.

اسلم عدوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میری مذی بلور کے دانوں کی طرح گرتی رہتی ہے، پس جب تم میں سے کسی کی مذی اس طرح نکلے تو اسے چاہیے کہ اپنی شرمگاہ کو دھولے اور نماز کے وضو کی طرح وضو کر لینا چاہیے۔

[۴۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ جُنْدُبٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْمَذْيِ، فَقَالَ إِذَا وَجَدْتَهُ فَاغْسِلْ فَرْجَكَ، وَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلٰوةِ.

جندب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے مذی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تم اسے دیکھو تو اپنی شرمگاہ کو دھولو اور نماز جیسا وضو کر لو۔

۱۴- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي تَرْكِ الْوُضُوْءِ مِنَ الْمَذْيِ

ودی نکلنے سے وضو نہ کرنا

[۵۰] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ وَرَجُلٌ يَسْأَلُهُ، فَقَالَ إِنِّي لَأَجِدُ الْبَلَلَ وَأَنَا أُصَلِّي أَفَأَنْصَرِفُ؟ فَقَالَ لَهُ سَعِيْدٌ لَوْ سَالَ عَلٰى فَخِذِي مَا انْصَرَفْتُ حَتّٰى أَقْضِيَ صَلَاتِي.

یحییٰ بن سعید نے سنا کہ سعید بن مسیب سے ایک آدمی نے دریافت کیا کہ اگر میں نماز کی حالت میں تری دیکھوں تو کیا نماز توڑ دوں؟ سعید نے اس سے فرمایا کہ اگر میری ران تک بھی بہہ کر آجائے تو میں جب تک نماز پوری نہ کر لوں نہیں توڑوں گا۔ ف

ف: جب جمہور ائمہ اور فقہاء کے نزدیک پیشاب کا ایک قطرہ بھی نکلنا ناقض وضو ہے تو ودی نکلنے اور بہنے سے کیوں وضو نہیں ٹوٹے گا جب کہ ودی بھی پیشاب ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ جمہور کے مطابق عمل کریں۔ ہاں پیشاب کے قطرے کا شک گزرے یا تقطیر البول کی شکایت ہو تو ان کے احکام ہی جدا ہیں۔ شک والے کے متعلق فقہاء فرماتے ہیں کہ اسے میانی پر پانی چھڑک لینا چاہیے اور تقطیر البول والے کو امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا ہوگا جب کہ احوط بھی یہی ہے۔ سعید بن مسیب کے مذکورہ قول کو امام مالک نے تقطیر البول کی شکایت پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

[۵۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْبَلَلِ أَجِدُهُ، فَقَالَ انْضَحْ مَا تَحْتَ ثَوْبِكَ بِالْمَاءِ وَالْهُ عَنْهُ.

صلت بن زبید نے سلیمان بن یسار سے پوچھا کہ میں تری پاتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنی میانی پر پانی چھڑک لو اور تری کا خیال دل سے نکال دو۔

۱۵- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ

شرمگاہ چھونے سے وضو کا لازم ہونا

۳۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ دَخَلْتُ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَتَذَاكَرْنَا مَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْوُضُوْءُ، فَقَالَ مَرْوَانُ وَمِنْ مَسِّ الذَّكَرِ الْوُضُوْءُ، فَقَالَ عُرْوَةُ مَا عَلِمْتُ هٰذَا، فَقَالَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ أَخْبَرَتْنِي بُسْرَةُ بِنْتُ صَفْوَانَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ. سنن ابوداؤد (۱۸۱) سنن ترمذی (۸۲) سنن نسائی (۱۶۳) سنن ابن ماجہ (۴۷۹)

عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں مروان بن الحکم کے پاس گیا تو ہم نے ان چیزوں کا ذکر کیا جن سے وضو لازم آتا ہے۔ مروان نے کہا کہ ذکر کو چھونے سے بھی وضو لازم آتا ہے۔ عروہ نے فرمایا کہ مجھے تو اس کا علم نہیں۔ مروان بن الحکم نے کہا کہ مجھے حضرت بسرہ بنت صفوان نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی ذکر کو چھوئے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔

مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اُمْسِكُ الْمُصْحَفَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَاحْتَكَكْتُ، فَقَالَ سَعْدٌ لَعَلَّكَ مَسِسْتَ ذَكَرَكَ. قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ قُمْ، فَتَوَضَّأْ. فَقُمْتُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ.

سعد بن ابی وقاص کے لیے اپنے ساتھ قرآن مجید رکھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے کھجایا تو حضرت سعد نے فرمایا کہ شاید تم نے اپنے ذکر کو مس کیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمایا کہ کھڑے ہو کر وضو کرو۔ پس میں کھڑا ہو گیا اور وضو کر کے لوٹا۔

[۵۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا مَسَّ اَحَدُكُمْ ذَكَرَهٗ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔

[۵۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ مَسَّ ذَكَرَهٗ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْوُضُوْءُ.

ہشام سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد عروہ فرمایا کرتے کہ جو اپنے ذکر کو چھوئے تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔

[۵۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ اَبِیْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ. يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ، فَقُلْتُ لَهٗ يَا اَبَتِ اَمَا يُجْزِيْكَ الْغُسْلُ مِنَ الْوُضُوْءِ. قَالَ بَلٰی، وَلٰكِنِّیْ اَحْيَانًا اَمَسُّ ذَكَرِیْ، فَاَتَوَضَّأُ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمر کو غسل کے بعد وضو کرتے دیکھا تو میں عرض گزار ہوا: ابا جان! کیا غسل آپ کے لیے وضو سے کفایت نہیں کرتا؟ فرمایا: کیوں نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ میں نے اپنے ذکر کو ہاتھ لگا دیا ہو بایں وجہ وضو کرتا ہوں۔

[۵۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ سَفَرٍ، فَرَاَيْتُهٗ بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ تَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلّٰی. قَالَ فَقُلْتُ لَهٗ اِنَّ هٰذِهٖ لَصَلٰوةٌ مَا كُنْتَ تُصَلِّيْهَا. قَالَ اِنِّیْ بَعْدَ اَنْ تَوَضَّأْتُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ مَسِسْتُ فَرْجِیْ، ثُمَّ نَسِيْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ، فَتَوَضَّأْتُ، وَعُدْتُ لِصَلَاتِیْ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھا پس میں نے دیکھا کہ انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد وضو کیا اور نماز پڑھی۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ نے ایسی نماز پڑھی ہے جو آپ پڑھا نہیں کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں نے نماز فجر کے وضو کے بعد اپنے ذکر کو چھو لیا تھا پھر میں وضو کرنا بھول گیا۔ لہٰذا اب وضو کر کے اپنی نماز کا اعادہ کیا ہے۔ ف

ف: امام مالک نے اس باب میں چھ آثار نقل کیے ہیں۔ جب کہ ذکر چھونے سے وضو لازم آنے کی حدیث کو بخاری، ابن ماجہ، حاکم، احمد، بزاز، بیہقی اور ابن مندہ نے مختلف صحابۂ کرام سے روایت کیا اور امام زرقانی نے اس حدیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ اس سلسلے کے تمام آثار و اقوال کی بنیاد حدیثِ بسرہ بنت صفوان ہے۔ جسے امام بخاری نے صحیح قرار دیا اور جس کے اوپر اس موقف کی ساری عمارت تعمیر ہوئی ہے۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں حدیثِ بسرہ کی تضعیف کی اور انچاس احادیث و آثار پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ حدیثِ بسرہ قابل یقین و لائق اعتماد نہیں ہے اور یہی حال اس کی تائید کرنے والے دیگر اقوال و آثار کا ہے' پھر احادیث صحیحہ صریحہ کے حضور ان پر اعتماد و عمل کی کوئی صورت نہیں رہ جاتی۔ امام طحاوی نے حدیث بسرہ کی تضعیف ایسی محدثانہ شان اور ایسے ناقابل تردید حقائق سے کی ہے کہ اس آسمانِ تحقیق کو اگر امام بخاری دیکھتے تو حدیث بسرہ بنت صفوان کی تصحیح سے رجوع فرما لیتے۔ واللہ اعلم بالصواب

١٦- بَابُ الْوُضُوْءِ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ

اپنی عورت کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

[٥٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی 'عَنْ مَالِکٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ 'عَنْ اَبِیْهِ 'عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ اِمْرَاَتَهٗ 'وَجَسُّهَا بِیَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ 'فَمَنْ قَبَّلَ امْرَاَتَهٗ 'اَوْ جَسَّهَا بِیَدِهٖ 'فَعَلَیْهِ الْوُضُوْءُ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ اپنی عورت کو بوسہ دینا اور اسے ہاتھ سے چھونا ملامست ہے۔ پس جس نے اپنی عورت کو بوسہ دیا یا اس کے جسم کو ہاتھ لگایا تو اس پر وضو ہے۔

[٥٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ 'اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ الْوُضُوْءُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ آدمی کا اپنی بیوی کو بوسہ دینے سے وضو ہے۔

[٥٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ الْوُضُوْءُ قَالَ نَافِعٌ قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ آدمی کا اپنی عورت کو بوسہ دینے سے وضو ہے۔ نافع کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔ ف

ف: مذکورہ تینوں اقوال سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف واضح ہے کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہی مذہب امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ عورت کو بوسہ دینے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ آئمہ ثلاثہ قرآن کریم کی آیہ کریمہ" او لمستم النساء "(النساء:٤٣) سے تمسک کرتے ہیں۔ جب کہ حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم فرماتے ہیں کہ لمس سے مراد یہاں جماع ہے جیسا کہ مفسرین کرام فرماتے ہیں۔ آئمہ ثلاثہ کے موقف کی تائید میں واقعی بعض روایات موجود ہیں لیکن احناف کے نزدیک انہیں منسوخ شمار کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی بعض بیویوں کو بوسہ دے کر وضو نہیں کیا کرتے تھے (ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ) امام ترمذی نے اس حدیث کی دونوں سندوں اور امام ابوداؤد نے دوسری سند پر جو اعتراضات کیے وہ بڑی حد تک بے وزن ہیں اور ان سے احناف کے مذہب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ (اشعۃ اللمعات، جلد اوّل) واللہ اعلم بالصواب

١٧- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسلِ جنابت کا طریقہ

٣٩- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی 'عَنْ مَالِکٍ 'عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ 'عَنْ اَبِیْهِ 'عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ 'بَدَاَ بِغَسْلِ یَدَیْهِ 'ثُمَّ تَوَضَّاَ کَمَا یَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ 'ثُمَّ یُدْخِلُ اَصَابِعَهٗ فِی الْمَاءِ 'فَیُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهٖ 'ثُمَّ یَصُبُّ عَلٰی رَاْسِهٖ ثَلَاثَ غَرَفَاتٍ بِیَدَیْهِ 'ثُمَّ یُفِیْضُ الْمَاءَ عَلٰی جِلْدِهٖ کُلِّهٖ. صحیح البخاری (٢٤٨) صحیح مسلم (٧١٦)

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوتے' پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کرتے' پھر اپنی انگلیاں پانی میں ڈال کر بالوں کی جڑوں میں خلال کرتے' پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ پانی سر پر ڈالتے اور پھر اپنے تمام جسم پر پانی بہاتے۔

٤٠- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ

عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ.
صحیح البخاری(٢٥٠) صحیح مسلم(٧٢٤)

ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس برتن سے غسل جنابت کرتے جس میں تین صاع پانی آتا۔

[٦٠] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، بَدَأَ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدِهِ الْيُمْنَى، فَغَسَلَهَا، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، وَنَضَحَ فِي عَيْنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى، ثُمَّ الْيُسْرَى، ثُمَّ غَسَلَ رَأْسَهُ، ثُمَّ اغْتَسَلَ، وَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب غسل جنابت کرتے تو پہلے اپنے دائیں ہاتھ پر پانی ڈال کر اسے دھوتے' پھر اپنی شرمگاہ کو دھوتے۔ پھر کلی کرتے اور ناک میں پانی ڈالتے' پھر اپنا منہ دھوتے اور اپنی دونوں آنکھوں میں پانی چھڑکتے' پھر اپنے دائیں ہاتھ کو دھوتے' پھر بائیں ہاتھ کو' پھر اپنا سر دھوتے' پھر غسل کرتے یعنی تمام جسم پر پانی بہاتے۔

[٦١] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ الْمَرْأَةِ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَتْ: لِتَحْفِنْ عَلَى رَأْسِهَا ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِنَ الْمَاءِ، وَلْتَضْغَثْ رَأْسَهَا بِيَدَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے عورت کے غسلِ جنابت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں فرمایا کہ عورت کو اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالنا چاہیے اور اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ملنا چاہیے۔

١٨- بَابُ وَاجِبِ الْغُسْلِ إِذَا الْتَقَى الْخِتَانَانِ

دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے

[٦٢] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر' حضرت عثمان اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرمایا کرتے تھے کہ جب ختنے سے ختنہ مل گیا تو غسل واجب ہو گیا۔

٤١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ مَا يُوجِبُ الْغُسْلَ؟ فَقَالَتْ: هَلْ تَدْرِي مَا مَثَلُكَ يَا أَبَا سَلَمَةَ؟ مَثَلُ الْفَرُّوجِ، يَسْمَعُ الدِّيَكَةَ تَصْرُخُ، فَيَصْرُخُ مَعَهَا. إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.
سنن ترمذی(١٠٨)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ غسل کیا چیز واجب کرتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اے ابوسلمہ! تم جانتے ہو کہ تمہاری مثال کیا ہے؟ چوزے جیسی مثال ہے کہ جب مرغ کو اذان دیتا ہوا دیکھتا ہے تو خود بھی اذان دینے لگتا ہے۔ لہٰذا جب ختنہ ختنے سے تجاوز کرے تو غسل واجب ہو گیا۔

٤٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ أَتَى عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ لَهَا: لَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ اخْتِلَافُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي أَمْرٍ إِنِّي لَأُعْظِمُ أَنْ أَسْتَقْبِلَكِ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ مجھ پر نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا اختلاف بہت گراں گزرا ہے جس کو آپ کے حضور بیان کرتے ہوئے

بِهٖ. فَقَالَتْ مَاهُوَ؟ مَا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ فَسَلْنِيْ عَنْهُ. فَقَالَ الرَّجُلُ يُصِيْبُ أَهْلَهُ، ثُمَّ يُكْسِلُ وَلَا يُنْزِلُ. فَقَالَتْ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ. فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ لَا أَسْأَلُ عَنْ هٰذَا أَحَدًا بَعْدَكِ أَبَدًا. صحیح مسلم(٧٨٣)

شرماتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ جو تم اپنی ماں سے پوچھ سکتے ہو وہ پوچھ لو۔ عرض گزار ہوئے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے پھر دخول ہو لیکن انزال نہ ہو؟ فرمایا: جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ میں اب اس بارے میں کسی سے کبھی نہیں پوچھوں گا۔

[٦٣]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ مَوْلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، أَنَّ مَحْمُوْدَ بْنَ لَبِيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيْبُ أَهْلَهُ، ثُمَّ يُكْسِلُ، وَلَا يُنْزِلُ. فَقَالَ زَيْدٌ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ لَهُ مَحْمُوْدٌ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ كَانَ لَا يَرَى الْغُسْلَ. فَقَالَ لَهُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ نَزَعَ عَنْ ذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ.

عبد اللہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت محمود بن لبید انصاری نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو اپنی بیوی سے صحبت کرے، پھر دخول ہو لیکن انزال نہ ہو؟ حضرت زید نے فرمایا کہ وہ غسل کرے گا۔ حضرت محمود نے ان سے کہا کہ حضرت ابی بن کعب تو غسل ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب نے وفات سے پہلے اس قول سے رجوع کرا لیا تھا۔

[٦٤]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب ختنہ ختنے سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو گیا۔

١٩- بَابُ وُضُوْءِ الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ أَوْ يَطْعَمَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ

جنبی کا غسل کرنے سے پہلے سونے یا کھانے کا ارادہ ہو تو قبل ازیں وضو کرلے

٤٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، أَنَّهُ يُصِيْبُهُ جَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ، ثُمَّ نَمْ. صحیح البخاری(٢٩٠) صحیح مسلم(٧٠٢)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ انہیں رات کے وقت غسل جنابت پیش آ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرلو اور اپنے ذکر کو دھو کر سو جاؤ۔

٤٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا أَصَابَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ، فَلَا يَنَمْ حَتّٰى يَتَوَضَّأَ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ. صحیح البخاری(٢٨٨) صحیح مسلم(٦٩٧)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور پھر غسل کرنے سے پہلے سونے کا ارادہ کرے تو نہ سوئے جب تک نماز جیسا وضو نہ کرلے۔

[٦٥]أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ، أَوْ يَطْعَمَ، وَهُوَ جُنُبٌ، غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَمَسَحَ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنابت کی حالت میں سونے یا کھانے کا ارادہ کرتے تو اپنے منہ کو دھوتے اور دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک اور اپنے سر کا

بِرَأْسِهِ ثُمَّ طَعِمَ، أَوْ نَامَ.

مسح کرتے پھر کھانا کھاتے یا سو جاتے۔

۲۰- بَابٌ إِعَادَةُ الْجُنُبِ الصَّلٰوةَ وَ غُسْلُهُ إِذَا صَلّٰى وَلَمْ يَذْكُرْ وَ غَسْلُهُ ثَوْبَهُ

جنبی نے غسل کیے بغیر بھول کر نماز پڑھ لی یا ناپاک کپڑے سے پڑھی تو نماز کا اعادہ کرے

۴۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، أَنَّ عَطَاءَ ابْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ فِي صَلٰوةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، ثُمَّ أَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنِ امْكُثُوا، فَذَهَبَ، ثُمَّ رَجَعَ وَعَلٰى جِلْدِهِ أَثَرُ الْمَاءِ.

صحیح البخاری (۲۷۵) صحیح مسلم (۱۳۶۶)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز کی تکبیر تحریمہ کہی پھر لوگوں کی جانب ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہیں آپ تشریف لے گئے اور واپس لوٹے تو جسم اطہر پانی سے تر تھا۔

[۶۶] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ زُبَيْدِ بْنِ الصَّلْتِ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى الْجُرُفِ، فَنَظَرَ فَإِذَا هُوَ قَدِ احْتَلَمَ، وَصَلّٰى وَلَمْ يَغْتَسِلْ. فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَرَانِي إِلَّا احْتَلَمْتُ وَمَا شَعَرْتُ، وَصَلَّيْتُ وَمَا اغْتَسَلْتُ. قَالَ فَاغْتَسَلَ، وَ غَسَلَ مَا رَاٰى فِي ثَوْبِهِ، وَنَضَحَ مَا لَمْ يَرَ، وَأَذَّنَ أَوْ أَقَامَ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ارْتِفَاعِ الضُّحٰى مُتَمَكِّنًا.

زبید بن الصلت فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موضع جرف گیا۔ پس انہوں نے احتلام کی نشانی دیکھی اور وہ غسل کیے بغیر نماز پڑھ چکے تھے۔ فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے تو احتلام ہو گیا تھا جس کا علم بھی نہ ہوا اور میں بغیر غسل کے نماز پڑھ چکا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں کہ پھر انہوں نے غسل کیا اور کپڑے پر جو نشان دیکھے انہیں دھویا اور جہاں کچھ نہ دیکھا وہاں پانی چھڑکا اور اذان یا اقامت کہی اور سورج اچھی طرح بلند ہونے کے بعد نماز پڑھی۔

[۶۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا إِلٰى أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ، فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا، فَقَالَ لَقَدِ ابْتُلِيتُ بِالْاِحْتِلَامِ مُنْذُ وُلِّيتُ أَمْرَ النَّاسِ، فَاغْتَسَلَ، وَغَسَلَ مَا رَاٰى فِي ثَوْبِهِ مِنَ الْاِحْتِلَامِ، ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جرف والی زمین کی طرف گئے تو اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان پایا۔ فرمایا کہ جب سے لوگوں کی ذمہ داری (خلافت) میرے سپرد کی گئی ہے اس وقت سے احتلام کی بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ پس انہوں نے غسل کیا اور کپڑے پر جو احتلام کا نشان دیکھا اسے دھویا۔ پھر سورج طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھی۔

[۶۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰى بِالنَّاسِ الصُّبْحَ، ثُمَّ غَدَا إِلٰى أَرْضِهِ بِالْجُرُفِ، فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ احْتِلَامًا، فَقَالَ إِنَّا لَمَّا أَصَبْنَا الْوَدَكَ لَانَتِ الْعُرُوقُ، فَاغْتَسَلَ، وَغَسَلَ الْاِحْتِلَامَ مِنْ ثَوْبِهِ، وَعَادَ لِصَلَاتِهِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی پھر اپنی جرف والی زمین پر چلے گئے۔ پس انہوں نے اپنے کپڑے پر احتلام کا نشان دیکھا تو فرمایا کہ جب سے ہم چربی کھانے لگے تو رگیں نرم پڑ گئیں۔ پس انہوں نے غسل کیا اور کپڑے سے احتلام کے نشان دھوئے اور اپنی نماز کا اعادہ کیا۔

[٦٩]اثر- وحدثني عن مالك، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن يحيى بن عبد الرحمن بن حاطب، أنه اعتمر مع عمر بن الخطاب في ركب فيهم عمرو بن العاص. وأن عمر بن الخطاب عرّس ببعض الطريق قريبا من بعض المياه، فاحتلم عمر، وقد كاد أن يصبح، فلم يجد مع الركب ماء، فركب حتى جاء الماء، فجعل يغسل ما رأى من ذلك الاحتلام حتى أسفر، فقال له عمرو بن العاص أصبحت ومعنا ثياب فدع ثوبك يغسل. فقال عمر بن الخطاب واعجبا لك يا عمرو بن العاص لئن كنت تجد ثيابا أفكل الناس يجد ثيابا؟ والله لو فعلتها لكانت سنة، بل أغسل ما رأيت، وأنضح ما لم أر.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کئی سواروں کے ساتھ عمرہ کیا جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے۔ راستے میں حضرت عمر رات کے وقت پانی کے قریب ٹھہرے تو حضرت عمر کو احتلام ہوا۔ صبح قریب تھی اور قافلے میں کسی سے پانی نہ ملا تو یہ سوار ہو کر پانی کے پاس گئے اور احتلام کے نشانات دھونے لگے یہاں تک کہ اجالا ہو گیا۔ حضرت عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ آپ نے صبح کر لی حالانکہ ہمارے پاس اور کپڑے ہیں' کپڑے کو چھوڑ دیجئے یہ دھل جائے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اے عمرو! آپ کی بات تعجب خیز ہے۔ آج آپ کے پاس کپڑے سہی لیکن کیا سب لوگوں کو وافر کپڑے میسر ہیں؟ خدا کی قسم! اگر میں اسی طرح کروں تو وہی طریقہ رائج ہو جائے' بلکہ جو نشان نظر آتا ہے میں اسے دھو رہا ہوں اور جو نظر نہیں آتا اس پر پانی چھڑک رہا ہوں۔

قال مالك في رجل وجد في ثوبه أثر احتلام، ولا يدري متى كان، ولا يذكر شيئا رأى في منامه. قال ليغتسل من أحدث نوم نامه، فإن كان صلى بعد ذلك النوم، فليعد ما كان صلى بعد ذلك النوم. من أجل أن الرجل ربما احتلم، ولا يرى شيئا، ويرى ولا يحتلم، فإذا وجد في ثوبه ماء، فعليه الغسل. وذلك أن عمر أعاد ما كان صلى لآخر نوم نامه، ولم يعد ما كان قبله.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کپڑے میں احتلام کا اثر دیکھے اور یہ پتہ نہ ہو کہ کب ہوا اور نہ خواب میں کچھ دیکھا ہو' فرمایا کہ اسے بیدار ہونے کے بعد غسل کرنا چاہیے اور اس نیند کے بعد جو نماز پڑھی ہے اس کا اعادہ کرے' اس لیے کہ کبھی آدمی کو احتلام ہوتا ہے لیکن وہ چیز نہیں دیکھتا اور نشانی دیکھتا ہے لیکن احتلام کا پتہ نہیں ہوتا' پس جب کپڑے پر پانی کا نشان دیکھے تو غسل کرے اور اسی طرح حضرت عمر نے بیدار ہونے کے بعد جو نماز پڑھی تھی اس کا اعادہ کیا اور پہلی نمازوں کا اعادہ نہیں کیا۔

٢١- باب غسل المرأة إذا رأت في المنام مثل ما يرى الرجل

عورت کو اگر احتلام ہو جائے تو مرد کی طرح اس کے لیے بھی غسل کرنا لازم ہے

٤٦- حدثني عن مالك، عن ابن شهاب، عن عروة بن الزبير، أن أم سليم قالت لرسول الله ﷺ المرأة ترى في المنام مثل ما يرى الرجل، أتغتسل؟ فقال لها رسول الله ﷺ نعم، فلتغتسل. فقالت لها عائشة أف لك وهل ترى ذلك المرأة؟ فقال لها رسول الله ﷺ تربت يمينك ومن أين يكون الشبه؟

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ عورت اگر خواب میں مرد کی طرح دیکھے (احتلام) تو کیا غسل کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ہاں! اسے غسل کرنا چاہیے۔ پس حضرت عائشہ نے ان سے کہا: ہائے کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ہاتھ تھڑی' بھلا پھر مشابہت کہاں سے

صحیح مسلم (۷۰۸)

آتی ہے۔

۴۷- حَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ، امْرَأَةُ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ. هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ. صحیح البخاری (۱۳۰) صحیح مسلم (۷۱۰)

نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی زوجہ حضرت ام سلیم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شرماتا۔ جب عورت کو احتلام ہو جائے تو کیا اس پر غسل لازم ہے؟ فرمایا: ہاں! جب وہ پانی دیکھے (پانی سے مراد یہاں منی ہے)۔

۲۲- بَابُ جَامِعِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

غسل جنابت کے متعلقات

[۷۰] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَقُولُ لَا بَأْسَ أَنْ يُغْتَسَلَ بِفَضْلِ الْمَرْأَةِ، مَا لَمْ تَكُنْ حَائِضًا، أَوْ جُنُبًا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ وہ حائضہ یا جنابت سے نہ ہو۔

[۷۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ يَعْرَقُ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ جُنُبٌ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حالت جنابت کے اندر کپڑے میں پسینہ آتا اور پھر اسی سے نماز پڑھ لیتے۔

[۷۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْسِلُ جَوَارِيهِ رِجْلَيْهِ، وَيُعْطِينَهُ الْخُمْرَةَ، وَهُنَّ حُيَّضٌ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی لونڈیاں بحالت حیض ان کے پیر دھوتیں اور انہیں جانماز دیا کرتیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ لَهُ نِسْوَةٌ وَجَوَارٍ، هَلْ يَطَؤُهُنَّ جَمِيعًا قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ؟ فَقَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ جَارِيَتَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ. فَأَمَّا النِّسَاءُ الْحَرَائِرُ، فَيُكْرَهُ أَنْ يُصِيبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ فِي يَوْمِ الْأُخْرَى. فَأَمَّا أَنْ يُصِيبَ الْجَارِيَةَ، ثُمَّ يُصِيبَ الْأُخْرَى وَهُوَ جُنُبٌ، فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کی بیویاں اور لونڈیاں ہوں کیا وہ غسل سے پہلے صحبت کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ سب سے پہلے اگر لونڈی سے صحبت کرے تو کوئی حرج نہیں' آزاد عورت کی بات ہو تو ایک کی باری میں دوسرے سے صحبت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں ایک لونڈی سے جماع کیا اور حالت جنابت میں دوسری سے صحبت کرے تو کوئی حرج نہیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ جُنُبٍ وُضِعَ لَهُ مَاءٌ يَغْتَسِلُ بِهِ، فَسَهَا، فَأَدْخَلَ إِصْبَعَهُ فِيهِ لِيَعْرِفَ حَرَّ الْمَاءِ مِنْ بَرْدِهِ. قَالَ مَالِكٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ إِصْبَعَهُ أَذًى، فَلَا أَرَى ذَلِكَ يُنَجِّسُ عَلَيْهِ الْمَاءَ.

امام مالک سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے غسل کے لیے پانی رکھا لیکن یہ دیکھنے کے لیے کہ گرم ہے یا ٹھنڈا بھول کر پانی میں انگلی داخل کر دی۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کی انگلی میں نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

۲۳- هٰذَا بَابٌ فِي التَّيَمُّمِ

تیمم کا بیان

۴۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ

بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ، أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ، أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ، فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ، وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي، فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى آيَةَ التَّيَمُّمِ، فَتَيَمَّمُوا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ. قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. صحیح البخاری (۳۳٤) صحیح مسلم (۸۱٤)

ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر نکلے جب ہم بیداء یا ذات الجیش کے مقام پر تھے تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ ٹھہر گئے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی ٹھہر گئے' وہ پانی کی جگہ نہ تھی اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کہا کہ دیکھئے عائشہ نے یہ کیا کیا؟ رسولِ خدا اور لوگوں کو ٹھہرا لیا جبکہ یہ جگہ پانی کی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر آئے اور رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سوئے ہوئے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ کو روک لیا جبکہ نہ یہ پانی کی جگہ ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر نے مجھے ڈانٹا اور جو خدا نے چاہا وہ کہا اور انہوں نے میرے پہلو میں کُکے مارے لیکن رسول اللہ ﷺ میری ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے لہٰذا میں نے ذرا حرکت نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ صبح تک بغیر پانی سوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرما دی۔ پس لوگوں نے تیمم کیا۔ پس حضرت اسید بن حضیر نے کہا: اے آلِ ابوبکر! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ (یعنی تمہاری کتنی ہی برکتوں سے اہلِ اسلام پہلے بھی مستفید ہوتے آ رہے ہیں) حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جب اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہمیں ہار مل گیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ لِصَلَاةٍ حَضَرَتْ، ثُمَّ حَضَرَتْ صَلَاةٌ أُخْرَى أَيَتَيَمَّمُ لَهَا أَمْ يَكْفِيهِ تَيَمُّمُهُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ بَلْ يَتَيَمَّمُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، لِأَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَبْتَغِيَ الْمَاءَ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَمَنِ ابْتَغَى الْمَاءَ فَلَمْ يَجِدْهُ، فَإِنَّهُ يَتَيَمَّمُ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک نماز کے لیے تیمم کرے پھر دوسری نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے لیے دوبارہ تیمم کرے یا پہلا تیمم کافی ہے؟ فرمایا کہ ہر نماز کے لیے تیمم کرے کیونکہ اس کے لیے ہر نماز کے واسطے پانی تلاش کرنا ضروری ہے پس جو پانی تلاش کرے اور نہ پائے تو تیمم کرے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ أَيَؤُمُّ أَصْحَابَهُ وَهُمْ عَلَى وُضُوءٍ؟ قَالَ يَؤُمُّهُمْ غَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَلَوْ أَمَّهُمْ هُوَ لَمْ أَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا تیمم والا اپنے باوضو ساتھیوں کی امامت کر سکتا ہے؟ فرمایا کہ دوسرا میرے نزدیک امامت کرے تو زیادہ بہتر ہے اور اگر یہی امامت کرے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ حِينَ لَمْ يَجِدْ مَاءً، فَقَامَ وَكَبَّرَ وَدَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فَطَلَعَ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جسے پانی نہ ملا تو اس نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور

عَلَيْهِ إِنْسَانٌ مَعَهُ مَاءٌ؟ قَالَ لَا يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ، بَلْ يُتِمُّهَا بِالتَّيَمُّمِ، وَلْيَتَوَضَّأْ لِمَا يُسْتَقْبَلُ مِنَ الصَّلَوَاتِ.

نماز شروع کر دی' پھر کسی نے اسے بتایا کہ میرے پاس پانی ہے فرمایا کہ وہ اپنی نماز نہ توڑے بلکہ تیمم کے ساتھ ہی پوری کر لے اور اگلی نمازوں کے لیے وضو کر لے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ مَنْ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ، فَلَمْ يَجِدْ مَاءً، فَعَمِلَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ التَّيَمُّمِ، فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ. وَلَيْسَ الَّذِي وَجَدَ الْمَاءَ بِأَطْهَرَ مِنْهُ، وَلَا أَتَمَّ صَلٰوةً لِأَنَّهُمَا أُمِرَا جَمِيعًا، فَكُلٌّ عَمِلَ بِمَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ، وَإِنَّمَا الْعَمَلُ بِمَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْوُضُوْءِ لِمَنْ وَجَدَ الْمَاءَ، وَالتَّيَمُّمُ لِمَنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِي الصَّلٰوةِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا جو نماز کا ارادہ کرے اور پانی نہ ملے۔ پس حکم الٰہی کے مطابق تیمم کرے تو اس نے خدا کا حکم مانا اور جسے پانی مل جائے وہ اس سے زیادہ پاک نہیں اور نہ اس کی نماز اس سے زیادہ مکمل کیونکہ دونوں کو خدا کا یہی حکم ہے۔ پس ہر ایک نے وہی کیا جو اسے اللہ نے حکم دیا ہے اور خدا کا حکم یہی ہے کہ جو نماز شروع کرنے سے پہلے پانی پائے تو وضو کرے اور جو نہ پائے وہ تیمم کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ الْجُنُبِ إِنَّهُ يَتَيَمَّمُ وَيَقْرَأُ حِزْبَهُ مِنَ الْقُرْاٰنِ، وَيَتَنَفَّلُ مَا لَمْ يَجِدْ مَاءً، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ فِي الْمَكَانِ الَّذِي يَجُوزُ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ بِالتَّيَمُّمِ.

امام مالک نے جنبی کے بارے میں فرمایا کہ وہ تیمم کر کے معمول کے مطابق قرآن مجید اور نوافل پڑھ لے جبکہ اسے پانی نہ ملا ہو اور یہ اسی جگہ کے بارے میں ہے جہاں تیمم کے ساتھ فرض نماز پڑھنا جائز ہے۔

۲۴- بَابُ الْعَمَلِ فِي التَّيَمُّمِ

تیمم کا طریقہ

[۷۳] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنَ الْجُرُفِ، حَتّٰى إِذَا كَانَا بِالْمِرْبَدِ. نَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَيَمَّمَ صَعِيْدًا طَيِّبًا، فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ صَلّٰى.

نافع کا بیان ہے کہ وہ اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جرف سے لوٹے' جب مربد پہنچے تو حضرت عبد اللہ اترے کہ پاک مٹی سے تیمم کریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے چہرے کا مسح کیا اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک پھر نماز پڑھی۔

[۷۴] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَيَمَّمُ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کہنیوں تک تیمم کیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ التَّيَمُّمُ وَأَيْنَ يَبْلُغُ بِهِ؟ فَقَالَ يَضْرِبُ ضَرْبَةً لِلْوَجْهِ، وَضَرْبَةً لِلْيَدَيْنِ، وَيَمْسَحُهُمَا إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ تیمم کس طرح اور کہاں تک کیا جائے؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک ضرب چہرے کے لیے مارے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لیے اور کہنیوں تک مسح کرے۔ ف

ف: تیمم کا جو طریقہ امام مالک نے بتایا یہی حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ہے۔ اکثر آئمہ و فقہاء اسی پر ہیں جب کہ بعض حضرات نے حدیث عمار کے باعث جو صحیحین میں وارد ہوئی' اس موقف سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ضرب کو کافی بتایا ہے۔ حالانکہ حدیث عمار میں کتنے ہی احتمال ہیں' جس کے باعث وہ دیگر احادیث صحیحہ صریحہ کے بالمقابل قابل حجت نہیں رہتی' یہ نہیں کہ اس روایت محتملہ کے حضور وہ صحیح حدیثیں قابل حجت نہ رہیں۔

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل کی حاجت تھی' انہوں نے اجتہاد کیا کہ وضو کی جگہ تیمم کا طریقہ تو معلوم ہو گیا لیکن غسل کی جگہ شاید سارے جسم پر مسح کیا جاتا ہو لہٰذا وہ زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے رہے اور اسے تیمم بجائے غسل شمار کیا۔ نبی کریم ﷺ سے اپنا تیمم

عرض کیا تو حضور نے زمین پر ہاتھ مار کر بتایا کہ ان حصوں کا مسح کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر حضور کا مقصد تیمم کا مکمل طریقہ بتانا نہ تھا۔ باقی دوسرے احتمالات کا ذکر خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات، ج ا ص ۲۶۳-۲۶۲ پر کیا ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیه واللہ اعلم بالصواب

۲۵- بَابُ تَيَمُّمِ الْجُنُبِ

[۷۵] اَثر- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَيَمَّمُ، ثُمَّ يُدْرِكُ الْمَاءَ، فَقَالَ سَعِيْدٌ اِذَا اَدْرَكَ الْمَاءَ، فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ لِمَا يُسْتَقْبَلُ.

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنِ احْتَلَمَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ، وَلَا يَقْدِرُ مِنَ الْمَاءِ اِلَّا عَلٰى قَدْرِ الْوُضُوْءِ، وَهُوَ لَا يَعْطَشُ حَتّٰى يَاْتِيَ الْمَاءَ. قَالَ يَغْسِلُ بِذٰلِكَ فَرْجَهٗ، وَمَا اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ الْاَذٰى، ثُمَّ يَتَيَمَّمُ صَعِيْدًا طَيِّبًا كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ جُنُبٍ اَرَادَ اَنْ يَتَيَمَّمَ، فَلَمْ يَجِدْ تُرَابًا اِلَّا تُرَابَ سَبْخَةٍ، هَلْ يَتَيَمَّمُ بِالسِّبَاخِ، وَهَلْ تُكْرَهُ الصَّلٰوةُ فِي السِّبَاخِ؟ قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِالصَّلٰوةِ فِي السِّبَاخِ، وَالتَّيَمُّمِ مِنْهَا لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (المائدہ:۶) فَكُلُّ مَا كَانَ صَعِيْدًا، فَهُوَ يُتَيَمَّمُ بِهٖ سِبَاخًا كَانَ اَوْ غَيْرَهٗ.

جنبی کا تیمم کرنا

عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت ہے کہ کسی نے سعید بن مسیب سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا جس نے تیمم کیا تھا پھر پانی مل گیا' سعید نے فرمایا کہ جب پانی مل گیا تو آئندہ کے لئے غسل ضروری ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو سفر میں احتلام ہو جائے اور اس کے پاس صرف وضو کے لیے پانی ہو اور پانی ملنے تک اسے پیاس کا خدشہ نہ ہو تو فرمایا کہ وہ اپنی شرمگاہ کو دھوئے اور جہاں نجاست لگی ہو' پھر خدا کے حکم کے مطابق پاک مٹی سے تیمم کر لے۔

امام مالک سے اس جنبی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے تیمم کا ارادہ کیا لیکن اسے مٹی نہ ملی مگر شور مٹی۔ کیا وہ شور مٹی سے تیمم کر لے اور کیا اس سے پڑھی ہوئی نماز مکروہ ہو گی؟ امام مالک نے فرمایا کہ شور مٹی کی نماز اور تیمم میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پاک مٹی سے تیمم کرنے کے لیے فرمایا ہے۔ پس جو مٹی بھی پاک ہو اس سے تیمم کیا جا سکتا ہے خواہ شور ہو یا دوسری۔

۲۶- بَابُ مَا يَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنِ امْرَاَتِهٖ وَهِيَ حَائِضٌ

۴۹- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنِ امْرَاَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِتَشُدَّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا، ثُمَّ شَاْنُكَ بِاَعْلَاهَا. سنن ابوداؤد (۲۱۲)

۵۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ مُضْطَجِعَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَاِنَّهَا قَدْ وَثَبَتْ وَثْبَةً شَدِيْدَةً، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَكِ لَعَلَّكِ نَفِسْتِ يَعْنِي الْحَيْضَةَ، فَقَالَتْ نَعَمْ. قَالَ

حائضہ عورت کے ساتھ مرد کو کیا باتیں حلال ہیں؟

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے لیے عورت سے کیا باتیں حلال ہیں جبکہ وہ حائضہ ہو؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ازار مضبوطی سے باندھ دو اور اس کے اوپر جو چاہو کرو۔

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہی کپڑے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹی ہوئی تھیں' اچانک وہ کود کر جلدی سے دور ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ہوا؟ کیا تمہیں حیض آ گیا؟ انہوں نے کہا: ہاں! فرمایا کہ اپنی ازار کو مضبوطی سے باندھ لو اور اپنی جگہ پر آ کر لیٹ جاؤ۔

شُدِّي عَلَى نَفْسِكِ إِزَارَكِ، ثُمَّ عُودِي إِلَى مَضْجَعِكِ. صحيح البخاري (٢٩٨) صحيح مسلم (٦٨١)

[٧٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَرْسَلَ إِلَى عَائِشَةَ يَسْأَلُهَا هَلْ يُبَاشِرُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَتْ لِتَشُدَّ إِزَارَهَا عَلَى أَسْفَلِهَا، ثُمَّ يُبَاشِرُهَا إِنْ شَاءَ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر نے کسی کے ذریعے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ کیا مرد اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عورت نیچے اپنی ازار مضبوطی سے باندھ لے پھر اگر چاہے تو اس سے مباشرت کرے۔

[٧٧] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنِ الْحَائِضِ هَلْ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا إِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ؟ فَقَالَا لَا، حَتَّى تَغْتَسِلَ.

سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے حائضہ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا خاوند جب اسے پاک دیکھے تو غسل سے پہلے صحبت کر سکتا ہے؟ دونوں نے فرمایا کہ نہ کرے یہاں تک کہ وہ غسل کر لے۔

٢٧- بَابُ طُهْرِ الْحَائِضِ

حائضہ کب پاک ہوتی ہے؟

[٧٨] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النِّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ بِالدِّرَجَةِ، فِيهَا الْكُرْسُفُ، فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ يَسْأَلْنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ، فَتَقُولُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ. تُرِيدُ بِذَلِكَ الطُّهْرَ مِنَ الْحَيْضَةِ.

مرجانہ سے روایت ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں کہ عورتیں حضرت صدیقہ کی خدمت میں ڈبیہ کے اندر روئی رکھ کر بھیجتیں جس میں خونِ حیض کی زردی ہوتی۔ وہ نماز کے بارے میں دریافت کرتیں۔ یہ ان سے فرماتیں کہ جلدی نہ کرو جب تک سفید کپڑا نہ دیکھو۔ اس سے ان کی مراد ہوتی کہ حیض سے پاک ہو جاؤ۔

[٧٩] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، عَنِ ابْنَةِ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ بَلَغَهَا أَنَّ نِسَاءً كُنَّ يَدْعُونَ بِالْمَصَابِيحِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَنْظُرْنَ إِلَى الطُّهْرِ، فَكَانَتْ تَعِيبُ ذَلِكَ عَلَيْهِنَّ، وَتَقُولُ مَا كَانَ النِّسَاءُ يَصْنَعْنَ هَذَا.

حضرت زید بن ثابت کی صاحبزادی ام کلثوم کو یہ بات پہنچی کہ عورتیں آدھی رات کو پاکی دیکھنے کے لیے چراغ منگاتی ہیں۔ وہ ان کی اس حرکت کو عیب شمار کرتی اور فرماتی کہ قبل ازیں عورتیں ایسا نہیں کرتی تھیں۔

[٨٠] أثر- وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْحَائِضِ تَطْهُرُ فَلَا تَجِدُ مَاءً، هَلْ تَتَيَمَّمُ؟ قَالَ نَعَمْ، لِتَتَيَمَّمْ، فَإِنَّ مِثْلَهَا مِثْلُ الْجُنُبِ، إِذَا لَمْ يَجِدْ مَاءً تَيَمَّمَ.

امام مالک سے اس حائضہ کے بارے میں پوچھا گیا جو پاک ہو جائے لیکن پانی نہ ملے۔ آیا وہ تیمم کر لے؟ فرمایا: ہاں ضرور تیمم کرے کیونکہ وہ جنبی کے مانند ہے کہ جب وہ پانی نہیں پاتا تو تیمم کرتا ہے۔

٢٨- بَابُ جَامِعِ الْحَيْضَةِ

حیض کے متعلقات

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فِي الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ أَنَّهَا تَدَعُ الصَّلَاةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حاملہ عورت اگر خون دیکھے تو نماز چھوڑ دے۔

[۸۱]اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَامِلِ تَرَى الدَّمَ. قَالَ تَكُفُّ عَنِ الصَّلٰوةِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے حاملہ عورت کے خون دیکھنے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ وہ نماز سے رکی رہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَ ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

یحیٰی' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے۔

۵۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

صحیح البخاری (۲۹۵) صحیح مسلم (۶۸۵)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک میں کنگھی کیا کرتی حالانکہ حائضہ تھی۔

۵۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، أَنَّهَا قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ أَرَأَيْتَ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فِيهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَصَابَ ثَوْبَ إِحْدَاكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ، ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِالْمَاءِ، ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ.

صحیح البخاری (۳۰۷) صحیح مسلم (۶۷۳-۶۷۴)

اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ جب کوئی عورت اپنے کپڑے میں حیض کا خون دیکھے تو اس میں کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی حیض کا خون دیکھے تو اسے مل ڈالے پھر اسے پانی سے دھو کر اس میں نماز پڑھ لے۔

۲۹- بَابٌ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ کا بیان

۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ قَالَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي لَا أَطْهُرُ، أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ؟ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلٰوةَ، فَإِذَا ذَهَبَ قَدْرُهَا فَاغْسِلِي الدَّمَ عَنْكِ وَصَلِّي.

صحیح البخاری (۳۰۶) صحیح مسلم (۷۵۱)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ بنت حبیش عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! میں کبھی پاک نہیں ہوتی تو کیا نماز چھوڑ دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ یہ رگ کا خون ہے حیض کا نہیں ہے۔ جب تمہیں حیض آئے تو نماز چھوڑ دیا کرو اور جب اس کی مدت گزر جائے تو خون دھو کر نماز پڑھ لیا کرو۔ ف

ف: استحاضہ ایک رگ کا خون ہے جو بعض عورتوں کو جاری ہو جاتا ہے اس کا حکم حیض جیسا نہیں ہے۔ مستحاضہ کو ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۵۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ لِتَنْظُرْ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ایک عورت کا خون جاری رہتا تھا تو حضرت ام سلمہ نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس مرض سے پہلے مہینے میں جتنے دن اور رات

إِلَى عَدَدِ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّي.

سنن ابوداؤد (۲۷٤) سنن نسائی (۳۵۲)

حیض آیا کرتا تھا انہیں گن لو اور ہر مہینے میں ان کے مطابق نماز چھوڑ دو۔ جب وہ مدت گزر جائے تو غسل کرنا چاہیے اور شرمگاہ پر کپڑا باندھ کر نماز پڑھنی چاہیے۔

[۸۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهَا رَأَتْ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَكَانَتْ تُسْتَحَاضُ، فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي.

زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زینب بنت جحش کو دیکھا جو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے نکاح میں تھیں کہ انہیں استحاضہ کی شکایت تھی تو وہ غسل کر کے نماز پڑھا کرتی تھیں۔ ف

ف: یہ اس سند میں کسی راوی سے سہو ہو گیا کہ حضرت زینب بنت جحش کسی وقت حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے نکاح میں نہیں رہی تھیں' ان کا نکاح تو حضرت زید بن حارثہ سے ہوا تھا اور پھر نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف کے نکاح میں حضرت زینب کی بہن حضرت ام حبیبہ بنت جحش رہی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

[۸۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَعْقَاعَ بْنَ حَكِيمٍ، وَزَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ، أَرْسَلَاهُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ يَسْأَلُهُ كَيْفَ تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ، فَقَالَ تَغْتَسِلُ مِنْ طُهْرٍ إِلٰى طُهْرٍ، وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلٰوةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ.

قعقاع بن حکیم اور زید بن اسلم نے سمی کو سعید بن مسیب کے پاس بھیجا کہ ان سے مستحاضہ کے غسل کے بارے میں پوچھے۔ انہوں نے فرمایا کہ پاکی سے پاکی تک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور خون اگر زیادہ آئے تو شرمگاہ پر کپڑا باندھ لے۔

[۸٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْتَحَاضَةِ إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ غُسْلًا وَاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِكُلِّ صَلٰوةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ مستحاضہ پر صرف ایک دفعہ غسل کرنا ضروری ہے پھر اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کیا کرے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُسْتَحَاضَةَ إِذَا صَلَّتْ أَنَّ لِزَوْجِهَا أَنْ يُصِيبَهَا، وَكَذٰلِكَ النُّفَسَاءُ إِذَا بَلَغَتْ أَقْصَى مَا يُمْسِكُ النِّسَاءَ الدَّمُ، فَإِنْ رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ يُصِيبُهَا زَوْجُهَا، وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ مستحاضہ جب نماز پڑھ سکتی ہے تو خاوند کا اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح نفاس والی جب اس مدت کو پہنچ جائے کہ عورتوں کا خون بند ہو جاتا ہے تو اگر اس کے بعد بھی خون دیکھے تب بھی خاوند اس سے جماع کر سکتا ہے کیونکہ اب وہ مستحاضہ کی طرح ہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُسْتَحَاضَةِ عَلٰى حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ،

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ مستحاضہ کے بارے میں ہمارا موقف اس حدیث کے مطابق ہے جو ہشام نے عروہ سے روایت

وَهُوَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ.

کی ہے اور اس بارے میں جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

۳۰- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ بَوْلِ الصَّبِیِّ

ننھے بچے کے پیشاب کا حکم

۵۵- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِیٍّ، فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِهٖ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَاَتْبَعَهٗ اِیَّاهُ.

صحیح البخاری (۲۲۲) صحیح مسلم (۶۶۰۔ ۵۵۸۴)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا تو اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا۔

۵۶- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ، اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِیْرٍ لَمْ یَاْکُلِ الطَّعَامَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَجْلَسَهٗ فِیْ حَجْرِهٖ، فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِهٖ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَاءٍ فَنَضَحَهٗ، وَلَمْ یَغْسِلْهُ.

صحیح البخاری (۲۲۳) صحیح مسلم (۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵)

عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت ام قیس بنت محصن اپنے چھوٹے بچے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے اسے گود میں بٹھا لیا۔ پس اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا اور کپڑے کو نہ دھویا۔ ف

ف لڑکی ہو یا لڑکا جب تک کھانا کھانے کی عمر کو نہ پہنچیں تب بھی دونوں کا پیشاب ناپاک اور نجس ہے۔ اگر کپڑے پر پیشاب کر دیں تو اتنا پانی بہایا جائے کہ پاک ہونے کا یقین ہو جائے ورنہ کپڑے کو دھو لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو پاکیزگی بہت پسند ہے۔ بچی اور بچے کے پیشاب میں بعض حضرات نے جو تفریق کی اور ان کے پیشاب کی نجاست کے بارے میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں خوب داد تحقیق دی ہے۔ فمن شاء فلیرجع الیہ

۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْبَوْلِ قَائِمًا وَّغَیْرِهٖ

کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

۵۷- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ دَخَلَ اَعْرَابِیٌّ الْمَسْجِدَ فَکَشَفَ عَنْ فَرْجِهٖ لِیَبُوْلَ، فَصَاحَ النَّاسُ بِهٖ حَتّٰی عَلَا الصَّوْتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُتْرُکُوْهُ. فَتَرَکُوْهُ، فَبَالَ، ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَنُوْبٍ مِّنْ مَّاءٍ، فَصُبَّ عَلٰی ذٰلِکَ الْمَکَانِ. صحیح البخاری (۲۲۱) صحیح مسلم (۶۵۸)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور پیشاب کرنے کے لیے اس نے اپنی شرمگاہ کے آگے سے کپڑا ہٹایا۔ لوگ اس پر چلائے یہاں تک کہ شور مچ گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے نہ روکو۔ پس لوگوں نے نہ روکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول پانی کا حکم دیا اور وہ اس جگہ پر ڈال دیا گیا۔

[۸۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَبُوْلُ قَائِمًا.

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا۔

قَالَ یَحْیٰی وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ غَسْلِ الْفَرْجِ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ، هَلْ جَاءَ فِیْهِ اَثَرٌ؟ فَقَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پیشاب اور پاخانے کے بعد شرمگاہ دھونے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا اس کے متعلق

بَعْضَ مَنْ مَّضٰى كَانُوْا يَتَوَضَّؤُوْنَ مِنَ الْغَآئِطِ ' وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَغْسِلَ الْفَرْجَ مِنَ الْبَوْلِ.

کوئی حدیث ہے؟ فرمایا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اسلاف پاخانے کے بعد دھویا کرتے تھے اور مجھے پیشاب کے بعد بھی شرمگاہ کو دھونا پسند ہے۔ف

ف: متعدد صحابۂ کرام کے متعلق روایتیں موجود ہیں کہ انہوں نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا لیکن یہ ابتدائی ایام کی بات ہے اور علمائے کرام کے نزدیک ایسی تمام روایتیں حدیث عائشہ صدیقہ سے منسوخ ہیں۔ بعد میں تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی معمول رہا کیونکہ یہی طریق ادب ہے، اسی میں حیاء کا پہلو زیادہ ہے اور تقویٰ وطہارت سے یہی زیادہ اقرب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۳۲- بَابٌ مَّا جَآءَ فِي السِّوَاكِ

مسواک کے بارے میں

۵۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنِ ابْنِ السَّبَّاقِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ ' اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا ' وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَمَسَّ مِنْهُ ' وَعَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ. سنن ابن ماجہ (۱۰۹۸)

ابن شہاب نے ابن السباق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ جمع ہونے کا دن ہے' اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید بنایا ہے' پس غسل کیا کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو تو اسے خوشبو لگانا نقصان نہ دے گا اور مسواک ضرور کیا کرو۔

۵۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ.

صحیح البخاری (۸۸۷) صحیح مسلم (۵۸۸)

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر امت کا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں نہ گزرتا تو میں ان کے لیے مسواک کو ضروری ٹھہرا دیتا۔

[۸۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّهٗ قَالَ لَوْ لَا اَنْ يَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِهٖ لَاَمَرَهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ.

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر حضور کو اپنی امت کی مشقت کا خیال نہ ہوتا تو آپ انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم فرماتے۔ف

ف: ان دونوں روایتوں میں مسواک کا ذکر لفظ امر کے ساتھ ہے۔ روایت ۱۱۵ کا مطلب ہے کہ اگر امت پر تنگی نہ ہوتی تو میں ہر وضو کے ساتھ انہیں مسواک کا حکم دیتا۔ صحیحین کی روایت میں ہے "مع کل صلوة" یعنی ہر نماز کے ساتھ۔ بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ "لو لا ان اشق علی امتی لفرضت علیهم السواک مع الوضوء" یعنی اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں ہر وضو کے ساتھ ان پر مسواک فرض کر دیتا۔ معلوم ہوا کہ یہ امر نبی کریم ﷺ کی مرضی پر موقوف تھا کہ چاہتے تو اپنی امت پر ہر وضو یا ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنا فرض فرما دیتے' لیکن اس شفیق آقا کے قربان جس نے امت کی تنگی کو مدِ نظر رکھا۔ بعض حضرات جو یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کے فرض یا حرام ٹھہرانے کا قطعاً اختیار نہیں دیا' انہیں ایسی روایتوں کی روشنی میں اپنے گریبانوں کے اندر جھانکنا چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں کس حد تک مخلص ہیں جبکہ جس کے غلام ہونے کا دعویٰ کرتے اور محشر کی تپتی ہوئی زمین پر جس کی شفاعت کا آسرا رکھتے ہیں' اسی کے خداداد اختیارات کو [illegible]

انہیں امت محمدیہ کے زمرے میں شمار فرمائے گا؟ کیا وہ یقین رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ضرور ان کی شفاعت فرمائیں گے یا "سحقا سحقا" ایسے ہی لوگوں سے فرمایا جائے گا؟

قریب ہے یار روز محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳- كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي النِّدَاءِ لِلصَّلٰوةِ

نماز کی اذان کے بارے میں

٦٠- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَرَادَ أَنْ يَتَّخِذَ خَشَبَتَيْنِ يُضْرَبُ بِهِمَا لِيَجْتَمِعَ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ، فَأُرِيَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ، ثُمَّ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ خَشَبَتَيْنِ فِي النَّوْمِ، فَقَالَ إِنَّ هَاتَيْنِ لَنَحْوٌ مِمَّا يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ. فَقِيْلَ أَلَا تُؤَذِّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ. فَأَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْأَذَانِ.

سنن ابوداؤد (٤٩٩) سنن ترمذی (١٨٩) سنن ابن ماجہ (٧٠٦)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ دو لکڑیاں لے کر انہیں مارا جائے تاکہ لوگ نماز کے لیے جمع ہو جایا کریں۔ پس حضرت عبداللہ بن زید انصاری کو جو بنی حارث بن خزرج سے تھے خواب میں دو لکڑیاں دکھائی گئیں اور کہا کہ یہ اس طرح کی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ ارادہ فرما رہے ہیں' پھر کہا گیا: تم نماز کے لیے اذان کیوں نہیں کہتے' یہ بیدار ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا' پس رسول اللہ ﷺ نے اذان دینے کا حکم فرمایا۔

٦١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ، فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ. صحیح البخاری (٦١١) صحیح مسلم (٨٤٦)

عطاء بن یزید لیثی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے۔ف

ف: مؤذن کے کلمات کو سننے والا بھی اس کے جواب میں وہی کہتا جائے۔ "حی علی الصلوة" اور "حی علی الفلاح" کے جواب میں "لاحول ولا قوة الا باللہ" کہنا چاہیے اور "الصلوة خیر من النوم" کے جواب میں "صدقت و بررت" کہنا چاہیے۔ حدیث میں اذان کے جواب پر دخول جنت کا وعدہ ہے لیکن حقیقی جواب نماز میں حاضر ہونا ہے اور زبان سے جواب دینا مستحب ہے۔ اقامت کا جواب بھی اذان کی طرح دے لیکن "قد قامت الصلوة" کے جواب میں "اقامها اللہ وادامها" کہنا چاہیے۔ اذان سننے کے بعد "اللهم رب هذه الدعوة التامة والصلوة القائمة ات محمد الوسيلة والفضيلة وابعثه مقاما محمودا الذى وعدته وارزقنا شفاعته يوم القيمة"۔ جو یہ کہا کرے تو نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے قیامت کے روز میری شفاعت حلال ہوگی۔ اللهم ارزقنا شفاعته يوم القيمة.

صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جو اذان سن کر یہ کلمات کہے: "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا و بمحمد رسولا وبالاسلام دينا" تو اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں یعنی صغائر کیونکہ

کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ بعض احادیث میں آیا ہے کہ اذان میں "اشھد ان محمدا رسول الله" سن کر ہاتھ کے دونوں انگوٹھوں اور شہادت کی انگلیوں کو چوم کر دونوں مرتبہ آنکھوں سے لگائے اور ساتھ ہی پہلی شہادت کے جواب میں "صلی الله علیک یا رسول الله" اور دوسری شہادت کے وقت "اللھم متعنی بالسمع و البصر" کہے تو بفضلہ تعالیٰ وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نبی کریم ﷺ اسے قیامت کی صفوں میں تلاش فرمائیں گے۔ ہم گنہگاروں بے سہاروں کو اور کیا چاہیے۔ ایسی جملہ روایات کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک رفع ثابت ہے اگر بوجہ استحباب کوئی اس فعل کا تارک ہو تو گنہگار نہیں لیکن ایسے فعل سے محروم رہا جو بڑا بابرکت اور سرورِ قلب و جان نیز باعث ازدیاد نور ایمان ہے کہ انگوٹھے چوم کر سرآنکھوں سے لگائے تو کس ہستی کا نام سن کر جن کی خاکِ پا کے لیے نوری مخلوق بھی ترستی اور ہر وقت ان پر صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتی رہتی ہے۔ اگر کوئی اس ایمان افروز شیطنت سوز فعل کو ناجائز بتاتا اور اسے روکنے پرایڑی چوٹی کا زور لگاتا پھرتا ہے تو اس مرحلے پر ضرور یہ غور کرتا ہوگا کہ اس کی اس ساری کوشش کی تہہ میں کونسا جذبہ کارفرما ہے؟ ایک صاحبِ ایمان نے "ورفعنا لک ذکرک" کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا، کانوں سے سنا اور فرطِ عقیدت میں رحمتِ دوعالم ﷺ کی تعظیم بجالایا کہ نور ایمان اور جلا پائے، اس کے دین و ایمان کی کھیتی بہاروں سے ہمکنار ہو جائے' اس راحتِ قلب وجگر کا نام نامی و اسمِ گرامی سن کر چوما اور سرآنکھوں سے لگایا' محبوبِ پروردگار سے تعلق خاطر کا ایمان افروز منظر سب کو دکھایا اور عملاً دوسروں کو اس پر اکسایا، بھولا ہوا سبق یاد دلایا کہ صاحبِ کوثر و تسنیم کی تعظیم و محبت کا ایک اور ٹھنڈا میٹھا جام پلایا۔ ہائے افسوس کہ منکر کو یہ ایمان افروز شیطنت سوز منظر پسند نہ آیا۔ ایسے تمام حضرات کو ٹھنڈے دل سے اپنی متاعِ ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں جوشِ تعصب میں اسے گنوا تو نہیں بیٹھے' اگر خدانخواستہ یہی متاعِ عزیز ضائع کر دی تو اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف اور کیا چیز ساتھ جائے گی؟ اس کے سوا اور کون سی چیز ہے جو میدانِ قیامت میں کام آئے گی؟ دوستو! ایمان سلامت ہے تو سب کچھ پلّے ہے اور یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیِ اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جائے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

٦٢- **وَحَدَّثَنِىْ** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ اَبِىْ صَالِحِ السَّمَّانِ ' عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِى النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ ' لَاسْتَهَمُوْا ' وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِى التَّهْجِيْرِ ' لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ ' وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِى الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ ' لَاَتَوْهُمَا ' وَلَوْ حَبْوًا.

صحیح البخاری (٦١٥) صحیح مسلم (٩٨٠)

ابو صالح السمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور پہلی صف میں کیا ہے تو قرعہ اندازی کے بغیر انہیں حاصل نہ کر سکتے اور ضرور قرعہ اندازی کرتے اور اگر اول وقت نماز پڑھنے کے متعلق معلوم ہوتا تو ضرور جلدی کرتے اور اگر عشاء اور فجر کی نماز کے متعلق علم ہوتا تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے پہنچتے۔

٦٣- **وَحَدَّثَنِىْ** عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' وَاِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لیے بلایا جائے تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ اطمینان سے آیا کرو۔ پس جتنی نماز مل جائے اسے پڑھ لو اور جتنی رہ جائے اسے پوری کر لو کیونکہ تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب کہ نماز کا قصد کر رہے ہوتے ہو۔ ف

فَصَلُّوْا، وَمَافَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا، فَاِنَّ اَحَدَکُمْ فِیْ صَلٰوۃٍ مَا کَانَ یَعْمِدُ اِلَی الصَّلٰوۃِ.

صحیح البخاری (۶۳۶) صحیح مسلم (۱۳۵۸)

ف: نبی کریم ﷺ کے صدقے میں خدائے ذوالمنن کا یہ بھی امت محمدیہ پر کرم ہوا کہ نماز کے ارادے سے آنے والے کو بھی وہی ثواب ملتا ہے جیسے وہ نماز پڑھ رہا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ محبوب پروردگار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وابستگی پیدا کر کے خود کو انعاماتِ الٰہیہ کا مستحق بنانے میں کوشاں رہیں۔ دارین کی ساری بہار اس محبوب کے قدموں سے وابستہ رہنے میں ہے:

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

۶۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ صَعْصَعَۃَ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ الْمَازِنِیِّ، عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ قَالَ لَہٗ اِنِّیْ اَرَاکَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِیَۃَ، فَاِذَا کُنْتَ فِیْ غَنَمِکَ اَوْ بَادِیَتِکَ، فَاَذَّنْتَ بِالصَّلٰوۃِ، فَارْفَعْ صَوْتَکَ بِالنِّدَاءِ، فَاِنَّہٗ لَا یَسْمَعُ مَدٰی صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ، وَلَا اِنْسٌ، وَلَا شَیْءٌ اِلَّا شَہِدَ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ سَمِعْتُہٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ.

صحیح البخاری (۶۰۹)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوصعصعہ انصاری سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں بکریوں اور جنگل سے بہت پیار ہے۔ جب تم اپنی بکریوں یا جنگل میں ہو اور نماز کے لیے اذان کہو تو اذان خوب بلند آواز سے کہنا کیونکہ نہیں سنتے موذن کی آواز کو جن، انسان اور دوسری چیزیں مگر قیامت کے روز اس بات کی گواہی دیں گے۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

۶۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطَانُ لَہٗ ضُرَاطٌ، حَتّٰی لَا یَسْمَعُ النِّدَاءَ، فَاِذَا قُضِیَ النِّدَاءُ اَقْبَلَ، حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ، حَتّٰی اِذَا قُضِیَ التَّثْوِیْبُ اَقْبَلَ، حَتّٰی یَخْطِرَ بَیْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِہٖ، یَقُوْلُ اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ کَذَا لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ، حَتّٰی یَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی. صحیح البخاری (۶۰۸) صحیح مسلم (۸۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کی اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے اور اس کی ہوا خارج ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اذان کی آواز اسے سنائی نہیں دیتی۔ جب اذان پوری ہو جائے تو لوٹ آتا ہے جبکہ نماز کی تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر پیٹھ دکھا کر بھاگتا ہے اور تکبیر پوری ہونے پر آ دھمکتا ہے یہاں تک کہ نمازی آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے کہ فلاں فلاں بات تو یاد کر حالانکہ وہ باتیں اس کے ذہن میں نہیں ہوتیں، اس آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔

[۸۷] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِیْ حَازِمِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ، اَنَّہٗ قَالَ سَاعَتَانِ یُفْتَحُ لَہُمَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَقَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَیْہِ دَعْوَتُہٗ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو ساعتیں ایسی ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول

حَضْرَةُ النِّدَاءِ لِلصَّلٰوةِ، وَالصَّفُّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

نہ ہو۔ ایک اذان کے وقت اور دوسرے راہ خدا میں صف آرا ہوتے وقت۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النِّدَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، هَلْ يَكُوْنُ قَبْلَ اَنْ يَحِلَّ الْوَقْتُ؟ فَقَالَ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

امام مالک سے جمعہ کی اذان کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وقت سے پہلے درست ہے؟ فرمایا: یہ نہ ہو مگر سورج ڈھلنے کے بعد۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ تَثْنِيَةِ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ، وَمَتٰى يَجِبُ الْقِيَامُ عَلَى النَّاسِ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ؟ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْنِيْ فِي النِّدَاءِ وَالْاِقَامَةِ اِلَّا مَا اَدْرَكْتُ النَّاسَ عَلَيْهِ. فَاَمَّا الْاِقَامَةُ فَاِنَّهَا لَا تُثَنّٰى، وَذٰلِكَ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا. وَاَمَّا قِيَامُ النَّاسِ حِيْنَ تُقَامُ الصَّلٰوةُ، فَاِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْ فِيْ ذٰلِكَ بِحَدٍّ يُقَامُ لَهٗ، اِلَّا اَنِّيْ اَرٰى ذٰلِكَ عَلٰى قَدْرِ طَاقَةِ النَّاسِ، فَاِنَّ مِنْهُمُ الثَّقِيْلَ وَالْخَفِيْفَ، وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اَنْ يَكُوْنُوْا كَرَجُلٍ وَاحِدٍ.

امام مالک سے اذان اور اقامت کے دو دو بار کہنے کے متعلق پوچھا گیا اور یہ کہ لوگوں پر نماز کے لیے کب قیام واجب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ اذان اور اقامت کے بارے میں کوئی اور بات مجھ تک نہیں پہنچی مگر یہی جس پر میں نے لوگوں کو پایا۔ اقامت دو دفعہ نہیں کہی جاتی اور ہمارے شہر کے اہل علم ہمیشہ سے اسی طریقے پر ہیں رہا نماز شروع ہونے کے وقت لوگوں کا کھڑا ہونا تو میں نے اس بارے میں کھڑے ہونے کی کوئی حد نہیں سنی ہاں میری رائے میں یہ لوگوں کی طاقت پر منحصر ہے اور لوگوں میں طاقتور اور کمزور سب طرح کے ہوتے ہیں اور سارے ایک آدمی کی طرح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ قَوْمٍ حُضُوْرٍ اَرَادُوْا اَنْ يَجْمَعُوا الْمَكْتُوْبَةَ، فَاَرَادُوْا اَنْ يُقِيْمُوْا وَلَا يُؤَذِّنُوْا. قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُمْ. وَاِنَّمَا يَجِبُ النِّدَاءُ فِيْ مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ الَّتِيْ تُجْمَعُ فِيْهَا الصَّلٰوةُ.

امام مالک سے ان لوگوں کے متعلق پوچھا گیا جو فرض نماز پڑھنے کے لیے (کسی جگہ) جمع ہو جائیں پس وہ تکبیر کہیں اور اذان نہ کہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ یہ ان کے لیے کافی ہے اور اذان ان مساجد میں واجب ہے جہاں جماعت سے نماز ہوتی ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ تَسْلِيْمِ الْمُؤَذِّنِ عَلَى الْاِمَامِ وَدُعَائِهٖ اِيَّاهُ لِلصَّلٰوةِ، وَمَنْ اَوَّلُ مَنْ سُلِّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَمْ يَبْلُغْنِيْ اَنَّ التَّسْلِيْمَ كَانَ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ.

اور امام مالک سے مؤذن کے امام کو سلام کرنے اور اسے نماز کے لیے بلانے کے متعلق پوچھا گیا اور سب سے پہلا شخص کون ہے جس نے اسے سلام کیا۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی کہ پہلے زمانے میں کوئی سلام کرتا ہو۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ مُؤَذِّنٍ اَذَّنَ لِقَوْمٍ، ثُمَّ انْتَظَرَ هَلْ يَاْتِيْهِ اَحَدٌ، فَلَمْ يَاْتِهٖ اَحَدٌ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى وَحْدَهٗ، ثُمَّ جَاءَ النَّاسُ بَعْدَ اَنْ فَرَغَ، اَيُعِيْدُ الصَّلٰوةَ مَعَهُمْ؟ قَالَ لَا يُعِيْدُ الصَّلٰوةَ، وَمَنْ جَاءَ بَعْدَ انْصِرَافِهٖ فَلْيُصَلِّ لِنَفْسِهٖ وَحْدَهٗ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس مؤذن کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اذان کہی پھر لوگوں کا انتظار کیا لیکن ایک آدمی بھی نہ آیا۔ آخر کار اس نے اکیلے نماز پڑھ لی جب وہ فارغ ہوا تو کچھ لوگ آ گئے کیا وہ ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے؟ فرمایا کہ یہ دوبارہ نماز نہ پڑھے اور جو اس کے فارغ ہونے کے بعد آیا ہے وہ اکیلا نماز پڑھے۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ مُؤَذِّنٍ أَذَّنَ لِقَوْمٍ، ثُمَّ تَنَفَّلَ، فَأَرَادُوا أَنْ يُصَلُّوا بِإِقَامَةِ غَيْرِهِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِقَامَتُهُ وَإِقَامَةُ غَيْرِهِ سَوَاءٌ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے مؤذن کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اذان کہی اور نفل پڑھنے لگا، پس لوگوں نے ارادہ کیا کہ دوسرے کی تکبیر کے ساتھ نماز قائم کرلیں۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہی اقامت کہے یا اس کے سوا کوئی دوسرا کہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ، لَمْ تَزَلِ الصُّبْحُ يُنَادٰى لَهَا قَبْلَ الْفَجْرِ. فَأَمَّا غَيْرُهَا مِنَ الصَّلَوَاتِ فَإِنَّا لَمْ نَرَهَا يُنَادٰى لَهَا إِلَّا بَعْدَ أَنْ يَحِلَّ وَقْتُهَا.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ نماز فجر کے لیے ہمیشہ سے فجر سے پہلے اذان کہی جاتی ہے لیکن اس کے علاوہ دوسری نمازوں کے متعلق ہم نے نہیں دیکھا مگر اذان اسی وقت کہی جاتی ہے جب جائز وقت ہو جاتا ہے۔

[۸۸] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِمًا، فَقَالَ الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مؤذن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سوئے ہوئے پایا، پس اس نے کہا کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔ پس حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے صبح کی اذان میں شامل کرلو۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ مَا أَعْرِفُ شَيْئًا مِمَّا أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ إِلَّا النِّدَاءَ لِلصَّلٰوةِ.

حضرت مالک بن ابو عامر اصبحی نے فرمایا کہ اب میں کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جو سابقہ حضرات کے مطابق ہو ماسوائے نماز کی اذان کے۔ ف

ف: اس اثر کو دارقطنی نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مسنداً روایت کیا ہے۔ لیکن حق یہ ہے کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کے الفاظ نماز فجر میں عہد نبوی کے اندر بھی کہے جاتے تھے۔ (ابن ماجہ) واللہ تعالیٰ اعلم

[۸۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَمِعَ الْإِقَامَةَ وَهُوَ بِالْبَقِيعِ، فَأَسْرَعَ الْمَشْيَ إِلَى الْمَسْجِدِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اقامت سنی جبکہ وہ بقیع میں تھے تو مسجد کی طرف تیزی سے چلنے لگے۔

۲- بَابُ النِّدَاءِ فِي السَّفَرِ وَعَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ

سفر میں بغیر وضو اذان کہنے کا بیان

٦٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ، فَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ.

صحیح البخاری (٦٣٢) صحیح مسلم (١٥٩٨)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سردی اور آندھی والی رات میں اذان کہی اور فرمایا کہ سب لوگ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ ٹھنڈی اور بارش والی رات میں مؤذن کو یہ کہنے کا حکم فرمایا کرتے کہ لوگو! اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔

[۹۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَزِیْدُ عَلَی الْاِقَامَۃِ فِی السَّفَرِ اِلَّا فِی الصُّبْحِ، فَاِنَّہٗ کَانَ یُنَادِیْ فِیْھَا وَیُقِیْمُ، وَکَانَ یَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَذَانُ لِلْاِمَامِ الَّذِیْ یَجْتَمِعُ النَّاسُ اِلَیْہِ.

سفر میں صرف اقامت کہا کرتے سوائے نماز فجر کے' کیونکہ اس میں اذان اور اقامت دونوں کہتے اور فرمایا کرتے کہ اذان تو اس امام کے لیے ہے جس کے پاس لوگ جمع ہو سکیں۔

[۹۱]اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، اَنَّ اَبَاہُ قَالَ لَہٗ اِذَا کُنْتَ فِیْ سَفَرٍ، فَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُؤَذِّنَ وَتُقِیْمَ فَعَلْتَ، وَاِنْ شِئْتَ فَاَقِمْ وَلَا تُؤَذِّنْ.

ہشام سے ان کے والد ماجد عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جب تم سفر میں ہو تو چاہے اذان و اقامت دونوں کہہ لو اور چاہے تو اقامت کہہ لو اور اذان نہ کہو۔

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ لَا بَاْسَ اَنْ یُؤَذِّنَ الرَّجُلُ وَھُوَ رَاکِبٌ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ سوار اگر اذان کہے تو کوئی ڈر نہیں۔

[۹۲]اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی بِاَرْضٍ فَلَاۃٍ، صَلّٰی عَنْ یَمِیْنِہٖ مَلَکٌ، وَعَنْ شِمَالِہٖ مَلَکٌ، فَاِذَا اَذَّنَ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ صَلّٰی وَرَاءَہٗ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ اَمْثَالُ الْجِبَالِ.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے چٹیل زمین میں نماز پڑھی تو اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ نماز پڑھتا ہے اور ایک بائیں جانب۔ جب وہ اذان اور اقامت کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے پیچھے پہاڑ جتنے فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔

۳- بَابُ قَدْرِ السَّحُوْرِ مِنَ النِّدَاءِ

سحری کے لیے اذان کہنا

٦٧- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ، فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا. حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ. صحیح البخاری (۱۹۱۸۔۱۹۱۹) صحیح مسلم (۲۵۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال رات کے وقت اذان کہتے ہیں پس تم کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان کہیں۔

٦٨- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُنَادِیْ بِلَیْلٍ، فَکُلُوْا وَاشْرَبُوْا. حَتّٰی یُنَادِیَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ. قَالَ وَکَانَ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰی لَا یُنَادِیْ حَتّٰی یُقَالَ لَہٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ.

صحیح البخاری (٦١٧) صحیح مسلم (۲۵۳۱۔۲۵۳۲۔۲۵۳۳)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بلال رات میں اذان کہتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہا کرو جب تک ابن ام مکتوم اذان کہیں۔ راوی نے فرمایا کہ حضرت ابن ام مکتوم نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہیں کہا کرتے جب تک ان سے یہ نہ کہا جاتا کہ صبح ہو گئی ہے۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ

نماز شروع کرنے کا بیان

٦٩- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِھَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ حَذْوَ مَنْکِبَیْہِ، وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَھُمَا کَذٰلِکَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت بھی اسی طرح اٹھایا کرتے اور پھر "سمع اللہ لمن حمدہ" اور

أَيْضًا، وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ.
صحیح البخاری (۷۳۵) صحیح مسلم (۸۵۹)

"ربنا ولک الحمد" کہا کرتے اور سجدوں میں ایسا نہیں کرتے تھے۔

۷۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلٰوتُهُ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

ابن شہاب نے علی بن حسین بن علی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں جھکتے اور اٹھتے تو تکبیر کہا کرتے اور وصال فرمانے تک آپ اسی طرح نماز پڑھتے رہے۔

۷۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الصَّلٰوةِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔

۷۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ، فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ، فَإِذَا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. صحیح البخاری (۷۸۵) صحیح مسلم (۸٦۵)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز پڑھاتے تو جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ خدا کی قسم! تمہاری نسبت میری نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے۔

[۹۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے۔

۷۳- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا دُوْنَ ذٰلِكَ. سنن ابوداؤد (۷٤۲)

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کم اونچے اٹھاتے۔

[۹٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُهُمُ التَّكْبِيْرَ فِي الصَّلٰوةِ. قَالَ فَكَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُكَبِّرَ كُلَّمَا خَفَضْنَا وَرَفَعْنَا.

وہب بن کیسان کا بیان ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں نماز میں تکبیر کہنا سکھاتے۔ ان کا بیان ہے کہ وہ ہمیں حکم دیا کرتے کہ ہم جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کریں۔

[۹۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَدْرَكَ الرَّجُلُ الرَّكْعَةَ فَكَبَّرَ تَكْبِيْرَةً وَاحِدَةً أَجْزَأَتْ عَنْهُ تِلْكَ التَّكْبِيْرَةُ.

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی نے ایک دفعہ تکبیر کہہ کر رکعت (رکوع) پالی تو یہ اسے تکبیر تحریمہ کی جگہ کفایت کرے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ إِذَا نَوٰى بِتِلْكَ التَّكْبِيْرَةِ

امام مالک نے فرمایا: یہ اس وقت ہے جبکہ اس تکبیر سے تکبیر

اِفْتِتَاحَ الصَّلٰوةِ.

تحریمہ کی نیت کرے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ، فَنَسِيَ تَكْبِيْرَةَ الْإِفْتِتَاحِ، وَتَكْبِيْرَةَ الرُّكُوْعِ، حَتّٰى صَلّٰى رَكْعَةً، ثُمَّ ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ كَبَّرَ تَكْبِيْرَةَ الْإِفْتِتَاحِ، وَلَا عِنْدَ الرُّكُوْعِ، وَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ. قَالَ: يَبْتَدِئُ صَلَاتَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَلَوْ سَهَا مَعَ الْإِمَامِ عَنْ تَكْبِيْرَةِ الْإِفْتِتَاحِ وَكَبَّرَ فِي الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ. رَأَيْتُ ذٰلِكَ مُجْزِئًا عَنْهُ إِذَا نَوٰى بِهَا تَكْبِيْرَةَ الْإِفْتِتَاحِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو جماعت میں شامل ہوا اور تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر بھول گیا یہاں تک کہ ایک رکعت پڑھ لی' پھر اسے یاد آیا کہ اس نے تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر نہیں کہی اور دوسری رکعت میں تکبیر کہی؟ فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہنا بھول گیا اور پہلے رکوع میں تکبیر کہی تو میرے نزدیک یہ اس کے لئے کافی ہوگی جب کہ وہ نیت کرے کہ یہ تکبیر تحریمہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يُصَلِّيْ لِنَفْسِهِ فَنَسِيَ تَكْبِيْرَةَ الْإِفْتِتَاحِ إِنَّهُ يَسْتَأْنِفُ صَلَاتَهُ، وَقَالَ مَالِكٌ فِيْ إِمَامٍ يَنْسٰى تَكْبِيْرَةَ الْإِفْتِتَاحِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ. قَالَ أَرٰى أَنْ يُعِيْدَ وَيُعِيْدَ مَنْ خَلْفَهُ الصَّلٰوةَ، وَإِنْ كَانَ مَنْ خَلْفَهُ قَدْ كَبَّرُوْا، فَإِنَّهُمْ يُعِيْدُوْنَ.

امام مالک نے اس منفرد کے بارے میں فرمایا جو تکبیر تحریمہ بھول جائے کہ وہ اپنی نماز کو دہرائے۔ امام مالک نے اس امام کے بارے میں فرمایا جو تکبیر تحریمہ بھول گیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو گیا' فرمایا کہ وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور اس کے مقتدی بھی اور اگر اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں نے تکبیر تحریمہ کہی ہو تب بھی وہ اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

۵- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ

نمازِ مغرب وعشاء کی قرأت کے بارے میں

۷۴- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ بِالطُّوْرِ فِي الْمَغْرِبِ.

صحیح البخاری (۷٦۵) صحیح مسلم (۱۰۳۵-۱۰۳٦)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا۔

۷۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ ﴿وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا﴾ (المرسلات:۱) فَقَالَتْ لَهُ: يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِيْ بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.

صحیح البخاری (۷٦۳) صحیح مسلم (۱۰۳۳-۱۰۳۴)

حضرت عبداللہ بن عباس کو حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے "والمرسلات عرفاً" پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے بیٹے! تم نے مجھے یہ سورت یاد کروا دی۔ یہی وہ آخری سورت ہے جسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سنا۔

[۹٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ قَيْسِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ،

ابو عبداللہ صنابحی نے فرمایا کہ جب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت کے دوران مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو میں نے ان کے پیچھے نماز مغرب پڑھی تو انہوں

قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ خِلَافَةِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، فَصَلَّيْتُ وَرَآءَهُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ مِّنْ قِصَارِ الْمُفَصَّلِ، ثُمَّ قَامَ فِي الثَّالِثَةِ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ حَتّٰى إِنَّ ثِيَابِيْ لَتَكَادُ أَنْ تَمَسَّ ثِيَابَهُ، فَسَمِعْتُهُ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ﴾ (آل عمران:۸).

نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد قصار مفصل کی ایک ایک سورت پڑھی۔ پھر جب تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو میں ان کے نزدیک ہو گیا۔ یہاں تک کہ میرے کپڑے ان کے کپڑوں کو چھونے والے تھے تو میں نے سنا کہ انہوں نے سورۂ فاتحہ کے بعد یہ آیت پڑھی: ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب۔

[۹۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا صَلّٰى وَحْدَهُ يَقْرَأُ فِي الْأَرْبَعِ جَمِيْعًا فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَسُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ، وَكَانَ يَقْرَأُ أَحْيَانًا بِالسُّوْرَتَيْنِ وَالثَّلَاثِ فِي الرَّكْعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنْ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ، وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ الْمَغْرِبِ كَذٰلِكَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ، وَسُوْرَةٍ سُوْرَةٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب تنہا نماز پڑھتے تو چاروں رکعتوں میں قرأت پڑھتے یعنی سورۂ فاتحہ اور قرآن کریم کی کوئی سورت اور کبھی وہ فرض نماز کی ایک ہی رکعت میں دو دو اور تین تین سورتیں پڑھتے اور نماز مغرب کی دو رکعتوں میں اسی طرح پڑھتے یعنی سورۂ فاتحہ اور دوسری ایک ایک سورت۔

۷۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ، فَقَرَأَ فِيْهَا بِالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ. صحیح البخاری (۷٦۷) صحیح مسلم (۱۰۳۷۔۱۰۳۸۔۱۰۳۹)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عشاء پڑھی تو آپ نے اس میں سورۂ "والتین والزیتون" تلاوت فرمائی۔

٦- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْقِرَاءَةِ

قرأت کا بیان

۷۷- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوْعِ. صحیح البخاری (۲۹۔۲۰۷۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشمی کپڑا پہننے، سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے اور رکوع میں قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۷۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ التَّمَّارِ، عَنِ الْبَيَاضِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَقَدْ عَلَتْ أَصْوَاتُهُمْ بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِيْ رَبَّهُ فَلْيَنْظُرْ بِمَا يُنَاجِيْهِ بِهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْآنِ. سنن ابوداؤد (۱۳۳۲)

فروہ بن عمرو بیاضی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے اور ان کی آوازیں قرأت کے ساتھ بلند ہو رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ نمازی اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے تو اسے یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ وہ کس کے ساتھ سرگوشی کر رہا ہے، لہٰذا تلاوت میں آواز کو ایک دوسرے سے بلند نہ کیا کرو۔

۹۷- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّهٗ قَالَ قُمْتُ وَرَآءَ اَبِیْ بَکْرٍ، وَّعُمَرَ، وَعُثْمَانَ، فَکُلُّهُمْ کَانَ لَا یَقْرَاُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ. صحیح مسلم (۸۸۸۔۸۸۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پس ان میں سے کوئی بھی نماز شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتا تھا۔ ف

ف: یعنی وہ اتنی آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھا کرتے تھے کہ مقتدی سن سکیں ورنہ امام مقتدی اور منفرد سب کے لیے سورت شروع کرنے سے پہلے تسمیہ کا پڑھنا سنت ہے خواہ وہ سورت فاتحہ ہو یا کوئی دوسری۔ سورت خواہ شروع سے پڑھی جائے یا درمیان سے ماسوائے سورۃ التوبہ کے۔ تسمیہ کا نماز اور بیرونِ نماز ہر حالت میں قرأت سے پہلے پڑھنا آدابِ تلاوت سے ہے اور سنت۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

[۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَمِّهٖ. اَبِیْ سُهَیْلِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ قَالَ کُنَّا نَسْمَعُ قِرَاءَۃَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عِنْدَ دَارِ اَبِیْ جَهْمٍ بِالْبَلَاطِ.

حضرت مالک بن ابوعامر اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم بلاط میں ابوجہم کے گھرانے کے پاس حضرت عمر کی قرأت سنا کرتے تھے۔

[۹۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا فَاتَهٗ شَیْءٌ مِّنَ الصَّلٰوۃِ مَعَ الْاِمَامِ، فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ الْاِمَامُ بِالْقِرَاءَۃِ، اَنَّهٗ اِذَا سَلَّمَ الْاِمَامُ، قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَرَاَ لِنَفْسِهٖ فِیْمَا یَقْضِیْ، وَجَهَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کچھ نماز امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ جاتی جس میں امام نے آواز سے قرأت پڑھی ہوتو جب امام سلام پھیرتا تو حضرت عبداللہ بن عمر کھڑے ہوکر فوت شدہ قرأت کو آواز سے پڑھتے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ، اَنَّهٗ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ اِلٰی جَانِبِ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، فَیَغْمِزُنِیْ، فَاَفْتَحُ عَلَیْهِ وَنَحْنُ نُصَلِّیْ.

یزید بن رومان نے فرمایا کہ جب میں نافع بن جبیر بن مطعم کے پہلو میں نماز پڑھتا تو وہ میری طرف اشارہ کرتے اور میں انہیں بتادیتا اور ہم نماز میں ہوتے تھے۔

۷- بَابُ الْقِرَاءَۃِ فِی الصُّبْحِ

نمازِ فجر کی قرأت کا بیان

[۱۰۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ صَلَّی الصُّبْحَ، فَقَرَاَ فِیْهِمَا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فِی الرَّکْعَتَیْنِ کِلْتَیْهِمَا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز فجر پڑھائی تو دونوں رکعتوں میں پوری سورۂ البقرہ پڑھی۔

[۱۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ یَقُوْلُ صَلَّیْنَا وَرَآءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ، فَقَرَاَ فِیْهَا بِسُوْرَۃِ یُوْسُفَ، وَسُوْرَۃِ الْحَجِّ قِرَاءَۃً بَطِیْئَۃً، فَقُلْتُ وَاللّٰهِ اِذًا لَقَدْ کَانَ یَقُوْمُ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ. قَالَ اَجَلْ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز فجر پڑھی۔ پس انہوں نے اس میں سورۂ یوسف اور سورۂ الحج کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرمائی۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! پھر تو وہ طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوئے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں۔

[۱۰۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ وَرَبِیْعَۃَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ فرافصہ بن عمیر حنفی نے فرمایا کہ میں نے سورۂ یوسف نہیں یاد

مُحَمَّدٍ ' اَنَّ الْفُرَافِصَةَ بْنَ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيَّ قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا لَنَا.

کی مگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو نماز فجر میں اکثر اسے پڑھا کرتے تھے۔

[۱۰۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْرَاُ فِي الصُّبْحِ فِي السَّفَرِ بِالْعَشْرِ السُّوَرِ الْاَوَّلِ مِنَ الْمُفَصَّلِ ' فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِاُمِّ الْقُرْآنِ وَ سُوْرَةٍ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر کے دوران نماز فجر میں ہر رکعت کے اندر پہلی دس مفصل سورتوں میں سے فاتحہ کے ساتھ ایک سورت پڑھا کرتے تھے۔

۸- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ اُمِّ الْقُرْآنِ

سورۂ فاتحہ کا بیان

۸۰- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ الْعَلَآءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ ' اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ مَوْلٰی عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَادٰی اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهٖ لَحِقَهٗ ' فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهٗ عَلٰی يَدِهٖ وَهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ ' فَقَالَ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَا تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَعْلَمَ سُوْرَةً ' مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِي التَّوْرَاةِ ' وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ ' وَلَا فِي الْقُرْآنِ مِثْلَهَا. قَالَ اُبَيٌّ فَجَعَلْتُ اُبْطِئُ فِي الْمَشْيِ رَجَاءَ ذٰلِكَ ' ثُمَّ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ السُّوْرَةُ الَّتِيْ وَعَدْتَنِيْ. قَالَ كَيْفَ تَقْرَاُ اِذَا افْتَتَحْتَ الصَّلٰوةَ؟ قَالَ فَقَرَاْتُ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ ۲) حَتّٰی اَتَيْتُ عَلٰی آخِرِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هِيَ هٰذِهِ السُّوْرَةُ ' وَهِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ ' وَالْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُعْطِيْتُ. صحیح البخاری (٤٤٧٤)

ابو سعید نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو آواز دی کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے' وہ نماز سے فارغ ہو کر حاضر خدمت ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا جبکہ وہ مسجد کے دروازے سے نکلنا چاہتے تھے۔ فرمایا: مجھے امید ہے کہ تم مسجد سے نہیں نکلو گے مگر میں تمہیں ایسی سورت بتا دوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جیسی تورات' انجیل اور قرآن میں نازل نہیں فرمائی ہے' حضرت ابی فرماتے ہیں کہ میں اس آرزو میں آہستہ چلنے لگا' پھر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! وہ سورت جس کا وعدہ فرمایا ہے۔ فرمایا کہ جب تم نماز شروع کرتے ہو تو کیسے پڑھتے ہو؟ ان کا بیان ہے کہ میں نے سورۂ فاتحہ آخر تک پڑھ کر سنائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ سورت یہی ہے۔ یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا فرمایا گیا۔

[۱۰٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ ' اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی رَكْعَةً لَمْ يَقْرَاْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ ' فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا وَرَآءَ الْاِمَامِ.

وہب بن کیسان نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ ف

ف: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز سری ہو یا جہری مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے کیونکہ امام کی قرأت حکماً مقتدیوں کی قرأت بھی ہے اور وہ بارگاہ خداوندی میں پوری قوم کی طرف سے تلاوت قرآن مجید کر رہا ہے۔ اگر مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ کا امام کے پیچھے پڑھنا ضروری ہوتا تو امام جو سورت اس کے بعد پڑھتا ہے اس کا پڑھنا بھی یقیناً ضروری ہوتا کیونکہ وہ فرض اور بالاتفاق نماز کا ایک رکن ہے۔ مقتدی بظاہر تو امام کے پیچھے فاتحہ اور دوسری سورت کا تارک نظر آئے گا لیکن حقیقت

میں وہ امام کی وجہ سے عنداللہ قاری شمار ہوتا ہے کیونکہ امام اپنے سارے وفد کی جانب سے قرأت کر رہا ہے۔

غوث صمدانی قطب ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے صاحب نظر بزرگ نے اس سلسلے میں یوں تصریح فرمائی ہے:

"جب حنفی مذہب کے ترک قرأت کی حقیقت کو مجھ پر ظاہر فرمایا گیا تو بصیرت کی نظر میں قرأت حقیقی سے قرأت حکمی زیادہ زیبا نظر آئی کیونکہ امام اور مقتدی اس وقت سب مقام مناجات میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور امام کو انہوں نے اس کام کے لیے پیشوا بنایا ہوا ہوتا ہے۔ پس امام جو کچھ کہتا ہے وہ قوم کی زبان میں کہتا ہے۔ جیسے کسی عظیم بادشاہ کے سامنے کوئی جماعت اپنی ضرورت کے تحت پیش ہو اور ایک آدمی کو وہ اپنا لیڈر بنالیں کہ ان کی جانب سے عرض حاجت کرے۔ اس کے دوران عرض دوسروں لوگوں کا کلام کرنا بے ادبی میں داخل اور بادشاہ کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ پس اس ساری جماعت کا وہ حکمی تکلم جو پیشوا کی زبان سے ادا ہو رہا ہے وہ ان کے حقیقی تکلم سے بہتر ہے۔ یہی حال امام کی قرأت کے ساتھ لوگوں کی قرأت کا ہے کہ وہ شور و شغب میں شمار، ادب سے دور اور تفرقے کا موجب ہے جو اجتماع کے منافی ہوتا ہے"۔ (مبدا و معاد، مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۳-۵۴)

۹- بَابُ الْقِرَآءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْمَا لَا يُجْهَرُ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ

نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا

۸۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ هِيَ خِدَاجٌ غَيْرُ تَمَامٍ. قَالَ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِنِّيْ أَحْيَانًا أَكُوْنُ وَرَاءَ الْإِمَامِ. قَالَ فَغَمَزَ ذِرَاعِيْ، ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ يَا فَارِسِيُّ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ بِنِصْفَيْنِ، فَنِصْفُهَا لِيْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِيْ، وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْرَؤُوْا يَقُوْلُ الْعَبْدُ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الفاتحہ:۲) يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ (الفاتحہ:۳) يَقُوْلُ اللّٰهُ أَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَيَقُوْلُ الْعَبْدُ ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (الفاتحہ:۴) يَقُوْلُ اللّٰهُ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ يَقُوْلُ الْعَبْدُ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ (الفاتحہ:۵) فَهٰذِهِ الْاٰيَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ يَقُوْلُ الْعَبْدُ ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے نماز پڑھی اور نہ پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ تو وہ نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے نامکمل ہے۔ ابو سائب نے کہا کہ اے ابو ہریرہ! کبھی میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں؟ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے میرا بازو دبایا اور فرمایا کہ اے فارسی! دل میں پڑھ لینا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور بندے کے درمیان دو حصوں میں تقسیم کرلیا ہے ایک حصہ میرے لیے ہے اور ایک میرے بندے کے لیے اور میرے بندے کے لیے ہے جو اس نے مانگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ "الحمد للہ رب العلمین" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب وہ کہتا ہے "الرحمن الرحیم" تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ بندہ "مالک یوم الدین" کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" کہتا ہے تو یہ آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو ملے گا جو اس نے مانگا۔ بندہ "اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحہ:٦-٨) فَهٰؤُلَاءِ لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ. صحیح مسلم (٨٧٦)

الضالین" کہتا ہے تو یہ میرے بندے کے لیے ہے اور جو میرے بندے نے مانگا وہ اسے ملے گا۔

[١٠٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

عروہ بن زبیر امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے جس نماز میں امام جہر سے قرأت نہ پڑھتا ہو۔

[١٠٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد امام کے پیچھے قرأت پڑھا کرتے تھے جبکہ امام آواز سے قرأت نہ پڑھ رہا ہوتا۔

[١٠٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ كَانَ يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ.

یزید بن رومان سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر بن مطعم امام کے پیچھے قرأت پڑھا کرتے جس نماز میں کہ امام آواز سے نہ پڑھتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے اس بارے میں سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

١٠- بَابُ تَرْكِ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ فِيْمَا جُهِرَ فِيْهِ

جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنا

[١٠٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ أَحَدٌ خَلْفَ الْإِمَامِ؟ قَالَ إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ خَلْفَ الْإِمَامِ فَحَسْبُهُ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ. وَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ، فَلْيَقْرَأْ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب پوچھا جاتا کہ کیا کوئی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے؟ فرماتے کہ جب تم میں سے کوئی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے اور جب تنہا نماز پڑھے تو فاتحہ پڑھنی چاہیے۔

قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ.

فرمایا: اور حضرت عبداللہ بن عمر امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ يَقْرَأَ الرَّجُلُ وَرَاءَ الْإِمَامِ، فِيْمَا لَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ، وَيَتْرُكُ الْقِرَاءَةَ، فِيْمَا يَجْهَرُ فِيْهِ الْإِمَامُ بِالْقِرَاءَةِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام کے پیچھے سری نماز میں مقتدی کو فاتحہ پڑھنی چاہیے اور جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے۔ ف

ف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اس اثر سے صاف واضح ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھے کیونکہ امام کا پڑھنا اس کے لیے کافی ہے اور جب اکیلا نماز پڑھے تو سورۂ فاتحہ پڑھا کرے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمر بھی امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں امام کے پیچھے مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھیں اور سری نمازوں میں پڑھ لیا کریں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہری اور سری

سب نمازوں میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے۔ نگاہِ حقیقت سے دیکھا جائے تو اس مسئلے میں بھی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف کتاب وسنت کے واضح نصوص سے زیادہ قریب اور طریق ادب کا زیادہ حامل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

۸۲- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ اُکَیْمَةَ اللَّیْثِیِّ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةٍ جَهَرَ فِیْهَا بِالْقِرَاءَةِ، فَقَالَ هَلْ قَرَاَ مَعِیَ مِنْکُمْ اَحَدٌ اٰنِفًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ، اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْمَا جَهَرَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْقِرَاءَةِ، حِیْنَ سَمِعُوْا ذٰلِکَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. سنن نسائی (۹۱۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہری نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کیا ابھی تم میں سے میرے ساتھ کوئی قرأت پڑھ رہا تھا؟ ایک آدمی نے کہا کہ یا رسول اللہ! ہاں میں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کہہ رہا تھا: مجھے کیا ہوا جو مجھ سے قرآن چھینا جا رہا ہے؟ پس لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہری نمازوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنے سے رک گئے جبکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن لیا۔ ف

ف: اس حدیث سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صحابۂ کرام پہلے سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے، ایک وقت آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرما دیا۔ ممانعت کا حکم سننے کے بعد حضرات صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پھر کبھی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے۔
واللہ اعلم بالصواب

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِی التَّاْمِیْنِ خَلْفَ الْاِمَامِ

امام کے پیچھے آمین کہنے کے بارے میں

۸۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، وَاَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُهُ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ.

صحیح البخاری (۷۸۰) صحیح مسلم (۹۱٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل جائے گی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آمین کہا کرتے تھے۔

۸٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سُمَیٍّ، مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ ﴿غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ (الفاتحہ ۷) فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ، فَاِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰٓئِکَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

صحیح البخاری (۷۸۲) صحیح مسلم (۹۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام "غیر المغضوب علیهم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہا کرو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۸۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِیْنَ ' وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ ' فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

صحیح البخاری (۷۸۱) صحیح مسلم (۹۱۷)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں۔ اگر ایک کی دوسری سے موافقت ہو گئی تو اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ف

ف: مذکورہ تینوں روایتوں کا مفاد یہ ہے کہ جب نمازی خواہ وہ امام، مقتدی یا منفرد کوئی ہو، آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، خواہ وہ زمین پر مسجد میں موجود ہوں یا آسمان پر ہوں۔ پس جس کا آمین کہنا فرشتوں کے موافق ہو گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ موافقت کی دو صورتیں ہی سمجھ میں آتی ہیں' ایک وقت کے لحاظ سے اور دوسری آواز کے لحاظ سے یعنی موافقت کی پہلی صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس وقت نمازی نے آمین کہی اسی وقت فرشتے بھی کہیں۔ موافقت کی دوسری صورت یہی نظر آتی ہے کہ جتنی آواز سے فرشتے آمین کہیں اتنی ہی آواز سے نمازی آمین کہے تو اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ فرشتوں کے آمین کہنے کی آواز کسی کو سنائی نہیں دیتی لہٰذا نمازی کو بھی اسی طرح آمین کہنی چاہیے کہ دوسرے نہ سن سکیں تا کہ فرشتوں کے ساتھ موافقت ہو جائے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے کہ مقتدیوں کو بھی امام کے پیچھے آمین آہستہ ہی کہنی چاہیے۔

یہاں یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب نمازی آمین کہتا ہے تو اس کے ساتھ "قالت الملئكة فی السماء امین" آسمان کے فرشتے بھی آمین کہتے ہیں' گویا فرشتے نمازی کو دیکھ کر اس کے ساتھ آمین کہنے کی کوشش کرتے ہیں اور زمین پر نماز پڑھنے والے کو وہ آسمان کی بلندیوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اگر ہزاروں میل دور سے کسی کو دیکھ لینا یا کسی کی بات سن لینا شرک ہوتا تو آمین کہنے والے فرشتوں کو ایسی سماعت و بصارت کبھی نہ دی جاتی' شرک کے فتوے لگانے والوں کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

٨٦- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ ' عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ' فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ' فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

صحیح البخاری (۷۹٦) صحیح مسلم (۹۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام "سمع الله لمن حمده" کہے تو تم "ربنا لک الحمد" کہا کرو کیونکہ جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے سے موافقت کر گیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے گئے۔

١٢- بَابُ الْعَمَلِ فِی الْجُلُوْسِ فِی الصَّلٰوةِ

نماز میں بیٹھنے کا طریقہ

٨٧- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ ' عَنْ عَلِیِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِیِّ ' اَنَّهٗ قَالَ رَاٰنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ' وَاَنَا اَعْبَثُ بِالْحَصْبَاءِ فِی الصَّلٰوةِ. فَلَمَّا انْصَرَفْتُ نَهَانِیْ ' وَقَالَ اِصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ ' فَقُلْتُ وَكَیْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ؟ قَالَ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِی الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهٗ

علی بن عبد الرحمٰن معاوی کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے دیکھا تو فرمایا کہ اس طرح کیا کرو جیسے رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنی دائیں ہتھیلی کو دائیں ران پر رکھتے اور تمام انگلیوں کو بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے

الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى، وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ، وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى، وَقَالَ هٰكَذَا كَانَ يَفْعَلُ.

صحیح مسلم (۱۳۱۱-۱۳۱۲)

اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے اور فرمایا کہ حضور اسی طرح کیا کرتے تھے۔

[۱۰۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَصَلّٰى إِلٰى جَنْبِهِ رَجُلٌ، فَلَمَّا جَلَسَ الرَّجُلُ فِي أَرْبَعٍ تَرَبَّعَ وَثَنّٰى رِجْلَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ عَبْدُ اللّٰهِ عَابَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَإِنِّي أَشْتَكِي.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں ایک شخص نے نماز پڑھی۔ جب وہ چوتھی رکعت میں بیٹھا تو چار زانو بیٹھا اور اپنے دونوں پاؤں لپیٹ لیے۔ جب حضرت عبداللہ فارغ ہوئے تو انہوں نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔ اس آدمی نے کہا کہ آپ بھی تو ایسا کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ مجھے تکلیف ہے۔

[۱۱۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ حَكِيمٍ، أَنَّهُ رَأٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَرْجِعُ فِي سَجْدَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى صُدُورِ قَدَمَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ ذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِنَّهَا لَيْسَتْ سُنَّةَ الصَّلٰوةِ، وَإِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّي أَشْتَكِي.

مغیرہ بن حکیم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ نماز میں دونوں سجدوں کے درمیان دونوں پیروں کی انگلیوں پر بیٹھے جب وہ فارغ ہوا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نماز میں ایسا کرنا سنت نہیں ہے لیکن میں تکلیف کے باعث ایسا کرتا ہوں۔

[۱۱۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ إِذَا جَلَسَ، قَالَ فَفَعَلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ، فَنَهَانِي عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ رِجْلَكَ الْيُسْرٰى، فَقُلْتُ لَهُ فَإِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِنَّ رِجْلَيَّ لَا تَحْمِلَانِي. صحیح البخاری (۸۲۷)

عبداللہ بن عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں چار زانو بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں کم سنی کے باعث ایسا ہی کرنے لگا تو حضرت عبداللہ نے مجھے روکا اور فرمایا کہ نماز کی سنت یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھالو۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ فرمایا کہ میرے پیر میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔

[۱۱۲] اثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ أَرَاهُمُ الْجُلُوسَ فِي التَّشَهُّدِ، فَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى، وَثَنّٰى رِجْلَهُ الْيُسْرٰى، وَجَلَسَ عَلٰى وَرِكِهِ الْأَيْسَرِ، وَلَمْ يَجْلِسْ عَلٰى قَدَمِهِ، ثُمَّ قَالَ أَرَانِي هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَحَدَّثَنِي أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ انہیں قاسم بن محمد نے تشہد میں بیٹھنا سکھایا تو انہوں نے اپنے دائیں پیر کو کھڑا کیا، بائیں پیر کو بچھایا اور بائیں سرین پر بیٹھے پاؤں پر نہ بیٹھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ عبداللہ بن عمر نے بتایا اور بیان کیا کہ ان کے والد ماجد اسی طرح کیا کرتے تھے۔ ف

ف: احناف کے نزدیک تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھے، بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر۔ تمام انگلیاں اپنی اصلی حالت پر قبلہ رو رہیں۔ پیر کھڑا رکھنے اور بچھانے نیز بائیں پر بیٹھنے اور زمین پر سرین رکھنے کے متعلق بھی روایات موجود ہیں۔ لیکن ایسی تمام روایتوں میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تکلیف یا تھکاوٹ کا احتمال ہے۔ ایسی حالت میں جس طرح بیٹھنے میں آسانی ہو اس کی رخصت ہے اور عام حالات میں وہی طریقہ اصح وارجح ہے جو مذکور ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب

١٣ - بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں تشہد پڑھنا

[١١٣] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يُعَلِّمُ النَّاسَ التَّشَهُّدَ، يَقُوْلُ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

عبدالرحمٰن بن عبد القاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا جبکہ وہ منبر پر لوگوں کو تشہد سکھا رہے تھے وہ فرماتے ہیں کہ کہو "التحيات لله والزاكيات لله الطيبات الصلوات لله السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله"۔

[١١٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَتَشَهَّدُ، فَيَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰهِ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، شَهِدْتُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، يَقُوْلُ هٰذَا فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ، وَيَدْعُوْ اِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ بِمَا بَدَا لَهٗ فَاِذَا جَلَسَ فِيْ آخِرِ صَلٰوتِهٖ تَشَهَّدَ كَذٰلِكَ اَيْضًا. اِلَّا اَنَّهٗ يُقَدِّمُ التَّشَهُّدَ، ثُمَّ يَدْعُوْ بِمَا بَدَا لَهٗ، فَاِذَا قَضٰى تَشَهُّدَهٗ وَاَرَادَ اَنْ يُّسَلِّمَ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَى الْاِمَامِ، فَاِنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ اَحَدٌ عَنْ يَّسَارِهٖ رَدَّ عَلَيْهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر تشہد پڑھتے ہوئے کہا کرتے "التحيات لله الصلوات الزاكيات لله السلام على النبى ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين شهدت ان لا اله الا الله شهدت ان محمدا رسول الله" یہ پہلی دو رکعتوں کے بعد کہتے اور جب تشہد ختم کرتے تو جو چاہتے دعا کرتے اور جب نماز کے آخر میں بیٹھتے تو اسی طرح تشہد پڑھتے ماسوائے اس کے کہ تشہد کو پہلے پڑھتے اور پھر جو چاہتے دعا کرتے۔ جب تشہد ختم کر کے سلام پھیرنا چاہتے تو کہتے "السلام على النبى ورحمة الله وبركاته. السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين. السلام عليكم" دائیں جانب کہتے پھر امام کو جواب دیتے' اگر بائیں جانب سے کسی نے انہیں سلام کیا ہوتا تو اسے جواب دیتے۔

[١١٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ،

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشہد میں یوں کہا کرتیں۔ "التحيات الطيبات الصلوات الزاكيات لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا

اَلطَّيِّبَاتُ ' اَلصَّلَوَاتُ ' اَلزَّاكِيَاتُ ' لِلّٰهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

شریک له وان محمدا عبده ورسوله. السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته. السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین. السلام علیکم''۔

[۱۱۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ الْاَنْصَارِيِّ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَائِشَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ' كَانَتْ تَقُوْلُ اِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ ' اَلطَّيِّبَاتُ ' اَلصَّلَوَاتُ ' اَلزَّاكِيَاتُ ' لِلّٰهِ. اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشہد میں یہ پڑھا کرتی تھیں: ''التحیات الطیبات الصلوت الزاکیات لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له. واشهد ان محمدا عبده ورسوله' السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین. السلام علیکم''۔

[۱۱۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ ' وَنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ ' وَقَدْ سَبَقَهُ الْاِمَامُ بِرَكْعَةٍ اَيَتَشَهَّدُ مَعَهٗ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْاَرْبَعِ ' وَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ وِتْرًا؟ فَقَالَا لِيَتَشَهَّدْ مَعَهٗ.

امام مالک نے ابن شہاب اور نافع سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو جماعت میں اس وقت شامل ہوا جب کہ امام ایک رکعت پڑھ چکا تھا تو کیا وہ دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد پڑھے حالانکہ اس کی ایک رکعت باقی ہے؟ دونوں نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے۔ف

ف: صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھایا کرتے تھے۔ احادیث مطہرہ میں چار تشہد وارد ہوئے ہیں جو حضرت عمر، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ امام مالک کا معمول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد ہے۔ اکثر شافعیہ کا عمل حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تشہد پر ہے۔ احناف کا معمول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد ہے اور یہی مذہب امام احمد بن حنبل کا ہے۔ صحابۂ کرام و تابعین عظام اور اکثر اہل علم کا معمول یہی تشہد رہا ہے۔ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ تشہد کی جملہ حدیثوں میں ابن مسعود کی حدیث سب سے صحیح ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر خود مجھے یہ تشہد سکھایا۔ سبحان اللہ! زہے نصیب۔

کاش کہ اندر نمازم جا شود پہلوئے تو
تا بہ تقریب سلام افتد نظر بر روئے تو

مذکورہ چاروں حضرات سے منقول ہر ایک کے تشہد میں ''السلام علیک ایها النبی'' کے الفاظ موجود ہیں۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ نماز بارگاہِ رسالت کی اس سلامی کے بارے میں فرمایا ہے: ''احضر فی قلبک النبی ﷺ

وشخصه الكريم فقل السلام عليك ايها النبی "(احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۴۳) یعنی نبی کریم ﷺ اوران کی صورتِ مقدسہ کو دل میں حاضر کر کے پھر عرض کر کہ اے نبی! آپ پر سلام ہو۔ کیوں نہ ہو۔

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعائی فرستمت

خاتم المحققین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلام کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

نیز آں ہمیشہ نصب العین مومناں و قرۃ العین عابداں ست د رجمیع احوال و اوقات خصوصا در حالت عبادت و آخرآں کہ وجود نورانیت و انکشاف دریں محل بیشتر و قوی ترست و بعضے از عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذوائرِ موجودات و افرادِ ممکنات پس آنحضرت در ذواتِ مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنی آگا باشد و ازیں شہود غافل نبود تا با نوارِ قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔

حضور ہر حالت اور ہر وقت میں اہلِ ایمان کا نصب العین اور عابدوں کے لیے آنکھ کی ٹھنڈک رہے ہیں اور خاص طور پر عبادت کی حالت میں کیونکہ نورانیت و انکشاف کا وجود اس وقت زیادہ اور قوی ہوتا ہے اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب حقیقتِ محمدیہ کی وجہ سے ہے جو موجودات کے تمام ذروں اور ممکنات کے جملہ افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے (جیسے جسم میں روح) پس نبی کریم ﷺ تو نمازیوں کی ذات میں بھی موجود و حاضر ہیں۔ پس نمازی کو چاہیے کہ اس بات سے آگاہ رہے اور اس مشاہدہ سے غافل نہ بنے تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے نورانیت و فیض پا سکے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۰۱) (خدا ہمیں یہ انوار و اسرار نصیب فرمائے' آمین)

من از تو ہیچ مرادے دگر نمی خواہم
ہمی قدر بکنی کز خودم جدا نکنی

جن لوگوں نے برضا و رغبت بارگاہِ رسالت سے دوری و مجبوری کو اپنا مقدر بنالیا ہے اور ہمہ وقت دعوئی اسلام و ادائے مسلمانی کے باوجود توہین و تنقیص شانِ رسالت پر ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں' انہوں نے دیکھا کہ نافع مولی ابن عمر کے منقولہ تشہد میں "السلام علیک ایھا النبی" کی جگہ "السلام علی النبی" ہے۔ پس پھر کیا ہے' مبتدعین زمانہ نے گویا سب کچھ پالیا' اسی سے مسلمانوں کو مشرک ٹھہرانے کا ایٹم بم بنالیا۔ چیختے چلاتے ہیں کہ جو نبی کو حاضر سمجھ کر سلام کرے گا وہ ہمارے شرک کے سمندر میں ڈوب مرے گا۔ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے لیے حضرت عزرائیل علیہ السلام اور شیطان مردود کافی۔ انہوں نے جان کھینچ لی ہے اور اس نے ایمان۔ دریں حالات کسی تیسرے کی ضرورت ہی کیا کہ وہ حاضر و ناظر ہوتا پھرے۔ قبل از وقت فارغ ہو بیٹھے۔ اگر اس دار العمل سے کچھ پاس پلے رکھیں تو نگران کی ضرورت محسوس ہو۔ "الا عبادک منھم المخلصین" والے زمرے سے کسی کا دامن تھام لیں اور ان سب کا آقا و مولی بلکہ سارے آقاؤں کے ملجا و ماویٰ کے در پر پڑے رہیں۔ ان کے ہو گئے تو خدا کے ہو گئے اور ان کے نہ ہوئے تو خدا کے نہ ہوئے:

بخدا خدا کا یہی ہے در' نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں پہ ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

لیکن اس شرک فروش خانہ بدوش قبیلے کے دماغ میں صرف ایک بات سمائی ہے، ہر ایک اس کا سودائی ہے کہ مسلمانوں کو مشرک کس طرح

قرار دیا جائے۔ ان حضرات نے شرک کی تعریف اور حد بندی میں وہ دھاندلی کی ہے کہ اگر ان کرم فرماؤں کی تعریف کو تسلیم کرلیا جائے تو اس زمین پر پیدا ہونے والے کسی مسلمان کو مسلمان ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔ یہاں تک کہ خود رسول اللہ ﷺ بھی معلّم شرک قرار پا جائیں گے حتیٰ کہ معلوم ہونے لگا کہ خدا کو بھی توحید سے زیادہ شرک پسند ہے۔ غرضیکہ شرک کی ایسی حد بندی اور تعریف کی ہے کہ اسلام و کفر کو ملا کر بظاہر خوب خوش نما معجون تیار کر دی لیکن اسے کھاتے ہی ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فتنوں سے ہر مسلمان کو بچائے تا کہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے اور فتنہ پردازوں کو بھی ہدایت دے۔ آمین

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تشہد یہ ہے:

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ.

تمام زبانی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں اور سب بدنی و مالی عبادتیں بھی۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

١٤ - بَابٌ مَّا يُفْعَلُ مَنْ رَفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

جو امام سے پہلے سر اٹھا لے

[١١٨] اَثَرٌ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ مَلِيْحِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ السَّعْدِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ قَالَ اَلَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَيَخْفِضُهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ، فَاِنَّمَا نَاصِيَتُهٗ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

ملیح بن عبداللہ سعدی کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو امام سے پہلے سر اٹھاتا جھکاتا ہے اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ سَهَا، فَرَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ فِيْ رُكُوْعٍ، اَوْ سُجُوْدٍ اِنَّ السُّنَّةَ فِيْ ذٰلِكَ اَنْ يَّرْجِعَ رَاكِعًا، اَوْ سَاجِدًا، وَلَا يَنْتَظِرُ الْاِمَامَ. وَذٰلِكَ خَطَأٌ مِمَّنْ فَعَلَهٗ، لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بھول کر امام سے پہلے رکوع یا سجدہ سے سر اٹھا لے کہ اس بارے میں سنت یہ ہے کہ وہ رکوع یا سجدے میں واپس چلا جائے اور امام کا انتظار نہ کرے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا غلطی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

٨٨- اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ، فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَيَخْفِضُهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ، اِنَّمَا نَاصِيَتُهٗ بِيَدِ شَيْطَانٍ.

صحیح البخاری (۷۲۲) صحیح مسلم (۹۲۹)

امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، پس اس کی مخالفت نہ کرو اور حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ جو امام سے پہلے سر اٹھاتا یا جھکاتا ہے تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

١٥ - بَابٌ مَّا يَفْعَلُ مَنْ سَلَّمَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ سَاهِيًا

جس نے دو رکعتوں کے بعد بھول کر سلام پھیر دیا

٨٩- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ اَبِيْ

محمد بن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو

هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ؟ فَقَالَ النَّاسُ نَعَمْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ. صحیح البخاری (۱۲۲۸) صحیح مسلم (۱۲۸۸)

حضرت ذوالیدین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ پس رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے، پھر آخری دو رکعتیں پڑھیں اور ایک سلام پھیرا اور پہلے سجدے جیسا یا اس سے لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا، تکبیر کہی اور پہلے سجدے کی طرح یا اس سے لمبا دوسرا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا۔

۹۰- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِيْ أَحْمَدَ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ، فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ، فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ، فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَتَمَّ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ، وَهُوَ جَالِسٌ. صحیح مسلم (۱۲۹۰)

ابوسفیان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین کھڑے ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے؟ فرمایا: کچھ بھی نہیں ہوا۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ! کچھ تو ہوا ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا ذوالیدین سچ کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر باقی نماز پوری کی، پھر بیٹھ کر سلام کے بعد دو سجدے کیے۔

۹۱- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ، قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ مِنْ إِحْدٰى صَلَاتَيِ النَّهَارِ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ، فَسَلَّمَ مِنَ اثْنَتَيْنِ، فَقَالَ لَهُ ذُو الشِّمَالَيْنِ أَقَصُرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَصُرَتِ الصَّلٰوةُ وَمَا نَسِيْتُ، فَقَالَ ذُو الشِّمَالَيْنِ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ، فَقَالُوْا نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ، ثُمَّ سَلَّمَ.

ابوبکر بن سلیمان کا بیان ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر دن کی کسی ایک نماز میں سے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ پس ذوشمالین آپ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کم ہو گئی یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ نہ نماز کم ہوئی اور نہ میں بھولا۔ ذوالشمالین عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ان میں سے ایک بات ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ کیا ذوالیدین نے صحیح کہا ہے؟ وہ عرض گزار ہوئے کہ ہاں یا رسول اللہ! پس رسول اللہ ﷺ نے باقی نماز پوری کر کے سلام پھیرا۔

[۱۱۹] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذٰلِكَ، قَالَ مَالِكٌ كُلُّ سَهْوٍ كَانَ

امام مالک، ابن شہاب، سعید بن مسیب نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن سے حدیث مذکورہ کے مطابق روایت کی ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ نماز میں اگر سہوا کمی واقع ہو جائے تو سجدے سلام

تُنْقِصَانًا مِّنَ الصَّلٰوةِ، فَإِنَّ سُجُوْدَهٗ قَبْلَ السَّلَامِ، وَكُلُّ سَهْوٍ كَانَ زِيَادَةً فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ سُجُوْدَهٗ بَعْدَ السَّلَامِ.

سے پہلے کرے اور نماز میں اگر سہواً زیادتی ہو جائے تو سہو کے سجدے سلام کے بعد کرے۔ف

ف: آج کل سجدہ سہو کے بارے میں تجاہلِ عارفانہ سے کام لے کر یہ کلیہ گھڑ رکھا ہے کہ جہاں قرأت کی کوئی غلطی ہوئی تو اس پر سجدہ سہو کر لیا اور سمجھ بیٹھے کہ تلافی ہو گئی۔ حالانکہ قرأت ہی سے خاص نہیں سجدہ سہو تو پوری نماز کی غلطیوں سے متعلق ہے۔ نماز میں واقع ہونے والی غلطیوں کو چار جگہ تقسیم کیا جا سکتا ہے جن کی ترتیب یوں ہو سکتی ہے:

اوّلاً: وہ غلطیاں جن کے واقع ہونے سے ثواب میں کمی آ جاتی ہے لیکن سجدہ سہو کرنا لازم نہیں آتا جیسے کوئی ثناء بھول گیا یا نماز میں رکوع یا سجدے کی تسبیح نہ پڑھی۔ یہ امور سنت ہیں اور ترکِ سنت سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا خواہ وہ دانستہ واقع ہوا یا نادانستہ۔

ثانیاً: وہ غلطیاں جو سہواً واقع ہو جائیں تو حضرات احناف کے نزدیک سجدہ سہو کرنا لازم آتا ہے اور غلطی کی تلافی ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطیاں تین قسم کی ہیں: (۱) سہواً کسی فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہونا (۲) سہواً کسی واجب کا ترک ہو جانا (۳) سہواً کسی واجب کی ادائیگی میں تاخیر ہو جانا۔ ان میں سے اگر کسی غلطی کا قصداً اور دانستہ وقوع ہوا تو اب سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہو گی بلکہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ کتنے ہی امام بننے والے حضرات دریں ایام نماز کے فرائض و واجبات سے بے خبر ہیں لیکن امامت کو ذریعۂ معاش بنا کر اپنی اور لوگوں کی نمازیں ضائع کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم نے بتایا ہے کہ نمازوں کو ضائع کرنے والے اور خواہشات کی پیروی کرنے والے ناخلف ہیں اور وہ جہنم کی غی نامی وادی میں پھینکے جائیں گے۔ اللھم احفظنا منها بحرمة سید الابرار۔

ثالثاً: وہ غلطیاں جن کے واقع ہو جانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے دورانِ نماز سلام و کلام کیا یا کھا پی بیٹھا، خواہ اس فعل کا وقوع دانستہ ہوا یا نادانستہ۔ ہر حال میں نماز ٹوٹ جاتی ہے دوبارہ پڑھی جائے گی اور سجدۂ سہو یہاں کچھ نہیں بنا سکے گا۔ اسی طرح نماز پڑھی جس کی چار رکعت تھیں اور سلام پھیرنے کے بعد کلام بھی کر لیا۔ اس کے بعد یاد آیا کہ تین یا پانچ رکعت پڑھی ہیں یہ نماز دوبارہ پڑھی جائے گی اب سجدۂ سہو سے کچھ نہیں بنے گا۔

رابعاً: قرأت کی وہ غلطیاں جن کے واقع ہو جانے سے کفر لازم آ جاتا ہے۔ یہ غلطیاں اہلِ علم حضرات سے معلوم کر لی جائیں کیونکہ ان کا مدِ نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی سے ایسی غلطی واقع ہو جائے تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہو گی بلکہ وہ شخص اسلام کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے، چاہیے کہ فوراً توبہ کرے، از سرِ نو دائرۂ اسلام میں آئے اور پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

واللہ اعلم بالصواب

١٦- بَابُ إِتْمَامِ الْمُصَلِّيْ مَا ذَكَرَ إِذَا شَكَّ فِيْ صَلٰوتِهٖ

نمازی کو شک ہو جائے تو اپنی یاد پر نماز پوری کرے

۹۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى أَثَلَاثًا، أَمْ أَرْبَعًا، فَلْيُصَلِّ رَكْعَةً، وَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ، فَإِنْ كَانَتِ الرَّكْعَةُ الَّتِيْ صَلّٰى خَامِسَةً شَفَعَهَا بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ رَابِعَةً فَالسَّجْدَتَانِ تَرْغِيْمٌ لِّلشَّيْطَانِ. صحیح مسلم (۱۲۷۲-۱۲۷۳)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک پڑ جائے اور یاد نہ رہے کہ کتنی پڑھی ہے تین رکعتیں یا چار؟ تو اسے چاہیے کہ ایک رکعت اور پڑھ کر دو سجدے کرلے بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے۔ اگر یہ رکعت اس نے پانچویں پڑھی ہو گی تو دونوں سہو کے دونوں سجدوں سے مل کر یہ بھی دوگانہ ہو جائے گا اور اگر حقیقت میں چوتھی ہے تو یہ دونوں سجدے شیطان کی رسوائی کے لیے ہو جائیں گے۔

[۱۲۰] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَیْدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَوَخَّ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلَاتِهٖ، فَلْيُصَلِّهٖ، ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

سالم بن عبد اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں بھول جائے تو بھولی ہوئی کے مطابق سوچ کر رائے قائم کرے اور اس کے مطابق نماز پڑھے پھر چاہیے کہ بیٹھ کر سہو کے دو سجدے کر لے۔

[۱۲۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَفِيْفِ بْنِ عَمْرٍو السَّهْمِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَكَعْبَ الْاَحْبَارِ عَنِ الَّذِيْ يَشُكُّ فِيْ صَلَاتِهٖ، فَلَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى اَثَلَاثًا، اَمْ اَرْبَعًا، فَكِلَاهُمَا قَالَ لِيُصَلِّ رَكْعَةً اُخْرٰى، ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ.

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت کعب احبار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جسے شک ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کتنی نماز پڑھی ہے آیا تین رکعتیں یا چار؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اسے ایک رکعت اور پڑھنی چاہیے اور پھر چاہیے کہ بیٹھ کر دو سجدے کر لے۔

[۱۲۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ عَنِ النِّسْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ لِيَتَوَخَّ اَحَدُكُمُ الَّذِيْ يَظُنُّ اَنَّهٗ نَسِيَ مِنْ صَلٰوتِهٖ، فَلْيُصَلِّهٖ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز میں بھول جانے کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے کہ بھولی ہوئی نماز کے متعلق سوچے اور جو رائے قائم ہو اس کے مطابق نماز پڑھے۔

۱۷- بَابُ مَنْ قَامَ بَعْدَ الْاِتْمَامِ اَوْ فِي الرَّكْعَتَيْنِ

جو نماز پوری کر لینے یا دو رکعتیں پڑھ لینے کے بعد سہواً کھڑا ہو جائے

۹۳- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ، فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ، فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ وَنَظَرْنَا، تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ، ثُمَّ سَلَّمَ. صحیح البخاری (۱۲۲۵) صحیح مسلم (۱۲۶۹-۱۲۷۰-۱۲۷۱)

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں پھر بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے تو لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب نماز پوری کر لی اور ہم سلام کے منتظر تھے تو آپ نے تکبیر کہی اور سلام سے پہلے بیٹھے ہوئے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

۹۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ، فَقَامَ فِي اثْنَتَيْنِ، وَلَمْ يَجْلِسْ فِيْهِمَا، فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ. سابقہ حوالہ (۹۳)

حضرت عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز ظہر پڑھائی اور دو رکعت کے بعد بغیر بیٹھنے کے کھڑے ہو گئے جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو دو سجدے کیے اور ان کے بعد سلام پھیرا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ سَهَا فِيْ صَلٰوتِهٖ، فَقَامَ بَعْدَ اِتْمَامِهِ الْاَرْبَعَ، فَقَرَاَ، ثُمَّ رَكَعَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنْ

امام مالک نے فرمایا کہ جو چار رکعتیں پڑھ لینے کے بعد سہواً کھڑا ہو جائے، قرأت پڑھے رکوع کرے اور جب رکوع سے سر

رُکُوْعِهٖ ذَكَرَ اَنَّهٗ قَدْ كَانَ اَتَمَّ اِنَّهٗ يَرْجِعُ فَيَجْلِسُ وَلَا يَسْجُدُ وَلَوْ سَجَدَ اِحْدَى السَّجْدَتَيْنِ لَمْ اَرَ اَنْ يَسْجُدَ الْاُخْرٰى، ثُمَّ اِذَا قَضٰى صَلٰوتَهٗ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ، وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ.

اٹھائے تو اسے یاد آئے کہ وہ پوری نماز پڑھ چکا تھا' وہ واپس لوٹ آئے یعنی بیٹھ جائے اور سجدہ نہ کرے۔ اگر دونوں میں سے ایک سجدہ کر لیا ہے تو دوسرا نہ کرے' جب نماز پوری کر لے تو اسے چاہیے کہ بیٹھا ہوا دو سجدے کرے سلام کے بعد۔

۱۸- بَابُ النَّظَرِ فِي الصَّلٰوةِ اِلٰى مَا يَشْغَلُكَ عَنْهَا

نماز میں غافل کرنے والی چیز کو دیکھنا

۹۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِيْ عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ اَهْدٰى اَبُوْ جَهْمِ بْنُ حُذَيْفَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَمِيْصَةً شَامِيَّةً لَهَا عَلَمٌ، فَشَهِدَ فِيْهَا الصَّلٰوةَ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رُدِّيْ هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ، فَاِنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَكَادَ يَفْتِنُنِيْ.

صحیح البخاری (۳۷۳) صحیح مسلم (۱۲۳۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوجہم بن حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک شامی چادر تحفے کے طور پر بھیجی جس میں نقش و نگار تھے۔ آپ نے اس کے ساتھ نماز پڑھائی' جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم کو لوٹا دو کیونکہ میں نے نماز میں اس کے بیل بوٹے دیکھے پس قریب تھا کہ مجھے بھلا دیتے۔

۹۶- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَبِسَ خَمِيْصَةً لَهَا عَلَمٌ، ثُمَّ اَعْطَاهَا اَبَا جَهْمٍ، وَاَخَذَ مِنْ اَبِيْ جَهْمٍ اَنْبِجَانِيَّةً لَهٗ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلِمَ؟ فَقَالَ اِنِّيْ نَظَرْتُ اِلٰى عَلَمِهَا فِي الصَّلٰوةِ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر اوڑھی جس میں بیل بوٹے تھے۔ پھر وہ حضرت ابوجہم کو دے کر ان سے ان کی سادہ چادر لے لی۔ وہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ میں نے نماز میں اس کے بیل بوٹے دیکھے تھے۔

۹۷- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، اَنَّ اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطِهٖ، فَطَارَ دُبْسِيٌّ، فَطَفِقَ يَتَرَدَّدُ يَلْتَمِسُ مَخْرَجًا، فَاَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ فَجَعَلَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ سَاعَةً، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ، فَاِذَا هُوَ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى، فَقَالَ لَقَدْ اَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ، فَجَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ لَهُ الَّذِيْ اَصَابَهٗ فِيْ حَائِطِهٖ مِنَ الْفِتْنَةِ، وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَضَعْهُ حَيْثُ شِئْتَ.

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک چڑیا اڑ کر باغ سے باہر نکلنے کا راستہ ڈھونڈ رہی تھی' وہ اس بات سے خوش ہوئے اور کچھ دیر اسے دیکھتے رہے' پھر جب نماز کا خیال آیا تو بھول گئے کہ کتنی پڑھی ہے۔ فرمایا کہ میرے اس مال نے مجھے آزمائش میں ڈال دیا۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ واقعہ عرض کر دیا جو باغ میں پیش آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! وہ راہِ خدا صدقہ ہے جہاں آپ چاہیں اسے خرچ فرمائیں۔

[۱۲۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ حَائِطٍ لَهٗ بِالْقُفِّ، وَادٍ مِنْ اَوْدِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ الثَّمَرِ وَالنَّخْلُ قَدْ ذُلِّلَتْ، فَهِيَ مُطَوَّقَةٌ بِثَمَرِهَا، فَنَظَرَ

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھ رہے تھے جو قف میں تھا جو مدینہ منورہ کی ایک وادی ہے جبکہ پھل پک کر لٹکے ہوئے تھے اور ٹہنیاں پھلوں سے لدی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا اور پھلوں کو دیکھ کر

إِلَيْهَا فَأَعْجَبَهُ مَا رَاٰى مِنْ ثَمَرِهَا ' ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى صَلٰوتِهٖ ' فَإِذَا هُوَ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ' فَقَالَ لَقَدْ أَصَابَتْنِيْ فِيْ مَالِيْ هٰذَا فِتْنَةٌ ' فَجَاءَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ خَلِيْفَةٌ ' فَذَكَرَ لَهٗ ذٰلِكَ وَقَالَ هُوَ صَدَقَةٌ ' فَاجْعَلْهُ فِيْ سُبُلِ الْخَيْرِ ' فَبَاعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفًا ' فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْمَالُ الْخَمْسِيْنَ.

خوش ہوئے' پھر جب نماز کا خیال آیا تو یاد نہ رہا کہ کتنی پڑھی ہے۔ فرمایا کہ میری اس مال سے آزمائش ہوئی ہے لہٰذا وہ خلیفۂ وقت حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں واقعہ سنایا اور کہا کہ وہ صدقہ ہے۔ پس اسے بھلائی کے کاموں میں خرچ کیجئے اور حضرت عثمان نے اسے پچاس ہزار میں بیچ دیا تو اس باغ کا نام پچاس ہزارہ پڑ گیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

٤- كِتَابُ السَّهْوِ

سہو کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّهْوِ

نماز میں بھول جانے پر کیا کرے؟

٩٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ' أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَاءَهُ الشَّيْطَانُ ' فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى ' فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ ' فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ ' وَهُوَ جَالِسٌ.

صحیح البخاری (١٢٣٢) صحیح مسلم (١٢٦٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر بھلانے لگتا ہے یہاں تک کہ اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی نماز پڑھی ہے۔ جب تم میں سے کسی کو یہ مرحلہ در پیش آئے تو اسے چاہیے کہ بیٹھے ہوئے دو سجدے کر لے۔

٩٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنِّيْ لَأَنْسٰى أَوْ أُنَسّٰى لِأَسُنَّ.

(رسالہ وصل البلاغات الاربع لابن الصلاح ص ٣٠)

امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لیے بھولتا یا بھلایا جاتا ہوں تاکہ راستہ پیدا کر دوں۔ ف

ف: محدث ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ یہ روایت مجھے حدیث کی کسی کتاب میں منداً یا مقطوعاً نہیں ملی اور یہ ان چار حدیثوں میں سے ہے جن کا موطاء امام مالک کے سوا حدیث کی اور کسی کتاب میں وجود نہیں ہے' واللہ اعلم بالصواب

[١٢٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهٗ بَلَغَهٗ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّيْ أَهِمُ فِيْ صَلَاتِيْ ' فَيَكْثُرُ ذٰلِكَ عَلَيَّ ' فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ' اَمْضِ فِيْ صَلَاتِكَ ' فَإِنَّهٗ لَنْ يَذْهَبَ عَنْكَ حَتّٰى تَنْصَرِفَ ' وَأَنْتَ تَقُوْلُ مَا أَتْمَمْتُ صَلَاتِيْ.

امام مالک تک یہ بات پہنچی کہ ایک شخص نے حضرت قاسم بن محمد سے کہا کہ مجھے نماز میں کثرت سے وہم ہو جاتا ہے۔ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ تم اپنی نماز جاری رکھو کیونکہ یہ تم سے دور نہیں ہو گا یہاں تک کہ جب تم فارغ ہو جاؤ گے تو کہو گے کہ میں نے پوری نماز نہیں پڑھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

٥- كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا بیان

١- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز غسل کرنے کا بیان

۱۰۰- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ، ثُمَّ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْأُولٰى، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ، فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلَائِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ.

صحیح البخاری (۸۸۱) صحیح مسلم (۱۹٦۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے غسل جنابت کی طرح جمعہ کے روز غسل کیا، پھر پہلی ساعت میں روانہ ہوا تو اس کے لیے اونٹ کی قربانی کا ثواب ہے اور جو دوسری ساعت میں روانہ ہوا اس کے لیے گائے کی قربانی کا اور جو تیسری ساعت میں چلا تو اس کے لیے مینڈھے کی قربانی کا اور جو چوتھی ساعت میں روانہ ہوا اس کے لیے مرغ خیرات کرنے کا اور جو پانچویں ساعت میں چلا تو اس کے لیے راہِ خدا میں انڈا دینے کا ثواب ہے اور جب امام نکلتا ہے تو فرشتے وعظ سننے لگتے ہیں۔

[۱۲۵] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جمعہ کے روز غسل کرنا غسلِ جنابت کی طرح ہر بالغ پر واجب ہے۔

۱۰۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَخْطُبُ، فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ، فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ انْقَلَبْتُ مِنَ السُّوقِ، فَسَمِعْتُ النِّدَاءَ، فَمَا زِدْتُ عَلٰى أَنْ تَوَضَّأْتُ، فَقَالَ عُمَرُ وَالْوُضُوءَ أَيْضًا، وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْغُسْلِ. صحیح البخاری (۸۷۸) صحیح مسلم (۱۹۵۲)

سالم بن عبداللہ نے فرمایا کہ صحابۂ کرام میں سے ایک صاحب اس وقت مسجد میں آئے جب حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آنے کا کونسا وقت ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین! جب میں بازار سے لوٹا تو میں نے اذان سنی۔ پس میں نے صرف وضو ہی کیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ صرف وضو حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم بھی فرمایا کرتے تھے۔

۱۰۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ. صحیح البخاری (۸۵۸) صحیح مسلم (۱۹۵٤)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز غسل کرنا ہر بالغ پر واجب ہے۔

۱۰۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ. قَالَ مَالِكٌ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوَّلَ

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کر لینا چاہیے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز

نَهَارِهٖ، وَهُوَ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ غُسْلَ الْجُمُعَةِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ الْغُسْلَ لَا يُجْزِئُ عَنْهُ، حَتّٰى يَغْتَسِلَ لِرَوَاحِهٖ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ.

صحیح البخاری (۸۷۷) صحیح مسلم (۱۹٤۸)

صبح کے وقت غسل کیا اور اس سے غسل جمعہ کی نیت کی تو یہ غسل اس کے لیے کافی نہیں ہوگا جب تک روانگی کے وقت غسل نہ کرے کیونکہ ابن عمر کی روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے نماز جمعہ کے لیے آئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُعَجِّلًا، اَوْ مُؤَخِّرًا، وَهُوَ يَنْوِيْ بِذٰلِكَ غُسْلَ الْجُمُعَةِ فَاَصَابَهٗ مَا يَنْقُضُ وُضُوْءَهٗ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا الْوُضُوْءُ، وَغُسْلُهٗ ذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز جلدی یا دیر سے غسل کیا اور اس سے اس نے غسل جمعہ کی نیت کی پھر اس کا وضو ٹوٹ گیا تو اسے وضو ہی کرنا ہوگا اور غسل اس کا وہی کافی ہے۔ف

ف: امام مالک کے نزدیک نماز جمعہ کے قریب غسل کرنا ضروری ہے۔ اگر کافی دیر پہلے یا صبح کو غسل کیا تھا تو نماز جمعہ کی حاضری کے لیے دوبارہ غسل کرے۔ لیکن احناف کے نزدیک پہلا غسل ہی کافی ہے اگر چہ اس کے بعد مشقت کا کام کیا یا پسینہ آیا ہو ہاں غسل کرے تو نور علی نور لیکن ضروری نہیں۔ ابتداء میں غسل جمعہ بھی غسل جنابت کی طرح واجب اور ضروری تھا کیونکہ مسجد نبوی تنگ اور لوگوں کے کپڑے بہت موٹے جھوٹے ہوتے تھے۔ جب دونوں چیزوں میں کشائش ہوگئی تو وجوب کا حکم منسوخ فرمادیا گیا کہ اب غسل جمعہ مستحب ہے، کرنے والے کو ثواب ملے گا اور نہ کرنے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے۔

امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح معانی الآثار میں ایسی ہیں احادیث پیش کی ہیں جن سے معلوم ہو رہا ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے۔ اس کے بعد اٹھارہ احادیث و آثار پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ وجوب کا حکم منسوخ ہوگیا تھا اور جمعہ کے روز غسل کرنے میں فضیلت ضرور ہے کہ غسل کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ منسوخ ہونے کی وجوہات کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتوں میں موجود ہے۔

موطاء امام مالک کے اس باب کی تیسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر کے دوران خطبہ ایک آدمی دیر سے نماز جمعہ میں آیا جس نے غسل نہ کیا اور صرف وضو کر کے آ شامل ہوا تھا۔ اس کے متعلق ابن وہب اور ابن القاسم کی روایتوں میں ہے کہ وہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمان جیسے سنت رسول کے پیکر سے یہ کیسے متصور ہوسکتا ہے کہ وہ کسی واجب یا سنت مؤکدہ کو ترک کرتے، اگر واجب ہوتا تو حضرت عمر ضرور انہیں حکم دیتے کہ غسل کر کے نماز پڑھیں۔ وہ نہ سہی تو دوسرے صحابۂ کرام انہیں تلقین کر کے واجب یا سنت مؤکدہ کو ادا کرنے کی جانب متوجہ کرتے۔ سب کی خاموشی اور غسل کرنے کا حکم نہ دینے سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اس بات پر اجماع ثابت ہوگیا اور غسل جمعہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

جب امام خطبہ پڑھے تو سامعین خاموش رہیں

۱۰٤- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ، وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے ساتھی سے کہو کہ خاموش رہو اور امام جمعہ کے روز خطبہ دے رہا ہو تو تم نے بیہودہ حرکت

الْجُمُعَةِ، فَقَدْ لَغَوْتَ.

صحیح البخاری (۹۳٤) صحیح مسلم (۱۹٦٢ـ۱۹٤۳)

کی۔

[١٢٦] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ الْقُرَظِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يُصَلُّونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، حَتَّى يَخْرُجَ عُمَرُ، فَإِذَا خَرَجَ عُمَرُ وَجَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُونَ، قَالَ ثَعْلَبَةُ جَلَسْنَا نَتَحَدَّثُ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُونَ، وَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ أَنْصَتْنَا، فَلَمْ يَتَكَلَّمْ مِنَّا أَحَدٌ.

ثعلبہ بن ابو مالک قرظی نے بتایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں جمعہ کے روز ہم حضرت عمر کے آنے تک نماز پڑھتے رہتے، جب حضرت عمر آ جاتے اور منبر پر بیٹھتے اور مؤذن اذان کہہ دیتے تو ثعلبہ نے کہا کہ ہم بیٹھے باتیں کرتے رہتے، جب مؤذن خاموش ہو جاتے اور حضرت عمر خطبہ دینے کھڑے ہوتے تو ہم خاموش ہو جاتے اور ہم میں سے کوئی ایک بھی باتیں نہ کرتا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَخُرُوجُ الْإِمَامِ يَقْطَعُ الصَّلَوٰةَ وَكَلَامُهُ يَقْطَعُ الْكَلَامَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ امام کا آنا نماز کو اور اس کا کلام کرنا باتیں کرنے کو ختم کر دیتا ہے۔

[١٢٧] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ قَلَّ مَا يَدَعُ ذٰلِكَ إِذَا خَطَبَ إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاسْتَمِعُوا، وَأَنْصِتُوا، فَإِنَّ لِلْمُنْصِتِ الَّذِي لَا يَسْمَعُ مِنَ الْحَظِّ مِثْلَ مَا لِلْمُنْصِتِ السَّامِعِ، فَإِذَا قَامَتِ الصَّلَوٰةُ فَاعْدِلُوا الصُّفُوفَ، وَحَاذُوا بِالْمَنَاكِبِ، فَإِنَّ اعْتِدَالَ الصُّفُوفِ، مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ.

مالک بن ابو عامر سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبے میں فرمایا کرتے اور شاذ و نادر ہی آپ نے یہ نہ کہا ہو کہ جب امام جمعہ کے روز خطبہ دینے کھڑا ہو تو غور سے سنو اور خاموش رہو کیونکہ خاموش رہنے والا اگر خطبہ نہ سن سکے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا سننے والے خاموش کو ملتا ہے، جب نماز کی اقامت کہی جائے تو صفیں سیدھی کر لیا کرو اور کندھے برابر کر لو کیونکہ صفوں کے برابر کرنے میں نماز کی تکمیل ہے۔

ثُمَّ لَا يُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ، فَيُخْبِرُونَهُ أَنْ قَدِ اسْتَوَتْ، فَيُكَبِّرُ.

پھر اس وقت تک تکبیر تحریمہ نہ کہتے جب تک جن آدمیوں کو صفیں درست کرنے پر مقرر فرمایا تھا وہ یہ نہ بتاتے کہ درست ہو گئیں پھر تکبیر تحریمہ کہتے۔

[١٢٨] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَأٰى رَجُلَيْنِ يَتَحَدَّثَانِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَحَصَبَهُمَا. أَنِ اصْمُتَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو آدمیوں کو باتیں کرتے دیکھا اور امام جمعہ کے روز خطبہ دے رہا تھا تو چپ کرانے کے لیے انہیں کنکریاں ماریں۔

[١٢٩] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا عَطَسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ، فَشَمَّتَهُ إِنْسَانٌ إِلٰى جَنْبِهِ، فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ لَا تَعُدْ.

امام مالک نے ابن شہاب سے جمعہ کے روز اس وقت کلام کرنے کے متعلق پوچھا جب امام منبر سے اتر آئے اور تکبیر تحریمہ سے پہلے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[١٣٠] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ

امام مالک نے ابن شہاب سے جمعہ کے روز امام کے منبر

شِهَابٍ عَنِ الْكَلَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا نَزَلَ الْإِمَامُ عَنِ الْمِنْبَرِ قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ ' فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ

سے اترنے اور تکبیر ہونے سے پہلے بات کرنے کے متعلق پوچھا تو ابن شہاب نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔

٣- بَابٌ فِيمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جس نے نماز جمعہ کی رکعت پائی

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَدْرَكَ مِنْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً ' فَلْيُصَلِّ إِلَيْهَا أُخْرٰى. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَهِيَ السُّنَّةُ.

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ جس نے نماز جمعہ کی ایک رکعت پائی تو دوسری خود پڑھ لے۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ یہ سنت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا ' وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

١٠٥- مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصَّلٰوةِ رَكْعَةً ' فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ.

جس نے نماز سے ایک رکعت پائی اس نے نماز پالی۔

(صحیح البخاری (۵۸۰) صحیح مسلم (۱۳۷۰)

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يُصِيْبُهُ زِحَامٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ' فَيَرْكَعُ وَلَا يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يَسْجُدَ حَتّٰى يَقُوْمَ الْإِمَامُ ' أَوْ يَفْرُغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلَاتِهِ أَنَّهُ إِنْ قَدَرَ عَلٰى أَنْ يَسْجُدَ إِنْ كَانَ قَدْ رَكَعَ ' فَلْيَسْجُدْ إِذَا قَامَ النَّاسُ ' وَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى أَنْ يَسْجُدَ حَتّٰى يَفْرُغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلٰوتِهِ ' فَإِنَّهُ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَبْتَدِئَ صَلٰوتَهُ ظُهْرًا أَرْبَعًا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے جمعہ کے روز رکوع کر لیا لیکن زیادہ بھیڑ کے باعث سجدہ نہ کر سکا یہاں تک کہ امام کھڑا ہو گیا یا امام نماز سے فارغ ہو گیا تو جو رکوع کر چکا ہے وہ جب لوگ کھڑے ہو جائیں اگر اس وقت سجدہ کر سکتا ہے تو کر لینا چاہیے اور اگر امام کے نماز سے فارغ ہونے تک سجدہ نہ کر سکے تو مجھے یہ پسند ہے کہ وہ ظہر کی چار رکعتیں شروع کر دے۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ رَعَفَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جس کی نماز جمعہ کے وقت نکسیر پھوٹ نکلے

[١٣١] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ مَنْ رَعَفَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ ' فَخَرَجَ فَلَمْ يَرْجِعْ حَتّٰى فَرَغَ الْإِمَامُ مِنْ صَلٰوتِهِ ' فَإِنَّهُ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کی جمعہ کے روز نکسیر پھوٹ نکلی اور امام خطبہ دے رہا تھا پس وہ باہر نکلا اور امام کے نماز سے فارغ ہونے تک واپس نہ آیا تو وہ چار رکعتیں پڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَرْكَعُ رَكْعَةً مَعَ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ' ثُمَّ يَرْعُفُ ' فَيَخْرُجُ فَيَأْتِيْ وَقَدْ صَلَّى الْإِمَامُ الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا إِنَّهُ يَبْنِيْ بِرَكْعَةٍ أُخْرٰى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے جمعہ کے روز امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر اس کی نکسیر جاری ہو گئی تو وہ باہر نکل گیا اور اس وقت آیا جبکہ امام دونوں رکعتیں پڑھ چکا تھا تو اگر اس نے کلام نہیں کیا ہے تو دوسری رکعت خود پڑھ لے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلٰى مَنْ رَعَفَ ' أَوْ أَصَابَهُ أَمْرٌ

امام مالک نے فرمایا کہ جمعہ کے روز جس کی نکسیر پھوٹ

لَا بُدَّ لَهُ مِنَ الْخُرُوْجِ، اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الْاِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ۔

نکلے یا کوئی ایسی بات واقع ہو جائے جس کے باعث نکلنا پڑے تو نکلنے کے لیے امام سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

٥- بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّعْيِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز سعی کرنے کا بیان

[۱۳۲] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ:۹)۔ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقْرَؤُهَا، اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔

امام مالک نے ابن شہاب سے ارشاد باری تعالیٰ "اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ" کے بارے میں پوچھا تو ابن شہاب نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے "اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعة فامضوا الی ذکر اللہ" پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا السَّعْيُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعَمَلُ وَالْفِعْلُ، يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ﴾ (البقرہ:۲۰۵) وَقَالَ تَعَالٰى ﴿وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى. وَهُوَ يَخْشٰى﴾ (عبس:۸۔۹) وَقَالَ ﴿ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى﴾ (النازعات:۲۲) وَقَالَ ﴿اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى﴾ (الیل:٤)۔

امام مالک نے فرمایا کہ سعی سے یہاں قرآن مجید میں عمل اور فعل مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "واذا تولی سعی فی الارض" وقال اللہ تعالیٰ "واما من جاءک یسعی وھو یخشی"۔ وقال "ثم ادبر یسعی" وقال "ان سعیکم لشتی"۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَيْسَ السَّعْيُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ بِالسَّعْيِ عَلَى الْاَقْدَامِ، وَلَا الْاِشْتِدَادُ، وَاِنَّمَا عَنَى الْعَمَلَ وَالْفِعْلَ۔

امام مالک نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں یہاں سعی سے مراد پیروں سے چلنا یا دوڑنا نہیں ہے بلکہ اس سے مراد عمل اور فعل ہے۔

٦- بَابُ مَا جَآءَ فِي الْاِمَامِ يَنْزِلُ بِقَرْيَةٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي السَّفَرِ

دوران سفر جمعہ پڑھنے کے لیے امام کا کسی گاؤں میں اترنا

قَالَ مَالِكٌ اِذَا نَزَلَ الْاِمَامُ بِقَرْيَةٍ تَجِبُ فِيْهَا الْجُمُعَةُ وَالْاِمَامُ مُسَافِرٌ فَخَطَبَ وَجَمَّعَ بِهِمْ، فَاِنَّ اَهْلَ تِلْكَ الْقَرْيَةِ وَغَيْرَهُمْ يُجَمِّعُوْنَ مَعَهٗ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب امام ایسے گاؤں میں اترے جس میں جمعہ واجب ہے اور مسافر امام نے خطبہ دیا اور لوگوں کو جمعہ پڑھایا تو اس گاؤں والے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ جمعہ پڑھ لیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ جَمَّعَ الْاِمَامُ وَهُوَ مُسَافِرٌ بِقَرْيَةٍ لَا تَجِبُ فِيْهَا الْجُمُعَةُ، فَلَا جُمُعَةَ لَهٗ، وَلَا لِاَهْلِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ، وَلَا لِمَنْ جَمَّعَ مَعَهُمْ مِنْ غَيْرِهِمْ، وَلْيُتِمَّ اَهْلُ تِلْكَ الْقَرْيَةِ وَغَيْرُهُمْ مِمَّنْ لَيْسَ بِمُسَافِرٍ الصَّلٰوةَ۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب مسافر امام نے ایسے گاؤں میں جمعہ پڑھایا جس میں جمعہ نہیں ہے تو امام کا جمعہ نہ ہوا اور نہ اس گاؤں والوں کا اور نہ ان دوسرے لوگوں کا جنہوں نے اس کے ساتھ جمعہ پڑھا۔ اس گاؤں والے اور دوسرے لوگوں کو جو مسافر نہیں ہیں اپنی نماز (نماز ظہر) پوری کرنی چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا جُمُعَةَ عَلٰى مُسَافِرٍ۔

امام مالک نے فرمایا کہ مسافر پر جمعہ نہیں ہے۔

۷- بَابُ مَا جَآءَ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جمعہ کی اس ساعت کا بیان جس میں دعا قبول ہوتی ہے

۱۰۶- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، وَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ يُقَلِّلُهَا.

(صحیح البخاری (۹۳۵) صحیح مسلم (۱۹۶۶))

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روز جمعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اسے نماز کی حالت میں پائے تو اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کرے وہ اسے عطا فرما دی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ وہ تھوڑا سا وقت ہے۔ف

ف: جمعہ کی مذکورہ ساعت کے بارے میں بیالیس اقوال ہیں۔ سب سے قوی تر دو قول ہیں۔(۱) وہ ساعت امام کے منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک ہے (۲) وہ ساعت جمعہ کے روز نماز عصر سے نماز مغرب تک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس ساعت کو مختصر سا بتایا اور فرمایا ہے کہ صاحب ایمان اگر اسے نماز کی حالت میں پائے (نماز کا انتظار بھی حالتِ نماز ہے) تو اپنے پروردگار سے جو دعا کرے گا قبول ہوگی کیونکہ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

۱۰۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ اِلَى الطُّوْرِ فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْاَحْبَارِ، فَجَلَسْتُ مَعَهٗ، فَحَدَّثَنِيْ عَنِ التَّوْرَاةِ، وَحَدَّثْتُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهٗ اَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُهْبِطَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ، وَفِيْهِ مَاتَ، وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِنَ السَّاعَةِ، اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ، وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا، اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ، قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ، فَقُلْتُ بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

سنن ابوداؤد (۱۰۴۶) سنن ترمذی (۴۹۱) سنن نسائی (۱۴۳۹)

ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں کوہ طور کی جانب نکلا تو کعب احبار سے میری ملاقات ہوئی۔ میں ان کے پاس بیٹھ گیا، وہ مجھے توریت کے بیانات سناتے اور میں انہیں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سناتا۔ احادیث بیان کرتے ہوئے میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن دنوں میں سورج طلوع ہوتا ہے ان میں سب سے جمعہ بہتر ہے۔ اسی روز حضرت آدم پیدا کیے گئے، اسی میں جنت سے اتارے گئے، اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی میں وفات پائی اور اسی میں قیامت قائم ہوگی، جنوں اور انسانوں کے سوا کوئی جاندار ایسا نہیں جو صبح صادق سے طلوع آفتاب تک قیامت کے خوف سے چوکنا نہ رہتا ہو اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان نماز کی حالت میں اسے پائے تو جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرے اسے عطا فرما دیا جاتا ہے۔ کعب نے کہا کہ سال میں ایسا ایک دن ہوتا ہے تو میں نے کہا کہ ہر جمعہ میں۔ پس کعب نے توریت پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔

قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَلَقِيْتُ بَصْرَةَ بْنَ اَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيَّ، فَقَالَ مِنْ اَيْنَ اَقْبَلْتَ؟ فَقُلْتُ مِنَ الطُّوْرِ،

حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ پھر میں بصرہ بن ابو بصرہ سے ملا تو پوچھا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے کہا: کوہ طور

فَقَالَ لَوْ اَدْرَكْتُكَ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ اِلَيْهِ مَا خَرَجْتَ، سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تُعْمَلُ الْمَطِيُّ اِلَّا اِلٰى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَاِلٰى مَسْجِدِيْ هٰذَا وَاِلٰى مَسْجِدِ اِيْلِيَاءَ، اَوْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ. يَشُكُّ. قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ لَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، فَحَدَّثْتُهُ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبِ الْاَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهُ بِهِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ. فَقَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ، فَقُلْتُ ثُمَّ قَرَاَ كَعْبٌ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَدْ عَلِمْتُ اَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ. قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَهٗ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ. قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ اٰخِرَ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ وَتِلْكَ السَّاعَةُ سَاعَةٌ لَا يُصَلِّيْ فِيْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ، فَهُوَ فِيْ صَلٰوةٍ، حَتّٰى يُصَلِّيَ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ.

ہے۔ کہا: اگر آپ اس کی طرف جانے سے پہلے مجھے مل لیتے تو نہ جاتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہ تیار کی جائیں سواریاں مگر تین مسجدوں کی طرف یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد ایلیا یا بیت المقدس کی طرف۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ پھر میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام سے ہوئی تو میں نے ان سے کعب احبار کے پاس بیٹھنے اور جو جمعہ کے بارے میں گفتگو ہوئی اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ کعب یہ کہتے تھے کہ ایسا سال میں ایک دن ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے فرمایا کہ کعب نے غلط بیانی کی۔ میں نے کہا کہ پھر کعب نے توریت پڑھ کر کہا کہ ہاں وہ ہر جمعہ میں ہے۔ پس حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کعب نے سچ کہا۔ پھر حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ میں جانتا ہوں وہ کونسی ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں بتائیے اور بخل سے کام نہ لیجئے۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ جمعہ کے روز آخری ساعت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ وہ جمعہ کی آخری ساعت کس طرح ہو سکتی ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں پاتا بندۂ مسلم اس کو نماز پڑھتے ہوئے مگر" اور یہ وہ ساعت ہے جس میں نماز نہیں پڑھی جاتی؟ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو نماز کے انتظار میں بیٹھے تو نماز پڑھنے تک وہ نماز میں شمار ہوتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے کہا: کیوں نہیں۔ کہا: پس وہ یہی ہے۔ ف

ف: اس حدیث کے الفاظ " لا تعمل المطی الا الی ثلاثة مساجد " سے یہی بات سامنے آ رہی ہے کہ مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے سوا اور کسی مسجد کے لیے اس غرض سے سفر نہ کیا جائے کہ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ اس حدیث اور "لاتشد الرحال" کو لے کر علامہ ابن تیمیہ حرانی (المتوفی ۷۲۸ھ) نے ذوالخویصرہ کی مردہ ہڈیوں کو جمع کیا اور اس کے مشن کو زندہ کر کے روضۂ مطہرہ اور مقامات مقدسہ کی زیارت کے سفر کو ناجائز و حرام قرار دیا۔ حالانکہ بیت اللہ قبلۂ اجسام تو روضۂ اطہر قبلۂ ایمان ہے۔ جسم ادھر جھکتے ہیں تو اہل ایمان کے دل ادھر جھکتے ہیں۔ وہاں فرشیوں کا سالانہ اجتماع ہوتا ہے تو یہاں ہر وقت ستر ہزار عرشیوں کا اجتماع رہتا ہے۔ ادھر منہ کر کے سجدے ہو رہے ہیں تو ادھر نگاہیں جھکا کر عرش و فرش سے صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کیے جا رہے ہیں۔ شمع رسالت کے پروانے تو زبان حال سے ہر وقت یوں گویا رہتے ہیں:

مرحبا اے پیک مشتاقان بدہ پیغام دوست
تا کنم جان از سر رغبت فدائے نام دوست

علامہ ابن تیمیہ کا مشن ایمان کے خلاف ایک بھرپور سازش تھی جس کا حکومت وقت نے نوٹس لیا اور اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے زیر زمین دفن کر دیا۔ کئی صدیوں تک فضاؤں میں خاموشی رہی لیکن بارھویں صدی ہجری میں یہ فتنہ نجد سے پھر اٹھ کھڑا ہوا جس کے بارے میں مخبر صادق نے فرمایا تھا کہ" ھنالک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطن "ایک صدی تک یہ فتنہ اپنی زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا رہ کر آخر کار پورے خطہ عرب پر چھا گیا اور دوسری جانب متحدہ ہندوستان کے پایۂ تخت دہلی سے سر نکالا جسے نصاریٰ کی حکومت ہونے کے باعث خوب پر پرزے نکالنے کا موقع ملا۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ سازش کتنے ہی بظاہر خوشنما رنگوں میں چاروں طرف سے حملہ آور ہوئی اور کتنے ہی مسلمانوں کو ان کی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر دیا۔ ان کا ظاہر دیکھئے تو نظر آئے گا کہ حقیقت میں مسلمان یہی ہیں یعنی "لتحقرن صلاتکم مع صلاتھم وصیامکم مع صیامھم "کے پورے مصداق اور حقیقت کا مطالعہ کیجئے تو "یقرون القران ولا یجاوز حناجرھم "کی منہ بولتی تصویر نظر آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور سارے مدعیانِ اسلام کو شیطان کے فریب اور فتنوں سے محفوظ رکھے اور اپنے حبیب پاک، صاحب لولاک ﷺ کا غلام اور فدائی و شیدائی بنائے۔ آمین

٨- بَابُ الْهَيْئَةِ وَتَخَطِّي الرِّقَابِ وَاسْتِقْبَالِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے روز کپڑے بدلنا، لوگوں کی گردنوں سے پھلانگنا اور امام کی طرف منہ کر کے بیٹھنا

١٠٨- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا عَلٰى أَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَيْنِ لِجُمُعَتِهِ سِوٰى ثَوْبَيْ مَهْنَتِهِ.

سنن ابوداؤد (١٠٧٨) سنن ابن ماجہ (١٠٩٥)

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اوپر کتنا بار ہے اگر تم روزانہ کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا رکھو۔

[١٣٣] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَرُوْحُ إِلَى الْجُمُعَةِ إِلَّا ادَّهَنَ وَتَطَيَّبَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ حَرَامًا.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حالت احرام کے علاوہ جمعہ کے لیے نہ جاتے مگر تیل اور خوشبو لگا کر۔

[١٣٤] اَثَر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَمَّنْ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَأَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمْ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَقْعُدَ، حَتّٰى إِذَا قَامَ الْإِمَامُ يَخْطُبُ جَاءَ يَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر تم میں سے کوئی ظہر کی نماز حرہ میں جا پڑھے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ جمعہ کے روز جب امام خطبہ دینے کھڑا ہو تو یہ لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا آئے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنْ يَسْتَقْبِلَ النَّاسُ الْإِمَامَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْطُبَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ يَلِي الْقِبْلَةَ وَغَيْرَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ جمعہ کے روز لوگ امام کی جانب منہ کریں جبکہ وہ خطبہ دینے لگے خواہ ان میں سے کوئی قبلہ کے نزدیک ہو یا دور۔

٩- بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَالْاِحْتِبَاءِ وَمَنْ تَرَكَهَا مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ

نماز جمعہ کی قرأت، احتباء کرنا اور بغیر عذر کے نماز جمعہ ترک کرنا

١٠٩- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيْدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ

ضحاک بن قیس نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جمعہ کے روز رسول اللہ ﷺ جمعہ کے بعد کونسی

مَسْعُوْدٍ 'اَنَّ الضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ سَاَلَ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ مَاذَا كَانَ يَقْرَاُبِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى اِثْرِ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ كَانَ يَقْرَاُ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ (الغاشیہ:۱)۔ صحیح مسلم(۲۰۲۷)

سورت پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ آپ "ھل اتاک حدیث الغاشیۃ" پڑھا کرتے تھے۔

۱۱۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ' قَالَ مَالِكٌ لَا اَدْرِيْ اَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَمْ لَا؟ اَنَّهُ قَالَ مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ 'وَلَا عِلَّةٍ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهِ. سنن ابوداؤد(۱۰۵۲) سنن ترمذی(۵۰۰) سنن نسائی(۱۳۶۸) سنن ابن ماجہ(۱۱۲۵)

صفوان بن سلیم نے فرمایا کہ جس نے متواتر تین جمعہ ترک کر دیئے بغیر کسی عذر اور بیماری کے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

۱۱۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ' عَنْ اَبِيْهِ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ خُطْبَتَيْنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ 'وَجَلَسَ بَيْنَهُمَا.
صحیح البخاری(۹۲۸-۹۲۰) صحیح مسلم(۱۹۹۱)

امام جعفر صادق نے امام محمد باقر سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز دو خطبے دیئے اور دونوں کے درمیان بیٹھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٦- كِتَابُ الصَّلٰوةِ فِيْ رَمَضَانَ

رمضان میں تراویح کا بیان

١- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّلٰوةِ فِيْ رَمَضَانَ

رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب

۱۱۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ 'عَنْ عَائِشَةَ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَيْلَةٍ' فَصَلّٰى بِصَلٰوتِهِ نَاسٌ 'ثُمَّ صَلَّى اللَّيْلَةَ الْقَابِلَةَ' فَكَثُرَ النَّاسُ 'ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِ الرَّابِعَةِ' فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ قَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْ صَنَعْتُمْ' وَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ 'وَذٰلِكَ فِيْ رَمَضَانَ.
صحیح مسلم(۱۷۸۱)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں نماز پڑھی تو لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی پھر اگلی رات پڑھی تو لوگ بہت بڑھ گئے۔ چنانچہ تیسری یا چوتھی رات کو بہت اجتماع ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھ لیا جو تم نے کیا اور نہیں روکا مجھے تمہارے پاس آنے سے مگر اس خدشے نے کہ یہ نماز تم پر فرض نہ ہو جائے اور یہ رمضان المبارک کی بات ہے۔ ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ساری حیات طیبہ میں صرف دو یا تین رات نماز تراویح پڑھائی ہے اور پھر فرض ہو جانے کے ڈر سے تا زیست نہیں پڑھائی۔ حضور نے کتنی رکعتیں پڑھائیں اس کے متعلق روایات مختلف ہیں۔ لیکن یہ بات ختم کر دی گئی اور وہ رکعتیں صحابہ کرام کے لیے بھی سنت قرار نہ پائیں بلکہ یہ بات اس کے بعد بھی ہر ایک کی مرضی پر موقوف رہی کہ جتنی رکعتیں کوئی چاہتا پڑھ لیا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس میں یہی معمول رہا۔ یہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پورے دورِ خلافت میں رہا اور کچھ عرصہ یہی حالت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں رہی۔ پھر انہوں نے تراویح کا باقاعدہ انتظام کیا اور تمام صحابۂ کرام کا اس پر اجماع ہو گیا۔ لہٰذا تراویح کی رکعتیں اور جماعت وغیرہ سب سنت خلفائے راشدین ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

۱۱۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُرَغِّبُ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّأْمُرَ بِعَزِيْمَةٍ، فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ، ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ أَبِیْ بَكْرٍ، وَصَدْرًا مِّنْ خِلَافَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

صحیح البخاری (۲۰۰۹) صحیح مسلم (۱۷۷۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تراویح پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے لیکن حکماً نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے کہ جس نے قیام کیا رمضان میں ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال تک قیام رمضان کی صورت یہی رہی اور یہی خلافت صدیقی میں اور یہی خلافت فاروقی کے شروع میں رہی۔

٢- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ قِيَامِ رَمَضَانَ

قیام رمضان کے بارے میں

۱۱٤- حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِیِّ، أَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ إِلَی الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّی الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَيُصَلِّی الرَّجُلُ فَيُصَلِّیْ بِصَلٰوتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأَرَانِیْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰی قَارِئٍ وَّاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، فَجَمَعَهُمْ عَلٰی أُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ. قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرٰی وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ، فَقَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ، وَالَّتِیْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِیْ تَقُوْمُوْنَ. يَعْنِیْ آخِرَ اللَّيْلِ. وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ. صحیح البخاری (۲۰۱۰)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے فرمایا کہ میں رمضان المبارک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں آیا تو لوگوں کو متفرق دیکھا کہ کوئی اکیلا اور کوئی چند آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میرے خیال میں اگر انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ ایک مثال ہوگی چنانچہ آپ نے انہیں حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا' پھر میں کسی دوسری رات میں ان کے ساتھ آیا تو لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے اور تمہارے سونے کا وقت اس قیام کے وقت سے افضل ہے۔ یعنی رات کا آخری حصہ اور لوگ اگلی جانب قیام کیا کرتے تھے۔ ف

ف: اس روایت کے اندر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان: "نعمة البدعة هذه" یعنی یہ تو اچھی بدعت ہے' اس نے بعض مبتدعین زمانہ کو بہت پریشان کر رکھا ہے۔ وہ حضرات تو مسلمانوں کو بدعتی اور مشرک بتانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں لیکن حضرت عمر نے تراویح کو بدعت بتا کر اس کی تعریف بھی فرما دی۔ اب وہ "کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار" کا حکم حضرت عمر پر تو لگانے سے ڈرتے ہیں لیکن حضرت عمر کے غلاموں یعنی سچے مسلمانوں کو بدعتی ٹھہرائے بغیر بھی نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا چور دروازہ یہ نکالتے ہیں کہ بدعت سے حضرت عمر کی مراد لغوی بدعت تھی ورنہ ہر شرعی بدعت گمراہی ہے۔ گویا حضرت عمر کے زمانے میں جو نماز تراویح کا نام رکعتیں، جماعت اور وقت کا تعین ہوا تو یہ سارے کام شرعی نہیں بلکہ لغوی تھے؟

دوستو! قاعدہ کلیہ یہ نہیں جو اسلام کے ان نادان دوستوں نے گھڑا۔ بلکہ کلیہ یہ ہے کہ ہر وہ نیا کام جو سنت کو مٹائے اسے بدعت کہا جائے گا ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ سنت اور بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں ایک کے عروج میں دوسری کا زوال ہے۔ سنتوں کے زندہ کرنے سے بدعتیں مٹیں گی اور بدعتوں کے پھیلنے سے سنتیں غائب ہو جائیں گی۔ یہی بات سرمایہ ملت کے ایک عظیم الشان نگہبان یعنی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے فرمائی ہے: "سنت و بدعت ایک دوسری کی ضد ہیں اور ایک کا وجود دوسری کی نفی کو مستلزم ہے۔ پس ایک کو زندہ کرنا دوسری کو مارنا ہے یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو مٹانا ہے اور اسی طرح برعکس"۔ (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول، مکتوب ۲۵۵)

[۱۳۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یُوْسُفَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ، اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ وَ تَمِیْمًا الدَّارِیَّ اَنْ یَقُوْمَا لِلنَّاسِ بِاِحْدٰی عَشْرَةَ رَکْعَةً. قَالَ وَقَدْ کَانَ الْقَارِیُٔ یَقْرَاُ بِالْمِئِیْنَ حَتّٰی کُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَی الْعِصِیِّ مِنْ طُوْلِ الْقِیَامِ، وَمَا کُنَّا نَنْصَرِفُ اِلَّا فِیْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ.

سائب بن یزید نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت نماز پڑھایا کریں۔ فرمایا کہ قاری ہر رکعت میں سو آیتیں پڑھتا یہاں تک طول قیام کے باعث ہم لکڑی کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے اور ہم فجر کے نزدیک فارغ ہوتے تھے۔ ف

ف: اس روایت سے تراویح کے علاوہ معلوم ہو رہا ہے کہ وتر کی تین رکعت پڑھنا ہی صحابۂ کرام کا آخری معمول تھا جس پر وہ ہمیشہ قائم رہے اگرچہ ابتداء میں یہ صورت بھی رہی تھی کہ رات کو قیام فرماتے اور آخر میں ایک رکعت ملا کر سب کو وتر بنا لیتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں بھی رمضان اور غیر رمضان کے اندر گیارہ رکعت پڑھنا ہی مذکور ہے (بخاری شریف) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کی تین ہی رکعت ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۳٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ، اَنَّهٗ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

یزید بن رومان نے فرمایا کہ حضرت عمر کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر لوگ تئیس رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ ف

ف: پہلی روایت سے معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت عمر کے حکم سے تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھائی جاتی تھیں اور ہر رکعت میں سو آیتیں پڑھی جاتیں یعنی شایانِ شان طریقے سے نہ کہ ہمارے زمانے کے حفاظ کی طرح یوں فجر کے قریب جا کر تراویح سے فارغ ہوتے۔ بعد میں قرأت کم کر کے رکعتوں کی تعداد بیس مقرر فرما دی۔ ان حضرات کا آخری معمول یہی رہا جس پر چاروں آئمہ کا اتفاق اور ہمیشہ سے اہل حق کا اسی پر عمل ہے۔ واضح رہے کہ نماز تراویح کا نام، باجماعت پڑھنا، وقت کا تعین اور رکعتوں کی تعداد وغیرہ یہ جملہ امور فرمان رسالت: "تمسکوا بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین" کے مطابق خلفائے راشدین کی سنت ہیں جن پر تمام صحابۂ کرام کا اجماع ہے۔ اسی کو "نعمة البدعة" کہا جو بدعتِ حسنہ یعنی سنت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۳۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ، اَنَّهٗ سَمِعَ الْاَعْرَجَ یَقُوْلُ مَا اَدْرَکْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ یَلْعَنُوْنَ الْکَفَرَةَ فِیْ رَمَضَانَ. قَالَ وَکَانَ الْقَارِیُٔ یَقْرَاُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِیْ ثَمَانِ رَکَعَاتٍ، فَاِذَا قَامَ بِهَا فِی اثْنَتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً رَاَی النَّاسُ اَنَّهٗ قَدْ خَفَّفَ.

داؤد بن حصین نے اعرج کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے لوگوں کو اسی حال میں پایا کہ وہ رمضان میں کافروں پر لعنت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ قاری سورۃ البقرہ کو آٹھ رکعتوں میں پڑھتا اور جب باقی بارہ رکعتیں پڑھی جاتیں تو لوگ دیکھتے کہ وہ ہلکی کر دی ہیں۔

[۱۳۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ کُنَّا نَنْصَرِفُ فِیْ رَمَضَانَ، فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدَمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ الْفَجْرِ.

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ رمضان میں جب ہم فارغ ہوتے تو خدام سے سحری کا کھانا جلدی لانے کے لیے کہتے۔ ڈر تھا کہ فجر طلوع نہ ہو جائے۔

وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ ذَکْوَانَ اَبَا عَمْرٍو (وَکَانَ عَبْدًا لِعَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ فَاَعْتَقَتْهُ عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا) کَانَ یَقُوْمُ یَقْرَاُ لَهَا فِیْ رَمَضَانَ.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ذکوان (جو حضرت عائشہ صدیقہ کے غلام تھے اور جنہیں مدبر کر دیا تھا) وہ رمضان میں کھڑے ہوتے اور انہیں قرآن مجید سناتے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۷- کِتَابُ صَلٰوةِ اللَّیْلِ

نمازِ تہجد کا بیان

۱- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوةِ اللَّیْلِ

نماز تہجد کا بیان

۱۱۵- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنْ رَجُلٍ عِنْدَهُ رِضًا، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ، اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنِ امْرِیءٍ تَکُوْنُ لَهُ صَلٰوةٌ بِلَیْلٍ یَغْلِبُهُ عَلَیْهَا نَوْمٌ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهُ اَجْرَ صَلَاتِهِ وَکَانَ نَوْمُهُ عَلَیْهِ صَدَقَةً. سنن ابوداؤد (۱۳۱٤) سنن نسائی (۱۷۸۳)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی ہمیشہ رات کو نماز پڑھے اور کسی رات نیند اس پر غلبہ پا لے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نماز کا ثواب ہی لکھتا ہے اور وہ نیند اس کے لیے صدقہ شمار ہوگی۔ ف

ف: یہ اللہ تعالیٰ کا سرکارِ مدینہ ﷺ کے صدقے میں کرم بالائے کرم ہے کہ امتِ محمدیہ کا کوئی قائم اللیل فرد اگر کسی رات نیند سے بیدار نہ ہو سکے تب بھی اسے نماز پڑھنے اور شب بیداری کرنے کا ثواب مل جاتا ہے اور اس رات کے سونے کو انعام قرار دے دیا جاتا ہے والحمد لله علی ذلک۔ معلوم ہوا کہ دارین کی ساری بہاریں حبیب پروردگار کی غلامی سے ہمکنار رہتی ہے یعنی خدا کی رحمت کے بادل بھی ایسے ہی سعادت مند لوگوں پر اکثر برسنے کے لیے تیار رہتے ہیں جو جان و دل سے فدائے شفیع روزِ شمار ہوتے ہیں: اللهم ارزقنی شفاعته یوم القیامة۔

۱۱٦- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی النَّضْرِ، مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ کُنْتُ اَنَامُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِهِ. فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ، فَاِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا. قَالَتْ وَالْبُیُوْتُ یَوْمَئِذٍ لَیْسَ فِیْهَا مَصَابِیْحُ.
صحیح البخاری (۳۸۲) صحیح مسلم (۱۱٤۵)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سویا کرتی اور میرے پیر آپ کے قبلہ کی جانب ہوتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے اشارہ کر دیتے تو میں اپنے پیر سمیٹ لیتی اور جب آپ قیام فرماتے تو میں پھیلا لیتی۔ انہوں نے فرمایا کہ ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے۔

۱۱۷- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ، فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ. فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ، لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ، فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ.

صحیح البخاری (۲۱۲) صحیح مسلم (۱۸۳۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں اونگھے تو اسے سو جانا چاہیے تاکہ نیند کا غلبہ جاتا رہے کیونکہ جب کوئی اونگھتا ہوا نماز پڑھے گا تو اسے کیا معلوم کہ استغفار کرنے کے بجائے اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگے۔

۱۱۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَ امْرَاَةً مِنَ اللَّيْلِ تُصَلِّيْ، فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقِيْلَ لَهٗ هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ، لَا تَنَامُ اللَّيْلَ. فَكَرِهَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، حَتّٰى عُرِفَتِ الْكَرَاهِيَةُ فِيْ وَجْهِهٖ. ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا. اِكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا لَكُمْ بِهٖ طَاقَةٌ.

صحیح البخاری (۴۳) صحیح مسلم (۱۸۳۰)

رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ ایک عورت رات بھر نماز پڑھتی ہے۔ فرمایا: یہ کون ہے؟ آپ کے گوش گزار کیا گیا کہ یہ حولاء بنت تویت ہے جو رات بھر نہیں سوتی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا یہاں تک کہ ناراضگی چہرۂ انور سے نمایاں تھی۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ عمل اتنا کرو جس کی تم میں طاقت ہو۔

[۱۳۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللّٰهُ. حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، اَيْقَظَ اَهْلَهٗ لِلصَّلٰوةِ. يَقُوْلُ لَهُمُ الصَّلٰوةَ، الصَّلٰوةَ. ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (طٰہٰ:۱۳۲).

اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو نماز پڑھتے جتنی دیر اللہ چاہتا یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آتا تو اپنے گھر والوں کو جگاتے اور ان سے کہتے نماز نماز۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت قدم رہ۔ کچھ ہم تم سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیں گے اور انجام کا بھلا پرہیزگاری کے لیے ہے"۔

۱۱۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ يُكْرَهُ النَّوْمُ قَبْلَ الْعِشَاءِ، وَ الْحَدِيْثُ بَعْدَهَا. صحیح البخاری (۵۶۸) صحیح مسلم (۱۴۶۱۔۱۴۶۰)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ نماز عشاء سے پہلے سونا اور بعد میں باتیں کرنا مکروہ ہے۔

۱۲۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ صَلٰوةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مَثْنٰى مَثْنٰى. يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ. سنن ترمذی (۵۹۷)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ رات اور دن کی نماز دو دو رکعتیں ہیں، ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے۔ف

ف: بعض حضرات کا موقف اسی روایت کے مطابق یہ ہے کہ رات یا دن میں نوافل و سنت کی کوئی نماز دو رکعت سے زیادہ نہیں ہے اور اسی لیے وہ ظہر سے پہلے ظہر کے بعد، عصر سے پہلے اور مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ہی بتاتے ہیں۔ جب کہ حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا عمل دوسری احادیث مطہرہ پر ہے جن سے صرف نظر نہیں کی جا سکتی۔ ایسی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں و باللہ

التوفیق۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من کان منکم مصلیا بعد الجمعة فلیصل اربعا'' یعنی جو تم میں سے جمعہ کے بعد نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ (صحیح مسلم)

(۲) نیز فرمایا: ''اذا صلی احدکم الجمعة فلیصل بعدها اربعا '' یعنی جب تم میں سے کوئی نماز جمعہ پڑھ لے تو چاہیے کہ اس کے بعد چار رکعتیں پڑھے۔ (صحیح مسلم)

(۳) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''من حافظ علی اربع رکعات قبل الظهر واربع بعدها حرمه الله علی النار'' یعنی جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعت نماز کی حفاظت کرے اور چار کی اس کے بعد تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام فرما دیتا ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

(٤) حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اربع قبل الظهر لیس فیهن تسلیم تفتح لهن ابواب السماء '' یعنی ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھنا ان کے درمیان سلام نہ پھیرا جائے تو ان کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(٥) حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ''کان رسول الله ﷺ یصلی اربعا بعد ان تزول الشمس قبل الظهر وقال انها ساعة تفتح فیها ابواب السماء فاحب ان یصعد فیها عمل صالح '' یعنی رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد اور ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھا کرتے اور فرمایا کہ یہ ایسی ساعت ہے، جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس میں چاہتا ہوں کہ اس میں میرا نیک عمل اوپر جائے۔ (ترمذی)

(٦) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ''کان رسول الله ﷺ یصلی قبل العصر '' یعنی رسول اللہ ﷺ نماز عصر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی)

(۷) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''من صلی بعد المغرب عشرین رکعة بنی الله له بیتا فی الجنة '' یعنی جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیتا ہے۔ (ترمذی)

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: ''ما صلی رسول الله ﷺ العشاء قط فدخل علی الاصلی اربع رکعات اوست رکعات '' یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہرگز عشاء کی کوئی نماز نہیں پڑھی کہ میرے پاس تشریف لاتے مگر چار یا چھ رکعات نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

(۹) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اربع قبل الظهر بعد الزوال تحسب بمثلهن فی صلوة السحر وما من شیء الا هو یسبح الله تلك الساعة '' یعنی ظہر سے پہلے اور زوال کے بعد چار رکعت نماز پڑھنا صبح کی نماز کے مانند شمار کیا جاتا ہے اور اس ساعت میں کوئی چیز نہیں مگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

(ترمذی، بیہقی شعب الایمان)

(۱۰) خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحم الله امرا صلی قبل العصر اربعا '' یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو نماز عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔

(احمد، ترمذی، ابوداؤد، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان)

(۱۱) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من صلی فی یوم او لیلة ثنتی عشر رکعة بنی له بیتا فی الجنة اربعا قبل الظهر و رکعتین بعدها ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء" یعنی جو دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنا دیا جاتا ہے۔ چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد۔ دو رکعتیں مغرب کے بعد، دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

(۱۲) عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز پوچھی تو انہوں نے فرمایا: "کان یصلی فی بیتی قبل الظهر اربعا" یعنی حضور میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

(۱۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ "کان النبی ﷺ یصلی فیما بین ان یفرغ من صلوة العشاء الی صلوة الفجر احدی عشرة رکعة" یعنی نبی کریم ﷺ نماز عشاء سے فارغ ہو کر نماز فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (متفق علیہ)

(۱۴) ان سے ہی روایت ہے کہ "کان النبی ﷺ یصلی من اللیل ثلث عشرة رکعة منها الوتر ورکعتا الفجر" یعنی نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے۔ وتر اور فجر کی دو رکعتیں ان میں ہی شمار ہیں۔ (صحیح مسلم)

(۱۵) مسروق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز شب کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: "سبع وتسع واحدی عشرة رکعة سوی رکعتی الفجر" یعنی سات اور نو اور گیارہ رکعتیں فجر کی دو رکعتوں کے علاوہ۔ (صحیح بخاری)

(۱۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا: "ما کان رسول اللہ ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرة رکعة" یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

(۱۷) یزید بن رومان (تابعی) سے روایت ہے کہ "کان الناس یقومون فی زمان عمر ابن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرین رکعة" یعنی لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں رمضان شریف کے اندر تئیس رکعتوں کے ذریعے قیام کیا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک)

حضرات احناف کا سنتوں کے معاملے میں مذکورہ بالا حدیثوں پر عمل ہے کہ وہ دو سے زیادہ پڑھی جائیں گی جیسے ظہر، عصر اور عشاء سے پہلے چار سنتیں یا تراویح کی بیس رکعت اور نوافل بھی دو سے زیادہ پڑھ لیے جائیں گے جیسے تہجد، اشراق، چاشت اور اوابین وغیرہ کے نوافل یا نماز حاجت، نماز استخارہ و صلوٰۃ التسبیح وغیرہ۔ اس اثر ابن عمر پر احناف یوں عمل کرتے ہیں کہ نوافل کی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْوَتْرِ

حضور کی نماز وتر

۱۲۱- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ. فَاِذَا فَرَغَ، اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ. صحیح مسلم (۱۷۱٤)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان میں سے ایک کو وتر بنا لیتے اور جب فارغ ہوتے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے تھے۔

۱۲۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْمَقْبُرِیِّ ' عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَۃَ ' زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ ' کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ ' وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ ' عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً. یُصَلِّیْ اَرْبَعًا ' فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ' ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ' ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلَاثًا ' فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ ' وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ.

صحیح البخاری (۲۰۱۳) صحیح مسلم (۱۷۲۰)

ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کیسی تھی؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھتے جن کے حسن اور طول کا کیا کہنا اور پھر چار رکعتیں پڑھتے جن کی خوبصورتی اور لمبائی کی کیا بات ہے۔ پھر تین رکعت پڑھتے۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا: اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ف

ف: فرمانِ رسالت کہ "یا عائشة ان عینی تنامان ولا ینام قلبی" یعنی اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔ جس کے سر پر تاجِ نبوت رکھا گیا تو نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ نیند بوجہ بے خبری ناقضِ وضو ہے اور نبی حالتِ خواب میں بھی بے خبر نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محرم راز و صاحبِ اسرار نے اس حقیقت کے بارے میں یہ تصریح فرمائی ہے:

حدیث: "تنام عینای ولا ینام قلبی" که تحریر یافته بود اشارات بدوام آگاهی نیست بلکه اخبار ست از عدم غفلت از جریان احوال خویش وامت خویش لهذا نوم درحق آنسرور علیه الصلوة والسلام ناقض طهارت نگشت و چون نبی در رنگ شبان ست در محافظت امت غفلت شایان منصب نبوت او نباشد. (مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب ۹۹)

حدیث "تنام عینای ولا ینام قلبی" جو تحریر کی تو اس میں دوامِ آگاہی کی جانب اشارہ نہیں بلکہ اس میں اپنے اور اپنی امت کے حالات سے باخبر رہنے کی خبر ہے۔ لہٰذا سرورِ کون و مکاں ﷺ کے حق میں نیند ناقضِ وضو نہیں ہے کیونکہ نبی امت کے لیے نگران کے رنگ میں ہوتا ہے جس کے باعث غفلت اس کے منصبِ نبوت کے شایانِ شان نہیں ہوتی۔

نبی کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر اپنا خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔ اسی لیے نبی کو ساری مخلوق سے زیادہ خالق اور مخلوق کا علم عطا فرمایا جاتا ہے۔ احادیث مطہرہ کے اندر بعض فرشتوں کا مخلوق کے بارے میں اتنا وسیع علم بیان فرمایا گیا ہے کہ عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے لیکن قرآن کریم شاہد ہے کہ مخلوقِ خدا کے بارے میں تمام فرشتوں کے مجموعی علم سے تنہا حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام کا علم بڑھ چڑھ کر رہا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا پہلا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجنا تھا۔ اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش حضرات کو منصبِ نبوت پر فائز کر کے ان کے سروں پر تاجِ خلافت سجایا اور اسی طرح انہیں زیورِ علم سے آراستہ و پیراستہ کیا گیا جو ان کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ساری مخلوق میں وہ علم و عرفان کے لحاظ سے اسی طرح ممتاز نظر آتے رہیں جیسے آسمان میں شمس و قمر نظر آتے ہیں۔

تمام فرشتوں سے بڑھ کر حضرت آدم علیہ السلام کو علم دیا گیا اور سارے گروہ انبیاء کے مجموعی علم سے بڑھ کے تنہا اپنے سوادِ اعظم محبوب اکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو علم مرحمت فرمایا گیا اور اتنا کثیر و وافر و مخصوص مرحمت فرمایا گیا کہ ہر بڑے سے بڑا اس کی

وسعتوں اور رفعتوں کا احاطہ کرنے سے قاصر رہ گیا۔ بس اپنے علم کو وہ آپ ہی جانتے ہیں کہ کتنا عطا فرمایا گیا اور ان کا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے جس نے خود فرمایا ہے: ''وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا'' (النساء: ۱۱۳) یعنی اللہ کا تم پر عظیم فضل ہے۔ نیز فرمایا ہے: ''قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ'' (النساء: ۷۷) فرمادو کہ دنیا کا ساز و سامان قلیل ہے۔ دریں حالات دونوں باتیں ہی ناممکن نظر آتی ہیں کہ عظیم قلیل کا احاطہ نہ کر سکے یا قلیل عظیم کا احاطہ کرے۔

جو لوگ علوم انبیاء کا بڑی جرأت سے انکار کر کے انہیں بے خبر ٹھہرانے میں خاص لطف و لذت محسوس کرتے ہیں حقیقت میں وہ نفس نبوت کے منکر اور خصائص نبوت سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ان کی زبانوں پر لفظ نبی و رسول کا اقرار تو ہوتا ہے لیکن منصب نبوت کی عظمت کو چونکہ انہوں نے اپنے دلوں میں کبھی جگہ دی ہی نہیں ہوتی اس لیے وہ ان کی زبانوں پر کہاں سے آئے؟ ان کی نظر میں نبی محض ایک مولانا صاحب کی طرح ہوتا ہے جو چند دینی مسائل جانتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے کسی استاد سے سیکھے یا کتاب سے پڑھے ہوتے ہیں اور نبی کے پاس بذریعہ وحی آتے ہیں۔ اس کے سوا نبی کا اور کوئی تصور سرے سے ان کے ذہنوں میں ہوتا ہی نہیں۔ بایں وجہ وہ نبی کو کائنات ارضی و سماوی سے بے خبر ماننے پر اصرار کرتے اور بے خبر منوانے پر زور لگاتے رہتے ہیں۔ حالانکہ جو بے خبر ہو نبی نہیں ہوتا اور جو نبی ہو وہ بے خبر نہیں ہوتا کیونکہ وہ منصب نبوت پر فائز اور زمین میں خدا کا خلیفہ ہوتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّيْ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

صحیح مسلم (۱۷۱۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے۔ پھر صبح کی اذان سن کر دو رکعتیں ہلکی پھلکی پڑھتے۔

۱۲۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَهِيَ خَالَتُهُ، قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ، وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ. اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ، فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک رات میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گزاری۔ میں عرض کی جانب لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی زوجہ مطہرہ طول کی جانب۔ پس رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی یا کچھ کم و بیش تو رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور بیٹھ کر آنکھیں ملیں پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں پھر ایک لٹکی ہوئی مشک کی طرف گئے اور اس سے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا، فَصَلّٰى

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا اور میں نے بھی آپ کی طرح کیا اور جا کر آپ کے ایک جانب کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے

رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ، حَتَّى أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ. صحیح البخاری (۱۸۳) صحیح مسلم (۱۷۸۶ تا ۱۷۸۹)

داہنے کان کو پکڑ کر ملا۔ پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آیا تو ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر جا کر صبح کی نماز پڑھائی۔

۱۲۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ اللَّيْلَةَ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهُ، أَوْ فُسْطَاطَهُ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا، ثُمَّ أَوْتَرَ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. صحیح مسلم (۱۸۰۱)

حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں گا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کاشانۂ اقدس سے ٹیک لگا لی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے بہت ہی طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں اور وہ پہلی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر ان سے کم طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سے کم طویل دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعت پڑھیں جو پہلی دو رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں جو پہلی رکعتوں سے کم طویل تھیں پھر وتر پڑھے اور یہ تیرہ رکعتیں ہیں۔

۳- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوِتْرِ

وتر کے بارے میں حکم

۱۲۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ، صَلَّى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوتِرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى. صحیح البخاری (۹۹۰) صحیح مسلم (۱۷۴۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا کہ رات کی نماز کی دو دو رکعتیں ہیں اور جب تم میں سے کسی کو صبح ہونے کا ڈر ہو تو ایک رکعت اور پڑھ لے جو ساری پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔

۱۲۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي كِنَانَةَ يُدْعَى الْمُخْدَجِيَّ سَمِعَ رَجُلًا بِالشَّامِ يُكْنَى أَبَا مُحَمَّدٍ يَقُولُ إِنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ الْمُخْدَجِيُّ فَرُحْتُ إِلَى عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَاعْتَرَضْتُ لَهُ وَهُوَ رَائِحٌ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ خَمْسُ

بنی کنانہ کے مخدجی نامی شخص نے شام میں حضرت ابو محمد انصاری کو فرماتے ہوئے سنا کہ وتر واجب ہیں۔ مخدجی کا بیان ہے کہ میں حضرت عبادہ بن صامت کی خدمت میں حاضر ہوا جو مسجد کو جا رہے تھے اور جو حضرت ابو محمد نے کہا وہ انہیں بتایا۔ حضرت عبادہ نے کہا کہ ابو محمد نے غلط کہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر نمازیں فرض فرمائی ہیں جو انہیں پڑھے گا اور ہلکی جان کر ان میں سے کسی کو ضائع نہیں کرے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے عہد کر رکھا ہے کہ

صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَى الْعِبَادِ ، فَمَنْ جَآءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اِسْتِخْفَافًا بِحَقِّهِنَّ كَانَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ ، وَمَنْ لَّمْ يَأْتِ بِهِنَّ فَلَيْسَ لَهٗ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَآءَ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ.

اسے جنت میں داخل کرے گا اور انہیں نہ پڑھے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا کوئی عہد نہیں' اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کر دے۔ف

سنن ابوداؤد (١٤٢٠) سنن نسائی (٤٦٠) سنن ابن ماجہ (١٤٠١)

ف: اس حدیث کے آخر میں بے نمازی کے متعلق فرمانِ رسالت ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے اسے عذاب دے اور چاہے جنت میں داخل کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تارک نماز کافر نہیں ہے ورنہ اسے ہرگز جنت میں داخل نہ کیا جاتا۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی موقف ہے کہ بے نمازی بہت ہی بڑا گناہگار اور پرلے درجے کا فاسق ہے' لیکن اسے کافر نہیں کہیں گے جب تک نماز کی فرضیت کا انکار نہ کرے اور اس کے ساتھ کافروں مشرکوں جیسا سلوک نہیں کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہ کے اس موقف کو کوئی درست تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن اس زمانے میں دنیا بھر کے تمام مدعیانِ اسلام کا بے نمازی کے ساتھ سلوک امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر ہے اور کسی بھی مکتبۂ فکر کے لوگ خواہ وہ کسی ملک میں بستے ہوں' بے نمازی کے ساتھ کافروں مشرکوں جیسا سلوک کرتے ہوئے سنے نہیں ہیں۔

مانا کہ بے نمازی کے بارے میں بڑی سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ "اقیموا الصلوۃ ولا تکونوا من المشرکین" (۳۱:۳۰) نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔ حدیثوں کو دیکھیے تو احادیث مرفوعہ حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت بریدہ اسلمی' حضرت عبادہ بن صامت' حضرت ثوبان' حضرت ابو ہریرہ' حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص' حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عباس نیز آثار موقوفہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ' حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابودرداء وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں احمد' مسلم' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' ابن حبان' حاکم' طبرانی' محمد بن نصر مروزی' ہروی' بزاز' ابویعلیٰ' ابوبکر بن ابی شیبہ' تاریخ بخاری اور ابن عبدالبر وغیرہم کے یہاں ترک نماز پر صراحۃً حکم کفر و بے دینی مروی ہے کما فصله الامام المنذری فی الترغیب۔ صحابۂ کرام کے چند آثار ملاحظہ ہوں:

(١) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "کان اصحاب رسول اللہ ﷺ لا یرون شیئا من الاعمال ترکه کفرا غیر الصلوۃ" "اصحاب مصطفیٰ ﷺ نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہ جانتے" رواہ الترمذی والحاکم و قال صحیح علی شرطهما و روی الترمذی عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی مثله "لہٰذا بہت سے صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تارک نماز کو کافر کہتے۔

(٢) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: "من لم یصل فهو کافر" "جو نماز نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ رواہ ابن ابی شیبه و البخاری و التاریخ۔

(٣) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "من ترک الصلوۃ فقد کفر" "جس نے نماز چھوڑی وہ کافر ہو گیا۔ رواہ محمد بن نصر المروزی و ابو عمر بن عبد البر۔

(٤) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "من ترک الصلوۃ فلا دین له" "جس نے نماز ترک کی وہ بے دین ہے۔ رواہ المروزی

(٥) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: "من لم یصل فهو کافر" "بے نماز کافر ہے۔ رواہ ابو عمر

(٦) حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "لا ایمان لمن لا صلوة له" بے نماز کا کوئی ایمان نہیں ہے۔ رواہ ابن عبد البر۔

(٧) امام ایوب ختیانی سے مروی ہے: "ترک الصلوة کفر لا یختلف فیه" نماز کا ترک کرنا کفر ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ذکر ذلک للامام زکی الدین المنذری.

بے شک یہ ایک جم غفیر حضرات صحابہ و تابعین اور قدمائے اہل سنت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا مذہب ہے اور بلاشبہ یہ اس وقت و حالت کے لحاظ سے ایک بڑا قوی مذہب تھا۔ صدر اول کے بعد جب اسلام میں ضعف آیا اور بعض عوام کے دلوں میں سستی اور کاہلی نے جگہ پائی۔ صدر اول کی کامل چستی و مستعدی بعض لوگوں سے چھوٹ چلی اور وہ امارتِ مطلقہ و علامتِ فارقہ ہونے کی حالت نہ رہی۔ لہٰذا جمہور ائمہ نے اسی اصل اجماعی مؤید بدلائل قاہرہ آیات محکا ثرہ و احادیث متواترہ پر عمل واجب جانا کہ مرتکب کبیرہ کافر نہیں۔ یہی مذہب ہمارے ائمہ حنفیہ ائمہ شافعیہ ائمہ مالکیہ اور ایک جماعت ائمہ حنبلیہ وغیرہم جماہیر علمائے دین و ائمہ معتمدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ہے کہ اگرچہ تارک نماز کو سخت فاسق و فاجر جانتے ہیں لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے اسے مسلمان ہی مانتے ہیں۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس مذہب پر نصوص شرعیہ سے وہ دلائل ہیں جن میں تاویل کی اصلاً کوئی گنجائش نہیں جب کہ مذہب اول کے دلائل اپنے نظائر کثیرہ کی طرح استحلال و استخفاف وجحود و کفران و فعل مثل فعل کفار وغیرہا تاویلات کو اچھی طرح جگہ دے رہے ہیں یعنی وہ فرضیت نماز کا انکار کرے یا اس فعل کو ہلکا یا بے قدر جانے یا اس کا ترک حلال سمجھے تو کافر ہے یا یہ کہ ترک نماز سخت کفرانِ نعمت و ناشکری ہے چنانچہ اسے مسلمان مانتے اور پرلے درجے کا فاسق و فاجر جانتے ہوئے آئمہ ثلاثہ مالک و شافعی و احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ اسے قتل کیا جائے۔ ہمارے آئمہ احناف رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک فاسق و فاجر اور مرتکب کبیرہ ہے لہٰذا تا زیست اسے قید میں رکھا جائے یہاں تک کہ توبہ کر کے باہر آئے یا قید کے اندر ہی مر جائے۔ اس کے باوجود اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی کہ اس نے اپنا فرض چھوڑا لیکن ہم اپنا فرض کیوں چھوڑیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ ج ۲)

١٢٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ، ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الصُّبْحَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أُسْوَةٌ؟ فَقُلْتُ بَلَى وَاللَّهِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ.

صحیح البخاری (۹۹۹) صحیح مسلم (۱٦١٣)

سعید بن یسار کا بیان ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ مکہ مکرمہ کے راستے میں سفر کر رہا تھا۔ جب مجھے صبح ہو جانے کا ڈر محسوس ہوا تو میں سواری سے اترا وتر پڑھے اور ان سے جا ملا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے مجھ سے فرمایا کہ تم کہاں تھے؟ میں عرض گزار ہوا کہ مجھے صبح ہونے کا ڈر تھا تو اتر کر وتر پڑھے تھے۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ کیا رسول خدا کی پیروی تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم! کیوں نہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھ لیتے تھے۔

[١٤٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ فِرَاشَهُ أَوْتَرَ، وَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُوتِرُ آخِرَ اللَّيْلِ. قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَأَمَّا

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق جب سونے کا ارادہ کرتے تو وتر پڑھ لیتے اور حضرت عمر رات کے آخری حصے میں وتر پڑھا کرتے تھے۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ میں بھی جب سونے لگتا ہوں تو وتر پڑھ لیتا ہوں۔

أَنَا، فَإِذَا جِئْتُ فِرَاشِي أَوْتَرْتُ.

[١٤١] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ، أَوَاجِبٌ هُوَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ، فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ يَقُولُ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَوْتَرَ الْمُسْلِمُونَ.

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ کیا وتر واجب ہیں؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھے ہیں اور مسلمانوں نے وتر پڑھے ہیں۔ وہ برابر یہی پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھے اور مسلمانوں نے وتر پڑھے ہیں۔

[١٤٢] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُولُ مَنْ خَشِيَ أَنْ يَنَامَ حَتَّى يُصْبِحَ، فَلْيُوتِرْ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ وَمَنْ رَجَا أَنْ يَسْتَيْقِظَ آخِرَ اللَّيْلِ، فَلْيُؤَخِّرْ وِتْرَهُ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ جس کو صبح تک سوئے رہنے کا خدشہ ہو وہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اور جو آخری رات جاگنے کی امید رکھتا ہو تو وہ وتر کو مؤخر کر دے۔

[١٤٣] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَاءُ مُغِيمَةٌ. فَخَشِيَ عَبْدُ اللَّهِ الصُّبْحَ، فَأَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ، ثُمَّ انْكَشَفَ الْغَيْمُ، فَرَأَى أَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا، فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ. ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ أَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ.

نافع کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ تھا اور آسمان ابر آلود تھا۔ حضرت عبداللہ کو صبح ہونے کا خدشہ ہوا تو وتر کی ایک رکعت پڑھ لی پھر مطلع صاف ہو گیا تو دیکھا کہ رات باقی ہے تو اس کے ساتھ ایک اور ملا کر دوگانہ بنا لیا۔ اس کے بعد دو دو رکعتیں پڑھتے رہے اور جب صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ کر وتر بنا لیے۔

[١٤٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَالرَّكْعَةِ فِي الْوِتْرِ، حَتَّى يَأْمُرَ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو رکعتوں کے بعد سلام پھیرتے یہاں تک کہ کوئی حاجت ہوتی تو فرما دیتے اور پھر وتر کی ایک رکعت پڑھتے۔

[١٤٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ يُوتِرُ بَعْدَ الْعَتَمَةِ بِوَاحِدَةٍ.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء کے بعد وتر کی ایک رکعت پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلَى هَذَا، الْعَمَلُ عِنْدَنَا. وَلَكِنْ أَدْنَى الْوِتْرِ ثَلَاثٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس پر عمل کرنا درست نہیں کیونکہ وتر کی کم از کم تین رکعت ہیں۔

[١٤٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ صَلَاةُ الْمَغْرِبِ وِتْرُ صَلَاةِ النَّهَارِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ نماز مغرب دن کی نمازوں کے وتر ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَوْتَرَ أَوَّلَ اللَّيْلِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ،

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے رات کے شروع میں وتر

فَبَدَا لَهُ اَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ، مَثْنٰى مَثْنٰى، فَهُوَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ.

پڑھ لے اور سو گیا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور نماز پڑھنا چاہے تو دو دو رکعتیں پڑھے، یہی مجھے زیادہ پسند ہے۔ف

ف: وتر سے متعلق علمائے اہل حق کے درمیان دو باتوں میں اختلاف ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ نماز وتر سنت ہے یا واجب۔ اکثر ائمہ نیز امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک نماز وتر سنت ہے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب اور انکی قضاء بھی واجب ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز وتر کی ایک رکعت ہے یا تین، پانچ اور سات رکعتیں؟ اکثر ائمہ کے نزدیک وتر کی ایک رکعت اور حضرات احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دونوں جانب احادیث کثیرہ و آثار صحیحہ وارد ہیں لہٰذا اس باب میں کلام کی بہت گنجائش ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ الْوِتْرِ بَعْدَ الْفَجْرِ

طلوع فجر کے بعد وتر پڑھنا

[١٤٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ اَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَقَدَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ. فَقَالَ لِخَادِمِهِ اُنْظُرْ مَا صَنَعَ النَّاسُ (وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ) فَذَهَبَ الْخَادِمُ ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ قَدِ انْصَرَفَ النَّاسُ مِنَ الصُّبْحِ. فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، فَاَوْتَرَ، ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو گئے پھر جب بیدار ہوئے تو خادم سے فرمایا کہ دیکھو لوگ کیا کر رہے ہیں؟ (کیونکہ ان دنوں وہ نابینا ہو گئے تھے) خادم واپس آ کر عرض گزار ہوا کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ چکے ہیں۔ پس حضرت عبد اللہ بن عباس کھڑے ہوئے اور وتر ادا کر کے پھر نماز فجر پڑھی۔

[١٤٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، قَدْ اَوْتَرُوْا بَعْدَ الْفَجْرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عبد اللہ بن عباس، عبادہ بن صامت، قاسم بن محمد اور عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھے۔

[١٤٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اُبَالِيْ لَوْ اُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ، وَاَنَا اُوْتِرُ.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کوئی ڈر نہیں کہ نماز فجر کی اقامت ہو جائے اور میں وتر پڑھ رہا ہوں۔

[١٥٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ قَالَ كَانَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ يَؤُمُّ قَوْمًا فَخَرَجَ يَوْمًا اِلَى الصُّبْحِ، فَاَقَامَ الْمُؤَذِّنُ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَاَسْكَتَهُ عُبَادَةُ حَتّٰى اَوْتَرَ، ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت عبادہ بن صامت ایک قوم کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ صبح کے وقت آئے تو مؤذن نے نماز فجر کی اقامت کہی۔ حضرت عبادہ نے اسے خاموش کر کے وتر پڑھے اور پھر انہیں صبح کی نماز پڑھائی۔

[١٥١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ يَقُوْلُ اِنِّيْ لَاُوْتِرُ وَاَنَا اَسْمَعُ الْاِقَامَةَ، اَوْ بَعْدَ الْفَجْرِ (يَشُكُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَ).

عبد الرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں وتر پڑھتے ہوئے نماز فجر کی اقامت سنتا ہوں یا نماز فجر کے بعد (عبد الرحمٰن کو شک ہے کہ کیا فرمایا)۔

[۱۵۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَاُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ.

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد ماجد قاسم بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھ لیتا ہوں۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا يُوْتِرُ بَعْدَ الْفَجْرِ مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ. وَلَا يَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِکَ حَتّٰی يَضَعَ وِتْرَهٗ بَعْدَ الْفَجْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو وتر نیند کے باعث نہ پڑھ سکا وہ طلوع فجر کے بعد پڑھ لے اور جان بوجھ کر ایسا کرنا مناسب نہیں ہے کہ فجر طلوع ہونے کے بعد وتر پڑھے۔

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ

فجر کی سنتوں کا بیان

۱۲۹- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ عَنِ الْاَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ صَلّٰی رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ. صحیح البخاری(۶۱۹) صحیح مسلم(۱۶۷۳تا۱۶۷۷)

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مؤذن جب صبح کی اذان سے خاموش ہوتا تو نماز کھڑی ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ ہلکی سی دو رکعتیں پڑھ لیا کرتے تھے۔

۱۳۰- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ يَحْيٰی بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُخَفِّفُ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ اَقَرَاَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ اَمْ لَا؟ صحیح البخاری(۱۱۶۵) صحیح مسلم(۱۶۸۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو سنتیں اتنی ہلکی پڑھا کرتے کہ میں کہتی کہ سورۂ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں؟

۱۳۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ شَرِيْکِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَمِرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعَ قَوْمٌ الْاِقَامَةَ فَقَامُوْا يُصَلُّوْنَ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَصَلٰوتَانِ مَعًا؟ اَصَلٰوتَانِ مَعًا؟ وَذٰلِکَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فِی الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے اقامت سنی تو نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ کیا دو نمازیں ایک ساتھ؟ اور یہ صبح کی نماز میں ہوا، رات کی دو رکعتوں کے متعلق جو طلوع فجر سے پہلے ہوں۔ ف

ف: جب جماعت ہو رہی ہے تو سنتیں ادا نہیں کی جاتیں کہ ایک ساتھ دو نمازوں کا ہونا خلاف حدیث ہے۔ ہاں نماز فجر کے اندر سنتیں ادا کرنے کے باوجود شامل ہو جانے کی قوی امید ہو تو جماعت سے دور اور اوجھل ہو کر فجر کی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر دور اور اوجھل ہونے کی گنجائش نہ ہو تو جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتوں کو سورج بلند ہونے کے بعد ادا کرے۔ فجر کے فرض ادا کر لینے کے بعد طلوع آفتاب تک فجر کی سنتوں کا پڑھنا یا نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے، واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۵۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ اَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی فجر کی دو سنتیں قضاء ہو گئیں۔ انہوں نے طلوع آفتاب کے بعد ان کی قضاء پڑھی۔ ف

ف: فجر کی سنتیں از روئے احادیث باقی تمام سنتوں سے اقویٰ و اوکد ہیں۔ باقی سنتیں اگر وقت کے اندر نہ پڑھی گئیں تو ان کی

قضا نہیں لیکن فجر کی سنتیں اگر رہ جائیں تو طلوع فجر کے بعد سے زوالِ آفتاب تک پڑھ سکتے ہیں۔اس کے بعد انہیں بھی نہیں پڑھ سکتے۔دیگر سنتوں سے اسی امتیاز واہتمام خاص کے باعث اکثر ائمہ نے انہیں واجب کے قریب قرار دیا ہے۔واللہ تعالیٰ اعلم

[۱۵۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّهٗ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِیْ صَنَعَ ابْنُ عُمَرَ.

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد نے اسی طرح کیا جیسے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۸- کِتَابُ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باجماعت نماز کا بیان

۱- بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ عَلٰی صَلٰوةِ الْفَذِّ

باجماعت نماز کی فضیلت

۱۳۲- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِیْنَ دَرَجَةً.
صحیح البخاری (٦٤٥) صحیح مسلم (١٤٧٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز تنہا نماز پر ستائیس درجے فضیلت رکھتی ہے۔

۱۳۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِکُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا.
صحیح البخاری (٦٤٨) صحیح مسلم (١٤٧٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جماعت کی نماز تمہارے اکیلے کی نماز پر پچیس حصے فضیلت رکھتی ہے۔

۱۳۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ، فَیُحْطَبَ، ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ، فَیُؤَذَّنَ لَهَا، ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا، فَیَؤُمَّ النَّاسَ، ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ، فَاُحَرِّقَ عَلَیْهِمْ بُیُوْتَهُمْ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ یَجِدُ عَظْمًا سَمِیْنًا، اَوْ مِرْمَاتَیْنِ حَسَنَتَیْنِ لَشَهِدَ الْعِشَاءَ.
صحیح البخاری (٦٤٤) صحیح مسلم (١٤٧٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں اکٹھی کرنے کا حکم دوں، پھر نماز کے لیے کہوں تو اذان کہی جائے، پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ لوگوں کی امامت کرے، پھر جماعت میں شامل نہ ہونے والوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم جانتے کہ ایک گوشت والی ہڈی ملے گی یا بکری کے دو اچھے کھر حاصل ہوں گے تو ضرور تم نمازِ عشاء میں شامل ہو جاتے۔ف

ف: اس حدیث سے باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید واہمیت سامنے آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو بغیر کسی شرعی عذر کے محض سستی اور کاہلی کے باعث گھروں میں پڑے رہیں، بستروں میں آرام کرتے رہیں، وہ نبی کریم ﷺ کی نظر میں اس قابل ہیں کہ ان کے گھروں کو آگ لگا دی جائے۔اس پُرفتن دور میں باجماعت نماز کی کیا شکایت کی جائے جب کہ اکثر لوگوں کی سرے سے نماز ہی

غائب ہے۔ دکانوں اور دفتروں میں یوں مصروف کار رہتے ہیں کہ وہ حکم نماز سے مستثنیٰ ہیں یا نماز کے لیے پیدا ہی نہیں ہوئے ان کی مسلمانی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت چاہیے کہ مسلمان کہلانے والوں کے گھر میں پیدا ہوئے اور سال کے اندر دو مرتبہ عیدین کی نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جس طرح وہ یقین رکھتے ہیں کہ محنت دولت کی کنجی ہے اسی طرح انہیں اس بات پر یقین کیوں نہیں آتا کہ نماز جنت کی کنجی ہے۔ محنت سے جو دولت ملے گی وہ آنکھیں بند ہوتے ہی ساتھ چھوڑ دے گی لیکن نماز کے ذریعے راحت دوام کی دولت ملے گی جس نے کبھی ساتھ نہیں چھوڑنا۔

۱۳۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ صَلٰوتُكُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ اِلَّا صَلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةِ. صحیح البخاری (۷۳۱) صحیح مسلم (۱۸۲۲-۱۸۲۳)

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تمہاری افضل نماز وہی ہے جو گھروں میں پڑھی جائے ماسوائے فرض نماز کے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ

نمازِ عشاء و فجر کی جماعت کا بیان

۱۳۶- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمُنَافِقِيْنَ شُهُوْدُ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَهُمَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا.

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان عشاء اور فجر کی جماعت کا فرق ہے۔ وہ ان دونوں کی استطاعت نہیں رکھتے یا کچھ اسی کے مانند فرمایا۔

۱۳۷- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِیْ بِطَرِيْقٍ اِذْ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَی الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهُ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ. وَقَالَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.

صحیح البخاری (۶۵۳-۶۵۴) صحیح مسلم (۴۹۱۷-۹۸۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی راستے میں چل رہا تھا کہ اس نے راہ میں کانٹے دار ٹہنی پائی پس اس کو ہٹا دیا تو اللہ تعالیٰ خوش ہوا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ اور فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں: طاعون سے دستوں کی بیماری سے ڈوب جانے سے دب کر مرنے سے اور راہ خدا میں جان قربان کرنے سے۔

[۱۵۵] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَيْمَانَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَةَ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَدَا اِلَی السُّوْقِ وَمَسْكَنُ سُلَيْمَانَ بَيْنَ السُّوْقِ وَالْمَسْجِدِ النَّبَوِیِّ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلیمان بن ابو حثمہ کو نماز فجر میں نہ دیکھا اور حضرت عمر بازار کی طرف گئے جبکہ حضرت سلیمان کا مکان بازار اور مسجد نبوی کے مابین تھا۔ چنانچہ حضرت سلیمان کی والدۂ ماجدہ حضرت شفاء سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میں نے سلیمان کو نماز فجر میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا

فَمَرَّ عَلَى الشِّفَاءِ أُمِّ سُلَيْمَانَ ' فَقَالَ لَهَا لَمْ أَرَ سُلَيْمَانَ فِي الصُّبْحِ ' فَقَالَتْ إِنَّهُ بَاتَ يُصَلِّي ' فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ ' فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ أَشْهَدَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُومَ لَيْلَةً.

کہ وہ ساری رات نماز پڑھتا رہا ہے اور اب آنکھیں لگ گئی ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر وہ فجر کی جماعت میں شامل ہوتے تو یہ مجھے ساری رات کے قیام سے سے زیادہ پسند ہے۔ف

ف: اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اصولی نکتہ ذہن نشین کروایا کہ اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ جماعت سے نماز پڑھنا مشہور مذہب کے مطابق سنتِ مؤکدہ اور بقول بعض واجب ہے جب کہ رات کو قیام کرنا مستحب ہے خواہ ساری رات کیا جائے یا جتنا بھی میسر آئے۔ قیام لیل مستحب تھا اور جماعت فجر سنت۔ گویا مستحب پر سنت کو قربان کر دیا جو اس سے اہم تھی' چاہیے تو تھا کہ نماز فجر باجماعت پڑھی جائے خواہ قیام لیل ہو یا نہ ہو۔ اگر باجماعت فجر پڑھنے کے ساتھ کچھ دیر قیام لیل بھی کر سکے تو نور علی نور اور نہ کر سکے تو صرف نماز فجر کا باجماعت پڑھ لینا رات بھر قیام کرنے سے بہتر یعنی ثواب میں زیادہ ہے۔

آج کل اہمیت کو بڑی حد تک نظر انداز کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نوافل سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں' سنتیں فرائض وواجبات کی تکمیل کے لیے اور فرائض وواجبات ایمان کی تکمیل کے لیے۔ پورے دین میں ایمان یعنی عقائد ونظریات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے' عقائد ہی سے ایک غیر مسلم دائرہ اسلام میں آتا اور عقائد کے فساد سے ایک مسلمان کہلانے والا دائرہ اسلام سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ عقائد ونظریات (ایمان) کو پورے دین میں وہی اہمیت حاصل ہے جو درخت کے اندر جڑ کو۔ جڑ ہے تو درخت قائم اور جڑ نہ رہے تو کچھ بھی نہ رہا۔ فرائض وواجبات گویا تنا اور درخت کی قوت ہیں۔ ٹہنیاں اس کا جوبن' پھل پھول اور پتے اس کی بہار ہیں۔

جڑ قائم ہے تو درخت کا وجود موجود ہے۔ جڑ کے ساتھ تنا بھی ہو تو خوب کارآمد ہے لیکن پژ بہار اور سایہ دار نہیں ہے۔ ٹہنیاں بھی لگی ہوئی ہوں تو درخت مکمل ہے لیکن خزاں رسیدہ ہونے کے باعث اپنی خلعتِ فاخرہ سے محروم ہے۔ پتے اور پھل پھول بھی ہوں تو سبحان اللہ ماشاء اللہ ہر لحاظ سے درخت مکمل اور ہمہ گیر افادیت سے بھرپور' بہار سے ہمکنار اور مالک کے دل کا سرور' دیکھنے والوں کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور اور منزل ومسکن طیور ہے۔

دریں ایام عقائد ونظریات (ایمان) میں سب سے زیادہ دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر عقائد پر تقریر جھاڑتا ہوا نظر آئے گا۔ فرائض وواجبات کی بجا آوری کے احساس سے فخر زمین وآسمان کہلانے والے بھی تہی دست نظر آئیں گے الا ماشاء اللہ' سنتوں پر عمل کرنے کا بڑی حد تک رواج ہی نہیں رہا۔ پورے دین کا ڈھانچہ اور دینداری کا جوش صرف چند انتہائی فروعی مسائل میں محصور ہو کر رہ گیا کہ گیارہویں بارہویں' عرس' قوالی' ختم' فاتحہ' نیچی اونچی آمین اور ذکر بالجہر وغیرہ کو جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر پورا زور لگا دیا جائے۔ گویا باقی سارے ضروری کام تو کر لیے اب انہیں اگر جائز یا ناجائز ثابت نہ کر دکھایا تو ممکن ہے پورے دین کی بنیادیں ہل جائیں یا کیا خبر ہے کہ خدا کا آسمان ہی گر پڑے۔ اہم ترین امور سے غافل رہنے اور غیر اہم باتوں میں الجھتے پھرنے کی روش کو دیکھتے ہوئے شاعر مشرق بھی یوں نوحہ کناں ہو گئے تھے:

متاعِ دین ودانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

۱۳۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي

عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عشاء کے لیے آئے تو مسجد میں تھوڑے

عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَرَأَى أَهْلَ الْمَسْجِدِ قَلِيلًا، فَاضْطَجَعَ فِي مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ النَّاسَ أَنْ يَكْثُرُوا، فَأَتَاهُ ابْنُ أَبِي عَمْرَةَ، فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَسَأَلَهُ مَنْ هُوَ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟ فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ لَيْلَةٍ، وَمَنْ شَهِدَ الصُّبْحَ فَكَأَنَّمَا قَامَ لَيْلَةً. صحیح مسلم (۲۶۰-۶۵۶)

آدمی دیکھے تو مسجد کے آخر میں لیٹ کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ پس ابن ابوعمرو آ کر ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ جب میں نے انہیں بتایا تو فرمایا کہ تمہیں قرآن مجید کتنا آتا ہے؟ میں نے انہیں بتایا تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ جو عشاء کی جماعت میں شامل ہوا گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور نماز فجر میں شامل ہوا تو گویا ساری رات قیام کیا۔

۳- بَابُ إِعَادَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ

امام کے ساتھ نماز کا اعادہ کرنا

۱۳۹- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الدِّيلِ يُقَالُ لَهُ بُسْرُ بْنُ مِحْجَنٍ، عَنْ أَبِيهِ مِحْجَنٍ، أَنَّهُ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأُذِّنَ بِالصَّلٰوةِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى، ثُمَّ رَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِي مَجْلِسِهِ لَمْ يُصَلِّ مَعَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ؟ أَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ؟ فَقَالَ بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَلٰكِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فِي أَهْلِي، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا جِئْتَ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ، وَإِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ.

سنن نسائی (۸۵۶)

حضرت محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پس نماز کی اذان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھائی۔ جب واپس لوٹے تو محجن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں لیکن میں اپنے گھر والوں میں نماز پڑھ چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم آؤ تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو خواہ تم نے نماز پڑھ لی ہو۔

[۱۵۶] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي، ثُمَّ أُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْإِمَامِ، أَفَأُصَلِّي مَعَهُ؟ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ أَيَّتَهُمَا أَجْعَلُ صَلَاتِي؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ أَوَ ذٰلِكَ إِلَيْكَ؟ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ يَجْعَلُ أَيَّتَهُمَا شَاءَ.

ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر امام کے ساتھ نماز ملے تو کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھ لوں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ دونوں میں کونسی کو اپنی فرض نماز سمجھوں؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ تمہیں اس سے کیا سروکار؟ یہ خدا کی مرضی پر منحصر ہے کہ جس کو چاہے فرض شمار کرے۔

[۱۵۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ إِنِّي أُصَلِّي فِي بَيْتِي، ثُمَّ آتِي الْمَسْجِدَ فَأَجِدُ الْإِمَامَ يُصَلِّي، أَفَأُصَلِّي مَعَهُ؟ فَقَالَ سَعِيدٌ نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ فَأَيَّهُمَا صَلَاتِي؟ فَقَالَ سَعِيدٌ أَوَ أَنْتَ تَجْعَلُهُمَا؟ إِنَّمَا ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر مسجد میں آیا تو امام کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھوں؟ سعید نے فرمایا: ہاں! اس نے کہا کہ میری فرض نماز کون سی ہوگی؟ سعید نے فرمایا کہ کیا تم انہیں فرض بناؤ گے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔

[١٥٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَفِیْفِ السَّهْمِیِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ اَسَدٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ فَقَالَ اِنِّیْ اُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِیْ، ثُمَّ اٰتِی الْمَسْجِدَ، فَاَجِدُ الْاِمَامَ یُصَلِّیْ، اَفَاُصَلِّیْ مَعَهٗ؟ فَقَالَ اَبُوْ اَیُّوْبَ نَعَمْ، فَصَلِّ مَعَهٗ، فَاِنَّ مَنْ صَنَعَ ذٰلِکَ فَاِنَّ لَهٗ سَهْمَ جَمْعٍ، اَوْ مِثْلَ سَهْمِ جَمْعٍ.

بنی اسد کے ایک آدمی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میں نے گھر میں نماز پڑھی، پھر مسجد میں آیا تو امام کو نماز پڑھاتے ہوئے پایا، کیا میں اس کے ساتھ نماز پڑھوں؟ حضرت ابو ایوب نے فرمایا: ہاں۔ جس نے ایسا کیا تو اسے جماعت کا ثواب ملے گا یا جماعت سے پڑھنے جیسا ثواب ملے گا۔

[١٥٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ، اَوِ الصُّبْحَ، ثُمَّ اَدْرَکَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ، فَلَا یَعُدْ لَهُمَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس نے مغرب یا فجر کی نماز پڑھ لی، پھر انہیں امام کے ساتھ پائے تو دوبارہ نہ پڑھے۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا اَرٰی بَاْسًا اَنْ یُّصَلِّیَ مَعَ الْاِمَامِ مَنْ کَانَ قَدْ صَلّٰی فِیْ بَیْتِهٖ، اِلَّا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ، فَاِنَّهٗ اِذَا اَعَادَهَا کَانَتْ شَفْعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر میں نماز پڑھ لی اور پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں سوائے نماز مغرب کے کیونکہ جب اس کو دوبارہ پڑھے گا تو طاق نہیں رہے گی۔

٤- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

جماعت سے نماز پڑھنے کا طریقہ

١٤٠- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ بِالنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ، فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْکَبِیْرَ، وَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِنَفْسِهٖ، فَلْیُطَوِّلْ مَا شَآءَ.

صحیح البخاری (٧٠٣) صحیح مسلم (١٠٤٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی پھلکی پڑھانی چاہیے کیونکہ ان میں کمزور، بیمار اور بوڑھے بھی ہوتے ہیں اور جب تنہا نماز پڑھے تو جتنا چاہے طول دے۔

[١٦٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّهٗ قَالَ قُمْتُ وَرَآءَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِیْ صَلٰوةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ، وَلَیْسَ مَعَهٗ اَحَدٌ غَیْرِیْ، فَخَالَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بِیَدِهٖ، فَجَعَلَنِیْ حِذَآءَهٗ.

نافع کا بیان ہے کہ میں ایک نماز میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیچھے کھڑا ہوا اور ان کے ساتھ میرے سوا اور کوئی نہ تھا، حضرت عبداللہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر دائیں جانب کر لیا۔

[١٦١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ رَجُلًا کَانَ یَؤُمُّ النَّاسَ بِالْعَقِیْقِ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَنَهَاهُ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ ایک شخص موضع عقیق میں لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے پیغام بھیج کر اسے منع کر دیا۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا نَهَاهُ لِاَنَّهٗ کَانَ لَا یُعْرَفُ اَبُوْهُ.

امام مالک نے فرمایا: اسے بایں وجہ منع کیا گیا کہ اس کا باپ نامعلوم تھا۔

٥- بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَهُوَ جَالِسٌ

امام کا بیٹھ کر نماز پڑھنا

۱۴۱- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَکِبَ فَرَسًا، فَصُرِعَ، فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَیْمَنُ، فَصَلّٰی صَلٰوةً مِنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ، وَصَلَّیْنَا وَرَاءَهُ قُعُوْدًا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ، فَاِذَا صَلّٰی قَائِمًا فَصَلُّوْا قِیَامًا، وَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، فَقُوْلُوْا رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ، وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ. صحیح البخاری (۶۸۹) صحیح مسلم (۹۲۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے تو گر پڑے اور دائیں پہلو پر خراش آ ئی۔ پس آپ نے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے لہٰذا جب وہ کھڑا ہو کر پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو۔ جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو جب وہ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہے تو تم "ربنا لک الحمد" کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی سارے بیٹھ کر پڑھو۔

۱۴۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ شَاکٍ، فَصَلّٰی جَالِسًا، وَصَلّٰی وَرَاءَهٗ قَوْمٌ قِیَامًا، فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِهٖ، فَاِذَا رَکَعَ فَارْکَعُوْا، وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا، وَاِذَا صَلّٰی جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا.

صحیح البخاری (۶۸۸) صحیح مسلم (۹۲۵)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تکلیف کے باعث بیٹھ کر نماز پڑھی اور آپ کے پیچھے لوگوں نے کھڑے ہو کر، پس آپ نے ان کی جانب بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو اور جب وہ بیٹھ کر پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر پڑھو۔

۱۴۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فِیْ مَرَضِهٖ، فَاَتٰی فَوَجَدَ اَبَا بَکْرٍ وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ، فَاسْتَاْخَرَ اَبُوْ بَکْرٍ، فَاَشَارَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ کَمَا اَنْتَ، فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ بَکْرٍ، فَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ یُصَلِّیْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ، وَکَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَکْرٍ.

صحیح البخاری (۶۸۳) صحیح مسلم (۹۴۲)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض میں نکل کر باہر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر کو پایا کہ کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں۔ پس حضرت ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت ابوبکر تو رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے جو بیٹھے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ف

ف: اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ اس نماز میں امام کی تبدیلی نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت ابوبکر صدیق تو رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور دوسرے تمام حضرات حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ دوسرے انسانوں جیسا نہیں ہے۔ حضور کی اطاعت ہر حالت میں فرض ہے خواہ کوئی نماز کے اندر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ.(۸:۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جایا کرو جب وہ تمہیں بلائیں۔

نیز اللہ جل مجدہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔(النساء:۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

لہٰذا رسول جب بلائے تو حاضر ہونا اور رسول کے حکم کی تعمیل کرنا ہر صاحب ایمان کے لیے ضروری ہے کیونکہ رسول کا حکم ماننا گویا خدا کا حکم ماننا ہے' جب کہ کسی بھی دوسرے کا ہر حالت میں اس طرح حکم ماننا اور اس کی اس طرح تعمیل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر نمازی ایسے آدمی کے حکم کی تعمیل کرے جو نماز سے باہر ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن حضرت ابوبکر کی نماز میں قطعاً کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ انہوں نے تعمیل کی تو رسول کے حکم کی جن کا حکم خدا کا حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦- بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ عَلٰى صَلٰوةِ الْقَاعِدِ

بیٹھنے کی نسبت کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی فضیلت

١٤٤- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ، عَنْ مَوْلًى لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَوْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ اَحَدِكُمْ وَهُوَ قَاعِدٌ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ قَائِمٌ صحیح مسلم(۱۷۱۲۔۱۷۱۳) سنن نسائی(١٦٥٨) سنن ابن ماجہ(۱۲۲۹)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے اگر کوئی بیٹھ کر نماز (نفل نماز) پڑھے تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نسبت آدھا ثواب ملے گا۔

١٤٥- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، اَنَّهٗ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ نَالَنَا وَبَاءٌ مِّنْ وَّعْكِهَا شَدِيْدٌ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فِىْ سُبْحَتِهِمْ قُعُوْدًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةُ الْقَاعِدِ مِثْلُ نِصْفِ صَلٰوةِ الْقَائِمِ.

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو ہم میں بڑی شدت سے وبائی بخار پھیلا۔ پس رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس تشریف لائے اور وہ بیٹھ کر نفل نماز پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیٹھے کی نماز کھڑے کی نماز کا نصف ہے۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِىْ صَلٰوةِ الْقَاعِدِ فِى النَّافِلَةِ

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

١٤٦- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِىْ وَدَاعَةَ السَّهْمِىِّ، عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِىِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِىْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا قَطُّ، حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّىْ فِىْ سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا، وَيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ، فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی نفل نماز بھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر وصال سے ایک سال پہلے آپ نفل بیٹھ کے پڑھنے لگے تھے اور جو سورت پڑھتے اسے اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے بھی لمبی سورت معلوم ہونے لگتی تھی۔

اَطْوَلَ مِنْهَا. صحیح مسلم(۱۷۰۹۔۱۷۱۰)

۱۴۷- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ اللَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ، حَتّٰى اَسَنَّ، فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يَرْكَعَ، قَامَ فَقَرَاَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ، اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً، ثُمَّ رَكَعَ. صحیح البخاری(۱۱۱۸) صحیح مسلم(۱۷۰۱)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رات کی نماز کبھی بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ لیکن جب عمر زیادہ ہوگئی تو بیٹھ کر پڑھنے لگے یہاں تک کہ جب رکوع کا ارادہ کرتے تو کھڑے ہوکر تیس سے چالیس آیات پڑھ کر رکوع کرتے۔

۱۴۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمَدَنِيِّ، وَعَنْ اَبِي النَّضْرِ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا، فَيَقْرَاُ وَهُوَ جَالِسٌ، فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ، اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ، فَقَرَاَ وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ صَنَعَ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

صحیح البخاری(۱۱۱۹) صحیح مسلم(۱۷۰۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو قرأت بھی بیٹھ کر پڑھتے۔ جب قرأت میں سے تیس یا چالیس آیات تک رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہوکر قرأت پڑھتے پھر رکوع، سجدہ کرتے اور پھر دوسری رکعت میں بھی پہلی رکعت کی طرح کرتے۔

[۱۶۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَا يُصَلِّيَانِ النَّافِلَةَ وَهُمَا مُحْتَبِيَانِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب دونوں حضرات نفل نماز بیٹھ کر حالتِ احتباء میں پڑھ لیتے تھے۔

۸- بَابُ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی

نمازِ عصر کا بیان

۱۴۹- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيْمٍ، عَنْ اَبِيْ يُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَتْنِيْ عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا، ثُمَّ قَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّيْ ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرہ:۲۳۸) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ، وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ، وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. صحیح مسلم(۱۴۲۶)

ابو یونس مولیٰ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے حکم دیا کہ ان کے لیے قرآن مجید لکھوں۔ پھر فرمایا کہ جب آیت "حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وقوموا لله قانتین" پر پہنچو تو مجھے بتا دینا۔ جب میں یہاں پہنچا تو بتا دیا تو انہوں نے یوں لکھایا "حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی وصلوة العصر وقوموا لله قانتین"۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے اسے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔ف

ف: صلوۃ الوسطی سے کون سی نماز مراد ہے؟ اس سلسلے میں مختلف روایات وارد ہوئی ہیں۔ مثلاً حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ کا قول ہے کہ اس سے مراد ظہر کی نماز ہے (ترمذی) نیز حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر کا قول

ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے (ترمذی' موطاء امام مالک) حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے (ترمذی) اس کے بارے میں امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور نقل کیا کہ امام بخاری نے بھی اس کی تصحیح فرمائی اور بتایا کہ حسن بصری کو حضرت سمرہ سے سماع حاصل ہے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے روز فرمایا: "حبسونا عن صلوة الوسطى صلوة العصر ملاء الله بيوتهم و قبورهم نارا" (متفق علیہ) یعنی کافروں نے ہمیں درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے روکے رکھا' اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

درمیانی نماز سے جن صحابۂ کرام نے نماز ظہر یا نماز فجر مراد لی' وہ ان بزرگوں کا اپنا اجتہاد ہے اور رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں کی۔ ہاں صلوٰۃ الوسطیٰ سے نماز عصر مراد ہونے کی حضرت عائشہ' حضرت عبداللہ بن مسعود' حضرت علی اور حضرت سمرہ بن جندب نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ دریں حالات امام مالک و امام شافعی کے نزدیک اس سے نماز فجر ہی مراد ہے جب کہ اکثر صحابۂ کرام و تابعین عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نیز امام اعظم ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہما کا فیصلہ یہ ہے کہ اس سے نماز عصر مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[١٦٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ' عَنْ عَمْرِو بْنِ رَافِعٍ' اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ اَكْتُبُ مُصْحَفًا لِحَفْصَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ' فَقَالَتْ اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّيْ ﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرہ: ۲۳۸) فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ' وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى' وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ' وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ.

عمرو بن رافع کا بیان ہے کہ میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قرآن مجید لکھ رہا تھا۔ فرمایا کہ جب تم آیت "حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وقوموا لله قانتين" پر پہنچو تو مجھے بتانا جب میں یہاں پہنچا تو انہیں بتا دیا اور انہوں نے مجھے یوں لکھایا "حافظوا على الصلوات والصلوة الوسطى وصلوة العصر' وقوموا لله قانتين"۔

١٥٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَيْنِ' عَنِ ابْنِ يَرْبُوْعٍ الْمَخْزُوْمِيِّ' اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُوْلُ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الظُّهْرِ.

سنن ابوداؤد (٤١١)

ابن یربوع مخزومی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ درمیانی نماز ظہر کی نماز ہے۔

[١٦٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' اَنَّهُ بَلَغَهُ' اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ' وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَا يَقُوْلَانِ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلٰوةُ الصُّبْحِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم دونوں حضرات فرمایا کرتے کہ درمیانی نماز سے نماز فجر مراد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَوْلُ عَلِيٍّ' وَابْنِ عَبَّاسٍ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت علی اور حضرت ابن عباس کا قول مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

٩- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ

ایک کپڑے سے نماز پڑھنے کی اجازت

١٥١- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ هِشَامِ بْنِ

حضرت عمر بن ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، أَنَّهُ رَأٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِيْ بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ.

صحیح البخاری (٣٥٦) صحیح مسلم (١١٥٢_١١٥٣)

انہوں نے حضرت ام سلمہ کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا جس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

١٥٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ سَائِلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوَ لِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ؟

صحیح البخاری (٣٥٨) صحیح مسلم (١١٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا ہر ایک کو دو کپڑے میسر ہیں۔

[١٦٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ هَلْ يُصَلِّي الرَّجُلُ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيْلَ لَهُ هَلْ تَفْعَلُ أَنْتَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ نَعَمْ، إِنِّيْ لَأُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَإِنَّ ثِيَابِيْ لَعَلَى الْمِشْجَبِ.

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا: کیا آدمی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ دریافت کیا گیا کہ کیا آپ ایسا کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! میں ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیتا ہوں اور میرے دوسرے کپڑے تپائی پر رکھے ہوتے ہیں۔

[١٦٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ لیتے۔

[١٦٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ كَانَ يُصَلِّيْ فِي الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن کا بیان ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم صرف اکیلی قمیص سے نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

١٥٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ ثَوْبَيْنِ فَلْيُصَلِّ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ، فَإِنْ كَانَ الثَّوْبُ قَصِيْرًا فَلْيَتَّزِرْ بِهٖ.

قَالَ مَالِكٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَّجْعَلَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِي الْقَمِيْصِ الْوَاحِدِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ ثَوْبًا أَوْ عِمَامَةً.

صحیح البخاری (٣٦١) صحیح مسلم (٧٤_٣٠١٠)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے دو کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ ایک ہی کپڑے کو لپیٹ کر نماز پڑھ لے اور اگر کپڑا چھوٹا ہو تو اسے ازار کی جگہ باندھ لے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ جو صرف قمیص سے نماز پڑھ رہا ہو وہ اپنے کندھوں پر کوئی کپڑا یا پگڑی ڈال لے۔

١٠- بَابُ الرُّخْصَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْمَرْأَةِ فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ

عورت کو صرف قمیص اور دوپٹے سے نماز پڑھنے کی اجازت

[١٦٨] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تُصَلِّيْ فِي الدِّرْعِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھتی تھیں۔

وَالْخِمَارِ.

۱۵٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ قُنْفُذٍ، عَنْ أُمِّهِ، أَنَّهَا سَأَلَتْ أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، مَاذَا تُصَلِّي فِيهِ الْمَرْأَةُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَتْ تُصَلِّي فِي الْخِمَارِ وَالدِّرْعِ السَّابِغِ، إِذَا غَيَّبَ ظُهُورَ قَدَمَيْهَا.

سنن ابوداؤد (٦٣٩)

ام حرام نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عورت کتنے کپڑوں میں نماز پڑھ سکتی ہے؟ فرمایا کہ دوپٹہ ہو اور ایسا لمبا کرتہ جو پیروں تک کو ڈھانپ لے۔

[١٦٩] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَسْوَدِ الْخَوْلَانِيِّ وَكَانَ فِي حَجْرِ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ مَيْمُونَةَ كَانَتْ تُصَلِّي فِي الدِّرْعِ وَالْخِمَارِ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ.

بسر بن سعید نے عبید اللہ بن اسود خولانی سے روایت کی ہے کہ وہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں تھے اور حضرت میمونہ کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھ رہی تھیں اور ان کے جسم پر ازار نہ تھی۔

[١٧٠] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ امْرَأَةً اسْتَفْتَتْهُ، فَقَالَتْ إِنَّ الْمِنْطَقَ يَشُقُّ عَلَيَّ، أَفَأُصَلِّي فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا.

ہشام کا بیان ہے کہ عروہ بن زبیر سے ایک عورت نے فتویٰ پوچھا کہ میں ازار نہیں باندھ سکتی تو کیا کرتے اور دوپٹے سے نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: ہاں! جبکہ کرتہ خوب لمبا ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

۹- كِتَابُ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فِي السَّفَرِ

سفر میں نماز قصر کرنے کا بیان

١- بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ

سفر اور حضر میں دو نمازوں کا جمع کرنا

۱۵۵- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي سَفَرِهِ إِلَى تَبُوكَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر تبوک میں ظہر اور عصر کی نماز کو جمع کر لیتے تھے۔

۱۵٦- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ تَبُوكَ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، قَالَ فَأَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا،

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک کی طرف نکلے پس رسول اللہ ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا۔ فرمایا کہ ایک روز آپ نے نماز میں تاخیر کی جب باہر آئے تو ظہر وعصر کی نماز اکٹھی پڑھی، پھر اندر چلے گئے جب باہر تشریف لائے تو مغرب اور عشاء

ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، ثُمَّ دَخَلَ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا، ثُمَّ قَالَ إِنَّكُمْ سَتَأْتُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَيْنَ تَبُوكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوهَا حَتّٰى يَضْحَى النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ وَالْعَيْنُ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، فَسَأَلَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَسِسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟ فَقَالَا نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ غَرَفُوا بِأَيْدِيهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيلًا قَلِيلًا، حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي شَيْءٍ، ثُمَّ غَسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيهَا فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ كَثِيرٍ، فَاسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوشِكُ يَا مُعَاذُ إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ أَنْ تَرَى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا.

صحیح مسلم (۵۹۰۶)

کی نماز اکٹھی پڑھی' پھر فرمایا کہ انشاء اللہ کل تم چشمہ تبوک پر پہنچ جاؤ گے لیکن دن چڑھنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے' پس جو وہاں پہنچ جائے تو اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں' ہم اس پر پہنچ گئے اور ہم میں سے دو آدمی پہلے پہنچ' چشمے کا تھوڑا پانی چمک رہا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی کو ہاتھ لگایا؟ دونوں نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تنبیہ کی اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا۔ پھر لوگوں نے چشمے سے تھوڑا تھوڑا پانی نکال کر کچھ جمع کیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اس میں چہرۂ انور اور دونوں ہاتھ دھو کر واپس اسی میں ڈال دیا' پھر چشمے کا پانی خوب بہنے لگا تو لوگوں نے پانی پیا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ! اگر تمہاری زندگی رہی تو دیکھو گے کہ یہ پانی باغوں کو سیراب کر دیا کرے گا۔

۱۵۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

صحیح البخاری (۱۰۹۱) صحیح مسلم (۱۶۱۹)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع فرما لیتے۔

۱۵۸- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا، وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ، وَلَا سَفَرٍ.

صحیح مسلم (۱۶۲۶۔۱۶۲۷۔۱۶۲۸)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بغیر کسی خوف اور سفر کے بھی ظہر و عصر کی نماز کو ملا کر اور مغرب و عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا ہے۔ ف

ف: اللہ تعالیٰ نے نمازوں کا ان کے وقت کے اندر پڑھنا فرض فرمایا ہے: ''ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا'' (النساء: ۱۰۳) کسی نماز کو دانستہ دوسری نماز کے وقت میں پڑھنے کی ہرگز اجازت نہیں ماسوائے دورانِ حج کہ عرفات میں ظہر و عصر اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی جاتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی صرف ایک ہی جائز صورت ہے جسے جمع فعلی یا جمع صوری کہتے ہیں۔ یعنی ظہر کی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھا۔ یا مثلاً مغرب کی نماز آخر وقت میں اور عشاء کی اوّل وقت میں پڑھی۔ یوں دو نمازیں فعلاً اور صورتاً تقریباً مل جاتی ہیں لیکن ہر ایک اپنے وقت کے اندر ہی پڑھی گئی۔ اس طرح دو نمازوں کا ملانا مرض کے عذر' ضرورت سفر اور شدت بارش کے پیش نظر جائز ہے۔ اکثر اجلہ صحابۂ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام و علمائے ذی الاحترام کا یہی مذہب ہے۔

دونمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کی دوسری صورت جمع وقتی ہے جسے جمع حقیقی بھی کہتے ہیں۔اس کی دوصورتیں ہیں۔ایک صورت جمع تقدیم کہ مثلاً نمازظہر کے ساتھ نمازعصر بھی پڑھ لی۔دوسری صورت جمع تاخیر مثلاً ظہر کی نماز دانستہ چھوڑے رکھی اور عصر کے وقت ظہر وعصر دونوں نمازیں پڑھیں۔پہلی صورت میں نماز عصر فرض ہی نہیں ہوئی تھی کہ اس کا وقت آیا نہیں اور ظہر کے وقت میں پڑھی تو ہر گز نہیں ہوئی اور دوسری صورت میں ظہر کو دانستہ ترک کیا اور عصر کے وقت جا کر پڑھا جب کہ نماز کا دانستہ نہ پڑھنا اشد حرام ہے اس جمع وقتی یا جمع حقیقی کے بارے میں کوئی ایک بھی صحیح صریح مفسر حدیث وارد نہیں ہوئی۔شریعت مطہرہ کی کوئی دلیل واجب القبول اس کی صحت پر قائم نہیں۔صرف دوحدیثوں سے دھوکا دیا جاتا ہے لیکن عند التحقیق وہ بھی جمع صوری پر دلالت کر رہی ہیں۔

اس مسئلے میں مبتدعین زمانہ سے ایک مخصوص اور پیش خویش احادیث کے ٹھیکیدار گروہ نے بڑی دھاندلی مچائی ہے۔متعدد آیات کریمہ و بہ کثرت احادیث صحیحہ صریحہ مفسرہ کے خلاف جمع وقتی کی تان اڑائی ہے۔اونچے سروں میں جمع تقدیم وجمع تاخیر کے جواز کی لے سنائی ہے۔جس کی ان کے مجتہد دوران' شیخ زمین وآسمان الحسنی میاں نذیر حسین صاحب دہلوی یعنی برطانوی شمس العلماء نے معیارالحق میں بنیاد جمائی' یہی جماعت بھر کی سب سے اونچی دکان کی مٹھائی اور اسی کھٹی لسی پر طائفہ کے ہر فرد نے مونچھ منڈائی ہے۔جب سرمایۂ ملت کے ایک نگہبان نے میاں جی کی ساری کارگزاری اور علمی لیاقت کو میزان تحقیق پر تولا تو تولا بھر وزن بھی نہ نکلا۔ان تحقیقات جلیلہ کو ایک رسالے کی شکل دی گئی ہے اور" حاجزین البحرین الواقی عن جمع الصلوتین "تاریخی نام رکھا گیا فمن شاء فلیرجع الیہ۔

قَالَ مَالِکٌ أُرٰی ذٰلِکَ کَانَ فِیْ مَطَرٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ بارش کے وقت کی بات ہے۔

[۱۷۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ نَافِعٍ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا جَمَعَ الْاُمَرَآءُ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِی الْمَطَرِ جَمَعَ مَعَهُمْ.

نافع کا بیان ہے کہ جب حکام بارش میں اکٹھے ہوتے تو حضرت عبداللہ بن عمر بھی ان کے ساتھ مغرب وعشاء کو جمع کر لیا کرتے۔

[۱۷۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' اَنَّهٗ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ هَلْ یُجْمَعُ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِی السَّفَرِ؟ فَقَالَ نَعَمْ' لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ اَلَمْ تَرَ اِلٰی صَلٰوةِ النَّاسِ بِعَرَفَةَ؟

ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے پوچھا کہ کیا سفر میں ظہر اور عصر کو جمع کر لیا جائے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں' کیا تم نے عرفات میں لوگوں کی نماز نہیں دیکھی؟

۱۵۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ' اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّسِیْرَ یَوْمَهٗ جَمَعَ بَیْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ' وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّسِیْرَ لَیْلَهٗ جَمَعَ بَیْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ امام زین العابدین فرمایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کو سفر کرنا چاہتے تو ظہر وعصر کو جمع کر لیتے اور جب رات کو سفر کرنا چاہتے تو مغرب وعشاء کو جمع فرما لیتے۔

۲- بَابُ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فِی السَّفَرِ

سفر میں قصر نماز پڑھنا

[۱۷۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی' عَنْ مَالِکٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ رَجُلٍ مِّنْ آلِ خَالِدِ بْنِ اَسِیْدٍ' اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَجِدُ صَلٰوةَ الْخَوْفِ' وَصَلٰوةَ الْحَضَرِ فِی الْقُرْاٰنِ' وَلَا

آل خالد بن اسید کے ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ہم قرآن کریم میں خوف اور حضر کی نماز تو پاتے ہیں لیکن سفر کی نماز نہیں پاتے؟ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ اے بھتیجے! اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ

تَجِدُ صَلٰوۃَ السَّفَرِ؟ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ اِلَیْنَا مُحَمَّدًا ﷺ وَلَا نَعْلَمُ شَیْئًا فَاِنَّمَا نَفْعَلُ کَمَا رَاَیْنَاہُ یَفْعَلُ۔ سنن نسائی(۱۴۳۳) سنن ابن ماجہ(۱۰۶۶)

ﷺ کو ہماری طرف مبعوث فرمایا اور ہم کچھ نہیں جانتے بلکہ وہی کرتے ہیں جو ہم نے انہیں کرتے دیکھا۔ف

ف: سائل نے پوچھا کہ قرآن کریم میں ہم سفری نماز کا حکم نہیں پاتے تو اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کے حضور حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی قرآن فہمی کی نفی کر دی۔ کیا خوب جواب دیا۔ یہی طریق ادب وراہِ صواب ہے۔ دین کے معاملے میں اپنے مسلمہ بزرگوں پر اعتماد کرنا اور اپنی تحقیق کو ان کے مقابلے پر اہمیت نہ دینا ہی راہ ہدایت اور سلامتی کا راستہ ہے۔ سرمایۂ ملت کے عدیم المثال نگہبان حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلے میں کیا خوب فرمایا ہے:

گویا کہ علم مقلد در اثبات حل و حرمت معتبر نیست دریں باب ظن مجتہد معتبر است اولۂ مجتہدین را اوہن از بیت عنکبوت گفتن بسیار جرأت نمودن است وعلم خود را بر علم ایں اکابر ترجیح دادن و ظاہر اصول اصحاب حنفیہ را باطل ساختن ودر روایات معتبرہ مفتی بہارا بوہم زدن و شواذ گفتن احادیث را ایں اکابر بواسطۂ قرب عہد و وفور علم و حصول ورع و تقوی از ما دور افتادگان بہترمی دانستند و صحت و سقم ونسخ و عدم نسخ آنہا را بیشتر از ما شناختند۔ (مکتوبات امام ربانی' دفتر اول' مکتوب ۳۱۲)

میں کہتا ہوں کہ حلال وحرام کو ثابت کرنے میں مقلد کا علم معتبر نہیں اور اس باب میں مجتہد کا ظن ہی معتبر ہے۔ مجتہدین کے دلائل کو مکڑی کے گھر کی طرح کمزور کہنا بڑی جرأت کا مظاہر کرنا اور اپنے علم کو ان بزرگوں کے علم پر ترجیح دینا ہے اور حنفی حضرات کے ظاہری اصولوں کو باطل ٹھہرانا یہ مفتیٰ بہا اور معتبر روایات کو درہم برہم کرنا اور احادیث کو نا قابلِ اعتبار کہنا ہے۔ یہ حضرات عہد نبوی سے قرب' علم کی زیادتی اور ورع و تقویٰ کے حصول کے باعث ہم دور پڑے ہوئے لوگوں سے بہتر جانتے تھے اور دلائل کی صحت و سقم اور نسخ و عدم نسخ کی ہم سے بہتر شناخت رکھتے تھے۔

[۱۷۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ صَالِحِ بْنِ کَیْسَانَ' عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ' عَنْ عَائِشَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ' اَنَّھَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ فِی الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ' فَاُقِرَّتْ صَلٰوۃُ السَّفَرِ' وَزِیْدَ فِیْ صَلٰوۃِ الْحَضَرِ۔ صحیح البخاری(۳۵۰) صحیح مسلم(۱۵۶۸)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: سفر اور حضر میں نماز کی دو دو رکعتیں فرض کی گئی تھیں' پس سفری نماز اسی طرح رہی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

[۱۷۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ' اَنَّہٗ قَالَ لِسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ مَا اَشَدَّ مَا رَاَیْتَ اَبَاکَ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ فِی السَّفَرِ' فَقَالَ سَالِمٌ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ بِذَاتِ الْجَیْشِ' فَصَلَّی الْمَغْرِبَ بِالْعَقِیْقِ۔

یحییٰ بن سعید نے سالم بن عبداللہ سے کہا کہ آپ نے اپنے والد ماجد کو سفر میں نمازِ مغرب کتنی مؤخر کرتے دیکھا؟ سالم نے فرمایا کہ غروب آفتاب کے وقت ہم ذات الجیش میں تھے اور عقیق میں نمازِ مغرب پڑھی۔

۳- بَابُ مَا یَجِبُ فِیْہِ قَصْرُ الصَّلٰوۃِ

قصر نماز کب واجب ہوتی ہے؟

[۱۷۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی' عَنْ مَالِکٍ' عَنْ نَافِعٍ'

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا خَرَجَ حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ.

جب حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلتے تو ذی الحلیفہ سے نماز قصر کرتے۔

[۱۷۷] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى رِيمٍ، فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ریم کے لیے سوار ہو کر چلے تو راستے میں نماز قصر کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ نَحْوٌ مِنْ أَرْبَعَةِ بُرُدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ فاصلہ چار برد کے لگ بھگ ہے۔

[۱۷۸] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَكِبَ إِلَى ذَاتِ النُّصُبِ، فَقَصَرَ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ ذٰلِكَ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذات النصب کے لیے سوار ہوئے تو راستے میں نماز قصر کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَيْنَ ذَاتِ النُّصُبِ وَالْمَدِينَةِ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مدینہ منورہ اور ذات النصب کا درمیانی فاصلہ چار بُرد ہے۔

[۱۷۹] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ إِلَى خَيْبَرَ فَيَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ وہ خیبر جاتے تو نماز قصر پڑھا کرتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مَسِيرِهِ الْيَوْمَ التَّامَّ.

سالم بن عبداللہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پورے دن کی مسافت پر قصر نماز پڑھا کرتے تھے۔

[۱۸۰] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ الْبَرِيدَ، فَلَا يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ.

نافع کا بیان ہے کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ برید تک سفر کرتے اور نماز قصر نہ پڑھتے۔

[۱۸۱] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ فِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ، وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ، وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجُدَّةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اتنے فاصلے پر نماز قصر کرتے جتنا مکہ مکرمہ و طائف، مکہ مکرمہ و عسفان اور مکہ معظمہ اور جدہ کے درمیان ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَرْبَعَةُ بُرُدٍ، وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا تُقْصَرُ إِلَيَّ فِيهِ الصَّلٰوةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ فاصلہ چار برد ہے اور قصر نماز کے بارے میں یہی مجھے پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَقْصُرُ الَّذِي يُرِيدُ السَّفَرَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ بُيُوتِ الْقَرْيَةِ، وَلَا يُتِمُّ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلَ بُيُوتِ الْقَرْيَةِ، أَوْ يُقَارِبَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سفر کے ارادے پر نماز قصر نہ پڑھے جب تک کہ بستی کے گھروں سے نہ نکل جائے اور پوری نہ پڑھے یہاں تک کہ بستی کے پہلے گھروں میں آ جائے یا ان کے نزدیک۔ ف

ف: حضرات احناف شکر اللہ سعیہم کے نزدیک مفتیٰ بہا قول کے مطابق سفر کی مقدار تین منزل ہے۔ جس کو وہ حضرات چھتیس کوس یا

ستاون اٹھاون میل بتاتے ہیں۔ فرسخ تین میل کا ہوتا ہے اور موجودہ رواج کے مطابق یہ فاصلہ تقریباً نوے کلومیٹر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ يُجْمِعْ مُكْثًا

مسافر کی نماز جبکہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے

[١٨٢] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ مَا لَمْ اُجْمِعْ مُكْثًا، وَاِنْ حَبَسَنِيْ ذٰلِكَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ میں قصر نماز پڑھتا رہتا ہوں جب تک ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کرتا اگرچہ کسی جگہ بارہ راتوں تک رکا رہوں۔

[١٨٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ لَيَالٍ يَقْصُرُ الصَّلٰوةَ، اِلَّا اَنْ يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ، فَيُصَلِّيْهَا بِصَلٰوتِهٖ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مکہ مکرمہ میں بارہ راتیں ٹھہرے اور نماز قصر پڑھتے رہے مگر جب امام کے ساتھ نماز پڑھنی ہوتی تو اس کے مطابق پڑھی جاتی۔

٥- بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ اِذَا اَجْمَعَ مُكْثًا

امام کی نماز جب کہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے

[١٨٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءٍ الْخُرَاسَانِيِّ، اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ مَنْ اَجْمَعَ اِقَامَةَ اَرْبَعِ لَيَالٍ وَهُوَ مُسَافِرٌ اَتَمَّ الصَّلٰوةَ.

عطاء خراسانی نے سنا کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: جو مسافر چار دن ٹھہرنے کا ارادہ کرے تو وہ نماز پوری پڑھا کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات مجھے سب سے پسند ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ صَلٰوةِ الْاَسِيْرِ فَقَالَ مِثْلَ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مُسَافِرًا.

امام مالک سے قیدی کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مقیم کی نماز کی طرح ہے مگر جب مسافر ہو۔ ف

ف: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ مسافر جب تک پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرے وہ قصر نماز پڑھتا رہے گا۔ اگر ارادہ دس یا بارہ روز ٹھہرنے کا تھا لیکن کام نہ ہوا یا کسی اور وجہ سے دیر ہوتی گئی اور پندرہ سے بھی زیادہ دن گزر گئے تب بھی نماز قصر ہی پڑھتا رہے گا جب تک کسی جگہ پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم شمار نہیں ہوگا اور نماز قصر ہی پڑھے گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی مروی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

٦- بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ اِذَا كَانَ اِمَامًا اَوْ كَانَ وَرَاءَ اِمَامٍ

مسافر امام اور مقتدی کی نماز کا بیان

[١٨٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ، فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر جب مکہ مکرمہ گئے تو لوگوں کو دو رکعتیں پڑھا کر فرمایا کہ اے مکہ والو! اپنی نمازیں پوری کرلو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

اسلم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

[۱۸۶] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ وَرَآءَ الْاِمَامِ بِمِنًى اَرْبَعًا وَاِذَا صَلّٰى لِنَفْسِهٖ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعتیں پڑھتے اور جب اکیلے نماز پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھا کرتے۔

[۱۸۷] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ صَفْوَانَ اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَعُوْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ صَفْوَانَ فَصَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقُمْنَا فَاَتْمَمْنَا.

صفوان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عبداللہ بن صفوان کی عیادت کے لیے آئے تو انہوں نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں جب وہ فارغ ہوئے تو ہم نے کھڑے ہو کر نماز پوری کی۔

۷- بَابُ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ فِي السَّفَرِ بِالنَّهَارِ وَاللَّيْلِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الدَّآبَّةِ

مسافر کا دن یا رات میں نفل پڑھنا اور سواری پر نماز ادا کرنا

[۱۸۸] اَثَر - حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِکٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ مَعَ صَلٰوةِ الْفَرِيْضَةِ فِي السَّفَرِ شَيْئًا قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا اِلَّا مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ عَلَى الْاَرْضِ وَعَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سفر میں فرض نماز کے ساتھ اور کچھ نہ پڑھتے خواہ پہلے ہو یا بعد میں مگر رات میں کیونکہ اس وقت اتر کر زمین پر پڑھتے اور سواری پر تو خواہ کسی جانب رخ ہوتا۔

[۱۸۹] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَاَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانُوْا يَتَنَفَّلُوْنَ فِي السَّفَرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن سفر میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النَّافِلَةِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے سفر میں نفل پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا کہ کوئی حرج نہیں خواہ رات ہو یا دن اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ بعض اہل علم ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

[۱۹۰] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرٰى اِبْنَهٗ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے صاحبزادے عبید اللہ بن عبداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھا تو انہیں منع نہیں کیا۔

۱۶۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ اِلٰى خَيْبَرَ.

صحیح مسلم (۱۶۱۲)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جب کہ آپ کا رخ خیبر کی جانب تھا۔

۱۶۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سفر میں رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور رخ

عَلٰی رَاحِلَتِهٖ فِی السَّفَرِ حَیْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ.

صحیح البخاری (١٠٩٦) صحیح مسلم (١٦١٤)

خواہ کسی جانب بھی ہوتا۔ عبداللہ بن دینار نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

١٦٢- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، قَالَ رَأَیْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فِی السَّفَرِ وَهُوَ یُصَلِّیْ عَلٰی حِمَارٍ، وَهُوَ مُتَوَجِّهٌ إِلٰی غَیْرِ الْقِبْلَةِ یَرْکَعُ، وَیَسْجُدُ إِیْمَاءً مِنْ غَیْرِ أَنْ یَضَعَ وَجْهَهٗ عَلٰی شَیْءٍ.

صحیح البخاری (١١٠٠) صحیح مسلم (١٦١٨)

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سفر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گدھے پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور ان کا رخ قبلہ کی جانب نہیں تھا۔ رکوع اور سجدہ اشارے سے کر رہے تھے بغیر اس کے کہ اپنا چہرہ کسی چیز پر رکھیں۔

٨- بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی

نمازِ چاشت کا بیان

١٦٣- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوْسَی بْنِ مَیْسَرَةَ، عَنْ أَبِیْ مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ، أَنَّ أُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِیْ طَالِبٍ أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ. صحیح البخاری (٣٥٧) صحیح مسلم (١٦٦٦-١٦٦٧)

ابو مرہ مولیٰ عقیل بن ابو طالب کو حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال ایک کپڑے میں لپٹ کر آٹھ رکعتیں پڑھیں۔

١٦٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِیْلِ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ أَخْبَرَهٗ، أَنَّهٗ سَمِعَ أُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِیْ طَالِبٍ تَقُوْلُ ذَهَبْتُ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ، فَوَجَدْتُهٗ یَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ. قَالَتْ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ؟ فَقُلْتُ أُمُّ هَانِیءٍ بِنْتُ أَبِیْ طَالِبٍ، فَقَالَ مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِیءٍ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهٖ قَامَ، فَصَلّٰی ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّیْ عَلِیٌّ أَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَیْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ یَا أُمَّ هَانِیءٍ قَالَتْ أُمُّ هَانِیءٍ وَذٰلِكَ ضُحًی. صحیح البخاری (٣٥٧) صحیح مسلم (١٦٦٦-١٦٦٧)

حضرت ام ہانی بنت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ فتح مکہ کے سال میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ نے کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے سلام کیا۔ فرمایا کہ کون ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ ام ہانی بنت ابو طالب ہے۔ فرمایا کہ ام ہانی خوش آمدید۔ جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعتیں پڑھیں ایک کپڑے میں لپٹ کر جب آپ فارغ ہو گئے تو میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! میرے ماں جائے بھائی حضرت علی کہتے ہیں کہ ہبیرہ کے جس بیٹے کو تم نے امان دی ہے میں اسے قتل کردوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ام ہانی! جس کو تو نے امان دی اسے ہم نے امان دی اور وہ چاشت کا وقت تھا۔

١٦٥- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ سُبْحَةَ الضُّحٰی قَطُّ، وَإِنِّیْ لَأُسَبِّحُهَا، وَإِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیَدَعُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نماز چاشت پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو بالکل نہیں دیکھا اور میں نماز چاشت پڑھتی ہوں۔ یوں بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ایک کام کو پسند فرماتے لیکن کرتے نہ تھے اس ڈر سے کہ

الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَهُ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ، فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ. صحیح البخاری (۱۱۲۸) صحیح مسلم (۱٦٥٩)

لوگ بھی کرنے لگیں گے تو وہ ان پر فرض کر دیا جائے گا۔

[۱۹۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا كَانَتْ تُصَلِّي الضُّحَى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ، ثُمَّ تَقُولُ: لَوْ نُشِرَ لِي أَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهُنَّ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتیں پھر فرماتیں کہ اگر میرے والد بھی جی اٹھیں تب بھی ان رکعتوں کو نہ چھوڑوں۔

۹- بَابُ جَامِعِ سُبْحَةِ الضُّحَى

نماز چاشت کے بارے میں

١٦٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِطَعَامٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: قُومُوا فَلْأُصَلِّيَ لَكُمْ. قَالَ أَنَسٌ: فَقُمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ، فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ، فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ، وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ.

صحیح البخاری (۸٦۰) صحیح مسلم (٢٦٦-١٤٩٧)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی نانی حضرت ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو دعوتِ طعام دی' آپ نے اس میں سے کھایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ تا کہ میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں ایک بوریہ کے لیے کھڑا ہوا جو بوسیدگی کے باعث سیاہ ہو گیا تھا' میں نے اس پر پانی چھڑکا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہو گئے' میں اور ایک یتیم آپ کے پیچھے تھے اور بوڑھی اماں ہمارے پیچھے تھیں' آپ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں اور تشریف لے گئے۔

[۱۹۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْهَاجِرَةِ، فَوَجَدْتُهُ يُسَبِّحُ، فَقُمْتُ وَرَاءَهُ، فَقَرَّبَنِي حَتَّى جَعَلَنِي حِذَاءَهُ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَمَّا جَاءَ يَرْفَا تَأَخَّرْتُ، فَصَفَفْنَا وَرَاءَهُ.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کا بیان ہے کہ میں گرمی کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نفل پڑھتے ہوئے پایا' میں ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے مجھے نزدیک کیا یہاں تک کہ دائیں جانب اپنے برابر کر لیا۔ جب یرفا آ گیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے آپ کے پیچھے صف بنالی۔

١٠- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي أَنْ يَمُرَّ أَحَدٌ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

نمازی کے آگے سے گزرنے کا بیان

١٦٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي، فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ.

صحیح البخاری (۵۰۹) صحیح مسلم (۱۱۲۸)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے سے نہ گزرنے دے' حتی الامکان اسے روکے' باز نہ آئے تو اس سے جھگڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

١٦٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى

حضرت زید بن خالد جہنی نے حضرت ابوجہیم کی جانب یہ

عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ' عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ اَرْسَلَهٗ اِلٰى اَبِىْ جُهَيْمٍ يَسْاَلُهٗ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِى الْمَارِّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ؟ فَقَالَ اَبُوْ جُهَيْمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِيْنَ ' خَيْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ. قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِىْ اَقَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً؟

صحیح البخاری (۵۱۰) صحیح مسلم (۱۱۳۲-۱۱۳۳)

پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے متعلق انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ حضرت ابو جہیم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے کہ یہ کتنا گناہ ہے تو چالیس تک کھڑا رہے' یہ اس کے لیے سامنے سے گزرنے کی نسبت بہتر ہے۔ ابو النضر نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم کہ چالیس روز فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس سال۔

[۱۹۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّ كَعْبَ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يُخْسَفَ بِهٖ خَيْرًا لَهٗ ' مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

عطاء بن یسار کا بیان ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر جانے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو زمین میں دھنس جائے' یہ اس کے لئے سامنے سے گزر جانے کی نسبت بہتر ہے۔

[۱۹۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ اَيْدِى النِّسَاءِ وَهُنَّ يُصَلِّيْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز پڑھتی ہوئی عورتوں کے سامنے سے گزرنے کو ناپسند فرماتے۔

[۱۹۵] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَىْ اَحَدٍ ' وَلَا يَدَعُ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نمازی کے سامنے سے نہ گزرتے اور کسی کو اپنے سامنے سے گزرنے نہ دیتے۔

۱۱- بَابُ الرُّخْصَةِ فِى الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ

نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت

۱۶۹- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ' اَنَّهٗ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ ' وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ لِلنَّاسِ بِمِنًى ' فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَىْ بَعْضِ الصَّفِّ ' فَنَزَلْتُ ' فَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ ' وَدَخَلْتُ فِى الصَّفِّ ' فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَىَّ اَحَدٌ.

صحیح البخاری (۴۹۳) صحیح مسلم (۱۱۲۴ تا ۱۱۲۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں بالغ ہونے کے قریب تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے کچھ حصے کے سامنے سے گزر گیا پھر نیچے اترا' گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور میں صف میں شامل ہو گیا' کسی نے میری حرکت کا برا نہیں منایا۔

[۱۹۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِىْ وَقَّاصٍ كَانَ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَىْ بَعْضِ الصَّفِّ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص بعض صفوں کے سامنے سے گزر جاتے اور نماز کھڑی ہوتی۔

وَالصَّلٰوۃُ قَائِمَۃٌ

قَالَ مَالِکٌ وَاَنَا اَرٰی ذٰلِکَ وَاسِعًا اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ وَبَعْدَ اَنْ یُّحْرِمَ الْاِمَامُ وَلَمْ یَجِدِ الْمَرْءُ مَدْخَلًا اِلَی الْمَسْجِدِ اِلَّا بَیْنَ الصُّفُوْفِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے اس صورت میں جائز سمجھتا ہوں کہ اقامت ہو جانے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہہ لے اور آدمی کو مسجد میں داخل ہونے کا راستہ نہ ملے ماسوائے صفوں کے درمیان سے گزرنے کے۔

[۱۹۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ مِمَّا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی جن میں سے نمازی کے سامنے سے گزرنا بھی تھا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ لَا یَقْطَعُ الصَّلٰوۃَ شَیْءٌ مِمَّا یَمُرُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ.

سالم بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی اور ان میں سے نمازی کے سامنے سے گزرنا بھی ہے۔ف

ف: بعض خانہ ساز محققین کے نزدیک اگر نمازی کے سامنے سے اگر حائضہ عورت، سیاہ کتا یا گدھا گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ نمازی کے سامنے سے خواہ کوئی چیز گزر جائے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں گزرنے والا اگر عاقل بالغ مرد یا عورت ہو اور دانستہ تو وہ گناہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲- بَابُ سُتْرَۃِ الْمُصَلِّیْ فِی السَّفَرِ

سفر میں نمازی کے آگے سُترہ ہو

[۱۹۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَسْتَتِرُ بِرَاحِلَتِهٖ اِذَا صَلّٰی.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نماز پڑھتے وقت اپنی سواری کو سترہ بنا لیا کرتے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ اَنَّ اَبَاهُ کَانَ یُصَلِّیْ فِی الصَّحْرَاءِ اِلٰی غَیْرِ سُتْرَۃٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ صحرا میں ان کے والد ماجد بغیر سترہ کے نماز پڑھ لیتے تھے۔

۱۳- بَابُ مَسْحِ الْحَصْبَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ

نماز میں کنکریوں کا ہٹانا

[۱۹۹] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ الْقَارِیِّ اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اِذَا اَهْوٰی لِیَسْجُدَ مَسَحَ الْحَصْبَاءَ لِمَوْضِعِ جَبْهَتِهٖ مَسْحًا خَفِیْفًا.

ابو جعفر القاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ جب سجدے میں جانے لگتے تو ہلکے ہاتھ سے کنکریوں کو سجدہ گاہ سے ہٹا دیا کرتے۔

۱۷۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَبَا ذَرٍّ کَانَ یَقُوْلُ مَسْحُ الْحَصْبَاءِ مَسْحَۃٌ وَاحِدَۃٌ وَتَرْکُهَا خَیْرٌ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کنکریوں کا ہٹانا ایک بار ہے اور نہ ہٹانا سرخ اونٹ ملنے سے بہتر ہے۔

سنن ابو داؤد (۹۴۵_۹۴۶) سنن ترمذی (۳۷۹_ ۳۸۰)
سنن نسائی (۱۱۹۰_۱۱۹۱) سنن ابن ماجہ (۱۰۲۶_۱۰۲۷)

١٤- بَابُ مَا جَآءَ فِي تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ

[٢٠٠] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ، فَإِذَا جَاءُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ كَبَّرَ.

صفیں درست کرنے کے بارے میں

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صفیں درست کرنے کا حکم دیتے جب لوگ آ کر بتاتے کہ درست ہو گئیں تب آپ تکبیر تحریمہ کہتے۔

[٢٠١] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَامَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنَا اُكَلِّمُهُ فِيْ اَنْ يَفْرِضَ لِيْ، فَلَمْ اَزَلْ اُكَلِّمُهُ وَهُوَ يُسَوِّي الْحَصْبَاءَ بِنَعْلَيْهِ، حَتّٰى جَاءَهُ رِجَالٌ قَدْ كَانَ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الصُّفُوْفَ قَدِ اسْتَوَتْ، فَقَالَ لِيْ اِسْتَوِ فِي الصَّفِّ، ثُمَّ كَبَّرَ.

مالک بن ابو عامر اصبحی کا بیان ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھا تو نماز کی اقامت ہوئی اور میں ان سے اپنا وظیفہ مقرر کروانے کے لیے بات کرتا رہا جب کہ وہ اپنے جوتوں سے کنکریاں برابر کر رہے تھے یہاں تک کہ وہ لوگ آ گئے جنہیں آپ نے صفیں برابر کرنے پر مقرر فرمایا تھا، پس انہوں نے آ کر بتایا کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو مجھ سے فرمایا کہ صف میں مل جاؤ پھر تکبیر تحریمہ کہی۔

١٥- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا

١٧١- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ اَبِي الْمُخَارِقِ الْبَصْرِيِّ، اَنَّهُ قَالَ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ، وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فِي الصَّلٰوةِ (يَضَعُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى)، وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ وَالْاِسْتِيْنَاءُ بِالسُّحُوْرِ.

صحیح البخاری (٣٤٨٣)

عبد الکریم بن ابو المخارق بصری نے فرمایا کہ کلام نبوت سے یہ باتیں ہیں (۱) جب تجھے حیا نہ رہے تو جو چاہے کر (۲) نماز میں ہاتھوں کا ایک دوسرے پر رکھنا (دایاں ہاتھ بائیں پر) اور افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں دیر کرنا۔ ف

ف: نماز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اکثر بزرگوں کے نزدیک ارشاد خداوندی: "قوموا للہ قانتین" (البقرہ: ۲۳۸) "اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے" کی تعمیل ہے۔ ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے، دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کا حلقہ بنائے اور باقی تینوں درمیانی انگلیوں کو بائیں کلائی پر رکھے۔ روایات کی رو سے اس میں اختلاف ہے کہ ہاتھ کہاں باندھے جائیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہاتھوں کو سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر رکھے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ نمازی ناف کے نیچے ہاتھ باندھے۔ یہ روایات معتمدہ سے ثابت اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

١٧٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، اَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ، قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهُ يَنْمِيْ ذٰلِكَ.

صحیح البخاری (٧٤٠)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں کلائی پر رکھیں۔ ابو حازم نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ اسے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔

١٦ - بَابُ الْقُنُوْتِ فِي الصُّبْحِ

صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا

[٢٠٢] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْنُتُ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کسی نماز میں بھی قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے۔ف

ف: بعض روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ماہ یا بیس روز تک نماز فجر میں قنوت پڑھی جس میں بعض کفار کی تباہی اور بعض مسلمانوں کی رہائی کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ اس کے بعد پھر آپ نے قنوت نہیں پڑھی، بعض صحابۂ کرام نے بھی جنگ کے مواقع پر قنوت پڑھی ہے۔ ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا ارشاد یہ ہے کہ حالت جنگ ہو یا امن و امان کسی حالت اور کسی نماز کے اندر قنوت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ قنوت صرف نماز وتر میں پڑھی جائے گی اور اس کا پڑھنا واجب ہے اور احناف کا معمول یہ قنوت ہے: اللهم انا نستعينك .....

١٧ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الصَّلٰوةِ وَالْاِنْسَانُ يُرِيْدُ حَاجَتَهُ

حاجتِ بول و براز کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت

١٧٣ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيْهِ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْأَرْقَمِ كَانَ يَؤُمُّ أَصْحَابَهُ ، فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ يَوْمًا ، فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ ، ثُمَّ رَجَعَ ، فَقَالَ إِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيَبْدَأْ بِهِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ. سنن ابوداؤد (٨٨) سنن ترمذی (١٤٢) سنن نسائی (٨٥١) سنن ابن ماجہ (٦١٦)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ ایک روز نماز کا وقت ہوا تو یہ قضائے حاجت کے لیے چلے گئے۔ جب واپس لوٹے تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کسی کا ارادہ قضائے حاجت کے لیے جانے کا ہو تو نماز سے پہلے فارغ ہو جانا چاہیے۔

[٢٠٣] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدُكُمْ وَهُوَ ضَامٌّ بَيْنَ وَرِكَيْهِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پیشاب اور پاخانہ روک کر تم میں سے کوئی نماز نہ پڑھا کرے۔

١٨ - بَابُ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَالْمَشْيِ إِلَيْهَا

نماز کا انتظار کرنا اور نماز کے لیے جانا

١٧٤ - وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّيْ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ ، مَا لَمْ يُحْدِثْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. صحیح البخاری (٦٥٩) صحیح مسلم (١٥٠٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نماز پڑھ کر نماز پڑھنے کی جگہ پر بیٹھا رہے تو جب تک وضو نہ ٹوٹے فرشتے اس کے لیے یوں دعا کرتے رہتے ہیں: اے اللہ! اسے بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرٰى قَوْلَهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ إِلَّا الْإِحْدَاثَ الَّذِيْ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ.

امام مالک نے فرمایا کہ حدث کے مذکورہ ارشاد سے میرے نزدیک وضو کا ٹوٹنا مراد ہے۔

١٧٥ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَزَالُ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوةٍ، مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ، لَا یَمْنَعُهُ اَنْ یَّنْقَلِبَ اِلٰی اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ.

صحیح البخاری (٦٥٩) صحیح مسلم (١٥٠٨)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تک آدمی نماز میں شمار ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھے اور اسے اپنے گھر والوں کے پاس جانے سے صرف نماز نے روکا ہوا ہو۔

[٢٠٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَكْرٍ، اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَ یَقُوْلُ مَنْ غَدَا، اَوْ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ لَا یُرِیْدُ غَیْرَهٗ لِیَتَعَلَّمَ خَیْرًا، اَوْ لِیُعَلِّمَهٗ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی بَیْتِهٖ كَانَ كَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، رَجَعَ غَانِمًا

حضرت ابوبکر بن عبد الرحمن فرمایا کرتے کہ جو صبح یا سہ پہر مسجد میں جائے تاکہ نیکی کی بات سیکھے یا سکھائے اور اس کے علاوہ اسے کوئی اور کام نہ ہو جب اپنے گھر لوٹے گا تو راہِ خدا میں اس جہاد کرنے والے کی طرح ہوگا جو غنیمت لے کر واپس لوٹا ہو۔

[٢٠٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَیْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ، ثُمَّ جَلَسَ فِیْ مُصَلَّاهُ لَمْ تَزَلِ الْمَلَائِكَةُ تُصَلِّیْ عَلَیْهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، فَاِنْ قَامَ مِنْ مُصَلَّاهُ، فَجَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ، لَمْ یَزَلْ فِیْ صَلٰوةٍ حَتّٰی یُصَلِّیَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نماز پڑھ کر جب تک نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہے گا تو برابر فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ! اسے بخش دے اے اللہ! اس پر رحم فرما' اگر وہ نماز پڑھنے کی جگہ سے کھڑا ہو گیا لیکن اگلی نماز کے انتظار میں مسجد کے اندر بیٹھا رہا تو نماز پڑھنے تک وہ نماز میں ہی شمار ہوگا۔

١٧٦- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَعْقُوْبَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا یَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَایَا وَیَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَی الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ، فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ. صحیح مسلم (٥٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیزیں نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ وہ ہیں تکلیف کے وقت پورا وضو کرنا' مسجد کی جانب زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ رباط یہی ہے' رباط یہی ہے' رباط یہی ہے۔

[٢٠٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ قَالَ یُقَالُ لَا یَخْرُجُ اَحَدٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ النِّدَاءِ، اِلَّا اَحَدٌ یُّرِیْدُ الرُّجُوْعَ اِلَیْهِ، اِلَّا مُنَافِقٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: نہیں نکلتا تم میں سے کوئی اذان کے بعد مسجد سے مگر اس کا واپس آنے کا ارادہ ہوگا یا وہ منافق ہوگا۔

١٧٧- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ، عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْیَرْكَعْ رَكْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ.

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لے۔

صحیح البخاری (٤٤٤) صحیح مسلم (١٦٥١۔١٦٥٢)

[٢٠٧] اثر۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ لَهُ أَلَمْ أَرَ صَاحِبَكَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَجْلِسُ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ، قَالَ أَبُو النَّضْرِ يَعْنِي بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ، وَيَعِيبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، أَنْ يَجْلِسَ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَبْلَ أَنْ يَرْكَعَ.

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ حَسَنٌ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ. صحیح البخاری (٦٨٤) صحیح مسلم (٩٤٨)

ابوالنضر کا بیان ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے ان سے فرمایا کہ میں تمہارے صاحب (حضرت عمر بن عبید اللہ) کو جب وہ مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو بیٹھنے سے پہلے نماز پڑھتے نہیں دیکھا؟ ابوالنضر نے فرمایا کہ ابوسلمہ اسے ان کی برائی شمار کرتے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہوتے تو نماز پڑھنے سے پہلے بیٹھ جاتے۔

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ یہ اچھی بات ہے لیکن واجب نہیں۔

١٩- بَابُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلٰى مَا يُوضَعُ عَلَيْهِ الْوَجْهُ فِي السُّجُودِ

جس چیز پر سجدہ کرے تو اس پر دونوں ہاتھ رکھے

[٢٠٨] اثر۔ حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب سجدہ کرتے تو جس چیز پر سجدہ کرتے اسی پر اپنے دونوں ہاتھ رکھا کرتے تھے۔

قَالَ نَافِعٌ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْبَرْدِ، وَإِنَّهُ لَيُخْرِجُ كَفَّيْهِ مِنْ تَحْتِ بُرْنُسٍ لَهُ حَتّٰى يَضَعَهُمَا عَلَى الْحَصْبَاءِ.

نافع کا بیان ہے کہ میں نے انہیں سخت سردی میں دیکھا کہ وہ جبہ کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ نکالتے اور انہیں پتھریلی زمین پر رکھتے۔

[٢٠٩] اثر۔ وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي يَضَعُ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ، ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَلْيَرْفَعْهُمَا، فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے: جو زمین پر اپنی پیشانی رکھے تو جس پر پیشانی رکھی ہے اپنے ہاتھ بھی اسی پر رکھے۔ جب سر اٹھائے تو اپنے ہاتھ بھی اٹھالے کیونکہ ہاتھ بھی اسی طرح سجدہ کرتے ہیں جیسے پیشانی کرتی ہے۔

٢٠- بَابُ الْإِلْتِفَاتِ وَالتَّصْفِيقِ عِنْدَ الْحَاجَةِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں کسی جانب دیکھنا یا ضرورتاً لقمہ دینا

١٧٨- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ سَلَمَةَ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ذَهَبَ إِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ، وَحَانَتِ الصَّلٰوةُ، فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَقَالَ أَتُصَلِّي لِلنَّاسِ فَأُقِيمُ؟ قَالَ نَعَمْ، فَصَلّٰى أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے تشریف لے گئے اور نماز کا وقت ہوگیا تو مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ اگر آپ لوگوں کو نماز پڑھا دیں تو میں تکبیر کہہ دوں؟ فرمایا: ہاں! پس حضرت ابو بکر نماز پڑھانے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز

فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ، فَصَفَّقَ النَّاسُ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلٰوتِهِ، فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ مِنَ التَّصْفِيْقِ الْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ، فَرَفَعَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ اسْتَأْخَرَ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ، وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِيْ قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لِيْ رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمْ مِنَ التَّصْفِيْحِ، مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهِ فَلْيُسَبِّحْ، فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ، وَإِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ.

صحیح البخاری (۶۸٤) صحیح مسلم (۴۲۱ - ۱۰۲)

میں تھے۔ آپ صفوں کو چیر کر پہلی صف میں آ کھڑے ہوئے۔ پس لوگوں نے سیٹی بجائی اور حضرت ابو بکر نماز میں کسی جانب التفات نہیں کیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے زیادہ ہی سیٹیاں بجائیں تو حضرت ابو بکر متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کا اشارہ کیا۔ حضرت ابو بکر نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر پیچھے ہٹ کر پہلی صف میں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ آگے ہو گئے اور نماز پڑھائی۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابو بکر! جب میں نے حکم دیا تو اپنی جگہ ٹھہرنے سے تمہیں کس چیز نے روکا؟ حضرت ابو بکر عرض گزار ہوئے کہ ابن ابی قحافہ کی یہ مجال نہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس کثرت سے سیٹیاں کیوں بجائیں؟ جسے نماز میں کوئی واقعہ پیش آئے تو سبحان اللہ کہے' جب یہ تسبیح کہے گا تو وہ متوجہ ہو جائے گا اور سیٹی عورتوں کے لیے ہے۔

[۲۱۰] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يَلْتَفِتُ فِيْ صَلٰوتِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر اور کسی جانب توجہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔

[۲۱۱] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ الْقَارِئِ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَرَائِيْ، وَلَا أَشْعُرُ بِهِ، فَالْتَفَتُّ، فَغَمَزَنِيْ.

ابو جعفر القاری نے فرمایا کہ میں نماز پڑھتا تھا اور حضرت عبد اللہ بن عمر میرے پیچھے تھے' مجھے معلوم نہ تھا' میں ان کی جانب متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے دبایا۔

۲۱- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ جَاءَ وَالْإِمَامُ رَاكِعٌ

اگر امام کو رکوع میں پائے تو کیا کرے؟

[۲۱۲] أَثَرٌ - حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْمَسْجِدَ، فَوَجَدَ النَّاسَ رُكُوْعًا، فَرَكَعَ، ثُمَّ دَبَّ حَتّٰى وَصَلَ الصَّفَّ.

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت مسجد میں داخل ہوئے تو لوگوں کو رکوع میں پایا تو رکوع کر لیا' پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ صف میں جا ملے۔

[۲۱۳] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَدِبُّ رَاكِعًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رکوع کی حالت میں چل کر مل جاتے۔

۲۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

حضور پر درود پڑھنے کا بیان

۱۷۹- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ، أَنَّهٗ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیُّ أَنَّهُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَقَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ، وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

صحیح البخاری (۳۳۶۹) صحیح مسلم (۹۱۰)

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ فرمایا: یوں کہو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد اور ان کی بیویوں اور اولاد پر جیسے درود بھیجی تو نے آلِ ابراہیم پر اور برکت دے حضرت محمد اور ان کی ازواج و اولاد کو جیسے برکت دی تو نے آلِ ابراہیم کو بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے۔

۱۸۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نُعَیْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ، أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِیِّ أَنَّهٗ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهٗ بَشِیْرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی تَمَنَّیْنَا أَنَّهٗ لَمْ یَسْأَلْهُ، ثُمَّ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاهِیْمَ، وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ إِبْرَاهِیْمَ، فِی الْعَالَمِیْنَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ. صحیح مسلم (۹۰۶)

حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد بن عبادہ کی مجلس میں تشریف لائے تو حضرت بشیر بن سعد عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے پس ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے تو ہم نے چاہا کہ آپ سے یہ سوال ہی نہ کیا جاتا۔ پھر فرمایا: یوں کہا کرو: اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد اور آلِ محمد پر جیسے درود بھیجی تو نے حضرت ابراہیم پر اور برکت دے حضرت محمد اور آلِ محمد کو جیسے برکت دی تو نے جہانوں میں آلِ ابراہیم کو، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگی والا ہے اور سلام کی ترکیب تو تمہیں پہلے ہی معلوم ہے۔

[۲۱۴] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ رَأَیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقِفُ عَلٰی قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ فَیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ وَعَلٰی أَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور کے پاس کھڑے ہیں اور درود بھیجتے ہیں نبی کریم ﷺ پر اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر پر۔

۲۳- بَابُ الْعَمَلِ فِیْ جَامِعِ الصَّلٰوةِ

نماز کی ادائیگی کے متعلقات

۱۸۱- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یُصَلِّیْ قَبْلَ الظُّهْرِ رَکْعَتَیْنِ، وَبَعْدَهَا رَکْعَتَیْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ فِیْ بَیْتِهٖ، وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ رَکْعَتَیْنِ، وَکَانَ لَا یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ، فَیَرْکَعَ رَکْعَتَیْنِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے اور دو رکعتیں اس کے بعد اور دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اپنے گھر میں اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد اور جمعہ کے بعد آپ نماز نہ پڑھتے بلکہ گھر لوٹ جاتے اور دو رکعتیں پڑھتے۔

صحیح البخاری (۹۳۷) صحیح مسلم (۱٦۹۵)

۱۸۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَرَوْنَ قِبْلَتِیْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّیْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِیْ.

صحیح البخاری (٤١٨) صحیح مسلم (۹۵۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہی دیکھتے ہو کہ میرا رخ جانب قبلہ ہے؟ خدا کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے' میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سراپا معجزہ تھے۔ آپ کا دیکھنا ظاہری آنکھوں کے دیکھنے پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ آئینے کی طرح سراپا چشم تھے اور آگے پیچھے دائیں بائیں کی ہر چیز آپ کو نظر آتی رہتی تھی۔ علاوہ بریں حضور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع پوشیدہ نہیں ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ رکوع جسمانی فعل ہے کہ نمازی اپنے پروردگار کے حضور نماز میں اپنے دھڑ کو جھکاتا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتا ہے جب کہ خشوع سراسر دل کا فعل ہے اور حضور فرماتے ہیں کہ میں تمہارے دلوں کی اس کیفیت کو بھی جانتا ہوں' شاعر مشرق نے شاید اسی لیے فرمایا ہے:

چشم تو بیندہ ما فی الصدور

معلوم ہوا کہ خدا کے خلیفۂ اعظم' محبوب اکرم ایسے صاف و شفاف آئینہ ہیں جس میں ہر ایک کے ظاہر و باطن کی تصویر آ جاتی ہے جس کے باعث ان پر کسی کا ظاہر چھپا رہتا ہے اور نہ باطن۔ یہاں یہ بات بھی مدِ نظر رکھنی چاہیے کہ نبی کریم ﷺ جو کچھ ارشاد فرمائیں ہر مسلمان اس پر جان و دل سے یقین رکھتا اور اسے درست تسلیم کرتا ہے۔ شمع رسالت نے ارشاد فرمایا اور پروانوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ اپنے آقا کی معجز نما شان سے آگاہ ہو گئے۔ یہ ارشاد فرمانے سے پہلے آپ نے خدا کی قسم کھائی' اسے یوں سمجھ لیجئے کہ بات اہم تھی لہٰذا قسم سے اسے مؤکد کر دیا اور خواہ یوں شمار کر لیجئے کہ اس کائنات ارضی و سماوی کے بے مثال اور شفاف ترین آئینے میں وہ لوگ بھی آئے جو رکوع سجدے تو خوب کریں گے' سرورِ دو عالم کے امتی ہونے کا اونچے سروں میں دم بھریں گے لیکن ساتھ ہی نبی کریم ﷺ کی اس معجز نما شان کا انکار کر کے اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کریں گے چنانچہ ان پر حجت قائم کرنے کی غرض سے آپ نے اپنے ارشاد گرامی کو قسم کے ساتھ مؤکد فرما دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۸۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَاْتِیْ قُبَاءَ رَاكِبًا وَّ مَاشِیًا. صحیح البخاری (۱۱۹٤) صحیح مسلم (۳۳۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء میں سوار ہو کر اور پیدل بھی تشریف لایا کرتے تھے۔

۱۸٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ' عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا تَرَوْنَ فِی الشَّارِبِ وَالسَّارِقِ وَالزَّانِیْ ' وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ یُّنْزَلَ فِیْهِمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ. قَالَ هُنَّ فَوَاحِشُ ' وَفِیْهِنَّ عُقُوْبَةٌ ' وَاَسْوَاُ السَّرِقَةِ الَّذِیْ یَسْرِقُ صَلٰوتَهٗ ' قَالُوْا وَكَیْفَ یَسْرِقُ صَلَاتَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لَا یُتِمُّ رُكُوْعَهَا ' وَلَا سُجُوْدَهَا

حضرت نعمان بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرابی' چور اور زانی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ ان کے احکام نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے' لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ بے حیائی کے کام ہیں اور ان کی سزا ہے اور سب سے بری چوری نماز کی چوری ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! نماز کی چوری کیسی؟ فرمایا: جو اس کے رکوع اور سجدے پورے نہ

کرے۔

۱۸۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِكُمْ فِي بُيُوْتِكُمْ. صحیح البخاری (۴۳۲) صحیح مسلم (۱۸۱۷)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی نمازوں کا کچھ حصہ اپنے گھروں کے لیے رکھا کرو۔

[۲۱۵] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيْضُ السُّجُوْدَ أَوْمَأَ بِرَأْسِهِ إِيْمَاءً، وَلَمْ يَرْفَعْ إِلٰى جَبْهَتِهِ شَيْئًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جب مریض سجدہ نہ کر سکے تو اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرے لیکن پیشانی کے نیچے کوئی چیز نہ رکھے۔

[۲۱۶] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَاءَ الْمَسْجِدَ وَقَدْ صَلَّى النَّاسُ، بَدَأَ بِصَلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ، وَلَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا شَيْئًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب مسجد میں آتے اور لوگ نماز پڑھ چکے ہوتے تو یہ فرض نماز پڑھنا شروع کر دیتے اور اس سے پہلے کچھ نہ پڑھتے۔

[۲۱۷] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا، فَرَجَعَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ إِذَا سُلِّمَ عَلٰى أَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَلَا يَتَكَلَّمْ، وَلْيُشِرْ بِيَدِهِ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا' پس انہوں نے اسے سلام کیا تو اس نے زبان سے جواب دیا۔ حضرت عبداللہ اس کی جانب لوٹے اور اس سے فرمایا: جب تم کسی نمازی کو سلام کرو تو وہ زبان سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ سے اشارہ کرے۔

[۲۱۸] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً، فَلَمْ يَذْكُرْهَا إِلَّا وَهُوَ مَعَ الْإِمَامِ، فَإِذَا سَلَّمَ الْإِمَامُ، فَلْيُصَلِّ الصَّلٰوةَ الَّتِيْ نَسِيَ، ثُمَّ لِيُصَلِّ بَعْدَهَا الْأُخْرٰى.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جو تم میں سے کسی نماز کو بھول جائے' پھر امام کے ساتھ اگلی نماز پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے تو جب امام سلام پھیر دے تو اسے اپنی بھولی ہوئی نماز پڑھ لینی چاہیے اور پھر دوسری نماز دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

[۲۱۹] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلٰى جِدَارِ الْقِبْلَةِ، فَلَمَّا قَضَيْتُ صَلٰوتِيْ انْصَرَفْتُ إِلَيْهِ مِنْ قِبَلِ شِقِّي الْأَيْسَرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَنْصَرِفَ عَنْ يَمِيْنِكَ. قَالَ فَقُلْتُ رَأَيْتُكَ فَانْصَرَفْتُ إِلَيْكَ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَإِنَّكَ قَدْ أَصَبْتَ إِنَّ قَائِلًا يَقُوْلُ انْصَرِفْ عَنْ يَمِيْنِكَ، فَإِذَا

واسع بن حبان کا بیان ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دیوار قبلہ کے ساتھ پیٹھ لگائے بیٹھے تھے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو بائیں جانب سے مڑ کر ان کے پاس گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آپ کو دائیں جانب سے مڑنے سے کس چیز نے روکا؟ میں نے کہا کہ آپ کو دیکھ کر چلا آیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ آپ نے درست کیا۔ ایک صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ دائیں جانب سے مڑنا چاہیے لیکن تم جب نماز پڑھو تو جدھر سے چاہو مڑو' خواہ دائیں جانب سے خواہ

كُنْتَ تُصَلِّيْ فَانْصَرِفْ حَيْثُ شِئْتَ إِنْ شِئْتَ عَنْ يَمِيْنِكَ، وَإِنْ شِئْتَ عَنْ يَسَارِكَ.

بائیں جانب سے۔

١٨٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَأُصَلِّيْ فِيْ عَطَنِ الْإِبِلِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا، وَلٰكِنْ صَلِّ فِيْ مُرَاحِ الْغَنَمِ.

سنن ابوداؤد (٤٩٣)

ایک مہاجر نے جو اس میں حرج نہیں سمجھتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا میں اونٹوں کے باندھنے کی جگہ میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ بکریوں کے بٹھانے کی جگہ تو نماز پڑھ سکتے ہو۔

[٢٢٠] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَا صَلٰوةٌ يُجْلَسُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهَا؟

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ وہ کونسی نماز ہے، جس کی ہر رکعت میں بیٹھا جاتا ہے؟

ثُمَّ قَالَ سَعِيْدٌ هِيَ الْمَغْرِبُ إِذَا فَاتَتْكَ مِنْهَا رَكْعَةٌ، وَكَذٰلِكَ سُنَّةُ الصَّلٰوةِ كُلِّهَا.

پھر سعید نے خود ہی فرمایا کہ وہ مغرب کی نماز ہے جبکہ تمہاری ایک رکعت جاتی رہے اور ہر نماز کے لیے یہی طریقہ ہے۔

٢٤- بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ

نماز کے متعلقات کا بیان

١٨٧- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا، وَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا.

صحیح البخاری (٥١٦) صحیح مسلم (١٢١٢-١٢١٥)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ کو اٹھایا ہوا تھا جس کے والد کا نام ابو العاص بن ربیعہ تھا، جب آپ سجدے میں جاتے تو اسے بٹھا دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

١٨٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.

صحیح البخاری (٥٥٥) صحیح مسلم (١٤٣٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باری باری آتے رہتے ہیں تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کے اور وہ نماز عصر اور نماز فجر کے وقت، پھر وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں جنہوں نے تمہارے ساتھ رات گزاری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے جو سب کچھ جانتا ہے کہ میرے بندوں کو تم نے کس حال میں چھوڑا؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا اور جب ہم گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

١٨٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ ' فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ ' قَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِيْ لَهٗ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ اِذَا قَامَ فِيْ مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ ' فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ ' فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ ' مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا. صحیح البخاری (٦٧٩)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ! جب حضرت ابوبکر آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے' لہٰذا حضرت عمر کے لیے فرمائیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' فرمایا: ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے حفصہ سے کہا کہ آپ عرض کریں کہ حضرت ابوبکر جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب لوگوں کو آواز نہ سنا سکیں گے' لہٰذا حضرت عمر کے لیے حکم فرمائیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' حفصہ نے ایسا ہی کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم حضرت یوسف والی عورتوں کی طرح ہو' ابو بکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' پس حضرت حفصہ نے حضرت عائشہ سے کہا: مجھے آپ سے کوئی بھلائی حاصل نہیں ہوئی۔ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انبیائے کرام کے بعد سب انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے انہیں شمع رسالت کے عدیم المثال پروانوں اور انبیائے کرام کے بعد سب یگانوں کا امام مقرر فرمایا۔ اپنے حکم سے اپنی موجودگی میں جسے امت محمدیہ کا امام بنایا۔ امامت صغریٰ کا تاج ان کے سر پر سجا کر بتایا کہ یہ تمہارا امام ہے بھلا اب امامت کبریٰ کے لیے اور کس پر نظر جا کر ٹھہرتی؟ صحابۂ کرام نے بالآخر حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ منتخب کر کے رسول اللہ ﷺ کے اشارے پر عمل کر کے دکھا دیا اور سب نے اس فیصلے کو جان و دل سے قبول کر لیا' کسی مسلمان کو اس پر نہ اس وقت اعتراض تھا اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے۔

١٩٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ ' عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ ' اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ ' فَسَارَّهٗ ' فَلَمْ يُدْرَ مَا سَارَّهٗ بِهٖ ' حَتّٰى جَهَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ' فَاِذَا هُوَ يَسْتَاْذِنُهٗ فِيْ قَتْلِ رَجُلٍ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ جَهَرَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ الرَّجُلُ بَلٰى ' وَلَا شَهَادَةَ لَهٗ ' فَقَالَ اَلَيْسَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ بَلٰى ' وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ ' فَقَالَ ﷺ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَهَانِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

حضرت عبید اللہ بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آ کر سرگوشی کی۔ ہمیں معلوم نہ ہوا کہ اس نے کان میں کیا بات کہی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آواز سے گویا ہوئے تو پتہ لگا کہ وہ ایک منافق کو قتل کرنے کی اجازت مانگتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آواز سے فرمایا کہ کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کا رسول ہے؟ اس آدمی نے کہا کیوں نہیں لیکن اس کی گواہی ناقابلِ اعتبار ہے۔ فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ عرض گزار ہوا: کیوں نہیں لیکن اس کی نماز نماز نہیں ہے۔ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

۱۹۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے دعا کی: "اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے" آپ کی یہ دعا ضرور قبول ہوئی ہو گی لہٰذا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کی تربت انور و روضۂ اطہر کو بت بنایا گیا ہو یا اس مقام آرام گاہ و خیرالانام کی عبادت کی گئی ہو؟ ہرگز آج تک ایسا نہیں ہوا اور نہ ہوسکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو اپنے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے جو بے پناہ محبت وعقیدت ہے اس کے باعث وہ شمع رسالت کی جانب آج بھی پروانہ وار دوڑتے چلے جاتے ہیں اور آقا کے قدموں میں پہنچ کر سکون قلب کی دولت پاتے ہیں کیونکہ ان کے پروردگار نے انہیں اس بارگاہ عالی میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا. (النساء:۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے پاس حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اس حکم خداوندی کے تحت اہل ایمان جب اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں محبوب پروردگار سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور جب تک وہاں نہ پہنچ سکیں تو شمع نبوت کے پروانوں کی بارگاہوں میں حاضر ہو کر رحمت خداوندی کے متلاشی رہتے اور عملاً ثابت کرتے ہیں کہ انہیں بھی اللہ کے پیاروں سے پیار ہے اور خدا کے دوستوں کو وہ بھی دوست رکھتے ہیں۔ جس طرح ساون کے اندھوں کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے ایسے ہی شرک فروش ٹولے کو اللہ والوں سے اظہار محبت وعقیدت کے سارے مناظر بھی شرک دکھائی دیتے ہیں۔ جس بارگاہ بے کس پناہ کی حاضری کا شرف حاصل کرنے کے لیے روزانہ ستر ہزار فرشتے شد رحال کر کے آتے اور صلوٰۃ وسلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ اس بارگاہ عالی تک رسائی ہو یا ان کے پیاروں خدا کے یاروں کی بارگاہ میں کوئی حاضری دے تو اس کا شرک سے کیا تعلق؟ معلوم نہیں کہ ان مہربانوں کے نزدیک خدا کا بھی کوئی مزار ہے کہ جس پر جانا توحید ہے اور دوسروں کے مزاروں پر جانا شرک۔ کاش! یہ حضرات مرنے سے پہلے عقیدت اور عبادت کے فرق کو جان لیں تاکہ یہ کرم فرما مسلمانوں کو مشرک اور مشرکوں بت پرستوں کو آقا و مولیٰ بنانے کی بیماری سے نجات پاسکیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعی اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے کہ وہ عمر بھر یہی کہتے رہیں:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۱۹۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِکٍ كَانَ یَؤُمُّ قَوْمَهٗ وَهُوَ اَعْمٰی، وَاَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهَا تَكُوْنُ الظُّلْمَةُ، وَالْمَطَرُ، وَالسَّیْلُ، وَاَنَا رَجُلٌ ضَرِیْرُ الْبَصَرِ، فَصَلِّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ بَیْتِیْ مَكَانًا

حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عتبان بن مالک اپنی قوم کی امامت کیا کرتے تھے اور وہ نابینا تھے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی تھی کہ اندھیرا، بارش اور سیلاب بھی آتا ہے اور میری بینائی بہت کمزور ہے تو یارسول اللہ! آپ میرے غریب خانے پر کسی جگہ نماز پڑھیے

اَتَّخِذُهُ مُصَلًّى ' فَجَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّيَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلٰى مَكَانٍ مِّنَ الْبَيْتِ ' فَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

صحیح البخاری (۴۲۵) صحیح مسلم (۱۴۸۔۱۴۹۔۱۴۹۴تا۱۴۹۶)

تا کہ میں اس جگہ کو جائے نماز بنا لوں' پس رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے اور فرمایا: تم کہاں پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟ پس انہوں نے گھر کے ایک جانب اشارہ کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی۔ف

ف: حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی کہ میرے گھر میں آپ کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تا کہ میں اس جگہ کو اپنے لیے سجدہ گاہ بنالوں۔ حضور نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ عتبان! بھلا اللہ اور اس کے رسول نے کہیں یہ حکم دیا ہے کہ اپنے گھر میں اس جگہ نماز پڑھو جہاں اللہ کے رسول نے پڑھی ہو اور نہ اس انداز فکر کو شرک و بدعت قرار دیا بلکہ ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے آپ نے ان کے گھر میں نماز ادا کی' تا کہ ان کی خواہش کے مطابق گھر میں ایک جگہ مقدس و متبرک ہو جائے اور وہ اسے اپنی عبادت گاہ بنالیں۔ عقیدت اور عبادت کے اس واضح فرق میں شرک فروش ٹولہ دھاندلی کر کے سچے اور پکے مسلمانوں کو مشرک بتانے اور منوانے کے لیے وقف ہو کر رہ گیا ہے۔

اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا۔ مدرسہ انوار التوحید میں شرک فروش ٹولے کے دو مولوی صاحبان بیٹھے تنہائی میں توحید کو پھیلانے اور شرک کو دنیا بھر سے مٹانے کی تدابیر پر غور فرما رہے تھے۔ ایک مولوی صاحب کا نام بدعت توڑ اور دوسرے کا شرک پھوڑ تھا' اثنائے گفتگو مولانا شرک پھوڑ صاحب فرمانے لگے: بھائی بدعت توڑ! دل چاہتا ہے کہ آج آپ سے دل کی بات کہہ دوں! یار بعض احادیث کو پڑھ کر میں حیران رہ جاتا ہوں کہ حضرات صحابۂ کرام جیسی ہستیوں کو ہو کیا گیا تھا؟ دیکھیے حضور تھوکتے تو وہ اسے حاصل کرنے کے لیے دوڑتے' حضور وضو فرماتے تو وہ مستعمل پانی کا ایک ایک قطرہ حاصل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے' اگر وہ مل جاتا تو فبہا ورنہ جس زمین پر گرتا اس گیلی مٹی کو لے کر اپنے جسم اور کپڑوں پر مل لیتے' حضور حجامت بنواتے تو وہ ایک ایک بال کو حاصل کرنے کی ایسے کوشش کرتے کہ گویا ابھی آپس میں لڑ پڑیں گے' اپنے گھر میں نماز بھی اس جگہ پڑھنا پسند کرتے جہاں حضور سے نماز پڑھوا لیتے' بھلا ان سے کون پوچھتا کہ جب ایسا کرنے کا اللہ اور رسول نے کوئی حکم نہیں دیا تو آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ یار سچی بات تو یہ ہے کہ اگر سچی بات کہہ دی جائے تو سارے مسلمان لٹھ لے کر ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے' ورنہ مجھے تو صحابہ بھی بالکل بریلوی ہی نظر آتے ہیں' زاویۂ نظر ان کا بھی شرک پسندانہ ہی تھا۔

اس کے بعد تھوڑی دیر تو منہ پر مہر سکوت لگائے رکھی اور پھر قفل دہن کھولتے ہوئے یوں گوہر افشانی فرماتے ہیں کہ بھائی بدعت توڑ! چلیے صحابہ تو اس لیے یہ دھندا کر رہے ہوں گے کہ ساری دنیا میں عاشق رسول مشہور ہو جائیں گے اور ان کے نام کا چاردانگ عالم میں ڈنکا بج جائے گا لیکن خود حضور کو کیا ہو گیا تھا کہ ان حرکتوں سے صحابہ کو منع نہ فرمایا؟ یار مجھے تو یوں لگتا ہے کہ بریلی والے مولوی کا حضور پر بھی جادو چل گیا تھا' حضور بھی اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئے تھے' شرک پسند سہی لیکن کم بخت کی باتوں میں رس بڑا ہے۔ بدعت توڑ مولانا نے لقمہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بھائی شرک پھوڑ! بریلی والا مولوی تو کل پرسوں پیدا ہوا تھا' وہ حضور کے زمانے میں کب تھا؟ مولانا شرک پھوڑ صاحب فرمانے لگے کہ یار میں تو یہی سمجھ سکا ہوں کہ توحید کے ساتھ ساتھ بریلویت بھی خود حضور نے پھیلائی ہے۔

اس کے بعد ایک سرد آہ بھرتے ہوئے مولانا شرک پھوڑ صاحب نے بڑے دردناک لہجے میں کہا: یار چلیے صحابہ ایسا کرتے رہے' حضور بھی اس دھندے کو تعظیم کے پردے میں چھپا کر خوش ہوتے رہے کہ میرا قیصر و کسریٰ سے بھی بڑھ کر احترام کیا جا رہا ہے اور وہ بھی دل کی گہرائیوں سے' لیکن معلوم نہیں خدا کو کیا ہو گیا تھا کہ اور ہزاروں احکام تو نازل فرماتا رہا لیکن ایک دفعہ بھی صحابہ سے یہ نہیں فرمایا کہ تعظیم کے پردے میں پوجا پاٹ کا یہ کاروبار بند کر دو۔ نہ اپنے نبی کو حکم دیا کہ صحابہ کو ایسا کرنے سے منع فرما دو۔ یار مجھے تو یوں

محسوس ہوتا ہے کہ خود خدا شرک پسند اور بریلویت نواز ہے اور خواہ مخواہ ساری مصیبت ہمارے سر پر ڈالی ہوئی ہے۔ مولانا شرک چھوڑ صاحب ابھی یہ جملہ ختم ہی کرنے پائے تھے کہ کسی کے آنے کی آہٹ محسوس ہوئی' نظر تو کوئی نہ آیا لیکن بلند آواز سے کوئی یہ کہہ رہا تھا:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم نبی
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

۱۹۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. صحیح البخاری (٤٧٥) صحیح مسلم (٥٤٧١)

عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا اور آپ نے ایک پیر کو دوسرے پر رکھا ہوا تھا۔

[۲۲۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَا يَفْعَلَانِ ذَلِكَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی طرح کیا کرتے تھے۔

[۲۲۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ لِإِنْسَانٍ إِنَّكَ فِي زَمَانٍ كَثِيرٌ فُقَهَاؤُهُ قَلِيلٌ قُرَّاؤُهُ، تُحْفَظُ فِيهِ حُدُودُ الْقُرْآنِ، وَتُضَيَّعُ حُرُوفُهُ، قَلِيلٌ مَنْ يَسْأَلُ، كَثِيرٌ مَنْ يُعْطِي، يُطِيلُونَ فِيهِ الصَّلَاةَ، وَيَقْصُرُونَ الْخُطْبَةَ، يُبَدُّونَ أَعْمَالَهُمْ قَبْلَ أَهْوَائِهِمْ، وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، قَلِيلٌ فُقَهَاؤُهُ كَثِيرٌ قُرَّاؤُهُ، يُحْفَظُ فِيهِ حُرُوفُ الْقُرْآنِ، وَتُضَيَّعُ حُدُودُهُ، كَثِيرٌ مَنْ يَسْأَلُ، قَلِيلٌ مَنْ يُعْطِي، يُطِيلُونَ فِيهِ الْخُطْبَةَ، وَيَقْصُرُونَ الصَّلَاةَ، يُبَدُّونَ فِيهِ أَهْوَاءَهُمْ قَبْلَ أَعْمَالِهِمْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ تم ایسے زمانے میں ہو کہ اب عالم بہت ہیں اور الفاظ کی لکیر کو پیٹنے والے کم' قرآنی حدود کی حفاظت کی جاتی ہے اور حروف کو ضائع کر دیا جاتا ہے' مانگنے والے کم اور دینے والے زیادہ ہیں' نمازیں لمبی پڑھتے ہیں اور تقریریں مختصر کرتے ہیں' خواہشات کے آڑے آنے سے پہلے عمل کر گزرتے ہیں۔ لیکن عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ عالم کم ہوں گے اور پڑھنے والے زیادہ' قرآن حکیم کے حروف کو محفوظ کریں گے اور اس کی حدود کو ضائع کریں گے' مانگنے والے بہت ہوں گے اور دینے والے کم' تقریریں لمبی لمبی جھاڑیں گے اور نمازیں مختصر پڑھیں گے اور ان کی خواہشات ان کے اعمال پر غالب ہوں گی۔

۱۹٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَوَّلَ مَا يُنْظَرُ فِيهِ مِنْ عَمَلِ الْعَبْدِ الصَّلَاةُ، فَإِنْ قُبِلَتْ مِنْهُ نُظِرَ فِيمَا بَقِيَ مِنْ عَمَلِهِ، وَإِنْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ لَمْ يُنْظَرْ فِي شَيْءٍ مِنْ عَمَلِهِ. سنن ابو داؤد (٨٦٤) سنن ترمذی (٤١٣) سنن نسائی (۴۶۳) سنن ابن ماجہ (١٤٢٥)

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ بندے کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز دیکھی جائے گی۔ اگر یہ ہوئی تو باقی اعمال دیکھے جائیں گے اور اگر یہی قبول نہ ہوئی تو دوسرا کوئی عمل نہیں دیکھا جائے گا۔

۱۹٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي يَدُومُ عَلَيْهِ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو وہ عمل سب سے پسند ہے جس کو آدمی ہمیشہ کرے۔

صَاحِبُهُ. صحیح البخاری (٦٤٦٢)

١٩٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَجُلَانِ أَخَوَانِ، فَهَلَكَ أَحَدُهُمَا قَبْلَ صَاحِبِهِ بِأَرْبَعِينَ لَيْلَةً فَذُكِرَتْ فَضِيلَةُ الْأَوَّلِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ أَلَمْ يَكُنِ الْآخَرُ مُسْلِمًا؟ قَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَانَ لَا بَأْسَ بِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا يُدْرِيكُمْ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ، إِنَّمَا مَثَلُ الصَّلَاةِ كَمَثَلِ نَهْرٍ غَمْرٍ عَذْبٍ بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَقْتَحِمُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا تَرَوْنَ ذَلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ مَا بَلَغَتْ بِهِ صَلَاتُهُ. صحیح البخاری (٥٢٨) صحیح مسلم (١٥٢٠)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دو سگے بھائیوں نے چالیس روز آگے پیچھے وفات پائی۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلے کی تعریف کی۔ فرمایا: کیا دوسرا مسلمان نہیں؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں، برائی اس میں بھی کوئی نہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں کیا معلوم کہ نماز نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہو؟ بے شک نماز کی مثال نہر جیسی ہے جو کسی کے دروازے کے سامنے بہے، وہ روزانہ اس میں پانچ وقت غوطے لگائے، کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی؟ پس تمہیں نہیں معلوم کہ نماز کہاں پہنچا دیتی ہے۔

[٢٢٣] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ إِذَا مَرَّ عَلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَبِيعُ فِي الْمَسْجِدِ دَعَاهُ، فَسَأَلَهُ مَا مَعَكَ؟ وَمَا تُرِيدُ؟ فَإِنْ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَبِيعَهُ، قَالَ عَلَيْكَ بِسُوقِ الدُّنْيَا، وَإِنَّمَا هَذَا سُوقُ الْآخِرَةِ.

عطاء بن یسار جب ایسے شخص کے پاس سے گزرتے جو مسجد میں سودا بیچتا تو اسے اپنے پاس بلاتے اور فرماتے کہ تمہارے پاس کیا ہے اور تم کیا چاہتے ہو؟ اگر وہ بتاتا کہ میں سودا بیچتا ہوں، تو فرماتے کہ تجھے دنیا کے بازار میں جانا چاہیے اور یہ تو آخرت کا بازار ہے۔

[٢٢٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَنَى رَحْبَةً فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ، وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَلْغَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْ يَرْفَعَ صَوْتَهُ، فَلْيَخْرُجْ إِلَى هَذِهِ الرَّحْبَةِ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کے کسی گوشے میں ایک جگہ بنادی جس کو بطیحاء کہا جاتا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا شعر پڑھے یا آواز بلند کرے تو اسے اس جگہ چلا جانا چاہیے۔

٢٥- بَابُ جَامِعِ التَّرْغِيبِ فِي الصَّلَاةِ

نماز کی ترغیب کا بیان

١٩٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرُ الرَّأْسِ يُسْمَعُ دَوِيُّ صَوْتِهِ، وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُولُ، حَتَّى دَنَا، فَإِذَا هُوَ يَسْأَلُ عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ؟ قَالَ لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ؟ قَالَ لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الزَّكَاةَ، فَقَالَ

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نجد والوں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، گنگناہٹ کی طرح بول رہا تھا اور پتہ نہیں لگتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ آپ کے نزدیک ہوا تو اس نے اسلام کے متعلق پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ رات دن میں پانچ نمازیں، عرض گزار ہوا کہ کیا ان کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ فرمایا کہ کچھ نہیں مگر جو تم اپنی خوشی سے پڑھو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ماہ رمضان کے روزے، عرض کی کہ کیا ان کے علاوہ بھی مجھ پر اور ہیں؟ فرمایا: نہیں مگر جو تم اپنی

هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا؟ قَالَ لَا، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ، قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَا أَنْقُصُ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفْلَحَ الرَّجُلُ إِنْ صَدَقَ.

صحیح البخاری (٤٦) صحیح مسلم (١٠٠، ١٠١)

خوشی سے رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کے لیے بھی فرمایا۔ اس نے پوچھا کہ کیا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کچھ ہے؟ فرمایا: نہیں مگر جو تم اپنی مرضی سے دو۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ خدا کی قسم! میں ان پر کوئی اضافہ یا کمی نہیں کروں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ آدمی سچ کہتا ہے تو نجات پا گیا۔

۱۹۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ، إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ مَكَانَ كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ، فَارْقُدْ، فَإِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ، فَأَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ.

(صحیح البخاری (١١٤٢) صحیح مسلم (١٨١٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سوتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے، ہر گرہ لگاتے وقت کہتا ہے کہ ابھی رات بہت پڑی ہے سو جا، جب وہ جاگ اٹھے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے، اگر وہ وضو کرے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے، پس وہ صبح کرتا ہے کہ ہشاش بشاش اور خوش مزاج ہوتا ہے ورنہ ایسی حالت میں صبح کرتا ہے کہ بد مزاج اور کاہل ہوتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۰- كِتَابُ الْعِيْدَيْنِ

عیدین کا بیان

۱- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الْعِيْدَيْنِ وَالنِّدَاءِ فِيْهِمَا وَالْإِقَامَةِ

عیدین کے لئے غسل کرنا

۱۹۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ يَقُوْلُ لَمْ يَكُنْ فِيْ عِيْدِ الْفِطْرِ، وَلَا فِي الْأَضْحٰى نِدَاءٌ، وَلَا إِقَامَةٌ مُنْذُ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْيَوْمِ.

امام مالک نے کتنے ہی علماء کو فرماتے ہوئے سنا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ سے آج تک اذان و اقامت نہیں ہوئی۔

قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا. صحیح البخاری (٩٦٠) صحیح مسلم (٢٠٤٦، ٢٠٤٧)

امام مالک نے فرمایا: یہ ایسی سنت ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں۔

[٢٢٥] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلّٰى

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے روز عید گاہ میں جانے سے پہلے غسل کیا کرتے۔

۲- بَابُ الْأَمْرِ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فِي الْعِيْدَيْنِ

عیدین میں خطبے سے پہلے نماز کا حکم

٢٠٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْأَضْحٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ. صحیح البخاری (٩٥٧) صحیح مسلم (٢٠٤٩)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز خطبے سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔

٢٠١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانَا يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ.

(صحیح البخاری (٩٦٤) صحیح مسلم (٢٠٤١)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اسی طرح کیا کرتے۔

٢٠٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَصَلّٰى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ النَّاسَ، فَقَالَ إِنَّ هٰذَيْنِ يَوْمَانِ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِمَا يَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ، وَالْآخَرُ يَوْمٌ تَأْكُلُوْنَ فِيْهِ مِنْ نُسُكِكُمْ.

صحیح البخاری (١٩٩٠) صحیح مسلم (٢٦٦٦)

ابوعبید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید پڑھی جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ ان دنوں کے روزے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ عید الفطر کے روز تم روزے موقوف کرتے ہو اور عید الاضحیٰ کے روز اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔

٢٠٣- قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَجَاءَ، فَصَلّٰى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ وَقَالَ إِنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيْ يَوْمِكُمْ هٰذَا عِيْدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْ أَهْلِ الْعَالِيَةِ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ فَلْيَنْتَظِرْهَا، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ، فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

سنن ابوداؤد (١٠٧٠) سنن ابن ماجہ (١٣١٠)

ابوعبید نے فرمایا کہ پھر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید پڑھی وہ آئے اور نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: آج تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں لہٰذا گاؤں کے رہنے والوں میں سے جو نماز جمعہ کا انتظار کرنا چاہے تو اسے انتظار کرنا چاہیے اور جو واپس لوٹنا چاہے تو میں اسے اجازت دیتا ہوں۔

قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ (وَعُثْمَانُ مَحْصُوْرٌ)، فَجَاءَ، فَصَلّٰى، ثُمَّ انْصَرَفَ فَخَطَبَ.

ابوعبید کا بیان ہے کہ پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز عید پڑھی (اور حضرت عثمان محصور تھے) وہ آئے اور انہوں نے نماز پڑھائی پھر جب فارغ ہوئے تو خطبہ دیا۔

٣- بَابُ الْأَمْرِ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الْغُدُوِّ فِي الْعِيْدِ

عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا

٢٠٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ يَوْمَ عِيْدِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ. صحیح البخاری (٩٥٣)

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ عروہ بن زبیر عید الفطر کی نماز سے پہلے کھانا کھالیا کرتے تھے۔

[٢٢٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يُؤْمَرُوْنَ بِالْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْغُدُوِّ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی جنہیں سعید بن مسیب نے بتایا کہ عید الفطر کے روز لوگوں کو نماز سے پہلے کھانا کھانے کا حکم دیا جاتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا أَرَى ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ فِي الْأَضْحٰى.

امام مالک نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے روز میں اسے ضروری نہیں سمجھتا۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ فِيْ صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ

نمازِ عید میں تکبیریں اور قرآن

۲۰۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدِ الْمَازِنِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ، فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ بِـ: ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ﴾ (ق:۱) و﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (القمر:۱) صحیح مسلم (۲۰۵۶-۲۰۵۷)

حضرت عمر نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں رسول اللہ ﷺ کونسی سورتیں پڑھا کرتے تھے؟ فرمایا کہ آپ سورۂ "ق والقران المجید" اور "اقتربت الساعۃ" سورۂ القمر پڑھا کرتے تھے۔

۲۰۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ شَهِدْتُ الْأَضْحٰى، وَالْفِطْرَ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَكَبَّرَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولٰى سَبْعَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَفِي الْآخِرَةِ خَمْسَ تَكْبِيرَاتٍ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ. سنن ابوداؤد (۱۱٤۹)

نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ میں نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز حضرت ابو ہریرہ کے ساتھ پڑھی تو انہوں نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا: ہماری تحقیق بھی یہی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَجَدَ النَّاسَ قَدِ انْصَرَفُوا مِنَ الصَّلٰوةِ يَوْمَ الْعِيدِ إِنَّهُ لَا يَرٰى عَلَيْهِ صَلٰوةً فِي الْمُصَلّٰى، وَلَا فِي بَيْتِهِ، وَإِنَّهُ إِنْ صَلّٰى فِي الْمُصَلّٰى، أَوْ فِي بَيْتِهِ لَمْ أَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا، وَيُكَبِّرُ سَبْعًا فِي الْأُولٰى قَبْلَ الْقِرَاءَةِ، وَخَمْسًا فِي الثَّانِيَةِ قَبْلَ الْقِرَاءَةِ.

امام مالک نے اس کے بارے میں فرمایا: جس نے دیکھا کہ لوگ نمازِ عید پڑھ چکے ہیں تو اس کے لیے اب عیدگاہ یا گھر میں نمازِ عید پڑھنا ضروری نہیں اور اگر اس نے عیدگاہ یا گھر میں نماز پڑھ لی تب بھی کوئی حرج نہیں لہٰذا پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہے۔ف

ف: امام ابوحنیفہ اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک نمازِ عیدین فرض ہے مانند نمازِ جمعہ کے' لیکن امام ابوحنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ واجب ہے۔ امام مالک بھی وجوب کے قائل ہیں' صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ نماز سنت مؤکدہ ہے' نمازِ عیدین کی زائد تکبیروں میں روایات کی رو سے بہت اختلاف ہے' امامِ اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں رکعتوں میں چھ زائد تکبیریں کہی جائیں یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے تین زائد تکبیریں' ہر تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھا کر کانوں سے لگائے جائیں گے اور چھوڑ دیئے جائیں گے ماسوائے پہلی رکعت کی تیسری زائد تکبیر کے۔ اس کے بعد مقتدی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جائیں اور امام کی قرأت سنیں' عیدین کا خطبہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے جو مسنون ہے۔

٥- بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

عیدین کی نماز سے پہلے یا بعد میں نوافل پڑھنے کی ممانعت

۲۰۷- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ، وَلَا بَعْدَهَا. صحیح البخاری (۹۸۹) صحیح مسلم (۲۰۵٤-۲۰۵۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید الفطر کے روز نماز عید سے پہلے اور بعد نفل نہیں پڑھا کرتے تھے۔

[۲۲۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَغْدُوْ إِلَى الْمُصَلّٰى، بَعْدَ أَنْ يُصَلِّيَ الصُّبْحَ، قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب نماز فجر کے بعد سورج نکلنے سے پہلے ہی عیدگاہ کے لیے روانہ ہو جایا کرتے تھے۔

٦- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدَيْنِ وَبَعْدَهُمَا

نمازِ عیدین سے پہلے اور ان کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت

[۲۲۸] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، أَنَّ أَبَاهُ الْقَاسِمَ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ أَنْ يَغْدُوَ إِلَى الْمُصَلّٰى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ.

عبدالرحمٰن بن قاسم کا بیان ہے کہ قاسم بن محمد عیدگاہ جانے سے پہلے چار رکعت نفل پڑھا کرتے تھے۔

[۲۲۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ يَوْمِ الْفِطْرِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فِي الْمَسْجِدِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر عید الفطر کے روز نماز عید سے پہلے مسجد میں نفل پڑھا کرتے تھے۔

٧- بَابُ غُدُوِّ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيْدِ وَانْتِظَارِ الْخُطْبَةِ

امام کے لیے نمازِ عید کو جانے کا وقت اور خطبے کا انتظار کرنا

[۲۳۰] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ مَضَتِ السُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا فِيْ وَقْتِ الْفِطْرِ، وَالْأَضْحٰى، أَنَّ الْإِمَامَ يَخْرُجُ مِنْ مَنْزِلِهٖ قَدْرَ مَا يَبْلُغُ مُصَلَّاهُ، وَقَدْ حَلَّتِ الصَّلٰوةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عید الفطر کا وقت ایسی سنت ہے جس کے متعلق ہم میں کوئی اختلاف نہیں۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ، هَلْ لَهُ أَنْ يَنْصَرِفَ قَبْلَ أَنْ يَسْمَعَ الْخُطْبَةَ؟ فَقَالَ لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے امام کے ساتھ نماز پڑھی کیا، وہ خطبہ سننے سے پہلے لوٹ سکتا ہے؟ فرمایا کہ امام کے لوٹنے تک واپس نہ لوٹے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١١- كِتَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا بیان

١- بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

نمازِ خوف کا بیان

۲۰۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ، أَنَّ طَائِفَةً

حضرت صالح بن خوات رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات الرقاع میں نماز خوف ادا کی کہ کچھ لوگوں نے آپ کے پیچھے صف بندی کر لی اور

صَفَّتْ مَعَهُ وَصَفَّتْ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، فَصَلَّى بِالَّتِيْ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ انْصَرَفُوا، فَصَفُّوا وِجَاهَ الْعَدُوِّ، وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْأُخْرَى، فَصَلَّى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ، ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمْ، ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

صحیح البخاری (٤١٢٩) صحیح مسلم (١٩٤٥)

کچھ حضرات دشمن کے بالمقابل صف آرا رہے۔ پس جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے ایک رکعت باجماعت پڑھی' پھر آپ کھڑے رہے اور انہوں نے اپنی دوسری رکعت خود پوری کی' جب فارغ ہوئے تو یہ دشمن کے بالمقابل جا ڈٹے اور دوسری جماعت آ گئی' پس آپ نے انہیں وہ ایک رکعت پڑھائی جو آپ کی نماز سے باقی رہ گئی تھی' پھر آپ کھڑے رہے اور ان حضرات نے خود اپنی نماز پوری کی' پھر ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔

٢٠٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ أَبِيْ حَثْمَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّ صَلَاةَ الْخَوْفِ، أَنْ يَقُوْمَ الْإِمَامُ وَمَعَهُ طَائِفَةٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، وَطَائِفَةٌ مُّوَاجِهَةَ الْعَدُوِّ، فَيَرْكَعُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَيَسْجُدُ بِالَّذِيْنَ مَعَهُ، ثُمَّ يَقُوْمُ، فَإِذَا اسْتَوٰى قَائِمًا ثَبَتَ، وَأَتَمُّوا لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُوْنَ وَيَنْصَرِفُوْنَ، وَالْإِمَامُ قَائِمٌ، فَيَكُوْنُوْنَ وِجَاهَ الْعَدُوِّ، ثُمَّ يُقْبِلُ الْآخَرُوْنَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا، فَيُكَبِّرُوْنَ وَرَاءَ الْإِمَامِ، فَيَرْكَعُ بِهِمُ الرَّكْعَةَ وَيَسْجُدُ، ثُمَّ يُسَلِّمُ، فَيَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمُ الرَّكْعَةَ الْبَاقِيَةَ، ثُمَّ يُسَلِّمُوْنَ.

صحیح البخاری (٤١٣١) صحیح مسلم (١٩٤٤_١٩٤٥)

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز خوف یوں روایت ہے کہ امام کھڑا ہو جائے اور ساتھیوں کا ایک گروہ اس کے ساتھ نماز پڑھے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے پر رہے۔ پس امام ایک رکعت پڑھائے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو جائے' جب وہ سیدھا کھڑا ہو جائے تو یہ لوگ اپنی دوسری رکعت خود پوری کر کے سلام پھیر دیں اور لوٹ جائیں' امام کھڑا رہے اور یہ دشمن کے مقابلے پر جا پہنچیں' پھر دوسرے حضرات جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آ جائیں اور امام کے پیچھے تکبیر تحریمہ آ کہیں' امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور سجدہ کر کے سلام پھیر دے' پس وہ کھڑے ہو کر اپنی باقی ایک رکعت پوری کر لیں اور پھر سلام پھیر دیں۔

٢١٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ، فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً، وَتَكُوْنُ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا، فَإِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً اسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا، وَلَا يُسَلِّمُوْنَ، وَيَتَقَدَّمُ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا، فَيُصَلُّوْنَ مَعَهُ رَكْعَةً، ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ، وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَتَقُوْمُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ، فَيُصَلُّوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَنْصَرِفَ الْإِمَامُ، فَيَكُوْنُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ قَدْ صَلَّوْا رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ كَانَ خَوْفًا هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب نماز خوف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ امام نماز کے لیے آگے بڑھے اور لوگوں میں سے ایک گروہ' پس امام ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرا گروہ جس نے نماز نہیں پڑھی وہ ان کے اور دشمن کے درمیان حائل رہے' جب یہ لوگ ایک رکعت پڑھ لیں تو ان لوگوں کی جگہ پر جا پہنچیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں' اب وہ آگے بڑھیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں' پھر امام فارغ ہو جائے کیونکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا' دونوں فریق ایک ایک اب اپنے آپ پڑھنے کھڑے ہوں امام کے فارغ ہونے کے بعد' اس طرح ہر گروہ کی دو رکعتیں ہو جائیں گی' اگر خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو لوگ اپنے

اَقْدَامِهِمْ ' اَوْ رُكْبَانًا مُسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا.

قدموں پر کھڑے ہی یا سواری پر نماز پڑھ لیں اور منہ خواہ قبلہ کی جانب ہو یا نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَا اَرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ اِلَّا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. صحیح البخاری (٤٥٣٥)

امام مالک' نافع نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اسے رسول اللہ ﷺ ہی سے روایت کیا ہوگا۔

۲۱۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهُ قَالَ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ ' حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ. صحیح البخاری (٥٩٦) صحیح مسلم (١٤٢٨-١٤٢٩)

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جنگ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے آفتاب غروب ہونے کے بعد ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔

قَالَ مَالِكٌ وَحَدِيْثُ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قاسم بن محمد نے صالح بن خوات سے جو روایت کی وہ نماز خوف کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۲- كِتَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

نمازِ کسوف کا بیان

۱- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ

نمازِ کسوف کا طریقہ

۲۱۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ ' فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ' ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ' ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ' وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ' وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ' ثُمَّ رَفَعَ فَسَجَدَ ' ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ' ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ ' فَخَطَبَ النَّاسَ ' فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ' ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ ' وَلَا لِحَيَاتِهِ ' فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ ' فَادْعُوا اللّٰهَ ' وَكَبِّرُوْا ' وَتَصَدَّقُوْا. ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ ' اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهُ ' يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا ' وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا. صحیح البخاری (٢٠٨٦) صحیح مسلم (٩٠١)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی' جب قیام میں کھڑے ہوئے تو لمبا قیام کیا' پھر لمبا رکوع کیا' پھر کھڑے ہو کر لمبا قیام کیا لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر لمبا رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر اٹھے اور سجدہ کیا' پھر دوسری رکعت میں پہلی کی طرح کیا' پھر جب فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں یہ کسی کی موت اور زندگی کے باعث نہیں گہناتے۔ جب تم ایسا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو' اس کی بزرگی بیان کرو اور خیرات دو' پھر فرمایا کہ اے امتِ محمد! خدا کی قسم! تم میں سے اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں کہ اس کا غلام یا اس کی لونڈی زنا کرے۔ اے امتِ محمد! خدا کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو ضرور کم ہنستے اور یقیناً زیادہ روتے۔

۲۱۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ

عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ، قَالَ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ، وَلَا لِحَيَاتِهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ، فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا، وَرَأَيْتُ النَّارَ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ، وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ، قَالُوْا لِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لِكُفْرِهِنَّ. قِيْلَ أَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ وَيَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ، وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلٰى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

صحیح البخاری (۱۰۵۲) صحیح مسلم (۲۱۰۶-۲۱۰۷)

سورج کو گرہن لگا تو رسول اللہ ﷺ اور لوگوں نے نماز پڑھی' آپ نے طویل قیام کیا سورۃ البقرہ پڑھنے کے برابر' پھر طویل رکوع کیا' پھر اٹھے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدہ کیا' پھر کھڑے ہو گئے اور طویل قیام کیا جو پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا لیکن وہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر سجدہ کیا جب فارغ ہوئے تو آفتاب روشن ہو چکا تھا' لہٰذا فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں' یہ کسی کی موت اور زندگی سے نہیں گہناتے' جب تم ایسا دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو' لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ آپ اپنی جگہ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے تھے' پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے ہاتھ روک لیا۔ فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک گچھے کو لینا چاہا' اگر میں اسے پکڑ لاتا تو تم رہتی دنیا تک کھاتے رہتے' پھر میں نے دوزخ کو دیکھا اور آج سے زیادہ ہولناک منظر پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ دوزخ میں عورتیں زیادہ ہیں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ کس لیے؟ فرمایا کہ ان کی ناشکری کے باعث' عرض کی گئی کہ کیا وہ اللہ کی ناشکر گزار ہیں؟ فرمایا: وہ خاوند کی ناشکری اور احسانات کا انکار کرتی ہیں۔ اگر تم عمر بھر کسی کے ساتھ نیکی کرتے رہو اور اسے ایک ہی تکلیف پہنچ جائے تو کہہ دے گی کہ مجھے کبھی تم سے بھلائی پہنچی ہی نہیں۔

۲۱۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَائِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَرْكَبًا، فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَرَجَعَ ضُحًى، فَمَرَّ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ الْحُجَرِ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ، وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ ان سے سوال کرنے آئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ رکھے' پس حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے' پھر ایک روز رسول اللہ ﷺ سوار ہو کر نکلے' پھر سورج کو گرہن لگ گیا' لہٰذا آپ دن چڑھے واپس لوٹ آئے اور حجروں کے پیچھے سے گزرے۔ پھر آپ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے

فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَسَجَدَ ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَفَعَ ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ، وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ، ثُمَّ رَفَعَ ، ثُمَّ سَجَدَ ، ثُمَّ انْصَرَفَ ، فَقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ، ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

صحیح البخاری (۱۰۵۰) صحیح مسلم (۲۰۹۶، ۲۰۹۵)

تھے' پھر آپ نے طویل قیام کیا' پھر طویل رکوع کیا' پھر اٹھے تو طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا لیکن یہ پہلے رکوع سے کم تھا' پھر اٹھے اور سجدہ کیا' پھر کھڑے ہو کر طویل قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر طویل رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا' پھر اٹھے اور طویل قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم طویل تھا' پھر رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم طویل تھا' پھر اٹھے' پھر سجدہ کیا' پھر فارغ ہوئے تو فرمایا اور جو اللہ نے چاہا وہ فرمایا' پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ عذاب قبر سے پناہ مانگا کریں۔

۲- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صَلٰوۃِ الْکُسُوْفِ

نمازِ کسوف کے بارے میں روایات

۲۱۵- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ ، عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ، اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ عَائِشَةَ ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ، حِيْنَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ، فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يُصَلُّوْنَ ، وَاِذَا هِيَ قَائِمَةٌ تُصَلِّيْ ، فَقُلْتُ مَا لِلنَّاسِ؟ فَاَشَارَتْ بِيَدِهَا نَحْوَ السَّمَآءِ وَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ ، فَقُلْتُ اٰيَةٌ؟ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَنْ نَعَمْ. قَالَتْ فَقُمْتُ حَتّٰى تَجَلَّانِی الْغَشْیُ ، وَجَعَلْتُ اَصُبُّ فَوْقَ رَاْسِیْ الْمَآءَ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ كُنْتُ لَمْ اَرَهُ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا ، حَتَّى الْجَنَّةُ وَالنَّارُ ، وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ مِثْلَ ، اَوْ قَرِيْبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ (لَا اَدْرِیْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ). يُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ ، اَوِ الْمُوْقِنُ ، (لَا اَدْرِیْ اَیَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ). فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهُدٰى ، فَاَجَبْنَا وَاٰمَنَّا وَاتَّبَعْنَا ، فَيُقَالُ لَهٗ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُؤْمِنًا ، وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ (لَا اَدْرِیْ اَيَّتَهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ). فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا ،

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق سے روایت ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی جب کہ سورج کو گرہن لگا ہوا تھا تو لوگ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور یہ بھی نماز میں کھڑی تھیں' میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا ہوا؟ پس انہوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی جانب اشارہ کیا اور سبحان اللہ کہا۔ میں نے کہا کوئی نشانی ہے؟ تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا' ان کا بیان ہے کہ میں کھڑی ہوئی تو مجھ پر غشی طاری ہونے لگی' لہٰذا میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی' پھر رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر فرمایا کہ جن چیزوں کو میں نے دیکھا نہیں تھا انہیں اس مقام پر آج میں نے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی کی گئی ہے کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی فتنہ دجال کی طرح یا اس کے لگ بھگ (مجھے نہیں معلوم کہ دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سی بات کہی) تم میں سے ہر کسی کے پاس دو فرشتے آئیں گے۔ کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا جانتا ہے؟ جو مومن یا یقین رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ کہا) وہ کہے گا کہ یہ تو محمد رسول اللہ ہیں جو ہمارے پاس کھلی نشانیاں اور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے پس ہم نے ان کی دعوت قبول کی' ان پر ایمان لائے اور ان کی پیروی کی۔ اس

تخريجه: صحيح البخاري (١٨٤) صحيح مسلم (٢١٠٠-٢١٠١)

سے کہا جائے گا کہ آرام کی نیند سو جاؤ' ہمیں معلوم تھا کہ تم صاحب ایمان ہو' اگر وہ منافق یا شک رکھنے والا ہوگا (معلوم نہیں دونوں میں سے حضرت اسماء نے کون سا لفظ فرمایا) وہ کہے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں' میں جو کچھ لوگوں سے سنتا وہی کہہ دیا کرتا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

١٣ - كِتَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کا بیان

١ - بَابُ الْعَمَلِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کا طریقہ

٢١٦ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبَّادَ بْنَ تَمِيْمٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ الْمَازِنِيَّ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْمُصَلّٰى، فَاسْتَسْقٰى، وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

صحيح البخاري (١٠١٢) صحيح مسلم (٢٠٧٠-٢٠٧٢)

عباد بن تمیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نماز استسقاء کے لیے نکلے اور جب آپ نے قبلہ کی جانب رخ کیا تو اپنی چادر کو الٹ دیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ صَلٰوةِ الْإِسْتِسْقَاءِ كَمْ هِيَ؟ فَقَالَ رَكْعَتَانِ، وَلٰكِنْ يَبْدَأُ الْإِمَامُ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَخْطُبُ قَائِمًا، وَيَدْعُوْ، وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، وَيُحَوِّلُ رِدَاءَهُ حِيْنَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ، وَيَجْهَرُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بِالْقِرَاءَةِ، وَإِذَا حَوَّلَ رِدَاءَهُ جَعَلَ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ، وَالَّذِيْ عَلٰى شِمَالِهِ عَلٰى يَمِيْنِهِ، وَيُحَوِّلُ النَّاسُ أَرْدِيَتَهُمْ إِذَا حَوَّلَ الْإِمَامُ رِدَاءَهُ، وَيَسْتَقْبِلُوْنَ الْقِبْلَةَ، وَهُمْ قُعُوْدٌ.

امام مالک سے نمازِ استسقاء کے متعلق پوچھا گیا کہ کتنی ہے؟ تو فرمایا کہ دو رکعتیں ہیں لیکن امام خطبے سے پہلے نماز پڑھائے' جب دو رکعتیں پڑھ لیں تو خطبہ دے اور کھڑے کھڑے دعا کرے اور قبلہ رو ہو جائے اور قبلہ رو ہوتے وقت اپنی چادر کو الٹ دے اور دونوں رکعتوں میں آواز سے قرأت پڑھے اور جب چادر کو الٹے تو جو حصہ دائیں جانب ہے اسے بائیں جانب کرے اور جو بائیں جانب ہے اسے دائیں جانب الٹ لے اور جب امام اپنی چادر کو الٹے تو مقتدی بھی اپنی چادریں الٹ لیں اور قبلہ رو ہو کر بیٹھیں۔

٢ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ

نمازِ استسقاء کے بارے میں روایات

٢١٧ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اسْتَسْقٰى قَالَ أَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ.

سنن ابوداؤد (١١٧٦)

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز استسقاء پڑھتے تو یوں دعا کرتے: اے اللہ! اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے مرے ہوئے ملک کو زندہ کر۔

٢١٨ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر

رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ ، وَتَقَطَّعَتِ السُّبُلُ ، فَادْعُ اللّٰهَ ، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَمُطِرْنَا مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ ، قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ ، وَهَلَكَتِ الْمَوَاشِيْ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ ظُهُوْرَ الْجِبَالِ ، وَالْاٰكَامِ ، وَبُطُوْنَ الْاَوْدِيَةِ ، وَمَنَابِتَ الشَّجَرِ قَالَ فَانْجَابَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ انْجِيَابَ الثَّوْبِ .

صحیح البخاری (۱۰۱۳) صحیح مسلم (۲۰۷۵)

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ فَاتَتْهُ صَلٰوةُ الْاِسْتِسْقَاءِ ، وَاَدْرَكَ الْخُطْبَةَ ، فَاَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَهَا فِي الْمَسْجِدِ ، اَوْ فِيْ بَيْتِهٖ اِذَا رَجَعَ ، قَالَ مَالِكٌ هُوَ مِنْ ذٰلِكَ فِيْ سَعَةٍ اِنْ شَاءَ فَعَلَ ، اَوْ تَرَكَ .

گزارش کی: یا رسول اللہ! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے لہٰذا اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو اس جمعے سے اگلے جمعے تک بارش ہوتی رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! گھر گر گئے، راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے یوں دعا کی: اے اللہ! پہاڑوں اور ٹیلوں پر، میدانی علاقوں میں اور جنگلات پر بارش برسا، راوی کا بیان ہے کہ مدینہ منورہ کے اوپر سے بادل یوں پھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹتا ہے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس سے نماز استسقاء رہ گئی اور خطبے میں شامل ہو گیا اور واپس لوٹنے پر وہ مسجد یا گھر میں نماز پڑھنا چاہے؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس میں گنجائش ہے چاہے پڑھے چاہے نہ پڑھے۔

۳- بَابُ الْاِسْتِمْطَارِ بِالنُّجُوْمِ

بارش کو ستاروں کی وجہ سے جاننا

۲۱۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ ، اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى اِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ . فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ؟ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ ، وَكَافِرٌ بِيْ . فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ . وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا ، فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ .

صحیح البخاری (٧٤٦) صحیح مسلم (٢٢٨)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں مقام حدیبیہ میں بھیگی زمین پر نماز فجر پڑھائی کیونکہ بارش ہوئی تھی۔ جب فارغ ہوئے تو لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں نے یوں صبح کی کہ کچھ ایمان والے رہے اور کچھ کافر ہو گئے۔ جس نے کہا کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ان کا مجھ پر ایمان رہا اور ستاروں کے منکر ہوئے اور جس نے کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے باعث بارش برسی تو وہ میرے منکر ہوئے اور ستاروں پر ایمان لے آئے۔

۲۲۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اَنْشَاَتْ بَحْرِيَّةً ، ثُمَّ تَشَاءَمَتْ ، فَتِلْكَ عَيْنٌ غُدَيْقَةٌ .

(رسالہ وصل البلاغات الاربع فی الموطا لابن الصلاح ج ۱ ص ۲۵)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: جب ابر سمندر کی جانب سے اٹھ کر شام کی طرف جانے لگے تو وہ بھرپور چشمہ ہے۔

[۲۲۱]اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ، اَنَّ اَبَا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابو ہریرہ فرمایا کرتے:

هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ، وَقَدْ مُطِرَ النَّاسُ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ الْفَتْحِ، ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ﴾ (فاطر:٢).

جب صبح ہوا اور لوگوں پر بارش برس جائے تو ہم پر رحمت کی بارش ہوئی اور یہ آیت پڑھتے: "اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں"۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۴- كِتَابُ الْقِبْلَةِ

قبلہ کا بیان

۱- بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْإِنْسَانُ عَلٰى حَاجَتِهِ

بول و براز کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت

٢٢١- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ رَافِعِ بْنِ إِسْحَاقَ مَوْلٰى لِآلِ الشِّفَاءِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ مَوْلٰى أَبِيْ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِمِصْرَ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٰذِهِ الْكَرَايِيْسِ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: إِذَا ذَهَبَ أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ، أَوِ الْبَوْلَ، فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا بِفَرْجِهِ. صحیح البخاری (١٤٤) صحیح مسلم (٦٠٨)

رافع بن اسحاق مولی آل شفاء جنہیں مولی ابوطلحہ کہا جاتا تھا' انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کو فرماتے ہوئے سنا جب کہ وہ مصر میں تھے کہ خدا کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ ان پاخانوں کا کیا بناؤں جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی پاخانہ یا پیشاب کرنے جائے تو قبلہ کی جانب منہ کر کے نہ بیٹھے اور نہ اس کی طرف پیٹھ کرے۔

٢٢٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ تُسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةُ لِغَائِطٍ، أَوْ بَوْلٍ.

نافع نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بول و براز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِبَوْلٍ أَوْ غَائِطٍ

بول و براز کے وقت قبلہ رو ہونے کی اجازت

٢٢٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَمِّهِ وَاسِعِ بْنِ حَبَّانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: إِنَّ أُنَاسًا يَقُوْلُوْنَ إِذَا قَعَدْتَ عَلٰى حَاجَتِكَ، فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَا بَيْتَ الْمَقْدِسِ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَقَدِ ارْتَقَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَنَا، فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّكَ مِنَ الَّذِيْنَ يُصَلُّوْنَ عَلٰى أَوْرَاكِهِمْ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ.

واسع بن حبان سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما فرمایا کرتے کہ لوگ کہتے ہیں: جب تم قضائے حاجت کے لیے بیٹھو تو قبلہ یا بیت المقدس کی جانب منہ نہ کیا کرو۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ دو اینٹوں پر بیٹھے حاجت رفع فرما رہے تھے اور رخ بیت المقدس کی جانب تھا۔ پھر فرمایا کہ شاید تم ان لوگوں میں سے ہو جو اپنی سرین پر نماز پڑھا کرتے ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي الَّذِي يَسْجُدُ، وَلَا يَرْتَفِعُ عَلَى الْأَرْضِ، يَسْجُدُ وَهُوَ لَاصِقٌ بِالْأَرْضِ.

صحیح البخاری (١٤٥) صحیح مسلم (٦١٠-٦١١)

امام مالک نے فرمایا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو سجدہ کرتے ہوئے زمین سے اونچے نہیں رہتے بلکہ زمین سے چمٹ جاتے ہیں۔

٣- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْقِبْلَةِ

جانب قبلہ تھوکنے کی ممانعت

٢٢٤- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ، فَحَكَّهُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ، فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ، فَاِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى.

صحیح البخاری (٤٠٦) صحیح مسلم (١٢٢٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیوار قبلہ پر بلغم دیکھی تو اسے صاف کردیا اور پھر لوگوں کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہو تو قبلہ کی جانب نہ تھوکے کیونکہ اللہ تعالیٰ نمازی کے سامنے ہوتا ہے۔

٢٢٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ بُصَاقًا، اَوْ مُخَاطًا اَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ. صحیح البخاری (٤٠٧) صحیح مسلم (١٢٢٥-١٢٢٦)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیوار قبلہ پر تھوک، رینٹ یا بلغم دیکھی تو اسے وہاں سے صاف کردیا۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِبْلَةِ

قبلہ کے بارے میں روایات

٢٢٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، اِذْ جَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ، وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ، فَاسْتَقْبِلُوْهَا، وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ، فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ.

صحیح البخاری (٤٠٣) صحیح مسلم (١١٧٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ لوگ مسجد قباء میں نماز فجر ادا کررہے تھے کہ ایک شخص نے آکر بتایا کہ آج رات رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور حکم دیا گیا ہے کہ کعبہ کی جانب منہ کیا کریں۔ لوگ پھر گئے۔ جب کہ ان کے منہ شام کی جانب تھے تو اب کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

٢٢٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ اَنْ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، ثُمَّ حُوِّلَتِ الْقِبْلَةُ قَبْلَ بَدْرٍ بِشَهْرَيْنِ.

صحیح البخاری (٣٩٩) صحیح مسلم (١١٧٧)

سعید بن میتب نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد سولہ مہینے تک بیت المقدس کی جانب نماز پڑھی۔ پھر غزوہ بدر سے دو ماہ پہلے قبلہ تبدیل فرمادیا گیا۔

[٢٣٢] اَثَر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ اِذَا تُوُجِّهَ قِبَلَ الْبَيْتِ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب بیت اللہ کی طرف منہ کرو گے تو قبلہ مشرق اور مغرب کے درمیان (جنوب میں) ہے۔

٥- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

۲۲۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَاحٍ، وَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ سَلْمَانَ الْاَغَرِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ صَلٰوةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا، خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيْمَا سِوَاهُ، اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ.

صحیح البخاری (۱۱۹۰) صحیح مسلم (۳۳۶۱)

مسجدِ نبوی کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مسجد میں نماز پڑھنا دوسری مسجدوں کی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے۔

۲۲۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَوْ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَ مِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَ مِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ. صحیح البخاری (۱۱۹۶) صحیح مسلم (۳۳۵۷)

حضرت ابو ہریرہ یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

۲۳۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ. صحیح البخاری (۱۱۹۵) صحیح مسلم (۳۳۵۶-۳۳۵۵)

حضرت عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے۔

٦- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

عورتوں کا مسجدوں میں جانا

۲۳۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ. صحیح البخاری (۹۰۰) صحیح مسلم (۹۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لونڈیوں کو مسجدوں سے نہ روکو۔

۲۳۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ فَلَا تَمَسَّنَّ طِيْبًا.

صحیح مسلم (۹۹۶-۹۹۵)

حضرت بسر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم (عورتوں) میں سے کوئی نماز عشاء کے لیے آئے تو خوشبو نہ لگائے۔

[۲۳۳] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَاتِكَةَ بِنْتِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، امْرَاَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّهَا كَانَتْ تَسْتَاْذِنُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِلَى الْمَسْجِدِ، فَيَسْكُتُ فَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَاَخْرُجَنَّ اِلَّا اَنْ تَمْنَعَنِيْ، فَلَا يَمْنَعُهَا.

حضرت عمر کی زوجہ حضرت عاتکہ بنت زید سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر سے مسجد میں جانے کی اجازت مانگا کرتی تھیں تو یہ خاموش ہو جاتے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! میں جاتی رہوں گی جب تک آپ مجھے منع نہیں کریں گے لیکن انہوں نے منع نہ کیا۔

[۲۳٤]اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عُمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ لَوْ اَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ، كَمَا مُنِعَهُ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: آج کی عورتوں نے جو جدت پیدا کر لی ہے اگر رسول اللہ ﷺ اسے ملاحظہ فرماتے تو ضرور انہیں مسجدوں سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ اَوَ مُنِعَ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْمَسَاجِدَ؟ قَالَتْ نَعَمْ.

صحیح البخاری (۸٦۹) صحیح مسلم (۹۹۸۔۹۹۹)

یحییٰ بن سعید نے عمرہ سے پوچھا: کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکا گیا تھا؟ فرمایا: ہاں۔ف

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں عورتوں کا مسجد میں آنا بند کر دیا تھا کیونکہ اب تقویٰ و طہارت میں کمی آ گئی تھی، یہ فیصلہ اتفاق رائے سے کیا تھا اور موجودہ زمانے کو دیکھیے تو عورتوں کا گھروں سے نکلنا بغیر کسی شرعی ضرورت کے مناسب ہی نہیں ہے۔ جب مسلمان عورتوں کا خانۂ خدا میں نذرانۂ عبودیت پیش کرنے کے لیے جانا بھی مناسب نہیں تو بازاروں، دفتروں، کاروباری اداروں اور تفریح گاہوں میں جانا بھلا کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اسلام نے عورت کو انمول جنس قرار دے کر اس کا دائرہ کار ایسا متعین فرمایا کہ عورت کا تقدس اور اس کی عزت برقرار رہ سکے۔ وہ چراغ خانہ بن کر پورے گھر کو بقعۂ نور اور جنت نظیر بنائے۔ افسوس اس پرفتن دور میں عورت نے اپنے تقدس کو بڑی بے دردی سے خود پامال کر لیا۔ مردوں نے بھی اس بے راہ روی میں اس کی خوب حوصلہ افزائی کی اس نے چراغ خانہ ہو کر رہنے پر شمع محفل بننے کو ترجیح دینا شروع کر دی۔ اسے اپنی آزادی قرار دیا۔ گویا عطراب اس بات پر منحصر ہے کہ وہ شیشی سے باہر رہے گا۔ شیشی میں رکھنا اس پر ظلم ہے۔ وہ شیشی سے باہر رہ کر بھی اپنا وجود برقرار رکھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۵- كِتَابُ الْقُرْآنِ

قرآن مجید کے بارے میں بیان

۱- بَابُ الْاَمْرِ بِالْوُضُوْءِ لِمَنْ مَسَّ الْقُرْآنَ

قرآن مجید چھونے کے لئے باوضو ہونے کا حکم

۲۳۳- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، اَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِيْ كَتَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ لَا يَمَسَّ الْقُرْآنَ اِلَّا طَاهِرٌ.

عبداللہ بن ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کے لئے جو خط لکھا اس میں یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کو نہ چھوئے مگر جو باوضو ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَحْمِلُ اَحَدٌ الْمُصْحَفَ بِعِلَاقَتِهٖ، وَلَا عَلٰى وِسَادَةٍ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ، وَلَوْ جَازَ ذٰلِكَ لَحُمِلَ فِيْ خَبِيْئَتِهٖ، وَلَمْ يُكْرَهْ ذٰلِكَ لِاَنْ يَكُوْنَ فِيْ يَدَيِ الَّذِيْ يَحْمِلُهٗ شَيْءٌ يُدَنِّسُ بِهِ الْمُصْحَفَ، وَلٰكِنْ اِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَحْمِلُهٗ، وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ اِكْرَامًا

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی شخص قرآن کریم کو فیتے سے پکڑے یا تکیہ پر رکھ کر تو نہ اٹھائے مگر باوضو ہو کر، اگر قرآن کریم کو جزدان میں رکھ کر اٹھانا مکروہ نہ ہوتا تو اس کی جلد کو بھی چھو سکتے لیکن یہاں کراہت اٹھانے والے کے بے وضو ہونے میں ہے بوجہ قرآن مجید کے احترام اور تعظیم کے۔

لِلْقُرْآنِ وَتَعْظِيمًا لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ ﴿لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعہ:٧٩). إِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ هٰذِهِ الْآيَةِ الَّتِي فِي عَبَسَ وَتَوَلّٰى قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ. فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ. فِي صُحُفٍ مُكَرَّمَةٍ. مَرْفُوعَةٍ مُطَهَّرَةٍ. بِأَيْدِي سَفَرَةٍ. كِرَامٍ بَرَرَةٍ﴾ (عبس:١١-١٦).

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو سنا سب سے عمدہ یہ آیت ہے: ”اسے نہ چھوئیں مگر باوضو“ یہ اس آیت کے قریب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ عبس میں فرمایا ہے: ”یوں نہیں یہ تو سمجھانا ہے تو جو چاہے اسے یاد کرے ان صحیفوں میں کہ عزت والے ہیں، بلندی والے پاکی والے، ایسی ہستیوں کے لکھے ہوئے جو کرم والے نکوئی والے ہیں“۔

٢- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ

بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھنا

حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ فِي قَوْمٍ وَهُمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَلَسْتَ عَلٰى وُضُوْءٍ؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَنْ أَفْتَاكَ بِهٰذَا أَمُسَيْلِمَةُ؟

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ لوگوں کے پاس تھے جو تلاوت کر رہے تھے۔ پس آپ کسی ضرورت سے گئے اور جب لوٹے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے لگے۔ ایک آدمی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! کیا آپ بغیر وضو کے قرآن مجید پڑھ رہے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہیں یہ فتویٰ کس نے دیا؟ کیا مسیلمہ کذاب نے؟

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَحْزِيبِ الْقُرْآنِ

تلاوتِ قرآن مجید کا ورد مقرر کرنا

٢٣٤- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ فَاتَهُ حِزْبُهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَقَرَأَهُ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ إِلٰى صَلٰوةِ الظُّهْرِ، فَإِنَّهُ لَمْ يَفُتْهُ، أَوْ كَأَنَّهُ أَدْرَكَهُ. صحیح مسلم(١٧٤٢)

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس کا رات کا ورد فوت (قضاء) ہو جائے۔ پس وہ ظہر کے وقت زوالِ آفتاب سے پہلے پڑھ لے تو وقت فوت نہ ہوا گویا اس نے وقت پالیا۔

[٢٣٥]أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ جَالِسَيْنِ، فَدَعَا مُحَمَّدٌ رَجُلًا، فَقَالَ أَخْبِرْنِي بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ أَبِيكَ، فَقَالَ الرَّجُلُ أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ أَتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ لَهُ كَيْفَ تَرٰى فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي سَبْعٍ؟ فَقَالَ زَيْدٌ حَسَنٌ، وَلَأَنْ أَقْرَأَهُ فِي نِصْفٍ أَوْ عَشْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَسَلْنِي لِمَ ذَاكَ؟ قَالَ فَإِنِّي أَسْأَلُكَ. قَالَ زَيْدٌ لِكَيْ أَتَدَبَّرَهُ وَأَقِفَ عَلَيْهِ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں اور محمد بن یحییٰ بن حبان بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا کہ مجھے وہ بات بتایئے جو آپ نے اپنے والدِ محترم سے سنی ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ مجھے والد ماجد نے بتایا کہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ سات روز میں قرآن مجید ختم کرنا آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ حضرت زید نے فرمایا کہ اچھا ہے لیکن میں پندرہ یا دس روز میں پڑھتا ہوں اور یہی مجھے پسند ہے۔ پوچھو کیوں؟ عرض گزار ہوئے کہ بتایئے؟ فرمایا: تا کہ غور و فکر کر سکوں اور یاد کر لوں۔

٤- بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْقُرْآنِ

٢٣٥- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَؤُهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقْرَأَنِيْهَا، فَكِدْتُ أَنْ أَعْجَلَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ، ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ، فَجِئْتُ بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا أَقْرَأْتَنِيْهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرْسِلْهُ، ثُمَّ قَالَ اقْرَأْ يَا هِشَامُ، فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، ثُمَّ قَالَ لِيَ اقْرَأْ فَقَرَأْتُهَا، فَقَالَ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ، إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَاقْرَؤُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ. صحیح البخاری (٢٤١٩) صحیح مسلم (١٨٩٦)

قرآن مجید کے بارے میں روایات

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت ہشام بن حکیم بن حزام کو جس طرح میں نے پڑھی اس کے سوا اور ہی طرح سورۂ الفرقان پڑھتے ہوئے سنا حالانکہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پڑھائی تھی۔ قریب تھا کہ میں ان پر ٹوٹ پڑتا لیکن میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر میں ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر بارگاہ رسالت میں لے گیا اور عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! جس طرح آپ نے مجھے سورۂ الفرقان پڑھائی میں نے انہیں اس کے خلاف پڑھتے ہوئے سنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں چھوڑ دو۔ پھر فرمایا کہ ہشام پڑھو۔ انہوں نے اسی طرح پڑھی جیسے میں نے سنی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ پڑھو۔ میں نے پڑھی تو فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات قرأتوں میں نازل ہوا ہے جو قرأت جس کے لئے آسان ہو اس طرح پڑھے۔

٢٣٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ إِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ أَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ.

صحیح البخاری (٥٠٣١) صحیح مسلم (١٨٣٦)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم پڑھنے والے کی مثال اونٹ والے جیسی ہے اگر باندھے گا تو رکا رہے گا اور کھول دے گا تو چلا جائے گا۔

٢٣٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَأْتِيْكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْيَانًا يَأْتِيْنِيْ فِيْ مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ، وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ، وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِيْ، فَأَعِيْ مَا يَقُوْلُ. قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَإِنَّ جَبِيْنَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا. صحیح البخاری (٢) صحیح مسلم (٦٠١٣)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ پر وحی کس طرح آتی ہے؟ فرمایا: کبھی تو گھنٹی کی آواز کے مانند آتی ہے اور یہ مجھ پر سب سے سخت ہے۔ جب موقوف ہوتی ہے تو جو کہا گیا اسے یاد کر لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ آدمی کی شکل میں آتا ہے اور بات کرتا ہے تو جو کہے میں یاد کر لیتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ سخت سردی کے روز وحی نازل ہوئی، جب موقوف ہوئی تو آپ کی مبارک پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔

۲۳۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ أُنْزِلَتْ ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰی﴾ (عبس:۱) فِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، جَاءَ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ اسْتَدْنِيْنِیْ، وَعِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ رَجُلٌ مِنْ عُظَمَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَجَعَلَ النَّبِیُّ ﷺ يُعْرِضُ عَنْهُ، وَيُقْبِلُ عَلَى الْآخَرِ، وَيَقُوْلُ يَا أَبَا فُلَانٍ هَلْ تَرٰی بِمَا أَقُوْلُ بَأْسًا فَيَقُوْلُ لَا، وَالدِّمَاءِ مَا أَرٰی بِمَا تَقُوْلُ بَأْسًا، فَأُنْزِلَتْ ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰی. أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمٰی﴾ (عبس: ۱-۲). سنن ترمذی (۳۳۳۱)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سورۂ عبس حضرت عبداللہ بن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: اے محمد! مجھے اپنے نزدیک جگہ دیجئے اور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت مشرکین کا ایک سردار بیٹھا تھا۔ پس نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اور دوسرے کی جانب متوجہ رہے اور فرماتے: اے ابوفلاں! کیا جو میں کہتا ہوں اس میں کوئی برائی ہے؟ وہ کہتا کہ بتوں کی قسم! جو آپ کہتے ہیں مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آتی، پس سورۂ عبس نازل ہوئی۔

۲۳۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَسِيْرُ فِیْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا، فَسَأَلَهُ عُمَرُ عَنْ شَیْءٍ، فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَلَمْ يُجِبْهُ، ثُمَّ سَأَلَهُ، فَلَمْ يُجِبْهُ، فَقَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِیْ حَتّٰی إِذَا كُنْتُ أَمَامَ النَّاسِ، وَخَشِيْتُ أَنْ يَنْزِلَ فِیَّ قُرْآنٌ، فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِیْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ نَزَلَ فِیَّ قُرْآنٌ. قَالَ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَیَّ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِیَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ (الفتح:۱).
صحیح البخاری (٤١٧٧)

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت سفر کر رہے تھے اور حضرت عمر ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے کوئی بات پوچھی تو انہیں جواب نہ دیا، پھر پوچھی تو جواب نہ دیا، پوچھا تب بھی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے دل میں کہا: "اے عمر! تجھے تیری ماں روئے تو نے رسول اللہ ﷺ سے تین مرتبہ سوال کیا اور ایک مرتبہ بھی تجھے جواب نہ دیا گیا" حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے اپنے اونٹ کو تیز کیا یہاں تک کہ لوگوں سے آگے جا نکلا اور ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں وحی نازل ہو جائے گی۔ اسی اثناء میں ایک پکارنے والا مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے دل میں کہا: "ڈر ہے کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی" پس میں نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ فرمایا کہ آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے جو مجھے ان تمام چیزوں سے پیاری ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور پھر آپ نے سورۂ الفتح پڑھی۔

۲٤٠- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِیِّ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ يَخْرُجُ فِيْكُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَكُمْ مَعَ صِيَامِهِمْ، وَأَعْمَالَكُمْ مَعَ أَعْمَالِهِمْ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، وَلَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسے نکلیں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر جانو گے اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے اور اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے، وہ قرآن کریم پڑھیں گے لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ اگر اس کے پیکان کو دیکھو تو کچھ نہ

الرِّمِيَّةِ، تَنظُرُ فِي النَّصْلِ فَلَا تَرَى شَيْئًا، وَتَنظُرُ فِي الْقِدْحِ فَلَا تَرَى شَيْئًا، وَتَنظُرُ فِي الرِّيشِ، فَلَا تَرَى شَيْئًا، وَتَتَمَارَى فِي الْفُوقِ.

صحیح البخاری (۵۰۵۸) صحیح مسلم (۲۴۵۲_۲۴۵۳)

پاؤ' لکڑی کو دیکھو تو اس میں کچھ نہ پاؤ اور پیر کو دیکھو تو کچھ نہ پاؤ اور تمھیں سوفار (وہ حصہ جو تیر انداز کی چٹکی میں ہوتا ہے) پر شک گزرے۔ف

ف: اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ اسلام کے اندر ایک ایسا فرقہ بھی ہوگا جو نماز روزے اور دیگر اعمال صالحہ کے لحاظ سے مسلمانوں میں سب سے بہتر نظر آئے گا۔ وہ قرآن کریم کو کثرت سے پڑھیں گے۔ زبانی طور پر حافظ و قاری' مولوی و مفسر وغیرہ بن کر کلام الٰہی پڑھتے اور سمجھاتے پھریں گے لیکن قرآن کریم ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ان کے دلوں پر قرآن مجید کا ذرا بھی اثر نہیں ہوگا کیونکہ ان کی دائرہ اسلام سے خارجی ہو چکی ہوگی۔ اسلام کے دائرے میں آنا یا اس دائرے سے نکلنا عقائد کی بناء پر ہوتا ہے۔ اسلامی عقائد اختیار کر کے غیر مسلم ہو جاتا ہے اور ایک بھی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کرنے سے ایک سچا اور پکا مسلمان بھی اسلام کے دائرے سے باہر نکل جاتا ہے۔ ایسا شخص اس کے بعد خواہ کتنا ہی نمازی و حاجی یا مولانا و مفتی بنے لیکن عنداللہ اور عندالناس ہرگز مسلمان نہیں ہے جب تک اس غیر اسلامی عقیدے سے توبہ کر کے از سر نو اسلام قبول نہ کرے۔ صحابہ کرام اس حدیث کو خوارج پر منطبق کیا کرتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو خوارج کو بدترین مخلوق شمار فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتمام حجت کے بعد نہروان کے مقام پر خوارج سے جہاد کیا اور ان کی اکثریت کو واصل جہنم کیا تھا' بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ان لوگوں کو پاؤں تو قوم عاد کی طرح انہیں ہلاک کر دوں۔ احادیث مطہرہ میں ان کی مختلف نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج مختلف رنگوں اور ناموں کے ساتھ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ ہوگا۔ مسلمانوں سے عداوت اور کافروں بت پرستوں سے مودّت ان کی عام نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر دور کے مسلمانوں کو ان گندم نما جو فروش قسم کے مدعیان اسلام کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

[۲۳٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ مَكَثَ عَلٰى سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثَمَانِيَ سِنِيْنَ يَتَعَلَّمُهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر آٹھ سال تک سورۂ البقرہ کو سیکھتے رہے۔

۵- بَابُ مَا جَآءَ فِيْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

سجدۂ تلاوت کے متعلق روایات

۲٤۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ مَوْلَى الْاَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَرَاَ لَهُمْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ (الانشقاق:۱) فَسَجَدَ فِيْهَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيْهَا.

صحیح البخاری (۱۰۷٤) صحیح مسلم (۱۲۹۹)

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ انشقاق پڑھی تو سجدہ کیا' جب فارغ ہوئے تو لوگوں کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اس میں سجدہ کیا تھا۔

[۲۳۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ مِصْرَ اَخْبَرَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ

نافع مولی ابن عمر نے ایک مصری سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۃ الحج کی تلاوت کی تو اس میں

الْخَطَّابِ قَرَأَ سُوْرَةَ الْحَجِّ، فَسَجَدَ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ إِنَّ هٰذِهِ السُّوْرَةَ فُضِّلَتْ بِسَجْدَتَيْنِ.

دو سجدے کیے۔ پھر فرمایا کہ یہ سورت دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

[۲۳۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ يَسْجُدُ فِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سورۂ الحج میں دو سجدے کرتے دیکھا۔

[۲۳۹] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى﴾ (النجم: ۱)، فَسَجَدَ فِيْهَا، ثُمَّ قَامَ فَقَرَأَ بِسُوْرَةٍ أُخْرٰى.

ابن شہاب نے اعرج سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ والنجم پڑھی تو اس میں سجدہ کیا، پھر کھڑے ہوئے اور دوسری سورت پڑھی۔

[۲۴۰] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَرَأَ سَجْدَةً وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَنَزَلَ، فَسَجَدَ، وَسَجَدَ النَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ قَرَأَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَتَهَيَّأَ النَّاسُ لِلسُّجُوْدِ، فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكْتُبْهَا عَلَيْنَا إِلَّا أَنْ نَشَاءَ، فَلَمْ يَسْجُدْ وَمَنَعَهُمْ أَنْ يَسْجُدُوْا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے روز منبر پر یہ آیتِ سجدہ پڑھی۔ پھر نیچے اتر کر سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر اگلے جمعہ کے روز بھی وہ پڑھی تو لوگ سجدہ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ فرمایا: رکے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرض نہیں فرمایا مگر جب ہم چاہیں، پس آپ نے سجدہ نہ کیا اور انہیں بھی سجدے سے منع کیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ الْعَمَلُ عَلٰى أَنْ يَنْزِلَ الْإِمَامُ إِذَا قَرَأَ السَّجْدَةَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَيَسْجُدَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا اس پر عمل نہیں ہے کہ امام جب منبر پر آیتِ سجدہ پڑھے تو نیچے اترے اور پھر سجدہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ عَزَائِمَ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ إِحْدٰى عَشْرَةَ سَجْدَةً. لَيْسَ فِي الْمُفَصَّلِ مِنْهَا شَيْءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ضروری سجدے قرآن کریم میں گیارہ ہیں اور ان میں سے مفصل سورتوں کے اندر ایک بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ يَقْرَأُ مِنْ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ شَيْئًا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، وَلَا بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَالسَّجْدَةُ مِنَ الصَّلٰوةِ فَلَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يَقْرَأَ سَجْدَةً فِيْ تَيْنِكَ السَّاعَتَيْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد سجدے کی کوئی آیت پڑھے اور یہ اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے اور نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے جب تک سورج غروب نہ ہو۔ اور سجدہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے تو کسی کے لئے ان دونوں وقتوں میں آیتِ سجدہ کا پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ قَرَأَ سَجْدَةً وَامْرَأَةٌ حَائِضٌ تَسْمَعُ، هَلْ لَهَا أَنْ تَسْجُدَ؟ قَالَ مَالِكٌ لَا يَسْجُدُ الرَّجُلُ وَلَا الْمَرْأَةُ، إِلَّا وَهُمَا طَاهِرَانِ. وَسُئِلَ عَنْ

امام مالک سے اس کے متعلق پوچھا گیا کہ سجدہ کی آیت پڑھی جو حائضہ عورت نے سنی تو کیا وہ سجدہ کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ مرد ہوں یا عورت وہ سجدہ نہ کریں مگر جب پاک ہوں۔

امْرَأَةٍ قَرَأَتْ سَجْدَةً، وَرَجُلٌ مَعَهَا يَسْمَعُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْجُدَ مَعَهَا؟ قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْجُدَ مَعَهَا، إِنَّمَا تَجِبُ السَّجْدَةُ عَلَى الْقَوْمِ يَكُونُونَ مَعَ الرَّجُلِ، فَيَأْتَمُّونَ بِهِ، فَيَقْرَأُ السَّجْدَةَ، فَيَسْجُدُونَ مَعَهُ، وَلَيْسَ عَلَى مَنْ سَمِعَ سَجْدَةً مِنْ إِنْسَانٍ يَقْرَؤُهَا لَيْسَ لَهُ بِإِمَامٍ أَنْ يَسْجُدَ تِلْكَ السَّجْدَةَ. صحيح البخاری(۱۰۷۷)

اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس نے آیت سجدہ پڑھی اور اس کے ساتھ ایک آدمی سنتا ہے کیا وہ آدمی اس عورت کے ساتھ سجدہ کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ وہ آدمی اس عورت کے ساتھ سجدہ نہ کرے۔ سجدہ تو ان لوگوں پر واجب ہوتا ہے جو کسی کے ساتھ ہوں اور وہ امامت کرتا ہوا آیت سجدہ پڑھتا ہے' پس یہ لوگ اس کے ساتھ سجدہ کریں گے اور جو کسی سے آیت سجدہ سنے جو اس کا امام نہ ہو تو سننے والے پر سجدہ نہیں ہے۔ف

ف: امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سجدۂ تلاوت سنت ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ امام احمد کے نزدیک واجب ہے۔ ہمارے آئمہ احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے نزدیک ہر قاری و سامع پر سجدۂ تلاوت واجب ہے۔ اس کی شرائط نماز جیسی ہیں۔ احناف کے نزدیک پورے قرآن کریم میں چودہ سجدۂ تلاوت ہیں' جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) پارہ ۹' الاعراف: ۲۰۶ یعنی آخری	(۲) پارہ ۱۳' الرعد: ۱۵	(۳) پارہ ۱۴' النحل: ۵۰
(۴) پارہ ۱۵' بنی اسرائیل: ۱۰۹	(۵) پارہ ۱۶' مریم: ۵۸	(۶) پارہ ۱۷' الحج: ۱۸
(۷) پارہ ۱۹' الفرقان: ۶۰	(۸) پارہ ۱۹' النمل: ۲۶	(۹) پارہ ۲۱' السجدہ: ۱۵
(۱۰) پارہ ۲۳' ص: ۲۴	(۱۱) پارہ ۲۴' حم سجدہ: ۳۸	(۱۲) پارہ ۲۷' النجم: ۶۲ یعنی آخری
(۱۳) پارہ ۳۰' انشقاق: ۲۱	(۱۴) پارہ ۳۰' العلق: ۱۹ یعنی آخری	

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱) وَ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک:۱)

سورۂ اخلاص اور سورۂ ملک کا بیان

٢٤٢- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱) يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ. صحيح البخاری(۵۰۱۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بار بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سنا۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا آپ سے ذکر کیا' گویا ان کے نزدیک وہ آدمی کم پڑھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ تو تہائی قرآن کے برابر ہے۔

٢٤٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى آلِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ أَقْبَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱)، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَبَتْ،

عبید بن حنین نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آیا تو آپ نے ایک شخص کو سورۂ اخلاص پڑھتے ہوئے سن کر فرمایا: ''واجب ہو گئی'' میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا چیز واجب ہو گئی؟ فرمایا کہ جنت۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: میرا ارادہ ہوا کہ جا کر

فَسَأَلْتُهُ مَاذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ الْجَنَّةُ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ إِلَيْهِ فَأُبَشِّرَهُ، ثُمَّ فَرِقْتُ أَنْ يَفُوتَنِي الْغَدَاءُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَآثَرْتُ الْغَدَاءَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ ذَهَبْتُ إِلَى الرَّجُلِ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ ذَهَبَ. سنن ترمذی (۲۸۹۷)

اسے خوشخبری سناؤں پھر میں ڈرا کہ مبادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کا کھانا کھانے سے محروم رہ جاؤں۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر اس آدمی کی طرف گیا تو معلوم ہوا کہ وہ جا چکا ہے۔

[۲۴۱] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ (الاخلاص:۱) تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ، وَأَنَّ ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (الملک:۱) تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا.

... حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے اور "تبارک الذی بیدہ الملک" اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑے گی۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي ذِكْرِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

ذکر الٰہی کی فضیلت کے بارے میں روایات

۲۴۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَتْ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ، حَتَّى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا أَحَدٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.
صحیح البخاری (۳۲۹۳) صحیح مسلم (۶۷۸۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو روزانہ سو مرتبہ یہ کہے: "نہیں کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو اس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا، اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی اور وہ اس کے باعث اس روز شام تک شیطان کے شر سے بچا رہے گا اور اس شخص سے بہتر دوسرا آدمی عمل نہ لا سکے گا مگر جو اس سے زیادہ پڑھے۔

۲۴۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ. (صحیح البخاری (۶۴۰۵) صحیح مسلم (۶۷۸۳)

ابو صالح سمان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو روزانہ سو مرتبہ "سبحان اللہ وبحمدہ" کہے تو اس کے گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۲۴۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَبَّحَ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا

عطاء بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ "سبحان اللہ" تینتیس مرتبہ "اللہ اکبر" اور تینتیس مرتبہ "الحمد للہ" کہے

وَثَلَاثِيْنَ ، وَكَبَّرَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَحَمِدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ ، وَخَتَمَ الْمِائَةَ بِلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، لَهُ الْمُلْكُ ، وَلَهُ الْحَمْدُ ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، غُفِرَتْ ذُنُوْبُهٗ وَلَوْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ.

صحیح مسلم (۱۳۵۱)

اور یہ کہہ کر سو پورے کرے کہ "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور حمد اسی کے لئے ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے" تو اس کے تمام گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

[۲۴۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ صَيَّادٍ ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ فِيْ ﴿وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ﴾ (الکہف: ۴۶) اِنَّهَا قَوْلُ الْعَبْدِ اللّٰهُ اَكْبَرُ ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

عمارہ بن صیاد نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ باقی رہنے والی نیکیاں اور بندے کے کہنے والی بات یہ کلمے ہیں: اللہ اکبر ، سبحان اللہ. الحمد للہ. لا الہ الا اللہ . ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۲۴۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ ، اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ ، وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ ، وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ ، وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِعْطَاءِ الذَّهَبِ ، وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ ، وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ؟ قَالُوْا بَلٰى. قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى.

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو، تمہارے درجات میں سب سے بلند ہو، تمہارے مالک کے پاس سب سے پاکیزہ ہو، تمہارے لئے سونا اور چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہو اور تم دشمنوں سے ٹکرا جاؤ اور ان کی گردنیں اتار دو یا وہ تمہاری گردنیں اتار دیں، اس سے بھی بہتر ہو، لوگ عرض گزار ہوئے کہ کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔

قَالَ زِيَادُ بْنُ اَبِيْ زِيَادٍ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ مَا عَمِلَ ابْنُ آدَمَ مِنْ عَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ.

سنن ترمذی (۳۳۷۷) سنن ابن ماجہ (۳۷۹۰)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بنی آدم کا کوئی عمل بھی ایسا نہیں ہے جو اسے خدا کے عذاب سے بچانے میں اللہ کے ذکر سے بڑھ کر ہو۔

۲۴۸- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُجْمِرِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى الزُّرَقِيِّ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ ، اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّيْ وَرَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَلَمَّا رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ وَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ. فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ آنِفًا؟ فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلَاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهُنَّ

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا تو ایک شخص نے کہا جو آپ کے پیچھے تھا "ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ"۔ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ابھی ابھی کون بولا؟ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ہر ایک اس کا ثواب سب سے پہلے لکھنے کے لئے لپک رہا تھا۔

اَوَّلُ (اَوَّلًا). صحیح البخاری (۷۹۹)

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي الدُّعَاءِ

دعا کے بارے میں روایات

٢٤٩- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْاَعْرَجِ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْ بِهَا ، فَاُرِيْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ فِي الْاٰخِرَةِ.

صحیح البخاری (٦٣٠٤) صحیح مسلم (٤٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نبی کے لئے ایک دعا کی اجازت تھی جو چاہے مانگتا۔ میں نے چاہا کہ اپنی دعا کو اٹھا رکھوں تاکہ آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کروں۔

٢٥٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَالِقَ الْاِصْبَاحِ وَجَاعِلَ اللَّيْلِ سَكَنًا ، وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا ، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ ، وَاَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ ، وَ اَمْتِعْنِيْ بِسَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَ قُوَّتِيْ فِيْ سَبِيْلِكَ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے: اے اللہ! صبح کے نکالنے والے ' رات کو باعث سکون بنانے والے ' سورج اور چاند کو حساب سے چلانے والے ' میرا قرض ادا کر دے اور مجھے غریبی سے بے نیاز کر دے اور مجھے اپنی راہ میں میری سماعت ' میری بصارت اور میری قوت سے فائدہ عطا فرما۔

٢٥١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْاَعْرَجِ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ اِذَا دَعَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ، اِنْ شِئْتَ. اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ ، اِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْاَلَةَ ، فَاِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ.

صحیح البخاری (٦٣٣٩) صحیح مسلم (٦٧٥٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ دعا نہ کرے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم فرما ' بلکہ عزم کے ساتھ سوال کرے کیونکہ اسے روکنے والا کوئی نہیں۔

٢٥٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ اَزْهَرَ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِيْ.

صحیح البخاری (٦٣٤٠) صحیح مسلم (٦٨٦٩_٦٨٧٠)

ابو عبید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری دعا قبول ہوتی ہے جب تک مانگنے والا جلدی نہ کرے، جو کہتا ہے کہ میں نے دعا کی لیکن میری دعا قبول نہ ہوئی۔

٢٥٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَغَرِّ ، وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا ، حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ ، فَيَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْاَلُنِيْ فَاُعْطِيَهُ؟ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ ، فَاَغْفِرَ لَهُ؟

صحیح البخاری (٧٤٩٤) صحیح مسلم (١٧٦٩)

ابو سلمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نزول فرماتا ہے ہر رات میں آسمان دنیا کی طرف جب کہ تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے: کون ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ اس کی دعا قبول کروں؟ کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا کہ اسے عطا فرماؤں؟ کون ہے مجھ سے بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں۔ ف

ف: جیسے اس حدیث میں "ینزل ربنا" ہے ایسے ہی الفاظ سے بعض مبتدعین زمانہ نے اپنے آپ کو دھوکا دیا کہ خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو گمراہ کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ یہ خدا کی ذات وصفات سے ناآشنا ہونے کا ثبوت ہے کہ باری تعالیٰ عز شانہ کا اترنا چڑھنا انسانوں جیسا سمجھا جائے کیونکہ "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى" (۶۰:۱۶) اگر انسانوں کی طرح چلنا اترنا مانا ہے تو اس کے پیر ہوئے جن سے چلتا ہوگا اور جسم ہوا کہ پیر تو جسم کا حصہ ہیں' یہ مشبہ کے راستے پر چلنا اور خدا کا انکار کرنا ہے کیونکہ جو چلنے کے لیے پیروں کا محتاج ہے اس کے لیے "اَللّٰهُ الصَّمَدُ" (۲:۱۱۲) کس منہ سے کہا جائے گا؟ چلیے ان کا مجسم خدا آسمان دنیا پر آ گیا۔ آسمان میں سما گیا۔ بتائیں کہ خدا بڑا ہوا کہ آسمان دنیا؟ اب وہ اللہ اکبر کس منہ سے کہیں گے؟ آسمان اسی کی مخلوق ہے' خدا اپنی ایک مخلوق کے اندر سکڑ سمٹ کر سما گیا' اب "كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ" (۲۶:۵۵) پڑھ کر بتایئے کہ اس طرح خدا کو فانی بنا دیا یا نہیں؟ کیونکہ دنیا کے پردے پر جو چیز بھی کسی جگہ ہے یا ہوگی وہ فانی ہے۔ قرآن کریم میں اس کے ساتھ ہی استثناء موجود تھا: "ویبقی وجه ربک ذی الجلال والاکرام" (۲۷:۵۵) اور وہ اسی وجہ سے تھا کہ خدا اس کائنات ارضی وسماوی کی کسی جگہ میں نہیں' نہ ہو سکتا' نہ کوئی چیز اسے اپنے اندر سما سکتی ہے کیونکہ اس کی ذات کریم باقی رہنے والی ہے اور فانی چیز باقی کا احاطہ نہیں کر سکتی اور نہ ذات باقی کسی بڑی سے بڑی فانی چیز میں سما سکتی ہے خواہ وہ آسمان دنیا ہو یا عرش وکرسی۔ بلکہ اس کی ذات کریم نہ کسی کے علم وادراک میں آئے اور نہ کسی کے وہم وگمان میں سمائے کیونکہ "اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ" (۵۴:۴۱ حٰمٓ) جس نے مخلوق کے ہر فرد کا احاطہ کر رکھا ہے تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد اس کا احاطہ کرے' اسے اپنے اندر سمو سکے اور خدا اس کے اندر سما سکے۔ لہٰذا خداوند کریم کی ذات علم وادراک میں بھی نہیں سما سکتی۔ قطب ربانی' غوث صمدانی' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے:

ہم ایسے خدا کی ہرگز پرستش نہیں کرتے جو احاطۂ شہود میں آ سکے' جو دیکھا جا سکے' دائرہ معلومات میں آ سکے اور وہم وگمان میں سما سکے کیونکہ مشہود' مرئی' معلوم اور موہوم ومتخیل بھی مشاہدہ کرنے والے' دیکھنے والے' جاننے والے اور خیال دوڑانے والے کی طرح مخلوق وحادث ہے۔ (مبداء ومعاد مترجم' مطبوعہ کراچی' ص ۴۷)

۲۵۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ' اَنَّ عَائِشَةَ' اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ كُنْتُ نَائِمَةً اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ' فَلَمَسْتُهُ بِيَدِيْ' فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى قَدَمَيْهِ وَهُوَ سَاجِدٌ يَقُوْلُ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ' وَبِكَ مِنْكَ' لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ' اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ. صحیح مسلم (۱۰۹۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں سوئی ہوئی تھی کہ رات کے وقت میں نے آپ کو موجود نہ پایا۔ پس میں ٹٹولنے لگی تو میرے ہاتھ آپ کے مبارک قدموں پر پڑے۔ آپ سجدے کی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے: "میں تیری رضا کی تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں اور تیری معافی کی تیرے غصے سے' سب کچھ تیرے ساتھ اور تجھ سے ہے' کوئی تیری ساری تعریفیں نہیں کر سکتا' تو ایسا ہے جیسی تو نے اپنی خود تعریف فرمائی ہے"۔

۲۵۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ زِيَادِ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ' عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيْزٍ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ' وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ قَبْلِيْ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ). سنن ترمذی (۳۵۸۵)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افضل دعا روز عرفہ کی ہے اور میں نے اور سارے انبیائے کرام نے جو کچھ کہا اس میں سب سے افضل بات یہ ہے: "نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں"۔

٢٥٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاؤُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ، كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ، يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ. صحیح مسلم(۱۳۳۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو یہ دعا اس طرح سکھایا کرتے جیسے قرآن کریم کی سورت سکھاتے تھے۔ کہتے: ''اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں نیز زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔

٢٥٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاؤُسٍ الْيَمَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ، وَمَنْ فِيْهِنَّ، أَنْتَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ اٰمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَأَخَّرْتُ، وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ، أَنْتَ إِلٰهِيْ. لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ. صحیح البخاری(۱۱۲۰) صحیح مسلم(۱۸۰۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوران رات نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یوں دعا کرتے: ''اے اللہ! حمد تیرے لئے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور جو ان میں ہے اور حمد تیرے لئے ہے۔ تو آسمانوں اور زمین کا قائم رکھنے والا ہے اور حمد تیرے لئے ہے تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور جو ان میں ہے۔ تو حق ہے' تیری بات حق ہے' تیرا وعدہ حق ہے' تیرا دیدار حق ہے' جنت حق ہے' دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا تابع فرمان ہوا' تجھ پر ایمان لایا' تجھ پر بھروسہ کیا' تیری جانب رجوع کیا۔ تیری مدد کے سہارے میں جھگڑا اور تیری اجازت سے میں نے حکم کیا' پس مجھے بخش دے جو کچھ میں نے پہلے' بعد میں' چھپا کر اور اعلانیہ کیا۔ تو میرا معبود ہے۔ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو''۔

٢٥٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيْكٍ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِيْ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ. وَهِيَ قَرْيَةٌ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ. فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَسْجِدِكُمْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ، وَأَشَرْتُ لَهُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنْهُ، فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا الثَّلَاثُ الَّتِيْ دَعَا بِهِنَّ فِيْهِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ بِهِنَّ. فَقُلْتُ دَعَا بِأَنْ لَا يُظْهِرَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، وَلَا يُهْلِكَهُمْ بِالسِّنِيْنَ، فَأُعْطِيَهُمَا، وَدَعَا بِأَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ، فَمُنِعَهَا. قَالَ صَدَقْتَ.

حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ہمارے پاس بنی معاویہ میں تشریف لائے جو انصار کا ایک گاؤں ہے اور فرمایا: کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی اس مسجد میں کس جگہ نماز پڑھی؟ میں نے ان سے کہا: ہاں! اور انہیں ایک گوشہ بتا دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ کیا آپ کو وہ تین دعائیں معلوم ہیں جو یہاں کیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا تو مجھے وہ بتایئے۔ میں نے کہا کہ پہلی دعا یہ کی کہ کفار ان پر غالب نہ ہوں۔ دوسری یہ کہ یہ قحط سے ہلاک نہ ہوں۔ پس وہ دونوں قبول ہوگئیں تیسری دعا یہ کی کہ ان کے آپس میں جھگڑے نہ ہوں تو اس سے روک دیا گیا۔ گویا ہوئے کہ آپ نے سچ فرمایا۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَنْ يَزَالَ الْهَرْجُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.
صحیح مسلم (۷۱۸۹)

حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ قیامت تک جھگڑے ہوتے رہیں گے۔

[۲۴۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَّا كَانَ بَيْنَ إِحْدَى ثَلَاثٍ، إِمَّا أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ، وَإِمَّا أَنْ يُدَّخَرَ لَهُ، وَإِمَّا أَنْ يُكَفَّرَ عَنْهُ.

زید بن اسلم فرمایا کرتے کہ کوئی دعا کرنے والا ایسا نہیں مگر اس کی دعا کی تین میں سے کوئی ایک صورت ہوتی ہے۔ یا اس کی دعا قبول فرمالی جاتی ہے، یا وہ آخرت کے لیے رکھ دی جاتی ہے یا اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

۹- بَابُ الْعَمَلِ فِي الدُّعَاءِ

دعا مانگنے کا طریقہ

۲۵۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ قَالَ رَآنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَدْعُو، وَأُشِيرُ بِإِصْبَعَيْنِ. أَصْبُعٍ مِنْ كُلِّ يَدٍ، فَنَهَانِي.
سنن ترمذی (۳۵۵۷) سنن نسائی (۱۲۷۱)

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا کرتے دیکھا جب کہ میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا یعنی ہر ہاتھ کی ایک انگلی سے تو انہوں نے مجھے منع کیا۔

[۲۴۴] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِنَّ الرَّجُلَ لَيُرْفَعُ بِدُعَاءِ وَلَدِهِ مِنْ بَعْدِهِ، وَقَالَ بِيَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ، فَرَفَعَهُمَا.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ مرنے کے بعد آدمی کا درجہ اس کی اولاد کی دعا سے بلند کر دیا جاتا ہے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی جانب اشارہ کیا۔

[۲۴۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا﴾ (الاسراء: ۱۱۰) فِي الدُّعَاءِ.

عروہ بن زبیر فرمایا کرتے کہ آیت: "اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو" یہ دعا کے بارے میں ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِالدُّعَاءِ فِيهَا.
صحیح البخاری (۶۳۲۷)

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے فرض نمازوں میں دعا مانگنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ان کے اندر دعا مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۶۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو، فَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ (أَرَدْتَ) فِي النَّاسِ فِتْنَةً، فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ. سنن ترمذی (۳۲۳۳)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا مانگا کرتے: "اے اللہ! میں تجھ سے توفیق مانگتا ہوں کہ نیک کام کروں، برے کاموں سے دور رہوں اور غریبوں سے محبت رکھوں اور جب تو لوگوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے اس سے بچا کر اپنے پاس بلا لینا"۔ف

ف: غریبوں اور مسکینوں سے محبت رکھنا کتنا مبارک فعل اور مقدس جذبہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے پروردگار سے دعا کیا کرتے تھے کہ مجھے مسکینوں کی محبت عطا فرما۔ اس انسان دشمنی کے دور میں جسے قبر و حشر کی بے بسی اور بے چارگی کا احساس ہونا چاہیے کہ بے چارہ اور بے بس لوگوں کے ساتھ اس دارالعمل میں اچھا سلوک کرے تاکہ ان کا پروردگار قبر و حشر کی بے بسی اور بے

چارگی کے وقت اچھا سلوک کرے اور غرباء پروری کے باعث لطف وکرم فرمائے کیونکہ ان رحمة الله قريب من المحسنين۔

۲۶۱- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْ اِلٰى هُدًى ' اِلَّا كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِ مَنِ اتَّبَعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا ' وَمَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُوْ اِلٰى ضَلَالَةٍ اِلَّا كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ اَوْزَارِهِمْ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا. صحیح مسلم (۶۷۴۵)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو راہ ہدایت کی جانب بلائے اسے پیروی کرنے والوں کے برابر اجر ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں آئے گی اور جو گمراہی کی جانب بلائے تو اسے سب پیروی کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

[۲۴۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے دعا کی: "اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو پرہیز گاروں کے پیشوا ہیں"۔

[۲۴۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ كَانَ يَقُوْمُ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ ' فَيَقُوْلُ نَامَتِ الْعُيُوْنُ ' وَغَارَتِ النُّجُوْمُ ' وَاَنْتَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابودرداء جب رات کو اٹھ کھڑے ہوتے تو کہتے: "آنکھیں سوگئیں' ستارے غائب ہو گئے اور تو ہمیشہ زندہ اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے"۔

۱۰- بَابُ النَّهْیِ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ

نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد نماز پڑھنے کی ممانعت

۲۶۲- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الصُّنَابِحِیِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ ' فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ' ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا ' فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا ' فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا ' فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا ' وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِیْ تِلْكَ السَّاعَاتِ. سنن نسائی (۵۵۸) سنن ابن ماجہ (۱۲۵۳)

حضرت عبداللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج جب طلوع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان کا سینگ ہوتا ہے۔ جب سورج بلند ہونے لگے تو اسے جدا کر لیتا ہے۔ جب سورج سر پر آ جائے تو اسے ملا دیتا ہے اور جب ڈھل جائے تو جدا کر لیتا ہے۔ جب غروب ہونے کے قریب ہو تو ملا دیتا ہے اور جب غروب ہو جائے تو ہٹا لیتا ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں وقتوں میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۶۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ ' فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ ' وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ ' فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ. صحیح البخاری (۵۸۳) صحیح مسلم (۱۹۲۳)

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: جب سورج کا کنارہ نظر آئے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ پوری طرح نکل آئے اور جب سورج کا کنارا ڈوبنے لگے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ پوری طرح غائب ہو جائے۔

۲۶۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ بَعْدَ الظُّهْرِ ' فَقَامَ يُصَلِّی الْعَصْرَ ' فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ ذَكَرْنَا تَعْجِيْلَ الصَّلٰوةِ ' اَوْ ذَكَرَهَا ' فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

علاء بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ہم نماز ظہر کے بعد حضرت انس بن مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے نماز عصر پڑھائی' جب فارغ ہوئے تو ہم نے یا انہوں نے جلدی نماز پڑھنے کا ذکر کیا' فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے

اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ، تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِيْنَ، يَجْلِسُ اَحَدُهُمْ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتِ الشَّمْسُ، وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ، اَوْ عَلٰى قَرْنِ الشَّيْطَانِ قَامَ، فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا. صحیح مسلم (١٤١١)

ہوئے سنا کہ یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے، یہ منافقوں کی نماز ہے۔ منافق بیٹھا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج زرد ہو جائے اور وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان یا اس کے سینگ پر ہوتا ہے، اس وقت کھڑا ہو کر چار ٹھونگے مار لیتا ہے نہیں کرتا اس میں اللہ کا ذکر مگر تھوڑا۔

٢٦٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَتَحَرَّ اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا.
صحیح البخاری (٥٨٥) صحیح مسلم (١٩٢١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے ارادہ کر کے طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے۔

٢٦٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. صحیح مسلم (١٩١٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا اور نماز فجر کے بعد نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔

٢٦٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ، وَلَا غُرُوْبَهَا، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَطْلُعُ قَرْنَاهُ مَعَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ، وَيَغْرُبَانِ مَعَ غُرُوْبِهَا.
وَكَانَ يَضْرِبُ النَّاسَ عَلٰى تِلْكَ الصَّلٰوةِ.
صحیح البخاری (٣٢٧٣) صحیح مسلم (١٩٢٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فرمایا کرتے کہ تم میں سے کوئی ارادہ کر کے طلوع یا غروب آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے کیونکہ سورج کے طلوع ہوتے وقت شیطان بھی اپنے دو سینگوں کو نکالتا ہے اور وہ سورج کے ساتھ ہی غروب ہوتے ہیں۔
جو ایسے وقت نماز پڑھتا تو حضرت عمر اسے مارا کرتے۔

[٢٤٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، اَنَّهُ رَاٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَضْرِبُ الْمُنْكَدِرَ فِي الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ.

سائب بن یزید نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے عصر کے بعد نماز پڑھنے پر منکدر کو مارا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٦- كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازے کا بیان

١- بَابُ غُسْلِ الْمَيِّتِ

مردے کو غسل دینے کا بیان

٢٦٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غُسِّلَ فِيْ قَمِيْصٍ.

امام محمد بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک قمیص میں غسل دیا گیا۔

٢٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ، فَقَالَ اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا، أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي. قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ، فَأَعْطَانَا حِقْوَهُ، فَقَالَ أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ. تَعْنِي بِحِقْوِهِ إِزَارَهُ.

صحیح البخاری (١٢٥٣) صحیح مسلم (٢١٦٥-٢١٦٧)

حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فوت ہوئی تو آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے بیری کے پتوں والے پانی سے تین، پانچ یا اس سے زیادہ مرتبہ غسل دو اور آخر میں کافور بھی شامل کر لینا یا کوئی کافوری چیز اور جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے بلا لینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپ کو بلا لیا۔ پس آپ نے اپنی ازار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے اس میں لپیٹ دو۔

[٢٤٩] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ غَسَّلَتْ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ حِينَ تُوُفِّيَ، ثُمَّ خَرَجَتْ، فَسَأَلَتْ مَنْ حَضَرَهَا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، فَقَالَتْ إِنِّي صَائِمَةٌ، وَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ شَدِيدُ الْبَرْدِ، فَهَلْ عَلَيَّ مِنْ غُسْلٍ؟ فَقَالُوا لَا.

حضرت اسماء بنت عمیس نے (اپنے شوہر) حضرت ابوبکر صدیق کو غسل دیا جب کہ ان کی وفات ہوئی۔ پھر وہ باہر نکلیں اور موجودہ مہاجرین سے پوچھا کہ میں روزے سے ہوں اور آج سخت سردی ہے تو کیا میرے لئے غسل کرنا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

[٢٥٠] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ إِذَا مَاتَتِ الْمَرْأَةُ وَلَيْسَ مَعَهَا نِسَاءٌ يُغَسِّلْنَهَا، وَلَا مِنْ ذَوِي الْمَحْرَمِ أَحَدٌ يَلِي ذَلِكَ مِنْهَا، وَلَا زَوْجٌ يَلِي ذَلِكَ مِنْهَا، يُمِّمَتْ فَمُسِحَ بِوَجْهِهَا وَكَفَّيْهَا مِنَ الصَّعِيدِ. قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا هَلَكَ الرَّجُلُ وَلَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ إِلَّا نِسَاءٌ يَمَّمْنَهُ أَيْضًا. قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِغُسْلِ الْمَيِّتِ عِنْدَنَا شَيْءٌ مَوْصُوفٌ، وَلَيْسَ لِذَلِكَ صِفَةٌ مَعْلُومَةٌ، وَلَكِنْ يُغَسَّلُ فَيُطَهَّرُ.

امام مالک نے اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب عورت فوت ہو جائے اور اس کے پاس غسل دینے والی عورتیں نہ ہوں، نہ کوئی عورت کا قریبی محرم ہو اور نہ خاوند کا تو اسے تیمم کروا دیا جائے یعنی اس کے چہرے اور ہتھیلیوں پر پاک مٹی مل دی جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی فوت ہو جائے اور اس کے پاس عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اسے بھی اسی طرح تیمم کروا دیا جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ میت کے غسل کی ہمارے ہاں کوئی مقررہ حد نہیں ہے اور نہ اس کی کوئی حد ہو سکتی ہے، ہاں پاک ہونے تک غسل دیا جائے گا۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَنِ الْمَيِّتِ

مردے کے کفن کا بیان

٢٧٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، لَيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ، وَلَا عِمَامَةٌ.

صحیح البخاری (١٢٦٥) صحیح مسلم (٢١٧٦)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید اور سحولی کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا جن میں قمیص تھی اور نہ عمامہ۔

٢٧١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ،

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے

أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِعَائِشَةَ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ خُذُوا هٰذَا الثَّوْبَ (لِثَوْبٍ عَلَيْهِ قَدْ أَصَابَهُ مِشْقٌ أَوْ زَعْفَرَانٌ)، فَاغْسِلُوهُ، ثُمَّ كَفِّنُونِي فِيهِ مَعَ ثَوْبَيْنِ آخَرَيْنِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَمَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الْحَيُّ أَحْوَجُ إِلَى الْجَدِيدِ مِنَ الْمَيِّتِ، وَإِنَّمَا هٰذَا لِلْمُهْلَةِ.

صحیح البخاری (۱۳۸۷)

بیماری کی حالت میں حضرت عائشہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ تین کپڑوں میں جو سفید اور سحولی تھے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ یہ کپڑا لے لو (جو ان کے جسم پر تھا اور اس پر گرو یا زعفران لگا ہوا تھا) اور اسے دھولو پھر اس کا مجھے کفن دینا نیز دو کپڑے اور ملا لینا۔ حضرت عائشہ نے کہا: یہ کیا؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ زندوں کو مردوں کی نسبت نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہے اور یہ تو پیپ خون کے لیے ہے۔

[۲۵۱] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قَالَ الْمَيِّتُ يُقَمَّصُ وَيُؤَزَّرُ، وَيُلَفُّ فِي الثَّوْبِ الثَّالِثِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ كُفِّنَ فِيهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میت کو قمیص پہنا کر ازار سے ڈھک کر تیسرے کپڑے میں لپیٹ دیا جائے، اگر صرف ایک ہی کپڑا میسر آئے تو اسی کو کفن بنا کر پہنا دیا جائے۔

۳- بَابُ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ

جنازے کے آگے چلنے کا بیان

۲۷۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ كَانُوا يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ، وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ.

سنن ابوداؤد (۳۱۷۹) سنن ترمذی (۱۰۰۷) سنن نسائی (۱۹۴۳)
سنن ابن ماجہ (۱۴۸۲)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جنازے کے آگے چلا کرتے۔ دیگر خلفاء بھی ایسا ہی کرتے آئے اور حضرت عبد اللہ بن عمر بھی۔

[۲۵۲] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقْدُمُ النَّاسَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ فِي جَنَازَةِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ.

ربیعہ بن عبد اللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر کو حضرت زینب بنت جحش کے جنازے کے آگے آگے چلتے دیکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)۔

[۲۵۳] اثر - وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ مَا رَأَيْتُ أَبِي قَطُّ فِي جَنَازَةٍ إِلَّا أَمَامَهَا.

ہشام بن عروہ نے فرمایا کہ میں نے ہرگز نہیں دیکھا اپنے والد محترم کو مگر جنازے کے آگے چلتے ہوئے۔

قَالَ ثُمَّ يَأْتِي الْبَقِيعَ، فَيَجْلِسُ حَتَّى يَمُرُّوا عَلَيْهِ.

فرمایا کہ پھر بقیع میں جا کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ جنازہ آگے گزر جاتا۔

[۲۵۴] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ الْمَشْيُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ مِنْ خَطَإِ

ابن شہاب نے فرمایا کہ جنازے کے پیچھے چلنا سنت کی خلاف ورزی ہے۔ ف

السُّنَّةِ.

ف: امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جنازے کے آگے چلنا اچھا اور اس کے پیچھے چلنے میں فضیلت ہے۔ مختلف احادیث مطہرہ کا نچوڑ یہی ہے۔ (موطا امام محمد)

٤- بَابُ النَّهْيِ عَنْ اَنْ تُتْبَعَ الْجَنَازَةُ بِنَارٍ

[٢٥٥] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ، اَنَّهَا قَالَتْ لِاَهْلِهَا اَجْمِرُوْا ثِيَابِيْ اِذَا مِتُّ، ثُمَّ حَنِّطُوْنِيْ، وَلَا تَذُرُّوْا عَلٰى كَفَنِيْ حِنَاطًا، وَلَا تَتْبَعُوْنِيْ بِنَارٍ.

[٢٥٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ نَهٰى اَنْ يُّتْبَعَ بَعْدَ مَوْتِهٖ بِنَارٍ.

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَكْرَهُ ذٰلِكَ.

جنازے کے پیچھے آگ لے جانے کی ممانعت

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے کپڑوں کو دھونی دینا، مجھے خوشبو لگانا لیکن میرے کفن پر خوشبو نہ چھڑکنا اور میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر نہ جانا۔

سعید بن ابوسعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع فرمادیا تھا کہ ان کے جنازے کے پیچھے کوئی آگ لے کر جائے۔

یحییٰ نے امام مالک سے سنا کہ وہ اسے مکروہ جانتے تھے۔

٥- بَابُ التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَائِزِ

٢٧٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَّ لِلنَّاسِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى، فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. صحیح البخاری (١٢٤٥) صحیح مسلم (٢٢٠١)

نماز جنازہ کی تکبیریں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز نجاشی کا انتقال ہوا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اسی روز بتا دیا تھا اور لوگوں کے ساتھ نماز جنازہ کے لیے نکلے تو انہوں نے صفیں بنالیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

٢٧٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مِسْكِيْنَةً مَرِضَتْ، فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَرَضِهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُ الْمَسَاكِيْنَ، وَيَسْاَلُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا مَاتَتْ فَاٰذِنُوْنِيْ بِهَا فَخُرِجَ بِجَنَازَتِهَا لَيْلًا، فَكَرِهُوْا اَنْ يُّوْقِظُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُخْبِرَ بِالَّذِيْ كَانَ مِنْ شَاْنِهَا فَقَالَ اَلَمْ اٰمُرْكُمْ اَنْ تُؤْذِنُوْنِيْ بِهَا؟ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْنَا اَنْ نُّخْرِجَكَ لَيْلًا، وَنُوْقِظَكَ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى صَفَّ بِالنَّاسِ عَلٰى قَبْرِهَا، وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. صحیح البخاری (٤٥٨) صحیح مسلم (٢٢١٢)

ابوامامہ بن سہل بن حنیف کا بیان ہے کہ ایک غریب عورت بیمار پڑ گئی تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی بیماری کے بارے میں بتایا گیا اور رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ مسکینوں کی عیادت کرتے اور ان کا حال دریافت فرمایا کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ فوت ہو جائے تو مجھے بتا دینا۔ پس لوگ رات کے وقت اس کے جنازے کو لے کر نکلے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جگانا ناپسند کیا۔ صبح کے وقت جب اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے بتا دینا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ہم نے رات کے وقت آپ کو باہر نکالنا اور جگانا ناپسند کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نکلے یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی قبر کے پاس صفیں بنا

لیں اور آپ نے چار تکبیریں کہیں۔

[۲۵۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الرَّجُلِ يُدْرِكُ بَعْضَ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ، وَيَفُوتُهُ بَعْضُهُ، فَقَالَ يَقْضِي مَا فَاتَهُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس کو نماز جنازہ کی بعض تکبیریں ملیں اور بعض نہ ملیں؟ فرمایا کہ جو رہ گئیں ان کی قضاء کرے۔

٦- بَابُ مَا يَقُولُ الْمُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ

میت کے لیے دعا کرنا

[۲۵۸] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ، كَيْفَ تُصَلِّي عَلَى الْجَنَازَةِ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَا لَعَمْرُ اللّٰهِ أُخْبِرُكَ أَتَّبِعُهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَإِذَا وُضِعَتْ كَبَّرْتُ وَحَمِدْتُ اللّٰهَ وَصَلَّيْتُ عَلَى نَبِيِّهِ، ثُمَّ أَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ، وَابْنُ عَبْدِكَ، وَابْنُ أَمَتِكَ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ، اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِي إِحْسَانِهِ، وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ، اللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.

حضرت ابو سعید مقبری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تمہیں بتاتا ہوں۔ میں اس کے گھر سے جنازے کے ساتھ جاتا ہوں۔ جب اسے رکھا جاتا ہے تو تکبیر کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی حمد بجالاتا ہوں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ پھر یوں دعا کرتا ہوں: ''اے اللہ! یہ تیرا بندہ ہے نیز تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہے' یہ گواہی دیتا ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر تو اور محمد مصطفیٰ تیرے بندے اور رسول ہیں اور تو اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ اے اللہ! اگر یہ نیک ہے تو اس کی نیکیوں کو بڑھا۔ اور اگر یہ برا ہے تو اس کی برائیوں سے درگزر فرما۔ اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں مبتلا نہ کرنا''۔

[۲۵۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى صَبِيٍّ لَمْ يَعْمَلْ خَطِيئَةً قَطُّ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ اللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

سعید بن مسیب کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے ایک بچے کی نماز جنازہ پڑھی جس نے قطعاً کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ میں نے انہیں یوں کہتے سنا: اے اللہ! اسے عذاب قبر سے محفوظ رکھنا۔

[۲۶۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْرَأُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز جنازہ میں قرأت نہیں پڑھا کرتے تھے۔

٧- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ بَعْدَ الصُّبْحِ إِلَى الْإِسْفَارِ وَبَعْدَ الْعَصْرِ إِلَى الْإِصْفِرَارِ

نماز فجر اور نماز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا

[۲۶۱] اثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَرْمَلَةَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ حُوَيْطِبٍ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ تُوُفِّيَتْ

محمد بن ابو حرملہ سے روایت ہے کہ جب زینب بنت ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو مدینہ منورہ کے حاکم طارق تھے۔ پس نماز فجر کے بعد جنازہ لایا گیا اور بقیع میں رکھا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ طارق

وَطَارِقٌ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ، فَاُتِيَ بِجَنَازَتِهَا بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَوُضِعَتْ بِالْبَقِيْعِ. قَالَ وَكَانَ طَارِقٌ يُغَلِّسُ بِالصُّبْحِ.

صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھا کرتے تھے۔

قَالَ ابْنُ اَبِيْ حَرْمَلَةَ فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لِاَهْلِهَا اِمَّا اَنْ تُصَلُّوْا عَلٰى جَنَازَتِكُمُ الْاٰنَ، وَاِمَّا اَنْ تَتْرُكُوْهَا حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ.

ابن ابوحرملہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے گھر والوں سے کہتے ہوئے سنا کہ چاہے تم اپنے جنازے پر ابھی نماز پڑھ لو اور چاہے رہنے دو یہاں تک کہ سورج بلند ہو جائے۔

[۲۶۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ يُصَلّٰى عَلَى الْجَنَازَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ، وَبَعْدَ الصُّبْحِ اِذَا صُلِّيَتَا لِوَقْتِهِمَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نماز عصر اور نماز فجر کے بعد جنازے کی نماز پڑھ سکتے ہو جبکہ یہ دونوں نمازیں اپنے وقت پر پڑھی ہوں۔

۸- بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ فِي الْمَسْجِدِ

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا

۲۷۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا اَمَرَتْ اَنْ يُمَرَّ عَلَيْهَا بِسَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ حِيْنَ مَاتَ لِتَدْعُوَ لَهُ، فَاَنْكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَقَالَتْ عَائِشَةُ مَا اَسْرَعَ النَّاسُ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَاءَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ.

صحیح مسلم (۲۲۴۹۔۲۲۵۰)

ابوالنضر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاص کا انتقال ہو جائے تو ان کے جنازے کو مسجد میں ان کے پاس سے گزارا جائے تاکہ یہ ان کے لیے دعا کریں۔ لوگوں نے اس فعل کے جواز میں کلام کیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: لوگ کتنی جلدی بھول جاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی مگر مسجد میں۔

[۲۶۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ صُلِّيَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الْمَسْجِدِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی گئی۔

۹- بَابُ جَامِعِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ

نماز جنازہ کے متعلقات

[۲۶۴] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، وَاَبَا هُرَيْرَةَ، كَانُوْا يُصَلُّوْنَ عَلَى الْجَنَائِزِ بِالْمَدِيْنَةِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، فَيَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِيَ الْاِمَامَ، وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت ابوہریرہ مردوں اور عورتوں کی مدینہ منورہ میں نماز جنازہ پڑھایا کرتے۔ مردوں کو امام کے قریب رکھتے اور عورتوں کو قبلہ کے نزدیک رکھا جاتا تھا۔

[۲۶۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ اِذَا صَلّٰى عَلَى الْجَنَائِزِ يُسَلِّمُ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب جنازے کی نماز پڑھاتے تو اتنی آواز سے سلام پھیرتے

حَتَّى يُسْمِعَ مَنْ يَلِيْهِ.

کہ نزدیک والے سن لیتے۔

[٢٦٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يُصَلِّي الرَّجُلُ عَلَى الْجَنَازَةِ اِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جنازے کی نماز نہ پڑھے مگر جو باوضو ہو۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ اَنْ يُصَلِّيَ عَلٰى وَلَدِ الزِّنَا وَاُمِّهِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اہل علم میں سے کوئی ایسا نہ دیکھا جو ولد الزنا یا اس کی والدہ پر نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کرتا ہو۔

١٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دَفْنِ الْمَيِّتِ

مردے کو دفن کرنے کا بیان

٢٧٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ، وَصَلَّى النَّاسُ عَلَيْهِ اَفْذَاذًا لَا يَؤُمُّهُمْ اَحَدٌ، فَقَالَ نَاسٌ يُدْفَنُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ، وَقَالَ اٰخَرُوْنَ يُدْفَنُ بِالْبَقِيْعِ، فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَا دُفِنَ نَبِيٌّ قَطُّ اِلَّا فِيْ مَكَانِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ. فَحُفِرَ لَهُ فِيْهِ، فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ غُسْلِهِ اَرَادُوْا نَزْعَ قَمِيْصِهِ، فَسَمِعُوْا صَوْتًا يَقُوْلُ لَا تَنْزِعُوا الْقَمِيْصَ. فَلَمْ يُنْزَعِ الْقَمِيْصُ وَغُسِّلَ وَهُوَ عَلَيْهِ ﷺ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے پیر کے روز وفات پائی اور منگل کے روز دفن کیے گئے۔ لوگوں نے خود آپ پر نماز پڑھی اور ان کا امام کوئی نہ تھا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ کو منبر کے پاس دفن کیا جائے اور دوسرے حضرات نے کہا کہ بقیع میں۔ جب حضرت ابوبکر صدیق آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے پس اسی جگہ آپ کی قبر کھودی گئی۔ جب غسل دینے لگے تو لوگوں نے ارادہ کیا کہ آپ کا کرتہ اتار دیں۔ پس انہوں نے آواز سنی کہ ان کا کرتہ نہ اتارو۔ لہٰذا انہوں نے کرتہ نہ اتارا اور غسل دیتے وقت وہ آپ کے جسم اطہر پر تھا۔

٢٧٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ، وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلُ عَمِلَ عَمَلَهُ، فَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ، فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

سنن ابن ماجہ (١٥٥٧)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں دو گورکن تھے ایک بغلی قبر کھودتا تھا اور دوسرا بغلی نہیں بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ دونوں میں سے جو پہلے آ گیا اسی طرح کی بنوالیں گے۔ پس بغلی قبر کھودنے والا پہلے آیا تو رسول اللہ ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی گئی۔

[٢٦٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُوْلُ مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ النَّبِيِّ ﷺ، حَتّٰى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِيْنِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین ہی نہیں آتا تھا یہاں تک کہ میں نے کسی چلنے کی آوازیں سنیں۔

[٢٦٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ رَاَيْتُ ثَلَاثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حَجْرِيْ (حُجْرَتِيْ)، فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرے میں آگرے ہیں تو حضرت ابوبکر صدیق سے اپنے خواب کا ذکر کیا۔

قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَدُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا قَالَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا اَحَدُ اَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا.

ان کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور ان کے حجرے میں دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر نے ان سے کہا کہ تمہارے چاندوں میں سے ایک تو یہ ہیں اور یہ ان میں بہترین ہیں۔

[٢٦٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَسَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ تُوُفِّيَا بِالْعَقِيْقِ، وَحُمِلَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَدُفِنَا بِهَا.

امام مالک کو کئی معتمد حضرات سے یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید کا وصال عقیق میں ہوا اور انہیں اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا اور یہیں دفن کیے گئے۔

[٢٧٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ قَالَ مَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ بِالْبَقِيْعِ، لَاَنْ اُدْفَنَ بِغَيْرِهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُدْفَنَ بِهِ. اِنَّمَا هُوَ اَحَدُ رَجُلَيْنِ اِمَّا ظَالِمٌ، فَلَا اُحِبُّ اَنْ اُدْفَنَ مَعَهُ، وَاِمَّا صَالِحٌ فَلَا اُحِبُّ اَنْ تُنْبَشَ لِيْ عِظَامُهُ.

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ مجھے بقیع میں دفن ہونا پسند نہیں ہے اور بقیع میں دفن ہونے سے کسی دوسری جگہ دفن ہونا مجھے زیادہ پسند ہے کیونکہ وہ دونوں میں سے ایک قسم کا آدمی ہوگا، اگر ظالم کی جگہ مجھے دفن کیا تو مجھے اس کے ساتھ دفن ہونا پسند نہیں اور اگر نیک کی وہ جگہ ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ میری خاطر اس کی ہڈیوں کو کھودا جائے۔

١١- بَابُ الْوُقُوْفِ لِلْجَنَائِزِ وَالْجُلُوْسِ عَلَى الْمَقَابِرِ

جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہونا اور قبروں پر بیٹھنا

٢٧٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ مَسْعُوْدِ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ فِي الْجَنَائِزِ ثُمَّ جَلَسَ بَعْدُ. صحیح مسلم(٢٢٢٤ تا ٢٢٢٨)

مسعود بن حکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے اور گزر جانے کے بعد بیٹھ جاتے۔

[٢٧١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَتَوَسَّدُ الْقُبُوْرَ وَيَضْطَجِعُ عَلَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبر سے ٹیک لگا لیتے اور اس پر لیٹ جاتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا نُهِيَ عَنِ الْقُعُوْدِ عَلَى الْقُبُوْرِ فِيْمَا نُرٰى لِلْمَذَاهِبِ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیشاب اور قضائے حاجت کے لیے قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔

[٢٧٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا اُمَامَةَ بْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ يَقُوْلُ كُنَّا نَشْهَدُ الْجَنَائِزَ، فَمَا يَجْلِسُ اٰخِرُ النَّاسِ، حَتّٰى يُؤْذَنُوْا.

ابوبکر بن عثمان نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم جنازوں میں شامل ہوتے تو آخری شخص بھی اجازت کے بغیر بیٹھا نہیں کرتا تھا۔

١٢- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ

٢٧٩- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَتِيكٍ، عَنْ عَتِيكِ بْنِ الْحَارِثِ. وَهُوَ جَدُّ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَابِرٍ أَبُو أُمِّهِ. أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَتِيكٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، جَاءَ يَعُودُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ ثَابِتٍ، فَوَجَدَهُ قَدْ غُلِبَ عَلَيْهِ، فَصَاحَ بِهِ فَلَمْ يُجِبْهُ، فَاسْتَرْجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ غُلِبْنَا عَلَيْكَ يَا أَبَا الرَّبِيعِ فَصَاحَ النِّسْوَةُ وَبَكَيْنَ، فَجَعَلَ جَابِرٌ يُسَكِّتُهُنَّ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دَعْهُنَّ، فَإِذَا وَجَبَ فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْوُجُوبُ؟ قَالَ إِذَا مَاتَ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ شَهِيدًا، فَإِنَّكَ كُنْتَ قَدْ قَضَيْتَ جِهَازَكَ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَوْقَعَ أَجْرَهُ عَلَى قَدْرِ نِيَّتِهِ. وَمَا تَعُدُّونَ الشَّهَادَةَ؟ قَالُوا الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الشُّهَدَاءُ سَبْعَةٌ سِوَى الْقَتْلِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الْمَطْعُونُ شَهِيدٌ، وَالْغَرِقُ شَهِيدٌ، وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيدٌ، وَالْمَبْطُونُ شَهِيدٌ، وَالْحَرِقُ شَهِيدٌ، وَالَّذِي يَمُوتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيدٌ، وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ شَهِيدٌ.

سنن ابوداؤد (۳۱۱۱) سنن نسائی (۱۸۴۵)

٢٨٠- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَقُولُ، (وَذُكِرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ) فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ، وَلَكِنَّهُ نَسِيَ، أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَهُودِيَّةٍ يُبْكَى عَلَيْهَا أَهْلُهَا، فَقَالَ إِنَّكُمْ لَتَبْكُونَ عَلَيْهَا، وَإِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِي قَبْرِهَا.

میت پر رونے کی ممانعت

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو انہیں بے ہوش پایا۔ آپ نے آواز دی تو انہوں نے جواب نہ دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے "انا للہ وانا الیہ راجعون" کہا اور فرمایا: اے ابوالربیع! تمہارے معاملے میں ہم مغلوب ہوئے۔ پس عورتیں رونے دھونے لگیں تو حضرت جابر انہیں خاموش کرانے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں جانے دو لیکن جب واجب ہو جائے تو اس وقت کوئی رونے والی نہ روئے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا واجب ہو جائے؟ فرمایا کہ جب مر جائے۔ اس کی بیٹی کہنے لگی کہ خدا کی قسم! ہم تو آپ کی شہادت کے آرزومند تھے کیونکہ آپ نے جہاد کا سامان تیار کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی نیت کے مطابق اجر عطا فرمائے گا۔ تم شہادت کس چیز کو شمار کرتی ہو؟ عرض گزار ہوئیں کہ اللہ کی راہ میں لڑ مرنے کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کے سوا بھی سات قسم کے شہید ہیں۔ (۱) طاعون کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، (۲) غرق ہونے والا شہید ہے (۳) نمونیہ والا شہید ہے (۴) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے (۵) جل کر مرنے والا شہید ہے (۶) دیوار کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے اور زچگی میں مرنے والی عورت شہید ہے۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا: جب ان کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ زندوں کے رونے سے مردے کو عذاب دیا جاتا ہے تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عبد الرحمٰن کو معاف فرمائے کیونکہ انہوں نے جھوٹ تو نہیں کہا لیکن وہ بھول گئے یا ان سے سمجھنے میں غلطی ہوئی کیونکہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت کے پاس سے گزرے اور اس کے گھر والے اس پر رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ تم اس پر رو رہے ہو اور اسے

صحیح البخاری (۱۲۸۹) صحیح مسلم (۲۱۵۳)

قبر میں عذاب دیا جارہا ہے۔

۱۳- بَابُ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيبَةِ

مصیبت کے وقت صبر کرنا

۲۸۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَتَمَسَّهُ النَّارُ إِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ.

صحیح البخاری (۱۲۵۱) صحیح مسلم (۶۶۳۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اسے آگ نہیں چھوتی مگر قسم پوری کرنے کے لیے۔

۲۸۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَمُوتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، فَيَحْتَسِبُهُمْ إِلَّا كَانُوا لَهُ جُنَّةً مِنَ النَّارِ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَوِ اثْنَانِ؟ قَالَ أَوِ اثْنَانِ.

صحیح البخاری (۱۰۱) صحیح مسلم (۶۶۴۲)

حضرت ابوالنضر سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور وہ ان پر صبر کرے تو وہ اس کے لیے جہنم سے ڈھال بن جائیں گے۔ ایک عورت بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اگر وہ دو ہوں؟ فرمایا کہ دو بھی۔

۲۸۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصَابُ فِي وَلَدِهِ، وَحَامَّتِهِ، حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ، وَلَيْسَتْ لَهُ خَطِيئَةٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کو ہمیشہ اس کی اولاد اور اعزہ کی مصیبتوں کی وجہ سے تکلیف پہنچتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس کے سر کوئی گناہ نہیں رہ جاتا۔

۱۴- بَابُ جَامِعِ الْحِسْبَةِ فِي الْمُصِيبَةِ

بوقتِ مصیبت صبر کرنے کے متعلق روایات

۲۸۴- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِيُعَزِّ الْمُسْلِمِينَ فِي مَصَائِبِهِمُ الْمُصِيبَةُ بِي.

عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابو بکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مصیبتوں کو یاد کرکے مسلمانوں کی تمام مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔

۲۸۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَصَابَتْهُ مُصِيبَةٌ، فَقَالَ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ، اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي، وَأَعْقِبْنِي خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا فَعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ بِهِ قَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو سَلَمَةَ، قُلْتُ ذَلِكَ ثُمَّ قُلْتُ وَمَنْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ حکم خداوندی کے مطابق کہے: "بے شک ہم اللہ کا مال ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے میری مصیبت کا اجر عطا فرما اور اس کے عوض مجھے بہتر چیز عطا فرما" تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی کر دے گا۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابو سلمہ فوت

خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ فَأَعْقَبَهَا اللّٰهُ رَسُولَهُ ﷺ فَتَزَوَّجَهَا. صحیح مسلم (۲۱۲٤)

ہوئے تو میں نے یہی دعا کی پھر اپنے دل میں کہا کہ ابوسلمہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ لیکن ان کے بعد مجھے اللہ نے رسول اللہ کی زوجیت سے مشرف فرمادیا۔

[۲۷۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ هَلَكَتِ امْرَأَةٌ لِي، فَأَتَانِي مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ يُعَزِّيْنِي بِهَا، فَقَالَ إِنَّهُ كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ فَقِيهٌ عَالِمٌ عَابِدٌ مُجْتَهِدٌ، وَكَانَتْ لَهُ امْرَأَةٌ، وَكَانَ بِهَا مُعْجَبًا لَهَا مُحِبًّا، فَمَاتَتْ فَوَجَدَ عَلَيْهَا وَجْدًا شَدِيدًا، وَلَقِيَ عَلَيْهَا أَسَفًا، حَتّٰى خَلَا فِي بَيْتٍ، وَغَلَّقَ عَلٰى نَفْسِهِ، وَاحْتَجَبَ مِنَ النَّاسِ، فَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْهِ أَحَدٌ. وَإِنَّ امْرَأَةً سَمِعَتْ بِهِ. فَجَاءَتْهُ فَقَالَتْ إِنَّ لِي إِلَيْهِ حَاجَةً أَسْتَفْتِيهِ فِيهَا لَيْسَ يُجْزِيْنِي فِيهَا إِلَّا مُشَافَهَتُهُ، فَذَهَبَ النَّاسُ، وَلَزِمَتْ بَابَهُ، وَقَالَتْ مَا لِي مِنْهُ بُدٌّ. فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ إِنَّ هٰهُنَا امْرَأَةً أَرَادَتْ أَنْ تَسْتَفْتِيَكَ، وَقَالَتْ إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا مُشَافَهَتَهُ، وَقَدْ ذَهَبَ النَّاسُ، وَهِيَ لَا تُفَارِقُ الْبَابَ. فَقَالَ ائْذَنُوا لَهَا. فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ إِنِّي جِئْتُكَ أَسْتَفْتِيكَ فِي أَمْرٍ. قَالَ وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ إِنِّي اسْتَعَرْتُ مِنْ جَارَةٍ لِي حَلْيًا، فَكُنْتُ أَلْبَسُهُ، وَأُعِيرُهُ زَمَانًا، ثُمَّ أَرْسَلُوا إِلَيَّ فِيهِ أَفَأُؤَدِّيهِ إِلَيْهِمْ؟ فَقَالَ نَعَمْ وَاللّٰهِ. فَقَالَتْ إِنَّهُ قَدْ مَكَثَ عِنْدِي زَمَانًا. فَقَالَ ذٰلِكِ أَحَقُّ لِرَدِّكِ إِيَّاهُ إِلَيْهِمْ حِينَ أَعَارُوكِيهِ زَمَانًا. فَقَالَتْ أَيْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ أَفَتَأْسَفُ عَلٰى مَا أَعَارَكَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهُ مِنْكَ، وَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْكَ؟ فَأَبْصَرَ مَا كَانَ فِيهِ، وَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ان کی زوجۂ محترمہ فوت ہو گئیں تو محمد بن کعب قرظی تعزیت کے لیے پاس آئے اور کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو فقیہ، عالم، عابد اور مجتہد تھا۔ اس کی ایک بیوی تھی جس کے ساتھ اسے غایت درجہ محبت تھی۔ وہ فوت ہو گئی تو اس آدمی کو بڑا دھکا لگا اور شدت ملال کے باعث وہ گھر میں بیٹھا رہا۔ دروازہ بند کرلیا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ اب اس کے پاس کوئی آ نہیں سکتا تھا۔ ایک عورت نے جب یہ بات سنی تو اس کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے ان سے ایک حاجت ہے، جس کے سلسلے میں ان سے میں نے فتویٰ لینا ہے۔ بالمشافہ پوچھے بغیر بات نہیں بن پڑے گی لوگ تو چلے گئے لیکن وہ عورت دروازے پر جام ہو گئی اور کہا کہ مجھے اس کے سوا چارۂ کار نہیں۔ کسی نے اس عالم سے کہا کہ یہاں ایک عورت ہے، جو آپ سے کوئی فتویٰ لینا چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میں بالمشافہ پوچھوں گی اور لوگ جا چکے ہیں لیکن وہ دروازہ سے ذرا نہیں ہٹتی۔ کہا کہ اسے اندر آنے دو۔ پس وہ اندر گئی اور اس نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کی غرض سے حاضر ہوئی ہوں۔ کہا: وہ ہے کیا؟ عورت نے کہا کہ میں نے اپنی ہمسائی سے کچھ زیور ادھار لیے تھے۔ میں انہیں پہنتی رہی اور مدتوں ادھار دیتی رہی۔ اب اس گھر والوں نے مجھے پیغام بھیجا ہے کہ زیور انہیں لوٹا دوں۔ تو کیا میں ان کی طرف لوٹا دوں؟ کہا: خدا کی قسم! ضرور۔ عورت نے کہا کہ میرے پاس تو اس زیور کو مدت گزر گئی، پھر واپسی کیسی؟ کہا کہ اس صورت میں تو واپس لوٹانے کا اور زیادہ حق ہو گیا کہ اتنی مدت ادھار دیئے رکھے۔ عورت گویا ہوئی کہ حضور والا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، کیا آپ اس چیز پر افسوس کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ادھار دی، پھر واپس لے لی، کیا وہ اس کا آپ سے زیادہ حق دار نہیں۔ اس بات نے اس عالم کی آنکھیں کھول دیں اور اس کی بات سے اللہ تعالیٰ نے

اسے فائدہ پہنچایا۔

١٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاِخْتِفَاءِ

کفن چور کے بارے میں روایات

٢٨٦- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَهَا تَقُولُ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُخْتَفِيَ وَالْمُخْتَفِيَةَ، يَعْنِيْ نَبَّاشَ الْقُبُوْرِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کفن چرانے والے مرد اور کفن چرانے والی عورت پر لعنت کی ہے۔

٢٨٧- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُولُ كَسْرُ عَظْمِ الْمُسْلِمِ مَيْتًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ، تَعْنِيْ فِي الْاِثْمِ.

سنن ابوداؤد (٣٢٠٧) سنن ابن ماجہ (١٦١٦)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ کسی مسلمان مردے کی ہڈی کو توڑنے کا اتنا ہی گناہ ہے جتنا اس کی زندگی میں توڑنے کا۔

١٦- بَابُ جَامِعِ الْجَنَائِزِ

جنازے کے دیگر متعلقات

٢٨٨- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى صَدْرِهَا، وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ، وَارْحَمْنِيْ، وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى.

صحیح البخاری (٤٤٣٦) صحیح مسلم (٦٢٤٣_٦٢٤٤)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے وصال سے پہلے سنا جب کہ آپ نے ان کے سینے سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور یہ سراپا گوش ہو کر آپ کی جانب متوجہ تھیں تو حضور کہہ رہے تھے: اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

٢٨٩- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمُوْتُ حَتّٰى يُخَيَّرَ قَالَتْ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ ذَاهِبٌ. صحیح البخاری (٤٤٣٧) صحیح مسلم (٦٢٤٧)

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کسی نبی کی وفات کا وقت آیا تو انہیں اختیار دیا گیا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ جب میں نے آپ کو "اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ" کہتے ہوئے سنا تو میں جان گئی کہ آپ جانے والے ہیں۔

٢٩٠- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، يُقَالُ لَهُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. صحیح البخاری (١٣٧٩) صحیح مسلم (٧١٤٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح و شام اسے اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ اہلِ جنت سے ہے تو جنتی ٹھکانا اور اگر اہلِ جہنم سے ہے تو جہنمی ٹھکانا۔ اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا ٹھکانہ یہ ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت میں اٹھائے۔

٢٩١- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ، إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ، مِنْهُ خُلِقَ، وَفِيهِ يُرَكَّبُ. صحیح مسلم (۷۳٤١)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے سارے جسم کو زمین کھا جاتی ہے ماسوائے ریڑھ کی ہڈی کے۔ اسی سے اسے پیدا کیا گیا اور اسی پر اسے دوبارہ بنا دیا جائے گا۔

۲۹۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَيْرٌ يَعْلَقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يُرْجِعَهُ اللهُ إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ.

سنن نسائی (۲۰۷۲) سنن ابن ماجہ (٤٢٧١)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی روح ایک پرندے کی شکل میں جنت کے ایک درخت سے جالٹکتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کے جسم کی طرف اس روز لوٹائے گا جس روز اٹھایا جائے گا۔

۲۹۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي كَرِهْتُ لِقَاءَهُ.

صحیح البخاری (٧٥٠٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ملنا ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا ناپسند کرتا ہوں۔

۲۹٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ حَسَنَةً قَطُّ لِأَهْلِهِ إِذَا مَاتَ، فَحَرِّقُوهُ، ثُمَّ اذْرُوا نِصْفَهُ فِي الْبَرِّ، وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ، فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ اللهُ عَلَيْهِ لَيُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ. فَلَمَّا مَاتَ الرَّجُلُ فَعَلُوا مَا أَمَرَهُمْ بِهِ، فَأَمَرَ اللهُ الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، وَأَمَرَ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ، ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ يَا رَبِّ، وَأَنْتَ أَعْلَمُ. قَالَ فَغَفَرَ لَهُ. صحیح البخاری (٧٥٠٨) صحیح مسلم (٢٩١٤)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی نے زندگی بھر کوئی نیکی نہیں کی تھی، مرتے وقت اس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے جلا دینا۔ پھر میری نصف راکھ خشکی میں اور نصف دریا میں ڈال دینا کیونکہ خدا کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قابو پایا تو اتنا عذاب دے گا کہ پوری دنیا میں اتنا عذاب کسی کو نہ دے گا۔ جب وہ مر گیا تو گھر والوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے خشکی کو حکم دیا تو اس نے اس کے ذرات اکٹھے کر دیئے اور دریا کو حکم دیا تو اس نے بھی جمع کر دیئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آدمی سے فرمایا کہ تو نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا: اے رب! تو جانتا ہے کہ صرف تیرے ڈر سے۔ فرمایا کہ پھر اسے بخش دیا گیا۔

۲۹٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تُنَاتَجُ الْإِبِلُ مِنْ بَهِيمَةٍ جَمْعَاءَ هَلْ تُحِسُّ فِيهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ الَّذِي يَمُوتُ وَهُوَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر پیدا ہونے والا فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اسے یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں، جیسے کہ اونٹ کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے، کیا تم نے ان میں کوئی کن کٹا دیکھا ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! چھوٹے بچے

صَغِيرٌ؟ قَالَ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِينَ.
صحیح البخاری (٦٥٩٩) صحیح مسلم (٦٧٠٢)

جو مر جائیں ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والے تھے۔

٢٩٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ، فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ. صحیح البخاری (٧١١٥) صحیح مسلم (٧٢٣٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک آدمی کسی کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو کہے گا: کاش! اس کی جگہ میں ہوتا۔

٢٩٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ، قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.

(صحیح البخاری (٦٥١٢) صحیح مسلم (٢١٩٩-٢٢٠٠)

حضرت ابو قتادہ بن ربعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا: ''مستریح ومستراح منہ'' لوگ عرض گزار ہوئے کہ مستریح اور مستراح منہ کیا ہے؟ فرمایا کہ ''مستریح'' تو یہ ہے کہ مومن بندہ دنیا کی تکالیف اور اذیتوں سے نجات پا کر خدا کی رحمت سے لطف اندوز ہوتا ہے اور ''مستراح منہ'' یہ کہ بدکردار بندے سے لوگ، شہر، درخت اور مویشی تک نجات پا جاتے ہیں۔

٢٩٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ وَمُرَّ بِجَنَازَتِهِ ذَهَبْتَ وَلَمْ تَلَبَّسْ مِنْهَا بِشَيْءٍ.

ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے اور ان کا جنازہ آپ کے سامنے سے گزرا: ''تم چل دیے اور دنیا سے بھی کچھ بھی نہیں لیا''۔

٢٩٩- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَلَبِسَ ثِيَابَهُ، ثُمَّ خَرَجَ. قَالَتْ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي بَرِيرَةَ تَتْبَعُهُ، فَتَبِعَتْهُ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ، فَوَقَفَ فِي أَدْنَاهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقِفَ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَسَبَقَتْهُ بَرِيرَةُ، فَأَخْبَرَتْنِي، فَلَمْ أَذْكُرْ لَهُ شَيْئًا حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ إِنِّي بُعِثْتُ إِلَى أَهْلِ الْبَقِيعِ لِأُصَلِّيَ عَلَيْهِمْ. سنن نسائی (٢٠٣٧)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، کپڑے پہنے اور باہر نکل گئے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنی لونڈی بریرہ سے کہا کہ آپ کے پیچھے جائے تو وہ پیچھے گئی۔ یہاں تک کہ آپ بقیع جا پہنچے اور اس کے قریب کھڑے رہے جتنی دیر خدا نے چاہا کہ کھڑے رہیں۔ پھر واپس لوٹے تو بریرہ نے آپ سے پہلے آ کر مجھے بتا دیا۔ میں نے آپ سے کوئی ذکر نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر آپ سے ذکر کیا تو فرمایا: مجھے حکم دیا گیا تھا کہ بقیع والوں کے لیے دعا کروں۔

٣٠٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ أَسْرِعُوا بِجَنَائِزِكُمْ، فَإِنَّمَا هُوَ خَيْرٌ تُقَدِّمُونَهُ

نافع کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اپنے جنازے کو لے جانے میں جلدی کیا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو اسے نیکی

بِالْيَةِ، أَوْ شَرٍّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ.

صحیح البخاری (١٣١٥) صحیح مسلم (٢١٨٣)

کی طرف لے جارہے ہو اور اگر برا ہے تو اپنے کندھوں سے بوجھ اتار رہے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٧- كِتَابُ الزَّكٰوةِ

زکوٰۃ کا بیان

١- بَابُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ

کس مال کی زکوٰۃ دینا واجب ہے؟

٣٠١- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقٍ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (١٤٤٧) صحیح مسلم (٢٢٦٠ تا ٢٢٦٧)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق غلہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

٣٠٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ أَوَاقِيَّ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ، وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (١٤٥٩)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ چاندی سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ وسق غلہ سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔

[٢٧٤] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ عَلَى دِمَشْقَ فِي الصَّدَقَةِ إِنَّمَا الصَّدَقَةُ فِي الْحَرْثِ، وَالْعَيْنِ، وَالْمَاشِيَةِ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَكُوْنُ الصَّدَقَةُ إِلَّا فِيْ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ فِي الْحَرْثِ، وَالْعَيْنِ، وَالْمَاشِيَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے دمشق کے عامل کو زکوٰۃ کے بارے میں لکھا کہ زکوٰۃ کھیتی، سونا، چاندی، نقدی اور مویشیوں میں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ نہیں ہے زکوٰۃ مگر تین چیزوں میں: کھیتی، نقدی و سونا چاندی اور مویشیوں میں۔

٢- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

[٢٧٥] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَأَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ مُكَاتَبٍ لَهُ، قَاطَعَهُ بِمَالٍ عَظِيْمٍ هَلْ عَلَيْهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ لَمْ يَكُنْ

محمد بن عقبہ نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ انہوں نے اپنے مکاتب سے کافی مال کے بدلے مقاطعت کی ہے، کیا اس مال کی ان پر زکوٰۃ ہے؟ قاسم نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق مال سے زکوٰۃ نہیں لیا کرتے تھے یہاں تک کہ اس پر پورا سال گزر جاتا۔

يَأْخُذُ مِنْ مَالٍ زَكٰوةً حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اِذَا اَعْطَى النَّاسَ اُعْطِيَاتِهِمْ يَسْاَلُ الرَّجُلَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ؟ فَاِذَا قَالَ نَعَمْ ' اَخَذَ مِنْ عَطَائِهٖ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ ' وَاِنْ قَالَ لَا ' اَسْلَمَ اِلَيْهِ عَطَاءَهٗ ' وَلَمْ يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر جب لوگوں کو ان کے وظیفے دیتے تو پوچھ لیتے کہ کیا ان کے پاس کوئی ایسا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر وہ ہاں کہتا تو وظیفے میں سے اس مال کی زکوٰۃ وضع کر لیتے اور اگر وہ نہیں کہتا تو وظیفہ اسے دے دیتے اور اس میں سے کچھ نہ لیتے۔

[۲۷۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ ' عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ ' عَنْ اَبِيْهَا ' اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ اِذَا جِئْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَقْبِضُ عَطَائِیْ سَاَلَنِیْ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ مَالٍ وَجَبَتْ عَلَيْكَ فِيْهِ الزَّكٰوةُ؟ قَالَ فَاِنْ قُلْتُ نَعَمْ ' اَخَذَ مِنْ عَطَائِیْ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الْمَالِ ' وَاِنْ قُلْتُ لَا ' دَفَعَ اِلَیَّ عَطَائِیْ.

حضرت قدامہ بن مظعون کا بیان ہے کہ جب میں وظیفہ لینے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو پوچھتے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسا مال ہے جس کی زکوٰۃ واجب ہو؟ اگر میں ہاں کہتا تو میرے وظیفے میں سے اس سال کی زکوٰۃ وضع کر لیتے اور اگر میں کہتا کہ نہیں تو میرا وظیفہ مجھے پورا دے دیتے۔

[۲۷۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَجِبُ فِیْ مَالٍ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ مال پر جب تک پورا سال نہ گزر جائے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

[۲۷۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهٗ قَالَ اَوَّلُ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَعْطِيَةِ الزَّكٰوةَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْيَانَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ سب سے پہلے تنخواہ میں سے زکوٰۃ وضع کرنے والے حضرت معاویہ بن ابوسفیان ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ الَّتِیْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا ' اَنَّ الزَّكٰوةَ تَجِبُ فِیْ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا عَيْنًا ' كَمَا تَجِبُ فِیْ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک وہی سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ زکوٰۃ سونے کے بیس دینار پر واجب ہے جیسے دو سو درہموں پر واجب ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ فِیْ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا نَاقِصَةً بَيِّنَةَ النُّقْصَانِ زَكٰوةٌ ' فَاِنْ زَادَتْ حَتّٰى تَبْلُغَ بِزِيَادَتِهَا عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا وَازِنَةً فَفِيْهَا الزَّكٰوةُ ' وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا عَيْنًا الزَّكٰوةُ ' وَلَيْسَ فِیْ مِائَتَیْ دِرْهَمٍ نَاقِصَةً بَيِّنَةَ النُّقْصَانِ زَكٰوةٌ ' فَاِنْ زَادَتْ حَتّٰى تَبْلُغَ بِزِيَادَتِهَا مِائَتَیْ دِرْهَمٍ وَافِيَةً فَفِيْهَا الزَّكٰوةُ ' فَاِنْ كَانَتْ تَجُوْزُ بِجَوَازِ الْوَازِنَةِ رَاَيْتُ فِيْهَا الزَّكٰوةَ دَنَانِيْرَ كَانَتْ اَوْ دَرَاهِمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ناقص اور کم وزن بیس دیناروں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور ایسے دینار اگر زیادہ ہوں کہ وزن میں بیس دینار کے برابر ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور بیس دینار سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ دو سو درہم اگر ناقص یا کم وزن ہوں تو ان میں سے زکوٰۃ نہیں ہے لیکن وہ زیادہ ہوں کہ زیادتی کے باعث دو سو درہم کے برابر ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ ہے اور اگر یہ سکے پورے دینار و درہم کے برابر چلتے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے، خواہ وہ دینار ہوں یا درہم۔

قَالَ مَالِكٌ فِیْ رَجُلٍ كَانَتْ عِنْدَهٗ سِتُّوْنَ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس

وَمِائَةُ دِرْهَمٍ وَازِنَةٌ وَصَرْفُ الدَّرَاهِمِ بِبَلَدِهِ ثَمَانِيَةُ دَرَاهِمَ بِدِينَارٍ أَنَّهَا لَا تَجِبُ فِيهَا الزَّكٰوةُ، وَإِنَّمَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِي عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ.

ایک سو ساٹھ درہم ہیں اور اس کے شہر میں آٹھ درہم کے بدلے ایک دینار ملتا ہے، تب بھی اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ بیس دینار پر واجب ہوتی ہے یا دو سو درہم پر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ خَمْسَةُ دَنَانِيرَ مِنْ فَائِدَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا، فَتَجَرَ فِيهَا، فَلَمْ يَأْتِ الْحَوْلُ حَتَّى بَلَغَتْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ أَنَّهُ يُزَكِّيهَا وَإِنْ لَمْ تَتِمَّ إِلَّا قَبْلَ أَنْ يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، أَوْ بَعْدَ مَا يَحُولُ عَلَيْهَا الْحَوْلُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ لَا زَكٰوةَ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ زُكِّيَتْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس پانچ دینار وغیرہ تھے تو ان سے تجارت کی۔ ابھی سال نہیں گزرا تھا کہ وہ نصاب کی حد کو پہنچ گئے تو اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی، اگرچہ وہ سال گزرنے سے ایک دن پہلے اس مقدار کو پہنچے ہوں یا ایک دن بعد۔ پھر اس پر زکوٰۃ نہیں دینا ہوگی مگر جس روز زکوٰۃ دی ہے اس سے ایک سال گزرنے کے بعد۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ، فَتَجَرَ فِيهَا، فَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، وَقَدْ بَلَغَتْ عِشْرِينَ دِينَارًا إِنَّهُ يُزَكِّيهَا مَكَانَهَا، وَلَا يَنْتَظِرُ بِهَا أَنْ يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَلَغَتْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، لِأَنَّ الْحَوْلَ قَدْ حَالَ عَلَيْهَا، وَهِيَ عِنْدَهُ عِشْرُونَ ثُمَّ لَا زَكٰوةَ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ زُكِّيَتْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس دس دینار تھے تو اس نے ان سے تجارت کی اور ان پر سال گزر گیا تو وہ بیس دینار ہو گئے تو ان پر زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی اور یہ نہیں ہوگا کہ بیس دینار ہونے سے آگے سال شمار کرے، کیونکہ ان پر سال گزر گیا اور وہ اس کے پاس بیس تھے۔ پھر اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی مگر جس روز زکوٰۃ دی ہے اس سے آگے سال گزرنے پر۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي إِجَارَةِ الْعَبِيدِ وَخَرَاجِهِمْ، وَكِرَاءِ الْمَسَاكِينِ، وَكِتَابَةِ الْمُكَاتَبِ، أَنَّهُ لَا تَجِبُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ، قَلَّ ذٰلِكَ أَوْ كَثُرَ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ يَقْبِضُهُ صَاحِبُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق علیہ ہے کہ غلاموں کی مزدوری، غریبوں کے کرائے اور مکاتب کی کتابت پر بالکل زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے جس روز سے کہ مالک نے اس پر قبضہ کیا ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ يَكُونُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ إِنَّ مَنْ بَلَغَتْ حِصَّتُهُ مِنْهُمْ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَعَلَيْهِ فِيهَا الزَّكٰوةُ، وَمَنْ نَقَصَتْ حِصَّتُهُ عَمَّا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ، وَإِنْ بَلَغَتْ حِصَصُهُمْ جَمِيعًا مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَكَانَ بَعْضُهُمْ فِي ذٰلِكَ أَفْضَلَ نَصِيبًا مِنْ بَعْضٍ، أُخِذَ مِنْ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ إِذَا كَانَ فِي حِصَّةِ كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ

امام مالک نے مشترکہ سونے اور چاندی کے بارے میں فرمایا کہ جس شریک کا حصہ بیس دینار یا دو سو درہم کو پہنچے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور جس کا حصہ اس سے کم ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ ان کے حصے مل کر اس حد کو پہنچ جائیں جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور کسی کا حصہ اگر کم ہو اور کسی کا زیادہ تو ہر ایک سے اس کے حصے کے مطابق زکوٰۃ لی جائے گی جب کہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس حد کو پہنچا ہوا ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اوقیہ سے کم چاندی پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

صَدَقَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا كَانَتْ لِرَجُلٍ ذَهَبٌ اَوْ وَرِقٌ مُتَفَرِّقَةٌ بِاَيْدِيْ اُنَاسٍ شَتّٰى، فَاِنَّهُ يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يُحْصِيَهَا جَمِيْعًا، ثُمَّ يُخْرِجَ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ زَكَاتِهَا كُلِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کے پاس سونا یا چاندی ہو جو مختلف لوگوں کے قبضے میں ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا حساب جمع کرے اور پھر وہ سارے کی جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہ نکال دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ اَفَادَ ذَهَبًا، اَوْ وَرِقًا، اِنَّهُ لَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ فِيْهَا حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے سونے یا چاندی کو کمایا تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے۔

۳- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الْمَعَادِنِ

کانوں کی زکوٰۃ کا بیان

۳۰۳- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ لِبِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ. وَهِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ. فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اِلَى الْيَوْمِ اِلَّا الزَّكٰوةُ.

کئی حضرات سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی کو ان کے قبیلے کی کانیں بخش دی تھیں، جو فرع کے نزدیک ہیں تو آج کے دن تک ان سے کچھ نہیں لیا گیا ماسوائے زکوٰۃ کے۔

قَالَ مَالِكٌ اَرٰى، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ، اَنَّهُ لَا يُؤْخَذُ مِنَ الْمَعَادِنِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا شَيْءٌ، حَتّٰى يَبْلُغَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا قَدْرَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، عَيْنًا، اَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ، فَفِيْهِ الزَّكٰوةُ مَكَانَهُ، وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ اُخِذَ بِحِسَابِ ذٰلِكَ مَا دَامَ فِي الْمَعْدِنِ نَيْلٌ، فَاِذَا انْقَطَعَ عِرْقُهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ نَيْلٌ، فَهُوَ مِثْلُ الْاَوَّلِ يُبْتَدَاُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ كَمَا ابْتُدِئَتْ فِي الْاَوَّلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ کانوں میں سے جو نکلے اس میں سے کچھ نہیں لینا چاہیے جب تک وہ بیس دینار یا دو سو درہم کے برابر نہ ہو جائے۔ جب اس تعداد کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور جو اس سے زیادہ ہو تو اسی حساب سے لی جائے گی جب تک کہ کان سے آمدنی ہوتی رہے، اگر بند ہو جائے اور اس کے بعد پھر آمدنی شروع ہو تو اس میں سے اسی طرح زکوٰۃ لی جائے گی جیسے پہلے لی جاتی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمَعْدِنُ بِمَنْزِلَةِ الزَّرْعِ يُؤْخَذُ مِنْهُ مِثْلُ مَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّرْعِ. يُؤْخَذُ مِنْهُ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَعْدِنِ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ، وَلَا يُنْتَظَرُ بِهِ الْحَوْلُ، كَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّرْعِ اِذَا حُصِدَ الْعُشْرُ، وَلَا يُنْتَظَرُ اَنْ يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ. سنن ابوداود (۳۰۶۱)

امام مالک نے فرمایا کہ کانوں کا معاملہ زراعت کی طرح ہے۔ اس سے بھی اسی طرح زکوٰۃ لی جائے گی جیسے زراعت سے لی جاتی ہے یعنی کان سے جس روز مال نکلے اسی روز زکوٰۃ لی جائے گی اور سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا جیسا کہ زراعت میں ہوتا ہے کہ جب فصل آ جائے تو عشر لیا جاتا ہے اور اس پر سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جاتا۔

۴- بَابُ زَكٰوةِ الرِّكَازِ

دفینے کی زکوٰۃ کا بیان

۳۰٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، وَالَّذِي سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَهُ إِنَّ الرِّكَازَ إِنَّمَا هُوَ دِفْنٌ يُوجَدُ مِنْ دِفْنِ الْجَاهِلِيَّةِ مَا لَمْ يُطْلَبْ بِمَالٍ، وَلَمْ يُتَكَلَّفْ فِيهِ نَفَقَةٌ، وَلَا كَبِيرُ عَمَلٍ، وَلَا مُؤْنَةٍ. فَأَمَّا مَا طُلِبَ بِمَالٍ، وَتُكُلِّفَ فِيهِ كَبِيرُ عَمَلٍ، فَأُصِيبَ مَرَّةً، وَأُخْطِئَ مَرَّةً، فَلَيْسَ بِرِكَازٍ. صحیح البخاری (۱٤۹۹)

امام مالک نے فرمایا کہ جس بات میں ہمارے نزدیک اختلاف نہیں اور وہ حضرات کہتے ہیں جنہوں نے اہل علم سے سنا کہ رکاز اس دفینے کو کہتے ہیں جو کافروں کا دفن کیا ہوا ملے۔ جو نہ مال طلب کرے اور نہ اس پر خرچ کرنا پڑے اور نہ زیادہ کام و محنت درکار ہو۔ پس جو مال کے ذریعے حاصل ہو یا جس کو حاصل کرنے کے لیے سخت محنت کرنی پڑے پھر بھی کبھی حاصل ہو اور کبھی حاصل نہ ہو تو وہ رکاز نہیں ہے۔

٥- بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الْحُلِيِّ وَالتِّبْرِ وَالْعَنْبَرِ

جن چیزوں پر زکوٰۃ واجب نہیں جیسے زیورات، ڈلی اور عنبر

[۲۷۹] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَتْ تَلِي بَنَاتِ أَخِيهَا يَتَامَى فِي حَجْرِهَا لَهُنَّ الْحُلِيُّ، فَلَا تُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیر پرورش ان کی یتیم بھتیجیاں تھیں جن کے پاس زیور تھے تو یہ ان کے زیور سے زکوٰۃ نہیں نکالتی تھیں۔

[۲۸۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَلِّي بَنَاتِهِ، وَجَوَارِيَهُ الذَّهَبَ، ثُمَّ لَا يُخْرِجُ مِنْ حُلِيِّهِنَّ الزَّكٰوةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی صاحبزادیوں اور لونڈیوں کو سونے کے زیورات پہناتے اور پھر ان زیورات سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ تِبْرٌ، أَوْ حُلِيٌّ مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ فِضَّةٍ لَا يُنْتَفَعُ بِهِ لِلُبْسٍ، فَإِنَّ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةَ فِي كُلِّ عَامٍ يُوزَنُ، فَيُؤْخَذُ رُبُعُ عُشْرِهِ إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ مِنْ وَزْنِ عِشْرِينَ دِينَارًا عَيْنًا، أَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ، فَإِنْ نَقَصَ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَإِنَّمَا تَكُونُ فِيهِ الزَّكٰوةُ إِذَا كَانَ إِنَّمَا يُمْسِكُهُ لِغَيْرِ اللُّبْسِ، فَأَمَّا التِّبْرُ وَالْحُلِيُّ الْمَكْسُورُ الَّذِي يُرِيدُ أَهْلُهُ إِصْلَاحَهُ وَلُبْسَهُ، فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمَتَاعِ الَّذِي يَكُونُ عِنْدَ أَهْلِهِ، فَلَيْسَ عَلَى أَهْلِهِ فِيهِ زَكٰوةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کے پاس سونے یا چاندی کی ڈلی ہو، جس سے پہننے کا فائدہ حاصل نہ ہو تو اس پر ہر سال زکوٰۃ ہے، وزن کر کے چالیسواں حصہ لیا جائے گا ماسوائے اس صورت کے کہ وہ وزن میں بیس دینار یا دوسو درہم سے کم ہو۔ اگر اس سے کم ہے تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے، اس پر زکوٰۃ اسی وقت ہوگی جبکہ وہ پہننے کے لیے نہ ہو۔ اگر اس سے زیور بنوانا یا ٹوٹے ہوئے زیورات درست کروانے مقصود ہوں جو گھر والوں کے پہننے کے لیے ہوں تو وہ اس کے گھریلو سامان کی طرح ہے اور اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ فِي اللُّؤْلُؤِ، وَلَا فِي الْمِسْكِ،

امام مالک نے فرمایا کہ موتی، مشک اور عنبر پر زکوٰۃ نہیں

وَلَا الْعَنْبَرِ زَكوٰةٌ. ہے۔ف

ف: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک زیور کی زکوۃ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سونے اور چاندی کے زیورات میں زکوۃ فرض ہوتی ہے جب کہ کسی کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی ہو۔ اگر ایک ہی چیز ہو اور معینہ مقدار سے کم ہو تو اس پر زکوۃ نہیں۔ اگر سونے اور چاندی دونوں کے زیورات ہوں اور دونوں اپنے نصاب سے کم ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ اگر چاندی کو بیچ کر سونا خریدا جائے اور اسے موجودہ سونے میں ملانے سے سونے کا نصاب مکمل ہو جائے تو ان زیورات کی زکوۃ دی جائے گی۔ اسی طرح اگر سونے کے زیورات سے چاندی کا نصاب پورا ہو جائے تب بھی زکوۃ ادا کی جائے گی۔ نابالغ یتیم بچوں کے مال سے زکوۃ نہیں دی جائے گی خواہ وہ صاحب نصاب ہوں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦- بَابُ زَكوٰةِ اَمْوَالِ الْيَتَامٰى وَالتِّجَارَةِ لَهُمْ فِيْهَا

یتیم کے مال کی زکوۃ اور اس کے لیے تجارت کرنا

[۲۸۱] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِتَّجِرُوْا فِيْ اَمْوَالِ الْيَتَامٰى لَا تَاْكُلُهَا الزَّكوٰةُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یتیموں کے مال سے تجارت کرو تا کہ اس مال کو زکوۃ نہ کھا جائے۔ف

ف: اگر یتیم بچی صاحب نصاب ہو اور کوئی اس کے مال سے اس کے لیے تجارت کر رہا ہو جس کے باعث اس بچی کا مال بڑھ رہا ہو تو وہ شخص اس بچی کے مال سے زکوۃ بھی ادا کر سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۲۸۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ قَالَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَلِيْنِيْ، وَاَخًا لِيْ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حَجْرِهَا، فَكَانَتْ تُخْرِجُ مِنْ اَمْوَالِنَا الزَّكوٰةَ.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری اور میری دو یتیم بہنوں کی پرورش کرتی تھیں تو وہ ہمارے مال میں سے زکوۃ نکالتی تھیں۔

[۲۸۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تُعْطِيْ اَمْوَالَ الْيَتَامَى الَّذِيْنَ فِيْ حَجْرِهَا مَنْ يَتَّجِرُ لَهُمْ فِيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے زیر پرورش یتیموں کے مال کو تجارت کے لیے دیا کرتی تھیں۔

[۲۸٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ اشْتَرٰى لِبَنِيْ اَخِيْهِ يَتَامٰى فِيْ حَجْرِهٖ مَالًا، فَبِيْعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بَعْدُ بِمَالٍ كَثِيْرٍ.

یحییٰ بن سعید نے اپنے زیر پرورش یتیم بھتیجوں کے لیے مال خریدا اور بعد میں اس مال کو فروخت کر کے کافی مال کمایا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِالتِّجَارَةِ فِيْ اَمْوَالِ الْيَتَامٰى لَهُمْ اِذَا كَانَ الْوَلِيُّ مَاْذُوْنًا، وَلَا اَرٰى عَلَيْهِ ضَمَانًا.

امام مالک نے فرمایا کہ یتیموں کے لیے ان کے مال سے تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ولی کو اجازت حاصل ہو اور میرے خیال میں اس پر تاوان نہیں ہے۔

٧- بَابُ زَكوٰةِ الْمِيْرَاثِ

میراث کی زکوۃ کا بیان

[۲۸٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ قَالَ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی ہلاک ہو جائے اور اس

اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا هَلَكَ، وَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوةَ مَالِهٖ اِنِّيْ اَرٰى اَنْ يُؤْخَذَ ذٰلِكَ مِنْ ثُلُثِ مَالِهٖ، وَلَا يُجَاوَزُ بِهَا الثُّلُثُ، وَتُبَدّٰى عَلَى الْوَصَايَا، وَاَرَاهَا بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ عَلَيْهِ، فَلِذٰلِكَ رَاَيْتُ اَنْ تُبَدّٰى عَلَى الْوَصَايَا.

نے اپنے مال کی زکوۃ ادا نہ کی ہو تو میرے خیال میں اس کے تہائی مال سے لی جائے گی اور تہائی سے تجاوز نہ کیا جائے اور یہ وصیتوں پر مقدم ہوگی کیونکہ یہ قرض کی طرح ہے اسی لیے میرے نزدیک وصیتوں پر مقدم ہے۔

قَالَ وَذٰلِكَ اِذَا اَوْصٰى بِهَا الْمَيِّتُ. قَالَ فَاِنْ لَمْ يُوْصِ بِذٰلِكَ الْمَيِّتُ، فَفَعَلَ ذٰلِكَ اَهْلُهٗ، فَذٰلِكَ حَسَنٌ، وَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ اَهْلُهٗ لَمْ يَلْزَمْهُمْ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جبکہ میت نے وصیت کی ہو۔ اگر میت نے اس کی وصیت نہ کی ہو اور اس کے وارث ایسا نہ کریں تو ان پر لازم بھی نہیں ہے۔

قَالَ وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا، اَنَّهٗ لَا يَجِبُ عَلٰى وَارِثٍ زَكٰوةٌ فِيْ مَالٍ وَرِثَهٗ فِيْ دَيْنٍ، وَلَا عَرْضٍ، وَلَا دَارٍ، وَلَا عَبْدٍ، وَلَا وَلِيْدَةٍ، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلٰى ثَمَنِ مَا بَاعَ مِنْ ذٰلِكَ، اَوِ اقْتَضَى الْحَوْلُ مِنْ يَوْمَ بَاعَهٗ وَقَبَضَهٗ.

فرمایا کہ سنت جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں، یہ ہے کہ وارث پر ترکہ کے مال کی زکوۃ نہیں ہے، خواہ وہ قرض، اسباب، گھر، غلام اور لونڈی ہو، یہاں تک کہ اس میں سے جو بچا اس کی قیمت پر یا جو جمع کر رکھا اس پر بیچنے اور قبضہ کرنے کے دن سے سال گزر جائے۔

وَقَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا تَجِبُ عَلٰى وَارِثٍ فِيْ مَالٍ وَرِثَهُ الزَّكٰوةُ، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ وارث پر وراثت میں زکوۃ نہیں ہے جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔

۸- بَابُ الزَّكٰوةِ فِي الدَّيْنِ

قرض کی زکوۃ کا بیان

[۲۸۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَقُوْلُ هٰذَا شَهْرُ زَكَاتِكُمْ، فَمَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيُؤَدِّ دَيْنَهٗ، حَتّٰى تَحْصُلَ اَمْوَالُكُمْ فَتُؤَدُّوْنَ مِنْهُ الزَّكٰوةَ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ یہ مہینہ تمہاری زکوۃ کا ہے۔ پس جس کے اوپر قرض ہو وہ اسے ادا کرے تا کہ جو مال باقی بچے اس سے تم زکوۃ ادا کرو۔

[۲۸۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ فِيْ مَالٍ قَبَضَهٗ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا يَاْمُرُ بِرَدِّهٖ اِلٰى اَهْلِهٖ، وَيُؤْخَذُ زَكَاتُهٗ لِمَا مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ، ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِكِتَابٍ اَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ، فَاِنَّهٗ كَانَ ضِمَارًا.

عمر بن عبدالعزیز نے اس مال کے متعلق لکھا جس پر بعض حکام نے ظلما قبضہ کر لیا تھا۔ حکم دیا کہ وہ مالکوں کو واپس کر دیا جائے اور اس میں سے گزشتہ سالوں کی زکوۃ وصول کر لی جائے۔ پھر اس کے بعد لکھا کہ اس میں سے زکوۃ وصول نہ کی جائے مگر ایک سال کی کیونکہ وہ مال توضمار تھا۔

[۲۸۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، اَنَّهٗ سَاَلَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ لَهٗ مَالٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مِثْلُهٗ، اَعَلَيْهِ زَكٰوةٌ فَقَالَ لَا.

سلیمان بن یسار سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس کے پاس مال ہے اور اتنا ہی اس پر قرضہ ہے تو کیا اس پر زکوۃ ہے؟ فرمایا: نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا فِي الدَّيْنِ اَنَّ صَاحِبَهٗ لَا يُزَكِّيْهِ حَتّٰى يَقْبِضَهٗ، وَاِنْ اَقَامَ عِنْدَ الَّذِيْ هُوَ عَلَيْهِ سِنِيْنَ ذَوَاتِ عَدَدٍ، ثُمَّ قَبَضَهٗ صَاحِبُهٗ لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ، فَاِنْ قَبَضَ مِنْهُ شَيْئًا لَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، فَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ سِوَى الَّذِيْ قُبِضَ تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، فَاِنَّهٗ يُزَكّٰى مَعَ مَا قَبَضَ مِنْ دَيْنِهٖ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ قرض کے بارے میں وہ بات جس کے متعلق ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں' یہ ہے کہ مالک اس وقت تک زکوٰۃ نہیں دے گا جب تک قبضہ نہ کرے۔ اگر قرض کسی پر سالہا سال تک رہے اور پھر مالک کا قبضہ ہو تو اس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ اگر تھوڑا قرض وصول ہوا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ اگر اس کے پاس اور بھی مال ہے اس کے سوا جو ابھی وصول ہوا تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور قرض کی وصولی کے ساتھ اسے ملائے۔

قَالَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ نَاضٌّ غَيْرُ الَّذِي اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهٖ، وَكَانَ الَّذِي اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهٖ لَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ فِيْهِ، وَلٰكِنْ لِيَحْفَظْ عَدَدَ مَا اقْتَضٰى، فَاِنِ اقْتَضٰى بَعْدَ ذٰلِكَ عَدَدَ مَا تَتِمُّ بِهِ الزَّكٰوةُ مَعَ مَا قَبَضَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الزَّكٰوةُ فِيْهِ.

فرمایا کہ اگر اس کے پاس مال نہ ہو' سوائے اس کے جو قرض سے باقی ہے تو بقایا قرض پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اور نہ وصولی پر زکوٰۃ ہے لیکن وصولی کے دنوں کو یاد رکھے اور اس کے بعد اگر اتنی وصولی مزید ہو جائے کہ زکوٰۃ کا نصاب پورا ہو جائے پہلے وصول شدہ مال کو ملا کر تو اس پر زکوٰۃ ہے۔

قَالَ فَاِنْ كَانَ قَدِ اسْتَهْلَكَ مَا اقْتَضٰى اَوَّلًا، اَوْ لَمْ يَسْتَهْلِكْهُ فَالزَّكٰوةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْهِ مَعَ مَا اقْتَضٰى مِنْ دَيْنِهٖ، فَاِذَا بَلَغَ مَا اقْتَضٰى عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا عَيْنًا، اَوْ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ فَعَلَيْهِ فِيْهِ الزَّكٰوةُ. ثُمَّ مَا اقْتَضٰى بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ قَلِيْلٍ اَوْ كَثِيْرٍ، فَعَلَيْهِ الزَّكٰوةُ بِحِسَابِ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ جو پہلے وصول ہوا اگر اسے ہلاک کر دے یا تلف نہ کرے لیکن قرض سے جو مزید وصولی ہو اسے ملا کر اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ جب وصولی بیس دینار یا دو سو درہم کے برابر ہو جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اس کے بعد تھوڑی یا زیادہ وصولی ہونے پر اس کے مطابق زکوٰۃ ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالدَّلِيْلُ عَلَى الدَّيْنِ يَغِيْبُ اَعْوَامًا، ثُمَّ يُقْتَضٰى، فَلَا يَكُوْنُ فِيْهِ اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ. اَنَّ الْعُرُوْضَ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ لِلتِّجَارَةِ اَعْوَامًا، ثُمَّ يَبِيْعُهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيْ اَثْمَانِهَا اِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى صَاحِبِ الدَّيْنِ، اَوِ الْعُرُوْضِ اَنْ يُخْرِجَ زَكٰوةَ ذٰلِكَ الدَّيْنِ، اَوِ الْعُرُوْضِ مِنْ مَالٍ سِوَاهُ، وَاِنَّمَا يُخْرِجُ زَكٰوةَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْهُ، وَلَا يُخْرِجُ الزَّكٰوةَ مِنْ شَيْءٍ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو قرض سالہا سال تک قبضے میں نہ رہے' پھر وصول ہو تو اس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ ہوگی' اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال تک رہتا ہے۔ پھر جب فروخت کرے گا تو اس کی قیمت سے ایک ہی سال کی زکوٰۃ لی جائے گی۔ اور یہ اس لیے ہے کہ قرض خواہ یا سامان والے پر یہ ضروری نہیں ہے کہ قرض یا سامان کی زکوٰۃ دوسرے مال سے دے۔ ہر مال کی زکوٰۃ اسی سے نکالی جاتی ہے اور ایک چیز کی زکوٰۃ دوسری سے نہیں نکالی جاتی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ عَلَيْهِ دَيْنٌ، وَعِنْدَهٗ مِنَ الْعُرُوْضِ مَا فِيْهِ وَفَاءٌ لِمَا عَلَيْهِ مِنَ الدَّيْنِ، وَيَكُوْنُ عِنْدَهٗ مِنَ النَّاضِّ سِوٰى ذٰلِكَ مَا

امام مالک نے فرمایا کہ مقروض کے بارے میں ہمارا موقف یہ ہے جب کہ اس کے پاس قرض کے برابر مال ہو اور اس کے سوا نقد رقم اتنی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو نقد کو سامان

تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنَّهُ يُزَكِّيْ مَا بِيَدِهٖ مِنْ نَاضٍّ تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ مِنَ الْعُرُوْضِ وَالنَّقْدِ إِلَّا وَفَاءُ دَيْنِهٖ، فَلَا زَكٰوةَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهٗ مِنَ النَّاضِّ فَضْلٌ عَنْ دَيْنِهٖ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ فَعَلَيْهِ أَنْ يُزَكِّيَهٗ.

کے ساتھ ملا کر سب کی زکوٰۃ ادا کرے اور اگر سامان اور نقدی مل کر صرف اتنے ہیں کہ قرض ہی ادا ہو سکے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے' جب تک کہ نقد اس کے قرض سے بڑھ نہ جائے' اتنا کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اسے چاہیے کہ زکوٰۃ دے۔

٩- بَابُ زَكٰوةِ الْعُرُوْضِ

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

[٢٨٩] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَيَّانَ، وَكَانَ زُرَيْقٌ عَلٰى جَوَازِ مِصْرَ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ، وَسُلَيْمَانَ، وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، فَذَكَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنِ انْظُرْ مَنْ مَرَّ بِكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، فَخُذْ مِمَّا ظَهَرَ مِنْ أَمْوَالِهِمْ مِمَّا يُدِيْرُوْنَ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا، فَمَا نَقَصَ، فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِيْنَارٍ، فَدَعْهَا، وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا.

زریق بن حیان نے جو ولید' سلیمان اور عمر بن عبد العزیز کے زمانے میں مصر کی چنگی پر تھے' ذکر کیا کہ عمر بن عبد العزیز نے ان کے لیے حکم لکھا کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی تمہارے پاس سے گزرے تو دیکھو کہ اس کے تجارتی مال سے ظاہر مال کتنا ہے۔ پھر چالیس دینار سے ایک دینار لیتے جاؤ۔ کم ہو تو اسی حساب سے بیس دینار تک۔ اگر بیس دینار سے ایک تہائی دینار بھی کم ہو تو اس سے کچھ نہ لو۔

وَمَنْ مَرَّ بِكَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَخُذْ مِمَّا يُدِيْرُوْنَ مِنَ التِّجَارَاتِ مِنْ كُلِّ عِشْرِيْنَ دِيْنَارًا دِيْنَارًا، فَمَا نَقَصَ، فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ حَتّٰى يَبْلُغَ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ، فَإِنْ نَقَصَتْ ثُلُثَ دِيْنَارٍ، فَدَعْهَا، وَلَا تَأْخُذْ مِنْهَا شَيْئًا، وَاكْتُبْ لَهُمْ بِمَا تَأْخُذُ مِنْهُمْ كِتَابًا إِلٰى مِثْلِهٖ مِنَ الْحَوْلِ.

اور اگر تمہارے پاس سے کوئی ذمی تجارتی مال لے کر گزرے تو اس سے بیس دینار میں سے ایک دینار وصول کرو' اگر کم ہوں تو اسی حساب سے وصول کرو دس دینار تک' اگر ان سے تہائی دینار بھی کم ہوں تو چھوڑ دو اور اس سے کچھ نہ لو اور جو کچھ اس سے وصول کیا ہے اس کی سال بھر کے لیے رسید لکھ دو۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَا يُدَارُ مِنَ الْعُرُوْضِ لِلتِّجَارَاتِ، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَدَّقَ مَالَهٗ، ثُمَّ اشْتَرٰى بِهٖ عَرْضًا بَزًّا، أَوْ رَقِيْقًا أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، ثُمَّ بَاعَهٗ قَبْلَ أَنْ يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ، فَإِنَّهٗ لَا يُؤَدِّيْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَالِ زَكٰوةً، حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ صَدَّقَهٗ، وَأَنَّهٗ إِنْ لَمْ يَبِعْ ذٰلِكَ الْعَرْضَ سِنِيْنَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الْعَرْضِ زَكٰوةٌ، وَإِنْ طَالَ زَمَانُهٗ، فَإِذَا بَاعَهٗ فَلَيْسَ فِيْهِ إِلَّا زَكٰوةٌ وَاحِدَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ تجارتی مال کے بارے میں ہماری تحقیق یہ ہے کہ ایک آدمی نے جب مال کی زکوٰۃ ادا کر دی' پھر اس کے بدلے دوسرا سامان' کپڑے یا لونڈی غلام خریدے' پھر سال گزرنے سے پہلے انہیں بیچ دیا یا اس سامان کو سالہا سال تک نہ بیچے تو اس سامان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے۔ جب اسے فروخت کرے گا تو اس پر ایک ہی سال کی زکوٰۃ ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِيْ

امام مالک نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں جس نے

بِالذَّهَبِ، أَوِ الْوَرِقِ حِنْطَةً، أَوْ تَمْرًا، أَوْ غَيْرَهُمَا لِلتِّجَارَةِ، ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ، ثُمَّ يَبِيعُهَا أَنَّ عَلَيْهِ فِيهَا الزَّكٰوةَ حِينَ يَبِيعُهَا إِذَا بَلَغَ ثَمَنُهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ مِثْلَ الْحَصَادِ يَحْصُدُهُ الرَّجُلُ مِنْ أَرْضِهِ وَلَا مِثْلَ الْجِدَادِ.

سونا، چاندی، گندم یا کھجوریں وغیرہ چیزیں تجارت کے لیے خریدیں، پھر انہیں روکے رکھا یہاں تک کہ ان پر سال گزر گیا، پھر فروخت کر دیا تو ہماری تحقیق یہ ہے کہ اس پر فروخت کے وقت زکوٰۃ ہوگی جبکہ اس کی مالیت زکوٰۃ کے نصاب کو پہنچ جائے اور یہ معاملہ زمین سے حاصل ہونے والی پیداوار یا پھلوں کے مانند نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَا كَانَ مِنْ مَالٍ عِنْدَ رَجُلٍ يُدِيرُهُ لِلتِّجَارَةِ، وَلَا يَنِضُّ لِصَاحِبِهِ مِنْهُ شَيْءٌ تَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنَّهُ يَجْعَلُ لَهُ شَهْرًا مِنَ السَّنَةِ يُقَوِّمُ فِيهِ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ عَرْضٍ لِلتِّجَارَةِ، وَيُحْصِي فِيهِ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ نَقْدٍ أَوْ عَيْنٍ، فَإِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ كُلُّهُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ فَإِنَّهُ يُزَكِّيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس تجارتی مال ہے لیکن اس کے پاس نقدی اتنی جمع نہیں ہوتی جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو سال کے کسی ایک مہینے میں وہ حساب کرے کہ اس کے پاس تجارتی مال کتنی مالیت کا ہے اور کتنی نقدی ہے۔ اگر سب مل کر اتنا ہو جائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو وہ زکوٰۃ ادا کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَمَنْ تَجَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَمَنْ لَمْ يَتَّجِرْ سَوَاءٌ لَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا صَدَقَةٌ وَاحِدَةٌ فِي كُلِّ عَامٍ تَجَرُوا فِيهِ، أَوْ لَمْ يَتَّجِرُوا.

امام مالک نے فرمایا کہ تجارت کرنے والا مسلمان اور تجارت نہ کرنے والا برابر ہیں۔ دونوں کو سال میں ایک ہی دفعہ زکوٰۃ دینا ہوگی، خواہ وہ اس مال سے تجارت کریں یا نہ کریں۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْكَنْزِ

کنز سے کونسا مال مراد ہے؟

[۲۹۰] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنِ الْكَنْزِ مَا هُوَ؟ فَقَالَ هُوَ الْمَالُ الَّذِي لَا تُؤَدّٰى مِنْهُ الزَّكٰوةُ.

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کنز کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ مال جس سے زکوٰۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔

۳۰۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مَالٌ لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ زَبِيبَتَانِ يَطْلُبُهُ حَتَّى يُمْكِنَهُ يَقُولُ لَهُ أَنَا كَنْزُكَ. صحیح البخاری (۱۴۰۳)

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے روز اس مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں پر سیاہ داغ ہوں گے۔ وہ اپنے مالک کو تلاش کر کے کہے گا کہ میں تیرا جمع کیا ہوا مال ہوں۔

۱۱- بَابُ صَدَقَةِ الْمَاشِيَةِ

مویشیوں کی زکوٰۃ

۳۰۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَرَأَ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي الصَّدَقَةِ قَالَ فَوَجَدْتُ فِيهِ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامہ مبارک پڑھا جس میں یہ لکھا ہوا پایا۔

سنن ابوداؤد (۱۵۶۸) سنن ترمذی (۶۲۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

كِتَابُ الصَّدَقَةِ

صدقہ کا بیان

فِيْ أَرْبَعٍ وَعِشْرِيْنَ مِنَ الْإِبِلِ، فَدُوْنَهَا الْغَنَمُ، فِيْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ.

چوبیس اونٹوں میں ہر پانچ کے بدلے ایک بکری۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ ابْنَةُ مَخَاضٍ.

فَإِنْ لَمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ، فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ.

اس سے زیادہ ہوں تو پینتیس تک ایک برس کی اونٹنی اگر ایک برس کی اونٹنی نہ ہو تو دوسالہ اونٹ۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى خَمْسٍ وَأَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ.

اس سے زیادہ میں پینتالیس تک دوسال کی اونٹنی۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى سِتِّيْنَ حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ.

اور اس سے زیادہ میں ساٹھ تک تین سال کی اونٹنی، جو جفتی کے قابل ہو۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى خَمْسٍ وَسَبْعِيْنَ جَذَعَةٌ.

اور اس سے زیادہ میں پچھتر تک چار سال کی اونٹنی۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى تِسْعِيْنَ ابْنَتَا لَبُوْنٍ.

اور اس سے زیادہ میں نوے تک دو دو سال کی دو اونٹنیاں۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ.

اور اس سے زیادہ میں ایک سو بیس تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں، جو جفتی کے قابل ہوں۔

فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الْإِبِلِ، فَفِيْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ.

اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں دو سال کی اونٹنی۔

وَفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ.

اور ہر پچاس میں تین سال کی اونٹنی۔

وَفِيْ سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِيْنَ إِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ.

اور چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک سو بیس تک ایک بکری۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى مِائَتَيْنِ شَاتَانِ.

اور اس سے زیادہ میں دو سو تک دو بکریاں۔

وَفِيْمَا فَوْقَ ذٰلِكَ إِلٰى ثَلَاثِمِائَةٍ ثَلَاثُ شِيَاهٍ.

اور اس سے زیادہ میں تین سو تک تین بکریاں۔

فَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ فَفِيْ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ.

اور اس سے زیادہ میں ہر سو پر ایک بکری۔

وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ تَيْسٌ وَلَا هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَّدِّقُ.

اور زکوۃ میں بکرا نہیں لیا جائے گا اور نہ عیب دار اور بوڑھی بکری، سوائے اس کے کہ زکوۃ لینے والا پسند کرے۔

وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

اور جو مال جدا جدا ہوا سے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور نہ زکوۃ کے طور سے اکٹھے مال کو الگ الگ کیا جائے گا۔

وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ، فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ.

اور جس مال میں دو آدمی شریک ہوں تو دونوں رضا مندی سے برابر حصہ بانٹ لیں۔

وَفِي الرِّقَةِ إِذَا بَلَغَتْ خَمْسَ أَوَاقٍ رُبُعُ الْعُشْرِ.

اور چاندی جب پانچ اوقیہ ہو جائے تو اس میں چالیسواں حصہ زکوۃ ہے۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَدَقَةِ الْبَقَرِ

بیل گائے کی زکوٰۃ کا بیان

[۲۹۱] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخَذَ مِنْ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا، وَمِنْ أَرْبَعِينَ بَقَرَةً مُسِنَّةً، وَأُتِيَ بِمَا دُونَ ذٰلِكَ، فَأَبَى أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا، وَقَالَ لَمْ أَسْمَعْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ شَيْئًا حَتَّى أَلْقَاهُ فَأَسْأَلَهُ، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ.

طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیس گایوں پر ایک سال کی بچھیا لی اور چالیس گایوں پر دو سال کی اوسر اور اس سے کم پر جب انہیں زکوٰۃ دینے کی کوشش کی گئی تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہیں سنا، جب میں حاضر خدمت ہوں گا تو دریافت کروں گا تو حضرت معاذ بن جبل کے آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ عَلَى رَاعِيَيْنِ مُفْتَرِقَيْنِ، أَوْ عَلَى رِعَاءٍ مُفْتَرِقِينَ فِي بُلْدَانٍ شَتَّى، أَنَّ ذٰلِكَ يُجْمَعُ كُلُّهُ عَلَى صَاحِبِهِ فَيُؤَدِّي مِنْهُ صَدَقَتَهُ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ الرَّجُلُ يَكُونُ لَهُ الذَّهَبُ، أَوِ الْوَرِقُ مُتَفَرِّقَةً فِي أَيْدِي نَاسٍ شَتَّى، إِنَّهُ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَجْمَعَهَا، فَيُخْرِجَ مِنْهَا مَا وَجَبَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ مِنْ زَكَاتِهَا.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اس سلسلے میں جو میں نے سب سے اچھی بات سنی' یہ ہے کہ جس کی بکریاں دو یا زیادہ چرواہوں کے پاس مختلف شہروں میں ہوں' ان سب کا حساب جوڑ کر مالک سب کی زکوٰۃ دے گا اور یہی معاملہ اس شخص کا ہے جس کا سونا یا چاندی مختلف لوگوں کے پاس ہو' تو وہ سب کا حساب جمع کر کے جو اس پر زکوٰۃ واجب ہے وہ نکالے۔

وَقَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الضَّأْنُ وَالْمَعْزُ أَنَّهَا تُجْمَعُ عَلَيْهِ فِي الصَّدَقَةِ، فَإِنْ كَانَ فِيهِمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ صُدِّقَتْ، وَقَالَ إِنَّمَا هِيَ غَنَمٌ كُلُّهَا، وَفِي كِتَابِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس بھیڑ اور بکریاں دونوں ہوں کہ اس پر ان کے مجموعے کے مطابق زکوٰۃ ہے' جبکہ مجموعہ اتنا ہو جائے جس پر زکوٰۃ دی جاتی ہے اور فرمایا کہ وہ سب بکریوں کے حکم میں ہیں۔ حضرت عمر کے نامۂ گرامی میں ہے کہ چرنے والی بکریوں میں سے ہر چالیس پر ایک بکری ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ كَانَتِ الضَّأْنُ هِيَ أَكْثَرَ مِنَ الْمَعْزِ وَلَمْ يَجِبْ عَلَى رَبِّهَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ، أَخَذَ الْمُصَدِّقُ تِلْكَ الشَّاةَ الَّتِي وَجَبَتْ عَلَى رَبِّ الْمَالِ مِنَ الضَّأْنِ، وَإِنْ كَانَتِ الْمَعْزُ أَكْثَرَ مِنَ الضَّأْنِ أُخِذَ مِنْهَا، فَإِنِ اسْتَوَى الضَّأْنُ وَالْمَعْزُ أَخَذَ الشَّاةَ مِنْ أَيَّتِهِمَا شَاءَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر بھیڑیں بکریوں سے زیادہ ہوں اور مالک پر ایک ہی بکری دینا واجب آئے تو مالک پر جو بکری واجب آتی ہے' وصولی کرنے والا اس سے ایک بھیڑ لے گا اور اگر بھیڑوں سے بکریاں زیادہ ہوں تو ایک بکری لی جائے ورنہ اگر دونوں میں سے جو ایک چاہے وصول کر لے۔

قَالَ يَحْيَى: قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْإِبِلُ الْعِرَابُ وَالْبُخْتُ يُجْمَعَانِ عَلَى رَبِّهِمَا فِي الصَّدَقَةِ، وَقَالَ إِنَّمَا هِيَ إِبِلٌ كُلُّهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْعِرَابُ هِيَ أَكْثَرَ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح عربی اور بختی اونٹوں کو زکوٰۃ کے لیے جمع کیا جائے گا' فرمایا کہ دونوں ہی قسم کے اونٹ ہیں۔ اگر بختی سے عربی زیادہ ہوں تب بھی مالک پر

مِنَ الْبُخْتِ، وَلَمْ يَجِبْ عَلَى رَبِّهَا إِلَّا بَعِيرٌ وَاحِدٌ، فَلْيَأْخُذْ مِنَ الْعِرَابِ صَدَقَتَهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْبُخْتُ أَكْثَرَ فَلْيَأْخُذْ مِنْهَا، فَإِنِ اسْتَوَتْ فَلْيَأْخُذْ مِنْ أَيَّتِهِمَا شَاءَ.

ایک ہی اونٹ واجب ہوگا اور زکوٰۃ عربی اونٹوں سے لی جائے گی اور بختی زیادہ ہوں تو ان سے لی جائے گی۔ اگر دونوں برابر ہوں تو دونوں میں سے جس میں سے چاہے وصول کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْبَقَرُ وَالْجَوَامِيسُ تُجْمَعُ فِي الصَّدَقَةِ عَلَى رَبِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح گائے اور بھینسوں کو زکوٰۃ میں اکٹھا کر لیا جائے۔

وَقَالَ إِنَّمَا هِيَ بَقَرٌ كُلُّهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْبَقَرُ أَكْثَرَ مِنَ الْجَوَامِيسِ، وَلَا تَجِبُ عَلَى رَبِّهَا إِلَّا بَقَرَةٌ وَاحِدَةٌ، فَلْيَأْخُذْ مِنَ الْبَقَرِ صَدَقَتَهُمَا، وَإِنْ كَانَتِ الْجَوَامِيسُ أَكْثَرَ فَلْيَأْخُذْ مِنْهَا، فَإِنِ اسْتَوَتْ فَلْيَأْخُذْ مِنْ أَيَّتِهِمَا شَاءَ. فَإِذَا وَجَبَتْ فِي ذٰلِكَ الصَّدَقَةُ صُدِّقَ الصِّنْفَانِ جَمِيعًا.

فرمایا کہ سب گایوں میں شمار ہیں۔ اگر بھینسوں سے گائے زیادہ ہوں تو مالک پر ایک گائے واجب ہوگی اور زکوٰۃ گایوں سے لی جائے گا اور بھینسیں زیادہ ہوں تو ان سے زکوٰۃ لی جائے گی اور دونوں برابر ہوں تو جن میں سے چاہے وصول کر لیں۔ جب یہ زکوٰۃ واجب ہوگی تو دونوں قسموں کو جمع کر لیا جائے گا۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَفَادَ مَاشِيَةً مِنْ إِبِلٍ، أَوْ بَقَرٍ، أَوْ غَنَمٍ، فَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ فِيهَا حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ أَفَادَهَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ قَبْلَهَا نِصَابُ مَاشِيَةٍ، وَالنِّصَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ إِمَّا خَمْسُ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ، وَإِمَّا ثَلَاثُونَ بَقَرَةً، وَإِمَّا أَرْبَعُونَ شَاةً، فَإِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ خَمْسُ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ، أَوْ ثَلَاثُونَ بَقَرَةً، أَوْ أَرْبَعُونَ شَاةً، ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهَا إِبِلًا، أَوْ بَقَرًا، أَوْ غَنَمًا بِاشْتِرَاءٍ، أَوْ هِبَةٍ، أَوْ مِيرَاثٍ، فَإِنَّهُ يُصَدِّقُهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُهَا، وَإِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَى الْفَائِدَةِ الْحَوْلُ، وَإِنْ كَانَ مَا أَفَادَ مِنَ الْمَاشِيَةِ إِلَى مَاشِيَتِهِ قَدْ صُدِّقَتْ قَبْلَ أَنْ يَشْتَرِيَهَا بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يَرِثَهَا بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، فَإِنَّهُ يُصَدِّقُهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُ مَاشِيَتَهُ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جسے مویشی حاصل ہوئے اونٹ، گائے یا بکریاں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک حاصل ہونے کے دن سے پورا سال نہ گزر جائے، مگر یہ کہ پہلے ہی مویشیوں کا نصاب ہو وہ نصاب جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، خواہ پانچ اونٹ یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں، جب کسی کے پاس پانچ اونٹ ہوں یا تیس گائیں یا چالیس بکریاں، پھر اسے اونٹ، گائیں یا بکریاں اور حاصل ہو جائیں، خریدنے، ہبہ یا میراث سے تو زکوٰۃ کے وقت وہ سب کی زکوٰۃ ادا کرے گا اگرچہ بعد میں حاصل ہونے والے مویشیوں پر سال نہ گزرا ہو اور اگر یہ پچھلے جانور اس وقت حاصل ہوئے کہ انہیں خریدنے سے ایک دن پہلے زکوٰۃ ادا کر چکا تھا، یا میراث میں ملنے سے ایک روز پہلے تو اب ان کی زکوٰۃ اس وقت دی جائے گی جب کہ پچھلے جانور کی زکوٰۃ آئندہ سال دے گا۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ الْوَرِقِ يُزَكِّيهَا الرَّجُلُ، ثُمَّ يَشْتَرِي بِهَا مِنْ رَجُلٍ آخَرَ عَرْضًا، وَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِي عَرْضِهِ ذٰلِكَ إِذَا بَاعَهُ الصَّدَقَةُ، فَيُخْرِجُ الرَّجُلُ الْآخَرُ صَدَقَتَهَا هٰذَا الْيَوْمَ، وَيَكُونُ الْآخَرُ قَدْ صَدَّقَهَا مِنَ الْغَدِ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال چاندی جیسی ہے کہ مالک نے اس کی زکوٰۃ دے دی، پھر دوسرے آدمی سے اس کے بدلے سامان خرید لیا، سامان بیچنے والے پر اپنے سامان کی زکوٰۃ واجب تھی، اس نے پھر چاندی کی زکوٰۃ ادا کی تو دوسرے آدمی نے اس کی زکوٰۃ آج ادا کی اور پہلا کل ادا کر چکا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ إِذَا كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، فَاشْتَرَى إِلَيْهَا غَنَمًا كَثِيرَةً تَجِبُ فِي دُونِهَا الصَّدَقَةُ، أَوْ وَرِثَهَا، أَنَّهُ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ فِي الْغَنَمِ كُلِّهَا الصَّدَقَةُ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ أَفَادَهَا بِاشْتِرَاءٍ أَوْ مِيرَاثٍ، وَذَلِكَ أَنَّ كُلَّ مَا كَانَ عِنْدَ الرَّجُلِ مِنْ مَاشِيَةٍ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ مِنْ إِبِلٍ، أَوْ بَقَرٍ، أَوْ غَنَمٍ، فَلَيْسَ يُعَدُّ ذَلِكَ نِصَابَ مَالٍ، حَتَّى يَكُونَ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، فَذَلِكَ النِّصَابُ الَّذِي يُصَدَّقُ مَعَهُ مَا أَفَادَ إِلَيْهِ صَاحِبُهُ مِنْ قَلِيلٍ، أَوْ كَثِيرٍ مِنَ الْمَاشِيَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جس کے پاس اتنی بکریاں ہوں جن پر زکوۃ نہیں ہے' پھر اس نے اتنی ساری بکریاں خریدیں جن سے کم پر زکوۃ واجب ہے یا ترکہ میں ملیں تو اس پر تمام بکریوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے یا خریدنے سے یا میراث ملنے سے اور اسی طرح آدمی کے پاس جتنے مویشی جمع ہو جائیں تو سب پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی' اونٹ ہوں یا گائے یا بکریاں' ان سب کو مال کا نصاب شمار نہیں کیا جائے گا' یہاں تک کہ ہر قسم اتنی نہ ہو جائے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ یہ ہر قسم کا نصاب ہے جس کے ساتھ ان مویشیوں کی زکوۃ بھی دے جائے گی جو حاصل ہوں' خواہ وہ مویشی تھوڑے ہوں یا زیادہ۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ إِبِلٌ، أَوْ بَقَرٌ، أَوْ غَنَمٌ تَجِبُ فِي كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا الصَّدَقَةُ، ثُمَّ أَفَادَ إِلَيْهَا بَعِيرًا، أَوْ بَقَرَةً، أَوْ شَاةً صَدَّقَهَا مَعَ مَاشِيَتِهِ حِينَ يُصَدِّقُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس اتنے اونٹ' گائے اور بکریاں ہیں کہ ہر قسم کی جتنی تعداد پر زکوۃ واجب ہے' پھر اسے اونٹ' گائے یا بکریاں اور حاصل ہوئیں تو اس قسم کی زکوۃ دیتے وقت ان کی زکوۃ بھی دے گا۔

قَالَ يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هَذَا.

یحیٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے سب سے اچھی سنی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْفَرِيضَةِ تَجِبُ عَلَى الرَّجُلِ، فَلَا تُوجَدُ عِنْدَهُ أَنَّهَا إِنْ كَانَتِ ابْنَةَ مَخَاضٍ، فَلَمْ تُوجَدْ أُخِذَ مَكَانَهَا ابْنُ لَبُونٍ ذَكَرٌ، وَإِنْ كَانَتْ بِنْتَ لَبُونٍ، أَوْ حِقَّةً، أَوْ جَذَعَةً، وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ كَانَ عَلَى رَبِّ الْإِبِلِ أَنْ يَبْتَاعَهَا لَهُ حَتَّى يَأْتِيَهُ بِهَا، وَلَا أُحِبُّ أَنْ يُعْطِيَهُ قِيمَتَهَا.

امام مالک نے ادائیگی کے بارے میں فرمایا جو کسی آدمی پر واجب آئے اور وہ مویشی اس کے پاس موجود نہ ہو' مثلاً ایک سال کی اونٹنی واجب ہوا اور وہ نہ نکلے تو اس کی جگہ دو سال کا اونٹ لیا جائے گا اور اگر دو سال یا تین سال یا چار سال کی اونٹنی دینی ہو اور وہ موجود نہ ہو تو مالک کو چاہیے کہ خرید کر ادا کرے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ اس کی قیمت ادا کرے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْإِبِلِ النَّوَاضِحِ، وَالْبَقَرِ السَّوَانِي، وَبَقَرِ الْحَرْثِ إِنِّي أَرَى أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ ذَلِكَ كُلِّهِ إِذَا وَجَبَتْ فِيهِ الصَّدَقَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ پانی سینچنے والے اونٹ یا چرس کھینچنے والے یا ہل چلانے والے بیل تو میرے خیال میں ان سب کی زکوۃ لی جائے جبکہ ان پر زکوۃ واجب ہو۔

۱۳- بَابُ صَدَقَةِ الْخُلَطَاءِ

مشترکہ مال کی زکوۃ

[۲۹۲] اَثَرٌ قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ فِي الْخَلِيطَيْنِ إِذَا كَانَ الرَّاعِي وَاحِدًا، وَالْفَحْلُ وَاحِدًا، وَالْمُرَاحُ وَاحِدًا، وَالدَّلْوُ وَاحِدًا، فَالرَّجُلَانِ خَلِيطَانِ، وَإِنْ

یحیٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے خلیطان کے بارے میں فرمایا کہ جب چرواہا ایک ہو' ریوڑ ایک ہو' چراگاہ ایک ہو اور ڈول ایک ہو تو وہ دونوں شریک خلیطان ہیں اگر چہ ان میں سے ہر ایک

عَرَفَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَالَهُ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ.
قَالَ وَالَّذِي لَا يَعْرِفُ مَالَهُ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ لَيْسَ بِخَلِيطٍ إِنَّمَا هُوَ شَرِيكٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ عَلَى الْخَلِيطَيْنِ حَتَّى يَكُونَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّهُ إِذَا كَانَ لِأَحَدِ الْخَلِيطَيْنِ أَرْبَعُونَ شَاةً فَصَاعِدًا، وَلِلْآخَرِ أَقَلُّ مِنْ أَرْبَعِينَ شَاةً، كَانَتِ الصَّدَقَةُ عَلَى الَّذِي لَهُ الْأَرْبَعُونَ شَاةً، وَلَمْ تَكُنْ عَلَى الَّذِي لَهُ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ صَدَقَةٌ، فَإِنْ كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ جُمِعَا فِي الصَّدَقَةِ وَوَجَبَتِ الصَّدَقَةُ عَلَيْهِمَا جَمِيعًا، فَإِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمَا أَلْفُ شَاةٍ، أَوْ أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَلِلْآخَرِ أَرْبَعُونَ شَاةً، أَوْ أَكْثَرُ فَهُمَا خَلِيطَانِ يَتَرَادَّانِ الْفَضْلَ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ عَلَى قَدْرِ عَدَدِ أَمْوَالِهِمَا عَلَى الْأَلْفِ بِحِصَّتِهَا، وَعَلَى الْأَرْبَعِينَ بِحِصَّتِهَا.

قَالَ مَالِكٌ اَلْخَلِيطَانِ فِي الْإِبِلِ بِمَنْزِلَةِ الْخَلِيطَيْنِ فِي الْغَنَمِ يَجْتَمِعَانِ فِي الصَّدَقَةِ جَمِيعًا إِذَا كَانَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي سَائِمَةِ الْغَنَمِ إِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ شَاةً شَاةٌ.

وَقَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ، أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي بِذٰلِكَ أَصْحَابَ الْمَوَاشِي.

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ أَنْ يَكُونَ النَّفَرُ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ أَرْبَعُونَ شَاةً قَدْ وَجَبَتْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ فِي غَنَمِهِ

اپنے مال کو دوسرے کے مال سے پہچانتا ہو۔
فرمایا کہ جو اپنے مال کو دوسرے کے مال سے نہ پہچانے وہ خلیط نہیں بلکہ شریک ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ خلیطین پر زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک ہر ایک کے پاس اتنے جانور نہ ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ اگر ایک خلیط کی چالیس یا زیادہ بکریاں ہیں اور دوسرے کی چالیس سے کم بکریاں ہیں تو زکوٰۃ اسی پر ہے جس کی چالیس بکریاں ہیں اور جس کے پاس کم ہیں اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر اس میں سے ہر ایک کے پاس اتنی تعداد ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو زکوٰۃ کے لیے ان کے مال کو اکٹھا کر لیا جائے گا اور ان پر مشترکہ زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ ان میں سے ایک کے پاس ہزار بکریاں ہوں یا اس سے اتنی کم جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور دوسرے کے پاس چالیس بکریاں یا اس سے زیادہ، تب بھی وہ خلیطان ہیں، کمی بیشی کو آپس میں اپنی اپنی تعداد کے مطابق برابر کریں گے یعنی ہزار والا اپنے حصے کے مطابق اور چالیس والا اپنے حصے کے مطابق۔

امام مالک نے فرمایا کہ اونٹوں کے خلیطان بھی بکریوں کے خلیطان کی طرح ہیں، زکوٰۃ میں دونوں اکٹھے ہوں گے جبکہ ہر ایک کے پاس اتنا مال ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور حضرت عمر نے فرمایا کہ چرنے والی بکریاں جب چالیس ہو جائیں تو ایک بکری زکوٰۃ ہے۔

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا: اس بارے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی۔

امام مالک کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ زکوٰۃ کے ڈر سے اکٹھے مال کو جدا اور جدا مال کو اکٹھا نہ کیا جائے۔ یہ حکم جانور والوں کے لیے ہے۔

امام مالک نے اس ارشاد کی تفسیر میں کہ جدا مال کو اکٹھا نہ کیا جائے، فرمایا ہے کہ مثلاً تین آدمی ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس چالیس بکریاں ہیں، لہٰذا ہر ایک پر زکوٰۃ میں ایک بکری واجب

الصَّدَقَةُ، فَإِذَا أَظَلَّهُمُ الْمُصَدِّقُ جَمَعُوهَا لِئَلَّا يَكُونَ عَلَيْهِمْ فِيهَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ، فَنُهُوا عَنْ ذٰلِكَ وَتَفْسِيرُ قَوْلِهِ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ أَنَّ الْخَلِيطَيْنِ يَكُونُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةُ شَاةٍ وَشَاةٌ، فَيَكُونُ عَلَيْهِمَا فِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ، فَإِذَا أَظَلَّهُمَا الْمُصَدِّقُ فَرَّقَا غَنَمَهُمَا، فَلَمْ يَكُنْ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَّا شَاةٌ وَاحِدَةٌ فَنُهِيَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقِيلَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُفْتَرِقٍ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ. قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ.

۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيمَا يُعْتَدُّ بِهِ مِنَ السَّخْلِ فِي الصَّدَقَةِ

[۲۹۳] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنِ ابْنٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ، عَنْ جَدِّهِ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَعَثَهُ مُصَدِّقًا، فَكَانَ يَعُدُّ عَلَى النَّاسِ بِالسَّخْلِ، فَقَالُوا أَتَعُدُّ عَلَيْنَا بِالسَّخْلِ، وَلَا تَأْخُذُ مِنْهُ شَيْئًا؟ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ، تَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِي، وَلَا تَأْخُذُ الْأَكُولَةَ، وَلَا الرُّبَّى، وَلَا الْمَاخِضَ، وَلَا فَحْلَ الْغَنَمِ، وَتَأْخُذُ الْجَذَعَةَ وَالثَّنِيَّةَ، وَذٰلِكَ عَدْلٌ بَيْنَ غِذَاءِ الْغَنَمِ وَخِيَارِهِ.

قَالَ مَالِكٌ وَالسَّخْلَةُ الصَّغِيرَةُ حِينَ تُنْتَجُ، وَالرُّبَّى الَّتِي قَدْ وَضَعَتْ، فَهِيَ تُرَبِّي وَلَدَهَا، وَالْمَاخِضُ هِيَ الْحَامِلُ، وَالْأَكُولَةُ هِيَ شَاةُ اللَّحْمِ الَّتِي تُسَمَّنُ لِتُؤْكَلَ.

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْغَنَمُ لَا تَجِبُ فِيهَا الصَّدَقَةُ، فَتَوَالَدُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهَا الْمُصَدِّقُ بِيَوْمٍ وَاحِدٍ، فَتَبْلُغُ مَا تَجِبُ فِيهِ الصَّدَقَةُ بِوِلَادَتِهَا.

قَالَ مَالِكٌ إِذَا بَلَغَتِ الْغَنَمُ بِأَوْلَادِهَا مَا تَجِبُ

ہے۔ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا پہنچا تو انہوں نے سب کو اکٹھا کرلیا تاکہ انہیں صرف ایک ہی بکری دینی پڑے۔ تو اس سے روکا گیا ہے اور اس قول کی تفسیر کہ اکٹھے مال کو متفرق نہ کیا جائے' یہ ہے کہ خلیطان میں سے ہر ایک کی ایک سو ایک بکریاں ہیں تو ان پر تین بکریاں آتی ہیں۔ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا آیا تو انہوں نے بکریاں جدا جدا کرلیں تو یوں ہر ایک کو صرف ایک بکری دینی پڑی۔ تو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے اور کہا گیا کہ زکوٰۃ سے ڈرتے ہوئے جدا مال کو اکٹھا اور اکٹھے کو جدا نہ کیا جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہی میں نے سنا ہے۔

بکریوں کی تعداد میں بچے بھی شمار کیے جائیں گے

سفیان بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تو وہ بچوں کو بھی بکریوں میں شمار کرتے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ بچوں کو شمار تو کرتے ہیں لیکن لیتے نہیں ہیں۔ جب یہ حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: ہاں! ہم انہیں گنتے ہیں بلکہ اسے بھی جسے چرواہا اٹھائے پھرتا ہے اور ہم موٹی بکری' بچے پالنے والی' حاملہ اور نر کو نہیں لیتے بلکہ ایک سال یا دو سال کی درمیانی بکری لیتے ہیں جو بچہ یا بوڑھی نہ ہو اور نہ بہت عمدہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا ''تسنتج'' بکری کا چھوٹا بچہ۔ ''الربی'' جس نے بچہ جنا اور وہ اس کی پرورش کرے ''الماخض'' حاملہ بکری ''الاکولۃ'' وہ بکری جو گوشت کھانے کے لیے موٹی کی جائے۔

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن زکوٰۃ وصول کرنے والے کے آنے سے ایک روز پہلے بعض بکریوں نے بچے جنے جن کی پیدائش سے وہ تعداد پوری ہوگئی جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب بچے جننے سے بکریاں حد کو پہنچ

فِيْهِ الصَّدَقَةُ، فَعَلَيْهِ فِيْهَا الصَّدَقَةُ، وَذٰلِكَ اَنَّ وِلَادَةَ الْغَنَمِ مِنْهَا، وَذٰلِكَ مُخَالِفٌ لِمَا اُفِيْدَ مِنْهَا بِاشْتِرَاءٍ، اَوْ هِبَةٍ، اَوْ مِيْرَاثٍ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْعَرْضُ لَا يَبْلُغُ ثَمَنُهُ مَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ، ثُمَّ يَبِيْعُهُ صَاحِبُهُ، فَيَبْلُغُ بِرِبْحِهِ مَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ، فَيُصَدِّقُ رِبْحَهُ مَعَ رَاْسِ الْمَالِ، وَلَوْ كَانَ رِبْحُهُ فَائِدَةً، اَوْ مِيْرَاثًا لَمْ تَجِبْ فِيْهِ الصَّدَقَةُ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهُ اَوْ وَرِثَهُ.

جائیں تو ان پر زکوٰۃ ہوگی اور یہ اس لیے ہے کہ بچے بھی بکریوں میں شمار ہیں اور یہ اس مسئلہ کے مخالف ہے کہ خریدنے، ہبہ یا میراث سے اور بکریاں حاصل ہوں۔ ہاں اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک آدمی کے پاس اتنا مال ہے جس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ پھر وہ اسے فروخت کرکے اتنا نفع کماتا ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ پس وہ منافع کو راس المال میں شامل کرے گا۔ اگرچہ فائدہ اسے میراث ہی سے حاصل ہوا ہو جس پر سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، اس روز اسے حاصل ہوا یا وراثت ملی۔

قَالَ مَالِكٌ فَغِذَاءُ الْغَنَمِ مِنْهَا كَمَا رِبْحُ الْمَالِ مِنْهُ غَيْرَ اَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ فِيْ وَجْهٍ اٰخَرَ، اَنَّهُ اِذَا كَانَ لِلرَّجُلِ مِنَ الذَّهَبِ، اَوِ الْوَرِقِ مَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، ثُمَّ اَفَادَ اِلَيْهِ مَالًا تَرَكَ مَالَهُ الَّذِيْ اَفَادَ، فَلَمْ يُزَكِّهِ مَعَ مَالِهِ الْاَوَّلِ حِيْنَ يُزَكِّيْهِ حَتّٰى يَحُوْلَ عَلَى الْفَائِدَةِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ اَفَادَهَا، وَلَوْ كَانَتْ لِرَجُلٍ غَنَمٌ، اَوْ بَقَرٌ، اَوْ اِبِلٌ تَجِبُ فِيْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْهَا الصَّدَقَةُ، ثُمَّ اَفَادَ اِلَيْهَا بَعِيْرًا، اَوْ بَقَرَةً، اَوْ شَاةً صَدَّقَهَا مَعَ صِنْفِ مَا اَفَادَ مِنْ ذٰلِكَ حِيْنَ يُصَدِّقُهُ اِذَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ ذٰلِكَ الصِّنْفِ الَّذِيْ اَفَادَ نِصَابُ مَاشِيَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ بچے بکریوں میں شمار ہوں گے جس طرح منافع راس المال میں۔ ہاں دونوں کے درمیان ایک یہ اختلاف ہے کہ جب کسی کے پاس اتنا سونا چاندی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ پھر اسے اور مال حاصل ہوا تو وہ اپنے حاصل ہونے والے مال کو چھوڑ دے گا اور پہلے مال کے ساتھ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا، جب تک کہ منافع کے مال پر حاصل ہونے کے دن سے پورا ایک سال نہ گزر جائے۔ جبکہ کسی کے پاس بکریاں، گائیں یا اونٹ ہوں، جن میں سے ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہو، پھر اسے کچھ اونٹ یا گائیں یا بکریاں اور حاصل ہوں تو حاصل ہونے والے مال کی زکوٰۃ بھی اس جنس کے سابقہ مال کے ساتھ ادا کرے گا جبکہ حاصل ہونے والے مویشیوں کا نصاب پہلے ہی موجود ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی۔

١٥- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ صَدَقَةِ عَامَيْنِ اِذَا اجْتَمَعَا

اگر کسی کے ذمے دو سال کی زکوٰۃ واجب الادا ہو

[٢٩٤] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ وَاِبِلُهُ مِائَةُ بَعِيْرٍ، فَلَا يَاْتِيْهِ السَّاعِيْ حَتّٰى تَجِبَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ اُخْرٰى، فَيَاْتِيْهِ الْمُصَدِّقُ، وَقَدْ هَلَكَتْ اِبِلُهُ اِلَّا خَمْسَ ذَوْدٍ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک صورت یہ ہے کہ جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اس کے سو اونٹ ہوں لیکن اس کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والا نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ جب دوسرے سال کی وصولی واجب ہو جائے تو وصول کرنے والا پہنچے جبکہ پانچ کے سوا اس کے سارے اونٹ ہلاک ہو چکے ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ يَأْخُذُ الْمُصَدِّقُ مِنَ الْخَمْسِ ذَوْدٍ الصَّدَقَتَيْنِ اللَّتَيْنِ وَجَبَتَا عَلٰى رَبِّ الْمَالِ شَاتَيْنِ فِيْ كُلِّ عَامٍ شَاةٌ، لِاَنَّ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا تَجِبُ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ يَوْمَ يُصَدَّقُ مَالُهٗ، فَاِنْ هَلَكَتْ مَاشِيَتُهٗ، اَوْ نَمَتْ، فَاِنَّمَا يُصَدِّقُ الْمُصَدِّقُ زَكٰوةَ مَا يَجِدُ يَوْمَ يُصَدِّقُ، وَاِنْ تَظَاهَرَتْ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ صَدَقَاتٌ غَيْرُ وَاحِدَةٍ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يُصَدِّقَ اِلَّا مَا وَجَدَ الْمُصَدِّقُ عِنْدَهٗ، فَاِنْ هَلَكَتْ مَاشِيَتُهٗ، اَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ فِيْهَا صَدَقَاتٌ، فَلَمْ يُؤْخَذْ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى هَلَكَتْ مَاشِيَتُهٗ كُلُّهَا، اَوْ صَارَتْ اِلٰى مَا لَا تَجِبُ فِيْهِ الصَّدَقَةُ، فَاِنَّهٗ لَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ، وَلَا ضَمَانَ فِيْمَا هَلَكَ، اَوْ مَضٰى مِنَ السِّنِيْنَ.

امام مالک نے فرمایا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا اس سے دو سال کی زکوٰۃ یعنی دو بکریاں وصول کرے گا یعنی ہر سال کی ایک بکری کیونکہ زکوٰۃ اسی مال پر واجب ہوتی ہے جو وصولی کے روز موجود ہو۔ خواہ مویشی ہلاک ہو جائیں یا بڑھ جائیں تو زکوٰۃ ان کے حساب سے لی جائے گی جتنے اس وقت موجود ہوں جب وصول کرنے والا آئے۔ اگر مالک پر کئی سال کی زکوٰۃ ہو تو جتنے مویشی وصول کرنے والا پائے گا ان کی زکوٰۃ ہی وصول کی جائے گی۔ اگر سب جانور ہلاک ہو گئے یا اس پر کئی سال کی زکوٰۃ ہے تب بھی اس سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے سارے مویشی ہلاک ہو گئے یا صرف اتنے باقی رہے جن پر زکوٰۃ واجب نہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور نہ ہلاک ہونے پر موجودہ یا سالہائے گزشتہ کی۔

١٦ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّضْيِيْقِ عَلَى النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

زکوٰۃ وصول کرتے وقت لوگوں کو تنگ کرنے کی ممانعت

[٢٩٥] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ابْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ مُرَّ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِغَنَمٍ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَرَاٰى فِيْهَا شَاةً حَافِلًا ذَاتَ ضَرْعٍ عَظِيْمٍ، فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذِهِ الشَّاةُ؟ فَقَالُوْا شَاةٌ مِنَ الصَّدَقَةِ، فَقَالَ عُمَرُ مَا اَعْطٰى هٰذِهٖ اَهْلُهَا وَهُمْ طَائِعُوْنَ، لَا تَفْتِنُوا النَّاسَ، لَا تَاْخُذُوْا حَزَرَاتِ الْمُسْلِمِيْنَ، نَكِّبُوْا عَنِ الطَّعَامِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عمر کے پاس سے زکوٰۃ کی بکریاں گزریں تو انہوں نے ان میں ایک بہت دودھ دینے والی بکری دیکھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ زکوٰۃ کی بکری ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے مالکوں نے یہ بخوشی نہیں دی ہوگی۔ لوگوں کو تنگ نہ کرو، مسلمانوں کا بہترین مال نہ لیا کرو اور ان کی روزی نہ چھینا کرو۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ رَجُلَانِ مِنْ اَشْجَعَ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ يَاْتِيْهِمْ مُصَدِّقًا، فَيَقُوْلُ لِرَبِّ الْمَالِ اَخْرِجْ اِلَيَّ صَدَقَةَ مَالِكَ، فَلَا يَقُوْدُ اِلَيْهِ شَاةً فِيْهَا وَفَاءٌ مِنْ حَقِّهٖ اِلَّا قَبِلَهَا.

قبیلہ اشجع کے دو آدمیوں سے روایت ہے کہ ان کے پاس حضرت محمد بن سلمہ انصاری زکوٰۃ وصول کرنے تشریف لایا کرتے تو مال والے سے فرماتے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ دو۔ پھر مالک جو بکری لے کر آتا اگر وہ زکوٰۃ کے قابل ہوتی تو قبول کر لیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ عِنْدَنَا، وَالَّذِيْ اَدْرَكْتُ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک جو سنت ہے اور

عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا، أَنَّهُ لَا يُضَيَّقُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي زَكَاتِهِمْ، وَأَنْ يُقْبَلَ مِنْهُمْ مَا دَفَعُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ.

جس پر میں نے اپنے شہر کے اکثر اہل علم کو پایا' یہ ہے کہ زکوۃ وصول کرتے وقت مسلمانوں کو تنگ نہ کیا جائے اور جیسی چیز وہ اپنے مال سے دیں اسے قبول کرلیا جائے۔

۱۷- بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ يَجُوزُ لَهُ أَخْذُهَا

کن لوگوں کے لیے مال زکوۃ لینا جائز ہے؟

۳۰۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَارِمٍ، أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ، أَوْ لِرَجُلٍ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتَصَدَّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ، فَأَهْدَى الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زکوۃ مالدار کو لینی درست نہیں ماسوائے پانچ کے کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے یا زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہو یا قرض دار ہو یا کوئی اپنے مال کے بدلے زکوۃ کا مال خریدے یا اس آدمی کے لیے جس کا ہمسایہ غریب ہو تو یہ اسے زکوۃ دے اور مسکین مالدار کو ہدیہ دے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي قَسْمِ الصَّدَقَاتِ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا عَلَى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْوَالِي، فَأَيُّ الْأَصْنَافِ كَانَتْ فِيهِ الْحَاجَةُ وَالْعَدَدُ، أُوثِرَ ذٰلِكَ الصِّنْفُ بِقَدْرِ مَا يَرَى الْوَالِي، وَعَسَى أَنْ يَنْتَقِلَ ذٰلِكَ إِلَى الصِّنْفِ الْآخَرِ بَعْدَ عَامٍ أَوْ عَامَيْنِ، أَوْ أَعْوَامٍ، فَيُؤْثَرُ أَهْلُ الْحَاجَةِ وَالْعَدَدِ حَيْثُمَا كَانَ ذٰلِكَ. وَعَلَى هٰذَا أَدْرَكْتُ مَنْ أَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ صدقہ کی تقسیم میں ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ یہ فیصلہ کرنا حاکم کی رائے پر منحصر ہے کہ کون سے حاجت مندوں اور کتنے لوگوں کو دی جائے۔ حاکم اپنی رائے سے جس قسم کو چاہے ترجیح دے اور چاہے تو سال' دو سال یا کئی سال کے بعد دوسری قسم کو ترجیح دے' ضرورت یا تعداد کے لحاظ سے خواہ وہ کہیں ہوں اور میں نے اپنے ملک کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِلْعَامِلِ عَلَى الصَّدَقَاتِ فَرِيضَةٌ مُسَمَّاةٌ إِلَّا عَلَى قَدْرِ مَا يَرَى الْإِمَامُ.

امام مالک نے فرمایا کہ وصول کرنے والے کے لیے زکوۃ میں سے کوئی حصہ مقرر نہیں مگر جو امام مناسب سمجھے۔

سنن ابوداؤد(١٦٣٥) سنن ابن ماجہ(١٨٤١)

۱۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَخْذِ الصَّدَقَاتِ وَالتَّشْدِيدِ فِيهَا

زکوۃ نہ دینے والوں پر سختی کرنے کا بیان

۳۰۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا لَجَاهَدْتُهُمْ عَلَيْهِ.

صحیح البخاری (١٤٠٠) صحیح مسلم (١٢٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ اگر کوئی اونٹ باندھنے کی رسی بھی روکے گا تو اس پر میں ان سے جہاد کروں گا۔

[٢٩٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّهُ قَالَ شَرِبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَبَنًا، فَأَعْجَبَهُ، فَسَأَلَ الَّذِي سَقَاهُ مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَرَدَ عَلَى مَاءٍ قَدْ سَمَّاهُ، فَإِذَا نَعَمٌ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ وَهُمْ

زید بن اسلم نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ پیا تو انہیں بہت پسند آیا۔ پلانے والے سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں پانی کی فلاں جگہ پر گیا تھا۔ وہاں زکوۃ کے جانور پانی پی رہے تھے' انہوں نے دودھ

يَسْقُوْنَ، فَحَلَبُوْا لِيْ مِنْ أَلْبَانِهَا، فَجَعَلْتُهُ فِيْ سِقَائِيْ، فَهُوَ هٰذَا، فَأَدْخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَدَهُ فَاسْتَقَاءَهُ.

دودھ کر مجھے دیا تو میں نے اسے اپنی مشک میں ڈال لیا اور یہ وہی تھا۔ حضرت عمر نے منہ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دی۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَنْ مَنَعَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَلَمْ يَسْتَطِعِ الْمُسْلِمُوْنَ أَخْذَهَا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِمْ جِهَادُهُ حَتّٰى يَأْخُذُوْهَا مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات ہے کہ جو اللہ کے فرائض میں سے کسی فرض کو روکے اور مسلمانوں کو ان کا حق نہ لینے دے تو مسلمانوں کو حق حاصل ہے کہ ان سے جہاد کر کے حاصل کر لیں۔

[۲۹۷] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ أَنَّ رَجُلًا مَنَعَ زَكٰوةَ مَالِهِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ دَعْهُ، وَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ زَكٰوةً مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ. قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، وَأَدّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ زَكٰوةَ مَالِهِ، فَكَتَبَ عَامِلُ عُمَرَ إِلَيْهِ يَذْكُرُ لَهُ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خُذْهَا مِنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے ایک عامل نے ان کے لیے لکھا کہ ایک آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتا۔ حضرت عمر نے اس کے لیے لکھا کہ اسے جانے دو اور مسلمانوں کے ساتھ اس سے زکوٰۃ نہ لو۔ جب اس آدمی تک یہ بات پہنچی تو اس پر گراں گزری اور بعد میں اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی۔ عامل نے حضرت عمر کے لیے لکھا اور اس بات کی اطلاع دی۔ پس حضرت عمر نے عامل کے لیے لکھا کہ اس سے لے لو۔

۱۹- بَابُ زَكٰوةِ مَا يُخْرَصُ مِنْ ثِمَارِ النَّخِيْلِ وَالْأَعْنَابِ

پھلوں اور میووں کی زکوٰۃ

۳۰۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ، وَالْبَعْلُ الْعُشْرُ، وَفِيْمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

صحیح البخاری (۱٤۸۳) صحیح مسلم (۲۲٦۹)

سلیمان بن یسار اور بسر بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بارانی نیز چشموں اور تالابوں سے سیراب کی جانے والی زمین کی پیداوار میں دسواں حصہ اور جو زمین پانی سینچ کر سیراب کی جائے اس میں بیسواں حصہ۔

[۲۹۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ لَا يُؤْخَذُ فِيْ صَدَقَةِ النَّخْلِ الْجُعْرُوْرُ، وَلَا مُصْرَانُ الْفَارَةِ، وَلَا عَذْقُ ابْنِ حُبَيْقٍ. قَالَ وَهُوَ يُعَدُّ عَلٰى صَاحِبِ الْمَالِ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ زکوٰۃ میں "جعرور" کھجور نہیں لی جائے گی اور نہ "مصران الفارہ" اور "عذق ابن حبیق" لی جائیں گی۔ فرمایا کہ یہ مال میں شمار کی جائیں گی لیکن زکوٰۃ میں لی نہیں جائیں گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا مِثْلُ ذٰلِكَ الْغَنَمُ تُعَدُّ عَلٰى صَاحِبِهَا بِسِخَالِهَا، وَالسَّخْلُ لَا يُؤْخَذُ مِنْهُ فِي الصَّدَقَةِ، وَقَدْ يَكُوْنُ فِي الْأَمْوَالِ ثِمَارٌ لَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنْهَا مِنْ ذٰلِكَ الْبَرْدِيُّ، وَمَا أَشْبَهَهُ لَا يُؤْخَذُ مِنْ أَدْنَاهُ كَمَا لَا

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بکریوں کے مانند ہیں کہ ان کے بچے شمار میں آتے ہیں لیکن زکوٰۃ میں نہیں لیے جاتے۔ پھلوں میں وہ بھی ہیں جو عمدگی کے باعث زکوٰۃ میں نہیں لیے جاتے۔ جیسے بردی کھجور اس جیسی گھٹیا کھجوریں بھی نہیں لی جائیں گی جیسے بوڑھیا

يُؤْخَذُ مِنْ خِيَارِهِ.

قَالَ وَإِنَّمَا تُؤْخَذُ الصَّدَقَةُ مِنْ أَوْسَاطِ الْمَالِ.

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لَا يُخْرَصُ مِنَ الثِّمَارِ إِلَّا النَّخِيلُ وَالْأَعْنَابُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُخْرَصُ حِينَ يَبْدُو صَلَاحُهُ، وَيَحِلُّ بَيْعُهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ ثَمَرَ النَّخِيلِ، وَالْأَعْنَابِ يُؤْكَلُ رُطَبًا، وَعِنَبًا فَيُخْرَصُ عَلٰى أَهْلِهِ لِلتَّوْسِعَةِ عَلَى النَّاسِ، وَلِئَلَّا يَكُونَ عَلٰى أَحَدٍ فِي ذٰلِكَ ضِيقٌ، فَيُخْرَصُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ يَأْكُلُونَهُ كَيْفَ شَاؤُوا، ثُمَّ يُؤَدُّونَ مِنْهُ الزَّكٰوةَ عَلٰى مَا خُرِصَ عَلَيْهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا مَا لَا يُؤْكَلُ رُطَبًا، وَإِنَّمَا يُؤْكَلُ بَعْدَ حَصَادِهِ مِنَ الْحُبُوبِ كُلِّهَا، فَإِنَّهُ لَا يُخْرَصُ، وَإِنَّمَا عَلٰى أَهْلِهَا فِيهَا إِذَا حَصَدُوهَا وَدَقُّوهَا وَطَيَّبُوهَا وَخَلُصَتْ حَبًّا، فَإِنَّمَا عَلٰى أَهْلِهَا فِيهَا الْأَمَانَةُ يُؤَدُّونَ زَكَاتَهَا إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ النَّخْلَ يُخْرَصُ عَلٰى أَهْلِهَا، وَثَمَرُهَا فِي رُؤُوسِهَا إِذَا طَابَ وَحَلَّ بَيْعُهُ، وَيُؤْخَذُ مِنْهُ صَدَقَتُهُ تَمْرًا عِنْدَ الْجِدَادِ، فَإِنْ أَصَابَتِ الثَّمَرَةَ جَائِحَةٌ بَعْدَ أَنْ تُخْرَصَ عَلٰى أَهْلِهَا وَقَبْلَ أَنْ تُجَدَّ، فَأَحَاطَتِ الْجَائِحَةُ بِالثَّمَرِ كُلِّهِ، فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةٌ، فَإِنْ بَقِيَ مِنَ الثَّمَرِ شَيْءٌ يَبْلُغُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ أُخِذَ مِنْهُمْ زَكَاتُهُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيمَا أَصَابَتِ الْجَائِحَةُ زَكٰوةٌ، وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي الْكَرْمِ أَيْضًا، وَإِذَا كَانَ لِرَجُلٍ قِطَعُ أَمْوَالٍ مُتَفَرِّقَةٌ، أَوِ اشْتِرَاكٌ فِي أَمْوَالٍ مُتَفَرِّقَةٍ لَا يَبْلُغُ مَالُ كُلِّ شَرِيكٍ، أَوْ قِطْعَةٌ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَكَانَتْ إِذَا جُمِعَ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلٰى بَعْضٍ يَبْلُغُ مَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنَّهُ يَجْمَعُهَا

نہیں لی جاتی۔

فرمایا کہ زکوٰۃ درمیانے مال سے لی جاتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ بات یہ ہے کہ کھجوروں اور انگوروں کے سوا کسی پھل کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ ان کا اندازہ اس وقت کیا جائے گا جب ان کی پیداوار ظاہر اور فروخت جائز ہو جائے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ کھجور اور انگور پکنے پر کھائے جاتے ہیں لہٰذا اس وقت لوگوں کو ان کے اندازے میں دقت نہیں ہوگی اور کسی ایک کو تنگی محسوس نہ ہوگی اور وہ اندازہ کر کے آپس میں فیصلہ کر لیں گے اور جیسے چاہیں کھائیں۔ پھر جو اندازہ کیا ہے اس کے مطابق زکوٰۃ ادا کریں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو پھل تر نہیں کھائے جاتے اور فصل کٹنے کے بعد دانے کھائے جاتے ہیں تو ان کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ یہ مالک پر ہے کہ جب وہ فصل کاٹ کر اکٹھی کر لے اور صاف کر کے دونوں کو علیحدہ کر لے تو یہ مالکوں کے پاس امانت ہے کہ فصل کی زکوٰۃ ادا کریں جب کہ اس حد کو پہنچے جس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ کھجوروں کا اندازہ کیا جائے گا جب کہ درختوں میں لگی ہوئی ہوں لیکن پک جائیں اور بیع حلال ہو جائے اور ان کی زکوٰۃ اس وقت لی جائے گی جب پھل توڑنے کا وقت آئے۔ اگر اندازہ کرنے کے بعد پھلوں پر کوئی آفت آ جائے اور توڑنے سے پہلے جس کے باعث سب پھل ضائع ہو جائیں تو ان کی زکوٰۃ نہیں لی جائے گی۔ اگر کچھ کھجوریں باقی رہی ہوں اور وہ پانچ وسق کو پہنچ جائیں تو نبی کریم ﷺ کے صاع کے مطابق ان کی زکوٰۃ لی جائے گی اور جو آفت سے برباد ہو گئیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے اور انگور کا حکم بھی یہی ہے اور اگر کسی آدمی کے پاس متفرق قطعات ہوں یا متفرق قطعات میں کئی آدمی شریک ہوں اور ان میں سے کسی شریک کا مال یا قطعہ اس حد کو نہ پہنچے جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن جب بعض قطعے دوسرے بعض سے ملا دیئے جائیں تو زکوٰۃ

وَيُؤَدِّي زَكَاتَهَا.

کے نصاب کو پہنچ جاتے ہیں' پس انہیں جمع کر کے ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

۲۰- بَابُ زَكٰوةِ الْحُبُوْبِ وَالزَّيْتُوْنِ

اناج اور زیتون کی زکوٰۃ

[۲۹۹] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهٗ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنِ الزَّيْتُوْنِ، فَقَالَ فِيْهِ الْعُشْرُ. قَالَ مَالِكٌ: وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنَ الزَّيْتُوْنِ الْعُشْرُ بَعْدَ أَنْ يُعْصَرَ، وَيَبْلُغَ زَيْتُوْنُهٗ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، فَمَا لَمْ يَبْلُغْ زَيْتُوْنُهٗ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ، وَالزَّيْتُوْنُ بِمَنْزِلَةِ النَّخِيْلِ مَا كَانَ مِنْهُ سَقَتْهُ السَّمَاءُ وَالْعُيُوْنُ، أَوْ كَانَ بَعْلًا فَفِيْهِ الْعُشْرُ، وَمَا كَانَ يُسْقٰى بِالنَّضْحِ فَفِيْهِ نِصْفُ الْعُشْرِ، وَلَا يُخْرَصُ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْتُوْنِ فِيْ شَجَرِهٖ. وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا فِي الْحُبُوْبِ الَّتِيْ يَدَّخِرُهَا النَّاسُ وَيَأْكُلُوْنَهَا، أَنَّهٗ يُؤْخَذُ مِمَّا سَقَتْهُ السَّمَاءُ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا سَقَتْهُ الْعُيُوْنُ، وَمَا كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ، نِصْفُ الْعُشْرِ إِذَا بَلَغَ ذٰلِكَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِالصَّاعِ الْأَوَّلِ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَا زَادَ عَلٰى خَمْسَةِ أَوْسُقٍ فَفِيْهِ الزَّكٰوةُ بِحِسَابِ ذٰلِكَ.

ابن شہاب سے زیتون کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں عشر ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ زیتون کا عشر تیل نکالنے کے بعد لیا جائے گا اور زیتون پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ اگر پانچ وسق کو نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ زیتون کھجور کی طرح ہے۔ اگر بارش یا چشمے سے یا خود بخود پرورش پائے تو اس میں دسواں حصہ ہے اور جو پانی سینچ کر پرورش کی جائے تو اس میں بیسواں حصہ ہے اور زیتون جب درخت میں ہو تو اس کا اندازہ نہیں کیا جائے گا۔ اور اناج کے بارے میں ہمارے نزدیک سنت یہ ہے جس کو لوگ کھاتے یا جمع کر رکھتے ہیں کہ اگر وہ بارش یا چشموں سے پالی جائے یا خود بخود پرورش پائے تو دسواں حصہ اور پانی سینچ کر بیسواں حصہ۔ جبکہ وہ پانچ وسق کو پہنچے پہلے صاع یعنی نبی کریم ﷺ کے صاع سے اور اگر پانچ وسق سے زیادہ ہو تو اس کے حساب سے زکوٰۃ لی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَالْحُبُوْبُ الَّتِيْ فِيْهَا الزَّكٰوةُ الْحِنْطَةُ، وَالشَّعِيْرُ، وَالسُّلْتُ، وَالذُّرَةُ، وَالدُّخْنُ، وَالْأَرُزُّ، وَالْعَدَسُ، وَالْجُلْبَانُ، وَاللُّوْبِيَا، وَالْجُلْجُلَانُ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْحُبُوْبِ الَّتِيْ تَصِيْرُ طَعَامًا، فَالزَّكٰوةُ تُؤْخَذُ مِنْهَا بَعْدَ أَنْ تُحْصَدَ وَتَصِيْرَ حَبًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ جن اناجوں پر زکوٰۃ لی جاتی ہے یہ ہیں: گندم' جو' جوار' چنے' چاول' مسور' ماش' لوبیا' تل اور ان کی مانند دوسری چیزیں جو کھائی جاتی ہیں۔ ان سب میں زکوٰۃ لی جائے گی جبکہ انہیں کاٹ کر دانے صاف کر لیے جائیں۔

قَالَ وَالنَّاسُ مُصَدَّقُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ يُقْبَلُ مِنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ مَا دَفَعُوْا.

فرمایا کہ لوگوں پر اس بارے میں اعتبار کیا جائے گا اور جو کچھ وہ دیں لیا جائے گا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ مَتٰى يُخْرَجُ مِنَ الزَّيْتُوْنِ الْعُشْرُ، أَوْ نِصْفُهٗ أَقَبْلَ النَّفَقَةِ أَمْ بَعْدَهَا؟ فَقَالَ لَا يُنْظَرُ إِلَى النَّفَقَةِ، وَلٰكِنْ يُسْأَلُ عَنْهُ أَهْلُهٗ كَمَا يُسْأَلُ أَهْلُ الطَّعَامِ عَنِ الطَّعَامِ؟ وَيُصَدَّقُوْنَ بِمَا قَالُوْا، فَمَنْ رُفِعَ مِنْ زَيْتُوْنِهٖ خَمْسَةُ أَوْسُقٍ فَصَاعِدًا أُخِذَ مِنْ زَيْتِهِ الْعُشْرُ بَعْدَ أَنْ يُعْصَرَ، وَمَنْ لَمْ يُرْفَعْ مِنْ زَيْتُوْنِهٖ خَمْسَةُ أَوْسُقٍ لَمْ تَجِبْ

امام مالک سے پوچھا گیا کہ زیتون سے دسواں اور بیسواں حصہ کب لیا جاتا ہے؟ آیا خرچ سے پہلے یا بعد؟ امام مالک نے فرمایا کہ خرچ کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ مالک سے پوچھا جائے گا جیسے غلے والے سے پوچھا جاتا ہے اور ان کے کہنے پر اعتبار کیا جاتا ہے۔ جو اپنے زیتون سے اٹھائے گا اس سے تیل نکالنے کے بعد دسواں حصہ لیا جائے گا اور جو پانچ وسق سے کم اٹھائے گا تو اس

عَلَيْهِ فِي زَيْتِهِ الزَّكٰوةُ.

کے زیتون پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ زَرْعَهُ وَقَدْ صَلَحَ وَيَبِسَ فِي أَكْمَامِهِ فَعَلَيْهِ زَكَاتُهُ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي اشْتَرَاهُ زَكٰوةٌ، وَلَا يَصْلُحُ بَيْعُ الزَّرْعِ حَتّٰى يَيْبَسَ فِي أَكْمَامِهِ وَيَسْتَغْنِيَ عَنِ الْمَاءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی فصل کو فروخت کیا اور وہ پک کر اپنی بالیوں میں خشک ہوگئی تو مالک پر اس کی زکوٰۃ ہے اور خریدار پر زکوٰۃ نہیں ہے اور فصل کی خرید وفروخت درست نہیں ہے یہاں تک کہ اپنی بالیوں میں پک کر پانی سے بے نیاز ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ (الانعام:۱۴۱) إِنَّ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ وَقَدْ سَمِعْتُ مَنْ يَقُولُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ارشاد باری تعالیٰ "واتوا حقه يوم حصاده" کے بارے میں فرمایا کہ مراد زکوٰۃ ہے اور میں نے ایک کہنے والے سے یہی سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ أَصْلَ حَائِطِهِ أَوْ أَرْضَهُ وَفِي ذٰلِكَ زَرْعٌ أَوْ ثَمَرٌ لَمْ يَبْدُ صَلَاحُهُ فَزَكٰوةُ ذٰلِكَ عَلَى الْمُبْتَاعِ، وَإِنْ كَانَ قَدْ طَابَ وَحَلَّ بَيْعُهُ فَزَكٰوةُ ذٰلِكَ عَلَى الْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهَا عَلَى الْمُبْتَاعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنا باغ فروخت کیا یا زمین اور اس میں فصل یا کھجوریں ہیں جن کی بہتری معلوم نہیں ہوئی تو اس کی زکوٰۃ خریدار پر ہے اور اگر اس کی بہتری ظاہر اور بیع حلال ہوگئی تو زکوٰۃ فروخت کرنے والے پر ہے مگر یہ کہ خریدار سے شرط کرلی جائے۔

۲۱- بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الثِّمَارِ

جن پھلوں پر زکوٰۃ واجب نہیں

[۳۰۰] **أَثَرٌ- قَالَ** مَالِكٌ إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ لَهُ مَا يَجُدُّ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ، وَمَا يَقْطِفُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الزَّبِيبِ، وَمَا يَحْصُدُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الْحِنْطَةِ، وَمَا يَحْصُدُ مِنْهُ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ، إِنَّهُ لَا يُجْمَعُ عَلَيْهِ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلٰى بَعْضٍ، وَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَكُونَ فِي الصِّنْفِ الْوَاحِدِ مِنَ التَّمْرِ، أَوْ فِي الزَّبِيبِ، أَوْ فِي الْحِنْطَةِ، أَوْ فِي الْقِطْنِيَّةِ مَا يَبْلُغُ الصِّنْفُ الْوَاحِدُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِصَاعِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کو اپنی فصل سے چار وسق کھجوریں حاصل ہوں یا چار وسق انگور یا چار وسق گندم یا چار وسق دالیں تو ان میں سے کسی چیز کو دوسری کے ساتھ ملایا نہیں جائے گا اور اس پر کسی چیز کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ایک ہی قسم یعنی کھجوریں یا انگور یا گندم یا کوئی دال اکیلی ہی پانچ وسق کو نہ پہنچ جائے نبی کریم ﷺ کے صاع سے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

وَإِنْ كَانَ فِي الصِّنْفِ الْوَاحِدِ مِنْ تِلْكَ الْأَصْنَافِ مَا يَبْلُغُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَفِيهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَلَا زَكٰوةَ فِيهِ. وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ يَجُدَّ الرَّجُلُ مِنَ التَّمْرِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهُ، وَأَلْوَانُهُ، فَإِنَّهُ يُجْمَعُ بَعْضُهُ إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ

اگر ان میں سے کوئی ایک چیز پانچ وسق کو پہنچ جاتی ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے اور اگر پانچ وسق کو نہیں پہنچتی تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اس بات کو یوں کھول کر بیان کیا جا سکتا ہے کہ پانچ وسق میں ہر قسم کی کھجوروں کو شامل کیا جائے گا خواہ ان کے نام اور رنگ مختلف ہوں یعنی ایک کو دوسری میں جمع کرکے، پھر ان کی زکوٰۃ لی

يُؤْخَذُ مِنْ ذٰلِكَ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَّمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ. وَكَذٰلِكَ الْحِنْطَةُ كُلُّهَا السَّمْرَاءُ وَالْبَيْضَاءُ وَالشَّعِيْرُ وَالسُّلْتُ كُلُّ ذٰلِكَ صِنْفٌ وَّاحِدٌ، فَإِذَا حَصَدَ الرَّجُلُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ جُمِعَ عَلَيْهِ بَعْضُ ذٰلِكَ إِلٰى بَعْضٍ وَوَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَّمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ. وَكَذٰلِكَ الزَّبِيْبُ كُلُّهٗ أَسْوَدُهٗ وَأَحْمَرُهٗ، فَإِذَا قَطَفَ الرَّجُلُ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ وَجَبَتْ فِيْهِ الزَّكٰوةُ، فَإِنْ لَّمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ فَلَا زَكٰوةَ فِيْهِ. وَكَذٰلِكَ الْقِطْنِيَّةُ هِيَ صِنْفٌ وَّاحِدٌ مِثْلُ الْحِنْطَةِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهَا وَأَلْوَانُهَا. وَالْقِطْنِيَّةُ الْحِمَّصُ، وَالْعَدَسُ، وَاللُّوْبِيَا، وَالْجُلْبَانُ، وَكُلُّ مَا ثَبَتَ مَعْرِفَتُهٗ عِنْدَ النَّاسِ أَنَّهٗ قِطْنِيَّةٌ، فَإِذَا حَصَدَ الرَّجُلُ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ بِالصَّاعِ الْأَوَّلِ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَصْنَافِ الْقِطْنِيَّةِ كُلِّهَا لَيْسَ مِنْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الْقِطْنِيَّةِ، فَإِنَّهٗ يُجْمَعُ ذٰلِكَ بَعْضُهٗ إِلٰى بَعْضٍ وَعَلَيْهِ فِيْهِ الزَّكٰوةُ.

جائے گی اور اگر اس حد کو نہ پہنچیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح ہر قسم کی گندم یعنی زرد و سفید اور چھلکے والے اور بغیر چھلکے والے جو' یہ سب ایک ہی قسم میں داخل ہیں تو جب آدمی اس کی فصل اٹھائے اگر ایک قسم کو دوسری میں جمع کرنے سے پانچ وسق ہو جائیں تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس حد کو نہ پہنچیں تو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح کالے اور سرخ ہر قسم کے انگور۔ جب آدمی انہیں چنے اور وہ پانچ وسق ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ ہے اور اگر اس حد کو نہ پہنچیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اسی طرح دالیں ایک قسم ہیں جیسے گندم' کھجور اور انگور اگرچہ ان کے نام اور رنگ مختلف ہوں۔ دالوں میں چنے' مسور' لوبیا اور ماش ہیں اور وہ بھی جنہیں لوگ دالوں میں شمار کرتے ہوں۔ جب آدمی ان کی فصل اٹھائے اور یہ نبی کریم ﷺ کے پہلے صاع سے پانچ وسق ہو جائیں اور اگرچہ وہ دالوں کی سب اقسام ہوں اور دال کی کوئی ایک قسم نہ ہو بلکہ ایک کو دوسری میں جمع کیا گیا ہو' تو ان پر زکوٰۃ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ فَرَّقَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بَيْنَ الْقِطْنِيَّةِ وَالْحِنْطَةِ فِيْمَا أُخِذَ مِنَ النَّبَطِ، وَرَأٰى أَنَّ الْقِطْنِيَّةَ كُلَّهَا صِنْفٌ وَّاحِدٌ، فَأَخَذَ مِنْهَا الْعُشْرَ، وَأَخَذَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالزَّبِيْبِ نِصْفَ الْعُشْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر نے دالوں اور گندم میں فرق رکھا جبکہ نبط والوں سے محصول لیا تو دالوں کی تمام اقسام کو ایک ہی قسم شمار کیا اور ان سے دسواں حصہ لیا جبکہ گندم اور انگور سے بیسواں حصہ لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ كَيْفَ يُجْمَعُ الْقِطْنِيَّةُ بَعْضُهَا إِلٰى بَعْضٍ فِي الزَّكٰوةِ حَتّٰى تَكُوْنَ صَدَقَتُهَا وَاحِدَةً، وَالرَّجُلُ يَأْخُذُ مِنْهَا اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنَ الْحِنْطَةِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ؟ قِيْلَ لَهٗ فَإِنَّ الذَّهَبَ وَالْوَرِقَ يُجْمَعَانِ فِي الصَّدَقَةِ، وَقَدْ يُؤْخَذُ بِالدِّيْنَارِ أَضْعَافُهٗ فِي الْعَدَدِ مِنَ الْوَرِقِ يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ دالوں کی تمام اقسام کی زکوٰۃ میں ایک کو دوسری کے اندر کیوں جمع کیا جاتا ہے اور ان کی ایک زکوٰۃ لی جاتی ہے حالانکہ آدمی ایک کلوگرام کے بدلے دوسری دو کلوگرام نقد لے لیتا ہے اور دست بدست گندم کی ایک قسم کے بدلے دوسری اس سے دگنی نہیں لے سکتا؟ اس سے کہا جائے گا کہ سونے اور چاندی دونوں کو زکوٰۃ میں اکٹھے کر لیا جاتا ہے جبکہ ایک دینار کے بدلے دست بدست کئی گنا چاندی لی جاتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي النَّخِيْلِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيَجُدَّانِ مِنْهَا ثَمَانِيَةَ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ إِنَّهٗ لَا صَدَقَةَ

امام مالک نے کھجوروں کے بارے میں فرمایا کہ وہ دو آدمیوں کی ہیں۔ جب انہوں نے توڑیں تو آٹھ وسق کھجوریں

عَلَيْهِمَا فِيهَا، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ لِأَحَدِهِمَا مِنْهَا مَا يَجُدُّ مِنْهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، وَلِلْآخَرِ مَا يَجُدُّ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فِي أَرْضٍ وَاحِدَةٍ كَانَتِ الصَّدَقَةُ عَلٰى صَاحِبِ الْخَمْسَةِ الْأَوْسُقِ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي جَدَّ أَرْبَعَةَ أَوْسُقٍ، أَوْ أَقَلَّ مِنْهَا صَدَقَةٌ. وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِي الشُّرَكَاءِ كُلِّهِمْ فِي كُلِّ زَرْعٍ مِنَ الْحُبُوبِ كُلِّهَا يُحْصَدُ، أَوِ النَّخْلِ يُجَدُّ، أَوِ الْكَرْمِ يُقْطَفُ، فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كُلُّ رَجُلٍ مِنْهُمْ يَجُدُّ مِنَ التَّمْرِ، أَوْ يَقْطِفُ مِنَ الزَّبِيبِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ، أَوْ يَحْصُدُ مِنَ الْحِنْطَةِ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ فَعَلَيْهِ فِيهِ الزَّكٰوةُ، وَمَنْ كَانَ حَقُّهُ أَقَلَّ مِنْ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ، فَلَا صَدَقَةَ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا تَجِبُ الصَّدَقَةُ عَلٰى مَنْ بَلَغَ جِدَادُهُ، أَوْ قِطَافُهُ، أَوْ حَصَادُهُ خَمْسَةَ أَوْسُقٍ.

حاصل ہوئیں ان دونوں پر ان کی زکوٰۃ نہیں۔ اگر ان میں سے کسی کی کھجوریں پانچ وسق ہوں اور دوسرے کی چار وسق یا ایک ہی زمین کی اس سے بھی کم تو پانچ وسق والے پر زکوٰۃ ہے اور چار وسق یا اس سے کم والے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ یہی معاملہ تمام شرکاء اور ہر قسم کے اناج کی فصل کا ہے کہ جب بھی ان کی فصل کاٹی جائے یا کھجوریں توڑی جائیں یا انگور چنے جائیں تو جب ہر آدمی کے حصے میں کھجوریں، انگور یا گندم پانچ وسق آئے تو اس پر زکوٰۃ ہے اور جس کا حصہ پانچ وسق سے کم ہو اس پر زکوٰۃ نہیں۔ زکوٰۃ تو اسی پر واجب ہے کہ توڑنے، چننے یا فصل اٹھانے پر پانچ وسق جنس حاصل ہو۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَا أُخْرِجَتْ زَكَاتُهُ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا الْحِنْطَةِ، وَالتَّمْرِ، وَالزَّبِيبِ وَالْحُبُوبِ كُلِّهَا، ثُمَّ أَمْسَكَهُ صَاحِبُهُ بَعْدَ أَنْ أَدّٰى صَدَقَتَهُ سِنِينَ، ثُمَّ بَاعَهُ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ فِي ثَمَنِهِ زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلٰى ثَمَنِهِ الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهُ، إِذَا كَانَ أَصْلُ تِلْكَ الْأَصْنَافِ مِنْ فَائِدَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا، وَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ، وَالْحُبُوبِ، وَالْعُرُوضِ يُفِيدُهَا الرَّجُلُ، ثُمَّ يُمْسِكُهَا سِنِينَ، ثُمَّ يَبِيعُهَا بِذَهَبٍ، أَوْ وَرِقٍ، فَلَا يَكُونُ عَلَيْهِ فِي ثَمَنِهَا زَكٰوةٌ حَتّٰى يَحُولَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ مِنْ يَوْمِ بَاعَهَا، فَإِنْ كَانَ أَصْلُ تِلْكَ الْعُرُوضِ لِلتِّجَارَةِ فَعَلٰى صَاحِبِهَا فِيهَا الزَّكٰوةُ حِينَ يَبِيعُهَا إِذَا كَانَ قَدْ حَبَسَهَا سَنَةً مِنْ يَوْمِ زَكَّى الْمَالَ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ وہ تمام اقسام جن کی زکوٰۃ نکال دی گئی جیسے گندم، کھجوریں، انگور اور تمام قسم کے اناج۔ پھر مالک زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد انہیں سالہا سال تک روکنے کے بعد فروخت کرے تو ان کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں لی جائے گی یہاں تک کہ فروخت کرنے کے دن سے اس پر پورا سال نہ گزر جائے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ چیزیں اسے میراث یا ہبہ کے ذریعے حاصل ہوئی ہوں اور یہ تجارت کے لیے نہ ہوں، کیونکہ یہ کھانا، غلہ اور اسباب کے مانند ہیں۔ جو آدمی کو حاصل ہوتا ہے اور وہ اسے سالہا سال روکے رکھتا ہے، پھر اسے سونے یا چاندی کے بدلے فروخت کرتا ہے تو اس کی قیمت پر زکوٰۃ نہیں یہاں تک کہ فروخت کرنے کے دن سے پورا سال نہ گزر جائے۔ ہاں اگر یہ چیزیں تجارت کے لیے ہوں تو مالک پر فروخت کرتے وقت زکوٰۃ ہوگی جبکہ مالک نے زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد ایک سال روک کر فروخت کی ہوں۔

۲۲- بَابُ مَا لَا زَكٰوةَ فِيهِ مِنَ الْفَوَاكِهِ وَالْقَضْبِ وَالْبُقُولِ

وہ پھل، ساگ اور ترکاری جن پر زکوٰۃ نہیں

قَالَ مَالِكٌ: اَلسُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا عِنْدَنَا،

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت یہ ہے جس

وَالَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّهٗ لَیْسَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الْفَوَاکِهِ کُلِّهَا صَدَقَةٌ اَلرُّمَّانِ وَالْفِرْسِکِ وَالتِّیْنِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِکَ وَمَا لَمْ یُشْبِهْهُ اِذَا کَانَ مِنَ الْفَوَاکِهِ.

قَالَ وَلَا فِی الْقَضْبِ وَلَا فِی الْبُقُوْلِ کُلِّهَا صَدَقَةٌ وَلَا فِیْ اَثْمَانِهَا اِذَا بِیْعَتْ صَدَقَةٌ حَتّٰی یَحُوْلَ عَلٰی اَثْمَانِهَا الْحَوْلُ مِنْ یَوْمِ بَیْعِهَا وَیَقْبِضُ صَاحِبُهَا ثَمَنَهَا.

میں اختلاف نہیں اور جو میں نے اہل علم سے سنا کہ پھلوں کی کسی قسم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ جیسے انار، شفتالو، انجیر اور جو ان کے مشابہ ہوں یا مشابہ نہ ہوں جبکہ وہ پھلوں میں شمار ہوں۔

فرمایا کہ کسی بھی قسم کے ساگ اور سبزیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے اور فروخت کرتے وقت بھی ان پر زکوٰۃ نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی قیمت پر فروخت کرنے کے دن سے ایک سال نہ گزر جائے اور مالک نے ان کی قیمت وصول کر لی ہو۔

۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ صَدَقَةِ الرَّقِیْقِ وَالْخَیْلِ وَالْعَسَلِ

لونڈی، غلام، گھوڑوں اور شہد کی زکوٰۃ

۳۱۰- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ سُلَیْمَانَ ابْنِ یَسَارٍ عَنْ عِرَاکِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَیْسَ عَلَی الْمُسْلِمِ فِیْ عَبْدِهٖ وَلَا فِیْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (١٤٦٤) صحیح مسلم (٢٢٧٠،٢٢٧٣)

عراک بن مالک نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے لونڈی، غلام اور گھوڑے کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

[۳۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ اَھْلَ الشَّامِ قَالُوْا لِاَبِیْ عُبَیْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ خُذْ مِنْ خَیْلِنَا وَرَقِیْقِنَا صَدَقَةً فَاَبٰی ثُمَّ کَتَبَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَبٰی عُمَرُ ثُمَّ کَلَّمُوْهُ اَیْضًا فَکَتَبَ اِلٰی عُمَرَ فَکَتَبَ اِلَیْهِ عُمَرُ اِنْ اَحَبُّوْا فَخُذْهَا مِنْهُمْ وَارْدُدْهَا عَلَیْهِمْ وَارْزُقْ رَقِیْقَهُمْ.

قَالَ مَالِکٌ مَعْنٰی قَوْلِهٖ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَارْدُدْهَا عَلَیْهِمْ یَقُوْلُ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ اہل شام نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ بھی لیا کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا، پھر حضرت عمر کے لیے لکھا تو حضرت عمر نے بھی انکار کر دیا۔ پھر انہوں نے یہی بات کہی تو انہوں نے حضرت عمر کے لیے لکھا کہ جو وہ دینا چاہیں وہ لے لو اور ان کے غریبوں کو دے دیا کرو اور ان کے غلاموں کو کھلا دیا کرو۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان پر لوٹا دو کا مطلب یہ ہے کہ ان کے غریبوں کو دے دیا کرو۔

[۳۰۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ کِتَابٌ مِّنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اِلٰی اَبِیْ وَهُوَ بِمِنًی اَنْ لَّا یَاْخُذَ مِنَ الْعَسَلِ وَلَا مِنَ الْخَیْلِ صَدَقَةً.

عبد اللہ بن ابو بکر نے فرمایا کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا خط میرے والدِ محترم کے نام آیا جب کہ وہ منیٰ میں تھے کہ وہ شہد اور گھوڑوں میں زکوٰۃ نہ لیں۔

[۳۰۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ عَنْ صَدَقَةِ الْبَرَاذِیْنِ فَقَالَ وَهَلْ فِی الْخَیْلِ مِنْ صَدَقَةٍ؟

عبد اللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے ترکی گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہے؟

۲۴- بَابُ جِزْیَةِ اَھْلِ الْکِتَابِ

اہل کتاب اور مجوسیوں سے جزیہ

وَالْمَجُوْسِ

لینے کا بیان

٣١١- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَخَذَ الْجِزْيَةَ مِنْ مَجُوْسِ الْبَحْرَيْنِ.

وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَخَذَهَا مِنْ مَجُوْسِ فَارِسَ، وَاَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اَخَذَهَا مِنَ الْبَرْبَرِ.

صحیح البخاری (۳۱۵۸) صحیح مسلم (۱۵۸۸)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بحرین کے مجوسیوں سے جزیہ لیا۔

اور حضرت عمر نے ایران کے مجوسیوں سے اور حضرت عثمان نے بربر قوم سے جزیہ لیا۔

[٣٠٤] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ذَكَرَ الْمَجُوْسَ، فَقَالَ مَا اَدْرِيْ كَيْفَ اَصْنَعُ فِيْ اَمْرِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ سُنُّوْا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجوسیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ان کے معاملے میں کیا کروں؟ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کرو جو اہلِ کتاب کے ساتھ کرتے ہو۔

[٣٠٥] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ضَرَبَ الْجِزْيَةَ عَلٰى اَهْلِ الذَّهَبِ اَرْبَعَةَ دَنَانِيْرَ، وَعَلٰى اَهْلِ الْوَرِقِ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا مَعَ ذٰلِكَ اَرْزَاقُ الْمُسْلِمِيْنَ، وَضِيَافَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سونے والوں پر سالانہ چار دینار جزیہ مقرر فرمایا اور چاندی والوں پر چالیس درہم اور اس کے ساتھ یہ کہ جب مسلمان ان کے پاس آ کر ٹھہریں تو تین دن تک ان کی مہمان نوازی کریں۔

[٣٠٦] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ فِي الظَّهْرِ نَاقَةً عَمْيَاءَ. فَقَالَ عُمَرُ ادْفَعْهَا اِلٰى اَهْلِ بَيْتٍ يَنْتَفِعُوْنَ بِهَا. قَالَ فَقُلْتُ وَهِيَ عَمْيَاءُ؟ فَقَالَ عُمَرُ يَقْطُرُوْنَهَا بِالْاِبِلِ. قَالَ فَقُلْتُ كَيْفَ تَاْكُلُ مِنَ الْاَرْضِ؟ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ اَمِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ هِيَ اَمْ مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ؟ فَقُلْتُ بَلْ مِنْ نَعَمِ الْجِزْيَةِ. فَقَالَ عُمَرُ اَرَدْتُّمْ وَاللّٰهِ اَكْلَهَا. فَقُلْتُ اِنَّ عَلَيْهَا وَسْمَ الْجِزْيَةِ. فَاَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَنُحِرَتْ، وَكَانَ عِنْدَهُ صِحَافٌ تِسْعٌ، فَلَا تَكُوْنُ فَاكِهَةٌ وَلَا طُرَيْفَةٌ اِلَّا جَعَلَ مِنْهَا فِيْ تِلْكَ الصِّحَافِ، فَبَعَثَ بِهَا اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَيَكُوْنُ الَّذِيْ يَبْعَثُ بِهِ اِلٰى حَفْصَةَ ابْنَتِهِ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ، فَاِنْ كَانَ فِيْهِ

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ شتر خانے میں ایک اندھی اونٹنی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ وہ اہل بیت کو دے دو تا کہ اس سے فائدہ حاصل کریں۔ میں نے کہا کہ وہ تو اندھی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے اونٹوں کی قطار میں باندھ دو۔ میں عرض گزار ہوا کہ وہ زمین میں کیسے چرے گی؟ حضرت عمر نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں سے؟ میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں سے۔ حضرت عمر نے کہا کہ خدا کی قسم! تم اسے کھانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ میں عرض گزار ہوا کہ اس پر تو جزیہ کی نشانی ہے۔ پس حضرت عمر کے حکم سے اسے ذبح کیا گیا اور ان کے پاس نو پیالے تھے جب بھی کوئی پھل یا اچھی چیز آتی تو ان پیالوں میں وہ چیز ڈال کر نبی کریم ﷺ کی

تُفْصَانٌ كَانَ فِي حَظِّ حَفْصَةَ. قَالَ فَجَعَلَ فِي تِلْكَ الصِّحَافِ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ، فَبَعَثَ بِهِ إِلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ، وَأَمَرَ بِمَا بَقِيَ مِنْ لَحْمِ تِلْكَ الْجَزُوْرِ، فَصُنِعَ، فَدَعَا عَلَيْهِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارَ.

ازواج مطہرات کے لیے بھیج دیا کرتے اور آخر میں اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کے لیے بھیجتے تاکہ کوئی کمی واقع ہو تو حضرت حفصہ کے حصے میں ہو۔ پس انہوں نے مذکورہ پیالوں میں گوشت ڈال کر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے لیے بھیج دیا اور باقی کو پکانے کا حکم دیا۔ جب وہ پک گیا تو انہوں نے انصار ومہاجرین کو مدعو کر لیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَى أَنْ تُؤْخَذَ النَّعَمُ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ إِلَّا فِي جِزْيَتِهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل جزیہ سے جانور اسی صورت میں ہمارے نزدیک لیے جائیں گے جن کے پاس جانور ہوں۔

[۳۰۷] **اثر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ إِلَى عُمَّالِهِ أَنْ يَضَعُوا الْجِزْيَةَ عَمَّنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْجِزْيَةِ حِيْنَ يُسْلِمُوْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عمال کے لیے لکھا کہ اہل جزیہ سے جب کوئی مسلمان ہو جائے تو اس سے جزیہ لینا موقوف کر دیا جائے۔

قَالَ مَالِكٌ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنْ لَا جِزْيَةَ عَلَى نِسَاءِ أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا عَلَى صِبْيَانِهِمْ، وَأَنَّ الْجِزْيَةَ لَا تُؤْخَذُ إِلَّا مِنَ الرِّجَالِ الَّذِيْنَ قَدْ بَلَغُوا الْحُلُمَ، وَلَيْسَ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ، وَلَا عَلَى الْمَجُوْسِ فِي نَخِيْلِهِمْ، وَلَا كُرُوْمِهِمْ، وَلَا زُرُوْعِهِمْ، وَلَا مَوَاشِيْهِمْ صَدَقَةٌ، لِأَنَّ الصَّدَقَةَ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ تَطْهِيْرًا لَهُمْ وَرَدًّا عَلَى فُقَرَائِهِمْ، وَوُضِعَتِ الْجِزْيَةُ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ صِغَارًا لَهُمْ، فَهُمْ مَا كَانُوْا بِبَلَدِهِمُ الَّذِيْنَ صَالَحُوْا عَلَيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ شَيْءٌ سِوَى الْجِزْيَةِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا أَنْ يَتَّجِرُوْا فِي بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَيَخْتَلِفُوْا فِيْهَا فَيُؤْخَذُ مِنْهُمُ الْعُشْرُ فِيْمَا يُدِيْرُوْنَ مِنَ التِّجَارَاتِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُمْ إِنَّمَا وُضِعَتْ عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةُ، وَصَالَحُوْا عَلَيْهَا عَلَى أَنْ يُقَرُّوْا بِبِلَادِهِمْ، وَيُقَاتَلُ عَنْهُمْ عَدُوُّهُمْ، فَمَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ مِنْ بِلَادِهِ إِلَى غَيْرِهَا يَتْجُرُ إِلَيْهَا، فَعَلَيْهِ الْعُشْرُ، مَنْ تَجَرَ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ إِلَى الشَّامِ، وَمِنْ أَهْلِ الشَّامِ إِلَى الْعِرَاقِ، وَمِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، أَوِ الْيَمَنِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ هٰذَا مِنَ الْبِلَادِ، فَعَلَيْهِ الْعُشْرُ، وَلَا صَدَقَةَ عَلَى أَهْلِ الْكِتَابِ، وَلَا الْمَجُوْسِ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَلَا مِنْ مَوَاشِيْهِمْ،

امام مالک نے فرمایا کہ قدیمی سنت ہے کہ اہل کتاب کی عورتوں اور بچوں کا جزیہ نہیں لیا جائے گا بلکہ جزیہ ان کے بالغ مردوں سے لیا جائے گا نیز ذمیوں اور مجوسیوں کے کھجوروں، انگوروں ان کی زراعت اور ان کے مویشیوں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ تو مسلمانوں پر ہے ان کے مالوں کو پاک کرنے اور ان کے غریبوں کو دینے کے لیے اور جزیہ اہل کتاب پر انہیں ذلیل کرنے کے لیے ہے، پس جب وہ ایسے شہر میں ہوں کہ ان کے ساتھ صلح ہو تو جزیہ کے سوا ان سے کچھ اور نہیں لیا جائے گا مگر یہ کہ وہ مسلمانوں کے شہروں میں تجارت کریں اور ان میں آئیں جائیں تو ان کے تجارتی مال سے عشر لیا جائے گا اور یہ بایں وجہ ہے کہ جب ان پر جزیہ مقرر ہے اور ان کے ساتھ صلح ہے تو وہ اپنے شہروں میں رہیں اور ان کی طرف سے ان کے دشمنوں سے مسلمان لڑیں لیکن جو ان میں سے بغرضِ تجارت اپنے شہروں سے نکلے گا تو اس سے دسواں حصہ لیا جائے گا۔ یعنی جو مصری شام تجارت کرنے جائے اور جو شامی عراق جائے اور عراقی مدینہ منورہ یا یمن جائے یا اسی طرح دوسرے شہروں کو تو اس پر دسواں حصہ ہے نیز اہل کتاب اور مجوسیوں پر کسی بھی مال میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ نہ ان کے مویشیوں میں نہ پھلوں میں اور نہ ان کی کھیتی میں یہی سنت چلی آتی ہے اور وہ اپنے دین پر جس طرح چاہیں قائم رہ

وَلَا ثِمَارِهِمْ ' وَلَا زُرُوعِهِمْ ' مَضَتْ بِذٰلِكَ السُّنَّةُ وَيُقَرُّوْنَ عَلٰى دِيْنِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلٰى مَا كَانُوْا عَلَيْهِ ' وَاِنِ اخْتَلَفُوْا فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ مِرَارًا فِيْ بِلَادِ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَلَيْهِمْ كُلَّمَا اخْتَلَفُوا الْعُشْرُ ' لِاَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ مِمَّا صَالَحُوْا عَلَيْهِ ' وَلَا مِمَّا شُرِطَ لَهُمْ. وَهٰذَا الَّذِيْ اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

سکتے ہیں اور وہ سال میں تجارت کی غرض سے جتنی دفعہ بھی مسلمانوں کے شہروں میں آئیں گے ہر دفعہ ان سے دسواں حصہ لیا جائے گا کیونکہ اس بات پر ان سے صلح نہیں ہوئی اور نہ یہ شرط رکھی گئی۔ یہ وہ ہے جس پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم حضرات کو پایا۔

۲۵- بَابُ عُشُوْرِ اَهْلِ الذِّمَّةِ

ذمیوں سے عشر لینا

[۳۰۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاْخُذُ مِنَ النَّبَطِ مِنَ الْحِنْطَةِ ' وَالزَّيْتِ نِصْفَ الْعُشْرِ ' يُرِيْدُ بِذٰلِكَ اَنْ يَكْثُرَ الْحَمْلُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ ' وَيَاْخُذُ مِنَ الْقِطْنِيَّةِ الْعُشْرَ.

سالم بن عبداللہ نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبط والوں سے گندم اور تیل کا بیسواں حصہ لیا کرتے تا کہ مدینہ منورہ میں ان کی بہتات ہو جائے اور دالوں سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔

[۳۰۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ' اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا عَامِلًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَلٰى سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' فَكُنَّا نَاْخُذُ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ.

سائب بن یزید نے فرمایا کہ میں لڑکا تھا اور حضرت عمر کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ کے بازار کا عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ عامل تھا تو ہم کفار نبط سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔

[۳۱۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَلٰى اَيِّ وَجْهٍ كَانَ يَاْخُذُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ مِنَ النَّبَطِ الْعُشْرَ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ مِنْهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ ' فَاَلْزَمَهُمْ ذٰلِكَ عُمَرُ.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ حضرت عمر کفار نبط سے دسواں حصہ کیوں لیتے تھے؟ پس ابن شہاب نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں ان سے دسواں حصہ لیا جاتا تھا تو حضرت عمر نے بھی ان پر مذکورہ شرح کو قائم رکھا۔

۲۶- بَابُ اشْتِرَاءِ الصَّدَقَةِ وَالْعَوْدِ فِيْهَا

مالِ زکوٰۃ ادا کر کے پھر خریدنا یا لوٹانا

۳۱۲- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ عَتِيْقٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' وَكَانَ الرَّجُلُ الَّذِيْ هُوَ عِنْدَهٗ قَدْ اَضَاعَهٗ ' فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِيَهٗ مِنْهُ ' وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ بَائِعُهٗ بِرُخْصٍ ' فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ ' وَاِنْ اَعْطَاكَهٗ بِدِرْهَمٍ وَّاحِدٍ ' فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهٖ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهٖ. صحیح البخاری (۱٤۹۰) صحیح مسلم (٤۱۳۹ تا ٤۱٤۲)

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک شخص کو راہ خدا میں جہاد کرنے کے لیے ایک عمدہ گھوڑا دیا لیکن اس آدمی نے گھوڑے کو برباد کر دیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس سے خرید لوں اس خیال سے کہ وہ سستا بیچ دے گا۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے نہ خریدنا خواہ تمہیں ایک ہی درہم میں ملے کیونکہ اپنی خیرات کو واپس لوٹانے والا گویا کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا

ہے۔

۳۱۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حَمَلَ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، فَاَرَادَ اَنْ یَّبْتَاعَهٗ، فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لَا تَبْتَعْهُ، وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے کسی کو راہ خدا میں ایک گھوڑا دیا اور پھر اسے خریدنے کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے نہ خریدو اور اپنی خیرات کو واپس نہ لوٹاؤ۔

قَالَ یَحْیٰی سُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَوَجَدَهَا مَعَ غَیْرِ الَّذِیْ تَصَدَّقَ بِهَا عَلَیْهِ تُبَاعُ اَیَشْتَرِیْهَا؟ فَقَالَ تَرْکُهَا اَحَبُّ اِلَیَّ.

صحیح البخاری (۱٤۸۹) صحیح مسلم (٤۱٤۳)

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کوئی خیرات دی۔ پھر کسی دوسرے آدمی کو دیکھے کہ اسے فروخت کر رہا ہے تو کیا خیرات دینے والا اسے خرید لے؟ فرمایا کہ نہ خریدنا مجھے زیادہ پسند ہے۔

۲۷- بَابٌ مَّنْ تَجِبُ عَلَیْهِ زَکٰوةُ الْفِطْرِ

جن پر صدقۂ فطر واجب ہے

[۳۱۱] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یُخْرِجُ زَکٰوةَ الْفِطْرِ عَنْ غِلْمَانِهِ الَّذِیْنَ بِوَادِی الْقُرٰی وَبِخَیْبَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ان غلاموں کا بھی صدقۂ فطر نکالتے جو وادیٔ قریٰ اور خیبر میں تھے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ اَنَّ اَحْسَنَ مَا سَمِعْتُ فِیْمَا یَجِبُ عَلَی الرَّجُلِ مِنْ زَکٰوةِ الْفِطْرِ اَنَّ الرَّجُلَ یُؤَدِّیْ ذٰلِکَ عَنْ کُلِّ مَنْ یَّضْمَنُ نَفَقَتَهٗ، وَلَا بُدَّ لَهٗ مِنْ اَنْ یُّنْفِقَ عَلَیْهِ، وَالرَّجُلُ یُؤَدِّیْ عَنْ مُّکَاتَبِهٖ، وَمُدَبَّرِهٖ، وَرَقِیْقِهٖ کُلِّهِمْ غَائِبِهِمْ، وَشَاهِدِهِمْ مَنْ کَانَ مِنْهُمْ مُّسْلِمًا، وَمَنْ کَانَ مِنْهُمْ لِتِجَارَةٍ، اَوْ لِغَیْرِ تِجَارَةٍ، وَمَنْ لَّمْ یَکُنْ مِّنْهُمْ مُّسْلِمًا، فَلَا زَکٰوةَ عَلَیْهِ فِیْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے بہت اچھی بات سنی کہ آدمی ہر اس فرد کی جانب سے صدقۂ فطر ادا کرے جس کے اخراجات کا وہ ذمہ دار ہے اور جن پر خرچ کیے بغیر چارۂ کار نہیں۔ اور آدمی اپنے مکاتب، مدبر اور غلام سب کی طرف سے ادا کرے خواہ وہ غائب ہوں یا حاضر لیکن ہوں وہ مسلمان، خواہ تجارت کے لیے ہوں یا نہ ہوں اور جو ان میں سے مسلمان نہ ہو تو اس کی زکوٰۃ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الْعَبْدِ الْاٰبِقِ اِنَّ سَیِّدَهٗ اِنْ عَلِمَ مَکَانَهٗ، اَوْ لَمْ یَعْلَمْ، وَکَانَتْ غَیْبَتُهٗ قَرِیْبَةً، وَهُوَ یَرْجُوْ حَیَاتَهٗ وَرَجْعَتَهٗ، فَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ یُّزَکِّیَ عَنْهُ، وَاِنْ کَانَ اِبَاقُهٗ قَدْ طَالَ، وَیَئِسَ مِنْهُ فَلَا اَرٰی اَنْ یُّزَکِّیَ عَنْهُ.

امام مالک نے مفرور غلام کے بارے میں فرمایا کہ مالک اگر اس کی رہائش گاہ کو جانتا ہو یا نہ جانے اور واقعہ ماضی قریب کا ہو اور وہ اس کی زندگی اور واپسی کی امید رکھتا ہو تو میرے خیال میں وہ صدقۂ فطر اس کی طرف سے دے اور اگر بھاگے ہوئے عرصہ بیت گیا اور ناامیدی ہو چکی تو اس کی طرف سے صدقۂ فطر نہ دے۔

قَالَ مَالِکٌ تَجِبُ زَکٰوةُ الْفِطْرِ عَلٰی اَهْلِ الْبَادِیَةِ کَمَا تَجِبُ عَلٰی اَهْلِ الْقُرٰی، وَذٰلِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَرَضَ زَکٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَی النَّاسِ عَلٰی کُلِّ حُرٍّ، اَوْ عَبْدٍ ذَکَرٍ، اَوْ اُنْثٰی مِنَ

امام مالک نے فرمایا کہ صدقۂ فطر دیہاتیوں پر بھی اسی طرح واجب ہے جیسے شہریوں پر اور اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اسے ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت۔

اَلْمُسْلِمِیْنَ.

۲۸- بَابُ مَكِيلَةِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر کی مقدار

۳۱۴- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَرَضَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ. صحیح البخاری (۱۵۰۳) صحیح مسلم (۲۲۷۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے صدقۂ فطر کو ہر مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا ہے کہ ایک صاع کھجور یا جَو دیے جائیں خواہ وہ آزاد ہو یا غلام اور مرد ہو یا عورت۔

۳۱۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ الْعَامِرِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِیَّ يَقُوْلُ كُنَّا نُخْرِجُ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيْبٍ وَذٰلِكَ بِصَاعِ النَّبِیِّ ﷺ.

صحیح البخاری (۱۵۰۶) صحیح مسلم (۲۲۸۰،۲۲۸۴)

عبداللہ بن سعد بن ابو سرح نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم صدقۂ فطر نکالا کرتے تھے ایک صاع کھانا یا ایک صاع جَو یا ایک صاع کھجوریں یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کشمش نبی کریم ﷺ کے صاع سے۔

[۳۱۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يُخْرِجُ فِیْ زَكٰوةِ الْفِطْرِ اِلَّا التَّمْرَ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً فَاِنَّهٗ اَخْرَجَ شَعِيْرًا

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر صدقۂ فطر میں ہمیشہ کھجوریں دیا کرتے لیکن ایک دفعہ انہوں نے جَو دیئے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْكَفَّارَاتُ كُلُّهَا وَزَكٰوةُ الْفِطْرِ وَزَكٰوةُ الْعُشُوْرِ كُلُّ ذٰلِكَ بِالْمُدِّ الْاَصْغَرِ مُدِّ النَّبِیِّ ﷺ اِلَّا الظِّهَارَ فَاِنَّ الْكَفَّارَةَ فِيْهِ بِمُدِّ هِشَامٍ وَهُوَ الْمُدُّ الْاَعْظَمُ. صحیح البخاری (۱۵۱۱)

امام مالک نے فرمایا کہ تمام کفارے اور صدقۂ فطر اور پیداوار کا عشر سب چھوٹے مد سے لیے جائیں گے جو نبی کریم ﷺ کا مد ہے ماسوائے کفارۂ ظہار کے کہ وہ ہشام بن عبدالملک کے بڑے مد سے ادا کیا جائے گا۔

۲۹- بَابُ وَقْتِ اِرْسَالِ زَكٰوةِ الْفِطْرِ

صدقۂ فطر ادا کرنے کا وقت

۳۱۶- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكٰوةِ الْفِطْرِ اِلَى الَّذِیْ تُجْمَعُ عِنْدَهٗ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ.

صحیح البخاری (۱۵۰۹) صحیح مسلم (۲۲۸۵)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما عید سے دو یا تین دن پہلے صدقۂ فطر اس شخص کے پاس بھیج دیا کرتے تھے جس کے پاس جمع ہوا کرتا تھا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهٗ رَاٰی اَهْلَ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ يُّخْرِجُوْا زَكٰوةَ الْفِطْرِ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ مِنْ يَّوْمِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ يَّغْدُوْا اِلَى الْمُصَلّٰى.

امام مالک نے اہل علم کو دیکھا کہ وہ نماز سے پہلے صدقۂ فطر نکالنے کو مستحب سمجھتے یعنی عید الفطر کی فجر طلوع ہونے سے عیدگاہ کو جانے تک۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ وَاسِعٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْ

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ اس میں وسعت ہے کہ

تُؤَدِّي قَبْلَ الْغُدُوِّ مِنْ يَوْمِ الْفِطْرِ وَبَعْدَهُ.

صدقۂ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کر دے یا بعد میں۔

٣٠- بَابُ مَنْ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ زَكٰوةُ الْفِطْرِ

جن پر صدقۂ فطر واجب نہیں

[٣١٣] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ فِي عَبِيْدِ عَبِيْدِهِ، وَلَا فِي أَجِيْرِهِ، وَلَا فِي رَقِيْقِ امْرَأَتِهِ زَكٰوةٌ، إِلَّا مَنْ كَانَ مِنْهُمْ يَخْدِمُهُ، وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ فَتَجِبُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ زَكٰوةٌ فِي أَحَدٍ مِنْ رَقِيْقِهِ الْكَافِرِ مَا لَمْ يُسْلِمْ لِتِجَارَةٍ كَانُوْا، أَوْ لِغَيْرِ تِجَارَةٍ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ آدمی پر اس کے غلام کے غلام مزدور اور بیوی کے غلام کا صدقۂ فطر نہیں ہے مگر جو اس کی خدمت کرتے ہوں اور جن کی اسے ضرورت ہو تو ان کا اس پر واجب ہے اور اس پر اپنے کسی کافر غلام کا صدقۂ فطر نہیں ہے، جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے خواہ وہ تجارت کے لیے ہو یا تجارت کے لیے نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

١٨- كِتَابُ الصِّيَامِ

روزے کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ الْهِلَالِ لِلصَّوْمِ وَالْفِطْرِ فِي رَمَضَانَ

رمضان کا چاند دیکھنا اور افطاری کا بیان

٣١٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ.

صحیح البخاری (١٩٠٦) صحیح مسلم (٢٤٩٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روزے نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور رکھنے نہ چھوڑو جب تک چاند دیکھ نہ لو۔ اگر ابر کے باعث نہ دیکھ سکو تو دن پورے کرلو۔

٣١٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعَةٌ وَعِشْرُوْنَ، فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهُ.

صحیح البخاری (١٩٠٧) صحیح مسلم (٢٥٠٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے لہٰذا روزے نہ رکھو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اسے دیکھے بغیر روزے نہ چھوڑو اور اگر ابر ہو تو دن پورے کرلو۔

٣١٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ، وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ.

سنن ابوداؤد (٢٣٢٧) سنن ترمذی (٦٨٨) سنن نسائی (٢١٢٧)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: روزے نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور رکھنے نہ چھوڑو یہاں تک کہ اسے دیکھو اگر ابر ہو تو تیس کی گنتی پوری کرلو۔

[٣١٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان کے زمانہ میں

الْهِلَالَ رُئِيَ فِي زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِعَشِيٍّ، فَلَمْ يُفْطِرْ عُثْمَانُ حَتَّى أَمْسَى، وَغَابَتِ الشَّمْسُ.

چاند کی اطلاع بعد دوپہر ملی تو حضرت عثمان نے شام تک روزہ نہ توڑا اور سورج غروب ہوگیا۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الَّذِي يَرَى هِلَالَ رَمَضَانَ وَحْدَهُ إِنَّهُ يَصُومُ لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُفْطِرَ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ذَلِكَ الْيَوْمَ مِنْ رَمَضَانَ.

یحیٰی نے امام مالک کو اس شخص کے بارے میں فرماتے سنا جس نے اکیلے چاند دیکھا کہ وہ ضرور روزہ رکھے اس کے لیے روزہ چھوڑنا مناسب نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ آج رمضان ہے۔

قَالَ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ شَوَّالٍ وَحْدَهُ، فَإِنَّهُ لَا يُفْطِرُ لِأَنَّ النَّاسَ يَتَّهِمُونَ عَلَى أَنْ يُفْطِرَ مِنْهُمْ مَنْ لَيْسَ مَأْمُونًا، وَيَقُولُ أُولَئِكَ إِذَا ظَهَرَ عَلَيْهِمْ قَدْ رَأَيْنَا الْهِلَالَ، وَمَنْ رَأَى هِلَالَ شَوَّالٍ نَهَارًا، فَلَا يُفْطِرْ، وَيُتِمُّ صِيَامَ يَوْمِهِ ذَلِكَ، فَإِنَّمَا هُوَ هِلَالُ اللَّيْلَةِ الَّتِي تَأْتِي.

فرمایا کہ جس نے اکیلے شوال کا چاند دیکھا تو وہ روزہ نہ چھوڑے کیونکہ لوگ اس پر الزام عائد کریں گے کہ نا قابل اعتبار آدمی نے روزہ نہ رکھنے کی غرض سے کہا ہے اور جب لوگوں پر چاند کا نظر آنا کھل جائے تب کہے اور جس نے شوال کا چاند دن میں دیکھ لیا تو وہ روزہ نہ توڑے اور اس دن کا روزہ پورا کرے کیوں کہ وہ چاند آنے والی رات کا ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ إِذَا صَامَ النَّاسُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَهُمْ يَظُنُّونَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ، فَجَاءَهُمْ ثَبَتٌ أَنَّ هِلَالَ رَمَضَانَ قَدْ رُئِيَ قَبْلَ أَنْ يَصُومُوا بِيَوْمٍ، وَأَنَّ يَوْمَهُمْ ذَلِكَ أَحَدٌ وَثَلَاثُونَ، فَإِنَّهُمْ يُفْطِرُونَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ أَيَّةَ سَاعَةٍ جَاءَهُمُ الْخَبَرُ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ صَلَاةَ الْعِيدِ إِنْ كَانَ ذَلِكَ جَاءَهُمْ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب لوگوں نے عید الفطر کے روز روزہ رکھا اور ان کے گمان میں وہ رمضان کا دن ہے۔ پھر ان کے پاس ایک معتبر شخص آیا کہ عید کا چاند گذشتہ کل دیکھا گیا تھا اور یہ آپ کا اکتیسواں دن ہے تو اس روز روزہ توڑ دیں گے اسی وقت جب کہ خبر آئی۔ ہاں اگر زوال کے بعد یہ خبر پہنچی تو عید کی نماز نہیں پڑھیں گے۔

۲- بَابُ مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ

فجر سے پہلے روزے کی نیت کرنا

۳۲۰- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَصُومُ إِلَّا مَنْ أَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے: روزہ نہ رکھے مگر جس نے طلوع فجر سے پہلے روزے کی نیت کی ہو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ، زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ ذَلِكَ.

ابن شہاب نے حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

سنن ابوداود(۲٤٥٤) سنن ترمذی(۷۳۰) سنن نسائی(۲۳۳۵)

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَعْجِيلِ الْفِطْرِ

روزہ جلد افطار کرنے کا بیان

۳۲۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ ہمیشہ اچھے رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

صحیح البخاری(۱۹۵۷) صحیح مسلم(۲٥٤۹)

۳۲۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِیِّ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کے ہمیشہ بھلے دن رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔

[۳۱۵] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ کَانَا یُصَلِّیَانِ الْمَغْرِبَ حِیْنَ یَنْظُرَانِ اِلَی اللَّیْلِ الْاَسْوَدِ قَبْلَ اَنْ یُفْطِرَا، ثُمَّ یُفْطِرَانِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، وَذٰلِکَ فِیْ رَمَضَانَ.

حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز مغرب اس وقت پڑھتے جب رات کی سیاہی نظر آنے لگتی یعنی افطار سے پہلے پھر رمضان میں نماز کے بعد روزہ افطار کرتے۔

٤- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِیَامِ الَّذِیْ یُصْبِحُ جُنُبًا فِیْ رَمَضَانَ

جنبی کے روزہ رکھنے کا بیان جبکہ صبح ہو جائے

۳۲۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ اَبِیْ یُوْنُسَ مَوْلٰی عَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَی الْبَابِ، وَاَنَا اَسْمَعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصْبَحُ جُنُبًا، وَاَنَا اُرِیْدُ الصِّیَامَ، فَقَالَ ﷺ وَاَنَا اَصْبَحُ جُنُبًا، وَاَنَا اُرِیْدُ الصِّیَامَ، فَاَغْتَسِلُ، وَاَصُوْمُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّکَ لَسْتَ مِثْلَنَا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ. فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ، وَاَعْلَمَکُمْ بِمَا اَتَّقِیْ. صحیح مسلم (۲۵۸۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا اور میں سن رہی تھی کہ یارسول اللہ! میں نے جنابت کی حالت میں صبح کی جبکہ میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنابت کی حالت میں مجھے بھی صبح ہو جاتی ہے اور میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں تو غسل کر کے روزہ رکھ لیتا ہوں۔ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! آپ ہمارے جیسے تو نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم! مجھے زیادہ آرزو ہے کہ اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور پرہیزگاری کو میں تمہاری نسبت زیادہ جاننے والا ہوں۔

۳۲٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ عَائِشَةَ، وَاُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجَیِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهُمَا قَالَتَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَیْرِ احْتِلَامٍ فِیْ رَمَضَانَ، ثُمَّ یَصُوْمُ.

صحیح البخاری (۱۹۳۰) صحیح مسلم (۲۵۸۷)

حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں رمضان کے اندر صبح کرتے بوجہ جماع نہ کہ احتلام پھر روزہ رکھ لیا کرتے۔

۳۲۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا بَکْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ یَقُوْلُ

ابو بکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد ماجد مروان بن الحکم کے پاس تھے جب کہ وہ مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ ان کے سامنے ذکر ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جو

كُنْتُ أَنَا، وَأَبِي عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ، فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ. فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَتَذْهَبَنَّ إِلَى أُمَّيِ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ فَلْتَسْأَلَنَّهُمَا عَنْ ذٰلِكَ. فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَذَهَبْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى عَائِشَةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّا كُنَّا عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَذُكِرَ لَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ مَنْ أَصْبَحَ جُنُبًا أَفْطَرَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ. قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ، أَتَرْغَبُ عَمَّا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لَا وَاللّٰهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَشْهَدُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ احْتِلَامٍ، ثُمَّ يَصُومُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ. قَالَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَسَأَلَهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ مِثْلَ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ. قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى جِئْنَا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَذَكَرَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا قَالَتَا، فَقَالَ مَرْوَانُ أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ لَتَرْكَبَنَّ دَابَّتِي، فَإِنَّهَا بِالْبَابِ، فَلْتَذْهَبَنَّ إِلٰى أَبِي هُرَيْرَةَ، فَإِنَّهُ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَلْتُخْبِرَنَّهُ ذٰلِكَ، فَرَكِبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَرَكِبْتُ مَعَهُ حَتّٰى أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ سَاعَةً، ثُمَّ ذَكَرَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ لَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ لَا عِلْمَ لِي بِذَاكَ، إِنَّمَا أَخْبَرَنِيهِ مُخْبِرٌ.

صحیح البخاری (۱۹۲۶) صحیح مسلم (۲۵۸۴-۲۵۸۶)

جنابت کی حالت میں صبح کرے تو اس دن روزہ نہ رکھے۔ مروان نے کہا: اے عبدالرحمٰن! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کی خدمت میں ضرور جائیں اور ان سے اس بارے میں ضرور پوچھیں۔ پس عبدالرحمٰن گئے اور میں بھی ساتھ گیا۔ یہاں تک کہ ہم حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہیں سلام کیا' پھر عرض گزار ہوئے: اے ام المومنین! ہم مروان بن الحکم کے پاس تھے تو ان سے مذکور ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جسے جنابت کی حالت میں صبح ہو جائے وہ اس دن کا روزہ نہ رکھے۔ حضرت عائشہ نے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! جو ابو ہریرہ نے کہا وہ درست نہیں ہے۔ کیا جو رسول اللہ ﷺ کرتے تھے تم اس سے منہ پھیرتے ہو؟ عبدالرحمٰن عرض گزار ہوئے کہ خدا کی قسم! نہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ آپ جنابت کی حالت میں صبح کرتے' جماع سے نہ کہ احتلام سے اور پھر اس دن کا روزہ رکھتے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم حضرت ام سلمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے بھی اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی حضرت عائشہ کی طرح فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم چلے آئے یہاں تک کہ مروان کے پاس آ پہنچے تو عبدالرحمٰن نے بتا دیا جو دونوں نے فرمایا تھا۔ مروان نے کہا کہ اے ابومحمد! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ میرے جانور پر سوار ہوں جو دروازے پر موجود ہے' اور حضرت ابو ہریرہ کی خدمت میں جائیے جو عقیق میں رہتے ہیں اور انہیں یہ بات ضرور بتائیے۔ پس عبدالرحمٰن سوار ہوئے اور میں بھی اس کے ساتھ سوار ہوا' یہاں تک کہ ہم حضرت ابو ہریرہ کی خدمت میں جا پہنچے' پہلے تو حضرت عبدالرحمٰن ان سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے پھر ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہ تھا' مجھے وہ بات ایک بتانے والے نے بتائی تھی۔

۳۲۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُمَا قَالَتَا إِنْ كَانَ رَسُولُ

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کی حالت میں صبح کرتے' جماع سے نہ کہ احتلام سے' پھر

اللّٰهِ ﷺ لَيُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ جِمَاعٍ غَيْرِ اِحْتِلَامٍ 'ثُمَّ يَصُوْمُ.

روزہ رکھ لیا کرتے۔

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کو بوسے کی اجازت

۳۲۷- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ 'عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ 'أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ صَائِمٌ فِيْ رَمَضَانَ 'فَوَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ وَجْدًا شَدِيْدًا 'فَأَرْسَلَ امْرَأَتَهُ تَسْأَلُ لَهُ عَنْ ذٰلِكَ 'فَدَخَلَتْ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ 'زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ 'فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهَا 'فَأَخْبَرَتْهَا أُمُّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ 'فَرَجَعَتْ 'فَأَخْبَرَتْ زَوْجَهَا بِذٰلِكَ 'فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا 'وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ. ثُمَّ رَجَعَتِ امْرَأَتُهُ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ 'فَوَجَدَتْ عِنْدَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا لِهٰذِهِ الْمَرْأَةِ؟ فَأَخْبَرَتْهُ أُمُّ سَلَمَةَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَلَا أَخْبَرْتِيْهَا أَنِّيْ أَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَتْ قَدْ أَخْبَرْتُهَا فَذَهَبَتْ إِلٰى زَوْجِهَا 'فَأَخْبَرَتْهُ فَزَادَهُ ذٰلِكَ شَرًّا 'وَقَالَ لَسْنَا مِثْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُ يُحِلُّ لِرَسُوْلِهِ ﷺ مَا شَاءَ. فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَتْقَاكُمْ لِلّٰهِ 'وَأَعْلَمُكُمْ بِحُدُوْدِهِ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان میں اپنی بیوی کو بوسہ دیا اور اس سے اسے بڑی تشویش ہوئی۔ چنانچہ اس نے اپنی بیوی کو پوچھنے کے لیے بھیجا تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ روزے کی حالت میں بوسہ دیا کرتے تھے۔ وہ واپس گئی اور جا کر اپنے خاوند کو یہ بات بتائی تو اس کے افسوس میں مزید اضافہ ہوا۔ کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جو چیز چاہے حلال فرما دیتا ہے۔ پھر وہ عورت حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کو بھی ان کے پاس پایا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کیا ہوا ہے؟ حضرت ام سلمہ نے ماجرا بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسے بتایا کیوں نہیں کہ میں بھی ایسا کرتا ہوں؟ عرض گزار ہوئیں کہ میں نے اسے بتایا تھا۔ پس یہ اپنے خاوند کے پاس گئی اور اسے بتایا تو اس کی تشویش میں مزید اضافہ ہوا اور کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ جیسے نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لیے جو چاہے حلال فرما دیتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! میں تمہاری نسبت خدا سے زیادہ ڈرنے والا اور اس کی حدود کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔

۳۲۸- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ 'عَنْ أَبِيْهِ 'عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا 'أَنَّهَا قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهِ وَهُوَ صَائِمٌ 'ثُمَّ ضَحِكَتْ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ روزے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ اپنی کسی بیوی کو بوسہ دیتے تھے پھر وہ ہنس پڑیں۔

صحیح البخاری (۱۹۲۸) صحیح مسلم (۵٦۸)

[۳۱٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'أَنَّ عَاتِكَةَ ابْنَةَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ امْرَأَةَ

حضرت عمر کی زوجۂ محترمہ حضرت عاتکہ بنت زید جب حضرت عمر کے سر کو بوسہ دیتیں تو روزہ دار ہوتے ہوئے حضرت عمر

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ كَانَتْ تُقَبِّلُ رَأْسَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ صَائِمٌ فَلَا يَنْهَاهَا.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں منع نہیں کرتے تھے۔

[۳۱۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، أَنَّ عَائِشَةَ بِنْتَ طَلْحَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا زَوْجُهَا هُنَالِكَ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، وَهُوَ صَائِمٌ، فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْنُوَ مِنْ أَهْلِكَ، فَتُقَبِّلَهَا، وَتُلَاعِبَهَا؟ فَقَالَ أُقَبِّلُهَا وَأَنَا صَائِمٌ؟ قَالَتْ نَعَمْ.

عائشہ بنت طلحہ سے روایت ہے کہ وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھیں کہ ان کا خاوند آ گیا جن کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق ہے اور وہ روزہ دار تھے۔ حضرت عائشہ نے ان سے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس جانے سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟ اسے بوسہ دو اور اس کے ساتھ دل بہلاؤ۔ عرض گزار ہوئے کہ میں روزہ دار ہو کر بوسہ دوں؟ فرمایا: ہاں۔

[۳۱۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَا يُرَخِّصَانِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص دونوں روزہ دار کو بوسہ کی اجازت دیتے تھے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ فِي الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ

روزہ دار کے لیے بوسہ کی ممانعت

۳۲۹- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ إِذَا ذَكَرَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ يُقَبِّلُ وَهُوَ صَائِمٌ تَقُولُ وَأَيُّكُمْ أَمْلَكُ لِنَفْسِهِ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب ذکر ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ بھی روزہ کی حالت میں بوسہ دیتے تھے تو فرمایا کرتیں: تم میں رسول اللہ ﷺ کی طرح نفس کو قابو میں رکھنے والا کون ہے؟

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لَمْ أَرَ الْقُبْلَةَ لِلصَّائِمِ تَدْعُو إِلَى خَيْرٍ. صحیح البخاری (۱۹۲۷) صحیح مسلم (۲۵۷۱ تا ۲۵۷۳)

ہشام کے والد ماجد عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ روزہ دار کا بوس و کنار کرنا اسے بھلائی کی طرف نہیں لے جاتا۔

[۳۱۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنِ الْقُبْلَةِ لِلصَّائِمِ، فَأَرْخَصَ فِيهَا لِلشَّيْخِ وَكَرِهَهَا لِلشَّابِّ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روزہ دار کے بوسہ دینے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بوڑھے کے لیے اجازت دی اور جوان کے لیے ناپسند فرمایا۔

[۳۲۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَنْهَى عَنِ الْقُبْلَةِ وَالْمُبَاشَرَةِ لِلصَّائِمِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزہ دار کو بوسہ دینے اور مباشرت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ ف

ف: امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جو اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو اس کے لیے روزے کی حالت میں اپنی بیوی کو

بوسے دینے کی ممانعت نہیں ہے لیکن پرہیز کرنا افضل ہے (موطا امام محمد) اس بے راہ روی اور عیاشی کے دور میں دوری میں ہی خیریت ہے اور خصوصاً نوجوان طبقے کو بہت ہی محتاط رہنے کی ضرورت ہے کہ ذرا سی غفلت میں بات کہیں سے کہیں جا پہنچتی ہے۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ

دورانِ سفر روزہ رکھنے کا بیان

٣٣٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ، ثُمَّ أَفْطَرَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ، وَكَانُوا يَأْخُذُونَ بِالْأَحْدَثِ فَالْأَحْدَثِ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

صحیح البخاری (١٩٤٤) صحیح مسلم (٢٥٩٩ تا ٢٦٠١)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فتح کے سال رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کی جانب رمضان میں نکلے۔ آپ روزے رکھتے رہے یہاں تک کہ کدید پہنچ گئے۔ پھر آپ نے نہ رکھے تو لوگوں نے بھی نہ رکھے اور لوگ رسول اللہ ﷺ کے جدید سے جدید قول و فعل کو لیا کرتے تھے۔

٣٣١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ النَّاسَ فِي سَفَرِهِ عَامَ الْفَتْحِ بِالْفِطْرِ وَقَالَ تَقَوَّوْا لِعَدُوِّكُمْ، وَصَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن نے بعض صحابہ کرام سے روایت کی ہے کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے دورانِ سفر لوگوں کو روزہ چھوڑنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دشمن کے مقابلے میں قوت حاصل کرو جبکہ رسول اللہ ﷺ نے خود روزہ رکھا۔

قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ الَّذِي حَدَّثَنِي لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْعَرْجِ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ الْعَطَشِ، أَوْ مِنَ الْحَرِّ، ثُمَّ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ طَائِفَةً مِنَ النَّاسِ قَدْ صَامُوا حِينَ صُمْتَ. قَالَ فَلَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْكَدِيدِ دَعَا بِقَدَحٍ، فَشَرِبَ، فَأَفْطَرَ النَّاسُ. صحیح مسلم (٢٦٠٥)

ابوبکر کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک صحابی نے یہ بات بیان کی کہ عرج کے مقام پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ پیاس یا گرمی کے باعث سر پر پانی ڈال رہے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ! بعض لوگوں نے آپ کو دیکھ کر روزے رکھ لیے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ایک پیالہ پانی منگا کر پی لیا، پس لوگوں نے بھی روزہ افطار کرلیا۔

٣٣٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ، فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ. صحیح البخاری (١٩٤٧) صحیح مسلم (٢٦١٥)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے رمضان میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر کیا تو کسی روزہ دار نے روزہ نہ رکھنے والے پر اور روزہ نہ رکھنے والے نے روزہ دار پر کسی قسم کی حرف گیری نہ کی۔

٣٣٣- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْأَسْلَمِيَّ، قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ أَصُومُ أَفَأَصُومُ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْ شِئْتَ

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں تو کیا میں سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاہے روزہ رکھ لو اور چاہے چھوڑ دو۔

فَصُمْ، وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ.

صحیح البخاری (۱۹٤۳) صحیح مسلم (۲٦۲۱)

[۳۲۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَصُوْمُ فِی السَّفَرِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔

[۳۲۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ کَانَ یُسَافِرُ فِیْ رَمَضَانَ، وَنُسَافِرُ مَعَهٗ، فَیَصُوْمُ عُرْوَةُ، وَنُفْطِرُ نَحْنُ، فَلَا یَاْمُرُنَا بِالصِّیَامِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ والد محترم رمضان میں سفر کیا کرتے تھے اور ہم بھی ان کے ساتھ سفر کرتے تو حضرت عروہ روزہ رکھتے اور ہم روزہ نہ رکھتے مگر وہ ہمیں روزہ رکھنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

۸- بَابُ مَا یَفْعَلُ مَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَوْ اَرَادَهٗ فِیْ رَمَضَانَ

رمضان میں سفر سے آنے اور جانے کا بیان

[۳۲۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ اِذَا کَانَ فِیْ سَفَرٍ فِیْ رَمَضَانَ فَعَلِمَ اَنَّهٗ دَاخِلُ الْمَدِیْنَةِ مِنْ اَوَّلِ یَوْمِهٖ دَخَلَ وَهُوَ صَائِمٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رمضان کے اندر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر میں ہوتے اور انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ منورہ کے اندر دن کے پہلے حصے میں داخل ہو جائیں گے تو روزے کی حالت میں داخل ہوتے۔

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ مَنْ کَانَ فِیْ سَفَرٍ فَعَلِمَ اَنَّهٗ دَاخِلٌ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنْ اَوَّلِ یَوْمِهٖ، وَطَلَعَ لَهُ الْفَجْرُ قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ دَخَلَ، وَهُوَ صَائِمٌ.

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ جو سفر میں ہو اور وہ محسوس کرے کہ گھر والوں کے پاس دن کے پہلے حصے میں پہنچ جائے گا اور اسے داخل ہونے سے پہلے فجر طلوع ہو جائے تو روزے کی حالت میں داخل ہو۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَخْرُجَ فِیْ رَمَضَانَ، فَطَلَعَ لَهُ الْفَجْرُ وَهُوَ بِاَرْضِهٖ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ، فَاِنَّهٗ یَصُوْمُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب رمضان میں نکلنے کا ارادہ کرے اور اپنی جگہ پر ہی اسے فجر طلوع ہو جائے جب کہ ابھی نکلا نہ ہو تو اس روز کا روزہ رکھے۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الرَّجُلِ یَقْدَمُ مِنْ سَفَرِهٖ، وَهُوَ مُفْطِرٌ، وَامْرَاَتُهٗ مُفْطِرَةٌ حِیْنَ طَهُرَتْ مِنْ حَیْضِهَا فِیْ رَمَضَانَ، اَنَّ لِزَوْجِهَا اَنْ یُصِیْبَهَا اِنْ شَاءَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو سفر سے آئے اور اس کا روزہ نہ ہو اور اس کی بیوی کا بھی روزہ نہ ہو کہ وہ اپنے حیض سے رمضان میں اسی روز پاک ہوئی ہو، لہٰذا خاوند اگر چاہے تو اس کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے۔

۹- بَابُ کَفَّارَةِ مَنْ اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ

رمضان کے روزے کا کفارہ

۳۲٤- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَجُلًا اَفْطَرَ فِیْ رَمَضَانَ، فَاَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُکَفِّرَ بِعِتْقِ رَقَبَةٍ، اَوْ صِیَامِ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ، اَوْ اِطْعَامِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رمضان کا روزہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کفارے کا حکم دیا کہ ایک غلام آزاد کرے یا متواتر دو مہینے کے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ وہ عرض گزار ہوا کہ

بِسِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا، فَقَالَ لَا اَجِدُ. فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَقِ تَمْرٍ، فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّیْ. فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُهٗ، ثُمَّ قَالَ كُلْهُ.

صحیح البخاری (۱۹۳۶) صحیح مسلم (۲۵۹۰ تا ۲۵۹۵)

مجھے ان میں سے کسی بھی کام کی توفیق نہیں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ٹوکرا پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر حاجت مند تو کوئی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ دندان مبارک نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا: خود کھا لو۔ ف

ف: جب رمضان کا روزہ توڑنے والا عرض گزار ہوا کہ یارسول اللہ! مجھ سے بڑھ کر محتاج تو کوئی بھی نہیں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے تبسم ریزی کرتے ہوئے فرمایا: انہیں تم کھالو۔ یہ ساری گفتگو کفارے کے متعلق ہو رہی تھی اور حبیب پروردگار نے کفارہ یوں ادا کروایا کہ دو اڑھائی من کھجوریں الٹی اسی شخص کو کھلا دیں۔ لیکن اس کے باوجود مولوی وحید الزمان خان صاحب نے خدائے قادر مطلق کے خلیفۂ اعظم، محبوب اکرم ﷺ کی خصوصیت کو چھپانے اور خدا کے عطا فرمودہ اختیار کو مٹانے کی غرض سے لکھا ہے: "پھر جب اس کو خدا دے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ یہی مذہب ہے اکثر علماء کا" (ص ۲۹۱)۔ یہ حدیث صحاح ستہ کی تمام کتابوں میں بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور اس کے آخر میں ہے: "قال اذهب فاطعمه اهلک" فرمایا کہ جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلا دو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "كله انت وعيالک فقد كفر الله عنک" تم اور تمہارے اہل و عیال انہیں کھالیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے کفارہ ادا فرما دیا (دارقطنی) نیز ارشاد فرمایا "کل انت وعیالک تجزنک ولا تجزی احدا بعدک" یعنی تم اور تمہارے بال بچے کھالیں، تمہیں کفارے سے کفایت کرے گا اور تمہارے بعد کسی دوسرے کے لیے کافی نہ ہوگا۔ امام ابن شہاب زہری سے مروی ہے "انما کان هذه رخصة له خاصة ولو ان رجلا فعل ذلک اليوم لم يكن له بد من التكفير" یہ خاص اسی شخص کے لیے اجازت تھی۔ آج کوئی ایسا کرے تو اسے کفارے کے بغیر چارہ نہیں (ابوداؤد) علامہ صاحب کو چاہیے تھا کہ اس موقف کی بات بھی کر ہی دیتے۔ کیا رسول اللہ ﷺ کی اس خصوصیت کو بیان کرنے والوں میں انہیں ایک بھی محقق نظر نہیں آیا؟

۳۳۵- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِیِّ، عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَضْرِبُ نَحْرَهٗ وَیَنْتِفُ شَعْرَهٗ، وَیَقُوْلُ هَلَكَ الْاَبْعَدُ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَ اَصَبْتُ اَهْلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ فِیْ رَمَضَانَ. فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ هَلْ تَسْتَطِیْعُ اَنْ تُهْدِیَ بُدْنَةً؟ قَالَ لَا. قَالَ فَاجْلِسْ. فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَرَقِ تَمْرٍ فَقَالَ خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهٖ. فَقَالَ مَا اَحَدٌ اَحْوَجَ مِنِّیْ. فَقَالَ كُلْهُ وَصُمْ یَوْمًا مَكَانَ مَا اَصَبْتَ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ سینے کو کوٹتا اور بالوں کو نوچتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ میں تو بری طرح ہلاک ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ہوا کیا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ رمضان کا روزہ رکھ کر میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا کہ حرم کی قربانی کے لیے ایک اونٹ یا گائے بھیج سکتا ہے؟ عرض گزار ہوا کہ نہیں۔ فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پس رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش ہوا۔ فرمایا کہ اسے لے کر خیرات کر دو۔ عرض گزار ہوا کہ مجھ سے زیادہ حاجت مند تو کوئی بھی نہیں۔ فرمایا: خود کھا لو اور اس کے بدلے

میں ایک دن کا روزہ رکھ لینا۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ عَطَاءٌ فَسَأَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَمْ فِيْ ذٰلِكَ الْعَرَقِ مِنَ التَّمْرِ؟ فَقَالَ مَا بَيْنَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا إِلٰى عِشْرِيْنَ.

سعید بن مسیب سے پوچھا گیا کہ عرق میں کتنی کھجوریں آتی ہیں؟ فرمایا کہ پندرہ سے بیس صاع تک آتی ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ عَلٰى مَنْ أَفْطَرَ يَوْمًا فِيْ قَضَاءِ رَمَضَانَ بِإِصَابَةِ أَهْلِهِ نَهَارًا، أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ الْكَفَّارَةُ الَّتِيْ تُذْكَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَنْ أَصَابَ أَهْلَهُ نَهَارًا فِيْ رَمَضَانَ، وَإِنَّمَا عَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ. قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ فِيْهِ إِلَيَّ.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رمضان کے روزے کی قضاء کے روزے کو بیوی سے صحبت کر کے یا کسی دوسری طرح توڑ دیا تو اس پر وہ کفارہ لازم نہیں آئے گا جو رمضان میں اپنی بیوی سے دن میں صحبت کرنے کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے مذکور ہے بلکہ اس پر اس روز کی قضاء ہے' امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے اس بارے میں سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

١٠ - بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حِجَامَةِ الصَّائِمِ

روزے کی حالت میں پچھنے لگوانے کا بیان

[٣٢٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ صَائِمٌ. قَالَ ثُمَّ تَرَكَ ذٰلِكَ بَعْدُ، فَكَانَ إِذَا صَامَ لَمْ يَحْتَجِمْ حَتّٰى يُفْطِرَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے۔ راوی کا بیان ہے کہ بعد میں انہوں نے اسے ترک کر دیا اور جب روزہ رکھتے تو افطار کرنے کے بعد پچھنے لگواتے۔

[٣٢٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَا يَحْتَجِمَانِ، وَهُمَا صَائِمَانِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ بن عمر روزے کی حالت میں پچھنے لگوالیا کرتے تھے۔

[٣٢٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ كَانَ يَحْتَجِمُ، وَهُوَ صَائِمٌ، ثُمَّ لَا يُفْطِرُ.

ہشام بن عروہ کا بیان ہے کہ والد ماجد روزے کی حالت میں پچھنے لگوا لیتے تھے اور پھر روزہ نہیں توڑتے تھے۔

قَالَ وَمَا رَأَيْتُهُ احْتَجَمَ قَطُّ إِلَّا وَهُوَ صَائِمٌ.

راوی کا بیان ہے کہ میں نے انہیں پچھنے لگواتے نہیں دیکھا مگر روزے کی حالت میں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا تُكْرَهُ الْحِجَامَةُ لِلصَّائِمِ إِلَّا خَشْيَةً مِنْ أَنْ يَضْعُفَ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمْ تُكْرَهْ، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا احْتَجَمَ فِيْ رَمَضَانَ، ثُمَّ سَلِمَ مِنْ أَنْ يُفْطِرَ لَمْ أَرَ عَلَيْهِ شَيْئًا، وَلَمْ آمُرْهُ بِالْقَضَاءِ لِذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِيْ احْتَجَمَ فِيْهِ، لِأَنَّ الْحِجَامَةَ إِنَّمَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ لِمَوْضِعِ التَّغْرِيْرِ بِالصِّيَامِ، فَمَنِ احْتَجَمَ وَسَلِمَ مِنْ أَنْ يُفْطِرَ حَتّٰى

امام مالک نے فرمایا کہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا مکروہ نہیں ہے جبکہ ضعف کا خدشہ نہ ہو۔ اگر یہ نہ ہو تو اس میں کراہت نہیں۔ اگر کسی آدمی نے پچھنے لگوائے اور روزہ توڑنے سے بچ گیا تو اس پر کچھ نہیں اور جس روز پچھنے لگوائے اس کی قضاء کا اسے حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ روزہ دار کے لیے پچھنے لگوانا اس وقت مکروہ ہے جبکہ روزہ ٹوٹنے کا خدشہ ہو۔ جس نے پچھنے لگوائے اور

يُمْسِيَ، فَلَا أَرَى عَلَيْهِ شَيْئًا، وَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

روزہ توڑنے سے بچ گیا، یہاں تک کہ شام ہوگئی تو اس پر کچھ نہیں اور اس پر اس روز کی قضاء نہیں ہے۔

١١- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ

عاشورہ کے روزے کا بیان

۳۳۶- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ يَوْمًا تَصُومُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَصُومُهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ، فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ هُوَ الْفَرِيضَةُ، وَتُرِكَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهُ.

صحیح البخاری (۲۰۰۲) صحیح مسلم (۲۶۳۲)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: قریش زمانۂ جاہلیت میں عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی عہدِ جاہلیت میں رکھتے تھے، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو آپ نے اس کا روزہ رکھا اور رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورے کا روزہ ترک کر دیا گیا، پس جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

۳۳۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: يَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِهٰذَا الْيَوْمِ: هٰذَا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، وَلَمْ يُكْتَبْ عَلَيْكُمْ صِيَامُهُ، وَأَنَا صَائِمٌ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصُمْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيُفْطِرْ. صحیح البخاری (۲۰۰۳) صحیح مسلم (۲۶۲۸ تا ۲۶۵۰)

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت معاویہ بن ابو سفیان کو عاشورے کے روز منبر پر فرماتے ہوئے سنا جس سال کہ انہوں نے حج کیا تھا کہ اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس روز کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ یہ عاشورے کا روز ہے، تم پر اس روز کا روزہ فرض نہیں ہے جبکہ میں نے روزہ رکھا ہے لہٰذا تم میں سے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

[۳۲۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَرْسَلَ إِلَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ غَدًا يَوْمُ عَاشُورَاءَ، فَصُمْ وَأْمُرْ أَهْلَكَ أَنْ يَصُومُوا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حارث بن ہشام کے لیے پیغام بھیجا کہ کل عاشورے کا روز ہے۔ پس خود روزہ رکھنا اور اپنے گھر والوں کو روزے کا حکم دینا۔

١٢- بَابُ صِيَامِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحٰى وَالدَّهْرِ

عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا روزہ نیز دائمی روزے رکھنا

۳۳۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ: يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحٰى. صحیح مسلم (۲۶۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ دونوں دنوں کے روزے سے منع فرمایا ہے۔

[۳۲۸] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ: لَا بَأْسَ بِصِيَامِ الدَّهْرِ إِذَا أَفْطَرَ الْأَيَّامَ الَّتِي نَهٰى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهَا، وَهِيَ أَيَّامُ مِنًى،

امام مالک نے اہلِ علم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ دائمی روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ ان دنوں کے روزے نہ رکھے جن کے روزے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے اور

وَيَوْمُ الْاَضْحٰى 'وَيَوْمُ الْفِطْرِ فِيْمَا بَلَغَنَا.
قَالَ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

جیسا کہ ہم تک پہنچا وہ منیٰ کے دن عید الاضحیٰ اور عید الفطر ہیں۔
فرمایا کہ اس بارے میں یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

۱۳- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْوِصَالِ فِي الصِّيَامِ

وصال کے روزوں کی ممانعت

۳۳۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْوِصَالِ 'فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ 'فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ 'فَقَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ 'اِنِّيْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰى.

صحیح البخاری (۱۹۲۲) صحیح مسلم (۲۵۵۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ میری حالت تمہارے جیسی نہیں ہے' مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے۔

۳۴۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ اَبِي الزِّنَادِ 'عَنِ الْاَعْرَجِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ 'اِيَّاكُمْ وَالْوِصَالَ. قَالُوْا فَاِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ.

صحیح البخاری (۱۹۶۵) صحیح مسلم (۲۵۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صوم وصال نہ رکھو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تو رکھتے ہیں؟ فرمایا کہ میرا حال تمہاری طرح نہیں ہے' میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ ف

ف: اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے جو انبیائے کرام کو بڑی شد و مد سے اپنے جیسا بشر کہتے اور بھائی تک کہنا جائز بتاتے رہتے ہیں۔ اگرچہ کھانے پینے وغیرہ عام کاموں میں انبیائے کرام اور دوسرے انسانوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آتا لیکن درحقیقت ہزاروں منزلوں کا فرق ہے جیسا کہ حضور نے فرمایا کہ میں اس حالت میں رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان حضرات کے جو کام ہمیں اپنے جیسے نظر آتیں وہ بھی ہمارے اور دوسرے عام انسانوں جیسے نہیں ہوتے' ہمارے پاس وہ آنکھیں نہیں ہیں کہ ان بلند و بالا ہستیوں کے کاموں کی حقیقت کو دیکھ سکیں' اسی لیے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے تمام مسلمانوں کو فہمائش کی ہے۔

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

۱۴- بَابُ صِيَامِ الَّذِيْ يَقْتُلُ خَطَأً اَوْ يَتَظَاهَرُ

کفارۂ قتلِ خطا اور کفارۂ ظہار کے روزوں کا بیان

[۳۲۹] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فِيْ قَتْلِ خَطَاٍ 'اَوْ تَظَاهُرٍ فَعَرَضَ لَهٗ مَرَضٌ يَغْلِبُهٗ 'وَيَقْطَعُ عَلَيْهِ صِيَامَهٗ اَنَّهٗ اِنْ صَحَّ مِنْ مَرَضِهٖ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس شخص کے بارے میں کیا اچھی بات سنی جس پر متواتر دو مہینے کے روزے واجب ہوں۔ قتلِ خطا یا ظہار کے باعث تو وہ بیمار ہو گیا کہ مرض کے غالب آ جانے سے روزوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا تو جب اسے

وَقَوِیَ عَلَی الصِّیَامِ، فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یُّؤَخِّرَ ذٰلِکَ، وَھُوَ یَبْنِیْ عَلٰی مَا قَدْ مَضٰی مِنْ صِیَامِہٖ.

وَکَذٰلِکَ الْمَرْاَۃُ الَّتِیْ یَجِبُ عَلَیْھَا الصِّیَامُ فِیْ قَتْلِ النَّفْسِ خَطَأً اِذَا حَاضَتْ بَیْنَ ظَھْرَیْ صِیَامِھَا اَنَّھَا اِذَا طَھُرَتْ لَا تُؤَخِّرُ الصِّیَامَ، وَھِیَ تَبْنِیْ عَلٰی مَا قَدْ صَامَتْ.

وَلَیْسَ لِاَحَدٍ وَجَبَ عَلَیْہِ صِیَامُ شَھْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ اَنْ یُّفْطِرَ اِلَّا مِنْ عِلَّۃِ مَرَضٍ اَوْ حَیْضَۃٍ، وَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یُّسَافِرَ فَیُفْطِرَ.

قَالَ مَالِکٌ وَھٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِیْ ذٰلِکَ.

مرض سے صحت ہو جائے اور روزے رکھنے کی طاقت آ جائے تو ان میں تاخیر نہ کرے اور اپنے گذشتہ روزوں کو حساب میں شمار کر لے۔

اسی طرح جس عورت پر قتل خطا کے باعث روزے واجب ہوئے اور روزوں کے درمیان اسے حیض آ گیا تو پاک ہوتے ہی روزے شروع کر دے اور ان میں تاخیر نہ کرے اور اپنے پہلے روزوں کو گنتی میں شمار کر لے۔

کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ اس پر قرآن مجید کے مطابق متواتر دو مہینے کے روزے ہوں تو مرض یا حیض کسی خاص وجہ کے سوا روزے چھوڑے اور اسے یہ حق نہیں کہ سفر کے باعث روزہ نہ رکھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ مجھے اس بارے میں سب سے زیادہ پسند ہے۔

۱۵- بَابُ مَا یَفْعَلُ الْمَرِیْضُ فِیْ صِیَامِہٖ

بیمار کے روزوں کا بیان

[۳۳۰] اَثَرٌ- قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ الْاَمْرُ الَّذِیْ سَمِعْتُ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ، اَنَّ الْمَرِیْضَ اِذَا اَصَابَہُ الْمَرَضُ الَّذِیْ یَشُقُّ عَلَیْہِ الصِّیَامُ مَعَہٗ وَیُتْعِبُہٗ وَیَبْلُغُ ذٰلِکَ مِنْہُ، فَاِنَّ لَہٗ اَنْ یُّفْطِرَ، وَکَذٰلِکَ الْمَرِیْضُ الَّذِیْ اشْتَدَّ عَلَیْہِ الْقِیَامُ فِی الصَّلٰوۃِ، وَبَلَغَ مِنْہُ وَمَا اللّٰہُ اَعْلَمُ بِعُذْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْعَبْدِ، وَمِنْ ذٰلِکَ مَا لَا تَبْلُغُ صِفَتُہٗ، فَاِذَا بَلَغَ ذٰلِکَ صَلّٰی وَھُوَ جَالِسٌ، وَدِیْنُ اللّٰہِ یُسْرٌ.

وَقَدْ اَرْخَصَ اللّٰہُ لِلْمُسَافِرِ فِی الْفِطْرِ فِی السَّفَرِ، وَھُوَ اَقْوٰی عَلَی الصِّیَامِ مِنَ الْمَرِیْضِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِہٖ ﴿فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ:۱۸۴) فَاَرْخَصَ اللّٰہُ لِلْمُسَافِرِ فِی الْفِطْرِ فِی السَّفَرِ، وَھُوَ اَقْوٰی عَلَی الصَّوْمِ مِنَ الْمَرِیْضِ، فَھٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ، وَھُوَ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْہِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ بات میں نے اہل علم سے سنی کہ بیمار کی جب بیماری اتنی بڑھ جائے کہ روزہ رکھنا اس کے لیے دشوار ہو جائے اور اسے تکلیف پہنچائے تو جب اس حد کو پہنچے تو روزہ نہ رکھے اور اسی طرح وہ مریض جس کے لیے نماز میں کھڑا ہونا دشوار ہو جائے جبکہ وہ اس حالت کو پہنچے اور بندے کی نسبت عذر کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون اس حد تک نہیں پہنچا ہے جب اس حد تک پہنچ جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور اللہ کا دین آسان ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے مسافر کو اجازت دی ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھے حالانکہ روزہ رکھنے کی وہ بیمار سے زیادہ طاقت رکھتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جو تم میں سے بیمار یا مسافر ہو تو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کر لے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسافر کو سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی اور وہ بیمار کی نسبت روزہ رکھنے کی زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ جو کچھ میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔

۱۶- بَابُ النَّذْرِ فِی الصِّیَامِ وَالصِّیَامِ

نذر کا روزہ اور میت کی طرف

عَنِ الْمَيِّتِ

[۳۳۱] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ صِيَامَ شَهْرٍ هَلْ لَهُ اَنْ يَتَطَوَّعَ؟ فَقَالَ سَعِيْدٌ لِيَبْدَأْ بِالنَّذْرِ قَبْلَ اَنْ يَتَطَوَّعَ.

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ. قَالَ مَالِكٌ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ مِنْ رَقَبَةٍ يُعْتِقُهَا، اَوْ صِيَامٍ، اَوْ صَدَقَةٍ، اَوْ بُدْنَةٍ فَاَوْصٰى بِاَنْ يُوَفّٰى ذٰلِكَ عَنْهُ مِنْ مَالِهِ، فَاِنَّ الصَّدَقَةَ وَالْبُدْنَةَ فِيْ ثُلُثِهِ، وَهُوَ يُبَدَّىٰ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنَ الْوَصَايَا اِلَّا مَا كَانَ مِثْلَهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ لَيْسَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِ مِنَ النُّذُوْرِ وَغَيْرِهَا كَهَيْئَةِ مَا يَتَطَوَّعُ بِهِ مِمَّا لَيْسَ بِوَاجِبٍ، وَاِنَّمَا يُجْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ ثُلُثِهِ خَاصَّةً دُوْنَ رَاْسِ مَالِهِ لِاَنَّهُ لَوْ جَازَ لَهُ ذٰلِكَ فِيْ رَاْسِ مَالِهِ لَاَخَّرَ الْمُتَوَفّٰى مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الْاُمُوْرِ الْوَاجِبَةِ عَلَيْهِ، حَتّٰى اِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَصَارَ الْمَالُ لِوَرَثَتِهِ سَمّٰى مِثْلَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ الَّتِيْ لَمْ يَكُنْ يَتَقَاضَاهَا مِنْهُ مُتَقَاضٍ، فَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ جَائِزًا لَهُ اَخَّرَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ مَوْتِهِ سَمَّاهَا، وَعَسٰى اَنْ يُحِيْطَ بِجَمِيْعِ مَالِهِ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ.

[۳۳۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُسْاَلُ هَلْ يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ، اَوْ يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ؟ فَيَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ، وَلَا يُصَلِّيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ.

۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ قَضَاءِ رَمَضَانَ وَالْكَفَّارَاتِ

[۳۳۳] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَخِيْهِ خَالِدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَفْطَرَ ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ رَمَضَانَ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ، وَرَاٰى اَنَّهُ قَدْ اَمْسٰى، وَغَابَتِ الشَّمْسُ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ،

سے روزے رکھنا

سعید بن مسیب سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک ماہ کے روزوں کی نذر مانی۔ کہ کیا وہ نفلی روزے رکھ سکتا ہے؟ سعید نے فرمایا کہ پہلے نذر کے روزے رکھے اور پھر نفلی۔

امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے ایسی ہی بات پہنچی ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جو فوت ہو جائے اور اس پر نذر ہو غلام آزاد کرنے یا روزہ یا صدقہ یا اونٹ گائے کی قربانی کی پھر اس نے وصیت کی کہ اسے میرے مال سے پوری کر دیا جائے کیونکہ صدقہ اور قربانی تہائی مال سے ہو اور یہ دوسری وصیتوں سے مقدم ہے ماسوائے اس کے جو ایسی ہی ضروری ہو اور یہ اس لیے ہے کہ نذر وغیرہ کے سوا اس پر اور کچھ واجب نہیں ہے اور دوسری وصیتیں نفلی ہیں واجب نہیں اور یہ سارے مال کے بجائے تہائی میں اس لیے نافذ ہیں کیونکہ اس کی سارے مال سے اجازت دی جاتی تو وفات پانے والا ایسے واجب امور کو مؤخر کرتا رہتا' یہاں تک کہ جب وفات ہوتی' مال وارثوں کا ہو جاتا تو اس وقت وہ ایسی چیزوں کو بیان کرے گا جن کا تقاضا کرنے والا کوئی نہ ہو۔ اگر اشیاء کا مؤخر کرنا اس کے لیے جائز ہوتا' یہاں تک کہ وہ موت کے وقت انہیں بتاتا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے تمام مال کے برابر ہو جائیں اور اس کے لیے کچھ نہ رہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا جاتا کہ کیا کسی کی طرف سے کوئی روزہ رکھ سکتا اور کسی کی طرف سے نماز پڑھ سکتا ہے؟ فرمایا کہ کوئی کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور کوئی کسی کی طرف سے نماز نہ پڑھے۔

عذر کے باعث رمضان کے روزے نہ رکھنے کا فدیہ

خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک ابر والے دن رمضان کا روزہ افطار کر لیا' ان کا خیال تھا کہ شام ہو گئی اور سورج غروب ہو گیا۔ پس ایک آدمی نے آ کر بتایا کہ اے امیر المؤمنین! سورج نکل آیا ہے۔ حضرت عمر نے

فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ. فَقَالَ عُمَرُ الْخَطْبُ یَسِیْرٌ، وَقَدِ اجْتَهَدْنَا.

فرمایا کہ تلافی آسان ہے، ہم نے اجتہاد کیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ يُرِيْدُ بِقَوْلِهٖ (اَلْخَطْبُ يَسِيْرٌ)، اَلْقَضَاءَ فِيْمَا نُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. وَخِفَّةَ مُؤْنَتِهٖ وَيَسَارَتِهٖ يَقُوْلُ نَصُوْمُ يَوْمًا مَكَانَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ "الخطب یسیر" سے مراد قضاء ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔ چونکہ محنت کم ہے اس لیے فرمایا کہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھ لیں گے۔

[۳۳۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ يَصُوْمُ قَضَاءَ رَمَضَانَ مُتَتَابِعًا مَنْ اَفْطَرَهٗ مِنْ مَرَضٍ، اَوْ فِیْ سَفَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر رکھے جو بیماری یا سفر کے باعث چھوڑے ہوں۔

[۳۳۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَاَبَا هُرَيْرَةَ اخْتَلَفَا فِیْ قَضَاءِ رَمَضَانَ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ، وَقَالَ الْاٰخَرُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ، لَا اَدْرِیْ اَيُّهُمَا قَالَ يُفَرِّقُ بَيْنَهٗ.

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ کے درمیان رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں اختلاف ہوا۔ ایک کہتے تھے کہ متواتر نہیں ہیں، دوسرے کہتے تھے کہ متواتر ہیں۔ ابن شہاب کا بیان ہے کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ یہ کس نے کہا کہ متواتر نہیں ہیں۔ ف

ف: اس مسئلے میں اختلاف روایات ہے۔ متواتر کی قید لگانے والوں نے سزا کا پہلو مدِ نظر رکھا ہے اور جنہوں نے "فعدۃ من ایام اخر" میں متواتر کی قید نہ ہونے کے باعث فرمایا کہ رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر رکھنا ضروری نہیں۔ انہوں نے آیت میں متواتر کی قید نہ ہونے سے رعایت کا فائدہ اٹھایا ہے۔ چنانچہ اکثر بزرگ اسی جانب گئے ہیں کہ قضاء کے روزوں کا متواتر رکھنا ضروری نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۳۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَقَاءَ وَهُوَ صَائِمٌ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ، وَمَنْ ذَرَعَهُ الْقَیْءُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو روزے کی حالت میں قصداً قے کرے تو اس پر قضاء ہے اور جسے خود بخود قے آئے تو اس پر قضاء نہیں ہے۔

[۳۳۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُسْاَلُ عَنْ قَضَاءِ رَمَضَانَ، فَقَالَ سَعِيْدٌ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ لَا يُفَرَّقَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَاَنْ يُوَاتَرَ.

سعید بن مسیب سے رمضان کے روزوں کی قضاء کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید نے فرمایا: میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر ہو اور ان روزوں میں فرق نہ رکھا جائے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْمَنْ فَرَّقَ قَضَاءَ رَمَضَانَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ اِعَادَةٌ وَذٰلِكَ مُجْزِئٌ عَنْهُ وَاَحَبُّ ذٰلِكَ اِلَیَّ اَنْ يُتَابِعَهٗ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو رمضان کے روزوں کی قضاء متواتر نہ رکھے تو اس پر اعادہ کرنا ضروری نہیں اور یہی کفایت کریں گے لیکن مجھے یہی پسند ہے کہ متواتر رکھے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ اَكَلَ، اَوْ شَرِبَ فِیْ رَمَضَانَ سَاهِيًا، اَوْ نَاسِيًا، اَوْ مَا كَانَ مِنْ صِيَامٍ وَاجِبٍ عَلَيْهِ اَنَّ

امام مالک نے فرمایا کہ جو رمضان میں بھول چوک کر کھا پی لے یا ایسے روزے میں جو واجب تھا تو اس کی جگہ اس پر ایک

عَلَيْهِ قَضَاءُ يَوْمٍ مَكَانَهُ.

روزے کی قضاء ہے۔ف

ف: امام مالک کا یہی مذہب ہے کہ رمضان کے روزے میں اگر کوئی بھول کر بھی کھا پی بیٹھے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر روزے کی قضاء لازم ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ فرض روزہ ہو یا نفلی' اسی روزے کو پورا کرے لیکن اگر کھانے پینے کے دوران روزہ یاد آ گیا تو جو کچھ منہ میں ہے فوراً اگل دے اور حلق سے پار کوئی چیز نہ جانے دے اب اگر دانستہ کوئی چیز کھائے پئے گا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۳۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ مُجَاهِدٍ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَجَاءَهُ إِنْسَانٌ، فَسَأَلَهُ عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ الْكَفَّارَةِ أَمُتَتَابِعَاتٌ أَمْ يَقْطَعُهَا؟ قَالَ حُمَيْدٌ فَقُلْتُ لَهُ نَعَمْ، يَقْطَعُهَا إِنْ شَاءَ. قَالَ مُجَاهِدٌ لَا يَقْطَعُهَا، فَإِنَّهَا فِي قِرَاءَةِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ.

حمید بن قیس مکی کا بیان ہے کہ میں مجاہد کے ساتھ تھا اور وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو ایک آدمی نے ان سے کفارۂ قسم کے روزوں کے بارے میں پوچھا کہ متواتر ہوں یا الگ الگ؟ حمید کا بیان ہے کہ میں نے اس سے کہا کہ ہاں اگر چاہے تو الگ الگ رکھ لے۔ مجاہد نے فرمایا کہ الگ الگ نہ رکھے کیونکہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں ہے کہ متواتر تین روزے۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَكُونَ مَا سَمَّى اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ يُصَامُ مُتَتَابِعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جتنے روزوں کا ذکر فرمایا ہے وہ متواتر رکھے جائیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْمَرْأَةِ تُصْبِحُ صَائِمَةً فِي رَمَضَانَ، فَتَدْفَعُ دُفْعَةً مِنْ دَمٍ عَبِيطٍ فِي غَيْرِ أَوَانِ حَيْضِهَا، ثُمَّ تَنْتَظِرُ حَتَّى تُمْسِيَ أَنْ تَرَى مِثْلَ ذَلِكَ فَلَا تَرَى شَيْئًا، ثُمَّ تُصْبِحُ يَوْمًا آخَرَ فَتَدْفَعُ دُفْعَةً أُخْرَى، وَهِيَ دُونَ الْأُولَى، ثُمَّ يَنْقَطِعُ ذَلِكَ عَنْهَا قَبْلَ حَيْضَتِهَا بِأَيَّامٍ، فَسُئِلَ مَالِكٌ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي صِيَامِهَا وَصَلَوٰتِهَا؟ قَالَ مَالِكٌ ذَلِكَ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَإِذَا رَأَتْهُ فَلْتُفْطِرْ، وَلْتَقْضِ مَا أَفْطَرَتْ، فَإِذَا ذَهَبَ عَنْهَا الدَّمُ، فَلْتَغْتَسِلْ وَتَصُومُ.

امام مالک سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جو صبح اس حالت میں کرے کہ اس نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا ہے' پھر اچانک وہ حیض کا خون دیکھتی ہے' پھر شام تک منتظر رہتی ہے کہ اسی طرح کا خون نظر آئے لیکن نظر نہیں آتا۔ دوسرے روز بھی اسی طرح صبح کرتی ہے پھر اچانک خون دیکھتی ہے لیکن پہلے سے کم۔ پھر وہ بالکل بند ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اس کے ایام حیض سے پہلے ہوتا ہے۔ پس امام مالک سے پوچھا گیا کہ وہ اپنے روزوں اور نمازوں کا کیا کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ یہ حیض کا خون ہے اور جب اسے دیکھے تو روزہ چھوڑ دے اور جتنے روزے چھوڑے ان کی قضاء رکھے۔ جب خون بند ہو جائے تو غسل کرنا چاہیے اور روزے رکھے۔

وَسُئِلَ عَمَّنْ أَسْلَمَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ هَلْ عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ كُلِّهِ، أَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ قَضَاءُ الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمَ فِيهِ؟ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءُ مَا مَضَى، وَإِنَّمَا يَسْتَأْنِفُ الصِّيَامَ فِيمَا يُسْتَقْبَلُ. وَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَقْضِيَ الْيَوْمَ الَّذِي أَسْلَمَ فِيهِ.

اور اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان کے آخری روز اسلام لایا' کیا اس پر رمضان کے سارے روزوں کی قضاء ہے یا اسی ایک دن کی جس روز کہ مسلمان ہوا؟ فرمایا کہ اس پر گزشتہ روزوں کی قضاء نہیں ہے۔ اس کے لیے آئندہ کے روزے رکھنے ضروری ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ جس

روز مسلمان ہوا اس روز کے روزے کی قضاء رکھے۔

۱۸- بَابُ قَضَاءِ التَّطَوُّعِ

نفلی روزوں کی قضاء کا بیان

۳۴۱- حَدَّثَنِی یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَیِ النَّبِیِّ ﷺ اَصْبَحَتَا صَائِمَتَیْنِ مُتَطَوِّعَتَیْنِ فَاُهْدِیَ اِلَیْهِمَا طَعَامٌ فَاَفْطَرَتَا عَلَیْهِ فَدَخَلَ عَلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِیْ بِالْکَلَامِ وَکَانَتْ بِنْتَ اَبِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَیْنِ مُتَطَوِّعَتَیْنِ فَاُهْدِیَ اِلَیْنَا طَعَامٌ فَاَفْطَرْنَا عَلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِقْضِیَا مَکَانَهٗ یَوْمًا اٰخَرَ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ نے نفلی روزے رکھے ہوئے صبح کی۔ ان کی خدمت میں کھانا پیش ہوا تو دونوں نے روزہ افطار کرلیا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے' حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مجھ پر سبقت لے جاتے ہوئے' اپنے والد محترم کی طرح حفصہ عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ! صبح تک میں اور عائشہ دونوں نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا' پھر ہمارے پاس کھانا آیا تو ہم دونوں نے روزہ توڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بدلے کسی دوسرے دن کا روزہ رکھ لینا۔

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ مَنْ اَکَلَ اَوْ شَرِبَ سَاهِیًا اَوْ نَاسِیًا فِیْ صِیَامِ تَطَوُّعٍ فَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ وَلْیُتِمَّ یَوْمَهُ الَّذِیْ اَکَلَ فِیْهِ اَوْ شَرِبَ وَهُوَ مُتَطَوِّعٌ وَلَا یُفْطِرْهُ وَلَیْسَ عَلٰی مَنْ اَصَابَهٗ اَمْرٌ یَقْطَعُ صِیَامَهٗ وَهُوَ مُتَطَوِّعٌ قَضَاءٌ اِذَا کَانَ اِنَّمَا اَفْطَرَ مِنْ عُذْرٍ غَیْرَ مُتَعَمِّدٍ لِلْفِطْرِ وَلَا اَرٰی عَلَیْهِ قَضَاءَ صَلٰوةٍ نَافِلَةٍ اِذَا هُوَ قَطَعَهَا مِنْ حَدَثٍ لَا یَسْتَطِیْعُ حَبْسَهٗ مِمَّا یَحْتَاجُ فِیْهِ اِلَی الْوُضُوْءِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو نفلی روزے میں بھول چوک کر کھا پی لے تو اس پر قضاء نہیں ہے اور اس روزے کو پورا کرے جس روز کھا پی لیا تھا' وہ نفلی روزہ ہے اسے نہ توڑے اور جس کو نفلی روزے میں کوئی ایسا غیر اختیاری معاملہ پیش آ جائے جو روزے کو توڑ دے تو اس کی قضاء نہیں ہے جبکہ عذر کے باعث روزہ توڑا ہو نہ کہ قصداً۔ اسی طرح اس پر نفل نماز کی قضاء نہیں جس کی نماز غیر اختیاری حدث سے ٹوٹی ہو اور جس کے باعث وضو کرنا پڑتا ہو۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَدْخُلَ الرَّجُلُ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الصَّلٰوةِ وَالصِّیَامِ وَالْحَجِّ وَمَا اَشْبَهَ هٰذَا مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الَّتِیْ یَتَطَوَّعُ بِهَا النَّاسُ فَیَقْطَعَهٗ حَتّٰی یُتِمَّهٗ عَلٰی سُنَّتِهٖ اِذَا کَبَّرَ لَمْ یَنْصَرِفْ حَتّٰی یُصَلِّیَ رَکْعَتَیْنِ وَاِذَا صَامَ لَمْ یُفْطِرْ حَتّٰی یُتِمَّ صَوْمَ یَوْمِهٖ وَاِذَا اَهَلَّ لَمْ یَرْجِعْ حَتّٰی یُتِمَّ حَجَّهٗ وَاِذَا دَخَلَ فِی الطَّوَافِ لَمْ یَقْطَعْهُ حَتّٰی یُتِمَّ سُبُوْعَهٗ وَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَتْرُکَ شَیْئًا مِنْ هٰذَا اِذَا دَخَلَ فِیْهِ حَتّٰی یَقْضِیَهٗ اِلَّا مِنْ اَمْرٍ یَعْرِضُ لَهٗ مِمَّا یَعْرِضُ لِلنَّاسِ مِنَ الْاَسْقَامِ الَّتِیْ یُعْذَرُوْنَ بِهَا وَالْاُمُوْرِ الَّتِیْ یُعْذَرُوْنَ بِهَا وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی نیک کام شروع کرے جیسے نماز' روزہ' حج اور ان جیسے دوسرے نیک کام جنہیں لوگ نفلی طور پر کرتے ہیں تو انہیں طریقے کے مطابق پورا کرنے سے پہلے توڑنا مناسب نہیں ہے۔ جب تکبیر تحریمہ کہہ لے تو نماز ختم نہ کرے یہاں تک کہ دو رکعتیں پڑھ لے۔ جب روزہ رکھے تو اس دن کا روزہ پورا ہونے سے پہلے نہ توڑے اور جب تلبیہ کہہ لے تو واپس نہ لوٹے یہاں تک کہ حج پورا کرلے اور جب طواف کرنے لگے تو سات پھیرے پورے ہونے تک نہ چھوڑے۔ اسی طرح جس کام کو شروع کرے تو پورا ہونے سے پہلے چھوڑنا مناسب نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ کوئی ایسا عارضہ پیش آ جائے جو مجبور کر کے رکھ دیتا ہے یعنی ایسی بیماریاں جو مجبور کردیں اور ایسے معاملے

فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ﴾ (البقرہ:۱۸۷) فَعَلَيْهِ اِتْمَامُ الصِّيَامِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ﴾ (البقرہ:۱۹۶) فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَهَلَّ بِالْحَجِّ تَطَوُّعًا، وَقَدْ قَضَى الْفَرِيْضَةَ لَمْ يَكُنْ لَهٗ اَنْ يَتْرُكَ الْحَجَّ بَعْدَ اَنْ دَخَلَ فِيْهِ وَيَرْجِعَ حَلَالًا مِنَ الطَّرِيْقِ، وَكُلُّ اَحَدٍ دَخَلَ فِيْ نَافِلَةٍ فَعَلَيْهِ اِتْمَامُهَا اِذَا دَخَلَ فِيْهَا كَمَا يُتِمُّ الْفَرِيْضَةَ، وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

سنن ابوداؤد (۲۴۵۷) سنن ترمذی (۷۳۵)

۱۹- بَابُ فِدْيَةِ مَنْ اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ مِنْ عِلَّةٍ

[۳۳۹] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَبِرَ حَتّٰى كَانَ لَا يَقْدِرُ عَلَى الصِّيَامِ فَكَانَ يَفْتَدِيْ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا اَرٰى ذٰلِكَ وَاجِبًا، وَاَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَفْعَلَهٗ اِذَا كَانَ قَوِيًّا عَلَيْهِ، فَمَنْ فَدٰى، فَاِنَّمَا يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مُدًّا بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ.

[۳۴۰] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ اِذَا خَافَتْ عَلٰى وَلَدِهَا وَاشْتَدَّ عَلَيْهَا الصِّيَامُ، قَالَ تُفْطِرُ وَتُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ.

قَالَ مَالِكٌ وَاَهْلُ الْعِلْمِ يَرَوْنَ عَلَيْهَا الْقَضَاءَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ﴾ (البقرہ:۱۸۴) وَيَرَوْنَ ذٰلِكَ مَرَضًا مِنَ الْاَمْرَاضِ مَعَ الْخَوْفِ عَلٰى وَلَدِهَا.

[۳۴۱] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ

جو معذور بنا دیں اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے فجر کے وقت' پھر روزہ پورا کرو رات تک" پس اس پر روزے کا پورا کرنا ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ نیز ارشاد خداوندی ہے: "حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو" پس اگر کوئی نفلی حج کا تلبیہ کہہ لے اور فرض حج ادا کر چکا ہو' تو حج شروع کر کے اس کو ترک کرنا مناسب نہیں ہے یہ کہ راستے ہی سے واپس لوٹ آئے اور جو بھی نفلی عبادت شروع کرے تو شروع کرنے کے بعد اس کا پورا کرنا ضروری ہو جاتا ہے جیسے فرض کو پورا کیا جاتا ہے اور جو کچھ میں نے سنا یہ ان میں سے بہت ہی اچھا ہے۔

عذر کے باعث رمضان کے روزے نہ رکھنے کا فدیہ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت انس بن مالک اتنے بوڑھے ہو گئے کہ روزہ نہیں رکھ سکتے تھے تو فدیہ دیا کرتے تھے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ واجب نہیں ہے کہ میرے نزدیک فدیہ دینا اسی کے لیے بہتر ہے جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔ پس جو فدیہ دے وہ نبی کریم ﷺ کے مد کے برابر ہر روز کے بدلے کھانا کھلائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے حاملہ عورت کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ وہ حمل کے بارے میں ڈرے اور روزہ اس پر شاق گذرے؟ فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روز کے بدلے میں مسکین کو ایک مد کھانا کھلا دے نبی کریم ﷺ کے مد سے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم کے نزدیک اس پر قضاء ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں تو دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرے" اور وہ بچے کے متعلق اس خوف کو ایک بیماری ہی شمار کرتے ہیں۔

قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ جس پر رمضان کے روزوں کی قضاء ہو اور وہ روزے رکھنے پر قادر ہوتے ہوئے نہ رکھے یہاں

عَلَيْهِ قَضَاءُ رَمَضَانَ، فَلَمْ يَقْضِهِ وَهُوَ قَوِيٌّ عَلَى صِيَامِهِ حَتَّى جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ، فَإِنَّهُ يُطْعِمُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ، وَعَلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ الْقَضَاءُ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

تک کہ اگلا رمضان آ جائے تو ہر روز کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے یا ایک مد گندم دے اور اس کے ساتھ ہی اس پر قضاء بھی ہے۔

امام مالک کو سعید بن جبیر سے بھی یہی بات پہنچی۔

٢٠- بَابُ جَامِعِ قَضَاءِ الصِّيَامِ

روزوں کی قضاء کے بارے میں

٣٤٢- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ إِنْ كَانَ لَيَكُونُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا أَسْتَطِيعُ أَصُومُهُ حَتّٰى يَأْتِيَ شَعْبَانُ.

صحیح البخاری (١٩٥٠) صحیح مسلم (٢٦٦٢)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ اگر میرے اوپر رمضان کے کچھ روزے ہوتے تو میں قضاء نہ رکھ سکتی یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آ جاتا۔

٢١- بَابُ صِيَامِ الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ

یوم شک کے روزے کا بیان

[٣٤٢] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ أَنْ يُصَامَ الْيَوْمُ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ مِنْ شَعْبَانَ إِذَا نَوٰى بِهِ صِيَامَ رَمَضَانَ وَيَرَوْنَ أَنَّ عَلٰى مَنْ صَامَهُ عَلٰى غَيْرِ رُؤْيَةٍ ثُمَّ جَاءَ الثَّبَتُ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَنَّ عَلَيْهِ قَضَاءَهُ وَلَا يَرَوْنَ بِصِيَامِهِ تَطَوُّعًا بَأْسًا. قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے اہل علم سے سنا کہ وہ شک کے روز روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے کہ شعبان کا دن ہو اور اس میں رمضان کے روزے کی نیت کی جائے۔ جس نے بغیر چاند دیکھے روزہ رکھ لیا اور ثبوت آیا کہ وہ رمضان کا روزہ ہے تب بھی اس پر اس روزے کی قضاء ہے اور وہ نفلی روزہ رکھنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا یہی موقف ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

٢٢- بَابُ جَامِعِ الصِّيَامِ

روزے کے بارے میں دیگر روایات

٣٤٣- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ لَا يَصُومُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ فِي شَهْرٍ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ.

صحیح البخاری (١٩٦٩) صحیح مسلم (٢٧١٤)

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب نہیں چھوڑیں گے اور چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ آپ نہیں رکھیں گے اور رمضان کے علاوہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوں۔

٣٤٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي صَائِمٌ إِنِّي صَائِمٌ. صحیح البخاری (۱۸۹٤) صحیح مسلم (۲۷۰۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے تو جب تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو بیہودہ گوئی اور جہالت کی بات نہ کرے اور اگر کوئی اس سے لڑے یا اسے گالیاں دے تو کہہ دینا چاہیے کہ میں روزے سے ہوں' میں روزے سے ہوں۔

٣٤٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ إِنَّمَا يَذَرُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي فَالصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَّا الصِّيَامَ فَهُوَ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ.
صحیح البخاری (۱۸۹٤) صحیح مسلم (۲۷۰۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' روزہ دار کے منہ کی بد بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ وہ اپنی شہوتِ نفسانی' کھانا اور پینا میری وجہ سے چھوڑتا ہے' پس روزہ صرف میرے لیے ہے اور اس کی جزاء میں خود دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس سے سات سو گنا تک ہے ماسوائے روزے کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء دوں گا۔

٣٤٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِّحَتْ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ. صحیح البخاری (۱۸۹۹) صحیح مسلم (۲٤۹۳ تا ۲٤۹٤)

ابوسہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آ جائے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

[٣٤٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ لَا يَكْرَهُونَ السِّوَاكَ لِلصَّائِمِ فِي رَمَضَانَ فِي سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ النَّهَارِ لَا فِي أَوَّلِهِ وَلَا فِي آخِرِهِ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ ذَلِكَ وَلَا يَنْهَى عَنْهُ.

امام مالک نے اہل علم سے سنا کہ وہ رمضان میں روزہ دار کے لیے مسواک کرنے کو ناپسند نہیں کرتے تھے خواہ دن کی کسی ساعت میں ہو' دن کے پہلے حصے میں یا آخری میں اور میں نے کسی صاحب علم سے نہیں سنا جو اسے ناپسند کرے یا اس سے منع کرے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي صِيَامِ سِتَّةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ إِنَّهُ لَمْ يَرَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ يَصُومُهَا وَلَمْ يَبْلُغْنِي ذَلِكَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ وَإِنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ يَكْرَهُونَ ذَلِكَ وَيَخَافُونَ بِدْعَتَهُ وَأَنْ يُلْحِقَ بِرَمَضَانَ مَا لَيْسَ مِنْهُ أَهْلُ الْجَهَالَةِ وَالْجَفَاءِ لَوْ رَأَوْا فِي ذَلِكَ رُخْصَةً عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَرَأَوْهُمْ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو عید الفطر کے بعد چھ روزوں کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے کسی صاحب علم اور صاحب فقہ کو یہ روزے رکھتے نہیں دیکھا اور سلف کے کسی ایک فرد سے یہ بات مجھ تک نہیں پہنچی بلکہ اہل علم اسے مکروہ جانتے اور اس بدعت سے بچتے ہیں کہ جہلا انہیں رمضان کے ساتھ نہ ملا دیں بلکہ یہ اس کا جزو نہیں ہیں' جہلا اہل علم کو دیکھ کر رخصت پائیں گے جبکہ وہ انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھیں گے۔

وَقَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَمَنْ يُقْتَدَى بِهِ يَنْهَى عَنْ

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے علم و فقہ والے کسی ایک سے بھی نہیں سنا' جس کی

صِيَامِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَصِيَامُهُ حَسَنٌ وَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَصُوْمُهُ وَأُرَاهُ كَانَ يَتَحَرَّاهُ.

پیروی کی جاتی ہو کہ وہ جمعہ کے روزے سے منع کرے اور اس کا روزہ رکھنا بہتر ہے اور میں نے بعض اہل علم کو اس کا روزہ رکھتے دیکھا اور وہ اس روز کا خیال رکھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۱۹ - كِتَابُ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

۱ - بَابُ ذِكْرِ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کا بیان

۳۴۷- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِيْ إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

صحیح البخاری (۲۰۲۹) صحیح مسلم (۶۸۲)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب اعتکاف میں ہوتے تو سر مبارک میری جانب جھکا دیتے اور میں کنگھی کر دیتی۔ آپ کسی ضرورت کے تحت کا شانۂ اقدس میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

[۳۴۴] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ إِذَا اعْتَكَفَتْ لَا تَسْأَلُ عَنِ الْمَرِيْضِ إِلَّا وَهِيَ تَمْشِيْ لَا تَقِفُ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب اعتکاف میں ہوتیں تو کسی کی عیادت نہ کرتیں مگر چلتے چلتے اور ٹھہرتی نہ تھیں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَأْتِي الْمُعْتَكِفُ حَاجَتَهُ وَلَا يَخْرُجُ لَهَا وَلَا يُعِيْنُ أَحَدًا إِلَّا أَنْ يَخْرُجَ لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ وَلَوْ كَانَ خَارِجًا لِحَاجَةِ أَحَدٍ لَكَانَ أَحَقَّ مَا يُخْرَجُ إِلَيْهِ عِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى الْجَنَائِزِ وَاتِّبَاعُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اپنی کسی ضرورت کے لیے نہ جائے نہ اس کے لیے نکلے نہ کسی کی مدد کرے مگر ضروری حاجت کے لیے نکلے۔ اگر کسی حاجت کے لیے نکلنا درست ہوتا تو بیمار کی عیادت نماز جنازہ اور جنازے کے ساتھ جانے کا زیادہ حق ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَكُوْنُ الْمُعْتَكِفُ مُعْتَكِفًا حَتّٰى يَجْتَنِبَ مَا يَجْتَنِبُ الْمُعْتَكِفُ مِنْ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى الْجَنَائِزِ وَدُخُوْلِ الْبَيْتِ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اس وقت تک معتکف شمار نہیں ہوتا جب تک ان باتوں سے نہ بچے جن سے اعتکاف میں بچا جاتا ہے، جیسے بیمار کی عیادت، نماز جنازہ، گھروں میں جانا، ماسوائے انسانی ضرورت کے۔

[۳۴۵] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَكِفُ هَلْ يَدْخُلُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقْفٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے معتکف کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ حاجت کے تحت چھت والے مکان میں جا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ الْاِعْتِكَافُ فِيْ كُلِّ مَسْجِدٍ يُجَمَّعُ فِيْهِ وَلَا

امام مالک نے فرمایا: ہمارا موقف یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر وہ مسجد جس میں جمعہ ہوتا ہے اس کے اندر

أَرَاهُ كُرِهَ الْاِعْتِكَافُ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي لَا يُجَمَّعُ فِيهَا إِلَّا كَرَاهِيَةَ أَنْ يَخْرُجَ الْمُعْتَكِفُ مِنْ مَسْجِدِهِ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ أَوْ يَدَعَهَا فَإِنْ كَانَ مَسْجِدًا لَا يُجَمَّعُ فِيهِ الْجُمُعَةُ وَلَا يَجِبُ عَلَى صَاحِبِهِ إِتْيَانُ الْجُمُعَةِ فِي مَسْجِدٍ سِوَاهُ فَإِنِّي لَا أَرَى بَأْسًا بِالْاِعْتِكَافِ فِيهِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ﴿وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷) فَعَمَّ اللّٰهُ الْمَسَاجِدَ كُلَّهَا وَلَمْ يَخُصَّ شَيْئًا مِنْهَا.

اعتکاف مکروہ نہیں ہے اور میرے نزدیک تو اعتکاف ان میں بھی مکروہ نہیں جن میں جمعہ نہیں ہوتا۔ کراہیت اس میں ہے کہ معتکف کو جمعہ کے لئے مسجد سے نکلنا پڑے گا اور اسے چھوڑے گا۔ اگر ایسی مسجد ہو جس میں جمعہ نہیں ہوتا لیکن معتکف پر جمعہ واجب نہیں کہ کسی دوسری مسجد میں جانا پڑے تو میرے نزدیک اس کے اندر اعتکاف بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور تم اعتکاف میں ہو مسجدوں کے اندر'' پس اللہ تعالیٰ نے تمام مساجد کو عام رکھا ہے اور ان میں سے کسی کو خاص نہیں فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فَمِنْ هُنَالِكَ جَازَ لَهُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِي لَا يُجَمَّعُ فِيهَا الْجُمُعَةُ إِذَا كَانَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ إِلَى الْمَسْجِدِ الَّذِي تُجَمَّعُ فِيهِ الْجُمُعَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے جواز معلوم ہوا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنے کا جس میں جمعہ نہیں ہوتا جبکہ معتکف پر وہاں سے ایسی مسجد کی طرف جانا واجب نہ ہو جہاں جمعہ ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَبِيتُ الْمُعْتَكِفُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي اعْتَكَفَ فِيهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ خِبَاؤُهُ فِي رَحَبَةٍ مِنْ رِحَابِ الْمَسْجِدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف رات نہ گزارے مگر اسی مسجد میں جس کے اندر اعتکاف بیٹھا ہے یا مسجد کے کسی خیمے میں۔

وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ الْمُعْتَكِفَ يَضْرِبُ بِنَاءً يَبِيتُ فِيهِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ أَوْ فِي رَحَبَةٍ مِنْ رِحَابِ الْمَسْجِدِ. وَمِمَّا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يَبِيتُ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ قَوْلُ عَائِشَةَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ.

اور میں نے نہیں سنا کہ معتکف رات بسر کرنے کے لیے خیمہ لگوائے مگر مسجد میں یا مسجد کے خیموں میں سے کسی خیمے میں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ رات نہ گزاری جائے مگر مسجد میں۔ حضرت عائشہ کا ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب معتکف ہوتے تو آستانہ عالیہ میں تشریف نہ لے جاتے مگر انسانی ضرورت سے۔

وَلَا يَعْتَكِفُ فَوْقَ ظَهْرِ الْمَسْجِدِ، وَلَا فِي الْمَنَارِ. يَعْنِي الصَّوْمَعَةَ.

مسجد کی چھت پر اور مینار پر اعتکاف نہیں بیٹھنا چاہیے۔

وَقَالَ مَالِكٌ يَدْخُلُ الْمُعْتَكِفُ الْمَكَانَ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهَا حَتَّى يَسْتَقْبِلَ بِاعْتِكَافِهِ أَوَّلَ اللَّيْلَةِ الَّتِي يُرِيدُ أَنْ يَعْتَكِفَ فِيهَا وَالْمُعْتَكِفُ مُشْتَغِلٌ بِاعْتِكَافِهِ لَا يَعْرِضُ لِغَيْرِهِ مِمَّا يَشْتَغِلُ بِهِ مِنَ التِّجَارَاتِ أَوْ غَيْرِهَا وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْمُرَ الْمُعْتَكِفُ بِبَعْضِ حَاجَتِهِ بِضَيْعَتِهِ وَمَصْلَحَةِ أَهْلِهِ، وَأَنْ يَأْمُرَ بِبَيْعِ مَالِهِ أَوْ بِشَيْءٍ

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف نے جس مکان میں اعتکاف بیٹھنا ہے تو اس میں سورج غروب ہونے سے پہلے داخل ہو جائے تاکہ جس رات میں اعتکاف شروع کرنا ہے اس پوری رات کے اعتکاف کا ثواب پائے' معتکف اعتکاف کے کاموں میں مشغول رہے اور دوسرے کاموں کی طرف متوجہ نہ ہو جیسے تجارت وغیرہ اور اس میں حرج نہیں کہ اپنی کسی حاجت یا چیز کے لیے کہے اور اپنے گھر والوں کی بہتری یا اپنے مال کو بیچنے کے لئے

لَا يَشْغَلُهُ فِي نَفْسِهِ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا كَانَ خَفِيفًا أَنْ يَأْمُرَ بِذٰلِكَ مَنْ يَكْفِيهِ إِيَّاهُ.

قَالَ مَالِكٌ لَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُ فِي الْاِعْتِكَافِ شَرْطًا وَإِنَّمَا الْاِعْتِكَافُ عَمَلٌ مِنَ الْأَعْمَالِ مِثْلُ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَالْحَجِّ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ فَرِيضَةً أَوْ نَافِلَةً، فَمَنْ دَخَلَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنَّمَا يَعْمَلُ بِمَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ فِي ذٰلِكَ غَيْرَ مَا مَضٰى عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ لَا مِنْ شَرْطٍ يَشْتَرِطُهُ وَلَا يَبْتَدِعُهُ، وَقَدِ اعْتَكَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعَرَفَ الْمُسْلِمُونَ سُنَّةَ الْاِعْتِكَافِ.

قَالَ مَالِكٌ وَالْاِعْتِكَافُ وَالْجِوَارُ سَوَاءٌ وَالْاِعْتِكَافُ لِلْقَرَوِيِّ وَالْبَدَوِيِّ سَوَاءٌ.

کہنا یا کسی ایسی چیز کے لیے جس میں اس کا دل مشغول نہ ہو اگر کام ہلکا ہے تو کوئی حرج نہیں کہ اس کے لیے دوسروں سے کہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے کسی صاحب علم سے نہیں سنا کہ اس نے اعتکاف کے بارے میں کوئی شرط بیان کی ہو کیونکہ اعتکاف بھی نماز روزہ اور حج وغیرہ اعمال کی طرح ایک عمل ہے یا ان سے مشابہت رکھنے والا عمل خواہ وہ فرض عبادت ہو یا نفلی۔ بس جو ان میں سے کوئی کام کرے تو اسے چاہیے کہ سنت ماضیہ کے مطابق کرے اور یہ اسے حق نہیں ہے کہ مسلمانوں کے پرانے طریقے کو چھوڑ کر اس میں جدت پیدا کرے اور نہ کوئی جدید شرط عائد کرنی چاہیے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے خود اعتکاف کیا اور مسلمانوں نے اعتکاف کا طریقہ سیکھ لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اعتکاف اور جوار ایک ہی چیز ہے نیز شہری اور دیہاتی کا اعتکاف ایک جیسا ہے۔

٢- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ الْاِعْتِكَافُ إِلَّا بِهِ

جن چیزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں

[٣٤٦] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَنَافِعًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَا لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ، بِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كِتَابِهِ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُونَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرہ:١٨٧) فَإِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ الْاِعْتِكَافَ مَعَ الصِّيَامِ.

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصِيَامٍ.

قاسم بن محمد اور نافع دونوں حضرات نے فرمایا کہ نہیں ہے اعتکاف مگر روزے کے ساتھ' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے سفیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر۔ پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو'' یہاں اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کا ذکر روزے کے ساتھ فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک بھی یہی حکم ہے کہ نہیں ہے اعتکاف مگر روزے کے ساتھ۔

٣- بَابُ خُرُوجِ الْمُعْتَكِفِ إِلَى الْعِيدِ

معتکف کا نمازِ عید کے لیے نکلنا

[٣٤٧] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ زِيَادِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اعْتَكَفَ فَكَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَتِهِ تَحْتَ سَقِيفَةٍ فِي حُجْرَةٍ مُغْلَقَةٍ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ ثُمَّ لَا يَرْجِعُ حَتّٰى يَشْهَدَ الْعِيدَ مَعَ الْمُسْلِمِينَ.

سمی مولیٰ ابو بکر سے روایت ہے کہ ابو بکر بن عبد الرحمٰن اعتکاف میں ہوتے تو قضائے حاجت کے لیے ایک چھت والے بند حجرے میں جاتے جو حضرت خالد بن ولید کے گھر میں تھا اور اس کے علاوہ باہر نہ نکلتے یہاں تک کہ مسلمانوں کے ساتھ عید میں شامل ہوتے۔

[٣٤٨] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ زِيَادٍ، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ رَاٰى بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ اِذَا اعْتَكَفُوا الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ لَا يَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَهَالِيْهِمْ حَتّٰى يَشْهَدُوا الْفِطْرَ مَعَ النَّاسِ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھ لیتے۔

قَالَ زِيَادٌ قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِيْ ذٰلِكَ عَنْ اَهْلِ الْفَضْلِ الَّذِيْنَ مَضَوْا، وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو دیکھا کہ جب وہ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تو اپنے گھر والوں کے پاس نہ جاتے یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھ لیتے۔

٤- بَابُ قَضَاءِ الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف کی قضاء کا بیان

٣٤٨- حَدَّثَنِيْ زِيَادٌ، عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ فِيْهِ وَجَدَ اَخْبِيَةً خِبَاءَ عَائِشَةَ، وَخِبَاءَ حَفْصَةَ، وَخِبَاءَ زَيْنَبَ، فَلَمَّا رَاٰهَا سَاَلَ عَنْهَا فَقِيْلَ لَهُ هٰذَا خِبَاءُ عَائِشَةَ، وَحَفْصَةَ وَزَيْنَبَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِهِنَّ؟ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ حَتَّى اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

صحیح البخاری (۲۰۳٤) صحیح مسلم (۲۷۷۷_۲۷۷۸)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا۔ جب اس مکان کی طرف گئے جس میں اعتکاف بیٹھنے کا ارادہ تھا تو وہاں خیمے دیکھے جو حضرت عائشہ، حضرت حفصہ اور حضرت زینب کے تھے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کہتے ہو کہ نیکی ان کے ساتھ ہے؟ پھر آپ واپس لوٹ گئے اور اعتکاف نہ بیٹھے یہاں تک کہ شوال کے دس روز معتکف رہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ لِعُكُوْفٍ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَاَقَامَ يَوْمًا اَوْ يَوْمَيْنِ، ثُمَّ مَرِضَ، فَخَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ اَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَعْتَكِفَ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَشْرِ اِذَا صَحَّ اَمْ لَا يَجِبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَفِيْ اَيِّ شَهْرٍ يَعْتَكِفُ اِنْ وَجَبَ عَلَيْهِ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ مَالِكٌ يَقْضِيْ مَا وَجَبَ عَلَيْهِ مِنْ عُكُوْفٍ اِذَا صَحَّ فِيْ رَمَضَانَ اَوْ غَيْرِهِ، وَقَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرَادَ الْعُكُوْفَ فِيْ رَمَضَانَ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ، حَتّٰى اِذَا ذَهَبَ رَمَضَانُ اعْتَكَفَ عَشْرًا مِنْ شَوَّالٍ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوا، پھر ایک یا دو روز ٹھہرنے کے بعد بیمار پڑ گیا تو مسجد سے چلا گیا۔ اس پر دس میں سے باقی دنوں کا اعتکاف واجب ہے، جب کہ تندرست ہو جائے یا واجب نہیں ہے؟ اور اگر یہ اس پر واجب ہے تو کون سے مہینے میں اعتکاف کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ جو دن رہ گئے ہیں ان کی قضاء کرے جبکہ وہ تندرست ہو جائے، خواہ رمضان میں قضاء کرے یا دوسرے مہینوں میں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں اعتکاف کا ارادہ کیا، پھر واپس لوٹ گئے اور اعتکاف نہ فرمایا، یہاں تک کہ جب رمضان گزر گیا تو شوال میں دس روز اعتکاف کیا۔

وَالْمُتَطَوِّعُ فِي الْاِعْتِكَافِ فِيْ رَمَضَانَ وَالَّذِيْ عَلَيْهِ الْاِعْتِكَافُ اَمْرُهُمَا وَاحِدٌ فِيْمَا يَحِلُّ لَهُمَا وَيَحْرُمُ عَلَيْهِمَا وَلَمْ يَبْلُغْنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اعْتِكَافُهُ

رمضان میں نفلی اعتکاف ہو یا فرض اعتکاف، دونوں کا حکم یکساں ہے، جو حلال ہیں وہ دونوں میں اور جو حرام ہیں وہ دونوں میں اور مجھے اس کے سوا اور کوئی خبر نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کا

اِلَّا تَطَوُّعًا.

اعتکاف نفلی ہی ہوتا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْاَةِ اِنَّهَا اِذَا اعْتَكَفَتْ ثُمَّ حَاضَتْ فِيْ اِعْتِكَافِهَا اِنَّهَا تَرْجِعُ اِلٰى بَيْتِهَا فَاِذَا طَهُرَتْ رَجَعَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ اَيَّةَ سَاعَةٍ طَهُرَتْ ثُمَّ تَبْنِيْ عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ اِعْتِكَافِهَا وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْمَرْاَةُ يَجِبُ عَلَيْهَا صِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ فَتَحِيْضُ ثُمَّ تَطْهُرُ فَتَبْنِيْ عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ صِيَامِهَا وَلَا تُؤَخِّرُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس نے اعتکاف کیا' پھر اعتکاف میں حیض آ گیا تو وہ اپنے گھر لوٹ جائے اور جب پاک ہو تو مسجد میں واپس آ جائے' جس وقت بھی پاک ہو' پھر اپنے پچھلے اعتکاف پر بناء کرے اور اسی عورت کے مانند جس عورت پر دو مہینے کے متواتر روزے واجب ہوں اور اسے حیض آ جائے تو پاک ہونے پر اپنے گزشتہ روزوں پر بنا کرے اور اس میں تاخیر بالکل نہ کرے۔

۳۴۹- وَحَدَّثَنِيْ زِيَادٌ' عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَذْهَبُ لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ فِي الْبُيُوْتِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انسانی ضرورت کے تحت گھروں میں جایا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَخْرُجُ الْمُعْتَكِفُ مَعَ جَنَازَةِ اَبَوَيْهِ وَلَا مَعَ غَيْرِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ معتکف اپنے والدین یا دوسرے کے جنازے کے ساتھ نہ جائے۔

۵- بَابُ النِّكَاحِ فِي الْاِعْتِكَافِ

اعتکاف میں نکاح کرنا

قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِنِكَاحِ الْمُعْتَكِفِ نِكَاحَ الْمِلْكِ مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيْسُ' وَالْمَرْاَةُ الْمُعْتَكِفَةُ اَيْضًا تُنْكَحُ نِكَاحَ الْخِطْبَةِ مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيْسُ' وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ مِنْ اَهْلِهٖ بِاللَّيْلِ مَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِنْهُنَّ بِالنَّهَارِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر معتکف اپنا نکاح کرے تو کوئی ڈر نہیں لیکن ہاتھ نہ لگایا جائے' اسی طرح اعتکاف والی عورت کا معاملہ ہے جب کہ ہاتھ نہ لگایا جائے اور معتکف پر رات میں بھی وہی چیزیں حرام ہیں جو اس کے لیے دن میں حرام ہیں۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ زِيَادٌ قَالَ مَالِكٌ' وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَمَسَّ امْرَاَتَهٗ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ وَلَا يَتَلَذَّذُ مِنْهَا بِقُبْلَةٍ وَلَا غَيْرِهَا وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا يَكْرَهُ لِلْمُعْتَكِفِ وَلَا لِلْمُعْتَكِفَةِ اَنْ يَنْكِحَا فِيْ اِعْتِكَافِهِمَا مَا لَمْ يَكُنِ الْمَسِيْسُ فَيُكْرَهُ وَلَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ اَنْ يَنْكِحَ فِيْ صِيَامِهٖ' وَفَرْقٌ بَيْنَ نِكَاحِ الْمُعْتَكِفِ' وَنِكَاحِ الْمُحْرِمِ اَنَّ الْمُحْرِمَ يَاْكُلُ' وَيَشْرَبُ' وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ' وَيَشْهَدُ الْجَنَائِزَ' وَلَا يَتَطَيَّبُ. وَالْمُعْتَكِفُ وَالْمُعْتَكِفَةُ يَدَّهِنَانِ' وَيَتَطَيَّبَانِ' وَيَاْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ شَعْرِهٖ' وَلَا يَشْهَدَانِ الْجَنَائِزَ' وَلَا يُصَلِّيَانِ عَلَيْهَا' وَلَا يَعُوْدَانِ الْمَرِيْضَ' فَاَمْرُهُمَا فِي النِّكَاحِ مُخْتَلِفٌ' وَذٰلِكَ

یحیٰ' زیاد' امام مالک نے فرمایا کہ اعتکاف میں آدمی کا اپنی بیوی کو چھونا حلال نہیں ہے اور نہ بوسہ وغیرہ کے ذریعے اس سے لذت حاصل کرے اور میں نے کسی سے نہیں سنا کہ وہ اعتکاف والے مرد یا عورت کے نکاح کرنے کو مکروہ جانے جب تک کہ مساس نہ ہو کیونکہ یہ مکروہ ہے اور روزے کی حالت میں روزہ دار کے لیے نکاح کرنا مکروہ نہیں ہے۔ معتکف اور احرام والے کے نکاح میں یہ فرق ہے کہ احرام والا کھاتا پیتا ہے' بیمار کی عیادت کرتا ہے' جنازے کے ساتھ جاتا ہے لیکن خوشبو نہیں لگاتا جبکہ اعتکاف والے مرد عورت خوشبو لگاتے' تیل ڈالتے' اپنے بال درست کرتے ہیں مگر جنازے کے ساتھ نہیں جاتے' اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے اور مریض کی عیادت نہیں کرتے۔ پس ان کے نکاح کا حکم

الْمَاضِيُّ مِنَ السُّنَّةِ فِي نِكَاحِ الْمُحْرِمِ وَالْمُعْتَكِفِ وَالصَّائِمِ.

بھی مختلف ہے۔ لہٰذا احرام والے، معتکف اور روزہ دار کے نکاح سے متعلق یہی سنت چلی آ رہی ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

شب قدر کا بیان

۳۵۰- حَدَّثَنِي زِيَادٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوُسْطَ مِنْ رَمَضَانَ، فَاعْتَكَفَ عَامًا حَتَّى إِذَا كَانَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ، وَهِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِي يَخْرُجُ فِيهَا مِنْ صُبْحِهَا مِنِ اعْتِكَافِهِ قَالَ مَنِ اعْتَكَفَ مَعِيَ فَلْيَعْتَكِفِ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ وَقَدْ رَأَيْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، ثُمَّ أُنْسِيتُهَا، وَقَدْ رَأَيْتُنِي أَسْجُدُ مِنْ صُبْحِهَا فِي مَاءٍ وَطِينٍ، فَالْتَمِسُوهَا فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، وَالْتَمِسُوهَا فِي كُلِّ وِتْرٍ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے درمیانی عشرے میں اعتکاف کیا کرتے۔ ایک سال آپ نے اعتکاف کیا تو جب اکیسویں رات ہوئی جس کی صبح کو آپ اعتکاف سے باہر آیا کرتے تھے تو فرمایا کہ جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو اسے چاہیے کہ آخری عشرے کا اعتکاف کرے اور آج رات میں نے شب قدر کو دیکھا لیکن پھر مجھے بھلا دی گئی اور میں نے دیکھا اس کی صبح کو میں کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں، پس اسے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأُمْطِرَتِ السَّمَاءُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَكَانَ الْمَسْجِدُ عَلَى عَرِيشٍ فَوَكَفَ الْمَسْجِدُ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ انْصَرَفَ وَعَلَى جَبْهَتِهِ وَأَنْفِهِ أَثَرُ الْمَاءِ وَالطِّينِ مِنْ صُبْحِ لَيْلَةِ إِحْدَى وَعِشْرِينَ. صحیح البخاری (۲۰۲۷) صحیح مسلم (۲۷۶۱ تا ۲۷۶۵)

حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ اس رات بارش ہوئی اور مسجد کی چھت پتوں اور شاخوں کی تھی۔ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ میری آنکھوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا نشان تھا یعنی اکیسویں رات کی صبح کو۔

۳۵۱- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ.

صحیح البخاری (۲۰۲۰) صحیح مسلم (۲۷۶۸)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کیا کرو۔

۳۵۲- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ. صحیح مسلم (۲۷۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو آخری سات راتوں میں تلاش کیا کرو۔

۳۵۳- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُنَيْسٍ الْجُهَنِيَّ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي رَجُلٌ شَاسِعُ الدَّارِ فَمُرْنِي لَيْلَةً أَنْزِلُ لَهَا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

حضرت عبداللہ بن انیس جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میرا گھر بہت دور ہے میرے لئے ٹھہرنے کی رات مقرر فرما دیجئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رمضان کی تیسویں رات کو

أُنْزِلَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ مِنْ رَمَضَانَ. صحیح مسلم (۲۷۶۷)

ٹھہرا کرو۔

۳۵٤- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنِّي أُرِيتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِي رَمَضَانَ حَتّٰى تَلَاحَى رَجُلَانِ فَرُفِعَتْ فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ.
صحیح البخاری (۲۰۲۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے رمضان کی وہ رات دکھائی گئی لیکن دو آدمیوں نے شور کیا تو اٹھالی گئی۔ اب اسے انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں راتوں میں تلاش کیا کرو۔

۳۵۵- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رِجَالًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُرُوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْمَنَامِ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي أَرٰى رُؤْيَاكُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلْيَتَحَرَّهَا فِي السَّبْعِ الْأَوَاخِرِ. صحیح البخاری (۲۰۱۵) صحیح مسلم (۲۷۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرام کو شب قدر کے اندر آخری سات راتوں میں دکھائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے خواب کی طرح میں نے بھی آخری سات راتوں میں دیکھی ہے۔ پس جو اسے تلاش کرے تو آخری سات راتوں میں ڈھونڈے۔

[۳٤۹] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَ مَنْ يَثِقُ بِهِ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُرِيَ أَعْمَارَ النَّاسِ قَبْلَهُ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَكَأَنَّهُ تَقَاصَرَ أَعْمَارَ أُمَّتِهِ أَنْ لَا يَبْلُغُوْا مِنَ الْعَمَلِ مِثْلَ الَّذِي بَلَغَ غَيْرُهُمْ فِي طُوْلِ الْعُمُرِ فَأَعْطَاهُ اللّٰهُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ. (رسالہ وصل البلاغات الاربع لابن الصلاح ج ا ص ۲۲)

امام مالک نے ایک معتبر صاحب علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کو پہلے لوگوں کی عمریں دکھائی گئیں یا ان میں سے جو اللہ نے چاہا تو آپ نے اپنی امت کی عمروں کو کم سمجھا کہ یہ عمل میں وہاں تک نہیں پہنچیں گے جہاں تک وہ لمبی عمروں کے باعث پہنچے تو اللہ نے ہزار مہینوں سے بہتر شب قدر عطا فرمادی۔

[۳۵۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي زِيَادٌ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ شَهِدَ الْعِشَاءَ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظِّهِ مِنْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے: جو شب قدر کی نماز عشاء میں شامل ہوا تو اس نے شب قدر کا ثواب حاصل کر لیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

۲۰- كِتَابُ الْحَجِّ

حج کا بیان

١- بَابُ الْغُسْلِ لِلْإِهْلَالِ

احرام باندھنے کے لیے غسل کرنا

۳۵٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ أَبُوْ بَكْرٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتُهِلَّ. صحیح مسلم (۲۹۰۰)

قاسم بن محمد نے حضرت اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت محمد بن ابوبکر کو بیداء کے مقام پر جنا تو حضرت ابوبکر نے اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: ان سے کہیے کہ غسل کر کے احرام باندھ لیں۔

[۳۵۱] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَیْسٍ وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِیْ بَکْرٍ بِذِی الْحُلَیْفَةِ، فَاَمَرَهَا اَبُوْ بَکْرٍ اَنْ تَغْتَسِلَ، ثُمَّ تُهِلَّ.

سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو ذوالحلیفہ کے مقام پر جنا تو حضرت ابوبکر نے ان سے فرمایا کہ غسل کر کے احرام باندھ لو۔ف

ف: حضرت اسماء بنت عمیس یہ صحابیہ صالحہ عاقلہ جمیلہ ہیں' یہ حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر کی زوجہ محترمہ ہیں' اپنے خاوند کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی' ان سے تین صاحبزادے عبداللہ' محمد اور عون پیدا ہوئے' جب مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی اور حضرت جعفر طیار جامِ شہادت نوش فرما گئے تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ نکاح کر لیا' ان سے محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے' حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد انہوں نے حضرت علی سے نکاح کر لیا اور کمسن ہونے کے باعث محمد بن ابوبکر بھی حضرت علی کے زیر پرورش رہے' اسی ایک تاریخی حقیقت کو سامنے رکھیں تو دونوں مقدس گھرانوں کے خوشگوار اور انتہائی قریبی تعلقات کی روشن تصویر نگاہوں کے سامنے آ جاتی ہے اور اس جھوٹے پروپیگنڈے کے چہرے سے نقاب ہٹ جاتی ہے جو حضرت ابوبکر اور حضرت علی کے درمیان کدورت اور کشیدگی بتانے کو اپنے دین وایمان کی بنیاد بنائے بیٹھے ہیں۔

علاوہ بریں محمد بن ابوبکر کے صاحبزادے ہیں قاسم بن محمد۔ جو اکابر تابعین و افاضل عصر اور مدینہ منورہ کے سات فقہاء سے ہیں۔ یہی قاسم بن محمد تو خسر ہیں امام محمد باقر کے اور نانا جان ہیں امام جعفر صادق کے۔ گویا حضرت ابوبکر صدیق وہ ہیں جو امام جعفر صادق کے نانا جان کے دادا جان ہیں۔ ان حضرات کے نسلاً بعد نسلاً کس طرح رشتہ داری کے تعلقات چلتے رہے کہ دونوں گھرانے باہم شیر وشکر نظر آتے ہیں۔ اگر ان گھرانوں کے مابین ذرا سا بھی بُعد ہوتا تو اس طرح ایک دوسرے کی آنکھوں کا نور اور اس طرح ایک دوسرے کے دل کا سرور بن کر کبھی نہ رہتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۵۲] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَغْتَسِلُ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ یُّحْرِمَ، وَلِدُخُوْلِهٖ مَکَّةَ، وَلِوُقُوْفِهٖ عَشِیَّةَ عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما غسل کیا کرتے تھے احرام باندھنے سے پہلے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے اور عرفات میں ٹھہرنے کے لیے۔

۲- بَابُ غُسْلِ الْمُحْرِمِ

محرم کے غسل کا بیان

۳۵۷- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَیْنٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اِخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ یَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ، وَقَالَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ لَا یَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهٗ. قَالَ فَاَرْسَلَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اِلٰی اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، فَوَجَدْتُهٗ یَغْتَسِلُ بَیْنَ الْقَرْنَیْنِ، وَهُوَ یُسْتَرُ بِثَوْبٍ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَقَالَ مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُنَیْنٍ، اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُکَ کَیْفَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَغْسِلُ رَاْسَهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟

عبداللہ بن حنین سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ میں ابواء کے مقام پر اختلاف ہو گیا۔ حضرت عبداللہ نے کہا کہ محرم اپنا سر دھو سکتا ہے اور حضرت مسور نے کہا کہ محرم اپنا سر نہ دھوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے مجھے حضرت ابوایوب انصاری کی خدمت میں بھیجا تو میں نے انہیں دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا اور کپڑے سے پردہ کیا ہوا تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے کہا کہ عبداللہ بن حنین ہوں' مجھے حضرت عبداللہ بن عباس نے آپ کے پاس یہ پوچھنے کے لیے بھیجا ہے کہ حالت احرام میں رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک کس

قَالَ فَوَضَعَ اَبُوْ اَیُّوْبَ یَدَهٗ عَلَی الثَّوْبِ فَطَأْطَاَهٗ حَتّٰی بَدَا لِیْ رَأْسُهٗ، ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ یَصُبُّ عَلَیْهِ اُصْبُبْ. فَصَبَّ عَلٰی رَأْسِهٖ، ثُمَّ حَرَّکَ رَأْسَهٗ بِیَدَیْهِ، فَاَقْبَلَ بِهِمَا، وَاَدْبَرَ، ثُمَّ قَالَ هٰکَذَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَفْعَلُ.

صحیح البخاری (۱۸٤۰) صحیح مسلم (۲۸۸۱-۲۸۸۲)

طرح دھویا کرتے تھے؟ حضرت ابوایوب نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچا کر دیا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا، پھر انہوں نے ایک آدمی سے پانی ڈالنے کے لیے کہا تو اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کو حرکت دی اور انہیں آگے پیچھے کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کرتے دیکھا تھا۔

[۳۵۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ حُمَیْدِ بْنِ قَیْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِیَعْلَی بْنِ مُنْیَةَ، وَهُوَ یَصُبُّ عَلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مَاءً، وَهُوَ یَغْتَسِلُ اُصْبُبْ عَلٰی رَأْسِیْ. فَقَالَ یَعْلٰی اَتُرِیْدُ اَنْ تَجْعَلَهَا بِیْ؟ اِنْ اَمَرْتَنِیْ صَبَبْتُ. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اُصْبُبْ فَلَنْ یَزِیْدَهُ الْمَاءُ اِلَّا شَعَثًا.

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یعلیٰ بن منیہ سے فرمایا جو غسل کرتے وقت ان کے اوپر پانی ڈالا کرتے تھے کہ میرے سر پر پانی ڈالو۔ یعلیٰ عرض گزار ہوئے کہ کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ گناہ مجھ پر ہو؟ اگر آپ حکم فرمائیں تو میں ڈالوں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ڈالو پانی سے یہی ہوگا کہ بال اور بکھر جائیں گے۔

۳۵۸- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا دَنَا مِنْ مَکَّةَ بَاتَ بِذِیْ طُوًی بَیْنَ الثَّنِیَّتَیْنِ حَتّٰی یُصْبِحَ، ثُمَّ یُصَلِّی الصُّبْحَ، ثُمَّ یَدْخُلُ مِنَ الثَّنِیَّةِ الَّتِیْ بِاَعْلٰی مَکَّةَ، وَلَا یَدْخُلُ اِذَا خَرَجَ حَاجًّا، اَوْ مُعْتَمِرًا حَتّٰی یَغْتَسِلَ قَبْلَ اَنْ یَدْخُلَ مَکَّةَ اِذَا دَنَا مِنْ مَکَّةَ بِذِیْ طُوًی، وَیَاْمُرُ مَنْ مَعَهٗ، فَیَغْتَسِلُوْنَ قَبْلَ اَنْ یَدْخُلُوْا. صحیح البخاری (۱۵۷۳)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مکہ مکرمہ کے نزدیک پہنچتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے دو گھاٹیوں کے درمیان، جب صبح ہو جاتی تو نماز فجر ادا کر کے اس گھاٹی سے داخل ہوتے جو مکہ معظمہ کے بالائی جانب ہے اور جب حج یا عمرہ کے ارادے سے نکلتے تو بغیر غسل کیے مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہوتے یعنی مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے نزدیک جا کر ذی طویٰ میں غسل کرتے اور اپنے ساتھیوں کو بھی داخل ہونے سے پہلے غسل کرنے کا حکم دیا کرتے۔

[۳۵٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ لَا یَغْسِلُ رَأْسَهٗ، وَهُوَ مُحْرِمٌ اِلَّا مِنَ الْاِحْتِلَامِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر احرام کی حالت میں اپنا سر نہ دھوتے مگر احتلام کے باعث۔

قَالَ مَالِکٌ سَمِعْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ لَا بَاْسَ اَنْ یَغْسِلَ الرَّجُلُ الْمُحْرِمُ رَأْسَهٗ بِالْغَسُوْلِ بَعْدَ اَنْ یَرْمِیَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ، وَقَبْلَ اَنْ یَحْلِقَ رَأْسَهٗ، وَذٰلِکَ اَنَّهٗ اِذَا رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ قَتْلُ الْقَمْلِ، وَحَلْقُ الشَّعْرِ، وَاِلْقَاءُ التَّفَثِ، وَلُبْسُ الثِّیَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ محرم کو خطمی و کھلی وغیرہ سے اپنا سر دھونے میں کوئی حرج نہیں یعنی جمرۂ عقبہ پر رمی کرنے کے بعد اور سر منڈانے سے پہلے اور یہ اس لیے ہے کہ جب جمرۂ عقبہ پر رمی کر لی تو جوں مارنا، سر منڈانا، میل چھڑانا اور کپڑے پہننا اس کے لیے حلال ہو گیا۔

۳- بَابُ مَا یُنْهٰی عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّیَابِ فِی الْاِحْرَامِ

احرام میں جو کپڑے پہننا ممنوع ہیں

٣٥٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ ، وَلَا الْعَمَائِمَ ، وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ ، وَلَا الْبَرَانِسَ ، وَلَا الْخِفَافَ ، اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ، وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ ، وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ ، وَلَا الْوَرْسُ.

صحیح البخاری (١٥٤٢) صحیح مسلم (٢٧٨٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ محرم کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قمیص، عمامے، شلواریں، ٹوپیاں اور موزے نہ پہنو مگر جسے میسر نہ آئیں تو موزے پہن لے لیکن اتنے کاٹ لے کہ ٹخنے کھلے رہیں اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جسے زعفران یا ورس لگی ہوئی ہو۔

قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا ذُكِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ ، فَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ بِهٰذَا ، وَلَا اَرٰى اَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ سَرَاوِيْلَ ، لِاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيْلَاتِ فِيْمَا نَهٰى عَنْهُ مِنْ لُبْسِ الثِّيَابِ الَّتِيْ لَا يَنْبَغِيْ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَلْبَسَهَا ، وَلَمْ يَسْتَثْنِ فِيْهَا كَمَا اسْتَثْنٰى فِي الْخُفَّيْنِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "جس کو ازار نہ ملے تو وہ شلوار پہن لے"۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ بات نہیں سنی اور میرے خیال میں محرم شلوار نہیں پہن سکتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے شلواروں کے پہننے سے منع فرمایا ہے جبکہ آپ نے ان کپڑوں سے منع فرمایا جن کا پہننا محرم کے لیے درست نہیں اور حضور نے موزوں کی طرح اس کا استثنٰی بھی نہیں فرمایا۔

٤- بَابُ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ فِي الْاِحْرَامِ

احرام میں رنگین کپڑے پہننا

٣٦٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ وَرْسٍ. وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ ، وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

صحیح البخاری (٥٨٥٢) صحیح مسلم (٢٧٨٥)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے محرم کو زعفران یا ورس کے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جس کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہن لے لیکن چاہیے کہ انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے۔

[٣٥٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، اَنَّهُ سَمِعَ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَاٰى عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا ، وَهُوَ مُحْرِمٌ ، فَقَالَ عُمَرُ مَا هٰذَا الثَّوْبُ الْمَصْبُوْغُ يَا طَلْحَةُ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّمَا هُوَ مَدَرٌ ، فَقَالَ عُمَرُ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الرَّهْطُ اَئِمَّةٌ يَقْتَدِيْ بِكُمُ النَّاسُ ، فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاهِلًا رَاٰى هٰذَا الثَّوْبَ لَقَالَ اِنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو حالت احرام میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے طلحہ! یہ رنگا ہوا کپڑا کیسا ہے؟ حضرت طلحہ نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ مٹی سے رنگا ہوا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ آپ حضرات امت محمدیہ کے امام ہیں، لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں، اگر کسی جاہل آدمی نے یہ کپڑا دیکھا تو ضرور کہے گا کہ میں نے حضرت طلحہ بن عبیداللہ کو حالت احرام میں رنگین کپڑا پہنے ہوئے دیکھا، لہٰذا آپ حضرات کسی بھی

الْمُصْبَغَةَ فِي الْإِحْرَامِ، فَلَا تَلْبَسُوْا أَيُّهَا الرَّهْطُ شَيْئًا مِنْ هٰذِهِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ.

چیز سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنا کریں۔

[٣٥٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّهَا كَانَتْ تَلْبَسُ الثِّيَابَ الْمُعَصْفَرَاتِ الْمُشَبَّعَاتِ، وَهِيَ مُحْرِمَةٌ لَيْسَ فِيهَا زَعْفَرَانٌ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر حالتِ احرام میں کسم سے گہرے رنگے ہوئے کپڑے پہنتی تھیں لیکن اس میں زعفران کی ملاوٹ نہیں ہوتی تھی۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ ثَوْبٍ مَسَّهُ طِيْبٌ، ثُمَّ ذَهَبَ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، هَلْ يُحْرِمُ فِيهِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ صِبَاغٌ مِنْ زَعْفَرَانٍ، أَوْ وَرْسٍ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ جس کپڑے کو خوشبو لگی ہو پھر خوشبو جاتی رہے تو کیا اس میں احرام باندھ لیا جائے؟ فرمایا: ہاں! جبکہ اس میں زعفران یا ورس کا رنگ نہ ہو۔ف

ف: امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حالتِ احرام میں کسم، ورس یا زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا جن سے خوشبو آتی ہو مکروہ ہے۔ اگر خوشبو زائل ہو چکی تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ یہی مذہب امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ہے۔ جمہور فقہاء اسی پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٥- بَابُ لُبْسِ الْمُحْرِمِ الْمِنْطَقَةَ

محرم کا پیٹی باندھنا

[٣٥٧] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ لُبْسَ الْمِنْطَقَةِ لِلْمُحْرِمِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما محرم کی پیٹی باندھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔

[٣٥٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ فِي الْمِنْطَقَةِ يَلْبَسُهَا الْمُحْرِمُ تَحْتَ ثِيَابِهِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا جَعَلَ طَرَفَيْهَا جَمِيعًا سُيُورًا يَعْقِدُ بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ محرم اگر کپڑوں کے نیچے پیٹی باندھ لے تو کوئی حرج نہیں جبکہ اس کے دونوں سروں پر تسمے ہوں جو ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی۔

٦- بَابُ تَخْمِيرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهُ

محرم کا منہ کو ڈھانپنا

[٣٥٩] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْفُرَافِصَةُ بْنُ عُمَيْرٍ الْحَنَفِيُّ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ يُغَطِّي وَجْهَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قاسم بن محمد نے فرمایا کہ مجھے فرافصہ بن عمیر حنفی نے بتایا کہ عرج کے مقام پر میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ حالتِ احرام میں اپنا منہ ڈھانپ رکھا تھا۔

[٣٦٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ مَا فَوْقَ الذَّقَنِ مِنَ الرَّأْسِ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ ٹھوڑی سے اوپر والا حصہ سر میں داخل ہے لہٰذا

فَلَا يُخَمِّرْهُ الْمُحْرِمُ.

محرم اسے نہ چھپائے۔

[۳۶۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَفَّنَ ابْنَهُ وَاقِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَاتَ بِالْجُحْفَةِ مُحْرِمًا، وَخَمَّرَ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ، وَقَالَ لَوْ لَا أَنَّا حُرُمٌ لَطَيَّبْنَاهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اپنے صاحبزادے حضرت واقد بن عبد اللہ کو کفن پہنایا جن کا حالت احرام کے اندر جحفہ میں انتقال ہو گیا تھا اور ان کے سر اور چہرے کو ڈھانپ دیا اور فرمایا کہ اگر ہم محرم نہ ہوتے تو ضرور اسے خوشبو لگاتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يَعْمَلُ الرَّجُلُ مَا دَامَ حَيًّا، فَإِذَا مَاتَ، فَقَدِ انْقَضَى الْعَمَلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عمل اسی وقت ہے جب تک کوئی زندہ رہے جب مر گیا تو عمل ختم ہو گیا۔

[۳٦۲] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ الْمُحْرِمَةُ، وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو وہ چہرے پر نقاب نہ ڈالے اور دستانے نہ پہنے۔

[۳٦۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَنَّهَا قَالَتْ كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ، وَنَحْنُ مَعَ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت منذر نے فرمایا کہ حالتِ احرام کے اندر ہم اپنے چہرے ڈھانپ لیا کرتیں اور ہم حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کے ساتھ ہوتیں۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطِّيبِ فِي الْحَجِّ

دورانِ حج خوشبو لگانے کا بیان

۳٦۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِإِحْرَامِهِ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَلِحِلِّهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

صحیح البخاری (۱۵۳۹) صحیح مسلم (۲۸۱۸)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگاتی اور احرام کھولنے کے لیے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے بھی۔

۳٦۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ، وَعَلَى الْأَعْرَابِيِّ قَمِيصٌ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ، فَكَيْفَ تَأْمُرُنِي أَنْ أَصْنَعَ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ انْزِعْ قَمِيصَكَ، وَاغْسِلْ هَذِهِ الصُّفْرَةَ عَنْكَ، وَافْعَلْ فِي عُمْرَتِكَ مَا تَفْعَلُ فِي حَجَّتِكَ.

صحیح البخاری (۱۵۳٦) صحیح مسلم (۲۷۹۰ تا ۲۷۹٤)

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حنین سے ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اعرابی کے اوپر قمیص تھی جس پر زرد نشانات تھے وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے تو آپ مجھے کیا کرنے کا حکم فرماتے ہیں؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنی قمیص اتار دو اور زردی کے نشانات اس سے دھو ڈالو اور پھر اپنے عمرے میں اسی طرح کرو جیسے اپنے حج میں کرتے ہو۔

[۳٦٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی

أَسْلَمَ مَوْلَىٰ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ، وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ، فَقَالَ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ مِنْكَ لَعَمْرُ اللّٰهِ؟ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ طَيَّبَتْنِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. فَقَالَ عُمَرُ عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتَرْجِعَنَّ فَلْتَغْسِلَنَّهُ.

اللہ تعالیٰ عنہ کو شجرہ کے مقام پر خوشبو آئی تو فرمایا کہ یہ خوشبو کس سے آ رہی ہے؟ حضرت معاویہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین مجھ سے۔ حضرت عمر نے فرمایا: وجود باری تعالیٰ کی قسم! آپ سے؟ حضرت معاویہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین! حضرت ام حبیبہ نے مجھے خوشبو لگا دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ ضرور اسے دھو کر واپس آیئے۔

[٣٦٥] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الصَّلْتِ بْنِ زُبَيْدٍ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَجَدَ رِيحَ طِيبٍ، وَهُوَ بِالشَّجَرَةِ، وَإِلَى جَنْبِهِ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ، فَقَالَ عُمَرُ مِمَّنْ رِيحُ هٰذَا الطِّيبِ؟ فَقَالَ كَثِيرٌ مِنِّي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، لَبَّدْتُ رَأْسِي وَأَرَدْتُ أَنْ لَا أَحْلِقَ، فَقَالَ عُمَرُ فَاذْهَبْ إِلَى شَرَبَةٍ، فَادْلُكْ رَأْسَكَ حَتّٰى تُنَقِّيَهُ. فَفَعَلَ كَثِيرُ بْنُ الصَّلْتِ.

صلت بن زبید نے اپنے کئی گھر والوں سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ کے مقام پر خوشبو محسوس کی اور ان کے پہلو میں کثیر بن صلت تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خوشبو کس سے آ رہی ہے؟ کثیر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! مجھ سے، میں نے اپنے سر کے بال جمائے ہوئے ہیں اور میرا سر منڈانے کا ارادہ نہیں ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ کسی گڑھے کے پاس جاؤ اور سر کو مل مل کر اسے دھو ڈالو۔ پس کثیر بن صلت نے ایسا ہی کیا۔

قَالَ مَالِكٌ الشَّرَبَةُ حَفِيرٌ تَكُونُ عِنْدَ أَصْلِ النَّخْلَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ شربہ اس گڑھے کو کہتے ہیں جو کھجور کی جڑ کے پاس ہوتا ہے۔ ف

ف: امام مالک کا موقف یہ ہے کہ اگر احرام باندھنے سے پہلے خوشبو لگائی اور حالت احرام میں بھی خوشبو کا اثر باقی رہے تو یہ مناسب نہیں ہے۔ ان کا عمل حضرت عمر کے اس ارشاد پر ہے جیسا کہ انہوں نے حضرت معاویہ اور حضرت کثیر بن الصلت سے فرمایا۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر حالت احرام میں خوشبو کا اثر باقی رہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ ان بزرگوں کا عمل حدیث عائشہ پر ہے جو موطا امام مالک کے اسی باب کی سب سے پہلی حدیث ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٣٦٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، وَرَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ سَأَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَخَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بَعْدَ أَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ وَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ عَنِ الطِّيبِ، فَنَهَاهُ سَالِمٌ، وَأَرْخَصَ لَهُ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ.

امام مالک نے یحییٰ بن سعید، عبداللہ بن ابوبکر اور ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت کی ہے کہ ولید بن عبدالملک نے سالم بن عبداللہ اور خارجہ بن زید بن ثابت سے کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد اور طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے کے متعلق پوچھا تو سالم بن عبداللہ نے منع کیا اور خارجہ بن زید بن ثابت نے اسے اجازت دی۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ أَنْ يَدَّهِنَ الرَّجُلُ بِدُهْنٍ لَيْسَ فِيهِ طِيبٌ قَبْلَ أَنْ يُحْرِمَ، وَقَبْلَ أَنْ يُفِيضَ مِنْ مِنًى بَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم کے لیے ایسا تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں جس کے اندر خوشبو نہ ہو جبکہ یہ منیٰ سے لوٹنے سے پہلے اور کنکریاں مارنے کے بعد ہو۔

قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ طَعَامٍ فِيهِ

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس کھانے کے بارے

زَعْفَرَانٌ هَلْ يَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ أَمَّا مَا تَمَسُّهُ النَّارُ مِنْ ذٰلِكَ، فَلَا بَأْسَ بِهِ أَنْ يَأْكُلَهُ الْمُحْرِمُ، وَأَمَّا مَا لَمْ تَمَسَّهُ النَّارُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَا يَأْكُلُهُ الْمُحْرِمُ.

میں پوچھا گیا جس میں زعفران ہو کہ کیا احرام والا اسے کھا سکتا ہے؟ فرمایا کہ اگر وہ چیز آگ پر پکائی گئی ہو تو محرم کے لیے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور جس کھانے کو آگ پر نہ پکایا ہو تو احرام والا اسے نہ کھائے۔ف

ف: رمی جمار اور سر منڈانے کے بعد طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگانے سے سالم بن عبداللہ بن عمر نے منع فرمایا ہے اور امام مالک کا اسی پر عمل ہے جب کہ خارجہ بن زید بن ثابت نے اس کی اجازت دی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ کا اس پر عمل ہے۔ امام مالک کے نزدیک جس کھانے میں زعفران ہو اور اسے آگ پر پکایا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک خواہ وہ آگ پر پکایا یا نہ پکایا ہر حالت میں اس کا کھانا درست ہے' صرف تنہا زعفران کا کھانا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٨- بَابُ مَوَاقِيتِ الْإِهْلَالِ

احرام باندھنے کے میقات

٣٦٣- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَيُهِلُّ أَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَبَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ. صحیح البخاری (١٥٢٥) صحیح مسلم (٢٧٩٧)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں' شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مجھ تک پہنچا کہ یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔

٣٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَنْ يُهِلُّوا مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ، وَأَهْلَ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ، وَأَهْلَ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مدینہ منورہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں' شام والے جحفہ سے اور نجد والے قرن سے۔

٣٦٥- قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثُ فَسَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَأُخْبِرْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَيُهِلُّ أَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ.
صحیح البخاری (٧٣٤٤) صحیح مسلم (٢٨٠٠)

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ تینوں تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنے اور مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یمن والے یلملم سے احرام باندھا کریں۔

[٣٦٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنَ الْفُرْعِ.

مالک' نافع' حضرت عبداللہ بن عمر نے فرع سے احرام باندھا۔

[٣٦٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَهَلَّ مِنْ إِيلِيَاءَ.

امام مالک نے ایک ثقہ آدمی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے بیت المقدس سے احرام باندھا۔

٣٦٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَهَلَّ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ بِعُمْرَةٍ.
سنن ابوداود (١٩٩٦) سنن ترمذی (٩٣٥) سنن نسائی (٢٨٦٣)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا۔

٩- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْإِهْلَالِ

٣٦٧- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيكَ لَكَ. قَالَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَزِيدُ فِيهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ إِلَيْكَ وَالْعَمَلُ. صحيح البخاری(١٥٤٩) صحيح مسلم(٢٨٠٣)

احرام باندھنے کا طریقہ اور لبیک کہنا

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا"لبیک اللھم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک "راوی کا بیان ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اس میں یہ اضافہ کرتے"لبیک وسعدیک والخیر بیدیک لبیک والرغباء الیک والعمل"۔

٣٦٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي فِي مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ أَهَلَّ. صحيح البخاری(١٥١٤) صحيح مسلم(٢٨١٤)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرتے اور جب اپنی سواری پر جلوہ افروز ہو جاتے تو لبیک کہتے۔

٣٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي تَكْذِبُونَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيهَا مَا أَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا مِنْ عِنْدِ الْمَسْجِدِ، يَعْنِي مَسْجِدَ ذِي الْحُلَيْفَةِ. صحيح البخاری(١٥٤١) صحيح مسلم(٢٨٠٤ و ٢٨٠٩)

سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہاں سے ابتداء کرنے کا تم رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ نہیں کہا مگر ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سے۔

٣٧٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا. قَالَ وَمَا هُنَّ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ، وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ، وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتَّى يَكُونَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ، وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا، وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ بِهَا،

عبید بن جریج نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے گزارش کی کہ اے ابو عبد الرحمٰن! میں نے آپ کے چار کام ایسے دیکھے ہیں کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو وہ کام کرتے نہیں دیکھا۔ فرمایا کہ اے ابن جریج! وہ کیا ہیں؟ کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ رکن یمانی اور حجر اسود کے سوا اور کسی رکن کو نہیں چھوتے' میں نے دیکھا کہ آپ ایسے جوتے پہنتے ہیں جن میں بال نہیں ہوتے۔ میں نے آپ کو زرد خضاب کرتے دیکھا اور میں نے دیکھا جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے تو لوگوں نے چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا اور آپ آٹھویں ذوالحجہ سے پہلے احرام نہیں باندھتے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ ارکان کی بات تو یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوتے نہیں دیکھا مگر ان دونوں ارکان کو رہی سبتیہ جوتوں کی بات تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایسے جوتے پہنتے جن پر بال نہ ہوتے اور انہیں وضو کر کے پہن لیتے' لہٰذا میں

فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَصْبُغَ بِهَا ' وَاَمَّا الْاِهْلَالُ ' فَاِنِّیْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.
صحیح البخاری (۱٦٦) صحیح مسلم (۲۸۱۰-۲۸۱۱)

ایسے جوتے پہننا پسند کرتا ہوں' زرد رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد خضاب کرتے دیکھا تو میں بھی لگانا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو احرام باندھتے نہیں دیکھا مگر جب سواری کا جانور سیدھا کھڑا ہو جاتا۔

[۳٦۹] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ ' ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَرْكَبُ ' فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ اَحْرَمَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ذوالحلیفہ کی مسجد میں نماز پڑھتے' پھر باہر نکل کر سوار ہوتے اور جب سواری سیدھی ہو جاتی تو احرام باندھتے۔

[۳۷۰] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عَبْدَ الْمَلِکِ بْنَ مَرْوَانَ اَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِی الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ ' وَاَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ اَشَارَ عَلَيْهِ بِذٰلِکَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عبدالملک بن مروان نے مسجد ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جب کہ ان کی سواری سیدھی ہو گئی اور یہ بات انہیں ابان بن عثمان نے بتائی تھی۔

۱۰- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْاِهْلَالِ

احرام میں بلند آواز سے لبیک کہنا

۳۷۱- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ' عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ' عَنْ خَلَّادِ بْنِ السَّائِبِ الْاَنْصَارِیِّ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِيْلُ ' فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰمُرَ اَصْحَابِیْ ' اَوْ مَنْ مَعِیَ اَنْ يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ ' اَوْ بِالْاِهْلَالِ يُرِيْدُ اَحَدَهُمَا. سنن ابوداؤد (۱۸۱٤) سنن ترمذی (۸۲۹) سنن نسائی (۲۷۵۲) سنن ابن ماجہ (۲۹۲۲)

خلاد بن سائب انصاری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے یہ حکم پہنچایا کہ میں اپنے اصحاب یا جو میرے ساتھ ہیں انہیں یہ حکم دوں کہ تلبیہ کہتے وقت یا احرام باندھتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کیا کریں یہاں ان دونوں میں سے ایک چیز مراد ہے۔

[۳۷۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالتَّلْبِيَةِ لِتُسْمِعِ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تلبیہ میں عورتوں پر آواز بلند کرنا نہیں ہے صرف اتنی آواز سے کہیں کہ خود سن سکیں۔

قَالَ مَالِکٌ لَا يَرْفَعُ الْمُحْرِمُ صَوْتَهٗ بِالْاِهْلَالِ فِیْ مَسَاجِدِ الْجَمَاعَاتِ لِيُسْمِعْ نَفْسَهٗ وَمَنْ يَلِيْهِ ' اِلَّا فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ' وَمَسْجِدِ مِنًى ' فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فِيْهِمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اپنی آواز کو جامع مسجدوں میں بلند نہ کرے' بس وہ خود سنے یا نزدیک والا' سوائے مسجد حرام اور مسجد منیٰ کے کیونکہ ان دونوں میں آواز بلند کی جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ سَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم حضرات کو

التَّلْبِيَةَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ، وَعَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الْاَرْضِ.

فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نماز کے بعد اور ہر چڑھائی پر چڑھتے ہوئے تلبیہ کہنا مستحب ہے۔

۱۱- بَابُ اِفْرَادِ الْحَجِّ

حج افراد کا بیان

۳۷۲- **حَدَّثَنِیْ** یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ، وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْحَجِّ. فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَحَلَّ، وَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ، اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَلَمْ يُحِلُّوْا حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ.

صحیح البخاری (۱۵۶۲) صحیح مسلم (۲۹۰۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا' بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بعض نے حج کا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا احرام باندھا۔ جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے احرام کھول دیا لیکن جنہوں نے حج کا یا حج وعمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا انہوں نے قربانی کے روز تک احرام نہ کھولا۔

۳۷۳- **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْرَدَ الْحَجَّ. صحیح مسلم (۲۹۱۳)

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔

[۳۷۲] اَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفْرَدَ الْحَجَّ.

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج افراد کیا۔

[۳۷۳] اَثَرٌ- **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ، ثُمَّ بَدَا لَهٗ اَنْ يُّهِلَّ بَعْدَهٗ بِعُمْرَةٍ، فَلَيْسَ لَهٗ ذٰلِکَ.

قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ الَّذِیْ اَدْرَکْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج مفرد کا احرام باندھا' پھر اس کا دل چاہا کہ عمرہ کا احرام باندھ لوں تو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے۔

۱۲- بَابُ الْقِرَانِ فِی الْحَجِّ

حج قران کا بیان

[۳۷۴] اَثَرٌ- **حَدَّثَنِیْ** یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ الْاَسْوَدِ دَخَلَ عَلٰى عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ بِالسُّقْيَا، وَهُوَ يَنْجَعُ بَكَرَاتٍ لَهٗ دَقِيْقًا وَّخَبَطًا، فَقَالَ هٰذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ يَنْهٰى عَنْ اَنْ يُّقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، فَخَرَجَ عَلِیُّ بْنُ

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت مقداد بن اسود اس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ اپنے بکری کے بچوں کو آٹا وغیرہ گھول کر پلا رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں۔ حضرت علی نکلے اور ان کے ہاتھوں پر آٹے اور پتوں کے نشانات

أَبِي طَالِبٍ وَعَلَى يَدَيْهِ أَثَرُ الدَّقِيقِ، وَالْخَبَطِ، فَمَا أَنْسَى أَثَرَ الدَّقِيقِ، وَالْخَبَطِ عَلَى ذِرَاعَيْهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَالَ أَنْتَ تَنْهَى أَنْ يُقْرَنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ ذٰلِكَ رَأْيِي. فَخَرَجَ عَلِيٌّ مُغْضَبًا وَهُوَ يَقُولُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ، وَعُمْرَةٍ مَعًا.

تھے اور میں ان کی کلائیوں کے ان نشانات کو بھولا نہیں ہوں یہاں تک کہ وہ حضرت عثمان کے پاس پہنچے اور کہا: آپ حج اور عمرہ کے درمیان قران سے منع کرتے ہیں؟ حضرت عثمان نے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے۔ پس حضرت علی ناراض ہو کر یہ کہتے ہوئے چلے آئے "لبیک اللھم لبیک بحجة وعمرة معا" (گویا اپنے عمل سے جواز ثابت کیا)۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَعَرِهِ شَيْئًا، وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ، وَيَحِلَّ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو حج وعمرہ کا قران کرے تو اپنے بال نہ کتروائے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک قربانی پیش نہ کرے اگر اس کے پاس ہو اور یوم النحر کو منیٰ میں احرام کھولے۔

[۳۷۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ خَرَجَ إِلَى الْحَجِّ، فَمِنْ أَصْحَابِهِ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ. فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ، أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحْلِلْ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، فَحَلُّوا.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ حج کے لیے نکلے' آپ کے اصحاب میں سے بعض نے حج کا احرام باندھا' بعض نے حج وعمرہ کو جمع کیا اور بعض نے عمرہ کا احرام باندھا' تو جنہوں نے حج کا احرام باندھا یا حج وعمرہ کو جمع کیا انہوں نے احرام نہ کھولا اور جو عمرہ کر چکے تھے انہوں نے احرام کھول دیا۔

۳۷٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يُهِلَّ بِحَجٍّ مَعَهَا فَذٰلِكَ لَهُ مَا لَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَقَدْ صَنَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ حِينَ قَالَ إِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى أَصْحَابِهِ، فَقَالَ مَا أَمْرُهُمَا إِلَّا وَاحِدٌ، أُشْهِدُكُمْ أَنِّي أَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ.

صحیح البخاری (۱۸۰٦) صحیح مسلم (۲۹۷۹)

امام مالک نے بعض اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عمرہ کا احرام باندھا' پھر چاہا کہ حج کا بھی اس کے ساتھ باندھ لے تو کر سکتا ہے جب تک بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی ہو۔ حضرت ابن عمر نے ایسا ہی کیا جبکہ فرمایا تھا کہ اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو میں وہی کروں گا جو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیا تھا۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: دونوں کا حال ایک جیسا ہے تو گواہ رہنا کہ میں نے حج کی نیت بھی عمرہ کے ساتھ کر لی ہے۔

۳۷۵- قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ أَهَلَّ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ قَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا.

صحیح البخاری (۱۵۵٦) صحیح مسلم (۲۹۰۲)

امام مالک نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عمرہ کا احرام باندھا تھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہے اُسے چاہیے کہ عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لے اور پھر اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے فارغ نہ ہو جائے۔

۱۳- بَابُ قَطعِ التَّلْبِيَةِ

لبیک نہ کہنے کا بیان

۳۷٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَهُمَا غَادِيَانِ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ كَانَ يُهِلُّ الْمُهِلُّ مِنَّا فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ.

صحیح البخاری (۱٦۵۹) صحیح مسلم (۳۰۸۵-۳۰۸٦)

محمد بن ابوبکر ثقفی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ دونوں منیٰ سے عرفات کی جانب جا رہے تھے کہ آج کے روز آپ حضرات رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کیا کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ہم میں سے بعض لبیک کہتے تو کوئی منع نہ کرتا اور بعض تکبیر کہتے اور انہیں بھی کوئی منع نہیں کیا کرتا تھا۔

[۳۷٦] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَانَ يُلَبِّي فِي الْحَجِّ حَتّٰى إِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ قَطَعَ التَّلْبِيَةَ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج میں لبیک کہتے رہتے یہاں تک کہ عرفہ کے روز جب سورج ڈھل جاتا تو لبیک کہنا موقوف کرتے تھے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا: یہ ایسی بات ہے جس پر ہمارے شہر کے اہل علم ہمیشہ رہے ہیں۔

[۳۷۷] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا كَانَتْ تَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ إِذَا رَجَعَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ.

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ جب وہ عرفات کی طرف جاتیں تو لبیک کہنا موقوف کر دیا کرتی تھیں۔

۳۷۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْحَجِّ إِذَا انْتَهٰى إِلَى الْحَرَمِ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يُلَبِّي حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ، فَإِذَا غَدَا تَرَكَ التَّلْبِيَةَ، وَكَانَ يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ إِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ. صحیح البخاری (۱۵۷۳) صحیح مسلم (۳۰۳٤)

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب کے دوران بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے مابین سعی کرتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیتے، پھر لبیک کہتے رہتے یہاں تک کہ منیٰ سے عرفات کو چلے یعنی صبح ہی سے لبیک کہنا ترک کر دیتے اور عمرہ میں حرم کے اندر داخل ہوتے ہی لبیک کہنا موقوف کر دیتے۔

[۳۷۸] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَا يُلَبِّي وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیا کرتے۔

[۳۷۹] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا كَانَتْ تَنْزِلُ مِنْ عَرَفَةَ بِنَمِرَةَ، ثُمَّ تَحَوَّلَتْ إِلَى الْأَرَاكِ.

علقمہ بن ابو علقمہ نے اپنی والدہ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ پہلے عرفات کے اندر نمرہ میں اترتیں اور پھر اراک میں اترنے لگیں۔

قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تُهِلُّ مَا كَانَتْ فِيْ مَنْزِلِهَا، وَمَنْ كَانَ مَعَهَا، فَإِذَا رَكِبَتْ فَتَوَجَّهَتْ إِلَى الْمَوْقِفِ تَرَكَتِ الْإِهْلَالَ.

ان کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ جب تک اپنی رہائش گاہ پر ہوتیں تو لبیک کہتیں اور جو بھی ان کے ساتھ ہوتا' جب موقف کی جانب سوار ہوتیں تو لبیک کہنا بند کر دیتیں۔

قَالَتْ وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَعْتَمِرُ بَعْدَ الْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ، ثُمَّ تَرَكَتْ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ تَخْرُجُ قَبْلَ هِلَالِ الْمُحَرَّمِ، حَتّٰى تَأْتِيَ الْجُحْفَةَ، فَتُقِيْمَ بِهَا حَتّٰى تَرَى الْهِلَالَ، فَإِذَا رَأَتِ الْهِلَالَ أَهَلَّتْ بِعُمْرَةٍ.

ان کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ حج کے بعد ذوالحجہ میں مکہ مکرمہ سے عمرہ کرتیں پھر ایسا کرنا ترک کر دیا۔ چنانچہ محرم کا چاند دیکھنے سے پہلے نکل آتیں یہاں تک کہ جحفہ میں آ ٹھہرتیں چاند دیکھنے تک جب چاند دیکھ لیتیں تو عمرے کا احرام باندھ لیتیں۔

[۳۸۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ غَدَا يَوْمَ عَرَفَةَ مِنْ مِنًى، فَسَمِعَ التَّكْبِيْرَ عَالِيًا، فَبَعَثَ الْحَرَسَ يَصِيْحُوْنَ فِي النَّاسِ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهَا التَّلْبِيَةُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز جب عرفہ کے روز منیٰ سے چلے تو بلند آواز سے تکبیر سنی گئی۔ انہوں نے محافظوں کو بھیجا جو بلند آواز سے کہہ رہے تھے: لوگو! یہ لبیک کہنے کا وقت ہے۔

۱۴- بَابُ إِهْلَالِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ بِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ

اہلِ مکہ اور مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے احرام کا بیان

[۳۸۱] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ يَا أَهْلَ مَكَّةَ مَا شَأْنُ النَّاسِ يَأْتُوْنَ شُعْثًا، وَأَنْتُمْ مُدَّهِنُوْنَ؟ أَهِلُّوْا إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلَالَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اہلِ مکہ! یہ کیا بات ہے کہ لوگ جب تمہارے پاس آتے ہیں تو ان کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں اور تم تیل لگاتے ہو؟ تم چاند دیکھ کر احرام باندھ لیا کرو۔

[۳۸۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَامَ بِمَكَّةَ تِسْعَ سِنِيْنَ يُهِلُّ بِالْحَجِّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَهُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نو سال تک مکہ مکرمہ میں رہے اور ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی احرام باندھ لیا کرتے' عروہ بن زبیر بھی ان کے ساتھ ہوتے اور ایسا ہی کرتے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يُهِلُّ أَهْلُ مَكَّةَ وَغَيْرُهُمْ بِالْحَجِّ إِذَا كَانُوْا بِهَا، وَمَنْ كَانَ مُقِيْمًا بِمَكَّةَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهَا مِنْ جَوْفِ مَكَّةَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الْحَرَمِ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ اہل مکہ اور اس میں رہنے والے حج کا احرام باندھیں اور جو مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو وہ حرم کی حد سے باہر نہ نکلے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ أَهَلَّ مِنْ مَكَّةَ بِالْحَجِّ، فَلْيُؤَخِّرِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى، وَكَذٰلِكَ صَنَعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جو مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھے تو اسے چاہیے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آئے اور حضرت عبد اللہ بن عمر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ أَهْلِ

امام مالک سے ان کے بارے میں پوچھا گیا جو مدینہ منورہ

اَلْمَدِيْنَةِ ' اَوْ غَيْرِهِمْ مِنْ مَكَّةَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ كَيْفَ يَصْنَعُ بِالطَّوَافِ؟ قَالَ اَمَّا الطَّوَافُ الْوَاجِبُ ' فَلْيُؤَخِّرْهُ وَهُوَ الَّذِي يَصِلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' وَلْيَطُفْ مَا بَدَا لَهُ ' وَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ كُلَّمَا طَافَ سَبْعًا ' وَقَدْ فَعَلَ ذٰلِكَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِيْنَ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ ' فَاَخَّرُوا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ' وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' حَتّٰى رَجَعُوْا مِنْ مِنًى ' وَفَعَلَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ' فَكَانَ يُهِلُّ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ ' وَيُؤَخِّرُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ ' وَالسَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' حَتّٰى يَرْجِعَ مِنْ مِنًى. وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ هَلْ يُهِلُّ مِنْ جَوْفِ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ؟ قَالَ بَلْ يَخْرُجُ اِلَى الْحِلِّ فَيُحْرِمُ مِنْهُ.

وغیرہ کے باشندے ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھیں تو وہ طواف کس طرح کریں؟ فرمایا کہ جو واجب طواف ہے اسے مؤخر کر دیں اور یہ وہ ہے جو طواف اور صفا و مروہ کی سعی کے درمیان ہوتا ہے اور نفلی طواف جتنے چاہے کرے لیکن ہر طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے اور کل سات مرتبہ طواف کرے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ایسا ہی کرتے جبکہ وہ حج کا احرام باندھتے کہ بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹ آتے اور حضرت عبداللہ بن عمر نے ایسا ہی کیا' وہ ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھتے اور بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کی سعی کو مؤخر کر دیتے یہاں تک کہ منیٰ سے واپس لوٹتے' امام مالک سے پوچھا گیا کہ مکہ معظمہ کا رہنے والا کیا مکہ مکرمہ سے عمرہ کا احرام باندھ سکتا ہے؟ فرمایا کہ اسے حرم سے باہر نکل کر احرام باندھنا چاہیے۔

۱۵- بَابُ مَا لَا يُوْجِبُ الْاِحْرَامُ مِنْ تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ

ہدی کے گلے میں کچھ لٹکا دینے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا

۳۷۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ ' اَنَّ زِيَادَ بْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ اَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ الْهَدْيُ ' وَقَدْ بَعَثْتُ بِهَدْيِيْ ' فَاكْتُبِيْ اِلَيَّ بِاَمْرِكِ ' اَوْ مُرِيْ صَاحِبَ الْهَدْيِ. قَالَتْ عَمْرَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ' اَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ ' ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ ' ثُمَّ بَعَثَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ اَبِيْ ' فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَيْءٌ اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ.

صحیح البخاری (۱۷۰۰) صحیح مسلم (۳۱۹۲)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ زیاد بن ابوسفیان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے لکھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جس نے ہدی بھیج دی تو اس پر وہ سب کچھ حرام ہو گیا جو حاجیوں پر ہوتا ہے یہاں تک کہ قربانی ذبح ہو جائے' میں ہدی بھیج رہا ہوں مجھے اپنا فیصلہ لکھ بھیجے یا ہدی لے جانے والے کو بتا دیجیے۔ عمرہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جو ابن عباس نے بتایا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہدی کے لیے اپنے ہاتھ سے ہار بنا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اپنے دستِ مبارک سے پہنایا' پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے میرے والد محترم کے ساتھ بھیجا لیکن اللہ تعالیٰ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں میں سے کوئی بھی رسول اللہ ﷺ پر حرام نہ ہوئی یہاں تک کہ ہدی ذبح ہو گئی۔ ف

ف: ہدی اس جانور کو کہتے ہیں جو مکہ مکرمہ کی جانب قربانی کے ارادے سے بھیجا جاتا ہے۔ قربانی بھیج دینے سے آدمی محرم نہیں ہو جاتا بلکہ ساتھ جانے اور احرام باندھنے سے محرم ہوتا ہے اور ہدی کے گلے میں جوتی یا ہار وغیرہ کوئی چیز لٹکا دینے کو تقلید کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۳۸۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الَّذِیْ یَبْعَثُ بِهَدْیِهٖ، وَیُقِیْمُ هَلْ یَحْرُمُ عَلَیْهِ شَیْءٌ؟ فَاَخْبَرَتْنِیْ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ لَا یَحْرُمُ اِلَّا مَنْ اَهَلَّ وَلَبّٰی.

یحییٰ بن سعید نے عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو قربانی بھیج کر خود ٹھہرا رہے کہ کیا اس پر کوئی چیز حرام ہو جاتی ہے؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ کو فرماتے سنا کہ کوئی چیز حرام نہیں ہوتی مگر احرام باندھنے اور تلبیہ کہنے سے۔

[۳۸۴] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّیْمِیِّ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَیْرِ، اَنَّهٗ رَاٰی رَجُلًا مُتَجَرِّدًا، بِالْعِرَاقِ، فَسَاَلَ النَّاسَ عَنْهُ، فَقَالُوْا اِنَّهٗ اَمَرَ بِهَدْیِهٖ اَنْ یُقَلَّدَ فَلِذٰلِکَ تَجَرَّدَ، قَالَ رَبِیْعَةُ فَلَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ، فَذَکَرْتُ لَهٗ ذٰلِکَ، فَقَالَ بِدْعَةٌ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ.

ربیعہ بن عبد اللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے عراق میں ایک آدمی کو کپڑے اتارے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے اس کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس نے اپنی ہدی کو ہار پہنانے کا حکم دیا ہے اس لیے کپڑے اتار دیئے۔ ربیعہ نے کہا کہ پھر میں حضرت عبد اللہ بن زبیر سے ملا تو ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم! یہ تو بدعت ہے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَمَّنْ خَرَجَ بِهَدْیٍ لِنَفْسِهٖ فَاَشْعَرَهٗ، وَقَلَّدَهٗ بِذِی الْحُلَیْفَةِ، وَلَمْ یُحْرِمْ هُوَ حَتّٰی جَاءَ الْجُحْفَةَ قَالَ لَا اُحِبُّ ذٰلِکَ، وَلَمْ یُصِبْ مَنْ فَعَلَهٗ، وَلَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یُقَلِّدَ الْهَدْیَ، وَلَا یُشْعِرَهٗ اِلَّا عِنْدَ الْاِهْلَالِ اِلَّا رَجُلٌ لَا یُرِیْدُ الْحَجَّ، فَیَبْعَثُ بِهٖ وَیُقِیْمُ فِیْ اَهْلِهٖ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنی قربانی کو لے کر خود نکلا پھر ذوالحلیفہ میں اشعار کیا اور ہار پہنایا اور احرام نہ باندھا یہاں تک کہ وہ جحفہ میں پہنچ گیا۔ فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا اور اس نے اچھا نہیں کیا۔ اس کے لیے قربانی کو ہار پہنانا اور اشعار کرنا مناسب نہیں مگر احرام باندھتے وقت، مگر جو آدمی حج کا ارادہ رکھے اور قربانی بھیج کر اپنے گھر میں رہے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ هَلْ یَخْرُجُ بِالْهَدْیِ غَیْرُ مُحْرِمٍ فَقَالَ نَعَمْ، لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا ہدی کو بغیر احرام کے لے کر نکل سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس میں کوئی حرج نہیں۔

وَسُئِلَ اَیْضًا عَمَّا اخْتَلَفَ فِیْهِ النَّاسُ مِنَ الْاِحْرَامِ لِتَقْلِیْدِ الْهَدْیِ مِمَّنْ لَا یُرِیْدُ الْحَجَّ، وَلَا الْعُمْرَةَ، فَقَالَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِیْ نَاْخُذُ بِهٖ فِیْ ذٰلِکَ قَوْلُ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ بِهَدْیِهٖ، ثُمَّ اَقَامَ فَلَمْ یَحْرُمْ عَلَیْهِ شَیْءٌ مِمَّا اَحَلَّهُ اللّٰهُ لَهٗ حَتّٰی نُحِرَ هَدْیُهٗ.

یہ بھی پوچھا گیا کہ لوگوں نے اختلاف کیا ہے کہ کوئی اپنی قربانی کو ہار پہنائے لیکن اس کا حج وعمرہ کا ارادہ نہیں ہے' یہ احرام کیسا ہے؟ فرمایا کہ اس بارے میں ہمارا موقف یہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی بھیجی اور خود ٹھہرے رہے' پس جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی ہیں ان میں سے کوئی چیز آپ پر حرام نہ ہوئی' یہاں تک کہ آپ کی قربانی ذبح کر دی گئی۔

۱۶- بَابُ مَا تَفْعَلُ الْحَائِضُ فِی الْحَجِّ

اگر عورت کو دورانِ حج حیض آ جائے

[۳۸۵] اَثَر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْحَائِضُ الَّتِیْ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ حائضہ عورت جو حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہو تو وہ اپنے

تُهِلُّ بِالْحَجِّ ' اَوِ الْعُمْرَةِ اِنَّهَا تُهِلُّ بِحَجِّهَا ' اَوْ عُمْرَتِهَا اِذَا اَرَادَتْ ' وَلٰكِنْ لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ' وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' وَهِيَ تَشْهَدُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا مَعَ النَّاسِ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ' وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ' وَلَا تَقْرَبُ الْمَسْجِدَ حَتّٰى تَطْهُرَ.

حج یا عمرہ میں جب چاہے لبیک کہتی رہے لیکن بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور نہ صفا و مروہ کے چکر لگائے اور وہ لوگوں کے ساتھ سارے ارکان ادا کرے ماسوائے اس کے کہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی' صفا و مروہ کے درمیان نہیں دوڑے گی اور پاک ہونے تک مسجد کے نزدیک نہیں جائے گی۔

۱۷- بَابُ الْعُمْرَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کا بیان

[۳۸۶] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِعْتَمَرَ ثَلَاثًا عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ ' وَعَامَ الْقَضِيَّةِ ' وَعَامَ الْجِعِرَّانَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کیے: حدیبیہ کے سال' قضیہ کے سال اور جعرانہ کے سال۔

[۳۸۷] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَعْتَمِرْ اِلَّا ثَلَاثًا اِحْدَاهُنَّ فِيْ شَوَّالٍ ' وَاثْنَتَيْنِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرے نہیں کیے مگر تین' ان میں سے ایک شوال میں کیا اور دو ذی قعدہ میں۔

۳۷۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ الْاَسْلَمِيِّ ' اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اَعْتَمِرُ قَبْلَ اَنْ اَحُجَّ؟ فَقَالَ سَعِيْدٌ نَعَمْ ' قَدِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ اَنْ يَحُجَّ. صحیح البخاری (۱۷۷٤)

ایک شخص نے سعید بن مسیب سے دریافت کیا کہ کیا میں حج سے پہلے عمرہ کر لوں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حج سے پہلے عمرہ کیا ہے۔

[۳۸۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ اَبِيْ سَلَمَةَ اسْتَاْذَنَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَنْ يَعْتَمِرَ فِيْ شَوَّالٍ ' فَاَذِنَ لَهُ فَاعْتَمَرَ ' ثُمَّ قَفَلَ اِلٰى اَهْلِهِ ' وَلَمْ يَحُجَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن ابو سلمہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شوال میں عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی تو انہیں اجازت دے دی گئی۔ پس انہوں نے عمرہ کیا اور حج کیے بغیر اپنے گھر واپس لوٹ آئے۔

۱۸- بَابُ قَطْعِ التَّلْبِيَةِ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ میں کب لبیک کہنا موقوف کرے؟

[۳۸۹] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهُ كَانَ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ فِي الْعُمْرَةِ اِذَا دَخَلَ الْحَرَمَ.

ہشام نے اپنے والد ماجد عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ عمرہ کے اندر جب وہ حرم میں داخل ہوتے تو لبیک کہنا موقوف کر دیتے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ اَحْرَمَ مِنَ التَّنْعِيْمِ اَنَّهُ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ حِيْنَ يَرَى الْبَيْتَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھے تو وہ بیت اللہ کو دیکھتے ہی تلبیہ موقوف کر دے۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَعْتَمِرُ مِنْ بَعْضِ الْمَوَاقِيْتِ ' وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ' اَوْ غَيْرِهِمْ مَتٰى يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ؟ قَالَ اَمَّا الْمُهِلُّ مِنَ الْمَوَاقِيْتِ ' فَاِنَّهُ يَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ اِذَا انْتَهٰى اِلَى الْحَرَمِ.

یحییٰ سے روایت ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے مواقیت سے عمرہ کا احرام باندھا اور وہ مدینہ منورہ وغیرہ کا رہنے والا ہے وہ تلبیہ کب بند کرے؟ فرمایا کہ جس نے مواقیت سے احرام باندھا ہے وہ حرم میں داخل ہوتے

ہی تلبیہ کہنا موقوف کر دے۔

قَالَ وَبَلَغَنِيْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ.

فرمایا اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ایسا ہی کرتے تھے۔

۱۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَتُّعِ

تمتع کا بیان

۳۸۰- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ، وَالضَّحَّاكَ ابْنَ قَيْسٍ عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ، وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ جَهِلَ اَمْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَ مَا قُلْتَ يَا ابْنَ اَخِيْ، فَقَالَ الضَّحَّاكُ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَدْ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهُ. صحیح البخاری(۱۷۲۴) صحیح مسلم(۲۹۵۱،۲۹۴۸)

محمد بن عبد اللہ بن حارث سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ضحاک بن قیس سے سنا جس سال کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے حج کیا کہ یہ دونوں حضرات عمرہ سے حج کے تمتع کا ذکر کر رہے تھے تو حضرت ضحاک بن قیس نے کہا کہ اسے وہی کرے گا جو احکام الٰہیہ سے بے خبر ہو۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ اے بھتیجے! تم نے اچھی بات نہیں کہی۔ حضرت ضحاک نے کہا کہ حضرت عمر نے اس سے منع فرمایا ہے۔ حضرت سعد نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ کام کیا ہے۔

[۳۹۰] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ وَاللّٰهِ لَاَنْ اَعْتَمِرَ قَبْلَ الْحَجِّ، وَاُهْدِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَعْتَمِرَ بَعْدَ الْحَجِّ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ.

صدقہ بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر میں حج سے پہلے عمرہ کروں اور قربانی بھیجوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ حج کے بعد ذوالحجہ میں عمرہ کروں۔

[۳۹۱] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ فِيْ شَوَّالٍ، اَوْ ذِي الْقَعْدَةِ، اَوْ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ قَبْلَ الْحَجِّ، ثُمَّ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ، فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ اِنْ حَجَّ، وَعَلَيْهِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ، فَاِنْ لَمْ يَجِدْ، فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو حج سے پہلے حج کے مہینوں شوال ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں عمرہ کرے، پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے یہاں تک کہ حج کو پائے، پس اگر حج کرے تو اس نے تمتع کیا۔ اس پر قربانی ہے جو میسر آئے، اگر قربانی نہ ملے تو حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے لوٹتے وقت۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اِذَا اَقَامَ حَتَّى الْحَجِّ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے کہ حج تک ٹھہرے پھر اس سال حج کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ انْقَطَعَ اِلٰى غَيْرِهَا، وَسَكَنَ سِوَاهَا، ثُمَّ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى اَنْشَاَ الْحَجَّ مِنْهَا اِنَّهُ مُتَمَتِّعٌ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا لیکن دوسری جگہ جا کر آباد ہو گیا پھر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے آیا پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہا، یہاں تک کہ اس نے حج کو

يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْىُ ، أَوِ الصِّيَامُ اَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا ، وَاَنَّهُ لَا يَكُوْنُ مِثْلَ اَهْلِ مَكَّةَ.

پالیا تو اس نے تمتع کیا اور اس پر قربانی واجب ہے اور نہ ملے تو روزے رکھے اور اس کا حال مکہ معظمہ میں رہنے والوں جیسا نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ غَيْرِ اَهْلِ مَكَّةَ دَخَلَ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فِىْ اَشْهُرِ الْحَجِّ ، وَهُوَ يُرِيْدُ الْاِقَامَةَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُنْشِىءَ ، اَلْحَجَّ اَمُتَمَتِّعٌ هُوَ؟ فَقَالَ نَعَمْ ، هُوَ مُتَمَتِّعٌ ، وَلَيْسَ هُوَ مِثْلَ اَهْلِ مَكَّةَ ، وَاِنْ اَرَادَ الْاِقَامَةَ ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ دَخَلَ مَكَّةَ وَلَيْسَ هُوَ مِنْ اَهْلِهَا ، وَاِنَّمَا الْهَدْىُ ، اَوِ الصِّيَامُ عَلٰى مَنْ لَّمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ ، وَاَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ يُرِيْدُ الْاِقَامَةَ ، وَلَا يَدْرِىْ مَا يَبْدُوْ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ ، وَلَيْسَ هُوَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا نہیں ہے وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کے ارادے سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا اور وہ حج تک مکہ معظمہ میں ٹھہرنا چاہتا ہے کیا وہ متمتع ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ متمتع ہے اور اہل مکہ جیسا نہیں ہے اگرچہ وہ ٹھہرنے کا ارادہ کرے اور اس غرض سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو لیکن وہ یہاں کا باشندہ نہیں اور جو مکہ مکرمہ کا باشندہ نہ ہو تو اس پر قربانی یا روزے ہیں کیونکہ اس نے مکہ مکرمہ میں جو عارضی اقامت اختیار کی تو نہیں معلوم کہ اس کے بعد وہ کیا صورت اختیار کرے لہٰذا وہ مکہ مکرمہ کے باشندوں میں شمار نہیں۔

[٣٩٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَنِ اعْتَمَرَ فِىْ شَوَّالٍ ، اَوْ ذِى الْقَعْدَةِ ، اَوْ فِىْ ذِى الْحِجَّةِ ، ثُمَّ اَقَامَ بِمَكَّةَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ الْحَجُّ ، فَهُوَ مُتَمَتِّعٌ اِنْ حَجَّ ، وَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ ، وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے حج کے مہینوں یعنی شوال ، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں عمرہ کیا پھر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا یہاں تک کہ حج کو پایا تو وہ متمتع ہے جبکہ حج کرے لہٰذا جو میسر آئے قربانی دے اور نہ ملے تو تین روزے حج کے دوران رکھے اور سات روزے اس وقت جبکہ لوٹے۔

٢٠- بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيْهِ التَّمَتُّعُ

جس صورت میں آدمی متمتع نہیں ہوتا

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اعْتَمَرَ فِىْ شَوَّالٍ ، اَوْ ذِى الْقَعْدَةِ ، اَوْ ذِى الْحِجَّةِ ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ ، ثُمَّ حَجَّ مِنْ عَامِهٖ ذٰلِكَ ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ هَدْىٌ ، اِنَّمَا الْهَدْىُ عَلٰى مَنِ اعْتَمَرَ فِىْ اَشْهُرِ الْحَجِّ ، ثُمَّ اَقَامَ حَتَّى الْحَجِّ ، ثُمَّ حَجَّ ، وَكُلُّ مَنِ انْقَطَعَ اِلٰى مَكَّةَ مِنْ اَهْلِ الْاٰفَاقِ وَسَكَنَهَا ، ثُمَّ اعْتَمَرَ فِىْ اَشْهُرِ الْحَجِّ ، ثُمَّ اَنْشَاَ الْحَجَّ مِنْهَا فَلَيْسَ بِمُتَمَتِّعٍ ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ هَدْىٌ وَّلَا صِيَامٌ ، وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ اَهْلِ مَكَّةَ اِذَا كَانَ مِنْ سَاكِنِيْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے شوال ، ذی قعدہ یا ذی الحجہ میں عمرہ کیا ، پھر اپنے گھر کو واپس لوٹ گیا ، پھر اسی سال حج کیا تو اس پر قربانی نہیں ہے ، قربانی تو اس پر ہے جو حج کے مہینوں میں عمرہ کرے ، پھر حج تک وہیں ٹھہرے اور حج کرے ، اگر کوئی دوسرے کسی ملک سے مکہ مکرمہ میں آ ٹھہرا ، پھر وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرے ، پھر حج کو پائے تو وہ متمتع نہیں ہوگا اور اس پر قربانی اور روزے نہیں ہیں کیونکہ وہ اہل مکہ کی طرح ہے جبکہ یہاں کی رہائش اختیار کرلی ہے۔

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ خَرَجَ اِلَى الرِّبَاطِ ، اَوْ اِلٰى سَفَرٍ مِنَ الْاَسْفَارِ ، ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى مَكَّةَ وَهُوَ يُرِيْدُ الْاِقَامَةَ بِهَا كَانَ لَهُ اَهْلٌ بِمَكَّةَ ، اَوْ لَا اَهْلَ لَهُ

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اہل مکہ ہے ، وہ رباط کی جانب یا کسی اور جگہ کی طرف سفر پر نکلا ، پھر مکہ مکرمہ واپس آ گیا اور وہ یہیں اقامت پذیر رہنا چاہتا ہے اور مکہ

بِهَا، فَدَخَلَهَا بِعُمْرَةٍ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ، ثُمَّ أَنْشَأَ الْحَجَّ وَكَانَتْ عُمْرَتُهُ الَّتِي دَخَلَ بِهَا مِنْ مِيقَاتِ النَّبِيِّ ﷺ، أَوْ دُونَهُ أَمُتَمَتِّعٌ مَنْ كَانَ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ؟ فَقَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُتَمَتِّعِ مِنَ الْهَدْيِ أَوِ الصِّيَامِ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿ذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ (البقرہ:۱۹۶)۔

مکرمہ میں اس کے گھر والے ہوں یا نہ ہوں' پھر وہ حج کے مہینوں میں عمرہ کی غرض سے حاضر ہوا' پھر حج پایا اور اس نے عمرہ کا احرام نبی کریم ﷺ کے میقات سے باندھا ہو یا کسی دوسرے سے' جس کی یہ حالت ہو وہ متمتع ہو سکتا ہے یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس پر متمتع کی طرح قربانی اور روزے نہیں ہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "یہ حکم اس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو"۔

۲۱- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْعُمْرَةِ

عمرہ کے بارے میں دیگر روایات

۳۸۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ. صحیح البخاری (۱۷۷۳) صحیح مسلم (۳۲۷۶)

ابوصالح سمان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہیں ہے حج مبرور کی جزاء مگر جنت۔

۳۸۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ إِنِّي قَدْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ، فَاعْتُرِضَ لِي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اعْتَمِرِي فِي رَمَضَانَ، فَإِنَّ عُمْرَةً فِيهِ كَحَجَّةٍ. سنن ابوداؤد (۱۹۸۹) سنن ترمذی (۹۳۹) سنن نسائی (۲۱۰۹) سنن ابن ماجہ (۲۹۹۱)

ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ میں نے حج کی تیاری کر لی تھی لیکن ایک رکاوٹ پیش آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ رمضان میں عمرہ کر لینا کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج کی طرح ہے۔

[۳۹۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ افْصِلُوا بَيْنَ حَجِّكُمْ، وَعُمْرَتِكُمْ، فَإِنَّ ذَلِكَ أَتَمُّ لِحَجِّ أَحَدِكُمْ، وَأَتَمُّ لِعُمْرَتِهِ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: اپنے حج اور عمرہ کے درمیان فاصلہ رکھا کرو تاکہ تمہارا حج پورا ہو جائے اور تمہارا عمرہ بھی پورا ہو جائے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ حج کے مہینوں کے سوا عمرہ کیا کرو۔

[۳۹۴] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ إِذَا اعْتَمَرَ رُبَّمَا لَمْ يَحْطُطْ عَنْ رَاحِلَتِهِ حَتَّى يَرْجِعَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب عمرہ کرتے تو بعض اوقات اپنی سواری سے بھی نہ اترتے کہ واپس لوٹ آتے۔

قَالَ مَالِكٌ الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَرْخَصَ فِي تَرْكِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ عمرہ سنت ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ مسلمانوں میں سے کسی نے اسے ترک کرنے کی اجازت دی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا أَرَى لِأَحَدٍ أَنْ يَعْتَمِرَ فِي السَّنَةِ

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے سال میں کئی دفعہ عمرہ

مِرَارًا.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُعْتَمِرِ يَقَعُ بِأَهْلِهِ إِنَّ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ الْهَدْيَ وَعُمْرَةً أُخْرٰى يَبْتَدِئُ بِهَا بَعْدَ إِتْمَامِهِ الَّتِي أَفْسَدَ، وَيُحْرِمُ مِنْ حَيْثُ أَحْرَمَ بِعُمْرَتِهِ الَّتِي أَفْسَدَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحْرَمَ مِنْ مَكَانٍ أَبْعَدَ مِنْ مِيقَاتِهِ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يُحْرِمَ مِنْ مِيقَاتِهِ.

کرنا مناسب نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ عمرہ کرنے والا اگر اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو اس پر قربانی ہے اور اس عمرہ کو پورا کرنے کے بعد جو فاسد کیا ہے قضاء کا دوسرہ عمرہ شروع کر دے اور جہاں سے فاسد عمرے کا احرام باندھا تھا وہیں سے قضاء کے عمرے کا احرام باندھے ماسوائے اس کے کہ وہ جگہ میقات سے بہت دور ہو تو اس پر نہیں ہے مگر میقات سے احرام باندھنا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ دَخَلَ مَكَّةَ بِعُمْرَةٍ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، أَوْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ، ثُمَّ وَقَعَ بِأَهْلِهِ ثُمَّ ذَكَرَ قَالَ يَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ، ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَيَعْتَمِرُ عُمْرَةً أُخْرٰى وَيُهْدِي. وَعَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَصَابَهَا زَوْجُهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو عمرے کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہو پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور وہ جنبی یا بغیر وضو ہو پھر اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے اور پھر ذکر کرے؟ فرمایا کہ وضو یا غسل کرے پھر دوبارہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور دوسرا عمرہ کرے اور قربانی دے اور اس کی بیوی پر بھی یہی کچھ ہے جبکہ اس نے بھی احرام باندھا ہوا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الْعُمْرَةُ مِنَ التَّنْعِيمِ، فَإِنَّهُ مَنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْحَرَمِ، ثُمَّ يُحْرِمَ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُجْزِئُ عَنْهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنَّ الْفَضْلَ أَنْ يُهِلَّ مِنَ الْمِيقَاتِ الَّذِي وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، أَوْ مَا هُوَ أَبْعَدُ مِنَ التَّنْعِيمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے تنعیم سے عمرہ شروع کیا تو وہ اگر چاہے تو حرم سے نکل کر احرام باندھ لے یہ کافی ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ لیکن افضل یہی ہے کہ اس میقات سے احرام باندھے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے یا جو تنعیم سے زیادہ دور ہو۔

۲۲- بَابُ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ

محرم کے نکاح کا بیان

[۳۹۵] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ أَبَا رَافِعٍ وَرَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَزَوَّجَاهُ مَيْمُوْنَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو رافع اور ایک انصاری کو بھیجا تو ان دونوں نے میمونہ بنت حارث کا نکاح کر دیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت نکلنے سے پہلے مدینہ منورہ میں تھے۔

۳۸۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ أَخِي بَنِي عَبْدِ الدَّارِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَرْسَلَ إِلٰى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَأَبَانُ يَوْمَئِذٍ أَمِيْرُ الْحَاجِّ، وَهُمَا مُحْرِمَانِ إِنِّي قَدْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْكِحَ طَلْحَةَ بْنَ عُمَرَ بِنْتَ شَيْبَةَ بْنِ جُبَيْرٍ، وَأَرَدْتُ أَنْ تَحْضُرَ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ

نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ عمر بن عبید اللہ نے انہیں ابان بن عثمان کے پاس بھیجا جو حاجیوں کے امیر تھے اور دونوں نے احرام باندھا ہوا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ طلحہ بن عمر کا نکاح شیبہ بن جبیر کی شہزادی سے کردوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ بھی تشریف لائیں۔ ابان نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں

أَبَانُ وَقَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ، وَلَا يَخْطُبُ.

صحیح مسلم (۳۴۳۲)

نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم نہ نکاح کرے نہ نکاح کرائے اور نہ نکاح کا پیغام دے۔

[۳۹۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيْفٍ الْمُرِّيَّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ طَرِيْفًا تَزَوَّجَ امْرَأَةً، وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَرَدَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نِكَاحَهُ.

ابوغطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد طریف نے احرام کی حالت میں ایک عورت کا نکاح کر دیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نکاح کو باطل کر دیا۔

[۳۹۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى نَفْسِهِ، وَلَا عَلٰى غَيْرِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ احرام والا نکاح نہ کرے اور اپنے لیے یا کسی دوسرے سے نکاح کا پیغام نہ دے۔

[۳۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلُوْا عَنْ نِكَاحِ الْمُحْرِمِ فَقَالُوْا لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ، وَلَا يُنْكِحُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے نکاح محرم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: محرم نکاح نہ کرے اور نہ نکاح کروائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ الْمُحْرِمِ إِنَّهُ يُرَاجِعُ امْرَأَتَهُ إِنْ شَاءَ إِذَا كَانَتْ فِيْ عِدَّةٍ مِنْهُ.

امام مالک نے احرام والے کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی سے رجوع کر سکتا ہے جبکہ وہ عدت گزار رہی ہو۔

۲۳- بَابُ حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ

محرم کا پچھنے لگوانا

۳۸۴- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوْقَ رَأْسِهِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِلَحْيَيْ جَمَلٍ مَكَانٌ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ.

صحیح البخاری (۱۸۳۶) صحیح مسلم (۲۸۷۸، ۳۴۳۶)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام کے اندر سر کے اوپر پچھنے لگوائے اور اس روز آپ لحی جمل میں تھے جو مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک جگہ ہے۔

[۳۹۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِمَّا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ احرام والا پچھنے نہ لگوائے مگر جب اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَحْتَجِمُ الْمُحْرِمُ إِلَّا مِنْ ضَرُوْرَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ احرام والا پچھنے نہ لگوائے۔

۲۴- بَابُ مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ

محرم کے لیے کس شکار کا کھانا جائز ہے؟

۳۸۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ

نافع مولیٰ ابوقتادہ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت ابو

مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ التَّيْمِيِّ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰی اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ، عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ، اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَهٗ مُحْرِمِيْنَ، وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ، فَرَاٰى حِمَارًا وَحْشِيًّا، فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ، فَسَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا عَلَيْهِ، فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا، فَاَخَذَهٗ، ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ، فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ، فَلَمَّا اَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ.

صحیح البخاری (۲۹۱٤) صحیح مسلم (۲۸٤٣-۲۸٤٤)

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک جگہ چند ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا اور یہ غیر محرم تھے۔ انہوں نے ایک گورخر دیکھا تو فوراً سوار ہو گئے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کوڑا پکڑانے کے لیے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اپنا نیزہ مانگا تب بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ یہ خود لے کر گورخر پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار گرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ کے بعض اصحاب نے اس میں سے کھایا اور بعض نے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے تو اس بارے میں آپ سے پوچھا' فرمایا کہ یہ کھانا ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے کھلایا۔

[٤٠٠] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَ يَتَزَوَّدُ صَفِيْفَ الظِّبَاءِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَالصَّفِيْفُ الْقَدِيْدُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالتِ احرام میں ہرن کے بھنے ہوئے گوشت سے ناشتہ کیا کرتے۔

امام مالک نے فرمایا کہ صفیف کا معنیٰ خشک گوشت ہے۔

۳۸٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهٗ، عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ اَبِي النَّضْرِ اِلَّا اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهٖ شَيْءٌ؟ صحیح البخاری (٤٥٩١) صحیح مسلم (۲۸٤٥)

زید بن اسلم کو عطاء بن یسار نے حضرت ابو قتادہ کے گورخر شکار کرنے کی حدیث ابو النضر کی طرح بتائی مگر زید بن اسلم کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے گوشت میں سے تمہارے پاس کچھ باقی ہے؟

۳۸۷- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ، عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُمَيْرِ ابْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ، عَنِ الْبَهْزِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ، وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ اِذَا حِمَارٌ وَحْشِيٌّ عَقِيْرٌ، فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ دَعُوْهُ، فَاِنَّهٗ يُوْشِكُ اَنْ يَاْتِيَ صَاحِبُهٗ. فَجَاءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَاْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ، فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهٗ بَيْنَ الرِّفَاقِ، ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى

عمیر بن سلمہ ضمری نے حضرت زید بن کعب بہزی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلے اور احرام باندھ لیا تھا یہاں تک کہ جب روحاء کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک زخمی گورخر تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ اسے رہنے دو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا مالک آ جائے۔ پس بہزی جو اس کے مالک تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! یہ گورخر آپ کی نذر ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ اسے ساتھیوں میں تقسیم کر دیں۔ پھر چل پڑے یہاں تک کہ جب اثابہ کے مقام پر پہنچے جو رویثہ اور عرج کے درمیان ہے تو سائے میں ایک ہرن

إِذَا كَانَ بِالْأُثَابَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ إِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِيْ ظِلٍّ فِيْهِ سَهْمٌ، فَزَعَمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا أَنْ يَقِفَ عِنْدَهُ لَا يَرِيْبُهُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ.

سنن نسائی (۲۸۱۷)

سر جھکائے کھڑا تھا جس کو تیر لگا ہوا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس کے پاس کھڑا رہے تاکہ اسے کوئی نہ چھیڑے یہاں تک کہ سب گزر جائیں۔

[۴۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ أَقْبَلَ مِنَ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالرَّبَذَةِ وَجَدَ رَكْبًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مُحْرِمِيْنَ، فَسَأَلُوْهُ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوْهُ عِنْدَ أَهْلِ الرَّبَذَةِ، فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ ثُمَّ إِنِّيْ شَكَكْتُ فِيْمَا أَمَرْتُهُمْ بِهِ، فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ مَاذَا أَمَرْتَهُمْ بِهِ؟ فَقَالَ أَمَرْتُهُمْ بِأَكْلِهِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَوْ أَمَرْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَفَعَلْتُ بِكَ، يَتَوَاعَدُهُ.

سعید بن مسیب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ بحرین سے آ رہے تھے یہاں تک کہ جب ربذہ کے مقام پر پہنچے تو چند عراقی سوار ملے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ انہوں نے ان سے شکار کے گوشت کے بارے میں پوچھا جو انہیں ربذہ والوں سے ملا تھا۔ پس انہوں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ فرمایا کہ پھر مجھے یہ حکم دینے کے متعلق شک ہو گیا۔ جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو حضرت عمر سے میں نے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ آپ نے انہیں کیا حکم دیا؟ جواب دیا کہ میں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ اگر آپ اس کے سوا کوئی اور حکم دیتے تو میں ضرور آپ کے ساتھ ایسا کرتا یعنی انہیں دھمکاتے۔

[۴۰۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، أَنَّهُ مَرَّ بِهِ قَوْمٌ مُحْرِمُوْنَ بِالرَّبَذَةِ، فَاسْتَفْتَوْهُ فِيْ لَحْمِ صَيْدٍ وَجَدُوْا نَاسًا أَحِلَّةً يَأْكُلُوْنَهُ، فَأَفْتَاهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ بِمَ أَفْتَيْتَهُمْ؟ قَالَ فَقُلْتُ أَفْتَيْتُهُمْ بِأَكْلِهِ. قَالَ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ أَفْتَيْتَهُمْ بِغَيْرِ ذٰلِكَ لَأَوْجَعْتُكَ.

سالم بن عبد اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے سنا کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے بیان کر رہے تھے کہ ربذہ میں ان کے پاس سے ایسے لوگ گزرے جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ تو ان سے شکار کے گوشت کے بارے میں پوچھا جسے چند ایسے لوگ کھا رہے تھے جو محرم نہ تھے۔ تو میں نے انہیں کھانے کا حکم دیا۔ پھر میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: آپ نے انہیں کیا فتویٰ دیا۔ جواب دیا کہ میں نے انہیں کھانے کا فتویٰ دیا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر اس کے سوا کوئی اور فتویٰ دیتے تو میں آپ کو سزا دیتا۔

[۴۰۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ أَقْبَلَ مِنَ الشَّامِ فِيْ رَكْبٍ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ وَجَدُوْا لَحْمَ صَيْدٍ، فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ بِأَكْلِهِ. قَالَ فَلَمَّا قَدِمُوْا عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِالْمَدِيْنَةِ ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ مَنْ أَفْتَاكُمْ بِهٰذَا؟ قَالُوْا كَعْبٌ. قَالَ فَإِنِّيْ قَدْ أَمَّرْتُهُ عَلَيْكُمْ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار جب چند سواروں کے ساتھ شام سے آ رہے تھے تو راستے میں انہیں شکار کا گوشت ملا۔ حضرت کعب نے انہیں کھانے کا فتویٰ دیا۔ جب مدینہ منورہ میں حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئے تو لوگوں نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا کہ تمہیں اس کا فتویٰ کس نے دیا؟ کہا حضرت کعب نے۔ فرمایا کہ میں نے واپسی تک انہیں

حَتّٰی تَرْجِعُوا. ثُمَّ لَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ مَرَّتْ بِهِمْ رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، فَأَفْتَاهُمْ كَعْبٌ أَنْ يَأْخُذُوهُ، فَيَأْكُلُوهُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ذَكَرُوْا لَهٗ ذٰلِكَ، فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى أَنْ تُفْتِيَهُمْ بِهٰذَا؟ قَالَ هُوَ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ قَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ؟ قَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنْ هِيَ إِلَّا نَثْرَةُ حُوْتٍ يَنْثُرُهٗ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَرَّتَيْنِ.

تمہارے اوپر امیر بنایا تھا۔ پھر جب مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے تو ان کے پاس سے ٹڈی دل گزرا۔ حضرت کعب نے انہیں فتوئی دیا کہ پکڑو اور کھاؤ۔ جب واپس حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا ان سے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: تمہیں یہ فتوئی دینے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا کہ یہ دریائی شکار ہے۔ فرمایا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کہا کہ امیر المؤمنین! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ ایک مچھلی کی چھینک سے ہیں جو سال میں دو مرتبہ چھینکتی ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّا يُوْجَدُ مِنْ لُحُوْمِ الصَّيْدِ عَلَى الطَّرِيْقِ هَلْ يَبْتَاعُهُ الْمُحْرِمُ؟ فَقَالَ أَمَّا مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ يُعْتَرَضُ بِهِ الْحَاجُّ، وَمِنْ أَجْلِهِمْ صِيْدَ، فَإِنِّيْ أَكْرَهُهٗ وَأَنْهٰى عَنْهُ، فَأَمَّا أَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ رَجُلٍ لَمْ يُرِدْ بِهِ الْمُحْرِمِيْنَ، فَوَجَدَهُ مُحْرِمٌ فَابْتَاعَهُ فَلَا بَأْسَ بِهٖ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ جو راستے میں شکار کا گوشت پائے تو کیا احرام والا اسے خرید سکتا ہے؟ فرمایا کہ جو حاجیوں کے لیے شکار کیا جائے تو میں اسے مکروہ شمار کرتا ہوں اور اس سے منع کرتا ہوں لیکن وہ ایسے آدمی کے پاس ہو جس نے احرام والوں کے لیے شکار نہ کیا ہو پھر محرم اسے دیکھ کر خرید لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ أَحْرَمَ، وَعِنْدَهٗ صَيْدٌ قَدْ صَادَهٗ، أَوِ ابْتَاعَهٗ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُرْسِلَهٗ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَجْعَلَهٗ عِنْدَ أَهْلِهٖ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے احرام باندھ لیا لیکن اس کے پاس شکار کیا ہوا یا خریدا ہوا جانور ہے تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ اسے چھوڑ دے بلکہ اپنے گھر والوں کے پاس چھوڑ دینے میں کوئی قباحت نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ صَيْدِ الْحِيْتَانِ فِي الْبَحْرِ وَالْأَنْهَارِ وَالْبِرَكِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ إِنَّهٗ حَلَالٌ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَصْطَادَهٗ.

امام مالک نے مچھلیوں کے شکار کے بارے میں فرمایا کہ دریا، نہروں اور تالاب وغیرہ میں احرام والے کے لیے ان کا شکار کرنا حلال ہے۔

۲۵- بَابُ مَا لَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ أَكْلُهٗ مِنَ الصَّيْدِ

کس شکار کا کھانا محرم کے لیے جائز نہیں؟

۳۸۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيِّ أَنَّهٗ أَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا وَحْشِيًّا وَهُوَ بِالْأَبْوَاءِ أَوْ بِوَدَّانَ، فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا رَأٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا فِيْ وَجْهِيْ قَالَ إِنَّا لَمْ نَرُدَّهٗ عَلَيْكَ إِلَّا أَنَّا حُرُمٌ. صحیح البخاری (۱۸۲۵) صحیح مسلم (۲۸۳۷-۲۸۳۸)

حضرت صعب بن جثامہ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک گورخر بطور نذرانہ پیش کیا جبکہ آپ ابواء یا ودان کے مقام پر تھے تو رسول اللہ ﷺ نے وہ انہیں واپس کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کا چہرہ مغموم دیکھا تو فرمایا: میں تمہارا تحفہ کبھی واپس نہ لوٹاتا لیکن میں نے احرام باندھا ہوا ہے۔

[٤٠٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ بِالْعَرْجِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ فِیْ يَوْمٍ صَائِفٍ قَدْ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِقَطِيْفَةٍ اُرْجُوَانٍ، ثُمَّ اُتِیَ بِلَحْمِ صَيْدٍ، فَقَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا. فَقَالُوْا اَوَلَا تَاْكُلُ اَنْتَ؟ فَقَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنَّمَا صِيْدَ مِنْ اَجْلِیْ.

عبدالرحمٰن بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ میں نے عرج کے مقام پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا کہ گرمی کی شدت کے باعث انہوں نے سرخ کمبل سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا ہے۔ پھر ان کی خدمت میں شکار کا گوشت پیش ہوا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ کھالو' وہ عرض گزار ہوئے کہ آپ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا کہ میرا معاملہ تمہارے جیسا نہیں ہے' میری خاطر تو یہ شکار کیا گیا ہے۔

[٤٠٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّهَا قَالَتْ لَهٗ يَا ابْنَ اُخْتِیْ اِنَّمَا هِیَ عَشْرُ لَيَالٍ، فَاِنْ تَخَلَّجَ فِیْ نَفْسِكَ شَیْءٌ، فَدَعْهُ تَعْنِیْ اَكْلَ لَحْمِ الصَّيْدِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے فرمایا: اے بھانجے! یہ دس راتیں ہیں اگر تمہارے دل میں کسی قسم کا شبہ ہو تو شکار کا گوشت نہ کھاؤ۔

قَالَ مَالِكٌ فِی الرَّجُلِ الْمُحْرِمِ يُصَادُ مِنْ اَجْلِهٖ صَيْدٌ فَيُصْنَعُ لَهٗ ذٰلِكَ الصَّيْدُ، فَيَاْكُلُ مِنْهُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ مِنْ اَجْلِهٖ صِيْدَ، فَاِنَّ عَلَيْهِ جَزَاءَ ذٰلِكَ الصَّيْدِ كُلِّهٖ.

امام مالک نے اس محرم کے بارے میں فرمایا جس کی خاطر شکار کیا گیا ہو' پھر وہ شکار اس کے لیے بنایا جائے' پھر وہ اس میں سے یہ جانتے ہوئے کھائے کہ اسی کی خاطر شکار کیا گیا ہے تو اس پورے شکار کا بدلہ اسی پر ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يُضْطَرُّ اِلٰی اَكْلِ الْمَيْتَةِ وَهُوَ مُحْرِمٌ اَيَصِيْدُ الصَّيْدَ فَيَاْكُلُهٗ، اَمْ يَاْكُلُ الْمَيْتَةَ؟ فَقَالَ بَلْ يَاْكُلُ الْمَيْتَةَ، وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی لَمْ يُرَخِّصْ لِلْمُحْرِمِ فِیْ اَكْلِ الصَّيْدِ، وَلَا فِیْ اَخْذِهٖ فِیْ حَالٍ مِنَ الْاَحْوَالِ، وَقَدْ اَرْخَصَ فِی الْمَيْتَةِ عَلٰی حَالِ الضَّرُوْرَةِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے احرام باندھا ہوا ہے اور وہ مردار کھانے پر مجبور ہو جائے' کیا وہ شکار کر کے کھا سکتا ہے؟ یا مردار کھائے؟ فرمایا کہ مردار کھائے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے محرم کو شکار کھانے کی اجازت نہیں دی اور نہ کسی حال میں پکڑنے کی لیکن مجبوری میں مردار کھانے کی اجازت دی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَمَّا مَا قَتَلَ الْمُحْرِمُ، اَوْ ذَبَحَ مِنَ الصَّيْدِ، فَلَا يَحِلُّ اَكْلُهٗ لِحَلَالٍ، وَلَا لِمُحْرِمٍ لِاَنَّهٗ لَيْسَ بِذَكِیٍّ كَانَ خَطَاً، اَوْ عَمْدًا فَاَكْلُهٗ لَا يَحِلُّ، وَقَدْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ، وَالَّذِیْ يَقْتُلُ الصَّيْدَ، ثُمَّ يَاْكُلُهٗ اِنَّمَا عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ مِثْلُ مَنْ قَتَلَهٗ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس شکار کو محرم نے مارا یا ذبح کیا تو اس کا کھانا غیر احرام والے اور احرام والے کسی کے لیے حلال نہیں ہے کیونکہ وہ پاک نہیں ہے خواہ غلطی سے کیا ہو یا جان بوجھ کر' اس کا کھانا حلال نہیں۔ یہ میں نے کتنے ہی حضرات سے سنا ہے جو شکار کو مارے پھر اسے کھائے تو اس پر ایک ہی کفارہ ہے جیسے مارنے والے پر جس نے کھایا نہ ہو۔

٢٦- بَابُ اَمْرِ الصَّيْدِ فِی الْحَرَمِ

حرم کے شکار کا بیان

قَالَ مَالِكٌ كُلُّ شَیْءٍ صِيْدَ فِی الْحَرَمِ، اَوْ اُرْسِلَ عَلَيْهِ كَلْبٌ فِی الْحَرَمِ، فَقَتَلَ ذٰلِكَ الصَّيْدَ فِی

امام مالک نے فرمایا کہ حرم میں جو شکار کیا جائے یا جس پر حرم میں کتا چھوڑا گیا اور کتے نے اسے حل میں جا کر مارا تو اس کا

الْحِلِّ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ أَكْلُهُ، وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ جَزَاءُ الصَّيْدِ، فَأَمَّا الَّذِي يُرْسِلُ كَلْبَهُ عَلَى الصَّيْدِ فِي الْحِلِّ فَيَطْلُبُهُ حَتّٰى يَصِيدَهُ فِي الْحَرَمِ، فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ جَزَاءٌ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَرْسَلَهُ عَلَيْهِ وَهُوَ قَرِيبٌ مِنَ الْحَرَمِ فَإِنْ أَرْسَلَهُ قَرِيبًا مِنَ الْحَرَمِ فَعَلَيْهِ جَزَاؤُهُ.

کھانا حلال نہیں ہے اور جس نے ایسا کیا اس پر شکار کا بدلہ ہے جس نے شکار پر حل میں کتا چھوڑا' وہ اسے تلاش کرتا رہا یہاں تک کہ حرم میں شکار جا کیا تو اسے نہ کھایا جائے لیکن اس کا بدلہ نہیں ہے ماسوائے اس صورت کے کہ چھوڑتے وقت وہ حرم کے قریب ہو' اگر حرم کے قریب ہی اسے چھوڑا تھا تو پھر اس پر بدلہ ہے۔

۲۷- بَابُ الْحُكْمِ فِي الصَّيْدِ

شکار کے بارے میں حکم

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ﴾ (المائدہ:۹۵).

امام مالک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے کہ اپنے کام کا وبال چکھے"۔

قَالَ مَالِكٌ فَالَّذِي يَصِيدُ الصَّيْدَ وَهُوَ حَلَالٌ، ثُمَّ يَقْتُلُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِمَنْزِلَةِ الَّذِي يَبْتَاعُهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ، ثُمَّ يَقْتُلُهُ، وَقَدْ نَهَى اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهِ فَعَلَيْهِ جَزَاؤُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو شخص حلال ہونے کی صورت میں شکار کو پکڑے اور حالتِ احرام میں اسے مارے تو یہ اسی کی طرح ہے جیسے محرم شکار کو خرید کر مارے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے قتل سے منع کیا ہے پس اس پر بدلہ ہے۔

وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ أَصَابَ الصَّيْدَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حُكِمَ عَلَيْهِ.

اور ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو حالتِ احرام میں شکار مارے بدلہ اسی پر ہے۔

قَالَ يَحْيٰى، قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يَقْتُلُ الصَّيْدَ فَيُحْكَمُ عَلَيْهِ فِيهِ أَنْ يُقَوَّمَ الصَّيْدُ الَّذِي أَصَابَ، فَيُنْظَرَ كَمْ ثَمَنُهُ مِنَ الطَّعَامِ، فَيُطْعِمَ كُلَّ مِسْكِينٍ مُدًّا، أَوْ يَصُومَ مَكَانَ كُلِّ مُدٍّ يَوْمًا، وَيُنْظَرَ كَمْ عِدَّةُ الْمَسَاكِينِ، فَإِنْ كَانُوا عَشَرَةً صَامَ عَشَرَةَ أَيَّامٍ، وَإِنْ كَانُوا عِشْرِينَ مِسْكِينًا صَامَ عِشْرِينَ يَوْمًا عَدَدَهُمْ مَا كَانُوا، وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ سِتِّينَ مِسْكِينًا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ شکار کو قتل کرنے کے بارے میں سب سے اچھی بات میں نے یہ سنی کہ شکار کی قیمت لگائی جائے گی' پھر دیکھا جائے گا کہ اس کا کتنا کھانا آتا ہے' ہر مسکین کو ایک مدّ کھانا کھلایا جائے گا' یا ہر مدّ کے بدلے ایک روزہ رکھے چنانچہ مساکین کی تعداد دیکھی جائے گی' اگر وہ دس ہوں تو دس روزے رکھے جائیں گے' اگر بیس مسکین ہوں تو بیس روزے رکھے جائیں گے' غرضیکہ ان کی تعداد جو بھی ہو خواہ وہ ساٹھ مساکین سے بھی بڑھ جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ أَنَّهُ يُحْكَمُ عَلَى مَنْ قَتَلَ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ وَهُوَ حَلَالٌ بِمِثْلِ مَا يُحْكَمُ بِهِ عَلَى الْمُحْرِمِ الَّذِي يَقْتُلُ الصَّيْدَ فِي الْحَرَمِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس حلال نے شکار کو حرم میں قتل کیا تو وہ اسی کے مانند ہے جیسے محرم نے حالتِ احرام کے اندر حرم میں شکار کو مارا ہو۔

۲۸- بَابٌ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ

محرم کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے؟

۳۸۹- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِیْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ اَلْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ.

صحیح البخاری (۱۸۲۸) صحیح مسلم (۲۸۶٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں کہ محرم کو ان کا قتل کرنا گناہ نہیں کوا' چیل' بچھو' چوہا اور کاٹنے والا کتا۔

۳۹۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ مَنْ قَتَلَهُنَّ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَلْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. صحیح البخاری (۲۳۱۵) صحیح مسلم (۲۸٦۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو انہیں حالتِ احرام میں بھی قتل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں یعنی بچھو' چوہا' کوا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔

۳۹۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِی الْحَرَمِ الْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ. صحیح مسلم (۲۸۵۵)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ فواسق ہیں جو حرم میں بھی قتل کیے جائیں گے یعنی چوہا' بچھو' کوا' چیل اور کاٹنے والا کتا۔

[٤٠٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ فِی الْحَرَمِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سانپوں کو حرم میں بھی مار دینے کا حکم فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فِی الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ الَّذِیْ اَمَرَ بِقَتْلِهِ فِی الْحَرَمِ اِنَّ كُلَّ مَا عَقَرَ النَّاسَ وَعَدَا عَلَيْهِمْ وَاَخَافَهُمْ مِثْلَ الْاَسَدِ وَالنَّمِرِ وَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ فَهُوَ الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَاَمَّا مَا كَانَ مِنَ السِّبَاعِ لَا يَعْدُوْ مِثْلُ الضَّبُعِ وَالثَّعْلَبِ وَالْهِرِّ وَمَا اَشْبَهَهُنَّ مِنَ السِّبَاعِ فَلَا يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ فَاِنْ قَتَلَهُ فَدَاهُ وَاَمَّا مَا ضَرَّ مِنَ الطَّيْرِ فَاِنَّ الْمُحْرِمَ لَا يَقْتُلُهُ اِلَّا مَا سَمَّى النَّبِیُّ ﷺ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ. وَاِنْ قَتَلَ الْمُحْرِمُ شَيْئًا مِنَ الطَّيْرِ سِوَاهُمَا فَدَاهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ کاٹنے والے کتے کو حرم میں بھی مار دینے کا حکم دیا گیا ہے' لہٰذا جو جانور لوگوں کو کاٹیں' ان پر حملہ کریں اور ڈرائیں جیسے شیر' چیتا' ریچھ اور بھیڑیا وغیرہ وہ کاٹنے والے کتے کے حکم میں ہیں اور جو درندے حملہ نہیں کرتے جیسے بجو' لومڑی' بلی اور ان جیسے درندے تو محرم انہیں قتل نہ کرے' اگر قتل کرے گا تو بدلہ دینا ہوگا اور جو پرندے ضرر پہنچاتے ہیں تو محرم انہیں قتل نہیں کرے گا مگر جن کا نام نبی کریم ﷺ نے لیا ہے جیسے کوا اور چیل اور اگر محرم ان دونوں کے سوا کسی پرندے کو مارے گا تو بدلہ دینا ہوگا۔

۲۹- بَابٌ مَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَنْ يَّفْعَلَهٗ

محرم کے لیے کون سے کام کرنا درست ہیں؟

[٤٠٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ

ربیعہ بن ابوعبداللہ بن ہدیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سقیا کے مقام پر دیکھا کہ اپنے

النَّبِيِّ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهُدَيْرِ، أَنَّهُ رَأَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُقَرِّدُ بَعِيرًا لَهُ فِي طِينٍ بِالسُّقْيَا وَهُوَ مُحْرِمٌ. قَالَ مَالِكٌ: وَأَنَا أَكْرَهُهُ.

اونٹ کی جوئیں نکال کر مٹی میں پھینکتے جاتے تھے اور وہ حالتِ احرام میں تھے امام مالک نے کہا کہ میں اسے مکروہ شمار کرتا ہوں۔

[٤٠٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، تُسْأَلُ عَنِ الْمُحْرِمِ أَيَحُكُّ جَسَدَهُ فَقَالَتْ نَعَمْ، فَلْيَحْكُكْهُ وَلْيَشْدُدْ، وَلَوْ رُبِطَتْ يَدَايَ، وَلَمْ أَجِدْ إِلَّا رِجْلَيَّ لَحَكَكْتُ.

علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا محرم اپنے جسم کو کھجا سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! کھجائے اور خوب کھجائے اور اگر میرے ہاتھ باندھ دیئے جائیں اور پیر میرے قابو میں ہوں تو ان سے کھجاؤں۔

[٤٠٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ نَظَرَ فِي الْمِرْآةِ لِشَكْوٍ كَانَ بِعَيْنِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آنکھ کی تکلیف کے باعث آئینہ دیکھا اور وہ احرام باندھے ہوئے تھے۔

[٤١٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَنْزِعَ الْمُحْرِمُ حَلَمَةً، أَوْ قُرَادَةً عَنْ بَعِيرِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے اونٹ کی جوں نکالنے کو مکروہ شمار کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَذٰلِكَ أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے یہ بات سب سے زیادہ پسند ہے۔

[٤١١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ، أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ ظُفْرٍ لَهُ انْكَسَرَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ سَعِيدٌ: اِقْطَعْهُ.

محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے سعید بن مسیب سے احرام والے کا ناخن ٹوٹ جانے کے متعلق پوچھا تو سعید نے فرمایا: "اسے کاٹ دو"۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَكِي أُذُنَهُ أَيَقْطُرُ فِي أُذُنِهِ مِنَ الْبَانِ الَّذِي لَمْ يُطَيَّبْ، وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَقَالَ لَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا، وَلَوْ جَعَلَهُ فِي فِيهِ لَمْ أَرَ بِذٰلِكَ بَأْسًا.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے کان میں درد ہو کہ کیا وہ اپنے کان میں بغیر خوشبو کا تیل ڈال سکتا ہے جبکہ وہ محرم ہو؟ فرمایا کہ مجھے اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور اگر منہ میں تکلیف ہو تب بھی کوئی ڈر نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا بَأْسَ أَنْ يَبُطَّ الْمُحْرِمُ خُرَاجَهُ، وَيَفْقَأَ دُمَّلَهُ، وَيَقْطَعَ عِرْقَهُ إِذَا احْتَاجَ إِلَى ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اگر اپنے پھوڑے کو چیرے یا اپنے آبلے کو پھوڑے یا فصد کھولے تو بوقتِ ضرورت کوئی حرج نہیں۔

٣٠- بَابُ الْحَجِّ عَمَّنْ يُحَجُّ عَنْهُ

دوسرے کی جانب سے حج کرنے کا بیان

٣٩٢- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ، فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَتَنْظُرُ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فضل بن عباس بیٹھے تھے کہ قبیلۂ خثعم سے ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی، فضل اس کی طرف اور وہ فضل کی طرف دیکھنے لگی، رسول اللہ

اِلَیْهِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَی الشِّقِّ الْاٰخَرِ، فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِیْضَةَ اللّٰهِ فِی الْحَجِّ اَدْرَکَتْ اَبِیْ شَیْخًا کَبِیْرًا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّثْبُتَ عَلَی الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ نَعَمْ، وَذٰلِکَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. صحیح البخاری(۱۵۱۳)صحیح مسلم(۳۲۳۸)

ﷺ نے فضل کا منہ دوسری طرف کر دیا' وہ عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے میرے والد محترم پر اس وقت حج فرض کیا جبکہ وہ بہت بوڑھے ہو گئے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتے' کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں اور یہ حجۃ الوداع کی بات ہے۔

۳۱- بَابُ مَا جَاءَ فِیْمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ

جسے دشمن روک دیں

[۴۱۲] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، قَالَ مَنْ حُبِسَ بِعَدُوٍّ فَحَالَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْبَیْتِ، فَاِنَّهٗ یَحِلُّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ، وَیَنْحَرُ هَدْیَهٗ، وَیَحْلِقُ رَاْسَهٗ حَیْثُ حُبِسَ، وَلَیْسَ عَلَیْهِ قَضَاءٌ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے فرمایا کہ جسے دشمن روک دے اور اس کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو جائے تو وہ احرام کھول دے' قربانی کو ذبح کرے اور سر منڈائے جہاں کہ اسے روکا گیا اور اس پر قضا نہیں ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَلَّ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ بِالْحُدَیْبِیَةِ، فَنَحَرُوا الْهَدْیَ، وَحَلَقُوْا رُءُوْسَهُمْ، وَحَلُّوْا مِنْ کُلِّ شَیْءٍ قَبْلَ اَنْ یَّطُوْفُوْا بِالْبَیْتِ، وَقَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَیْهِ الْهَدْیُ، ثُمَّ لَمْ یُعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهٖ وَلَا مِمَّنْ کَانَ مَعَهٗ اَنْ یَّقْضُوْا شَیْئًا وَلَا یَعُوْدُوْا لِشَیْءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب نے احرام کھول دیا تھا' ہدی ذبح کیں' سر منڈائے اور ہر چیز سے حلال ہو گئے پیشتر اس کے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے یا ہدی وہاں پہنچتی' پھر ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کسی صحابی یا ساتھی کو قضاء یا اعادہ کرنے کا حکم فرمایا ہو۔

۳۹۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ حِیْنَ خَرَجَ اِلٰی مَکَّةَ مُعْتَمِرًا فِی الْفِتْنَةِ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَیْتِ صَنَعْنَا کَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب فساد کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی جانب عمرہ کے ارادے سے نکلے تو فرمایا: اگر مجھے بیت اللہ سے روکا گیا تو وہی کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پس عمرہ کا احرام باندھا' اس لیے کہ حدیبیہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے بھی عمرے کا احرام باندھا تھا۔

ثُمَّ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ نَظَرَ فِیْ اَمْرِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَمْرُهُمَا اِلَّا وَاحِدٌ، اُشْهِدُکُمْ اَنِّیْ قَدْ اَوْجَبْتُ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ.

پھر حضرت عبد اللہ نے اپنے حال پر نظر کی تو فرمایا: ''دونوں کا حال یکساں ہے'' پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''دونوں کا حال یکساں ہے'' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ اپنے اوپر حج بھی واجب کر لیا۔

ثُمَّ نَفَذَ حَتّٰی جَاءَ الْبَیْتَ، فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا، وَرَاٰی ذٰلِکَ مُجْزِیًا عَنْهُ وَاَهْدٰی.

صحیح البخاری(۴۱۸۵)صحیح مسلم(۲۹۷۹)

پھر چل دیئے یہاں تک کہ بیت اللہ پہنچے پھر ایک طواف کیا اور اسی کو کافی سمجھا اور قربانی پیش کر دی۔

قَالَ مَالِکٌ فَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِیْمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ کَمَا اُحْصِرَ النَّبِیُّ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ، فَاَمَّا مَنْ اُحْصِرَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارا موقف بھی یہی ہے کہ جس کو دشمن روک دیں جیسے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کو روک

بِغَيْرِ عَدُوٍّ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ دُوْنَ الْبَيْتِ.

دیا گیا تھا اور جو دشمن کے سوا اور کسی وجہ سے رکا تو وہ بیت اللہ پہنچے بغیر حلال نہیں ہوگا۔

۳۲- بَابٌ مَا جَاءَ فِيْمَنْ أُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ

جو دشمن کے علاوہ کسی اور سبب سے رک جائے

[٤١٣] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَرُ بِمَرَضٍ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، وَيَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَإِذَا اضْطُرَّ اِلٰى لُبْسِ شَيْءٍ مِنَ الثِّيَابِ الَّتِيْ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهَا، اَوِ الدَّوَاءِ صَنَعَ ذٰلِكَ وَافْتَدٰى.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو مرض کے باعث رک جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر لے اگر کوئی کپڑا پہننے پر مجبور ہو جائے یا دوا استعمال کیے بغیر چارہ نہ ہے تو ایسا کر لے اور فدیہ دے۔

[٤١٤] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ الْمُحْرِمُ لَا يُحِلُّهُ اِلَّا الْبَيْتُ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں کہ بیت اللہ پہنچے بغیر محرم حلال نہیں ہوتا۔

[٤١٥] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ كَانَ قَدِيْمًا، اَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ اِلٰى مَكَّةَ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ كُسِرَتْ فَخِذِيْ، فَاَرْسَلْتُ اِلٰى مَكَّةَ، وَبِهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَالنَّاسُ، فَلَمْ يُرَخِّصْ لِيْ اَحَدٌ اَنْ اُحِلَّ، فَاَقَمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَاءِ سَبْعَةَ اَشْهُرٍ حَتّٰى اَحْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ.

ایوب بن ابو تمیمہ سختیانی سے روایت ہے کہ بصرہ کے ایک قدیمی آدمی نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کی جانب نکلا اور راستے ہی میں تھا کہ میرا کولہا نکل گیا۔ میں نے ایک آدمی مکہ مکرمہ بھیجا اور وہاں پر حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر اور دیگر حضرات موجود تھے لیکن کسی نے مجھے احرام کھولنے کی اجازت نہ دی پس میں سات مہینوں تک اسی جگہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عمرہ کر کے احرام کھولا۔

[٤١٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ مَنْ حُبِسَ دُوْنَ الْبَيْتِ بِمَرَضٍ، فَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جسے کسی مرض کے باعث بیت اللہ سے رکنا پڑے تو وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کر لے۔

[٤١٧] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ حُزَابَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ صُرِعَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَسَاَلَ مَنْ يَلِيْ عَلَى الْمَاءِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ فَوَجَدَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَمَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَذَكَرَ لَهُمُ الَّذِيْ عَرَضَ لَهُ، فَكُلُّهُمْ اَمَرَهُ اَنْ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سعید بن حزابہ مخزومی کو مکہ مکرمہ کے راستے میں مرگی کا دورہ پڑ گیا اور انہوں نے احرام باندھا ہوا تھا۔ جس پانی پر وہ تھے وہاں کے لوگوں سے پوچھا تو انہیں عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور مروان بن حکم ملے اور ان کے سامنے واقعہ بیان کیا۔ ہر ایک نے کہا کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو وہ علاج معالجہ کرے اور فدیہ دے۔ جب تندرست ہو جائے تو

يَتَدَاوَى بِمَا لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَيَفْتَدِي، فَإِذَا صَحَّ اعْتَمَرَ، فَحَلَّ مِنْ إِحْرَامِهِ، ثُمَّ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ، وَيُهْدِي مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ.

عمرہ کر کے احرام کھول دے۔ پھر اگلے سال حج کرے اور جو میسر آئے قربانی دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى هٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ أُحْصِرَ بِغَيْرِ عَدُوٍّ، وَقَدْ أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ وَهَبَّارَ بْنَ الْأَسْوَدِ حِينَ فَاتَهُمَا الْحَجُّ وَأَتَيَا يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَحِلَّا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعَا حَلَالًا، ثُمَّ يَحُجَّانِ عَامًا قَابِلًا، وَيُهْدِيَانِ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ إِلَى أَهْلِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو دشمن کے علاوہ کسی اور وجہ سے روکا جائے اس کے متعلق ہمارا موقف یہی ہے۔ حضرت عمر نے حضرت ابوایوب انصاری اور ہبار بن اسود کو یہی حکم دیا جبکہ ان کا حج فوت ہو گیا اور قربانی کے روز حاضر ہوئے تھے کہ عمرہ کر کے احرام کھول دیں اور حلال ہو کر لوٹ جائیں پھر آئندہ سال حج کریں اور قربانی دیں۔ اگر کسی کو قربانی میسر نہ آئے تو تین روزے دوران حج اور سات روزے حج سے گھر واپس لوٹنے پر رکھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ بَعْدَمَا يُحْرِمُ إِمَّا بِمَرَضٍ، أَوْ بِغَيْرِهِ، أَوْ بِخَطَإٍ مِنَ الْعَدَدِ أَوْ خَفِيَ عَلَيْهِ الْهِلَالُ، فَهُوَ مُحْصَرٌ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُحْصَرِ. قَالَ يَحْيَى سُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ أَهَلَّ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ بِالْحَجِّ، ثُمَّ أَصَابَهُ كَسْرٌ، أَوْ بَطْنٌ مُتَحَرِّقٌ، أَوِ امْرَأَةٌ تَطْلُقُ، قَالَ مَنْ أَصَابَهُ هٰذَا مِنْهُمْ فَهُوَ مُحْصَرٌ يَكُونُ عَلَيْهِ مِثْلُ مَا عَلَى أَهْلِ الْآفَاقِ إِذَا هُمْ أُحْصِرُوا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو احرام باندھنے کے بعد کسی وجہ سے حج سے روکا جائے، خواہ بیماری سے یا کسی اور وجہ سے، جیسے گنتی میں غلطی ہونا یا چاند نظر نہ آنا تو اس پر وہی ہے جو محصر پر ہے۔ یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے سوال ہوا کہ جس مکہ مکرمہ کے باشندے نے حج کا احرام باندھا، پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا، یا دست لگ گئے یا عورت کو درد شروع ہو گیا؟ فرمایا کہ جس کو ان میں سے کوئی چیز پیش آئے تو وہ محصر ہے، اس پر بھی وہی ہے جو دوسرے شہر کے لوگوں پر ہے جبکہ وہ روکے جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ حَتَّى إِذَا قَضَى عُمْرَتَهُ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ، ثُمَّ كُسِرَ أَوْ أَصَابَهُ أَمْرٌ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَحْضُرَ مَعَ النَّاسِ الْمَوْقِفَ. قَالَ مَالِكٌ أَرَى أَنْ يُقِيمَ حَتَّى إِذَا بَرِئَ خَرَجَ إِلَى الْحِلِّ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَكَّةَ، فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَيَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَحِلُّ، ثُمَّ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو عمرہ کرنے حج کے مہینوں میں آیا یہاں تک کہ جب عمرہ پورا ہو گیا تو اس نے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھ لیا۔ پھر اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ایسی تکلیف پہنچی کہ لوگوں کے ساتھ عرفات میں نہ جا سکا۔ امام مالک نے فرمایا کہ وہ ٹھہرا رہے یہاں تک کہ جب تندرست ہو جائے تو حل میں چلا جائے پھر مکہ مکرمہ میں واپس آ کر بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے، پھر احرام کھول دے، پھر اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ مِنْ مَكَّةَ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ مَرِضَ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَحْضُرَ مَعَ النَّاسِ الْمَوْقِفَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مکہ مکرمہ سے حج کا احرام باندھا، پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر بیمار پڑ گیا کہ لوگوں کے ساتھ عرفات میں حاضر نہیں ہو سکتا۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا فَاتَهُ الْحَجُّ فَإِنِ اسْتَطَاعَ خَرَجَ إِلَى الْحِلِّ، فَدَخَلَ بِعُمْرَةٍ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، لِأَنَّ الطَّوَافَ الْأَوَّلَ لَمْ يَكُنْ نَوَاهُ لِلْعُمْرَةِ، فَلِذَلِكَ يَعْمَلُ بِهَذَا وَعَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَالْهَدْيُ، فَإِنْ كَانَ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ، فَأَصَابَهُ مَرَضٌ حَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَجِّ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَلَّ بِعُمْرَةٍ، وَطَافَ بِالْبَيْتِ طَوَافًا آخَرَ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، لِأَنَّ طَوَافَهُ الْأَوَّلَ وَسَعْيَهُ إِنَّمَا كَانَ نَوَاهُ لِلْحَجِّ، وَعَلَيْهِ حَجٌّ قَابِلٌ وَالْهَدْيُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کا حج فوت ہو جائے اس سے ہو سکے تو حل کی طرف نکل جائے اور عمرہ کا احرام باندھ کر داخل ہو، پھر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرے کیونکہ پہلا طواف عمرہ کا نہ تھا' لہٰذا دوبارہ کرے اور اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے اگر وہ مکہ مکرمہ کا باشندہ نہیں ہے۔ پھر اسے کوئی تکلیف ہو جائے جو حج نہ کرنے دے تو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے عمرہ سے حلال ہو جائے اور دوبارہ طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان دوڑے کیونکہ پہلا طواف و سعی حج کے تھے اور اگلے سال اس پر حج اور قربانی ہے۔

۳۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي بِنَاءِ الْكَعْبَةِ

تعمیر کعبہ کا بیان

۳۹٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَخْبَرَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ. قَالَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ.

صحیح البخاری (٤٤٨٤) صحیح مسلم (۳۲۲۹۔۳۲۳۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہاری قوم نے کعبہ کو ایسا تعمیر کیا ہے کہ قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا۔ میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر کیوں نہیں بنا دیتے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ نزدیک نہ ہوتا تو ضرور میں ایسا کر دیتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: چونکہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی شاید اسی لیے رسول اللہ ﷺ دو رکنوں کا استلام نہیں کرتے تھے جو حجر اسود کے نزدیک ہیں کہ بیت اللہ ابراہیمی بنیادوں پر نہیں ہے۔

[٤١٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ مَا أُبَالِي أَصَلَّيْتُ فِي الْحِجْرِ أَمْ فِي الْبَيْتِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میرے لیے یکساں ہے کہ حطیم کے اندر نماز پڑھوں یا بیت اللہ میں۔

[٤١٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ سَمِعْتُ بَعْضَ عُلَمَائِنَا يَقُولُ مَا حُجِرَ الْحِجْرُ فَطَافَ النَّاسُ مِنْ وَرَائِهِ إِلَّا إِرَادَةَ أَنْ يَسْتَوْعِبَ النَّاسُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ كُلِّهِ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے بعض علماء فرماتے ہیں کہ حطیم کے گرد صحیح جگہ دیوار نہیں بنائی گئی لہٰذا لوگ اس کے پیچھے سے طواف کرتے ہیں' اس سے لوگوں کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ پورے بیت اللہ کا طواف ہو جائے۔

۳٤- بَابُ الرَّمَلِ فِي الطَّوَافِ

طواف میں رمل کرنا

٣٩٥- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَیْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ. صحیح مسلم(٣٠٤٢_٣٠٤٣)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حجر اسود سے رمل کیا اور تین طواف کرنے کے بعد اسی پر ختم کیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَلَیْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم کا ہمیشہ سے یہی معمول ہے۔

[٤٢٠] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ یَرْمُلُ مِنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ اِلَی الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ، وَیَمْشِیْ اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما حجر اسود سے حجر اسود تک تین طوافوں میں رمل کیا کرتے اور چار طوافوں میں چلتے۔

[٤٢١] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، اَنَّ اَبَاهُ كَانَ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ یَسْعَی الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ یَقُوْلُ:

اَللّٰهُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَا
وَاَنْتَ تُحْیِیْ بَعْدَ مَا اَمَتَّا

یَخْفِضُ صَوْتَهٗ بِذٰلِكَ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو تین پھیروں میں دوڑ کر چلتے اور کہتے:

اے اللہ! نہیں ہے کوئی معبود مگر تو
تو ہی ہمیں مرنے کے بعد جلائے گا

یہ کہتے وقت آواز پست رکھتے۔

[٤٢٢] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ رَاٰی عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ الزُّبَیْرِ اَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ مِنَ التَّنْعِیْمِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ عمرہ کا احرام تنعیم سے باندھتے۔

قَالَ ثُمَّ رَاَیْتُهٗ یَسْعٰی حَوْلَ الْبَیْتِ الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ.

ہشام نے فرمایا: پھر میں نے انہیں خانہ کعبہ کے گرد تین پھیروں میں دوڑتے دیکھا۔

[٤٢٣] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، كَانَ اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ لَمْ یَطُفْ بِالْبَیْتِ، وَلَا بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰی یَرْجِعَ مِنْ مِنًی، وَكَانَ لَا یَرْمُلُ اِذَا طَافَ حَوْلَ الْبَیْتِ، اِذَا اَحْرَمَ مِنْ مَكَّةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرتے یہاں تک کہ منیٰ سے لوٹتے اور جب مکہ مکرمہ سے احرام باندھتے تو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہوئے رمل نہ کرتے۔

٣٥- بَابُ الْاِسْتِلَامِ فِی الطَّوَافِ

طواف میں استلام کرنا

٣٩٦- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا قَضٰی طَوَافَهٗ بِالْبَیْتِ، وَرَكَعَ الرَّكْعَتَیْنِ، وَاَرَادَ اَنْ یَخْرُجَ اِلَی الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ قَبْلَ اَنْ یَخْرُجَ. صحیح مسلم(٢٩٤١_٢٩٤٢)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کے پورے طواف کر کے دو رکعتیں پڑھ لیتے اور صفا و مروہ کی جانب نکلنے کا ارادہ فرماتے تو نکلنے سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دیتے۔

۳۹۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ كَيْفَ صَنَعْتَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ فِي اسْتِلَامِ الرُّكْنِ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اسْتَلَمْتُ وَتَرَكْتُ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَبْتَ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا: اے ابومحمد! تم نے حجر اسود کو کس طرح بوسہ دیا؟ حضرت عبدالرحمٰن عرض گزار ہوئے کہ میں نے کبھی بوسہ دیا اور کبھی نہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے درست کیا۔

[٤٢٤] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ كَانَ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ كُلَّهَا، وَكَانَ لَا يَدَعُ الْيَمَانِيَّ إِلَّا أَنْ يُغْلَبَ عَلَيْهِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو تمام ارکان کو بوسہ دیتے اور رکن یمانی کو تو کبھی نہ چھوڑتے ماسوائے اشد مجبوری کے۔

٣٦- بَابُ تَقْبِيلِ الرُّكْنِ الْأَسْوَدِ فِي الْاِسْتِلَامِ

استلام کے وقت حجر اسود کو چومنا

۳۹۸- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ لِلرُّكْنِ الْأَسْوَدِ إِنَّمَا أَنْتَ حَجَرٌ، وَلَوْ لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ، ثُمَّ قَبَّلَهُ.

صحیح البخاری (۱۵۹۷) صحیح مسلم (۳۰۵٦)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے کہا: تو پتھر ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا' پھر اسے چوم لیا۔

قَالَ مَالِكٌ سَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّ إِذَا رَفَعَ الَّذِي يَطُوفُ بِالْبَيْتِ يَدَهُ عَنِ الرُّكْنِ الْيَمَانِيِّ أَنْ يَضَعَهَا عَلَى فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ مستحب ہے کہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب رکن یمانی سے ہاتھ اٹھائے تو انہیں اپنے منہ پر رکھ لے۔

٣٧- بَابُ رَكْعَتَا الطَّوَافِ

طواف کے دوگانے کا بیان

[٤٢٥] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَجْمَعُ بَيْنَ السُّبْعَيْنِ لَا يُصَلِّي بَيْنَهُمَا، وَلٰكِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ كُلِّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ، فَرُبَّمَا صَلَّى عِنْدَ الْمَقَامِ أَوْ عِنْدَ غَيْرِهِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد ساتوں طوافوں کو ملاتے نہ تھے بلکہ ان کے درمیان دوگانہ پڑھتے تھے یعنی ساتوں میں سے ہر طواف کے بعد دوگانہ پڑھتے' کبھی مقام ابراہیم کے پاس پڑھتے اور کبھی کسی دوسری جگہ۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الطَّوَافِ إِنْ كَانَ أَخَفَّ عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَتَطَوَّعَ بِهِ، فَيَقْرُنَ بَيْنَ الْأُسْبُوعَيْنِ، أَوْ أَكْثَرَ، ثُمَّ يَرْكَعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ رُكُوعِ تِلْكَ السُّبُوعِ. قَالَ لَا يَنْبَغِي ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا السُّنَّةُ أَنْ يُتْبِعَ كُلَّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

امام مالک سے طواف کے بارے میں پوچھا گیا کہ اگر کوئی آسانی کی غرض سے دو یا زیادہ طواف کرنے کے بعد دوگانہ پڑھے تو کیسا ہے؟ فرمایا کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ سنت یہی ہے کہ ساتوں میں سے ہر طواف کے بعد دوگانہ پڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَدْخُلُ فِي الطَّوَافِ فَيَسْهُو حَتّٰى يَطُوفَ ثَمَانِيَةَ أَوْ تِسْعَةَ أَطْوَافٍ، قَالَ يَقْطَعُ إِذَا عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ زَادَ، ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، وَلَا يَعْتَدُّ بِالَّذِي كَانَ زَادَ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبْنِيَ عَلَى التِّسْعَةِ

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو بھول کر آٹھ یا نو طواف کر بیٹھا۔ فرمایا کہ چھوڑ دے۔ جب اسے زیادتی کا علم ہو پھر دوگانہ پڑھے اور جو زیادتی ہوئی ہے اسے شمار نہ کرے اور یہ نہ کرے کہ دوسرا طواف بھی کر کے دونوں کا اکٹھا

حَتّٰى يُصَلِّيَ سُبْعَيْنِ جَمِيعًا لِأَنَّ السُّنَّةَ فِي الطَّوَافِ أَنْ يُتْبِعَ كُلَّ سُبْعٍ رَكْعَتَيْنِ.

دوگانہ ادا کرے کیونکہ طواف میں سنت یہی ہے کہ ہر پھیرے کے بعد دوگانہ پڑھا جائے (دو رکعت نماز)۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ شَكَّ فِي طَوَافِهِ بَعْدَ مَا يَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، فَلْيَعُدْ، فَلْيُتَمِّمْ طَوَافَهُ عَلَى الْيَقِينِ، ثُمَّ لِيُعِدِ الرَّكْعَتَيْنِ لِأَنَّهُ لَا صَلٰوةَ لِطَوَافٍ إِلَّا بَعْدَ إِكْمَالِ السُّبْعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو دوگانہ پڑھنے کے بعد طواف کی تعداد میں شک واقع ہو جائے تو اپنے یقین پر طواف پورے کرے اور پھر دوگانہ پڑھے کیونکہ طواف کی نماز نہیں ہے مگر ساتھ پھیرے پورے ہو جانے کے بعد۔

وَمَنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ بِنَقْضِ وُضُوئِهِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، أَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، أَوْ بَيْنَ ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ مَنْ أَصَابَهُ ذٰلِكَ وَقَدْ طَافَ بَعْضَ الطَّوَافِ، أَوْ كُلَّهُ وَلَمْ يَرْكَعْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ، فَإِنَّهُ يَتَوَضَّأُ، وَيَسْتَأْنِفُ الطَّوَافَ وَالرَّكْعَتَيْنِ، وَأَمَّا السَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَإِنَّهُ لَا يَقْطَعُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ مَا أَصَابَهُ مِنِ انْتِقَاضِ وُضُوئِهِ، وَلَا يَدْخُلُ السَّعْيَ إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ بِوُضُوءٍ.

اگر بیت اللہ کا طواف یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے کسی کا وضو ٹوٹ جائے۔ وہ بعض طواف یا سارے کر چکا ہے لیکن طواف کا دوگانہ نہیں پڑھا تو وہ وضو کرے اور دوبارہ طواف کر کے دوگانہ پڑھے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا یہ وضو ٹوٹنے سے باطل نہیں ہوتی۔ وضو کر کے جتنے پھیرے رہ گئے ہیں وہ لگائے اور سعی نہیں کرنی چاہیے مگر باوضو ہو کر۔

۳۸- بَابُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ فِي الطَّوَافِ

نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کرنا

[۴۲۶] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ طَافَ بِالْبَيْتِ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، فَلَمَّا قَضٰى عُمَرُ طَوَافَهُ نَظَرَ، فَلَمْ يَرَ الشَّمْسَ طَلَعَتْ، فَرَكِبَ حَتّٰى أَنَاخَ بِذِي طُوًى، فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کو عبدالرحمٰن بن عبد القاری نے بتایا کہ انہوں نے نماز فجر کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب حضرت عمر فارغ ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ سورج ابھی طلوع نہیں ہوا۔ پس وہ سوار ہوئے یہاں تک کہ ذی طویٰ میں اونٹ کو بٹھایا اور دوگانہ ادا کیا۔

[۴۲۷] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَطُوفُ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَدْخُلُ حُجْرَتَهُ، فَلَا أَدْرِي مَا يَصْنَعُ.

ابو الزبیر مکی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس کو نماز عصر کے بعد طواف کرتے دیکھا' پھر وہ اپنے حجرے میں داخل ہو گئے تو مجھے نہیں معلوم کہ کیا کرتے رہے۔

[۴۲۸] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الْبَيْتَ يَخْلُو بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ، وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا يَطُوفُ بِهِ أَحَدٌ.

امام مالک سے روایت ہے کہ ابو الزبیر مکی نے فرمایا کہ بیت اللہ کو نماز فجر اور نماز عصر کے بعد خالی ہی دیکھا' کوئی ایک بھی طواف نہیں کرتا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ بَعْضَ أُسْبُوعِهِ،

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے طواف کیا اور کچھ پھیرے

ثُمَّ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ، أَوْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ، فَإِنَّهُ يُصَلِّيْ مَعَ الْإِمَامِ، ثُمَّ يَبْنِيْ عَلٰى مَا طَافَ حَتّٰى يُكْمِلَ سُبْعًا، ثُمَّ لَا يُصَلِّيْ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، أَوْ تَغْرُبَ.

لگا لیے' پھر نماز فجر یا نماز عصر کی اقامت ہونے لگی تو وہ امام کے ساتھ نماز پڑھے' پھر باقی طواف کر کے پورے سات پھیرے کر لے' پھر نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ سورج طلوع یا غروب ہو جائے۔

قَالَ وَإِنْ أَخَّرَهُمَا حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

فرمایا کہ اگر نماز مغرب پڑھنے تک مؤخر کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَطُوْفَ الرَّجُلُ طَوَافًا وَاحِدًا بَعْدَ الصُّبْحِ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ لَا يَزِيْدُ عَلٰى سُبْعٍ وَاحِدٍ، وَيُؤَخِّرُ الرَّكْعَتَيْنِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ كَمَا صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَيُؤَخِّرُهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَإِنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ صَلَّاهُمَا إِنْ شَاءَ وَإِنْ شَاءَ أَخَّرَهُمَا حَتّٰى يُصَلِّيَ الْمَغْرِبَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ نماز فجر یا نماز عصر کے بعد ایک ہی طواف کرے۔ آگے ایک بھی طواف نہ کرے اور دوگانے کو طلوع آفتاب تک مؤخر کر دے جیسا کہ حضرت عمر نے کیا یا دونوں کو مؤخر کر دے نماز عصر کے بعد یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ آفتاب غروب ہونے پر اگر چاہے تو دوگانہ پڑھ لے اور چاہے تو انہیں مؤخر کر دے یہاں تک کہ نماز مغرب پڑھ لے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

۳۹- بَابُ وَدَاعِ الْبَيْتِ

خانہ کعبہ سے رخصت ہونے کا بیان

[۴۲۹] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَصْدُرَنَّ أَحَدٌ مِّنَ الْحَاجِّ حَتّٰى يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ، فَإِنَّ اٰخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: کوئی حاجی بیت اللہ کا طواف کیے بغیر واپس نہ لوٹے کیونکہ بیت اللہ کا طواف ہی آخری عبادت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ قَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَإِنَّ اٰخِرَ النُّسُكِ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ إِنَّ ذٰلِكَ فِيْمَا نُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ﴾ (الحج:۳۲) وَقَالَ ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ (الحج:۳۳) فَمَحِلُّ الشَّعَائِرِ كُلِّهَا وَانْقِضَاؤُهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ.

امام مالک نے حضرت عمر کے ارشاد ''بیت اللہ کا طواف آخری عبادت ہے'' کے بارے میں فرمایا کہ میرے خیال میں یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور جو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے'' اور فرمایا: ''پھر لوٹنا ہے بیت اللہ تک'' پس تمام شعائر کی انتہا بیت اللہ سے واپس لوٹنا ہے۔

[۴۳۰] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَدَّ رَجُلًا مِّنْ مَّرِّ الظَّهْرَانِ لَمْ يَكُنْ وَدَّعَ الْبَيْتَ حَتّٰى وَدَّعَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک آدمی کو مرّ الظہران سے واپس پھیرا کیونکہ اس نے الوداعی طواف نہیں کیا تھا' یہاں تک کہ اس نے طواف کیا۔

[۴۳۱] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَفَاضَ، فَقَدْ قَضَى اللّٰهُ حَجَّهُ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ، فَهُوَ حَقِيْقٌ أَنْ

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جس نے طواف افاضہ کر لیا اس کا اللہ تعالیٰ نے حج پورا کر دیا جبکہ اسے کسی چیز نے نہ روکا ہو' پس اس پر حق ہے کہ آخر میں بیت اللہ کا طواف کرے اور اگر اسے کوئی چیز

يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ، وَإِنْ حَبَسَهُ شَيْءٌ أَوْ عَرَضَ لَهُ، فَقَدْ قَضَى اللهُ حَجَّهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا جَهِلَ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ حَتَّى صَدَرَ لَمْ أَرَ عَلَيْهِ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَرِيبًا، فَيَرْجِعَ فَيَطُوفَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ يَنْصَرِفَ إِذَا كَانَ قَدْ أَفَاضَ.

روکے یا کوئی عارضہ پیش آ جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ نے حج اس کا پورا کر دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی اس سے بے خبر ہو کہ آخر میں بیت اللہ کا طواف ہے یہاں تک کہ چلا جائے تو میرے خیال میں اس پر کچھ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ قریب ہو تو واپس لوٹ کر بیت اللہ کا طواف کرے، پھر فارغ ہو کر چلا جائے۔

٤٠- بَابُ جَامِعِ الطَّوَافِ

طواف کے دیگر متعلقات

۳۹۹- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنِّي أَشْتَكِي، فَقَالَ طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتِ رَاكِبَةٌ. قَالَتْ فَطُفْتُ رَاكِبَةً بَعِيرِي وَرَسُولُ اللهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصَلِّي إِلَى جَانِبِ الْبَيْتِ، وَهُوَ يَقْرَأُ بِ﴿وَالطُّورِ. وَكِتٰبٍ مَّسْطُورٍ﴾ (الطور: ١-٢). صحيح البخاري (٤٦٤)

زینب بنت ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیماری کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو فرمایا "لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو"۔ یہ عرض گزار ہوئیں کہ میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کر چکی ہوں اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے اور آپ سورۃ الطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

[٤٣٢] اثر- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، أَنَّ أَبَا مَاعِزٍ الْأَسْلَمِيَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، فَجَاءَتْهُ امْرَأَةٌ تَسْتَفْتِيهِ فَقَالَتْ إِنِّي أَقْبَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ، فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّي، ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ، فَرَجَعْتُ حَتَّى ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنِّي، ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ هَرَقْتُ الدِّمَاءَ، فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ إِنَّمَا ذٰلِكَ رَكْضَةٌ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاغْتَسِلِي، ثُمَّ اسْتَثْفِرِي بِثَوْبٍ، ثُمَّ طُوفِي.

عبداللہ بن ابوسفیان سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک عورت مسئلہ پوچھنے آئی اور کہا کہ میں نے بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کیا، یہاں تک کہ جب مسجد کے دروازے پر پہنچی تو خون آ گیا۔ میں واپس لوٹ گئی تو بند ہو گیا، پھر دوبارہ جب مسجد کے دروازے پر آئی تو خون آنے لگا۔ واپس لوٹ گئی تو خون بند ہو گیا، سہ بارہ آئی اور مسجد کے دروازہ پر پہنچی تو خون آنے لگا، حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ شیطان کی ٹھوکر ہے تم غسل کر کے کپڑا باندھ لو اور پھر طواف کر لو۔

[٤٣٣] اثر- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ كَانَ إِذَا دَخَلَ مَكَّةَ مُرَاهِقًا خَرَجَ إِلَى عَرَفَةَ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَعْدَ أَنْ يَرْجِعَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن ابی وقاص جب مکہ مکرمہ میں نویں تاریخ سے پہلے آتے تو بیت اللہ اور صفا و مروہ کے پھیروں سے پہلے عرفات میں چلے جاتے اور پھر واپس آ کر طواف کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ وَاسِعٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ. وَسُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَقِفُ الرَّجُلُ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ يَتَحَدَّثُ مَعَ الرَّجُلِ؟ فَقَالَ لَا أُحِبُّ ذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ان شاء اللہ اس میں وسعت ہے۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی بیت اللہ کا واجب طواف کرتے ہوئے کسی آدمی سے باتیں کرنے کے لیے ٹھہر سکتا ہے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَطُوفُ أَحَدٌ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، إِلَّا وَهُوَ طَاهِرٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی بھی بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی نہ کرے مگر باوضو۔

٤١- بَابُ الْبَدْءِ بِالصَّفَا فِي السَّعْيِ

صفا سے سعی شروع کرنے کا بیان

٤٠٠- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يُرِيدُ الصَّفَا، [وَهُوَ يَقُولُ] نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ، فَبَدَأَ بِالصَّفَا. صحیح مسلم(۲۹۴۱_۲۹۴۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ مسجد سے نکل کر صفا جا رہے تھے تو فرما رہے تھے کہ ہم اسی سے ابتداء کرتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے ابتداء فرمائی چنانچہ آپ نے صفا سے سعی کی ابتداء کی۔

٤٠١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا، وَيَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُو، وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب صفا پر کھڑے ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور کہتے: نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ایسا تین مرتبہ کر کے دعا کرتے اور مروہ پر بھی اسی طرح کرتے۔

[٤٣٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَهُوَ عَلَى الصَّفَا يَدْعُو يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ قُلْتَ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ، وَإِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْإِسْلَامِ أَنْ لَا تَنْزِعَهُ مِنِّي حَتّٰى تَتَوَفَّانِي وَأَنَا مُسْلِمٌ.

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا کہ صفا پر دعا کرتے ہوئے کہہ رہے تھے: "اے اللہ! تو نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور بے شک تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ لہٰذا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت فرمائی تو اسے مجھ سے چھین نہ لینا یہاں تک کہ میں مسلمانی کی حالت میں وفات پاؤں"۔

٤٢- بَابُ جَامِعِ السَّعْيِ

سعی کے بارے میں دیگر روایات

٤٠٢- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے گزارش کی اور ان دنوں میں نوعمر تھا کہ کیا آپ نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں تو جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو

عَشِيَّةَ عَرَفَةَ يَدْفَعُ الْإِمَامُ، ثُمَّ تَقِفُ حَتّٰى يَبْيَضَّ مَا بَيْنَهَا، وَبَيْنَ النَّاسِ مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَدْعُو بِشَرَابٍ، فَتُفْطِرُ.

ٹھہری رہیں یہاں تک کہ زمین لوگوں سے خالی ہوگئی پھر انہوں نے پانی منگایا اور روزہ افطار کیا۔

٤٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں روزے رکھنے کا بیان

٤٠٥- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ أَيَّامِ مِنًى.

ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام منیٰ کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔

٤٠٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حُذَافَةَ أَيَّامَ مِنًى يَطُوْفُ، يَقُوْلُ إِنَّمَا هِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللّٰهِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ کو بھیجا کہ لوگوں میں پھر کر یہ اعلان کردیں کہ منیٰ کے دن کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے ہیں۔

٤٠٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ صِيَامِ يَوْمَيْنِ يَوْمِ الْفِطْرِ، وَيَوْمِ الْأَضْحٰى. صحیح مسلم (٢٦٦٧)

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔

٤٠٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْهَادِيْ، عَنْ أَبِيْ مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِئٍ أُخْتِ عَقِيْلِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى أَبِيْهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَوَجَدَهُ يَأْكُلُ، قَالَ فَدَعَانِيْ، قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّيْ صَائِمٌ فَقَالَ هٰذِهِ الْأَيَّامُ الَّتِيْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صِيَامِهِنَّ، وَأَمَرَنَا بِفِطْرِهِنَّ. سنن ابوداؤد (٢٤١٨)

ابو مرہ مولیٰ ام ہانی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی ہے کہ وہ اپنے والد ماجد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں کھاتے ہوئے پایا۔ انہوں نے مجھے بلایا تو میں عرض گزار ہوا: "میرا روزہ ہے" فرمایا کہ یہ ایسے دن ہیں جن کا روزہ رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں منع فرمایا ہے اور حکم دیا کہ ان میں روزے نہ رکھیں۔

قَالَ مَالِكٌ هِيَ أَيَّامُ التَّشْرِيْقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے مراد ایام تشریق ہیں۔

٤٥- بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْهَدْيِ

ہدی کے لیے جو جانور درست ہیں

٤٠٩- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَهْدٰى جَمَلًا كَانَ لِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فِيْ حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ. سنن ابوداؤد (١٧٤٩)

عبد اللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج یا عمرہ میں ہدی کے طور پر ایک اونٹ بھیجا جو ابوجہل بن ہشام کا تھا۔

٤١٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ ہدی کے اونٹ کو ہانک رہا ہے آپ نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ۔ عرض گزار

إِنَّهَا بَدَنَةٌ ' فَقَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوِ الثَّالِثَةِ.
صحیح البخاری(١٦٨٩) صحیح مسلم(٣١٩٥)

ہوئے کہ یارسول اللہ! یہ قربانی کا ہے تو دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا کہ تمہاری خرابی ہو' سوار ہو جاؤ۔

[٤٣٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ ' أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يُهْدِي فِي الْحَجِّ بَدَنَتَيْنِ بَدَنَتَيْنِ ' وَفِي الْعُمْرَةِ بَدَنَةً بَدَنَةً ' قَالَ وَرَأَيْتُهُ فِي الْعُمْرَةِ يَنْحَرُ بَدَنَةً ' وَهِيَ قَائِمَةٌ فِي دَارِ خَالِدِ بْنِ أُسَيْدٍ ' وَكَانَ فِيهَا مَنْزِلُهُ ' قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ طَعَنَ فِي لَبَّةِ بَدَنَتِهِ حَتَّى خَرَجَتِ الْحَرْبَةُ مِنْ تَحْتِ كَتِفِهَا.

عبداللہ بن دینار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ حج کی ہدی دو اونٹ اور عمرہ کی ایک اونٹ بھیجا کرتے تھے اور میں نے عمرہ میں انہیں اپنی ہدی کو نحر کرتے دیکھا جو خالد بن اسید کے گھر میں کھڑی تھی اور وہ اسی میں ٹھہرا کرتے تھے اور میں نے انہیں دیکھا کہ اپنی ہدی کی گردن میں برچھی ماری یہاں تک کہ اس کی انی کندھے کے نیچے سے نکل آئی۔

[٤٣٨] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَهْدَى جَمَلًا فِي حَجٍّ ' أَوْ عُمْرَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حج یا عمرہ کی ہدی کے طور پر ایک اونٹ بھیجا۔

[٤٣٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْقَارِيءِ ' أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَيَّاشِ ابْنِ أَبِي رَبِيعَةَ الْمَخْزُومِيَّ أَهْدَى بَدَنَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا بُخْتِيَّةٌ.

ابو جعفر القاری سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی نے ہدی کے دو اونٹ بھیجے جن میں سے ایک بختی تھا۔

[٤٤٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ إِذَا نُتِجَتِ النَّاقَةُ فَلْيُحْمَلْ وَلَدُهَا حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا ' فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَحْمَلٌ حُمِلَ عَلَى أُمِّهِ حَتَّى يُنْحَرَ مَعَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے: جب ہدی کی اونٹنی بچہ جنے تو اس کے بچے کو بھی ساتھ لے جانا چاہیے یہاں تک کہ اس کے ساتھ نحر کر دیں۔ اگر اس کو اٹھا کر لے جانے کا بندوبست نہ ہو سکے تو اس کی والدہ پر بٹھا کر لے جائیں اور اس کے ساتھ ہی نحر کر دیں۔

[٤٤١] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' أَنَّ أَبَاهُ قَالَ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى بَدَنَتِكَ ' فَارْكَبْهَا رُكُوبًا غَيْرَ فَادِحٍ ' وَإِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَى لَبَنِهَا ' فَاشْرَبْ بَعْدَ مَا يُرْوَى فَصِيلُهَا ' فَإِذَا نَحَرْتَهَا فَانْحَرْ فَصِيلَهَا مَعَهَا.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ اگر تمہیں مجبوری ہو تو اپنی قربانی پر سوار ہو جاؤ لیکن کمر نہ توڑ ڈالنا اور اگر اس کے دودھ کی ضرورت پیش آئے تو بچے کو پلانے کے بعد پی لو اور جب ہدی کو نحر کرو تو اس کے بچے کو بھی نحر کر دو۔

٤٦- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ حِينَ يُسَاقُ

ہدی کے ہانکنے کا طریقہ

[٤٤٢] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَهْدَى هَدْيًا مِنَ الْمَدِينَةِ قَلَّدَهُ وَأَشْعَرَهُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ يُقَلِّدُهُ قَبْلَ أَنْ

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب مدینہ منورہ سے ہدی لے جاتے تو ذوالحلیفہ میں اس کی تقلید و اشعار کرتے اور یہ ایک ہی جگہ ہوتا اور اسے قبلہ رو کر کے دو جوتوں کا

يُشْعِرَهُ، وَذٰلِكَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ، وَهُوَ مُوَجَّهٌ لِلْقِبْلَةِ يُقَلِّدُهُ بِنَعْلَيْنِ، وَيُشْعِرُهُ مِنَ الشِّقِّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ يُسَاقُ مَعَهُ، حَتّٰى يُوقَفَ بِهِ مَعَ النَّاسِ بِعَرَفَةَ، ثُمَّ يَدْفَعُ بِهِ مَعَهُمْ إِذَا دَفَعُوا، فَإِذَا قَدِمَ مِنًى غَدَاةَ النَّحْرِ نَحَرَهُ قَبْلَ أَنْ يَحْلِقَ، أَوْ يُقَصِّرَ، وَكَانَ هُوَ يَنْحَرُ هَدْيَهُ بِيَدِهِ يَصُفُّهُنَّ قِيَامًا، وَيُوَجِّهُهُنَّ إِلَى الْقِبْلَةِ، ثُمَّ يَأْكُلُ وَيُطْعِمُ.

ہار پہناتے اور اس کی دائیں جانب اشعار کرتے' پھر اسے لے جاتے یہاں تک کہ عرفات میں لوگوں کے ساتھ ٹھہرتے' پھر جب لوگ لوٹتے تو یہ بھی ان کے ساتھ لوٹ آتے' جب قربانی کی صبح منیٰ میں آتے تو سر منڈانے یا بال کترانے سے پہلے نحر کرتے اور وہ ہدی کو اپنے ہاتھوں نحر کرتے تھے' انہیں قطار میں قبلہ رو کھڑا کر لیتے' پھر خود کھاتے اور لوگوں کو بھی کھلاتے۔

[٤٤٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا طَعَنَ فِي سَنَامِ هَدْيِهِ وَهُوَ يُشْعِرُهُ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب اشعار کے طور پر ہدی کے کوہان میں زخم کرتے تو کہتے: "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ بہت بڑا ہے"۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ الْهَدْيُ مَا قُلِّدَ وَأُشْعِرَ، وَوُقِفَ بِهِ بِعَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کہا کرتے: "ہدی وہ ہے جس کو ہار پہنایا جائے اور اشعار کیا جائے اور عرفات میں اسے کھڑا کیا جائے"۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُجَلِّلُ بُدْنَهُ الْقَبَاطِيَّ وَالْأَنْمَاطَ وَالْحُلَلَ، ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْكَعْبَةِ، فَيَكْسُوهَا إِيَّاهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر قربانی کے اونٹوں کو مصری کپڑے' چار جامے اور حلے پہنایا کرتے تھے' پھر انہیں کعبہ کی طرف لے جاتے اور انہیں اڑھا دیتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ دِينَارٍ مَا كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ بِجِلَالِ بُدْنِهِ حِينَ كُسِيَتِ الْكَعْبَةُ هٰذِهِ الْكِسْوَةَ، فَقَالَ كَانَ يَتَصَدَّقُ بِهَا.

امام مالک نے عبداللہ بن دینار سے پوچھا کہ جب کعبہ کو یہ غلاف پہنا دیا گیا تو حضرت عبداللہ بن عمر اپنے اونٹ کی جھول کا کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ اسے خیرات کر دیتے تھے۔

[٤٤٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الضَّحَايَا وَالْبُدْنِ الثَّنِيُّ فَمَا فَوْقَهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے: قربانی کے لیے پانچ برس یا اس سے زیادہ عمر کا اونٹ ہو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَشُقُّ جِلَالَ بُدْنِهِ، وَلَا يُجَلِّلُهَا حَتّٰى يَغْدُوَ مِنْ مِنًى إِلَى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نہ جھول پھاڑتے اور نہ پہناتے' یہاں تک کہ منیٰ سے عرفات کو جاتے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لِبَنِيهِ يَا بَنِيَّ لَا يُهْدِيَنَّ أَحَدُكُمْ مِنَ الْبُدْنِ شَيْئًا يَسْتَحْيِي أَنْ يُهْدِيَهُ لِكَرِيمِهِ، فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ الْكُرَمَاءِ، وَأَحَقُّ مَنِ اخْتِيرَ لَهُ.

عروہ بن زبیر اپنے صاحبزادوں سے فرمایا کرتے: اے بیٹو! تم میں سے کوئی ایسے اونٹ کی ہدی نہ دے جسے دوست کو دیتے ہوئے شرم آئے۔ پس اللہ تعالیٰ تو سب بڑوں سے بڑا ہے' لہٰذا بہترین چیز کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

٤٧- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْهَدْيِ إِذَا عَطِبَ أَوْ ضَلَّ

اگر ہدی چلنے سے عاجز یا گم ہو جائے

٤١١- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ صَاحِبَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أَصْنَعُ بِمَا عَطِبَ مِنَ الْهَدْيِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بَدَنَةٍ عَطِبَتْ مِنَ الْهَدْيِ، فَانْحَرْهَا، ثُمَّ أَلْقِ قِلَادَتَهَا فِي دَمِهَا، ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا.

سنن ابوداؤد(١٧٦٣) سنن ترمذی(٩١٠) سنن ابن ماجہ(٣١٠٦)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہدی لے جانے والا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اگر ہدی راستے میں ہلاک ہونے لگے تو کیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہدی کا جو اونٹ ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کردو' پھر اس کے ہار کو اس کے خون میں ڈال دو' پھر چھوڑ دو کہ لوگ اسے کھالیں۔

[٤٤٥] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ سَاقَ بَدَنَةً تَطَوُّعًا، فَعَطِبَتْ، فَنَحَرَهَا، ثُمَّ خَلّٰى بَيْنَهَا وَبَيْنَ النَّاسِ يَأْكُلُونَهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَإِنْ أَكَلَ مِنْهَا، أَوْ أَمَرَ مَنْ يَأْكُلُ مِنْهَا غَرِمَهَا.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جو ہدی کا اونٹ لے جائے' پھر وہ ہلاک ہونے لگے تو اسے نحر کر کے چھوڑ دو تاکہ لوگ کھالیں اس صورت میں اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اس میں سے کھایا یا کسی کو اس میں سے کھانے کے لیے کہا تو اس کا تاوان دینا ہوگا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک' ثور بن زید دیلی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اسی طرح روایت کی ہے۔

[٤٤٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدٰى بَدَنَةً جَزَاءً، أَوْ نَذْرًا، أَوْ هَدْيَ تَمَتُّعٍ، فَأُصِيبَ فِي الطَّرِيقِ، فَعَلَيْهِ الْبَدَلُ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ جو بدلہ' نذر یا تمتع کی ہدی کے طور پر اونٹ لے گیا۔ پھر وہ راستے میں تلف ہو گیا تو اس کا بدلہ لازم آتا ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ مَنْ أَهْدٰى بَدَنَةً ثُمَّ ضَلَّتْ، أَوْ مَاتَتْ، فَإِنَّهَا إِنْ كَانَتْ نَذْرًا أَبْدَلَهَا، وَإِنْ كَانَتْ تَطَوُّعًا، فَإِنْ شَاءَ أَبْدَلَهَا، وَإِنْ شَاءَ تَرَكَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: جو اونٹ کی ہدی لے جائے پھر وہ راستے میں گم ہو جائے یا مر جائے اس صورت میں اگر وہ نذر کا ہے تو بدلہ دے اور اگر وہ نفلی تھا تو چاہے دوسرا دے اور چاہے نہ دے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ الْعِلْمِ يَقُولُونَ لَا يَأْكُلُ صَاحِبُ الْهَدْيِ مِنَ الْجَزَاءِ، وَالنُّسُكِ.

امام مالک نے اہل علم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہدی والا نہ کھائے جبکہ وہ جنایت کا بدلہ یا فدیہ ہو۔

٤٨- بَابُ هَدْيِ الْمُحْرِمِ إِذَا أَصَابَ أَهْلَهُ

بیوی سے صحبت کرنے والے کی ہدی کا بیان

[٤٤٧] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ أَهْلَهُ، وَهُوَ مُحْرِمٌ بِالْحَجِّ، فَقَالُوا يَنْفُذَانِ يَمْضِيَانِ لِوَجْهِهِمَا حَتّٰى يَقْضِيَا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر' حضرت علی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا اور اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔ سب نے فرمایا کہ حج کے ارکان ادا کرتے رہیں

حَجَّهُمَا، ثُمَّ عَلَيْهِمَا حَجُّ قَابِلٍ وَالْهَدْيُ. قَالَ وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَإِذَا أَهَلَّا بِالْحَجِّ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ تَفَرَّقَا حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

یہاں تک کہ حج پورا ہو جائے پھر آئندہ سال ان پر حج اور قربانی ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ آئندہ سال جب حج کا احرام باندھیں تو دونوں جدا رہیں۔

[٤٤٨] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مَا تَرَوْنَ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ؟ فَلَمْ يَقُلْ لَهُ الْقَوْمُ شَيْئًا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَّ رَجُلًا وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَبَعَثَ إِلَى الْمَدِينَةِ يَسْأَلُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا إِلَى عَامٍ قَابِلٍ، فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ لِيَنْفُذَا لِوَجْهِهِمَا، فَلْيُتِمَّا حَجَّهُمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ، فَإِذَا فَرَغَا رَجَعَا، فَإِنْ أَدْرَكَهُمَا حَجُّ قَابِلٍ فَعَلَيْهِمَا الْحَجُّ وَالْهَدْيُ، وَيُهِلَّانِ مِنْ حَيْثُ أَهَلَّا بِحَجِّهِمَا الَّذِي أَفْسَدَاهُ، وَيَتَفَرَّقَانِ حَتَّى يَقْضِيَا حَجَّهُمَا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو حالت احرام میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا تو سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ایک آدمی احرام کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا تھا تو اس بارے میں پوچھنے کے لیے ایک آدمی کو مدینہ منورہ بھیجا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ دونوں اگلے سال تک جدا رہیں۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ دونوں حج کرتے رہیں اور اپنے فاسد حج کو پورا کریں جب فارغ ہوں تو لوٹ جائیں۔ جب اگلے سال کا حج آئے تو ان دونوں پر حج اور قربانی ہے اور دونوں اس جگہ سے احرام باندھیں جہاں سے اس حج کا باندھا تھا جو فاسد کیا اور حج سے فارغ ہونے تک دونوں جدا رہیں۔

قَالَ مَالِكٌ يُهْدِيَانِ جَمِيعًا بَدَنَةً بَدَنَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں ایک ایک اونٹ کی قربانی دیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِي الْحَجِّ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَدْفَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَيَرْمِيَ الْجَمْرَةَ، إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْهَدْيُ وَحَجُّ قَابِلٍ. قَالَ فَإِنْ كَانَتْ إِصَابَتُهُ أَهْلَهُ بَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ، فَإِنَّمَا عَلَيْهِ أَنْ يَعْتَمِرَ، وَيُهْدِيَ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ حَجُّ قَابِلٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے دوران حج اپنی بیوی سے صحبت کی عرفات سے لوٹنے کے بعد اور کنکریاں مارنے سے پہلے اس پر ہدی اور اگلے سال کا حج واجب ہے۔ اگر کنکریاں مارنے کے بعد صحبت کی تو اس پر عمرہ اور ہدی ہے اور اس پر اگلے سال کا حج نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالَّذِي يُفْسِدُ الْحَجَّ، أَوِ الْعُمْرَةَ حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ الْهَدْيُ فِي الْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ الْتِقَاءُ الْخِتَانَيْنِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَاءٌ دَافِقٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس سے حج یا عمرہ فاسد ہوتا ہے یہاں تک کہ اس پر ہدی اور حج یا عمرہ واجب ہوتا ہے وہ دونوں ختنوں کا مل جانا (دخول) ہے اگرچہ انزال نہ ہو۔

قَالَ وَيُوجِبُ ذٰلِكَ أَيْضًا الْمَاءُ الدَّافِقُ إِذَا كَانَ مِنْ مُبَاشَرَةٍ. فَأَمَّا رَجُلٌ ذَكَرَ شَيْئًا حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ مَاءٌ دَافِقٌ فَلَا أَرَى عَلَيْهِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا قَبَّلَ امْرَأَتَهُ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ ذٰلِكَ مَاءٌ دَافِقٌ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ فِي الْقُبْلَةِ إِلَّا الْهَدْيُ، وَلَيْسَ عَلَى الْمَرْأَةِ الَّتِي يُصِيبُهَا زَوْجُهَا وَهِيَ مُحْرِمَةٌ مِرَارًا فِي الْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ وَهِيَ لَهُ فِي

فرمایا کہ بوسہ دینے سے اگر انزال ہو جائے تب بھی یہی کچھ واجب ہوتا ہے۔ اگر کسی چیز کا ذکر کرنے سے انزال ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں۔ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو بوسہ دیا تو اس پر اگلے سال کچھ نہیں مگر ہدی ہے اور وہ محرمہ عورت جس سے اس کے خاوند نے کئی بار صحبت کی' حج یا عمرہ میں اور وہ اس پر رضا مند تھی تو اس پر ہدی اور اگلے سال کا حج ہے جبکہ ایسا حج میں ہوا ہو۔

ذٰلِكَ مُطَاوِعَةً اِلَّا الْهَدْيُ وَحَجٌّ قَابِلٌ اِنْ اَصَابَهَا فِي الْحَجِّ، وَاِنْ كَانَ اَصَابَهَا فِي الْعُمْرَةِ، فَاِنَّمَا عَلَيْهَا قَضَاءُ الْعُمْرَةِ الَّتِي اَفْسَدَتْ وَالْهَدْيُ.

اگر عمرہ میں اس نے ایسا کیا تو اس پر اس عمرہ کی قضاء ہے جسے فاسد کیا اور ہدی دینا۔

۴۹- بَابُ هَدْيِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ

حج فوت ہو جانے والے کی ہدی کا بیان

[۴۴۹] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، اَنَّ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ خَرَجَ حَاجًّا حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالنَّازِيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكَّةَ اَضَلَّ رَوَاحِلَهُ، وَاِنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَوْمَ النَّحْرِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ عُمَرُ اِصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْمُعْتَمِرُ، ثُمَّ قَدْ حَلَلْتَ، فَاِذَا اَدْرَكَكَ الْحَجُّ قَابِلًا، فَاحْجُجْ، وَاَهْدِ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری حج کے لیے نکلے۔ جب مکہ مکرمہ کے راستے میں نازیہ کے مقام پر تھے تو ان کا اونٹ گم ہو گیا۔ وہ حضرت عمر کے پاس قربانی کے دن پہنچے اور اس بات کا ان سے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسی طرح کر لو جیسے عمرہ والا کرتا ہے، پھر حلال ہو جاؤ، پھر اگلے سال موسم حج میں حج کرنا اور جو میسر آئے ہدی پیش کرنا۔

[۴۵۰] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ هَبَّارَ بْنَ الْاَسْوَدِ جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَنْحَرُ هَدْيَهُ، فَقَالَ يَا اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَخْطَاْنَا الْعِدَّةَ، كُنَّا نَرٰى اَنَّ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمُ عَرَفَةَ، فَقَالَ عُمَرُ اذْهَبْ اِلٰى مَكَّةَ، فَطُفْ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ، وَانْحَرُوا هَدْيًا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ، ثُمَّ احْلِقُوا، اَوْ قَصِّرُوا، وَارْجِعُوا، فَاِذَا كَانَ عَامٌ قَابِلٌ فَحُجُّوا وَاَهْدُوا، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ ہبار بن اسود قربانی کے روز حضرت عمر کی خدمت میں پہنچے جبکہ یہ اپنی ہدی کو نحر کر رہے تھے۔ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المومنین! ہم سے شمار میں غلطی ہو گئی اور ہم سمجھے بیٹھے تھے کہ آج عرفہ کا روز ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ جاؤ، تم اور تمہارے ساتھی طواف کریں، ہدی جو تمہارے پاس ہوں انہیں نحر کرو، پھر سر منڈا کر یا بال کترا کر لوٹ آؤ، جب اگلا سال آئے تو حج کرنا اور ہدی بھیجنا، جو ہدی نہ بھیج سکے تو حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے جبکہ لوٹے اس وقت رکھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، ثُمَّ فَاتَهُ الْحَجُّ فَعَلَيْهِ اَنْ يَحُجَّ قَابِلًا، وَيَقْرِنَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ، وَيُهْدِيَ هَدْيَيْنِ هَدْيًا لِقِرَانِهِ الْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ، وَهَدْيًا لِمَا فَاتَهُ مِنَ الْحَجِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے حج و عمرہ کا قران کیا، پھر اس کا حج فوت ہو گیا تو اس پر اگلے سال حج کرنا ہے اور حج و عمرہ کا قران اور دو قربانیاں پیش کرے ایک قربانی قران کی کہ حج و عمرہ کا قران کیا اور دوسری قربانی حج فوت ہونے کی۔

۵۰- بَابُ مَنْ اَصَابَ اَهْلَهُ قَبْلَ اَنْ يُفِيضَ

طوافِ زیارت سے پہلے بیوی سے صحبت کر لینے والے کی ہدی کا بیان

[۴۵۱] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِي رَبَاحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ وَقَعَ بِاَهْلِهِ وَهُوَ بِمِنًى

عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو طواف افاضہ سے پہلے منیٰ میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا۔

قَبْلَ اَنْ يُفِيْضَ، فَاَمَرَهُ اَنْ يَنْحَرَ بَدَنَةً.

انہوں نے حکم دیا کہ ایک اونٹ نحر کرے۔

[٤٥٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيْلِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ. قَالَ لَا اَظُنُّهُ اِلَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ. اَنَّهُ قَالَ الَّذِيْ يُصِيْبُ اَهْلَهُ قَبْلَ اَنْ يُفِيْضَ يَعْتَمِرُ وَيُهْدِيْ.

عکرمہ مولی ابن عباس کا بیان ہے کہ غالباً حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو طواف افاضہ سے پہلے اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھے تو ایک عمرہ کرے اور ہدی بھیجے۔

[٤٥٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ فِيْ ذٰلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

امام مالک نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کو اسی طرح فرماتے سنا جیسا کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو میں نے سنا' یہ مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ الْاِفَاضَةَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ، وَرَجَعَ اِلٰى بِلَادِهِ، فَقَالَ اَرٰى اِنْ لَمْ يَكُنْ اَصَابَ النِّسَاءَ فَلْيَرْجِعْ فَلْيُفِضْ، وَاِنْ كَانَ اَصَابَ النِّسَاءَ، فَلْيَرْجِعْ فَلْيُفِضْ، ثُمَّ لِيَعْتَمِرْ وَلْيُهْدِ، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَشْتَرِيَ هَدْيَهُ مِنْ مَكَّةَ وَيَنْحَرَهُ بِهَا، وَلٰكِنْ اِنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَهُ مَعَهُ مِنْ حَيْثُ اعْتَمَرَ، فَلْيَشْتَرِهِ بِمَكَّةَ، ثُمَّ لِيُخْرِجْهُ اِلَى الْحِلِّ، فَلْيَسُقْهُ مِنْهُ اِلٰى مَكَّةَ، ثُمَّ يَنْحَرُهُ بِهَا.

امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو طواف افاضہ بھول گیا اور مکہ مکرمہ سے نکل کر اپنے شہر کی طرف چلا گیا؟ فرمایا کہ اگر اس نے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کی تو وہ واپس لوٹ آنا چاہیے اور طواف افاضہ کر لے اور اگر وہ صحبت کر چکا ہے تو واپس آ کر طواف افاضہ کرے' پھر عمرہ کرے اور ہدی دے اور اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ مکہ مکرمہ سے ہدی خرید کر نحر کرے' ہاں اگر اس نے عمرہ شروع کرنے کی جگہ سے ہدی ساتھ نہیں لی تھی تو مکہ مکرمہ سے خرید کر حل کی جانب باہر نکل جائے' پھر اسے ہانکتا ہوا مکہ مکرمہ میں لائے اور پھر اسے نحر کرے۔

٥١- بَابُ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

حسب استطاعت ہدی سے کیا مراد ہے؟

[٤٥٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَانَ يَقُوْلُ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرۃ:١٩٦) شَاةٌ.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ حسب استطاعت ہدی سے مراد بکری ہے۔

[٤٥٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرۃ:١٩٦) شَاةٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو ہدی میسر آئے سے مراد بکری ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَيَّ فِيْ ذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَنْ قَتَلَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو میں نے سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: ''اے ایمان والو! شکار نہ مارو جب تم احرام میں ہو اور تم میں جو

مِنْكُمْ مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا﴾ (المائدہ:۹۵) فَمِمَّا يُحْكَمُ بِهِ فِي الْهَدْيِ شَاةٌ، وَقَدْ سَمَّاهَا اللّٰهُ هَدْيًا، وَذٰلِكَ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، وَكَيْفَ يَشُكُّ أَحَدٌ فِي ذٰلِكَ؟ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَبْلُغُ أَنْ يُحْكَمَ فِيهِ بِبَعِيرٍ، أَوْ بَقَرَةٍ فَالْحُكْمُ فِيهِ شَاةٌ، وَمَا لَا يَبْلُغُ أَنْ يُحْكَمَ فِيهِ بِشَاةٍ، فَهُوَ كَفَّارَةٌ مِنْ صِيَامٍ، أَوْ إِطْعَامِ مَسَاكِينَ.

اسے قصداً قتل کرے تو اس کا بدلہ ہے کہ ویسا ہی جانور مویشی سے دے۔ تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں۔ قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی یا کفارہ دے چند مسکینوں کا کھانا یا اس کے برابر روزے" ہدی سے مراد کبھی بکری بھی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہدی رکھا ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اور اس میں کوئی کیسے شک کرے گا اور ہر چیز یہاں تک نہیں پہنچتی کہ اس کے بدلے اونٹ یا گائے کا حکم کیا جائے۔ پس بکری کا حکم ہوگا اور جس کے بدلے بکری کا حکم نہ کیا جا سکے تو اس کا کفارہ ہوگا کہ روزے رکھے یا مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

[۴۵۶] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ (البقرہ:۱۹۶) بَدَنَةٌ أَوْ بَقَرَةٌ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ حسب استطاعت قربانی سے مراد اونٹ یا گائے ہے۔

[۴۵۷] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ مَوْلَاةً لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُقَالُ لَهَا رُقَيَّةُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مَعَ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِلَى مَكَّةَ، قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَمْرَةُ مَكَّةَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ، وَأَنَا مَعَهَا، فَطَافَتْ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ دَخَلَتْ صُفَّةَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَتْ أَمَعَكِ مِقَصَّانِ، فَقُلْتُ لَا، فَقَالَتْ فَالْتَمِسِيهِ لِي، فَالْتَمَسْتُهُ حَتَّى جِئْتُ بِهِ، فَأَخَذَتْ مِنْ قُرُونِ رَأْسِهَا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ ذَبَحَتْ شَاةً.

رقیہ سے روایت ہے کہ وہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ساتھ مکہ مکرمہ کی جانب نکلیں اور حضرت عمرہ آٹھویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئیں جبکہ میں ان کے ساتھ تھی۔ انہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، پھر وہ مسجد میں داخل ہوئیں اور مجھ سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس قینچی ہے؟ میں عرض گزار ہوئی کہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے لئے تلاش کرو۔ پس میں نے تلاش کی یہاں تک کہ لے آئی۔ انہوں نے اپنے سر کی لٹیں کاٹ دیں اور جب قربانی کا دن آیا تو بکری ذبح کی۔

۵۲- بَابُ جَامِعِ الْهَدْيِ

ہدی کے متعلق دیگر روایات

[۴۵۸] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَقَدْ ضَفَرَ رَأْسَهُ، فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّي قَدِمْتُ بِعُمْرَةٍ مُفْرَدَةٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ كُنْتُ مَعَكَ، أَوْ سَأَلْتَنِي لَأَمَرْتُكَ أَنْ تَقْرِنَ. فَقَالَ الْيَمَانِيُّ قَدْ كَانَ ذٰلِكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ خُذْ مَا تَطَايَرَ مِنْ رَأْسِكَ وَأَهْدِ. فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا هَدْيُهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ هَدْيُهُ،

صدقہ بن یسار مکی سے روایت ہے کہ ایک یمن کا باشندہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سر کے بال بٹے ہوئے تھے۔ عرض گزار ہوا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! میں صرف عمرہ کرنے آیا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ اگر میں تمہارے ساتھ ہوتا یا مجھ سے پوچھتے تو میں تمہیں قران کا حکم دیتا۔ یمنی نے کہا کہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اپنے بکھرے ہوئے بالوں کو کاٹ کر ہدی دے دو۔ ایک عراقی عورت عرض گزار ہوئی کہ اے ابو عبدالرحمٰن! ہدی

فَقَالَتْ لَهُ مَا هَدْيُهُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ لَوْ لَمْ اَجِدْ اِلَّا اَنْ اَذْبَحَ شَاةً لَكَانَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَصُوْمَ.

کیا ہے؟ فرمایا کہ جو اس کی ہدی ہے۔ عرض گزار ہوئی کہ اس کی ہدی ہے کیا؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اگر میں کچھ نہ پاؤں تو بکری ذبح کر دوں، یہ مجھے روزے رکھنے سے زیادہ پسند ہے۔

[۴۵۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمَرْاَةُ الْمُحْرِمَةُ اِذَا حَلَّتْ لَمْ تَمْتَشِطْ حَتّٰى تَاْخُذَ مِنْ قُرُوْنِ رَاْسِهَا، وَاِنْ كَانَ لَهَا هَدْيٌ لَمْ تَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى تَنْحَرَ هَدْيَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو تو احرام کھولنے پر اس وقت تک وہ کنگھی نہ کرے جب تک اپنے سر کی لٹیں نہ کاٹ دے اور اگر اس کے پاس ہدی ہو تو قربانی نحر ہونے تک ایک بال بھی نہ کاٹے۔

[۴۶۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ لَا يَشْتَرِكُ الرَّجُلُ وَامْرَاَتُهُ فِيْ بَدَنَةٍ وَاحِدَةٍ، لِيُهْدِ كُلُّ وَاحِدٍ بَدَنَةً بَدَنَةً.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد اور عورت ایک ہی اونٹ میں شریک نہیں ہو سکتے بلکہ ہر ایک کا اونٹ علیحدہ ہو۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ بَعَثَ مَعَهُ بِهَدْيٍ يَنْحَرُهُ فِيْ حَجٍّ وَهُوَ مُهِلٌّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَنْحَرُهُ اِذَا حَلَّ اَمْ يُؤَخِّرُهُ حَتّٰى يَنْحَرَهُ فِي الْحَجِّ وَيَحِلُّ هُوَ مِنْ عُمْرَتِهِ؟ فَقَالَ بَلْ يُؤَخِّرُهُ حَتّٰى يَنْحَرَهُ فِي الْحَجِّ، وَيَحِلُّ هُوَ مِنْ عُمْرَتِهِ.

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے کسی کے ہاتھ حج میں نحر کرنے کے لیے ہدی بھیجی اور اس نے عمرہ کا احرام باندھا، کیا وہ حلال ہوتے ہی اسے نحر کر دے یا تاخیر کرے تاکہ اسے حج میں نحر کرے اور اپنے عمرے کا احرام کھول دے؟ فرمایا: بلکہ وہ اسے حج میں نحر کرے ٹھہر کر اور اپنے عمرے کا احرام کھول دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالَّذِيْ يُحْكَمُ عَلَيْهِ بِالْهَدْيِ فِيْ قَتْلِ الصَّيْدِ، اَوْ يَجِبُ عَلَيْهِ هَدْيٌ فِيْ غَيْرِ ذٰلِكَ، فَاِنَّ هَدْيَهُ لَا يَكُوْنُ اِلَّا بِمَكَّةَ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾ (المائدہ: ۹۵) وَاَمَّا مَا عُدِلَ بِهِ الْهَدْيُ مِنَ الصِّيَامِ، اَوِ الصَّدَقَةِ، فَاِنَّ ذٰلِكَ يَكُوْنُ بِغَيْرِ مَكَّةَ حَيْثُ اَحَبَّ صَاحِبُهُ اَنْ يَفْعَلَهُ فَعَلَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کو شکار قتل کرنے کی وجہ سے ہدی کا حکم کیا جائے یا کسی اور وجہ سے اس پر ہدی واجب ہو تو وہ ہدی پیش نہیں ہوگی مگر مکہ مکرمہ میں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''قربانی ہو کعبہ کو پہنچتی'' اور جو ہدی کی جگہ روزے رکھے یا خیرات کرے تو یہ مکہ مکرمہ سے باہر ہو سکتے ہیں جس طرح وہ کرنا چاہے کرے۔

[۴۶۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ خَالِدِ الْمَخْزُوْمِيِّ، عَنْ اَبِيْ اَسْمَاءَ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، فَخَرَجَ مَعَهُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ، فَمَرُّوْا عَلٰى حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَهُوَ مَرِيْضٌ بِالسُّقْيَا، فَاَقَامَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ جَعْفَرٍ حَتّٰى اِذَا خَافَ الْفَوَاتَ خَرَجَ، وَبَعَثَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، وَاَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ،

ابو اسماء مولیٰ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن جعفر کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے۔ ان کا گزر حضرت حسین بن علی کے پاس ہوا جو سقیا میں بیمار تھے۔ عبداللہ بن جعفر ان کے پاس ٹھہر گئے یہاں تک کہ حج کے فوت ہونے کا خطرہ محسوس ہونے لگا تو انہوں نے حضرت علی اور حضرت اسماء بنت عمیس کے پاس پیغام بھیجا جو مدینہ منورہ میں تھے تو وہ دونوں آ گئے پھر امام حسین نے اپنے سر کی جانب اشارہ کیا تو حضرت علی

وَهُمَا بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَدِمَا عَلَيْهِ، ثُمَّ إِنَّ حُسَيْنًا أَشَارَ إِلٰى رَأْسِهِ، فَأَمَرَ عَلِيٌّ بِرَأْسِهِ، فَحُلِقَ، ثُمَّ نَسَكَ عَنْهُ بِالسُّقْيَا، فَنَحَرَ عَنْهُ بَعِيْرًا.

نے ان کے سر کو مونڈنے کا حکم دیا' پھر سقیا میں ہی ان کی جانب سے قربانی دی گئی یعنی ایک اونٹ نحر کیا گیا۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَكَانَ حُسَيْنٌ خَرَجَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فِيْ سَفَرِهِ ذٰلِكَ إِلٰى مَكَّةَ.

یحییٰ بن سعید نے کہا: امام حسین حضرت عثمان کے ساتھ حج کرنے نکلے تھے۔

٥٣- بَابُ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَالْمُزْدَلِفَةِ

عرفات اور مزدلفہ میں ٹھہرنے کا بیان

٤١٢- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَارْتَفِعُوْا عَنْ بَطْنِ عُرَنَةَ، وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَارْتَفِعُوْا عَنْ بَطْنِ مُحَسِّرٍ. صحیح مسلم(۲۹۴۳)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سارا عرفات ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے لیکن بطن مکہ میں نہ ٹھہرا کرو اور سارا مزدلفہ ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے' بطن محسر میں نہ ٹھہرا کرو۔

[٤٦٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِعْلَمُوْا أَنَّ عَرَفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ، وَأَنَّ الْمُزْدَلِفَةَ كُلَّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ.

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ بطنِ عرفہ کے سوا سارا عرفات ہی ٹھہرنے کی جگہ ہے اور بطن محسر کے سوا سارا ہی مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ﴾ (البقرہ:۱۹۷) قَالَ فَالرَّفَثُ إِصَابَةُ النِّسَاءِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَائِكُمْ﴾ (البقرہ:۱۸۷) قَالَ وَالْفُسُوْقُ الذَّبْحُ لِلْأَنْصَابِ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ﴾ (الانعام:۱۴۵) قَالَ وَالْجِدَالُ فِي الْحَجِّ أَنَّ قُرَيْشًا كَانَتْ تَقِفُ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ بِقُزَحَ، وَكَانَتِ الْعَرَبُ وَغَيْرُهُمْ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَةَ، فَكَانُوْا يَتَجَادَلُوْنَ، يَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ نَحْنُ أَصْوَبُ، وَيَقُوْلُ هٰؤُلَاءِ نَحْنُ أَصْوَبُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ وَادْعُ إِلٰى رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ﴾ (الحج:۶۷) فَهٰذَا الْجِدَالُ فِيْمَا نُرٰى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَقَدْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام مالک کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ''تو''رفث'' سے مراد عورتوں کے ساتھ صحبت کرنا ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''احل لکم لیلة الصیام الرفث الی نساء کم ''اور فرمایا''الفسوق ''سے مراد بتوں کے لیے ذبح کرنا ہے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے''او فسقا اھل لغیر اللہ بہ''اور فرمایا کہ''والجدال فی الحج ''یہ ہے کہ قریش مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس قزح میں ٹھہرتے اور دوسرے عرب وغیرہ عرفات میں ٹھہرتے تو وہ آپس میں جھگڑتے ہوئے کہتے کہ ہم درست کر رہے ہیں اور وہ کہتے کہ ہم درست کر رہے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہر امت کے لیے ہم نے عبادت کے قاعدے بنا دیئے کہ وہ ان پر چلے تو ہرگز وہ تم سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کریں اور اپنے رب کی طرف بلاؤ بے شک تم سیدھی راہ پر ہو''۔ تو جدال یہی ہے جیسا کہ معلوم ہوا۔ آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور یہ میں نے اہل علم سے سنا ہے۔

٥٤- بَابُ وُقُوْفِ الرَّجُلِ وَهُوَ غَيْرُ

وقوف کرنا جبکہ پاک نہ ہو اور

طَاهِرٍ وَوُقُوْفُهُ عَلٰى دَابَّتِهٖ

اپنی سواری پر ٹھہرنا

سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَقِفُ الرَّجُلُ بِعَرَفَةَ، أَوْ بِالْمُزْدَلِفَةِ، أَوْ يَرْمِي الْجِمَارَ، أَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ؟ فَقَالَ كُلُّ أَمْرٍ تَصْنَعُهُ الْحَائِضُ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ، فَالرَّجُلُ يَصْنَعُهُ وَهُوَ غَيْرُ طَاهِرٍ، ثُمَّ لَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ شَيْءٌ فِيْ ذٰلِكَ، وَالْفَضْلُ أَنْ يَكُوْنَ الرَّجُلُ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ طَاهِرًا، وَلَا يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يَتَعَمَّدَ ذٰلِكَ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا آدمی عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہر سکتا ہے یا کنکریاں مار سکتا ہے یا صفا و مروہ کے درمیان سعی کر سکتا ہے جبکہ وہ بے وضو ہو؟ فرمایا کہ حج میں ہر وہ کام جسے حائضہ کر سکتی ہے اسے وہ بھی کر سکتا ہے جو بے وضو ہو اور اس کے عوض اس پر کچھ نہیں ہے لیکن افضل یہی ہے کہ آدمی باوضو ہو اور جان بوجھ کر بے وضو رہنا مناسب نہیں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ لِلرَّاكِبِ أَيَنْزِلُ أَمْ يَقِفُ رَاكِبًا؟ فَقَالَ بَلْ يَقِفُ رَاكِبًا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ بِهٖ، أَوْ بِدَابَّتِهٖ عِلَّةٌ، فَاللّٰهُ أَعْذَرُ بِالْعُذْرِ.

امام مالک سے سوار کے وقوف کے بارے میں پوچھا گیا کہ اتر جائے یا سوار ہو کر وقوف کرے؟ فرمایا کہ سواری پر وقوف کرے ماسوائے اس کے اسے یا اس کی سواری کو تکلیف ہو اور اللہ تعالیٰ عذر سے زیادہ درگزر کرنے والا ہے۔

۵۵- بَابُ وُقُوْفِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ بِعَرَفَةَ

وقوفِ عرفات کی انتہا

[٤٦٣] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ لَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ، وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جو مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر تک عرفات میں نہ ٹھہرے تو اس کا حج فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات (یوم النحر) کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں آ ٹھہرا تو اس نے حج کو پا لیا۔

[٤٦٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهٗ قَالَ مَنْ أَدْرَكَهُ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ، وَلَمْ يَقِفْ بِعَرَفَةَ، فَقَدْ فَاتَهُ الْحَجُّ، وَمَنْ وَقَفَ بِعَرَفَةَ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَقَدْ أَدْرَكَ الْحَجَّ.

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جس نے شب مزدلفہ کی صبح پائی اور عرفات میں نہ ٹھہرا تو اس کا حج فوت ہو گیا اور جو مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں آ ٹھہرا تو اس نے حج پا لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يُعْتَقُ فِي الْمَوْقِفِ بِعَرَفَةَ فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يُجْزِئُ عَنْهُ مِنْ حَجَّةِ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ لَمْ يُحْرِمْ، فَيُحْرِمُ بَعْدَ أَنْ يُعْتَقَ، ثُمَّ يَقِفُ بِعَرَفَةَ مِنْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ قَبْلَ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَجْزَأَ عَنْهُ، وَإِنْ لَمْ يُحْرِمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ كَانَ بِمَنْزِلَةِ مَنْ فَاتَهُ الْحَجُّ إِذَا لَمْ يُدْرِكِ الْوُقُوْفَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ الْمُزْدَلِفَةِ، وَيَكُوْنُ عَلَى الْعَبْدِ

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس کو وقوف عرفات میں آزاد کیا گیا تو یہ اس کے فرض حج کی جگہ کفایت نہیں کرے گا ماسوائے اس کے کہ وہ محرم نہ ہو اور آزاد ہونے کے بعد احرام باندھے پھر اس رات عرفات میں قیام کرے طلوع فجر سے پہلے تو یہ اس کے لیے کافی ہو گا اور اگر طلوع فجر تک احرام نہ باندھے تو اسی کی طرح ہے جس کا حج فوت ہو گیا جبکہ مزدلفہ کی رات کو طلوع فجر سے پہلے عرفات میں نہ ٹھہرا ہو اور غلام پر فرض حج

حَجَّةُ الْإِسْلَامِ يَقْضِيهَا.

کی قضاء رہے گی۔

٥٦- بَابُ تَقْدِيمِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ

عورتوں اور بچوں کو پہلے روانہ کردینے کا بیان

٤١٣- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سَالِمٍ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ ابْنَيْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ أَبَاهُمَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَدِّمُ أَهْلَهُ، وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى حَتَّى يُصَلُّوا الصُّبْحَ بِمِنًى، وَيَرْمُوا قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ النَّاسُ. صحیح البخاری (۱۶۷۶) صحیح مسلم (۳۱۱۷)

سالم اور عبید اللہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بیویوں اور بچوں کو پہلے ہی مزدلفہ سے منیٰ میں بھیج دیتے تاکہ وہ صبح کی نماز منیٰ میں پڑھ لیں اور لوگوں کے آنے سے پہلے کنکریاں ماریں۔

٤١٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، أَنَّ مَوْلَاةً لِأَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ جِئْنَا مَعَ أَسْمَاءَ ابْنَةِ أَبِي بَكْرٍ مِنًى بِغَلَسٍ، قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ، فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ ذَلِكَ مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكِ.

صحیح البخاری (۱۶۷۹) صحیح مسلم (۳۱۱۰)

اسماء بنت ابوبکر کی آزاد کردہ لونڈی سے روایت ہے کہ ہم حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ منیٰ میں صبح سویرے آ گئے۔ میں ان کی خدمت میں عرض گزار ہوئی کہ ہم منیٰ کے اندر اندھیرے میں آ گئے ہیں۔ فرمایا کہ ان (حضور) کی معیت میں بھی ایسا ہی کرتے تھے جو تم سے بہتر تھے۔

[٤٦٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ كَانَ يُقَدِّمُ نِسَاءَهُ، وَصِبْيَانَهُ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ إِلَى مِنًى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ اپنی عورتوں اور بچوں کو مزدلفہ سے منیٰ کی طرف پہلے ہی بھیج دیا کرتے تھے۔

[٤٦٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَكْرَهُ رَمْيَ الْجَمْرَةِ حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ، وَمَنْ رَمَى، فَقَدْ حَلَّ لَهُ النَّحْرُ.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات سے سنا کہ وہ یوم النحر کی فجر طلوع ہونے سے پہلے کنکریاں مارنے کو مکروہ شمار کرتے اور جس نے کنکریاں مار لیں تو نحر کرنا اس کے لیے حلال ہو گیا۔

[٤٦٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَرَى أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ بِالْمُزْدَلِفَةِ تَأْمُرُ الَّذِي يُصَلِّي لَهَا وَلِأَصْحَابِهَا الصُّبْحَ يُصَلِّي لَهُمُ الصُّبْحَ حِينَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ، ثُمَّ تَرْكَبُ فَتَسِيرُ إِلَى مِنًى، وَلَا تَقِفُ.

ہشام بن عروہ نے فاطمہ بنت منذر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت اسماء بنت ابوبکر کو مزدلفہ میں دیکھا کہ جو انہیں اور ان کے ساتھ والوں کو نماز پڑھاتا تھا' اسے حکم دے رہی تھیں کہ فجر طلوع ہوتے ہی انہیں صبح کی نماز پڑھا دے، پھر سوار ہو کر منیٰ میں آ گئیں اور ٹھہری نہ تھیں۔

٥٧- بَابُ السَّيْرِ فِي الدَّفْعَةِ

عرفات سے لوٹتے وقت کی چال

٤١٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَأَنَا جَالِسٌ مَعَهُ كَيْفَ كَانَ يَسِيرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِينَ دَفَعَ؟ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ، فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا جبکہ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ اونٹ کو کس طرح چلاتے تھے؟ فرمایا کہ ہلکی تیز رفتار سے چلاتے تھے اور جب خالی راستہ پاتے تو خوب دوڑاتے۔

صحیح مسلم(۳۰۹۴_۳۰۹۵)

قَالَ مَالِكٌ قَالَ هِشَامٌ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "نص" "عنق" سے تیز رفتار کو کہتے ہیں۔

[٤٦٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَرِّكُ رَاحِلَتَهُ فِي بَطْنِ مُحَسِّرٍ قَدْرَ رَمْيَةٍ بِحَجَرٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اپنے اونٹ کو بطن محسر میں ڈھیلے کی مار تک تیز دوڑاتے تھے۔

٥٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّحْرِ فِي الْحَجِّ

حج کی قربانی کا بیان

٤١٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِنًى هٰذَا الْمَنْحَرُ وَكُلُّ مِنًى مَنْحَرٌ. وَقَالَ فِي الْعُمْرَةِ هٰذَا الْمَنْحَرُ يَعْنِي الْمَرْوَةَ وَكُلُّ فِجَاجِ مَكَّةَ وَطُرُقِهَا مَنْحَرٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں فرمایا کہ یہ نحر کی جگہ ہے اور سارا ہی منیٰ نحر کی جگہ ہے اور عمرہ کے وقت مروہ کے لیے فرمایا کہ نحر کی جگہ یہ ہے اور مکہ مکرمہ کی ہر گھاٹی اور ہر راستہ نحر کی جگہ ہے۔

سنن ابوداؤد(۱۹۳۷)سنن ابن ماجہ(۳۰٤۸)

٤١٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِخَمْسِ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، وَلَا نُرٰى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَحِلَّ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوْا نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پچیس ذی قعدہ کو حج کے ارادے سے نکلے۔ جب ہم مکہ معظمہ کے نزدیک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے احرام کھول دے۔ یوم النحر کے روز ہمارے پاس گائے کا گوشت آیا تو میں نے پوچھا کہ یہ کیسا ہے؟ لانے والوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی جانب سے گائے کی قربانی دی ہے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ. صحیح البخاری(۱۷۰۹)صحیح مسلم(۱۲۵_۱۲۱۱)

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث قاسم بن محمد سے بیان کی تو فرمایا کہ انہوں (عمرہ) نے یہ حدیث درست بیان کی۔

٤١٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ حَفْصَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا، وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ فَقَالَ إِنِّي لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي، فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئیں کہ لوگوں نے تو احرام کھول دیئے لیکن آپ نے ابھی اپنے عمرہ کا احرام نہیں کھولا۔ فرمایا کہ میں نے اپنے بال جمائے ہوئے ہیں اور اپنی ہدی کو ہار پہنایا ہے لہٰذا احرام نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ نحر کرلوں۔

صحیح البخاری(۱۵٦٦)صحیح مسلم(۲۹۷٤_۲۹۷٥)

٥٩- بَابُ الْعَمَلِ فِي النَّحْرِ

نحر کرنے کا طریقہ

٤١٩- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَحَرَ بَعْضَ هَدْيِهِ، وَنَحَرَ غَيْرُهُ بَعْضَهُ.

صحیح مسلم (٢٩٤١_٢٩٤٢)

امام محمد باقر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہدی کے بعض جانوروں کو خود نحر کیا اور بعض کو دوسرے لوگوں نے نحر کیا۔

[٤٦٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ مَنْ نَذَرَ بَدَنَةً، فَإِنَّهُ يُقَلِّدُهَا نَعْلَيْنِ وَيُشْعِرُهَا، ثُمَّ يَنْحَرُهَا عِنْدَ الْبَيْتِ، أَوْ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَيْسَ لَهَا مَحِلٌّ دُونَ ذَلِكَ، وَمَنْ نَذَرَ جَزُورًا مِنَ الْإِبِلِ، أَوِ الْبَقَرِ، فَلْيَنْحَرْهَا حَيْثُ شَاءَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: جو اونٹ یا گائے کی قربانی نذر کرے تو دو جوتے اس کے گلے میں لٹکا دے اور اس کا اشعار کرے پھر اسے بیت اللہ کے پاس یا منٰی میں نحر کرے اس کے علاوہ اس کے ذبح کرنے کی جگہ نہیں ہے اور جو اونٹ گائے کی قربانی نذر کرے تو اسے جہاں چاہے ذبح کر سکتا ہے۔

[٤٧٠] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَنْحَرُ بُدْنَهُ قِيَامًا.

امام مالک نے ہشام بن عروہ سے روایت کی ہے کہ ان کے والد ماجد اپنے اونٹوں کو کھڑا کر کے ذبح کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ حَتَّى يَنْحَرَ هَدْيَهُ، وَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَنْحَرَ قَبْلَ الْفَجْرِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَإِنَّمَا الْعَمَلُ كُلُّهُ يَوْمَ النَّحْرِ الذَّبْحُ، وَلُبْسُ الثِّيَابِ، وَإِلْقَاءُ التَّفَثِ، وَالْحِلَاقُ لَا يَكُونُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ يُفْعَلُ قَبْلَ يَوْمِ النَّحْرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ اپنی ہدی کو نحر کرنے سے پہلے سر منڈائے اور کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ دس ذی الحجہ کو فجر سے پہلے نحر کرے اور یہ سارے کام یعنی ذبح کرنا، کپڑے پہننا، میل چھڑانا اور سر منڈانا دسویں ذوالحجہ کو ہونے چاہئیں ان میں سے کوئی کام بھی یوم النحر سے پہلے نہیں ہونا چاہیے۔

٦٠- بَابُ الْحِلَاقِ

سر منڈانے کا بیان

٤٢٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا وَالْمُقَصِّرِينَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ وَالْمُقَصِّرِينَ.

صحیح البخاری (۱۷۲۷) صحیح مسلم (۳۱۳۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگی: اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ اور بال کترانے والوں پر۔ پھر کہا: اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! بال کترانے والوں پر بھی۔ کہا کہ بال کترانے والوں پر بھی۔

[٤٧١] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ مَكَّةَ لَيْلًا وَهُوَ مُعْتَمِرٌ، فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَيُؤَخِّرُ الْحِلَاقَ حَتَّى يُصْبِحَ. قَالَ وَلَكِنَّهُ لَا يَعُودُ إِلَى الْبَيْتِ، فَيَطُوفُ بِهِ حَتَّى يَحْلِقَ رَأْسَهُ.

عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ عمرہ کی حالت میں رات کے وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے پھر بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے اور سر نہ منڈاتے جب تک صبح نہ ہو جاتی، فرمایا اور بیت اللہ کا طواف کرنے کے لیے نہ لوٹے یہاں تک کہ سر منڈا لے۔

قَالَ وَرُبَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَأَوْتَرَ فِيهِ، وَلَا يَقْرَبُ الْبَيْتَ.

فرمایا اور کبھی وہ مسجد میں داخل ہو کر وتر پڑھتے اور بیت اللہ کے قریب نہ جاتے۔

قَالَ مَالِكٌ التَّفَثُ حِلَاقُ الشَّعْرِ وَلُبْسُ الثِّيَابِ وَمَا يَتْبَعُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ" التفث "سر منڈانے" کپڑے پہننے اور ان کے تابع امور کو کہتے ہیں۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ نَسِيَ الْحِلَاقَ بِمِنًى فِي الْحَجِّ هَلْ لَهُ رُخْصَةٌ فِي أَنْ يَحْلِقَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ ذٰلِكَ وَاسِعٌ، وَالْحِلَاقُ بِمِنًى أَحَبُّ إِلَيَّ.

یحیٰی کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو حج میں منیٰ کے اندر سر منڈانا بھول گیا' کیا اس کے لیے اجازت ہے کہ مکہ مکرمہ میں سر منڈائے؟ فرمایا کہ اس میں وسعت ہے لیکن منیٰ میں سر منڈانا مجھے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ أَحَدًا لَا يَحْلِقُ رَأْسَهُ، وَلَا يَأْخُذُ مِنْ شَعْرِهِ حَتّٰى يَنْحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ، وَلَا يَحِلُّ مِنْ شَيْءٍ حَرُمَ عَلَيْهِ حَتّٰى يَحِلَّ بِمِنًى يَوْمَ النَّحْرِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ﴾ (البقرة:١٩٦).

امام مالک نے فرمایا کہ اس بات میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی سر نہ منڈائے اور ایک بال بھی نہ کاٹے یہاں تک کہ ہدی نحر کرے اگر اس کے پاس ہو اور حلال ہو جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور اپنے سر نہ منڈاؤ یہاں تک کہ قربانی اپنی جگہ پر پہنچ جائے"۔

٦١- بَابُ التَّقْصِيرِ

قصر کا بیان

[٤٧٢] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ مِنْ رَمَضَانَ وَهُوَ يُرِيدُ الْحَجَّ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ رَأْسِهِ وَلَا مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا حَتّٰى يَحُجَّ. قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَى النَّاسِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب رمضان کے روزے رکھ لیتے اور حج کرنے کا ارادہ کرتے تو اپنے سر اور داڑھی میں سے ایک بال بھی نہ کاٹتے' امام مالک نے فرمایا کہ یہ سب لوگوں پر واجب نہیں ہے۔

[٤٧٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ، وَشَارِبِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب حج یا عمرہ کے بعد سر منڈاتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں میں سے بال لیتے تھے۔

[٤٧٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ فَقَالَ إِنِّي أَفَضْتُ، وَأَفَضْتُ مَعِي بِأَهْلِي، ثُمَّ عَدَلْتُ إِلٰى شِعْبٍ، فَذَهَبْتُ لِأَدْنُوَ مِنْ أَهْلِي، فَقَالَتْ إِنِّي لَمْ أُقَصِّرْ مِنْ شَعْرِي بَعْدُ، فَأَخَذْتُ مِنْ شَعْرِهَا بِأَسْنَانِي، ثُمَّ وَقَعْتُ بِهَا. فَضَحِكَ الْقَاسِمُ وَقَالَ مُرْهَا فَلْتَأْخُذْ مِنْ شَعْرِهَا بِالْجَلَمَيْنِ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے قاسم بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے طواف افاضہ کیا اور میرے ساتھ میری بیوی نے بھی' پھر میں ایک گھاٹی کی طرف گیا تا کہ اپنی بیوی سے صحبت کروں۔ اس نے کہا کہ میں نے ابھی اپنے بال نہیں کتروائے' میں نے اپنے دانتوں سے اس کے بال کترے اور پھر اس سے صحبت کی۔ قاسم بن محمد ہنس پڑے اور اس سے کہا کہ اپنی بیوی کو قینچی سے بال کترنے کا حکم دو۔

قَالَ مَالِكٌ أَسْتَحِبُّ فِي مِثْلِ هٰذَا أَنْ يُهْرِقَ

امام مالک نے فرمایا کہ اس صورت میں مستحب یہ ہے کہ وہ

دَمًا، وَذٰلِکَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا فَلْيُهْرِقْ دَمًا.

قربانی دے اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے کہ جو کسی رکن کو بھول جائے تو وہ قربانی کرے۔

[٤٧٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ لَقِيَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِهِ يُقَالُ لَهُ الْمُجَبَّرُ، قَدْ اَفَاضَ، وَلَمْ يَحْلِقْ، وَلَمْ يُقَصِّرْ جَهِلَ ذٰلِكَ، فَاَمَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَرْجِعَ، فَيَحْلِقَ، اَوْ يُقَصِّرَ، ثُمَّ يَرْجِعَ اِلَى الْبَيْتِ، فَيُفِيْضَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو ان کے اعزہ سے ایک آدمی ملا جس کو مجبر کہا جاتا تھا' وہ طواف افاضہ کر چکا تھا لیکن بے خبری میں سر نہ منڈایا' نہ بال کتروائے تو حضرت عبداللہ نے اسے حکم دیا کہ واپس لوٹ جائے' پھر سر منڈائے یا بال کتروائے' پھر بیت اللہ کی طرف لوٹ کر طواف افاضہ کرے۔

[٤٧٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يُحْرِمَ دَعَا بِالْجَلَمَيْنِ فَقَصَّ شَارِبَهُ، وَاَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ قَبْلَ اَنْ يَرْكَبَ، وَقَبْلَ اَنْ يُهِلَّ مُحْرِمًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سالم بن عبداللہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرتے تو سوار ہوتے اور لبیک کہنے سے پہلے قینچی منگا کر اپنی مونچھوں کو پست کرتے اور داڑھی کے بال لیتے۔

٦٢- بَابُ التَّلْبِيْدِ

تلبید کا بیان

[٤٧٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ ضَفَرَ رَاْسَهُ فَلْيَحْلِقْ، وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: جو بال گوندھے اسے چاہیے کہ احرام کھولتے وقت سر منڈائے اور تلبید سے مشابہت نہ کی جائے۔

[٤٧٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ عَقَصَ رَاْسَهُ، اَوْ ضَفَرَ، اَوْ لَبَّدَ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحِلَاقُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو سر کے بالوں کی لٹ باندھے یا گوندھے یا تلبید کرے تو اس پر سر منڈانا واجب ہے۔

٦٣- بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الْبَيْتِ وَقَصْرِ الصَّلٰوةِ وَتَعْجِيْلِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

بیت اللہ میں نماز پڑھنا' عرفات میں نماز قصر کرنا اور خطبہ جلدی پڑھنا

٤٢١- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ، فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ، وَمَكَثَ فِيْهَا.

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَمِيْنِهِ، وَعَمُوْدَيْنِ عَنْ يَسَارِهِ، وَثَلَاثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ، ثُمَّ صَلّٰى.

صحیح البخاری (۵۰۵) صحیح مسلم (۳۲۱۷ تا ۳۲۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت اسامہ بن زید' حضرت بلال بن رباح اور حضرت عثمان بن طلحہ بھی تھے چنانچہ دروازہ بند کر لیا گیا اور آپ اس میں ٹھہرے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ نکلنے پر میں نے حضرت بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ فرمایا کہ حضور نے ایک ستون کو دائیں جانب دوسرے کو بائیں جانب اور تین پیچھے رکھے' پھر نماز پڑھی اور ان دنوں بیت اللہ کے چھ ستون تھے۔

٤٢٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ إِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ أَنْ لَا تُخَالِفَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْحَجِّ. قَالَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَأَنَا مَعَهُ، فَصَاحَ بِهِ عِنْدَ سُرَادِقِهِ أَيْنَ هٰذَا؟ فَخَرَجَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ. فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ الرَّوَاحَ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ السُّنَّةَ؟ فَقَالَ أَهٰذِهِ السَّاعَةَ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَانْظُرْنِي حَتّٰى أُفِيضَ عَلَيَّ مَاءً، ثُمَّ أَخْرُجَ، فَنَزَلَ عَبْدُ اللّٰهِ حَتّٰى خَرَجَ الْحَجَّاجُ، فَسَارَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي، فَقُلْتُ لَهُ إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تُصِيبَ السُّنَّةَ الْيَوْمَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلٰوةَ. قَالَ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ سَالِمٌ. صحیح البخاری (١٦٦٠)

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف کے لیے لکھا کہ حج کے کسی کام میں عبداللہ بن عمر کی مخالفت نہ کرنا' پس سورج ڈھلتے ہی حضرت عبداللہ بن عمر آئے اور میں ان کے ساتھ تھا تو اس کے خیمے کے پاس چلائے کہ وہ کہاں ہے؟ پس حجاج کسم میں رنگی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے نکلا اور کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! کیا بات ہے؟ فرمایا کہ اگر سنت کی پیروی کا ارادہ ہے تو چلو۔ کہا: کیا اسی وقت؟ فرمایا: ہاں۔ کہا کہ مجھے اتنی مہلت تو دیجئے کہ اپنے اوپر پانی بہالوں پھر چلوں گا' پس حضرت عبداللہ سواری سے اتر پڑے یہاں تک کہ حجاج باہر نکلا' پس وہ والد محترم اور میرے درمیان چل دیا' پس میں نے اس سے کہا کہ آج اگر تم سنت کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو مختصر خطبہ دینا اور نماز جلدی پڑھانا' پس وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی طرف دیکھنے لگا کہ اس بارے میں ان سے سنے' جب حضرت عبداللہ نے یہ بات دیکھی تو فرمایا: سالم نے ٹھیک کہا ہے۔

٦٤- بَابُ الصَّلٰوةِ بِمِنًى يَوْمَ التَّرْوِيَةِ وَالْجُمُعَةِ بِمِنًى وَعَرَفَةَ

ترویہ کے روز منیٰ میں نمازیں اور منیٰ وعرفات میں جمعہ

[٤٧٩] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ، وَالْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ، وَالصُّبْحَ بِمِنًى، ثُمَّ يَغْدُو إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَى عَرَفَةَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ظہر' عصر' مغرب' عشاء اور فجر کی نماز منیٰ میں پڑھ کر سورج طلوع ہونے کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہو جاتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْإِمَامَ لَا يَجْهَرُ بِالْقُرْاٰنِ فِي الظُّهْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَأَنَّهُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ عَرَفَةَ، وَأَنَّ الصَّلٰوةَ يَوْمَ عَرَفَةَ إِنَّمَا هِيَ ظُهْرٌ، وَإِنْ وَافَقَتِ الْجُمُعَةَ، فَإِنَّمَا هِيَ ظُهْرٌ، وَلٰكِنَّهَا قُصِرَتْ مِنْ أَجْلِ السَّفَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں کہ عرفہ کے روز امام ظہر کی نماز میں قرأت جہری نہ کرے اور وہ عرفہ کے روز لوگوں کو خطبہ دے اور یوم عرفہ کی نماز ہی نماز ظہر ہے اور اس روز جمعہ کا دن آ جائے تب بھی ظہر پڑھی جائے گی لیکن سفر کے باعث یہ قصر ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي إِمَامِ الْحَاجِّ إِذَا وَافَقَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ، أَوْ يَوْمَ النَّحْرِ، أَوْ بَعْضَ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ إِنَّهُ لَا يُجَمِّعُ فِي شَيْءٍ مِنْ تِلْكَ الْأَيَّامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عرفہ کے روز یا یوم النحر کو یا ایام تشریق میں جمعہ کا روز آ جائے تو ان دنوں میں جمعہ پڑھا جائے گا۔

٦٥- بَابُ صَلٰوةِ الْمُزْدَلِفَةِ

مزدلفہ میں نماز پڑھنے کا بیان

٤٢٣- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

صحیح البخاری (١٦٧٤) صحیح مسلم (٣٠٩٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

٤٢٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عَرَفَةَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ، فَتَوَضَّأَ، فَلَمْ يُسْبِغِ الْوُضُوْءَ، فَقُلْتُ لَهُ الصَّلٰوةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ الصَّلٰوةُ أَمَامَكَ، فَرَكِبَ، فَلَمَّا جَاءَ الْمُزْدَلِفَةَ نَزَلَ فَتَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، ثُمَّ أَنَاخَ كُلُّ إِنْسَانٍ بَعِيْرَهُ فِيْ مَنْزِلِهِ، ثُمَّ أُقِيْمَتِ الْعِشَاءُ فَصَلَّاهَا، وَلَمْ يُصَلِّ بَيْنَهُمَا شَيْئًا.

صحیح البخاری (١٣٩) صحیح مسلم (٣٠٨٧تا٣٠٩١)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے لوٹتے وقت جب گھاٹی میں پہنچے تو پیشاب کیا، پھر وضو فرمایا لیکن پورا وضو نہ کیا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! نماز۔ فرمایا کہ نماز تم سے آگے ہے، پھر سوار ہو کر جب مزدلفہ جا پہنچے تو اترے، وضو فرمایا اور پوری طرح وضو کیا، پھر نماز کی اقامت پڑھی گئی تو نماز مغرب پڑھائی، پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنے ٹھہرنے کی جگہ پر بٹھا دیا، پھر عشاء کی اقامت کہی گئی تو آپ نے یہ پڑھائی اور ان دونوں کے درمیان میں کوئی اور نماز مطلق نہ پڑھی۔

٤٢٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْخَطْمِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

صحیح البخاری (١٦٧٤) صحیح مسلم (٣٠٩٦-٣٠٩٧)

عبداللہ بن یزید خطمی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ملا کر پڑھیں۔

[٤٨٠] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ، وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ جَمِيْعًا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر مغرب اور عشاء کی نمازوں کو مزدلفہ میں ملا کر پڑھا کرتے تھے۔

٦٦- بَابُ صَلٰوةِ مِنًى

منیٰ میں نماز پڑھنے کا بیان

[٤٨١] اَثَر- قَالَ مَالِكٌ فِيْ أَهْلِ مَكَّةَ إِنَّهُمْ يُصَلُّوْنَ بِمِنًى إِذَا حَجُّوْا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى يَنْصَرِفُوْا إِلٰى مَكَّةَ.

امام مالک نے اہل مکہ کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ حج کرتے ہیں تو منیٰ میں دو دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ جائیں۔

٤٢٦- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الصَّلٰوةَ الرُّبَاعِيَّةَ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَأَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّاهَا بِمِنًى

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار رکعتوں والی نماز کی منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں، حضرت ابو بکر صدیق نے بھی دو رکعتیں پڑھیں، حضرت عمر فاروق نے بھی دو

رَكْعَتَيْنِ، وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ، وَاَنَّ عُثْمَانَ صَلَّاهَا بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ شَطْرَ اِمَارَتِهِ، ثُمَّ اَتَمَّهَا بَعْدُ. صحیح البخاری (۱۰۸۲) صحیح مسلم (۱۵۹۰)

رکعتیں پڑھیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آدھی امارت میں دو رکعتیں پڑھیں' پھر بعد میں پوری پڑھنے لگے۔

[۴۸۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ صَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَقَالَ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ، فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ، ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى، وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ مکرمہ آئے تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں' جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! اپنی نمازیں پوری کرو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔ پھر حضرت عمر نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ ان سے کچھ فرمایا ہو۔

[۴۸۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ صَلّٰى لِلنَّاسِ بِمَكَّةَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَهْلَ مَكَّةَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَكُمْ، فَاِنَّا قَوْمٌ سَفْرٌ. ثُمَّ صَلّٰى عُمَرُ رَكْعَتَيْنِ بِمِنًى، وَلَمْ يَبْلُغْنَا اَنَّهُ قَالَ لَهُمْ شَيْئًا.

اسلم عدوی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ میں لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں' جب فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! اپنی نمازیں پوری کرلو کیونکہ ہم تو مسافر ہیں۔ پھر حضرت عمر نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور یہ بات ہم تک نہیں پہنچی کہ ان سے کچھ فرمایا ہو۔

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ اَهْلِ مَكَّةَ كَيْفَ صَلٰوتُهُمْ بِعَرَفَةَ اَرَكْعَتَانِ اَمْ اَرْبَعٌ، وَكَيْفَ بِاَمِيْرِ الْحَاجِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ اَيُصَلِّي الظُّهْرَ، وَالْعَصْرَ بِعَرَفَةَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، اَوْ رَكْعَتَيْنِ، وَكَيْفَ صَلٰوةُ اَهْلِ مَكَّةَ فِيْ اِقَامَتِهِمْ؟ فَقَالَ مَالِكٌ يُصَلِّيْ اَهْلُ مَكَّةَ بِعَرَفَةَ وَمِنًى مَا اَقَامُوْا بِهِمَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ يَقْصُرُوْنَ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَرْجِعُوْا اِلٰى مَكَّةَ. قَالَ وَاَمِيْرُ الْحَاجِّ اَيْضًا اِذَا كَانَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ قَصَرَ الصَّلٰوةَ بِعَرَفَةَ وَاَيَّامَ مِنًى، وَاِنْ كَانَ اَحَدٌ سَاكِنًا بِمِنًى مُقِيْمًا بِهَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ يُتِمُّ الصَّلٰوةَ بِمِنًى، وَاِنْ كَانَ اَحَدٌ سَاكِنًا بِعَرَفَةَ مُقِيْمًا بِهَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ يُتِمُّ الصَّلٰوةَ بِهَا اَيْضًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ عرفات میں اہل مکہ کی نماز کیسی ہو یعنی دو رکعتیں پڑھیں یا چار اور امیر الحاج اگر اہل مکہ سے ہو تو عرفات میں ظہر اور عصر کی چار رکعتیں پڑھیں یا دو رکعتیں اور اہل مکہ جب تک وہاں ٹھہریں تو ان کی نماز کیسی ہو؟ امام مالک نے فرمایا کہ اہل مکہ جب تک عرفات اور منیٰ میں ٹھہریں تو دو دو رکعتیں پڑھیں یعنی قصر نماز یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کی جانب لوٹ جائیں۔ فرمایا اور امیر الحاج بھی اسی طرح جبکہ وہ اہل مکہ سے ہو تو عرفات میں قصر نماز پڑھے اور ایام منیٰ میں بھی اور اگر کوئی منیٰ کا رہنے والا ہے تو وہاں مقیم ہے لہٰذا منیٰ میں پوری نماز پڑھے گا اور اگر کوئی عرفات میں سکونت پذیر ہے تو وہاں مقیم ہے لہٰذا عرفات میں پوری نماز پڑھے گا۔

۶۷- بَابُ صَلٰوةِ الْمُقِيْمِ بِمَكَّةَ وَمِنًى

مکہ اور منیٰ میں مقیم کی نماز

[۴۸۴] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ قَالَ مَنْ قَدِمَ مَكَّةَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ، فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ، فَاِنَّهُ يُتِمُّ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْ مَكَّةَ لِمِنًى فَيَقْصُرُ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ قَدْ اَجْمَعَ عَلٰى مُقَامٍ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِ لَيَالٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی مکہ مکرمہ میں آ گیا اور حج کا احرام باندھ لیا تو وہ پوری نماز پڑھے گا یہاں تک کہ جب مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لیے جائے تو قصر پڑھے گا اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اس نے چار دن سے زیادہ ایک جگہ پر ٹھہرنے

کا ارادہ کرلیا۔

٦٨- بَابُ تَكْبِيرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

ایام تشریق کی تکبیروں کا بیان

[٤٨٥] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ شَيْئًا، فَكَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ، ثُمَّ خَرَجَ الثَّانِيَةَ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَكَبَّرَ، فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ، ثُمَّ خَرَجَ الثَّالِثَةَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَكَبَّرَ، فَكَبَّرَ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِ، حَتّٰى يَتَّصِلَ التَّكْبِيرُ، وَيَبْلُغَ الْبَيْتَ فَيُعْلَمَ أَنَّ عُمَرَ قَدْ خَرَجَ يَرْمِيْ.

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر گیارہویں ذوالحجہ کو تھوڑا سا سورج بلند ہونے پر نکلے اور تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی' پھر اسی روز جب سورج خوب بلند ہوگیا تو دوبارہ نکلے اور تکبیر کہی' لہٰذا لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی' پھر سورج ڈھلنے کے بعد سہ بارہ نکلے اور تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیروں کی آوازیں مل کر بیت اللہ تک گئیں' پس لوگوں نے جان لیا کہ حضرت عمر رمی کرنے نکلے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ التَّكْبِيرَ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ، وَأَوَّلُ ذٰلِكَ تَكْبِيرُ الْإِمَامِ وَالنَّاسُ مَعَهُ دُبُرَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ، وَاٰخِرُ ذٰلِكَ تَكْبِيرُ الْإِمَامِ وَالنَّاسُ مَعَهُ دُبُرَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ اٰخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، ثُمَّ يَقْطَعُ التَّكْبِيرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ ایام تشریق میں ہر فرض کے بعد تکبیر کہی جائے۔ پہلے امام تکبیر کہے اور پھر لوگ اس کے ساتھ کہیں یعنی دسویں ذوالحجہ کی نماز ظہر سے امام اور لوگوں کی تکبیر تیرھویں ذوالحجہ کی نماز فجر تک ہے جو ایام تشریق کا آخری دن ہے پھر تکبیر بند کردی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالتَّكْبِيرُ فِيْ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ عَلَى الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، مَنْ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ، أَوْ وَحْدَهُ بِمِنًى، أَوْ بِالْاٰفَاقِ كُلِّهَا وَاجِبٌ، وَإِنَّمَا يَأْتَمُّ النَّاسُ فِيْ ذٰلِكَ بِإِمَامِ الْحَاجِّ وَبِالنَّاسِ بِمِنًى لِأَنَّهُمْ إِذَا رَجَعُوْا وَانْقَضَى الْإِحْرَامُ ائْتَمُّوْا بِهِمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ فِي الْحِلِّ، فَأَمَّا مَنْ لَّمْ يَكُنْ حَاجًّا، فَإِنَّهُ لَا يَأْتَمُّ بِهِمْ إِلَّا فِيْ تَكْبِيرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایام تشریق میں تکبیر کا کہنا ہر مرد اور عورت پر واجب ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا اور منیٰ میں ہوں یا دنیا میں کسی بھی جگہ اس بارے میں امام الحاج کی پیروی کریں لوگوں کے ساتھ منیٰ میں کیونکہ جب وہ لوٹیں گے اور مکمل کرکے احرام کھولیں گے تو حل ہونے میں سب ایک جیسے ہو جائیں گے جو لوگ حاجی نہیں ہیں وہ پیروی نہیں کریں گے مگر ایام تشریق کے اندر تکبیر کہتے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَيَّامُ الْمَعْدُوْدَاتُ أَيَّامُ التَّشْرِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "الایام معدودات" سے ایام تشریق مراد ہیں۔ف

ف: ایام تشریق سے ذوالحجہ کا گیارھواں' بارھواں اور تیرھواں دن مراد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٩- بَابُ صَلٰوةِ الْمُعَرَّسِ وَالْمُحَصَّبِ

معرس اور محصب میں نماز پڑھنا

٤٢٧- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلّٰى بِهَا. قَالَ نَافِعٌ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. صحیح مسلم (۶۳۰-۱۲۵۷)

نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوالحلیفہ کے اندر بطحاء میں اونٹ بٹھایا اور وہاں نماز پڑھی۔ نافع نے فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُجَاوِزَ الْمُعَرَّسَ اِذَا قَفَلَ حَتّٰى يُصَلِّيَ فِيْهِ ' وَاِنْ مَرَّ بِهٖ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ ' فَلْيُقِمْ حَتّٰى تَحِلَّ الصَّلٰوةُ ' ثُمَّ صَلّٰى مَا بَدَا لَهٗ لِاَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَرَّسَ بِهٖ ' وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَاخَ بِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ لوٹتے وقت معرس سے آگے جائے یہاں تک کہ اس میں نماز پڑھ لے اور اگر ایسے وقت گزرے کہ وہ نماز کا وقت نہ ہو تو ٹھہر جانا چاہیے یہاں تک کہ نماز کا وقت ہو جائے' پھر جتنی دل چاہے نماز پڑھے کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں قیام فرمایا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے اس میں اونٹ بٹھایا۔

[٤٨٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ ' وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ ' وَالْعِشَاءَ بِالْمُحَصَّبِ ' ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ اللَّيْلِ ' فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر ظہر' عصر' مغرب اور عشاء کی نماز محصب میں ادا کرتے تھے' پھر مکہ مکرمہ میں رات کے وقت داخل ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتے۔

٧٠- بَابُ الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى

منیٰ کے دنوں میں مکہ مکرمہ کے اندر شب باشی کرنا

[٤٨٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّهٗ قَالَ زَعَمُوْا اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَبْعَثُ رِجَالًا يُدْخِلُوْنَ النَّاسَ مِنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند لوگوں کو بھیجا کرتے تاکہ وہ لوگوں کو جمرۂ عقبہ کے پیچھے سے منیٰ کی جانب پھیریں۔

[٤٨٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْحَاجِّ لَيَالِيَ مِنًى مِنْ وَّرَاءِ الْعَقَبَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: کوئی حاجی منیٰ کی راتوں کو جمرۂ عقبہ کے پرے نہ گزارے۔

[٤٨٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ فِي الْبَيْتُوْتَةِ بِمَكَّةَ لَيَالِيَ مِنًى لَا يَبِيْتَنَّ اَحَدٌ اِلَّا بِمِنًى.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد نے منیٰ کی راتوں کے اندر مکہ مکرمہ میں رہنے کے متعلق فرمایا: کوئی رات نہ گزارے مگر منیٰ میں۔

٧١- بَابُ رَمْيِ الْجِمَارِ

کنکریاں مارنے کا بیان

[٤٩٠] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا حَتّٰى يَمَلَّ الْقَائِمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس اتنی دیر ٹھہرتے کہ پاس کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔

[٤٩١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقِفُ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ وُقُوْفًا طَوِيْلًا يُكَبِّرُ اللّٰهَ ' وَيُسَبِّحُهٗ وَيَحْمَدُهٗ ' وَيَدْعُو اللّٰهَ ' وَلَا يَقِفُ عِنْدَ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جمرۂ اولیٰ اور جمرۂ وسطیٰ کے پاس بہت دیر تک ٹھہرتے' اللہ تعالیٰ کی بڑائی' پاکی اور حمد بیان کرتے' دعا کرتے اور جمرۂ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔

[٤٩٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ

نافع سے روایت کہ حضرت عبد اللہ بن عمر جب جمرہ پر

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكَبِّرُ عِنْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ كُلَّمَا رَمٰى بِحَصَاةٍ.

کنکریاں مارتے تو ہر دفعہ کنکریاں مارتے وقت تکبیر کہتے۔

[٤٩٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ الْحَصَى الَّتِىْ يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ مِثْلُ حَصَى الْخَذْفِ.

امام مالک نے بعض اہل علم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کنکریاں کم از کم اتنی بڑی تو ہوں کہ دو انگلیوں سے پکڑ کر ماری جا سکیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَلِيْلًا اَعْجَبُ اِلَيَّ.

امام مالک نے کہا: اگر ان سے ذرا بڑی ہوں تو مجھے زیادہ پسند ہیں۔

وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ غَرَبَتْ لَهُ الشَّمْسُ مِنْ اَوْسَطِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، وَهُوَ بِمِنًى، فَلَا يَنْفِرَنَّ حَتّٰى يَرْمِيَ الْجِمَارَ مِنَ الْغَدِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے تھے کہ جسے بارہویں تاریخ کا سورج منیٰ میں غروب ہو جائے تو مکہ مکرمہ کو نہ لوٹے یہاں تک کہ تیرہویں تاریخ کو رمی کرے۔

[٤٩٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا اِذَا رَمَوُا الْجِمَارَ مَشَوْا ذَاهِبِيْنَ وَرَاجِعِيْنَ، وَاَوَّلُ مَنْ رَكِبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ رمی کے لیے لوگ پیدل ہی جاتے اور آتے تھے اور اس کے لیے جو سب سے پہلے سوار ہوئے وہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان تھے۔

[٤٩٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ مِنْ اَيْنَ كَانَ الْقَاسِمُ يَرْمِىْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ؟ فَقَالَ مِنْ حَيْثُ تَيَسَّرَ.

امام مالک نے عبد الرحمٰن بن قاسم سے پوچھا کہ حضرت قاسم کہاں سے جمرۂ عقبہ کی رمی شروع کرتے تھے؟ فرمایا کہ جہاں سے میسر آ جاتی۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ، هَلْ يُرْمٰى عَنِ الصَّبِيِّ وَالْمَرِيْضِ؟ فَقَالَ نَعَمْ، وَيَتَحَرَّى الْمَرِيْضُ حِيْنَ يُرْمٰى عَنْهُ، فَيُكَبِّرُ وَهُوَ فِىْ مَنْزِلِهٖ، وَيُهْرِقُ دَمًا، فَاِنْ صَحَّ الْمَرِيْضُ فِىْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ رَمَى الَّذِىْ رُمِىَ عَنْهُ وَاَهْدٰى وُجُوْبًا.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا بچے اور بیمار کی طرف سے رمی کی جا سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں اور جب مریض کی جانب سے رمی کی جائے تو وہ اندازے سے اس وقت تکبیر کہے اپنی قیام گاہ پر ہی اور قربانی دے اگر بیمار ایام تشریق کے اندر تندرست ہو جائے تو وہ خود رمی کرے اور ہدی دے جو اس پر واجب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا اَرٰى عَلَى الَّذِىْ يَرْمِى الْجِمَارَ، اَوْ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَهُوَ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ اِعَادَةً، وَلٰكِنْ لَا يَتَعَمَّدُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو بغیر وضو کے کنکریاں مارے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے تو اس پر اعادہ نہیں ہے لیکن جان بوجھ کر ایسا نہ کرے۔

[٤٩٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ لَا تُرْمَى الْجِمَارُ فِى الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ تینوں دنوں میں زوال آفتاب کے بعد رمی کرنی چاہیے۔

٧٢- بَابُ الرُّخْصَةِ فِىْ رَمْىِ الْجِمَارِ

رمی جمار میں رخصت کا بیان

۴۲۸- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّ اَبَا الْبَدَّاحِ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عَدِیٍّ اَخْبَرَہٗ عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَرْخَصَ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِی الْبَیْتُوْتَۃِ خَارِجِیْنَ عَنْ مِنًی یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّحْرِ، ثُمَّ یَرْمُوْنَ الْغَدَ، وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ لِیَوْمَیْنِ، ثُمَّ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّفْرِ. سنن ابوداؤد(۱۹۷۵) سنن ترمذی(۹۵۵) سنن نسائی(۳۰۶۹) سنن ابن ماجہ(۳۰۳۷)

عاصم بن عدی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹ والوں کو منیٰ سے باہر راتیں گزارنے کی اجازت مرحمت فرمائی کہ یوم النحر کو رمی کریں پھر گیارہ ذوالحجہ کو پھر بارہ ذوالحجہ کو اور پھر چوتھے دن بھی رمی کریں۔

[۴۹۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَذْکُرُ اَنَّہٗ اُرْخِصَ لِلرِّعَاءِ اَنْ یَرْمُوْا بِاللَّیْلِ یَقُوْلُ فِی الزَّمَانِ الْاَوَّلِ.

یحییٰ بن سعید نے عطاء بن ابی رباح کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ اونٹ چرانے والوں کو رات کے وقت رمی کرنے کی اجازت دی گئی، کہتے ہیں کہ پہلے زمانے (عہدِ رسالت) میں۔

قَالَ مَالِکٌ تَفْسِیْرُ الْحَدِیْثِ الَّذِیْ اَرْخَصَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِرِعَاءِ الْاِبِلِ فِیْ تَاْخِیْرِ رَمْیِ الْجِمَارِ فِیْمَا نَرٰی. وَاللّٰہُ اَعْلَمُ. اَنَّھُمْ یَرْمُوْنَ یَوْمَ النَّحْرِ، فَاِذَا مَضَی الْیَوْمُ الَّذِیْ یَلِیْ یَوْمَ النَّحْرِ رَمَوْا مِنَ الْغَدِ، وَذٰلِکَ یَوْمُ النَّفْرِ الْاَوَّلِ، فَیَرْمُوْنَ لِلْیَوْمِ الَّذِیْ مَضٰی، ثُمَّ یَرْمُوْنَ لِیَوْمِھِمْ ذٰلِکَ، لِاَنَّہٗ لَا یَقْضِیْ اَحَدٌ شَیْئًا حَتّٰی یَجِبَ عَلَیْہِ، فَاِذَا وَجَبَ عَلَیْہِ وَمَضٰی کَانَ الْقَضَاءُ بَعْدَ ذٰلِکَ، فَاِنْ بَدَا لَھُمُ النَّفْرُ فَقَدْ فَرَغُوْا، وَاِنْ اَقَامُوْا اِلَی الْغَدِ رَمَوْا مَعَ النَّاسِ یَوْمَ النَّفْرِ الْاٰخِرِ وَنَفَرُوْا.

امام مالک نے حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا جس میں رسول اللہ ﷺ نے اونٹ چرانے والوں کو تاخیر سے رمی کرنے کی اجازت دی تھی اس کے متعلق ہمارا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ یوم النحر کو رمی کرتے ہوں گے پھر جب گیارہویں تاریخ گزر جاتی تو اگلے روز رمی کرتے جو لوٹنے کا پہلا دن ہے تو اس روز گزشتہ روز کی رمی کرتے اور پھر بارہویں تاریخ کی رمی کرتے کیونکہ جب تک کوئی چیز واجب نہ ہو اس کی قضاء لازم نہیں آتی، جو واجب ہو اور وقت پر ادا نہ کی جائے تو قضاء لازم آتی ہے۔ پس اگر بارہویں تاریخ کو جانا چاہیں تو فارغ ہو جاتے ہیں اور اگلے روز ٹھہریں تو لوگوں کے ساتھ رمی کریں گے جو رخصت ہونے کا آخری دن ہے اور رخصت ہو جاتے ہیں۔

[۴۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ اَبِیْہِ، اَنَّ ابْنَۃَ اَخٍ لِصَفِیَّۃَ بِنْتِ اَبِیْ عُبَیْدٍ نُفِسَتْ بِالْمُزْدَلِفَۃِ فَتَخَلَّفَتْ ھِیَ وَصَفِیَّۃُ حَتّٰی اَتَتَا مِنًی بَعْدَ اَنْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنْ یَوْمِ النَّحْرِ، فَاَمَرَھُمَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ اَنْ تَرْمِیَا الْجَمْرَۃَ حِیْنَ اَتَتَا، وَلَمْ یَرَ عَلَیْھِمَا شَیْئًا.

نافع سے روایت ہے کہ صفیہ بنت ابو عبید کی بھتیجی کو مزدلفہ میں حیض آ گیا تو وہ اور صفیہ پیچھے رہ گئیں یہاں تک کہ یوم النحر کو سورج غروب ہو جانے کے بعد منیٰ میں آئیں تو حضرت عبداللہ بن عمر نے ان دونوں کو حکم دیا جب کہ وہ آ گئیں کہ کنکریاں ماریں اور ان پر کوئی چیز لازم نہ آئی۔

قَالَ یَحْیٰی سُئِلَ مَالِکٌ عَمَّنْ نَسِیَ جَمْرَۃً مِنَ الْجِمَارِ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِ مِنًی حَتّٰی یُمْسِیَ قَالَ لِیَرْمِ اَیَّ

امام مالک سے پوچھا کہ اگر کوئی منیٰ کے دنوں میں سے کسی روز کنکریاں مارنا بھول جائے یہاں تک کہ شام ہو جائے؟ فرمایا

سَاعَةٍ ذَكَرَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، كَمَا يُصَلِّي الصَّلٰوةَ إِذَا نَسِيَهَا، ثُمَّ ذَكَرَهَا لَيْلًا، أَوْ نَهَارًا، فَإِنْ كَانَ ذَالِكَ بَعْدَ مَا صَدَرَ وَهُوَ بِمَكَّةَ، أَوْ بَعْدَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَعَلَيْهِ الْهَدْيُ.

کہ رات یا دن میں جب بھی یاد آئے تو کنکریاں مارے جیسے کہ بھولنے پر نماز پڑھی جاتی ہے جب بھی رات یا دن میں یاد آئے۔ ہاں اگر مکہ مکرمہ میں جانے یا وہاں سے نکلنے کے بعد یاد آئے تو اس پر ہدی لازم ہے۔

۷۳- بَابُ الْإِفَاضَةِ

طوافِ زیارت کا بیان

[۴۹۹] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ النَّاسَ بِعَرَفَةَ، وَعَلَّمَهُمْ أَمْرَ الْحَجِّ، وَقَالَ لَهُمْ فِيمَا قَالَ إِذَا جِئْتُمْ مِنًى فَمَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَى الْحَاجِّ إِلَّا النِّسَاءَ، وَالطِّيبَ، لَا يَمَسَّ أَحَدٌ نِسَاءً، وَلَا طِيبًا حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے عرفات میں لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں حج کے احکام بتائے اور یہ بتاتے ہوئے ان سے فرمایا کہ جب تم منیٰ میں آیا کرو تو جو تم میں سے کنکریاں مار چکا ہے تو اس کے لیے وہ چیزیں حلال ہو گئیں جو حاجیوں پر حرام تھیں مگر عورتیں اور خوشبو' لہٰذا کوئی عورتوں کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ خوشبو استعمال کرے جب تک بیت اللہ کا طواف نہ کرے۔

[۵۰۰] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ رَمَى الْجَمْرَةَ، ثُمَّ حَلَقَ، أَوْ قَصَّرَ، وَنَحَرَ هَدْيًا إِنْ كَانَ مَعَهُ، فَقَدْ حَلَّ لَهُ مَا حَرُمَ عَلَيْهِ إِلَّا النِّسَاءَ، وَالطِّيبَ حَتّٰى يَطُوفَ بِالْبَيْتِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ جس نے کنکریاں مار لیں پھر سر منڈایا یا بال کٹائے اور اگر ہدی اس کے پاس تھی نحر کر لی تو جو اس پر حرام تھا وہ حلال ہو گیا ماسوائے عورتوں اور خوشبو کے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کر لے۔

۷۴- بَابُ دُخُولِ الْحَائِضِ مَكَّةَ

حائضہ کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا بیان

۴۲۹- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ، فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ، ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا. قَالَتْ فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ، وَدَعِي الْعُمْرَةَ. قَالَتْ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ إِلَى التَّنْعِيمِ فَاعْتَمَرْتُ، فَقَالَ هٰذَا مَكَانُ عُمْرَتِكِ. فَطَافَ الَّذِينَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس قربانی ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کا احرام باندھ لے اور اس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک دونوں سے حلال نہ ہو جائے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں مکہ مکرمہ کے اندر حیض کی حالت میں پہنچی تو میں نے نہ بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کی' پس میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ کے گوش گزار کی تو فرمایا کہ اپنے سر کے بال کھول دو' کنگھی کر لو اور حج کا احرام باندھ لو' عمرہ کو چھوڑ دو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا' جب میں حج سے فارغ ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیج دیا تو میں نے عمرہ کیا۔ فرمایا کہ یہ

اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ، وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، ثُمَّ حَلُّوْا مِنْهَا، ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ، وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَانُوْا اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ، اَوْ جَمَعُوْا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

تمہارے عمرہ کی جگہ ہے' پس جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کر کے حلال ہو گئے' پھر انہوں نے منیٰ سے لوٹنے کے بعد اپنے حج کا دوسرا طواف کیا' اور جنہوں نے حج کا احرام باندھا تھا یا حج و عمرہ کو جمع کیا تھا تو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

صحیح البخاری (۱۵۵٦) صحیح مسلم (۲۹۰۲)

امام مالک' ابن شہاب' عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اسی طرح روایت کی ہے۔

۴۳۰- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ، فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اِفْعَلِيْ مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوْفِيْ بِالْبَيْتِ، وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ حَتّٰى تَطْهُرِيْ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب میں مکہ مکرمہ میں پہنچی تو حائضہ تھی تو نہ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور نہ صفا ومروہ کے درمیان سعی کی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات عرض کی تو فرمایا کہ جو حاجی کرتے ہیں تم بھی کرتی رہو ماسوائے بیت اللہ کے طواف اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کے یہاں تک کہ تم پاک ہو جاؤ۔

قَالَ مَالِكٌ فِى الْمَرْاَةِ الَّتِيْ تُهِلُّ بِالْعُمْرَةِ، ثُمَّ تَدْخُلُ مَكَّةَ مُوَافِيَةً لِلْحَجِّ وَهِيَ حَائِضٌ لَا تَسْتَطِيْعُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ اِنَّهَا اِذَا خَشِيَتِ الْفَوَاتَ اَهَلَّتْ بِالْحَجِّ وَاَهْدَتْ، وَكَانَتْ مِثْلَ مَنْ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَاَجْزَاَ عَنْهَا طَوَافٌ وَاحِدٌ، وَالْمَرْاَةُ الْحَائِضُ اِذَا كَانَتْ قَدْ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَصَلَّتْ، فَاِنَّهَا تَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَتَقِفُ بِعَرَفَةَ، وَالْمُزْدَلِفَةِ، وَتَرْمِي الْجِمَارَ غَيْرَ اَنَّهَا لَا تُفِيْضُ حَتّٰى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا.

صحیح البخاری (۱٦۵۰)

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو عمرہ کا احرام باندھے' پھر حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہو اور حائضہ ہو' بیت اللہ کا طواف نہ کر سکے' اگر فوت ہونے کا خدشہ ہو تو حج کا احرام باندھ کر ہدی دے اور یہ اس کی طرح ہے جس نے حج کے ساتھ عمرہ کا قران کیا ہو اور اس کے لیے ایک طواف کافی ہے۔ حائضہ عورت بیت اللہ کا طواف اس وقت کرے گی جب نماز پڑھے گی' یہ صفا ومروہ کے درمیان دوڑ سکتی ہے' عرفات و مزدلفہ میں ٹھہر سکتی ہے' کنکریاں مار سکتی ہے' لیکن جب تک پاک نہ ہو جائے طواف زیارت نہیں کر سکتی۔

۷۵- بَابُ اِفَاضَةِ الْحَائِضِ

حائضہ کے طواف زیارت کا بیان

۴۳۱- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ حَاضَتْ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ، اَحَابِسَتُنَا هِيَ؟ فَقِيْلَ اِنَّهَا قَدْ اَفَاضَتْ، فَقَالَ فَلَا اِذًا.

صحیح البخاری (۱۷۵۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ام المؤمنین صفیہ بنت حیی کو حیض آ گیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا: کیا یہ ہمیں روک دیں گی؟ عرض کی گئی کہ وہ طواف زیارت کر چکی ہیں۔ فرمایا کہ پھر تو کوئی بات نہیں۔

۴۳۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ

بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا، أَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ بِالْبَيْتِ؟ قُلْنَ بَلٰى، قَالَ فَاخْرُجْنَ.

صحیح البخاری (۳۲۸) صحیح مسلم (۳۲۱۳)

صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی کہ یارسول اللہ! صفیہ بنت حی کو حیض آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں روک دیں گی' کیا انہوں نے تمہارے ساتھ بیت اللہ کا طواف نہیں کیا تھا؟ ہم عرض گزار ہوئیں کہ کیوں نہیں۔ فرمایا: پھر تو چلو۔

[۵۰۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ كَانَتْ إِذَا حَجَّتْ وَمَعَهَا نِسَاءٌ تَخَافُ أَنْ يَحِضْنَ قَدَّمَتْهُنَّ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَفَضْنَ، فَإِنْ حِضْنَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ تَنْتَظِرْهُنَّ، فَتَنْفِرُ بِهِنَّ وَهُنَّ حُيَّضٌ إِذَا كُنَّ قَدْ أَفَضْنَ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب عورتوں کے ساتھ حج کرتیں اور حیض آنے کا خدشہ محسوس ہوتا تو طواف زیارت کے لیے انہیں یوم النحر کو روانہ کر دیتیں' اگر اس کے بعد انہیں حیض آ جاتا تو ٹھہرنا نہ پڑتا بلکہ روانہ ہو جاتیں جبکہ انہوں نے طواف افاضہ کر لیا ہوتا۔

٤٣٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ، فَقِيلَ لَهُ قَدْ حَاضَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَعَلَّهَا حَابِسَتُنَا، فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهَا قَدْ طَافَتْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَا إِذًا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حی کا ذکر فرمایا تو عرض کی گئی کہ انہیں حیض آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید وہ ہمیں روک دیں گی۔ عرض کی گئی کہ یارسول اللہ ﷺ وہ طواف کر چکی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تو کوئی بات نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ هِشَامٌ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَنَحْنُ نَذْكُرُ ذٰلِكَ، فَلِمَ يُقَدِّمُ النَّاسُ نِسَاءَهُمْ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهُنَّ، وَلَوْ كَانَ الَّذِي يَقُولُونَ لَأَصْبَحَ بِمِنًى أَكْثَرُ مِنْ سِتَّةِ الْآفِ امْرَأَةٍ حَائِضٍ كُلُّهُنَّ قَدْ أَفَاضَتْ. سنن ابوداود (۲۰۰۳)

امام مالک' ہشام' عروہ' حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ہم اس بات کا ذکر کیا کرتے کہ لوگ اپنی عورتوں کو پہلے کیوں بھیج دیتے ہیں جب کہ یہ بات انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتی' اگر بات یہی ہوتی جو لوگ کہتے ہیں تو منیٰ میں چھ ہزار سے زیادہ عورتیں طواف زیارت کے انتظار میں پڑی ہوتیں۔

٤٣٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ بِنْتَ مِلْحَانَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ حَاضَتْ، أَوْ وَلَدَتْ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَذِنَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَتْ.

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم بنت ملحان نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا جبکہ یوم النحر کو طواف زیارت کرنے کے بعد انہیں حیض آ گیا تھا یا بچہ جنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دی اور وہ چلی آئیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمَرْأَةُ تَحِيضُ بِمِنًى تُقِيمُ حَتّٰى تَطُوفَ بِالْبَيْتِ لَا بُدَّ لَهَا مِنْ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَتْ قَدْ أَفَاضَتْ فَحَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ، فَلْتَنْصَرِفْ إِلٰى بَلَدِهَا،

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کو منیٰ میں حیض آ جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرنے تک ٹھہری رہے کیونکہ اس کے بغیر اس کے لیے چارۂ کار نہیں اور اگر اسے طواف افاضہ کرنے کے

فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا فِي ذٰلِكَ رُخْصَةٌ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لِلْحَائِضِ.

بعد حیض آیا ہے تو اسے اپنے شہر کی طرف لوٹ آنا چاہیے کیونکہ حائضہ کے لیے اجازت رسول اللہ ﷺ سے ہم تک پہنچی ہے۔

قَالَ وَإِنْ حَاضَتِ الْمَرْأَةُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ تُفِيضَ فَإِنَّ كَرِيَّهَا يُحْبَسُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِمَّا يَحْبِسُ النِّسَاءَ الدَّمُ.

فرمایا کہ اگر عورت کو طواف افاضہ سے پہلے حیض آیا اور پھر بند نہ ہوا تو اس سے زیادہ دن لگائیں گے جتنے روز عورتوں کو خون آتا ہے۔

٧٦- بَابُ فِدْيَةِ مَا أُصِيبَ مِنَ الطَّيْرِ وَالْوَحْشِ

پرندیا چرند شکار کرنے کا طریقہ

[٥٠٢] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الضَّبُعِ بِكَبْشٍ، وَفِي الْغِزَالِ بِعَنْزٍ، وَفِي الْأَرْنَبِ بِعَنَاقٍ، وَفِي الْيَرْبُوعِ بِجَفْرَةٍ.

ابوالزبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بجو مارنے کے بدلے مینڈھے کا، ہرن کے بدلے بکری کا، خرگوش کے بدلے بکری کے ایک سالہ بچے کا اور جنگلی چوہے کے بدلے بکری کے چار ماہے بچے کا حکم فرمایا۔

[٥٠٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ قُرَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنِّي أَجْرَيْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَرَسَيْنِ نَسْتَبِقُ إِلٰى ثُغْرَةِ ثَنِيَّةٍ، فَأَصَبْنَا ظَبْيًا، وَنَحْنُ مُحْرِمَانِ، فَمَاذَا تَرٰى؟ فَقَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ إِلٰى جَنْبِهِ تَعَالَ حَتّٰى أَحْكُمَ أَنَا وَأَنْتَ، قَالَ فَحَكَمَا عَلَيْهِ بِعَنْزٍ، فَوَلَّى الرَّجُلُ، وَهُوَ يَقُولُ هٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَحْكُمَ فِي ظَبْيٍ حَتّٰى دَعَا رَجُلًا يَحْكُمُ مَعَهُ، فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ الرَّجُلِ، فَدَعَاهُ، فَسَأَلَهُ هَلْ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ؟ قَالَ لَا، قَالَ فَهَلْ تَعْرِفُ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِي حَكَمَ مَعِي؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ لَوْ أَخْبَرْتَنِي أَنَّكَ تَقْرَأُ سُورَةَ الْمَائِدَةِ لَأَوْجَعْتُكَ ضَرْبًا، ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ﴾(المائدہ: ٩٥) وَهٰذَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ.

محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میں اور میرے ایک ساتھی نے تنگ گھاٹی میں گھوڑے ڈالے تو ہم نے احرام کی حالت میں ایک ہرن مار گرایا' آپ کا خیال کیا ہے؟ حضرت عمر نے ایک آدمی سے فرمایا جو ان کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آؤ تاکہ میں اور آپ حکم کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ دونوں نے ایک ایک بکری کا حکم کیا' وہ آدمی واپس جاتے ہوئے کہہ رہا تھا: یہ امیر المومنین ہیں جو ایک ہرن کا فیصلہ بھی نہیں کر سکتے یہاں تک کہ ایک اور آدمی کو بلا کر فیصلہ کیا۔ حضرت عمر نے اس کی بات سن کر اسے بلایا اور فرمایا کہ تم سورۃ المائدہ پڑھتے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ فرمایا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے میرے ساتھ فیصلہ کیا۔ کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہو جاتا کہ تم نے سورۃ المائدہ پڑھی ہے تو میں تمہاری پٹائی کرتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے" تم میں سے دو ثقہ آدمی اس کا حکم کریں" اور یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

[٥٠٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ أَبَاهُ كَانَ يَقُولُ فِي الْبَقَرَةِ مِنَ الْوَحْشِ بَقَرَةٌ، وَفِي الشَّاةِ مِنَ الظِّبَاءِ شَاةٌ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد فرمایا کرتے: نیل گائے کے بدلے میں ایک گائے اور ہرن کے بدلے میں ایک بکری لازم آتی ہے۔

[٥٠٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا

سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِيْ حَمَامِ مَكَّةَ إِذَا قُتِلَ شَاةٌ.

کرتے: مکہ مکرمہ کا کبوتر قتل کرنے پر ایک بکری لازم آتی ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ، أَوِ الْعُمْرَةِ، وَفِيْ بَيْتِهِ فِرَاخٌ مِنْ حَمَامِ مَكَّةَ فَيُغْلَقُ عَلَيْهَا فَتَمُوتُ فَقَالَ أَرَى بِأَنْ يَفْدِيَ ذٰلِكَ عَنْ كُلِّ فَرْخٍ بِشَاةٍ.

امام مالک نے اس اہل مکہ کے بارے میں فرمایا جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہوا ہو اور اس کے گھر میں مکہ مکرمہ کے کبوتروں کے بچے ہوں تو وہ گھونسلے کا دروازہ بند کر دے۔ فرمایا کہ وہ ہر بچے کے بدلے میں ایک بکری فدیہ دے۔

[٥٠٦] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ أَنَّ فِي النَّعَامَةِ إِذَا قَتَلَهَا الْمُحْرِمُ بَدَنَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں یہی سنتا آ رہا ہوں کہ محرم اگر شتر مرغ کو قتل کرے تو ایک اونٹ دینا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ أَرَى أَنَّ فِيْ بَيْضَةِ النَّعَامَةِ عُشْرَ ثَمَنِ الْبَدَنَةِ كَمَا يَكُونُ فِيْ جَنِيْنِ الْحُرَّةِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ وَلِيدَةٌ، وَقِيمَةُ الْغُرَّةِ خَمْسُونَ دِيْنَارًا، وَذٰلِكَ عُشْرُ دِيَةِ أُمِّهِ، وَكُلُّ شَيْءٍ مِنَ النُّسُورِ، أَوِ الْعِقْبَانِ، أَوِ الْبُزَاةِ، أَوِ الرَّخَمِ، فَإِنَّهُ صَيْدٌ يُودَى كَمَا يُودَى الصَّيْدُ إِذَا قَتَلَهُ الْمُحْرِمُ، وَكُلُّ شَيْءٍ فُدِيَ فَفِيْ صِغَارِهِ مِثْلُ مَا يَكُونُ فِيْ كِبَارِهِ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ دِيَةِ الْحُرِّ الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ فَهُمَا بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ شتر مرغ کے انڈے میں اونٹ کا دسواں حصہ لازم آتا ہے جیسے آزاد عورت کے پیٹ کے بچے کا تاوان ایک غلام یا لونڈی ہے اور تاوان کی قیمت پچاس دینار ہے اور یہ دیت کا دسواں حصہ ہے اور ہر گدھ باز اور رخم کا فدیہ ہے۔ ان کا اسی طرح فدیہ دیا جائے گا جیسے شکار کا جبکہ محرم انہیں قتل کرے اور فدیہ ہر چھوٹے کا بھی اسی طرح ہے جیسے بڑے کا اور یہ آزاد آدمی کی دیت کے مانند ہے کہ اس میں چھوٹا اور بڑا ایک ہی خانے میں شمار ہوتا ہے۔

٧٧- بَابُ فِدْيَةِ مَنْ أَصَابَ شَيْئًا مِنَ الْجَرَادِ وَهُوَ مُحْرِمٌ

حالتِ احرام میں ٹڈی مارنے کا فدیہ

[٥٠٧] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنِّيْ أَصَبْتُ جَرَادَاتٍ بِسَوْطِيْ، وَأَنَا مُحْرِمٌ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَطْعِمْ قَبْضَةً مِنْ طَعَامٍ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عمر کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوا: اے امیر المؤمنین! میں نے حالتِ احرام میں اپنے کوڑے سے چند ٹڈیوں کو مار دیا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ کسی کو ایک مٹھی بھر کھانا کھلا دو۔

[٥٠٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلَهُ عَنْ جَرَادَاتٍ قَتَلَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ تَعَالَ حَتّٰى نَحْكُمَ، فَقَالَ كَعْبٌ دِرْهَمٌ، فَقَالَ عُمَرُ لِكَعْبٍ إِنَّكَ لَتَجِدُ الدَّرَاهِمَ لَتَمْرَةٌ خَيْرٌ مِنْ جَرَادَةٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا جنہیں اس نے حالتِ احرام میں مار دیا تھا۔ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا کہ آئیے تاکہ ہم حکم کریں۔ حضرت کعب نے کہا: درہم ہوں۔ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا کہ آپ درہم ڈھونڈتے ہیں اور میرے نزدیک ایک ٹڈی سے ایک کھجور بہتر ہے۔

٧٨- بَابُ فِدْيَةِ مَنْ حَلَقَ قَبْلَ أَنْ يَنْحَرَ

قربانی سے پہلے سر منڈانے کا فدیہ

٤٣٥- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ وہ حالت احرام

الْكَرِيْمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمًا، فَآذَاهُ الْقَمْلُ فِيْ رَأْسِهِ، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَحْلِقَ رَأْسَهُ، وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ لِكُلِّ إِنْسَانٍ، أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ، أَيَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ أَجْزَأَ عَنْكَ.

صحیح البخاری (١٨١٥) صحیح مسلم (٢٨٦٩ تا ٢٨٧٤)

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ان کے سر میں جوئیں پڑ گئیں، پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں سر منڈانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تین روزے رکھ لو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو ہر آدمی کو دو دو مد کھانا یا ایک بکری کی قربانی، ان میں سے جو کام بھی کر لو گے تمہارے لیے کافی ہوگی۔

٤٣٦- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ لَعَلَّكَ آذَاكَ هَوَامُّكَ، فَقُلْتُ نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْلِقْ رَأْسَكَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ، أَوِ انْسُكْ بِشَاةٍ. (صحیح البخاری ١٨١٤)

ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید جوئیں تمہیں تکلیف دیتی ہیں؟ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہاں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا سر منڈا لو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دینا یا ایک بکری کی قربانی دینا۔

٤٣٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شَيْخٌ بِسُوْقِ الْبُرَمِ بِالْكُوْفَةِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَنْفُخُ تَحْتَ قِدْرٍ لِأَصْحَابِيْ، وَقَدِ امْتَلَأَ رَأْسِيْ وَلِحْيَتِيْ قَمْلًا، فَأَخَذَ بِجَبْهَتِيْ ثُمَّ قَالَ احْلِقْ هٰذَا الشَّعْرَ، وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ، وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلِمَ أَنَّهُ لَيْسَ عِنْدِيْ مَا أَنْسُكُ بِهِ. صحیح البخاری (١٤٩٠) صحیح مسلم (٢٨٦٩ تا ٢٨٧٤)

عطاء بن عبداللہ خراسانی کا بیان ہے کہ مجھے ایک بزرگ نے بازار کوفہ میں بتایا کہ ان سے حضرت کعب بن عجرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اپنے ساتھیوں کی ہانڈی کے نیچے پھونکیں مار رہا تھا اور میرے سر اور داڑھی میں جوئیں بھری ہوئی تھیں، حضور نے میری پیشانی پکڑ کر فرمایا کہ یہ بال منڈا دو اور تین روزے رکھ لینا یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دینا اور رسول اللہ ﷺ بخوبی جانتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے جس کی میں قربانی دوں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ فِدْيَةِ الْأَذٰى إِنَّ الْأَمْرَ فِيْهِ أَنَّ أَحَدًا لَا يَفْتَدِيْ حَتّٰى يَفْعَلَ مَا يُوْجِبُ عَلَيْهِ الْفِدْيَةَ، وَأَنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَكُوْنُ بَعْدَ وُجُوْبِهَا عَلٰى صَاحِبِهَا، وَأَنَّهُ يَضَعُ فِدْيَتَهُ حَيْثُ مَا شَاءَ النُّسُكَ، أَوِ الصِّيَامَ، أَوِ الصَّدَقَةَ بِمَكَّةَ أَوْ بِغَيْرِهَا مِنَ الْبِلَادِ.

امام مالک نے تکلیف کے فدیہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ کوئی اس وقت تک فدیہ نہ دے جب تک اس کام کو کر نہ لے جس کا فدیہ لازم آئے گا اور کفارہ کسی پر واجب کے بعد لازم آتا ہے اور فدیہ کو جہاں چاہے ادا کرے یعنی قربانی، روزے اور صدقہ چاہے مکہ مکرمہ میں دے یا کسی دوسرے شہر میں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَصْلُحُ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَنْتِفَ مِنْ شَعْرِهِ شَيْئًا، وَلَا يَحْلِقَهُ، وَلَا يُقَصِّرَهُ حَتّٰى يَحِلَّ إِلَّا أَنْ يُصِيْبَهُ أَذًى فِيْ رَأْسِهِ فَعَلَيْهِ فِدْيَةٌ كَمَا أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى،

امام مالک نے فرمایا کہ محرم کے لیے یہ درست نہیں ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے کوئی بال نوچے منڈائے یا چھوٹے کرائے مگر یہ کہ اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کا اس پر فدیہ ہے جیسا کہ

وَلَا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يُقَلِّمَ أَظْفَارَهُ، وَلَا يَقْتُلَ قَمْلَةً، وَلَا يَطْرَحَهَا مِنْ رَأْسِهِ إِلَى الْأَرْضِ، وَلَا مِنْ جِلْدِهِ، وَلَا مِنْ ثَوْبِهِ، فَإِنْ طَرَحَهَا الْمُحْرِمُ مِنْ جِلْدِهِ، أَوْ مِنْ ثَوْبِهِ فَلْيُطْعِمْ حَفْنَةً مِنْ طَعَامٍ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور نہ اس کے لیے یہ درست ہے کہ اپنے ناخن کاٹے اور نہ جوں مارے اور نہ اسے سر سے نکال کر زمین پر ڈالے نہ اپنے جسم سے اور نہ اپنے کپڑے سے' اگر محرم اپنے جسم یا کپڑے سے نکالے تو مٹھی بھر کھانا راہِ خدا دینا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ نَتَفَ شَعْرًا مِنْ أَنْفِهِ، أَوْ مِنْ إِبْطِهِ، أَوِ اطَّلَى جَسَدَهُ بِنُورَةٍ، أَوْ يَحْلِقُ عَنْ شَجَّةٍ فِي رَأْسِهِ لِضَرُورَةٍ، أَوْ يَحْلِقُ قَفَاهُ لِمَوْضِعِ الْمَحَاجِمِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ نَاسِيًا، أَوْ جَاهِلًا، إِنَّ مَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ الْفِدْيَةُ فِي ذٰلِكَ كُلِّهِ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَحْلِقَ مَوْضِعَ الْمَحَاجِمِ، وَمَنْ جَهِلَ، فَحَلَقَ رَأْسَهُ قَبْلَ أَنْ يَرْمِيَ الْجَمْرَةَ افْتَدَى. صحیح البخاری (۱۴۹۰)

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی ناک یا بغل سے کوئی بال اکھاڑا یا اپنے جسم پر نورہ لگایا یا کسی ضرورت کے تحت اپنا سر منڈایا یا پچھنے لگوانے کے لیے گدی کے بال منڈائے احرام کی حالت میں' بھولے سے یا بے خبری میں' اگر ان میں سے کوئی کام کیا تو اس کا فدیہ دینا ہوگا اور پچھنے لگوانے کی جگہ کو منڈوانا درست نہیں ہے اور جس نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا' وہ فدیہ دے۔

۷۹- بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا

جو کسی رکن کو بھول جائے تو کیا کرے؟

[۵۰۹] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي تَمِيمَةَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ مَنْ نَسِيَ مِنْ نُسُكِهِ شَيْئًا، أَوْ تَرَكَهُ فَلْيُهْرِقْ دَمًا.

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا: جو حج کے کاموں میں سے کسی کام کو بھول جائے یا چھوڑ دے تو قربانی دے۔

قَالَ أَيُّوبُ لَا أَدْرِي قَالَ تَرَكَ، أَوْ نَسِيَ.

ایوب نے کہا: مجھے نہیں معلوم کہ ترک کرنے کے متعلق فرمایا یا بھولنے کے۔

قَالَ مَالِكٌ مَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ هَدْيًا فَلَا يَكُونُ إِلَّا بِمَكَّةَ، وَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ نُسُكًا، فَهُوَ يَكُونُ حَيْثُ أَحَبَّ صَاحِبُ النُّسُكِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہدی تو ہر صورت میں مکہ معظمہ پہنچائی جائے گی اور دوسری خواہ کسی بھی وجہ سے قربانی لازم آئے تو قربانی دینے والا جہاں چاہے دے سکتا ہے۔

۸۰- بَابُ جَامِعِ الْفِدْيَةِ

فدیہ کے متعلق دیگر مسائل

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْبَسَ شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ الَّتِي لَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَلْبَسَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ، أَوْ يُقَصِّرَ شَعْرَهُ، أَوْ يَمَسَّ طِيبًا مِنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ لِيَسَارَةِ مُؤْنَةِ الْفِدْيَةِ عَلَيْهِ، قَالَ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ وَإِنَّمَا أُرْخِصَ فِيهِ لِلضَّرُورَةِ وَعَلَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ الْفِدْيَةُ، وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الْفِدْيَةِ مِنَ الصِّيَامِ، أَوِ الصَّدَقَةِ، أَوِ النُّسُكِ أَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ فِي ذٰلِكَ، وَمَا

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے کپڑے پہننا چاہے جن کا پہننا حالتِ احرام میں درست نہیں یا اپنے بال کٹانا چاہے' یا بغیر ضرورت خوشبو لگانا چاہے فدیہ کو آسان سمجھ کر تو ایسا کرنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں ہے کہ اجازت تو ضرورت کے تحت ہے تاکہ جو ایسا کرے وہ فدیہ دے۔ امام مالک سے فدیہ کے روزوں' صدقہ اور قربانی کے بارے میں پوچھا گیا کہ دینے والے کو کیا ان میں اختیار ہے؟ قربانی کس چیز کی

النُّسُكُ، وَكَمِ الطَّعَامُ، وَبِأَيِّ مُدٍّ هُوَ، وَكَمِ الصِّيَامُ، وَهَلْ يُؤَخِّرُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ أَمْ يَفْعَلُهُ فِي فَوْرِهِ ذٰلِكَ؟ قَالَ مَالِكٌ كُلُّ شَيْءٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فِي الْكَفَّارَاتِ كَذَا أَوْ كَذَا، فَصَاحِبُهُ مُخَيَّرٌ فِي ذٰلِكَ أَيَّ شَيْءٍ أَحَبَّ أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ فَعَلَ. قَالَ وَأَمَّا النُّسُكُ فَشَاةٌ، وَأَمَّا الصِّيَامُ فَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، وَأَمَّا الطَّعَامُ، فَيُطْعِمُ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدَّانِ بِالْمُدِّ الْأَوَّلِ مُدِّ النَّبِيِّ ﷺ.

ہو؟ کھانا کتنا ہو؟ کس مدّ سے ہو؟ روزے کب رکھے جائیں؟ کیا ان میں سے کسی کام کے اندر دیر کی جاسکتی ہے یا فوراً کرنا چاہیے؟ امام مالک نے فرمایا کہ جتنے کفاروں کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا کہ یہ کرو یا وہ کرو تو ان میں دینے والے کو اختیار ہے کہ جس کو پسند کرے اسے کر گزرے۔ فرمایا کہ "النسک" سے مراد بکری ہے اور روزے تین دن کے ہیں، رہی کھانے کی بات تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، ہر مسکین کو دو مدّ۔ پہلے یعنی نبی کریم ﷺ کے مدّ سے۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ بَعْضَ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ إِذَا رَمَى الْمُحْرِمُ شَيْئًا، فَأَصَابَ شَيْئًا مِنَ الصَّيْدِ لَمْ يُرِدْهُ، فَقَتَلَهُ إِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَفْدِيَهُ، وَكَذٰلِكَ الْحَلَالُ يَرْمِيْ فِي الْحَرَمِ شَيْئًا فَيُصِيْبُ صَيْدًا لَمْ يُرِدْهُ فَيَقْتُلُهُ إِنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَفْدِيَهُ لِأَنَّ الْعَمْدَ وَالْخَطَأَ فِيْ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہلِ علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ محرم نے کوئی چیز ماری جو کسی جانور کو جا لگی، اگرچہ اس کا ارادہ مارنے کا نہ تھا اور وہ جانور مر گیا، اسی طرح جو حلال ہو وہ حرم میں کوئی چیز مارے، وہ کسی کو جا لگے، حالانکہ ارادہ قتل کا نہ ہو، تب بھی فدیہ دینا ہوگا کیونکہ اس معاملے میں دانستہ اور نادانستہ کی ایک ہی بات ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يُصِيْبُوْنَ الصَّيْدَ جَمِيْعًا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ أَوْ فِي الْحَرَمِ، قَالَ أَرَى أَنَّ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ جَزَاءَهُ، إِنْ حُكِمَ عَلَيْهِمْ بِالْهَدْيِ فَعَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ، وَإِنْ حُكِمَ عَلَيْهِمْ بِالصِّيَامِ كَانَ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمُ الصِّيَامُ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْقَوْمُ يَقْتُلُوْنَ الرَّجُلَ خَطَأً فَتَكُوْنُ كَفَّارَةُ ذٰلِكَ عِتْقَ رَقَبَةٍ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ، أَوْ صِيَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ عَلَى كُلِّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے شکار مارا اور انہوں نے احرام باندھا ہوا ہے یا حرم میں ہیں، فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک پر فدیہ ہے، اگر انہیں قربانی کا حکم دیا جائے گا تو ان میں سے ہر ایک قربانی دے گا اور اگر روزوں کا حکم دیا جائے گا تو ہر ایک روزے رکھے گا اور اسی طرح اگر چند لوگ مل کر غلطی سے کسی کو قتل کر دیں تو ان میں سے ہر ایک کو ایک غلام آزاد کرنا ہوگا یا ہر ایک کو دو مہینے کے متواتر روزے رکھنے ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ رَمَى صَيْدًا أَوْ صَادَهُ بَعْدَ رَمْيِهِ الْجَمْرَةَ، وَحِلَاقِ رَأْسِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يُفِضْ إِنَّ عَلَيْهِ جَزَاءَ ذٰلِكَ الصَّيْدِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ﴿وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ (المائدہ:۲) وَمَنْ لَمْ يُفِضْ فَقَدْ بَقِيَ عَلَيْهِ مَسُّ الطِّيْبِ وَالنِّسَاءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کنکریاں مارنے اور سر منڈانے کے بعد شکار مارا یا شکار کیا اور ابھی طوافِ افاضہ نہیں کیا تو اس پر اس جانور کا فدیہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور جب تم احرام سے نکلو تو شکار کرو" اور جس نے طوافِ افاضہ نہیں کیا وہ خوشبو اور عورتوں سے کنارا کش رہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْمَا قَطَعَ مِنَ الشَّجَرِ فِي الْحَرَمِ شَيْءٌ، وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَحَدًا حَكَمَ عَلَيْهِ فِيْهِ بِشَيْءٍ وَبِئْسَ مَا صَنَعَ.

امام مالک نے فرمایا کہ محرم اگر حرم کا درخت کاٹے تو اس پر کچھ نہیں اور ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ اس پر کسی نے کوئی حکم لگایا ہو اور جو اس نے کیا وہ برا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَجْهَلُ، أَوْ يَنْسٰى صِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ، أَوْ يَمْرَضُ فِيهَا فَلَا يَصُومُهَا حَتّٰى يَقْدَمَ بَلَدَهُ، قَالَ لِيُهْدِ إِنْ وَجَدَ هَدْيًا وَإِلَّا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فِي أَهْلِهِ وَسَبْعَةً بَعْدَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو بے خبر ہو یا دورانِ حج تین روزے رکھنا بھول جائے یا بیماری کے باعث روزے نہ رکھ سکے اور وہ اپنے شہر پہنچنے تک روزے نہ رکھے فرمایا کہ اگر اس میں طاقت ہو تو ہدی دے ورنہ اپنے گھر میں تین روزے رکھے اور اس کے بعد سات روزے رکھے۔

۸۱- بَابُ جَامِعِ الْحَجِّ

حج کے متعلق دیگر روایات

۴۳۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ قَالَ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلنَّاسِ بِمِنًى، وَالنَّاسُ يَسْأَلُونَهُ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ، فَحَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَنْحَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ انْحَرْ وَلَا حَرَجَ. ثُمَّ جَاءَهُ آخَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أَشْعُرْ، فَنَحَرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ. قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ. قَالَ فَمَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا أُخِّرَ إِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَا حَرَجَ.

صحیح البخاری (۱۷۳۶) صحیح مسلم (۳۱۴۳، ۳۱۵۰)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی خاطر منٰی میں جلوہ افروز رہے اور لوگ آپ سے سوال کرتے رہے، پس ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے معلوم نہ تھا اس لیے قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اب قربانی ذبح کر لو۔ پھر ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں نے بے خبری میں کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی ذبح کر لی، فرمایا کہ کوئی حرج نہیں، اب کنکریاں مار لو۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جس چیز کی بھی تقدیم و تاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے اب کر لو۔

۴۳۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ، أَوْ حَجٍّ، أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ، ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ. صحیح البخاری (۱۷۹۷) صحیح مسلم (۳۲۶۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے لوٹتے تو ہر بلندی پر چڑھتے وقت تین مرتبہ تکبیر کہتے، پھر یوں کہتے: نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے اور سب تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوٹنے والے توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے اور اپنے رب کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس اکیلے نے فوجوں کو بھگا دیا۔

۴۴۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِامْرَأَةٍ وَهِيَ فِي مِحَفَّتِهَا، فَقِيلَ لَهَا هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، فَأَخَذَتْ بِضَبْعَيْ صَبِيٍّ كَانَ مَعَهَا، فَقَالَتْ أَلِهٰذَا حَجٌّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَعَمْ، وَلَكِ أَجْرٌ. صحیح مسلم (۳۲۴۰ـ۳۲۴۲)

حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے ہودج میں تھی، اسے بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، پس وہ اپنے بچے کا بازو پکڑ کر عرض گزار ہوئی جو اس کے ساتھ ہی تھا کہ یا رسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہے؟ فرمایا: ہاں اور تمہارے لیے اجر ہے۔

٤٤١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ، وَلَا أَدْحَرُ، وَلَا أَحْقَرُ، وَلَا أَغْيَظُ مِنْهُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ، وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا رَأَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللّٰهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ، إِلَّا مَا أُرِيَ يَوْمَ بَدْرٍ. قِيلَ وَمَا رَأَى يَوْمَ بَدْرٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ رَأَى جِبْرِيلَ يَزَعُ الْمَلَائِكَةَ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان کو اتنا ذلیل، منحوس، حقیر اور غضب ناک کبھی نہیں دیکھا جاتا جتنا عرفہ کے روز اور یہ اس لیے ہے جو وہ دیکھتا ہے رحمتِ الٰہیہ کا نزول اور بڑے بڑے گناہوں سے درگزر کرنا سوائے غزوۂ بدر کے روز دیکھا گیا، عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! بدر کے روز اس نے کیا دیکھا؟ فرمایا کہ اس نے حضرت جبرئیل کو صف بستہ فرشتوں کے ساتھ دیکھا۔

٤٤٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَرِيزٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَفْضَلُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَأَفْضَلُ مَا قُلْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّونَ مِنْ قَبْلِي لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ.

حضرت طلحہ بن عبید اللہ بن کریز سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب دعاؤں سے یوم عرفہ کی دعا افضل ہے اور سب سے افضل بات وہ ہے جو میں نے کہی اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام نے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

٤٤٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اقْتُلُوهُ.

صحیح البخاری (١٨٤٦) صحیح مسلم (٣٢٩٥)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے وقت جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر اقدس پر خود تھا، جب آپ نے اسے اتارا تو ایک آدمی آ کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دن حالت احرام میں نہیں تھے۔

[٥١٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَقْبَلَ مِنْ مَكَّةَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِقُدَيْدٍ جَاءَهُ خَبَرٌ مِنَ الْمَدِينَةِ، فَرَجَعَ فَدَخَلَ مَكَّةَ بِغَيْرِ إِحْرَامٍ.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر مکہ مکرمہ سے آ رہے تھے یہاں تک کہ قدید آ پہنچے تو مدینہ منورہ میں فساد کی خبر ملی۔ پس واپس لوٹ کر بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے۔

یحییٰ، امام مالک نے ابن شہاب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

٤٤٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيلِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ عَدَلَ إِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا أَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ

محمد بن عمران انصاری نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر میرے پاس تشریف لائے اور میں مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا، فرمایا کہ تم اس درخت کے نیچے کیوں اترے ہو؟ میں نے کہا کہ سائے کی

السَّرْحَةِ؟ فَقُلْتُ اَرَدْتُ ظِلَّهَا ' فَقَالَ هَلْ غَيْرُ ذٰلِكَ؟ فَقُلْتُ لَا ' مَا اَنْزَلَنِيْ اِلَّا ذٰلِكَ ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى ' وَنَفَخَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ ' فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ بِهٖ شَجَرَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا.

سنن نسائی (۲۹۹۵)

غرض سے' فرمایا کہ کیا اس کے سوا بھی کوئی غرض ہے؟ میں نے کہا نہیں کیونکہ میں تو اسی غرض سے اترا ہوں' حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم منیٰ کی دو پہاڑیوں کے درمیان میں ہو اور اپنے ہاتھ سے مشرق کی جانب اشارہ کیا تو وہاں ایک وادی ہے جس کو سرر کہا جاتا ہے' اس میں ایک درخت ہے جس کے نیچے ستر انبیائے کرام کو نبوت سے سرفراز کیا گیا۔

[۵۱۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ ' عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِامْرَاَةٍ مَجْذُوْمَةٍ ' وَهِيَ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ' فَقَالَ لَهَا يَا اَمَةَ اللّٰهِ لَا تُؤْذِي النَّاسَ لَوْ جَلَسْتِ فِيْ بَيْتِكِ ' فَجَلَسَتْ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا اِنَّ الَّذِيْ كَانَ قَدْ نَهَاكِ قَدْ مَاتَ فَاخْرُجِيْ ' فَقَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُطِيْعَهٗ حَيًّا ' وَاَعْصِيَهٗ مَيِّتًا.

ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ایک کوڑھی عورت کے پاس سے گزرے جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی۔ انہوں نے اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ دو اور اپنے گھر میں بیٹھ رہو' پس وہ جا بیٹھی' اس کے بعد ایک آدمی اس کے پاس سے گزرا اور کہا: جنہوں نے آپ کو روکا تھا ان کا وصال ہو گیا' لہٰذا تم چلی جاؤ' اس نے کہا: میں ایسی نہیں ہوں کہ زندگی میں ان کی اطاعت اور وفات کے بعد نافرمانی کروں۔

[۵۱۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ الْمُلْتَزَمُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ حجر اسود اور دروازۂ کعبہ کے درمیان ملتزم ہے۔

[۵۱۳] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ ' اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلٰى اَبِيْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ ' وَاَنَّ اَبَا ذَرٍّ سَاَلَهٗ اَيْنَ تُرِيْدُ؟ فَقَالَ اَرَدْتُ الْحَجَّ ' فَقَالَ هَلْ نَزَعَكَ غَيْرُهٗ ' فَقَالَ لَا ' قَالَ فَأْتَنِفِ الْعَمَلَ قَالَ الرَّجُلُ فَخَرَجْتُ حَتّٰى قَدِمْتُ مَكَّةَ ' فَمَكَثْتُ مَا شَاءَ اللّٰهُ ' ثُمَّ اِذَا اَنَا بِالنَّاسِ مُنْقَصِفِيْنَ عَلٰى رَجُلٍ ' فَضَاغَطْتُ عَلَيْهِ النَّاسَ ' فَاِذَا اَنَا بِالشَّيْخِ الَّذِيْ وَجَدْتُ بِالرَّبَذَةِ. يَعْنِيْ اَبَا ذَرٍّ. قَالَ فَلَمَّا رَاٰنِيْ عَرَفَنِيْ ' فَقَالَ هُوَ الَّذِيْ حَدَّثْتُكَ.

محمد بن یحییٰ بن حبان نے ایک آدمی کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ وہ ربذہ میں حضرت ابوذر کے پاس سے گزرا' حضرت ابوذر نے اس سے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا کہ حج کا ارادہ ہے' فرمایا کہ کیا اس کے سوا کسی اور غرض سے نکلا ہے؟ کہا: نہیں' فرمایا کہ اپنا کام شروع کر دو' اس آدمی کا بیان ہے کہ میں چل دیا' یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں جا پہنچا' پھر وہاں رہا جب تک اللہ نے چاہا' پھر میں نے دیکھا کہ لوگوں نے ایک آدمی کو گھیرا ہوا ہے' میں لوگوں کو چیرتا ہوا اس تک جا پہنچا' دیکھا تو وہی بزرگ تھے جو مجھے ربذہ میں ملے تھے یعنی حضرت ابوذر' انہوں نے مجھے دیکھ کر پہچان لیا اور فرمایا کہ تم وہی ہو جس سے میں نے بات کی تھی؟

[۵۱۴] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الْاِسْتِثْنَاءِ فِي الْحَجِّ فَقَالَ اَوَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ اَحَدٌ؟ وَاَنْكَرَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے حج میں شرط لگانے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کیا کوئی ایسا بھی کرتا ہے؟ اور اس کے درست ہونے کا انکار کیا۔

سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يَحْتَشُّ الرَّجُلُ لِدَابَّتِهٖ مِنَ

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا اپنی سواری کے لیے کوئی حرم

الْحَرَمِ؟ فَقَالَ لَا.

کی گھاس کاٹ سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔

۸۲- بَابُ حَجِّ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ

بغیر محرم کے عورت کا حج کرنا

[۵۱۵] اَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّرُوْرَةِ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اِنَّهَا اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ يَخْرُجُ مَعَهَا، اَوْ كَانَ لَهَا فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا اَنَّهَا لَا تَتْرُكُ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلَيْهَا فِي الْحَجِّ لِتَخْرُجَ فِي جَمَاعَةِ النِّسَاءِ.

امام مالک نے ان بیوہ عورتوں کے بارے میں فرمایا جنہوں نے مطلقاً حج کیا ہی نہیں کہ اگر ساتھ جانے کے لیے ان کا کوئی محرم نہ ہو یا ہو لیکن ان کے ساتھ جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرض فرمائے ہوئے حج کو ترک نہ کرے اور دوسری عورتوں کے ساتھ چلی جائے۔

۸۳- بَابُ صِيَامِ التَّمَتُّعِ

تمتع کے روزوں کا بیان

[۵۱۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ الصِّيَامُ لِمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ لِمَنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا مَا بَيْنَ اَنْ يُهِلَّ بِالْحَجِّ اِلٰى يَوْمِ عَرَفَةَ، فَاِنْ لَمْ يَصُمْ صَامَ اَيَّامَ مِنًى.

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ فرمایا کرتیں: روزہ اس پر ہے جو عمرہ کر کے حج کا تمتع کرے اور ہدی کی توفیق نہ ہو تو حج کا احرام باندھنے سے یوم عرفہ کے درمیان میں روزے رکھ لے۔ اگر ان دنوں میں نہیں رکھے تو منیٰ کے دنوں میں رکھ لے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي ذٰلِكَ مِثْلَ قَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بارے میں وہی فرماتے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۱- كِتَابُ الْجِهَادِ

جہاد کا بیان

۱- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْجِهَادِ

جہاد کی رغبت دلانا

۴۴۵- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَفْتُرُ مِنْ صَلٰوةٍ، وَلَا صِيَامٍ حَتّٰى يَرْجِعَ.

صحیح البخاری (۲۷۸۵) صحیح مسلم (۴۸۴۶)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ہمیشہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والے جیسی ہے جو نہ نماز پڑھنے سے تھکے اور نہ روزے رکھنے سے، یہاں تک کہ مجاہد اپنے گھر کو لوٹے۔ ف

ف: مجاہد چونکہ اپنے گھر بار، اہل و عیال اور خویش و اقارب کو چھوڑ کر اپنے دنیاوی کاروبار اور آرام و راحت سے منہ موڑ کر اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر راہِ خدا میں جان کی بازی لگانے کے لیے نکل کھڑا ہوتا ہے تو پروردگار عالم نے مجاہدین کو اتنا نوازا ہے کہ قیامت تک شہداء کے خون سے ملتِ اسلامیہ کی قسمت کو وابستہ کر دیا ہے اور گھر واپس لوٹنے تک مجاہد کو نماز روزے کا ثواب ملتا رہتا ہے کیونکہ ہمیشہ راتوں کو قیام کرنے والا اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والا آرام و راحت سے دور اور اپنے کاروبار سے کافی حد تک اسی طرح مجبور ہو جاتا ہے جیسے مجاہد محض رضائے الٰہی کے لیے ان باتوں سے بخوشی دست بردار ہوا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤٤٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ، وَتَصْدِيقُ كَلِمَاتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكَنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعَ مَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ، أَوْ غَنِيمَةٍ. صحيح البخاري (٢٧٨٧) صحيح مسلم (٤٨٣٨)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے، نہیں نکالتی اسے گھر سے کوئی غرض مگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور کلمۂ حق کی تصدیق تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن بن جاتا ہے اور اسے جنت میں داخل فرمائے گا یا اس کے گھر کی طرف واپس لوٹا دے گا اور ساتھ ہی اجر و غنیمت لے کر لوٹے گا۔

٤٤٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْخَيْلُ لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلَى رَجُلٍ وِزْرٌ. فَأَمَّا الَّذِي هِيَ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِي مَرْجٍ، أَوْ رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ، أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَ لَهُ حَسَنَاتٌ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا ذٰلِكَ فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا، أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ آثَارُهَا، وَأَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ، فَشَرِبَتْ مِنْهُ، وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَ بِهِ كَانَ ذٰلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ، فَهِيَ لَهُ أَجْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا، وَتَعَفُّفًا، وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا، وَلَا فِي ظُهُورِهَا فَهِيَ لِذٰلِكَ سِتْرٌ. وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا، وَرِيَاءً، وَنِوَاءً، لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ، فَهِيَ عَلَى ذٰلِكَ وِزْرٌ. وَسُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْحُمُرِ، فَقَالَ: لَمْ يَنْزِلْ عَلَيَّ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ. وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾ (الزلزال: ٧-٨).
صحيح البخاري (٢٨٦٠) صحيح مسلم (٢٢٨٧-٢٢٨٨)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا کسی کے لیے باعث اجر، کسی کے لیے پردہ پوشی اور کسی پر بوجھ ہے۔ باعثِ اجر اس کے لیے ہے جو اسے راہِ خدا میں باندھے پھر کسی گاؤں یا چراگاہ میں اس کی رسی لمبی کر دے تو اس گاؤں یا چراگاہ میں جتنی دور تک وہ چرے گا اسی کے مطابق مالک کو نیکیاں ملیں گی۔ اگر وہ رسی کو توڑ کر ایک یا دو ٹیلے عبور کر جائے تو اس کے سارے قدم اور لید تک اس کی نیکیوں میں شمار ہوں گی۔ اور اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرے اور اس کا پانی پیے، اگرچہ مالک کا ارادہ پانی پلانے کا نہ ہو، تب بھی یہ اس کی نیکی شمار ہوگی۔ یہ مالک کے لیے باعث اجر ہے اور جو امیری ظاہر کرنے اور غربت کو چھپانے کی غرض سے پالے اور اس کے متعلق اللہ کے حق کو نہ بھلائے تو یہ گھوڑا مالک کے لیے پردہ پوشی ہے اور جس نے تکبر اور ریاکاری کے لیے یا مسلمانوں کی عداوت میں گھوڑا باندھا تو یہ مالک پر بوجھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس بارے میں مجھ پر کچھ نازل نہیں فرمایا گیا مگر یہ آیت جو سب باتوں کی جامع ہے: "تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا"۔

٤٤٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟ رَجُلٌ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسِهِ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا بَعْدَهُ؟ رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِي غُنَيْمَتِهِ يُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَيَعْبُدُ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا رتبہ سب سے بلند ہوگا؟ وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر راہِ خدا میں جہاد کرے، کیا میں تمہیں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا درجہ اس کے بعد سب سے بلند ہوگا؟ جو اپنی بکریوں کو لے کر ایک طرف ہو جائے، نماز پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے، اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک

سنن ترمذی(۱۶۵۲) سنن نسائی(۲۵۶۸)

نہ ٹھہرائے۔

۴۴۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِیْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، عَنْ اَبِیْهِ ، عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ ، وَالطَّاعَةِ فِی الْیُسْرِ وَالْعُسْرِ ، وَالْمَنْشَطِ ، وَالْمَكْرَهِ ، وَاَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ ، وَاَنْ نَّقُوْلَ ، اَوْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَیْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔

صحیح البخاری(۷۱۹۹_۷۲۰۰) صحیح مسلم(۴۷۴۵)

حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی کہ ہر بات سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ آسانی ہو یا تنگی' خوشی ہو یا غمی اور حکومت کے اہل سے نہیں جھگڑیں گے' جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور حق بات پر قائم رہیں گے اور اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

[۵۱۷] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ كَتَبَ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَذْكُرُ لَهٗ جُمُوْعًا مِّنَ الرُّوْمِ وَمَا یَتَخَوَّفُ مِنْهُمْ ، فَكَتَبَ اِلَیْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَمَّا بَعْدُ ، فَاِنَّهٗ مَهْمَا یَنْزِلْ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزَلِ شِدَّةٍ یَجْعَلِ اللّٰهُ بَعْدَهٗ فَرَجًا ، وَاِنَّهٗ لَنْ یَغْلِبَ عُسْرٌ یُسْرَیْنِ ، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ كِتَابِهٖ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران:۲۰۰)۔

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے حضرت عمر کے لیے رومی لشکروں کے اجتماع اور ان سے متعلق خدشات کا ذکر کرتے ہوئے خط لکھا۔ حضرت عمر نے ان کے لیے جواب میں لکھا: حمد ونعت کے بعد معلوم ہو کہ بعض اوقات وہ بندۂ مومن کو سختی کی جگہ اتار دیتا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے اور بے شک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آ سکتی اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "یایها الذین امنوا اصبروا وصابروا۔۔۔۔۔۔ الخ

۲- بَابُ النَّهْیِ عَنْ اَنْ یُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ

دشمن کے ملک میں قرآنِ کریم لے جانے کی ممانعت

۴۵۰- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ، عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ۔ صحیح البخاری(۲۹۹۰) صحیح مسلم(۴۸۱۷)

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا ذٰلِکَ مَخَافَةَ اَنْ یَّنَالَهُ الْعَدُوُّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم لے کر دشمن کے ملک میں سفر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس خدشے کے پیش نظر ہے کہ مبادا وہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے۔

۳- بَابُ النَّهْیِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ فِی الْغَزْوِ

جہاد میں عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی ممانعت

۴۵۱- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ، عَنْ مَالِکٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنِ ابْنٍ لِكَعْبِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ (حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبٍ) ، اَنَّهٗ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الَّذِیْنَ قَتَلُوا ابْنَ اَبِی الْحُقَیْقِ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ ، قَالَ فَكَانَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ یَقُوْلُ بَرَّحَتْ بِنَا امْرَاَةُ ابْنِ اَبِی

عبدالرحمٰن بن کعب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کو عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا جنہوں نے ابن ابی حقیق کو قتل کیا تھا۔ ان میں سے ایک صاحب کا بیان ہے کہ ابن ابی حقیق (ابو رافع) کی بیوی نے چلا کر ہمارا راز فاش کیا تو میں نے اس پر تلوار تول لی پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کا منع فرمانا یاد

الْحُقَيْقِ بِالصِّيَاحِ ، فَأَرْفَعُ السَّيْفَ عَلَيْهَا ، ثُمَّ أَذْكُرُ نَهْيَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَكُفُّ ، وَلَوْلَا ذٰلِكَ اسْتَرَحْنَا مِنْهَا.

آ گیا تو میں نے ہاتھ روک لیا۔ اگر معاملہ یہ نہ ہوتا تو ہم اس سے خلاصی حاصل کر لیتے۔

٤٥٢- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ امْرَأَةً مَقْتُولَةً ، فَأَنْكَرَ ذٰلِكَ ، وَنَهَى عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

صحیح البخاری (٣٠١٥) صحیح مسلم (٤٥٢٢)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی غزوہ میں ایک عورت کو مقتول دیکھا تو اسے ناپسند فرمایا اور عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے کی ممانعت فرما دی۔

[٥١٨] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جُيُوشًا إِلَى الشَّامِ ، فَخَرَجَ يَمْشِي مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ ، وَكَانَ أَمِيرُ رُبْعٍ مِنْ تِلْكَ الْأَرْبَاعِ ، فَزَعَمُوا أَنَّ يَزِيدَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ ، وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ ، وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ ، إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَايَ هٰذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، ثُمَّ قَالَ لَهُ إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلَّهِ فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ ، وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوا عَنْ أَوْسَاطِ رُءُوسِهِمْ مِنَ الشَّعَرِ فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ ، وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً ، وَلَا صَبِيًّا ، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا ، وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا ، وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا ، وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً ، وَلَا بَعِيرًا إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ ، وَلَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا ، وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ ، وَلَا تَغْلُلْ ، وَلَا تَجْبُنْ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک لشکر شام کی طرف بھیجا تو وہ یزید بن ابوسفیان کے ساتھ پیدل چلتے ہوئے نکلے جو چوتھائی لشکر کے امیر تھے۔ حضرت یزید حضرت ابوبکر کی خدمت میں عرض گزار ہوئے کہ آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں نیچے اترتا ہوں۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ نہ تم نیچے اترو اور نہ میں سوار ہوں گا۔ میں اپنے ان قدموں کو راہِ خدا میں شمار کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ تم کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جن کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے اپنی جانوں کو اللہ کے لیے روک رکھا ہے تو انہیں چھوڑ دینا کیونکہ ان کا یہ گمان نہیں ہے کہ اپنے لیے رکے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں کچھ ایسے لوگ پاؤ گے جنہوں نے درمیان سے سر منڈائے ہوئے ہیں تو ان کے منڈے ہوئے سروں پر تلوار مارنا اور میں تمہیں دس باتوں کی وصیت کرتا ہوں: عورتوں، بچوں اور ان لوگوں کو قتل نہ کرنا جو بوڑھے ہیں۔ پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، آبادیوں کو برباد نہ کرنا، کسی بکری اور اونٹ کی کونچیں نہ کاٹنا مگر کھانے کے لیے، کھجور کے درختوں کو نہ جلانا اور نہ انہیں ڈبونا، خیانت نہ کرنا اور بزدلی نہ دکھانا۔

٤٥٣- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّهُ بَلَغَهُ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ إِلَى عَامِلٍ مِنْ عُمَّالِهِ ، أَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً يَقُولُ لَهُمْ اغْزُوا بِاسْمِ اللَّهِ ، فِي سَبِيلِ اللَّهِ ، تُقَاتِلُونَ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ ، لَا تَغُلُّوا ، وَلَا تَغْدِرُوا ، وَلَا تُمَثِّلُوا ، وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيدًا ، وَقُلْ ذٰلِكَ لِجُيُوشِكَ وَسَرَايَاكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ. صحیح مسلم (٤٤٩٦تا٤٤٩٩)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک عامل کے لیے لکھا کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی سریہ بھیجتے تو ان سے فرماتے: اللہ کا نام لے کر راہِ خدا میں لڑنا، تم ان لوگوں سے لڑتے ہو جنہوں نے اللہ کے ساتھ کفر کیا۔ لہٰذا خیانت نہ کرنا، عہد شکنی نہ کرنا، مثلہ نہ کرنا، کسی بچے کو قتل نہ کرنا اور اگر اللہ چاہے تو یہ اپنی فوج یا ٹولی کو بتا دینا اور تم پر سلامتی ہو۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَفَاءِ بِالْأَمَانِ

امان دے کر وعدہ وفا کرنا

[۵۱۹] اثر- حدثنی یحیی، عن مالک، عن رجل من اهل الکوفة، ان عمر بن الخطاب کتب الی عامل جیش کان بعثه انه بلغنی ان رجالا منکم یطلبون العلج حتی اذا اسند فی الجبل وامتنع قال رجل مطرس (یقول لا تخف)، فاذا ادرکه قتله، وانی والذی نفسی بیده لا اعلم مکان واحد فعل ذلک الا ضربت عنقه.

کوفے کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک لشکر کے امیر کو لکھا جسے آپ نے مقرر فرمایا تھا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ آدمی عجمی کافر کو بلاتے ہیں، پھر اسے دلاسا دے کر پہاڑ پر چڑھا دیتے ہیں اور وہ لڑائی سے رک جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ پھر موقع پا کر اسے قتل کر دیتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مجھے معلوم ہوا کہ ایک جگہ بھی ایسا ہوا ہے تو میں اس کی گردن اتار دوں گا۔

قال یحیی سمعت مالکا یقول لیس هذا الحدیث بالمجتمع علیه ولیس علیه العمل.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ علماء کا اس حدیث پر اتفاق و عمل نہیں ہے۔

وسئل مالک عن الاشارة بالامان اهی بمنزلة الکلام؟ فقال نعم، وانی اری ان یتقدم الی الجیوش ان لا تقتلوا احدا اشاروا الیه بالامان، لان الاشارة عندی بمنزلة الکلام، وانه بلغنی ان عبد الله بن عباس قال ما ختر قوم بالعهد الا سلط الله علیهم العدو.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا اشارے سے امان دینا زبان سے امان دینے کا قائم مقام ہے؟ فرمایا: ہاں اور میرے خیال میں فوجوں سے کہہ دیا جائے کہ جن کی جانب میں امان کا اشارہ کروں ان میں سے کسی ایک کو قتل نہ کیا جائے کیونکہ اشارہ میرے نزدیک کلام کی طرح ہے اور مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ جو قوم عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔

۵- باب العمل فیمن اعطی شیئا فی سبیل الله

مجاہدین کی امداد کرنے کا بیان

[۵۲۰] اثر- حدثنی یحیی، عن مالک، عن نافع، عن عبد الله بن عمر، انه کان اذا اعطی شیئا فی سبیل الله یقول لصاحبه اذا بلغت وادی القری فشانک به.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب کوئی چیز کسی کو راہِ خدا میں عطا فرماتے تو اپنے اس ساتھی سے کہتے کہ جب تم وادی قریٰ میں پہنچ جاؤ گے تو یہ چیز تمہاری ہو جائے گی۔

[۵۲۱] اثر- وحدثنی عن مالک، عن یحیی بن سعید، ان سعید بن المسیب کان یقول اذا اعطی الرجل الشیء فی الغزو، فیبلغ به راس مغزاته فهو له.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب جہاد کرنے کے لیے کسی کو کوئی چیز دی جائے اور وہ میدانِ جہاد تک جا پہنچے تو وہ چیز اس کی ہو گی۔

وسئل مالک عن رجل اوجب علی نفسه الغزو، فتجهز حتی اذا اراد ان یخرج منعه ابواه، او احدهما فقال لا یکابرهما، ولکن یؤخر ذلک الی عام آخر، فاما الجهاز فانی اری ان یرفعه حتی یخرج

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے اوپر جہاد واجب کر کے تیاری بھی کر لی یہاں تک کہ جب نکلنے کا ارادہ کیا تو اس کے والدین نے روکا یا ان میں سے ایک نے فرمایا کہ ان سے نہ جھگڑے بلکہ جہاد کو اگلے سال پر ملتوی

بِهٖ، فَاِنْ خَشِيَ اَنْ يَّفْسُدَ بَاعَهٗ وَاَمْسَكَ ثَمَنَهٗ حَتّٰى يَشْتَرِيَ بِهٖ مَا يُصْلِحُهٗ لِلْغَزْوِ، فَاِنْ كَانَ مُوْسِرًا يَجِدُ مِثْلَ جِهَازِهٖ اِذَا خَرَجَ فَلْيَصْنَعْ بِجِهَازِهٖ مَا شَاءَ.

کر دے۔ رہا سامان جہاد تو اسے رکھ چھوڑے اور خراب ہو جانے کا ڈر ہو تو فروخت کر کے اس کی قیمت کو محفوظ کر چھوڑے تا کہ اس سے سامانِ حرب خرید سکے اگر وہ صاحب استطاعت ہے کہ نکلتے وقت سامان خرید سکے گا تو اس سامان کا جو چاہے کرے۔

۶- بَابُ جَامِعِ النَّفْلِ فِي الْغَزْوِ

غنیمت کے متعلق روایات

۴۵۴- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَغَنِمُوْا اِبِلًا كَثِيْرَةً، فَكَانَ سُهْمَانُهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيْرًا، اَوْ اَحَدَ عَشَرَ بَعِيْرًا، وَنُفِّلُوْا بَعِيْرًا بَعِيْرًا. صحیح البخاری (۳۱۳۴) صحیح مسلم (۴۵۳۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب ایک سریہ بھیجا جس میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے انہیں غنیمت میں بڑے اونٹ ملے کہ ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ گیارہ گیارہ اونٹ آئے نیز ایک ایک مزید ملا۔

۴۵۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّاسُ فِي الْغَزْوِ اِذَا اقْتَسَمُوْا غَنَائِمَهُمْ يَعْدِلُوْنَ الْبَعِيْرَ بِعَشْرِ شِيَاهٍ.
صحیح البخاری (۲۴۸۸) صحیح مسلم (۵۰۶۵تا۵۰۶۹)

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ مجاہدین جب مال غنیمت تقسیم کرتے تو وہ ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر شمار کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْاَجِيْرِ فِي الْغَزْوِ اَنَّهٗ اِنْ كَانَ شَهِدَ الْقِتَالَ، وَكَانَ مَعَ النَّاسِ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَكَانَ حُرًّا فَلَهٗ سَهْمُهٗ، وَاِنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَا سَهْمَ لَهٗ. وَاَرٰى اَنْ لَا يُقْسَمَ اِلَّا لِمَنْ شَهِدَ الْقِتَالَ مِنَ الْاَحْرَارِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو جہاد میں اجرت پر رکھا گیا ہو کہ اگر وہ قتال میں برابر حصہ لے اور آزاد ہو تو اسے برابر کا حصہ ملے گا اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا حصہ نہیں ہے اور میرے خیال میں حصہ اسی آزاد مرد کا ہے جو قتل و قتال میں شریک رہے۔

۷- بَابُ مَا لَا يَجِبُ فِيْهِ الْخُمُسُ

جن چیزوں کا خمس نہیں دیا جائے گا

قَالَ مَالِكٌ فِيْمَنْ وُجِدَ مِنَ الْعَدُوِّ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ بِاَرْضِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَزَعَمُوْا اَنَّهُمْ تُجَّارٌ، وَاَنَّ الْبَحْرَ لَفَظَهُمْ، وَلَا يَعْرِفُ الْمُسْلِمُوْنَ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ، اِلَّا اَنَّ مَرَاكِبَهُمْ تَكَسَّرَتْ، اَوْ عَطِشُوْا، فَنَزَلُوْا بِغَيْرِ اِذْنِ الْمُسْلِمِيْنَ، اَرٰى اَنَّ ذٰلِكَ لِلْاِمَامِ يَرٰى فِيْهِمْ رَاْيَهٗ، وَلَا اَرٰى لِمَنْ اَخَذَهُمْ فِيْهِمْ خُمُسًا.

امام مالک نے ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے ساحل سمندر پر مسلمانوں کی زمین میں دشمن کو پایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں اور سمندر نے ہمیں پھینک دیا ہے۔ مسلمانوں کو اس بات کی تصدیق تو نہ ہو لیکن ان کا جہاز ٹوٹا ہوا ہے یا پیاس کے باعث مسلمانوں سے اجازت لیے بغیر اتر پڑے ہیں تو ان کے بارے میں امام کو اختیار ہے لیکن گرفتار کرنے والوں کو خمس نہیں ملے گا۔

۸- بَابُ مَا يَجُوْزُ لِلْمُسْلِمِيْنَ اَكْلُهٗ قَبْلَ الْخُمُسِ

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے چیز کا کھانا جائز ہے

قَالَ مَالِكٌ لَا اَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّاْكُلَ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا دَخَلُوْا اَرْضَ الْعَدُوِّ مِنْ طَعَامِهِمْ مَا وَجَدُوْا مِنْ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مسلمان دشمن کی زمین میں داخل ہوں اور کھانے کی چیزیں پائیں تو تقسیم ہونے سے پہلے ان میں

ذٰلِکَ کُلِّهٖ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ فِی الْمَقَاسِمِ.

قَالَ مَالِکٌ وَاَنَا اَرٰی الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ یَاْکُلُ مِنْهُ الْمُسْلِمُوْنَ اِذَا دَخَلُوْا اَرْضَ الْعَدُوِّ کَمَا یَاْکُلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ وَلَوْ اَنَّ ذٰلِکَ لَا یُؤْکَلُ حَتّٰی یَحْضُرَ النَّاسُ الْمَقَاسِمَ وَیُقْسَمَ بَیْنَهُمْ اَضَرَّ ذٰلِکَ بِالْجُیُوْشِ فَلَا اَرٰی بَاْسًا بِمَا اُکِلَ مِنْ ذٰلِکَ کُلِّهٖ عَلٰی وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ وَلَا اَرٰی اَنْ یَّدَّخِرَ اَحَدٌ مِّنْ ذٰلِکَ شَیْئًا یَرْجِعُ بِهٖ اِلٰی اَهْلِهٖ.

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنِ الرَّجُلِ یُصِیْبُ الطَّعَامَ فِیْ اَرْضِ الْعَدُوِّ فَیَاْکُلُ مِنْهُ وَیَتَزَوَّدُ فَیَفْضُلُ مِنْهُ شَیْءٌ اَیَصْلُحُ لَهٗ اَنْ یَّحْبِسَهٗ فَیَاْکُلَهٗ فِیْ اَهْلِهٖ اَوْ یَبِیْعَهٗ قَبْلَ اَنْ یَّقْدَمَ بِلَادَهٗ فَیَنْتَفِعَ بِثَمَنِهٖ؟ قَالَ مَالِکٌ اِنْ بَاعَهٗ وَهُوَ فِی الْغَزْوِ فَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ یَّجْعَلَ ثَمَنَهٗ فِیْ غَنَائِمِ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِنْ بَلَغَ بِهٖ بَلَدَهٗ فَلَا اَرٰی بَاْسًا اَنْ یَّاْکُلَهٗ وَیَنْتَفِعَ بِهٖ اِذَا کَانَ یَسِیْرًا تَافِهًا.

سے کھا سکتے ہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک اونٹ، گائے اور بکری بھی کھانے کی چیزوں کے قائم مقام ہیں۔ دشمن کی زمین میں داخل ہونے پر مسلمان ان میں سے کھا سکتے ہیں جس طرح دوسری کھانے کی چیزوں کو اور اگر نہ کھائیں یہاں تک کہ انہیں تقسیم کیا جائے اور فوجوں کو اس سے تکلیف پہنچے تو اس صورت میں دستور کے مطابق کھاتے ہوئے اگر سارا مال غنیمت بھی کھا جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن جمع کرنا اور اپنے گھر والوں کے لیے لے جانا کسی کے لیے بھی درست نہیں ہے۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو دشمن کی سرزمین میں خوراک پائے تو اس میں سے کھائے اور جمع کر چھوڑے پھر اس سے کچھ بچ رہے۔ کیا اس کے لیے درست ہے کہ اسے روک کر اپنے گھر والوں میں جا کھائے یا اپنے شہر میں پہنچنے سے پہلے اسے فروخت کر دے اور اس کی قیمت سے فائدہ حاصل کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ اگر جہاد کی حالت میں بیچے تو اسے مال غنیمت میں شامل کر دے اور اگر اسے اپنے شہر میں لے آیا تو اسے کھانے اور نفع حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ وہ چیز کم قیمت ہو۔

۹- بَابُ مَا یُرَدُّ قَبْلَ اَنْ یَّقَعَ الْقَسْمُ مِمَّا اَصَابَ الْعَدُوُّ

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے جو چیز دی جائے

٤٥٦- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَبَقَ وَاَنَّ فَرَسًا لَهٗ عَارَ فَاَصَابَهُمَا الْمُشْرِکُوْنَ ثُمَّ غَنِمَهُمَا الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّا عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ وَذٰلِکَ قَبْلَ اَنْ تُصِیْبَهُمَا الْمَقَاسِمُ. صحیح البخاری (۳۰۶۸)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کا ایک غلام بھاگ گیا تھا اور ایک گھوڑا تھا یہ دونوں مشرکوں کے ہتھے چڑھ گئے پھر مال غنیمت میں مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے تو انہوں نے تقسیم سے پہلے دونوں کو حضرت عبداللہ بن عمر کے سپرد کر دیا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِیْمَا یُصِیْبُهُ الْعَدُوُّ مِنْ اَمْوَالِ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّهٗ اِنْ اُدْرِکَ قَبْلَ اَنْ تَقَعَ فِیْهِ الْمَقَاسِمُ فَهُوَ رَدٌّ عَلٰی اَهْلِهٖ وَاَمَّا مَا وَقَعَتْ فِیْهِ الْمَقَاسِمُ فَلَا یُرَدُّ عَلٰی اَحَدٍ وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ حَازَ الْمُشْرِکُوْنَ غُلَامَهٗ ثُمَّ غَنِمَهُ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ دشمن سے جو مسلمانوں کو مال دستیاب ہو وہ تقسیم سے پہلے اس کے مالک کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور اگر تقسیم ہو چکا تو پھر نہیں لوٹایا جائے گا۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے غلام کو مشرکین لے گئے، پھر مسلمانوں کو مال غنیمت میں ملا؟ امام مالک

مَالِكٌ صَاحِبُهُ أَوْلَى بِهِ بِغَيْرِ ثَمَنٍ، وَلَا قِيمَةٍ، وَلَا غُرْمٍ مَا لَمْ تُصِبْهُ الْمَقَاسِمُ، فَإِنْ وَقَعَتْ فِيهِ الْمَقَاسِمُ، فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَكُونَ الْغُلَامُ لِسَيِّدِهِ بِالثَّمَنِ إِنْ شَاءَ.

نے فرمایا کہ تقسیم سے پہلے مالک بغیر کسی معاوضہ قیمت یا تاوان کے اس کا زیادہ حق دار ہے اور اگر وہ تقسیم ہو چکا تو مالک اسے قیمت دے کر لے سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي أُمِّ وَلَدِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ حَازَهَا الْمُشْرِكُونَ، ثُمَّ غَنِمَهَا الْمُسْلِمُونَ، فَقُسِمَتْ فِي الْمَقَاسِمِ، ثُمَّ عَرَفَهَا سَيِّدُهَا بَعْدَ الْقَسْمِ إِنَّهَا لَا تُسْتَرَقُّ وَأَرَى أَنْ يَفْتَدِيَهَا الْإِمَامُ لِسَيِّدِهَا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَعَلَى سَيِّدِهَا أَنْ يَفْتَدِيَهَا وَلَا يَدَعَهَا، وَلَا أَرَى لِلَّذِي صَارَتْ لَهُ أَنْ يَسْتَرِقَّهَا، وَلَا يَسْتَحِلَّ فَرْجَهَا، وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ الْحُرَّةِ لِأَنَّ سَيِّدَهَا يُكَلَّفُ أَنْ يَفْتَدِيَهَا إِذَا جُرِحَتْ، فَهَذَا بِمَنْزِلَةِ ذَلِكَ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُسَلِّمَ أُمَّ وَلَدِهِ تُسْتَرَقُّ وَيُسْتَحَلُّ فَرْجُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مسلمان کی ام ولد کو مشرک لے جائیں پھر وہ غنیمت میں مسلمانوں کو ملے اور تقسیم ہو جائے۔ تقسیم کے بعد مالک اسے پہچان لے تو اسے لونڈی نہیں بنایا جائے گا اور امام اس کا فدیہ دے کر مالک کے حوالے کرے اور اگر وہ ایسا نہ کرے تو مالک فدیہ دے کر اسے چھڑا لے اور جس کے حصے میں آئی ہے وہ اسے لونڈی نہیں بنا سکتا اور نہ اس کی شرمگاہ اس کے لیے حلال ہے کیونکہ یہ آزاد عورت کی طرح ہے۔ اگر یہ کسی کو زخمی کرے تو اس کے مالک کو حکم دیا جائے گا کہ فدیہ دے کر اسے چھڑائے' پس یہاں بھی یہی حکم ہوگا جس کے حصے میں آئی اسے اختیار نہیں ہوگا کہ اسے لونڈی بنائے اور اس کی شرمگاہ کو اپنے لیے حلال ٹھہرائے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ فِي الْمُفَادَاةِ، أَوْ فِي التِّجَارَةِ فَيَشْتَرِي الْحُرَّ أَوِ الْعَبْدَ، أَوْ يُوهَبَانِ لَهُ، فَقَالَ أَمَّا الْحُرُّ فَإِنَّ مَا اشْتَرَاهُ بِهِ دَيْنٌ عَلَيْهِ، وَلَا يُسْتَرَقُّ، وَإِنْ كَانَ وُهِبَ لَهُ فَهُوَ حُرٌّ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَعْطَى فِيهِ شَيْئًا مُكَافَأَةً فَهُوَ دَيْنٌ عَلَى الْحُرِّ بِمَنْزِلَةِ مَا اشْتَرَى بِهِ، وَأَمَّا الْعَبْدُ فَإِنَّ سَيِّدَهُ الْأَوَّلَ مُخَيَّرٌ فِيهِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَهُ وَيَدْفَعَ إِلَى الَّذِي اشْتَرَاهُ ثَمَنَهُ فَذَلِكَ لَهُ، وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُسْلِمَهُ أَسْلَمَهُ، وَإِنْ كَانَ وُهِبَ لَهُ، فَسَيِّدُهُ الْأَوَّلُ أَحَقُّ بِهِ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ أَعْطَى فِيهِ شَيْئًا مُكَافَأَةً، فَيَكُونُ مَا أَعْطَى فِيهِ غُرْمًا عَلَى سَيِّدِهِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَفْتَدِيَهُ. صحیح البخاری (۳۰۶۸)

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کفار کے ملک میں گیا مسلمانوں کو چھڑانے یا تجارت کی غرض سے۔ پس اس نے کسی آزاد یا غلام کو خرید لیا یا اسے ہبہ کیے گئے۔ فرمایا کہ آزاد کی قیمت تو اس پر قرض ہے اور اسے غلام نہیں بنایا جائے گا۔ اگر اسے ہبہ کیا گیا تو وہ آزاد ہے اور اس پر کچھ نہیں مگر یہ کہ اس کے بدلے میں کچھ خرچ کیا ہو تو وہ اس آزاد پر قرض ہوگا گویا یہ قیمت خرید کی طرح ہے اور غلام کے پہلے آقا کو اختیار ہے' اگر چاہے تو قیمت دے کر خریدنے والے سے حاصل کر لے اور اگر اس کے پاس چھوڑنا چاہے تو چھوڑ دے اور اگر اسے ہبہ کیا گیا ہے تو پہلا آقا زیادہ حق دار ہے اور اس پر کچھ نہیں مگر یہ کہ اس کے بدلے میں اس شخص نے کچھ خرچ کیا ہو تو پہلا آقا اگر چاہے تو وہ دے کر حاصل کر لے یا نہ لے۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَبِ فِي النَّفْلِ

ہتھیار قتل کرنے والے کو دینا

۴۵۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ، أَنَّهُ قَالَ

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے سال ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہماری مڈ بھیڑ ہوئی تو مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی' راوی کا بیان ہے کہ

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حُنَيْنٍ، فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ، قَالَ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ فَاسْتَدَرْتُ لَهُ حَتَّى أَتَيْتُهُ مِنْ وَرَائِهِ، فَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ، فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ، ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي. قَالَ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ؟ فَقَالَ أَمْرُ اللَّهِ. ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ رَجَعُوا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ. قَالَ فَقُمْتُ، ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ. قَالَ فَقُمْتُ ثُمَّ قُلْتُ مَنْ يَشْهَدُ لِي؟ ثُمَّ جَلَسْتُ. ثُمَّ قَالَ ذَلِكَ الثَّالِثَةَ، فَقُمْتُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ؟ قَالَ فَاقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَسَلَبُ ذَلِكَ الْقَتِيلِ عِنْدِي فَأَرْضِهِ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَا هَاءَ اللَّهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَدَقَ فَأَعْطِهِ إِيَّاهُ، فَأَعْطَانِيهِ، فَبِعْتُ الدِّرْعَ، فَاشْتَرَيْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ، فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

صحیح البخاری (۳۱۴۲) صحیح مسلم (٤٥٤١-٤٥٤٢-٤٥٤٣)

میں نے ایک مشرک کو ایک مسلمان پر غالب دیکھا' میں نے پیچھے سے جا کر اس کی گردن پر تلوار کا وار کیا۔ اب وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا اور ایسا مجھے دبوچا کہ موت کا مزہ چکھا دیا' پھر اچانک وہ مر گیا اور مجھے چھوڑ دیا۔ پھر میں حضرت عمر سے ملا اور ان سے کہا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ فرمایا کہ خدا کا حکم۔ پھر لوگ واپس لوٹ آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا اور اس کے پاس ثبوت ہو تو مقتول کا سامان اسے ملے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں کھڑا ہوا اور دل میں کہا کہ میری گواہی کون دے گا' لہٰذا بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا کہ جس نے کسی کو قتل کیا ہو اور اس کے پاس ثبوت ہو تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا۔ میں کھڑا ہوا لیکن یہ کہہ کر بیٹھ گیا کہ میری گواہی کون دے گا۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو قتادہ! کیا بات ہے؟ پس میں نے سارا واقعہ عرض کر دیا تو ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! یہ سچ کہہ رہے ہیں اور اس مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔ یا رسول اللہ! انہیں مجھ سے راضی کر دیجئے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہو گا کہ اللہ کا ایک شیر اللہ اور رسول کی طرف سے لڑے اور اس کا سامان تمہیں دے دیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سامان انہیں دے دو۔ پس اس نے مجھے دے دیا۔ پس میں نے زرہ بیچ کر بنو سلمہ میں ایک باغ خریدا اور یہ میرا پہلا مال ہے جو مجھے حالت اسلام میں حاصل ہوا۔

[٥٢٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا يَسْأَلُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْأَنْفَالِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْفَرَسُ مِنَ النَّفَلِ، وَالسَّلَبُ مِنَ النَّفَلِ. قَالَ ثُمَّ عَادَ الرَّجُلُ لِمَسْأَلَتِهِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذَلِكَ أَيْضًا، ثُمَّ قَالَ الرَّجُلُ الْأَنْفَالُ الَّتِي قَالَ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ مَا هِيَ؟ قَالَ الْقَاسِمُ فَلَمْ يَزَلْ يَسْأَلُهُ حَتَّى كَادَ أَنْ يُحْرِجَهُ، ثُمَّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتَدْرُونَ مَا مَثَلُ هَذَا؟ مَثَلُ صَبِيغٍ الَّذِي ضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ میں نے سنا' ایک آدمی حضرت ابن عباس سے انفال (مال غنیمت) کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ گھوڑا غنیمت ہے' سامان غنیمت ہے۔ اس نے پھر دوبارہ آ کر یہی پوچھا تو حضرت ابن عباس نے وہی جواب دیا' پھر اس آدمی نے کہا کہ میں اس انفال کے بارے میں پوچھتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے؟ قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ وہ برابر یہی پوچھتا رہا یہاں تک کہ وہ تنگ آ گئے ہوں گے' پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال صبیغ

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ قَتَلَ قَتِيلًا مِنَ الْعَدُوِّ أَيَكُونُ لَهُ سَلَبُهُ بِغَيْرِ إِذْنِ الْإِمَامِ؟ قَالَ لَا يَكُونُ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِ الْإِمَامِ، وَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ مِنَ الْإِمَامِ إِلَّا عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ إِلَّا يَوْمَ حُنَيْنٍ.

جیسی ہے، جس کو حضرت عمر نے پیا تھا۔

امام مالک سے اس کے بارے میں پوچھا گیا جس نے دشمن کو قتل کیا تو کیا امام کی اجازت کے بغیر وہ مقتول کا سامان لے سکتا ہے؟ امام مالک نے فرمایا کہ امام کی اجازت کے بغیر کسی کو کچھ لینے کا اختیار نہیں ہے اور ایسا حکم دینا بھی امام کے اپنے اجتہاد پر منحصر ہے اور مجھ تک یہ بات نہیں پہنچی کہ "جو کسی کو قتل کرے تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا"۔ ایسا غزوۂ حنین کے سوا اور کسی موقع پر فرمایا ہو۔

١١- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِعْطَاءِ النَّفْلِ مِنَ الْخُمُسِ

خمس سے امام کا نفلی عطیہ دینا

[۵۲۳] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُعْطَوْنَ النَّفَلَ مِنَ الْخُمُسِ.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: لوگوں کو خمس سے نفلی عطیات دیئے جاتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کچھ میں نے اس بارے میں سنا یہ سب سے اچھی روایت ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ النَّفَلِ هَلْ يَكُونُ فِي أَوَّلِ مَغْنَمٍ؟ قَالَ ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْإِمَامِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا فِي ذٰلِكَ أَمْرٌ مَعْرُوفٌ مَوْقُوفٌ إِلَّا اجْتِهَادُ السُّلْطَانِ، وَلَمْ يَبْلُغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَفَّلَ فِي مَغَازِيهِ كُلِّهَا، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّهُ نَفَّلَ فِي بَعْضِهَا يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهِ الْاِجْتِهَادِ مِنَ الْإِمَامِ فِي أَوَّلِ مَغْنَمٍ وَفِيمَا بَعْدَهُ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا غنیمت پہلے مال میں ہوتی ہے؟ فرمایا کہ یہ امام کے اجتہاد پر موقوف ہے اور اس میں ہمارے نزدیک امام کے اجتہاد کے سوا کوئی مقررہ قانون موجود نہیں ہے اور ہم تک ایسی کوئی بات نہیں پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے غزوات میں غنیمت کا کوئی قانون متعین فرمایا ہو سوائے غزوۂ حنین کے اور یہ بھی امام کے اجتہاد پر منحصر ہے کہ وہ پہلے مال غنیمت سے کسی کو دے یا بعد والے سے۔ ف

ف: مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ امام کے لیے مخصوص ہے۔ باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کیے جاتے ہیں۔ تقسیم سے پہلے مال غنیمت سے چوری چھپے کسی چیز کا لینا خیانت شمار ہوتی ہے اور احادیث مطہرہ میں اس پر تہدید آئی ہے۔ امام اپنے پانچویں حصے میں سے کسی کو کچھ دے تو اسے نفل کہتے ہیں۔ خمس سے کسی کو کچھ دینا یا نہ دینا یہ امام کی مرضی اور تقاضائے مصلحت پر موقوف ہے۔ دوسرے کو اس پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

١٢- بَابُ الْقَسْمِ لِلْخَيْلِ فِي الْغَزْوِ

جہاد میں گھوڑے کا حصہ

٤٥٨- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَانَ يَقُولُ لِلْفَرَسِ سَهْمَانِ، وَلِلرَّجُلِ سَهْمٌ. صحیح البخاری (٢٨٦٣) صحیح مسلم (٤٥٦١)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے کہ گھوڑے کے دو حصے ہیں اور آدمی کا ایک حصہ ہے۔ ف

ف: امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا مذہب یہ ہے کہ غنیمت سے پیدل کا ایک حصہ اور سوار کے تین حصے ہیں' ایک اس کا اپنا اور دو حصے گھوڑے کے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک سوار کے دو حصے ہیں جیسا کہ حضرت علی' حضرت ابوموسیٰ اشعری' حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں ہمیشہ سے یہی سنتا آیا ہوں۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ رَجُلٍ يَحْضُرُ بِاَفْرَاسٍ كَثِيْرَةٍ فَهَلْ يُقْسَمُ لَهَا كُلِّهَا؟ فَقَالَ لَمْ اَسْمَعْ بِذٰلِكَ وَلَا اَرٰى اَنْ يُقْسَمَ اِلَّا لِفَرَسٍ وَاحِدٍ الَّذِيْ يُقَاتِلُ عَلَيْهِ.

امام مالک سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو بہت سے گھوڑے لے کر شامل ہوا تو کیا اس کو سب گھوڑوں کا حصہ ملے گا؟ فرمایا کہ میں نے ایسا نہیں سنا بلکہ میرے خیال میں اسے صرف ایک گھوڑے کا حصہ ملے گا جس پر سوار ہو کر لڑتا رہا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا اَرَى الْبَرَاذِيْنَ وَالْهُجُنَ اِلَّا مِنَ الْخَيْلِ لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ (النحل: ۸) وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾ (الانفال: ۶۰) فَاَنَا اَرَى الْبَرَاذِيْنَ وَالْهُجُنَ مِنَ الْخَيْلِ اِذَا اَجَازَهَا الْوَالِيْ وَقَدْ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَسُئِلَ عَنِ الْبَرَاذِيْنِ هَلْ فِيْهَا مِنْ صَدَقَةٍ؟ فَقَالَ وَهَلْ فِي الْخَيْلِ مِنْ صَدَقَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ترکی اور ہجن گھوڑے بھی گھوڑوں میں شمار ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے" اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور ان کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے اور جتنے گھوڑے باندھ سکو کہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ" تو میں ترکی اور ہجن گھوڑوں کو گھوڑوں میں شمار کرتا ہوں جبکہ حاکم انہیں قبول کر لے۔ سعید بن مسیب سے جب ترکی گھوڑوں میں زکوٰۃ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: کیا ان میں زکوٰۃ ہے؟ کیا گھوڑوں میں بھی زکوٰۃ ہوتی ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُلُوْلِ

مال غنیمت سے کچھ چھپالینا

۴۵۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ صَدَرَ مِنْ حُنَيْنٍ وَهُوَ يُرِيْدُ الْجِعِرَّانَةَ سَاَلَهُ النَّاسُ حَتّٰى دَنَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ مِنْ شَجَرَةٍ فَتَشَبَّكَتْ بِرِدَائِهٖ حَتّٰى نَزَعَتْهُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُدُّوْا عَلَيَّ رِدَائِيْ اَتَخَافُوْنَ اَنْ لَا اَقْسِمَ بَيْنَكُمْ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ سَمُرِ تِهَامَةَ نَعَمًا لَقَسَمْتُهٗ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنَنِيْ بَخِيْلًا وَلَا جَبَانًا وَلَا كَذَّابًا. فَلَمَّا نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِي النَّاسِ فَقَالَ اَدُّوا الْخِيَاطَ وَالْمِخْيَطَ فَاِنَّ الْغُلُوْلَ عَارٌ وَنَارٌ وَشَنَارٌ عَلٰى اَهْلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ ثُمَّ تَنَاوَلَ مِنَ الْاَرْضِ وَبَرَةً مِنْ بَعِيْرٍ اَوْ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حنین سے واپس لوٹے اور جعرانہ کا ارادہ تھا تو لوگ سوال کرنے لگے یہاں تک کہ آپ کی اونٹنی ایک درخت کے نزدیک چلی گئی اور اس کے کانٹے چادر مبارک میں ایسے الجھے کہ وہ پشت مبارک سے ہٹ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری چادر تو لا دو۔ کیا تمہیں اس بات کا خوف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے مال عطا فرمائے گا تو میں تمہارے درمیان تقسیم نہیں کروں گا؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اتنے اونٹ مرحمت فرمائے جتنی وادیٔ تہامہ کی کنکریاں ہیں پھر بھی میں تمہارے درمیان تقسیم کردوں گا اور تم مجھے بخیل' بزدل اور جھوٹا نہیں پاؤ گے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ سواری سے اترے تو لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا: اگر کسی نے دھاگا یا سوئی بھی لے لی ہو تو

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَالِیْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ، وَلَا مِثْلُ ھٰذِہٖ اِلَّا الْخُمُسُ، وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَیْکُمْ۔

سنن نسائی (٤١٥٠)

لے آؤ کیونکہ بددیانتی باعثِ شرم اور موجب جہنم ہے۔ ایسا کرنا قیامت میں عیب شمار ہوگا۔ پھر آپ نے زمین سے اونٹ یا کسی اور جانور کا بال اٹھا کر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے' جو مال اللہ تعالیٰ تمہیں لڑے بھڑے بغیر عطا فرماتا ہے اس میں سے خمس کے علاوہ میرا اتنا بھی حصہ نہیں ہے اور وہ پانچواں حصہ بھی میں تم پر ہی لٹا دیتا ہوں۔

٤٦٠- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیَی ابْنِ حَبَّانَ، اَنَّ زَیْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُھَنِیَّ قَالَ تُوُفِّیَ رَجُلٌ یَوْمَ حُنَیْنٍ، وَاَنَّھُمْ ذَکَرُوْہُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، فَزَعَمَ زَیْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ صَلُّوْا عَلٰی صَاحِبِکُمْ، فَتَغَیَّرَتْ وُجُوْہُ النَّاسِ لِذٰلِکَ، فَزَعَمَ زَیْدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِنَّ صَاحِبَکُمْ قَدْ غَلَّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ. فَفَتَحْنَا مَتَاعَہٗ فَوَجَدْنَا خَرَزَاتٍ مِنْ خَرَزِ یَھُوْدَ مَا تُسَاوِیْنَ دِرْھَمَیْنِ.

سنن ابوداؤد (٢٧١٠) سنن نسائی (١٩٥٨) سنن ابن ماجہ (٢٨٤٨)

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین سے لوٹتے ہوئے ایک آدمی کا انتقال ہوگیا اور لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا تو حضرت زید کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھ لو۔ اس پر لوگوں کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔ حضرت زید کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی نے مالِ غنیمت میں خیانت کی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم نے اس کے سامان کو کھولا تو ہم نے اس میں یہودیوں کے چند منکے پائے جن کی مالیت دو درہم ہوگی۔

٤٦١- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ الْکِنَانِیِّ، اَنَّہٗ بَلَغَہٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَتَی النَّاسَ فِیْ قَبَائِلِھِمْ یَدْعُوْ لَھُمْ، وَاَنَّہٗ تَرَکَ قَبِیْلَۃً مِنَ الْقَبَائِلِ، قَالَ وَاِنَّ الْقَبِیْلَۃَ وَجَدُوْا فِیْ بَرْدَعَۃِ رَجُلٍ مِنْھُمْ عِقْدَ جَزْعٍ غُلُوْلًا، فَاَتَاھُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، فَکَبَّرَ عَلَیْھِمْ کَمَا یُکَبِّرُ عَلَی الْمَیِّتِ.

عبداللہ بن مغیرہ بن ابو بردہ کنانی کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مختلف قبائل کے لوگوں کے پاس دعا کرنے کے لیے تشریف لے گئے لیکن ایک قبیلے والوں کے پاس تشریف نہ لے گئے اور فرمایا کہ اس قبیلے کے ایک آدمی کے بستر تلے سے عقیق کا ایک ہار برآمد ہوا تھا جو بددیانتی سے رکھا تھا' پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اس طرح تکبیر کہی جیسے مردے پر کہتے ہیں۔ف

ف: معلوم ہوا کہ جو لوگ خیانت کریں یا خلافِ شرع کاموں کا ارتکاب کرتے رہیں اور سمجھانے والوں کی فہمائش پر کان نہ دھریں' اثر نہ لیں اور بے راہ روی پر قائم رہیں' وہ اپنے آپ کو خواہ کتنا ہی عقل مند کیوں نہ شمار کریں اور دوسرے لوگ انہیں دانا و بینا ہی کیوں نہ کہیں لیکن حقیقت میں وہ زندہ نہیں بلکہ مردوں جیسے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤٦٢- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ الدِّیْلِیِّ، عَنْ اَبِی الْغَیْثِ سَالِمٍ مَوْلَی ابْنِ مُطِیْعٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ عَامَ خَیْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَھَبًا، وَلَا وَرِقًا اِلَّا الْاَمْوَالَ، الثِّیَابَ وَالْمَتَاعَ. قَالَ فَاَھْدٰی رِفَاعَۃُ بْنُ زَیْدٍ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی جانب نکلے تھے۔ ہمیں غنیمت میں سونا چاندی حاصل نہیں ہوا بلکہ باغات' کپڑے اور دیگر سامان ملا تھا۔ پس رفاعہ بن زید نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سیاہ غلام تحفے کے طور پر دیا جس کو مدعم کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ وادی

غُلَامًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ، فَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى وَادِى الْقُرٰى، حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِوَادِى الْقُرٰى بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَاءَهٗ سَهْمٌ عَائِرٌ، فَاَصَابَهٗ فَقَتَلَهٗ، فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلَّا، وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِىْ اَخَذَ يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا. قَالَ فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ ذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ، اَوْ شِرَاكَيْنِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شِرَاكٌ، اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ.

صحیح البخاری (٦٧٠٧) صحیح مسلم (٣٠٦)

قریٰ کی جانب روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب وادی القریٰ میں جا پہنچے تو مدعم رسول اللہ ﷺ کے پالان کو درست کرنے لگا۔ اچانک ایک بے نشانہ تیر اسے آ لگا اور وہ جاں بحق ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اسے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، خیبر کے مالِ غنیمت سے اس نے جو کمبل لیا تھا وہ اسے تقسیم میں نہیں ملا تھا، وہ آگ بن کر اس پر بھڑک رہا ہے۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک آدمی جوتے کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تسمہ یا تسمے بھی آگ میں تھے۔

[٥٢٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهٗ قَالَ مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِىْ قَوْمٍ قَطُّ، اِلَّا اُلْقِىَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبُ، وَلَا فَشَا الزِّنَا فِىْ قَوْمٍ قَطُّ، اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ، وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ، وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ، وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ الْحَقِّ، اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ، وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ، اِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جو قوم مالِ غنیمت سے چوری کرتی ہے اس کے دلوں میں رعب ڈال دیا جاتا ہے اور جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے اس میں اموات کی کثرت ہو جاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے اور جو قوم انصاف نہیں کرتی اس میں خونریزی پھیل جاتی ہے اور جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اس پر دشمن کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔

١٤- بَابُ الشُّهَدَاءِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

راہِ خدا میں شہادت پانا

٤٦٣- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنِّىْ اُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاُقْتَلُ، ثُمَّ اُحْيَا فَاُقْتَلُ، ثُمَّ اُحْيَا فَاُقْتَلُ. فَكَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ ثَلَاثًا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ. صحیح البخاری (٧٢٢٦) صحیح مسلم (٤٨٤١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہو کر لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ پھر زندہ ہو کر لڑوں اور قتل کیا جاؤں۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا۔

٤٦٤- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، يُقَاتِلُ هٰذَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ، ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ، فَيُقَاتِلُ فَيُسْتَشْهَدُ.

صحیح البخاری (٢٨٢٦) صحیح مسلم (٤٨٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہوں گے کہ جن پر اللہ تعالیٰ ہنسے گا (اپنی شان کے مطابق) ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہو گا لیکن دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک نے راہِ خدا میں جہاد کیا اور قتل ہوا۔ پھر قاتل نے اللہ سے توبہ کی، جہاد کیا اور شہادت پائی۔

٤٦٥- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِى الزِّنَادِ، عَنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُکْلَمُ اَحَدٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ یُّکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِهٖ، اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ، وَجُرْحُهٗ یَثْعَبُ دَمًا، اَللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّیْحُ رِیْحُ الْمِسْکِ. صحیح البخاری(۲۸۰۳) صحیح مسلم(۴۸۳۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، نہیں ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں زخمی اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

[٥٢٥] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَتْلِیْ بِیَدِ رَجُلٍ صَلّٰی لَکَ سَجْدَةً وَّاحِدَةً یُحَاجُّنِیْ بِهَا عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ دعا کیا کرتے کہ اے اللہ! مجھے اس شخص کے ہاتھوں قتل نہ کرانا جس نے تجھے ایک بھی سجدہ کیا ہو ورنہ قیامت کے روز اس کی وجہ سے تیرے ساتھ جھگڑے گا۔

٤٦٦- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا مُقْبِلًا غَیْرَ مُدْبِرٍ اَیُکَفِّرُ اللّٰهُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. فَلَمَّا اَدْبَرَ الرَّجُلُ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اَوْ اَمَرَ بِهٖ فَنُوْدِیَ لَهٗ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ کَیْفَ قُلْتَ؟ فَاَعَادَ عَلَیْهِ قَوْلَهٗ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ ﷺ نَعَمْ، اِلَّا الدَّیْنَ، کَذٰلِکَ قَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ.
صحیح مسلم(۴۸۵۷-۴۸۵۸)

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اگر میں صبر کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا قتل کیا جاؤں اور دشمن کے مقابلے سے پیٹھ نہ پھیری ہو تو کیا اللہ تعالی میرے گناہوں کو معاف فرما دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ جب وہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا یا حکم دیا اور اسے بلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے اپنی بات دہرا دی تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا کہ قرض معاف نہ ہوگا کیونکہ مجھے جبرئیل نے بتایا ہے۔

٤٦٧- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِشُهَدَاءِ اُحُدٍ هٰٓؤُلَاءِ اَشْهَدُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقُ اَلَسْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِاِخْوَانِهِمْ اَسْلَمْنَا کَمَا اَسْلَمُوْا، وَجَاهَدْنَا کَمَا جَاهَدُوْا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلٰی، وَلٰکِنْ لَا اَدْرِیْ مَا تُحْدِثُوْنَ بَعْدِیْ. فَبَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ، ثُمَّ بَکٰی، ثُمَّ قَالَ اَئِنَّا لَکَائِنُوْنَ بَعْدَکَ؟

ابوالنضر کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے متعلق فرمایا کہ ان کا گواہ میں ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا ہم ان کے بھائی نہیں ہیں؟ ہم بھی اسی طرح اسلام لائے جیسے وہ، ہم نے بھی اسی طرح جہاد کیا جیسے انہوں نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد تم کیا کرو گے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رو پڑے پھر روئے اور عرض گزار ہوئے کہ کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہیں گے؟

٤٦٨- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا وَقَبْرٌ یُحْفَرُ بِالْمَدِیْنَةِ، فَاطَّلَعَ رَجُلٌ فِی الْقَبْرِ، فَقَالَ بِئْسَ مَضْجَعُ الْمُؤْمِنِ.

یحیی بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں ایک قبر کھودی جا رہی تھی، ایک آدمی نے قبر میں جھانک کر کہا کہ یہ مومن کے لیے بری جگہ ہے۔ پس

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ مَا قُلْتَ. فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ لَمْ اُرِدْ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّمَا اَرَدْتُ الْقَتْلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا مِثْلَ لِلْقَتْلِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، مَا عَلَى الْاَرْضِ بُقْعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ اَنْ يَكُوْنَ قَبْرِيْ بِهَا، مِنْهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بری بات کہی۔ وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میری یہ مراد نہیں بلکہ میرا مقصد یہ تھا کہ راہِ خدا میں شہادت پاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں قتل ہونے کی تو بات ہی کیا ہے لیکن دنیا بھر میں زمین کا کوئی ٹکڑا ایسا نہیں جو مجھے اپنی قبر کے لیے مدینہ منورہ سے زیادہ پسند ہو۔ یہ تین مرتبہ فرمایا۔

۱۵- بَابُ مَا تَكُوْنُ فِيْهِ الشَّهَادَةُ

شہادت کی آرزو

[۵۲۶] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ، وَوَفَاةً بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ.

صحیح البخاری (۱۸۹۰)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں دعا کیا کرتے: اے اللہ! میں تجھ سے تیری راہ میں شہادت اور تیرے رسول کے شہر میں وفات مانگتا ہوں۔

[۵۲۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ كَرَمُ الْمُؤْمِنِ تَقْوَاهُ، وَدِيْنُهُ حَسَبُهُ، وَمُرُوْءَتُهُ خُلُقُهُ، وَالْجُرْاَةُ وَالْجُبْنُ غَرَائِزُ يَضَعُهَا اللّٰهُ حَيْثُ شَاءَ، فَالْجَبَانُ يَفِرُّ عَنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهِ، وَالْجَرِيْءُ يُقَاتِلُ عَمَّا لَا يَؤُوْبُ بِهِ اِلٰى رَحْلِهِ، وَالْقَتْلُ حَتْفٌ مِنَ الْحُتُوْفِ، وَالشَّهِيْدُ مَنِ احْتَسَبَ نَفْسَهُ عَلَى اللّٰهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مومن کی عزت تقویٰ سے ہے، دین اس کا حسب و نسب ہے، مروت اس کا خلق ہے، بہادری اور بزدلی ایسی خصلتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہاں چاہے رکھے۔ بزدل اپنے والدین کو بھی چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے اور بہادر اس سے بھی لڑتا ہے جس کے متعلق علم ہو کہ گھر نہیں لوٹنے دے گا اور لڑائی بھی ایک موت ہے اور شہید وہ ہے جو اپنی جان اللہ کے سپرد کر دے۔

۱۶- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ غُسْلِ الشَّهِيْدِ

شہید کے غسل کا بیان

[۵۲۸] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ غُسِّلَ، وَكُفِّنَ، وَصُلِّيَ عَلَيْهِ، وَكَانَ شَهِيْدًا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر غسل و کفن دیئے گئے اور ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی حالانکہ وہ شہید تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

[۵۲۹] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ اَهْلِ الْعِلْمِ، اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ الشُّهَدَاءُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يُغَسَّلُوْنَ، وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِنْهُمْ، وَاَنَّهُمْ يُدْفَنُوْنَ فِي الثِّيَابِ الَّتِيْ قُتِلُوْا فِيْهَا.

امام مالک کو اہلِ علم حضرات سے یہ بات پہنچی کہ وہ فرمایا کرتے: اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کو نہ غسل دیا جائے اور نہ ان میں سے کسی پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ ان کپڑوں میں ہی دفن کیے جاتے ہیں جن میں شہادت پائی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ فِيْمَنْ قُتِلَ فِي الْمُعْتَرَكِ، فَلَمْ يُدْرَكْ حَتّٰى مَاتَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ طریقہ ان شہداء کے بارے میں ہے جنہیں میدانِ کارزار میں مردہ پایا جائے۔

قَالَ وَاَمَّا مَنْ حُمِلَ مِنْهُمْ، فَعَاشَ مَا شَاءَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَاِنَّهُ يُغَسَّلُ، وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ كَمَا عُمِلَ بِعُمَرَ بْنِ

فرمایا کہ جس کو میدان سے اٹھا کر لایا گیا، پھر وہ زندہ رہا جتنی دیر اللہ نے چاہا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی

الْخَطَّابِ.

۱۷- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الشَّيْءِ يُجْعَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

[۵۳۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَحْمِلُ فِي الْعَامِ الْوَاحِدِ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ بَعِيْرٍ ، يَحْمِلُ الرَّجُلَ اِلَى الشَّامِ عَلٰى بَعِيْرٍ ، وَيَحْمِلُ الرَّجُلَيْنِ اِلَى الْعِرَاقِ عَلٰى بَعِيْرٍ ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ ، فَقَالَ احْمِلْنِيْ وَسُحَيْمًا ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَشَدْتُكَ اللّٰهَ اَسُحَيْمٌ زِقٌّ؟ قَالَ لَهُ نَعَمْ.

جائے گی جیسا کہ حضرت عمر کے ساتھ کیا گیا۔

راہِ خدا میں دھوکا دینا برا ہے

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سالانہ چالیس ہزار اونٹ سواری کے لیے دیتے۔ شام کی طرف جانے والے ہر آدمی کو ایک اونٹ اور عراق کی طرف جانے والے دو آدمیوں کو ایک اونٹ۔ ایک عراقی آ کر عرض گزار ہوا کہ مجھے اور سحیم کو ایک اونٹ دے دیجئے۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ سحیم سے تمہاری مراد زق ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔

۱۸- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْجِهَادِ

۴۶۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ذَهَبَ اِلٰى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ ، وَكَانَتْ اُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ، وَجَلَسَتْ تَفْلِيْ فِيْ رَاْسِهِ ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ ، قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ ، اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ ، (يَشُكُّ اِسْحَاقُ) ، قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ. فَدَعَا لَهَا ، ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهُ فَنَامَ ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ. قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ نَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ ، اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ. كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اُدْعُ اللّٰهَ اَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ. فَقَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ. قَالَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ ،

جہاد کی ترغیب کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قباء کی طرف جاتے تو حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جاتے اور وہ آپ کو کھانا کھلاتیں جو حضرت عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا کھلایا اور آپ کے گیسوئے مبارک درست کرنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ سو گئے۔ جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ ﷺ! کس چیز نے آپ کو ہنسایا؟ فرمایا کہ مجھے امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اس سمندر کی پیٹھ پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر یا بادشاہوں کی طرح جو تختوں پر ہوں۔ وہ فرماتی ہیں: میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ آپ نے ان کے لیے دعا کی اور پھر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے بیدار ہوئے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! آپ کس بات پر ہنسے؟ فرمایا کہ مجھے میری امت کے کچھ غازی دکھائے گئے جو ایسے بیٹھے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر۔ یہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ فرمایا کہ تم پہلی جماعت میں ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ کے زمانہ میں انہوں نے

فَهَلَكَتْ. صحیح البخاری (۲۷۸۸) صحیح مسلم (۴۹۱۱)

سمندری سفر کیا اور جب سمندر سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئیں۔

۴۷۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَحْبَبْتُ أَنْ لَا أَتَخَلَّفَ عَنْ سَرِيَّةٍ تَخْرُجُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَلَكِنِّي لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ، وَلَا يَجِدُونَ مَا يَتَحَمَّلُونَ عَلَيْهِ فَيَخْرُجُونَ، وَيَشُقُّ عَلَيْهِمْ أَنْ يَتَخَلَّفُوا بَعْدِي، فَوَدِدْتُ أَنِّي أُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ، ثُمَّ أُحْيَا فَأُقْتَلُ. صحیح البخاری (۲۹۷۲) صحیح مسلم (۴۸۳۶-۴۸۳۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت پر گراں نہ گزرتا تو میں پسند کرتا کہ اللہ کی راہ میں کسی سریہ کے نکلتے وقت پیچھے نہ رہتا لیکن نہ میرے پاس اتنی سواریاں ہیں کہ تمام لوگوں کو سوار کر سکوں اور نہ جہاد کرنے کے لیے انہیں اتنی سواریاں میسر ہیں اور یہ بھی ان پر گراں گزرتا اگر میں انہیں چھوڑ کر چلا جاتا' ورنہ میں تو یہی چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں لڑوں اور قتل کیا جاؤں' پھر جلایا جاؤں اور قتل کیا جاؤں' پھر جلایا جاؤں اور قتل کیا جاؤں۔

۴۷۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ يَأْتِينِي بِخَبَرِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ؟ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ. فَذَهَبَ الرَّجُلُ يَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى، فَقَالَ لَهُ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيعِ مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ بَعَثَنِي إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِآتِيَهُ بِخَبَرِكَ. قَالَ فَاذْهَبْ إِلَيْهِ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنِّي قَدْ طُعِنْتُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ طَعْنَةً، وَأَنِّي قَدْ أُنْفِذَتْ مَقَاتِلِي، وَأَخْبِرْ قَوْمَكَ أَنَّهُ لَا عُذْرَ لَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ إِنْ قُتِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَوَاحِدٌ مِنْهُمْ حَيٌّ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے روز فرمایا کہ کون ہے جو مجھے سعد بن ربیع انصاری کی خبر لا کر دے؟ ایک شخص عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میں' پس وہ گیا اور لاشوں میں پھرتا رہا۔ حضرت سعد بن ربیع نے اس سے کہا: کیا بات ہے؟ وہ آدمی کہنے لگا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا ہے' فرمایا کہ جا کر حضور کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا اور بتانا کہ مجھے برچھی کے بارہ زخم آئے جو کاری ہیں اور اپنی قوم کو یہ بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا اگر تمہارا ایک آدمی بھی زندہ رہا اور رسول اللہ ﷺ شہید کر دیئے گئے۔ ف

ف: شمع رسالت کو اپنے پروانوں سے اتنا پیار کہ حضرت سعد بن ربیع کا حال معلوم کرنے کے لیے حضرت ابی بن کعب کو بھیجا۔ پروانے اس درجہ فنا فی الرسول ہیں کہ دم واپسیں جب کہ زخموں سے نڈھال ہو کر عازم جنت ہو رہے ہیں' لیکن قوم کے نام پیغام بھیجتے ہیں کہ اگر تمہارا ایک فرد بھی زندہ رہے اور اس کی موجودگی میں حبیب خدا کو کوئی ٹھیس پہنچ گئی تو بارگاہِ خداوندی میں تمہارا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ سبحان اللہ! یہ ہیں شمع رسالت پر ایمان لانے والے اور یہ ہیں دنیا کو ایمان کی حقیقت بتانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

۴۷۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَغَّبَ فِي الْجِهَادِ، وَذَكَرَ الْجَنَّةَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَأْكُلُ تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ، فَقَالَ إِنِّي لَحَرِيصٌ عَلَى الدُّنْيَا إِنْ جَلَسْتُ حَتَّى أَفْرُغَ مِنْهُنَّ، فَرَمَى مَا فِي يَدِهِ، فَحَمَلَ بِسَيْفِهِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کی رغبت دلائی اور جنت کا ذکر فرمایا۔ اس وقت ایک انصاری ہاتھ میں لے کر کھجوریں کھا رہا تھا۔ فرمایا کہ اگر میں ان سے فارغ ہونے تک بیٹھا رہا تو گویا دنیا کا لالچ کیا۔ پس ہاتھ کی کھجوریں پھینک دیں۔ تلوار سنبھالی' لڑے اور جام شہادت نوش کر گئے۔ ف

صحیح البخاری (٤٠٤٦) صحیح مسلم (٤٨٩٠)

ف: سبحان اللہ! آخرت پر یقین ہو تو ایسا ہو کہ میدانِ کارزار میں مصروفِ جہاد ہیں' بھوک نے مجبور کیا تو ایک صحابی ذرا فرصت ملتے ہی چند کھجوریں ہاتھ میں لے کر کھانے لگے۔ زبانِ رسالت سے جنت کا ذکر سنتے ہیں تو فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ جو کام میں کر رہا ہوں یہ تو میرے جنت کے درمیان حائل ہے اور اس وقت تک حائل رہے گا جب تک میں اس میں مصروف رہوں گا۔ فوراً کھجوریں پھینک کر معرکہ آراء ہو گئے اور تھوڑی ہی دیر میں جامِ شہادت سے اپنی پیاس بجھا کر دلی مراد پا گئے' جب مسلمانوں میں اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر یہ جاں فروشی اور آرام و راحت سے وہ دست برداری رہی تو کامیابی دنیا کے ہر میدان میں ان کے قدم چومتی رہی اور جب کہ معاملہ برعکس ہو گیا تو نتیجہ بھی اس کے برعکس برآمد نہ ہوتو اور کیا ہو؟ شاعرِ مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم بھی تو یہی فرما گئے ہیں:

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل طاؤس و رباب آخر

٤٧٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، أَنَّهُ قَالَ الْغَزْوُ غَزْوَانِ، فَغَزْوٌ تُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ، وَيُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْكُ، وَيُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْأَمْرِ، وَيُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ، فَذٰلِكَ الْغَزْوُ خَيْرٌ كُلُّهُ، وَغَزْوٌ لَا تُنْفَقُ فِيْهِ الْكَرِيْمَةُ، وَلَا يُيَاسَرُ فِيْهِ الشَّرِيْكُ، وَلَا يُطَاعُ فِيْهِ ذُو الْأَمْرِ، وَلَا يُجْتَنَبُ فِيْهِ الْفَسَادُ، فَذٰلِكَ الْغَزْوُ لَا يَرْجِعُ صَاحِبُهُ كَفَافًا

سنن ابوداؤد (٢٥١٥) سنن نسائی (٣١٨٨)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جہاد دو قسم کا ہے۔ ایک جہاد وہ جس پر اچھا مال خرچ کیا جائے' ساتھی کی مدد کی جائے' امیر لشکر کی اطاعت کی جائے اور فساد سے اجتناب کیا جائے تو یہ جہاد سارا ہی بہتر ہے اور دوسرا جہاد وہ جس میں اچھا مال خرچ نہ کیا جائے' ساتھی کی مدد نہ کی جائے' امیر لشکر کی اطاعت نہ کی جائے اور فساد سے نہ بچا جائے تو ایسے جہاد میں جس طرح آدمی گیا تھا اسی طرح لوٹ آنا بھی مشکل ہے۔

١٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَيْلِ وَالْمُسَابَقَةِ بَيْنَهَا وَالنَّفَقَةِ فِي الْغَزْوِ

گھوڑوں' گھڑ دوڑ اور راہِ خدا میں خرچ کرنے کا بیان

٤٧٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

صحیح البخاری (٢٨٤٩) صحیح مسلم (٤٨٢٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بھلائی قیامت تک گھوڑوں کی پیشانیوں سے وابستہ ہے۔

٤٧٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ قَدْ أُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ، وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ، وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ، وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ مِمَّنْ سَابَقَ بِهَا. صحیح البخاری (٤٢٠) صحیح مسلم (٤٨٢٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ تیار کردہ گھوڑوں کی رسول اللہ ﷺ نے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک دوڑ کروائی اور جنہیں تیار نہیں کیا گیا تھا ان کی ثنیۃ الوداع سے بنی زریق کی مسجد تک دوڑ کروائی گئی اور حضرت عبداللہ بن عمر نے بھی اس میں حصہ لیا تھا۔

[٥٣١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ گھڑ دوڑ کی

سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ لَيْسَ بِرِهَانِ الْخَيْلِ بَأْسٌ إِذَا دَخَلَ فِيهَا مُحَلِّلٌ فَإِنْ سَبَقَ أَخَذَ السَّبَقَ وَإِنْ سُبِقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ

شرط میں کوئی حرج نہیں جبکہ تیسرا آدمی فیصلے کے لیے رکھ لیا جائے۔ اگر ایک آدمی آگے نکل جائے تو انعام حاصل کر لے اور اگر پیچھے رہ جائے تو اسے کچھ دینا نہ پڑے۔

٤٧٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رُئِيَ وَهُوَ يَمْسَحُ وَجْهَ فَرَسِهِ بِرِدَائِهِ فَسُئِلَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنِّي عُوتِبْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْخَيْلِ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا گیا کہ اپنے گھوڑے کا منہ اپنی چادر سے صاف فرما رہے تھے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا: رات مجھ پر گھوڑے کے متعلق عتاب فرمایا گیا۔

٤٧٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ أَتَاهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يُغِزْ حَتَّى يُصْبِحَ فَخَرَجَتْ يَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

صحیح البخاری(٢٩٤٥) صحیح مسلم(٣٤٨٢_٤٦٤١_٤٦٤٢)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خیبر کی جانب روانہ ہوئے اور رات کے وقت پہنچے اور آپ جب کسی قوم کے پاس رات میں پہنچتے تو صبح ہونے تک جنگ شروع نہ کرتے۔ چنانچہ یہودی اپنی کسیاں اور زنبیلیں لے کر نکلے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے: محمد خدا کی قسم! محمد اور فوج۔ پس رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہتے ہوئے فرمایا: ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ڈرائے گئے لوگوں کے برے دن آ جاتے ہیں۔

٤٧٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ فِي الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللَّهِ هَذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلَى مَنْ يُدْعَى مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا؟ قَالَ نَعَمْ وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

صحیح البخاری(١٨٩٧) صحیح مسلم(٢٣٦٨_٢٣٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں کسی چیز کا جوڑا خرچ کرے تو جنت سے آواز دی جاتی ہے کہ اے اللہ کے بندے! بھلائی یہ ہے۔ جو نمازی ہوگا اسے باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا' جو مجاہد ہوگا اسے باب الجہاد سے بلایا جائے گا' جو خیرات زیادہ کرے گا اسے باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور روزے رکھنے والے کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! جو ان دروازوں سے بلایا گیا اسے پھر کیا پروا۔ کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کو تمام دروازوں سے بلایا جائے گا؟ فرمایا: ہاں امید ہے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو۔ (یعنی تمہیں جنت کے ہر ایک دروازے سے بلایا جائے گا)

٢٠- بَابُ إِحْرَازِ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ أَرْضَهُ

ذمیوں میں سے مسلمان ہو جانے والے کی زمین کا بیان

سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ إِمَامٍ قَبِلَ الْجِزْيَةَ مِنْ قَوْمٍ

امام مالک سے پوچھا گیا کہ امام نے ایک قوم پر جزیہ مقرر

فَكَانُوا يُعْطُونَهَا أَرَأَيْتَ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ أَتَكُونُ لَهُ أَرْضُهُ، أَوْ تَكُونُ لِلْمُسْلِمِينَ وَيَكُونُ لَهُمْ مَالُهُ؟ فَقَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ، أَمَّا أَهْلُ الصُّلْحِ، فَإِنَّ مَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ فَهُوَ أَحَقُّ بِأَرْضِهِ وَمَالِهِ، وَأَمَّا أَهْلُ الْعَنْوَةِ الَّذِينَ أُخِذُوا عَنْوَةً فَمَنْ أَسْلَمَ مِنْهُمْ، فَإِنَّ أَرْضَهُ وَمَالَهُ لِلْمُسْلِمِينَ، لِأَنَّ أَهْلَ الْعَنْوَةِ قَدْ غُلِبُوا عَلٰى بِلَادِهِمْ وَصَارَتْ فَيْئًا لِلْمُسْلِمِينَ، وَأَمَّا أَهْلُ الصُّلْحِ، فَإِنَّهُمْ قَدْ مَنَعُوا أَمْوَالَهُمْ وَأَنْفُسَهُمْ حَتّٰى صَالَحُوا عَلَيْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ إِلَّا مَا صَالَحُوا عَلَيْهِ.

کیا ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہو گیا تو کیا وہ اپنی زمین کا مالک ہوگا یا وہ مسلمانوں کی ملکیت ہوگی اور اس کا مال بھی؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مختلف صورتیں ہیں۔ اگر اس قوم سے صلح ہے تو ان میں سے جو مسلمان ہوگا وہ اپنی زمین اور مال کا زیادہ حق دار ہے اور اگر ان سے جنگ ہوئی اور تلوار کے ذریعے زیر کیے گئے تو اس کی زمین اور مال مسلمانوں کا ہوگا کیونکہ دشمنی رکھنے والے اپنے شہروں پر مسلط رہ کر مسلمانوں کے لیے مصیبت کا باعث بنتے رہے اور صلح کر لینے والوں نے اپنے مالوں اور جانوں کو محفوظ کر لیا یہاں تک کہ صلح کر لی تو ان پر کچھ نہیں مگر جن شرائط پر صلح ہوئی۔

۲۱- بَابُ الدَّفْنِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ مِنْ ضَرُورَةٍ وَإِنْفَاذُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عِدَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

دو یا زیادہ افراد کو ایک قبر میں دفن کرنا نیز حضور کا وعدہ پورا کرنا

[۵۳۲] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْجَمُوحِ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيَّيْنِ ثُمَّ السَّلَمِيَّيْنِ كَانَا قَدْ حَفَرَ السَّيْلُ قَبْرَهُمَا، وَكَانَ قَبْرُهُمَا مِمَّا يَلِي السَّيْلَ، وَكَانَا فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ، وَهُمَا مِمَّنِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَحُفِرَ عَنْهُمَا لِيُغَيَّرَا مِنْ مَكَانِهِمَا، فَوُجِدَا لَمْ يَتَغَيَّرَا كَأَنَّهُمَا مَاتَا بِالْأَمْسِ، وَكَانَ أَحَدُهُمَا قَدْ جُرِحَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى جُرْحِهِ فَدُفِنَ وَهُوَ كَذٰلِكَ، فَأُمِيطَتْ يَدُهُ عَنْ جُرْحِهِ، ثُمَّ أُرْسِلَتْ فَرَجَعَتْ كَمَا كَانَتْ، وَكَانَ بَيْنَ أُحُدٍ، وَبَيْنَ يَوْمَ حُفِرَ عَنْهُمَا سِتٌّ وَأَرْبَعُونَ سَنَةً.

عبد الرحمٰن بن ابو صعصعہ کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمرو بن جموح اور حضرت عبداللہ بن عمرو انصاری سلمی کی قبر میں نمی پہنچنے لگی اور ان حضرات کی قبر سیلاب کے نزدیک تھی۔ دونوں ایک ہی قبر میں مدفون تھے اور دونوں نے غزوۂ احد میں جامِ شہادت نوش کیا تھا' ان کے لیے دوسری قبر کھودی گئی تا کہ انہیں اس جگہ سے وہاں منتقل کیا جائے۔ دیکھا تو ان جسموں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی گویا آج ہی فوت ہوئے ہیں' ان میں سے ایک نے اپنے زخم پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور انہیں اسی حالت میں دفن کر دیا گیا تھا۔ ان کا ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو پھر جب چھوڑا گیا تو اسی جگہ پہنچ گیا' جب ان کی دوسری قبر کھودی گئی اس وقت غزوۂ احد کو چھیالیس سال گزر گئے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ أَنْ يُدْفَنَ الرَّجُلَانِ، وَالثَّلَاثَةُ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ مِنْ ضَرُورَةٍ، وَيُجْعَلُ الْأَكْبَرُ مِمَّا يَلِي الْقِبْلَةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ضرورت کے تحت اگر دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کیا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن سب سے بڑے کو قبلے کی جانب رکھیں۔

[۵۳۳] اثر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بحرین سے مال آیا تو انہوں نے فرمایا کہ جس

مَالٌ مِنَ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالَ مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأْيٌ، أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِيْ، فَجَاءَهُ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَحَفَنَ لَهُ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ.

صحیح البخاری (۲۲۹۶) صحیح مسلم (۵۹۷۷-۵۹۷۸)

سے رسول اللہ ﷺ نے مال دینے کا وعدہ فرمایا ہو وہ میرے پاس آ جائے۔ پس حضرت جابر بن عبداللہ آئے تو حضرت ابوبکر نے انہیں تین لپ بھر کر دیے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کا نام سے شروع جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

۲۲- كِتَابُ النُّذُوْرِ وَالْأَيْمَانِ

نذر و قسم کا بیان

۱- بَابُ مَا يَجِبُ مِنَ النُّذُوْرِ فِي الْمَشْيِ

پیدل چلنے کی نذروں کے متعلق

۴۷۹- **حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ، وَلَمْ تَقْضِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اقْضِهِ عَنْهَا.

صحیح البخاری (۲۷۶۱) صحیح مسلم (۴۲۱۱-۴۲۱۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا کہ میری والدۂ ماجدہ کا انتقال ہو گیا' ان پر ایک نذر تھی جو ادا نہیں کر پائی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان کی جانب سے ادا کر دو۔

[۵۳۴] **اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ عَمَّتِهِ، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّهَا كَانَتْ جَعَلَتْ عَلٰى نَفْسِهَا مَشْيًا إِلٰى مَسْجِدِ قُبَاءٍ، فَمَاتَتْ وَلَمْ تَقْضِهِ، فَأَفْتٰى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ابْنَتَهَا أَنْ تَمْشِيَ عَنْهَا.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا يَمْشِيْ أَحَدٌ عَنْ أَحَدٍ.

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنی پھوپھی جان سے روایت کی ہے کہ ان کی دادی جان نے مسجد قباء میں پیدل جانے کی نذر مانی تھی۔ نذر ادا کرنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے ان کے صاحبزادے کو فتویٰ دیا کہ ان کی طرف سے تم چلے جاؤ۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے سنا کہ کسی کی جانب سے کوئی پیدل نہ چلے۔

[۵۳۵] **اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبَةَ قَالَ قُلْتُ لِرَجُلٍ وَأَنَا حَدِيْثُ السِّنِّ مَا عَلَى الرَّجُلِ أَنْ يَقُوْلَ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، وَلَمْ يَقُلْ عَلَيَّ نَذْرُ مَشْيٍ، فَقَالَ لِيْ رَجُلٌ هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ هٰذَا الْجِرْوَ؟ لِجِرْوِ قِثَّاءٍ فِيْ يَدِهِ، وَتَقُوْلُ عَلَيَّ مَشْيٌ إِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ قَالَ فَقُلْتُ، نَعَمْ، فَقُلْتُهُ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ، ثُمَّ مَكَثْتُ حَتّٰى عَقَلْتُ، فَقِيْلَ لِيْ إِنَّ عَلَيْكَ مَشْيًا، فَجِئْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِيْ عَلَيْكَ مَشْيٌ. فَمَشَيْتُ.

عبداللہ بن ابوحبیبہ سے روایت ہے کہ نوعمری میں ایک شخص سے میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہے اور یہ نہ کہے کہ پیدل چلنے کی نذر ہے تو اس آدمی پر کچھ نہیں۔ سننے والے نے مجھ سے کہا جس کے ہاتھ میں ککڑی تھی کہ اگر میں تمہیں یہ ککڑی دے دوں تو کہہ دو گے کہ مجھ پر بیت اللہ تک پیدل چلنا ہے؟ میں نے ہاں کر لی اور ان دنوں میں کم سن تھا۔ کچھ دیر بعد میری عقل درست ہوئی جبکہ مجھے بتایا گیا کہ تمہیں پیدل چلنا ہوگا' پس میں نے سعید بن مسیب کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہیں جانا ہوگا' پس میں

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

٢- بَابُ فِيْمَنْ نَذَرَ مَشْيًا اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ فَعَجَزَ

[٥٣٦] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ اُذَيْنَةَ اللَّيْثِيِّ، اَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ جَدَّةٍ لِّيْ عَلَيْهَا مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَجَزَتْ، فَاَرْسَلَتْ مَوْلًى لَّهَا يَسْاَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَسَاَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مُرْهَا فَلْتَرْكَبْ، ثُمَّ لِتَمْشِ مِنْ حَيْثُ عَجَزَتْ.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ وَاَرٰى عَلَيْهَا مَعَ ذٰلِكَ الْهَدْيَ.

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُوْلَانِ مِثْلَ قَوْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

[٥٣٧] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ قَالَ كَانَ عَلَيَّ مَشْيٌ، فَاَصَابَتْنِيْ خَاصِرَةٌ، فَرَكِبْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ مَكَّةَ، فَسَاَلْتُ عَطَاءَ بْنَ اَبِيْ رَبَاحٍ وَغَيْرَهُ فَقَالُوْا عَلَيْكَ هَدْيٌ. فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ سَاَلْتُ عُلَمَاءَهَا، فَاَمَرُوْنِيْ اَنْ اَمْشِيَ مَرَّةً اُخْرٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزْتُ، فَمَشَيْتُ.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ يَقُوْلُ عَلَيَّ مَشْيٌ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ اَنَّهُ اِذَا عَجَزَ رَكِبَ، ثُمَّ عَادَ فَمَشٰى مِنْ حَيْثُ عَجَزَ، فَاِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ الْمَشْيَ فَلْيَمْشِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ، ثُمَّ لِيَرْكَبْ وَعَلَيْهِ هَدْيٌ بَدَنَةٌ، اَوْ بَقَرَةٌ، اَوْ شَاةٌ اِنْ لَّمْ يَجِدْ اِلَّا هِيَ.

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اَنَا

پیدل گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

جو بیت اللہ تک پیدل چلنے کی نذر مانے

عروہ بن اذینہ لیثی سے روایت ہے کہ میں اپنی دادی جان کے ساتھ بیت اللہ کی طرف پیدل چلا' راستے میں وہ چلنے سے مجبور ہو گئیں تو انہوں نے اپنے آزاد کردہ غلام کو حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس پوچھنے کے لیے بھیجا۔ میں بھی اس کے ساتھ گیا تو اس نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اب سوار ہو جائے اور پھر وہیں سے پیدل چلے جہاں سے عاجز ہوئی ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کے ساتھ اس پر ہدی بھی ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بھی اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر کے مطابق فرمایا کرتے۔

امام مالک کو یحییٰ بن سعید نے بتایا کہ مجھ پر پیدل چلنے کی نذر تھی تو میری ناف میں درد ہونے لگا' پس میں سوار ہو کر مکہ مکرمہ پہنچ گیا' وہاں عطاء بن ابی رباح وغیرہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم پر ہدی ہے۔ جب میں مدینہ منورہ میں آیا تو یہاں کے علماء سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ وہاں سے دوبارہ پیدل چلنا ہو گا جہاں سے میں عاجز ہوا تھا۔ پس میں پیدل گیا۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کہے کہ میں نے بیت اللہ تک پیدل جانا ہے تو مجبور ہونے پر وہ سوار ہو جائے۔ پھر دوسری دفعہ وہاں سے پیدل چلے جہاں سے عاجز ہوا تھا' اگر اتنی طاقت نہ ہو تو جتنا چل سکتا ہے چلے پھر سوار ہو جائے اور اس پر اونٹ یا گائے کی قربانی ہے اور اگر میسر نہ ہو تو بکری ہی سہی۔

امام مالک سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس

اَحْمِلُكَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ. فَقَالَ مَالِكٌ اِنْ نَوٰى اَنْ يَحْمِلَهُ عَلٰى رَقَبَتِهٖ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الْمَشَقَّةَ وَتَعَبَ نَفْسِهٖ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَلْيَمْشِ عَلٰى رِجْلَيْهِ، وَلْيُهْدِ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ نَوٰى شَيْئًا، فَلْيَحْجُجْ وَلْيَرْكَبْ، وَلْيَحْجُجْ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ مَعَهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهُ قَالَ اَحْمِلُكَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، فَاِنْ اَبٰى اَنْ يَحُجَّ مَعَهُ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ، وَقَدْ قَضٰى مَا عَلَيْهِ.

نے دوسرے سے کہا کہ میں تمہیں بیت اللہ تک اٹھا کر لے جاؤں گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کی مراد یہ تھی کہ میں تمہیں اپنی گردن پر اٹھا کر لے جاؤں گا تو یہ اپنے آپ کو مشقت اور تنگی میں ڈالنا ہے اور اس پر کچھ بھی نہیں، لہٰذا چاہیے کہ پیدل چل کر جائے اور ہدی دے اور اگر کچھ بھی ارادہ نہ ہو تو سوار ہو کر حج کرے اور اس آدمی کے ساتھ حج کرے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ میں بیت اللہ تک لے جاؤں گا۔ اگر یہ اس کے ساتھ حج کرنے سے انکار کرے تو اس پر کچھ نہیں کیونکہ وہ اپنا وعدہ پورا کر چکا۔

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِنُذُوْرٍ مُسَمَّاةٍ مَشْيًا اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ اَنْ لَا يُكَلِّمَ اَخَاهُ، اَوْ اَبَاهُ بِكَذَا وَكَذَا نَذْرًا لِشَيْءٍ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ، وَلَوْ تَكَلَّفَ ذٰلِكَ كُلَّ عَامٍ لَعُرِفَ اَنَّهُ لَا يَبْلُغُ عُمُرُهُ مَا جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ ذٰلِكَ، فَقِيْلَ لَهُ هَلْ يُجْزِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ نَذْرٌ وَاحِدٌ، اَوْ نُذُوْرٌ مُسَمَّاةٌ؟ فَقَالَ مَالِكٌ مَا اَعْلَمُهُ يُجْزِئُهُ مِنْ ذٰلِكَ اِلَّا الْوَفَاءُ بِمَا جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ، فَلْيَمْشِ مَا قَدَرَ عَلَيْهِ مِنَ الزَّمَانِ، وَلْيَتَقَرَّبْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِمَا اسْتَطَاعَ مِنَ الْخَيْرِ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کئی نذریں مانیں مثلاً بیت اللہ کو پیدل جاؤں گا، بھائی یا باپ سے نہیں بولوں گا وغیرہ ایسی نذریں جنہیں پوری کرنے کی طاقت نہیں اور اگر ہر سال پوری کرنے کی کوشش بھی کرے تو عمر بھر نہ کر سکے جتنا بوجھ وہ اپنے اوپر رکھ بیٹھا، پس کہا گیا کہ کیا ایک نذر کا پورا کرنا کافی ہوگا یا وہ ساری نذریں پوری کرے؟ امام مالک نے فرمایا کہ میں تو یہی جانتا ہوں کہ اسے سب کو پورا کرنا چاہیے جتنا اس نے اپنے اوپر بوجھ رکھا، لہٰذا جتنی زندگی ہے اس وقت تک پیدل جانا چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق نیکی کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہیے۔

۳- بَابُ الْعَمَلِ فِي الْمَشْيِ اِلَى الْكَعْبَةِ

کعبہ تک پیدل جانے کا بیان

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّ اَحْسَنَ مَا سَمِعَ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فِي الرَّجُلِ يَحْلِفُ بِالْمَشْيِ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ، اَوِ الْمَرْاَةِ، فَيَحْنَثُ، اَوْ تَحْنَثُ، اَنَّهُ اِنْ مَشَى الْحَالِفُ مِنْهُمَا فِيْ عُمْرَةٍ، فَاِنَّهُ يَمْشِيْ حَتّٰى يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَاِذَا سَعٰى فَقَدْ فَرَغَ، وَاَنَّهُ اِنْ جَعَلَ عَلٰى نَفْسِهٖ مَشْيًا فِي الْحَجِّ، فَاِنَّهُ يَمْشِيْ حَتّٰى يَاْتِيَ مَكَّةَ، ثُمَّ يَمْشِيْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الْمَنَاسِكِ كُلِّهَا، وَلَا يَزَالُ مَاشِيًا حَتّٰى يُفِيْضَ.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی کہ میں نے اہل علم سے یہ بڑی اچھی بات سنی اس شخص کے بارے میں جس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی قسم کھائی اور قسم ٹوٹے تو قسم کھانے والا اگر عمرہ میں پیدل جائے تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے تک پیدل چلے۔ جب سعی کر چکا تو فارغ ہو گیا اور اگر حج میں اس نے اپنے اوپر پیدل چلنا مقرر کیا ہے تو وہ مکہ مکرمہ تک پیدل جائے، پھر تمام مناسک سے فارغ ہونے تک پیدل چلے اور طواف افاضہ کرنے تک پیدل ہی چلے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَكُوْنُ مَشْيٌ اِلَّا فِيْ حَجٍّ، اَوْ عُمْرَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ نہیں ہے پیدل چلنا مگر حج یا عمرہ میں۔

۴- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ النُّذُوْرِ

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باعث

فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ

جو منتیں جائز نہیں

٤٨٠- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، وَثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيْلِيِّ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَحَدُهُمَا يَزِيْدُ فِي الْحَدِيْثِ عَلٰى صَاحِبِهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَأٰى رَجُلًا قَائِمًا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ مَا بَالُ هٰذَا؟ فَقَالُوْا نَذَرَ أَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ، وَلَا يَسْتَظِلَّ مِنَ الشَّمْسِ، وَلَا يَجْلِسَ، وَيَصُوْمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُرُوْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ، وَلْيَسْتَظِلَّ، وَلْيَجْلِسْ وَلْيُتِمَّ صِيَامَهٗ.

حمید بن قیس اور ثور بن زید دیلی سے روایت ہے جبکہ ایک نے اپنے ساتھی سے حدیث کا زیادہ حصہ روایت کیا ہے کہ ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ نے دھوپ میں کھڑے دیکھ کر فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ اس نے نہ بولنے، دھوپ میں کھڑے رہنے، نہ بیٹھنے اور روزے رکھنے کی قسم کھائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ کلام کرے، سائے سے لطف اندوز ہو، بیٹھے اور اپنے روزے پورے کرلے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَهٗ بِكَفَّارَةٍ، وَقَدْ أَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّتِمَّ مَا كَانَ لِلّٰهِ طَاعَةً، وَيَتْرُكَ مَا كَانَ لِلّٰهِ مَعْصِيَةً. صحیح البخاری (٦٧٠٤)

امام مالک نے فرمایا کہ: میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے کفارہ دینے کا حکم فرمایا ہو بلکہ آپ نے اس چیز کو پورا کرنے کا حکم دیا جو اللہ کی اطاعت ہے اور اسے چھوڑنے کے لیے کہا جس میں اللہ کی نافرمانی ہے۔

[٥٣٨] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَقُوْلُ أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَتْ إِنِّيْ نَذَرْتُ أَنْ أَنْحَرَ ابْنِيْ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا تَنْحَرِيْ ابْنَكِ، وَكَفِّرِيْ عَنْ يَمِيْنِكِ. فَقَالَ شَيْخٌ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَيْفَ يَكُوْنُ فِيْ هٰذَا كَفَّارَةٌ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ ﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ﴾ (المجادلہ: ٢) ثُمَّ جَعَلَ فِيْهِ مِنَ الْكَفَّارَةِ مَا قَدْ رَأَيْتَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ابن عباس کے پاس آکر عرض گزار ہوئی کہ میں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو ذبح نہ کرو بلکہ اپنی قسم کا کفارہ دے دو۔ ایک بوڑھے نے کہا جو حضرت ابن عباس کے پاس تھے کہ اس کا کفارہ کیسے ہو؟ حضرت ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" جو تم میں سے اپنی عورتوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں"۔ پھر اس کا کفارہ مقرر فرمایا جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ف

ف: کیونکہ بیٹے کو ذبح کرنا خدا کی نافرمانی و معصیت ہے اور معصیت کی نذر کا پورا کرنا بھی معصیت ہے جیسا کہ بخاری، نسائی اور رزین میں حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابن عباس اور مسروق بن اجدع ہمدانی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ جو چیز اپنی ملکیت میں نہ ہو اور کام جان کو مصیبت میں ڈالنے والا ہو اس کی منت ماننا بھی درست نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس نے اس عورت کو بیٹا ذبح کرنے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ کفارۂ ظہار کی طرح قسم کا کفارہ ادا کر دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو کھانا کھلائے یا تین روزے رکھے۔ بعض آئمہ کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عباس کی مراد یہ تھی کہ وہ عورت ایک بکری فدیہ دے اور حضرات نے ایسی نذر کو معصیت کے باعث لغو قرار دیا ہے جس کا کفارہ توبہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤٨١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأَيْلِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ الصِّدِّيْقِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُّطِيْعَ

قاسم بن محمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی اطاعت کرنے کی نذر مانی تو اسے اطاعت کرنی چاہیے اور جس

اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ.

صحیح البخاری (٦٦٩٦)

نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو اسے نافرمانی نہیں کرنی چاہیے۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ مَعْنٰى قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ، أَنْ يَنْذُرَ الرَّجُلُ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الشَّامِ، أَوْ إِلٰى مِصْرَ، أَوْ إِلَى الرَّبَذَةِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا لَيْسَ لِلّٰهِ بِطَاعَةٍ، إِنْ كَلَّمَ فُلَانًا، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ إِنْ هُوَ كَلَّمَهُ، أَوْ حَنِثَ بِمَا حَلَفَ عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلّٰهِ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ طَاعَةٌ، وَإِنَّمَا يُوَفّٰى لِلّٰهِ بِمَا لَهُ فِيهِ طَاعَةٌ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اللہ کی نافرمانی کرنے کی نذر مانی تو نافرمانی نہ کرے مثلاً کسی نے نذر مانی کہ شام یا مصر یا ربذہ تک پیدل جائے گا وغیرہ جس میں اللہ کی اطاعت نہ ہو یا کہے کہ اگر میں فلاں سے بات کروں تو اس پر کچھ نہیں ہے جبکہ اس سے کلام کرے یا اس کی قسم ٹوٹتی ہو کیونکہ ایسی باتوں میں اللہ کی اطاعت نہیں ہے۔ نذریں تو وہ پوری کی جائیں جن کے اندر اللہ کی اطاعت ہے۔

۵- بَابُ اللَّغْوِ فِي الْيَمِينِ

لغو قسم کا بیان

[٥٣٩] **أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ لَغْوُ الْيَمِينِ قَوْلُ الْإِنْسَانِ لَا وَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: لغو وہ قسم ہے جیسے انسان کہتا رہتا ہے: نہیں خدا کی قسم! کیوں نہیں خدا کی قسم!

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي هٰذَا أَنَّ اللَّغْوَ حَلْفُ الْإِنْسَانِ عَلَى الشَّيْءِ يَسْتَيْقِنُ أَنَّهُ كَذٰلِكَ، ثُمَّ يُوجَدُ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ اللَّغْوُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے خوب سنا کہ ایک آدمی کسی بات کو درست جان کر غلطی سے قسم کھا لیتا ہے جبکہ وہ بات اس کے خلاف نکلتی ہے تو یہ قسم لغو ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَقْدُ الْيَمِينِ أَنْ يَحْلِفَ الرَّجُلُ أَنْ لَا يَبِيعَ ثَوْبَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ، ثُمَّ يَبِيعَهُ بِذٰلِكَ، أَوْ يَحْلِفَ لَيَضْرِبَنَّ غُلَامَهُ، ثُمَّ لَا يَضْرِبُهُ، وَنَحْوَ هٰذَا، فَهٰذَا الَّذِي يُكَفِّرُ صَاحِبُهُ عَنْ يَمِينِهِ، وَلَيْسَ فِي اللَّغْوِ كَفَّارَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ قسم منعقدہ یعنی ایک آدمی نے قسم کھائی کہ اپنا کپڑا دس دینار میں نہیں بیچے گا' پھر اتنے میں بیچ دے یا اپنے غلام کو مارنے کی قسم کھائی اور پھر نہ مارا وغیرہ یہ وہ قسمیں ہیں جن کا کفارہ دینا ہوگا اور لغو قسم کا کفارہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الَّذِي يَحْلِفُ عَلَى الشَّيْءِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ آثِمٌ، وَيَحْلِفُ عَلَى الْكَذِبِ، وَهُوَ يَعْلَمُ لِيُرْضِيَ بِهِ أَحَدًا، أَوْ لِيَعْتَذِرَ بِهِ إِلٰى مُعْتَذَرٍ إِلَيْهِ، أَوْ لِيَقْطَعَ بِهِ مَالًا، فَهٰذَا أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَكُونَ فِيهِ كَفَّارَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی بات پر قسم کھا رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ گناہ کما رہا ہے اور جان بوجھ کر جھوٹ بول رہا ہے تاکہ کسی کو راضی کر لے یا کوئی اس کا عذر قبول کر لے یا کسی کا مال ہڑپ کر جائے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ کفارہ دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوتی۔ ف

ف: جھوٹ بولنے' چوری کرنے' کسی کو دھوکا دینے' کسی کا مال مارنے' ظلم و جور کرنے' نماز روزہ چھوڑنے' ماں باپ یا رشتہ داروں کے ساتھ نیکی نہ کرنے کی قسم کھانا ایسی قسم ہے جس کا توڑ دینا ضروری ہے لیکن دنیا میں صرف غلام آزاد کرنے' دس مسکینوں کو

کھانا کھلانے یا تین روزے رکھنے سے ہی اس کا کفارہ ادا نہیں ہوگا بلکہ اس کا کفارہ دل سے توبہ کرنا ہے اور اگر کسی کا مال چھینا ہے تو اسے واپس دے اور کسی کی دل آزاری کی ہے تو اس سے معافی مانگے اور اسے راضی کرے۔ غرضیکہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کا بھی پورا خیال رکھے کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بہت نازک اور انتہائی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنا حق معاف فرما دیتا ہے لیکن بندے کا حق اس وقت تک معاف نہیں فرماتا جب تک بندہ خود معاف نہ کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦- بَابُ مَا لَا تَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْيَمِينِ

جن قسموں کا کفارہ واجب نہیں

[۵٤٠] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَنْ قَالَ وَاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ لَمْ يَفْعَلِ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو اللہ کی قسم کھائے پھر کہے کہ اگر اللہ نے چاہا اور اس کام کو نہ کرے جس پر قسم کھائی ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الثُّنْيَا أَنَّهَا لِصَاحِبِهَا مَا لَمْ يَقْطَعْ كَلَامَهُ، وَمَا كَانَ مِنْ ذَلِكَ نَسَقًا يَتْبَعُ بَعْضُهُ بَعْضًا قَبْلَ أَنْ يَسْكُتَ، فَإِذَا سَكَتَ وَقَطَعَ كَلَامَهُ فَلَا ثُنْيَا لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ انشاء اللہ کہنے کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ قسم کھانے والے نے اگر ابھی کلام منقطع نہیں کیا اور خاموش ہونے سے پہلے انشاء اللہ کہا تو استثناء ہوا اور اگر کلام منقطع کر کے خاموش ہو گیا تو استثناء کام نہیں آئے گا۔

قَالَ يَحْيَى وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ، يَقُولُ كَفَرَ بِاللَّهِ، أَوْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ، ثُمَّ يَحْنَثُ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ، وَلَيْسَ بِكَافِرٍ، وَلَا مُشْرِكٍ حَتَّى يَكُونَ قَلْبُهُ مُضْمِرًا عَلَى الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ، وَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ وَلَا يَعُدْ إِلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَبِئْسَ مَا صَنَعَ.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کہے کہ میں نے ایسا کیا تو کافر ہوں یا مشرک۔ تو اس پر کفارہ نہیں اور نہ وہ کافر و مشرک شمار ہوگا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس کے دل میں شرک و کفر چھپا ہوا ہے وہ توبہ کرے اور پھر ایسی بات نہ کہے کیونکہ اس نے برا کیا۔

٧- بَابُ مَا تَجِبُ فِيهِ الْكَفَّارَةُ مِنَ الْإِيمَانِ

جن قسموں کا کفارہ واجب ہے

٤٨٢- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينٍ، فَرَأَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَفْعَلِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ. صحیح مسلم (٤٢٤٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قسم کھائے اور اس کے خلاف میں بھلائی دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے اور اس کام کو کرے جس میں بھلائی ہے۔

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ نَذْرٌ، وَلَمْ يُسَمِّ شَيْئًا إِنَّ عَلَيْهِ كَفَّارَةَ يَمِينٍ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کہے کہ مجھ پر نذر ہے اور کسی چیز کا نام نہ لے تو اس پر قسم کا کفارہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا التَّوْكِيدُ فَهُوَ حَلِفُ الْإِنْسَانِ فِي الشَّيْءِ الْوَاحِدِ مِرَارًا يُرَدِّدُ فِيهِ الْأَيْمَانَ يَمِينًا بَعْدَ يَمِينٍ كَقَوْلِهِ وَاللَّهِ لَا أَنْقُصُهُ مِنْ كَذَا وَكَذَا، يَحْلِفُ

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی کا ایک ہی بات پر بار بار قسم کھانا تاکید کے لیے ہے کہ ایک کے بعد دوسری قسم کھاتا جائے۔ جیسے کوئی کہے کہ میں اس میں اتنی بھی کمی نہیں کروں گا اور پھر بار بار

بِذٰلِكَ مِرَارًا ثَلَاثًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

قسمیں کھائے خواہ تین مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ۔

قَالَ فَكَفَّارَةُ ذٰلِكَ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ مِثْلُ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ، فَإِنْ حَلَفَ رَجُلٌ مَثَلًا، فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا آكُلُ هٰذَا الطَّعَامَ، وَلَا أَلْبَسُ هٰذَا الثَّوْبَ، وَلَا أَدْخُلُ هٰذَا الْبَيْتَ، فَكَانَ هٰذَا فِيْ يَمِيْنٍ وَاحِدَةٍ، فَإِنَّمَا عَلَيْهِ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ كَقَوْلِ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ أَنْتِ الطَّلَاقُ إِنْ كَسَوْتُكِ هٰذَا الثَّوْبَ، وَأَذِنْتُ لَكِ إِلَى الْمَسْجِدِ، يَكُوْنُ ذٰلِكَ نَسَقًا مُتَتَابِعًا فِيْ كَلَامٍ وَاحِدٍ، فَإِنْ حَنِثَ فِيْ شَيْءٍ وَاحِدٍ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيْمَا فَعَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ حِنْثٌ، إِنَّمَا الْحِنْثُ فِيْ ذٰلِكَ حِنْثٌ وَاحِدٌ.

فرمایا کہ اس کا کفارہ وہی ہوگا جو ایک قسم کا کفارہ ہوتا ہے۔ اگر کسی آدمی نے قسم کھائی مثلاً کہا کہ خدا کی قسم! میں یہ کھانا نہیں کھاؤں گا' نہ یہ کپڑا پہنوں گا اور نہ اس گھر میں داخل ہوں گا تو یہ ایک ہی قسم شمار ہوگی اور اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ اگر میں تجھے یہ کپڑا پہناؤں تو تجھ پر طلاق' اگر تجھے مسجد جانے کی اجازت دوں تو تجھ پر طلاق۔ یہ ایک ہی گفتگو میں متواتر واقع ہوا' اگر ان میں سے ایک کام کیا تو اس پر ایک طلاق پڑ گئی اور اس کے بعد اگر دوسرا کام کیا تو دوسری طلاق نہیں پڑے گی۔ یہ ایک ہی قسم کا ٹوٹنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ نَذْرِ الْمَرْأَةِ أَنَّهُ جَائِزٌ بِغَيْرِ إِذْنِ زَوْجِهَا يَجِبُ عَلَيْهَا ذٰلِكَ، وَيَثْبُتُ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِيْ جَسَدِهَا، وَكَانَ ذٰلِكَ لَا يَضُرُّ بِزَوْجِهَا، وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ يَضُرُّ بِزَوْجِهَا فَلَهُ مَنْعُهَا مِنْهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا حَتّٰى تَقْضِيَهُ.

امام مالک نے عورت کی نذر کے بارے میں فرمایا کہ وہ بغیر خاوند کی اجازت کے جائز ہے اور اس پر واجب ہوگی اور باقی رہے گی جبکہ وہ اسی کی ذات سے متعلق ہو اور خاوند کا اس پر نقصان نہ ہو ورنہ وہ منع کر سکتا ہے اور عورت پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔

۸- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ

قسم کا کفارہ

[۵۴۱] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَوَكَّدَهَا، ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ عِتْقُ رَقَبَةٍ، أَوْ كِسْوَةُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ، وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ فَلَمْ يُؤَكِّدْهَا، ثُمَّ حَنِثَ فَعَلَيْهِ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ، فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جو کوئی مرتبہ قسم کھا کر توڑ دے تو اس پر ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے اور جو صرف ایک مرتبہ قسم کھائے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلائے' ہر مسکین کو ایک مد گندم اور جس کو یہ توفیق نہ ہو تو تین روزے رکھے۔

[۵۴۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهِ بِإِطْعَامِ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ مُدٌّ مِنْ حِنْطَةٍ، وَكَانَ يَعْتِقُ الْمِرَارَ إِذَا وَكَّدَ الْيَمِيْنَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جب قسم کا کفارہ دیتے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور ہر مسکین کو ایک مد گندم دیتے اور جب بار بار قسم کھاتے تو ایک غلام آزاد کرتے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ النَّاسَ وَهُمْ إِذَا أَعْطَوْا فِيْ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ أَعْطَوْا مُدًّا مِنْ حِنْطَةٍ بِالْمُدِّ

سلیمان بن یسار نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ قسم کے کفارے میں چھوٹے مد سے ایک مد گندم دیتے اور اسے کافی شمار کرتے تھے۔

الْاَصْغَرِ، وَرَاَوْا ذٰلِکَ مُجْزِئًا عَنْهُمْ.

قَالَ مَالِكٌ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِي يُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ بِالْكِسْوَةِ، اَنَّهٗ اِنْ كَسَا الرِّجَالَ كَسَاهُمْ ثَوْبًا ثَوْبًا، وَاِنْ كَسَا النِّسَاءَ كَسَاهُنَّ ثَوْبَيْنِ ثَوْبَيْنِ دِرْعًا وَخِمَارًا، وَذٰلِكَ اَدْنٰى مَا يُجْزِئُ كُلًّا فِي صَلَاتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ قسم کے کفارے سے متعلق یہ بات میں نے خوب سنی کہ جب آدمیوں کو کپڑے پہنائے تو انہیں ایک ایک کپڑا پہنائے اور اگر عورتوں کو پہنائے تو دو دو کپڑے دے یعنی کرتہ اور دوپٹہ۔ اور یہ کم از کم ہے کیونکہ اس سے کم میں نماز نہیں ہوتی۔

٩- بَابُ جَامِعِ الْاَيْمَانِ

قسم کے متعلق دیگر روایات

٤٨٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَسِيْرُ فِي رَكْبٍ، وَهُوَ يَحْلِفُ بِاَبِيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ. صحیح البخاری (٦٦٤٦) صحیح مسلم (٤٢٣٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو دیکھا کہ وہ سوار ہو کر جا رہے ہیں اور اپنے باپ کی قسم کھا رہے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے آباؤ اجداد کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے جو قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

٤٨٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ. صحیح البخاری (٦٦٢٨)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے: قسم ہے دلوں کو پھیرنے والے کی۔

٤٨٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ بْنِ خَلْدَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَبَا لُبَابَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُنْذِرِ حِيْنَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَهْجُرُ دَارَ قَوْمِي الَّتِيْ اَصَبْتُ فِيْهَا الذَّنْبَ، وَاُجَاوِرُكَ، وَاَنْخَلِعُ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُجْزِئُكَ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی توبہ قبول فرمائی تو عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میں اپنی قوم کے اس گھر کو چھوڑنا چاہتا ہوں جس میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا اور آپ کے قریب رہنا چاہتا ہوں اور اپنا سارا مال اللہ اور رسول کی رضا کے لیے خیرات کر دینا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال خیرات کر دینا تمہارے لیے کافی ہے۔

[٥٤٣] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى، عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَجَبِيِّ، عَنْ اُمِّهٖ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ مَالِيْ فِيْ رِتَاجِ الْكَعْبَةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ يُكَفِّرُهٗ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ.

منصور بن عبدالرحمٰن حجبی نے اپنی والدۂ ماجدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہے کہ میرا مال دروازۂ کعبہ پر وقف ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ وہ کفارہ دے کفارۂ قسم کے برابر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَقُوْلُ مَالِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ يَحْنَثُ. قَالَ يَجْعَلُ ثُلُثَ مَالِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو کہے کہ میرا سارا مال راہِ خدا میں وقف ہے پھر قسم توڑ دے۔ فرمایا کہ وہ مال کا

وَذٰلِکَ الَّذِیْ جَاءَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اَمْرِ اَبِیْ لُبَابَةَ.

تہائی حصہ خیرات کر دے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ سے ایسا ہی فرمایا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۳- کِتَابُ الضَّحَایَا

قربانی کا بیان

۱- بَابُ مَا یُنْهٰی عَنْهُ مِنَ الضَّحَایَا

جس جانور کی قربانی منع ہے

٤٨٦- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عُبَیْدِ بْنِ فَیْرُوْزٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ مَاذَا یُتَّقٰی مِنَ الضَّحَایَا؟ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ وَقَالَ اَرْبَعًا. وَکَانَ الْبَرَاءُ یُشِیْرُ بِیَدِهٖ وَیَقُوْلُ یَدِیْ اَقْصَرُ مِنْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَلْعَرْجَاءُ الْبَیِّنُ ظَلْعُهَا، وَالْعَوْرَاءُ الْبَیِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِیْضَةُ الْبَیِّنُ مَرَضُهَا، وَالْعَجْفَاءُ الَّتِیْ لَا تُنْقِیْ. سنن ابن ماجہ (۳۱٤٤)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی دینے کے لیے کیسے جانوروں سے بچا جائے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ چار سے اور حضرت براء بھی اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے کہ میرا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک سے بہت چھوٹا ہے، وہ لنگڑا جو چل نہ سکے، جس کا کانا ہونا ظاہر ہو، جس کی بیماری ظاہر ہو اور ایسا دبلا جانور جس میں گودا نہ رہے۔

[٥٤٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَتَّقِیْ مِنَ الضَّحَایَا وَالْبُدْنِ الَّتِیْ لَمْ تُسِنَّ، وَالَّتِیْ نَقَصَ مِنْ خَلْقِهَا.

قَالَ مَالِکٌ وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر ان جانوروں کی قربانی نہ دیتے جو مسنہ نہ ہوتے اور نہ ان کی قربانی دیتے جن کی پیدائش میں نقص ہوتا۔

۲- بَابُ مَا یُسْتَحَبُّ مِنَ الضَّحَایَا

جن جانوروں کی قربانی مستحب ہے

[٥٤٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ضَحّٰی مَرَّةً بِالْمَدِیْنَةِ. قَالَ نَافِعٌ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَشْتَرِیَ لَهٗ کَبْشًا فَحِیْلًا اَقْرَنَ، ثُمَّ اَذْبَحَهٗ یَوْمَ الْاَضْحٰی فِیْ مُصَلَّی النَّاسِ.

قَالَ نَافِعٌ فَفَعَلْتُ، ثُمَّ حُمِلَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَحَلَقَ رَاْسَهٗ حِیْنَ ذُبِحَ الْکَبْشُ، وَکَانَ مَرِیْضًا لَمْ یَشْهَدِ الْعِیْدَ مَعَ النَّاسِ. قَالَ نَافِعٌ وَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَقُوْلُ لَیْسَ حِلَاقُ الرَّاْسِ بِوَاجِبٍ عَلٰی مَنْ ضَحّٰی، وَقَدْ فَعَلَهُ ابْنُ عُمَرَ.

نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک دفعہ مدینہ منورہ میں عید الاضحیٰ کی اور مجھے حکم فرمایا کہ سینگوں والا ایک بکرا خرید کر لاؤں اور عید الاضحیٰ کے روز اسے عید گاہ میں ذبح کروں۔

نافع کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا، پھر اسے حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں بھیجا گیا تو بکرا ذبح ہو جانے کے بعد اپنا سر منڈایا، وہ بیمار تھے اور لوگوں کے ساتھ عید کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ نافع کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ قربانی کرنے والے پر سر منڈانا واجب نہیں ہے، لیکن حضرت ابن عمر نے ایسا کیا۔

۳- بَابُ النَّهْیِ عَنْ ذَبْحِ الضَّحِیَّةِ قَبْلَ انْصِرَافِ الْاِمَامِ

امام کے نمازِ عید سے لوٹنے سے پہلے قربانی کی ممانعت ہے

۴۸۷- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ بُشَیْرِ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ اَبَا بُرْدَةَ بْنَ نِیَارٍ ذَبَحَ ضَحِیَّتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَذْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْاَضْحٰی، فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَهٗ اَنْ یَعُوْدَ بِضَحِیَّةٍ اُخْرٰی. قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ لَا اَجِدُ اِلَّا جَذَعًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. قَالَ وَاِنْ لَمْ تَجِدْ اِلَّا جَذَعًا فَاذْبَحْ.

صحیح البخاری (۹۵۵) صحیح مسلم (۵۰۴۲تا۵۰۴۹)

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو بردہ بن نیار نے اپنی قربانی ذبح کر لی اس سے پہلے کہ عید الاضحیٰ کے روز رسول اللہ ﷺ اپنی قربانی ذبح کرتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو بردہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! میرے پاس تو صرف بکری کا ایک سالہ بچہ ہے۔ فرمایا: اگر اور کچھ میسر نہیں تو وہی ایک سالہ بچہ ذبح کر دو۔

۴۸۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ، اَنَّ عُوَیْمِرَ بْنَ اَشْقَرَ ذَبَحَ ضَحِیَّتَهٗ قَبْلَ اَنْ یَغْدُوَ یَوْمَ الْاَضْحٰی، وَاَنَّهٗ ذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَاَمَرَهٗ اَنْ یَعُوْدَ بِضَحِیَّةٍ اُخْرٰی.

سنن ابن ماجہ (۳۱۵۴)

عباد بن تمیم سے روایت ہے کہ حضرت عویمر بن اشقر نے عید الاضحیٰ کے روز صبح سویرے ہی اپنی قربانی ذبح کر لی، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے انہیں دوبارہ قربانی کرنے کا حکم فرمایا۔

۴- بَابُ اِدِّخَارِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ

قربانی کا گوشت رکھ چھوڑنے کا بیان

۴۸۹- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَکِّیِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ، ثُمَّ قَالَ بَعْدُ کُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا. صحیح مسلم (۵۰۷۷)

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ کھاؤ، خیرات کرو، توشہ بناؤ اور جمع رکھ چھوڑا کرو۔

۴۹۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَکْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ، اَنَّهٗ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَکْلِ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَتْ صَدَقَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ، تَقُوْلُ دَفَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِیَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰی فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِدَّخِرُوْا لِثَلَاثٍ، وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِیَ. قَالَتْ فَلَمَّا کَانَ بَعْدَ ذٰلِکَ قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَدْ کَانَ النَّاسُ یَنْتَفِعُوْنَ بِضَحَایَاهُمْ، وَیَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَکَ، وَیَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِیَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا ذٰلِکَ؟ اَوْ کَمَا قَالَ. قَالُوْا نَهَیْتَ عَنْ لُحُوْمِ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا نَهَیْتُکُمْ مِنْ اَجْلِ

حضرت عبد اللہ بن واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین روز کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ عبد اللہ بن ابو بکر کا بیان ہے کہ میں نے عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس کا ذکر کیا تو فرمایا کہ سچ کہا کیونکہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کچھ دیہاتی لوگ قربانی کے دنوں میں آ گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین دن کے لیے رکھ لو اور باقی صدقہ کر دو۔ وہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ قبل ازیں لوگ اپنی قربانیوں سے نفع حاصل کرتے، چربی رکھ چھوڑتے اور مشکیں بناتے تھے۔ رسول خدا نے فرمایا تو پھر کیا ہو گیا؟ عرض کی گئی کہ آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرما دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو تمہارے پاس

الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ عَلَيْكُمْ ' فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا. آ گئے تھے۔ پس تم کھاؤ' بانٹو اور جمع کرلو۔

يَعْنِي بِالدَّافَّةِ قَوْمًا مَسَاكِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ. ''الدافة'' سے وہ غریب لوگ مراد ہیں جو مدینہ منورہ میں آ گئے تھے۔ف

صحیح مسلم (۵۰۷۶)

ف: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم قربانی کا گوشت تین دن سے زائد نہیں کھایا کرتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اجازت مرحمت فرما دی کہ کھاؤ اور جمع کرلیا کرو تو ہم کھانے اور جمع کرنے لگ گئے (متفق علیہ) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تین دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہ رہے۔ جب اگلا سال آیا تو لوگ عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! کیا ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ فرمایا کہ کھاؤ' کھلاؤ اور جمع کرو' سال گزشتہ چونکہ کچھ ضرورت مند آ گئے تھے ان کی مدد کے پیشِ نظر میں نے وہ حکم دیا تھا (متفق علیہ) معلوم ہوا کہ وہ وقتی ضرورت کے تحت وقتی حکم تھا نہ کہ دائمی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۴۹۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ' أَنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ' فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا ' فَقَالَ انْظُرُوْا أَنْ يَكُوْنَ هٰذَا مِنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى ' فَقَالُوْا هُوَ مِنْهَا ' فَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ أَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا؟ فَقَالُوْا إِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكَ أَمْرٌ ' فَخَرَجَ أَبُوْ سَعِيْدٍ ' فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ ' فَأُخْبِرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى بَعْدَ ثَلَاثٍ ' فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا ' وَادَّخِرُوْا ' وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْإِنْتِبَاذِ فَانْتَبِذُوْا ' وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ ' وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا ' وَلَا تَقُوْلُوْا هُجْرًا.

يَعْنِي لَا تَقُوْلُوْا سُوْءًا. صحیح البخاری (۳۹۹۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایک سفر سے اپنے گھر واپس لوٹے اور گھر والوں نے ان کے آگے گوشت رکھا تو فرمایا: کہیں یہ گوشت قربانی کا تو نہیں؟ کہا گیا کہ قربانی کا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوسعید نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ عرض کی گئی کہ آپ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی اجازت دے دی ہے' پس حضرت ابوسعید یہ پوچھنے کے لیے باہر نکلے تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تین روز کے بعد قربانی کا گوشت نہ کھانا لیکن اب کھاؤ' خیرات کرو اور جمع کرلو۔ نیز نبیذ بنانے سے منع کیا تھا لیکن اب بنالیا کرو اور نشہ لانے والی ہر چیز حرام ہے اور میں نے تمہیں قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب کرلیا کرو۔ لیکن بری بات نہ کہنا۔ف

ف: اس حدیث میں تین کاموں کا ذکر ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تھا اور ایک مدت گزرنے کے بعد ان کی اجازت مرحمت فرما دی یعنی:

(۱) قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانے سے منع کیا تھا لیکن اب کھاؤ' خیرات کرو اور جمع کر چھوڑو۔

(۲) شراب کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کیا تھا لیکن اب بنالیا کرو مگر یہ بات مدِّنظر رکھنا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

(۳) زیارتِ قبور سے تمہیں منع کیا تھا مگر اب کرلیا کرو لیکن کوئی بری بات نہ کہنا۔ اس ارشادِ گرامی یعنی بری بات کہنے کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں مثلاً:

(۱) تم زیارت کے لیے جاؤ اور اس مردے کی برائی کرنے لگو تو اب جب کہ وہ دارالعمل سے جا چکا' دفترِ عمل لپیٹ دیا گیا تو برائی کرنے سے کیا فائدہ؟ اب کونسی اس کی اصلاح ممکن ہے' اس کی برائی کرکے اپنا نامۂ عمل سیاہ نہ کرنا کیونکہ اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد ہو چکا۔ اب برائی کرکے ان کا دل نہ دکھانا۔ جلتی پہ تیل نہ گرانا۔

(۲) تم مردے کونہلانے لگے تھے تو وہ تم سے کہہ رہا تھا کہ آرام سے نہلاؤ۔ تم دیر کر رہے تھے تو وہ تم سے جلدی لے چلنے کے لیے کہہ رہا تھا' تم لے کر چلے تو وہ تمہیں چارپائی ہلانے جلانے سے منع کر رہا تھا' تم اسے دفن کر کے چلے تو وہ تمہارے جوتوں کی چاپ سن رہا تھا۔ لہٰذا اب قبرستان میں جاؤ تو ان کو سلام کر کے ان کی بخشش کے لیے دعا کیا کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ انہیں گونگے بہرے بتا کر ان کا مذاق اڑانے لگو۔

(۳) غرباء مسکین ہمیشہ مالداروں کی طرف دوڑتے ہیں اور اس کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ ایسا کیے بغیر بات بنتی ہی نہیں۔ اللہ والے نہ صرف مالدار ہیں بلکہ رحمتِ الٰہیہ کے خزانے لیے بیٹھے ہیں۔ خدا کے خزانوں سے اپنا حصہ لینے کے لیے ان کی جانب دوڑتے رہنا۔ مالدار اپنی دولت سے زکوٰۃ اور خیرات بانٹتے ہیں لیکن اللہ والے اپنی خداداد دولت سے رحمتِ الٰہیہ کی خیرات بانٹتے ہیں۔ اس سے رکنے اور دوسروں کو روکنے نہ لگ جانا کیونکہ یہ خود محروم رہنا اور دوسروں کو محروم رکھنا ہے۔

(۴) اللہ والوں کی آرام گاہوں پر رحمتِ الٰہیہ کی بارش برستی رہتی ہے۔ وہاں پہنچنے والا محروم کیوں رہے گا؟ اگر اس بارش میں بھیگ نہ سکا تو ایک آدھ چھینٹا اس کے اوپر ضرور پڑ ہی جائے گا۔ اس حاضری کو بے سود یا خلاف شرع بتا کر کہیں اپنے پیروں پر کلہاڑی نہ مار لینا۔

(۵) اللہ والے اگرچہ ہرگز خدا نہیں ہیں لیکن وہ خدا سے ہرگز جدا نہیں ہیں کیونکہ وہ اللہ کے دوست ہیں۔ خدا ان کے ساتھ ہے۔ خدا سے ملنا ہو تو ان کے قریب ہو جانا کیونکہ ان سے دور ہونا خدا سے دور ہوتا ہے' ان کا ہو رہنا خدا کا ہو رہنا ہے' ان کے خلاف زبان کھولنا اپنی دینی موت کو دعوت دینا' خدا کا غضب مول لینا' باری تعالیٰ سے اپنے خلاف اعلان جنگ کروانا اور جان بوجھ کر اپنے لیے فاردار بالاکوٹ منگوانا ہے۔

(۶) اللہ والے یقیناً اللہ کے دوست ہیں' ان سے محبت رکھنا اللہ سے محبت رکھنا ہے۔ ان کی عقیدت کا خوب اظہار کرنا اور ثابت قدم رہنا لیکن عقیدت سے آگے بڑھتے ہوئے انہیں خدا نہ بنا لینا جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے کیا تھا: "وقالت الیھود عزیر بن اللہ وقالت النصاری المسیح بن اللہ" یعنی یہود بولے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی بولے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے (التوبہ:۳۰) نیز اللہ تعالیٰ نے جتایا ہے: "اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ و المسیح بن مریم وما امروا الا لیعبدوا الھا واحدا لا الہ الا ھو سبحانہ عما یشر کون" (التوبہ:۳۱) یعنی انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا اور مسیح ابن مریم کو اور انہیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کریں۔ نہیں ہے کوئی عبادت کے لائق مگر وہی۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ آپ نے تلقین فرمائی کہ تم اللہ والوں کو یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ یا اللہ کے بیٹے یا عبادت کے لائق نہ ٹھہرانا کیونکہ یہ بہت ہی بری بات ہے۔

(۷) ممکن ہے بری بات سے آپ کی مراد انبیائے کرام و اولیائے عظام کی قبروں کو مسجدیں بنانے سے ہو۔ جیسا کہ حضور نے خود ارشاد فرمایا ہے: "اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائھم مساجد" یعنی اللہ کا بڑا غضب ہوا ان لوگوں پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا (موطا امام مالک) یعنی تم دیگر اقوام کی طرح انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی قبروں کو سجدے نہ کرنا۔ انہیں مسجود لہ یا مسجود الیہ نہ ٹھہرا لینا اور ان کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا کیونکہ ایسا کرنا بری بات ہے' ایسا کرنے والا بزرگوں کا عقیدت مند نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو اپنے اوپر مسلط کرنے والا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵- بَابُ الشِّرْكَةِ فِي الضَّحَايَا وَعَنْ كَمْ تُذْبَحُ الْبَقَرَةُ وَالْبَدَنَةُ

ایک قربانی میں کئی آدمیوں کا شریک ہونا

۴۹۲- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَکِّیِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّهٗ قَالَ نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَیْبِیَةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ. صحیح البخاری (۱۳۱۸-۳۵۰)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حدیبیہ کے سال ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اونٹ نحر کیے تو سات آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

[۵۴۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیَّ اَخْبَرَهٗ قَالَ کُنَّا نُضَحِّیْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ یَذْبَحُهَا الرَّجُلُ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ، ثُمَّ تَبَاهَی النَّاسُ بَعْدُ فَصَارَتْ مُبَاهَاةً.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم ایک بکری ذبح کیا کرتے۔ آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے اسے ذبح کرتا' پھر لوگوں نے فخر کے طور پر ہر ایک نے علیحدہ قربانی کرنا شروع کر دی۔

قَالَ مَالِکٌ وَاَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِی الْبَدَنَةِ وَالْبَقَرَةِ وَالشَّاةِ اَنَّ الرَّجُلَ یَنْحَرُ عَنْهُ، وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهِ الْبَدَنَةَ، وَیَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ الْوَاحِدَةَ هُوَ یَمْلِکُهَا، وَیَذْبَحُهَا عَنْهُمْ، وَیُشْرِکُهُمْ فِیْهَا. فَاَمَّا اَنْ یَشْتَرِیَ النَّفَرُ الْبَدَنَةَ، اَوِ الْبَقَرَةَ، اَوِ الشَّاةَ یَشْتَرِکُوْنَ فِیْهَا فِی النُّسُکِ، وَالضَّحَایَا، فَیُخْرِجُ کُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ حِصَّةً مِنْ ثَمَنِهَا وَیَکُوْنُ لَهٗ حِصَّةٌ مِنْ لَحْمِهَا، فَاِنَّ ذٰلِکَ یُکْرَهُ، وَاِنَّمَا سَمِعْنَا الْحَدِیْثَ اَنَّهٗ لَا یُشْتَرَکُ فِی النُّسُکِ، وَاِنَّمَا یَکُوْنُ عَنْ اَهْلِ الْبَیْتِ الْوَاحِدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اچھی بات جو میں نے ایک اونٹ' گائے یا بکری کے متعلق سنی' یہ ہے کہ آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک اونٹ نحر کر دے یا گائے ذبح کر دے یا بکری جس کا وہ مالک ہو اسے ذبح کر کے ثواب میں ان سب کو شریک کر لے۔ اگر ایک اونٹ' گائے یا بکری خریدی جائے اور اس قربانی میں کئی آدمیوں کو شریک کرے اور ہر ایک اس کی قیمت کا حصہ دے اور حصے کے مطابق اسے گوشت ملے تو یہ مکروہ ہے اور ہم نے تو یہی بات سنی ہے کہ قربانی میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اور سارے گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی ہو سکتی ہے۔ ف

ف: امام مالک کا مذہب یہی ہے کہ ایک جانور ایک ہی گھر والوں کی طرف سے ہو خواہ وہ اونٹ یا گائے ہی کیوں نہ ہو اور مختلف حضرات کا اس کی قیمت اور گوشت میں شامل ہونا مکروہ ہے۔ نیز امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ایک بکری ایک ہی شخص کی جانب سے کفایت کرتی ہے' اگر گھر کے اندر کوئی اور بھی صاحب نصاب ہو تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہے' نیز امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ' گائے اور بھینس وغیرہ بڑے جانوروں میں سات مختلف آدمی شریک ہو سکتے ہیں' اس طرح کہ ساتوں حضرات مساوی قیمت ادا کر دیں اور ساتوں مساوی گوشت بانٹ لیں۔ ہاں یہ بات دریں ایام بہت قابل لحاظ ہے کہ ان ساتوں شرکاء کا اہل سنت و جماعت سے ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک بھی کسی دوسری جماعت کا فریعنی بد مذہب غیر سنی کو شامل کر لیا جو اہل سنت کو مشرک اور بدعتی وغیرہ بتاتا ہو تو باقی چھ حضرات کی قربانی بھی ضائع جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۵۴۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ مَا نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ وَعَنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ اِلَّا بَدَنَةً وَاحِدَةً، اَوْ بَقَرَةً وَاحِدَةً. قَالَ مَالِکٌ لَا اَدْرِیْ اَیَّتَهُمَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اور اپنے گھر والوں کی جانب سے ایک اونٹ یا ایک گائے کی قربانی دی۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ ابن شہاب نے دونوں میں سے کس کے متعلق فرمایا۔

٦- بَابُ الضَّحِيَّةِ عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ وَذِكْرِ أَيَّامِ الْأَضْحٰى

پیٹ کے بچے کی قربانی نیز ایام قربانی

[٥٤٨] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ الْأَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْأَضْحٰى.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ عید الاضحیٰ کے بعد قربانی دو دن تک ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہی بات پہنچی۔

[٥٤٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ يَكُنْ يُضَحِّيْ عَمَّا فِي بَطْنِ الْمَرْأَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اس بچے کی جانب سے قربانی نہیں کیا کرتے تھے جو عورت کے پیٹ میں ہو۔

قَالَ مَالِكٌ الضَّحِيَّةُ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ، وَلَا أُحِبُّ لِأَحَدٍ مِمَّنْ قَوِيَ عَلٰى ثَمَنِهَا أَنْ يَتْرُكَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ قربانی سنت ہے واجب نہیں اور مجھے یہ پسند نہیں کہ ایک آدمی قربانی خریدنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر بھی ترک کر دے۔ ف

ف: امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر اس مسلمان کے لیے قربانی کرنا سنتِ مؤکدہ ہے جو قربانی کا جانور خریدنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ ایک روایت میں امام احمد کے نزدیک مالدار پر قربانی واجب اور غریبوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر قربانی واجب ہے جب کہ وہ آزاد اور مقیم ہو۔ حضرات صاحبین کا بھی یہی مذہب ہے اور یہی موقف زیادہ مضبوط اور کتاب وسنت سے زیادہ قریب نظر آتا ہے۔ ترمذی' ابوداؤد اور نسائی میں اس کے متعلق روایات موجود ہیں۔

یہاں ایک بات اور ملحوظ خاطر رہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی جانب سے بھی قربانی دی ہے۔ مثلاً حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سینگوں والے دو مینڈھوں کی قربانی دی۔ اس روایت کے آخر میں حضور یوں گویا ہیں: ''اللهم منک ولک عن محمد وامته بسم الله والله اکبر'' (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' دارمی) یعنی اے اللہ! یہ تیری عطا سے ہے' تیرے لیے ہے محمد اور اس کی امت کی طرف سے' پھر تسمیہ وتکبیر کہی۔ معلوم ہوا کہ حضور نے اس قربانی کے ثواب میں اپنی امت کو بھی شامل فرمالیا' عام اس سے کہ وہ غریب ہوں یا امیر' نیک ہوں یا بد' اب موجود ہیں یا جو قیامت تک پیدا ہوں گے سب کو اس کے ثواب سے حصہ مل جائے اللہ غنی' امت پر سرکار کا یہ کرم۔ سبحان اللہ! یہ کرم نوازی

مسند امام احمد' ترمذی اور ابوداؤد کی روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں: ''قال بسم الله والله اکبر اللهم هذا عنی وعمن لم یضح من امتی'' یعنی کہا: بسم اللہ اللہ اکبر' اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میرے ہر اس امتی کی طرف سے جو قربانی نہ کر سکے۔ سبحان اللہ! جائے غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو ذبح کرتے وقت اپنی امت کا ذکر بھی فرمایا جس کے لیے آپ ایصال ثواب کر رہے تھے۔ پہلی روایت میں تسمیہ وتکبیر سے پہلے آپ نے امت کا نام لیا اور دوسری روایت میں تسمیہ وتکبیر کہنے کے بعد ان کی وضاحت فرمائی جن کے لیے ایصال ثواب کیا جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے لیے جانور کو اگر کسی کی جانب منسوب کیا جائے تو اس کی حلت میں قطعاً کوئی فرق نہیں آتا خواہ بوقت ذبح بھی اس کا ذکر کر دیا جائے جس کے لیے ایصال ثواب کیا جا رہا ہو۔ بزرگوں کے لیے ایصال ثواب کرنے کی غرض سے جانور ذبح کرنے والے سچے اور پکے مسلمانوں پر بعض مبتدعین زمانہ بڑی بے دردی سے کفر

وشرک کی بمباری کرتے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے گوشت، دیگر کھانوں اور مٹھائی وغیرہ کو بھی حرام اور پلید بتاتے رہتے ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان میں سے جن حضرات کو اپنے پیدا کرنے والے کی بارگاہ میں حاضری پر یقین اور باز پرس پر اعتماد ہو وہ مذکورہ حدیث کے تحت رسول اللہ ﷺ کے ذاتی فعل کی روشنی میں اس مسئلے میں ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور ایسا فیصلہ ہرگز نہیں کریں گے جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کا ذاتی فعل بھی ان کے کفر وشرک کی زد میں آتا ہو۔ واللہ ولی التوفیق

مانگ لو حق سے توفیق دیں مانگ لو
نورِ ایمان، صدقِ یقیں مانگ لو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٤- كِتَابُ الذَّبَائِحِ

ذبح کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيْحَةِ

ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنے کا بیان

٤٩٣- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نَاسًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ يَاْتُوْنَنَا بِلُحْمَانٍ، وَلَا نَدْرِيْ هَلْ سَمَّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا اَمْ لَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَمُّوا اللّٰهَ عَلَيْهَا ثُمَّ كُلُوْهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ فِيْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ.

صحیح البخاری (۷۳۹۸)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھتے ہوئے عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! بعض بدو ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے اس پر بسم اللہ پڑھی تھی یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھالیا کرو۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے۔ ف

ف: یہ حدیث اگرچہ دورِ اسلام کی ابتداء سے متعلق بتائی جاتی ہے لیکن آج کے پرفتن دور میں اصل عظیم کا کام دیتی ہے۔ آج جب کہ مدعیان اسلام نے رنگ برنگے روپ دھار رکھے ہیں اور مقدس شجر اسلام میں پوری جرأت اور بے باکی کے ساتھ غیر اسلامی عقائد ونظریات کی قلمیں لگائی ہوئی ہیں تو ہمیں کیا معلوم کہ جو گوشت ہمارے سامنے ہے وہ کس قسم کے مسلمان کا ذبیحہ ہے؟ اس کا ذبیحہ حلال بھی ہے یا از روئے شرع حلال نہیں؟ دریں حالات ایسے مشکوک گوشت کو کھانے سے پہلے اس پر بسم اللہ پڑھ لینا بہت ہی ضروری ہے تاکہ فرمانِ رسالت کے مطابق اس کا کھانا حلال ہو جائے اور اس کے متعلق عند اللہ باز پرس نہ ہو۔

[٥٥٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ اَمَرَ غُلَامًا لَهٗ اَنْ يَذْبَحَ ذَبِيْحَةً، فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَذْبَحَهَا قَالَ لَهٗ سَمِّ اللّٰهَ. فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ قَدْ سَمَّيْتُ. فَقَالَ لَهٗ سَمِّ اللّٰهَ وَيْحَكَ. قَالَ لَهٗ قَدْ سَمَّيْتُ اللّٰهَ. فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَيَّاشٍ وَاللّٰهِ لَا اُطْعِمُهَا اَبَدًا.

عبد اللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ مخزومی نے اپنے غلام سے ایک جانور ذبح کرنے کو کہا۔ جب وہ ذبح کرنے لگا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ۔ غلام نے کہا کہ میں بسم اللہ پڑھ چکا، فرمایا کہ تیری خرابی ہو بسم اللہ پڑھ۔ اس نے کہا کہ میں بسم اللہ پڑھ چکا۔ عبد اللہ بن عیاش نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں کھاؤں گا۔ ف

ف: جس جانور پر ذبح کرتے وقت قصداً بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک اس کا کھانا

قطعاً حلال نہیں ہے۔ دوسری یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہے' اس کا گوشت کھانے میں قطعاً کوئی مضائقہ نہیں خواہ اسے دوسروں کی جانب منسوب کیا جاتا رہا ہو کہ یہ فلاں کا بکرا ہے' یہ فلاں کی گائے ہے وغیرہ۔ اس نسبت سے تو محض اتنی سی مراد ہوتی ہے کہ اس کا ثواب فلاں بزرگ کی نذر کرنا ہے' یہ فلاں کے ایصالِ ثواب کے لیے ہے۔ ایسا کرنے اور کہنے سے اس جانور کی علت قطعاً متاثر نہیں ہوتی۔ بعض مبتدعین زمانہ نے اس کے خلاف شور مچا کر آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے۔ ان حضرات نے بزرگوں کے ایصالِ ثواب کی چیز کو بتوں کے چڑھاوے کی طرح قرار دے کر یہ ثبوت فراہم کیا ہوا ہے کہ انبیائے کرام و اولیائے عظام ان کرم فرماؤں کی نظر میں بتوں سے ذرا بھی مختلف نہیں ہیں اور ان ہستیوں سے اظہارِ عقیدت کے سارے مظاہرے گویا بت پرستی کی جدید صورت ہیں۔ جو حضرات اسے اپنی خانہ ساز توحید کے خلاف بتا کر بت پرستی ٹھہراتے ہیں' ان کی بت پرست نوازی اور بت پرستوں سے پرستش کی حد تک پیار تاریخ انسانیت کا ایک حیرت انگیز باب ہے۔ اس ضمن میں تیسری بات یہ بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ تسمیہ پڑھ کر' اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے صرف وہی جانور حلال ہوتا ہے' جس کا ذبح کرنا شرعاً جائز ہو۔ جس طرح کتے اور گدھے کو خواہ کتنا ہی اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے وہ ہرگز حلال نہیں ہو سکتے اور ان کا گوشت کھانا قطعاً جائز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح چوری' غصب اور رشوت وغیرہ حرام ذرائع سے حاصل کیے ہوئے جانور' ایسے حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم سے خریدے ہوئے جانور کا گوشت حرام ہی رہتا ہے' ہرگز حلال نہیں ہو سکتا۔ ہاں جن دوسرے لوگوں نے بے خبری کے باعث اس کا گوشت کھایا ان کے لیے وہ کتے اور گدھے کے گوشت کی طرح نہیں ہے۔ حرام روزی کے جسم پر جو اثرات مرتب ہوتے ہیں اس کے مناظر آج آنکھوں کے سامنے ہیں۔ انسان کے بننے اور بگڑنے کا دارومدار بڑی حد تک اس کی روزی پر منحصر ہے۔ پاک ہونے کے لیے پاک روزی ضروری ہے۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

۲- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الذَّكَاةِ فِيْ حَالِ الضَّرُوْرَةِ

کسی جانور کو مجبوراً ذبح کرنا

٤٩٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ' أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْ بَنِيْ حَارِثَةَ كَانَ يَرْعٰى لِقْحَةً لَهٗ بِأُحُدٍ فَأَصَابَهَا الْمَوْتُ فَذَكَّاهَا بِشِظَاظٍ' فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ فَكُلُوْهَا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی حارثہ میں سے ایک انصاری اپنی اونٹنی کو احد پہاڑ پر چرا رہا تھا۔ اچانک اونٹنی مرنے لگی تو اس نے ایک دھار والی لکڑی سے اسے ذبح کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں' اسے کھالو۔

٤٩٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ نَافِعٍ' عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ' عَنْ مُعَاذِ ابْنِ سَعْدٍ' أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ' أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعٰى غَنَمًا لَهٗ بِسَلْعٍ' فَأُصِيْبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا' فَذَكَّتْهَا بِحَجَرٍ' فَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا فَكُلُوْهَا.

صحیح البخاری (۵۵۰۵)

معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ سے روایت ہے کہ حضرت کعب بن مالک کی ایک لونڈی سلع پہاڑ پر بکریاں چرا رہی تھی کہ ایک بکری مرنے لگی۔ لونڈی نے اسے ایک پتھر سے ذبح کر دیا۔ پس رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں' اسے کھالو۔

[٥٥١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ' عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ' أَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عربی نصاریٰ کے ذبیحہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اس میں حرج نہیں

ذَبَائِحِ نَصَارَى الْعَرَبِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهَا، وَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدہ:۵۱).

اور یہ آیت پڑھی: ''اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہیں''۔

[۵۵۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ مَا فَرَى الْأَوْدَاجَ فَكُلُوْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ جو چیز رگوں کو کاٹ دے اس کے ذبح کو کھالو۔

وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا ذُبِحَ بِهِ إِذَا بَضَعَ، فَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا اضْطُرِرْتَ إِلَيْهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن میتب فرمایا کرتے: جب تمہیں مجبوری ہو تو جس چیز کے ساتھ ذبح کرو اور وہ کاٹ دے تو کوئی حرج نہیں۔

۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الذَّبِيْحَةِ فِى الذَّكَاةِ

جس ذبیحہ کا کھانا مکروہ ہے

[۵۵۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِىْ مُرَّةَ مَوْلٰى عُقَيْلِ بْنِ أَبِىْ طَالِبٍ، أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ شَاةٍ ذُبِحَتْ، فَتَحَرَّكَ بَعْضُهَا، فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْكُلَهَا، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ إِنَّ الْمَيْتَةَ لَتَتَحَرَّكُ، وَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ.

ابو مرہ نے حضرت ابو ہریرہ سے اس بکری کے بارے میں پوچھا جسے ذبح کر دیا گیا لیکن اس کا کوئی حصہ حرکت کر رہا ہو۔ انہوں نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔ پھر حضرت زید بن ثابت سے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ مردہ بھی حرکت کرتا ہے اور اس سے منع کر دیا۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ شَاةٍ تَرَدَّتْ، فَتَكَسَّرَتْ، فَأَدْرَكَهَا صَاحِبُهَا، فَذَبَحَهَا، فَسَالَ الدَّمُ مِنْهَا وَلَمْ تَتَحَرَّكْ، فَقَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ ذَبَحَهَا، وَنَفَسُهَا يَجْرِىْ وَهِىَ تَطْرِفُ فَلْيَأْكُلْهَا.

امام مالک سے اس بکری کے متعلق پوچھا گیا جو اوپر سے گر پڑی اور اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں۔ مالک نے اسے دیکھ کر ذبح کر دیا، اس سے خون بہا لیکن اس نے حرکت نہیں کی۔ امام مالک نے فرمایا کہ ذبح کے وقت اگر اس کا سانس چل رہا تھا اور پتلیاں پھر رہی تھیں تو اسے کھالو۔

٤- بَابُ ذَكَاةِ مَا فِىْ بَطْنِ الذَّبِيْحَةِ

اگر ذبیحہ کے پیٹ سے بچہ برآمد ہو

[۵۵٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ إِذَا نُحِرَتِ النَّاقَةُ فَذَكَاةُ مَا فِىْ بَطْنِهَا فِىْ ذَكَاتِهَا إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ، فَإِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ ذُبِحَ حَتّٰى يَخْرُجَ الدَّمُ مِنْ جَوْفِهِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ جب اونٹنی کو نحر کر دیا گیا تو اس کے پیٹ کا بچہ بھی پاک ہو گیا جبکہ اس کے اعضا مکمل ہو گئے ہوں اور اس کے بال نکل آئے ہوں۔ اگر بچہ اپنی والدہ کے جسم سے زندہ پیدا ہو تو اسے ذبح کیا جائے تاکہ اس کے پیٹ سے خون جاری ہو جائے۔

[۵۵۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِىِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ ذَكَاةُ مَا فِىْ بَطْنِ الذَّبِيْحَةِ فِىْ ذَكَاةِ أُمِّهِ إِذَا كَانَ قَدْ تَمَّ خَلْقُهُ وَنَبَتَ شَعْرُهُ.

یزید بن عبداللہ بن قسیط لیثی سے روایت ہے کہ سعید بن میتب فرمایا کرتے: ماں کی ذکوٰۃ سے پیٹ کے بچے کی ذکاۃ ہو جاتی ہے جبکہ اس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو اور اس کے بال نکل آئے ہوں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٥- كِتَابُ الصَّيْدِ

شکار کا بیان

١- بَابُ تَرْكِ اَكْلِ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْحَجَرُ

لکڑی یا پتھر سے مارے ہوئے جانور کو نہ کھانا

[٥٥٦] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّهٗ قَالَ رَمَيْتُ طَائِرَيْنِ بِحَجَرٍ، وَاَنَا بِالْجُرُفِ فَاَصَبْتُهُمَا، فَاَمَّا اَحَدُهُمَا، فَمَاتَ، فَطَرَحَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُذَكِّيْهِ بِقَدُوْمٍ، فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُذَكِّيَهٗ، فَطَرَحَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَيْضًا.

نافع کا بیان ہے کہ میں نے جرف کے مقام پر ایک پتھر سے دو چڑیاں شکار کیں۔ پس انہیں لے لیا تو ان میں سے ایک مر گئی تو حضرت عبداللہ بن عمر نے وہ پھینک دی۔ حضرت عبداللہ بن عمر دوسری کو بسولے سے ذبح کرنے کے لیے دوڑے تو ذبح کرنے سے پہلے وہ بھی مر گئی۔ پس حضرت عبداللہ نے وہ بھی پھینک دی۔

[٥٥٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَكْرَهُ مَا قَتَلَ الْمِعْرَاضُ وَالْبُنْدُقَةُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد اسے مکروہ شمار کرتے تھے جس کو لاٹھی یا بندوق سے مارا جائے۔

[٥٥٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَكْرَهُ اَنْ تُقْتَلَ الْاِنْسِيَّةُ بِمَا يُقْتَلُ بِهِ الصَّيْدُ مِنَ الرَّمْيِ وَاَشْبَاهِهٖ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب پالتو جانوروں کو شکار کے مانند تیر وغیرہ سے مارنے کو مکروہ جانتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا اَرٰى بَاْسًا بِمَا اَصَابَ الْمِعْرَاضُ اِذَا خَسَقَ وَبَلَغَ الْمَقَاتِلَ اَنْ يُؤْكَلَ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ (المائدہ: ٩٤) قَالَ فَكُلُّ شَيْءٍ نَالَهُ الْاِنْسَانُ بِيَدِهٖ، اَوْ رُمْحِهٖ، اَوْ بِشَيْءٍ مِنْ سِلَاحِهٖ، فَاَنْفَذَهٗ وَبَلَغَ مَقَاتِلَهٗ، فَهُوَ صَيْدٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

امام مالک نے فرمایا کہ جس لاٹھی میں نوکدار لوہا لگا ہوا ہو اور اس نوک سے جانور زخمی کیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ایمان والو! ضرور اللہ تمہیں آزمائے گا ایسے بعض شکار سے جس تک تمہارا ہاتھ اور نیزے پہنچیں"۔ فرمایا کہ جس چیز تک آدمی کا ہاتھ، برچھی یا کوئی اور ہتھیار پہنچے پس وہ اسے مارے یا قتل کرے تو وہ شکار ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

[٥٥٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اِذَا اَصَابَ الرَّجُلُ الصَّيْدَ فَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ مِنْ مَاءٍ، اَوْ كَلْبٍ غَيْرِ مُعَلَّمٍ لَمْ يُؤْكَلْ ذٰلِكَ الصَّيْدُ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ سَهْمُ الرَّامِيْ قَدْ قَتَلَهٗ، اَوْ بَلَغَ مَقَاتِلَ الصَّيْدِ حَتّٰى لَا يَشُكَّ اَحَدٌ فِيْ اَنَّهٗ هُوَ قَتَلَهٗ، وَاَنَّهٗ لَا يَكُوْنُ لِلصَّيْدِ حَيَاةٌ بَعْدَهٗ.

امام مالک نے اہلِ علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی نے کسی شکار کو زخمی کیا، پھر کسی دوسری چیز نے بھی اس پر مدد کی جیسے پانی یا بغیر سکھائے ہوئے کتے نے تو وہ شکار نہیں کھایا جائے گا۔ ماسوائے اس صورت کے کہ یہ یقین ہو کہ شکار تیر مارنے والے کے تیر سے مرا ہے اور کسی کو بھی اس میں شک نہ رہے کہ اسی نے قتل کیا ہے اور اس کے بعد شکار زندہ نہ رہا ہو۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ لَا بَاْسَ بِاَكْلِ الصَّيْدِ،

میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس شکار کے

وَاِنْ غَابَ عَنْكَ مَصْرَعُهُ اِذَا وَجَدْتَ بِهِ اَثَرًا مِنْ كَلْبِكَ ، اَوْ كَانَ بِهِ سَهْمُكَ مَا لَمْ يَبِتْ ، فَاِذَا بَاتَ ، فَاِنَّهُ يُكْرَهُ اَكْلُهُ.

کھانے میں کوئی حرج نہیں جو تمہارا زخم کھا کر غائب ہو جائے اور جب تمہیں ملے تو تمہارے کتے یا تیر کا اس پر نشان ہو جبکہ رات نہ گزرے اور اگر رات گزر گئی تو اس کا کھانا مکروہ ہے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَيْدِ الْمُعَلَّمَاتِ

سدھائے ہوئے جانوروں کے ذریعے شکار کرنا

[٥٦٠] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ كُلْ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ اِنْ قَتَلَ ، وَاِنْ لَمْ يَقْتُلْ.

نافع سے روایت ہے کہ سدھائے ہوئے کتے کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے: اس جانور کو کھا لو جسے تمہارے لیے شکار کیا ہو' خواہ جان سے مار دیا ہو یا نہ مارا ہو۔

[٥٦١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ سَمِعَ نَافِعًا يَقُوْلُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاِنْ اَكَلَ وَاِنْ لَمْ يَاْكُلْ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا: خواہ اس میں سے کھا لیا ہو یا نہ کھایا ہو۔

[٥٦٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ اِذَا قَتَلَ الصَّيْدَ ، فَقَالَ سَعْدٌ كُلْ وَاِنْ لَمْ تَبْقَ اِلَّا بَضْعَةٌ وَاحِدَةٌ.

امام مالک کو حضرت سعد بن ابی وقاص کی یہ بات پہنچی کہ جب ان سے سدھائے ہوئے کتے کے متعلق پوچھا گیا کہ جب کتا شکار کو مار دے تو؟ سعد نے فرمایا کہ اسے کھا لو اگرچہ اس میں سے ایک بوٹی ہی باقی بچی ہو۔

[٥٦٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلَ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْبَازِيْ ، وَالْعُقَابِ ، وَالصَّقْرِ ، وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ اِذَا كَانَ يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِ مَا قَتَلَتْ مِمَّا صَادَتْ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلٰى اِرْسَالِهَا.

امام مالک نے بعض اہل علم حضرات کو فرماتے ہوئے سنا کہ باز' عقاب یا صقر وغیرہ جانور کو کتے کی طرح سدھا لیا جائے تو اس کے قتل کیے ہوئے جانور کو کھانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اسی نے شکار کیا اور اسے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الَّذِيْ يَتَخَلَّصُ الصَّيْدَ مِنْ مَخَالِبِ الْبَازِيْ ، اَوْ مِنَ الْكَلْبِ ، ثُمَّ يَتَرَبَّصُ بِهِ فَيَمُوْتُ اَنَّهُ لَا يَحِلُّ اَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہ میں نے جھوٹ سنا کہ جو شکار باز یا کتے سے چھوٹ کر مر جائے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَا قُدِرَ عَلٰى ذَبْحِهِ وَهُوَ فِيْ مَخَالِبِ الْبَازِيْ ، اَوْ فِي الْكَلْبِ ، فَيَتْرُكُهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى ذَبْحِهِ حَتّٰى يَقْتُلَهُ الْبَازِيْ ، اَوِ الْكَلْبُ فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ اَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ذبح کرنے پر قدرت پالی جبکہ وہ باز کے پنجے یا کتے کے منہ میں تھا' پھر اسے رہنے دیا حالانکہ وہ اس کے ذبح کرنے پر قادر تھا یہاں تک کہ باز یا کتے نے اسے جان سے مار دیا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الَّذِيْ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَنَالُهُ وَهُوَ حَيٌّ ، فَيُفَرِّطُ فِيْ ذَبْحِهِ حَتّٰى يَمُوْتَ ، فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ اَكْلُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جس جانور کو تیر مارا' پھر اسے زندہ پایا اور ذبح کرنے میں دیر کی یہاں تک کہ وہ مر گیا تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا اَرْسَلَ كَلْبَ الْمَجُوْسِيِّ الضَّارِيْ فَصَادَ اَوْ

امام مالک نے فرمایا کہ اس بات پر ہم سب متفق ہیں کہ اگر مسلمان کسی مجوسی یا موذی کے سدھائے ہوئے کتے کو شکار پر

قَالَ: إِنَّهُ إِذَا كَانَ مُعَلَّمًا فَأَكْلُ ذٰلِكَ الصَّيْدِ حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ لَمْ يُذَكِّهِ الْمُسْلِمُ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ الْمُسْلِمِ يَذْبَحُ بِشَفْرَةِ الْمَجُوسِيِّ، أَوْ يَرْمِي بِقَوْسِهِ، أَوْ بِنَبْلِهِ، فَيَقْتُلُ بِهَا فَصَيْدُهُ ذٰلِكَ، وَذَبِيحَتُهُ حَلَالٌ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ، وَإِذَا أَرْسَلَ الْمَجُوسِيُّ كَلْبَ الْمُسْلِمِ الضَّارِي عَلٰى صَيْدٍ، فَأَخَذَهُ فَإِنَّهُ لَا يُؤْكَلُ ذٰلِكَ الصَّيْدُ إِلَّا أَنْ يُذَكّٰى، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ قَوْسِ الْمُسْلِمِ وَنَبْلِهِ يَأْخُذُهَا الْمَجُوسِيُّ فَيَرْمِي بِهَا الصَّيْدَ فَيَقْتُلُهُ، وَبِمَنْزِلَةِ شَفْرَةِ الْمُسْلِمِ يَذْبَحُ بِهَا الْمَجُوسِيُّ، فَلَا يَحِلُّ أَكْلُ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ.

چھوڑے اور وہ شکار مارے تو اس کا کھانا جائز ہے کوئی حرج نہیں اگرچہ مسلمان نے اسے ذبح نہیں کیا اور اس کی مثال اس مسلمان جیسی ہے جو کسی مجوسی کی چھری سے ذبح کرے یا اس کی کمان یا برچھی سے شکار کرے تو وہ شکار اور اس سے ذبح کیا ہوا حلال ہے اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور جب مجوسی نے مسلمان کے کتے کو شکار پر چھوڑا اور اس نے پکڑ لیا تو اس شکار سے نہیں کھایا جائے گا مگر یہ کہ اسے ذبح کر لیا جائے اور اس کی مثال مسلمان کے کمان و تیر جیسی ہے کہ اسے لے کر مجوسی شکار مارے اور مسلمان کی چھری سے جسے مجوسی ذبح کرے تو اس میں سے ذرا سا بھی کھا لینا حلال نہیں۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي صَيْدِ الْبَحْرِ

دریائی شکار کا بیان

[٥٦٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ، فَنَهَاهُ عَنْ أَكْلِهِ.

قَالَ نَافِعٌ ثُمَّ انْقَلَبَ عَبْدُ اللّٰهِ فَدَعَا بِالْمُصْحَفِ فَقَرَأَ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ (المائدة:٩٦) قَالَ نَافِعٌ فَأَرْسَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَكْلِهِ.

عبد الرحمٰن بن ابو ہریرہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ جس جانور کو دریا پھینک دے؟ انہوں نے اس کے کھانے سے منع فرمایا۔

نافع کا بیان ہے کہ پھر حضرت عبد اللہ واپس گئے قرآن مجید منگوایا اور پڑھا: ''تمہارے لیے دریائی شکار اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے''۔ نافع نے کہا تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے مجھے عبد الرحمٰن بن ابو ہریرہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

[٥٦٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ سَعْدٍ الْجَارِيِّ مَوْلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ الْحِيتَانِ يَقْتُلُ بَعْضُهَا بَعْضًا، أَوْ تَمُوتُ صَرَدًا فَقَالَ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ. قَالَ سَعْدٌ ثُمَّ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

سعد الجاری سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان مچھلیوں کے بارے میں پوچھا جو ایک دوسری کو کھا جاتی ہیں یا سردی سے مر جاتی ہیں؟ فرمایا کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

[٥٦٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بِمَا لَفَظَ الْبَحْرُ بَأْسًا.

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن ثابت دونوں حضرات اس مچھلی کو کھانے میں کوئی حرج محسوس نہ کرتے جس کو دریا نے پھینکا ہو۔

[٥٦٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ نَاسًا مِنْ أَهْلِ

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ جار کے کچھ باشندے آئے اور انہوں نے مروان بن حکم سے دریا کے پھینکے

الْجَارِ قَدِمُوْا ، فَسَالُوْا مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ عَمَّا لَفَظَ الْبَحْرُ فَقَالَ لَيْسَ بِهِ بَاْسٌ ، وَقَالَ اذْهَبُوْا إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ ، فَاسْأَلُوْهُمَا عَنْ ذٰلِكَ ، ثُمَّ ائْتُوْنِي ، فَأَخْبِرُوْنِي مَاذَا يَقُوْلَانِ؟ فَأَتَوْهُمَا ، فَسَأَلُوْهُمَا ، فَقَالَا لَا بَاْسَ بِهِ ، فَأَتَوْا مَرْوَانَ ، فَأَخْبَرُوْهُ ، فَقَالَ مَرْوَانُ قَدْ قُلْتُ لَكُمْ.

ہوئے شکار کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور کہا کہ تم حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ کی خدمت میں جاؤ اور ان دونوں سے اس بارے میں پوچھو۔ پھر مجھے بھی آ کر بتانا کہ ان دونوں حضرات نے کیا فرمایا۔ پس وہ ان دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ پس وہ مروان کے پاس آئے اور انہیں بتایا' مروان نے کہا کہ میں نے بھی تم سے یہی کہا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِاَكْلِ الْحِيْتَانِ يَصِيْدُهَا الْمَجُوْسِيُّ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الْبَحْرِ هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحِلُّ مَيْتَتُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ان مچھلیوں کے کھانے میں کوئی حرج نہیں جن کو مجوسیوں نے شکار کیا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے سمندر کے بارے میں فرمایا کہ اس کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا اُكِلَ ذٰلِكَ مَيْتًا ، فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ صَادَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب یہ مردہ کھانا بھی حلال ہے تو کسی کے شکار کرنے سے کیا نقصان ہوگا۔

٤- بَابُ تَحْرِيْمِ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

دانتوں والے ہر درندے کا حرام ہونا

٤٩٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ ، عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ. صحیح البخاری (۵۵۳۰) صحیح مسلم (٤٩٦٥ تا ٤٩٦٧)

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دانتوں سے پھاڑ کھانے والے ہر درندے کا کھانا حرام ہے۔

٤٩٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ حَكِيْمٍ ، عَنْ عَبِيْدَةَ بْنِ سُفْيَانَ الْحَضْرَمِيِّ ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَكْلُ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ حَرَامٌ. قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.
صحیح مسلم (٤٩٦٩)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دانتوں سے پھاڑ کر کھانے والے ہر درندے کا کھانا حرام ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٥- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ اَكْلِ الدَّوَابِّ

جن جانوروں کا کھانا مکروہ ہے

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الْخَيْلِ ، وَالْبِغَالِ ، وَالْحَمِيْرِ ، اَنَّهَا لَا تُؤْكَلُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾ (النحل: ۸) وَقَالَ تَبَارَكَ وَ

یحیٰی نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ گھوڑے' خچر اور گدھے کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ انہیں نہ کھایا جائے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے'' اور مویشیوں کے

تَعَالَى فِي الْأَنْعَامِ ﴿لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ﴾ (غافر:۷۹) وَقَالَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى ﴿لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ (الحج:۳۴) ﴿فَكُلُوْا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ﴾ (الحج:۳۶).

بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: "کسی پر سوار ہو اور کسی کا گوشت کھاؤ" اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: "اللہ کا نام لیں اس کے دیئے ہوئے بے زبان چوپایوں پر" نیز فرمایا: "تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ"۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ أَنَّ الْبَائِسَ. هُوَ الْفَقِيْرُ، وَأَنَّ الْمُعْتَرَّ هُوَ الزَّائِرُ. قَالَ مَالِكٌ فَذَكَرَ اللّٰهُ الْخَيْلَ، وَالْبِغَالَ، وَالْحَمِيْرَ لِلرُّكُوْبِ، وَالزِّيْنَةِ، وَذَكَرَ الْأَنْعَامَ لِلرُّكُوْبِ وَالْأَكْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ "البائس" تو فقیر کو کہتے ہیں اور "المعتر" بھیک مانگنے والا۔ امام مالک نے فرمایا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو سواری اور زینت کے لیے بنایا ہے اور دوسرے چوپایوں کو سواری اور کھانے کے لیے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْقَانِعُ هُوَ الْفَقِيْرُ أَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ "القانع" بھی فقیر کو کہتے ہیں۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

مردار کی کھال کا بیان

٤٩٨- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ مَيْتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ أَفَلَا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا؟ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا مَيْتَةٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّمَا حَرَمَ أَكْلُهَا.

صحیح البخاری (۱٤۹۲) صحیح مسلم (۸۰٤تا۸۰٦۔۸۰۸)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے جو حضرت میمونہ ام المؤمنین کے غلام کو دی گئی تھی۔ فرمایا کہ اس کی کھال کو کیوں کام میں نہ لائے؟ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کھانا ہی تو حرام ہے۔

٤٩٩- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ.

صحیح مسلم (۸۱۰تا۸۱۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کھال کی دباغت کر لی جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

٥٠٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أَنْ يُسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ إِذَا دُبِغَتْ.

سنن ابو داؤد (٤١٢٤) سنن ترمذی (۱۷۲۸) سنن نسائی (٤٢٦٣) سنن ابن ماجہ (٣٦١٢)

محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان کی والدۂ ماجدہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ مردار کی کھال سے دباغت کے بعد فائدہ اٹھانا چاہیے۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يُضْطَرُّ إِلَى أَكْلِ الْمَيْتَةِ

جو مردار کھانے پر مجبور ہو جائے

حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ، عَنْ مَالِکٍ ، اَنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِی الرَّجُلِ یُضْطَرُّ اِلَی الْمَیْتَةِ ، اَنَّهٗ یَاْکُلُ مِنْهَا حَتّٰی یَشْبَعَ ، وَیَتَزَوَّدَ مِنْهَا ، فَاِنْ وَجَدَ عَنْهَا غِنًی طَرَحَهَا.

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ بہتر بات جو میں نے اس شخص کے بارے میں سنی جو مردار کھانے پر مجبور ہو جائے' یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھالے اور کچھ رکھ چھوڑے۔ اگر حلال روزی مل جائے تو اسے پھینک دے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنِ الرَّجُلِ یُضْطَرُّ اِلَی الْمَیْتَةِ اَیَاْکُلُ مِنْهَا وَهُوَ یَجِدُ ثَمَرَ الْقَوْمِ ، اَوْ زَرْعًا ، اَوْ غَنَمًا بِمَکَانِهٖ ذٰلِکَ؟ قَالَ مَالِکٌ اِنْ ظَنَّ اَنَّ اَهْلَ ذٰلِکَ الثَّمَرِ ، اَوِ الزَّرْعِ ، اَوِ الْغَنَمِ یُصَدِّقُوْنَهٗ بِضَرُوْرَتِهٖ حَتّٰی لَا یُعَدَّ سَارِقًا ، فَتُقْطَعَ یَدُهٗ رَاَیْتُ اَنْ یَاْکُلَ مِنْ اَیِّ ذٰلِکَ وَجَدَ مَا یَرُدُّ جُوْعَهٗ ، وَلَا یَحْمِلُ مِنْهُ شَیْئًا ، وَذٰلِکَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَاْکُلَ الْمَیْتَةَ ، وَاِنْ هُوَ خَشِیَ اَنْ لَا یُصَدِّقُوْهُ ، وَاَنْ یُعَدَّ سَارِقًا بِمَا اَصَابَ مِنْ ذٰلِکَ ، فَاِنَّ اَکْلَ الْمَیْتَةِ خَیْرٌ لَهٗ عِنْدِیْ ، وَلَهٗ فِیْ اَکْلِ الْمَیْتَةِ عَلٰی هٰذَا الْوَجْهِ سَعَةٌ ، مَعَ اَنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَعْدُوَ عَادٍ مِمَّنْ لَمْ یُضْطَرَّ اِلَی الْمَیْتَةِ یُرِیْدُ اسْتِجَازَةَ اَخْذِ اَمْوَالِ النَّاسِ ، وَزُرُوْعِهِمْ ، وَثِمَارِهِمْ بِذٰلِکَ بِدُوْنِ اضْطِرَارٍ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو مردار کھانے پر مجبور ہو جائے کہ اگر اسے کسی کے پھل' کھیتی یا بکری وغیرہ ملیں تو مردار کی جگہ انہیں کھالے یا نہیں؟ امام مالک نے فرمایا کہ اگر پھلوں' کھیتی یا بکریوں کا مالک اس کے اضطرار (مجبوری) کو محسوس کرلے گا اور اسے چور شمار کر کے ہاتھ نہیں کٹوائے گا تو جو چیز پائی ہے اسے کھا کر اپنی بھوک بجھالے اور جمع کر کے نہ رکھے اور یہ مجھے مردار کھانے سے زیادہ پسند ہے اور اگر یہ خدشہ ہو کہ وہ اسے سچا نہیں سمجھے گا اور اس حرکت کے باعث اسے چور شمار کرے گا تو اس حالت میں میرے نزدیک اس کا مردار کو کھالینا بہتر ہے اور اس وجہ سے اس کے لیے مردار کھانے کی گنجائش ہے' کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ جو مردار کھانے پر مجبور نہیں ہوگا اسے بھی لوگوں کے مال' کھیتیاں اور پھل کھانے کی اجازت مل جائے گی' حالانکہ انہیں کوئی مجبوری نہ ہوگی۔

قَالَ مَالِکٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے سنا یہ بہتر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۶- کِتَابُ الْعَقِیْقَةِ

عقیقہ کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْعَقِیْقَةِ

عقیقے کے متعلق روایات

۱۰۵- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ، عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِیْ ضَمْرَةَ ، عَنْ اَبِیْهِ ، اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْعَقِیْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ ، وَکَاَنَّهٗ اِنَّمَا کَرِهَ الْاِسْمَ.

وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ ، فَاَحَبَّ اَنْ یَنْسُکَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْیَفْعَلْ. سنن ابوداود (۲۸۴۲) سنن نسائی (۴۲۲۳)

بنی ضمرہ کے ایک آدمی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: کہ میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا گویا اس نام کو ناپسند فرمایا۔

اور فرمایا کہ جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ف

ف: بچے کا عقیقہ کرنا مستحب ہے۔ فرض یا واجب نہیں ہے کہ اسے ضروری سمجھا جائے۔ صاحب استطاعت کرے تو اچھا ہے' ثواب پائے گا' لیکن قرض لے کر کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور لڑکے کی طرف سے دو ہوں۔ کچا گوشت تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر کھلا دیا جائے' جو ممکن ہو اور آسانی کرلیا جائے وہ بہتر ہے۔ عقیقے کے گوشت سے گھر والے

بھی کھا سکتے ہیں اور بچے کے تمام رشتہ دار کھا سکتے ہیں۔ کسی کے لیے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا اور اس جانور کا خون بچے کے جسم سے لگانا جہالت کی رسمیں اور بے ہودہ خیالات ہیں جن سے اجتناب واحتراز ضروری ہے۔ عقیقہ اور عقوق (والدین کی نافرمانی) کا مادہ چونکہ ایک ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عقوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے عقیقہ ناپسند ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٥٦٨] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَیْنٍ، وَزَیْنَبَ وَاُمِّ کُلْثُوْمٍ، فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَةِ ذٰلِکَ فِضَّةً.

امام محمد باقر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن، امام حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم کے بال اتروا کر ان کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔

[٥٦٩] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ اَنَّهٗ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَعَرَ حَسَنٍ وَحُسَیْنٍ، فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهٖ فِضَّةً.

محمد بن علی بن حسین (امام محمد باقر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ نے امام حسن اور امام حسین کے بالوں کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔ ف

ف: عقیقے کے بارے میں حضرت عائشہ، حضرت ام کرز، حضرت بریدہ، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت سلمان بن عامر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت آئی ہے۔ حضرت سمرہ کی روایت میں ہے کہ عقیقہ کرنے تک گویا بچہ گروی رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کرے۔ اس کا نام رکھے اور اس کا سر منڈائے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، نسائی) امام محمد باقر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور بالوں کے برابر چاندی خیرات کی جو ایک درہم یا اس سے کم تھی (ترمذی) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ ایک ایک مینڈھے سے کیا (ابوداؤد) لیکن ان سے ہی یہ بھی روایت ہے کہ دو دو مینڈھوں سے کیا (نسائی) عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے اور اسے بچے کی طرف سے قربانی کہیں تو بہتر ہے (ابوداؤد، نسائی) نیز رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں بوقت ولادت نماز جیسی اذان کہی تھی۔ چونکہ اس سے شیطان بھاگ جاتا ہے، بچے کے کان میں اس وقت اذان کہنا سنت ہے۔ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے اور مستحب ہے کہ بچے کے کان میں یہ بھی کہہ دیا جائے: "واعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم"۔ (ترمذی، ابوداؤد) واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ الْعَمَلِ فِی الْعَقِیْقَةِ

عقیقے کا طریقہ

[٥٧٠] اثر- حَدَّثَنِی یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمْ یَکُنْ یَسْاَلُهٗ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِهٖ عَقِیْقَةً اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهَا، وَکَانَ یَعُقُّ عَنْ وَلَدِهٖ بِشَاةٍ شَاةٍ عَنِ الذُّکُوْرِ وَالْاِنَاثِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے جب ان کے کسی بچے کے عقیقے کی بابت کہا جاتا تو اپنے ہر بچے کے عقیقے میں خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ایک بکری دیا کرتے تھے۔

[٥٧١] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ الْحَارِثِ

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے ہوئے سنا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ

التَّيْمِيِّ ' اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي يَسْتَحِبُّ الْعَقِيقَةَ وَلَوْ بِعُصْفُوْرٍ.

ایک چڑیا ہی کیوں نہ دی جائے۔

۵۰۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّهُ عُقَّ عَنْ حَسَنٍ وَ حُسَيْنٍ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ.

سنن ابوداؤد (۲۸۳۱) سنن نسائی (٤٢٢٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی نے اپنے صاحبزادے امام حسن اور امام حسین کا عقیقہ کیا۔

[۵۷۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' اَنَّ اَبَاهُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَعُقُّ عَنْ بَنِيْهِ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ ' بِشَاةٍ شَاةٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ ان کے والد ماجد عروہ بن زبیر اپنے ہر لڑکے اور لڑکی کی طرف سے ایک ایک بکری کا عقیقہ کیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَقِيقَةِ اَنَّ مَنْ عَقَّ ' فَاِنَّمَا يَعُقُّ عَنْ وَلَدِهِ بِشَاةٍ شَاةٍ الذُّكُوْرِ وَالْاِنَاثِ ' وَلَيْسَتِ الْعَقِيقَةُ بِوَاجِبَةٍ ' وَلٰكِنَّهَا يُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ بِهَا ' وَهِيَ مِنَ الْاَمْرِ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا ' فَمَنْ عَقَّ عَنْ وَلَدِهِ ' فَاِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النُّسُكِ. وَالضَّحَايَا لَا يَجُوْزُ فِيْهَا عَوْرَاءُ ' وَلَا عَجْفَاءُ ' وَلَا مَكْسُوْرَةٌ ' وَلَا مَرِيْضَةٌ ' وَلَا يُبَاعُ مِنْ لَحْمِهَا شَيْءٌ وَلَا جِلْدُهَا ' وَيُكْسَرُ عِظَامُهَا ' وَيَاْكُلُ اَهْلُهَا مِنْ لَحْمِهَا ' وَيَتَصَدَّقُوْنَ مِنْهَا ' وَلَا يُمَسُّ الصَّبِيُّ بِشَيْءٍ مِنْ دَمِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ عقیقہ میں ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جو اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو ایک ایک بکری سے کرے اور عقیقہ واجب نہیں بلکہ یہ ایک مستحب عمل ہے اور یہ ایسا کام ہے جس کو لوگ ہمیشہ سے کرتے آرہے ہیں۔ جو اپنی اولاد کا عقیقہ کرے تو جانور قربانی جیسا ہو کیونکہ کانے' دبلے' سینگ ٹوٹے اور بیمار جانور کا عقیقہ درست نہیں ہے اور اس کے گوشت میں سے ذرا سا بھی فروخت نہ کرے اور نہ اس کی کھال بیچے اور اس کی ہڈی توڑ سکتا ہے اور عقیقہ دینے والا بھی اس کا گوشت کھا سکتا ہے اور اس میں سے خیرات کرے اور بچے کو اس جانور کا خون نہ لگایا جائے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۷- كِتَابُ الْفَرَائِضِ

فرائض کا بیان

۱- بَابُ مِيْرَاثِ الصُّلْبِ

اولاد کی میراث کا بیان

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا ' وَالَّذِيْ اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا فِيْ فَرَائِضِ الْمَوَارِيْثِ ' اَنَّ مِيْرَاثَ الْوَلَدِ مِنْ وَالِدِهِمْ ' اَوْ وَالِدَتِهِمْ اَنَّهُ اِذَا تُوُفِّيَ الْاَبُ ' اَوِ الْاُمُّ ' وَتَرَكَا وَلَدًا رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ' فَاِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ ' فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ' وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ' فَاِنْ شَرِكَهُمْ اَحَدٌ بِفَرِيْضَةٍ مُسَمَّاةٍ ' وَكَانَ فِيْهِمْ ذَكَرٌ بُدِيَ بِفَرِيْضَةِ مَنْ شَرِكَهُمْ ' وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ بَيْنَهُمْ عَلٰى قَدْرِ مَوَارِيْثِهِمْ. وَمَنْزِلَةُ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ الذُّكُوْرِ اِذَا لَمْ يَكُنْ وَلَدٌ كَمَنْزِلَةِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے میت کی میراث کے بارے میں جو والد یا والدہ نے بچوں کے لئے چھوڑی جب ماں یا باپ فوت ہو جائے اور پیچھے بیٹے اور بیٹیاں چھوڑیں تو ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اگر بیٹیاں دو سے زیادہ ہوں تو میراث میں ان کا حصہ دو تہائی اور ایک ہو تو نصف ملے گا۔ اگر ذوی الفروض میں سے کوئی شریک ہو اور وہ مرد ہوں تو ان سے ابتداء کی جائے گی اور جو بچے گا وہ بعد میں حصے کے مطابق اولاد میں تقسیم ہو گا۔ اگر بیٹا نہ ہو تو پوتے بھی بیٹے کی جگہ ہیں۔ پوتے بیٹوں کی جگہ اور پوتیاں بہنوں کی جگہ۔ یہ ان کی طرح میراث پائیں گے اور

الْوَلَدِ سَوَاءٌ ذُكُورُهُمْ كَذُكُورِهِمْ وَإِنَاثُهُمْ كَإِنَاثِهِمْ ، يَرِثُونَ كَمَا يَرِثُونَ وَيَحْجُبُونَ كَمَا يَحْجُبُونَ ، فَإِنِ اجْتَمَعَ الْوَلَدُ لِلصُّلْبِ وَوَلَدُ الِابْنِ ، وَكَانَ فِي الْوَلَدِ لِلصُّلْبِ ذَكَرٌ فَإِنَّهُ لَا مِيرَاثَ مَعَهُ لِأَحَدٍ مِنْ وَلَدِ الِابْنِ ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْوَلَدِ لِلصُّلْبِ ذَكَرٌ ، وَكَانَتَا ابْنَتَيْنِ فَأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْبَنَاتِ لِلصُّلْبِ ، فَإِنَّهُ لَا مِيرَاثَ لِبَنَاتِ الِابْنِ مَعَهُنَّ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَعَ بَنَاتِ الِابْنِ ذَكَرٌ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفّٰى بِمَنْزِلَتِهِنَّ ، أَوْ هُوَ أَطْرَفُ مِنْهُنَّ ، فَإِنَّهُ يَرُدُّ عَلٰى مَنْ هُوَ بِمَنْزِلَتِهِ ، وَمَنْ هُوَ فَوْقَهُ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ فَضْلًا إِنْ فَضَلَ ، فَيَقْتَسِمُونَهُ بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ ، وَإِنْ لَمْ يَكُنِ الْوَلَدُ لِلصُّلْبِ إِلَّا ابْنَةٌ وَاحِدَةٌ ، فَلَهَا النِّصْفُ وَلِابْنَةِ ابْنِهِ وَاحِدَةً كَانَتْ ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ مِمَّنْ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفّٰى بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ السُّدُسُ ، فَإِنْ كَانَ مَعَ بَنَاتِ الِابْنِ ذَكَرٌ هُوَ مِنَ الْمُتَوَفّٰى بِمَنْزِلَتِهِنَّ ، فَلَا فَرِيضَةَ وَلَا سُدُسَ لَهُنَّ ، وَلٰكِنْ إِنْ فَضَلَ بَعْدَ فَرَائِضِ أَهْلِ الْفَرَائِضِ فَضْلٌ ، كَانَ ذٰلِكَ الْفَضْلُ لِذٰلِكَ الذَّكَرِ وَلِمَنْ هُوَ بِمَنْزِلَتِهِ وَمَنْ فَوْقَهُ مِنْ بَنَاتِ الْأَبْنَاءِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ، وَلَيْسَ لِمَنْ هُوَ أَطْرَفُ مِنْهُمْ شَيْءٌ ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ﴾ (النساء: ۱۱).

قَالَ مَالِكٌ الْأَطْرَفُ هُوَ الْأَبْعَدُ.

ان کی طرح محروم ہوں گے۔ اگر بیٹا اور پوتا دونوں جمع ہو جائیں تو صلبی بیٹے کی موجودگی میں کسی پوتے کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر صلبی بیٹا نہ ہو بلکہ دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو بیٹیوں کی موجودگی میں پوتیوں کا حصہ نہیں ہے مگر جبکہ پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی ہو' جو متوفی کے لیے ان کی جگہ یا ان سے دور ہوں تو مال اگر باقی بچا تو وہ ایسی پوتیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا اور مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ اگر کچھ نہیں بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اگر بیٹے کی صرف ایک صلبی بیٹی ہو تو اس کو نصف ملے گا اور پوتی خواہ ایک ہو یا زیادہ جو بیٹوں کی بیٹیاں ہوں تو متوفی کے لیے وہ ایک کی جگہ ہیں اور چھٹا حصہ پائیں گی۔ اگر پوتیوں کے ساتھ پوتا بھی ہو تو متوفی کے لئے وہ انہیں کی جگہ ہے۔ اب انہیں چھٹا حصہ نہیں ملے گا بلکہ اہلِ فرائض کو تقسیم کرنے کے بعد جو بچے گا وہ اس پوتے کو ملے گا اور جو اس کی جگہ ہو۔ پوتیاں اگر زیادہ ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اور دور والے کے لئے کچھ نہیں۔ اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

''اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں کہ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کا دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا''۔

امام مالک نے فرمایا کہ'' الاطرف ''دور والے مراد ہیں۔

۲- بَابُ مِيرَاثِ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ مِنْ زَوْجِهَا

میاں بیوی کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ وَمِيرَاثُ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ إِذَا لَمْ تَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ مِنْهُ ، أَوْ مِنْ غَيْرِهِ النِّصْفُ ، فَإِنْ تَرَكَتْ وَلَدًا ، أَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى ،

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی کو اس کی بیوی کی میراث سے نصف ملے گا جبکہ اس نے بیٹا یا بیٹے کی اولاد وغیرہ نہ چھوڑی ہو۔ اگر اس نے بیٹا چھوڑا ہو یا بیٹے کی اولاد جو خواہ لڑکے ہوں یا

فَلِزَوْجِهَا الرُّبُعُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ ' وَمِيْرَاثُ الْمَرْاَةِ مِنْ زَوْجِهَا اِذَا لَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ الرُّبُعُ. فَاِنْ تَرَكَ وَلَدًا ' اَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى ' فَلِامْرَاَتِهِ الثُّمُنُ. مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ ' وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَا اَوْ دَيْنٍ﴾ (النساء: ۱۱).

لڑکیاں تو خاوند کو وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد چوتھائی حصہ ملے گا۔ اور عورت کو اس کے خاوند کی میراث سے جبکہ اس نے بیٹے پوتے نہ چھوڑے ہوں چوتھائی ملے گی۔ اگر بیٹا یا بیٹے کی اولاد چھوڑی جو لڑکے ہوں یا لڑکیاں تو بیوی کا آٹھواں حصہ وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور تمہاری بیویاں جو چھوڑ جائیں اس میں تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو' پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور قرض نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو' پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں آٹھواں ہے جو وصیت تم کر جاؤ اور قرضہ نکال کر"۔

۳- بَابُ مِيْرَاثِ الْاَبِ وَالْاُمِّ مِنْ وَلَدِهِمَا

صاحب اولاد ماں باپ کی میراث

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ ' وَالَّذِيْ اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا اَنَّ مِيْرَاثَ الْاَبِ مِنِ ابْنِهٖ ' اَوِ ابْنَتِهٖ اَنَّهٗ اِنْ تَرَكَ الْمُتَوَفّٰى وَلَدًا ' اَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا ' فَاِنَّهٗ يُفْرَضُ لِلْاَبِ السُّدُسُ فَرِيْضَةً ' فَاِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفّٰى وَلَدًا وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا ' فَاِنَّهٗ يُبْدَاُ بِمَنْ شَرَّكَ الْاَبَ مِنْ اَهْلِ الْفَرَائِضِ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ ' فَاِنْ فَضَلَ مِنَ الْمَالِ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهٗ كَانَ لِلْاَبِ ' وَاِنْ لَمْ يَفْضُلْ عَنْهُمُ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهٗ فُرِضَ لِلْاَبِ السُّدُسُ فَرِيْضَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ باپ کی میراث بیٹا یا پوتے سے' اگر متوفی نے بیٹا یا پوتا چھوڑا تو باپ کو چھٹا حصہ۔ اگر متوفی نے بیٹا یا پوتا نہیں چھوڑا تو باپ سے تعلق رکھنے والے جتنے ذوی الفروض ہیں پہلے ان کے حصے دیئے جائیں گے۔ اگر چھٹا حصہ بچا یا زیادہ تو وہ باپ کا ہوگا۔ اگر ان سے چھٹا حصہ یا اس سے زیادہ نہ بچا تو باپ کو چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

وَمِيْرَاثُ الْاُمِّ مِنْ وَلَدِهَا اِذَا تُوُفِّيَ ابْنُهَا اَوِ ابْنَتُهَا ' فَتَرَكَ الْمُتَوَفّٰى وَلَدًا ' اَوْ وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ ' اَوْ اُنْثٰى اَوْ تَرَكَ مِنَ الْاِخْوَةِ اثْنَيْنِ فَصَاعِدًا ذُكُوْرًا كَانُوْا اَوْ اِنَاثًا ' مِنْ اَبٍ وَاُمٍّ ' اَوْ مِنْ اَبٍ ' اَوْ مِنْ اُمٍّ ' فَالسُّدُسُ لَهَا.

والدہ کو اس کے بیٹے کی میراث جبکہ متوفی کا بیٹا یا بیٹی ہو۔ پس متوفی نے بیٹا یا بیٹے کی اولاد لڑکے یا لڑکیاں چھوڑیں یا بھائی کے دو بچے چھوڑے خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں' جو ماں اور باپ دونوں سے ہوں یا صرف باپ سے یا صرف ماں سے تو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے۔

وَاِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفّٰى وَلَدًا ' وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ' وَلَا اثْنَيْنِ مِنَ الْاِخْوَةِ فَصَاعِدًا ' فَاِنَّ لِلْاُمِّ الثُّلُثَ كَامِلًا اِلَّا فِيْ فَرِيْضَتَيْنِ فَقَطْ.

اور متوفی نے اگر کوئی بیٹا یا پوتا نہیں چھوڑا اور نہ دو بھائی یا بہنیں تو ماں کو پورا تہائی ملے گا ماسوائے دو صورتوں کے۔

وَاِحْدَى الْفَرِيْضَتَيْنِ اَنْ يُّتَوَفّٰى رَجُلٌ ' وَيَتْرُكَ امْرَاَتَهٗ ' وَاَبَوَيْهِ فَلِامْرَاَتِهِ الرُّبُعُ ' وَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ ' وَهُوَ الرُّبُعُ مِنْ رَّاْسِ الْمَالِ.

وَالْاُخْرٰى اَنْ تُتَوَفّٰى امْرَاَةٌ ' وَتَتْرُكَ زَوْجَهَا ' وَاَبَوَيْهَا ' فَيَكُوْنُ لِزَوْجِهَا النِّصْفُ ' وَلِاُمِّهَا الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ ' وَهُوَ السُّدُسُ مِنْ رَّاْسِ الْمَالِ.

وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوَاهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ﴾ (النساء:۱۱) فَمَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْاِخْوَةَ اثْنَانِ فَصَاعِدًا.

ایک صورت یہ ہے کہ متوفی بیوی اور والدین چھوڑے تو اس کی بیوی کو چوتھائی اور اس کی ماں کو باقی کا تہائی جو سارے مال کا چوتھائی حصہ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ عورت فوت ہو جائے تو خاوند اور اپنے والدین چھوڑے۔ پس اس کے خاوند کو نصف اور اس کی ماں کو باقی کا تہائی جو سارے مال کا چھٹا حصہ ہے۔

اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔ پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔ پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا" یہ جاری سنت ہے کہ دو بھائی ہوں یا دو بہنیں۔

٤- بَابُ مِيْرَاثِ الْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ

اخیافی بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْاِخْوَةَ لِلْاُمِّ لَا يَرِثُوْنَ مَعَ الْوَلَدِ ' وَلَا مَعَ وَلَدِ الْاَبْنَاءِ ذُكْرَانًا كَانُوْا ' اَوْ اِنَاثًا شَيْئًا ' وَلَا يَرِثُوْنَ مَعَ الْاَبِ ' وَلَا مَعَ الْجَدِّ اَبِي الْاَبِ شَيْئًا ' وَاَنَّهُمْ يَرِثُوْنَ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ ' يُفْرَضُ لِلْوَاحِدِ مِنْهُمُ السُّدُسُ ذَكَرًا كَانَ اَوْ اُنْثٰى ' فَاِنْ كَانَا اثْنَيْنِ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ' فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ يَقْتَسِمُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ بِالسَّوَاءِ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ' وَذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النساء:۱۲) فَكَانَ الذَّكَرُ وَالْاُنْثٰى فِيْ هٰذَا ' بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اخیافی بھائی بہن اپنے بیٹے یا پوتوں کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے خواہ وہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں اور اسی طرح وہ باپ اور دادا کے ساتھ بھی وارث نہیں ہوتے اور باقی کے ساتھ وہ وارث ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت۔ اگر وہ دو ہوں تو ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر زیادہ ہوں تو سارے تہائی میں شامل۔ آپس میں برابر بانٹ لیں گے لیکن ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" یہاں مرد اور عورت سب برابر ہیں۔

٥- بَابُ مِيْرَاثِ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ

سگے بھائی بہنوں کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْاِخْوَةَ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ لَا يَرِثُوْنَ مَعَ الْوَلَدِ الذَّكَرِ شَيْئًا ' وَلَا مَعَ وَلَدِ الْاِبْنِ الذَّكَرِ شَيْئًا ' وَلَا مَعَ الْاَبِ دِنْيَا شَيْئًا وَهُمْ يَرِثُوْنَ مَعَ الْبَنَاتِ وَبَنَاتِ الْاَبْنَاءِ مَا لَمْ يَتْرُكِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ سگے بھائی بہن بھی اپنے بیٹوں' پوتوں یا باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں پائیں گے۔ وہ بیٹیوں اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے میراث پائیں گے۔ جب متوفی دادا نہ چھوڑے تو باقی مال ذوی

الْمُتَوَفَّى جَدًّا أَبَا أَبٍ مَا فَضَلَ مِنَ الْمَالِ يَكُوْنُوْنَ فِيْهِ عَصَبَةً يُبْدَأُ بِمَنْ كَانَ لَهُ أَصْلُ فَرِيْضَةٍ مُسَمَّاةٍ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَإِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ كَانَ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ يَقْتَسِمُوْنَهُ بَيْنَهُمْ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ ذُكْرَانًا كَانُوْا، أَوْ إِنَاثًا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ.

الفروض کا ہوگا۔ زیادہ قرب کے لحاظ سے ابتداء کی جائے گی اور ان کے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کی جائے گی' خواہ وہ مرد ہوں یا عورت یعنی مرد کو دو عورتوں کے برابر۔ اگر کچھ نہ بچے تو انہیں بھی کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ وَإِنْ لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفَّى أَبًا، وَلَا جَدًّا أَبَا أَبٍ، وَلَا وَلَدًا، وَلَا وَلَدَ ابْنٍ ذَكَرًا كَانَ، أَوْ أُنْثٰى، فَإِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْأُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْأَبِ، وَالْأُمِّ النِّصْفُ، فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَخَوَاتِ لِلْأَبِ فُرِضَ لَهُمَا الثُّلُثَانِ، فَإِنْ كَانَ مَعَهُمَا أَخٌ ذَكَرٌ، فَلَا فَرِيْضَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الْأَخَوَاتِ وَاحِدَةً كَانَتْ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَيُبْدَأُ بِمَنْ شَرِكَهُمْ بِفَرِيْضَةٍ مُسَمَّاةٍ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَمَا فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْ شَيْءٍ كَانَ بَيْنَ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ إِلَّا فِيْ فَرِيْضَةٍ وَاحِدَةٍ فَقَطْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِيْهَا شَيْءٌ، فَاشْتَرَكُوْا فِيْهَا مَعَ بَنِي الْأُمِّ فِيْ ثُلُثِهِمْ، وَتِلْكَ الْفَرِيْضَةُ هِيَ امْرَأَةٌ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ زَوْجَهَا، وَأُمَّهَا، وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا، وَإِخْوَتَهَا لِأُمِّهَا وَأَبِيْهَا، فَكَانَ لِزَوْجِهَا النِّصْفُ وَلِأُمِّهَا السُّدُسُ، وَلِإِخْوَتِهَا لِأُمِّهَا الثُّلُثُ، فَلَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَيَشْتَرِكُ بَنُو الْأَبِ وَالْأُمِّ فِيْ هٰذِهِ الْفَرِيْضَةِ مَعَ بَنِي الْأُمِّ فِيْ ثُلُثِهِمْ، فَيَكُوْنُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثٰى مِنْ أَجْلِ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ إِخْوَةُ الْمُتَوَفّٰى لِأُمِّهِ، وَإِنَّمَا وَرِثُوْا بِالْأُمِّ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلٰلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهٗ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النساء: ۱۲) فَلِذٰلِكَ شُرِّكُوْا فِيْ هٰذِهِ الْفَرِيْضَةِ لِأَنَّهُمْ كُلَّهُمْ إِخْوَةُ الْمُتَوَفّٰى لِأُمِّهِ.

فرمایا اور متوفی اگر باپ یا دادا نہ چھوڑے نیز بیٹا نہ پوتا خواہ مرد ہو یا عورت اور ایک سگی بہن ہو تو اسے نصف ملے گا' اگر دو یا اس سے زیادہ سگی بہنیں ہوں تو دو تہائی ملے گا۔ اگر ان کے ساتھ بھائی بھی ہو تو بہنوں میں سے کسی کو معین حصہ نہیں ملے گا خواہ ایک ہو یا زیادہ' بلکہ ذوی الفروض کے حصے ادا کر کے جو بچے گا وہ سگے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگا بمطابق مرد کو دو عورتوں کے برابر۔ اگر اس صورت میں ان کے لیے کچھ نہ بچے تو وہ اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ یہ مسئلہ یوں ہے کہ ایک عورت فوت ہوگئی اور اس نے خاوند' والدہ' اخیافی بہن بھائی' اور سگے بہن بھائی چھوڑے تو خاوند کو نصف' والدہ کو چھٹا' اخیافی بہن بھائیوں کو تہائی۔ اگر اس کے بعد کچھ نہ بچے تو سگے بہن بھائی بھی اخیافی بہن بھائیوں کے تہائی میں شریک ہوں گے۔ یہاں مرد کو عورت کے برابر حصہ ملے گا کیونکہ فوت شدہ والدہ ان سب کی برابر ہے اور انہوں نے ماں کی وراثت پائی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" لہٰذا سب اس میں حصہ دار ہیں کیونکہ سب ماوری بہن بھائی ہیں۔

٦- بَابُ مِيْرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأَبِ

سوتیلے بہن بھائیوں کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ مِيْرَاثَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ اَحَدٌ مِنْ بَنِي الْاَبِ وَالْاُمِّ كَمَنْزِلَةِ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ سَوَاءٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ، وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ، اِلَّا اَنَّهُمْ لَا يُشَرَّكُوْنَ مَعَ بَنِي الْاُمِّ فِي الْفَرِيْضَةِ الَّتِيْ شَرَّكَهُمْ فِيْهَا بَنُو الْاَبِ وَالْاُمِّ لِاَنَّهُمْ خَرَجُوْا مِنْ وِلَادَةِ الْاُمِّ الَّتِيْ جَمَعَتْ اُوْلٰئِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ علاتی بھائیوں کی میراث کا حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جب سگا بھائی نہ ہو تو علاتی اور اخیافی بھائی بھی ان کی طرح ہے۔ بھائی کی طرح بھائی اور بہن کی طرح بہن سوائے اس کے کہ وہ اخیافی بھائیوں کے ساتھ ذوی الفروض میں شامل نہیں ہوں گے جن میں سگے بھائی شامل ہیں کیونکہ یہ اس والدہ کی پیدائش سے خارج ہیں کہ جس نے انہیں جمع کیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنِ اجْتَمَعَ الْاِخْوَةُ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاِخْوَةُ لِلْاَبِ، فَكَانَ فِيْ بَنِي الْاَبِ وَالْاُمِّ ذَكَرٌ، فَلَا مِيْرَاثَ لِاَحَدٍ مِنْ بَنِي الْاَبِ، وَاِنْ لَمْ يَكُنْ بَنُو الْاَبِ وَالْاُمِّ اِلَّا امْرَاَةً وَاحِدَةً، اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْاِنَاثِ لَا ذَكَرَ مَعَهُنَّ، فَاِنَّهُ يُفْرَضُ لِلْاُخْتِ الْوَاحِدَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ النِّصْفُ، وَيُفْرَضُ لِلْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ السُّدُسُ تَتِمَّةَ الثُّلُثَيْنِ، فَاِنْ كَانَ مَعَ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ ذَكَرٌ، فَلَا فَرِيْضَةَ لَهُنَّ، وَيُبْدَاُ بِاَهْلِ الْفَرَائِضِ الْمُسَمَّاةِ، فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَاِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ كَانَ بَيْنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، وَاِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، فَاِنْ كَانَ الْاِخْوَةُ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ امْرَاَتَيْنِ، اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْاِنَاثِ فُرِضَ لَهُنَّ الثُّلُثَانِ، وَلَا مِيْرَاثَ مَعَهُنَّ لِلْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ مَعَهُنَّ اَخٌ لِاَبٍ، فَاِنْ كَانَ مَعَهُنَّ اَخٌ لِاَبٍ بُدِئَ بِمَنْ شَرَّكَهُمْ بِفَرِيْضَةٍ مُسَمَّاةٍ، فَاَعْطَوْا فَرَائِضَهُمْ، فَاِنْ فَضَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَضْلٌ كَانَ بَيْنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، وَاِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ، فَلَا شَيْءَ لَهُمْ، وَلِبَنِي الْاُمِّ مَعَ بَنِي الْاَبِ وَالْاُمِّ وَمَعَ بَنِي الْاَبِ لِلْوَاحِدِ السُّدُسُ، وَلِلْاِثْنَيْنِ فَصَاعِدًا الثُّلُثُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثٰى هُمْ فِيْهِ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ سَوَاءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر سگے اور علاتی بھائی جمع ہو جائیں تو کسی سگے بھائی کو میراث نہیں ملے گی۔ اگر سگی صرف ایک بہن ہو یا اس سے زیادہ اور اس کے ساتھ بھائی کوئی نہ ہو تو وہ ایک بہن شمار ہوگی اور سگی بہن کے لیے نصف اور علاتی بہنوں کے لیے چھٹا یعنی دو تہائی پورا کرنے کے لیے۔ اگر علاتی بہنوں کے ساتھ بھائی بھی ہو تو ان کا حصہ نہیں ہے۔ ذوی الفروض سے ابتداء کی جائے گی۔ ہر ایک کو اس کا حصہ دیا جائے گا اور اس کے بعد جو باقی بچا تو وہ علاتی بہنوں میں تقسیم ہوگا اس حساب سے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اگر کچھ باقی نہ بچا تو ان کو کچھ نہ ملے گا۔ اگر سگی دو بہنیں یا اس سے زیادہ ہوں تو ان کا حصہ دو تہائی اور ان کے ساتھ علاتی بہنوں کو میراث نہیں ملے گی مگر جب کہ ان کے ساتھ علاتی بھائی ہو۔ اگر ان کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو ذوی الفروض کا حصہ دے کر جو بچے گا اس کو علاتی بہنوں میں مرد کو دو عورتوں کے برابر کے حساب سے بانٹ دیا جائے گا اور اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اور اخیافی بھائی کو سگے اور علاتی بھائی کے ساتھ ایک کو چھٹا اور دو کو تہائی۔ یہاں مرد اور عورت برابر ہیں۔

۷- بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ

دادا کی میراث کا بیان

[۵۷۳] اثر- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ مُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت معاویہ نے حضرت زید بن ثابت کے لیے لکھا اور ان سے دادا کی میراث کے متعلق

كَتَبَ إِلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْأَلُهُ عَنِ الْجَدِّ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ إِنَّكَ كَتَبْتَ إِلَيَّ تَسْأَلُنِي عَنِ الْجَدِّ، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَقْضِي فِيهِ إِلَّا الْأُمَرَاءُ يَعْنِي الْخُلَفَاءَ وَقَدْ حَضَرْتُ الْخَلِيفَتَيْنِ قَبْلَكَ يُعْطِيَانِهِ النِّصْفَ مَعَ الْأَخِ الْوَاحِدِ، وَالثُّلُثَ مَعَ الْاِثْنَيْنِ، فَإِنْ كَثُرَتِ الْإِخْوَةُ لَمْ يُنَقِّصُوهُ مِنَ الثُّلُثِ.

پوچھا تو حضرت زید بن ثابت نے ان کے لیے لکھا کہ آپ نے مجھ سے دادا کی میراث کے متعلق پوچھتے ہوئے لکھا تو اللہ بہتر جانے اور اس کا فیصلہ حکام ہی کیا کرتے ہیں یعنی خلیفۂ وقت اور آپ سے پہلے دو خلفاء ایک بھائی کے ساتھ اسے نصف دلاتے اور دو کے ساتھ تہائی اور اگر بھائی زیادہ ہوں تو تہائی سے کم نہ کرتے۔

[٥٧٤] اَثر- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ فَرَضَ لِلْجَدِّ الَّذِي يَفْرِضُ النَّاسُ لَهُ الْيَوْمَ.

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دادا کو وہی دلاتے جو کچھ لوگ آج دلاتے ہیں۔

[٥٧٥] اَثر- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ فَرَضَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لِلْجَدِّ مَعَ الْإِخْوَةِ الثُّلُثَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت زید بن ثابت نے دادا کو بھائی کے ساتھ تہائی حصہ دلایا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ الْجَدَّ أَبَا الْأَبِ لَا يَرِثُ مَعَ الْأَبِ دِنْيَا شَيْئًا، وَهُوَ يُفْرَضُ لَهُ مَعَ الْوَلَدِ الذَّكَرِ، وَمَعَ ابْنِ الْاِبْنِ الذَّكَرِ السُّدُسُ فَرِيضَةً، وَهُوَ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مَا لَمْ يَتْرُكِ الْمُتَوَفّٰى أُمًّا، أَوْ أُخْتًا لِأَبِيهِ يُبَدَّأُ بِأَحَدٍ إِنْ شَرَّكَهُ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَإِنْ فَضَلَ مِنَ الْمَالِ السُّدُسُ فَمَا فَوْقَهُ فُرِضَ لِلْجَدِّ السُّدُسُ فَرِيضَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ دادا باپ کے ساتھ میراث نہیں پائے گا لیکن بیٹے اور پوتے کے ساتھ بطور فرض کے دادا کو چھٹا حصہ ملتا ہے اور یہ اس کے علاوہ ہے جبکہ متوفی ماں یا علاتی بہن نہ چھوڑے تو ذوی الفروض کو ان کا حصہ دے کر اگر مال کا چھٹا حصہ یا اس سے زیادہ بچا تو دادا کا چھٹا حصہ مقرر کر دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْجَدُّ وَالْإِخْوَةُ لِلْأَبِ وَالْأُمِّ إِذَا شَرَّكَهُمْ أَحَدٌ بِفَرِيضَةٍ مُسَمَّاةٍ يُبَدَّأُ بِمَنْ شَرَّكَهُمْ مِنْ أَهْلِ الْفَرَائِضِ، فَيُعْطَوْنَ فَرَائِضَهُمْ، فَمَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلْجَدِّ، وَالْإِخْوَةِ مِنْ شَيْءٍ، فَإِنَّهُ يُنْظَرُ أَيُّ ذٰلِكَ أَفْضَلُ لِحَظِّ الْجَدِّ أُعْطِيَهُ الثُّلُثُ مِمَّا بَقِيَ لَهُ، وَلِلْإِخْوَةِ أَوْ يَكُونُ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ مِنَ الْإِخْوَةِ فِيمَا يَحْصُلُ لَهُ وَلَهُمْ يُقَاسِمُهُمْ بِمِثْلِ حِصَّةِ أَحَدِهِمْ، أَوِ السُّدُسُ مِنْ رَأْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، أَيُّ ذٰلِكَ كَانَ أَفْضَلَ لِحَظِّ الْجَدِّ أُعْطِيَهُ الْجَدُّ، وَكَانَ مَا بَقِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ لِلْإِخْوَةِ لِلْأَبِ

امام مالک نے فرمایا کہ دادا اور اس کے سگے بھائی بہنوں کے ساتھ کوئی ذوی الفروض بھی ہو تو پہلے ذوی الفروض کو ان کا حصہ دیں گے۔ پھر جو باقی بچا تو وہ دادا اور بھائی کا ہوگا اور اس کی کئی صورتیں ہیں لہٰذا دیکھا جائے گا کہ دادا کے لیے کون سی صورت بہتر ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ دادا اور بھائی کو باقی کا تہائی۔ دوسری صورت یہ کہ دادا کو بھی بھائیوں کی طرح سمجھا جائے۔ تیسری صورت یہ کہ اسے کل مال کا چھٹا حصہ دے دیا جائے۔ جو حصہ دادا کے لیے بہتر ہو وہ دیا جائے گا اور اس کے بعد جو باقی بچے وہ سگے بھائی بہنوں کا ہوگا' مرد کو دو عورتوں کے برابر

وَالْاُمِّ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ اِلَّا فِيْ فَرِيْضَةٍ وَاحِدَةٍ تَكُوْنُ قِسْمَتُهُمْ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ، وَتِلْكَ الْفَرِيْضَةُ امْرَاَةٌ تُوُفِّيَتْ وَتَرَكَتْ زَوْجَهَا، وَاُمَّهَا وَاُخْتَهَا لِاُمِّهَا وَاَبِيْهَا، وَجَدَّهَا فَلِلزَّوْجِ النِّصْفُ، وَلِلْاُمِّ الثُّلُثُ، وَلِلْجَدِّ السُّدُسُ، وَلِلْاُخْتِ لِلْاُمِّ وَالْاَبِ النِّصْفُ، ثُمَّ يُجْمَعُ سُدُسُ الْجَدِّ، وَنِصْفُ الْاُخْتِ، فَيُقْسَمُ اَثْلَاثًا لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، فَيَكُوْنُ لِلْجَدِّ ثُلُثَاهُ، وَلِلْاُخْتِ ثُلُثُهُ.

کے حساب سے مگر ایک صورت میں تقسیم اور طرح ہوگی جو یہ ہے کہ عورت فوت ہوگئی اور اس نے خاوند والدہ سگی بہن اور دادا کو چھوڑا۔ خاوند کو نصف والدہ کو تہائی دادا کو چھٹا اور سگی بہن کو نصف ملے گا۔ پھر دادا کے چھٹے اور بہن کے نصف کو ملا کر مرد کا عورت سے دُگنا حصہ کے مطابق تقسیم کریں گے یعنی دادا کے لئے دو تہائی اور بہن کے لئے تہائی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِيْرَاثُ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ مَعَ الْجَدِّ اِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ اِخْوَةٌ لِاَبٍ وَاُمٍّ كَمِيْرَاثِ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ سَوَاءٌ ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ، وَاُنْثَاهُمْ كَاُنْثَاهُمْ، فَاِذَا اجْتَمَعَ الْاِخْوَةُ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَالْاِخْوَةُ لِلْاَبِ، فَاِنَّ الْاِخْوَةَ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ يُعَادُّوْنَ الْجَدَّ بِاِخْوَتِهِمْ لِاَبِيْهِمْ، فَيَمْنَعُوْنَهُ بِهِمْ كَثْرَةَ الْمِيْرَاثِ بِعَدَدِهِمْ، وَلَا يُعَادُّوْنَهُ بِالْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ لِاَنَّهُ لَوْ لَمْ يَكُنْ مَعَ الْجَدِّ غَيْرُهُمْ لَمْ يَرِثُوْا مَعَهُ شَيْئًا، وَكَانَ الْمَالُ كُلُّهُ لِلْجَدِّ، فَمَا حَصَلَ لِلْاِخْوَةِ مِنْ بَعْدِ حَظِّ الْجَدِّ، فَاِنَّهُ يَكُوْنُ لِلْاِخْوَةِ مِنَ الْاَبِ وَالْاُمِّ دُوْنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ، وَلَا يَكُوْنُ لِلْاِخْوَةِ لِلْاَبِ مَعَهُمْ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْاِخْوَةُ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ امْرَاَةً وَاحِدَةً، فَاِنْ كَانَتْ امْرَاَةً وَاحِدَةً، فَاِنَّهَا تُعَادُّ الْجَدَّ بِاِخْوَتِهَا لِاَبِيْهَا مَا كَانُوْا، فَمَا حَصَلَ لَهُمْ وَلَهَا مِنْ شَيْءٍ كَانَ لَهَا دُوْنَهُمْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اَنْ تَسْتَكْمِلَ فَرِيْضَتَهَا، وَفَرِيْضَتُهَا النِّصْفُ مِنْ رَاْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَاِنْ كَانَ فِيْمَا يُحَازُ لَهَا، وَلِاِخْوَتِهَا لِاَبِيْهَا فَضْلٌ عَنْ نِصْفِ رَاْسِ الْمَالِ كُلِّهِ، فَهُوَ لِاِخْوَتِهَا لِاَبِيْهَا لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، فَاِنْ لَمْ يَفْضُلْ شَيْءٌ فَلَا شَيْءَ لَهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ علاتی بھائی کی دادا کے ساتھ میراث جبکہ ان کے ساتھ سگا بھائی نہ ہو یہ بھی سگے بھائی کی طرح ہے۔ مرد مردوں کی طرح اور عورت عورتوں کی طرح۔ جب سگے بھائی اور علاتی بھائی اکٹھے ہو جائیں تو سگے بھائی علاتی بھائیوں کے ساتھ مل کر دادا کے حصے کو گھٹا دیں گے اور اخیافی بھائی بہن گھٹائیں گے کیونکہ وہ دادا میں شریک نہ ہونے کے باعث میراث نہیں پائیں گے اور سارا مال دادا کا ہوگا۔ دادا کے بعد جو مال بھائیوں کے لئے بچے گا تو وہ علاتی بھائیوں کے سوا سگے بھائیوں کا ہوگا اور علاتی بھائی کو ان کے ساتھ کچھ نہیں ملے گا جبکہ ایک سگی بہن ہو۔ اگر ایک سگی بہن ہو تو علاتی بہن کے ساتھ دادا کے حصے کو گھٹا دے گی۔ یوں انہیں اور اسے اپنے مکمل حصے کے سوا اور کچھ نہیں ملے گا اور ان کا مکمل حصہ کل مال کا نصف ہے۔ پھر اگر کچھ بچا تو وہ علاتی بھائیوں میں مرد کو عورت سے دوگنا کے حساب سے دیا جائے گا۔ اگر کچھ نہ بچا تو انہیں کچھ نہیں ملے گا۔

۸- بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدَّةِ

نانی اور دادی کی میراث کا بیان

۵۰۳- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اِسْحَاقَ ابْنِ خَرَشَةَ، عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، اَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْجَدَّةُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ اِلصِّدِّيْقِ

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ ایک دادی اپنا حصہ پوچھنے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اللہ کی کتاب میں

تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا، فَقَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ، وَمَا عَلِمْتُ لَكِ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا، فَارْجِعِي حَتّٰى أَسْأَلَ النَّاسَ، فَسَأَلَ النَّاسَ، فَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ. حَضَرْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَعْطَاهَا السُّدُسَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ هَلْ مَعَكَ غَيْرُكَ؟ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ الْمُغِيرَةُ، فَأَنْفَذَهُ لَهَا أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ جَاءَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرٰى إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا فَقَالَ لَهَا مَا لَكِ فِي كِتَابِ اللّٰهِ شَيْءٌ، وَمَا كَانَ الْقَضَاءُ الَّذِي قُضِيَ بِهِ إِلَّا لِغَيْرِكِ، وَمَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا، وَلٰكِنَّهُ ذٰلِكَ السُّدُسُ، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا، فَهُوَ بَيْنَكُمَا، وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ، فَهُوَ لَهَا.

سنن ابوداؤد(۲۸۹٤)سنن ترمذی(۲۱۰۱)سنن ابن ماجہ(۲۷۲۳)

تمہارے لئے کچھ نہیں ہے اور میرے علم میں کوئی ایسی رسول اللہ ﷺ کی سنت بھی نہیں۔ تم جاؤ میں لوگوں سے پوچھتا ہوں۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تو حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میرے سامنے رسول اللہ ﷺ نے چھٹا حصہ دلایا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی تھا؟ پس حضرت محمد بن مسلمہ انصاری نے حضرت مغیرہ کی تصدیق کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے دادی کو حصہ دلا دیا۔ پھر ایک اور دادی حضرت عمر کی خدمت میں میراث سے اپنا حصہ پوچھنے آئی تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میں اللہ کی کتاب میں تمہارے لیے کچھ نہیں پاتا۔ قبل ازیں جو فیصلے ہوئے وہ دادی کے نہ تھے اور میں فرائض کے اندر اپنی جانب سے اضافہ نہیں کر سکتا' وہی چھٹا حصہ ہے اگر نانی اور دادی جمع ہو جائیں تو دونوں کا اور ایک ہو تو اکیلی کا ہوگا۔

[٥٧٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُ قَالَ أَتَتِ الْجَدَّتَانِ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ السُّدُسَ لِلَّتِي مِنْ قِبَلِ الْأُمِّ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ أَمَا إِنَّكَ تَتْرُكُ الَّتِي لَوْ مَاتَتْ وَهُوَ حَيٌّ كَانَ إِيَّاهَا يَرِثُ، فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں نانی اور دادی دونوں حاضر ہوئیں تو چاہا کہ والدہ کی طرف سے ہر ایک کو چھٹا حصہ دلا دیا جائے۔ ایک انصاری نے کہا کہ اگر یہ مرگئی ہوتی اور وہ زندہ ہوتا تو اس کا وارث ہوتا۔ پس حضرت ابوبکر نے دونوں کو چھٹا حصہ دلایا۔

[٥٧٧] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، كَانَ لَا يَفْرِضُ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ حصہ نہیں دلایا جاتا تھا مگر نانی اور دادی کو۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ الْجَدَّةَ أُمَّ الْأُمِّ لَا تَرِثُ مَعَ الْأُمِّ دِنْيَا شَيْئًا، وَهِيَ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ يُفْرَضُ لَهَا السُّدُسُ فَرِيضَةً، وَأَنَّ الْجَدَّةَ أُمَّ الْأَبِ لَا تَرِثُ مَعَ الْأُمِّ، وَلَا مَعَ الْأَبِ شَيْئًا، وَهِيَ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ يُفْرَضُ لَهَا السُّدُسُ فَرِيضَةً، فَإِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَدَّتَانِ أُمُّ الْأَبِ، وَأُمُّ الْأُمِّ وَلَيْسَ لِلْمُتَوَفّٰى دُونَهُمَا أَبٌ وَلَا أُمٌّ، قَالَ مَالِكٌ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَنَّ أُمَّ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ نانی کو والدہ کے ساتھ کچھ نہیں ملے گا اور وہ نہ ہو تو اسے چھٹا حصہ ملے گا اور دادی کو ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں ملے گا اور یہ نہ ہوں تو اس کا چھٹا حصہ ہوگا۔ جب نانی اور دادی دونوں جمع ہو جائیں اور ان کے سوا متوفی کے ماں باپ نہ ہوں۔ امام مالک نے فرمایا کہ میں نے سنا کہ نانی اگر زیادہ قریب ہوگی تو اس کا چھٹا حصہ دادی کے سوا اور اگر دادی زیادہ قریب ہو یا دونوں

الْأُمِّ إِنْ كَانَتْ أَقْعَدَهُمَا كَانَ لَهَا السُّدُسُ دُونَ أُمِّ الْأَبِ، وَإِنْ كَانَتْ أُمُّ الْأَبِ أَقْعَدَهُمَا، أَوْ كَانَتَا فِي الْقُعْدَدِ مِنَ الْمُتَوَفَّى بِمَنْزِلَةٍ سَوَاءٍ، فَإِنَّ السُّدُسَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ.

ہی زیادہ قریب ہوں تو دونوں برابر ہیں اور چھٹے حصے سے دونوں بانٹ لیں گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا مِيرَاثَ لِأَحَدٍ مِنَ الْجَدَّاتِ إِلَّا لِلْجَدَّتَيْنِ، لِأَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَرَّثَ الْجَدَّةَ، ثُمَّ سَأَلَ أَبُو بَكْرٍ عَنْ ذَلِكَ حَتَّى أَتَاهُ الثَّبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ وَرَّثَ الْجَدَّةَ فَأَنْفَذَهُ لَهَا. ثُمَّ أَتَتِ الْجَدَّةُ الْأُخْرَى إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهَا مَا أَنَا بِزَائِدٍ فِي الْفَرَائِضِ شَيْئًا، فَإِنِ اجْتَمَعْتُمَا فَهُوَ بَيْنَكُمَا، وَأَيَّتُكُمَا خَلَتْ بِهِ فَهُوَ لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ دادیوں اور نانیوں کے لیے میراث نہیں ہے مگر ایک دادی اور ایک نانی کو کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے نانی کو ترکہ دلایا' پھر حضرت ابو بکر نے اس بارے میں پوچھا' یہاں تک کہ انہیں ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے نانی کو ترکہ دلایا۔ پھر دادی حضرت عمر کی خدمت میں آئی تو انہوں نے فرمایا: میں فرائض میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ اگر وہ دونوں جمع ہوں تو اسی حصے میں دونوں شامل ہیں اور ایک ہو تو یہ حصہ اسی کا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ ثُمَّ لَمْ نَعْلَمْ أَحَدًا وَرَّثَ غَيْرَ جَدَّتَيْنِ مُنْذُ كَانَ الْإِسْلَامُ إِلَى الْيَوْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ شروع اسلام سے آج تک کسی نے نانی اور دادی کے سوا کسی دوسری کو ترکہ دلایا ہو۔

٩- بَابُ مِيرَاثِ الْكَلَالَةِ

کلالہ کی میراث کا بیان

٥٠٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكَلَالَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي الصَّيْفِ آخِرَ سُورَةِ النِّسَاءِ.

صحیح مسلم (١٢٥٨_٤١٢٦_٤١٢٧)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تمہارے لئے سورۃ النساء کی وہ آخری آیت کافی ہے جو گرمیوں میں نازل ہوئی تھی۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّ الْكَلَالَةَ عَلَى وَجْهَيْنِ، فَأَمَّا الْآيَةُ الَّتِي أُنْزِلَتْ فِي أَوَّلِ سُورَةِ النِّسَاءِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهَا ﴿وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ﴾ (النساء: ١٢) فَهَذِهِ الْكَلَالَةُ الَّتِي لَا يَرِثُ فِيهَا الْإِخْوَةُ لِلْأُمِّ حَتَّى لَا يَكُونَ وَلَدٌ وَلَا وَالِدٌ، وَأَمَّا الْآيَةُ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِيهَا ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ کلالہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک سورۂ نساء کی ابتدائی آیت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں فرمایا: "اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔ پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں" یہ وہ کلالہ ہے کہ ماں جائی بہن جس کی وارث نہیں اور جس کا بیٹا یا باپ نہ ہو۔ دوسری سورۃ النساء کی وہ آخری آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرما

اَللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (النساء:۱۷۶)

دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا جبکہ بہن کے اولاد نہ ہو' پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بہن بھائی ہوں' مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے"۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذِهِ الْكَلَالَةُ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْهَا الْاِخْوَةُ عَصَبَةً اِذَا لَمْ يَكُنْ وَلَدٌ، فَيَرِثُوْنَ مَعَ الْجَدِّ فِي الْكَلَالَةِ، فَالْجَدُّ يَرِثُ مَعَ الْاِخْوَةِ لِاَنَّهٗ اَوْلٰى بِالْمِيْرَاثِ مِنْهُمْ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ يَرِثُ مَعَ ذُكُوْرِ وَلَدِ الْمُتَوَفّٰى السُّدُسَ، وَالْاِخْوَةُ لَا يَرِثُوْنَ مَعَ ذُكُوْرِ وَلَدِ الْمُتَوَفّٰى شَيْئًا، وَكَيْفَ لَا يَكُوْنُ كَاَحَدِهِمْ، وَهُوَ يَاْخُذُ السُّدُسَ مَعَ وَلَدِ الْمُتَوَفّٰى، فَكَيْفَ لَا يَاْخُذُ الثُّلُثَ مَعَ الْاِخْوَةِ وَبَنُو الْاُمِّ يَاْخُذُوْنَ مَعَهُمُ الثُّلُثَ؟ فَالْجَدُّ هُوَ الَّذِيْ حَجَبَ الْاِخْوَةَ لِلْاُمِّ، وَمَنَعَهُمْ مَكَانُهُ الْمِيْرَاثَ، فَهُوَ اَوْلٰى بِالَّذِيْ كَانَ لَهُمْ لِاَنَّهُمْ سَقَطُوْا مِنْ اَجْلِهٖ، وَلَوْ اَنَّ الْجَدَّ لَمْ يَاْخُذْ ذٰلِكَ الثُّلُثَ اَخَذَهٗ بَنُو الْاُمِّ، فَاِنَّمَا اَخَذَ مَا لَمْ يَكُنْ يَرْجِعُ اِلَى الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ، وَكَانَ الْاِخْوَةُ لِلْاُمِّ هُمْ اَوْلٰى بِذٰلِكَ الثُّلُثِ مِنَ الْاِخْوَةِ لِلْاَبِ، وَكَانَ الْجَدُّ هُوَ اَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنَ الْاِخْوَةِ لِلْاُمِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ وہ کلالہ ہے جس میں بھائی عصبہ ہوں گے جب کہ اس کی اولاد نہ ہو۔ تو وہ دادا کے ساتھ کلالہ کی میراث پائیں گے اور دادا بھائیوں کے ساتھ میراث پائے گا کیونکہ یہ تو ان سے بھی زیادہ حق دار ہے۔ اسی لئے وہ متوفی کی نرینہ اولاد کے ساتھ چھٹا حصہ پائے گا اور متوفی کی نرینہ اولاد کے ساتھ بھائیوں کو ترکہ نہیں ملے گا۔ اور وہ ان جیسا کیوں نہ ہوگا جب کہ متوفی کی اولاد کے ہوتے ہوئے چھٹا حصہ پاتا ہے تو بھائی کے ساتھ تہائی کیوں نہ لے گا اور تہائی اس کے ساتھ ماں کے بیٹے لیں گے۔ پس وہ دادا ہے جس نے مادری بھائیوں کا حصہ ختم کیا اور انہیں میراث سے محروم کیا۔ پس وہ ان سے زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ وہ ان کا حصہ ساقط کر دیتا ہے۔ اگر دادا تہائی نہ لے تو اسے مادری بیٹے لیں گے کیونکہ انہوں نے وہ مال لیا ہے جو علاتی بھائیوں کی طرف نہیں لوٹتا۔ اخیافی بھائی اس جگہ علاتی بھائیوں سے زیادہ حق دار ہیں اور دادا اخیافی بھائیوں سے بھی زیادہ حق دار ہے۔ف

ف: کلالہ اس شخص کو کہتے ہیں جو مرتے وقت نہ پیچھے ماں باپ چھوڑے اور نہ اولاد۔ اس کی میراث کے بارے میں قرآن کریم کے اندر دو آیتیں نازل ہوئیں جن کے اندر اس کا ترکہ تقسیم کرنے کے احکام نازل فرمائے گئے۔ دونوں آیات سورۃ النساء کے اندر ہیں۔ احادیث کے مطابق سردیوں میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ﴾ (النساء:۱۲)

اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا' پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں میت کی وصیت اور قرض نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو۔ یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا' حلم والا ہے۔

کلالہ کے متعلق گرمیوں میں نازل ہونے والی آیت یہ ہے:

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (النساء:۱۷۶)

اے محبوب! تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ تم فرما دو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں سے اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا جب کہ بہن کی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں' مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔ اللہ تمہارے لیے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَمَّةِ

پھوپھی کی میراث کا بیان

[۵۷۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَنْظَلَةَ الزُّرَقِيِّ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ مَوْلًى لِقُرَيْشٍ كَانَ قَدِيمًا يُقَالُ لَهُ ابْنُ مِرْسٰى اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا صَلَّى الظُّهْرَ قَالَ يَا يَرْفَا هَلُمَّ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِكِتَابٍ كَتَبَهٗ فِي شَاْنِ الْعَمَّةِ، فَنَسْاَلُ عَنْهَا وَنَسْتَخْبِرُ عَنْهَا، فَاَتَاهُ بِهٖ يَرْفَا، فَدَعَا بِتَوْرٍ، اَوْ قَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَمَحَا ذٰلِكَ الْكِتَابَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ وَارِثَةً اَقَرَّكِ، لَوْ رَضِيَكِ اللّٰهُ اَقَرَّكِ.

عبد الرحمٰن بن حنظلہ زرقی کو قریش کے ایک قدیمی مولیٰ ابن موسےٰ نے بتایا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا: اے یرفا! وہ کتاب لانا۔ یہ وہ کتاب تھی جو پھوپھی کے متعلق لکھی تھی کہ معلومات حاصل کرنے کے لئے اس بارے میں پوچھیں۔ پس یرفا کتاب لے آیا۔ پھر پانی کی ایک چھاگل یا پیالہ منگایا اور اس لکھے ہوئے کو دھو دیا۔ پھر فرمایا کہ اگر اللہ اسے ترکہ دلاتا تو مقرر فرماتا۔ اگر اللہ اسے ترکہ دلاتا تو مقرر فرماتا۔

[۵۷۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُ كَثِيرًا يَقُولُ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ عَجَبًا لِلْعَمَّةِ تُوْرَثُ، وَلَا تَرِثُ.

ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ پھوپھی پر تعجب ہے کہ بھتیجا اس کا وارث ہوتا ہے لیکن وہ بھتیجے کی وارث نہیں ہوتی۔

۱۱- بَابُ مِيرَاثِ وَلَايَةِ الْعَصَبَةِ

عصبات کی میراث کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ، وَالَّذِي اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا فِي وِلَايَةِ الْعَصَبَةِ اَنَّ الْاَخَ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ اَوْلٰى بِالْمِيرَاثِ مِنَ الْاَخِ لِلْاَبِ، وَالْاَخُ لِلْاَبِ اَوْلٰى بِالْمِيرَاثِ مِنْ بَنِي الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَبَنُو الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ اَوْلٰى مِنْ بَنِي الْاَخِ لِلْاَبِ، وَبَنُو الْاَخِ لِلْاَبِ اَوْلٰى مِنْ بَنِي ابْنِ الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَبَنُو ابْنِ الْاَخِ لِلْاَبِ اَوْلٰى مِنَ الْعَمِّ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ عصبہ کی ولایت میں سگا بھائی سوتیلے بھائی پر مقدم ہے اور سوتیلا بھائی سگے بھتیجے پر مقدم ہے اور سگا بھتیجا سوتیلے بھتیجے پر مقدم ہے اور سوتیلا بھتیجا سگے بھائی کے پوتے پر مقدم ہے اور سوتیلے بھائی کا بیٹا سگے چچا پر مقدم ہے اور سگا چچا سوتیلے چچا پر مقدم ہے اور سوتیلا چچا سگے چچا کے بیٹوں پر مقدم ہے اور سوتیلے چچا کے بیٹے

اَخِی الْاَبِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَالْعَمَّ اَخُو الْاَبِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ اَوْلٰی مِنَ الْعَمِّ اَخِی الْاَبِ لِلْاَبِ وَالْعَمَّ اَخُو الْاَبِ لِلْاَبِ اَوْلٰی مِنْ بَنِی الْعَمِّ اَخِی الْاَبِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَابْنُ الْعَمِّ لِلْاَبِ اَوْلٰی مِنْ عَمِّ الْاَبِ اَخِیْ اَبِی الْاَبِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ.

باپ کے سگے چچا پر مقدم ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَکُلُّ شَیْءٍ سُئِلْتَ عَنْهُ مِنْ مِیْرَاثِ الْعَصَبَةِ، فَاِنَّهٗ عَلٰی نَحْوِ هٰذَا اُنْسُبِ الْمُتَوَفّٰی وَمَنْ یُنَازِعُ فِیْ وِلَایَتِهٖ مِنْ عَصَبَتِهٖ، فَاِنْ وَجَدْتَ اَحَدًا مِنْهُمْ یَلْقَی الْمُتَوَفّٰی اِلٰی اَبٍ لَا یَلْقَاهُ اَحَدٌ مِنْهُمْ اِلٰی اَبٍ دُوْنَهٗ، فَاجْعَلْ مِیْرَاثَهٗ لِلَّذِیْ یَلْقَاهُ اِلَی الْاَبِ الْاَدْنٰی دُوْنَ مَنْ یَلْقَاهُ اِلٰی فَوْقِ ذٰلِکَ، فَاِنْ وَجَدْتَهُمْ کُلَّهُمْ یَلْقَوْنَهٗ اِلٰی اَبٍ وَاحِدٍ یَجْمَعُهُمْ جَمِیْعًا فَانْظُرْ اَقْعَدَهُمْ فِی النَّسَبِ، فَاِنْ کَانَ ابْنُ اَبٍ فَقَطْ، فَاجْعَلِ الْمِیْرَاثَ لَهٗ دُوْنَ الْاَطْرَافِ، وَاِنْ کَانَ ابْنُ اَبٍ وَاُمٍّ، وَاِنْ وَجَدْتَهُمْ مُسْتَوِیْنَ یَنْتَسِبُوْنَ مِنْ عَدَدِ الْاٰبَاءِ اِلٰی عَدَدٍ وَاحِدٍ حَتّٰی یَلْقَوْا نَسَبَ الْمُتَوَفّٰی جَمِیْعًا، وَکَانُوْا کُلُّهُمْ جَمِیْعًا بَنِیْ اَبٍ اَوْ بَنِیْ اَبٍ وَاُمٍّ، فَاجْعَلِ الْمِیْرَاثَ بَیْنَهُمْ سَوَاءً، وَاِنْ کَانَ وَالِدُ بَعْضِهِمْ اَخَا وَالِدِ الْمُتَوَفّٰی لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَکَانَ مَنْ سِوَاهُ مِنْهُمْ اِنَّمَا هُوَ اَخُوْ اَبِی الْمُتَوَفّٰی لِاَبِیْهِ فَقَطْ، فَاِنَّ الْمِیْرَاثَ لِبَنِیْ اَخِی الْمُتَوَفّٰی لِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ دُوْنَ بَنِی الْاَخِ لِلْاَبِ، وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالَ ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴾ (الانفال:۷۵).

امام مالک نے فرمایا کہ جب عصبہ کی میراث کے بارے میں پوچھا جائے تو قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جتنے عصبات ہوں ان کو میت سے نسبت کے حساب سے دیکھیں گے کہ یہ میت کا کیا لگتا ہے۔ جو ان میں سے میت کے ساتھ ایسے باپ میں مل جائے جو دوسروں سے قریب ہو تو میراث اسی کو ملے گی نہ کہ اسے جو میت کے ساتھ اوپر والے باپ میں ملتا ہو۔ اگر ان میں سے ایک ہی باپ میں کئی ملتے ہوں تو یہ دیکھا جائے گا کہ کس کا رشتہ نزدیک ہے' اگر چہ نزدیک والا سوتیلا ہو تب بھی میراث اسی کو ملے گی اور دور والا خواہ سگا بھی ہو تب بھی اسے میراث نہیں ملے گی۔ اگر رشتے میں سب برابر ہوں اور سارے سگے ہوں یا سارے سوتیلے ہوں تو ترکہ میں سارے ہی برابر حصہ پائیں گے۔ اگر ان میں سے بعض کا باپ میت کا سگا بھائی اور بعض کا باپ میت کا سوتیلا بھائی ہو تو میراث سگے بھائی کی اولاد کو ملے گی اور سوتیلے بھائی کی اولاد کو میراث نہیں ملے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بعض رشتے والے اللہ کی کتاب میں بعض سے نزدیک ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے"۔

قَالَ مَالِکٌ وَالْجَدُّ اَبُو الْاَبِ اَوْلٰی مِنْ بَنِی الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ وَاَوْلٰی مِنَ الْعَمِّ اَخِی الْاَبِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ بِالْمِیْرَاثِ، وَابْنُ الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ اَوْلٰی مِنَ الْجَدِّ بِوَلَاءِ الْمَوَالِیْ.

امام مالک نے فرمایا کہ دادا سگے بھتیجوں اور سگے چچا سے میراث میں مقدم ہے اور ولاء میں سگا بھتیجا دادا سے مقدم ہے۔

۱۲- بَابٌ مَنْ لَا مِیْرَاثَ لَهٗ

جو میراث کا حق دار نہیں

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْهِ عِنْدَنَا، الَّذِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْهِ، وَالَّذِیْ اَدْرَکْتُ عَلَیْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا اَنَّ ابْنَ الْاَخِ لِلْاُمِّ، وَالْجَدَّ اَبَا الْاُمِّ، وَالْعَمَّ اَخَا

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے' جس میں کوئی اختلاف نہیں اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے کہ اخیافی بھائی کا بیٹا اور نانا اور چچا جو باپ کا اخیافی بھائی ہو اور

الْاَبِ لِلْاُمِّ، وَالْخَالَ، وَالْجَدَّةَ اُمَّ اَبِي الْاُمِّ، وَابْنَةَ الْاَخِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَالْعَمَّةَ، وَالْخَالَةَ، لَا يَرِثُوْنَ بِاَرْحَامِهِمْ شَيْئًا.

ماموں اور نانا کی ماں اور سگے بھائی کے بیٹے اور پھوپھی اور خالہ یہ رحم کے حساب سے میراث نہیں پائیں گے۔

قَالَ وَاِنَّهُ لَا تَرِثُ امْرَاَةٌ، هِيَ اَبْعَدُ نَسَبًا مِنَ الْمُتَوَفّٰى، مِمَّنْ سُمِّيَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ، بِرَحِمِهَا شَيْئًا. وَاِنَّهُ لَا يَرِثُ اَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ شَيْئًا. اِلَّا حَيْثُ سُمِّيْنَ. وَاِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهِ مِيْرَاثَ الْاُمِّ مِنْ وَلَدِهَا، وَمِيْرَاثَ الْبَنَاتِ مِنْ اَبِيْهِنَّ، وَمِيْرَاثَ الزَّوْجَةِ مِنْ زَوْجِهَا، وَمِيْرَاثَ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ، وَمِيْرَاثَ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ، وَمِيْرَاثَ الْاَخَوَاتِ لِلْاُمِّ وَوَرِثَتِ الْجَدَّةُ بِالَّذِيْ جَاءَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْهَا، وَالْمَرْاَةُ تَرِثُ مَنْ اَعْتَقَتْ هِيَ نَفْسُهَا. لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ (الاحزاب:۵).

اور فرمایا کہ کوئی عورت جو متوفی سے نسبت میں دور ہو میراث نہیں پائے گی، جن کا اس کتاب میں ذکر کر دیا گیا ہے اور کسی عورت کو کوئی میراث نہیں ملے گی مگر جن کو بیان کر دیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ والدہ کی میراث اولاد سے، بیٹیوں کی باپ سے، بیوی کی میراث خاوند سے، سگی بہنوں، علاتی بہنوں، اخیافی بہنوں اور دادی نانی کی میراث نبی کریم ﷺ سے وارد ہے اور عورت نے جس کو آزاد کیا ہو اس کی میراث پائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "تو دین میں تمہارے بھائی اور دوست ہیں"۔

۱۳- بَابُ مِيْرَاثِ اَهْلِ الْمِلَلِ

مختلف مذاہب والوں کی وراثت کا بیان

۵۰۵- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ. صحیح مسلم (٤١١٦)

عمر بن عثمان بن عفان نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

[۵۸۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اِنَّمَا وَرِثَ اَبَا طَالِبٍ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ. وَلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ. قَالَ فَلِذٰلِكَ تَرَكْنَا نَصِيْبَنَا مِنَ الشِّعْبِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں خبر دی کہ ابو طالب کے وارث عقیل اور طالب ہوئے جبکہ علی نہیں ہوئے۔ فرمایا کہ اسی لیے ہم نے شعب میں سے اپنا حصہ چھوڑ دیا تھا۔

[۵۸۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَمَّةً لَهُ يَهُوْدِيَّةً اَوْ نَصْرَانِيَّةً تُوُفِّيَتْ. وَاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ الْاَشْعَثِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. وَقَالَ لَهُ مَنْ يَرِثُهَا؟ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَرِثُهَا اَهْلُ دِيْنِهَا. ثُمَّ اَتٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ اَتَرَانِيْ نَسِيْتُ مَا قَالَ لَكَ عُمَرُ بْنُ

سلیمان بن یسار کو محمد بن اشعث نے بتایا کہ ان کی ایک یہودیہ یا نصرانیہ پھوپھی کا انتقال ہو گیا تو محمد بن اشعث نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس کا وارث کون ہوگا؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے وارث اس کے دین والے ہوں گے۔ پھر حضرت عثمان آئے تو ان سے اس کے متعلق پوچھا۔ حضرت عثمان نے ان سے فرمایا: تمہارے خیال میں جو حضرت عمر نے فرمایا میں اسے بھول گیا ہوں؟ اس

الْخَطَّابِ؟ يَرِثُهَا اَهْلُ دِيْنِهَا.

کے وارث اس کے دین والے ہوں گے۔

[٥٨٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِي حَكِيْمٍ، اَنَّ نَصْرَانِيًّا، اَعْتَقَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، هَلَكَ. قَالَ إِسْمَاعِيْلُ فَاَمَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، اَنْ اَجْعَلَ مَالَهُ فِي بَيْتِ الْمَالِ.

اسمٰعیل بن ابو حکیم سے روایت ہے کہ نصرانی کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آزاد کر دیا۔ وہ فوت ہو گیا' اسمٰعیل کا بیان ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مجھے حکم دیا کہ اس کا مال بیت المال میں جمع کر دو۔

[٥٨٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اَبَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَنْ يُوَرِّثَ اَحَدًا مِنَ الْاَعَاجِمِ. اِلَّا اَحَدًا وُلِدَ فِي الْعَرَبِ.

سعید بن میسّب سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے غیر عربی کا وارث بننے سے روک دیا تھا مگر جبکہ کوئی عرب میں پیدا ہوا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ جَاءَتِ امْرَاَةٌ حَامِلٌ مِنْ اَرْضِ الْعَدُوِّ، فَوَضَعَتْهُ فِي اَرْضِ الْعَرَبِ، فَهُوَ وَلَدُهَا يَرِثُهَا اِنْ مَاتَتْ. وَيَرِثُهُ اِنْ مَاتَ، مِيْرَاثَهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی حاملہ عورت کفار کے ملک سے آ جائے اور وہ عرب میں آ کر بچہ جنے تو وہ اسی کا بیٹا ہے اور اگر وہ مر گئی تو اس کا وارث ہو گا اور لڑکا مر گیا تو یہ اس کی وارث ہو گی۔ اس کی میراث اللہ کی کتاب میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، وَالسُّنَّةُ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا، وَالَّذِي اَدْرَكْتُ عَلَيْهِ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا اَنَّهُ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، بِقَرَابَةٍ، وَلَا وَلَاءٍ، وَلَا رَحِمٍ. وَلَا يَحْجُبُ اَحَدًا عَنْ مِيْرَاثِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اور اس سنت میں کسی کا اختلاف نہیں اور اسی پر میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو پایا ہے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ قرابت' ولاء یا رحم کسی وجہ سے حق دار نہیں اور نہ کسی کو اس کی میراث سے محروم کر سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ لَا يَرِثُ، اِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُ وَارِثٌ. فَاِنَّهُ لَا يَحْجُبُ اَحَدًا عَنْ مِيْرَاثِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جو میراث نہ پائے جبکہ اس کے سوا کوئی وارث نہ ہو تو وہ کسی کو میراث سے محروم نہیں کر سکتا۔

١٤- بَابُ مَنْ جُهِلَ اَمْرُهُ بِالْقَتْلِ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ

ان کی میراث جن کی موت کا وقت معلوم نہ ہو

[٥٨٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ اَنَّهُ لَمْ يَتَوَارَثْ مَنْ قُتِلَ يَوْمَ الْجَمَلِ. وَيَوْمَ صِفِّيْنَ. وَيَوْمَ الْحَرَّةِ. ثُمَّ كَانَ يَوْمَ قُدَيْدٍ. فَلَمْ يُوَرَّثْ اَحَدٌ مِنْهُمْ مِنْ صَاحِبِهِ شَيْئًا. اِلَّا مَنْ عُلِمَ اَنَّهُ قُتِلَ قَبْلَ صَاحِبِهِ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن نے کتنے ہی اپنے علمائے کرام سے روایت کی ہے کہ جو جنگِ جمل' جنگِ صفین' جنگِ حرہ' اور جنگِ قدید میں مارے گئے ان میں سے کسی کو اس کے دوسرے ساتھی کا وارث نہیں بنایا گیا مگر جس کے متعلق علم ہو گیا کہ وہ اپنے ساتھی سے پہلے قتل کر دیا گیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی

فِيْهِ. وَلَا شَكَّ عِنْدَ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا وَكَذٰلِكَ الْعَمَلُ فِيْ كُلِّ مُتَوَارِثَيْنِ هَلَكَا ' بِغَرَقٍ ' اَوْ قَتْلٍ اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَوْتِ. اِذَا لَمْ يُعْلَمْ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ صَاحِبِهٖ ' لَمْ يَرِثْ اَحَدٌ مِّنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهٖ شَيْئًا. وَكَانَ مِيْرَاثُهُمَا لِمَنْ بَقِيَ مِنْ وَّرَثَتِهِمَا. يَرِثُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَرَثَتُهٗ مِنَ الْاَحْيَاءِ.

اختلاف نہیں اور ہمارے شہر کے اہل علم میں سے کسی ایک کو بھی شک نہیں ہے اور وارثوں کے بارے میں اسی پر عمل ہے کہ جب کتنے ہی آدمی ڈوب جائیں یا کسی طریقے سے قتل کر دیئے جائیں اور یہ پتہ نہ ہو کہ کون اپنے ساتھی سے پہلے مرا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہیں ہوگا' ان کی میراث زندہ رہنے والے باقی وارثوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يَّرِثَ اَحَدٌ اَحَدًا بِالشَّكِّ. وَلَا يَرِثُ اَحَدٌ اَحَدًا اِلَّا بِالْيَقِيْنِ مِنَ الْعِلْمِ ' وَالشُّهَدَاءِ. وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ يَهْلِكُ هُوَ وَمَوْلَاهُ الَّذِيْ اَعْتَقَهٗ اَبُوْهُ ' فَيَقُوْلُ بَنُو الرَّجُلِ الْعَرَبِيِّ قَدْ وَرِثَهٗ اَبُوْنَا. فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُمْ اَنْ يَّرِثُوْهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا شَهَادَةٍ. اِنَّهٗ مَاتَ قَبْلَهٗ. وَاِنَّمَا يَرِثُهٗ اَوْلَى النَّاسِ بِهٖ مِنَ الْاَحْيَاءِ.

امام مالک نے فرمایا: یہ مناسب نہیں ہے کہ شک کے ساتھ کوئی کسی کا وارث بنے۔ کوئی کسی کا وارث نہ بنے مگر پورے علم اور شہادتوں کی بناء پر' مثلاً ایک آدمی فوت ہو جائے اور ان کا آزاد کردہ غلام بھی جس کو اس کے باپ نے آزاد کیا تھا۔ اب متوفی کے وارث کہیں کہ اس کا وارث ہمارا باپ تھا تو ان کی یہ بات بغیر علم اور شہادت کے نہیں مانی جائے گی کہ وہ پہلے مرا تھا اور اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے جو زندہ ہوں وہی اس کے وارث ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَيْضًا الْاَخَوَانِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ. يَمُوْتَانِ. وَلِاَحَدِهِمَا وَلَدٌ. وَالْاٰخَرُ لَا وَلَدَ لَهٗ. وَلَهُمَا اَخٌ لِاَبِيْهِمَا ' فَلَا يُعْلَمُ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلَ صَاحِبِهٖ. فَمِيْرَاثُ الَّذِيْ لَا وَلَدَ لَهٗ ' لِاَخِيْهِ لِاَبِيْهِ ' وَلَيْسَ لِبَنِيْ اَخِيْهِ ' لِاَبِيْهِ وَاُمِّهٖ ' شَيْءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح دو سگے بھائی فوت ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک کی اولاد ہے اور دوسرے کی کوئی اولاد نہیں اور ان کا ایک علاتی بھائی ہے۔ اب یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے کون پہلے فوت ہوا تو لاولد کی میراث علاتی بھائی کو ملے گی اور سگے بھتیجوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَنْ تَهْلِكَ الْعَمَّةُ وَابْنُ اَخِيْهَا ' اَوِ ابْنَةُ الْاَخِ وَعَمُّهَا ' فَلَا يُعْلَمُ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ. فَاِنْ لَمْ يُعْلَمْ اَيُّهُمَا مَاتَ قَبْلُ ' لَمْ يَرِثِ الْعَمُّ مِنِ ابْنَةِ اَخِيْهِ شَيْئًا. وَلَا يَرِثُ ابْنُ الْاَخِ مِنْ عَمَّتِهٖ شَيْئًا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر پھوپھی اور بھتیجا ایک ساتھ فوت ہو جائیں یا بھتیجی اور چچا کا ایک ساتھ انتقال ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ پہلے کون فوت ہوا تو چچا کو بھتیجی کی میراث سے کچھ نہیں ملے گا اور نہ بھتیجا پھوپھی کے ترکہ سے کچھ پائے گا۔ ف

ف: جنگ جمل حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ہوئی۔ جنگ صفین حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان ہوئی۔ دونوں مواقع پر اکابر صحابہ بھی شریک ہوئے اور کم و بیش نصف لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ یہ بدبخت خارجیوں اور سبائیوں کی شرارت تھی کہ امت محمدیہ کے ایسے مایۂ ناز بہی خواہ بھی آپس میں ٹکرائے بغیر نہ رہ سکے۔ شاید پروردگار عالم نے امت محمدیہ کو خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خونِ ناحق کی ۳۶ھ میں جنگ جمل اور ۳۷ھ میں جنگ صفین کی صورت میں سزا دی تھی۔

۱۵- بَابُ مِيْرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا

لعان والی عورت کے بچے اور ولد الزنا کی میراث

[٥٨٥] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا إِنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ، حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ، وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ، مَوَالِيَ أُمِّهِ. إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً. وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً، وَرِثَتْ حَقَّهَا. وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ. وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ.

عروہ بن زبیر فرمایا کرتے تھے کہ لعان والی کا بیٹا اور ولد الزنا جب فوت ہو جائے تو اس کی والدہ وارث ہوگی اور اللہ کی کتاب کے مطابق اپنا حق لے گی اور اس کے اخیافی بھائی بھی حصہ لیں گے اور باقی اس کی والدہ کے موالی کو ملے گا جب کہ وہ آزاد کردہ ہو اور اگر وہ عربیہ ہو تو اس کی والدہ اور اخیافی بھائی بہنوں سے جو بچے گا وہ مسلمانوں کا حق ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہی بات سلیمان بن یسار سے پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اپنے شہر کے اہلِ علم کو اسی پر پایا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٢٨- كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِطْبَةِ

نکاح کے پیغام کا بیان

٥٠٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ. صحیح البخاری (٥١٤٤)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی تم میں سے اپنے مسلمان بھائی کے پیغام پر نکاح کا پیغام نہ دے۔

٥٠٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ. صحیح البخاری (٥١٤٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا نُرٰى، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، لَا يَخْطُبُ أَحَدُكُمْ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ. أَنْ يَخْطُبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ. فَتَرْكَنَ إِلَيْهِ. وَيَتَّفِقَانِ عَلٰى صَدَاقٍ وَاحِدٍ مَعْلُومٍ. وَقَدْ تَرَاضَيَا. فَهِيَ تَشْتَرِطُ عَلَيْهِ لِنَفْسِهَا. فَتِلْكَ الَّتِي نَهٰى أَنْ يَخْطُبَهَا الرَّجُلُ عَلٰى خِطْبَةِ أَخِيهِ. وَلَمْ يَعْنِ بِذٰلِكَ، إِذَا خَطَبَ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فَلَمْ يُوَافِقْهَا أَمْرُهُ، وَلَمْ تَرْكَنْ إِلَيْهِ، أَنْ لَا يَخْطُبَهَا أَحَدٌ. فَهٰذَا بَابُ فَسَادٍ يَدْخُلُ عَلَى النَّاسِ.

امام مالک نے رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی: "تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہ دے"۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ کوئی آدمی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دے، وہ عورت اس کی جانب جھکے اور دونوں رضامندی سے ایک مہر مقرر کر لیں۔ ایسی صورت میں دوسرے آدمی کو اپنے بھائی کے پیغام پر پیغام دینے سے منع فرمایا گیا اور اس کی ممانعت نہیں کی کہ کسی نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا لیکن موافقت نہ ہوئی اور نہ عورت کا ادھر جھکاؤ ہوا کہ اس صورت میں کوئی پیغام نہ دے۔ بہر حال فساد اسی راستے سے لوگوں میں داخل ہوتا ہے۔

[۵۸٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ اَوْ اَکْنَنْتُمْ فِیْ اَنْفُسِکُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَهُنَّ وَلٰکِنْ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّا اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (البقرۃ:۲۳۵). اَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلْمَرْاَةِ، وَهِیَ فِیْ عِدَّتِهَا مِنْ وَفَاةِ زَوْجِهَا اِنَّکِ عَلَیَّ لَکَرِیْمَةٌ. وَاِنِّیْ فِیْکِ لَرَاغِبٌ. وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَائِقٌ اِلَیْکِ خَیْرًا وَرِزْقًا. وَنَحْوَ هٰذَا مِنَ الْقَوْلِ.

قاسم بن محمد ارشاد باری تعالیٰ: ''اور تم پر گناہ نہیں اس بات میں جو پردہ رکھ کر تم عورتوں کے نکاح کا پیغام دو یا اپنے دل میں چھپا رکھو اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان کو یاد کرو گے' ہاں ان سے خفیہ وعدہ نہ کر رکھو مگر یہ کہ اتنی ہی بات کہو جو شرع میں معروف ہے''۔ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے کہے جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو اور وہ عدت گزار رہی ہو کہ مجھے تو پسند ہے یا مجھے تیری جانب رغبت ہے یا اللہ تیرے لئے بھلائی اور روزی بھیجنے والا ہے یا اس جیسی کوئی اور بات۔

۲- بَابُ اسْتِئْذَانِ الْبِکْرِ وَالْاَیِّمِ فِیْ اَنْفُسِهِمَا

کنواری اور شوہر دیدہ سے اجازت لینا

۵۰۸- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا. وَالْبِکْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا. وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا.

صحیح مسلم (۳٤٦۱۔۳٤٦۲۔۳٤٦۳)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شوہر دیدہ اپنے نفس کا اپنے ولی کی نسبت زیادہ حق رکھتی ہے اور کنواری سے اجازت لی جائے گی۔ جبکہ خاموشی بھی اس کی اجازت ہے۔ف

ف: عورت سے اذن لینے میں تفصیل ہے' تمام صورتیں اور ان کے احکام حسب ذیل ہیں:

(۱) ثیبہ بالغہ کے بارے میں تمام آئمہ وفقہاء کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں جب کہ وہ عاقلہ بھی ہو' اگر بڑی حد تک بے عقل ہو تو ولی کی اجازت کافی ہے۔

(۲) باکرہ صغیرہ یعنی نابالغ کنواری لڑکی کے متعلق بھی سب کا اتفاق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی نکاح کر سکتے ہیں۔ ولی کی اجازت سے نکاح ہو جائے گا۔

(۳) ثیبہ صغیرہ یعنی وہ لڑکی جو نابالغہ اور شوہر دیدہ ہو تو احناف کے نزدیک اس کی اجازت کے بغیر ولی اس کا نکاح کر سکتا ہے اور ایسا کرنا جائز ہے جب کہ شافعیہ کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں ہے اور اس لڑکی سے اجازت لینا ہی ضروری ہے۔

(۴) باکرہ بالغہ یعنی وہ کنواری لڑکی جو بالغہ ہو۔ احناف کے نزدیک بغیر اس کی اجازت کے نکاح جائز نہیں ہے اور شافعیہ کے نزدیک جائز ہے۔

گویا احناف کے نزدیک مبنائے ولایت بلوغ پر ہے۔ بالغہ ہو تو باکرہ ہو یا ثیبہ اس سے اجازت لینا ضروری ہے اور نابالغہ خواہ ثیبہ ہو یا باکرہ اس سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔ شافعیہ کے نزدیک مبنائے ولایت ثیابت وبکارت ہے کہ ثیبہ سے ضرور اجازت لی جائے گی خواہ بالغہ ہو یا نابالغہ اور باکرہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اگرچہ وہ بالغہ ہی کیوں نہ ہو۔ احادیث کی رو سے کنواری لڑکی کا بوقت اذن خاموش رہنا بھی رضامندی شمار ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۵۸۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ

امام مالک کو سعید بن مسیب سے یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر

سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا. اَوْ ذِي الرَّأْيِ مِنْ اَهْلِهَا. اَوِ السُّلْطَانِ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عورت نکاح نہ کرے مگر اپنے ولی یا عقل مند اہل یا بادشاہ کی اجازت سے۔

[۵۸۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، كَانَا يُنْكِحَانِ بَنَاتِهِمَا الْاَبْكَارَ، وَلَا يَسْتَأْمِرَانِهِنَّ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ اپنی کنواری کا نکاح کر دیتے اور ان سے اجازت نہ لیتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ نِكَاحِ الْاَبْكَارِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کنواری کے نکاح کے بارے میں یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِلْبِكْرِ جَوَازٌ فِيْ مَالِهَا، حَتّٰى تَدْخُلَ بَيْتَهَا، وَيُعْرَفَ مِنْ حَالِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کنواری کو اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں یہاں تک کہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے اور اس کے حال سے باخبر ہو جائے۔

[۵۸۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِي الْبِكْرِ، يُزَوِّجُهَا اَبُوْهَا بِغَيْرِ اِذْنِهَا اِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار کنواری کے بارے میں فرمایا کرتے کہ باپ اس کی اجازت کے بغیر اس کی شادی کر دے تو یہ نکاح اس پر لازم ہو جاتا ہے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّدَاقِ وَالْحِبَاءِ

مہر اور حباء کا بیان

۵۰۹- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ. فَقَامَتْ قِيَامًا طَوِيْلًا. فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا. اِنْ لَمْ تَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ تُصْدِقُهَا اِيَّاهُ؟ فَقَالَ مَا عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ هٰذَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنْ اَعْطَيْتَهَا اِيَّاهُ، جَلَسْتَ لَا اِزَارَ لَكَ، فَالْتَمِسْ شَيْئًا فَقَالَ مَا اَجِدُ شَيْئًا. قَالَ الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ فَالْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ شَيْئًا. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ نَعَمْ. مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا، وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ سَمَّاهَا. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ.

صحیح البخاری (۵۱۳۵) صحیح مسلم (۳۴۷۲)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا۔ پس وہ کافی دیر کھڑی رہی تو ایک شخص کھڑا ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں ہے تو اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے دینے کے لیے کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ میرے پاس اس تہبند کے سوا اور کچھ نہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ تم اسے دو گے تو خود بغیر تہبند کے بیٹھے رہو گے۔ لہٰذا کوئی چیز ڈھونڈو۔ عرض کی کہ مجھے کوئی چیز نہیں ملتی۔ فرمایا: ڈھونڈو تو سہی خواہ لوہے کا چھلا ہو۔ انہوں نے ڈھونڈا مگر کچھ نہ پایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں قرآن کریم آتا ہے؟ عرض گزار ہوئے: ہاں اور نام بتائے کہ فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے قرآن مجید جاننے کے باعث میں نے

تمہارے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ ف

ف: مہر سے متعلق اس حدیث کے مفہوم و مطالب میں فقہاء نے بہت گفتگو کی اور مختلف معانی اور صورتیں تحریر کی ہیں۔ حضرات احناف کا موقف یہ ہے کہ جہاں مہر کا ذکر نہ آئے وہاں مہر مثل دینا لازم آتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۵۹۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَبِهَا جُنُونٌ، أَوْ جُذَامٌ، أَوْ بَرَصٌ، فَمَسَّهَا، فَلَهَا صَدَاقُهَا كَامِلًا. وَذٰلِكَ لِزَوْجِهَا غُرْمٌ عَلَى وَلِيِّهَا.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اسے جنون، جذام یا کوڑھ کی بیماری ہو، پھر اس سے جماع کرے تو عورت کو پورا مہر ادا کرے گا اور خاوند اسے اس عورت کے ولی سے وصول کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا يَكُونُ ذٰلِكَ غُرْمًا عَلَى وَلِيِّهَا لِزَوْجِهَا، إِذَا كَانَ وَلِيُّهَا الَّذِي أَنْكَحَهَا، هُوَ أَبُوهَا أَوْ أَخُوهَا، أَوْ مَنْ يُرَى أَنَّهُ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهَا. فَأَمَّا إِذَا كَانَ وَلِيُّهَا الَّذِي أَنْكَحَهَا، ابْنَ عَمٍّ، أَوْ مَوْلًى، أَوْ مِنَ الْعَشِيرَةِ، مِمَّنْ يُرَى أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُرْمٌ. وَتَرُدُّ تِلْكَ الْمَرْأَةُ مَا أَخَذَتْهُ مِنْ صَدَاقِهَا. وَيَتْرُكُ لَهَا قَدْرَ مَا تُسْتَحَلُّ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ بیوی کے ولی کو یہ تاوان اس صورت میں ادا کرنا ہوگا جبکہ اس کا نکاح کرنے والا ولی اس کا باپ یا بھائی ہو یا ایسا شخص جس کو یہ بات معلوم تھی۔ لیکن اس کے نکاح کا ولی اگر چچازاد بھائی یا آزاد کردہ غلام ہو یا دور کا رشتہ دار ہو، جسے اس بات کا علم نہ ہو تو اسے یہ تاوان ادا نہیں کرنا پڑے گا بلکہ اس عورت سے مہر واپس کروایا جائے گا اور صرف اتنا چھوڑ دیا جائے گا جس سے وہ اس کے لئے حلال ہو۔

[۵۹۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَةَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، وَأُمُّهَا بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، كَانَتْ تَحْتَ ابْنٍ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. فَمَاتَ وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا. وَلَمْ يُسَمِّ لَهَا صَدَاقًا. فَابْتَغَتْ أُمُّهَا صَدَاقَهَا. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَيْسَ لَهَا صَدَاقٌ. وَلَوْ كَانَ لَهَا صَدَاقٌ لَمْ نُمْسِكْهُ، وَلَمْ نَظْلِمْهَا. فَأَبَتْ أُمُّهَا أَنْ تَقْبَلَ ذٰلِكَ. فَجَعَلُوا بَيْنَهُمْ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ. فَقَضٰى أَنْ لَا صَدَاقَ لَهَا. وَلَهَا الْمِيرَاثُ.

نافع کا بیان ہے کہ عبید اللہ بن عمر کی صاحبزادی جن کی والدہ زید بن خطاب کی بیٹی تھیں، یہ حضرت عبد اللہ بن عمر کے صاحبزادے کے نکاح میں تھیں۔ صاحبزادے کا انتقال ہو گیا اور اس نے صحبت نہیں کی تھی اور مہر بھی مقرر نہیں ہوا تھا۔ اس کی والدہ نے مہر کا مطالبہ کیا۔ حضرت عبد اللہ نے فرمایا کہ یہ مہر کی حق دار نہیں۔ اگر حق دار ہوتی تو ہم مہر نہ روکتے اور اس پر ظلم نہ کرتے۔ اس کی والدہ نے یہ بات نہ مانی اور فریقین نے حضرت زید بن ثابت پر بات رکھی۔ انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ عوت کو مہر نہیں ملے گا اور یہ میراث کی حق دار ہے۔

[۵۹۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ كَتَبَ فِي خِلَافَتِهِ إِلَى بَعْضِ عُمَّالِهِ أَنَّ كُلَّ مَا اشْتَرَطَ الْمُنْكِحُ، مَنْ كَانَ أَبًا أَوْ غَيْرَهُ، مِنْ حِبَاءٍ أَوْ كَرَامَةٍ. فَهُوَ لِلْمَرْأَةِ إِنِ ابْتَغَتْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے عہد خلافت میں اپنے ایک عامل کے لئے لکھا کہ نکاح کرنے والا خواہ وہ باپ ہو یا دوسرا شخص، اگر وہ تحفہ یا ہدیہ کی شرط رکھے تو مطالبہ کرنے پر وہ چیز عورت کو ملے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْأَةِ يُنْكِحُهَا أَبُوهَا، وَيَشْتَرِطُ فِي صَدَاقِهَا الْحِبَاءَ يُحْبٰى بِهِ، إِنَّ مَا كَانَ مِنْ

امام مالک نے اس عورت کے متعلق فرمایا جس کا نکاح اس کے باپ نے کیا اور اس کے مہر میں کچھ تحفہ دینے کی شرط

شَرْطٍ يَقَعُ بِهِ النِّكَاحُ، فَهُوَ لِابْنَتِهِ إِنِ ابْتَغَتْهُ. وَإِنْ فَارَقَهَا زَوْجُهَا، قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلِزَوْجِهَا شَطْرُ الْحِبَاءِ الَّذِي وَقَعَ بِهِ النِّكَاحُ.

رکھے۔ اگر وہ ایسی شرط رکھی ہے جس سے نکاح واقع ہوتا ہے تو مطالبے پر تحفہ اس کی بیٹی کو ملے گا۔ اور خاوند اگر صحبت کرنے سے پہلے اس سے جدا ہو گیا تو جس کے ذریعے نکاح واقع ہوا ہے اس نصف تحفے کا حق دار خاوند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُزَوِّجُ ابْنَهُ صَغِيرًا لَا مَالَ لَهُ: إِنَّ الصَّدَاقَ عَلَى أَبِيهِ إِذَا كَانَ الْغُلَامُ يَوْمَ تَزَوَّجَ لَا مَالَ لَهُ. وَإِنْ كَانَ لِلْغُلَامِ مَالٌ فَالصَّدَاقُ فِي مَالِ الْغُلَامِ. إِلَّا أَنْ يُسَمِّيَ الْأَبُ أَنَّ الصَّدَاقَ عَلَيْهِ. وَذٰلِكَ النِّكَاحُ، ثَابِتٌ عَلَى الِابْنِ إِذَا كَانَ صَغِيرًا، وَكَانَ فِي وِلَايَةِ أَبِيهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے کم سن لڑکے کی شادی کی جس کا کوئی مال نہیں' مہر اس کے باپ پر ہوگا جبکہ شادی کے روز لڑکے کا ذاتی مال نہ ہو اور اگر لڑکے کے پاس مال ہو تو مہر لڑکے کے مال سے دیا جائے گا۔ ماسوائے اس کے کہ باپ کہہ دے کہ مہر اس پر ہے اور لڑکے کا یہ نکاح واقع ہو جائے گا جبکہ وہ نابالغ اور اپنے والد کی تحویل میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي طَلَاقِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا وَهِيَ بِكْرٌ، فَيَعْفُو أَبُوهَا عَنْ نِصْفِ الصَّدَاقِ إِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ لِزَوْجِهَا مِنْ أَبِيهَا، فِيمَا وَضَعَ عَنْهُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے صحبت سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دی اور وہ کنواری ہے' پس اس کا باپ نصف مہر معاف کر دے تو خاوند کے لیے وہ وضع کر لینا جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ﴾ فَهُنَّ النِّسَاءُ اللَّاتِي قَدْ دُخِلَ بِهِنَّ. ﴿أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ﴾ (البقرة:۲۳۷). فَهُوَ الْأَبُ فِي ابْنَتِهِ الْبِكْرِ، وَالسَّيِّدُ فِي أَمَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "مگر جو عورتیں معاف کر دیں" یہ تو وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ دخول ہو چکا "یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے" اور وہ کنواری کا باپ اور لونڈی کا آقا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ فِي ذٰلِكَ. وَالَّذِي عَلَيْهِ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہی میں نے سنا اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْيَهُودِيَّةِ أَوِ النَّصْرَانِيَّةِ تَحْتَ الْيَهُودِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ، فَتُسْلِمُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا إِنَّهُ لَا صَدَاقَ لَهَا.

امام مالک نے اس یہودیہ اور نصرانیہ کے بارے میں فرمایا جو یہودی یا نصرانی کے نکاح میں ہو۔ پھر عورت دخول سے پہلے مسلمان ہو جاتی ہے تو اسے مہر نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَى أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ بِأَقَلَّ مِنْ رُبْعِ دِينَارٍ. وَذٰلِكَ أَدْنَى مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک چوتھائی دینار سے کم مہر نہیں ہوتا اور یہ وہ کم سے کم مقدار ہے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے۔

٤- بَابُ إِرْخَاءِ السُّتُورِ

خلوت صحیحہ کا بیان

[۵۹۳] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس سے ایک آدمی نے نکاح کیا تھا کہ جب تمام

الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْاَةِ اِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ 'اَنَّهُ اِذَا اُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ 'فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

پردے اٹھ جائیں تو مہر واجب ہو گیا۔

[٥٩٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَاَتِهٖ 'فَاُرْخِيَتْ عَلَيْهِمَا السُّتُوْرُ 'فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کے پاس جائے اور خلوت صحیحہ ہو جائے تو مہر واجب ہو گیا۔

[٥٩٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِالْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا 'صُدِّقَ الرَّجُلُ عَلَيْهَا. وَاِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ 'صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب آدمی عورت کے گھر میں داخل ہو گیا تو خاوند کی تصدیق ہو گئی اور جب عورت مرد کے گھر میں داخل ہو گئی تو عورت کی تصدیق ہو گئی۔

قَالَ مَالِكٌ اَرٰى ذٰلِكَ فِي الْمَسِيْسِ. اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا فِيْ بَيْتِهَا فَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِيْ 'وَقَالَ لَمْ اَمَسَّهَا 'صُدِّقَ عَلَيْهَا. فَاِنْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْ بَيْتِهٖ. فَقَالَ لَمْ اَمَسَّهَا 'وَقَالَتْ قَدْ مَسَّنِيْ 'صُدِّقَتْ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ چھونے کے بارے میں میرا خیال ہے کہ جب مرد عورت کے گھر میں داخل ہوا۔ عورت کہتی ہے کہ اس نے مجھ سے جماع کیا' مرد کہے کہ میں نے نہیں کیا تو مرد کے بیان کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر عورت مرد کے گھر میں داخل ہوئی۔ مرد کہتا ہے کہ میں نے اسے ہاتھ نہیں لگایا اور عورت کہتی ہے کہ لگایا ہے تو عورت پر اعتبار کیا جائے گا۔

٥- بَابُ الْمُقَامِ عِنْدَ الْبِكْرِ وَالْاَيِّمِ

شوہر دیدہ اور کنواری کے پاس رہنے کا بیان

٥١٠- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ 'عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ الْمَخْزُوْمِيِّ 'عَنْ اَبِيْهِ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ سَلَمَةَ 'وَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ 'قَالَ لَهَا لَيْسَ بِكِ عَلٰى اَهْلِكِ هَوَانٌ. اِنْ شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَكِ وَسَبَّعْتُ عِنْدَهُنَّ. وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ عِنْدَكِ وَدُرْتُ فَقَالَتْ ثَلِّثْ. صحیح مسلم (٣٦٠٦-٣٦١٠)

حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن مخزومی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تو ان کے پاس رات گزار کر فرمایا کہ میں تمہیں تمہارے خاندان میں رسوا نہیں کروں گا' اگر تم چاہو تو میں سات روز تمہارے پاس رہوں اور اسی حساب سے دوسری بیویوں کے پاس رہوں اور اگر تم چاہو تو تین دن تمہارے پاس رہوں اور دوسری بیویوں کے پاس حسب معمول؟ پس انہوں نے تین دن کے لئے کہا۔

٥١١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ 'عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ 'اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَلِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ. صحیح البخاری (٥٢١٣) صحیح مسلم (٣٤٢٢)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ کنواری کے لیے سات اور شوہر دیدہ کے لئے تین راتیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی حکم ہمارے نزدیک ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ كَانَتْ لَهُ امْرَاَةٌ غَيْرُ الَّتِيْ تَزَوَّجَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت سے شادی کی ہے اگر

فَإِنَّهُ يَقْسِمُ بَيْنَهُمَا. بَعْدَ أَنْ تَمْضِيَ أَيَّامُ الَّتِي تَزَوَّجَ بِالسَّوَاءِ. وَلَا يَحْسِبُ عَلَى الَّتِي تَزَوَّجَ ' مَا أَقَامَ عِنْدَهَا.

اس آدمی کی اس کے سوا بھی بیویاں ہوں تو نئی نویلی کے پاس چند یوم گزار کر سب کی برابر باری مقرر کرے گا اور نو بیاہتا کے یہ دن باری میں شمار نہیں ہوں گے۔

٦- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشُّرُوطِ فِي النِّكَاحِ

نکاح میں جو شرطیں درست نہیں

[٥٩٦] أَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَشْتَرِطُ عَلَى زَوْجِهَا أَنَّهُ لَا يَخْرُجُ بِهَا مِنْ بَلَدِهَا. فَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَخْرُجُ بِهَا إِنْ شَاءَ.

قَالَ مَالِكٌ فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا شَرَطَ الرَّجُلُ لِلْمَرْأَةِ وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ ' أَنْ لَا أَنْكِحَ عَلَيْكِ ' وَلَا أَتَسَرَّرَ إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي ذٰلِكَ يَمِينٌ بِطَلَاقٍ ' أَوْ عِتَاقَةٍ ' فَيَجِبُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ' وَيَلْزَمُهُ.

سعید بن مسیب سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنے خاوند سے یہ شرط رکھی کہ اسے اس کے شہر سے نہیں نکالا جائے گا۔ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اگر وہ چاہے تو لے جا سکتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ جب آدمی عورت سے شرط رکھے تو اگر وہ نکاح کے وقت رکھے جیسے میں دوسرا نکاح نہیں کروں گا یا لونڈی نہیں رکھوں گا۔ تو یہ فضول بات ہے ماسوائے اس صورت کے کہ اس نے طلاق و عتاق کو اس پر موقوف رکھا ہو۔ دریں حالت یہ بات اس پر واجب و لازم ہو جائے گی۔

٧- بَابُ نِكَاحِ الْمُحَلِّلِ وَمَا أَشْبَهَهُ

حلالہ اور اس کے مشابہ نکاح کا بیان

٥١٢- **وَحَدَّثَنِي** يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ ' عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الزُّبَيْرِ ' أَنَّ رِفَاعَةَ بْنَ سَمَوْأَلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ' تَمِيمَةَ بِنْتَ وَهْبٍ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا. فَنَكَحَتْ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَيْرِ. فَاعْتَرَضَ عَنْهَا. فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَمَسَّهَا. فَفَارَقَهَا. فَأَرَادَ رِفَاعَةُ أَنْ يَنْكِحَهَا. وَهُوَ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا. فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ. فَنَهَاهُ عَنْ تَزْوِيجِهَا. وَقَالَ لَا تَحِلُّ لَكَ حَتّٰى تَذُوقَ الْعُسَيْلَةَ. صحیح البخاری (٥٧٩٢)

زبیر بن عبد الرحمٰن بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں حضرت رفاعہ بن سموال نے اپنی بیوی حضرت تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دے دیں تو انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا۔ وہ اپنی بیوی پر قادر نہ ہو سکے اور اسے چھوڑ دیا۔ حضرت رفاعہ نے اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہا جو اس کے پہلے خاوند تھے اور اسے طلاق دے دی تھی۔ جب اس بات کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو آپ نے انہیں ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمہارے لئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے کا ذائقہ نہ چکھ لے۔

[٥٩٧] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ. فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ. فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں۔ پھر عورت نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ دوسرے نے جماع کرنے سے پہلے طلاق دے دی۔ کیا پہلے خاوند کے لئے اس سے نکاح کرنا درست ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: درست نہیں یہاں تک کہ وہ

حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَهَا.

دوسرے کا ذائقہ چکھ لے۔

[۵۹۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ' سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ. ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ. فَمَاتَ عَنْهَا قَبْلَ اَنْ یَمَسَّهَا. هَلْ یَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ یُّرَاجِعَهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ لَا یَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْاَوَّلِ اَنْ یُّرَاجِعَهَا.

قاسم بن محمد سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ پھر عورت نے دوسرے آدمی سے نکاح کر لیا۔ دوسرا جماع کرنے سے پہلے فوت ہو گیا' کیا پہلے خاوند کو اس عورت سے رجوع کرنا حلال ہے؟ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ پہلے خاوند کو اس سے رجوع کرنا حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الْمُحَلِّلِ اِنَّهٗ لَا یُقِیْمُ عَلٰی نِکَاحِهٖ ذٰلِکَ ' حَتّٰی یَسْتَقْبِلَ نِکَاحًا جَدِیْدًا. فَاِنْ اَصَابَهَا فِیْ ذٰلِکَ ' فَلَهَا مَهْرُهَا.

امام مالک نے حاملہ کے بارے میں فرمایا کہ اس نیت سے کیا ہوا نکاح واقع نہیں ہوگا جب تک جدید نکاح نہ کرے۔ اگر مرد جماع کر چکا تو عورت پورے مہر کی حق دار ہوگی۔

۸- بَابُ مَا لَا یُجْمَعُ بَیْنَهٗ مِنَ النِّسَاءِ

جن عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا درست نہیں

۵۱۳- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا ' وَلَا بَیْنَ الْمَرْاَةِ وَ خَالَتِهَا. صحیح البخاری (۵۱۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت کو اس کی پھوپھی کے ساتھ جمع نہ کرو اور نہ عورت کو اس کی خالہ کے ساتھ۔

[۵۹۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ' عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ ' اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ یُنْهٰی اَنْ تُنْکَحَ الْمَرْاَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا. اَوْ عَلٰی خَالَتِهَا. وَاَنْ یَطَاَ الرَّجُلُ وَلِیْدَةً. وَفِیْ بَطْنِهَا جَنِیْنٌ لِغَیْرِهٖ.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ پھوپھی کے اوپر بھتیجی اور خالہ کے اوپر بھانجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور اس لونڈی کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا گیا ہے جس کے پیٹ میں دوسرے کا بچہ ہو۔

۹- بَابُ مَا لَا یَجُوْزُ مِنْ نِکَاحِ الرَّجُلِ اُمَّ امْرَاَتِهٖ

ساس سے نکاح جائز نہیں

[۶۰۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ' اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً ' ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَهَا. هَلْ تَحِلُّ لَهٗ اُمُّهَا؟ فَقَالَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَا ' الْاُمُّ مُبْهَمَةٌ. لَیْسَ فِیْهَا شَرْطٌ. وَاِنَّمَا الشَّرْطُ فِی الرَّبَائِبِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی۔ پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دیا۔ کیا اس عورت کی والدہ اس آدمی کے لئے حلال ہے؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ حلال نہیں ہے کیونکہ بغیر کسی شرط کے ساس سے نکاح کرنا حرام فرمایا گیا ہے اور شرط تو گود کھلائی ہوئی لڑکیوں کے بارے میں ہے۔

[۶۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ اسْتُفْتِیَ وَهُوَ بِالْکُوْفَةِ ' عَنْ نِکَاحِ الْاُمِّ بَعْدَ الْاِبْنَةِ ' اِذَا لَمْ تَکُنِ الْاِبْنَةُ مُسَّتْ. فَاَرْخَصَ فِیْ ذٰلِکَ. ثُمَّ اِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوفہ میں بیٹی کے بعد ماں سے نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا۔ جبکہ بیٹی سے صحبت نہ کی ہو۔ پس انہوں اس کی اجازت دی پھر جب حضرت ابن مسعود وارد مدینہ منورہ ہوئے اور اس بارے میں

فَسَأَلَ عَنْ ذٰلِكَ ، فَأُخْبِرَ أَنَّهُ لَيْسَ كَمَا قَالَ ، وَإِنَّمَا الشَّرْطُ فِي الرَّبَائِبِ . فَرَجَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ إِلَى الْكُوفَةِ ، فَلَمْ يَصِلْ إِلَى مَنْزِلِهِ ، حَتَّى أَتَى الرَّجُلَ الَّذِي أَفْتَاهُ بِذٰلِكَ . فَأَمَرَهُ أَنْ يُفَارِقَ امْرَأَتَهُ .

دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ بات یوں نہیں ہے اور شرط تو گود کھلائی ہوئی لڑکیوں کے بارے میں ہے۔ جب حضرت ابن مسعود واپس کوفہ لوٹے تو جس آدمی کو فتویٰ دیا تھا اس کے گھر تشریف لے گئے اور اسے عورت کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ تَحْتَهُ الْمَرْأَةُ ، ثُمَّ يَنْكِحُ أُمَّهَا فَيُصِيبُهَا إِنَّهَا تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ . وَيُفَارِقُهُمَا جَمِيعًا . وَيَحْرُمَانِ عَلَيْهِ أَبَدًا . إِذَا كَانَ قَدْ أَصَابَ الْأُمَّ . فَإِنْ لَمْ يُصِبِ الْأُمَّ ، لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ ، وَفَارَقَ الْأُمَّ .

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے نکاح میں ایک عورت ہے۔ پھر وہ اس کی والدہ کے ساتھ نکاح کر کے اس سے صحبت کر لیتا ہے۔ اس صورت میں بیوی اس پر حرام ہو گئی اور دونوں کو چھوڑے گا کیونکہ ماں سے صحبت کرنے کے باعث دونوں ہمیشہ کے لئے اس پر حرام ہو گئیں اگر والدہ سے صحبت نہ کی ہو تو بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی اور والدہ کو چھوڑ دے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَزَوَّجُ الْمَرْأَةَ ، ثُمَّ يَنْكِحُ أُمَّهَا فَيُصِيبُهَا إِنَّهُ لَا تَحِلُّ لَهُ أُمُّهَا أَبَدًا . وَلَا تَحِلُّ لِأَبِيهِ ، وَلَا لِابْنِهِ . وَلَا تَحِلُّ لَهُ ابْنَتُهَا ، وَتَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ .

اور امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک عورت سے شادی کی پھر اس عورت کی والدہ سے نکاح کر کے اس کے ساتھ صحبت کی۔ دریں حالات ماں کی والدہ اس کے لئے کبھی حلال نہیں ہوگی اور نہ اس کے بیٹے کے لیے اور اس آدمی کے لئے اس کی بیٹی حلال نہیں رہے گی بلکہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الزِّنَا فَإِنَّهُ لَا يُحَرِّمُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ ﴿وَأُمَّهٰتُ نِسَائِكُمْ﴾ (النساء:۲۳) فَإِنَّمَا حَرَّمَ مَا كَانَ تَزْوِيجًا وَلَمْ يَذْكُرْ تَحْرِيمَ الزِّنَا ، فَكُلُّ تَزْوِيجٍ كَانَ عَلَى وَجْهِ الْحَلَالِ يُصِيبُ صَاحِبُهُ امْرَأَتَهُ ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ التَّزْوِيجِ الْحَلَالِ ، فَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ ، وَالَّذِي عَلَيْهِ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا .

امام مالک نے فرمایا کہ زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیویوں کی ماؤں کو حرام فرمایا ہے۔ پس نکاح کی وجہ سے حرام قرار دیا اور زنا کی وجہ سے حرمت کا ذکر نہیں فرمایا۔ پس ہر نکاح جو حلال طریقے سے ہوا اور خاوند نے بیوی سے صحبت کی تو وہ حلال نکاح کی جگہ شمار ہوگا۔ میں نے یہی سنا ہے اور ہمارے نزدیک لوگوں کے لیے یہی حکم ہے۔

۱۰- بَابُ نِكَاحِ الرَّجُلِ أُمَّ امْرَأَةٍ قَدْ أَصَابَهَا عَلَى وَجْهِ مَا يُكْرَهُ

جس عورت سے زنا کیا اس کی ماں سے نکاح کرنا

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَزْنِي بِالْمَرْأَةِ ، فَيُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ فِيهَا إِنَّهُ يَنْكِحُ ابْنَتَهَا ، وَيَنْكِحُهَا ابْنُهُ إِنْ شَاءَ ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ أَصَابَهَا حَرَامًا ، وَإِنَّمَا الَّذِي حَرَّمَ اللّٰهُ مَا أُصِيبَ بِالْحَلَالِ ، أَوْ عَلَى وَجْهِ الشُّبْهَةِ بِالنِّكَاحِ ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کسی عورت سے زنا کیا اور اس کی اس پر حد قائم ہوئی وہ اس کی بیٹی سے نکاح کرے یا اس کا بیٹا چاہے تو اسی عورت سے نکاح کرے کیونکہ جو اس نے کیا اسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے وہ حلال طریقے سے صحبت نہیں کی یا نکاح کے شبہ میں نہیں کی جبکہ اللہ تعالیٰ

مِنَ النِّسَاءِ﴾ (النساء:۲۲).

نے فرمایا کہ "ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا"۔

قَالَ مَالِكٌ فَلَوْ اَنَّ رَجُلًا نَكَحَ امْرَاَةً فِيْ عِدَّتِهَا نِكَاحًا حَلَالًا ، فَاَصَابَهَا حَرُمَتْ عَلَى ابْنِهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا ، وَذٰلِكَ اَنَّ اَبَاهُ نَكَحَهَا عَلٰى وَجْهِ الْحَلَالِ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ فِيْهِ الْحَدُّ ، وَيَلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ الَّذِيْ يُوْلَدُ فِيْهِ بِاَبِيْهِ ، وَكَمَا حَرُمَتْ عَلَى ابْنِهِ اَنْ يَتَزَوَّجَهَا حِيْنَ تَزَوَّجَهَا اَبُوْهُ فِيْ عِدَّتِهَا ، وَاَصَابَهَا فَكَذٰلِكَ يَحْرُمُ عَلَى الْاَبِ ابْنَتُهَا اِذَا هُوَ اَصَابَ اُمَّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی کسی عورت سے عدت کے دوران حلال طریقے سے نکاح کرے پھر اس کے ساتھ صحبت کرے تو وہ اس کے بیٹے پر حرام ہو گئی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اس کے باپ نے حلال طریقے پر اس سے نکاح کیا اور اس فعل کے باعث اس پر حد قائم نہیں ہوتی اور اس سے جو لڑکا پیدا ہوگا وہ اسی کی جانب منسوب ہوگا یعنی اپنے باپ کی طرف اور جس طرح اس عورت سے نکاح کرنا اس کے بیٹے پر حرام ہے جبکہ عدت میں اس کے باپ نے اس سے نکاح کر کے صحبت کر لی اسی طرح باپ پر اس عورت کی بیٹی حرام ہوگی جس کی ماں سے صحبت کر چکا۔

۱۱- بَابُ جَامِعِ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ النِّكَاحِ

جو نکاح جائز نہیں

٥١٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ ، وَالشِّغَارُ اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَهُ عَلٰى اَنْ يُزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَهُ لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ.

صحیح البخاری (٥١١٢) صحیح مسلم (٣٤٥٠)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔ شغار یہ ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی دوسرے کے نکاح میں دے کہ دوسرا اپنی بیٹی کا نکاح اس کے ساتھ کر دے اور دونوں جانب مہر بالکل نہ ہو۔

٥١٥- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ يَزِيْدَ بْنِ جَارِيَةَ الْاَنْصَارِيِّ ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِيَّةِ ، اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ ، فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَرَدَّ نِكَاحَهُ.

صحیح البخاری (٥١٣٨)

حضرت خنساء بنت خدام انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے والد محترم نے ان کا نکاح کر دیا جبکہ وہ شوہر دیدہ تھیں اور انہوں نے اس نکاح کو ناپسند کیا۔ پس یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے ان کے نکاح کو رد فرما دیا۔

[٦٠٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اُتِيَ بِنِكَاحٍ لَمْ يَشْهَدْ عَلَيْهِ اِلَّا رَجُلٌ وَامْرَاَةٌ فَقَالَ هٰذَا نِكَاحُ السِّرِّ ، وَلَا اُجِيْزُهُ ، وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهِ لَرَجَمْتُ.

زبیر مکی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ایسا نکاح آیا جس پر ایک مرد گواہ تھا اور ایک عورت۔ فرمایا کہ یہ چوری چھپے کا نکاح ہے جسے میں جائز قرار نہیں دیتا۔ اگر میں پیش قدمی کرتا تو ضرور رجم کرتا۔

[٦٠٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، اَنَّ طُلَيْحَةَ الْاَسَدِيَّةَ كَانَتْ تَحْتَ رُشَيْدٍ الثَّقَفِيِّ ،

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے انہیں طلاق دے دی۔ اس نے عدت کے دوران نکاح کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ

فَطَلَّقَهَا، فَنَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا، فَضَرَبَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَضَرَبَ زَوْجَهَا بِالْمِخْفَقَةِ ضَرَبَاتٍ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ فِي عِدَّتِهَا، فَإِنْ كَانَ زَوْجُهَا الَّذِي تَزَوَّجَهَا لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنْ زَوْجِهَا الْأَوَّلِ، ثُمَّ كَانَ الْآخَرُ خَاطِبًا مِنَ الْخُطَّابِ، وَإِنْ كَانَ دَخَلَ بِهَا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ اعْتَدَّتْ بَقِيَّةَ عِدَّتِهَا مِنَ الْأَوَّلِ، ثُمَّ اعْتَدَّتْ مِنَ الْآخَرِ، ثُمَّ لَا يَجْتَمِعَانِ أَبَدًا.

تعالیٰ عنہ نے اسے پیٹا اور اس کے خاوند کو کئی درّے مارے اور ان کے درمیان تفریق کروا دی۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ جو عورت عدت میں نکاح کرے اگر اس کا خاوند جس سے نکاح کیا ہے اس کے ساتھ خلوت صحیحہ نہیں کر چکا تو ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا۔ پھر عورت پہلے خاوند کی باقی عدت پوری کرے گی۔ اس کے بعد وہ شخص پیغام دے سکتا ہے اور اگر یہ عورت کے ساتھ خلوت صحیحہ کر چکا تو ان دونوں کو جدا کیا جائے گا' پھر عورت پہلی بقیہ عدت گزارے گی اور اس کے بعد دوسرے خاوند کی عدت پوری کرے گی' پھر یہ دونوں کبھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: وَلَهَا مَهْرُهَا بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْهَا.

امام مالک کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ عورت دوسرے خاوند سے جائز مہر کی حق دار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ يُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَتَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، إِنَّهَا لَا تَنْكِحُ إِنِ ارْتَابَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا حَتَّى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا مِنْ تِلْكَ الرِّيبَةِ إِذَا خَافَتِ الْحَمْلَ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد عورت کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس کا خاوند فوت ہو جائے تو چار مہینے دس دن عدت گزارے۔ اگر اس عورت کو حمل کا شک ہو تو جب تک یہ شک دور نہ ہو جائے اس وقت تک نکاح نہ کرے۔

۱۲- بَابُ نِكَاحِ الْأَمَةِ عَلَى الْحُرَّةِ

آزاد عورت کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح

[٦٠٤] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَأَةٌ حُرَّةٌ، فَأَرَادَ أَنْ يَنْكِحَ عَلَيْهَا أَمَةً، فَكَرِهَا أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَهُمَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس کے نکاح میں آزاد عورت ہو' پھر وہ کسی لونڈی سے بھی نکاح کرنا چاہے۔ دونوں حضرات نے اس طرح اکٹھا کرنے کو ناپسند فرمایا۔

[٦٠٥] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: لَا تُنْكَحُ الْأَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ إِلَّا أَنْ تَشَاءَ الْحُرَّةُ، فَإِنْ طَاعَتِ الْحُرَّةُ، فَلَهَا الثُّلُثَانِ مِنَ الْقَسْمِ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ آزاد عورت پر لونڈی کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے مگر جبکہ آزاد عورت رضامند ہو۔ اگر آزاد عورت رضامند ہو تو اس کی باری دو گنی ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا يَنْبَغِي لِحُرٍّ أَنْ يَتَزَوَّجَ أَمَةً وَهُوَ يَجِدُ طَوْلًا لِحُرَّةٍ، وَلَا يَتَزَوَّجَ أَمَةً إِذَا لَمْ يَجِدْ طَوْلًا لِحُرَّةٍ إِلَّا أَنْ يَخْشَى الْعَنَتَ، وَذَلِكَ أَنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد کے لئے مناسب نہیں ہے کہ لونڈی سے نکاح کرے جبکہ آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت ہو۔ اگر آزاد عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہ ہو تب بھی لونڈی سے نکاح نہ کرے مگر جبکہ بدکاری میں پھنسنے کا ڈر ہو۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:۲۵) وَقَالَ ﴿ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ﴾ (النساء:۲۵) قَالَ مَالِكٌ وَالْعَنَتُ هُوَ الزِّنَا.

"اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں تو ان سے نکاح نہ کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں" اور فرمایا: "یہ اس کے لیے ہے جسے تم میں سے زنا کا اندیشہ ہو"۔ امام مالک نے فرمایا کہ "العنت" سے مراد زنا ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجُلِ يَمْلِكُ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَتْ تَحْتَهُ فَفَارَقَهَا

لونڈی کو تین طلاق دینے کے بعد خریدنا

[۶۰۶] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ الْاَمَةَ ثَلَاثًا ثُمَّ يَشْتَرِيْهَا اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

ابوعبدالرحمن سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے جو لونڈی کو تین طلاقیں دینے کے بعد خریدے کہ یہ اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک لونڈی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔

[۶۰۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ زَوَّجَ عَبْدًا لَهُ جَارِيَةً، فَطَلَّقَهَا الْعَبْدُ الْبَتَّةَ، ثُمَّ وَهَبَهَا سَيِّدُهَا لَهُ، فَهَلْ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ؟ فَقَالَا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنے غلام کا ایک لونڈی سے نکاح کیا۔ پھر غلام نے اسے تین طلاق دے دیں۔ پھر آقا نے وہ لونڈی غلام کو ہبہ کر دی' کیا غلام کے لیے وہ ملک یمین کے طور پر حلال ہے؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ وہ اس کے لیے حلال نہیں ہے جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

[۶۰۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ رَجُلٍ كَانَتْ تَحْتَهُ اَمَةٌ مَمْلُوْكَةٌ، فَاشْتَرَاهَا وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً، فَقَالَ تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ يَمِيْنِهِ مَا لَمْ يَبُتَّ طَلَاقَهَا، فَاِنْ بَتَّ طَلَاقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ بِمِلْكِ يَمِيْنِهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

ابن شہاب نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے نکاح میں لونڈی ہے اور وہ اس کی زرخرید مملوکہ ہو اور اس آدمی نے لونڈی کو ایک طلاق دے دی۔ فرمایا کہ وہ اس کے لیے ملک یمین کے طور پر حلال رہے گی جب تک تین طلاق نہ دے۔ اگر تین طلاق دے دیں تو پھر ملک یمین کے طور پر حلال نہیں رہے گی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَنْكِحُ الْاَمَةَ فَتَلِدُ مِنْهُ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا اِنَّهَا لَا تَكُوْنُ اُمَّ وَلَدٍ لَهُ بِذٰلِكَ الْوَلَدِ الَّذِيْ وَلَدَتْ مِنْهُ، وَهِيَ لِغَيْرِهِ حَتّٰى تَلِدَ مِنْهُ، وَهِيَ فِيْ مِلْكِهِ بَعْدَ ابْتِيَاعِهِ اِيَّاهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے لونڈی سے نکاح کیا' پھر اس سے بچہ پیدا ہوا' پھر اسے خریدے تو اس کے لئے وہ ام ولد نہیں ہوگی' اس بچے کی وجہ سے جو اس سے پیدا ہوا اور وہ دوسرے کی ہوگی' جب تک وہ اس کی ملکیت میں رہتے ہوئے اس سے بچہ نہ جنے' اسی سے خریدنے کے بعد۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنِ اشْتَرَاهَا وَهِيَ حَامِلٌ مِنْهُ، ثُمَّ وَضَعَتْ عِنْدَهُ كَانَتْ اُمَّ وَلَدِهِ بِذٰلِكَ الْحَمْلِ فِيْمَا

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس نے حاملہ لونڈی خریدی جبکہ حمل اسی کا تھا۔ پھر اس کے پاس بچہ جنا تو یہ حمل جو ظاہر ہوا اس

تُرٰی، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ كَرَاهِيَةِ اِصَابَةِ الْاُخْتَيْنِ بِمِلْكِ الْيَمِيْنِ وَالْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا

[۶۰۹] اثر- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ وَابْنَتِهَا مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ تُوْطَاُ اِحْدَاهُمَا بَعْدَ الْاُخْرٰى، فَقَالَ عُمَرُ مَا اُحِبُّ اَنْ اَخْبُرَهُمَا جَمِيْعًا، وَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

[۶۱۰] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ ذُؤَيْبٍ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عَنِ الْاُخْتَيْنِ مِنْ مِلْكِ الْيَمِيْنِ هَلْ يُجْمَعُ بَيْنَهُمَا؟ فَقَالَ عُثْمَانُ اَحَلَّتْهُمَا اٰيَةٌ وَحَرَّمَتْهُمَا اٰيَةٌ، فَاَمَّا اَنَا فَلَا اُحِبُّ اَنْ اَصْنَعَ ذٰلِكَ.

قَالَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَلَقِیَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لَوْ كَانَ لِیْ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ، ثُمَّ وَجَدْتُ اَحَدًا فَعَلَ ذٰلِكَ لَجَعَلْتُهٗ نَكَالًا.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اُرَاهُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ.

[۶۱۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مِثْلَ ذٰلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ فِی الْاَمَةِ تَكُوْنُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَيُصِيْبُهَا، ثُمَّ يُرِيْدُ اَنْ يُّصِيْبَ اُخْتَهَا اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى يُحَرِّمَ عَلَيْهِ فَرْجَ اُخْتِهَا بِنِكَاحٍ، اَوْ عِتَاقَةٍ، اَوْ كِتَابَةٍ، اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ يُزَوِّجُهَا عَبْدَهٗ، اَوْ غَيْرَ عَبْدِهٖ.

۱۵- بَابُ النَّهْیِ عَنْ اَنْ يُّصِيْبَ الرَّجُلُ اَمَةً كَانَتْ لِاَبِيْهِ

کے باعث وہ ام ولد ہو گی۔ آگے اللہ بہتر جانے۔

دو بہنوں یا ماں بیٹی کو ملک یمین سے رکھنا

عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ ماں بیٹی کسی کی ملک یمین میں ہوں تو کیا وہ ایک کے بعد دوسری سے صحبت کر سکتا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس طرح جمع کرنے کو پسند نہیں کرتا اور اس سے منع فرمایا۔

قبیصہ بن ذؤیب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو بہنوں کو ملک یمین کے طور پر رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا انہیں جمع کیا جا سکتا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا کہ ایک آیت اسے حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت اسے حرام ٹھہراتی ہے لیکن ایسا کرنے کو میں پسند نہیں کرتا۔

ان کا بیان ہے کہ پھر وہ ان کے پاس سے چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی سے ملا اور اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے اختیار ہوتا' پھر کسی کو ایسا کرتے دیکھتا تو اسے عبرت ناک سزا دیتا۔

ابن شہاب نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ حضرت علی تھے۔

امام مالک کو حضرت زبیر بن عوام سے بھی یہی بات پہنچی۔

امام مالک نے لونڈی کے متعلق فرمایا جو کسی کے پاس ہو اور وہ اس سے صحبت کرے' پھر وہ اس کی بہن سے صحبت کرنا چاہے تو یہ اس کے لئے حلال نہیں ہے جب تک اس کی بہن کی شرمگاہ کو اپنے اوپر حرام نہ کرے نکاح' آزادی' کتابت اور ایسی ہی بات سے' مثلاً اپنے غلام یا دوسرے شخص سے اس کی شادی کر دے۔

باپ کی لونڈی سے صحبت نہ کرے

[۶۱۲] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهَبَ لِابْنِهٖ جَارِیَةً فَقَالَ لَا تَمَسَّهَا فَاِنِّیْ قَدْ كَشَفْتُهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اسے ہاتھ نہ لگانا کیونکہ میں نے اسے بے پردہ کیا تھا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمُجَبَّرِ، اَنَّهٗ قَالَ وَهَبَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لِابْنِهٖ جَارِیَةً فَقَالَ لَا تَقْرَبْهَا فَاِنِّیْ قَدْ اَرَدْتُهَا، فَلَمْ اَنْشَطْ اِلَیْهَا.

عبدالرحمٰن بن مجبر نے فرمایا کہ سالم بن عبداللہ نے اپنے بیٹے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اس کے نزدیک نہ جانا کیونکہ ایک دفعہ میں نے اس کا ارادہ کیا تھا اگرچہ جماع نہیں کیا۔

[۶۱۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ اَبَا نَهْشَلِ بْنَ الْاَسْوَدِ قَالَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اِنِّیْ رَاَیْتُ جَارِیَةً لِّیْ مُنْكَشِفًا عَنْهَا وَهِیَ فِی الْقَمَرِ، فَجَلَسْتُ مِنْهَا مَجْلِسَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَاَتِهٖ، فَقَالَتْ اِنِّیْ حَائِضٌ، فَقُمْتُ، فَلَمْ اَقْرَبْهَا بَعْدُ اَفَاَهَبُهَا لِابْنِیْ یَطَؤُهَا؟ فَنَهَاهُ الْقَاسِمُ عَنْ ذٰلِکَ.

ابونہشل بن اسود نے قاسم بن محمد سے کہا کہ میں نے چاندنی رات میں اپنی لونڈی ننگی دیکھی تو میں اسی طرح جماع کرنے بیٹھ گیا جیسے آدمی اپنی عورت سے کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں حائضہ ہوں اس کے بعد میں اس کے قریب نہیں گیا۔ کیا میں صحبت کرنے کے لیے اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دوں؟ قاسم نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

[۶۱۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَبِیْ عَبْلَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ مَرْوَانَ، اَنَّهٗ وَهَبَ لِصَاحِبٍ لَهٗ جَارِیَةً، ثُمَّ سَاَلَهٗ عَنْهَا فَقَالَ قَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَهَبَهَا لِابْنِیْ فَیَفْعَلُ بِهَا كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِکِ لَمَرْوَانُ كَانَ اَوْرَعَ مِنْکَ، وَهَبَ لِابْنِهٖ جَارِیَةً ثُمَّ قَالَ لَا تَقْرَبْهَا، فَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ سَاقَهَا مُنْكَشِفَةً.

عبدالملک بن مروان نے اپنے کسی دوست کو ایک لونڈی ہبہ کی پھر اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے اپنے بیٹے کو ہبہ کر دوں تا کہ وہ اس کے ساتھ صحبت کرے۔ عبدالملک نے فرمایا کہ مروان آپ سے زیادہ پرہیزگار تھے کہ اپنے صاحبزدے کو لونڈی ہبہ کر کے فرمایا کہ اس کے نزدیک نہ جانا کیونکہ میں نے اس کی ننگی پنڈلی دیکھی ہے۔

۱۶- بَابُ النَّهْیِ عَنْ نِكَاحِ اِمَاءِ اَهْلِ الْكِتَابِ

اہل کتاب کی لونڈیوں سے ممانعت نکاح

قَالَ مَالِکٌ لَا یَحِلُّ نِكَاحُ اَمَةٍ یَهُوْدِیَّةٍ وَّلَا نَصْرَانِیَّةٍ، لِاَنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ فِیْ كِتَابِهٖ ﴿وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ﴾ (المائدۃ:۵) فَهُنَّ الْحَرَائِرُ مِنَ الْیَهُوْدِیَّاتِ وَالنَّصْرَانِیَّاتِ، وَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ﴿وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:۲۵) فَهُنَّ الْاِمَاءُ الْمُؤْمِنَاتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کی لونڈی سے نکاح حلال نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور پارسا عورتیں مسلمان اور پارسا عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی"۔ اور وہ یہود و نصاریٰ کی آزاد عورتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اور تم میں بے مقدوری کے باعث جن کے نکاح میں آزاد عورتیں ایمان والی نہ ہوں تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ہیں ایمان والی کنیزیں"۔ یہ مسلمان لونڈیاں ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ فَاِنَّمَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْمَا نُرٰی نِكَاحَ الْاِمَاءِ الْمُؤْمِنَاتِ وَلَمْ یُحَلِّلْ نِكَاحَ اِمَاءِ اَهْلِ الْكِتَابِ

امام مالک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرنا حلال فرمایا ہے اور اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کی

الْيَهُودِيَّةِ وَالنَّصْرَانِيَّةِ.

لونڈیوں سے نکاح حلال نہیں فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمَةُ الْيَهُودِيَّةُ وَالنَّصْرَانِيَّةُ تَحِلُّ لِسَيِّدِهَا بِمِلْكِ الْيَمِينِ، وَلَا يَحِلُّ وَطْءُ أَمَةٍ مَجُوسِيَّةٍ بِمِلْكِ الْيَمِينِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی اور نصرانی کی لونڈی ملک یمین کے طور پر اپنے آقا کے لئے حلال ہے لیکن ملک یمین کے طور پر مجوسی کی لونڈی سے صحبت کرنا حلال نہیں ہے۔

۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْصَانِ

احصان کے متعلق روایات

[٦١٥] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ الْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ هُنَّ أُولَاتُ الْأَزْوَاجِ، وَيَرْجِعُ ذَلِكَ إِلَى أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الزِّنَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: محصنہ عورتوں سے خاوند والی عورتیں مراد ہیں اور اسے اس طرف لوٹاتے کہ اللہ تعالیٰ نے زنا حرام فرمایا ہے۔

[٦١٦] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَبَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ إِذَا نَكَحَ الْحُرُّ الْأَمَةَ فَمَسَّهَا فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ.

ابن شہاب اور قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ جب آزاد آدمی لونڈی سے نکاح کر کے اس سے صحبت کر لے تو وہ محصن ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مَنْ أَدْرَكْتُ كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ تُحْصِنُ الْأَمَةُ الْحُرَّ إِذَا نَكَحَهَا فَمَسَّهَا فَقَدْ أَحْصَنَتْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے جو بھی ملا یہی کہتا کہ لونڈی آزاد آدمی کو محصن بنا دے گی۔ جب وہ نکاح کر کے اس کے ساتھ جماع کرے تو محصن ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ يُحْصِنُ الْعَبْدُ الْحُرَّةَ إِذَا مَسَّهَا بِنِكَاحٍ، وَلَا تُحْصِنُ الْحُرَّةُ الْعَبْدَ إِلَّا أَنْ يَعْتِقَ وَهُوَ زَوْجُهَا فَيَمَسَّهَا بَعْدَ عِتْقِهِ، فَإِنْ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ يَعْتِقَ فَلَيْسَ بِمُحْصَنٍ حَتَّى يَتَزَوَّجَ بَعْدَ عِتْقِهِ وَيَمَسَّ امْرَأَتَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام آزاد عورت کو محصنہ بنا دیتا ہے۔ جب کہ وہ نکاح کر کے اس سے صحبت کرے، لیکن آزاد عورت غلام کو محصن نہیں بناتی، سوائے اس کے کہ اسے آزاد کر دے اور وہ اس کا خاوند ہو، پھر آزاد ہونے کے بعد اس سے صحبت کرے۔ اگر وہ آزاد ہونے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے تو بھی محصن نہیں یہاں تک کہ آزاد ہونے کے بعد نکاح کر کے اپنی بیوی سے صحبت کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمَةُ إِذَا كَانَتْ تَحْتَ الْحُرِّ، ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ أَنْ تَعْتِقَ فَإِنَّهُ لَا يُحْصِنُهَا نِكَاحُهُ إِيَّاهَا وَهِيَ أَمَةٌ حَتَّى تُنْكَحَ بَعْدَ عِتْقِهَا، وَيُصِيبَهَا زَوْجُهَا، فَذَلِكَ إِحْصَانُهَا، وَالْأَمَةُ إِذَا كَانَتْ تَحْتَ الْحُرِّ فَتَعْتِقُ وَهِيَ تَحْتَهُ قَبْلَ أَنْ يُفَارِقَهَا، فَإِنَّهُ يُحْصِنُهَا إِذَا عَتَقَتْ وَهِيَ عِنْدَهُ إِذَا هُوَ أَصَابَهَا بَعْدَ أَنْ تَعْتِقَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب لونڈی آزاد آدمی کے نکاح میں ہو، پھر وہ آزاد ہونے سے پہلے اس آدمی سے جدا ہو جائے تو وہ لونڈی ہونے کی حالت میں نکاح کرنے سے محصنہ نہیں ہو گی یہاں تک کہ آزاد ہونے کے بعد نکاح کرے اور اس کا خاوند اس کے ساتھ صحبت کرے۔ یہ اس کا احصان ہے۔ لونڈی جب آزاد آدمی کے نکاح میں ہو، پھر وہ نکاح میں رکھتے ہوئے آزاد کر دے اسے جدا کرنے سے پہلے۔ پس عورت محصنہ ہو گی جبکہ آزاد ہوتے وقت اسی کے پاس ہو اور جب کہ آزاد کرنے سے پہلے اس نے

عورت سے صحبت کی ہو۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَالْحُرَّةُ النَّصْرَانِيَّةُ وَالْيَهُودِيَّةُ وَالْاَمَةُ الْمُسْلِمَةُ يُحْصِنَّ الْحُرَّ الْمُسْلِمَ اِذَا نَكَحَ اِحْدَاهُنَّ فَاَصَابَهَا.

امام ملک نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ کی آزاد عورت اور مسلمان لونڈی محصن بنا دیتی ہے آزاد مسلمان کو جب کہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کر لے۔

١٨- بَابُ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ

نکاح متعہ کا بیان

٥١٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، عَنْ اَبِيْهِمَا، عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ.

صحیح البخاری (٤٢١٦) صحیح مسلم (٣٤١٧ تا ٣٤٢١)

امام محمد حنیف نے اپنے والد محترم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ خیبر کے روز رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ف

ف: گدھے کا گوشت اور متعہ دونوں غزوہ خیبر کے روز حرام فرمائے گئے۔ متعہ کی حرمت قرآن کریم اور احادیث مطہرہ سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "والذین ھم لفروجھم حافظون الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذلک فاولئک ھم العادون" (المومنون:۵تا۷) وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں کو بچائے ہوئے ہیں مگر اپنی بیویوں یا اپنی شرعی کنیزوں پر کہ ان پر کچھ ملامت نہیں تو جو اس کے سوا کوئی اور راہ طلب کرے تو وہی لوگ ہیں حد سے بڑھنے والے۔

ظاہر ہے کہ زن ممتوعہ (جس عورت سے متعہ کیا) نہ اس کی بیوی ہے اور نہ شرعی کنیز تو یہ وہی تیسری راہ ہے جو خدا کی مقرر فرمودہ حد سے جدا اور حرام و گناہ ہے۔ نیز اللہ تبارک و تعالیٰ مردوں سے فرماتا ہے: "محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان" نکاح کرو بیوی بنا کر قید میں رکھنے کو نہ کہ پانی گرانے اور نہ آشنا بنانے کو؛ عورتوں سے فرماتا ہے: "محصنت غیر مسافحات ولا متخذات اخدان" (النساء:۲۵) یعنی قید میں آنے والی عورتیں، جو نہ مستی نکالنے والی ہوں اور نہ یار بنانے والی۔ ظاہر ہے کہ متعہ بھی مستی نکالنے اور پانی گرانے ہی کا صیغہ ہے نہ کہ قید میں رکھنے اور بیوی بنانے کا۔

حضرت سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یایھا الناس انی کنت اذنت لکم فی الاستمتاع من النساء وان اللہ عزوجل قد حرم ذلک الی یوم القیامۃ" (صحیح مسلم) اے لوگو! میں نے پہلے تمہیں عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اب بے شک اللہ عزوجل نے اسے تا قیامت حرام فرما دیا ہے۔ حضرت امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے ہے "ان رسول اللہ ﷺ نھی عن متعۃ النساء یوم خیبر وعن لحوم الحمر الانسیۃ" (بخاری و مسلم) بے شک رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن عورتوں سے متعہ اور گدھے کا گوشت حرام فرما دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے "قد انما کانت المتعۃ فی اول الاسلام کان الرجل یقدم البلدۃ لیس لہ معرفۃ فیتزوج المراۃ بقدر ما یری انہ یقیم فتحفظ لہ متاعہ وتصلح لہ شانہ حتی اذا انزلت الایۃ الاعلی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم قال ابن عباس فکل فرج سواھما فھو حرام" (جامع ترمذی) یعنی متعہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ مرد کسی شہر میں جاتا جہاں کسی سے جان پہچان نہ ہوتی تو کسی عورت سے اتنے دنوں کے لیے عقد کر لیتا جتنے روز اس کے خیال میں وہاں ٹھہرنا ہوتا۔ وہ عورت اس کے اسباب کی حفاظت اور اس کے کاموں کی درستی کرتی۔ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ سب سے

اپنی شرمگاہیں محفوظ رکھو سوائے اپنی بیویوں اور کنیزوں کے (المومنون: ۵ تا ۷) اس روز سے ان دو کے سوا جو فرج ہے وہ حرام ہوگی۔
حازمی کتاب الناسخ والمنسوخ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ہم نے کچھ عورتوں سے متعہ کیا "فجاء رسول اللہ ﷺ فنظر الیھن وقال من ھولاء النسوة قلنا یا رسول اللہ نسوة تمتعنا منھن قال فغضب رسول اللہ ﷺ حتی احتمرت وجنتاہ وتعمر وجھه وقام فینا خطیبا فحمد اللہ واثنی علیه ثم نھی عن المتعه" پس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور انہیں دیکھا تو فرمایا۔ یہ عورتیں کون ہیں؟ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ان سے ہم نے متعہ کیا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے غضب فرمایا یہاں تک کہ دونوں رخسار مبارک سرخ ہو گئے اور چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا' پھر خطبہ دینے ہم میں کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور متعہ سے منع فرمایا (فتاویٰ رضویہ' ج ۵) ان آیات و احادیث کی رو سے معلوم ہوا کہ متعہ کو رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے روز قیامت تک کے لیے حرام فرما دیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٦١٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ' عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ' اَنَّ خَوْلَةَ بِنْتَ حَكِيْمٍ دَخَلَتْ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَتْ اِنَّ رَبِيْعَةَ بْنَ اُمَيَّةَ اسْتَمْتَعَ بِامْرَاَةٍ فَحَمَلَتْ مِنْهُ' فَخَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَزِعًا يَجُرُّ رِدَاءَهٗ' فَقَالَ هٰذِهِ الْمُتْعَةُ' وَلَوْ كُنْتُ تَقَدَّمْتُ فِيْهَا لَرَجَمْتُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خولہ بنت حکیم حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ ربیعہ بن امیہ نے ایک عورت سے متعہ کیا ہے' جس کے باعث وہ حاملہ ہوگئی' پس حضرت عمر ناراضگی کی حالت میں چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ متعہ؟ اگر میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرتا تو ضرور رجم کر دیتا۔

١٩- بَابُ نِكَاحِ الْعَبِيْدِ

غلام کے نکاح کا بیان

[٦١٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰى' عَنْ مَالِكٍ' اَنَّهٗ سَمِعَ رَبِيْعَةَ بْنَ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ يَنْكِحُ الْعَبْدُ اَرْبَعَ نِسْوَةٍ.

امام مالک نے ربیعہ بن ابوعبد الرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام چار عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِیْ ذٰلِكَ.

امام مالک فرماتے ہیں کہ اس بارے میں یہ میں نے خوب سنا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ مُخَالِفٌ لِلْمُحَلِّلِ اِنْ اَذِنَ لَهٗ سَيِّدُهٗ ثَبَتَ نِكَاحُهٗ' وَاِنْ لَمْ يَاْذَنْ لَهٗ سَيِّدُهٗ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا' وَالْمُحَلِّلُ يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا عَلٰى كُلِّ حَالٍ اِذَا اُرِيْدَ بِالنِّكَاحِ التَّحْلِيْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی بات حلالہ والے کے برعکس ہے۔ اگر اس کا آقا اجازت دے تو نکاح برقرار رہے گا اور اگر اجازت نہ دے تو دونوں کو جدا کر دیا جائے گا' جبکہ حلالہ والے دونوں افراد کی ہر حالت میں جدائی کروائی جائے گی جبکہ انہوں نے حلالہ کے طور پر نکاح کرنے کا ارادہ کیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِی الْعَبْدِ اِذَا مَلَكَتْهُ امْرَاَتُهٗ' اَوِ الزَّوْجُ يَمْلِكُ امْرَاَتَهٗ اِنَّ مِلْكَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهٗ يَكُوْنُ فَسْخًا بِغَيْرِ طَلَاقٍ' وَاِنْ تَرَاجَعَا بِنِكَاحٍ بَعْدُ لَمْ تَكُنْ تِلْكَ الْفُرْقَةُ طَلَاقًا.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس کی بیوی اس کی مالکہ ہو جائے یا خاوند اپنی بیوی کا مالک ہو جائے یعنی ان میں سے کوئی ایک دوسرے کا مالک ہو جائے تو ان کا نکاح بغیر طلاق کے فسخ ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اگر نکاح کرنا چاہیں تو یہ جدائی طلاق شمار نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ إِذَا أَعْتَقَتْهُ امْرَأَتُهُ إِذَا مَلَكَتْهُ وَهِيَ فِي عِدَّةٍ مِنْهُ لَمْ يَتَرَاجَعَا إِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب اپنی بیوی کو اپنی ملکیت سے آزاد کرے اور وہ اس کی عدت گزار رہی ہو تو وہ جدید نکاح کے بغیر اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ ف

ف: امام مالک کا مذہب ہے کہ غلام بھی چار عورتوں کو نکاح میں رکھ سکتا ہے لیکن امام ابوحنیفہ' امام شافعی اور اکثر فقہاء کے نزدیک غلام دو عورتوں کو نکاح میں رکھنے کا مجاز ہے اور وہ بھی اپنے مولی کی اجازت سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲۰- بَابُ نِكَاحِ الْمُشْرِكِ إِذَا أَسْلَمَتْ زَوْجَتُهُ قَبْلَهُ

مشرک کی زوجہ کا خاوند سے پہلے مسلمان ہونا

۵۱۷- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ نِسَاءً كُنَّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُسْلِمْنَ بِأَرْضِهِنَّ وَهُنَّ غَيْرُ مُهَاجِرَاتٍ، وَأَزْوَاجُهُنَّ حِيْنَ أَسْلَمْنَ كُفَّارٌ، مِنْهُنَّ بِنْتُ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَكَانَتْ تَحْتَ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَهَرَبَ زَوْجُهَا صَفْوَانُ ابْنُ أُمَيَّةَ مِنَ الْإِسْلَامِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ابْنَ عَمِّهِ وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ بِرِدَاءِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَمَانًا لِصَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، وَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِ فَإِنْ رَضِيَ أَمْرًا قَبِلَهُ، وَإِلَّا سَيَّرَهُ شَهْرَيْنِ. فَلَمَّا قَدِمَ صَفْوَانُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِرِدَائِهِ نَادَاهُ عَلَى رُؤُوسِ النَّاسِ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ هَذَا وَهْبَ بْنَ عُمَيْرٍ جَاءَنِي بِرِدَائِكَ، وَزَعَمَ أَنَّكَ دَعَوْتَنِي إِلَى الْقُدُومِ عَلَيْكَ، فَإِنْ رَضِيتُ أَمْرًا قَبِلْتُهُ وَإِلَّا سَيَّرْتَنِي شَهْرَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ انْزِلْ أَبَا وَهْبٍ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ لَا أَنْزِلُ حَتَّى تُبَيِّنَ لِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَلْ لَكَ تَسِيرُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِبَلَ هَوَازِنَ بِحُنَيْنٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ يَسْتَعِيرُهُ أَدَاةً وَسِلَاحًا عِنْدَهُ، فَقَالَ صَفْوَانُ أَطَوْعًا أَمْ كَرْهًا؟ فَقَالَ بَلْ طَوْعًا، فَأَعَارَهُ الْأَدَاةَ وَالسِّلَاحَ الَّذِي عِنْدَهُ، ثُمَّ خَرَجَ صَفْوَانُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ كَافِرٌ، فَشَهِدَ حُنَيْنًا وَالطَّائِفَ وَهُوَ كَافِرٌ، وَامْرَأَتُهُ مُسْلِمَةٌ، وَلَمْ يُفَرِّقْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ حَتَّى أَسْلَمَ صَفْوَانُ، وَاسْتَقَرَّتْ عِنْدَهُ

ابن شہاب کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں چند عورتیں اپنی جگہ مسلمان ہو گئیں اور انہوں نے ہجرت نہ کی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے خاوند کافر تھے ولید بن مغیرہ کی صاحبزادی بھی ان میں سے تھیں اور یہ صفوان بن امیہ کے نکاح میں تھیں' پس یہ فتح کے دن اسلام لے آئیں اور صفوان بن امیہ اسلام کے خوف سے بھاگ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے چچا زاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر بھیجا کہ صفوان بن امیہ کے لئے امان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اپنے پاس بلایا کہ مرضی ہو تو اسلام قبول کر لو ورنہ دو مہینے کی مہلت ہے۔ صفوان بن امیہ چادر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو لوگوں کے سامنے پکارا: اے محمد! وہب بن عمیر میرے پاس آپ کی چادر لے کر آئے تھے اور کہا تھا کہ آپ مجھے اپنے پاس بلاتے ہیں کہ اگر چاہو تو اسلام قبول کر لو ورنہ تمہیں دو مہینے کی مہلت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو وہب! اتر آؤ۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! نہیں اتروں گا یہاں تک کہ آپ مجھے صاف صاف بتا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ قبیلہ ہوازن کی طرف غزوۂ حنین کے لئے نکلے تو صفوان بن امیہ کے لئے پیغام بھیجا کہ کچھ سامان اور ہتھیار عاریتاً دے دو۔ صفوان نے کہا کہ رضا مندی سے یا زبردستی؟ فرمایا کہ رضا مندی سے۔ پس جو سامان اور ہتھیار اس کے پاس تھے عاریتاً دے دیئے' پھر حالت کفر میں صفوان بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا اور کافر ہی تھا کہ حنین اور طائف کے غزوات میں موجود رہا اور اس کی بیوی

أَمْرَأَتُهُ بِذٰلِكَ النِّكَاحِ. صحیح مسلم(٥٩٧٦)

مسلمان ہو چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان زوجین کے درمیان تفریق نہیں کروائی' یہاں تک کہ صفوان مسلمان ہو گئے اور ان کی زوجہ محترمہ اسی نکاح کے ذریعے ان کے پاس رہیں۔

[٦١٩] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' أَنَّهُ قَالَ كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِ صَفْوَانَ وَ بَيْنَ إِسْلَامِ أَمْرَأَتِهِ نَحْوٌ مِنْ شَهْرَيْنِ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ صفوان اور ان کی بیوی کے مسلمان ہونے میں قریباً ایک مہینے کا فرق ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا أَنَّ أَمْرَأَةً هَاجَرَتْ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ مُقِيمٌ بِدَارِ الْكُفْرِ إِلَّا فَرَّقَتْ هِجْرَتُهَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ زَوْجِهَا ' إِلَّا أَنْ يَقْدَمَ زَوْجُهَا مُهَاجِرًا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا.

ابن شہاب نے فرمایا کہ ہم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی عورت نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کی ہو اور اس کا کافر خاوند دارالکفر میں مقیم رہا ہو مگر عورت کی ہجرت نے اس جوڑے کے درمیان تفریق کروا دی ماسوائے اس صورت کے کہ عدت پوری ہونے سے پہلے ہی اس کا خاوند ہجرت کر کے آ جائے۔

[٦٢٠] أَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' أَنَّ أُمَّ حَكِيمٍ بِنْتَ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ' وَكَانَتْ تَحْتَ عِكْرِمَةَ بْنِ أَبِي جَهْلٍ ' فَأَسْلَمَتْ يَوْمَ الْفَتْحِ ' وَهَرَبَ زَوْجُهَا عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ مِنَ الْإِسْلَامِ حَتّٰى قَدِمَ الْيَمَنَ ' فَارْتَحَلَتْ أُمُّ حَكِيمٍ حَتّٰى قَدِمَتْ عَلَيْهِ بِالْيَمَنِ ' فَدَعَتْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ ' فَأَسْلَمَ وَ قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ ' فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَثَبَ إِلَيْهِ فَرِحًا ' وَمَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ حَتّٰى بَايَعَهُ ' فَثَبَتَا عَلٰى نِكَاحِهِمَا ذٰلِكَ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ ام حکیم بنت حارث بن ہشام یہ عکرمہ بن ابوجہل کے نکاح میں تھیں۔ یہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہو گئیں اور ان کا خاوند عکرمہ بن ابوجہل اسلام کے خوف سے بھاگ گیا اور یمن جا پہنچا۔ حضرت ام حکیم سوار ہو کر یمن گئیں اور اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور فتح کے سال ہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرط مسرت سے ان کے لیے کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر ان کے اوپر ڈال دی' یہاں تک کہ بیعت کر لیا۔ پھر ان دونوں کے نکاح کو اسی طرح برقرار رکھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا أَسْلَمَ الرَّجُلُ قَبْلَ امْرَأَتِهِ وَقَعَتِ الْفُرْقَةُ بَيْنَهُمَا إِذَا عُرِضَ عَلَيْهَا الْإِسْلَامُ ' فَلَمْ تُسْلِمْ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهِ ﴿وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾(الممتحنہ:١٠).

امام مالک نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی سے پہلے اسلام قبول کرے تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی جبکہ عورت پر اسلام پیش کیا جائے گا اور وہ قبول نہ کرے' کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور کافر عورتوں کے نکاح پر نہ جمے رہو"۔

٢١- بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْوَلِيمَةِ

ولیمہ کے متعلق روایات

٥١٨- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ' أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ جَاءَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ ' فَسَأَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ' فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ تَزَوَّجَ ' فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے اوپر زرد نشانات تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ شادی کر لی ہے۔ رسول

اللّٰہِ ﷺ کَمْ سُقْتَ اِلَیْھَا؟ فَقَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِنْ ذَھَبٍ ' فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ.

صحیح البخاری (۵۱۵۳) صحیح مسلم (۳۴۷۵)

اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اسے کیا مہر دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ گٹھلی کے برابر سونا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولیمہ بھی کر دو خواہ ایک ہی بکری کا ہو۔ف

ف: اس حدیث پاک سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم یا کپڑوں پر زردی کا اثر دیکھ کر اسے دھونے کا حکم نہیں فرمایا' نکاح کے اندر جو مہر مقرر ہوا اس کا ذکر بھی ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے عقیقے کا حکم بھی فرمایا اور وہ بھی ان کی استطاعت کے مطابق۔

شبِ زفاف کے بعد ولیمہ کرنا چاہیے۔ اہل علم کا اختلاف ہے کیونکہ بعض اسے مستحب' بعض سنت اور بعض واجب بتاتے ہیں۔ یہ اظہارِ مسرت ہے اور خوشی کا اظہار وہی ہے جو اپنی بساط کے مطابق اور شریعتِ مطہرہ کی حدود کے اندر رہتے ہوئے کیا جائے' خلافِ شرع اظہارِ مسرت آخرت میں وبالِ جان ہوگا۔ اس زمانے میں شریعتِ مطہرہ کا لحاظ کم اور ناک بڑھانے کا خیال زیادہ زور پکڑ گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے برا دعوتِ ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریبوں کو نظر انداز کیا جائے (متفق علیہ) اگر ایسی قباحت نہ ہو اور واقعی حدودِ شرعیہ کے اندر رہتے ہوئے ضیافت کی جا رہی ہو تو ایسی دعوت کو قبول نہ کرنا اللہ و رسول کی نافرمانی قرار دی گئی ہے۔

دریں ایام شادی بیاہ اور دیگر تقاریب کے موقع پر جب کہ ناچ باجے عام' فساد کا اژدحام' مردوں اور عورتوں کا اختلاط' خلافِ شرع امور کی افراط ایسا عام مشاہدہ ہے جس کے لیے کسی ثبوت کی حاجت نہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ آزاد ہونے کے بعد ہم ہوش کے ناخن لیتے' عقل سے کام کرتے' دولت کو بے کار کاموں میں لٹانا' خلافِ شرع امور کو گلے لگانا' اسلام کا نام لے کر خلافِ اسلام راستے پر جانا کہاں کی عقل مندی ہے۔ کاموں کو اس طرح کریں جس سے دنیا و آخرت میں بھلا ہو۔ یہ تو کوئی دانش مندی نہ ہوئی کہ اظہارِ مسرت کے نام سے شیطان کو خوش اور اللہ و رسول کو ناراض کریں۔ ناک نیکیوں سے بڑھتی ہے گھر میں آگ لگانے سے نہیں۔ عزت پرہیزگاری سے بنتی ہے دولت کا مظاہرہ کرنے سے نہیں ملتی تیز دارین کی ساری بہار حبیبِ پروردگار کی غلامی میں ہے۔

اللھم ارزقنا اتباعه ﷺ

۵۱۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ' اَنَّہٗ قَالَ لَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یُوْلِمُ بِالْوَلِیْمَةِ مَا فِیْھَا خُبْزٌ وَّلَا لَحْمٌ. سنن ابن ماجہ (۱۹۱۰)

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ولیمہ کرتے تو اس میں روٹی ہوتی اور نہ گوشت۔

۵۲۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ اِلٰی وَلِیْمَةٍ فَلْیَاْتِھَا. صحیح البخاری (۵۱۷۳) صحیح مسلم (۳۴۹۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اسے جانا چاہیے۔

۵۲۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِھَابٍ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ ' یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَکُ الْمَسَاکِیْنُ وَمَنْ لَّمْ یَاْتِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ.

صحیح البخاری (۵۱۷۷) صحیح مسلم (۳۵۰۷_۳۵۰۸)

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ برا کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں اور غریب چھوڑ دیئے جائیں اور جو دعوت میں حاضر نہ ہو تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

۵۲۲- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ، اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ یَقُوْلُ اِنَّ خَیَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ. قَالَ اَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰی ذٰلِکَ الطَّعَامِ، فَقَرَّبَ اِلَیْهِ خُبْزًا مِنْ شَعِیْرٍ وَمَرَقًا فِیْهِ دُبَّاءٌ. قَالَ اَنَسٌ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوْلِ الْقَصْعَةِ، فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ.

صحیح البخاری (۵۳۷۹) صحیح مسلم (۵۲۹۳)

اسحاق بن عبد اللہ بن ابو طلحہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک درزی نے کھانا پکا کر رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں بھی اس کھانے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیا۔ آپ کی خدمت میں جَو کی روٹی اور پیالے میں کدو کا سالن پیش کیا گیا۔ حضرت انس نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پیالے کے درمیان سے کدو کے ٹکڑے تلاش کرتے ہوئے دیکھا۔ اس روز سے میں ہمیشہ کدو کو پسند کرتا ہوں۔ ف

ف: سبحان اللہ! یہی ہے فنا فی الرسول ہونا اور یہی ہے محب صادق کی پہچان کہ وہ اپنی پسند اور ناپسند کو محبوب کی پسند اور ناپسند میں فنا کر دیتا ہے۔ محبِ صادق وہی چاہتا ہے جو اس کا محبوب چاہے اور اسے ہرگز نہیں چاہتا جسے اس کا محبوب نہ چاہے، وہ اپنے ذاتی تعلقات کو بھول جاتا ہے اور اسے دوستی ہوتی ہے تو محبوب کے دوستوں سے اور دشمنی ہوتی ہے تو محبوب کے دشمنوں سے، وہ اس دنیا کی ہر چیز کو اپنے محبوب کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ اس کی زندگی کا ہر قول و فعل محبوب کے لیے وقف ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ وہ اپنے جملہ اقوال و افعال کو رضائے محبوب کے قالب میں ڈھال کر زبان حال سے ہر وقت یہی کہتا رہتا ہے:

ان کی دُھن، ان کی لگن، ان کی تمنا، ان کی یاد
مختصر سا ہے مگر کافی ہے سامانِ حیات

وہ ہر چیز کو محبوب کے رنگ میں دیکھنے سے لطف و لذت محسوس کرتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اس دنیا کی ہر چیز اور بنی آدم کا ہر فرد اس کے محبوب کا رنگ اختیار کرے۔ صورت ہو یا سیرت، گفتار ہو یا کردار اسے ان میں سے وہی چیز پسند آتی ہے جو اس کے محبوب کی صورت و سیرت اور گفتار و کردار سے مشابہت رکھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کدّو کو پسند کرنے کی جو وجہ بیان فرمائی اس سے ان کے محبِ صادق ہونے کا پورا پتہ چل رہا ہے اور اس طرزِ عمل کا اظہار بھی اس لیے فرمایا کہ محبوب پروردگار کے بارے میں دوسروں کا زاویۂ نظر و اندازِ فکر یہی ہو جائے کیونکہ محبِ صادق کی تمنا یہی ہوتی ہے کہ ساری دنیا پر محبوب کا رنگ چڑھ جائے۔

صرف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی یہ حالت نہ تھی، فنا فی الرسول کے مقام پر وہی فائز نہ تھے بلکہ سارے مسلمان اس وقت ایسے ہی تھے۔ سب شمع رسالت کے پروانے تھے۔ ہر ایک پر گمان گزرتا تھا کہ یہ سب سے نرالا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ سارے کے سارے ہی نرالے تھے۔ اپنے اپنے رنگ میں ہر ایک نرالا تھا۔ حبیب خدا کی نگاہ کیمیا اثر نے اللہ کے رنگ میں سب کو ایسا رنگا کہ پوری کائنات سے ممتاز کر دکھایا کہ انبیائے کرام کے بعد ان کی نظیر نظر نہیں آتی۔ یہ اسی نگاہِ کیمیا اثر کا کرشمہ تھا کہ کل جو ننگ انسانیت تھے آج وہ رہبر ہیں، کل جو گم کردۂ منزل تھے آج وہ پورے انسانی قافلے کے رہنما ہیں۔ کل جو جہالت کی منہ بولتی تصویریں تھے آج وہ آسمانِ علم و عرفاں کے شمس و قمر ہیں، کل جو مردے تھے آج وہ مسیحائے قوم ہیں اور شمع رسالت کے وہ عدیم النظیر پروانے تن من دھن سے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے وقف ہو کر رہ گئے ہیں، ایک دانائے راز نے ان کی اس حالت کا نقشہ ان لفظوں میں کھینچا ہے:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

۲۲- بَابُ جَامِعِ النِّکَاحِ

نکاح کے متعلق دیگر روایات

۵۲۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُکُمْ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی عورت کے ساتھ شادی کرے یا لونڈی

الْمَرْأَةَ، اَوِ اشْتَرَى الْجَارِيَةَ، فَلْيَأْخُذْ بِنَاصِيَتِهَا وَلْيَدْعُ بِالْبَرَكَةِ، وَإِذَا اشْتَرَى الْبَعِيرَ فَلْيَأْخُذْ بِذِرْوَةِ سَنَامِهِ وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ.

خریدے تو چاہیے کہ اس کی پیشانی کو تھام کر برکت کی دعا کرے اور جب کوئی اونٹ خریدے تو چاہیے کہ اس کے کوہان پر ہاتھ رکھ کر شیطان سے اللہ کی پناہ پکڑے۔

[٦٢١] اَثَر- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ اِلَى رَجُلٍ اُخْتَهُ، فَذَكَرَ اَنَّهَا قَدْ كَانَتْ اَحْدَثَتْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَضَرَبَهُ، اَوْ كَادَ يَضْرِبُهُ، ثُمَّ قَالَ مَا لَكَ وَلِلْخَبَرِ؟

ابوزبیر مکی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو اس کی بہن کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کو کسی نے بتایا کہ وہ عورت بدکار ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مخبر کو پیٹا یا پیٹنے لگے۔ پھر فرمایا کہ تیرا اس خبر سے کیا تعلق تھا۔

[٦٢٢] اَثَر- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَا يَقُوْلَانِ فِى الرَّجُلِ يَكُوْنُ عِنْدَهُ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ فَيُطَلِّقُ اِحْدَاهُنَّ الْبَتَّةَ اَنَّهُ يَتَزَوَّجُ اِنْ شَاءَ، وَلَا يَنْتَظِرُ اَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا.

قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر دونوں اس شخص کے بارے میں فرمایا کرتے جس کی چار بیویاں ہوں اور ان میں سے ایک کو تین طلاق دے دے۔ اگر وہ چاہے تو کسی سے نکاح کر سکتا ہے اور وہ انتظار نہیں کرے گا کہ عورت کی عدت پوری ہو جائے۔ ف

ف: چونکہ دوران عدت مطلقہ کو مکان دینا اور خرچ برداشت کرنا خاوند کی ذمہ داری ہے' اس لیے جب تک وہ چوتھی عورت خاوند کے پاس ہے اور عدت پوری کر کے چلی نہ جائے اس وقت تک خاوند پانچویں عورت سے نکاح نہ کرے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی مطلقہ کا یہی حکم ہے اور ابن ابی شیبہ نے حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی روایت کیا ہے' لیکن جن حضرات کے نزدیک مطلقہ کو مکان اور نفقہ دینے کی ذمہ داری خاوند کی نہیں اور وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے' ان کے نزدیک چوتھی بیوی کو طلاق دیتے ہی مرد پانچویں بیوی سے نکاح کر سکتا ہے اور امام مالک کے نزدیک بھی یہی حکم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٦٢٣] اَثَر- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَعُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ اَفْتَيَا الْوَلِيْدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ عَامَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بِذٰلِكَ، غَيْرَ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ طَلَّقَهَا فِى مَجَالِسَ شَتّٰى.

قاسم بن محمد اور عروہ بن زبیر نے ولید بن عبدالملک کو مذکورہ بالا فتوی دیا تھا جبکہ وہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔ ہاں قاسم بن محمد نے یہ بھی فرمایا کہ عورت کو جبکہ مختلف مجالس میں طلاق دی ہو۔

٥٢٤- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَيْسَ فِيْهِنَّ لَعِبٌ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتْقُ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جو ہنسی کھیل نہیں: (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) لونڈی' غلام آزاد کرنا۔

سنن ابوداؤد (٢١٩٤) سنن ترمذی (١١٨٤) سنن ابن ماجہ (٢٠٣٩)

[٦٢٤] اَثَر- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، اَنَّهُ تَزَوَّجَ بِنْتَ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ الْاَنْصَارِيِّ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى كَبِرَتْ، فَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا فَتَاةً شَابَّةً، فَآثَرَ الشَّابَّةَ عَلَيْهَا. فَنَاشَدَتْهُ

ابن شہاب نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ انہوں نے محمد بن مسلمہ انصاری کی صاحبزادی سے شادی کی۔ وہ ان کے پاس رہیں یہاں تک کہ بڑھیا ہو گئیں۔ پس انہوں نے ایک نوجوان لڑکی سے شادی کر لی اور نوجوان کی طرف زیادہ مائل ہو

الطَّلَاقَ ، فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ، ثُمَّ اَمْهَلَهَا حَتّٰى اِذَا كَادَتْ تَحِلُّ رَاجَعَهَا ، ثُمَّ عَادَ فَاٰثَرَ الشَّابَّةَ ، فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ ، فَطَلَّقَهَا وَاحِدَةً ، ثُمَّ رَاجَعَهَا ، ثُمَّ عَادَ ، فَاٰثَرَ الشَّابَّةَ ، فَنَاشَدَتْهُ الطَّلَاقَ فَقَالَ مَا شِئْتِ اِنَّمَا بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ ، فَاِنْ شِئْتِ اسْتَقْرَرْتِ عَلٰى مَا تَرَيْنَ مِنَ الْاُثْرَةِ ، وَاِنْ شِئْتِ فَارَقْتُكِ . قَالَتْ بَلْ اَسْتَقِرُّ عَلَى الْاُثْرَةِ . فَاَمْسَكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ . وَلَمْ يَرَ رَافِعٌ عَلَيْهِ اِثْمًا حِيْنَ قَرَّتْ عِنْدَهُ عَلَى الْاُثْرَةِ .

گئے' پس انہوں نے طلاق مانگی تو انہوں نے ایک طلاق دے دی۔ پھر مہلت دی' یہاں تک کہ جب حلال ہونے لگی تو رجوع کر لیا۔ پھر نوجوان لڑکی کی طرف زیادہ مائل رہے تو انہوں نے دوبارہ طلاق کا مطالبہ کیا۔ انہوں نے ایک طلاق دے دی' پھر رجوع کر لیا۔ پھر نوجوان لڑکی کی جانب زیادہ مائل دیکھے تو انہوں نے سہ بارہ طلاق چاہی' انہوں نے کہا کہ جو تمہاری مرضی۔ صرف ایک طلاق باقی رہ گئی جو حالت تم دیکھ رہی ہو اس میں اگر رہنا چاہو تو رہ سکتی ہو اور اگر چاہو تو تمہیں جدا کر دوں؟ انہوں نے کہا کہ میں اس حالت میں بھی رہنا چاہتی ہوں۔ اس پر انہوں نے انہیں رکھ لیا اور حضرت رافع نے اس میں کوئی گناہ شمار نہیں کیا جبکہ وہ اس میلان طبع کے ساتھ ان کے پاس رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۲۹- كِتَابُ الطَّلَاقِ

طلاق کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَتَّةِ

تین طلاقوں کا بیان

[۶۲۵] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ مِائَةَ تَطْلِيْقَةٍ ، فَمَاذَا تَرٰى عَلَيَّ ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ ، وَسَبْعٌ وَتِسْعُوْنَ اتَّخَذْتَ بِهَا اٰيَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا .

[۶۲۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ ، اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ، فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَتِيْ ثَمَانِيَ تَطْلِيْقَاتٍ ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَمَاذَا قِيْلَ لَكَ ؟ قَالَ قِيْلَ لِيْ اِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّيْ ، فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ صَدَقُوْا ، مَنْ طَلَّقَ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللّٰهُ لَهُ ، وَمَنْ لَبَسَ عَلٰى نَفْسِهِ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصَقًا بِهِ ، لَا تَلْبِسُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ ، وَنَتَحَمَّلَهُ عَنْكُمْ ، هُوَ كَمَا يَقُوْلُوْنَ .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا کہ تین طلاقوں میں تو عورت تم سے فارغ ہوگئی اور ستانویں کے ساتھ تم نے اللہ کی آیتوں سے مذاق کیا ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ دوسرے حضرات نے تم سے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا: مجھ سے کہا گیا ہے کہ عورت پر تمہاری طرف سے طلاقیں پڑ گئیں۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ انہوں نے درست فرمایا ہے جو طلاق دے جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے تو اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا۔ جو گڑبڑ کرے تو اپنی جان پر کرے گا۔ ہم اس گڑبڑ کو اسی کے سر منڈھیں گے۔ اپنی جانوں کو مصیبت میں مت پھنساؤ اور اپنے بوجھ ہمارے اوپر مت ڈالو' فیصلہ وہی ہے جو دوسرے حضرات کہتے ہیں۔ ف

ف: چاہیے تو یہی کہ طلاق شریعت مطہرہ کے مطابق دی جائے کہ ایک طلاق دینے کے بعد دوسری طلاق اگلے طہر میں دے اور تیسری طلاق تیسرے طہر میں۔ یوں تیسرے حیض کے بعد عورت فارغ ہو جائے گی جب کہ کسی طہر میں اس سے صحبت نہ کی ہو اگر صحبت کر لی تو یہ رجوع ہوگا اور پہلے دی ہوئی طلاق شمار نہ ہوگی۔ اگر کوئی ایک ساتھ تین یا سو یا ہزار طلاق دے ڈالے تو یہ حرکت خلاف شرع ہونے کے باعث گناہ ہے لیکن تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور تین سے زیادہ جتنی طلاقیں دی ہیں ان کے ذریعے شریعت مطہرہ اور حکم خداوندی کا مذاق اڑایا ہے جسے جہالت اور سخت گناہ تو کہا جا سکتا ہے لیکن ایسا کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوگا جیسا کہ ان دونوں روایتوں سے ثابت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٦٢٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَالَ لَهُ الْبَتَّةَ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فِیْهَا؟ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ لَهُ كَانَ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ یَجْعَلُهَا وَاحِدَةً. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ لَوْ كَانَ الطَّلَاقُ اَلْفًا مَا اَبْقَتِ الْبَتَّةُ مِنْهَا شَیْئًا. مَنْ قَالَ الْبَتَّةَ فَقَدْ رَمَی الْغَایَةَ الْقُصْوٰی.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان سے کہا کہ لوگ طلاق بتہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابوبکر کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا: ابان بن عثمان تو اسے ایک طلاق شمار کرتے ہیں۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا: اگر طلاق ہزار تک بھی ہوتی تب بھی لفظ بتہ کچھ باقی نہ چھوڑتا۔ جس نے بتہ کہہ دیا وہ انتہاء کو پہنچ گیا۔

[٦٢٨] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ یَقْضِیْ فِی الَّذِیْ یُطَلِّقُ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ اَنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ مروان بن الحکم اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دی ہو یہ فیصلہ کیا کرتے کہ وہ تین طلاقیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے بہت اچھی سنی۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْخَلِیَّةِ وَالْبَرِیَّةِ وَاَشْبَاهِ ذٰلِكَ

کنایہ کے الفاظ خلیہ و بریہ وغیرہ

[٦٢٩] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّهُ كُتِبَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ الْعِرَاقِ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِامْرَاَتِهِ حَبْلُكِ عَلٰی غَارِبِكِ، فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِلٰی عَامِلِهِ اَنْ مُرْهُ یُوَافِیْنِیْ بِمَكَّةَ فِی الْمَوْسِمِ، فَبَیْنَمَا عُمَرُ یَطُوْفُ بِالْبَیْتِ اِذْ لَقِیَهُ الرَّجُلُ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ، فَقَالَ عُمَرُ مَنْ اَنْتَ؟ فَقَالَ اَنَا الَّذِیْ اَمَرْتَ اَنْ اُجْلَبَ عَلَیْكَ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَسْاَلُكَ بِرَبِّ هٰذِهِ الْبَنِیَّةِ مَا اَرَدْتَ بِقَوْلِكَ حَبْلُكِ عَلٰی غَارِبِكِ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَوِ اسْتَحْلَفْتَنِیْ فِیْ غَیْرِ هٰذَا الْمَكَانِ مَا صَدَقْتُكَ، اَرَدْتُ بِذٰلِكَ الْفِرَاقَ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هُوَ مَا اَرَدْتَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عراق سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خط لکھا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا "تیری رسی تیرے کوہان پر ہے" (تو خود مختار ہے) پس حضرت عمر نے اپنے عامل کے لئے لکھا کہ اس سے کہو کہ موسم حج میں مکہ مکرمہ کے اندر مجھ سے ملے۔ جب حضرت عمر بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے تو وہ آدمی ان سے ملا، اس نے انہیں سلام کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں وہی ہوں جس کو آپ نے ملنے کا حکم فرمایا۔ حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ میں تمہیں اس گھر کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے "تیری رسی تیرے کوہان پر ہے" سے کیا مراد لی تھی؟ وہ عرض گزار ہوا کہ اگر آپ بیت اللہ کے سوا مجھے اور کسی جگہ قسم دیتے تو سچی بات نہ بتاتا، اس

بات سے میرا ارادہ چھوڑ دینے کا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہارے ارادے کے مطابق بات واقع ہوگئی۔

[٦٣٠] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ' اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ کَانَ یَقُوْلُ فِی الرَّجُلِ یَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ عَلَیَّ حَرَامٌ' اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جو آدمی اپنی بیوی سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو تین طلاقیں پڑ گئیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِیْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ سنا یہ بہت بہتر ہے۔

[٦٣١] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ نَافِعٍ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ فِی الْخَلِیَّةِ وَالْبَرِیَّةِ اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ کُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ خلیہ اور بریہ کہنے سے تین طلاقیں پڑتی ہیں' ان دونوں میں ہر ایک کے ذریعے۔

[٦٣٢] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ' اَنَّ رَجُلًا کَانَتْ تَحْتَهٗ وَلِیْدَةٌ لِّقَوْمٍ فَقَالَ لِاَهْلِهَا شَاْنَکُمْ بِهَا' فَرَاَی النَّاسُ اَنَّهَا تَطْلِیْقَةٌ وَّاحِدَةٌ.

قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ ایک آدمی کے نکاح میں قوم کی لونڈی تھی۔ اس نے لونڈی کے مالکوں سے کہا کہ اس کا معاملہ آپ جانیں۔ پس لوگوں نے اس بات کو ایک طلاق شمار کیا۔

[٦٣٣] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ' اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ یَقُوْلُ فِی الرَّجُلِ یَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ بَرِئْتِ مِنِّیْ' وَبَرِئْتُ مِنْکِ' اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ بِمَنْزِلَةِ الْبَتَّةِ.

امام مالک نے ابن شہاب کو اس آدمی کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جو اپنی بیوی سے کہے: "تم مجھ سے اور میں تم سے بری الذمہ ہوں" یہ طلاق بتہ کی طرح تین طلاقیں ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الرَّجُلِ یَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ خَلِیَّةٌ' اَوْ بَرِیَّةٌ' اَوْ بَائِنَةٌ' اِنَّهَا ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ لِلْمَرْاَةِ الَّتِیْ قَدْ دَخَلَ بِهَا' وَیُدَیَّنُ فِی الَّتِیْ لَمْ یَدْخُلْ بِهَا' اَوَاحِدَةً اَرَادَ اَمْ ثَلَاثًا' فَاِنْ قَالَ وَاحِدَةً اُحْلِفَ عَلٰی ذٰلِکَ' وَکَانَ خَاطِبًا مِّنَ الْخُطَّابِ' لِاَنَّهٗ لَا یُخْلِی الْمَرْاَةَ الَّتِیْ قَدْ دَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا' وَلَا یُبِیْنُهَا' وَلَا یُبْرِیْهَا اِلَّا ثَلَاثُ تَطْلِیْقَاتٍ' وَالَّتِیْ لَمْ یَدْخُلْ بِهَا تُخْلِیْهَا' وَتُبْرِیْهَا' وَتُبِیْنُهَا الْوَاحِدَةُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی سے کہے کہ "تیرا راستہ صاف ہے' تو آزاد ہے' تو بائنہ ہے" تو عورت پر تین طلاقیں پڑیں گی جبکہ اس سے صحبت کر چکا ہو اور جس سے صحبت نہیں کی تو دیکھا جائے گا کہ ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا یا تین کا۔ اگر وہ ایک کہے تو اس سے قسم لی جائے گی اور وہ بھی پیغام دے سکتا ہے' کیونکہ جس عورت سے اس کے خاوند نے صحبت کی ہو وہ بائنہ آزاد نہیں ہوتی مگر تین طلاقوں پر اور جس کے ساتھ صحبت نہ کی ہو وہ ایک طلاق پر آزاد' بری الذمہ اور بائنہ ہو جاتی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِیْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں جو کچھ میں نے سنا یہ خوب ہے۔

٣- بَابُ مَا یُبِیْنُ مِنَ التَّمْلِیْکِ

جس تملیک سے طلاق بائن پڑتی ہے

[٦٣٤] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی' عَنْ مَالِکٍ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ' اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اے عبدالرحمٰن! میں

الرَّحْمٰنِ اِنِّیْ جَعَلْتُ اَمْرَ امْرَاَتِیْ فِیْ یَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرٰی؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اُرَاهُ کَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ. فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ اَنَا اَفْعَلُ؟ اَنْتَ فَعَلْتَهُ.

نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کے ہاتھ میں دے دیا تھا تو اس نے اپنے آپ کو طلاق دے لی۔ اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ تمہارے کیے کے مطابق ہوگیا۔ وہ عرض گزار ہوا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! ایسا نہ کیجئے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ میں کیا کررہا ہوں؟ یہ تو تم نے کیا ہے۔

[٦٣٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا مَلَّکَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَالْقَضَاءُ مَا قَضَتْ بِهٖ اِلَّا اَنْ یُّنْکِرَ عَلَیْهَا وَیَقُوْلُ لَمْ اُرِدْ اِلَّا وَاحِدَةً، فَیَحْلِفُ عَلٰی ذٰلِکَ، وَیَکُوْنُ اَمْلَکَ بِهَا مَا کَانَتْ فِیْ عِدَّتِهَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے، پس عورت خود کو طلاق دے لے تو واقع ہو جائے گی مگر جبکہ آدمی انکار کرے اور کہے کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا۔ پس اس بات پر اس سے قسم لی جائے گی اور عدت کے دوران اسے رجوع کرنے کا اختیار رہے گا۔

٤- بَابُ مَا یَجِبُ فِیْهِ تَطْلِیْقَةٌ وَاحِدَةٌ مِنَ التَّمْلِیْکِ

جس تملیک سے ایک طلاق پڑتی ہے

[٦٣٦] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ، اَنَّهٗ کَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَتِیْقٍ، وَعَیْنَاهُ تَدْمَعَانِ، فَقَالَ لَهٗ زَیْدٌ مَا شَاْنُکَ؟ فَقَالَ مَلَّکْتُ امْرَاَتِیْ اَمْرَهَا فَفَارَقَتْنِیْ، فَقَالَ لَهٗ زَیْدٌ وَمَا حَمَلَکَ عَلٰی ذٰلِکَ؟ قَالَ الْقَدَرُ، فَقَالَ زَیْدٌ ارْتَجِعْهَا اِنْ شِئْتَ، فَاِنَّمَا هِیَ وَاحِدَةٌ، وَاَنْتَ اَمْلَکُ بِهَا.

خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ابو عتیق روتے ہوئے آئے۔ حضرت زید نے ان سے فرمایا کہ بات کیا ہے؟ کہا کہ میں نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے دیا تھا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ حضرت زید نے ان سے فرمایا کہ تمہیں اس بات پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا: تقدیر نے۔ حضرت زید نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اس سے رجوع کرسکتے ہو کیونکہ یہ ایک طلاق ہے اور تم ابھی اس کے مالک ہو۔

[٦٣٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ ثَقِیْفٍ مَلَّکَ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَقَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ، فَسَکَتَ، ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ، فَقَالَ بِفِیْکِ الْحَجَرُ، ثُمَّ قَالَتْ اَنْتَ الطَّلَاقُ، فَقَالَ بِفِیْکِ الْحَجَرُ، فَاخْتَصَمَا اِلٰی مَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ فَاسْتَحْلَفَهٗ مَا مَلَّکَهَا اِلَّا وَاحِدَةً وَرَدَّهَا اِلَیْهِ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ثقیف کے ایک آدمی نے طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے دیا۔ عورت نے کہا کہ آپ کو طلاق ہے۔ وہ خاموش رہا۔ عورت نے دوبارہ کہا کہ آپ کو طلاق ہے۔ مرد نے کہا کہ تیرے منہ میں پتھر۔ عورت نے سہ بارہ کہا کہ آپ کو طلاق ہے، مرد نے کہا کہ تیرے منہ میں پتھر، پس دونوں جھگڑے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئے۔ آدمی نے قسم کھالی کہ اس نے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا اور عورت اس کی طرف لوٹا دی گئی۔

قَالَ مَالِکٌ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَکَانَ الْقَاسِمُ یُعْجِبُهٗ هٰذَا الْقَضَاءُ وَیَرَاهُ اَحْسَنَ مَا سَمِعَ فِیْ ذٰلِکَ.

قاسم بن محمد اس فیصلے کو پسند فرماتے اور جو کچھ اس بارے میں سنا اسے سب سے بہتر شمار کرتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ وَاَحَبُّهُ اِلَيَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ میں نے اچھا سنا اور یہ مجھے پسند ہے۔

۵- بَابُ مَا لَا يَبِيْنُ مِنَ التَّمْلِيْكِ

جس تملیک سے طلاق بائن نہیں پڑتی

[٦٣٨] اثر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّهَا خَطَبَتْ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قُرَيْبَةَ بِنْتَ اَبِيْ اُمَيَّةَ فَزَوَّجُوْهُ، ثُمَّ اِنَّهُمْ عَتَبُوْا عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَالُوْا مَا زَوَّجْنَا اِلَّا عَائِشَةَ، فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ، فَجَعَلَ اَمْرَ قُرَيْبَةَ بِيَدِهَا، فَاخْتَارَتْ زَوْجَهَا، فَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر کا پیغام قریبہ بنت ابوامیہ کو دیا تو انہوں نے ان کی شادی کر دی۔ پھر وہ لوگ حضرت عبدالرحمٰن سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ یہ شادی حضرت عائشہ نے کی ہے۔ پس حضرت عائشہ نے حضرت عبدالرحمٰن کو بلایا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے قریبہ کو ان کے معاملے کا اختیار دے دیا تو انہوں نے اپنے خاوند کو اختیار کیا' لہٰذا اسے طلاق شمار نہیں کیا گیا۔

[٦٣٩] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ زَوَّجَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ غَائِبٌ بِالشَّامِ، فَلَمَّا قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ وَمِثْلِيْ يُصْنَعُ هٰذَا بِهٖ؟ وَمِثْلِيْ يُفْتَاتُ عَلَيْهِ؟ فَكَلَّمَتْ عَائِشَةُ الْمُنْذِرَ بْنَ الزُّبَيْرِ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ فَاِنَّ ذٰلِكَ بِيَدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ مَا كُنْتُ لِاَرُدَّ اَمْرًا قَضَيْتِهٖ. فَقَرَّتْ حَفْصَةُ عِنْدَ الْمُنْذِرِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ طَلَاقًا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح منذر بن زبیر سے کر دیا اور حضرت عبدالرحمٰن شام گئے ہوئے تھے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن واپس آئے تو کہا: ''کیا میرے ساتھ ایسا کرنا تھا؟ کیا میرے اوپر یہ جلدی دکھائی تھی؟'' پس حضرت عائشہ نے منذر بن زبیر سے بات کی تو منذر نے کہا: میں اس کا اختیار حضرت عبدالرحمٰن کو دیتا ہوں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: میرے لئے مناسب نہیں کہ آپ کے کئے ہوئے کام کو رد کروں۔ پس حفصہ اسی طرح منذر کے پاس رہیں اور اسے طلاق نہیں سمجھا گیا۔

[٦٤٠] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، وَاَبَا هُرَيْرَةَ سُئِلَا عَنِ الرَّجُلِ يُمَلِّكُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَتَرُدُّ ذٰلِكَ اِلَيْهِ وَلَا تَقْضِيْ فِيْهِ شَيْئًا، فَقَالَا لَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ سے اس آدمی کے متعلق پوچھا گیا کہ جو طلاق کا اختیار اپنی بیوی کو دے۔ عورت اس حق کو مرد کی طرف لوٹا دے اور خود کو مطلقاً طلاق نہ دے تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ یہ طلاق نہیں۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ قَالَ اِذَا مَلَّكَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اَمْرَهَا فَلَمْ تُفَارِقْهُ، وَقَرَّتْ عِنْدَهٗ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ جب آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا لیکن عورت نے اسے نہ چھوڑا بلکہ اسی کے پاس رہی تو یہ طلاق نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُمَلَّكَةِ اِذَا مَلَّكَهَا زَوْجُهَا اَمْرَهَا، ثُمَّ افْتَرَقَا، وَلَمْ تَقْبَلْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلَيْسَ

امام مالک نے فرمایا کہ جب خاوند اپنی مملوکہ بیوی کو طلاق کا اختیار دے۔ پھر وہ جدا ہو جائیں اور عورت کوئی بات قبول نہ

بِيَدِهَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ وَهُوَ لَهَا مَا دَامَا فِيْ مَجْلِسِهِمَا.

کرے تو عورت کے ہاتھ میں کوئی اختیار نہیں۔ یہ اختیار نہیں رہا۔ یہ اختیار عورت کو اسی مجلس کے اندر تھا۔

٦- بَابُ الْإِيْلَاءِ

ایلاء کا بیان

[٦٤١] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اٰلَى الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ طَلَاقٌ، وَاِنْ مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ حَتّٰى يُوْقَفَ، فَاِمَّا اَنْ يُطَلِّقَ، وَاِمَّا اَنْ يَفِيْءَ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو ایلاء کرے تو اس پر طلاق نہیں پڑے گی خواہ چار مہینے گزر جائیں۔ یہاں تک کہ اسے مجبور کیا جائے گا کہ خواہ اسے طلاق دے یا اس کے ساتھ صحبت کرے۔ ف

ف: اپنی بیویوں سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھا لینے کو اصطلاح فقہ میں ایلاء کہتے ہیں' اگر ایلاء کرنے کے بعد کوئی اپنی بیوی سے صحبت کرے تو قسم توڑنے کا کفارہ لازم آتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اگر ایلاء کرنے والا اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے تو چار مہینے گزرنے پر ایک طلاق خود بخود پڑ جاتی ہے۔ اب اسے حاکم کی عدالت میں پیش کیا جائے گا کہ وہ رجوع کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے یا اپنی بیوی کو طلاق دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[٦٤٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ اٰلَى مِنِ امْرَاَتِهٖ، فَاِنَّهُ اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ وُقِفَ حَتّٰى يُطَلِّقَ اَوْ يَفِيْءَ، وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ حَتّٰى يُوْقَفَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جو اپنی بیوی سے ایلاء کرے تو پھر جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے مجبور کیا جائے گا' یہاں تک کہ طلاق دے یا صحبت کرے گا۔ عورت پر طلاق نہیں پڑے گی۔ جب چار مہینے گزر جائیں گے تو آدمی کو مجبور کیا جائے گا۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَاَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَا يَقُوْلَانِ فِي الرَّجُلِ يُوْلِيْ مِنِ امْرَاَتِهٖ اِنَّهَا اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ، فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ، وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا كَانَتْ فِي الْعِدَّةِ.

سعید بن مسیب اور ابو بکر بن عبد الرحمٰن اس آدمی کے بارے میں فرمایا کرتے جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہو تو جب چار مہینے گزر جائیں گے تو یہ عورت کے لیے ایک طلاق ہوگی' خاوند کو اختیار ہوگا کہ دوران عدت عورت سے رجوع کرے۔

[٦٤٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِيْ فِي الرَّجُلِ اِذَا اٰلَى مِنِ امْرَاَتِهٖ اَنَّهَا اِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ الْاَشْهُرِ فَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ، وَلَهُ عَلَيْهَا الرَّجْعَةُ مَا دَامَتْ فِيْ عِدَّتِهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم اس شخص کا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا ہو' یہ فیصلہ کیا کرتے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو یہ ایک طلاق ہے اور مرد کو رجوع کرنے کا اختیار ہے جب تک عورت عدت گزار رہی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ كَانَ رَاْيُ ابْنِ شِهَابٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ابن شہاب کی بھی یہی رائے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُوْلِيْ مِنِ امْرَاَتِهٖ فَيُوْقَفُ، فَيُطَلِّقُ عِنْدَ انْقِضَاءِ الْاَرْبَعَةِ الْاَشْهُرِ، ثُمَّ يُرَاجِعُ امْرَاَتَهٗ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا۔ پس اسے مجبور کیا جائے اور چار مہینے گزرنے پر

أَنَّهُ إِنْ لَمْ يُصِبْهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا ، فَلَا سَبِيْلَ لَهُ إِلَيْهَا ، وَلَا رَجْعَةَ لَهُ عَلَيْهَا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ ، أَوْ سِجْنٍ ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُذْرِ ، فَإِنَّ ارْتِجَاعَهُ إِيَّاهَا ثَابِتٌ عَلَيْهَا ، فَإِنْ مَضَتْ عِدَّتُهَا ، ثُمَّ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يُصِبْهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ وُقِفَ أَيْضًا ، فَإِنْ لَمْ يَفِئْ دَخَلَ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ بِالْإِيْلَاءِ الْأَوَّلِ إِذَا مَضَتِ الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ لِأَنَّهُ نَكَحَهَا ، ثُمَّ طَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا ، فَلَا عِدَّةَ لَهُ عَلَيْهَا وَلَا رَجْعَةَ.

ایک طلاق پڑ جائے گی۔ پھر اپنی بیوی سے رجعت کرے۔ اگر عدت گزرنے تک اس نے عورت سے جماع نہ کیا تو عورت پر اس کا حق نہیں رہا اور اب رجوع نہیں کر سکتا، سوائے اس صورت کے کہ اسے بیماری یا قید وغیرہ قسم کا کوئی عذر ہو تو زبانی رجوع بھی تسلیم کیا جائے گا۔ اگر عدت گزرنے کے بعد دوبارہ شادی کرے اور صحبت نہ کرے یہاں تک کہ چار مہینے گزر جائیں تو پھر مجبور کیا جائے گا۔ اگر صحبت نہ کرے تو پہلے ایلاء کی طلاق بھی شامل ہو جائے گی جبکہ چار مہینے گزر جائیں، اب رجوع کرنے کا اختیار بھی نہیں رہے گا کیونکہ اس نے عورت سے نکاح کر کے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دی ہے۔ لہٰذا نہ عورت پر عدت ہے نہ مرد کو رجوع کا اختیار۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُوْلِيْ مِنِ امْرَأَتِهِ فَيُوْقَفُ بَعْدَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ فَيُطَلِّقُ ، ثُمَّ يَرْتَجِعُ وَلَا يَمَسُّهَا ، فَتَنْقَضِيْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا إِنَّهُ لَا يُوْقَفُ وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ طَلَاقٌ ، وَإِنَّهُ إِنْ أَصَابَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ أَحَقَّ بِهَا ، وَإِنْ مَضَتْ عِدَّتُهَا قَبْلَ أَنْ يُصِيْبَهَا ، فَلَا سَبِيْلَ لَهُ إِلَيْهَا ، وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تو چار مہینے کے بعد اسے مجبور کیا جائے تو ایک طلاق ڈالے۔ پھر رجوع کرلے اور اسے ہاتھ نہ لگائے، پس چار مہینے گزر جائیں تو عدت پوری ہونے سے پہلے اسے مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ عورت پر طلاق پڑے گی۔ اگر عدت پوری ہونے سے پہلے وہ عورت سے صحبت کرلے تو وہ اس کا حق دار ہو گیا اور اگر عدت پوری ہونے سے پہلے جماع نہ کیا تو مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہیں رہا۔ اور اس بارے میں یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُوْلِيْ مِنِ امْرَأَتِهِ ثُمَّ يُطَلِّقُهَا ، فَتَنْقَضِي الْأَرْبَعَةُ الْأَشْهُرُ قَبْلَ انْقِضَاءِ عِدَّةِ الطَّلَاقِ ، قَالَ هُمَا تَطْلِيْقَتَانِ إِنْ هُوَ وُقِفَ ، وَلَمْ يَفِئْ ، وَإِنْ مَضَتْ عِدَّةُ الطَّلَاقِ قَبْلَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ ، فَلَيْسَ الْإِيْلَاءُ بِطَلَاقٍ ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْأَرْبَعَةَ الْأَشْهُرِ الَّتِيْ كَانَتْ يُوْقَفُ بَعْدَهَا مَضَتْ وَلَيْسَتْ لَهُ يَوْمَئِذٍ بِامْرَأَةٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا، پھر اسے طلاق دے دی، پس عدت پوری ہونے سے پہلے چار مہینے گزر گئے۔ **فرمایا:** یہ دو طلاقیں ہیں۔ اگر وہ مجبور کیا گیا اور اس نے صحبت نہ کی اور اگر چار مہینے گزرنے سے پہلے عدت پوری ہو گئی تو ایلاء سے طلاق نہیں پڑے گی اور یہ اس لئے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد جب اسے مجبور کیا تو اس روز وہ اس کی بیوی ہی نہیں تھی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَطَأَ امْرَأَتَهُ يَوْمًا ، أَوْ شَهْرًا ، ثُمَّ مَكَثَ حَتّٰى يَنْقَضِيَ أَكْثَرُ مِنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ ، فَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ إِيْلَاءً وَإِنَّمَا يُوْقَفُ فِي الْإِيْلَاءِ مَنْ حَلَفَ عَلٰى أَكْثَرَ مِنَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ ، فَأَمَّا

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے ایک روز یا ایک مہینہ صحبت نہیں کروں گا۔ پھر وہ ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چار مہینے سے زیادہ مدت گزر گئی تو یہ ایلاء شمار نہیں ہو گا، ایلاء میں مجبور تو اس وقت کیا جاتا ہے جبکہ چار ماہ سے زیادہ کی قسم

مَنْ حَلَفَ اَنْ لَا یَطَأَ امْرَأَتَهٗ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ ' اَوْ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ فَلَا اَرٰی عَلَیْهِ اِیْلَاءً ' لِاَنَّهٗ اِذَا دَخَلَ الْاَجَلُ الَّذِیْ یُوْقَفُ عِنْدَهٗ خَرَجَ مِنْ یَمِیْنِهٖ ' وَلَمْ یَکُنْ عَلَیْهِ وَقْفٌ.

کھائے۔ اگر کوئی قسم کھائے کہ چار مہینے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کروں گا یا اس سے کم دن تو ایلاء نہیں ہوگا کیونکہ جب مجبور کرنے کا وقت آئے گا تو وہ اپنی قسم سے باہر ہوگا لہٰذا اسے مجبور کرنے کا حق ہی نہ ہوگا۔

قَالَ مَالِکٌ مَنْ حَلَفَ لِاِمْرَاَتِهٖ اَنْ لَا یَطَاَهَا حَتّٰی تَفْطِمَ وَلَدَهَا ' فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَکُوْنُ اِیْلَاءً ' وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ سُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ فَلَمْ یَرَهُ اِیْلَاءً.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے اس وقت تک صحبت نہیں کروں گا جب تک بچے کا دودھ نہیں چھڑایا جائے گا تو یہ ایلاء نہیں ہے اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہی مسئلہ جب حضرت علی سے پوچھا گیا تو انہوں نے اسے ایلاء شمار نہیں فرمایا۔

۷- بَابُ اِیْلَاءِ الْعَبْدِ

غلام کے ایلاء کا بیان

[٦٤٤] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ اِیْلَاءِ الْعَبْدِ؟ فَقَالَ هُوَ نَحْوُ اِیْلَاءِ الْحُرِّ ' وَهُوَ عَلَیْهِ وَاجِبٌ ' وَاِیْلَاءُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے غلام کے ایلاء کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ آزاد آدمی کے ایلاء جیسا اور اس پر واجب ہے اور غلام کے ایلاء کی مدت دو ماہ ہے۔

۸- بَابُ ظِهَارِ الْحُرِّ

آزاد کے ظہار کا بیان

[٦٤٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سُلَیْمٍ الزُّرَقِیِّ ' اَنَّهٗ سَاَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَةً اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا ' فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِنَّ رَجُلًا جَعَلَ امْرَاَةً عَلَیْهِ کَظَهْرِ اُمِّهٖ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا ' فَاَمَرَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِنْ هُوَ تَزَوَّجَهَا اَنْ لَا یَقْرَبَهَا حَتّٰی یُکَفِّرَ کَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

سعید بن عمرو بن سلیم زرقی نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ اگر کوئی کسی عورت سے کہے کہ میں تجھ سے شادی کروں تو تجھے طلاق۔ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں تیرے ساتھ شادی کروں تو تیری پیٹھ میری ماں جیسی۔ حضرت عمر نے اسے حکم دیا کہ اگر اس کے ساتھ شادی کرے تو قریب نہ جائے جب تک کفارۂ ظہار ادا نہ کر دے۔

[٦٤٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ' وَسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَنْکِحَهَا ' فَقَالَا اِنْ نَکَحَهَا فَلَا یَمَسَّهَا حَتّٰی یُکَفِّرَ کَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ کسی نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے نکاح کرنے سے پہلے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ اگر اس نے نکاح کیا تو کفارۂ ظہار ادا کرنے سے پہلے عورت کو ہاتھ نہ لگائے۔

[٦٤٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِیْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ فِیْ رَجُلٍ تَظَاهَرَ مِنْ اَرْبَعَةِ نِسْوَةٍ لَهٗ بِکَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ اِنَّهٗ لَیْسَ عَلَیْهِ اِلَّا کَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ.

عروہ بن زبیر نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی چار بیویوں کے ساتھ ایک ہی کلمہ سے ظہار کیا کہ اس پر ایک ہی کفارہ ادا کرنا لازم آئے گا۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ

امام مالک نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے مذکورہ بالا

الرَّحْمٰنِ مِثْلَ ذٰلِکَ.

روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَعَلٰى ذٰلِکَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كَفَّارَةِ الْمُتَظَاهِرِ ﴿فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا﴾ (المجادلہ: ۳) ﴿فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ (المجادلہ: ٤) قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَظَاهَرُ مِنِ امْرَاَتِهٖ فِيْ مَجَالِسَ مُتَفَرِّقَةٍ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِنْ تَظَاهَرَ ثُمَّ كَفَّرَ ثُمَّ تَظَاهَرَ بَعْدَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ اَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے کفارۂ ظہار کے بارے میں فرمایا: "تو ان پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ جسے غلام کی توفیق نہ ہو تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ پھر جس سے روزے بھی نہ ہو سکیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے"۔ امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مختلف مجلسوں کے اندر اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ فرمایا کہ اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہے۔ اگر پھر ظہار کرے تو کفارہ دے۔ پھر کفارہ دینے کے بعد ظہار کرے تو پھر بھی کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ تَظَاهَرَ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ مَسَّهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا كَفَّارَةٌ وَّاحِدَةٌ وَيَكُفُّ عَنْهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ وَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا، پھر کفارہ دینے سے پہلے عورت سے صحبت کی تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم آئے گا۔ وہ کفارہ دینے تک عورت سے رکا رہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالظِّهَارُ مِنْ ذَوَاتِ الْمَحَارِمِ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَالنَّسَبِ سَوَاءٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ظہار میں رضاعی یا نسبی محارم سے تشبیہ دینا برابر ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ ظِهَارٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ عورتوں پر ظہار نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ (المجادلہ: ۳) قَالَ سَمِعْتُ اَنَّ تَفْسِيْرَ ذٰلِكَ اَنْ يَّتَظَاهَرَ الرَّجُلُ مِنِ امْرَاَتِهٖ ثُمَّ يُجْمِعَ عَلٰى اِمْسَاكِهَا وَاِصَابَتِهَا فَاِنْ اَجْمَعَ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ وَاِنْ طَلَّقَهَا وَلَمْ يُجْمِعْ بَعْدَ تَظَاهُرِهٖ مِنْهَا عَلٰى اِمْسَاكِهَا وَاِصَابَتِهَا فَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے ارشاد باری تعالیٰ "عورتوں سے ظہار کرتے ہیں اور پھر اپنے کہے سے پھر جاتے ہیں" کے بارے میں فرمایا: میں نے اس کی تفسیر میں سنا کہ کسی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا۔ پھر اسے روکنا اور صحبت کرنا چاہے۔ اگر اس کے باوجود اس سے جماع کیا تو اس پر کفارہ واجب ہو گیا اور اگر اسے طلاق دے دی اور ظہار کے بعد نہ اس سے جماع کیا، نہ روکا تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَمَسَّهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ كَفَّارَةَ الْمُتَظَاهِرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کے بعد نکاح کرے تو ظہار کا کفارہ ادا کرنے تک اسے ہاتھ نہ لگائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَتَظَاهَرُ مِنْ اَمَتِهٖ اِنَّهٗ اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّصِيْبَهَا فَعَلَيْهِ كَفَّارَةُ الظِّهَارِ قَبْلَ اَنْ يَّطَاَهَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی لونڈی سے ظہار کیا۔ اگر وہ اس سے صحبت کرنا چاہتا ہے تو اس پر ظہار کا کفارہ ہے۔ جماع کرنے سے پہلے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَدْخُلُ عَلَى الرَّجُلِ إِيلَاءٌ فِي تَظَاهُرِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مُضَارًّا لَا يُرِيدُ أَنْ يَفِيْءَ مِنْ تَظَاهُرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ظہار سے ایلاء نہیں ہوتا مگر جب کہ ضرر پہنچانے اور جس سے ظہار کیا اس کے ساتھ صحبت کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

[٦٤٨] اثر - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْأَلُ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَنْ رَجُلٍ قَالَ لِامْرَأَتِهِ كُلُّ امْرَأَةٍ أَنْكِحُهَا عَلَيْكِ مَا عِشْتِ، فَهِيَ عَلَيَّ كَظَهْرِ أُمِّي، فَقَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُجْزِيهِ عَنْ ذٰلِكَ عِتْقُ رَقَبَةٍ.

امام مالک روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا وہ عروہ بن زبیر سے اس شخص کے بارے میں سوال کر رہے تھے جو اپنی بیوی سے یہ کہے کہ میں عمر بھر میں تجھ پر جس بھی عورت کو اپنے نکاح میں لاؤں وہ مجھ پر ایسے ہو جس طرح میری ماں کی پشت ہے تو عروہ بن زبیر نے فرمایا: اس پر ایک غلام آزاد کرنا کافی ہے۔

٩- بَابُ ظِهَارِ الْعَبِيْدِ

غلام کے ظہار کا بیان

[٦٤٩] اثر - حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ، فَقَالَ نَحْوُ ظِهَارِ الْحُرِّ.

ابن شہاب سے غلام کے ظہار کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ آزاد کی طرح ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يُرِيدُ أَنَّهُ يَقَعُ عَلَيْهِ كَمَا يَقَعُ عَلَى الْحُرِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس پر بھی آزاد کی طرح کفارہ لازم آتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَظِهَارُ الْعَبْدِ عَلَيْهِ وَاجِبٌ، وَصِيَامُ الْعَبْدِ فِي الظِّهَارِ شَهْرَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کا ظہار اس پر واجب ہے اور ظہار میں غلام کے روزے دو ماہ کے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَتَظَاهَرُ مِنِ امْرَأَتِهِ إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ عَلَيْهِ إِيلَاءٌ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ ذَهَبَ يَصُومُ صِيَامَ كَفَّارَةِ الْمُتَظَاهِرِ دَخَلَ عَلَيْهِ طَلَاقُ الْإِيلَاءِ قَبْلَ أَنْ يَفْرُغَ مِنْ صِيَامِهِ.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا تو اس میں ایلاء شامل نہیں ہوگا اور یہ اس لئے کہ جب وہ کفارہ ظہار کے روزے رکھے گا تو روزوں سے فارغ نہیں ہوگا کہ ایلاء کی طلاق پڑ جائے گی۔

١٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخِيَارِ

اختیار دینے کا بیان

٥٢٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِي بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ، فَكَانَتْ إِحْدَى السُّنَنِ الثَّلَاثِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ. وَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَلَمْ أَرَ بُرْمَةً فِيهَا لَحْمٌ؟ فَقَالُوا بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ ذٰلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ کے معاملے میں تین سنتیں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ کہ اسے آزاد کر کے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا۔ دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کے لئے ہے جو آزاد کرے۔ تیسری یہ بات کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی جوش مار رہی تھی۔ پس آپ کے حضور روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں ہانڈی میں گوشت نہیں دیکھتا؟ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! کیوں نہیں لیکن یہ گوشت بریرہ کو صدقہ دیا گیا

الصَّدَقَةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَهُوَ لَنَا هَدِيَّةٌ. صحیح البخاری (۵۲۷۹) صحیح مسلم (۳۷۶۵)

ہے۔ جبکہ آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔

[۶۵۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْاَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ فَتُعْتَقُ اِنَّ الْاَمَةَ لَهَا الْخِيَارُ مَا لَمْ يَمَسَّهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ مَسَّهَا زَوْجُهَا فَزَعَمَتْ اَنَّهَا جَهِلَتْ اَنَّ لَهَا الْخِيَارَ، فَاِنَّهَا تُتَّهَمُ وَلَا تُصَدَّقُ بِمَا ادَّعَتْ مِنَ الْجَهَالَةِ، وَلَا خِيَارَ لَهَا بَعْدَ اَنْ يَمَسَّهَا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس لونڈی کے متعلق فرمایا کرتے جو غلام کے نکاح میں ہو، پھر آزاد کر دی جائے۔ لونڈی کو اختیار ہوگا جب تک اسے ہاتھ نہ لگایا جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس کے خاوند نے ہاتھ لگایا اور عورت نے کہا کہ اسے یہ معلوم نہ تھا تو عورت کو بدستور اختیار رہے گا اور اگر بے خبری کے دعوے میں وہ جھوٹی ہو اور محض بہانہ بنایا ہو تو ہاتھ لگانے کے بعد عورت کو اختیار نہیں رہے گا۔

[۶۵۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِيْ عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ، وَهِيَ اَمَةٌ يَوْمَئِذٍ فَعُتِقَتْ، قَالَتْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ، فَدَعَتْنِيْ، فَقَالَتْ اِنِّيْ مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا، وَلَا اُحِبُّ اَنْ تَصْنَعِيْ شَيْئًا، اِنَّ اَمْرَكِ بِيَدِكِ مَا لَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ، فَاِنْ مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ. قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ، ثُمَّ الطَّلَاقُ، ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقَتْهُ ثَلَاثًا.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ بنی عدی کی مولاۃ نے انہیں بتایا جس کو زبرہ کہا جاتا تھا کہ وہ ایک غلام کے نکاح میں تھی اور ان دنوں لونڈی تھی کہ آزاد کر دی گئی۔ اس کا بیان ہے کہ میری طرف پیغام بھیج کر حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتی ہوں اور میں نہیں چاہتی کہ تم نادانستہ کچھ کر بیٹھو۔ تمہیں تمہارے معاملے کا اختیار ہے جب تک تمہارا خاوند تمہیں ہاتھ نہ لگائے۔ اگر اس نے تمہارے ساتھ جماع کیا تو پھر تمہیں کوئی اختیار نہیں رہے گا۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے کہا: طلاق، پھر طلاق، پھر طلاق اور تین دفعہ کہہ کر جدا ہو گئی۔

[۶۵۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَاَةً وَبِهِ جُنُوْنٌ، اَوْ ضَرَرٌ فَاِنَّهَا تُخَيَّرُ فَاِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ، وَاِنْ شَاءَتْ فَارَقَتْ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے اور مرد کو جنون یا کوئی موذی مرض ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس کے پاس رہے اور چاہے جدا ہو جائے۔

[۶۵۳] اَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ فِي الْاَمَةِ تَكُوْنُ تَحْتَ الْعَبْدِ، ثُمَّ تُعْتَقُ قَبْلَ اَنْ يَدْخُلَ بِهَا اَوْ يَمَسَّهَا اِنَّهَا اِنِ اخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَلَا صَدَاقَ لَهَا، وَهِيَ تَطْلِيْقَةٌ، وَذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے اس لونڈی کے بارے میں فرمایا جو غلام کے نکاح میں ہو۔ پھر خلوت صحیحہ یا ہاتھ لگانے سے پہلے وہ آزاد ہو جائے اگر وہ نکاح سے باہر ہونا چاہے تو اسے مہر نہیں ملے گا اور اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[۶۵۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ اِذَا خَيَّرَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ فَاخْتَارَتْهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِطَلَاقٍ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اختیار دے اور وہ خاوند کو اختیار کر لے تو طلاق نہیں پڑے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے اچھی بات سنی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُخَيَّرَةِ إِذَا خَيَّرَهَا زَوْجُهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، فَقَدْ طَلُقَتْ ثَلَاثًا، وَإِنْ قَالَ زَوْجُهَا لَمْ أُخَيِّرْكِ إِلَّا وَاحِدَةً، فَلَيْسَ لَهُ ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُهُ.

امام مالک نے اختیار والی کے متعلق فرمایا کہ جب خاوند نے اسے اختیار دیا اور اس نے جدائی پسند کر لی تو اس پر تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اگرچہ خاوند یہ کہے کہ میں نے اسے ایک طلاق کا اختیار دیا تھا تو اس کی یہ بات نہیں سنی جائے گی اور یہ بات میں نے اچھی سنی۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ خَيَّرَهَا فَقَالَتْ قَدْ قَبِلْتُ وَاحِدَةً، وَقَالَ لَمْ أُرِدْ ذٰلِكَ، وَإِنَّمَا خَيَّرْتُكِ فِي الثَّلَاثِ جَمِيعًا، أَنَّهَا إِنْ لَمْ تَقْبَلْ إِلَّا وَاحِدَةً أَقَامَتْ عِنْدَهُ عَلَى نِكَاحِهَا، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِرَاقًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عورت کو اختیار دیا گیا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک طلاق کا اختیار قبول کیا۔ مرد کہے کہ میرا یہ مقصد نہیں میں نے تجھے اکٹھی تین طلاق کا اختیار دیا ہے۔ لیکن وہ ایک ہی قبول کرے تو اسی نکاح کے ساتھ اس کے پاس رہے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ جدا نہیں ہوگی۔

١١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخُلْعِ

خلع کے متعلق روایات

٥٢٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ سَهْلٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الصُّبْحِ، فَوَجَدَ حَبِيبَةَ بِنْتَ سَهْلٍ عِنْدَ بَابِهِ فِي الْغَلَسِ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ هٰذِهِ؟ فَقَالَتْ أَنَا حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ. قَالَ مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ لَا أَنَا وَلَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ لِزَوْجِهَا، فَلَمَّا جَاءَ زَوْجُهَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ حَبِيبَةُ بِنْتُ سَهْلٍ قَدْ ذَكَرَتْ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَذْكُرَ، فَقَالَتْ حَبِيبَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ مَا أَعْطَانِي عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ خُذْ مِنْهَا. فَأَخَذَ مِنْهَا وَجَلَسَتْ فِي بَيْتِ أَهْلِهَا.

سنن ابوداؤد (٢٢٢٧) سنن نسائی (٣٤٦٢) سنن ابن ماجہ (٢٠٥٦)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن کو حبیبہ بنت سہل انصاری نے بتایا جو حضرت ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں تھیں کہ رسول اللہ ﷺ علی الصبح باہر نکلے تو اندھیرے میں حبیبہ بنت سہل کو ان کے دروازے پر پایا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ کون ہے؟ یہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! میں حبیبہ بنت سہل ہوں۔ فرمایا کیا بات ہے؟ عرض کی کہ میں نہیں اور نہ ثابت بن قیس یعنی ان کا خاوند۔ جب ان کے خاوند حضرت ثابت بن قیس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ حبیبہ بنت سہل ہیں۔ انہوں نے بتایا جو اللہ نے چاہا۔ پس حضرت حبیبہ بنت سہل نے کہا کہ جو کچھ انہوں نے دیا وہ میرے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا کہ ان سے لے لو۔ پس انہوں نے مال لے لیا اور یہ اپنے میکے چلی گئیں۔

[٦٥٥] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ مَوْلَاةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا، فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع نے صفیہ بنت ابوعبید کی مولاۃ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنا سارا مال دے کر خاوند سے خلع کیا تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کو برا نہیں سمجھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُفْتَدِيَةِ الَّتِي تَفْتَدِي مِنْ زَوْجِهَا أَنَّهُ إِذَا عُلِمَ أَنَّ زَوْجَهَا أَضَرَّ بِهَا وَضَيَّقَ عَلَيْهَا،

امام مالک نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جو مال دے کر خاوند سے اپنا پیچھا چھڑائے کہ جب معلوم ہو جائے کہ

وَعُلِمَ اَنَّهٗ ظَالِمٌ لَهَا مَضَى الطَّلَاقُ، وَرَدَّ عَلَيْهَا مَالَهَا.

خاوند اس کو تکلیف دیتا رہا اور اس پر تنگی کی ہے اور معلوم ہو جائے گا کہ اس نے عورت پر ظلم کیا ہے تو طلاق پڑ جائے گی اور عورت کا مال اسے لوٹایا جائے گا۔

قَالَ فَهٰذَا الَّذِيْ كُنْتُ اَسْمَعُ، وَالَّذِيْ عَلَيْهِ اَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

فرمایا کہ میں نے یہی سنا ہے اور ہمارے نزدیک لوگوں کا یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ تَفْتَدِيَ الْمَرْاَةُ مِنْ زَوْجِهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا اَعْطَاهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت اس سے زیادہ فدیہ دے جو خاوند نے مال دیا تھا۔

۱۲- بَابُ طَلَاقِ الْمُخْتَلِعَةِ

خلع کی طلاق کا بیان

[٦٥٦] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ رُبَيِّعَ بِنْتَ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ جَاءَتْ هِيَ وَعَمَّتُهَا اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِدَّتُهَا عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ.

نافع سے روایت ہے کہ ربیع بنت معوذ بن عفراء اپنی پھوپھی کو لے کر حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عثمان کے زمانے میں اپنے خاوند سے خلع کیا تھا۔ جب یہ بات حضرت عثمان تک پہنچی تو انہوں نے برا نہ جانا اور حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ اس کی عدت طلاق والی جیسی ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَابْنَ شِهَابٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ عِدَّةُ الْمُخْتَلِعَةِ مِثْلُ عِدَّةِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار اور ابن شہاب فرمایا کرتے کہ خلع والی کی عدت طلاق والی جیسی ہے یعنی تین طہر۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُفْتَدِيَةِ اِنَّهَا لَا تَرْجِعُ اِلٰى زَوْجِهَا اِلَّا بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ، فَاِنْ هُوَ نَكَحَهَا، فَفَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ عَلَيْهَا عِدَّةٌ مِنَ الطَّلَاقِ الْاٰخَرِ، وَتَبْنِيْ عَلٰى عِدَّتِهَا الْاُوْلٰى.

امام مالک نے مال دے کر پیچھا چھڑانے والی کے متعلق فرمایا کہ وہ اپنے خاوند کی طرف نہیں لوٹے گی مگر نئے نکاح کے ساتھ۔ اگر وہ ہاتھ لگانے سے پہلے اسے چھوڑ دے تو اس پر دوسری طلاق کی عدت نہیں ہوگی بلکہ وہ پہلی عدت پوری کرے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس بارے میں یہ میں نے خوب سنا۔

قَالَ مَالِكٌ اِذَا افْتَدَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ زَوْجِهَا بِشَيْءٍ عَلٰى اَنْ يُطَلِّقَهَا فَطَلَّقَهَا طَلَاقًا مُتَتَابِعًا نَسَقًا، فَذٰلِكَ ثَابِتٌ عَلَيْهِ، فَاِنْ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ صُمَاتٌ، فَمَا اَتْبَعَهٗ بَعْدَ الصُّمَاتِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب عورت نے اپنے خاوند کو اس لئے مال دیا کہ اسے طلاق دی جائے اور وہ ایک ہی دفعہ اسے متواتر تین طلاقیں دے ڈالے تو وہ پڑ جائیں گی۔ اگر ایک طلاق دینے کے بعد خاموش ہو گیا تو خاموش ہونے کے بعد جو طلاق دی وہ لغو ہے۔

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي اللِّعَانِ

لعان کے متعلق روایات

۵۲۷- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِیَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَیْمِرًا الْعَجْلَانِیَّ جَاءَ إِلٰی عَاصِمِ بْنِ عَدِیِّ الْأَنْصَارِیِّ، فَقَالَ لَهُ یَا عَاصِمُ أَرَأَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَیَقْتُلُهُ، فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ؟ سَلْ لِیْ یَا عَاصِمُ عَنْ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِکَ، فَکَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسَائِلَ، وَعَابَهَا حَتّٰی کَبُرَ عَلٰی عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلٰی أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَیْمِرٌ فَقَالَ یَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَیْمِرٍ لَمْ تَأْتِنِیْ بِخَیْرٍ، قَدْ کَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِیْ سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَیْمِرٌ وَاللّٰهِ لَا أَنْتَهِیْ حَتّٰی أَسْأَلَهُ عَنْهَا، فَأَقْبَلَ عُوَیْمِرٌ حَتّٰی أَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسْطَ النَّاسِ، فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَرَأَیْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَیَقْتُلُهُ، فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ کَیْفَ یَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ فِیْکَ وَفِیْ صَاحِبَتِکَ، فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا. قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَیْمِرٌ کَذَبْتُ عَلَیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنْ أَمْسَکْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ یَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

صحیح البخاری (۵۲۵۹) صحیح مسلم (۳۷۲۳۔۳۷۲۴۔۳۷۲۵)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عاصم بن عدی انصاری نے حضرت عویمر عجلانی کے پاس آ کر کہا: اے عاصم! اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس کسی کو دیکھ کر اسے قتل کر دے تو کیا تم اسے قتل کر دو گے؟ پھر وہ کیا کرے؟ اے عاصم! اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ کر مجھے بتاؤ۔ پس حضرت عاصم نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس بات کا پوچھنا ناپسند فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت عاصم نے جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ اس کا انہیں دکھ ہوا۔ جب حضرت عاصم اپنے گھر لوٹے تو حضرت عویمر ان کے پاس آئے تو پوچھا کہ اے عاصم! رسول اللہ ﷺ نے آپ سے کیا فرمایا؟ حضرت عویمر کو بتایا کہ میں بھلائی لے کر نہیں آیا کیونکہ جو بات میں نے پوچھی رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا۔ حضرت عویمر نے کہا کہ خدا کی قسم! میں تو نہیں رکوں گا جب تک یہ بات پوچھ نہ لوں۔ پس حضرت عویمر لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے اور کہا: یا رسول اللہ! اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کر دے تو آپ اسے قتل کر دیں گے؟ پھر وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے متعلق حکم نازل ہو گیا ہے۔ جا کر عورت کو لے آؤ۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ پھر ان دونوں نے لعان کیا اور میں لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہو گئے تو حضرت عویمر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اگر میں عورت کو اپنے پاس رکھوں تو گویا میں نے اس پر جھوٹا الزام لگایا تھا۔ پس اس سے پہلے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے انہوں نے تین طلاقیں دے دیں۔ ف

ف: اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے تو دونوں کو حاکم کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ حاکم دونوں سے چار چار مرتبہ قسمیں لیتا ہے اور پانچویں دفعہ جھوٹے پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔ ایسا کرنے والے جوڑے کو متلاعنین اور ایسا کرنے کو لعان کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا کہ لعان کرنے کے بعد وہ جوڑا اکٹھا رہے گا یا الگ ہو جائیں گے۔ عورت پر طلاق پڑ جائے گی یا نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اس وقت تک اس سلسلے میں کچھ نہیں فرمایا تھا۔ لعان کرنے کے بعد حضرت عویمر عجلانی نے غصے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر جدا کر دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لعان کرنے والوں کے لیے یہی سنت مقرر فرما

دی اور ان کے اس فیصلے پر ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ اسے قیامت تک کے لیے قانون بنا دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ اگرچہ طلاق اکٹھی نہیں دینی چاہیے لیکن کسی نے اگر اکٹھی تین طلاقیں دے دیں تو تین ہی واقع ہوں گی۔

واللہ تعالیٰ اعلم

قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ بَعْدُ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

امام مالک نے کہا: ابن شہاب کا یہ قول ہے کہ اس کے بعد یہی لعان کرنے کی سنت قرار پائی۔

۵۲۸- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِي زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَانْتَفَلَ مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ.

صحیح البخاری (۵۳۱۵) صحیح مسلم (۱٤۹٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی اور اس کی بیوی نے لعان کیا۔ آدمی نے کہا کہ بچہ میرا نہیں ہے پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کروا دی اور بچہ عورت کے سپرد کر دیا۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِينَ. وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِينَ. وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكٰذِبِينَ. وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِينَ.﴾ (النور: ٦-٩) قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لَا يَتَنَاكَحَانِ أَبَدًا، وَإِنْ أَكْذَبَ نَفْسَهُ جُلِدَ الْحَدَّ، وَأُلْحِقَ بِهِ الْوَلَدُ، وَلَمْ تَرْجِعْ إِلَيْهِ أَبَدًا، وَعَلَى هٰذَا السُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِي لَا شَكَّ فِيهَا، وَلَا اخْتِلَافَ.

امام مالک نے کہا کہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: ''اور جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر غضب اللہ کا اگر مرد سچا ہو''۔ امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی سنت ہے کہ لعان کرنے والے دونوں کبھی آپس میں نکاح نہیں کر سکتے اور اگر مرد خود کو جھوٹا بتائے تو اس پر حد جاری ہو گی اور بچہ اسے دیا جائے گا اور عورت اسے کبھی نہیں ملے گی اور ہمارے نزدیک یہی سنت ہے جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ اختلاف۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا فَارَقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ طَلَاقًا بَاتًّا لَيْسَ لَهُ عَلَيْهَا فِيهِ رَجْعَةٌ، ثُمَّ أَنْكَرَ حَمْلَهَا لَاعَنَهَا إِذَا كَانَتْ حَامِلًا، وَكَانَ حَمْلُهَا يُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مِنْهُ إِذَا ادَّعَتْهُ مَا لَمْ يَأْتِ دُونَ ذٰلِكَ مِنَ الزَّمَانِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَلَا يُعْرَفُ أَنَّهُ مِنْهُ. قَالَ فَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا، وَالَّذِي سَمِعْتُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی کو طلاق بائن دے چکا تو عورت سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہ جاتا۔ پھر اس کے حمل کا انکار کرے تو دونوں لعان کریں گے جبکہ عورت حاملہ ہو اور حمل کے متعلق یہ شبہ ہو سکے کہ ممکن ہے اسی کا ہو جبکہ وہ انکار کرتا ہے۔ جس عورت کے بارے میں شک ہوا گر وہ اس کے علاوہ ہو تو اس آدمی کا نہیں سمجھا جائے گا۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور یہی میں نے اہل علم سے سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا قَذَفَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بَعْدَ أَنْ

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت

يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا ' وَهِيَ حَامِلٌ يُقِرُّ بِحَمْلِهَا ' ثُمَّ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَآهَا تَزْنِي قَبْلَ أَنْ يُفَارِقَهَا جُلِدَ الْحَدَّ وَلَمْ يُلَاعِنْهَا ' وَإِنْ أَنْكَرَ حَمْلَهَا بَعْدَ أَنْ يُطَلِّقَهَا ثَلَاثًا لَاعَنَهَا.

لگائے اس کے بعد کہ اسے تین طلاقیں دے دے اور وہ حاملہ ہے۔ اپنے حمل کا اقرار کر رہی ہے لیکن مرد دعویٰ کرتا ہے کہ اس نے طلاق سے پہلے اسے زنا کرتے دیکھا ہے تو مرد پر حد جاری ہو گی اور وہ لعان نہیں کریں گے اور تین طلاقیں دینے کے بعد اگر وہ عورت کے حمل کا انکار کرے تو لعان ہوگا۔

قَالَ وَهٰذَا الَّذِي سَمِعْتُ.

فرمایا کہ میں نے یہی سنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ بِمَنْزِلَةِ الْحُرِّ فِي قَذْفِهِ وَلِعَانِهِ يَجْرِي مَجْرَى الْحُرِّ فِي مُلَاعَنَتِهِ ' غَيْرَ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَنْ قَذَفَ مَمْلُوكَةً حَدٌّ.

امام مالک نے فرمایا کہ قذف اور لعان میں غلام بھی آزاد کی طرح ہے۔ اس پر بھی لعان میں وہی واجب ہوگا جو آزاد پر' ماسوائے اس کے کہ مملوکہ لونڈی پر زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف جاری نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمَةُ الْمُسْلِمَةُ وَالْحُرَّةُ النَّصْرَانِيَّةُ وَالْيَهُودِيَّةُ تُلَاعِنُ الْحُرَّ الْمُسْلِمَ إِذَا تَزَوَّجَ إِحْدَاهُنَّ فَأَصَابَهَا ' وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ (النور:٦) فَهُنَّ مِنَ الْأَزْوَاجِ ' وَعَلَى هٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مسلمان لونڈی اور آزاد یہودیہ و نصرانیہ بھی آزاد مسلمان کے ساتھ لعان کریں گی جبکہ وہ ان میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کرلے اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ "جو اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں"۔ اور یہ عورتیں بھی بیویاں ہیں اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَبْدُ إِذَا تَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ الْمُسْلِمَةَ ' أَوِ الْأَمَةَ الْمُسْلِمَةَ ' أَوِ الْحُرَّةَ النَّصْرَانِيَّةَ ' أَوِ الْيَهُودِيَّةَ لَاعَنَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب آزاد مسلمان عورت یا مسلمان لونڈی یا آزاد نصرانی عورت یا آزاد یہودی عورت سے نکاح کرے تو وہ لعان کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُلَاعِنُ امْرَأَتَهُ فَيَنْزِعُ ' وَيُكَذِّبُ نَفْسَهُ بَعْدَ يَمِينٍ ' أَوْ يَمِينَيْنِ مَا لَمْ يَلْتَعِنْ فِي الْخَامِسَةِ إِنَّهُ إِذَا نَزَعَ قَبْلَ أَنْ يَلْتَعِنَ جُلِدَ الْحَدَّ وَلَمْ يُفَرَّقْ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی سے لعان کرنے لگے' پھر رک جائے اور ایک یا دو قسموں کے بعد اپنے آپ کو جھٹلائے جبکہ پانچ مرتبہ لعان نہیں کیا اور لعان پورا ہونے سے پہلے رک گیا تو اس پر حد قذف جاری ہوگی اور ان کے درمیان جدائی نہیں کرائی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ ' فَإِذَا مَضَتِ الثَّلَاثَةُ الْأَشْهُرِ قَالَتِ الْمَرْأَةُ أَنَا حَامِلٌ ' قَالَ إِنْ أَنْكَرَ زَوْجُهَا حَمْلَهَا لَاعَنَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی' پھر تین مہینے گزرنے کے بعد عورت نے کہا کہ میں حاملہ ہوں۔ فرمایا کہ اگر اس کا شوہر اس کے حمل کا انکار کرتا ہے تو اس کے ساتھ لعان کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْأَمَةِ الْمَمْلُوكَةِ يُلَاعِنُهَا زَوْجُهَا ثُمَّ يَشْتَرِيهَا إِنَّهُ لَا يَطَؤُهَا وَإِنْ مَلَكَهَا ' وَذٰلِكَ أَنَّ

امام مالک نے مملوکہ لونڈی کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے خاوند کے ساتھ لعان کیا۔ پھر خاوند نے اسے خرید لیا تو وہ اس

السُّنَّةَ مَضَتْ أَنَّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ لَا يَتَرَاجَعَانِ أَبَدًا.

کی مملوکہ ہے لیکن اس کے ساتھ صحبت نہ کرے کیونکہ ہمیشہ سے یہی سنت چلی آ رہی ہے کہ لعان کرنے والے کبھی اکٹھے نہیں ہوتے۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا لَاعَنَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، فَلَيْسَ لَهَا إِلَّا نِصْفُ الصَّدَاقِ.

صحیح البخاری (۵۳۱۵)

امام مالک نے فرمایا کہ صحبت کرنے سے پہلے اگر آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا تو عورت کو صرف آدھا مہر ملے گا۔

۱۴- بَابُ مِيرَاثِ وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ

لعان والی عورت کے بیٹے کی میراث

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقُولُ فِي وَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ وَوَلَدِ الزِّنَا أَنَّهُ إِذَا مَاتَ وَرِثَتْهُ أُمُّهُ حَقَّهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ، وَيَرِثُ الْبَقِيَّةَ مَوَالِي أُمِّهِ إِنْ كَانَتْ مَوْلَاةً، وَإِنْ كَانَتْ عَرَبِيَّةً وَرِثَتْ حَقَّهَا، وَوَرِثَ إِخْوَتُهُ لِأُمِّهِ حُقُوقَهُمْ، وَكَانَ مَا بَقِيَ لِلْمُسْلِمِينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر ملاعنہ کے بچے اور ولد الزنا کے بارے میں فرمایا کرتے کہ جب وہ مر جائے تو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق اس کی والدہ کو میراث ملے گی اور ماں سے اس کے بھائی حق دار ہوں گے اور باقی اس کی والدہ کے موالی کو ملے گا جب کہ وہ آزاد کردہ لونڈی ہو اور اگر عربیہ ہو تو اپنے حصے کی وارث ہو گی اور ماں جائے بھائی اپنے حصے کے وارث ہوں گے اور باقی مال بیت المال میں جمع کروایا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَعَلَى ذٰلِكَ أَدْرَكْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ سلیمان بن یسار سے بھی مجھے یہی بات پہنچی ہے اور میں نے اپنے شہر کے اہل علم کو اسی پر پایا ہے۔

۱۵- بَابُ طَلَاقِ الْبِكْرِ

کنواری کو طلاق دینا

[۶۵۷] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ، أَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا، ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا، فَجَاءَ يَسْتَفْتِي، فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ، فَسَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا لَا نَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ. قَالَ فَإِنَّمَا طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةٌ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ.

محمد بن عبد الرحمٰن بن ثوبان نے محمد بن ایاس بن بکیر سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر اس نے نکاح کرنا چاہا تو فتویٰ پوچھنے نکلا۔ پس میں بھی ان کے ساتھ پوچھنے گیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے اس بارے میں پوچھا تو دونوں حضرات نے فرمایا کہ تم اس کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتے یہاں تک کہ وہ تمہارے سوا دوسرے سے نکاح کرے۔ اس نے کہا کہ میری ایک ہی طلاق سے وہ بائن ہو گئی؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تمہارے ہاتھ میں جو اختیار تھا وہ تم نے خود ہی گنوا دیا۔

[۶۵۸] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ

نعمان بن ابو عیاش انصاری نے روایت کی ہے کہ عطاء بن یسار نے فرمایا: ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا کہ کسی نے اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے

جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا. قَالَ عَطَاءٌ فَقُلْتُ اِنَّمَا طَلَاقُ الْبِكْرِ وَاحِدَةٌ، فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اِنَّمَا اَنْتَ قَاصٌّ، اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

سے پہلے تین طلاق دے دیں۔ عطاء کا بیان ہے کہ میں نے کہا: کنواری پر ایک طلاق پڑتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص نے مجھ سے فرمایا کہ تم قصہ خوان ہو۔ ایک طلاق سے عورت بائن ہو جاتی ہے اور تین طلاقوں سے حرام ہوتی ہے یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

[۶۵۹] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ، اَنَّهُ اَخْبَرَهٗ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ عَيَّاشٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجَاءَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ اِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ، فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ ثَلَاثًا قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا، فَمَاذَا تَرَيَانِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ مَا لَنَا فِيْهِ قَوْلٌ، فَاذْهَبْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ، فَاِنِّيْ تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ، فَسَلْهُمَا، ثُمَّ ائْتِنَا، فَاَخْبِرْنَا. فَذَهَبَ فَسَاَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَفْتِهٖ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَدْ جَاءَتْكَ مُعْضِلَةٌ، فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا، وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

معاویہ بن ابو عیاش انصاری کا بیان ہے کہ وہ عبد اللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر بن خطاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدو نے اپنی بیوی کو صحبت کرنے سے پہلے تین طلاق دے دیں آپ دونوں حضرات کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے کہا کہ اس بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ لہٰذا تم حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ کے پاس جاؤ جنہیں میں حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور ان سے پوچھ کر ہمیں بھی آ کر مطلع کرنا۔ وہ گئے اور دونوں حضرات سے پوچھا۔ حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا کہ اے ابو ہریرہ! فتویٰ دیجئے کیونکہ آپ کے پاس مشکل سوال آیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورت کو بائن اور تین طلاق حرام کر دیتی ہیں یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا، وَالثَّيِّبُ اِذَا مَلَكَهَا الرَّجُلُ، فَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا اِنَّهَا تَجْرِيْ مَجْرَى الْبِكْرِ اَلْوَاحِدَةُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ ثیبہ جب کسی کی ملک میں آئے اور وہ اس سے صحبت نہ کرے تو اس کا معاملہ کنواری جیسا ہے کہ ایک طلاق سے بائن اور تین طلاق سے حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

۱۶- بَابُ طَلَاقِ الْمَرِيْضِ

بیمار کا طلاق دینا

[۶۶۰] اثر- حَدَّثَنِیْ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَوْفٍ قَالَ وَكَانَ اَعْلَمَهُمْ بِذٰلِكَ، وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ الْبَتَّةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

طلحہ بن عبد اللہ بن عوف سے جنہیں اس بات کا بخوبی علم تھا اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیں جبکہ وہ بیمار تھے۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدت گزرنے کے بعد ان کی بیوی کو میراث دلائی۔

[٦٦١] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، أَنَّ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ وَرَّثَ نِسَاءَ ابْنِ مُكْمِلٍ مِنْهُ، وَكَانَ طَلَّقَهُنَّ وَهُوَ مَرِيضٌ.

اعرج کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابن مکمل کی بیویوں کو میراث دلائی جنہیں ابن مکمل نے بیماری کی حالت میں طلاق دی تھی۔

[٦٦٢] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُولُ بَلَغَنِي أَنَّ امْرَأَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَأَلَتْهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا، فَقَالَ إِذَا حِضْتِ ثُمَّ طَهُرْتِ فَآذِنِينِي. فَلَمْ تَحِضْ حَتّٰى مَرِضَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَلَمَّا طَهُرَتْ آذَنَتْهُ، فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، أَوْ تَطْلِيقَةً لَمْ يَكُنْ بَقِيَ لَهُ عَلَيْهَا مِنَ الطَّلَاقِ غَيْرُهَا، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ يَوْمَئِذٍ مَرِيضٌ، فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْهُ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا.

امام مالک نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی بیوی نے ان سے طلاق مانگی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تمہیں حیض آئے پھر پاک ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ انہیں حیض نہ آیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بیمار ہو گئے۔ جب یہ پاک ہوئیں تو انہیں بتانا۔ انہوں نے طلاق بتہ یا آخری طلاق دے دی جس کے بعد کوئی طلاق باقی نہ رہی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ان دنوں بیمار تھے۔ حضرت عثمان نے عدت پوری ہونے کے بعد انہیں ترکہ دلایا۔

[٦٦٣] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ قَالَ كَانَتْ عِنْدَ جَدِّي حَبَّانَ امْرَأَتَانِ هَاشِمِيَّةٌ، وَأَنْصَارِيَّةٌ، فَطَلَّقَ الْأَنْصَارِيَّةَ وَهِيَ تُرْضِعُ، فَمَرَّتْ بِهَا سَنَةٌ ثُمَّ هَلَكَ عَنْهَا، وَلَمْ تَحِضْ، فَقَالَتْ أَنَا أَرِثُهُ لَمْ أَحِضْ. فَاخْتَصَمَتَا إِلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَضٰى لَهَا بِالْمِيرَاثِ، فَلَامَتِ الْهَاشِمِيَّةُ عُثْمَانَ، فَقَالَ هٰذَا عَمَلُ ابْنِ عَمِّكِ، هُوَ أَشَارَ عَلَيْنَا بِهٰذَا، يَعْنِي عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ.

محمد بن یحییٰ بن حبان نے فرمایا کہ میرے جد امجد حضرت حبان کی دو بیویاں تھیں۔ ایک ہاشمیہ اور دوسری انصاریہ۔ انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی جو دودھ پلاتی تھیں۔ اسی طرح سال گزر گیا۔ پھر وہ وفات پا گئے اور انہیں حیض نہ آیا۔ انہوں نے کہا کہ میں میراث لوں گی کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا۔ دونوں کا جھگڑا حضرت عثمان کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ پس اس کے لئے میراث کا فیصلہ ہوا۔ ہاشمیہ نے حضرت عثمان کو ملامت کی تو فرمایا کہ یہ تمہارے چچازاد بھائی کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمیں ایسا ہی بتایا' یعنی حضرت علی نے۔

[٦٦٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ مَرِيضٌ، فَإِنَّهَا تَرِثُهُ. قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ طَلَّقَهَا وَهُوَ مَرِيضٌ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَلَهَا نِصْفُ الصَّدَاقِ، وَلَهَا الْمِيرَاثُ. وَلَا عِدَّةَ عَلَيْهَا، وَإِنْ دَخَلَ بِهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا فَلَهَا الْمَهْرُ كُلُّهُ، وَالْمِيرَاثُ، الْبِكْرُ وَالثَّيِّبُ فِي هٰذَا عِنْدَنَا سَوَاءٌ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب آدمی مرض الموت میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو وہ میراث پائے گی۔ امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ بیماری میں صحبت کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو عورت کو نصف مہر ملے گا اور وہ میراث پائے گی اور اس پر عدت نہیں ہے۔ اگر صحبت کرنے کے بعد اسے طلاق دی ہے تو اسے پورا مہر اور میراث ملے گی۔ کنواری اور شوہر دیدہ اس جگہ ہمارے نزدیک برابر ہیں۔

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُتْعَةِ الطَّلَاقِ

بوقت طلاق عورت کی مالی مدد

[٦٦٥] أثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ فَمَتَّعَ بِوَلِيدَةٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جب اپنی بیوی کو طلاق دی تو ایک لونڈی دے کر اسے فائدہ

پہنچایا۔

وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ لِکُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ اِلَّا الَّتِیْ تُطَلَّقُ، وَقَدْ فُرِضَ لَهَا صَدَاقٌ، وَلَمْ تُمَسَّ فَحَسْبُهَا نِصْفُ مَا فُرِضَ لَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرمایا کرتے کہ ہر مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچایا جائے ماسوائے اس مطلقہ کے جس کا مہر مقرر ہو چکا اور اس کو ہاتھ نہیں لگایا گیا تو اسے نصف مہر ملے گا۔

[٦٦٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ لِکُلِّ مُطَلَّقَةٍ مُتْعَةٌ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ ہر مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچایا جائے۔

قَالَ مَالِکٌ وَبَلَغَنِیْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ مِثْلُ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے قاسم بن محمد سے بھی یہی بات پہنچی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ لَیْسَ لِلْمُتْعَةِ عِنْدَنَا حَدٌّ مَعْرُوْفٌ فِیْ قَلِیْلِهَا وَلَا کَثِیْرِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مالی فائدہ پہنچانے کی ہمارے نزدیک کوئی حد نہیں اور نہ کم و بیش کا کوئی قانون مقرر ہے۔ف

ف: مطلقہ کو مالی فائدہ پہنچانا مرد کی استطاعت اور مرضی پر موقوف ہے۔ اس سلسلے میں قرآن کریم کے اندر یہ واضح تصریح ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَی الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ. (البقرہ:۲۳۶)

تم پر کچھ مطالبہ نہیں اگر تم عورت کو طلاق دو جب تک تم نے عورت کو ہاتھ نہ لگایا ہو یا کوئی مہر مقرر نہ کر لیا ہو اور ان کو کچھ برتنے کو دو۔ مقدور والے پر اس کے لائق اور تنگ دست پر اس کے لائق حسب دستور یہ بھلائی والوں پر واجب ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو اس سلسلے میں یہ ہدایت بھی فرمائی گئی ہے:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِکُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِکُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ وَمَا اَنْزَلَ عَلَیْکُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ وَالْحِکْمَةِ یَعِظُکُمْ بِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ. (البقرہ:۲۳۱)

جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی میعاد آ لگے تو اس وقت تک یا بھلائی کے ساتھ روک لو یا نیک نامی کے ساتھ چھوڑ دو اور انہیں ضرر پہنچانے کے لیے نہ روکا جائے کہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور جو تم پر کتاب اور حکمت اتاری تمہیں سمجھانے کو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

قرآن کریم نے ایلاء کے بارے میں یہ ہدایت فرمائی ہے:

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ. وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ. (البقرہ:۲۲۶-۲۲۷)

وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے پس اگر اس مدت میں پھر آئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر چھوڑ دینے کا پکا ارادہ کر لیا ہے تو اللہ سنتا جانتا ہے۔

مطلقہ عورتوں کو پروردگار عالم نے یہ ہدایت بھی فرمائی ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ. اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ وَلَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَآ اَنْ یَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ یُّقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ یُبَیِّنُهَا لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ. (البقرہ:۲۲۸تا۲۳۰)

اور طلاق والی عورتیں اپنی جانوں کو روکے رکھیں تین حیض تک اور انہیں حلال نہیں کہ چھپائیں وہ جو اللہ نے ان کے پیٹ میں پیدا کیا اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہیں۔ اور ان کے شوہروں کو اس مدت کے اندر ان کے پھیر لینے کا حق پہنچتا ہے اگر ملاپ چاہیں اور عورتوں کا حق بھی ایسا ہی ہے جیسا ان پر ہے اور مردوں کو ان پر فضیلت ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے' یہ طلاق دو بار تک ہے' پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نیکی کے ساتھ چھوڑ دینا اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے' پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو حوالہ دے کر عورت چھٹی دے یہ اللہ کی حدیں ہیں' ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی ظالم لوگ ہیں۔ پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے' پھر وہ دوسرا اگر طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نباہیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لیے۔ف

ف: مسلمان مردوں اور عورتوں کو طلاق کے موقع پر یہ قرآنی ضابطے ضرور مدِ نظر رکھنے چاہئیں۔

۱۸- بَابُ مَا جَآءَ فِیْ طَلَاقِ الْعَبْدِ

غلام کی طلاق کے متعلق روایات

[٦٦٧] اَثَر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ نُفَیْعًا، مُكَاتَبًا كَانَ لِاُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَوْ عَبْدًا لَهَا كَانَتْ تَحْتَهُ امْرَاَةٌ حُرَّةٌ فَطَلَّقَهَا اثْنَتَیْنِ، ثُمَّ اَرَادَ اَنْ یُرَاجِعَهَا، فَاَمَرَهُ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ ﷺ اَنْ یَاْتِیَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَیَسْاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَلَقِیَهُ عِنْدَ الدَّرَجِ اٰخِذًا بِیَدِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَسَاَلَهُمَا فَابْتَدَرَاهُ جَمِیْعًا، فَقَالَا حَرُمَتْ عَلَیْكَ، حَرُمَتْ عَلَیْكَ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ نفیع حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب یا غلام تھا۔ اس کے نکاح میں آزاد عورت تھی۔ اس نے دو طلاقیں دے دیں اور پھر رجعت کرنی چاہی۔ امہات المومنین نے اسے حکم دیا کہ حضرت عثمان کے پاس جا کر ان سے یہ بات پوچھو۔ وہ درج کے نزدیک حضرت زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ملے۔ پس ان سے مسئلہ پوچھا تو دونوں حضرات نے یک زبان ہو کر فرمایا: تم پر حرام ہوگئی' تم پر حرام ہو گئی۔

[٦٦٨] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ نفیع حضرت ام سلمہ رضی

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ طَلَّقَ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيْقَتَيْنِ، فَاسْتَفْتَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَقَالَ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب تھا۔ اس نے اپنی آزاد بیوی کو دو طلاقیں دے دیں۔ پھر حضرت عثمان سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے اوپر حرام ہوگئی۔

[٦٦٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ ابْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ اَنَّ نُفَيْعًا مُكَاتَبًا كَانَ لِأُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ. اِسْتَفْتَى زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، فَقَالَ اِنِّيْ طَلَّقْتُ امْرَاَةً حُرَّةً تَطْلِيْقَتَيْنِ. فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ حَرُمَتْ عَلَيْكَ.

محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی سے روایت ہے کہ نفیع جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مکاتب تھا۔ اس نے حضرت زید بن ثابت سے فتویٰ پوچھتے ہوئے کہا کہ میں نے آزاد بیوی کو دو طلاقیں دے دی ہیں۔ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ وہ تم پر حرام ہوگئی ہے۔

[٦٧٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الْعَبْدُ امْرَاَتَهٗ تَطْلِيْقَتَيْنِ، فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ، حُرَّةً كَانَتْ اَوْ اَمَةً. وَعِدَّةُ الْحُرَّةِ ثَلَاثُ حِيَضٍ، وَعِدَّةُ الْاَمَةِ حَيْضَتَانِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جب غلام نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر حرام ہو گئی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ عورت خواہ آزاد ہو یا لونڈی اور آزاد کی عدت تین حیض اور لونڈی کی عدت دو حیض ہے۔

[٦٧١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ اَذِنَ لِعَبْدِهٖ اَنْ يَنْكِحَ، فَالطَّلَاقُ بِيَدِ الْعَبْدِ لَيْسَ بِيَدِ غَيْرِهٖ مِنْ طَلَاقِهٖ شَيْءٌ، فَاَمَّا اَنْ يَاْخُذَ الرَّجُلُ اَمَةَ غُلَامِهٖ، اَوْ اَمَةَ وَلِيْدَتِهٖ، فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس نے اپنے غلام کو نکاح کرنے کی اجازت دی تو طلاق کا اختیار غلام کے ہاتھ میں ہوگا کسی دوسرے کو طلاق کا ذرا بھی اختیار نہیں ہوگا۔ جو اپنے لیے غلام یا لونڈی کی لونڈی حاصل کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

١٩- بَابُ نَفَقَةِ الْاَمَةِ اِذَا طُلِّقَتْ وَهِيَ حَامِلٌ

حاملہ لونڈی کو طلاق دی تو نفقہ دیا جائے

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلٰى حُرٍّ، وَلَا عَلٰى عَبْدٍ طَلَّقَا مَمْلُوْكَةً، وَلَا عَبْدٍ طَلَّقَ حُرَّةً طَلَاقًا بَائِنًا نَفَقَةٌ، وَاِنْ كَانَتْ حَامِلًا اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد یا غلام اپنی مملوکہ کو طلاق دے یا غلام اپنی آزاد بیوی کو طلاق بائن دے تو ان میں سے کسی پر بھی نفقہ لازم نہیں خواہ عورت حاملہ ہو بایں صورت کہ رجعت کا حق نہ رہا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلٰى حُرٍّ اَنْ يَسْتَرْضِعَ لِابْنِهٖ وَهُوَ عَبْدُ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ، وَلَا عَلٰى عَبْدٍ اَنْ يُنْفِقَ مِنْ مَالِهٖ عَلٰى مَا يَمْلِكُ سَيِّدُهٗ اِلَّا بِاِذْنِ سَيِّدِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد مرد پر اپنے بیٹے کا دودھ پلانا نہیں (جبکہ وہ دوسرے کی لونڈی سے ہو) کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کا غلام ہے اور نہ غلام پر اس مال سے خرچ کرنا ہے جو اس کے آقا کی ملک ہو مگر اپنے آقا کی اجازت سے۔

٢٠- بَابُ عِدَّةِ الَّتِيْ تَفْقِدُ زَوْجَهَا

اس عورت کی عدت جس کا خاوند گم ہو جائے

[٦٧٢] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ أَيُّمَا امْرَأَةٍ فَقَدَتْ زَوْجَهَا، فَلَمْ تَدْرِ أَيْنَ هُوَ، فَإِنَّهَا تَنْتَظِرُ أَرْبَعَ سِنِينَ ثُمَّ تَعْتَدُّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا ثُمَّ تَحِلُّ.

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس عورت کا خاوند لاپتہ ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کہاں ہے تو عورت چار سال انتظار کرے گی' پھر چار ماہ دس روز عدت گزار کر دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا فَدَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا، أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا سَبِيلَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ إِلَيْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جب عدت گزارنے کے بعد عورت نے شادی کر لی تو خاوند نے اس سے خلوت صحیحہ کی یا نہ کی لیکن پہلے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں رہا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا، وَإِنْ أَدْرَكَهَا زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَتَزَوَّجَ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر قبل نکاح کرنے کے پہلا خاوند آ جائے تو عورت کا وہ زیادہ حق دار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَدْرَكْتُ النَّاسَ يُنْكِرُونَ الَّذِي قَالَ بَعْضُ النَّاسِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ قَالَ يُخَيَّرُ زَوْجُهَا الْأَوَّلُ إِذَا جَاءَ فِي صَدَاقِهَا أَوْ فِي امْرَأَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے لوگوں کو اس آدمی کا انکار کرتے ہوئے پایا ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ پہلا خاوند جب بھی آئے اسے مہر یا اپنی بیوی کو لینے کا اختیار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِي الْمَرْأَةِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا ثُمَّ يُرَاجِعُهَا فَلَا يَبْلُغُهَا رَجْعَتُهُ وَقَدْ بَلَغَهَا طَلَاقُهُ إِيَّاهَا فَتَزَوَّجَتْ أَنَّهُ إِذَا دَخَلَ بِهَا زَوْجُهَا الْآخَرُ، أَوْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلَا سَبِيلَ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ الَّذِي كَانَ طَلَّقَهَا إِلَيْهَا. قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هَذَا وَفِي الْمَفْقُودِ.

امام مالک نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے بارے میں فرمایا جس کو اس کے خاوند نے طلاق دی اور پھر کہیں چلا گیا۔ پھر اس نے رجوع کر لیا لیکن رجعت کی خبر عورت کو نہیں پہنچی۔ جب اس کی طلاق پوری ہو جائے تو نکاح کرے۔ اب دوسرے خاوند نے خواہ اس کے ساتھ صحبت کی ہے یا نہیں کی لیکن پہلے خاوند کا اس پر کوئی حق نہیں رہا جس نے اسے طلاق دی تھی۔ امام مالک نے فرمایا کہ گم شدہ آدمی کے متعلق یہ میں نے بہت اچھی بات سنی۔

۲۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَقْرَاءِ وَعِدَّةِ الطَّلَاقِ وَطَلَاقِ الْحَائِضِ

قروء' طلاق' عدت اور حائضہ کی طلاق کا بیان

۵۲۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ، وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ،

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اپنی بیوی کو طلاق دی جبکہ وہ حائضہ تھیں۔ حضرت عمر نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان سے کہو کہ رجوع کر لیں' پھر اپنے پاس رکھیں یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر حیض آئے اور پاک ہو جائے' پھر چاہے اپنے پاس روک لیں اور چاہے ہاتھ لگانے

فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ يُّطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ.

صحیح البخاری (۵۲۵۱) صحیح مسلم (۳۶۳۷)

سے پہلے اسے طلاق دے دیں' عورتوں کی طلاق کے بارے میں یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

[٦٧٣] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّهَا انْتَقَلَتْ حَفْصَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ حِيْنَ دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حفصہ بنت عبد الرحمٰن بن ابوبکر صدیق کو عدت سے اٹھا دیا جبکہ انہیں تیسرے حیض کا خون شروع ہوا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَتْ صَدَقَ عُرْوَةُ، وَقَدْ جَادَلَهَا فِيْ ذٰلِكَ نَاسٌ، فَقَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرہ:۲۲۸) فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَدَقْتُمْ تَدْرُوْنَ مَا الْاَقْرَاءُ؟ اِنَّمَا الْاَقْرَاءُ الْاَطْهَارُ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ جب عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے اس بات کا ذکر ہوا تو فرمایا کہ عروہ نے سچ کہا ہے اور لوگوں نے حضرت عائشہ سے اس بارے میں بحث کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں "ثلاثة قروء" فرماتا ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو لیکن جانتے ہو کہ "الاقراء" کیا ہے۔ "الاقراء" سے مراد "الاطهار" یعنی پاکی ہے۔

[٦٧٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ مَا اَدْرَكْتُ اَحَدًا مِّنْ فُقَهَائِنَا اِلَّا وَهُوَ يَقُوْلُ هٰذَا يُرِيْدُ قَوْلَ عَائِشَةَ.

ابن شہاب نے ابوبکر بن عبد الرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے فقہاء میں سے کسی ایک کو نہیں پایا مگر وہی کہتے ہوئے جو حضرت عائشہ نے فرمایا ہے۔

[٦٧٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ وَزَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ الْاَحْوَصَ هَلَكَ بِالشَّامِ حِيْنَ دَخَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ، وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا، فَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ اِلَيْهِ زَيْدٌ اِنَّهَا اِذَا دَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ، وَبَرِئَ مِنْهَا، وَلَا تَرِثُهٗ وَلَا يَرِثُهَا.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص کا شام میں انتقال ہو گیا جبکہ ان کی بیوی کو تیسرے حیض کا خون شروع ہوا اور انہوں نے اسے طلاق دی ہوئی تھی۔ پس معاویہ بن ابوسفیان نے حضرت زید بن ثابت کو اس کا حکم بتانے کے لئے لکھا۔ حضرت زید نے ان کے لئے لکھا کہ جب اسے تیسرے حیض کا خون شروع ہو تو عورت کا مرد سے اور مرد کا عورت سے کوئی تعلق نہ رہا اور وہ ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے۔

[٦٧٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، وَاَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا دَخَلَتِ الْمُطَلَّقَةُ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ، فَقَدْ بَانَتْ مِنْ زَوْجِهَا، وَلَا مِيْرَاثَ بَيْنَهُمَا، وَلَا رَجْعَةَ لَهٗ عَلَيْهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد' سالم بن عبد اللہ' ابو بکر بن عبد الرحمٰن' سلیمان بن یسار' ابن شہاب یہ تمام حضرات کہا کرتے کہ جب مطلقہ کو تیسرے حیض کا خون آنے لگا تو وہ اپنے خاوند سے بائن ہو جائے گی اور وہ دونوں ایک دوسرے کی میراث نہیں پائیں گے اور مرد کو اس عورت سے رجوع کرنے کا حق نہیں رہا۔

[٦٧٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ ' فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ ' فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ' وَبَرِئَ مِنْهَا.

جب کسی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اسے تیسرے حیض کا خون آنے لگا تو عورت کا مرد سے اور مرد کا عورت سے کوئی تعلق نہ رہا۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

[٦٧٨] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ اَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ ' وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَا يَقُوْلَانِ اِذَا طُلِّقَتِ الْمَرْاَةُ فَدَخَلَتْ فِي الدَّمِ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ ' فَقَدْ بَانَتْ مِنْهُ وَحَلَّتْ.

قاسم بن محمد اور سالم بن عبداللہ فرمایا کرتے کہ جب عورت کو طلاق دے دی جائے اور اسے تیسرے حیض کا خون آنے لگے تو وہ خاوند سے بائن ہوگی اور دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔

[٦٧٩] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' وَابْنِ شِهَابٍ ' وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِنَّ عِدَّةَ الْمُخْتَلِعَةِ ثَلَاثَةُ قُرُوْءٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار کہا کرتے کہ خلع کی عدت تین قروء ہے۔

[٦٨٠] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ عِدَّةُ الْمُطَلَّقَةِ الْاَقْرَاءُ ' وَاِنْ تَبَاعَدَتْ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ مطلقہ کی عدت قروء کے حساب سے ہے اگرچہ دن زیادہ لگیں۔

[٦٨١] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ ' اَنَّ امْرَاَتَهٗ سَاَلَتْهُ الطَّلَاقَ ' فَقَالَ لَهَا اِذَا حِضْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ. فَلَمَّا حَاضَتْ اٰذَنَتْهُ ' فَقَالَ اِذَا طَهُرْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ. فَلَمَّا طَهُرَتْ اٰذَنَتْهُ ' فَطَلَّقَهَا.

یحییٰ بن سعید نے ایک انصاری سے روایت کی ہے کہ ان کی بیوی نے طلاق کا مطالبہ کیا تو انہوں نے فرمایا: جب تمہیں حیض آئے تو مجھے بتانا۔ جب اسے حیض آیا تو انہیں بتا دیا۔ فرمایا کہ جب پاک ہو جاؤ تو مجھے بتانا۔ جب وہ پاک ہوئی تو انہیں بتا دیا۔ پس انہوں نے طلاق دے دی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے جو اس بارے میں سنا یہ بہت اچھا ہے۔

٢٢- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عِدَّةِ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اِذَا طُلِّقَتْ فِيْهِ

جس گھر میں طلاق دی عدت وہیں پوری کرے

٥٣٠- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ' وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ اَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ طَلَّقَ ابْنَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَكَمِ الْبَتَّةَ ' فَانْتَقَلَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْحَكَمِ ' فَاَرْسَلَتْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ ' وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ ' فَقَالَتْ اِتَّقِ اللّٰهَ وَارْدُدِ الْمَرْاَةَ اِلٰى بَيْتِهَا. فَقَالَ مَرْوَانُ فِيْ

یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن سعید نے عبدالرحمٰن بن حکم کی بیٹی کو طلاق بتہ دی۔ پس ام المومنین حضرت عائشہ نے مروان بن حکم حاکم مدینہ کے لئے پیغام بھیجا کہ اللہ سے ڈرو اور عورت کو اس کے مکان میں بھیجو۔ سلیمان کی حدیث میں ہے کہ مروان نے کہا: عبد الرحمٰن مجھ پر غالب آ گئے ہیں۔ قاسم کی حدیث میں ہے کہ مروان نے کہا: کیا فاطمہ بنت قیس کا واقعہ آپ تک نہیں پہنچا؟ حضرت

حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ غَلَبَنِیْ. وَقَالَ مَرْوَانُ فِیْ حَدِیْثِ الْقَاسِمِ اَوَمَا بَلَغَکَ شَانُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا یَضُرُّکَ اَنْ لَا تَذْکُرَ حَدِیْثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ اِنْ کَانَ بِکِ الشَّرُّ فَحَسْبُکِ مَا بَیْنَ هٰذَیْنِ مِنَ الشَّرِّ. صحیح البخاری (۵۳۲۱)

عائشہ نے فرمایا کہ فاطمہ کی بات کو اگر نظر انداز کر دو تو تمہارا کوئی نقصان نہیں۔ مروان نے کہا کہ آپ کے نزدیک جو شر اس میں تھا وہی شر ان دونوں کے درمیان موجود ہے۔

[۶۸۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ بِنْتَ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ کَانَتْ تَحْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَطَلَّقَهَا الْبَتَّةَ، فَانْتَقَلَتْ، فَاَنْکَرَ ذٰلِکَ عَلَیْهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

نافع سے روایت ہے کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کی بیٹی عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان کے نکاح میں تھی۔ پس انہوں نے اسے طلاق بتہ دے دی اور اس نے جگہ تبدیل کر لی۔ اس بات کو حضرت عبداللہ بن عمر نے ناپسند فرمایا۔

[۶۸۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَاَةً لَهٗ فِیْ مَسْکَنِ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَکَانَ طَرِیْقُهٗ اِلَی الْمَسْجِدِ، فَکَانَ یَسْلُکُ الطَّرِیْقَ الْاُخْرٰی مِنْ اَدْبَارِ الْبُیُوْتِ کَرَاهِیَةَ اَنْ یَسْتَاْذِنَ عَلَیْهَا حَتّٰی رَاجَعَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی بیوی کو حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دولت کدے پر طلاق دی اور اس کے اندر سے مسجد کو راستہ جاتا تھا۔ یہ گھروں کے پیچھے کی جانب دوسرے راستے سے جانے لگے اور رجوع کئے بغیر اجازت مانگنا ناپسند فرمایا۔

[۶۸۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ یُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا وَهِیَ فِیْ بَیْتٍ بِکِرَاءٍ، عَلٰی مَنِ الْکِرَاءُ؟ فَقَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ عَلٰی زَوْجِهَا، قَالَ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَ زَوْجِهَا؟ قَالَ فَعَلَیْهَا، قَالَ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَهَا؟ قَالَ فَعَلَی الْاَمِیْرِ.

سعید بن مسیب سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی ہو اور وہ کرائے کے مکان میں ہو کہ کرایہ کس پر ہے؟ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اس کے خاوند پر۔ کہا کہ اگر اس کے خاوند کے پاس نہ ہو تو؟ فرمایا کہ پھر عورت پر۔ کہا کہ اگر عورت کے پاس بھی نہ ہو تو؟ فرمایا کہ حاکم پر۔

۲۳- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ نَفَقَةِ الْمُطَلَّقَةِ

نفقہ مطلقہ کے متعلق روایات

۵۳۱- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ مَوْلَی الْاَسْوَدِ ابْنِ سُفْیَانَ، عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ، اَنَّ اَبَا عَمْرِو بْنَ حَفْصٍ طَلَّقَهَا الْبَتَّةَ وَهُوَ غَائِبٌ بِالشَّامِ، فَاَرْسَلَ اِلَیْهَا وَکِیْلُهٗ بِشَعِیْرٍ فَسَخِطَتْهُ، فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا لَکِ عَلَیْنَا مِنْ شَیْءٍ، فَجَاءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لَهٗ، فَقَالَ لَیْسَ لَکِ عَلَیْهِ نَفَقَةٌ، وَاَمَرَهَا اَنْ تَعْتَدَّ فِیْ بَیْتِ اُمِّ شَرِیْکٍ، ثُمَّ قَالَ تِلْکَ امْرَاَةٌ یَغْشَاهَا اَصْحَابِیْ، اِعْتَدِّیْ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُمِّ

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو ابو عمرو بن حفص نے طلاق بتہ دی اور وہ شام گئے ہوئے تھے انہوں نے اپنے وکیل کے ہاتھ ان کے لئے جو بھیجے۔ پس یہ اس سے ناراض ہوئیں۔ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! آپ کا ہم پر کچھ نہیں۔ پس یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا خرچ ان کے ذمے نہیں ہے اور انہیں حکم دیا کہ ام شریک کے گھر میں عدت پوری کر لو۔ پھر فرمایا کہ اس گھر میں میرے اصحاب آتے ہیں لہٰذا تم عبداللہ بن ام مکتوم کے پاس عدت گزارو کیونکہ وہ نابینا

مَكْتُوْمٍ ' فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمٰى تَضَعِيْنَ ثِيَابَكِ عِنْدَهُ ' فَإِذَا حَلَلْتِ فَاٰذِنِيْنِيْ. قَالَتْ فَلَمَّا حَلَلْتُ ذَكَرْتُ لَهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ. وَأَبَا جَهْمِ بْنَ هِشَامٍ خَطَبَانِيْ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَمَّا أَبُوْ جَهْمٍ فَلَا يَضَعُ عَصَاهُ عَنْ عَاتِقِهِ ' وَأَمَّا مُعَاوِيَةُ فَصُعْلُوْكٌ لَا مَالَ لَهُ. اِنْكِحِيْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ. قَالَتْ فَكَرِهْتُهُ. ثُمَّ قَالَ انْكِحِيْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَنَكَحْتُهُ ' فَجَعَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ خَيْرًا ' وَ اغْتُبِطْتُ بِهِ. صحیح مسلم (٣٦٨٧٥٣٦٨١)

ہیں تو ان کے پاس تم اپنے کپڑے بھی اتار سکتی ہو۔ جب عدت پوری ہو جائے تو مجھے بتانا۔ ان کا بیان ہے کہ جب میری عدت پوری ہوگئی تو میں نے آپ کو بتا دیا کہ معاویہ بن ابوسفیان اور ابو جہم بن ہشام نے مجھے پیغام بھیجے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہم تو اپنے کندھے سے لاٹھی کو کبھی ہٹاتے ہی نہیں اور معاویہ کا ہاتھ تنگ ہے۔ ان کے پاس مال نہیں ہے' تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے انہیں ناپسند کیا۔ پھر فرمایا کہ تم اسامہ بن زید سے نکاح کرلو۔ پس میں نے ان سے نکاح کر لیا' اللہ تعالیٰ نے اس میں برکت دی کہ میری قسمت پر رشک کیا جانے لگا۔

[٦٨٥] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ الْمَبْتُوْتَةُ لَا تَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ ' وَلَيْسَتْ لَهَا نَفَقَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَامِلًا ' فَيُنْفِقُ عَلَيْهَا حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ طلاق بتہ والی عدت پوری ہونے تک اپنے گھر سے نہ نکلے اور اسے خرچ نہیں ملے گا مگر اس صورت میں کہ وہ حاملہ ہو' پھر بچہ جننے تک اسے خرچ دیا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٢٤- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عِدَّةِ الْأَمَةِ مِنْ طَلَاقِ زَوْجِهَا

مطلقہ لونڈی کی عدت کا بیان

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ طَلَاقِ الْعَبْدِ الْأَمَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَهِيَ أَمَةٌ ' ثُمَّ عَتَقَتْ بَعْدُ فَعِدَّتُهَا عِدَّةُ الْأَمَةِ لَا يُغَيِّرُ عِدَّتَهَا عِتْقُهَا كَانَتْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ ' أَوْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ لَا تَنْتَقِلُ عِدَّتُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی کو غلام کے طلاق دینے کا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب طلاق دی تو وہ لونڈی تھی' پھر بعد میں آزاد ہوگئی تو اس کی عدت لونڈی جیسی ہے اور آزاد ہونے سے عدت تبدیل نہیں ہوگی خواہ اس سے رجوع کرنے کا حق باقی رہے لیکن عدت تبدیل نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِثْلُ ذٰلِكَ الْحَدُّ يَقَعُ عَلَى الْعَبْدِ ' ثُمَّ يَعْتِقُ بَعْدَ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ الْحَدُّ ' فَإِنَّمَا حَدُّهُ حَدُّ عَبْدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح حد میں ہے۔ غلام پر واقع ہوئی' پھر بعد میں آزاد ہوگیا تو اس پر وہی حد واقع ہوگی جو غلام کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْحُرُّ يُطَلِّقُ الْأَمَةَ ثَلَاثًا وَتَعْتَدُّ بِحَيْضَتَيْنِ ' وَالْعَبْدُ يُطَلِّقُ الْحُرَّةَ تَطْلِيْقَتَيْنِ وَتَعْتَدُّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد آدمی لونڈی کو تین طلاق دے گا اور وہ دو حیض عدت گزارے گی اور غلام آزاد عورت کو دو طلاق دے گا جبکہ اس کی عدت تین قروء ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ تَكُوْنُ تَحْتَهُ الْأَمَةُ ' ثُمَّ يَبْتَاعُهَا فَيُعْتِقُهَا إِنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْأَمَةِ حَيْضَتَيْنِ مَا لَمْ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے نکاح میں لونڈی ہو۔ پھر اسے خرید کر آزاد کر دے تو وہ لونڈی والی دو حیض کی

يُصِبْهَا ' فَإِنْ اَصَابَهَا بَعْدَ مِلْكِهِ اِيَّاهَا قَبْلَ عِتَاقِهَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا اِلَّا الْاِسْتِبْرَاءُ بِحَيْضَةٍ.

عدت گزارے گی جبکہ اس سے صحبت نہ کی ہو۔ اگر ملکیت کے بعد اور آزاد کرنے سے پہلے صحبت کی ہو تو عورت کو صرف ایک حیض سے پاک ہونا کافی ہے۔

۲۵- بَابٌ جَامِعُ عِدَّةِ الطَّلَاقِ

عدت کے متعلق دیگر روایات

[٦٨٦] اَثَر- حَدَّثَنِي يَحْيَى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' وَعَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ اللَّيْثِيِّ ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَيُّمَا امْرَاَةٍ طُلِّقَتْ ' فَحَاضَتْ حَيْضَةً ' اَوْ حَيْضَتَيْنِ ' ثُمَّ رَفَعَتْهَا حَيْضَتُهَا ' فَاِنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ ' فَاِنْ بَانَ بِهَا حَمْلٌ فَذٰلِكَ وَاِلَّا اعْتَدَّتْ بَعْدَ التِّسْعَةِ الْاَشْهُرِ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ثُمَّ حَلَّتْ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس عورت کو طلاق دی گئی ہو۔ پھر اسے ایک حیض آئے یا دو اور پھر حیض بند ہو جائے تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر حمل ظاہر ہو جائے تو فبہا ورنہ نو مہینوں کے بعد تین مہینے عدت گزار کر حلال ہو جائے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ الطَّلَاقُ لِلرِّجَالِ ' وَالْعِدَّةُ لِلنِّسَاءِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ طلاق مردوں کے لئے اور عدت عورتوں کے واسطے ہے۔

[٦٨٧] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهُ قَالَ عِدَّةُ الْمُسْتَحَاضَةِ سَنَةٌ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا: مستحاضہ کی عدت ایک سال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُطَلَّقَةِ الَّتِي تَرْفَعُهَا حَيْضَتُهَا حِيْنَ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا اَنَّهَا تَنْتَظِرُ تِسْعَةَ اَشْهُرٍ ' فَاِنْ لَمْ تَحِضْ فِيْهِنَّ اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ' فَاِنْ حَاضَتْ قَبْلَ اَنْ تَسْتَكْمِلَ الْاَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ اسْتَقْبَلَتِ الْحَيْضَ ' فَاِنْ مَرَّتْ بِهَا تِسْعَةُ اَشْهُرٍ قَبْلَ اَنْ تَحِيْضَ اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ' فَاِنْ حَاضَتِ الثَّانِيَةَ قَبْلَ اَنْ تَسْتَكْمِلَ الْاَشْهُرَ الثَّلَاثَةَ اسْتَقْبَلَتِ الْحَيْضَ ' فَاِنْ مَرَّتْ بِهَا تِسْعَةُ اَشْهُرٍ قَبْلَ اَنْ تَحِيْضَ اعْتَدَّتْ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ' فَاِنْ حَاضَتِ الثَّالِثَةَ كَانَتْ قَدِ اسْتَكْمَلَتْ عِدَّةَ الْحَيْضِ ' فَاِنْ لَمْ تَحِضْ اِسْتَقْبَلَتْ ثَلَاثَةَ اَشْهُرٍ ' ثُمَّ حَلَّتْ ' وَلِزَوْجِهَا عَلَيْهَا فِي ذٰلِكَ الرَّجْعَةُ قَبْلَ اَنْ تَحِلَّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ قَدْ بَتَّ طَلَاقَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا حیض بند ہو جائے جبکہ اس کا خاوند اسے طلاق دے تو وہ نو مہینے انتظار کرے۔ اگر ان میں اسے حیض نہ آئے تو تین مہینے عدت گزارے۔ اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے اسے حیض آ جائے تو حیض سے عدت شروع کرے پھر اگر حیض آنے سے پہلے نو مہینے گزر جائیں تو تین مہینے عدت گزارے پھر اگر تین مہینے پورے ہونے سے پہلے حیض آ جائے تو حیض سے عدت شروع کرے۔ پھر اگر حیض آنے سے پہلے نو مہینے گزر جائیں تو تین مہینے عدت پوری کرے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ حیض آ جائے تو حیض کی عدت پوری ہو چکی۔ اگر اب حیض نہ آئے تو تین مہینے پورے کر کے حلال ہو جائے اور اس کے خاوند کو حلال ہونے سے پہلے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے ماسوائے اس کے کہ طلاق بتہ دی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ السُّنَّةُ عِنْدَنَا اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا طَلَّقَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سنت ہے کہ آدمی

امْرَاَتَهٗ، وَلَهٗ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ فَاعْتَدَّتْ بَعْضَ عِدَّتِهَا، ثُمَّ ارْتَجَعَهَا، ثُمَّ فَارَقَهَا قَبْلَ اَنْ يَمَسَّهَا اَنَّهَا لَا تَبْنِيْ عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ عِدَّتِهَا، وَاَنَّهَا تَسْتَاْنِفُ مِنْ يَوْمِ طَلَّقَهَا عِدَّةً مُسْتَقْبَلَةً، وَقَدْ ظَلَمَ زَوْجُهَا نَفْسَهٗ، وَاَخْطَاَ اِنْ كَانَ ارْتَجَعَهَا، وَلَا حَاجَةَ لَهٗ بِهَا.

جب اپنی بیوی کو طلاق دے اور اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ جب وہ کچھ عدت گزارے تو رجوع کرے۔ پھر صحبت کرنے سے پہلے اسے چھوڑ دے تو وہ عدت کے گزشتہ دنوں کو شمار نہیں کرے گی اور وہ آئندہ اس روز سے عدت پوری کرے گی جس روز طلاق دی ہے اور خاوند نے بیوی کی جان پر ظلم کیا اور خطا کھائی جب کہ وہ اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا اور رجوع کر رہا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اَسْلَمَتْ وَزَوْجُهَا كَافِرٌ، ثُمَّ اَسْلَمَ، فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا مَا دَامَتْ فِيْ عِدَّتِهَا، فَاِنِ انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ عَلَيْهَا، وَاِنْ تَزَوَّجَهَا بَعْدَ انْقِضَاءِ عِدَّتِهَا لَمْ يُعَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا، وَاِنَّمَا فَسَخَهَا مِنْهُ الْاِسْلَامُ بِغَيْرِ طَلَاقٍ.

امام مالک نے فرمایا: عورت جب مسلمان ہو جائے اور خاوند کافر ہو۔ پھر وہ مسلمان ہو جائے تو عدت کے دوران وہ عورت کا زیادہ حق دار ہے۔ اگر عدت پوری ہو گئی تو اس کا کوئی حق نہ رہا۔ اگر اس نے عدت پوری ہونے کے بعد شادی کر لی تو یہ طلاق شمار نہیں ہو گی بلکہ بغیر طلاق کے اسلام نے اس کا نکاح فسخ کیا ہے۔

۲٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَكَمَيْنِ

تحکیم کا بیان

[۶۸۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ فِي الْحَكَمَيْنِ اللَّذَيْنِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا﴾ (النساء: ۳۵) اِنَّ اِلَيْهِمَا الْفُرْقَةَ بَيْنَهُمَا وَالْاِجْتِمَاعَ.

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو پنچوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور اگر تم کو میاں بیوی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔ یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے" ان دونوں کو توڑنا اور جوڑنا ان کے اختیار میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْحَكَمَيْنِ يَجُوْزُ قَوْلُهُمَا بَيْنَ الرَّجُلِ، وَامْرَاَتِهٖ فِي الْفُرْقَةِ وَالْاِجْتِمَاعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم سے یہ میں نے اچھی بات سنی کہ دو پنچوں کا قول میاں بیوی کو جدا کرنے اور ملانے میں قابل قبول ہے۔

۲۷- بَابٌ فِيْ يَمِيْنِ الرَّجُلِ بِطَلَاقِ مَا لَمْ يَنْكِحْ

جس عورت سے نکاح نہ کیا اسے طلاق دینے کی قسم کھانا

[۶۸۹] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَالْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، وَابْنَ شِهَابٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اِذَا حَلَفَ الرَّجُلُ بِطَلَاقِ الْمَرْاَةِ قَبْلَ اَنْ يَنْكِحَهَا، ثُمَّ اَثِمَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، سالم بن عبداللہ، قاسم بن محمد، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ جب آدمی نکاح سے پہلے عورت کو طلاق دینے کی قسم کھالے، پھر توڑے تو نکاح کرنے پر یہ لازم ہو جائے گی۔

اِنَّ ذٰلِکَ لَازِمٌ لَهٗ اِذَا نَكَحَهَا.

[٦٩٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ فِيْمَنْ قَالَ كُلُّ امْرَاَةٍ اَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ اِنَّهٗ اِذَا لَمْ يُسَمِّ قَبِيْلَةً، اَوِ امْرَاَةً بِعَيْنِهَا، فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ اَنْتِ الطَّلَاقُ، وَكُلُّ امْرَاَةٍ اَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ، وَمَالُهٗ صَدَقَةٌ اِنْ لَمْ يَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَحَنِثَ، قَالَ اَمَّا نِسَاؤُهٗ فَطَلَاقٌ كَمَا قَالَ. وَاَمَّا قَوْلُهٗ كُلُّ امْرَاَةٍ اَنْكِحُهَا فَهِيَ طَالِقٌ، فَاِنَّهٗ اِذَا لَمْ يُسَمِّ امْرَاَةً بِعَيْنِهَا، اَوْ قَبِيْلَةً، اَوْ اَرْضًا، اَوْ نَحْوَ هٰذَا فَلَيْسَ يَلْزَمُهٗ ذٰلِكَ، وَلْيَتَزَوَّجْ مَا شَاءَ. وَاَمَّا مَالُهٗ فَلْيَتَصَدَّقْ بِثُلُثِهٖ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے: جس نے کہا کہ جس عورت سے میں نکاح کروں اسے طلاق ہے تو جب اس نے کسی قبیلے کا نام نہیں لیا اور عورت کو معین نہیں کیا تو یہ کچھ بھی نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ میں نے اچھی بات سنی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنی بیوی سے کہا: تجھ پر طلاق اور ہر عورت جس سے نکاح کروں اس پر طلاق اور اس کا مال صدقہ ہے اگر فلاں کام نہ کرے۔ پھر قسم توڑ دے تو اس کی بیوی پر اس کے کہنے کے مطابق طلاق پڑ گئی اور اس کا یہ کہنا کہ جس عورت سے بھی میں نکاح کروں اس پر طلاق تو جب اس نے کسی معین عورت، قبیلے یا جگہ وغیرہ کا نام نہیں لیا تو یہ لازم نہیں آئے گی لہٰذا جہاں چاہے شادی کرے۔ رہی مال کی بات تو اس کا تہائی صدقہ کرنا چاہیے۔

۲۸- بَابُ اَجَلِ الَّذِيْ لَا يَمَسُّ امْرَاَتَهٗ

جو اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اسے مہلت دینا

[٦٩١] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَةً فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَمَسَّهَا، فَاِنَّهٗ يُضْرَبُ لَهٗ اَجَلٌ سَنَةً، فَاِنْ مَسَّهَا وَاِلَّا فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جو کسی عورت سے نکاح کرے اور پھر اس کے ساتھ صحبت نہ کر سکے تو اسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر وہ اس کے ساتھ صحبت کر سکا تو فبہا ورنہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروا دی جائے گی۔

[٦٩٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ مَتٰى يُضْرَبُ لَهُ الْاَجَلُ اَمِنْ يَوْمِ يَبْنِيْ بِهَا، اَمْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهٗ اِلَى السُّلْطَانِ؟ فَقَالَ بَلْ مِنْ يَوْمِ تُرَافِعُهٗ اِلَى السُّلْطَانِ.

امام مالک نے ابن شہاب سے پوچھا کہ اسے کس روز سے مہلت دی جائے گی؟ کیا خلوت کے روز سے یا جس روز سلطان کے سامنے پیش کیا گیا؟ فرمایا: بلکہ اس روز سے جب سلطان کے سامنے پیش کیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا الَّذِيْ قَدْ مَسَّ امْرَاَتَهٗ ثُمَّ اعْتَرَضَ عَنْهَا، فَاِنِّيْ لَمْ اَسْمَعْ اَنَّهٗ يُضْرَبُ لَهٗ اَجَلٌ، وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کی پھر کسی وجہ سے عاجز ہو گیا تو اس کے مہلت دینے کی بات نہیں سنی جائے گی اور نہ ان دونوں کے درمیان تفریق کروائی جائے گی۔

۲۹- بَابُ جَامِعِ الطَّلَاقِ

طلاق کے متعلق دیگر روایات

۵۳۲- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ ثَقِيفٍ. أَسْلَمَ وَعِنْدَهُ عَشْرُ نِسْوَةٍ حِينَ أَسْلَمَ الثَّقَفِيُّ أَمْسِكْ مِنْهُنَّ أَرْبَعًا، وَفَارِقْ سَائِرَهُنَّ.

سنن ترمذی (۱۱۲۸) سنن ابن ماجہ (۱۹۵۳)

ابن شہاب نے فرمایا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ثقیف کے ایک آدمی سے فرمایا جو مسلمان ہوا اور اس ثقفی کے پاس اسلام قبول کرتے وقت دس بیویاں تھیں کہ چار کو ان میں سے رکھ لو اور باقی سب کو چھوڑ دو۔

[۶۹۳] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَحُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، وَعُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، كُلَّهُمْ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ أَيُّمَا امْرَأَةٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا تَطْلِيقَةً، أَوْ تَطْلِيقَتَيْنِ، ثُمَّ تَرَكَهَا حَتَّى تَحِلَّ، وَتَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَيَمُوتَ عَنْهَا، أَوْ يُطَلِّقَهَا، ثُمَّ يَنْكِحُهَا زَوْجُهَا الْأَوَّلُ، فَإِنَّهَا تَكُونُ عِنْدَهُ عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ طَلَاقِهَا.

ابن شہاب نے فرمایا کہ میں نے سعید بن مسیب، حمید بن عبد الرحمن بن عوف، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود اور سلیمان بن یسار سب کو فرماتے سنا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاقیں دے دیں، پھر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہو گئی اور دوسرے خاوند سے نکاح کر لیا، پھر یہ خاوند مر جائے یا طلاق دے چھوڑے۔ پھر عورت پہلے خاوند سے نکاح کر لے تو اسے باقی ایک طلاق کا حق حاصل ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى ذَلِكَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی طریقہ ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں۔

[۶۹۴] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الْأَحْنَفِ، أَنَّهُ تَزَوَّجَ أُمَّ وَلَدٍ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَدَعَانِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، فَجِئْتُهُ، فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَإِذَا سِيَاطٌ مَوْضُوعَةٌ، وَإِذَا قَيْدَانِ مِنْ حَدِيدٍ وَعَبْدَانِ لَهُ قَدْ أَجْلَسَهُمَا، فَقَالَ طَلِّقْهَا وَإِلَّا وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ فَعَلْتُ بِكَ كَذَا وَكَذَا. قَالَ فَقُلْتُ هِيَ الطَّلَاقُ أَلْفًا. قَالَ فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ، فَأَدْرَكْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي، فَتَغَيَّظَ عَبْدُ اللَّهِ، وَقَالَ لَيْسَ ذَلِكَ بِطَلَاقٍ، وَإِنَّهَا لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ، فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ. قَالَ فَلَمْ تُقْرِرْنِي نَفْسِي حَتَّى أَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ أَمِيرٌ عَلَيْهَا، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِي، وَبِالَّذِي قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ

امام مالک نے ثابت بن احنف سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عبد الرحمن بن زید بن خطاب کی ام ولد سے شادی کی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن زید بن خطاب نے بلایا۔ میں ان کے پاس حاضر ہوا۔ دیکھا تو کوڑے رکھے ہوئے ہیں۔ لوہے کی دو بیڑیاں رکھی ہیں اور اپنے دو غلاموں کو بٹھایا ہوا ہے، پس کہا کہ اسے طلاق دے دو ورنہ قسم اس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، میں تمہارے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ میں نے کہا: اسے ہزار طلاق۔ ان کا بیان ہے کہ میں ان کے پاس سے چلا آیا تو مکہ مکرمہ کے راستے میں حضرت عبد اللہ بن عمر مل گئے۔ میں نے انہیں اپنا ماجرا سنایا۔ حضرت عبد اللہ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ عورت تم پر حرام نہیں ہوئی۔ تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے قلبی سکون نہ ہوا یہاں تک کہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پاس پہنچ گیا جو ان دنوں مکہ مکرمہ میں تھے اور اس کے حاکم تھے۔ پس میں نے انہیں اپنا ماجرا سنایا اور جو حضرت عبد

لَمْ تَحْرُمْ عَلَيْكَ، فَارْجِعْ إِلَى أَهْلِكَ، وَكَتَبَ إِلَى جَابِرِ بْنِ الْأَسْوَدِ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُعَاقِبَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَأَنْ يُخَلِّيَ بَيْنِي وَبَيْنَ أَهْلِي. قَالَ فَقَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَجَهَّزَتْ صَفِيَّةُ امْرَأَةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ امْرَأَتِي حَتّٰى أَدْخَلَتْهَا عَلَيَّ بِعِلْمِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، ثُمَّ دَعَوْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمَ عُرْسِي لِوَلِيمَتِي فَجَاءَنِي.

اللہ بن عمر نے فرمایا تھا: ان کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے مجھ سے فرمایا: تم پر حرام نہیں ہوئی' تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ اور جابر بن اسود زہری امیر مدینہ کے لئے حکم دیتے ہوئے لکھا کہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کو سزا دو تاکہ وہ میرے اور میری بیوی کے درمیان سے ہٹ جائے۔ ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر کی زوجہ محترمہ حضرت صفیہ نے میری بیوی کو بنا سنوار کر میرے پاس بھیج دیا حضرت عبداللہ بن عمر کے ایماء پر۔ پھر میں نے ولیمہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو دعوت دی تو وہ میرے پاس تشریف لائے۔ ف

ف: ائمہ ثلاثہ امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک جبری طلاق واقع نہیں ہوتی لیکن امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک واقع ہو جاتی ہے۔ جس نے احناف کے اس موقف کو سمجھنا اور متعلقہ احادیث و آثار کو دیکھنا ہو تو وہ شرح معانی الآثار کا مطالعہ کرے۔ واللہ ولی التوفیق

[٦٩٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَرَأَ ﴿يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوهُنَّ﴾ لِقُبُلِ ﴿عِدَّتِهِنَّ﴾.

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِي بِذٰلِكَ أَنْ يُطَلِّقَ فِي كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر کو پڑھتے ہوئے سنا: ''اے نبی! تم جب طلاق دو عورتوں کو تو انہیں عدت کے استقبال میں طلاق دو''۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے

۵۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، ثُمَّ ارْتَجَعَهَا قَبْلَ أَنْ تَنْقَضِيَ عِدَّتُهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ طَلَّقَهَا أَلْفَ مَرَّةٍ فَعَمَدَ رَجُلٌ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَطَلَّقَهَا حَتّٰى إِذَا شَارَفَتِ انْقِضَاءَ عِدَّتِهَا رَاجَعَهَا، ثُمَّ طَلَّقَهَا، ثُمَّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا أُوِيكِ إِلَيَّ وَلَا تَحِلِّينَ أَبَدًا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ:۲۲۹) فَاسْتَقْبَلَ النَّاسُ الطَّلَاقَ جَدِيدًا مِنْ يَوْمِئِذٍ مَنْ كَانَ طَلَّقَ مِنْهُمْ، أَوْ لَمْ يُطَلِّقْ. سنن ترمذی (۱۱۹۲)

عروہ بن زبیر نے فرمایا کہ جو اپنی بیوی کو طلاق دے اور پھر عدت پوری ہونے سے پہلے رجوع کرے تو اسے یہ اختیار حاصل تھا اگرچہ ہزار مرتبہ طلاق دیتا۔ چنانچہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طلاق دی اسی ارادے سے یہاں تک کہ جب عدت پوری ہونے لگی تو رجوع کر لیا۔ پھر طلاق دی اور کہا: خدا کی قسم! نہ میں تجھے اپنے ساتھ ملاؤں گا اور نہ کسی کے لیے حلال ہونے دوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: ''طلاق دو مرتبہ ہے۔ پس دستور کے مطابق روک لو یا نیکی کے ساتھ رخصت کر دو''۔ تو اس روز سے لوگ نئے طریقے سے طلاق دینے لگے جو ان میں سے طلاق دیتا یا طلاق نہ دیتا۔

[٦٩٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ، أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ، ثُمَّ يُرَاجِعُهَا وَلَا حَاجَةَ لَهُ بِهَا، وَلَا يُرِيدُ إِمْسَاكَهَا كَيْمَا يُطَوِّلَ

امام مالک نے ثور بن زید دیلی سے روایت کی کہ آدمی اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر رجوع کر لیتا ہے حالانکہ اس عورت کی اسے حاجت نہیں اور نہ اسے رکھنے کا ارادہ۔ اسی طرح اس کی

بِذٰلِکَ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ لِيُضَارَّهَا ' فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی ﴿وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (البقرہ:۲۳۱) يَعِظُهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِکَ.

[٦٩٧] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ ' وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ ' فَقَالَا اِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهٗ ' وَاِنْ قَتَلَ قُتِلَ بِهٖ.

قَالَ مَالِکٌ وَعَلٰی ذٰلِکَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

[٦٩٨] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ مَا يُنْفِقُ عَلَی امْرَاَتِهٖ فُرِّقَ بَيْنَهُمَا.

قَالَ مَالِکٌ وَعَلٰی ذٰلِکَ اَدْرَكْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

٣٠- بَابُ عِدَّةِ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا اِذَا كَانَتْ حَامِلًا

٥٣٤- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ عَبْدِ رَبِّهٖ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ قَيْسٍ ' عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ' وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الْمَرْاَةِ الْحَامِلِ يُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا ' فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرُ الْاَجَلَيْنِ. وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِذَا وَلَدَتْ فَقَدْ حَلَّتْ. فَدَخَلَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی اُمِّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' فَسَاَلَهَا عَنْ ذٰلِکَ ' فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِنِصْفِ شَهْرٍ ' فَخَطَبَهَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا شَابٌّ وَالْاٰخَرُ كَهْلٌ ' فَحَطَّتْ اِلَی الشَّابِّ ' فَقَالَ الشَّيْخُ لَمْ تَحِلِّيْ بَعْدُ. وَكَانَ اَهْلُهَا غُيَّبًا ' وَرَجَا اِذَا جَاءَ اَهْلُهَا اَنْ يُؤْثِرُوْهُ بِهَا ' فَجَاءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ. سنن نسائی (۳۵۱۰)

عدت کو طول دیتا رہتا ہے تاکہ اسے تکلیف پہنچائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: "انہیں تکلیف دینے کے لیے مت روکو تاکہ حد سے بڑھو اور جو ایسا کرے تو اس نے اپنی جان پر ظلم کیا" اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح سمجھاتا ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے نشے کی حالت میں طلاق دینے کے متعلق پوچھا گیا۔ دونوں حضرات نے فرمایا کہ حالت نشہ کی طلاق پڑے گی اور اگر وہ قتل کرے گا تو (قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے کہ جب آدمی اپنی بیوی کو نان نفقہ نہ دے سکے تو ان کے درمیان تفریق کروادی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے اہل علم کو اسی پر پایا۔

حاملہ کی عدت جس کا خاوند مر جائے

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے حاملہ عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ دونوں میں سے آخری مدت۔ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ بچہ جننے پر حلال ہو جائے گی۔ پس ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بارے میں پوچھا۔ حضرت ام سلمہ نے فرمایا سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے پندرہ روز بعد بچہ جنا تو انہیں دو آدمیوں نے پیغام بھیجے جن میں ایک جوان اور دوسرا ادھیڑ عمر تھا۔ وہ جوان کی طرف مائل ہو گئیں۔ بوڑھے نے کہا کہ تم حلال نہیں ہوئی ہو۔ ان کے گھر والے کہیں گئے ہوئے تھے امید یہ تھی کہ شاید گھر والے آنے پر میری طرف مائل کر دیں۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئیں تو آپ نے فرمایا: تم حلال ہو چکی ہو، جس سے چاہو نکاح کر لو۔

[٦٩٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَرْاَةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِذَا وَضَعَتْ حَمْلَهَا، فَقَدْ حَلَّتْ. فَاَخْبَرَهُ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَ عِنْدَهُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ وَضَعَتْ وَزَوْجُهَا عَلٰى سَرِيْرِهِ لَمْ يُدْفَنْ بَعْدُ لَحَلَّتْ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس عورت کے متعلق پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو گیا اور وہ حاملہ ہو۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ جب وہ بچہ جن لے تو حلال ہو جائے گی۔ انہیں ایک انصاری نے بتایا جو ان کے پاس تھا کہ حضرت عمر نے فرمایا کہ: اگر وہ بچہ جنے اور خاوند کی میت نہلانے کے تختے پر ہو، بعد میں دفن کیا جائے تو وہ حلال ہو گئی۔

۵۳۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ.

صحیح البخاری (۵۳۲۰)

عروہ بن زبیر کو حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم حلال ہو گئی ہو، جس سے چاہو نکاح کر لو۔

۵۳۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ، وَاَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اِخْتَلَفَا فِي الْمَرْاَةِ تُنْفَسُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ اِذَا وَضَعَتْ مَا فِيْ بَطْنِهَا، فَقَدْ حَلَّتْ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اٰخِرَ الْاَجَلَيْنِ، فَجَاءَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ، فَقَالَ اَنَا مَعَ ابْنِ اَخِيْ يَعْنِيْ اَبَا سَلَمَةَ، فَبَعَثُوْا كُرَيْبًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْاَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَهُمْ، فَاَخْبَرَهُمْ اَنَّهَا قَالَتْ وَلَدَتْ سُبَيْعَةُ الْاَسْلَمِيَّةُ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ قَدْ حَلَلْتِ فَانْكِحِيْ مَنْ شِئْتِ.

سنن نسائی (۳۵۱٤) صحیح مسلم (۳۷۰۷۔۳۷۰۸)

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف کے درمیان اس عورت کے بارے میں اختلاف ہوا جو اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنے۔ پس حضرت ابو سلمہ نے کہا کہ بچہ جننے پر وہ حلال ہو جائے گی۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ دونوں میں سے آخری مدت۔ حضرت ابو ہریرہ بھی آ گئے اور کہا کہ میں اپنے بھتیجے (ابو سلمہ) کے ساتھ ہوں۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے آزاد کردہ غلام کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ان سے یہ پوچھنے کی غرض سے بھیجا۔ انہوں نے جا کر ان حضرات کو بتایا کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا: سبیعہ اسلمیہ نے اپنے خاوند کی وفات کے چند روز بعد بچہ جنا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: تم حلال ہو چکی ہو، جس سے چاہو نکاح کر لو۔"

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ الَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ اَهْلُ الْعِلْمِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ وہ حکم ہے، جس پر ہمیشہ سے اہل علم رہے۔

۳۱- بَابُ مُقَامِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا فِيْ بَيْتِهَا حَتّٰى تَحِلَّ

عورت کا اسی گھر میں عدت پوری کرنا جہاں خاوند فوت ہوا

۵۳۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ

زینب بنت کعب بن عجرہ کو حضرت ابو سعید خدری کی بہن

اِسْحَاقَ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ عَمَّتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ مَالِكِ بْنِ سِنَانٍ، وَهِيَ اُخْتُ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَسْاَلُهُ اَنْ تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ، فَاِنَّ زَوْجَهَا خَرَجَ فِيْ طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهُ اَبَقُوْا، حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِطَرَفِ الْقَدُوْمِ لَحِقَهُمْ، فَقَتَلُوْهُ، قَالَتْ فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِيْ فِيْ بَنِيْ خُدْرَةَ، فَاِنَّ زَوْجِيْ لَمْ يَتْرُكْنِيْ فِيْ مَسْكَنٍ يَمْلِكُهُ، وَلَا نَفَقَةٍ. قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. قَالَتْ فَانْصَرَفْتُ حَتّٰى اِذَا كُنْتُ فِي الْحُجْرَةِ نَادَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْ اَمَرَ بِيْ، فَنُوْدِيْتُ لَهُ، فَقَالَ كَيْفَ قُلْتِ؟ فَرَدَدْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ الَّتِيْ ذَكَرْتُ لَهُ مِنْ شَاْنِ زَوْجِيْ، فَقَالَ امْكُثِيْ فِيْ بَيْتِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَعَشْرًا. قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَرْسَلَ اِلَيَّ، فَسَاَلَنِيْ عَنْ ذٰلِكَ، فَاَخْبَرْتُهُ، فَاتَّبَعَهُ وَقَضٰى بِهِ.

سنن ابوداؤد (۲۳۰۰) سنن ترمذی (۱۲۰۴) سنن نسائی (۳۵۲۸)

حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئیں کہ بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جائیں کیونکہ ان کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکلا تھا جو بھاگ گئے تھے۔ یہاں تک کہ جب قدوم کے اندر پایا تو غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں بنی خدرہ میں اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤں؟ کیونکہ میرے خاوند نے اپنا کوئی ذاتی مکان نہیں چھوڑا اور نہ نفقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ پھر میں لوٹ آئی یہاں تک کہ جب حجرے میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا یا مجھے بلانے کا کسی کو حکم دیا اور فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ میں نے اپنے خاوند کا مذکورہ واقعہ عرض کیا تو فرمایا کہ عدت پوری ہونے تک اپنے گھر میں ہی رہو۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اسی میں چار مہینے دس دن عدت پوری کی۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان نے مجھے بلایا اور اس بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں بتا دیا تو اس کے پیش نظر یہی فیصلہ کیا۔

[۷۰۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرُدُّ الْمُتَوَفّٰى عَنْهُنَّ اَزْوَاجُهُنَّ مِنَ الْبَيْدَاءِ، يَمْنَعُهُنَّ الْحَجَّ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت شدگان کی بیویوں کو بیداء سے لوٹا دیتے اور انہیں حج سے روک دیا کرتے تھے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ السَّائِبَ بْنَ خَبَّابٍ تُوُفِّيَ، وَاَنَّ امْرَاَتَهُ جَاءَتْ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، فَذَكَرَتْ لَهُ وَفَاةَ زَوْجِهَا، وَذَكَرَتْ لَهُ حَرْثًا لَهُمْ بِقَنَاةَ، وَسَاَلَتْهُ هَلْ يَصْلُحُ لَهَا اَنْ تَبِيْتَ فِيْهِ؟ فَنَهَاهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَكَانَتْ تَخْرُجُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سَحَرًا، فَتُصْبِحُ فِيْ حَرْثِهِمْ، فَتَظَلُّ فِيْهِ يَوْمَهَا، ثُمَّ تَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ اِذَا اَمْسَتْ، فَتَبِيْتُ فِيْ بَيْتِهَا

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ سائب بن خباب کا انتقال ہو گیا تو ان کی زوجہ محترمہ نے اپنے خاوند کی وفات کا حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ذکر کیا اور بتایا کہ ان کی کھیتی قناۃ میں ہے۔ ان سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے وہاں رات گزارنا درست ہے؟ انہوں نے ایسا کرنے سے منع کیا۔ پس وہ علی الصبح مدینہ منورہ سے نکلتیں، صبح کے وقت کھیت میں جا پہنچتیں، سارا دن وہاں گزارتیں، پھر شام کو مدینہ منورہ میں داخل ہو کر رات اپنے گھر میں بسر کرتیں۔

[۷۰۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ

عروہ بن زبیر خانہ بدوش عورت کے بارے میں فرمایا

عُرْوَةَ 'اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِي الْمَرْاَةِ الْبَدَوِيَّةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِنَّهَا تَنْتَوِىْ حَيْثُ انْتَوٰى اَهْلُهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

[۷۰۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ 'اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَا تَبِيْتُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا 'وَلَا الْمَبْتُوْتَةُ اِلَّا فِيْ بَيْتِهَا.

کرتے کہ جس کا خاوند فوت ہوجائے تو وہ وہیں رہے۔ جہاں اس کے گھر والے رہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے یا جس کو طلاق دی گئی ہو وہ رات نہ گزارے مگر اپنے گھر میں۔

۳۲- بَابُ عِدَّةِ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا

ام ولد کی عدت کا بیان جس کا مالک فوت ہوجائے

[۷۰۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ اِنَّ يَزِيْدَ بْنَ عَبْدِ الْمَلِكِ فَرَّقَ بَيْنَ رِجَالٍ وَبَيْنَ نِسَائِهِمْ 'وَكُنَّ اُمَّهَاتِ اَوْلَادِ رِجَالٍ هَلَكُوْا 'فَتَزَوَّجُوْهُنَّ بَعْدَ حَيْضَةٍ 'اَوْ حَيْضَتَيْنِ 'فَفَرَّقَ بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَعْتَدِدْنَ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا 'فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا﴾ (البقرہ: ۲۳۴) مَا هُنَّ مِنَ الْاَزْوَاجِ.

یحییٰ بن سعید نے قاسم بن محمد کو فرماتے ہوئے سنا کہ یزید بن عبدالملک نے ان مردوں اور عورتوں کے درمیان جدائی کروا دی جن کے مالک ہلاک ہوگئے تھے۔ پس انہوں نے ایک حیض یا دو حیض کے بعد نکاح کر لئے۔ پس چار مہینے دس دن عدت گزارنے کے دوران ان میں دوری رکھی۔ اس پر قاسم بن محمد نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ "جو فوت ہو جائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑیں"۔ اور یہ عورتیں بیویاں نہیں ہیں۔

[۷۰۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ مَالِكٌ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جب ام ولد کا مالک فوت ہوجائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ 'اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ عِدَّةُ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا سَيِّدُهَا حَيْضَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ مِمَّنْ تَحِيْضُ فَعِدَّتُهَا ثَلَاثَةُ اَشْهُرٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد فرمایا کرتے کہ ام ولد کا جب مالک وفات پا جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔

۳۳- بَابُ عِدَّةِ الْاَمَةِ اِذَا تُوُفِّيَ سَيِّدُهَا اَوْ زَوْجُهَا

لونڈی کی عدت جبکہ اس کا آقا یا خاوند مر جائے

[۷۰۵] اَثَرٌ- حَدَّثَنِىْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'اَنَّهٗ بَلَغَهٗ 'اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ 'وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ لونڈی کا خاوند جب فوت ہو جائے تو اس کی

عِدَّةُ الْاَمَةِ اِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَانِ وَ خَمْسُ لَيَالٍ

عدت دو ماہ پانچ روز ہے۔

[٧٠٦] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اسی طرح روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يُطَلِّقُ الْاَمَةَ طَلَاقًا لَمْ يَبُتَّهَا فِيهِ لَهُ عَلَيْهَا فِيهِ الرَّجْعَةُ، ثُمَّ يَمُوتُ، وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ طَلَاقِهِ اِنَّهَا تَعْتَدُّ عِدَّةَ الْاَمَةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَيْنِ وَ خَمْسَ لَيَالٍ، وَاِنَّهَا اِنْ عُتِقَتْ وَلَهُ عَلَيْهَا رَجْعَةٌ، ثُمَّ لَمْ تَخْتَرْ فِرَاقَهُ بَعْدَ الْعِتْقِ حَتّٰى يَمُوتَ، وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا مِنْ طَلَاقِهِ اعْتَدَّتْ عِدَّةَ الْحُرَّةِ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا، وَذٰلِكَ اَنَّهَا اِنَّمَا وَقَعَتْ عَلَيْهَا عِدَّةُ الْوَفَاةِ بَعْدَ مَا عَتَقَتْ فَعِدَّتُهَا عِدَّةُ الْحُرَّةِ

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جس نے لونڈی کو طلاق دی جو بتہ نہیں ہے اور اسے رجوع کرنے کا حق حاصل ہے۔ پھر وہ عورت کی عدت طلاق کے دوران فوت ہو جائے تو اب وہ متوفی خاوند کی زوجہ والی عدت گزارے گی۔ یعنی دو ماہ پانچ دن اور اگر وہ آزاد ہو جائے اور مرد کو اس سے رجوع کا حق حاصل ہے' پھر آزاد ہونے کے بعد وہ بھی جدا ہونا نہیں چاہتی' یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے اور وہ عورت اس کی عدت طلاق میں ہو تو اس آزاد عورت کی عدت گزارے گی جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو یعنی چار ماہ دس دن اور یہ اس لیے کہ اس پر آزاد ہونے کے بعد عدت وفات واقع ہوتی ہے' پس اس کی عدت آزاد عورت کی عدت ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٣٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعَزْلِ

عزل کے متعلق روایات

٥٣٨- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ، اَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَرَاَيْتُ اَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ، فَسَاَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ، فَقَالَ اَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ، فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ، فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ، وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ، وَاَحْبَبْنَا الْفِدَاءَ، فَاَرَدْنَا اَنْ نَعْزِلَ، فَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهُ؟ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوا، مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ. صحیح البخاری (٢٥٤٢) صحیح مسلم (٣٥٣١٥٣٥٢٩)

ابن محیریز کا بیان ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر ان کے پاس گیا اور ان سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابوسعید خدری نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ بنی مصطلق کے لئے نکلے۔ وہاں عربی عورتیں ہماری قید میں آ گئیں جب کہ ہمیں عورتوں کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی اور مجرد زندگی نے ہمیں تنگ کر رکھا تھا اور ہم ان عورتوں سے مال بھی کمانا چاہتے تھے تو ہم نے عزل کا ارادہ کیا۔ ہم نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے بغیر پوچھے ہم کس طرح عزل کریں؟ پس آپ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: تمہارے اوپر کیا بوجھ ہے اگر نہ کرو۔ قیامت تک جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

[٧٠٧] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ اَبِيهِ، اَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

عامر بن سعید بن ابی وقاص نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ عزل کیا کرتے تھے۔

[۷۰۸] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ ابْنِ أَفْلَحَ مَوْلَى أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِأَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ كَانَ يَعْزِلُ.

حضرت ابوایوب انصاری کی ام ولد سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزل کیا کرتے تھے۔

[۷۰۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَعْزِلُ وَكَانَ يَكْرَهُ الْعَزْلَ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر عزل نہیں کیا کرتے تھے اور وہ عزل کو ناپسند فرماتے تھے۔

[۷۱۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ الْمَازِنِيِّ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرِو بْنِ غَزِيَّةَ، أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، فَجَاءَهُ ابْنُ فَهْدٍ. رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ. فَقَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ إِنَّ عِنْدِي جَوَارِيَ لِي لَيْسَ نِسَائِي اللَّاتِي أُكِنُّ بِأَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهُنَّ، وَلَيْسَ كُلُّهُنَّ يُعْجِبُنِي أَنْ تَحْمِلَ مِنِّي أَفَأَعْزِلُ؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ أَفْتِهِ يَا حَجَّاجُ قَالَ فَقُلْتُ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكَ، إِنَّمَا نَجْلِسُ عِنْدَكَ لِنَتَعَلَّمَ مِنْكَ. قَالَ أَفْتِهِ. قَالَ فَقُلْتُ هُوَ حَرْثُكَ إِنْ شِئْتَ سَقَيْتَهُ، وَإِنْ شِئْتَ أَعْطَشْتَهُ. قَالَ وَكُنْتُ أَسْمَعُ ذَلِكَ مِنْ زَيْدٍ، فَقَالَ زَيْدٌ صَدَقَ.

حجاج بن عمرو بن غزیہ، حضرت زید بن ثابت کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اہل یمن سے ابن فہد آ گئے اور کہا: میرے پاس چند لونڈیاں ہیں جبکہ میری کوئی بیوی بھی ان جیسی خوبصورت نہیں اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہو جائیں تو کیا میں عزل کرلوں؟ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اے حجاج! فتویٰ دو۔ ان کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوا: ہم آپ کی مجلس میں علم حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ فتویٰ دو۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ تمہاری کھیتی ہے، چاہے سیراب کرو، چاہے خشک رکھو اور کہا کہ یہ میں حضرت زید سے سنا کرتا ہوں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ سچ کہا ہے۔

[۷۱۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ ذَفِيفٌ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ الْعَزْلِ فَدَعَا جَارِيَةً لَهُ فَقَالَ أَخْبِرِيهِمْ، فَكَأَنَّهَا اسْتَحْيَتْ، فَقَالَ هُوَ ذَلِكَ، أَمَّا أَنَا فَأَفْعَلُهُ يَعْنِي أَنَّهُ يَعْزِلُ.

حمید بن قیس مکی المعروف بہ ذفیف کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اپنی ایک لونڈی کو بلا کر کہا کہ انہیں بتا دو۔ اس نے شرم محسوس کی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسی ہی بات ہے۔ لیکن میں عزل کرتا ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَعْزِلُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ الْحُرَّةَ إِلَّا بِإِذْنِهَا، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَعْزِلَ عَنْ أَمَتِهِ بِغَيْرِ إِذْنِهَا، وَمَنْ كَانَتْ تَحْتَهُ أَمَةُ قَوْمٍ فَلَا يَعْزِلُ إِلَّا بِإِذْنِهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ کوئی آزاد عورت سے عزل نہ کرے مگر اس کی اجازت سے اور اپنی لونڈی سے عزل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ بغیر اجازت ہو اور دوسرے لوگوں کی لونڈی سے بغیر ان کی اجازت کے عزل نہ کرے۔

۳۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْإِحْدَادِ

سوگ کے متعلق روایات

۵۳۹- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ

حمید بن نافع کا بیان ہے کہ زینب بنت ابوسلمہ نے مجھے مندرجہ ذیل تین حدیثیں بتائیں۔ زینب نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ کی خدمت میں گئی جبکہ ان

الاحادیث الثلاثة، قالت زینب دخلت علی ام حبیبة، زوج النبی ﷺ، حین توفی ابوها ابو سفیان بن حرب، فدعت ام حبیبة بطیب فیه صفرة خلوق، او غیرہ، فدهنت به جاریة، ثم مسحت بعارضیها، ثم قالت واللّٰه ما لی بالطیب من حاجة، غیر انی سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول لا یحل لامراة تؤمن باللّٰه والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا۔

صحیح البخاری (۵۳۳۴ـ۵۳۳۵) صحیح مسلم (۳۷۰۹ تا ۳۷۱٤)

کے والد محترم حضرت ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تھا۔ حضرت ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق وغیرہ کی زردی تھی۔ پھر اپنی لونڈی کو لگا کر اپنے دونوں عارضوں پر ہاتھ مل دیئے اور فرمایا کہ مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی عورت کے لئے جائز نہیں ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

۵٤۰- قالت زینب ثم دخلت علی زینب بنت جحش، زوج النبی ﷺ، حین توفی اخوها، فدعت بطیب فمست منه، ثم قالت واللّٰه ما لی بالطیب حاجة، غیر انی سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول لا یحل لامراة تؤمن باللّٰه والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلاث لیال الا علی زوج اربعة اشهر و عشرا۔ صحیح البخاری (۵۳۳۴ـ۵۳۳۵) صحیح مسلم (۳۷۰۹ تا ۳۷۱٤)

زینب نے فرمایا کہ پھر میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت زینب بنت جحش کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے خوشبو منگا کر اس میں سے ملی اور فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خوشبو کی حاجت نہ تھی مگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی مرنے والے کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے مگر اپنے خاوند کا چار ماہ دس دن ہے۔

۵٤۱- قالت زینب وسمعت امی ام سلمة، زوج النبی ﷺ، تقول جاءت امراة الی رسول اللّٰه ﷺ فقالت یا رسول اللّٰه ان ابنتی توفی عنها زوجها، وقد اشتکت عینیها افتکحلهما؟ فقال رسول اللّٰه ﷺ لا مرتین او ثلاثا کل ذلک یقول لا، ثم قال انما هی اربعة اشهر وعشرا، وقد کانت احداکن فی الجاهلیة ترمی بالبعرة علی راس الحول۔

زینب نے فرمایا کہ میں نے اپنی والدہ محترمہ اور نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام سلمہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور لڑکی کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا میں ان میں سرمہ لگا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اور انکار کے لفظ دو تین مرتبہ دہراتے ہوئے فرمایا: یہ تو صرف چار ماہ دس دن ہیں جبکہ عہد جاہلیت میں عورت سال کے بعد سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکتی ہوئی نکلتی تھی۔

قال حمید بن نافع فقلت لزینب وما ترمی بالبعرة علی راس الحول؟ فقالت زینب کانت المراة اذا توفی عنها زوجها دخلت حفشا، ولبست شر ثیابها، ولم تمس طیبا، ولا شیئا حتی تمر بها سنة، ثم تؤتی بدابة حمار، او شاة، او طیر، فتفتض به، فقلما تفتض بشیء الا مات، ثم تخرج فتعطی بعرة

حمید بن نافع کا بیان ہے کہ میں نے زینب سے کہا کہ سر کے اوپر سے مینگنیاں پھینکنے کا مطلب کیا ہے؟ زینب نے کہا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو وہ ٹوٹی پھوٹی کوٹھڑی میں میلے کچیلے کپڑے پہن کر داخل ہو جاتی۔ خوشبو وغیرہ کوئی چیز نہ لگاتی یہاں تک کہ سال گزر جاتا۔ پھر ایک جانور لایا جاتا گدھا، بکری یا کوئی پرندہ وغیرہ جسے وہ اپنے جسم سے ملتی۔ ملتے ہوئے اکثر وہ مر

فَتَرْمِيْ بِهَا ' ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدَ مَا شَاءَ تْ مِنْ طِيْبٍ اَوْ غَيْرِهٖ.

صحیح البخاری (۵۳۳۴_۵۳۳۵) صحیح مسلم (۳۷۰۹تا۳۷۱٤)

قَالَ مَالِكٌ وَالْحِفْشُ الْبَيْتُ الرَّدِيْءُ ' وَتَفْتَضُّ تَمْسَحُ بِهٖ جِلْدَهَا كَالنُّشْرَةِ.

جاتا۔ پھر وہ نکلتی تو اسے اونٹ کی مینگنیاں دی جاتیں جنہیں وہ پھینکتی۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹتی۔ پھر جو وہ چاہتی خوشبو وغیرہ استعمال کرتی۔

امام مالک نے فرمایا کہ "الحفش" خراب گھر کو کہتے ہیں۔ "تفتض" جلد سے ملنا رگڑنے کی طرح۔

٥٤٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِيْ عُبَيْدٍ ' عَنْ عَائِشَةَ ' وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ. صحیح مسلم (۳۷۱۵تا۳۷۱۸)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے جو اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھتی ہو کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ کرے ماسوائے خاوند کے۔

[۷۱۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لِامْرَاَةٍ حَادٍّ عَلٰى زَوْجِهَا اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا ' فَبَلَغَ ذٰلِكَ مِنْهَا اكْتَحِلِيْ بِكُحْلِ الْجِلَاءِ بِاللَّيْلِ ' وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت سے کہا جو اپنے خاوند کے سوگ میں تھی اور اس کی آنکھیں دکھتی تھیں کہ رات کو سرمہ لگا لیا کرو اور دن میں پونچھ لیا کرو۔

[۷۱۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّهُمَا كَانَا يَقُوْلَانِ فِي الْمَرْاَةِ يُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا اِنَّهَا اِذَا خَشِيَتْ عَلٰى بَصَرِهَا مِنْ رَمَدٍ ' اَوْ شَكْوٍ اَصَابَهَا اِنَّهَا تَكْتَحِلُ وَتَتَدَاوٰى بِدَوَاءٍ ' اَوْ كُحْلٍ ' وَاِنْ كَانَ فِيْهِ طِيْبٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سالم بن عبداللہ اور سلیمان بن یسار اس عورت کے بارے میں جس کا خاوند فوت ہو جائے' فرمایا کرتے کہ اگر اس کی آنکھ میں آشوب یا کوئی شکایت پیدا ہو جائے تو وہ سرمہ اور دوائی کا استعمال کر سکتی ہے اگرچہ اس میں خوشبو ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا كَانَتِ الضَّرُوْرَةُ ' فَاِنَّ دِيْنَ اللّٰهِ يُسْرٌ.

امام مالک نے فرمایا جبکہ ضرورت ہو کیونکہ اللہ کا دین آسان ہے۔

[۷۱٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ اَبِيْ عُبَيْدٍ اشْتَكَتْ عَيْنَيْهَا ' وَهِيَ حَادٌّ عَلٰى زَوْجِهَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَلَمْ تَكْتَحِلْ حَتّٰى كَادَتْ عَيْنَاهَا تَرْمَصَانِ.

امام مالک نے نافع سے روایت کی ہے کہ صفیہ بنت ابوعبید کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی جبکہ وہ اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عمر کے سوگ میں تھیں تو انہوں نے سرمہ نہ لگایا یہاں تک کہ ان کی آنکھیں چپک جاتی تھیں۔

قَالَ مَالِكٌ تَدَّهِنُ الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا بِالزَّيْتِ ' وَالشَّبْرَقِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ طِيْبٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ متوفی کی بیوی زیتون اور تل وغیرہ کا تیل لگا سکتی ہے جبکہ اس میں خوشبو نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَلْبَسُ الْمَرْاَةُ الْحَادُّ عَلٰى زَوْجِهَا شَيْئًا مِنَ الْحَلْيِ ' خَاتِمًا ' وَلَا خَلْخَالًا ' وَلَا غَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْحَلْيِ ' وَلَا تَلْبَسُ شَيْئًا مِنَ الْعَصْبِ اِلَّا اَنْ

امام مالک نے فرمایا کہ اپنے خاوند کا سوگ کرنے والی عورت زیورات سے انگوٹھی' پازیب وغیرہ کوئی چیز نہ پہنے اور نہ زیورات کے علاوہ دوسری آرائشی چیز اور یمنی کپڑا بھی نہ پہنے مگر

يَكُوْنَ عَصَبًا غَلِيْظًا ، وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِشَيْءٍ مِنَ الصِّبْغِ اِلَّا بِالسَّوَادِ ، وَلَا تَمْتَشِطُ اِلَّا بِالسِّدْرِ وَمَا اَشْبَهَهُ مِمَّا لَا يَخْتَمِرُ فِيْ رَأْسِهَا .

جبکہ موٹا اور سخت ہو اور رنگا ہوا کپڑا بھی نہ پہنے ماسوائے سیاہ کے اور بالوں کو نہ دھوئے مگر بیری کے پتوں سے یا ایسی ہی کسی اور چیز کے ساتھ جس سے سر میں خوشبو نہ ہو۔

٥٤٣- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ ، وَهِيَ حَادٌّ عَلٰى اَبِيْ سَلَمَةَ ، وَقَدْ جَعَلَتْ عَلٰى عَيْنَيْهَا صَبِرًا ، فَقَالَ مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ؟ فَقَالَتْ اِنَّمَا هُوَ صَبِرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ اجْعَلِيْهِ فِي اللَّيْلِ وَامْسَحِيْهِ بِالنَّهَارِ .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ حضرت ابوسلمہ کے سوگ میں تھیں اور انہوں نے اپنی آنکھوں میں مصبر لگایا تھا۔ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ مصبر ہے فرمایا کہ اسے رات میں لگا لیا کرو۔ اور دن میں پونچھ دیا کرو۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاِحْدَادُ عَلَى الصَّبِيَّةِ الَّتِيْ لَمْ تَبْلُغِ الْمَحِيْضَ كَهَيْئَتِهِ عَلَى الَّتِيْ قَدْ بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ ، تَجْتَنِبُ مَا تَجْتَنِبُ الْمَرْاَةُ الْبَالِغَةُ اِذَا هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا .

امام مالک نے فرمایا کہ سوگ والی نابالغ لڑکی جو حیض کی عمر کو نہیں پہنچی ان کے مانند ہے جو حیض کو پہنچ گئیں اور ان تمام باتوں سے اجتناب کرے گی جن سے بالغہ عورت بچتی ہے جبکہ اس کا خاوند فوت ہو گیا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ تُحِدُّ الْاَمَةُ اِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا شَهْرَيْنِ وَخَمْسَ لَيَالٍ مِثْلَ عِدَّتِهَا .

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی کا سوگ جبکہ اس کا خاوند فوت ہو جائے تو عدت کی طرح دو ماہ پانچ دن ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلٰى اُمِّ الْوَلَدِ اِحْدَادٌ اِذَا هَلَكَ عَنْهَا سَيِّدُهَا ، وَلَا عَلٰى اَمَةٍ يَمُوْتُ عَنْهَا سَيِّدُهَا اِحْدَادٌ ، وَاِنَّمَا الْاِحْدَادُ عَلٰى ذَوَاتِ الْاَزْوَاجِ .

امام مالک نے فرمایا کہ ام ولد پر سوگ نہیں ہے جبکہ اس کا آقا فوت ہو جائے اور لونڈی پر بھی سوگ نہیں جس کا آقا فوت ہو، کیونکہ سوگ تو خاوند والی عورتوں پر ہے۔

سنن ابوداؤد (۲۳۰۵) سنن نسائی (۳۵۳۹)

[۷۱۵] **اثر- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ ، اَنَّهُ بَلَغَهُ ، اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ، كَانَتْ تَقُوْلُ تَجْمَعُ الْحَادُّ رَأْسَهَا بِالسِّدْرِ وَالزَّيْتِ .

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: سوگ والی عورت اپنے سر میں بیری اور زیتون کو جمع کر سکتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۰- كِتَابُ الرَّضَاعِ

دودھ پلانے کا بیان

۱- بَابُ رَضَاعَةِ الصَّغِيْرِ

بچے کو دودھ پلانا

٥٤٤- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ، اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبَرَتْهَا ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا ، وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ ، قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمٍّ لِحَفْصَةَ مِنَ

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں اور اس شخص کی آواز سن رہی تھیں جو حضرت حفصہ کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت مانگ رہا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! یہ آپ کے گھر میں آنے کی اجازت مانگتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے خیال میں

الرَّضَاعَةِ. فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ كَانَ فُلَانٌ حَيًّا. لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ. دَخَلَ عَلَيَّ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. إِنَّ الرَّضَاعَةَ تُحَرِّمُ مَا تُحَرِّمُ الْوِلَادَةُ.

صحیح البخاری (۲۶۴۶) صحیح مسلم (۳۵۵۳)

حفصہ کا فلاں رضاعی چچا ہے۔ حضرت عائشہ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! اگر فلاں زندہ ہوتا یعنی ان کا رضاعی چچا تو وہ میرے پاس آیا کرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں! بے شک رضاعت بھی اسی طرح حرام کرتی ہے جیسے ولادت حرام کرتی ہے۔

۵۴۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّهَا قَالَتْ جَاءَ عَمِّيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ، فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ حَتّٰى أَسْأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَأْذَنِيْ لَهُ. قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي الْمَرْأَةُ، وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ، فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے رضاعی چچا نے آ کر مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا۔ فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے اسے اجازت دے دینا۔ وہ فرماتی ہیں: میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! مجھے عورت نے دودھ پلایا ہے مرد نے تو نہیں پلایا۔ فرمایا کہ وہ تمہارا چچا ہے تمہارے پاس آ سکتا ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ وَذٰلِكَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْنَا الْحِجَابُ.

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ پردے کا حکم نازل ہونے سے بعد کی بات ہے۔

وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. صحیح البخاری (۵۲۳۹) صحیح مسلم (۳۵۶۰)

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رضاعت بھی ان رشتوں کو حرام کرتی ہے جن کو ولادت حرام کر دیتی ہے۔

۵۴۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا، وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ، بَعْدَ أَنْ أُنْزِلَ الْحِجَابُ. قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ، فَأَمَرَنِيْ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

صحیح البخاری (۵۱۰۳) صحیح مسلم (۳۵۵۶)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ابو قعیس کے بھائی افلح نے آ کر ان سے اجازت مانگی اور وہ ان کا رضاعی چچا تھا، اس کے بعد کہ پردے کا حکم نازل ہو چکا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو جو میں نے کیا تھا آپ کو بتا دیا۔ آپ نے مجھے حکم دیا کہ اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دیا کروں۔

[۷۱۶] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ، وَإِنْ كَانَ مَصَّةً وَاحِدَةً، فَهُوَ يُحَرِّمُ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ دو سال کے دوران خواہ ایک ہی دفعہ دودھ پیا ہو لیکن حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔ ف

ف: اہل حق کے ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ رضاعت صرف بچپن میں دودھ پلانے سے ثابت ہوتی ہے جب کہ بچے کی خوراک صرف دودھ ہے۔ اکثر فقہاء کے نزدیک یہ مدت دو سال کی عمر تک ہے جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اڑھائی سال کی عمر تک یہی حکم ہے اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پینے اور پلانے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۱۷] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِیْدِ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ کَانَتْ لَهُ امْرَاَتَانِ ' فَاَرْضَعَتْ اِحْدَاهُمَا غُلَامًا ' وَاَرْضَعَتِ الْاُخْرٰی جَارِیَةً ' فَقِیْلَ لَهُ هَلْ یَتَزَوَّجُ الْغُلَامُ الْجَارِیَةَ؟ فَقَالَ لَا ' اَللِّقَاحُ وَاحِدٌ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کی دو بیویاں ہوں۔ اس کی ایک بیوی نے کسی لڑکے کو دودھ پلایا اور دوسری نے ایک لڑکی کو۔ ان سے کہا گیا: کیا اس لڑکے اور لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کا باپ (رضاعی) ایک ہے۔

سنن ترمذی (۱۱۴۹)

[۷۱۸] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا لِمَنْ اُرْضِعَ فِی الصِّغَرِ ' وَلَا رَضَاعَةَ لِکَبِیْرٍ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ رضاعت نہیں ہے مگر چھوٹی عمر میں اور بڑے کی کوئی رضاعت نہیں ہے۔

[۷۱۹] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ ' اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَرْسَلَتْ بِهِ ' وَهُوَ یَرْضَعُ اِلٰی اُخْتِهَا اُمِّ کُلْثُوْمٍ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ ' فَقَالَتْ اَرْضِعِیْهِ عَشْرَ رَضَعَاتٍ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیَّ. قَالَ سَالِمٌ فَاَرْضَعَتْنِیْ اُمُّ کُلْثُوْمٍ ثَلَاثَ رَضَعَاتٍ ' ثُمَّ مَرِضَتْ فَلَمْ تُرْضِعْنِیْ غَیْرَ ثَلَاثِ رَضَعَاتٍ ' فَلَمْ اَکُنْ اَدْخُلُ عَلٰی عَائِشَةَ مِنْ اَجْلِ اَنَّ اُمَّ کُلْثُوْمٍ لَمْ تُتِمَّ لِیْ عَشْرَ رَضَعَاتٍ.

سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حالت رضاعت میں انہیں اپنی بہن حضرت ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اسے دس دفعہ دودھ پلا دیا جائے تا کہ میرے پاس آ جایا کرے۔ حضرت ام کلثوم نے مجھے تین دفعہ دودھ پلایا پھر بیمار پڑ گئیں تو تین دفعہ سے زیادہ مجھے دودھ نہ پلا سکیں۔ پس میں حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت ام کلثوم نے مجھے پورے دس دفعہ دودھ نہیں پلایا۔

[۷۲۰] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' اَنَّ صَفِیَّةَ بِنْتَ اَبِیْ عُبَیْدٍ اَخْبَرَتْهُ ' اَنَّ حَفْصَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ اَرْسَلَتْ بِعَاصِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَعْدٍ اِلٰی اُخْتِهَا فَاطِمَةَ بِنْتِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ تُرْضِعُهُ عَشْرَ رَضَعَاتٍ لِیَدْخُلَ عَلَیْهَا وَهُوَ صَغِیْرٌ یَرْضَعُ ' فَفَعَلَتْ ' فَکَانَ یَدْخُلُ عَلَیْهَا.

صفیہ بنت ابوعبید سے روایت ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عاصم بن عبداللہ بن سعد کو اپنی بہن حضرت فاطمہ بنت عمر کے پاس بھیجا کہ اسے دس دفعہ دودھ پلا دیں تا کہ ان کے پاس آ جایا کرے اور وہ دودھ پیتے بچے تھے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو یہ ان کے پاس آیا کرتے۔ ف

ف: ان دونوں روایتوں کی بنیاد اصل میں یہ روایت ہے "عن عائشة رضی الله عنها قالت کان فیما انزل من القران عشر رضعات معلومات یحرمن ثم ینسخن بخمس معلومات فتوفی رسول الله ﷺ وهی فیما یقرء من القران" (صحیح مسلم) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں نازل کیا گیا کہ دس دفعہ دودھ پلانا حرام کر دیتا ہے۔ پھر یہ آیت پانچ دفعہ پلانے کے حکم سے منسوخ ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اور قرآن کریم میں یہ آیت اسی طرح پڑھی جاتی تھی۔

امام شافعی کا قول ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی مذکورہ آیت کی تلاوت تو منسوخ ہو گئی لیکن یہ حکم باقی ہے۔ جمہور کے نزدیک پانچ دفعہ سے حرمت ثابت ہونے کا حکم بھی منسوخ ہے اور وہ اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے کہ پانچ دفعہ دودھ

پینے سے حرمت ثابت ہونے کی آیت رسول اللہ ﷺ کے وصال تک قرآن مجید میں پڑھی جاتی تھی۔ اگر واقعی صورت حال یہی ہے تو کون اس آیت کی تلاوت منسوخ کر سکتا تھا اور کون اسے قرآن کریم سے نکال سکتا تھا۔ دریں حالات یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ پانچ دفعہ دودھ پینے والی آیت کی تلاوت بھی نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس ہی کے اندر منسوخ ہوئی ہوگی اور اسی لیے اسے قرآن کریم میں شامل نہیں کیا گیا ہوگا اور جب تلاوت اس کی بھی منسوخ ہوئی تو حکم کہاں رہا؟ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۲۱] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ، اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ، کَانَ یَدْخُلُ عَلَیْهَا مَنْ اَرْضَعَتْهُ اَخَوَاتُهَا وَبَنَاتُ اَخِیْهَا، وَلَا یَدْخُلُ عَلَیْهَا مَنْ اَرْضَعَهٗ نِسَاءُ اِخْوَتِهَا.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس وہ حضرات آتے جن کو ان کی بہنوں اور بھتیجیوں نے دودھ پلایا ہوتا اور وہ لوگ نہ آتے جن کو ان کی بھاوجوں نے دودھ پلایا ہوتا۔

[۷۲۲] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عُقْبَةَ، اَنَّهٗ سَاَلَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ عَنِ الرَّضَاعَةِ، فَقَالَ سَعِیْدٌ کُلُّ مَا کَانَ فِی الْحَوْلَیْنِ، وَاِنْ کَانَتْ قَطْرَةً وَاحِدَةً فَهُوَ یُحَرِّمُ، وَمَا کَانَ بَعْدَ الْحَوْلَیْنِ، فَاِنَّمَا هُوَ طَعَامٌ یَاْکُلُهٗ.

سعید بن مسیب سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو سعید نے فرمایا کہ جو دو سالوں کے درمیان ہو خواہ وہ ایک ہی قطرہ ہو تو اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور جو رضاعت کے دو سالوں کے بعد ہو تو وہ کھانے کی طرح ہے جو کھایا جاتا ہے۔

قَالَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ عُقْبَةَ، ثُمَّ سَاَلْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ.

ابراہیم بن عقبہ نے کہا کہ پھر میں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا تو انہوں نے سعید بن مسیب کی طرح فرمایا۔

[۷۲۳] اَثَر - وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا کَانَ فِی الْمَهْدِ، وَاِلَّا مَا اَنْبَتَ اللَّحْمَ وَالدَّمَ.

یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رضاعت نہیں ہے مگر پنگوڑے میں اور وہی جس سے گوشت اور خون بنتا ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ الرَّضَاعَةُ قَلِیْلُهَا وَکَثِیْرُهَا تُحَرِّمُ، وَالرَّضَاعَةُ مِنْ قِبَلِ الرِّجَالِ تُحَرِّمُ.

ابن شہاب فرمایا کرتے تھے کہ دودھ خواہ تھوڑا پیا ہو یا زیادہ حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور رضاعت مردوں کی طرف سے بھی حرام کر دیتی ہے۔

قَالَ یَحْیٰی وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ الرَّضَاعَةُ قَلِیْلُهَا وَکَثِیْرُهَا اِذَا کَانَ فِی الْحَوْلَیْنِ تُحَرِّمُ، فَاَمَّا مَا کَانَ بَعْدَ الْحَوْلَیْنِ، فَاِنَّ قَلِیْلَهٗ وَکَثِیْرَهٗ لَا یُحَرِّمُ شَیْئًا، وَاِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رضاعت تھوڑی ہو یا زیادہ جبکہ دو سالوں کے درمیان ہو تو حرام کر دیتی ہے اور جو دو سالوں کے بعد ہو خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ تو وہ کسی چیز کو حرام نہیں کرتی کیونکہ وہ تو کھانے کی طرح ہے۔

۲ - بَابُ مَا جَاءَ فِی الرَّضَاعَةِ بَعْدَ الْکِبَرِ

جوان آدمی کو دودھ پلانا

۵۴۷ - حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَضَاعَةِ الْکَبِیْرِ فَقَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ

ابن شہاب سے بڑے آدمی کو دودھ پلانے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بتایا کہ حضرت ابو حذیفہ بن

الزُّبَيْرِ ' اَنَّ اَبَا حُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ ' وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا ' وَكَانَ تَبَنّٰى سَالِمًا الَّذِيْ يُقَالُ لَهٗ سَالِمٌ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ ' كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ ' وَاَنْكَحَ اَبُوْ حُذَيْفَةَ سَالِمًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ ابْنُهٗ ' اَنْكَحَهٗ بِنْتَ اَخِيْهِ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ ' وَهِيَ يَوْمَئِذٍ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ ' وَهِيَ مِنْ اَفْضَلِ اَيَامٰى قُرَيْشٍ ' فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ فِيْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَا اَنْزَلَ فَقَالَ ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ﴾ (الاحزاب:۵) رُدَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ اُولٰٓئِكَ اِلٰى اَبِيْهِ ' فَاِنْ لَمْ يُعْلَمْ اَبُوْهُ رُدَّ اِلٰى مَوْلَاهُ ' فَجَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلٍ ' وَهِيَ امْرَاَةُ اَبِيْ حُذَيْفَةَ ' وَهِيَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا ' وَكَانَ يَدْخُلُ عَلَيَّ وَاَنَا فُضُلٌ ' وَلَيْسَ لَنَا اِلَّا بَيْتٌ وَاحِدٌ ' فَمَاذَا تَرٰى فِيْ شَاْنِهٖ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْضِعِيْهِ خَمْسَ رَضَعَاتٍ فَيَحْرُمُ بِلَبَنِهَا. وَكَانَتْ تَرَاهُ ابْنًا مِنَ الرَّضَاعَةِ ' فَاَخَذَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْمَنْ كَانَتْ تُحِبُّ اَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ ' فَكَانَتْ تَاْمُرُ اُخْتَهَا اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ' وَبَنَاتِ اَخِيْهَا اَنْ يُرْضِعْنَ مَنْ اَحَبَّتْ اَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهَا مِنَ الرِّجَالِ ' وَاَبٰى سَائِرُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِنَّ بِتِلْكَ الرَّضَاعَةِ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ ' وَقُلْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا نَرَى الَّذِيْ اَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اِلَّا رُخْصَةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَضَاعَةِ سَالِمٍ وَحْدَهٗ ' لَا وَاللّٰهِ لَا يَدْخُلُ عَلَيْنَا بِهٰذِهِ الرَّضَاعَةِ اَحَدٌ

عتبہ بن ربیعہ جو رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور غزوۂ بدر میں شامل ہوئے تھے انہوں نے سالم کو متبنّٰی بنا لیا تھا جس کو سالم مولیٰ ابو حذیفہ کہا جاتا تھا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو متبنّٰی بنایا تھا اور حضرت ابو حذیفہ نے سالم کا نکاح کر دیا تھا اور وہ اسے اپنا بیٹا ہی سمجھتے تھے۔ اس کا نکاح اپنی بھتیجی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے کیا تھا جو ان دنوں سب سے پہلے ہجرت کرنے والی عورتوں سے تھیں اور وہ قریش کی افضل ثیبہ عورتوں سے تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت زید بن حارثہ کے متعلق حکم نازل کرتے ہوئے فرمایا: ''انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔ یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔ پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں تو دین میں تمہارے بھائی ہیں اور تمہارے دوست''۔ تو ان میں سے ہر ایک کی نسبت اس کے باپ کی طرف ہونے لگی۔ اگر کسی کے باپ کا نام معلوم نہ ہوتا تو اس کے آزاد کرنے والے کی طرف نسبت کی جاتی۔ پس حضرت سہلہ بنت سہیل جو حضرت ابو حذیفہ کی بیوی اور بنو عامر بن لوی سے تھیں' رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ! ہم سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور وہ میرے پاس آتا تھا' خود میں ننگے سر بھی ہوتی اور ہمارے پاس صرف ایک ہی گھر ہے تو اب اس کے متعلق کیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پانچ دفعہ اسے دودھ پلا دو تو وہ دودھ سے محروم ہو جائے گا اور اس طرح وہ اسے رضاعی بیٹا سمجھنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ اسی کو لیتی تھیں۔ پس جس کے متعلق چاہتیں کہ ان کے پاس آیا کرے تو اپنی بہن حضرت ام کلثوم یا اپنی بھتیجیوں کو حکم دیتیں کہ اسے دودھ پلا دے جبکہ نبی کریم ﷺ کی باقی تمام ازواج مطہرات نے ایسے کسی بھی رضاعی آدمی کو اپنے پاس آنے سے منع فرما دیا تھا اور فرمایا: نہیں' خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سہلہ بنت سہیل کو جو حکم دیا یہ اجازت صرف سالم کی رضاعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ خدا کی قسم! ایسی رضاعت والا ہمارے پاس کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔

فَعَلٰى هٰذَا كَانَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ. صحیح مسلم (۳۵۸۵ تا ۳۵۸۸)

پس ازواج النبی ﷺ کا بڑے آدمی کی رضاعت کے متعلق یہی موقف ہے۔ ف

ف: ائمہ اربعہ اور جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ مدتِ رضاعت کے بعد دودھ پلانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ بڑی عمر میں دس دفعہ یا پانچ دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت ہونے کی روایتوں کا دارومدار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اجتہاد پر ہے۔ اس سلسلے کی تمام احادیث صحیحہ صریحہ کو پس پشت رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کو اپنا دین و مذہب بنانے والے کبھی اس پر بھی غور فرمائیں کہ خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فانما الرضاعة من المجاعة" (متفق علیہ) کیونکہ رضاعت تو وہ ہے جب بچے کا دارومدار دودھ پر ہو۔ یہ حالت چونکہ صرف مدت رضاعت میں ہوتی ہے لہٰذا قابل یقین و اعتماد اور لائق عمل وہی بات ہے جو جمہور کا مذہب ہے کہ حرمت ایام رضاعت میں ثابت ہوتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے موقف سے باقی تمام امہات المؤمنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہن اجمعین نے اتفاق نہیں کیا اور اس طرح جس کو دودھ پلا کر محرم بنایا جاتا وہ اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دیا کرتی تھیں اور بات وہی زیادہ درست ہے جو انہوں نے فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے جو سہلہ بنت سہیل کو اجازت مرحمت فرمائی کہ سالم مولیٰ حذیفہ کو دودھ پلا دیں کیونکہ اب تک اسے بیٹا بنا کر رکھا تھا لہٰذا یوں حرمت ثابت ہو جائے گی تو یہ اجازت صرف ان کے ساتھ ہی خاص تھی اور ان کے نزدیک یہ عام قانون نہیں تھا۔ رضاعت کے اس مسئلے میں جمہور کا مذہب ہی اس پُرفتن دور کے اندر تقویٰ و طہارت اور صحت و سلامتی کا ضامن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٧٢٤] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَاَنَا مَعَهُ عِنْدَ دَارِ الْقَضَاءِ يَسْاَلُهُ عَنْ رَضَاعَةِ الْكَبِيْرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ اِنِّيْ كَانَتْ لِيْ وَلِيْدَةٌ، وَكُنْتُ اَطَؤُهَا، فَعَمَدَتِ امْرَاَتِيْ اِلَيْهَا فَاَرْضَعَتْهَا، فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا فَقَالَتْ دُوْنَكَ فَقَدْ وَاللّٰهِ اَرْضَعْتُهَا، فَقَالَ عُمَرُ اَوْجِعْهَا وَاْتِ جَارِيَتَكَ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ رَضَاعَةُ الصَّغِيْرِ.

عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں آیا اور میں دارالقضاء کے پاس ان کے ساتھ تھا' تاکہ بڑے آدمی کی رضاعت کے بارے میں پوچھے۔ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ میری ایک لونڈی تھی جس سے صحبت کیا کرتا تھا۔ میری بیوی نے قصداً اسے اپنا دودھ پلا دیا' جب میں لونڈی کے پاس گیا تو میری بیوی نے کہا کہ اس سے دور رہنا کیونکہ خدا کی قسم! میں نے اسے دودھ پلایا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنی بیوی کو سزا دو اور لونڈی کے پاس چلے جایا کرو کیونکہ رضاعت تو بچپن کی ہے۔

[٧٢٥] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ اَبَا مُوْسَى الْاَشْعَرِيَّ فَقَالَ اِنِّيْ مَصَصْتُ عَنِ امْرَاَتِيْ مِنْ ثَدْيِهَا لَبَنًا فَذَهَبَ فِيْ بَطْنِيْ. فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى لَا اَرَاهَا اِلَّا قَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اُنْظُرْ مَاذَا تُفْتِيْ بِهِ الرَّجُلَ. فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى فَمَاذَا تَقُوْلُ اَنْتَ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ لَا رَضَاعَةَ اِلَّا مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ. فَقَالَ اَبُوْ مُوْسَى لَا تَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا كَانَ هٰذَا الْحَبْرُ بَيْنَ اَظْهُرِكُمْ.

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک آدمی نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے پستانوں سے دودھ چوسا تو وہ میرے پیٹ میں چلا گیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میرے خیال میں وہ تمہارے اوپر حرام ہو گئی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: غور کیجئے کہ آپ اس آدمی کو کیا فتویٰ دے رہے ہیں؟ حضرت ابو موسیٰ نے کہا کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ رضاعت نہیں ہے۔ مگر دو سالوں میں۔ حضرت ابو موسیٰ نے فرمایا کہ جب تک یہ جید عالم تمہارے درمیان موجود ہیں مجھ سے کچھ نہ پوچھا

کرو۔

۳- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الرَّضَاعَةِ

رضاعت کے متعلق دیگر روایات

۵۴۸- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، وَعَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ. سنن ترمذی(۱۱۴۶)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رضاعت سے بھی وہ رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت سے حرام ہوتے ہیں۔

۵۴۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ، اَنَّهُ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، عَنْ جُدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ الْاَسَدِيَّةِ، اَنَّهَا اَخْبَرَتْهَا، اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَنْهٰى عَنِ الْغِيْلَةِ حَتّٰى ذَكَرْتُ اَنَّ الرُّوْمَ، وَفَارِسَ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ فَلَا يَضُرُّ اَوْلَادَهُمْ. صحیح مسلم(۳۵۴۹تا۳۵۵۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت جدامہ بنت وہب اسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے ارادہ کیا تھا کہ غیلہ سے منع کر دوں یہاں تک کہ مجھے بتایا گیا کہ روم اور ایران کے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ان کی اولاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (یعنی دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ صحبت کرنے سے)۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْغِيْلَةُ اَنْ يَمَسَّ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ وَهِيَ تُرْضِعُ.

امام مالک نے فرمایا: غیلہ یہ ہے کہ آدمی اپنی بیوی سے صحبت کرے اور وہ بچے کو دودھ پلاتی ہو۔

۵۵۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ فِيْمَا اُنْزِلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُوْمَاتٍ يُحَرِّمْنَ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُوْمَاتٍ، فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِيْمَا يُقْرَاُ مِنَ الْقُرْاٰنِ. صحیح مسلم(۳۵۸۲)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جیسا کہ قرآن کریم میں حکم نازل ہوا کہ دس دفعہ دودھ پلانا عورتوں کو حرام کر دیتا ہے۔ پھر یہ بات پانچ دفعہ کے حکم سے منسوخ ہو گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ کی وفات تک قرآن مجید میں اسی طرح پڑھا جاتا تھا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ عَلٰى هٰذَا الْعَمَلُ.

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ اس پر عمل نہیں ہے۔ ف

ف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس ارشاد پر پیچھے بحث کی جا چکی ہے۔ حضرت صدیقہ کے اس اجتہاد پر باقی جملہ امہات المؤمنین، صحابہ کرام، ائمہ اربعہ اور جمہور علماء نے اسے قابل عمل شمار نہیں کیا بلکہ منسوخ قرار دیا ہے۔ حضرت صدیقہ نے اپنے اجتہاد کی بنیاد غالباً رسول اللہ ﷺ کی اس اجازت پر رکھی ہے جو حضرت سہلہ بنت سہیل کو مرحمت فرمائی گئی تھی۔ مذکورہ جملہ حضرات نے اس اجازت کو مخصوص قرار دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۱- كِتَابُ الْبُيُوْعِ

بیع کرنے کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَيْعِ الْعُرْبَانِ

۵۵۱- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْعُرْبَانِ.

سنن ابوداؤد (۳۵۰۲) سنن ابن ماجہ (۲۱۹۲)

بیع عربان کے متعلق روایات

عمرو بن شعیب نے اپنے والد محترم اور انہوں نے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذَلِكَ فِيمَا نُرَى، وَاللَّهُ أَعْلَمُ، أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ، أَوْ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ، ثُمَّ يَقُولُ لِلَّذِي اشْتَرَى مِنْهُ أَوْ تَكَارَى مِنْهُ أُعْطِيكَ دِينَارًا، أَوْ دِرْهَمًا، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، أَوْ أَقَلَّ عَلَى أَنِّي إِنْ أَخَذْتُ السِّلْعَةَ، أَوْ رَكِبْتُ مَا تَكَارَيْتُ مِنْكَ، فَالَّذِي أَعْطَيْتُكَ هُوَ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ، أَوْ مِنْ كِرَاءِ الدَّابَّةِ، وَإِنْ تَرَكْتُ ابْتِيَاعَ السِّلْعَةِ، أَوْ كِرَاءَ الدَّابَّةِ فَمَا أَعْطَيْتُكَ لَكَ بَاطِلٌ بِغَيْرِ شَيْءٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں یہ اس لئے آگے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کوئی جب غلام یا لونڈی خریدے یا جانور کرائے پر لے اور پھر جس سے چیز خریدی یا کرائے پر لی ہے اس سے کہے کہ میں آپ کو ایک دینار یا درہم یا اس سے کم وبیش دیتا ہوں کہ اگر میں نے یہ چیز خرید لی یا کرائے کے جانور پر سواری کی تو یہ رقم اس چیز کی قیمت میں شمار کر لینا یا جانور کے کرائے میں اور اگر میں اس چیز کو نہ خریدوں یا کرائے کے جانور کو تو جو کچھ میں نے آپ کو دیا ہے وہ ضبط کر لینا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يَبْتَاعَ الْعَبْدَ التَّاجِرَ الْفَصِيحَ بِالْأَعْبُدِ مِنَ الْحَبَشَةِ، أَوْ مِنْ جِنْسٍ مِنَ الْأَجْنَاسِ لَيْسُوا مِثْلَهُ فِي الْفَصَاحَةِ، وَلَا فِي التِّجَارَةِ، وَالنَّفَاذِ وَالْمَعْرِفَةِ، لَا بَأْسَ بِهَذَا أَنْ تَشْتَرِيَ مِنْهُ الْعَبْدَ بِالْعَبْدَيْنِ، أَوْ بِالْأَعْبُدِ إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ إِذَا اخْتَلَفَ فَبَانَ اخْتِلَافُهُ، فَإِنْ أَشْبَهَ بَعْضُ ذَلِكَ بَعْضًا حَتَّى يَتَقَارَبَ، فَلَا تَأْخُذْ مِنْهُ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَجْنَاسُهُمْ.

امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک ماہر تجارت اور اچھی زبان جاننے والے غلام کو حبشی غلاموں کے بدلے بیچا جائے یا ایک جنس کو دوسری جنسوں کے بدلے۔ وہ فصاحت وتجارت اور یہ نفاذ و معرفت میں چونکہ ایک جیسی چیزیں نہیں ہیں لہٰذا ایک غلام کے بدلے دو یا زیادہ غلام خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ان کا مختلف ہونا واضح ہے۔ اگر ایک چیز کو دوسری سے مشابہت ہو یہاں تک کہ ایک ہی معلوم ہوں تو ایک کے بدلے میں دو چیزیں نہ لی جائیں اگرچہ ان کی جنس مختلف ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ تَبِيعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ تَسْتَوْفِيَهُ إِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں کے سوا اور چیزوں کا قبضے سے پہلے فروخت کرنا درست ہے جبکہ فروخت کرنے والے کے سوا اس چیز کی قیمت کسی دوسرے کو ادا کر دی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُسْتَثْنَى جَنِينٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ إِذَا بِيعَتْ لِأَنَّ ذَلِكَ غَرَرٌ لَا يُدْرَى أَذَكَرٌ هُوَ أَمْ أُنْثَى، أَحَسَنٌ أَمْ قَبِيحٌ، أَوْ نَاقِصٌ، أَوْ تَامٌّ، أَوْ حَيٌّ، أَوْ مَيِّتٌ؟ وَذَلِكَ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ فروخت کرتے وقت عورت کے پیٹ کے بچے کو مستثنیٰ کر لینا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ دھوکا ہے نہیں معلوم کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی خوب صورت ہے یا بدصورت، ناقص ہے یا مکمل اور زندہ ہے یا مردہ؟ اور اس کو وہ عورت کی قیمت سے وضع کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ بِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَنْدَمُ الْبَائِعُ، فَيَسْأَلُ الْمُبْتَاعَ أَنْ يُقِيلَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ يَدْفَعُهَا إِلَيْهِ نَقْدًا، أَوْ إِلَى أَجَلٍ، وَيَمْحُو عَنْهُ الْمِائَةَ دِينَارٍ الَّتِي لَهُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو ایک مدت مقرر کر کے غلام یا لونڈی کو ایک سو دینار میں خریدے، پھر فروخت کرنے والا نادم ہو اور خریدنے والے سے کہے کہ وہ دس دینار قبول کرے۔ اسے نقد دے یا چند دنوں کا وعدہ کرے اور جو سو دینار اس نے دینے ہیں انہیں صفحۂ دل سے مٹا دے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ وَإِنْ نَدِمَ الْمُبْتَاعُ فَسَأَلَ الْبَائِعَ أَنْ يُقِيلَهُ فِي الْجَارِيَةِ، أَوِ الْعَبْدِ، وَيَزِيدَهُ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ نَقْدًا، أَوْ إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنَ الْأَجَلِ الَّذِي اشْتَرَى إِلَيْهِ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَنْبَغِي، وَإِنَّمَا كُرِهَ ذَلِكَ لِأَنَّ الْبَائِعَ كَأَنَّهُ بَاعَ مِنْهُ مِائَةَ دِينَارٍ لَهُ إِلَى سَنَةٍ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ بِجَارِيَةٍ وَبِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا، أَوْ إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنَ السَّنَةِ، فَدَخَلَ فِي ذَلِكَ بَيْعُ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر خریدار نادم ہو کر بائع سے کہے کہ وہ لونڈی یا غلام کو قبول کرے اور وہ دس دینار زائد اسے نقد دیتا ہے یا کوئی مدت مقرر کرتا ہے جو غلام یا لونڈی کو خریدنے کی مدت سے دور ہے تو یہ مناسب نہیں ہے اور اس میں کراہت ہے کیونکہ اس نے اپنے سو دینار کو حلال ہونے سے پہلے لونڈی اور دس دینار کے بدلے نقد یا کسی میعاد پر فروخت کیا۔ پس یہ سونے کی سونے کے ساتھ میعادی بیع میں داخل ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَبِيعُ مِنَ الرَّجُلِ الْجَارِيَةَ بِمِائَةِ دِينَارٍ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِيهَا بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ الثَّمَنِ الَّذِي بَاعَهَا بِهِ إِلَى أَبْعَدَ مِنْ ذَلِكَ الْأَجَلِ الَّذِي بَاعَهَا إِلَيْهِ إِنَّ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ. وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذَلِكَ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ إِلَى أَجَلٍ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا إِلَى أَجَلٍ أَبْعَدَ مِنْهُ يَبِيعُهَا بِثَلَاثِينَ دِينَارًا إِلَى شَهْرٍ، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا بِسِتِّينَ دِينَارًا إِلَى سَنَةٍ، أَوْ إِلَى نِصْفِ سَنَةٍ، فَصَارَ إِنْ رَجَعَتْ إِلَيْهِ سِلْعَتُهُ بِعَيْنِهَا، وَأَعْطَاهُ صَاحِبُهُ ثَلَاثِينَ دِينَارًا إِلَى شَهْرٍ بِسِتِّينَ دِينَارًا إِلَى سَنَةٍ، أَوْ إِلَى نِصْفِ سَنَةٍ، فَهَذَا لَا يَنْبَغِي.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی لونڈی کو ایک میعاد پر سو دینار میں فروخت کرے۔ پھر اسے زیادہ قیمت پر خریدے جس مدت پر فروخت کی تھی اس سے لمبی مدت پر، تو یہ درست نہیں اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی اپنی لونڈی کو ایک میعاد پر فروخت کرے، پھر اسے اس سے لمبی مدت پر خرید لے یعنی ایک ماہ کے وعدے پر اسے تیس دینار میں فروخت کرے، پھر اسے ساٹھ دینار میں ایک سال یا چھ ماہ کے وعدے پر خرید لے تو ہو گا یوں کہ اگر وہ اس کا سامان واپس کرے اور ایک ماہ کے بعد اس کے صاحب کو تیس دینار دے اور یہ ساٹھ دینار ایک سال یا چھ ماہ بعد دے گا تو درست نہیں ہو گا۔ف

ف: رسول اللہ ﷺ کے ظہور کے وقت عرب کے اندر تجارت کے مختلف طریقے رائج تھے جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: بیع عربان، عریہ، مزابنہ، محاقلہ، بیع صرف، مراطلہ، بیع عینہ، بیع سلف، ملامسہ، منابذہ، مرابحہ، ملاقیح، حبل الحبلہ اور ہرنامے پر بیع وغیرہ۔ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے بعض کو ناجائز قرار دیتے ہوئے ان سے منع فرما دیا اور باقی کی جائز اور ناجائز صورتیں متعین فرما دیں۔ بیع عربان کی تعریف امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کے تحت فرمائی ہوئی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَمْلُوكِ

لونڈی غلام کے مال کا حکم

۵۵۲- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ بَاعَ عَبْدًا، وَلَهُ مَالٌ، فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

صحیح البخاری (۲۳۷۹) صحیح مسلم (۳۸۸۲)

اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو شخص غلام کو فروخت کرے تو اس کا مال فروخت کرنے والے کا ہوگا مگر جبکہ خریدار شرط کرے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْمُبْتَاعَ اِنِ اشْتَرَطَ مَالَ الْعَبْدِ فَهُوَ لَهُ نَقْدًا كَانَ، اَوْ دَيْنًا، اَوْ عَرْضًا يُعْلَمُ، اَوْ لَا يُعْلَمُ، وَاِنْ كَانَ لِلْعَبْدِ مِنَ الْمَالِ اَكْثَرُ مِمَّا اشْتَرٰى بِهِ كَانَ ثَمَنُهُ نَقْدًا، اَوْ دَيْنًا، اَوْ عَرْضًا، وَذٰلِكَ اَنَّ مَالَ الْعَبْدِ لَيْسَ عَلٰى سَيِّدِهِ فِيْهِ زَكٰوةٌ، وَاِنْ كَانَتْ لِلْعَبْدِ جَارِيَةٌ اِسْتَحَلَّ فَرْجَهَا بِمِلْكِهِ اِيَّاهَا، وَاِنْ عَتَقَ الْعَبْدُ، اَوْ كَاتَبَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَاِنْ اَفْلَسَ اَخَذَ الْغُرَمَاءُ مَالَهُ، وَلَمْ يُتْبَعْ سَيِّدُهُ بِشَيْءٍ مِنْ دَيْنِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ خریدار اگر غلام کے مال کی شرط کرے تو وہ اسی کا ہوگا' نقد' قرض یا سامان جو کچھ بھی ہو' معلوم ہو یا نامعلوم۔ غلام کے پاس اگر اس سے زیادہ مال ہو جتنے میں فروخت کیا گیا ہے' خواہ وہ نقد قیمت ہو یا قرض یا اسباب اور اسی لئے غلام کے مال میں آقا پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر غلام کی ایک لونڈی ہو تو ملکیت کے باعث آقا کے لئے اس کی شرمگاہ حلال ہو جائے گی۔ اگر غلام کو آزاد یا مکاتب کیا تو اس کا مال بھی تابع ہوگا کہ اگر وہ مفلس ہو جاتا تو قرض خواہوں کو مل جاتا اور آقا سے اس کے قرض کا مطلقاً مطالبہ نہ ہوتا۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْعُهْدَةِ

مواخذے کا حکم

[۷۲۶] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ، وَهِشَامَ بْنَ اِسْمَاعِيْلَ كَانَا يَذْكُرَانِ فِيْ خُطْبَتِهِمَا عُهْدَةَ الرَّقِيْقِ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِيْنَ يُشْتَرَى الْعَبْدُ اَوِ الْوَلِيْدَةُ، وَعُهْدَةَ السَّنَةِ.

عبد اللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل دونوں نے اپنے خطبے میں بیان فرمایا کہ غلام کی ایک جواب دہی تین دن تک ہے' اس روز سے جس روز لونڈی یا غلام کو خریدا اور دوسری جواب دہی ایک سال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ مَا اَصَابَ الْعَبْدُ، اَوِ الْوَلِيْدَةُ فِي الْاَيَّامِ الثَّلَاثَةِ مِنْ حِيْنَ يُشْتَرَيَانِ حَتّٰى تَنْقَضِيَ الْاَيَّامُ الثَّلَاثَةُ فَهُوَ مِنَ الْبَائِعِ، وَاِنَّ عُهْدَةَ السَّنَةِ مِنَ الْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ، فَاِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَقَدْ بَرِئَ الْبَائِعُ مِنَ الْعُهْدَةِ كُلِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام یا لونڈی میں تین دن تک جو عارضہ نظر آ جائے جبکہ خریداری کے دن سے تین روز پورے ہونے تک وہ فروخت کرنے والے کی طرف سے ہے اور سال بھر والا عہد جنون' جذام اور برص کا ہے۔ اگر ایک سال گزر جائے تو فروخت کرنے والا ہر قسم کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا، اَوْ وَلِيْدَةً مِنْ اَهْلِ الْمِيْرَاثِ، اَوْ مِنْ غَيْرِهِمْ بِالْبَرَاءَةِ، فَقَدْ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ، وَلَا عُهْدَةَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ، فَاِنْ كَانَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ لَمْ تَنْفَعْهُ الْبَرَاءَةُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْبَيْعُ مَرْدُوْدًا، وَلَا عُهْدَةَ عِنْدَنَا اِلَّا فِي الرَّقِيْقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میراث پانے والوں یا دوسرے لوگوں نے غلام یا لونڈی کو فروخت کیا' اس شرط پر کہ وہ جواب دہی سے بری ہیں تو وہ ہر عیب سے بری الذمہ ہوں گے اور ان پر کوئی جواب دہی نہیں ہوگی مگر جبکہ عیب کا علم ہو اور انہوں نے چھپایا ہو۔ اگر انہیں عیب کا علم تھا اور اسے چھپایا تو برأت ان کے کام نہیں

٤- بَابُ الْعَيْبِ فِي الرَّقِيْقِ

[۷۲۷] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ يَحْيٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ بَاعَ غُلَامًا لَهٗ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ وَبَاعَهٗ بِالْبَرَاءَةِ، فَقَالَ الَّذِی ابْتَاعَهٗ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بِالْغُلَامِ دَاءٌ لَمْ تُسَمِّهٖ لِیْ، فَاخْتَصَمَا اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَقَالَ الرَّجُلُ بَاعَنِیْ عَبْدًا وَبِهٖ دَاءٌ لَمْ يُسَمِّهٖ. وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بِعْتُهٗ بِالْبَرَاءَةِ. فَقَضٰی عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنْ يَحْلِفَ لَهٗ لَقَدْ بَاعَهُ الْعَبْدَ وَمَا بِهٖ دَاءٌ يَعْلَمُهٗ، فَاَبٰی عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَحْلِفَ وَارْتَجَعَ الْعَبْدَ فَصَحَّ عِنْدَهٗ، فَبَاعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِاَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ دِرْهَمٍ.

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ كُلَّ مَنِ ابْتَاعَ وَلِيْدَةً فَحَمَلَتْ، اَوْ عَبْدًا فَاَعْتَقَهٗ، وَكُلَّ اَمْرٍ دَخَلَهُ الْفَوْتُ حَتّٰی لَا يُسْتَطَاعَ رَدُّهٗ، فَقَامَتِ الْبَيِّنَةُ اِنَّهٗ قَدْ كَانَ بِهٖ عَيْبٌ عِنْدَ الَّذِیْ بَاعَهٗ، اَوْ عُلِمَ ذٰلِكَ بِاعْتِرَافٍ مِنَ الْبَائِعِ اَوْ غَيْرِهٖ، فَاِنَّ الْعَبْدَ، اَوِ الْوَلِيْدَةَ يُقَوَّمُ وَبِهِ الْعَيْبُ الَّذِیْ كَانَ بِهٖ يَوْمَ اشْتَرَاهُ، فَيُرَدُّ مِنَ الثَّمَنِ قَدْرُ مَا بَيْنَ قِيْمَتِهٖ صَحِيْحًا، وَقِيْمَتِهٖ وَبِهٖ ذٰلِكَ الْعَيْبُ.

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِی الرَّجُلِ يَشْتَرِی الْعَبْدَ، ثُمَّ يَظْهَرُ مِنْهُ عَلٰی عَيْبٍ يَرُدُّهٗ مِنْهُ، وَقَدْ حَدَثَ بِهٖ عِنْدَ الْمُشْتَرِیْ عَيْبٌ اٰخَرُ، اِنَّهٗ اِذَا كَانَ الْعَيْبُ الَّذِیْ حَدَثَ بِهٖ مُفْسِدًا مِثْلُ الْقَطْعِ، اَوِ الْعَوَرِ، اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُيُوْبِ الْمُفْسِدَةِ، فَاِنَّ الَّذِی اشْتَرَى الْعَبْدَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِنْ اَحَبَّ اَنْ يُوْضَعَ عَنْهُ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ بِقَدْرِ الْعَيْبِ الَّذِیْ كَانَ بِالْعَبْدِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ وُضِعَ عَنْهُ، وَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَغْرَمَ قَدْرَ مَا اَصَابَ

آئے گی اور یہ بیع باطل قرار پائے گی اور ہمارے نزدیک جواب وہی صرف لونڈی غلام میں ہے۔

لونڈی غلام میں عیب نکل آنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے ایک غلام کو آٹھ سو درہم میں برأت کے ساتھ فروخت کیا۔ خریدنے والے نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ غلام کو ایک مرض ہے جو آپ نے مجھے نہیں بتایا۔ دونوں جھگڑے کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لے گئے۔ اس آدمی نے کہا کہ میں نے غلام خریدا جس کو مرض ہے جو مجھے بتایا نہیں گیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے برأت کے ساتھ فروخت کیا تھا۔ حضرت عثمان نے فیصلہ فرمایا کہ عبداللہ بن عمر اس کا حلف اٹھائیں کہ انہوں نے جب غلام بیچا تو کوئی مرض ایسا نہ تھا جو ان کے علم میں ہو۔ حضرت عبداللہ نے حلف سے انکار کیا۔ غلام لوٹ آیا اور پھر تندرست ہو گیا تو اس کے بعد حضرت عبداللہ نے اسے ایک ہزار پانچ سو درہم میں فروخت کیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو لونڈی خریدے اور وہ حاملہ ہو جائے یا غلام خریدے اور اسے آزاد کر دے اور ایسی کوئی وجہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے کہ اسے لوٹایا نہ جا سکے تو گواہ کھڑے کئے جائیں گے کہ فروخت کرنے والے کے پاس ہی اس میں عیب تھا یا اس کے معلوم ہونے کا بائع اعتراف کر لے یا کوئی دوسرا۔ پس اس عیب والے غلام یا لونڈی کی خریداری کے روز کی قیمت لگائی جائے گی۔ پس یہ عیب والی قیمت صحیح قیمت سے جتنی کم ہو گی اتنی رقم واپس پھیری جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ کسی نے غلام خریدا۔ پس اس میں ایسا عیب ظاہر ہوا کہ لوٹایا جا سکتا ہے۔ پھر خریدار کے پاس دوسرا عیب پیدا ہو گیا مثلاً کوئی عضو کٹ گیا یا کانا ہو گیا یا کوئی دوسرا عیب۔ دریں حالات غلام کو صحیح حالت میں خریدنے والا اگر چاہے تو عیب کے مطابق قیمت وضع کرے گا اور اگر چاہے تو غلام کو لوٹا دے اور جو عیب اس کے ہاں پیدا ہوا اس کا تاوان ادا کر دے۔ اگر خریدار کے پاس غلام مر جائے تو غلام کی قیمت لگائی جائے گی اس عیب کے ساتھ جو

الْعَبْدَ مِنَ الْعَيْبِ عِنْدَهُ، ثُمَّ يَرُدُّ الْعَبْدَ فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ مَاتَ الْعَبْدُ عِنْدَ الَّذِي اشْتَرَاهُ أُقِيمَ الْعَبْدُ، وَبِهِ الْعَيْبُ الَّذِي كَانَ بِهِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ فَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُهُ، فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الْعَبْدِ يَوْمَ اشْتَرَاهُ بِغَيْرِ عَيْبٍ مِائَةَ دِينَارٍ، وَقِيمَتُهُ يَوْمَ اشْتَرَاهُ وَبِهِ الْعَيْبُ ثَمَانُونَ دِينَارًا وُضِعَ عَنِ الْمُشْتَرِي مَا بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ، وَإِنَّمَا تَكُونُ الْقِيمَةُ يَوْمَ اشْتُرِيَ الْعَبْدُ.

خریداری کے روز موجود تھا۔ پھر اس کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر خریداری کے روز عیب کے بغیر قیمت سو دینار تھی اور خریداری کے روز عیب کے ساتھ اسی دینار قیمت تھی تو مشتری بائع سے دونوں قیمتوں کا فرق وضع کر لے گا لیکن قیمت اس روز کی ہوگی جس روز کہ غلام کو خریدا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ رَدَّ وَلِيدَةً مِنْ عَيْبٍ وَجَدَهُ بِهَا وَكَانَ قَدْ أَصَابَهَا أَنَّهَا إِنْ كَانَتْ بِكْرًا فَعَلَيْهِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا، وَإِنْ كَانَتْ ثَيِّبًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِي إِصَابَتِهِ إِيَّاهَا شَيْءٌ، لِأَنَّهُ كَانَ ضَامِنًا لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جو لونڈی کو عیب کے باعث لوٹائے اور خریدار اس کے ساتھ صحبت کر چکا ہے تو اگر وہ کنواری تھی تو قیمت میں جتنی کمی آئی ہے وہ ادا کرے اور اگر شوہر دیدہ تھی تو صحبت کرنے کے باعث اسے تاوان نہیں دینا پڑے گا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيمَنْ بَاعَ عَبْدًا، أَوْ وَلِيدَةً، أَوْ حَيَوَانًا بِالْبَرَاءَةِ مِنْ أَهْلِ الْمِيرَاثِ، أَوْ غَيْرِهِمْ، فَقَدْ بَرِئَ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ فِيمَا بَاعَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَلِمَ فِي ذٰلِكَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ، فَإِنْ كَانَ عَلِمَ عَيْبًا فَكَتَمَهُ لَمْ تَنْفَعْهُ تَبْرِئَتُهُ، وَكَانَ مَا بَاعَ مَرْدُودًا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جس نے غلام' لونڈی یا کسی جانور کو برأت کے ساتھ فروخت کیا خواہ وہ اہل میراث سے ہو یا دوسرا' تو وہ اس چیز کے ہر عیب سے بری الذمہ ہو جائے گا ماسوائے اس صورت کے کہ اس کو عیب کا علم ہو اور چھپائے۔ اگر عیب کا اسے علم ہو اور دانستہ چھپایا ہو تو برأت اسے فائدہ نہیں دے گی اور یہ سودا باطل ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْجَارِيَةِ تُبَاعُ بِالْجَارِيَتَيْنِ، ثُمَّ يُوجَدُ بِإِحْدَى الْجَارِيَتَيْنِ عَيْبٌ تُرَدُّ مِنْهُ، قَالَ تُقَامُ الْجَارِيَةُ الَّتِي كَانَتْ قِيمَةَ الْجَارِيَتَيْنِ فَيُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُهَا، ثُمَّ تُقَامُ الْجَارِيَتَانِ بِغَيْرِ الْعَيْبِ الَّذِي وَجَدَ بِإِحْدَاهُمَا تُقَامَانِ صَحِيحَتَيْنِ سَالِمَتَيْنِ، ثُمَّ يُقْسَمُ ثَمَنُ الْجَارِيَةِ الَّتِي بِيعَتْ بِالْجَارِيَتَيْنِ عَلَيْهِمَا بِقَدْرِ ثَمَنِهِمَا حَتَّى يَقَعَ عَلَى كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا حِصَّتُهَا مِنْ ذٰلِكَ عَلَى الْمُرْتَفِعَةِ بِقَدْرِ ارْتِفَاعِهَا، وَعَلَى الْأُخْرَى بِقَدْرِهَا، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى الَّتِي بِهَا الْعَيْبُ فَيُرَدُّ بِقَدْرِ الَّذِي وَقَعَ عَلَيْهَا مِنْ تِلْكَ الْحِصَّةِ إِنْ كَانَتْ كَثِيرَةً أَوْ قَلِيلَةً، وَإِنَّمَا تَكُونُ قِيمَةُ الْجَارِيَتَيْنِ عَلَيْهِ يَوْمَ قَبْضِهِمَا.

امام مالک نے اس لونڈی کے متعلق فرمایا جو دو لونڈیوں کے بدلے فروخت کی گئی۔ پھر ان میں سے ایک کے اندر ایسا عیب پایا گیا جس کی وجہ سے وہ پھر سکتی ہے' فرمایا کہ اس لونڈی کی قیمت لگائی جائے گی جو دونوں لونڈیوں کے برابر تھی۔ دیکھا جائے گا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ پھر دونوں لونڈیوں کی قیمت لگائی جائے گی اس عیب کے بغیر جو ان میں سے ایک کے اندر پایا گیا۔ پھر ان کی صحیح سالم کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر دیکھا جائے گا کہ اس ایک لونڈی کی قیمت ان دونوں لونڈیوں سے کتنی زیادہ ہے۔ پھر زائد رقم کو ان دونوں لونڈیوں کی قیمت پر تقسیم کریں گے اور دیکھیں گے کہ صحیح سالم کی قیمت کیا بنی اور عیب والی کی کتنی۔ پھر عیب والی کو دیکھ کر جتنا اس پر حصہ پڑا اس کے حساب سے واپس لوٹا دی جائے گی خواہ وہ قلیل حصہ ہو یا کثیر اور ان دونوں لونڈیوں کی قبضے کے

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْعَبْدَ فَيُؤَاجِرُهُ بِالْإِجَارَةِ الْعَظِيمَةِ، أَوِ الْغَلَّةِ الْقَلِيلَةِ، ثُمَّ يَجِدُ بِهِ عَيْبًا يُرَدُّ مِنْهُ إِنَّهُ يَرُدُّهُ بِذٰلِكَ الْعَيْبِ، وَتَكُونُ لَهُ إِجَارَتُهُ وَغَلَّتُهُ وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ بِبَلَدِنَا، وَذٰلِكَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ عَبْدًا فَبَنَى لَهُ دَارًا قِيمَةُ بِنَائِهَا ثَمَنُ الْعَبْدِ أَضْعَافًا، ثُمَّ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا يُرَدُّ مِنْهُ رَدَّهُ وَلَا يُحْسَبُ لِلْعَبْدِ عَلَيْهِ إِجَارَةٌ فِيمَا عَمِلَ لَهُ، فَكَذٰلِكَ تَكُونُ لَهُ إِجَارَتُهُ إِذَا آجَرَهُ مِنْ غَيْرِهِ لِأَنَّهُ ضَامِنٌ لَهُ، وَهٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنِ ابْتَاعَ رَقِيقًا فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ فَوَجَدَ فِي ذٰلِكَ الرَّقِيقِ عَبْدًا مَسْرُوقًا، أَوْ وَجَدَ بِعَبْدٍ مِنْهُمْ عَيْبًا، إِنَّهُ يُنْظَرُ فِيمَا وُجِدَ مَسْرُوقًا، أَوْ وَجَدَ بِهِ عَيْبًا، فَإِنْ كَانَ هُوَ وَجْهَ ذٰلِكَ الرَّقِيقِ، أَوْ أَكْثَرَهُ ثَمَنًا، أَوْ مِنْ أَجْلِهِ اشْتَرَى، وَهُوَ الَّذِي فِيهِ الْفَضْلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ كَانَ ذٰلِكَ الْبَيْعُ مَرْدُودًا كُلُّهُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِي وُجِدَ مَسْرُوقًا، أَوْ وُجِدَ بِهِ الْعَيْبُ مِنْ ذٰلِكَ الرَّقِيقِ فِي الشَّيْءِ الْيَسِيرِ مِنْهُ لَيْسَ هُوَ وَجْهَ ذٰلِكَ الرَّقِيقِ، وَلَا مِنْ أَجْلِهِ اشْتَرَى، وَلَا فِيهِ الْفَضْلُ فِيمَا يَرَى النَّاسُ رُدَّ ذٰلِكَ الَّذِي وُجِدَ بِهِ الْعَيْبُ، أَوْ وُجِدَ مَسْرُوقًا بِعَيْنِهِ بِقَدْرِ قِيمَتِهِ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي اشْتَرَى بِهِ أُولٰئِكَ الرَّقِيقَ.

۵- بَابُ مَا يُفْعَلُ فِي الْوَلِيدَةِ إِذَا بِيعَتْ وَالشَّرْطُ فِيهَا

[۷۲۸] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ ابْتَاعَ جَارِيَةً مِنِ امْرَأَتِهِ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ، وَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ أَنَّكَ إِنْ بِعْتَهَا فَهِيَ لِي بِالثَّمَنِ الَّذِي تَبِيعُهَا بِهِ، فَسَأَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ

روز کی قیمت لگائی جائے گی۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے غلام خرید کر مزدوری کروائی۔ مزدوری سے خواہ زیادہ حاصل کیا یا تھوڑا پھر اس میں ایسا عیب پائے جس کے باعث لوٹا سکے تو وہ غلام کو واپس کر دے بوجہ عیب کے اور مزدوری کی رقم رکھ لے اور اس بات پر ہمارے شہر کی ایک جماعت ہے۔ جیسے کسی شخص نے اگر غلام خریدا اور غلام سے ایک گھر بنوایا جس کی مزدوری غلام کی قیمت سے کئی گنا ہے۔ پھر اس میں عیب پائے جس کے باعث لوٹا سکے تو لوٹا دے اور غلام نے جو مزدوری کی وہ واپس نہیں کی جائے گی کیونکہ مشتری اس کا ضامن تھا اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ایک ہی عقد میں کئی غلام خریدے پھر ان میں سے ایک غلام چوری کا نکل آیا یا ایک غلام کے اندر کوئی عیب پایا گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ جو غلام چوری کا نکلا یا جس میں عیب پایا گیا کہ کیا وہ سب غلاموں میں عمدہ یا زیادہ قیمتی ہے جس کے باعث خریدا گیا یا لوگوں کے نزدیک اس کے اندر کوئی خاص خوبی ہے؟ ایسا ہے تو وہ ساری بیع فسخ ہو گی۔ اور اگر جس کو چور پایا گیا یا جس میں عیب نکلا وہ دوسرے غلاموں سے معمولی شمار ہوتا ہے اور اس غلام کی وجہ سے سودا نہیں ہوا اور نہ لوگوں کے نزدیک اس کے اندر کوئی خاص خوبی ہے تو جس میں عیب پایا گیا یا چوری کا نکلا تو اس غلام کو اتنی ہی قیمت پر واپس کر دیا جائے گا جتنے میں اسے خریدا تھا۔

اگر لونڈی کو شرط لگا کر بیچا جائے

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اپنی بیوی حضرت زینب ثقفیہ سے ایک لونڈی خریدی۔ انہوں نے شرط رکھی کہ جتنی قیمت پر آپ اسے فروخت کریں اتنے داموں میری ہو گی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے اس کا حضرت عمر سے ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس میں ایک بھی شرط ہو اس سے صحبت نہ کرنا۔

بْنُ الْخَطَّابِ لَا تَقْرَبْهَا ، وَفِيهَا شَرْطٌ لِأَحَدٍ.

[۷۲۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَا يَطَأُ الرَّجُلُ وَلِيدَةً إِلَّا وَلِيدَةً إِنْ شَاءَ بَاعَهَا ، وَإِنْ شَاءَ وَهَبَهَا ، وَإِنْ شَاءَ أَمْسَكَهَا ، وَإِنْ شَاءَ صَنَعَ بِهَا مَا شَاءَ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ آدمی اس لونڈی سے صحبت کر سکتا ہے جس کو چاہے فروخت کرے چاہے ہبہ کرے چاہے روکے اور چاہے جو مرضی ہو کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنِ اشْتَرَى جَارِيَةً عَلَى شَرْطِ أَنْ لَا يَبِيعَهَا ، وَلَا يَهَبَهَا ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الشُّرُوطِ ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِلْمُشْتَرِي أَنْ يَطَأَهَا ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا وَلَا أَنْ يَهَبَهَا ، فَإِنْ كَانَ لَا يَمْلِكُ ذٰلِكَ مِنْهَا ، فَلَمْ يَمْلِكْهَا مِلْكًا تَامًّا لِأَنَّهُ قَدِ اسْتُثْنِيَ عَلَيْهِ فِيهَا مَا مَلَكَهُ بِيَدِ غَيْرِهِ ، فَإِذَا دَخَلَ هٰذَا الشَّرْطُ لَمْ يَصْلُحْ ، وَكَانَ بَيْعًا مَكْرُوهًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اس شرط پر لونڈی خریدی کہ نہ اسے بیچے گا اور نہ ہبہ کرے گا وغیرہ ایسی ہی شرط کے ساتھ تو خریدنے والے کو اس سے صحبت کرنا درست نہیں اور اسے فروخت یا ہبہ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ پوری طرح اس کا مالک نہ ہوا کیونکہ مکمل اختیار نہیں رکھتا۔ چونکہ اس کا کچھ اختیار دوسرے کے ہاتھ میں رہا۔ لہٰذا ایسی شرط کا شامل کرنا درست نہیں اور ایسی بیع مکروہ قرار پائے گی۔

٦- بَابُ النَّهْيِ عَنْ أَنْ يَطَأَ الرَّجُلُ وَلِيدَةً وَلَهَا زَوْجٌ

خاوند والی لونڈی سے وطی کی ممانعت ہے

[۷۳۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرٍ أَهْدَى لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ جَارِيَةً وَلَهَا زَوْجٌ ابْتَاعَهَا بِالْبَصْرَةِ ، فَقَالَ عُثْمَانُ لَا أَقْرَبُهَا حَتّٰى يُفَارِقَهَا زَوْجُهَا ، فَأَرْضٰى ابْنُ عَامِرٍ زَوْجَهَا فَفَارَقَهَا.

عبداللہ بن عامر نے حضرت عثمان کی خدمت میں ایک لونڈی کو تحفے کے طور پر پیش کیا۔ اس کا خاوند بھی تھا اور لونڈی کو بصرے سے خریدا تھا۔ حضرت عثمان نے فرمایا کہ جب تک اس کا خاوند چھوڑ نہ دے میں اس کے نزدیک نہیں جاؤں گا۔ ابن عامر نے اس کے خاوند کو راضی کر لیا تو اس نے لونڈی کو چھوڑ دیا۔

[۷۳۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ابْتَاعَ وَلِيدَةً ، فَوَجَدَهَا ذَاتَ زَوْجٍ ، فَرَدَّهَا.

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک لونڈی خریدی۔ معلوم ہوا کہ وہ خاوند والی ہے تو اسے واپس کر دیا۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي ثَمَرِ الْمَالِ يُبَاعُ أَصْلُهُ

درخت بیچا گیا تو پھل اس میں شامل نہیں

۵۵۳- حَدَّثَنِي يَحْيٰى ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ ، فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ.

صحیح البخاری (۲۲۰۴) صحیح مسلم (۳۸۷۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تابیر کیا ہوا کھجور کا درخت بیچے تو اس کے پھل بائع کے ہوں گے مگر یہ کہ خریدار ان کی شرط کر لے۔

٨- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا

پھلوں کو پختگی ظاہر ہونے تک بیچنا منع ہے

٥٥٤- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا، نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

صحیح البخاری(٢١٩٤) صحیح مسلم(٣٨٤٠)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو بیچنے سے جب تک پختگی ظاہر نہ ہو بائع اور مشتری کو منع فرمایا ہے۔

٥٥٥- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِيَ، فَقِيْلَ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِيْ؟ فَقَالَ حِيْنَ تَحْمَرُّ. وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَرَأَيْتَ إِذَا مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَأْخُذُ أَحَدُكُمْ مَالَ أَخِيْهِ؟

صحیح البخاری(٢١٩٨) صحیح مسلم(٣٩٥٤)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خوش رنگ ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! خوش رنگ ہونا کیا ہے؟ فرمایا: جب سرخ ہو جائے اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ پکنے دے تو تم کس چیز کے بدلے اپنے بھائی کا مال لو گے؟

٥٥٦- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تَنْجُوَ مِنَ الْعَاهَةِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ ہر آفت سے نجات پا جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَيْعُ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهَا مِنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنا دھوکے کی تجارت ہے۔

[٧٣٢] **أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّهُ كَانَ لَا يَبِيْعُ ثِمَارَهُ حَتّٰى تَطْلُعَ الثُّرَيَّا.

خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھلوں کو نہ بیچتے یہاں تک کہ ثریا کے تارے نکلنے لگتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ بَيْعِ الْبِطِّيْخِ وَالْقِثَّاءِ وَالْخِرْبِزِ وَالْجَزَرِ إِنَّ بَيْعَهُ إِذَا بَدَا صَلَاحُهُ حَلَالٌ جَائِزٌ، ثُمَّ يَكُوْنُ لِلْمُشْتَرِيْ مَا يَنْبُتُ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ثَمَرُهُ وَيَهْلِكَ، وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ وَقْتٌ يُوَقَّتُ، وَذٰلِكَ أَنَّ وَقْتَهُ مَعْرُوْفٌ عِنْدَ النَّاسِ، وَرُبَّمَا دَخَلَتْهُ الْعَاهَةُ فَقَطَعَتْ ثَمَرَتَهُ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ، فَإِذَا دَخَلَتْهُ الْعَاهَةُ بِجَائِحَةٍ تَبْلُغُ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا كَانَ ذٰلِكَ مَوْضُوْعًا عَنِ الَّذِي ابْتَاعَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک خربوزے، ککڑی، دوسرے خربوزے اور گاجر کی بیع کا یہ حکم ہے کہ بہتری معلوم ہونے پر ان کی بیع حلال و جائز ہے۔ پھر جو لگیں گے وہ پھلوں کے ختم ہونے یا ہلاک ہونے تک مشتری کے ہوں گے اور اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں ہے بلکہ لوگوں کے دستور کے مطابق ہے اور بعض اوقات کوئی آفت آ کر پھلوں کو ضائع کر دیتی ہے اس وقت کے آنے سے پہلے کوئی آفت آ جائے تو مقررہ قیمت کے تہائی تک مجرا کیا جا سکتا ہے کہ اسے خریدار وضع کرے گا۔

٩- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ

عریہ کے فروخت کرنے کا بیان

۵۵۷- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ لِصَاحِبِ الْعَرِیَّةِ اَنْ یَّبِیْعَهَا بِخَرْصِهَا.

صحیح البخاری (۲۱۸۸) صحیح مسلم (۳۸۵۵ تا ۳۸۶۳)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازے سے میوے فروخت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

۵۵۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ دَاوٗدَ بْنِ الْحُصَیْنِ ' عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ مَوْلَی ابْنِ اَبِیْ اَحْمَدَ ' عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَرْخَصَ فِیْ بَیْعِ الْعَرَایَا بِخَرْصِهَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ ' اَوْ فِیْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ. یَشُکُّ دَاوٗدُ قَالَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ ' اَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ. صحیح البخاری (۲۱۹۰) صحیح مسلم (۳۸۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اندازے سے بیع عرایا (میووں) کی اجازت مرحمت فرمائی ہے جبکہ وہ پانچ وسق سے کم یا تقریباً پانچ وسق ہوں۔

داؤد کو شک ہے فرمایا کہ پانچ وسق یا پانچ وسق سے کم۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا تُبَاعُ الْعَرَایَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ یُتَحَرّٰی ذٰلِکَ وَیُخْرَصُ فِیْ رُؤُوْسِ النَّخْلِ وَاِنَّمَا اُرْخِصَ فِیْهِ لِاَنَّهٗ اُنْزِلَ بِمَنْزِلَةِ التَّوْلِیَةِ وَالْاِقَالَةِ وَالشِّرْکِ ' وَلَوْ کَانَ بِمَنْزِلَةِ غَیْرِهٖ مِنَ الْبُیُوْعِ مَا اَشْرَکَ اَحَدٌ اَحَدًا فِیْ طَعَامِهٖ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهٗ ' وَلَا اَقَالَهٗ مِنْهُ ' وَلَا وَلَّاهُ اَحَدًا حَتّٰی یَقْبِضَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ میووں کا درختوں پر اندازہ کر لیا جائے گا کیونکہ اس کی اجازت دی گئی ہے اور اسے تولیہ' اقالہ اور شراکت کی طرح شمار کیا گیا ہے۔ اگر یہ دوسری بیوع کی طرح ہوتا تو جیسے کھانے کی چیزوں کا تولیہ' اقالہ یا شرکت خریدار کے قبضے سے پہلے درست نہیں اسی طرح اس کا بھی درست نہ ہوتا۔

۱۰- بَابُ الْجَائِحَةِ فِیْ بَیْعِ الثِّمَارِ وَالزَّرْعِ

پھلوں اور کھیتی کی بیع میں آفت آنے کا بیان

۵۵۹- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ اَبِی الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّهٗ سَمِعَهَا تَقُوْلُ اِبْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَ حَائِطٍ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَعَالَجَهٗ وَقَامَ فِیْهِ حَتّٰی تَبَیَّنَ لَهُ النُّقْصَانُ ' فَسَاَلَ رَبَّ الْحَائِطِ اَنْ یَّضَعَ لَهٗ اَوْ اَنْ یُّقِیْلَهٗ ' فَحَلَفَ اَنْ لَّا یَفْعَلَ ' فَذَهَبَتْ اُمُّ الْمُشْتَرِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لَهٗ ' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَاَلّٰی اَنْ لَّا یَفْعَلَ خَیْرًا. فَسَمِعَ بِذٰلِکَ رَبُّ الْحَائِطِ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ هُوَ لَهٗ. صحیح البخاری (۲۷۰۵) صحیح مسلم (۳۹۶۰)

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے کسی باغ کے پھل خریدے' اس نے بہتری کی تدبیر کی لیکن بالآخر نقصان ہوا۔ اس نے باغ کے مالک سے کہا کہ قیمت کچھ گھٹا دو یا واپس کر لو۔ اس نے قسم کھائی کہ ایسا نہیں کرے گا۔ پس خریدار کی والدہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی اس نے قسم کھائی کہ بھلائی نہیں کرے گا؟ یہ بات باغ والے نے سنی تو عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے اس کی بات منظور ہے۔

[۷۳۳] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ قَضٰی بِوَضْعِ الْجَائِحَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عمر بن عبد العزیز نے خریدار کے نقصان کو پورا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلَى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْجَائِحَةُ الَّتِي تُوضَعُ عَنِ الْمُشْتَرِي الثُّلُثُ فَصَاعِدًا، وَلَا يَكُونُ مَا دُونَ ذٰلِكَ جَائِحَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ خریدار کا نقصان پورا کیا جائے گا جبکہ تہائی یا اس سے زیادہ نقصان ہو لیکن کم ہو تو پورا نہیں کیا جائے گا۔

١١ - بَابُ مَا يَجُوزُ فِي اسْتِثْنَاءِ الثَّمَرِ

کچھ پھلوں کو بیع سے مستثنیٰ کرنا جائز ہے

[٧٣٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْهُ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اپنے باغ کے پھلوں کو فروخت کرتے تو بعض کو مستثنیٰ کر لیا کرتے۔

[٧٣٥] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ جَدَّهُ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ بَاعَ ثَمَرَ حَائِطٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ الْأَفْرَقُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ، وَاسْتَثْنَى مِنْهُ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ تَمْرًا.

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ ان کے جدامجد محمد بن عمرو بن حزم نے اپنے باغ کے پھل بیچے جس کو افراق کہا جاتا تھا' چار ہزار درہم میں اور آٹھ سو درہم کی کھجوریں اس سے مستثنیٰ کر لیں۔

[٧٣٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ، أَنَّ أُمَّهُ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانَتْ تَبِيعُ ثِمَارَهَا وَتَسْتَثْنِي مِنْهَا.

حضرت عبدالرحمٰن بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی والدہ عمرہ بنت عبدالرحمٰن اپنے (باغ کے) پھل فروخت کرتے ہوئے ان میں سے استثناء کر لیتی تھیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا بَاعَ ثَمَرَ حَائِطِهِ أَنَّ لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْ ثَمَرِ حَائِطِهِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ثُلُثِ الثَّمَرِ لَا يُجَاوِزُ ذٰلِكَ، وَمَا كَانَ دُونَ الثُّلُثِ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جب کوئی اپنے باغ کا پھل بیچے تو اسے حق ہے کہ اپنے باغ کے پھل میں تہائی تک مستثنیٰ کر لے اور اس سے تجاوز نہ کرے ہاں تہائی سے کم میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الرَّجُلُ يَبِيعُ ثَمَرَ حَائِطِهِ وَيَسْتَثْنِي مِنْ ثَمَرِ حَائِطِهِ ثَمَرَ نَخْلَةٍ، أَوْ نَخَلَاتٍ يَخْتَارُهَا وَيُسَمِّي عَدَدَهَا، فَلَا أَرَى بِذٰلِكَ بَأْسًا، لِأَنَّ رَبَّ الْحَائِطِ إِنَّمَا اسْتَثْنَى شَيْئًا مِنْ ثَمَرِ حَائِطِ نَفْسِهِ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ شَيْءٌ احْتَبَسَهُ مِنْ حَائِطِهِ، وَأَمْسَكَهُ لَمْ يَبِعْهُ، وَبَاعَ مِنْ حَائِطِهِ مَا سِوَى ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنے باغ کا پھل بیچے اور اس میں سے کچھ پھل مستثنیٰ کرے نیز ایک دو درخت بھی نہ بیچے اور ان کی تعداد بتا دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ مالک نے جن درختوں سے مستثنیٰ کیا ہے گویا انہیں بیچا ہی نہیں اور بلکہ روک لیا ہے اور ان کے سوا باقی باغ کے پھل بیچے ہیں۔

١٢ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ التَّمْرِ

کھجوروں کی مکروہ بیع

٥٦٠- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّمْرُ بِالتَّمْرِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَقِيلَ لَهُ إِنَّ عَامِلَكَ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کھجور کے بدلے کھجور برابر بیچو۔ عرض کی گئی کہ آپ کا عامل خیبر تو ایک صاع دو صاع کھجوروں کے بدلے لیتا ہے۔ آپ نے

عَلٰى خَيْبَرَ يَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ادْعُوهُ لِي، فَدُعِيَ لَهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَتَأْخُذُ الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ؟ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَا يَبِيعُونَنِي الْجَنِيبَ بِالْجَمْعِ صَاعًا بِصَاعٍ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا.

فرمایا کہ اسے میرے پاس بلاؤ۔ اسے بلایا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دو صاع کے بدلے ایک صاع لیتے ہو؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ایک صاع گھٹیا کھجوروں کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجوریں نہیں ملتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ گھٹیا کھجوروں کو نقدی سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خرید لو۔

۵۶۱- **حَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سُهَيْلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ، فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ، وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، لَا تَفْعَلْ، بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ، ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا.

صحیح البخاری (٢٢٠١) صحیح مسلم (٤٠٥٧-٤٠٥٨)

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو خیبر کا عامل مقرر فرمایا تو وہ عمدہ کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کیا خیبر میں ساری کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! نہیں، ہم اپنی دو صاع کے بدلے ایک صاع اور تین صاع کے بدلے دو صاع لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ گھٹیا کھجوروں کو دراہم سے بیچ دو اور پھر عمدہ کھجوریں نقدی سے خرید لو۔

۵۶۲- وَ**حَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّ زَيْدًا أَبَا عَيَّاشٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَأَلَ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الْبَيْضَاءِ بِالسُّلْتِ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ أَيَّتُهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ الْبَيْضَاءُ، فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَقَالَ سَعْدٌ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُسْأَلُ عَنِ اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَيَنْقُصُ الرُّطَبُ إِذَا يَبِسَ؟ فَقَالُوا نَعَمْ، فَنَهٰى عَنْ ذٰلِكَ.

سنن ابو داؤد (٣٣٥٩) سنن ترمذی (١٢٢٥) سنن نسائی (٤٥٥٩) سنن ابن ماجہ (٢٢٦٤)

ابو عیاش زید نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے سلت کے بدلے بیضاء لینے کے متعلق پوچھا۔ فرمایا: دونوں میں سے کون سا غلہ بہتر ہے؟ عرض کی: بیضاء۔ آپ نے اس سے منع فرمایا اور حضرت سعد نے بتایا کہ میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے تازی کھجوروں کے بدلے خشک کھجوریں لینے کے متعلق پوچھا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تازہ کھجوروں کا سوکھ کر وزن گھٹتا ہے؟ عرض کی گئی: ہاں تو آپ نے اس سے منع فرما دیا۔

۱۳ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ

مزابنہ اور محاقلہ بیع کا بیان

۵۶۳- **حَدَّثَنِي** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا، وَبَيْعُ الْكَرْمِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ اندازے سے کھجور کے بدلے کھجور بیچنے کو مزابنہ کہتے ہیں۔ اسی طرح انگور کے بدلے

بِالزَّبِيبِ كَيْلًا. صحیح البخاری (۲۱۸۵) صحیح مسلم (۳۸۷۰)

کشمش خریدنے کو۔

٥٦٤- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ فِي رُؤُوسِ النَّخْلِ، وَالْمُحَاقَلَةُ كِرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ. صحیح البخاری (۲۱۸۶) صحیح مسلم (۳۹۱۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنا اور محاقلہ مثلاً گندم کے کھیت کو گندم کے بدلے دینا۔

٥٦٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ. وَالْمُزَابَنَةُ اشْتِرَاءُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ، وَالْمُحَاقَلَةُ اشْتِرَاءُ الزَّرْعِ بِالْحِنْطَةِ، وَاسْتِكْرَاءُ الْأَرْضِ بِالْحِنْطَةِ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ اور محاقلہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ تو کھجور کے بدلے کھجور خریدنا ہے اور محاقلہ کھیتی کے بدلے گندم یا گندم لے کر زمین کرائے پر دینا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَسَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنِ اسْتِكْرَاءِ الْأَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے سونے کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمُزَابَنَةِ، وَتَفْسِيرُ الْمُزَابَنَةِ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ الْجِزَافِ الَّذِي لَا يُعْلَمُ كَيْلُهُ، وَلَا وَزْنُهُ، وَلَا عَدَدُهُ ابْتِيعَ بِشَيْءٍ مُسَمًّى مِنَ الْكَيْلِ، أَوِ الْوَزْنِ، أَوِ الْعَدَدِ، وَذَلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الطَّعَامُ الْمُصَبَّرُ الَّذِي لَا يُعْلَمُ كَيْلُهُ مِنَ الْحِنْطَةِ، أَوِ التَّمْرِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ الْأَطْعِمَةِ، أَوْ يَكُونُ لِلرَّجُلِ السِّلْعَةُ مِنَ الْحِنْطَةِ، أَوِ النَّوَى، أَوِ الْقَضْبِ، أَوِ الْعُصْفُرِ، أَوِ الْكُرْسُفِ، أَوِ الْكَتَّانِ، أَوِ الْقَزِّ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِنَ السِّلَعِ، لَا يُعْلَمُ كَيْلُ شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ، وَلَا وَزْنُهُ، وَلَا عَدَدُهُ، فَيَقُولُ الرَّجُلُ لِرَبِّ تِلْكَ السِّلْعَةِ كِلْ سِلْعَتَكَ هَذِهِ، أَوْ مُرْ مَنْ يَكِيلُهَا، أَوْ زِنْ مِنْ ذَلِكَ مَا يُوزَنُ، أَوْ عُدَّ مِنْ ذَلِكَ مَا كَانَ يُعَدُّ، فَمَا نَقَصَ عَنْ كَيْلِ كَذَا وَكَذَا صَاعًا لِتَسْمِيَةٍ يُسَمِّيهَا، أَوْ وَزْنِ كَذَا وَكَذَا رِطْلًا، أَوْ عَدَدِ كَذَا وَكَذَا، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذَلِكَ فَعَلَيَّ غُرْمُهُ لَكَ

امام مالک کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ مزابنہ کی تفسیر یہ ہے کہ اندازہ کی ہوئی کسی چیز کو جس کی تول یا وزن یا تعداد معلوم نہ ہو اس کی کسی ایسی چیز کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جس کی تول یا وزن معلوم ہو۔ مثلاً کوئی آدمی دوسرے سے کہے کہ اپنے اس ڈھیر کا اندازہ کرو، جس کی تول معلوم نہیں ہے، خواہ ڈھیر گندم، کھجور یا ان جیسی کھانے کی کسی چیز کا ہو یا اس آدمی کا کوئی اور سامان ہو، جیسے گندم یا گٹھلیاں یا لکڑیوں کا گٹھا، کسم روئی یا کتان یا ابریشم وغیرہ کسی بھی چیز کا ڈھیر ہو، جس کی نہ تول معلوم ہے اور نہ وزن اور نہ گنتی۔ اس سامان والے سے وہ آدمی کہتا ہے کہ اپنے اس سامان کو تولو یا گنو۔ پس اندازے کی تول کے بعد وزن کرنے پر جو وزن نکلے یا گننے پر جہاں تک شمار پہنچے اندازے کے مقابلے میں جتنے صاع کم نکلے یا جتنے رطل وزن گھٹے یا گنتی میں جتنا کم واقع ہو، تو اس کی کمی کا تاوان میں ادا کر دوں گا، یہاں تک کہ اس اندازے کے برابر کر دوں گا اور اگر زائد نکلے تو میرا ہوگا کیونکہ میں نقصان کی ضمانت اسی لیے دے رہا ہوں

حَتّٰی أُوَفِّیَکَ تِلْکَ التَّسْمِیَةَ، فَمَا زَادَ عَلٰی تِلْکَ التَّسْمِیَةِ فَهُوَ لِیْ أَضْمَنُ مَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِکَ عَلٰی أَنْ یَکُوْنَ لِیْ مَا زَادَ، فَلَیْسَ ذٰلِکَ بَیْعًا، وَلٰکِنَّهُ الْمُخَاطَرَةُ وَالْغَرَرُ، وَالْقِمَارُ یَدْخُلُ هٰذَا لِأَنَّهُ لَمْ یَشْتَرِ مِنْهُ شَیْئًا بِشَیْءٍ أَخْرَجَهُ، وَلٰکِنَّهُ ضَمِنَ لَهُ مَا سُمِّیَ مِنْ ذٰلِکَ الْکَیْلِ، أَوِ الْوَزْنِ، أَوِ الْعَدَدِ عَلٰی أَنْ یَکُوْنَ لَهُ مَا زَادَ عَلٰی ذٰلِکَ، فَإِنْ نَقَصَتْ تِلْکَ السِّلْعَةُ عَنْ تِلْکَ التَّسْمِیَةِ أَخَذَ مِنْ مَالِ صَاحِبِهِ مَا نَقَصَ بِغَیْرِ ثَمَنٍ، وَلَا هِبَةٍ طَیِّبَةٍ بِهَا نَفْسُهُ، فَهٰذَا یُشْبِهُ الْقِمَارَ، وَمَا کَانَ مِثْلَ هٰذَا مِنَ الْأَشْیَاءِ فَذٰلِکَ یَدْخُلُهُ.

کہ جتنا زائد نکلے وہ میرا ہو گا۔ پس یہ تجارت نہیں بلکہ خطرناک دھوکا ہے اور اس میں جوا بازی شامل ہے کیونکہ جتنی چیز زائد نکلی وہ خریدی نہیں ہے بلکہ ایک تول یا وزن یا گنتی کی صرف ضمانت دی تھی جس کی تول یا وزن یا گنتی مقرر کر لی گئی کہ اس سے زائد اس کا ہو گا اور اگر وہ سامان مقررہ اندازے سے کم نکلے گا تو دوسرے ساتھی کے سامان میں سے اتنا بغیر قیمت دیے یا ہبہ کیے اس کے دل کی خوشی سے لے گا۔ یہ جوأ سے مشابہت ہے اور چیزوں کی ایسی خرید و فروخت اسی حکم میں داخل ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَمِنْ ذٰلِکَ أَیْضًا أَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الثَّوْبُ أَضْمَنُ لَکَ مِنْ ثَوْبِکَ هٰذَا کَذَا وَ کَذَا ظِهَارَةَ قَلَنْسُوَةٍ قَدْرُ کُلِّ ظِهَارَةٍ کَذَا وَ کَذَا لِشَیْءٍ یُسَمِّیْهِ، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِکَ فَعَلَیَّ غُرْمُهُ حَتّٰی أُوَفِّیَکَ، وَمَا زَادَ فَلِیْ، أَوْ أَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ أَضْمَنُ لَکَ مِنْ ثِیَابِکَ هٰذِیْ کَذَا وَ کَذَا قَمِیْصًا ذَرْعُ کُلِّ قَمِیْصٍ کَذَا وَ کَذَا، فَمَا نَقَصَ مِنْ ذٰلِکَ فَعَلَیَّ غُرْمُهُ، وَمَا زَادَ عَلٰی ذٰلِکَ فَلِیْ، أَوْ أَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الْجُلُوْدُ مِنْ جُلُوْدِ الْبَقَرِ، أَوِ الْإِبِلِ أُقَطِّعُ جُلُوْدَکَ هٰذِهِ نِعَالًا عَلٰی إِمَامٍ یُرِیْهِ إِیَّاهُ فَمَا نَقَصَ مِنْ مِائَةِ زَوْجٍ فَعَلَیَّ غُرْمُهُ، وَمَا زَادَ فَهُوَ لِیْ بِمَا ضَمِنْتُ لَکَ. وَمِمَّا یُشْبِهُ ذٰلِکَ أَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ عِنْدَهُ حَبُّ الْبَانِ أَعْصُرُ حَبَّکَ هٰذَا فَمَا نَقَصَ مِنْ کَذَا وَ کَذَا رِطْلًا فَعَلَیَّ أَنْ أُعْطِیَکَهُ، وَمَا زَادَ فَهُوَ لِیْ، فَهٰذَا کُلُّهُ وَمَا أَشْبَهَهُ مِنَ الْأَشْیَاءِ، أَوْ ضَارَعَهُ مِنَ الْمُزَابَنَةِ الَّتِیْ لَا تَصْلُحُ، وَلَا تَجُوْزُ، وَ کَذٰلِکَ أَیْضًا إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ لَهُ الْخَبَطُ، أَوِ النَّوٰی، أَوِ الْکُرْسُفُ، أَوِ الْکَتَّانُ، أَوِ الْقَضْبُ، أَوِ الْعُصْفُرُ أَبْتَاعُ مِنْکَ هٰذَا الْخَبَطَ بِکَذَا وَ کَذَا صَاعًا مِنْ خَبَطٍ یُخْبَطُ مِثْلَ خَبَطِهِ، أَوْ هٰذَا النَّوٰی بِکَذَا وَ کَذَا صَاعًا مِنْ نَوًی مِثْلِهِ، وَفِیْ

امام مالک نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ یہ کپڑا اتنی ٹوپیوں کے لئے کافی ہو جائے گا کیونکہ ایک ٹوپی پر اتنا کپڑا لگتا ہے۔ اگر یہ کم رہ جائے تو تمہارا نقصان میں پورا کروں گا یا ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ اس کپڑے میں اتنی قمیصیں بنیں گی کیونکہ قمیص پر اتنا کپڑا لگتا ہے۔ اگر کم رہ جائے تو نقصان میں پورا کروں گا اور اگر بڑھ جائے تو میرا ہے یا ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ جس کے پاس گائے یا اونٹ کی کھالیں ہوں کہ میرے سامنے ان کے جوتے بناؤ۔ اگر ایک سو جوڑوں سے گھٹ جائیں تو میں پورے کروں گا اور زائد رہے تو میں لے لوں گا کیونکہ میں نے ضمانت دی ہے۔ اسی طرح اگر ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ یہ تل ہیں۔ ان کا تیل نکالو۔ اگر اتنے رطل سے کم ہوا تو میں پورا کروں گا۔ اور اگر زائد رہا تو میں لے لوں گا۔ چیزوں اور سامان کے یہ تمام سودے ایسے ہیں جن کی مزابنہ سے مشابہت ہے جو درست اور جائز نہیں اور اسی طرح جب ایک آدمی دوسرے سے کہے جس کے پاس گٹھلیوں یا روئی یا کتان یا لکڑیوں یا کسم کا ڈھیر ہو کہ میں تمہارے اس ڈھیر کو اتنے صاع کے بدلے خریدتا ہوں یا اس ڈھیر کے بدلے جو تمہارے ڈھیر جیسا ہے یا اتنے صاع گٹھلیوں کے بدلے جو تمہاری گٹھلیوں جیسی ہیں یا کسم اور روئی اور کتان اور لکڑیوں کے بدلے جو ان جیسی ہیں۔ تو جیسا ہم نے بتایا ہے اس کے مطابق یہ تمام سودے مزابنہ کی طرف

الْعُصْفُرِ، وَالْكُرْسُفِ، وَالْكَتَّانِ، وَالْقَضْبِ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَهٰذَا كُلُّهُ يَرْجِعُ إِلَى مَا وَصَفْنَا مِنَ الْمُزَابَنَةِ.

لوٹتے ہیں۔

١٤ - بَابُ جَامِعِ بَيْعِ الثَّمَرِ

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَى ثَمَرًا مِنْ نَخْلٍ مُسَمَّاةٍ، أَوْ حَائِطٍ مُسَمًّى، أَوْ لَبَنًا مِنْ غَنَمٍ مُسَمَّاةٍ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا كَانَ يُؤْخَذُ عَاجِلًا يَشْرَعُ الْمُشْتَرِي فِي أَخْذِهِ عِنْدَ دَفْعِهِ الثَّمَنَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ رَاوِيَةِ زَيْتٍ يَبْتَاعُ مِنْهَا رَجُلٌ بِدِينَارٍ، أَوْ دِينَارَيْنِ، وَيُعْطِيهِ ذَهَبَهُ، وَيَشْتَرِطُ عَلَيْهِ أَنْ يَكِيلَ لَهُ مِنْهَا، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ، فَإِنِ انْشَقَّتِ الرَّاوِيَةُ، فَذَهَبَ زَيْتُهَا فَلَيْسَ لِلْمُبْتَاعِ إِلَّا ذَهَبُهُ، وَلَا يَكُونُ بَيْنَهُمَا بَيْعٌ، وَأَمَّا كُلُّ شَيْءٍ كَانَ حَاضِرًا يُشْتَرٰى عَلَى وَجْهِهِ مِثْلُ اللَّبَنِ إِذَا حُلِبَ وَالرُّطَبِ يُسْتَجْنٰى فَيَأْخُذُ الْمُبْتَاعُ يَوْمًا بِيَوْمٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ، فَإِنْ فَنِيَ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَ الْمُشْتَرِي مَا اشْتَرٰى رَدَّ عَلَيْهِ الْبَائِعُ مِنْ ذَهَبِهِ بِحِسَابِ مَا بَقِيَ لَهُ، أَوْ يَأْخُذُ مِنْهُ الْمُشْتَرِي سِلْعَةً بِمَا بَقِيَ لَهُ يَتَرَاضَيَانِ عَلَيْهَا، وَلَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يَأْخُذَهَا، فَإِنْ فَارَقَهُ فَإِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ لِأَنَّهُ يَدْخُلُهُ الدَّيْنُ بِالدَّيْنِ، وَقَدْ نُهِيَ عَنِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ، فَإِنْ وَقَعَ فِي بَيْعِهِمَا أَجَلٌ فَإِنَّهُ مَكْرُوهٌ، وَلَا يَحِلُّ فِيهِ تَأْخِيرٌ وَلَا نَظِرَةٌ، وَلَا يَصْلُحُ إِلَّا بِصِفَةٍ مَعْلُومَةٍ إِلٰى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَيَضْمَنُ ذٰلِكَ الْبَائِعُ لِلْمُبْتَاعِ، وَلَا يُسَمّٰى ذٰلِكَ فِي حَائِطٍ بِعَيْنِهِ وَلَا فِي غَنَمٍ بِأَعْيَانِهَا.

پھلوں کی بیع کے دیگر مسائل

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کھجور کے درختوں کا معین پھل خریدا یا معین باغ کا پھل خریدا یا ریوڑ کا معین دودھ خریدا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ قیمت ادا کرنے کے ساتھ ہی مشتری اس چیز پر قبضہ کر لے اور اس کی مثال زیتون کے کپے کی طرح ہے جیسے ایک آدمی نے ایک دینار یا دو دینار میں خریدا اور قیمت ادا کر دی اور شرط یہ کی کہ اس میں سے تول کرے گا تو اس میں بھی مضائقہ نہیں اگر کپہ پھٹ جائے اور روغن زیتون بہہ جائے تو خریدار کو قیمت واپس ملے گی اور ان کے درمیان بیع واقع نہیں ہو گی کیونکہ چیز حاضر اور مشتری کے روبرو ہونی چاہیے۔ جیسے دودھ جب دوہ لیا جائے اور کھجوریں جب اتار لی جائیں تو خریدار روزانہ حاصل کر لیا کرے گا۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اگر خریدار کے قبضے میں جانے سے پہلے وہ چیز ضائع ہو گئی تو بائع اس کی رقم واپس کرے گا جتنی چیز باقی رہی اسی کے حساب سے یا مشتری ضائع شدہ مال کے عوض مال لے گا' جس بات پر دونوں رضامند ہو جائیں لیکن جدا ہونے سے پہلے قبضہ ضروری ہے۔ اگر جدا ہو گئے تو یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ تو قرض کے بدلے قرض ہوا جس سے روکا گیا ہے۔ اگر ان کی بیع میں کوئی مدت مقرر کی گئی تو یہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں تاخیر اور ڈھیل جائز نہیں اور یہ درست نہیں جب تک معین صفت کے ساتھ مدت مقرر نہ ہو اور بائع خریدار کو ضمانت دے اور باغ یا ریوڑ میں اس قسم کا تعین نہ کیا جائے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَرِي مِنَ الرَّجُلِ الْحَائِطَ فِيهِ أَلْوَانٌ مِنَ النَّخْلِ مِنَ الْعَجْوَةِ، وَالْكَبِيسِ، وَالْعَذْقِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَلْوَانِ التَّمْرِ فَيَسْتَثْنِي مِنْهَا ثَمَرَ النَّخْلَةِ، أَوِ النَّخَلَاتِ يَخْتَارُهَا مِنْ نَخْلِهِ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کسی سے باغ خریدا جس میں عجوہ' کبیس اور عذق وغیرہ مختلف قسم کی کھجوریں ہیں۔ وہ ایک یا دو درختوں کے پھل مستثنیٰ کر لیتا ہے۔ کسی بھی کھجور کا اختیار ہو گا۔

فَقَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ تَرَكَ ثَمَرَ النَّخْلَةِ مِنَ الْعَجْوَةِ، وَمَكِيلَةُ ثَمَرِهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا، وَأَخَذَ مَكَانَهَا ثَمَرَ نَخْلَةٍ مِنَ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ جب وہ ایسا کرے گا تو بالفرض وہ عجوہ کے درخت کو چھوڑ دے جس کی کھجوروں کا وزن پندرہ صاع ہے یا وہ پندرہ صاع والے عجوہ کھجور

الْكَبِيسِ وَمَكِيلَةُ تَمْرِهَا عَشَرَةُ اَصْوُعٍ ، فَإِنْ اَخَذَ الْعَجْوَةَ الَّتِي فِيهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا ، وَتَرَكَ الَّتِي فِيهَا عَشَرَةُ اَصْوُعٍ مِنَ الْكَبِيسِ ، فَكَاَنَّهُ اشْتَرَى الْعَجْوَةَ بِالْكَبِيسِ مُتَفَاضِلًا ، وَذٰلِكَ مِثْلُ اَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ بَيْنَ يَدَيْهِ صُبَرٌ مِنَ التَّمْرِ قَدْ صَبَّرَ الْعَجْوَةَ ، فَجَعَلَهَا خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا ، وَجَعَلَ صُبْرَةَ الْكَبِيسِ عَشَرَةَ اَصْعٍ ، وَجَعَلَ صُبْرَةَ الْعَذْقِ اثْنَيْ عَشَرَ صَاعًا ، فَاَعْطَى صَاحِبَ التَّمْرِ دِيْنَارًا عَلَى اَنَّهُ يَخْتَارُ فَيَاْخُذُ اَيَّ تِلْكَ الصُّبَرِ شَاءَ.

کے درخت کو لیتا ہے اور اس کی جگہ دس صاع والے کبیس کے درخت کو چھوڑ دیتا ہے تو گویا اس نے عجوہ کو کبیس کے بدلے زیادتی پر خریدا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دوسرے آدمی سے کہے جس کے سامنے کھجوروں کے ڈھیر ہوں۔ پندرہ صاع کا ڈھیر عجوہ کھجور کا' دس صاع کا ڈھیر کبیس کا اور بارہ صاع کا ڈھیر عذق کا۔ مشتری اگر کھجور والے کو ایک دینار دے کر کہے کہ جس ڈھیر کو میں چاہوں لے لوں۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے۔

وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنِ الرَّجُلِ يَشْتَرِي الرُّطَبَ مِنْ صَاحِبِ الْحَائِطِ فَيُسْلِفُهُ الدِّيْنَارَ مَاذَا لَهُ اِذَا ذَهَبَ رُطَبُ ذٰلِكَ الْحَائِطِ؟ قَالَ مَالِكٌ يُحَاسِبُ صَاحِبَ الْحَائِطِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِيْنَارِهِ اِنْ كَانَ اَخَذَ بِثُلُثَيْ دِيْنَارٍ رُطَبًا ، اَخَذَ ثُلُثَ الدِّيْنَارِ الَّذِي بَقِيَ لَهُ ، وَاِنْ كَانَ اَخَذَ ثَلَاثَةَ اَرْبَاعِ دِيْنَارِهِ رُطَبًا اَخَذَ الرُّبُعَ الَّذِي بَقِيَ لَهُ ، اَوْ يَتَرَاضَيَانِ بَيْنَهُمَا ، فَيَاْخُذُ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِيْنَارِهِ عِنْدَ صَاحِبِ الْحَائِطِ مَا بَدَا لَهُ اِنْ اَحَبَّ اَنْ يَاْخُذَ تَمْرًا ، اَوْ سِلْعَةً سِوَى التَّمْرِ اَخَذَهَا بِمَا فَضَلَ لَهُ ، فَاِنْ اَخَذَ تَمْرًا ، اَوْ سِلْعَةً اُخْرٰى ، فَلَا يُفَارِقُهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ ذٰلِكَ مِنْهُ!

امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے باغ والے سے تر کھجوریں خریدیں۔ پھر اسے ایک دینار پیشگی دے کہ یہ میری ہیں' جبکہ باغ کا پھل ضائع یا ختم ہو جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ باغ والے سے حساب کیا جائے گا اور دینار میں سے جو باقی رہ گیا وہ وصول کیا جائے گا۔ اگر اس نے دو تہائی کی کھجوریں وصول کر لی ہیں تو ایک تہائی اور لے گا جو باقی ہے اور اگر اس نے تین چوتھائی دینار کی کھجوریں لی ہیں تو باقی ایک چوتھائی کی مزید وصول کرے گا یا جس طرح دونوں رضا مند ہوں یعنی باقی دینار کے بدلے میں کھجوروں کے علاوہ باغ والا کوئی اور پھل یا سامان دے۔ اگر وہ کھجوروں کے علاوہ کوئی اور چیز لے تو قبضے سے پہلے دونوں جدا نہ ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا هٰذَا بِمَنْزِلَةِ اَنْ يُكْرِيَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ رَاحِلَةً بِعَيْنِهَا ، اَوْ يُؤَاجِرَ غُلَامَهُ الْخَيَّاطَ ، اَوِ النَّجَّارَ ، اَوِ الْعَمَّالَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْاَعْمَالِ ، اَوْ يُكْرِيَ مَسْكَنَهُ ، وَيَسْتَلِفَ اِجَارَةَ ذٰلِكَ الْغُلَامِ ، اَوْ كِرَاءَ ذٰلِكَ الْمَسْكَنِ ، اَوْ تِلْكَ الرَّاحِلَةِ ، ثُمَّ يَحْدُثُ فِي ذٰلِكَ حَدَثٌ بِمَوْتٍ ، اَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ ، فَيَرُدُّ رَبُّ الرَّاحِلَةِ ، اَوِ الْعَبْدِ ، اَوِ الْمَسْكَنِ ، اِلَى الَّذِي سَلَّفَهُ مَا بَقِيَ مِنْ كِرَاءِ الرَّاحِلَةِ ، اَوْ اِجَارَةِ الْعَبْدِ ، اَوْ كِرَاءِ الْمَسْكَنِ يُحَاسِبُ صَاحِبَهُ بِمَا اسْتَوْفَى مِنْ ذٰلِكَ اِنْ

امام مالک نے فرمایا: یہ اس طرح ہے جیسے ایک آدمی دوسرے کو اپنی سواری کرائے پر دیتا ہے یا اسے اپنا غلام اجرت پر دے جو درزی' بڑھئی اور کوئی کاریگر ہو یا مکان کرائے پر دے اور اس غلام' گھر یا سواری وغیرہ کا کرایہ پیشگی وصول کر لے۔ پھر اس چیز کو موت یا کوئی دوسرا حادثہ پیش آ جاتا ہے تو سواری' غلام اور گھر والا حساب کر کے باقی کرایہ واپس کر دیتا ہے۔ وہ متاجر سے حساب کر کے اس کا پورا حق دے گا۔ اگر وہ نصف حق وصول کر چکا ہے تو باقی نصف اسے ادا کرے گا اور اگر کم وبیش ہے تو اسی حساب سے باقی حق ادا کرے گا۔

كَانَ اسْتَوْفَى نِصْفَ حَقِّهِ رَدَّ عَلَيْهِ النِّصْفَ الْبَاقِيَ الَّذِي لَهُ عِنْدَهُ، وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ فَبِحِسَابِ ذٰلِكَ يَرُدُّ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَصْلُحُ التَّسْلِيفُ فِي شَيْءٍ مِنْ هٰذَا يُسَلَّفُ فِيهِ بِعَيْنِهِ إِلَّا أَنْ يَقْبِضَ الْمُسَلِّفُ مَا سَلَّفَ فِيهِ عِنْدَ دَفْعِهِ الذَّهَبَ إِلٰى صَاحِبِهِ يَقْبِضُ الْعَبْدَ، أَوِ الرَّاحِلَةَ، أَوِ الْمَسْكَنَ، أَوْ يَبْدَأُ فِيمَا اشْتَرٰى مِنَ الرُّطَبِ فَيَأْخُذُ مِنْهُ عِنْدَ دَفْعِهِ الذَّهَبَ إِلٰى صَاحِبِهِ، لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ تَأْخِيرٌ وَلَا أَجَلٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیشگی قیمت دینا درست نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ جس پر پیشگی دی ہے اسے قبضے میں لے یعنی غلام' سواری اور گھر پر قبضہ کرے یا تر کھجوریں ہیں تو انہیں توڑنا شروع کر دیا جائے گا تا کہ جس نے پیشگی دی ہے وہ ان پر قبضہ کرے۔ اس بارے میں تاخیر یا مدت مقرر کرنا درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ أُسَلِّفُكَ فِي رَاحِلَتِكَ فُلَانَةَ أَرْكَبُهَا فِي الْحَجِّ، وَبَيْنَهُ وَبَيْنَ الْحَجِّ أَجَلٌ مِنَ الزَّمَانِ، أَوْ يَقُولَ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الْعَبْدِ، أَوِ الْمَسْكَنِ، فَإِنَّهُ إِذَا صَنَعَ ذٰلِكَ كَانَ إِنَّمَا يُسَلِّفُهُ ذَهَبًا عَلٰى أَنَّهُ إِنْ وَجَدَ تِلْكَ الرَّاحِلَةَ صَحِيحَةً لِذٰلِكَ الْأَجَلِ الَّذِي سَمّٰى لَهُ، فَهِيَ لَهُ بِذٰلِكَ الْكِرَاءِ، وَإِنْ حَدَثَ بِهَا حَدَثٌ مِنْ مَوْتٍ، أَوْ غَيْرِهِ رَدَّ عَلَيْهِ ذَهَبَهُ، وَكَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى وَجْهِ السَّلَفِ عِنْدَهُ.

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا جو اس کے اندر مکروہ ہے کہ ایک آدمی مثلاً دوسرے سے کہے کہ میں آپ کو کرایہ پیشگی دیتا ہوں کہ حج کے دنوں میں آپ کے فلاں اونٹ پر سواری کروں گا اور ایام حج کی ابھی مدت پڑی ہو یا ایسی ہی بات غلام اور گھر کے بارے میں کہے' اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کی پیشگی دی ہے اگر وہ سواری صحیح سالم ہوئی تو کرائے پر دے دی جائے گی اور اگر اسے موت یا کوئی دوسرا حادثہ پیش آ گیا تو مالک کے پاس پیشگی کے نام سے جو رقم موجود ہے وہ واپس کر دی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَ ذٰلِكَ الْقَبْضُ مَنْ قَبَضَ مَا اسْتَأْجَرَ، أَوِ اسْتَكْرٰى فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْغَرَرِ، وَالسَّلَفِ الَّذِي يُكْرَهُ، وَأَخَذَ أَمْرًا مَعْلُومًا، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّجُلُ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ فَيَقْبِضَهُمَا وَيَنْقُدَ أَثْمَانَهُمَا، فَإِنْ حَدَثَ بِهِمَا حَدَثٌ مِنْ عُهْدَةِ السَّنَةِ أَخَذَ ذَهَبَهُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي ابْتَاعَ مِنْهُ، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ، وَبِهٰذَا مَضَتِ السُّنَّةُ فِي بَيْعِ الرَّقِيقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں صورتوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ جو چیز اجرت یا کرائے پر لی ہے اس پر فوراً قبضہ کر لیا جائے تو وہ دھوکے اور کراہت سے نکل جاتی ہے اور معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص غلام یا لونڈی خرید کر اس پر قبضہ کر لے اور ان کی قیمت ادا کر دے۔ پھر اسے کوئی حادثہ پیش آ جائے اور بائع سے قیمت واپس پھیر لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور غلام کی خرید و فروخت میں یہی سنت چلی آ رہی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اسْتَأْجَرَ عَبْدًا بِعَيْنِهِ، أَوْ تَكَارٰى رَاحِلَةً بِعَيْنِهَا إِلٰى أَجَلٍ يَقْبِضُ الْعَبْدَ، أَوِ الرَّاحِلَةَ إِلٰى ذٰلِكَ الْأَجَلِ، فَقَدْ عَمِلَ بِمَا لَا يَصْلُحُ لَا هُوَ قَبَضَ مَا اسْتَكْرٰى، أَوِ اسْتَأْجَرَ. وَلَا هُوَ سَلَّفَ فِي

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی معین غلام یا اونٹ کو ایک مدت تک کے لیے کرائے پر لے کہ اس غلام یا سواری پر اسی وقت قبضہ کرے گا تو ایسا کرنا درست نہیں ہے کیونکہ مستاجر نے قبضہ نہیں کیا اس چیز پر جو کرایہ یا اجرت پر لی ہے اور نہ دینے والے نے

دَيْنٍ يَكُوْنُ ضَامِنًا عَلٰى صَاحِبِهٖ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ.

١٥ - بَابُ بَيْعِ الْفَاكِهَةِ

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ مَنِ ابْتَاعَ شَيْئًا مِنَ الْفَاكِهَةِ مِنْ رَطْبِهَا ' اَوْ يَابِسِهَا ' فَاِنَّهٗ لَا يَبِيْعُهٗ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ ' وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْهَا بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ اِلَّا يَدًا بِيَدٍ ' وَمَا كَانَ مِنْهَا مِمَّا يَيْبَسُ فَيَصِيْرُ فَاكِهَةً يَابِسَةً تُدَّخَرُ ' وَتُؤْكَلُ فَلَا يُبَاعُ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ اِلَّا يَدًا بِيَدٍ ' وَمِثْلًا بِمِثْلٍ اِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ ' فَاِنْ كَانَ مِنْ صِنْفَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ ' فَلَا بَاْسَ بِاَنْ يُبَاعَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ ' وَلَا يَصْلُحُ اِلٰى اَجَلٍ ' وَمَا كَانَ مِنْهَا مِمَّا لَا يَيْبَسُ ' وَلَا يُدَّخَرُ ' وَاِنَّمَا يُؤْكَلُ رَطْبًا كَهَيْئَةِ الْبِطِّيْخِ ' وَالْقِثَّاءِ ' وَالْخِرْبِزِ ' وَالْجَزَرِ ' وَالْاُتْرُجِّ ' وَالْمَوْزِ ' وَالرُّمَّانِ ' وَمَا كَانَ مِثْلَهٗ وَاِنْ يَبِسَ لَمْ يَكُنْ فَاكِهَةً بَعْدَ ذٰلِكَ ' وَلَيْسَ هُوَ مِمَّا يُدَّخَرُ وَيَكُوْنُ فَاكِهَةً ' قَالَ فَاَرَاهُ حَقِيْقًا اَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا لَمْ يَدْخُلْ فِيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْاَجَلِ فَاِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِهٖ.

١٦ - بَابُ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ تِبْرًا وَعَيْنًا

٥٦٦- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّهٗ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السَّعْدَيْنِ اَنْ يَبِيْعَا اٰنِيَةً مِنَ الْمَغَانِمِ مِنْ ذَهَبٍ ' اَوْ فِضَّةٍ فَبَاعَا كُلَّ ثَلَاثَةٍ بِاَرْبَعَةٍ عَيْنًا ' اَوْ كُلَّ اَرْبَعَةٍ بِثَلَاثَةٍ عَيْنًا ' فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَيْتُمَا فَرُدَّا.

٥٦٧- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِيْ تَمِيْمٍ ' عَنْ اَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ ' وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا. صحیح مسلم (٤٠٤٥ـ٤٠٤٦)

٥٦٨- **وَحَدَّثَنِيْ** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَبِيْعُوا

پیشگی لی کہ اپنے قرض کی پوری ادائیگی پر اسے ضمانت مل جاتی۔

پھلوں کی بیع کا بیان

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کوئی پھل خریدے خواہ وہ تر ہو یا خشک تو اس وقت تک نہ بیچے یہاں تک کہ قبضہ کرے اور ایک چیز کے بدلے دوسری نہ بیچے مگر دست بدتی' جو میوہ ایسا ہے کہ سکھایا جاتا ہے اور خشک کر کے کھایا جاتا ہے تو انہیں ایک دوسرے کے بدلے نہ بیچے مگر دست بدتی۔ اگر ایک ہی قسم ہو تو دونوں ایک دوسرے کے برابر ہوں۔ اگر دونوں کی مختلف قسمیں ہوں تو دو کے بدلے ایک فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ ہو دست بدتی اور مدت مقرر کرنا درست نہیں ہے اور جو خشک نہیں کیے جاتے اور جمع نہیں رکھے جاتے۔ بلکہ تر کھائے جاتے ہیں جیسے خربوزہ' ککڑی' ترنج' کیلا' گاجر اور انار وغیرہ یہ خشک کرنے پر خراب ہو جاتے اور جمع نہیں کیے جاتے' انہیں ایک دوسری جنس کی دو کے یا اسی جنس کی دو کے بدلے خریدنا' اگر اس کی مدت مقرر نہ کی جائے تو ایسے سودے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

سونے چاندی کو فروخت کرنے کا بیان

یحیٰی بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سعدوں کو حکم فرمایا کہ غنیمت کے جو سونے چاندی کے برتن ہیں انہیں فروخت کر دو۔ انہوں نے ہر تین برتنوں کے عوض چار یا چار برتنوں کے بدلے تین کے حساب سے فروخت کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم نے سود لیا' بیع کو رد کر دو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دینار کو دینار کے بدلے اور درہم کو درہم کے بدلے بیچا جائے تو کمی بیشی نہ ہو۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو

الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلَى بَعْضٍ، وَلَا تَبِيعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ. صحیح البخاری (۲۱۷۷) صحیح مسلم (۴۰۳۰، ۴۰۳۲)

مگر برابر برابر اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسری سے کم وبیش نہ ہوں اور نقد کو غائب کے بدلے نہ بیچو۔

[۷۳۷] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَجَاءَهُ صَائِغٌ، فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّي أَصُوغُ الذَّهَبَ، ثُمَّ أَبِيعُ الشَّيْءَ مِنْ ذٰلِكَ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهِ فَأَسْتَفْضِلُ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ عَمَلِ يَدِي، فَنَهَاهُ عَبْدُ اللَّهِ عَنْ ذٰلِكَ، فَجَعَلَ الصَّائِغُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ يَنْهَاهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، أَوْ إِلَى دَابَّةٍ يُرِيدُ أَنْ يَرْكَبَهَا، ثُمَّ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الدِّينَارُ بِالدِّينَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا، هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا إِلَيْنَا وَعَهْدُنَا إِلَيْكُمْ.

مجاہد کا بیان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس تھا تو ایک سناران کی خدمت میں آ کر عرض گزار ہوا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں سونے کا کام کرتا ہوں۔ پھر چیز کو اس سے زیادہ وزن کے بدلے فروخت کرتا ہوں۔ زیادہ میں اپنی محنت کے معاوضے میں لیتا ہوں۔ حضرت عبداللہ نے اسے ایسا کرنے سے روکا۔ وہ سنار پوچھتا رہا اور حضرت عبداللہ منع کرتے رہے یہاں تک کہ مسجد کے دروازے پر آ گئے یا سواری کے پاس جس پر سوار ہونا تھا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ دینار کے بدلے دینار اور درہم کے بدلے درہم ہوں تو ان میں کمی بیشی نہ ہو۔ یہ ہمارے نبی نے ہمیں سکھایا اور ہم تمہیں سکھاتے ہیں۔

٥٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ جَدِّهِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَبِيعُوا الدِّينَارَ بِالدِّينَارَيْنِ، وَلَا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ. صحیح مسلم (۴۰۳۴)

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک دینار دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم دو درہموں کے بدلے فروخت نہ کیا کرو۔

٥٧٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ بَاعَ سِقَايَةً مِنْ ذَهَبٍ، أَوْ وَرِقٍ بِأَكْثَرَ مِنْ وَزْنِهَا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذَا إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ مَا أَرَى بِمِثْلِ هٰذَا بَأْسًا، فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ مُعَاوِيَةَ أَنَا أُخْبِرُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَيُخْبِرُنِي عَنْ رَأْيِهِ، لَا أُسَاكِنُكَ بِأَرْضٍ أَنْتَ بِهَا، ثُمَّ قَدِمَ أَبُو الدَّرْدَاءِ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَكَتَبَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَنْ لَا تَبِيعَ ذٰلِكَ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَزْنًا بِوَزْنٍ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان نے سونے یا چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ سونے یا چاندی کے عوض خریدا۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ایسا کرنے سے منع فرماتے مگر یہ کہ برابر برابر ہوں۔ حضرت معاویہ نے ان سے کہا کہ میرے خیال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ حضرت ابودرداء نے کہا کہ معاویہ کے مقابلے میں میرا عذر کون قبول کرے گا۔ میں انہیں رسول اللہ ﷺ کا حکم بتا رہا ہوں اور وہ مجھے اپنی رائے بتا رہے ہیں۔ میں اس ملک میں نہیں رہوں گا جس میں آپ ہیں۔ حضرت ابودرداء پھر حضرت عمر کے پاس آ گئے اور یہ بات انہیں بتائی تو حضرت عمر نے حضرت معاویہ کے لیے لکھا کہ ایسی بیع نہ کیا کریں مگر وزن برابر ہو۔

[۷۳۸] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالذَّهَبِ اَحَدُهُمَا غَائِبٌ وَالْاٰخَرُ نَاجِزٌ، وَاِنِ اسْتَنْظَرَکَ اِلٰی اَنْ یَلِجَ بَیْتَهُ، فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّی اَخَافُ عَلَیْکُمُ الرَّمَاءَ. وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور ایک دوسری سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو سونے کے بدلے اس طرح نہ بیچو کہ ایک موجود نہ ہو اور دوسری چیز موجود ہو اور ساتھی اگر گھر جانے آنے کی اجازت مانگے تو اتنا انتظار بھی نہ کرو کیونکہ مجھے تمہارے اوپر رماء کا ڈر ہے اور رماء سود ہے۔

[۷۳۹] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَبِیْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَبِیْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ، وَلَا تَبِیْعُوا شَیْئًا مِنْهَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ، وَاِنِ اسْتَنْظَرَکَ اِلٰی اَنْ یَلِجَ بَیْتَهُ، فَلَا تُنْظِرْهُ اِنِّی اَخَافُ عَلَیْکُمُ الرَّمَاءَ، وَالرَّمَاءُ هُوَ الرِّبَا.

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر دونوں برابر ہوں اور ایک، دوسرے سے زیادہ نہ ہو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر دونوں برابر ہوں اور ایک دوسری سے زائد نہ ہو اور غائب چیز کے بدلے حاضر کو نہ بیچو اور اگر تم سے گھر جانے آنے کی اجازت مانگی جائے تب بھی انتظار نہ کرو کیونکہ تمہارے اوپر مجھے رماء کا خوف ہے اور رماء سود ہے۔

[۷۴۰] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّهُ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ، وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ، وَالصَّاعُ بِالصَّاعِ، وَلَا یُبَاعُ کَالِئٌ بِنَاجِزٍ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دینار کے بدلے دینار درہم کے بدلے درہم صاع کے بدلے صاع اور حاضر چیز کو وعدے پر فروخت نہ کیا کرو۔

[۷۴۱] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ لَا رِبَا اِلَّا فِی ذَهَبٍ، اَوْ فِی فِضَّةٍ، اَوْ مَا یُکَالُ، اَوْ یُوْزَنُ مِمَّا یُؤْکَلُ، اَوْ یُشْرَبُ.

ابوالزناد نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ نہیں ہے سود مگر سونے میں یا چاندی میں یا کھانے پینے کی چیزوں میں جو ناپ تول کر بکتی ہیں۔

[۷۴۲] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ قَطْعُ الذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ مِنَ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ سونے چاندی (سکوں) کو کاٹنا زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا بَاْسَ اَنْ یَشْتَرِیَ الرَّجُلُ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ، وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ جِزَافًا اِذَا کَانَ تِبْرًا، اَوْ حُلِیًّا قَدْ صِیْغَ، فَاَمَّا الدَّرَاهِمُ الْمَعْدُوْدَةُ وَالدَّنَانِیْرُ

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی اگر چاندی کے بدلے سونا خریدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح چاندی کو سونے کے بدلے ڈھیر لگا کر جبکہ وہ ڈلی یا زیور کی شکل میں ہوں۔ اگر درہم و

الْمَعْدُودَةُ، فَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَشْتَرِيَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ جِزَافًا حَتّٰى يُعْلَمَ وَيُعَدَّ، فَإِنِ اشْتُرِيَ ذٰلِكَ جِزَافًا فَإِنَّمَا يُرَادُ بِهِ الْغَرَرُ حِينَ يُتْرَكُ عَدُّهُ وَيُشْتَرٰى جِزَافًا، وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ بُيُوعِ الْمُسْلِمِينَ، فَأَمَّا مَا كَانَ يُوزَنُ مِنَ التِّبْرِ، وَالْحُلِيِّ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُبَاعَ ذٰلِكَ جِزَافًا وَإِنَّمَا ابْتِيَاعُ ذٰلِكَ جِزَافًا كَهَيْئَةِ الْحِنْطَةِ، وَالتَّمْرِ، وَنَحْوِهِمَا مِنَ الْأَطْعِمَةِ الَّتِي تُبَاعُ جِزَافًا، وَمِثْلُهَا يُكَالُ فَلَيْسَ بِابْتِيَاعِ ذٰلِكَ جِزَافًا بَأْسٌ.

دینار ہوں تو گنتی ہونی چاہیے۔ کیونکہ انہیں ڈھیر لگا کر خریدنا درست نہیں ہے۔ جب تک تعداد معلوم نہ ہو اگر یہ گنتی کو چھوڑ کر ڈھیر لگا کر خریدے جائیں گے تو یہ دھوکہ بازی ہے اور مسلمانوں کی تجارت یہ نہیں ہے۔ جن کا وزن کیا جاتا ہے جیسے ڈلی اور زیور تو ان کا ڈھیر خریدنے میں مضائقہ نہیں اور انہیں بھی گندم' کھجور وغیرہ کھانے کی چیزوں کی طرح ڈھیر کی صورت میں خرید سکتے ہیں اور ایسی ہی دوسری چیزوں کا ڈھیر کی شکل میں خریدنا کوئی قباحت نہیں رکھتا۔

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرٰى مُصْحَفًا، أَوْ سَيْفًا، أَوْ خَاتِمًا وَفِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ ذَهَبٌ، أَوْ فِضَّةٌ بِدَنَانِيرَ أَوْ دَرَاهِمَ، فَإِنَّ مَا اشْتُرِيَ مِنْ ذٰلِكَ وَفِيهِ الذَّهَبُ بِدَنَانِيرَ، فَإِنَّهُ يُنْظَرُ إِلٰى قِيمَتِهِ، فَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ ذٰلِكَ الثُّلُثَيْنِ، وَقِيمَةُ مَا فِيهِ مِنَ الذَّهَبِ الثُّلُثَ، فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يَكُونُ فِيهِ تَأْخِيرٌ، وَمَا اشْتُرِيَ مِنْ ذٰلِكَ بِالْوَرِقِ مِمَّا فِيهِ الْوَرِقُ نُظِرَ إِلٰى قِيمَتِهِ، فَإِنْ كَانَ قِيمَةُ ذٰلِكَ الثُّلُثَيْنِ، وَقِيمَةُ مَا فِيهِ مِنَ الْوَرِقِ الثُّلُثَ، فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ، وَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو قرآن کریم' یا انگوٹھی' دینار یا درہم سے خریدے جس میں سونا یا چاندی لگی ہوئی ہو۔ اگر سونا لگی ہوئی چیز کو دیناروں کے بدلے خریدے تو اس چیز کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس کی قیمت دو تہائی اور اس میں لگے ہوئے سونے کی ایک تہائی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ دست بدست ہو اور اس میں تاخیر نہ ہو اور جو چیز درہموں سے خریدی جائے اور اس میں چاندی لگی ہوئی ہو تو اس کی قیمت دیکھی جائے گی۔ اگر اس چیز کی قیمت دو تہائی ہے تو یہ جائز ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔

۱۷ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّرْفِ

بیع صرف کا بیان

۵۷۱ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ ابْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيِّ، أَنَّهُ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِينَارٍ قَالَ فَدَعَانِي طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰى اصْطَرَفَ مِنِّي، وَأَخَذَ الذَّهَبَ يُقَلِّبُهَا فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَالَ حَتّٰى يَأْتِيَنِي خَازِنِي مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْمَعُ، فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَا تُفَارِقُهُ حَتّٰى تَأْخُذَ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ، وَالشَّعِيرُ بِالشَّعِيرِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. صحیح البخاری (۲۱۷٤) صحیح مسلم (٤۰۳۵-٤۰۳٦)

مالک بن اوس بن حدثان نصری کو سو دینار کے درہم لینے کی ضرورت پڑی۔ ان کا بیان ہے کہ مجھے حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے بلایا۔ ہم دونوں راضی ہو گئے یہاں تک کہ مجھ سے بیع صرف کر لی۔ وہ دیناروں کو لے کر ہاتھوں میں پلٹنے لگے اور فرمایا: میرے خازن کو غابہ سے آ جانے دو۔ حضرت عمر سن رہے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا: خدا کی قسم! ان سے جدا نہ ہونا جب تک وصول نہ کر لو۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: سونا چاندی کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ گندم گندم کے بدلے سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ' کھجوریں کھجوروں کے بدلے سود ہیں مگر ہاتھوں ہاتھ۔ جو جو کے بدلے سود ہیں مگر ہاتھوں ہاتھ۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا اصْطَرَفَ الرَّجُلُ دَرَاهِمَ بِدَنَانِيرَ،

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی نے درہموں کے بدلے

ثُمَّ وَجَدَ فِيهَا دِرْهَمًا زَائِفًا، فَأَرَادَ رَدَّهُ اِنْتَقَضَ صَرْفُ الدِّينَارِ، وَرَدَّ إِلَيْهِ وَرِقَهُ، وَأَخَذَ إِلَيْهِ دِينَارَهُ وَتَفْسِيرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا إِلَّا هَاءَ وَهَاءَ. وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَإِنِ اسْتَنْظَرَكَ إِلَى أَنْ يَلِجَ بَيْتَهُ فَلَا تُنْظِرْهُ، وَهُوَ إِذَا رَدَّ عَلَيْهِ دِرْهَمًا مِنْ صَرْفٍ بَعْدَ أَنْ يُفَارِقَهُ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ، أَوِ الشَّيْءِ الْمُتَأَخِّرِ، فَلِذٰلِكَ كُرِهَ ذٰلِكَ وَانْتَقَضَ الصَّرْفُ، وَإِنَّمَا أَرَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ لَا يُبَاعَ الذَّهَبُ، وَالْوَرِقُ، وَالطَّعَامُ كُلُّهُ عَاجِلًا بِآجِلٍ، فَإِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ تَأْخِيرٌ وَلَا نَظِرَةٌ، وَإِنْ كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، أَوْ كَانَ مُخْتَلِفَةً أَصْنَافُهُ.

دیناروں کی بیع صرف کی۔ پھر ایک درہم کھوٹا نکل آیا تو اسے پھیرنا چاہتا ہے تو یہ دیناروں کی بیع صرف ختم ہوئی' لہٰذا اس کے درہم لوٹا دے اور اپنے دینار واپس لے اور اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا چاندی کے بدلے خریدنا سود ہے مگر ہاتھوں ہاتھ اور حضرت عمر نے فرمایا کہ دوسرا فریق اپنے گھر جانے آنے کی مہلت بھی مانگے تب بھی انتظار نہ کرو اور جب وہ بیع صرف کے درہم کو واپس کرے گا جدا ہونے کے بعد تو یہ قرض یا میعادی چیز کی طرح ہو جائے گا اور اس میں کراہت ہے اور بیع کو توڑ دے اور حضرت عمر کا مقصد یہ تھا کہ سونا' چاندی اور کھانے کی چیزیں سب جلد از جلد طے پائیں کیونکہ ان میں تاخیر اور مہلت درست نہیں ہے خواہ جنس ایک ہو یا مختلف۔

١٨- بَابُ الْمُرَاطَلَةِ

مراطلہ کا بیان

حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَيْطٍ أَنَّهُ رَأَى سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُرَاطِلُ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ، فَيُفْرِغُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ، وَيُفْرِغُ صَاحِبُهُ الَّذِي يُرَاطِلُهُ ذَهَبَهُ فِي كِفَّةِ الْمِيزَانِ الْأُخْرٰى، فَإِذَا اعْتَدَلَ لِسَانُ الْمِيزَانِ أَخَذَ وَأَعْطٰى.

یزید بن عبد اللہ بن قسیط نے سعید بن مسیب کو دیکھا کہ سونے کے بدلے سونا تول رہے تھے۔ انہوں نے اپنا سونا ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور اپنے ساتھی کا سونا ترازو کے دوسرے پلڑے میں رکھ کر تولا۔ جب کانٹا برابر ہو گیا تو یہ لے لیا اور وہ دے دیا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ مُرَاطَلَةً أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ أَحَدَ عَشَرَ دِينَارًا بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ يَدًا بِيَدٍ إِذَا كَانَ وَزْنُ الذَّهَبَيْنِ سَوَاءً عَيْنًا بِعَيْنٍ، وَإِنْ تَفَاضَلَ الْعَدَدُ وَالدَّرَاهِمُ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ سونے کی سونے کے بدلے اور چاندی کی چاندی کے بدلے مراطلہ بیع کا ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں اگر چہ دس دینار کے بدلے ہاتھوں ہاتھ گیارہ دینار لے جبکہ وزن میں دونوں طرف سونا برابر ہو اگر چہ گنتی میں کم و بیش ہوں اور اسی طرح دراہم کا معاملہ ہے جو اس جگہ دینار کی طرح ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ رَاطَلَ ذَهَبًا بِذَهَبٍ، أَوْ وَرِقًا بِوَرِقٍ، فَكَانَ بَيْنَ الذَّهَبَيْنِ فَضْلُ مِثْقَالٍ، فَأَعْطٰى صَاحِبَهُ قِيمَتَهُ مِنَ الْوَرِقِ، أَوْ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا يَأْخُذُهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ قَبِيحٌ وَذَرِيعَةٌ إِلَى الرِّبَا، لِأَنَّهُ إِذَا جَازَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِثْقَالَ بِقِيمَتِهِ حَتّٰى كَأَنَّهُ اشْتَرَاهُ عَلٰى حِدَتِهِ جَازَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ الْمِثْقَالَ بِقِيمَتِهِ مِرَارًا، لِأَنْ يُجِيزَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے سونے کو سونے کے بدلے یا چاندی کو چاندی کے بدلے تولا تو ایک مثقال کا فرق نکلا۔ یہ اس ایک مثقال کی قیمت کے حساب سے چاندی یا کوئی اور چیز دے تو نہ لی جائے کیونکہ ایسا کرنا برا ہے اور ذریعۂ سود ہے کیونکہ جب اس کی اجازت دی جائے گی کہ ایک مثقال کی قیمت وصول کرے۔ اگر وہ اس کو علیحدہ بیچے تو اتنی چاندی کے بدلے ایک

ذٰلِکَ الْبَیْعَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ صَاحِبِهٖ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ اَنَّهٗ بَاعَهٗ ذٰلِکَ الْمِثْقَالَ مُفْرَدًا لَیْسَ مَعَهٗ غَیْرُهٗ لَمْ یَاْخُذْهُ بِعُشْرِ الثَّمَنِ الَّذِیْ اَخَذَهٗ بِهٖ، لِاَنْ یُجَوِّزَ لَهُ الْبَیْعَ، فَذٰلِکَ الذَّرِیْعَةُ اِلٰی اِحْلَالِ الْحَرَامِ، وَالْاَمْرُ الْمَنْهِیُّ عَنْهُ.

قَالَ مَالِكٌ فِی الرَّجُلِ یُرَاطِلُ الرَّجُلَ وَیُعْطِیْهِ الذَّهَبَ الْعُتُقَ الْجِیَادَ، وَیَجْعَلُ مَعَهَا تِبْرًا ذَهَبًا غَیْرَ جَیِّدَةٍ، وَیَاْخُذُ مِنْ صَاحِبِهٖ ذَهَبًا كُوْفِیَّةً مُقَطَّعَةً، وَتِلْکَ الْكُوْفِیَّةُ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ النَّاسِ، فَیَتَبَایَعَانِ ذٰلِکَ مِثْلًا بِمِثْلٍ اِنَّ ذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ.

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِیْرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِکَ اَنَّ صَاحِبَ الذَّهَبِ الْجِیَادِ اَخَذَ فَضْلَ عُیُوْنِ ذَهَبِهٖ فِی التِّبْرِ الَّذِیْ طَرَحَ مَعَ ذَهَبِهٖ، وَلَوْ لَا فَضْلُ ذَهَبِهٖ عَلٰی ذَهَبِ صَاحِبِهٖ لَمْ یُرَاطِلْهُ صَاحِبُهٗ بِتِبْرِهٖ ذٰلِکَ اِلٰی ذَهَبِهِ الْكُوْفِیَّةِ فَامْتَنَعَ، وَاِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِکَ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَرَادَ اَنْ یَبْتَاعَ ثَلَاثَةَ اَصْوُعٍ مِنْ تَمْرٍ عَجْوَةٍ بِصَاعَیْنِ وَمُدٍّ مِنْ تَمْرٍ كَبِیْسٍ، فَقِیْلَ لَهٗ هٰذَا لَا یَصْلُحُ، فَجَعَلَ صَاعَیْنِ مِنْ كَبِیْسٍ، وَصَاعًا مِنْ حَشَفٍ یُرِیْدُ اَنْ یُجِیْزَ بِذٰلِکَ بَیْعَهٗ، فَذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ لِاَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ صَاحِبُ الْعَجْوَةِ لِیُعْطِیَهٗ صَاعًا مِنَ الْعَجْوَةِ بِصَاعٍ مِنْ حَشَفٍ، وَلٰكِنَّهٗ اِنَّمَا اَعْطَاهُ ذٰلِکَ لِفَضْلِ الْكَبِیْسِ، اَوْ اَنْ یَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ بِعْنِیْ ثَلَاثَةَ اَصْوُعٍ مِنَ الْبَیْضَاءِ بِصَاعَیْنِ وَنِصْفٍ مِنْ حِنْطَةٍ شَامِیَّةٍ فَیَقُوْلُ هٰذَا لَا یَصْلُحُ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ فَیَجْعَلُ صَاعَیْنِ مِنْ حِنْطَةٍ شَامِیَّةٍ وَصَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ یُرِیْدُ اَنْ یُجِیْزَ بِذٰلِکَ الْبَیْعَ فِیْمَا بَیْنَهُمَا، فَهٰذَا لَا یَصْلُحُ لِاَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ لِیُعْطِیَهٗ بِصَاعٍ مِنْ شَعِیْرٍ صَاعًا مِنْ حِنْطَةٍ بَیْضَاءَ لَوْ كَانَ ذٰلِکَ الصَّاعُ مُفْرَدًا، وَاِنَّمَا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ لِفَضْلِ الشَّامِیَّةِ عَلَی الْبَیْضَاءِ، فَهٰذَا لَا یَصْلُحُ، وَهُوَ مِثْلُ مَا وَصَفْنَا مِنَ التِّبْرِ.

مثقال سونا کبھی نہ دے گا یہ صرف بیع کو مکمل کرنے کے لیے ایسا کر رہا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ اس ایک مثقال سونے کو علیحدہ فروخت کرتا تو جو اس کی قیمت لی ہے اس کا دسواں حصہ بھی نہ ملتا تو یہ بیع کس طرح جائز ہو جبکہ یہ حرام کو حلال کرنے کا ایک ذریعہ ہوا لہٰذا اس سے منع کرنے کا حکم ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے سے مراطلہ کیا اور اسے عمدہ سونے کے ساتھ گھٹیا سونے کے پترے بھی دیئے اور دوسرے سے کٹا ہوا کوفی سونا لیا جبکہ کوفی سونا لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ ہے چونکہ دونوں کا مال ایک دوسرے کے مطابق نہیں اس لیے یہ درست نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا: اس کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے کھرے سونے کے ساتھ گھٹیا سونے کے پترے بھی رکھے اور دوسرے نے درمیانی کوفی سونا رکھا۔ عمدہ سونے والے نے گھٹیا سونا ساتھ ملا کر اپنا نقصان پورا کر لیا اسی طرح تو دوسرا اس کے بدلے کوفی سونا دے رہا ہے۔ وہ اس بیع کو جائز سمجھ رہا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سوا دو صاع کبیس کھجوریں دے کر تین صاع عجوہ کھجوریں خریدے۔ جب اس سے کہا جائے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے تو وہ دو صاع کبیس اور ایک صاع خراب کھجوریں دے کر خریدے تو یہ بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اگر الگ بیچتا تو وہ ایک صاع عجوہ کے بدلے ہرگز ایک صاع خراب کھجوریں نہ لیتا' یہاں اس نے صرف کبیس کی وجہ سے لی ہیں۔ اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک شخص تین صاع متوسط گندم کو اڑھائی صاع عمدہ گندم کے بدلے خریدے' جب اس سے کہا جائے کہ یہ درست نہیں ہے تو اس نے عمدہ گندم کے دو صاع میں ایک صاع جو ملا دیئے' تاکہ وزن برابر ہونے کے باعث بیع حلال ہو جائے لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ اگر یہ علیحدہ فروخت کرتا تو ایک صاع جو کے بدلے دوسرا کبھی ایک صاع متوسط گندم نہ دیتا۔

قَالَ مَالِکٌ فَکُلُّ شَیْءٍ مِنَ الذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ، وَالطَّعَامِ کُلِّهِ الَّذِی لَا یَنْبَغِی اَنْ یُبَاعَ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَلَا یَنْبَغِی اَنْ یُجْعَلَ مَعَ الصِّنْفِ الْجَیِّدِ مِنَ الْمَرْغُوْبِ فِیْهِ الشَّیْءُ الرَّدِیْءُ الْمَسْخُوْطُ لِیُجَازَ الْبَیْعُ، وَلِیُسْتَحَلَّ بِذٰلِکَ مَا نُهِیَ عَنْهُ مِنَ الْاَمْرِ الَّذِی لَا یَصْلُحُ اِذَا جُعِلَ ذٰلِکَ مَعَ الصِّنْفِ الْمَرْغُوْبِ فِیْهِ، وَاِنَّمَا یُرِیْدُ صَاحِبُ ذٰلِکَ اَنْ یُدْرِکَ بِذٰلِکَ فَضْلَ جَوْدَةِ مَا یَبِیْعُ، فَیُعْطِی الشَّیْءَ الَّذِی لَوْ اَعْطَاهُ وَحْدَهُ لَمْ یَقْبَلْهُ صَاحِبُهُ، وَلَمْ یَهْمُمْ بِذٰلِکَ، وَاِنَّمَا یَقْبَلُهُ مِنْ اَجْلِ الَّذِی یَاْخُذُ مَعَهُ لِفَضْلِ سِلْعَةِ صَاحِبِهِ عَلٰی سِلْعَتِهِ، فَلَا یَنْبَغِی لِشَیْءٍ مِنَ الذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ، وَالطَّعَامِ اَنْ یَدْخُلَهُ شَیْءٌ مِنْ هٰذِهِ الصِّفَةِ، فَاِنْ اَرَادَ صَاحِبُ الطَّعَامِ الرَّدِیْءِ اَنْ یَبِیْعَهُ بِغَیْرِهٖ فَلْیَبِعْهُ عَلٰی حِدَتِهٖ، وَلَا یَجْعَلْ مَعَ ذٰلِکَ شَیْئًا، فَلَا بَاْسَ بِهٖ اِذَا کَانَ کَذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سونا، چاندی اور کھانے کی تمام چیزوں کو متبادل خریدنا درست نہیں ہے جب تک وہ ایک جیسی نہ ہوں۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ عمدہ اور مرغوب چیز میں گھٹیا اور ناپسندیدہ چیز ملا کر وزن پورا کرے تاکہ بیع جائز اور حلال ہو جائے جس سے منع کیا گیا ہے اور جو درست نہیں ہے۔ عمدہ مال میں گھٹیا اس لئے ملایا جاتا ہے کہ دوسرا اپنے سے عمدہ مال کے باعث اسے بھی قبول کر لے گا۔ اگر عمدہ مال ساتھ نہ ہوتا تو متوسط مال والا بھی اس گھٹیا مال کو قبول نہ کرتا۔ پس سونا چاندی یا کھانے کی چیزوں میں عمدہ کے ساتھ گھٹیا مال کو ملانا درست نہیں ہے۔ ہاں مال والا اگر اپنے ردی مال کو علیحدہ بیچے اور دوسرا مال اس کے ساتھ نہ ملائے تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۱۹ - بَابُ الْعِیْنَةِ وَمَا یُشْبِهُهَا

بیع عینہ اور قبضے سے پہلے فروخت کرنا

۵۷۲- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا، فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَهُ.

صحیح البخاری (۲۱۲۶) صحیح مسلم (۳۸۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو غلہ خریدے تو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ قبضہ کر لے۔

۵۷۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا، فَلَا یَبِعْهُ حَتّٰی یَقْبِضَهُ. صحیح مسلم (۳۸۲۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کھانے کی چیز خریدے تو اسے فروخت نہ کرے یہاں تک کہ قبضہ کر لے۔

۵۷۴- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ کُنَّا فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ، فَیَبْعَثُ عَلَیْنَا مَنْ یَاْمُرُنَا بِانْتِقَالِهٖ مِنَ الْمَکَانِ الَّذِی ابْتَعْنَاهُ فِیْهِ اِلٰی مَکَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَبِیْعَهُ. صحیح مسلم (۳۸۲۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم غلہ خریدتے تو آپ ہماری طرف آدمی بھیجتے جو ہمیں حکم دیتا کہ فروخت کرنے سے پہلے غلہ کو خریدنے کی جگہ سے دوسری جگہ لے جاؤ۔

[۷۴۳] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ اِبْتَاعَ طَعَامًا اَمَرَ بِهٖ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلنَّاسِ، فَبَاعَ حَکِیْمٌ الطَّعَامَ قَبْلَ اَنْ یَسْتَوْفِیَهُ، فَبَلَغَ

حضرت حکیم بن حزام نے غلہ خریدا جس کے لئے حضرت عمر نے لوگوں کو حکم دیا تھا۔ پس حضرت حکیم نے وہ غلہ قبضے سے پہلے فروخت کر دیا۔ جب یہ بات حضرت عمر تک پہنچی تو انہوں نے

ذٰلِکَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ، وَقَالَ لَا تَبِعْ طَعَامًا ابْتَعْتَهٗ حَتّٰى تَسْتَوْفِيَهٗ.

واپس کروا دیا اور فرمایا کہ غلے کو اس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک اس پر قبضہ نہ کرلو۔

[۷۴۴] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ صُكُوْكًا خَرَجَتْ لِلنَّاسِ فِيْ زَمَانِ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ مِنْ طَعَامِ الْجَارِ، فَتَبَايَعَ النَّاسُ تِلْكَ الصُّكُوْكَ بَيْنَهُمْ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفُوْهَا، فَدَخَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَرَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَقَالَا: اَتُحِلُّ بَيْعَ الرِّبَا يَا مَرْوَانُ؟ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَمَا ذَاكَ؟ فَقَالَا هٰذِهِ الصُّكُوْكُ تَبَايَعَهَا النَّاسُ ثُمَّ بَاعُوْهَا قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوْفُوْهَا. فَبَعَثَ مَرْوَانُ الْحَرَسَ يَتْبَعُوْنَهَا يَنْزِعُوْنَهَا مِنْ اَيْدِي النَّاسِ، وَيَرُدُّوْنَهَا اِلٰى اَهْلِهَا. صحیح مسلم (۳۸۲۷)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم کے زمانے میں لوگوں کو جار کے غلے کی سندیں ملیں تو لوگوں نے غلے پر قبضہ کرنے سے پہلے آپس میں ان سندوں کو بیچنا شروع کر دیا۔ پس حضرت زید بن ثابت نیز ایک اور صحابی مروان بن حکم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے مروان! کیا تم سود کو حلال کرتے ہو؟ کہا: میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں' بات کیا ہوئی؟ دونوں حضرات نے فرمایا کہ ان سندوں سے لوگ خریدتے ہیں اور قبضہ سے کرنے سے پہلے بیچ دیتے ہیں۔ پس مروان نے چوکیداروں کو بھیجا جنہوں نے ایسے لوگوں سے سندیں چھین کر سند والوں کے حوالے کر دیں۔

[۷۴۵] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ رَجُلًا اَرَادَ اَنْ يَّبْتَاعَ طَعَامًا مِّنْ رَّجُلٍ اِلٰى اَجَلٍ، فَذَهَبَ بِهِ الرَّجُلُ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّبِيْعَهُ الطَّعَامَ اِلَى السُّوْقِ، فَجَعَلَ يُرِيْهِ الصُّبَرَ، وَيَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَيِّهَا تُحِبُّ اَنْ اَبْتَاعَ لَكَ؟ فَقَالَ الْمُبْتَاعُ اَتَبِيْعُنِيْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ؟ فَاَتَيَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَذَكَرَا ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لِلْمُبْتَاعِ لَا تَبْتَعْ مِنْهُ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ. وَقَالَ لِلْبَائِعِ لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے سے ایک مدت کے وعدے پر غلہ خریدنا چاہا تو غلہ بیچنے والا اسے بازار لے گیا تاکہ غلہ خریدے تو اس کے مختلف ڈھیر دکھا کر کہنے لگا کہ آپ کے لئے میں کون سا غلہ خریدوں؟ خریدار نے کہا کہ میرے ہاتھوں وہ چیز فروخت کر رہے ہیں جو آپ کے پاس نہیں ہے۔ پس وہ دونوں حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے خریدار سے فرمایا کہ جو چیز ان کے پاس نہیں ہے اسے مت خریدو اور بائع سے کہا کہ جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے' اسے فروخت مت کرو۔

[۷۴۶] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ جَمِيْلَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَبْتَاعُ مِنَ الْاَرْزَاقِ الَّتِيْ تُعْطَى النَّاسَ بِالْجَارِ مَا شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ اُرِيْدُ اَنْ اَبِيْعَ الطَّعَامَ الْمَضْمُوْنَ عَلَيَّ اِلٰى اَجَلٍ. فَقَالَ لَهٗ سَعِيْدٌ اَتُرِيْدُ اَنْ تُوَفِّيَهُمْ مِنْ تِلْكَ الْاَرْزَاقِ الَّتِي ابْتَعْتَ؟ فَقَالَ نَعَمْ. فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ

جمیل بن عبدالرحمن مؤذن نے سعید بن مسیب سے کہا کہ میں لوگوں سے جار کے غلے کی سندیں خرید لیتا ہوں جتنی اللہ چاہے' پھر میں چاہتا ہوں کہ مدت مقرر کر کے وہ غلہ لوگوں کو فروخت کر دوں۔ سعید نے ان سے فرمایا: کیا تم اسی غلے سے لوگوں کو دینا چاہتے ہو جو خریدا تھا؟ کہا: ہاں۔ تو انہوں نے اس سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ، اَنَّهٗ مَنِ اشْتَرٰى طَعَامًا بُرًّا، اَوْ شَعِيْرًا، اَوْ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے غلہ خریدا گندم ہو' جوار' یا جو یا

سَلْتًا، اَوْ ذُرَةً، اَوْ دُخْنًا، اَوْ شَيْئًا مِنَ الْحُبُوبِ الْقِطْنِيَّةِ، اَوْ شَيْئًا مِمَّا يُشْبِهُ الْقِطْنِيَّةَ مِمَّا تَجِبُ فِيهِ الزَّكٰوةُ، اَوْ شَيْئًا مِنَ الْاُدُمِ كُلِّهَا، الزَّيْتِ، وَالسَّمْنِ، وَالْعَسَلِ، وَالْخَلِّ، وَالْجُبْنِ، وَالشَّبْرَقِ (وَالشَّيْرَقِ)، وَاللَّبَنِ، وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْاُدُمِ، فَاِنَّ الْمُبْتَاعَ لَا يَبِيعُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْبِضَهُ وَيَسْتَوْفِيَهُ.

دالیں وغیرہ جن پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے یا روٹی کے ساتھ کھانے کی تمام چیزیں جیسے روغن زیتون' گھی' شہد' سرکہ' پنیر' تل کا تیل اور دودھ وغیرہ یا جو سالن کے مشابہ ہیں تو ان میں سے کوئی چیز نہ بیچی جائے یہاں تک کہ اس پر قبضہ کر لیا جائے۔

٢٠- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ بَيْعِ الطَّعَامِ اِلٰى اَجَلٍ

اناج کی وہ میعادی بیع جو مکروہ ہے

[٧٤٧] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَنْهَيَانِ اَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ اِلٰى اَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ.

ابو الزناد نے سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار کو منع فرماتے ہوئے سنا جو مدت مقرر کر کے گندم کو سونے کے بدلے فروخت کرے اور پھر سونے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی سونے سے کھجوریں خریدے۔

[٧٤٨] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ، اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ عَنِ الرَّجُلِ يَبِيعُ الطَّعَامَ مِنَ الرَّجُلِ بِذَهَبٍ اِلٰى اَجَلٍ، ثُمَّ يَشْتَرِي بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهٰى عَنْهُ.

کثیر بن فرقد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اس آدمی کے متعلق پوچھا جس نے میعاد مقرر کر کے کسی سے سونے کے بدلے غلہ خریدا۔ پھر سونے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی سونے کے ساتھ کھجوریں خریدیں تو انہوں نے یہ بات ناپسند کی اور اس سے منع فرمایا۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے اسی کے مطابق روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا نَهٰى سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، وَاَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، وَابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَنْ لَا يَبِيعَ الرَّجُلُ حِنْطَةً بِذَهَبٍ، ثُمَّ يَشْتَرِي الرَّجُلُ بِالذَّهَبِ تَمْرًا قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ مِنْ بَيْعِهِ الَّذِي اشْتَرٰى مِنْهُ الْحِنْطَةَ، فَاَمَّا اَنْ يَشْتَرِيَ بِالذَّهَبِ الَّتِي بَاعَ بِهَا الْحِنْطَةَ اِلٰى اَجَلٍ تَمْرًا مِنْ غَيْرِ بَائِعِهِ الَّذِي بَاعَ مِنْهُ الْحِنْطَةَ قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ الذَّهَبَ، وَيُحِيلَ الَّذِي اشْتَرٰى مِنْهُ التَّمْرَ عَلٰى غَرِيمِهِ الَّذِي بَاعَ مِنْهُ الْحِنْطَةَ بِالذَّهَبِ الَّتِي لَهُ عَلَيْهِ فِي ثَمَرِ التَّمْرِ، فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ سعید بن مسیب' سلیمان بن یسار' ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور ابن شہاب نے منع فرمایا ہے کہ ایک آدمی سونے کے بدلے گندم خریدے' پھر وہ اس سونے کے بدلے کھجوریں خریدے اس سے پہلے کہ اس نے سونے پر قبضہ کیا ہو جس سے گندم خریدی تھی' اگر وہ اس سونے سے جس کے بدلے گندم بیچی ہے گندم والے کے علاوہ کسی اور سے کھجوریں خریدے اور کھجوروں والے سے گندم والے کا حوالہ کر دے اس سونے کا جو اس پر ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ غَيْرَ وَاحِدٍ

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ بات کتنے ہی اہل علم

مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ فَلَمْ يَرَوْا بِهٖ بَاْسًا.

۲۱ - بَابُ السُّلْفَةِ فِي الطَّعَامِ

[۷۴۹] اَثَر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ لَا بَاْسَ بِاَنْ یُّسَلِّفَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِی الطَّعَامِ الْمَوْصُوْفِ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی مَا لَمْ یَكُنْ فِیْ زَرْعٍ لَّمْ یَبْدُ صَلَاحُهٗ، اَوْ تَمْرٍ لَّمْ یَبْدُ صَلَاحُهٗ.

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِیْمَنْ سَلَّفَ فِیْ طَعَامٍ بِسِعْرٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَحَلَّ الْاَجَلُ فَلَمْ یَجِدِ الْمُبْتَاعُ عِنْدَ الْبَائِعِ وَفَاءً مِّمَّا ابْتَاعَ مِنْهُ فَاَقَالَهٗ، فَاِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّاْخُذَ مِنْهُ اِلَّا وَرِقَهٗ، اَوْ ذَهَبَهٗ، اَوِ الثَّمَنَ الَّذِیْ دَفَعَ اِلَیْهِ بِعَیْنِهٖ، وَاِنَّهٗ لَا یَشْتَرِیْ مِنْهُ بِذٰلِكَ الثَّمَنِ شَیْئًا حَتّٰی یَقْبِضَهٗ مِنْهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا اَخَذَ غَیْرَ الثَّمَنِ الَّذِیْ دَفَعَ اِلَیْهِ، اَوْ صَرَفَهٗ فِیْ سِلْعَةٍ غَیْرِ الطَّعَامِ الَّذِی ابْتَاعَ مِنْهُ، فَهُوَ بَیْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ یُّسْتَوْفٰی.

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ یُّسْتَوْفٰی.

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ نَدِمَ الْمُشْتَرِیْ، فَقَالَ لِلْبَائِعِ اَقِلْنِیْ وَاُنْظِرُكَ بِالثَّمَنِ الَّذِیْ دَفَعْتُ اِلَیْكَ، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَا یَصْلُحُ، وَاَهْلُ الْعِلْمِ یَنْهَوْنَ عَنْهُ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ لَمَّا حَلَّ الطَّعَامُ لِلْمُشْتَرِیْ عَلَی الْبَائِعِ اَخَّرَ عَنْهُ حَقَّهٗ عَلٰی اَنْ یُّقِیْلَهٗ، فَكَانَ ذٰلِكَ بَیْعَ الطَّعَامِ اِلٰی اَجَلٍ قَبْلَ اَنْ یُّسْتَوْفٰی.

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِیْرُ ذٰلِكَ اَنَّ الْمُشْتَرِیْ حِیْنَ حَلَّ الْاَجَلُ وَكَرِهَ الطَّعَامَ اَخَذَ بِهٖ دِیْنَارًا اِلٰی اَجَلٍ، وَلَیْسَ ذٰلِكَ بِالْاِقَالَةِ، وَاِنَّمَا الْاِقَالَةُ مَا لَمْ یَزْدَدْ فِیْهِ الْبَائِعُ وَلَا الْمُشْتَرِیْ، فَاِذَا وَقَعَتْ فِیْهِ الزِّیَادَةُ بِنَسِیْئَةٍ اِلٰی اَجَلٍ، اَوْ بِشَیْءٍ یَزْدَادُهٗ اَحَدُهُمَا عَلٰی صَاحِبِهٖ، اَوْ بِشَیْءٍ یَنْتَفِعُ بِهٖ اَحَدُهُمَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ لَیْسَ بِالْاِقَالَةِ، وَاِنَّمَا تَصِیْرُ الْاِقَالَةُ اِذَا فَعَلَا ذٰلِكَ بَیْعًا، وَاِنَّمَا اُرْخِصَ

سے پوچھی تو انہوں نے فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں۔

اناج میں سلفہ کرنے کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی دوسرے سے کھانے کی چیزوں میں وصف' نرخ اور مدت مقرر کر کے سلف کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ایسے کھیت کا نہ ہو جس کی بہتری معلوم نہ ہوئی ہو اور نہ ایسی کھجوروں کا ہو جن کی بہتری واضح نہ ہوئی ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے کی چیزوں میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جو نرخ اور مدت مقرر کر کے ہو کہ جب مدت پوری ہو جائے تو خریدار بائع کے پاس وہ اناج نہ پائے تو بیع فسخ کر دے کیونکہ اپنی چاندی' سونا یا قیمت جو دی اسے واپس لینے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے اور یہ نہ ہو کہ اپنے زرِ ثمن سے دوسری چیز بائع سے خریدے جب تک اپنے زرِ ثمن پر قبضہ نہ کر لے۔ کیونکہ خریدار نے جو غلہ یا دوسری چیز کے لیے رقم دی اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی کے ساتھ دوسرا غلہ خرید لیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبضے سے پہلے غلے کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ مشتری نادم ہوا تو بائع نے کہا کہ میں زرِ ثمن کی واپسی میں جو میں نے تمہیں دی ہے مہلت دیتا ہوں تو یہ درست نہیں ہے اور اہلِ علم اس سے منع کرتے ہیں کیونکہ جب میعاد گزر گئی اور غلہ بائع کے ذمے واجب ہوا تو مشتری نے اس شرط کی وجہ سے اپنا حق لینے میں دیر کی اور یہ قبضے سے پہلے اناج فروخت کر دینا ہوا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ جب مدت پوری ہو گئی اور خریدار نے اناج لینا پسند نہ کیا بلکہ اس اناج کے بدلے ایک مدت کے وعدے پر کچھ روپے ٹھہرا لئے تو یہ اقالہ نہ ہوا کیونکہ اقالہ تو جب ہے کہ بائع یا مشتری کی طرف سے کمی یا بیشی نہ ہو اور اگر اس میں کمی بیشی ہوئی یا میعاد بڑھائی یا بائع یا مشتری کا کوئی فائدہ مقرر ہوا تو اسے اقالہ نہیں سمجھا جائے گا۔ جبکہ اقالہ' شرکت اور تولیہ اسی وقت تک درست ہیں کہ کمی یا بیشی نہ کی جائے

فِى الْإِقَالَةِ وَالشِّرْكِ وَالتَّوْلِيَةِ مَا لَمْ يَدْخُلْ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ اَوْ نُقْصَانٌ اَوْ نَظِرَةٌ فَاِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ زِيَادَةٌ اَوْ نُقْصَانٌ اَوْ نَظِرَةٌ صَارَ بَيْعًا يُحِلُّهُ مَا يُحِلُّ الْبَيْعَ وَيُحَرِّمُهُ مَا يُحَرِّمُ الْبَيْعَ.

اور میعاد نہ بڑھائی جائے۔ اگر ان میں سے کوئی بات ہوئی تو وہ نئی بیع ہوئی اور جن وجوہات سے بیع درست ہوتی ہے ان سے یہ بھی درست ہوگی اور جن سے بیع حرام ہو جاتی ہے ان سے یہ بھی حرام ہو جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ سَلَّفَ فِى حِنْطَةٍ شَامِيَّةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَأْخُذَ مَحْمُولَةً بَعْدَ مَحِلِّ الْاَجَلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اچھی گندم کا سلف کیا اور مدت پوری ہونے پر گھٹیا یا بڑھیا اتنی ہی گندم لے لی تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ مَنْ سَلَّفَ فِى صِنْفٍ مِنَ الْاَصْنَافِ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَأْخُذَ خَيْرًا مِمَّا سَلَّفَ فِيهِ اَوْ اَدْنٰى بَعْدَ مَحِلِّ الْاَجَلِ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ اَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ فِى حِنْطَةٍ مَحْمُولَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَأْخُذَ شَعِيرًا اَوْ شَامِيَّةً وَاِنْ سَلَّفَ فِى تَمْرٍ عَجْوَةٍ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَأْخُذَ صَيْحَانِيًّا اَوْ جَمْعًا وَاِنْ سَلَّفَ فِى زَبِيبٍ اَحْمَرَ فَلَا بَأْسَ اَنْ يَأْخُذَ اَسْوَدَ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ كُلُّهُ بَعْدَ مَحِلِّ الْاَجَلِ اِذَا كَانَتْ مَكِيلَةُ ذٰلِكَ سَوَاءً بِمِثْلِ كَيْلِ مَا سَلَّفَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کسی بھی چیز کا سلف کیا تو مدت پوری ہونے پر اس سے بہتر یا کمتر لینے میں کوئی قباحت نہیں اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ جس نے درمیانی گندم کا سلف کیا تو جو یا بڑھیا گندم لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر عجوہ کھجور کا سلف کیا یا صیحانی یا جمع کے لینے میں کوئی ڈر نہیں۔ اگر سرخ کشمش کا سلف کیا تو سیاہ کشمش لینے میں کوئی حرج نہیں جبکہ یہ مدت پوری ہو جانے کے بعد ہو اور وزن وہی ہو جتنے کا سلف کیا تھا۔

۲۲- بَابُ بَيْعِ الطَّعَامِ بِالطَّعَامِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا

اناج کے بدلے اناج بیچا جائے تو کمی بیشی نہ ہو

[۷۵۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِى يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ قَالَ فَنِىَ عَلَفُ حِمَارِ سَعْدِ بْنِ اَبِى وَقَّاصٍ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِكَ فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَأْخُذْ اِلَّا مِثْلَهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سلیمان بن یسار نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص کے گھوڑے کا چارہ ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ گھر سے گندم لے جاؤ اور اس کے بدلے جو لے آنا لیکن نہ لینا مگر برابر۔

[۷۵۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ فَنِىَ عَلَفُ دَابَّتِهِ فَقَالَ لِغُلَامِهِ خُذْ مِنْ حِنْطَةِ اَهْلِكَ طَعَامًا فَابْتَعْ بِهَا شَعِيرًا وَلَا تَأْخُذْ اِلَّا مِثْلَهُ.

نافع کو سلیمان بن یسار نے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کی سواری کا چارہ ختم ہو گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا کہ اپنے گھر سے کھانے کی گندم لے جاؤ اور اس کے بدلے جو خرید لاؤ اور نہ لینا مگر برابر۔

[۷۵۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِى عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مُعَيْقِيبٍ الدَّوْسِىِّ مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے قاسم بن محمد سے انہوں نے ابن معیقیب دوسی سے اسی کے مطابق روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنْ لَا تُبَاعَ الْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ، وَلَا التَّمْرُ بِالتَّمْرِ، وَلَا الْحِنْطَةُ بِالتَّمْرِ، وَلَا التَّمْرُ بِالزَّبِيبِ، وَلَا الْحِنْطَةُ بِالزَّبِيبِ، وَلَا شَيْءٌ مِنَ الطَّعَامِ كُلِّهِ إِلَّا يَدًا بِيَدٍ، فَإِنْ دَخَلَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الْأَجَلُ لَمْ يَصْلُحْ، وَكَانَ حَرَامًا وَلَا شَيْءَ مِنَ الْأُدُمِ كُلِّهَا إِلَّا يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفق ہے کہ گندم کے بدلے گندم، کھجور کے بدلے کھجور، گندم کے بدلے کھجور، کھجور کے بدلے کشمش اور گندم کے بدلے کشمش نہ بیچی جائے اور کھانے کی کوئی چیز بھی بیچی نہ جائے مگر ہاتھوں ہاتھ۔ اگر اس میں کوئی مدت مقرر کی تو درست نہیں اور بیع حرام ہو جائے گی اور روٹی سے لگا کر کھانے کی کوئی چیز نہ بیچی جائے مگر ہاتھوں ہاتھ۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنَ الطَّعَامِ وَالْأُدُمِ إِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ، فَلَا يُبَاعُ مُدُّ حِنْطَةٍ بِمُدَّيْ حِنْطَةٍ، وَلَا مُدُّ تَمْرٍ بِمُدَّيْ تَمْرٍ، وَلَا مُدُّ زَبِيبٍ بِمُدَّيْ زَبِيبٍ، وَلَا مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْحُبُوبِ وَالْأُدُمِ كُلِّهَا إِذَا كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ، وَإِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ، إِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ، وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ لَا يَحِلُّ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ الْفَضْلُ، وَلَا يَحِلُّ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلہ یا روٹی سے لگا کر کھانے کی ایک چیز کے بدلے دو نہ خریدی جائیں۔ اسی طرح ایک مد گندم کے بدلے دو مد گندم، ایک مد کھجوروں کے بدلے دو مد کھجوریں، ایک مد کشمش کے بدلے دو مد کشمش نیز ایسے ہی تمام اجناس اور ترکاریاں وغیرہ ایک جنس سے برابر اور ہاتھوں ہاتھ خریدی جائیں۔ یہ اس جگہ چاندی اور سونے کی طرح ہیں۔ کسی چیز کی زیادتی جائز نہیں۔ جائز یہی ہے کہ برابر ہوں اور ہاتھوں ہاتھ ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا اخْتَلَفَ مَا يُكَالُ، أَوْ يُوزَنُ مِمَّا يُؤْكَلُ، أَوْ يُشْرَبُ، فَبَانَ اخْتِلَافُهُ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ حِنْطَةٍ، وَصَاعٌ مِنْ تَمْرٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ زَبِيبٍ، وَصَاعٌ مِنْ حِنْطَةٍ بِصَاعَيْنِ مِنْ سَمْنٍ، فَإِذَا كَانَ الصِّنْفَانِ مِنْ هٰذَا مُخْتَلِفَيْنِ فَلَا بَأْسَ بِاثْنَيْنِ مِنْهُ بِوَاحِدٍ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ، فَإِنْ دَخَلَ فِي ذٰلِكَ الْأَجَلُ فَلَا يَحِلُّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کھانے پینے کی چیزوں کے اندر ناپ تول کا فرق ہو اور وہ مختلف جنس ہوں تو ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اس میں کوئی قباحت نہیں کہ ایک صاع کھجور کے بدلے دو صاع گندم لی جائے ایک صاع کھجور کی دو صاع کشمش اور ایک صاع گندم کا دو صاع گھی لیا جائے۔ جبکہ دونوں چیزوں کی جنس مختلف ہو تو ان میں سے ایک کے زیادہ ہونے میں کوئی قباحت نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو، اگر اس میں مدت مقرر کی گئی تو بیع حلال نہیں رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا تَحِلُّ صُبْرَةُ الْحِنْطَةِ بِصُبْرَةِ الْحِنْطَةِ، وَلَا بَأْسَ بِصُبْرَةِ الْحِنْطَةِ بِصُبْرَةِ التَّمْرِ يَدًا بِيَدٍ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ أَنْ يُشْتَرَى الْحِنْطَةُ بِالتَّمْرِ جِزَافًا.

امام مالک نے فرمایا کہ گندم کے ڈھیر کے بدلے گندم کا ڈھیر اور گندم کے ڈھیر کے بدلے کھجوروں کا ڈھیر خریدنا جائز نہیں ہے خواہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور یہ اس لئے ہے کہ گندم کو اندازے سے کھجوروں کے بدلے خریدنے میں مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مَا اخْتَلَفَ مِنَ الطَّعَامِ، وَالْأُدُمِ فَبَانَ اخْتِلَافُهُ، فَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ بَعْضَهُ بِبَعْضٍ جِزَافًا يَدًا بِيَدٍ، فَإِنْ دَخَلَهُ الْأَجَلُ فَلَا خَيْرَ فِيهِ، وَإِنَّمَا اشْتِرَاءُ

امام مالک نے فرمایا کہ کھانے یا روٹی کے ساتھ لگانے کی جتنی چیزیں ہیں جبکہ وہ مختلف ہوں تو ان کا ایک کے بدلے دوسری کو خریدنے میں مضائقہ نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو۔

ذٰلِکَ جِزَافًا کَاشْتِرَاءِ بَعْضِ ذٰلِکَ بِالذَّھَبِ وَالْوَرِقِ جِزَافًا.

اگر مدت مقرر کی گئی تو اس میں کوئی بھلائی نہیں اور ان چیزوں کا ڈھیر لگا کر بیچنا ایسا ہی ہے جیسے سونے چاندی کا ڈھیر لگا کر فروخت کرنا۔

قَالَ مَالِکٌ وَذٰلِکَ اَنَّکَ تَشْتَرِی الْحِنْطَۃَ بِالْوَرِقِ جِزَافًا، وَالتَّمْرَ بِالذَّھَبِ جِزَافًا، فَھٰذَا حَلَالٌ لَا بَاْسَ بِہٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ گندم کے ڈھیر کو چاندی سے اور کھجوروں کے ڈھیر کو سونے سے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَمَنْ صَبَّرَ صُبْرَۃَ طَعَامٍ، وَقَدْ عَلِمَ کَیْلَھَا، ثُمَّ بَاعَھَا جِزَافًا، وَکَتَمَ الْمُشْتَرِیْ کَیْلَھَا، فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَصْلُحُ، فَاِنْ اَحَبَّ الْمُشْتَرِیْ اَنْ یَّرُدَّ ذٰلِکَ الطَّعَامَ عَلَی الْبَائِعِ رَدَّہٗ بِمَا کَتَمَہٗ کَیْلَہٗ، وَغَرَّہٗ، وَکَذٰلِکَ کُلُّ مَا عَلِمَ الْبَائِعُ کَیْلَہٗ، وَعَدَدَہٗ مِنَ الطَّعَامِ، وَغَیْرِہٖ، ثُمَّ بَاعَہٗ جِزَافًا وَلَمْ یَعْلَمِ الْمُشْتَرِیْ بِذٰلِکَ، فَاِنَّ الْمُشْتَرِیْ اِنْ اَحَبَّ اَنْ یَّرُدَّ ذٰلِکَ عَلَی الْبَائِعِ رَدَّہٗ، وَلَمْ یَزَلْ اَھْلُ الْعِلْمِ یَنْھَوْنَ عَنْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے غلے کا ڈھیر لگایا اور اسے وزن معلوم ہے۔ پھر اس نے ڈھیر کے حساب سے فروخت کیا اور مشتری سے وزن چھپایا تو یہ درست نہیں ہے۔ اگر مشتری چاہے تو وہ غلہ بائع کو واپس کر دے کیونکہ اس نے وزن چھپایا اور دھوکا دیا۔ اسی طرح جس غلے وغیرہ کی تول کا بائع کو علم ہو پھر وہ اسے ڈھیری کے حساب سے بیچے اور مشتری کو اس بات کا علم نہ ہو تو مشتری اگر چاہے تو وہ چیز بائع کو واپس کر دے اور اہل علم ہمیشہ اس بات سے منع کرتے رہے ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا خَیْرَ فِی الْخُبْزِ قُرْصٍ بِقُرْصَیْنِ وَلَا عَظِیْمٍ بِصَغِیْرٍ اِذَا کَانَ بَعْضُ ذٰلِکَ اَکْبَرَ مِنْ بَعْضٍ، فَاَمَّا اِذَا کَانَ یُتَحَرّٰی اَنْ یَّکُوْنَ مِثْلًا بِمِثْلٍ، فَلَا بَاْسَ بِہٖ وَاِنْ لَّمْ یُوْزَنْ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک روٹی کے بدلے دو روٹیاں اور چھوٹی روٹی کے بدلے بڑی لینے میں کوئی بھلائی نہیں جبکہ بعض دوسری بعض سے بڑی ہوں۔ ہاں اگر یہ اندازہ کیا گیا کہ دونوں طرف برابر ہیں تو کوئی قباحت نہیں اگر چہ وزن نہ کیا ہو۔

قَالَ مَالِکٌ لَا یَصْلُحُ مُدُّ زُبْدٍ وَمُدُّ لَبَنٍ بِمُدَّیْ زُبْدٍ وَھُوَ مِثْلُ الَّذِیْ وَصَفْنَا مِنَ التَّمْرِ الَّذِیْ یُبَاعُ صَاعَیْنِ مِنْ کَبِیْسٍ، وَصَاعًا مِنْ حَشَفٍ بِثَلَاثَۃِ اَصْوُعٍ مِنْ عَجْوَۃٍ حِیْنَ قَالَ لِصَاحِبِہٖ اِنَّ صَاعَیْنِ مِنْ کَبِیْسٍ بِثَلَاثَۃِ اَصْوُعٍ مِنَ الْعَجْوَۃِ لَا یَصْلُحُ، فَفَعَلَ ذٰلِکَ لِیُجِیْزَ بَیْعَہٗ، وَاِنَّمَا جَعَلَ صَاحِبُ اللَّبَنِ اللَّبَنَ مَعَ زُبْدِہٖ لِیَاْخُذَ فَضْلَ زُبْدِہٖ عَلٰی زُبْدِ صَاحِبِہٖ حِیْنَ اَدْخَلَ مَعَہُ اللَّبَنَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک مدّ زبد اور ایک مدّ دودھ کو دو مدّ زبد کے بدلے لینا درست نہیں کیونکہ اس کی مثال وہی ہے جو ہم نے کھجوروں کی بیان کی کہ جو دو صاع کبیس اور ایک صاع حشف کے بدلے تین صاع عجوہ خریدے اور اپنے ساتھی سے کہہ دے کہ دو صاع کبیس ہی تین صاع عجوہ کے برابر ہیں تو یہ درست نہیں۔ یہ گھڑنت اس نے اپنی بیع کو جائز بنانے کے لیے کی۔ اسی لئے تو دودھ والے نے زبد کے ساتھ دودھ دیا تا کہ دودھ شامل کرنے کے باعث اپنے ساتھی کے زائد زبد کو لے سکے۔

قَالَ مَالِکٌ وَالدَّقِیْقُ بِالْحِنْطَۃِ مِثْلًا بِمِثْلٍ لَا بَاْسَ بِہٖ، وَذٰلِکَ لِاَنَّہٗ اَخْلَصَ الدَّقِیْقَ فَبَاعَہٗ بِالْحِنْطَۃِ مِثْلًا بِمِثْلٍ، وَلَوْ جَعَلَ نِصْفَ الْمُدِّ مِنْ دَقِیْقٍ وَنِصْفَہٗ مِنْ حِنْطَۃٍ فَبَاعَ ذٰلِکَ بِمُدٍّ مِنْ حِنْطَۃٍ کَانَ ذٰلِکَ مِثْلَ

امام مالک نے فرمایا کہ آٹے کو گندم کے برابر بیچے تو کوئی قباحت نہیں اور یہ اس لئے کہ خالص آٹے کو گندم کے بدلے برابری پر بیچا ہے۔ اگر نصف مدّ آٹا اور نصف مدّ گندم کو ایک مدّ گندم کے بدلے بیچے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ اسی کی طرح ہے جو

اَلَّذِیْ وَصَفْنَا لَا یَصْلُحُ ' لِاَنَّهٗ اِنَّمَا اَرَادَ اَنْ یَاْخُذَ فَضْلَ حِنْطَتِهِ الْجَیِّدَةِ حَتّٰی جَعَلَ مَعَهَا الدَّقِیْقَ ' فَهٰذَا لَا یَصْلُحُ

صورت ہم نے بیان کی کیونکہ اس نے اپنی بڑھیا گندم کی عمدگی آٹا ساتھ شامل کر کے برابر کر لی اور یہ درست نہیں۔

۲۳- بَابُ جَامِعِ بَیْعِ الطَّعَامِ

اناج بیچنے کے متعلق دیگر روایات

[۷۵۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ ' اَنَّهٗ سَاَلَ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ ' فَقَالَ اِنِّیْ رَجُلٌ اَبْتَاعُ الطَّعَامَ یَکُوْنُ مِنَ الصُّکُوْکِ بِالْجَارِ ' فَرُبَّمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بِدِیْنَارٍ وَّنِصْفِ دِرْهَمٍ ' فَاُعْطِیْ بِالنِّصْفِ طَعَامًا ' فَقَالَ سَعِیْدٌ لَا ' وَلٰکِنْ اَعْطِ اَنْتَ دِرْهَمًا ' وَخُذْ بَقِیَّتَهٗ طَعَامًا.

محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے سعید بن مسیب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ میں جار کی سندوں سے غلہ خریدا کرتا ہوں تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کا خریدتا ہوں۔ کیا میں نصف درہم کا اناج دے دوں؟ سعید نے فرمایا: نہیں بلکہ تم ایک درہم دے دو اور باقی کا بھی غلہ لے لیا کرو۔

[۷۵۴] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِیْرِیْنَ کَانَ یَقُوْلُ لَا تَبِیْعُوا الْحَبَّ فِیْ سُنْبُلِهٖ حَتّٰی یَبْیَضَّ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ محمد بن سیرین کہا کرتے: نہ بیچو اناج کو بالیوں میں یہاں تک کہ پک جائے۔

قَالَ مَالِکٌ مَنِ اشْتَرٰی طَعَامًا بِسِعْرٍ مَعْلُوْمٍ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی ' فَلَمَّا حَلَّ الْاَجَلُ قَالَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الطَّعَامُ لِصَاحِبِهٖ لَیْسَ عِنْدِیْ طَعَامٌ فَبِعْنِی الطَّعَامَ الَّذِیْ لَکَ عَلَیَّ اِلٰی اَجَلٍ ' فَیَقُوْلُ صَاحِبُ الطَّعَامِ هٰذَا لَا یَصْلُحُ لِاَنَّهٗ قَدْ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الطَّعَامِ حَتّٰی یُسْتَوْفٰی ' فَیَقُوْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِ الطَّعَامُ لِغَرِیْمِهٖ فَبِعْنِیْ طَعَامًا اِلٰی اَجَلٍ حَتّٰی اَقْضِیَکَهٗ ' فَهٰذَا لَا یَصْلُحُ لِاَنَّهٗ اِنَّمَا یُعْطِیْهِ طَعَامًا ' ثُمَّ یَرُدُّهٗ اِلَیْهِ فَیَصِیْرُ الذَّهَبُ الَّذِیْ اَعْطَاهُ ثَمَنَ الَّذِیْ کَانَ لَهٗ عَلَیْهِ وَیَصِیْرُ الطَّعَامُ الَّذِیْ اَعْطَاهُ مُحَلِّلًا فِیْمَا بَیْنَهُمَا ' وَیَکُوْنُ ذٰلِکَ اِذَا فَعَلَاهُ بَیْعَ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ یُسْتَوْفٰی.

امام مالک نے فرمایا کہ جو نرخ اور مدت مقرر کر کے اناج خریدے۔ مدت پوری ہونے پر بائع مشتری سے کہے کہ اناج اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ جتنا اناج میرے ذمے واجب ہے تم اسے میرے ہاتھوں بیچ دو۔ مشتری کہے کہ یہ تو جائز نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبضے سے پہلے اناج بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ بائع کہے کہ اچھا تم کوئی اور اناج میرے ہاتھوں مدت مقرر کر کے بیچ دو تا کہ وہ اناج میں تمہارے حوالے کر دوں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ مشتری جو غلہ دے گا وہی اس کی طرف لوٹا دیا جائے گا اور بائع جو رقم واپس دے گا وہ مشتری کی اپنی ہوگی اور جو غلہ دیا جائے گا یہ دونوں کے درمیان بیع کو حلال بنانے کے لیے ہوگا۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ قبضے سے پہلے اناج کی بیع ہوئی۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ لَهٗ عَلٰی رَجُلٍ طَعَامٌ اِبْتَاعَهٗ مِنْهُ وَلِغَرِیْمِهٖ عَلٰی رَجُلٍ طَعَامٌ مِثْلُ ذٰلِکَ الطَّعَامِ ' فَقَالَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الطَّعَامُ لِغَرِیْمِهٖ اُحِیْلُکَ عَلٰی غَرِیْمٍ لِیْ عَلَیْهِ مِثْلُ الطَّعَامِ الَّذِیْ لَکَ عَلَیَّ بِطَعَامِکَ الَّذِیْ لَکَ عَلَیَّ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کا دوسرے پر غلہ ہے جو اس سے خریدا تھا۔ دوسرے کا اتنا ہی غلہ کسی تیسرے پر تھا۔ دوسرے نے پہلے سے کہا کہ جتنا میرے اوپر تمہارا غلہ ہے اتنا ہی غلہ میرا فلاں پر ہے میں اسے تمہارے روبرو کروا دیتا ہوں۔

قَالَ مَالِکٌ اِنْ کَانَ الَّذِیْ عَلَیْهِ الطَّعَامُ اِنَّمَا هُوَ

امام مالک نے فرمایا کہ جس پر غلہ ہے یہ وہی غلہ ہے جو اس

طَعَامٌ ابْتَاعَهُ، فَأَرَادَ أَنْ يُحِيلَ غَرِيمَهُ بِطَعَامٍ ابْتَاعَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ، وَذٰلِكَ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفٰى، فَإِنْ كَانَ الطَّعَامُ سَلَفًا حَالًّا فَلَا بَأْسَ أَنْ يُحِيلَ بِهِ غَرِيمَهُ لِأَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِبَيْعٍ، وَلَا يَحِلُّ بَيْعُ الطَّعَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفٰى لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، غَيْرَ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ قَدِ اجْتَمَعُوا عَلٰى أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِالشِّرْكِ، وَالتَّوْلِيَةِ، وَالْإِقَالَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ.

نے خریدا۔ پھر اس نے اپنے فریق ثانی سے خریدے ہوئے غلے کا حوالہ کرنا چاہا تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہ قبضے سے پہلے غلے کی بیع ہے۔ اگر اس غلے سے بیع سلف کی جاتی تو فریق ثانی سے حیلے میں مضائقہ نہ تھا۔ کیونکہ یہ بیع نہیں ہے اور قبضے سے پہلے غلے کی بیع حلال نہیں ہوتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے اور جبکہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ شرکت، تولیہ اور اقالہ میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ أَنْزَلُوهُ عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ، وَلَمْ يُنْزِلُوهُ عَلٰى وَجْهِ الْبَيْعِ، وَذٰلِكَ مِثْلُ الرَّجُلِ يُسَلِّفُ الدَّرَاهِمَ النُّقَّصَ فَيُقْضٰى دَرَاهِمَ وَازِنَةً فِيهَا فَضْلٌ، فَيَحِلُّ لَهُ ذٰلِكَ، وَيَجُوزُ وَلَوِ اشْتَرٰى مِنْهُ دَرَاهِمَ نُقَّصًا بِوَازِنَةٍ لَمْ يَحِلَّ ذٰلِكَ، وَلَوِ اشْتَرَطَ عَلَيْهِ حِينَ أَسْلَفَهُ وَازِنَةً، وَإِنَّمَا أَعْطَاهُ نُقَّصًا لَمْ يَحِلَّ لَهُ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی لئے اہل علم نے رواج اور دستور کا اعتبار کیا اور اسے بیع نہیں سمجھا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے سلم میں ناقص اور کم وزن درہم دیئے اور وزن میں پورے دراہم دیئے گئے تو اس اضافے کے باوجود اس کے لئے یہ حلال اور جائز ہے۔ اگر وہ ناقص اور کم وزن دراہم خریدے تو جائز نہیں اگر سلم کے وقت وزن کی شرط کر لی جائے اور پھر کم دے تو یہ حلال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ، وَأَرْخَصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا مِنَ التَّمْرِ، وَإِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ ذٰلِكَ أَنَّ بَيْعَ الْمُزَابَنَةِ بَيْعٌ عَلٰى وَجْهِ الْمُكَايَسَةِ وَالتِّجَارَةِ، وَأَنَّ بَيْعَ الْعَرَايَا عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ لَا مُكَايَسَةَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی نظیر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا اور اندازے سے کھجور بیچنے یعنی بیع عرایا کی اجازت دی ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ بیع مزابنہ تو تجارت اور چالاکی ہے اور بیع عرایا دستور کے مطابق ہے، جس میں دھوکا نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَشْتَرِيَ رَجُلٌ طَعَامًا بِرُبُعٍ، أَوْ ثُلُثٍ، أَوْ كِسْرٍ مِنْ دِرْهَمٍ عَلٰى أَنْ يُعْطٰى بِذٰلِكَ طَعَامًا إِلٰى أَجَلٍ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَبْتَاعَ الرَّجُلُ طَعَامًا بِكِسْرٍ مِنْ دِرْهَمٍ إِلٰى أَجَلٍ، ثُمَّ يُعْطٰى دِرْهَمًا، وَيَأْخُذُ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِرْهَمِهِ سِلْعَةً مِنَ السِّلَعِ، لِأَنَّهُ أَعْطَى الْكِسْرَ الَّذِي عَلَيْهِ فِضَّةً وَأَخَذَ بِبَقِيَّةِ دِرْهَمِهِ سِلْعَةً، فَهٰذَا لَا بَأْسَ بِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ چوتھائی تہائی یا درہم کے اور کسی حصے کا غلہ اس شرط پر خریدنا درست نہیں ہے کہ اتنی مدت کے بعد اس کے بدلے غلہ ادا کر دے گا۔ ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ درہم کے کسی حصے کا غلہ مدت مقرر کر کے خریدے۔ پھر ایک درہم دے کر باقی درہم کی کوئی اور چیز اس سے خریدے، کیونکہ اس نے درہم کی جو کسر دی تو باقی درہم کا اور سامان خرید لیا تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ عِنْدَ الرَّجُلِ دِرْهَمًا، ثُمَّ يَأْخُذُ مِنْهُ بِرُبُعٍ، أَوْ بِثُلُثٍ، أَوْ بِكِسْرٍ مَعْلُومٍ سِلْعَةً مَعْلُومَةً، فَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِي ذٰلِكَ سِعْرٌ مَعْلُومٌ، وَقَالَ الرَّجُلُ آخُذُ مِنْكَ بِسِعْرِ كُلِّ يَوْمٍ،

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ایک آدمی دوسرے کے پاس درہم رکھے۔ پھر اس سے چوتھائی، تہائی یا درہم کے کسی معین حصے کی کوئی معین چیز خریدے اگر چہ نرخ معین نہ ہو۔ اگر کوئی دوسرے سے کہے کہ میں آپ سے روزانہ کے بھاؤ

فَهٰذَا لَا يَحِلُّ لِاَنَّهُ غَرَرٌ يَقِلُّ مَرَّةً وَيَكْثُرُ مَرَّةً وَلَمْ يَفْتَرِقَا عَلٰى بَيْعٍ مَعْلُوْمٍ.

کے حساب سے لوں گا تو یہ حلال نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ بھاؤ تو گھٹتا بڑھتا رہتا ہے اور انہوں نے بیع معین نہیں کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ طَعَامًا جِزَافًا، وَلَمْ يَسْتَثْنِ مِنْهُ شَيْئًا، ثُمَّ بَدَا لَهُ اَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا، فَاِنَّهُ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا مَا كَانَ يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ، وَذٰلِكَ الثُّلُثُ فَمَا دُوْنَهُ، فَاِنْ زَادَ عَلَى الثُّلُثِ صَارَ ذٰلِكَ اِلَى الْمُزَابَنَةِ وَاِلٰى مَا يُكْرَهُ، فَلَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَشْتَرِيَ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا مَا كَانَ يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ، وَلَا يَجُوْزُ لَهُ اَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنْهُ اِلَّا الثُّلُثَ فَمَا دُوْنَهُ، وَهٰذَا الْاَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اناج کا ڈھیر فروخت کیا اور اس کا کچھ حصہ مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ پھر اس میں کچھ خریدنا چاہے تو اس میں سے ذرا بھی خریدنا درست نہیں کیونکہ جائز وہی ہوگا جس کا استثناء کر لیا جائے جبکہ وہ تہائی یا اس سے کم ہو۔ اگر وہ تہائی سے زیادہ ہوا تو ایسا کرنا مزابنہ کی طرح مکروہ ہوگا' پس اس میں سے ذرا بھی خریدنا مناسب نہیں ہے کیونکہ جائز وہی ہوگا جس کا استثناء کر لیا جائے اور وہ تہائی یا اس سے کم ہو اور اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

٢٤- بَابُ الْحُكْرَةِ وَالتَّرَبُّصِ

ذخیرہ اندوزی اور نرخ بڑھانا

[٧٥٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا حُكْرَةَ فِيْ سُوْقِنَا لَا يَعْمِدُ رِجَالٌ بِاَيْدِيْهِمْ فُضُوْلٌ مِنْ اَذْهَابٍ اِلٰى رِزْقٍ مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ نَزَلَ بِسَاحَتِنَا فَيَحْتَكِرُوْنَهُ عَلَيْنَا، وَلٰكِنْ اَيُّمَا جَالِبٍ جَلَبَ عَلٰى عَمُوْدِ كَبِدِهِ فِي الشِّتَاءِ، وَالصَّيْفِ، فَذٰلِكَ ضَيْفُ عُمَرَ، فَلْيَبِعْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ، وَلْيُمْسِكْ كَيْفَ شَاءَ اللّٰهُ.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے بازاروں میں کوئی ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔ جن لوگوں کے پاس زائد روپیہ پیسہ ہے وہ ہمارے ملک میں آنے والے اللہ کے رزق کو ذخیرہ کرنے کے لئے نہ خریدیں۔ ہاں جو خون پسینہ ایک کر کے' گرمی اور سردی برداشت کر کے ہمارے ملک میں غلہ لائے وہ عمر کا مہمان ہے پھر جیسے اللہ چاہے اپنے غلے کو بیچے اور جیسے اللہ چاہے اسے روکے۔

[٧٥٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يُوْسُفَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مَرَّ بِحَاطِبِ بْنِ اَبِيْ بَلْتَعَةَ، وَهُوَ يَبِيْعُ زَبِيْبًا لَهُ بِالسُّوْقِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِمَّا اَنْ تَزِيْدَ فِي السِّعْرِ، وَاِمَّا اَنْ تُرْفَعَ مِنْ سُوْقِنَا.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عمر کا حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزر ہوا جو بازار میں اپنی کشمش بیچ رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ آپ نرخ بڑھا دیں یا ہمارے بازار سے اٹھ جائیں۔

[٧٥٧] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانَ يَنْهٰى عَنِ الْحُكْرَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا کرتے تھے۔

٢٥- بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ وَالسَّلَفِ فِيْهِ

جانور کو جانور کے بدلے ادھار بیچنا

[٧٥٨] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ، اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ بَاعَ جَمَلًا لَهُ يُدْعٰى

حسن بن محمد بن علی سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصیفیر نامی اپنا اونٹ مدت مقرر کر کے بیس اونٹوں کے بدلے فروخت کیا تھا۔

عُصَیفِیرًا بِعِشْرِیْنَ بَعِیْرًا اِلَى اَجَلٍ.

[۷۵۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اشْتَرٰى رَاحِلَةً بِاَرْبَعَةِ اَبْعِرَةٍ مَضْمُوْنَةٍ عَلَيْهِ يُوْفِيْهَا صَاحِبَهَا بِالرَّبَذَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک سانڈنی چار اونٹوں کے بدلے خریدی کہ اونٹوں کو بائع کے پاس ربذہ پہنچا دیا جائے گا۔

[۷۶۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ، عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ اِلَى اَجَلٍ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِکَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے ایک جانور کے بدلے دو کی بیع کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا بَاْسَ بِالْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِهٖ وَزِيَادَةِ دَرَاهِمَ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا بَاْسَ بِالْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِهٖ وَزِيَادَةِ دَرَاهِمَ اَلْجَمَلُ بِالْجَمَلِ يَدًا بِيَدٍ وَالدَّرَاهِمُ اِلَى اَجَلٍ. قَالَ وَلَا خَيْرَ فِی الْجَمَلِ بِالْجَمَلِ مِثْلِهٖ وَزِيَادَةِ دَرَاهِمَ اَلدَّرَاهِمُ نَقْدًا، وَالْجَمَلُ اِلَى اَجَلٍ، وَاِنْ اَخَّرْتَ الْجَمَلَ، وَالدَّرَاهِمَ لَا خَيْرَ فِیْ ذٰلِکَ اَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ ایک اونٹ کو دوسرے سے بدلنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور دراہم کا اضافہ ہو تو ہاتھوں ہاتھ۔ اس میں بھی قباحت نہیں کہ اونٹ کے بدلے اونٹ اور کچھ روپے ہوں تو اونٹ ہاتھوں ہاتھ ہوں اور روپوں کی مدت مقرر ہو۔ لیکن اس میں بھلائی نہیں کہ اونٹ کے بدلے اونٹ اور کچھ روپے ہوں جبکہ روپے تو نقد ادا کئے جائیں اور اونٹ ایک مدت کے بعد۔ اگر اونٹ اور روپے دونوں کی تاخیر کی جائے تو اس میں بھی بھلائی نہیں۔

قَالَ مَالِکٌ وَلَا بَاْسَ اَنْ يَبْتَاعَ الْبَعِيْرَ النَّجِيْبَ بِالْبَعِيْرَيْنِ، اَوْ بِالْاَبْعِرَةِ مِنَ الْحَمُوْلَةِ مِنْ مَاشِيَةِ الْاِبِلِ، وَاِنْ كَانَتْ مِنْ نَعَمٍ وَاحِدَةٍ فَلَا بَاْسَ اَنْ يَشْتَرِیَ مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلَى اَجَلٍ اِذَا اخْتَلَفَتْ فَبَانَ اخْتِلَافُهَا، وَاِنْ اَشْبَهَ بَعْضُهَا بَعْضًا وَاخْتَلَفَتْ اَجْنَاسُهَا، اَوْ لَمْ تَخْتَلِفْ فَلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلَى اَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ سواری کے اونٹ کو دو اونٹوں کے بدلے خریدنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ وہ ایک ہی جنس کے ہوں۔ اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو خریدے جبکہ ان کا اختلاف واضح ہو۔ اگرچہ ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں۔ جنس کا اختلاف ہو یا نہ ہو لیکن مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ لے۔

قَالَ مَالِکٌ وَتَفْسِيْرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِکَ اَنْ يُؤْخَذَ الْبَعِيْرُ بِالْبَعِيْرَيْنِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا تَفَاضُلٌ فِیْ نَجَابَةٍ وَلَا رِحْلَةٍ، فَاِذَا كَانَ هٰذَا عَلٰى مَا وَصَفْتُ لَکَ فَلَا يُشْتَرٰى مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ اِلَى اَجَلٍ، وَلَا بَاْسَ اَنْ تَبِيْعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْهَا قَبْلَ اَنْ تَسْتَوْفِيَهٗ مِنْ غَيْرِ الَّذِیْ اشْتَرَيْتَهٗ مِنْهُ اِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهٗ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ ایک اونٹ کے بدلے دو اونٹ لئے جائیں جن میں سواری یا بوجھ لادنے کا فرق نہ ہو جب وہ ایسے ہوں تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ خریدے جائیں۔ اس میں قباحت نہیں کہ جو خریدا ہے اسے قبضے سے پہلے فروخت کر دے دوسرے شخص کے ہاتھوں جبکہ قیمت نقد وصول ہو۔

قَالَ مَالِکٌ وَمَنْ سَلَّفَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْحَيَوَانِ اِلَى اَجَلٍ مُسَمًّى فَوَصَفَهٗ وَحَلَّاهُ وَنَقَدَ ثَمَنَهٗ فَذٰلِکَ جَائِزٌ وَهُوَ لَازِمٌ لِلْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعِ عَلٰى مَا وَصَفَا وَحَلَّيَا،

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مدت مقرر کر کے جانور کی بیع سلم کی۔ پھر اوصاف اور حلیہ بیان کر کے قیمت نقد ادا کی گئی ہو تو جائز ہے اور اوصاف و حلیہ بیان کرنے بائع اور مشتری دونوں کے

وَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ مِنْ عَمَلِ النَّاسِ الْجَائِزِ بَيْنَهُمْ، وَالَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا.

لئے ضروری ہے لوگوں کا ہمیشہ سے اسی جائز طریقے پر عمل رہا' ہمیشہ سے اسی پر ہمارے شہر کے اہل علم ہیں۔

۲٦- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ

جانوروں کو جس طرح بیچنا جائز نہیں ہے

٥٧٥- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ، وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ، كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ الْجَزُورَ إِلَى أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ، ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِي فِي بَطْنِهَا. صحیح البخاری (۲۱٤۳) صحیح مسلم (۳۷۸۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حبل الحبلہ بیع سے منع فرمایا ہے اس بیع کا دور جاہلیت میں رواج تھا۔ آدمی ایک اونٹ خریدتا' اس سے اونٹنی حاملہ ہوتی' پھر وہ بچہ پیدا ہو جو اس کے پیٹ میں ہے۔

[٧٦١] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ لَا رِبًا فِي الْحَيَوَانِ، وَإِنَّمَا نُهِيَ مِنَ الْحَيَوَانِ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَضَامِينِ وَالْمَلَاقِيحِ وَحَبَلِ الْحَبَلَةِ. وَالْمَضَامِينُ بَيْعُ مَا فِي بُطُونِ إِنَاثِ الْإِبِلِ، وَالْمَلَاقِيحُ بَيْعُ مَا فِي ظُهُورِ الْجِمَالِ.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ حیوان میں سود نہیں۔ حیوان کی تین قسم کی بیع سے منع فرمایا گیا ہے: مضامین' ملاقیح اور حبل الحبلہ سے۔ مضامین یعنی بچہ اونٹنی کے پیٹ میں ہو۔ ملاقیح' یہ کہ بچہ اونٹ کی پشت میں ہو۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي أَنْ يَشْتَرِيَ أَحَدٌ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِعَيْنِهِ إِذَا كَانَ غَائِبًا عَنْهُ، وَإِنْ كَانَ قَدْ رَآهُ وَرَضِيَهُ عَلٰى أَنْ يَنْقُدَ ثَمَنَهُ لَا قَرِيبًا، وَلَا بَعِيدًا.

امام مالک نے فرمایا: یہ درست نہیں کہ ایسے معین جانور کو خریدے جو موجود نہ ہو۔ اگرچہ مشتری اس جانور کو دیکھ کر پسند کر چکا ہو جبکہ قیمت نقد ادا کرے اور جانور خواہ قریب ہو یا دور۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِأَنَّ الْبَائِعَ يَنْتَفِعُ بِالثَّمَنِ، وَلَا يَدْرِي هَلْ تُوجَدُ تِلْكَ السِّلْعَةُ عَلٰى مَا رَآهَا الْمُبْتَاعُ أَمْ لَا، فَلِذٰلِكَ كُرِهَ ذٰلِكَ، وَلَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ مَضْمُونًا مَوْصُوفًا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کراہت بایں وجہ ہے کہ بائع قیمت سے فائدہ اٹھائے گا اور وہ نہیں جانتا کہ جو چیز اس نے دیکھی تھی وہ اسے مل جائے گی۔ یہی اس میں کراہت ہے اور غیر معین جانور کو اوصاف بیان کر کے بیچے تو کوئی قباحت نہیں۔

۲۷- بَابُ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ

جانور کو گوشت کے بدلے فروخت کرنا

٥٧٦- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

زید بن اسلم نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانور کو گوشت کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

[٧٦٢] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مِنْ مَيْسِرِ أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْعُ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ.

داؤد بن حصین نے سعید بن مسیب کو فرماتے سنا کہ یہ بھی جاہلیت کا جوا ہے کہ جانور کو ایک یا دو بکریوں کے گوشت کے بدلے بیچا جائے۔

[٧٦٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ،

ابو الزناد سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ نُهِيَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

تھے کہ جانور کو گوشت کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَقُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَرَاَيْتَ رَجُلًا اشْتَرٰى شَارِفًا بِعَشَرَةِ شِيَاهٍ؟ فَقَالَ سَعِيْدٌ اِنْ كَانَ اشْتَرَاهَا لِيَنْحَرَهَا فَلَا خَيْرَ فِيْ ذٰلِكَ.

ابوالزناد کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن میسب سے کہا کہ دس بکریوں کے بدلے ایک اونٹ خریدنا کیسا ہے؟ سعید نے فرمایا کہ اگر اسے ذبح کرنے کے لیے خریدا ہے تو اس میں بھلائی نہیں۔

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَمَنْ اَدْرَكْتُ مِنَ النَّاسِ يَنْهَوْنَ عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِاللَّحْمِ.

ابوالزناد نے فرمایا کہ میں نے ہر ایک کو گوشت کے بدلے جانور بیچنے سے منع کرتے ہوئے پایا۔

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ وَكَانَ ذٰلِكَ يُكْتَبُ فِيْ عُهُوْدِ الْعُمَّالِ فِيْ زَمَانِ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَ هِشَامِ بْنِ اِسْمَاعِيْلَ يَنْهَوْنَ عَنْ ذٰلِكَ.

ابوالزناد نے فرمایا کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسمٰعیل کے دور میں عاملوں کے لئے یہ حکم لکھا جاتا اور ایسا کرنے سے انہیں منع کیا جاتا۔

۲۸- بَابُ بَيْعِ اللَّحْمِ بِاللَّحْمِ

گوشت کو گوشت کے بدلے فروخت کرنا

[٧٦٤] اَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْ لَحْمِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ ' وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْوُحُوْشِ اَنَّهُ لَا يُشْتَرٰى بَعْضُهُ بِبَعْضٍ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ ' وَزْنًا بِوَزْنٍ ' يَدًا بِيَدٍ ' وَلَا بَاْسَ بِهِ ' وَاِنْ لَّمْ يُوْزَنْ اِذَا تَحَرّٰى اَنْ يَّكُوْنَ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اونٹ' گائے' بکری اور ان جیسے جانوروں کے گوشت کے بارے میں متفقہ حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسرے کے بدلے نہ خریدا جائے مگر ایک جیسے وزن میں برابر اور ہاتھوں ہاتھ اور وزن نہ کرنے میں بھی مضائقہ نہیں جبکہ اندازے سے برابر ہو اور ہاتھوں ہاتھ۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَاْسَ بِلَحْمِ الْحِيْتَانِ بِلَحْمِ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْوُحُوْشِ كُلِّهَا اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ وَّاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ يَدًا بِيَدٍ. فَاِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْاَجَلُ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مچھلی کا گوشت اگر اونٹ' گائے اور بکری وغیرہ جانوروں کے گوشت کے بدلے ایک صاع کے عوض دو صاع یا کم وبیش ہو تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اگر مدت مقرر کی گئی تو اس میں بھلائی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاَرٰى لُحُوْمَ الطَّيْرِ كُلَّهَا مُخَالِفَةً لِلُحُوْمِ الْاَنْعَامِ وَالْحِيْتَانِ ' فَلَا اَرٰى بَاْسًا بِاَنْ يُّشْتَرٰى بَعْضُ ذٰلِكَ بِبَعْضٍ مُتَفَاضِلًا يَدًا بِيَدٍ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ اِلٰى اَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ پرندوں کا گوشت مویشیوں اور مچھلی کا گوشت اگر کم وبیش ہو تو میرے نزدیک کوئی قباحت نہیں جبکہ لین دین ہاتھوں ہاتھ ہو اور مدت مقرر کر کے ان میں سے کوئی چیز نہ بیچی جائے۔

۲۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ ثَمَنِ الْكَلْبِ

کتے کی بیع کا بیان

٥٧٧- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ' عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ ' وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت' فاحشہ عورت کی کسبی اور کاہن کی کمائی سے منع فرمایا ہے۔

يَعْنِي بِمَهْرِ الْبَغِيِّ مَا تُعْطَاهُ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنٰى ، وَحُلْوَانُ الْكَاهِنِ رِشْوَتُهُ ، وَمَا يُعْطَى عَلَى أَنْ يَتَكَهَّنَ.

صحیح البخاری (۲۲۳۷) صحیح مسلم (۳۹۵۸)

قَالَ مَالِكٌ أَكْرَهُ ثَمَنَ الْكَلْبِ الضَّارِي وَغَيْرَ الضَّارِي لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ.

۳۰- بَابُ السَّلَفِ وَبَيْعِ الْعُرُوْضِ بَعْضِهَا بِبَعْضٍ

۵۷۸- حَدَّثَنِي يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، أَنَّهُ بَلَغَهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعٍ وَسَلَفٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ آخُذُ سِلْعَتَكَ بِكَذَا وَكَذَا عَلَى أَنْ تُسْلِفَنِي كَذَا وَكَذَا ، فَإِنْ عَقَدَا بَيْعَهُمَا عَلَى هٰذَا الْوَجْهِ فَهُوَ غَيْرُ جَائِزٍ ، فَإِنْ تَرَكَ الَّذِي اشْتَرَطَ السَّلَفَ مَا اشْتَرَطَ مِنْهُ كَانَ ذٰلِكَ الْبَيْعُ جَائِزًا.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ الثَّوْبَ مِنَ الْكِتَّانِ ، أَوِ الشَّطَوِيِّ ، أَوِ الْقَصَبِيِّ بِالْأَثْوَابِ مِنَ الْإِتْرِيبِيِّ ، أَوِ الْقَسِّيِّ ، أَوِ الزِّيقَةِ ، أَوِ الثَّوْبِ الْهَرَوِيِّ ، أَوِ الْمَرْوِيِّ بِالْمَلَاحِفِ الْيَمَانِيَّةِ وَالشِّقَائِقِ ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ الْوَاحِدُ بِالْاِثْنَيْنِ ، أَوِ الثَّلَاثَةِ يَدًا بِيَدٍ ، أَوْ إِلَى أَجَلٍ ، وَإِنْ كَانَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ ، فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ نَسِيئَةٌ فَلَا خَيْرَ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَصْلُحُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ فَيَبِينَ اخْتِلَافُهُ ، فَإِذَا أَشْبَهَ بَعْضُ ذٰلِكَ بَعْضًا ، وَإِنِ اخْتَلَفَتْ أَسْمَاؤُهُ فَلَا يَأْخُذْ اثْنَيْنِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ ، وَذٰلِكَ أَنْ يَأْخُذَ الثَّوْبَيْنِ مِنَ الْهَرَوِيِّ بِالثَّوْبِ مِنَ الْمَرْوِيِّ ، أَوِ الْقُوهِيِّ إِلَى أَجَلٍ ، أَوْ يَأْخُذَ الثَّوْبَيْنِ مِنَ الْفُرْقُبِيِّ بِالثَّوْبِ مِنَ الشَّطَوِيِّ ، فَإِذَا كَانَتْ هٰذِهِ الْأَجْنَاسُ عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَلَا يُشْتَرٰى مِنْهَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ.

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيعَ مَا اشْتَرَيْتَ مِنْهَا

"بمهر البغی" وہ رقم جو عورت کو زنا کے بدلے دی جائے اور "حلوان الکاھن" جو کاہن کو بات بتانے پر رشوت دی جائے۔

امام مالک نے فرمایا کہ میں ہر قسم کے کتے کی قیمت کو ناپسند کرتا ہوں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت سے منع فرمایا ہے۔

بیع سلف اور سامان کو سامان کے بدلے بیچنا

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع اور سلف سے منع فرمایا۔

امام مالک نے فرمایا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں تمہارا فلاں فلاں اسباب لیتا ہوں کہ تم فلاں فلاں شرائط پر میرے ساتھ سلف کرو۔ اگر وہ اپنی بیع پر متفق ہو جائیں تو یہ جائز نہیں۔ اگر ان شرطوں کو چھوڑ دیا جائے جو لگائیں تو یہ بیع جائز ہو جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ کتان شطوی اور قصبی کے کپڑوں کو اتربی، قسی، زیقہ، ہروی کپڑے، مروی، ملاحف یمانیہ اور شقائق وغیرہ کے بدلے خریدنے میں کوئی قباحت نہیں، خواہ ایک کے بدلے میں دو یا تین لئے جائیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہوں یا مدت مقرر کر کے، اگر وہ کپڑے ایک ہی قسم کے ہوں تو کمی بیشی میں بھلائی نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر دونوں طرف کے کپڑوں میں اختلاف واضح نہ ہو تو درست نہیں۔ اگر ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہوں اگرچہ نام مختلف ہوں تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ لئے جائیں۔ مثلاً دو ہروی کپڑے لئے جائیں ایک مروی یا قوہی کپڑے کے بدلے مدت مقرر کر کے یا دو فرقبی کپڑے لئے جائیں ایک شطوی کپڑے سے۔ جب ان کے اختلاف کا یہ حال ہو تو مدت مقرر کر کے ایک کے بدلے دو نہ خریدے جائیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ بائع سے جو خریدا ہے قبضہ کرنے

قَبْلَ اَنْ تَسْتَوْفِيَهٗ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهٗ مِنْهُ اِذَا انْتَقَدْتَ ثَمَنَهٗ.

سنن ابوداؤد (٣٥٠٤) سنن ترمذی (١٢٣٤) سنن نسائی (٤٦٢٥)

سے پہلے اسے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ بائع کے سوا دوسرے شخص کو دے اور قیمت نقد وصول کر لے۔

۳۱- بَابُ السُّلْفَةِ فِي الْعُرُوْضِ

سامان میں سلف کرنے کا بیان

[٧٦٥] اَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَرَجُلٌ يَسْاَلُهٗ عَنْ رَجُلٍ سَلَّفَ فِي سَبَائِبَ، فَاَرَادَ بَيْعَهَا قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَهَا، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تِلْكَ الْوَرِقُ بِالْوَرِقِ وَكَرِهَ ذٰلِكَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا کہ ایک آدمی نے دوسرے کے ساتھ کپڑوں کی سلف کی اور پھر ارادہ کیا کہ قبضہ کرنے سے پہلے انہیں فروخت کر دے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ تو چاندی کے بدلے چاندی ہوئی اور اسے ناپسند فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ فِيْمَا نَرٰى. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. اَنَّهٗ اَرَادَ اَنْ يَبِيْعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ بِاَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهٖ، وَلَوْ اَنَّهٗ بَاعَهَا مِنَ الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ لَمْ يَكُنْ بِذٰلِكَ بَاْسٌ.

امام مالک نے فرمایا: میرا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ وہ اسی کو کپڑے بیچنا چاہتا ہوگا جس سے خریدے تھے اور قیمت خرید سے زیادہ میں دیتا ہوگا' ورنہ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھوں فروخت کرتا تو اس میں قباحت نہ تھی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْمَنْ سَلَّفَ فِي رَقِيْقٍ، اَوْ مَاشِيَةٍ، اَوْ عُرُوْضٍ، فَاِذَا كَانَ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ مَوْصُوْفًا فَسَلَّفَ فِيْهِ اِلٰى اَجَلٍ فَحَلَّ الْاَجَلُ، فَاِنَّ الْمُشْتَرِيَ لَا يَبِيْعُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ مِنَ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْهُ بِاَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي سَلَّفَهٗ فِيْهِ قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَ مَا سَلَّفَهٗ فِيْهِ، وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا فَعَلَهٗ فَهُوَ الرِّبَا صَارَ الْمُشْتَرِي اِنْ اَعْطَى الَّذِي بَاعَهٗ دَنَانِيْرَ، اَوْ دَرَاهِمَ، فَانْتَفَعَ بِهَا فَلَمَّا حَلَّتْ عَلَيْهِ السِّلْعَةُ، وَلَمْ يَقْبِضْهَا الْمُشْتَرِي بَاعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا بِاَكْثَرَ مِمَّا سَلَّفَهٗ فِيْهَا، فَصَارَ اِنْ رَدَّ اِلَيْهِ مَا سَلَّفَهٗ وَزَادَهٗ مِنْ عِنْدِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے کہ جو غلام' جانور یا کسی قسم کے اسباب میں سلف کرے تو اس چیز کے اوصاف بیان کر دے' پھر مدت مقرر کر کے سلف کرے۔ مدت پوری ہونے پر مشتری بائع کو ان میں سے کوئی چیز اس سے زیادہ میں نہیں بیچ سکے گا جتنے میں کہ سلف کی تھی اور نہ جب تک کی سلف کی ہے اس سے پہلے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو سود ہوگا کیونکہ بائع نے مشتری کے دیئے ہوئے دیناروں اور درہموں سے فائدہ اٹھایا' پھر وہ چیز جب اس پر حلال ہوئی اور مشتری نے ابھی قبضہ نہیں کیا کہ سلف سے زیادہ میں وہ چیز اسی کو لوٹا دی اور اپنی جانب سے اضافہ کیا۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ سَلَّفَ ذَهَبًا، اَوْ وَرِقًا فِي حَيَوَانٍ، اَوْ عُرُوْضٍ اِذَا كَانَ مَوْصُوْفًا اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى، ثُمَّ حَلَّ الْاَجَلُ، فَاِنَّهٗ لَا بَاْسَ اَنْ يَبِيْعَ الْمُشْتَرِي تِلْكَ السِّلْعَةَ مِنَ الْبَائِعِ قَبْلَ اَنْ يَحِلَّ الْاَجَلُ، اَوْ بَعْدَمَا يَحِلُّ بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ يُعَجِّلُهٗ، وَلَا يُؤَخِّرُهٗ بَالِغًا مَا بَلَغَ ذٰلِكَ الْعَرْضُ، اِلَّا الطَّعَامَ فَاِنَّهٗ لَا يَحِلُّ اَنْ يَبِيْعَهٗ قَبْلَ اَنْ يَقْبِضَهٗ، وَلِلْمُشْتَرِي اَنْ يَبِيْعَ تِلْكَ السِّلْعَةَ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهٖ

امام مالک نے فرمایا کہ جو سونا چاندی دے کر جانور یا اسباب کی سلف کرے تو جب اوصاف بیان کر دے اور مدت مقرر کر لی' پھر مدت پوری ہو جانے پر کوئی مضائقہ نہیں کہ مشتری اسے بائع کے ہاتھوں فروخت کر دے' اس سے پہلے کہ مدت پوری ہو' جبکہ سامان کے بدلے سامان ہو خواہ جلدی سے دے یا دیر کر کے مگر نقد دے سوائے اناج کے کہ قبضے سے پہلے اس کا بیچنا حلال نہیں ہے' اگر مشتری اس چیز کو بائع کے سوا کسی اور کے ہاتھوں بیچنا

الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنْهُ بِذَهَبٍ، أَوْ وَرِقٍ أَوْ عَرْضٍ مِنَ الْعُرُوضِ يَقْبِضُ ذٰلِكَ، وَلَا يُؤَخِّرُهُ لِأَنَّهُ إِذَا أَخَّرَ ذٰلِكَ قَبُحَ وَدَخَلَهُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَالِيءِ بِالْكَالِيءِ. وَالْكَالِيءُ بِالْكَالِيءِ أَنْ يَبِيعَ الرَّجُلُ دَيْنًا لَهُ عَلَى رَجُلٍ بِدَيْنٍ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ.

چاہے سونے چاندی یا کسی اور سامان کے بدلے تو قبضہ کرنے میں تاخیر نہ کرے کیونکہ اگر تاخیر کی تو یہ برا ہے اور اس میں وہی کراہت ہوگی جو کالیٔ کے بدلے کالیٔ یعنی قرض کے بدلے قرض میں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ سَلَّفَ فِي سِلْعَةٍ إِلَى أَجَلٍ وَتِلْكَ السِّلْعَةُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ وَلَا يُشْرَبُ، فَإِنَّ الْمُشْتَرِيَ يَبِيعُهَا مِمَّنْ شَاءَ، بِنَقْدٍ أَوْ عَرْضٍ قَبْلَ أَنْ يَسْتَوْفِيَهَا مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهَا الَّذِي اشْتَرَاهَا مِنْهُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا مِنَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنْهُ إِلَّا بِعَرْضٍ يَقْبِضُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اسباب میں ایک مدت پر سلف کیا اور وہ کھانے پینے کی چیزوں میں سے نہیں ہے تو مشتری جس کو چاہے اسے فروخت کر دے نقد یا سامان کے بدلے قبضے سے پہلے جبکہ بائع کے سوا دوسرے کو بیچے اور اسے بائع کے ہاتھوں بیچنا مناسب نہیں ہے مگر سامان کے بدلے جس پر قبضہ کرے اور تاخیر نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ كَانَتِ السِّلْعَةُ لَمْ تَحِلَّ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَبِيعَهَا مِنْ صَاحِبِهَا بِعَرْضٍ مُخَالِفٍ لَهَا بَيِّنٍ خِلَافُهُ يَقْبِضُهُ وَلَا يُؤَخِّرُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ سامان بائع کو دوسری چیز کے بدلے بیچ دیا جائے مدت پوری ہونے سے پہلے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ اس چیز پر قبضہ کرے اور تاخیر نہ کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ سَلَّفَ دَنَانِيرَ، أَوْ دَرَاهِمَ فِي أَرْبَعَةِ أَثْوَابٍ مَوْصُوفَةٍ إِلَى أَجَلٍ، فَلَمَّا حَلَّ الْأَجَلُ تَقَاضَى صَاحِبَهَا فَلَمْ يَجِدْهَا عِنْدَهُ، وَوَجَدَ عِنْدَهُ ثِيَابًا دُونَهَا مِنْ صِنْفِهَا، فَقَالَ لَهُ الَّذِي عَلَيْهِ الْأَثْوَابُ أُعْطِيكَ بِهَا ثَمَانِيَةَ أَثْوَابٍ مِنْ ثِيَابِي هٰذِهِ، إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِذَا أَخَذَ تِلْكَ الْأَثْوَابَ الَّتِي يُعْطِيهِ قَبْلَ أَنْ يَفْتَرِقَا، فَإِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ الْأَجَلُ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ، وَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ مَحِلِّ الْأَجَلِ فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ أَيْضًا إِلَّا أَنْ يَبِيعَهُ ثِيَابًا لَيْسَتْ مِنْ صِنْفِ الثِّيَابِ الَّتِي سَلَّفَهُ فِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے چار کپڑوں کا دینار و درہم کے بدلے مدت مقرر کر کے سلف کیا اور ان کے اوصاف بیان کر دیئے مدت پوری ہونے پر مشتری نے بائع سے تقاضا کیا تو اس کے پاس نہ پائے مگر اس سے گھٹیا قسم کے کپڑے۔ بائع نے کہا: میں تمہیں ان کے بدلے یہ آٹھ کپڑے دیتا ہوں۔ اس میں بھی کوئی قباحت نہیں جبکہ جدا ہونے سے پہلے انہیں حاصل کر لے۔ اگر ان کپڑوں کی کوئی میعاد مقرر کرے تو درست نہیں۔ ہاں ان کپڑوں کے بدلے خریدے تو سلف والے کپڑوں سے علاوہ قسم ہو تو مضائقہ نہیں۔

۳۲- بَابُ بَيْعِ النُّحَاسِ وَالْحَدِيدِ وَمَا أَشْبَهَهُمَا مِمَّا يُوزَنُ

تانبا، لوہا اور تلنے والی چیزوں کی بیع

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا كَانَ مِمَّا يُوزَنُ مِنْ غَيْرِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، مِنَ النُّحَاسِ وَالشَّبَهِ وَالرَّصَاصِ، وَالْآنُكِ، وَالْحَدِيدِ، وَالْقَضْبِ، وَالتِّبْنِ، وَالْكُرْسُفِ، وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يُوزَنُ، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا بَأْسَ أَنْ يُؤْخَذَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو چیزیں وزن کر کے بکتی ہیں ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جبکہ وہ سونے چاندی کے علاوہ تانبا، پیتل، رانگ، سیسہ، لوہا، پتے، گھاس، روئی وغیرہ جو چیزیں وزن کر کے بیچی جاتی ہیں تو ان کی ایک چیز کے بدلے دو چیزیں لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو اور ایک رطل لوہے

رِطْلُ حَدِيْدٍ بِرِطْلَيْ حَدِيْدٍ وَرِطْلُ صُفْرٍ بِرِطْلَيْ صُفْرٍ.

کے بدلے دو رطل لوہا اور ایک رطل پیتل کے بدلے دو رطل پیتل لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا خَيْرَ فِيهِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِذَا اخْتَلَفَ الصِّنْفَانِ مِنْ ذٰلِكَ فَبَانَ اخْتِلَافُهُمَا، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِنْ كَانَ الصِّنْفُ مِنْهُ يُشْبِهُ الصِّنْفَ الْآخَرَ، وَإِنِ اخْتَلَفَا فِي الْإِسْمِ مِثْلَ الرَّصَاصِ، وَالْآنُكِ، وَالشَّبَهِ، وَالصُّفْرِ، فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں بھلائی نہیں کہ مدت مقرر کر کے ایک چیز کے بدلے دو لی جائیں۔ اگر دونوں کی جنس مختلف اور اختلاف واضح ہو تو مدت مقرر کر کے ایک چیز کے بدلے دو چیزیں لینے میں کوئی قباحت نہیں اگر وہ ایک دوسری سے مشابہت رکھنے والی جنس ہوں۔ اگر نام مختلف ہوں جیسے قلعی، سیسہ، پیتل اور کانسی تو میں ناپسند کرتا ہوں کہ مدت مقرر کر کے ان میں سے ایک کے بدلے دو چیزیں لی جائیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَا اشْتَرَيْتَ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا، فَلَا بَأْسَ أَنْ تَبِيعَهُ قَبْلَ أَنْ تَقْبِضَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ إِذَا قَبَضْتَ ثَمَنَهُ إِذَا كُنْتَ اشْتَرَيْتَهُ كَيْلًا أَوْ وَزْنًا، فَإِنِ اشْتَرَيْتَهُ جِزَافًا فَبِعْهُ مِنْ غَيْرِ الَّذِي اشْتَرَيْتَهُ مِنْهُ بِنَقْدٍ أَوْ إِلَى أَجَلٍ وَذٰلِكَ أَنَّ ضَمَانَهُ مِنْكَ إِذَا اشْتَرَيْتَهُ جِزَافًا، وَلَا يَكُونُ ضَمَانُهُ مِنْكَ إِذَا اشْتَرَيْتَهُ وَزْنًا حَتّٰى تَزِنَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ، وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا، وَهُوَ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس قسم کی تمام چیزوں کو قبضے سے پہلے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ جس سے خریدی تھی۔ اس کے علاوہ دوسرے کو بیچے اور قیمت وصول کر لی ہو اور جب کہ وہ ناپ یا تول سے بکی ہو اور اگر ڈھیری کے حساب سے خریدی ہو تو نقد اور ادھار دونوں طرح فروخت کی جا سکتی ہے کیونکہ ڈھیری کی صورت میں خریدنے سے وہ چیز اسی وقت مشتری کی تحویل میں آ جاتی ہے جبکہ وزن کی صورت میں ایسا نہیں ہوتا جب تک وزن کر کے سپرد نہ کر دی جائے اور ان چیزوں کے بارے میں یہ میں نے سب سے اچھی بات سنی اور لوگوں کا ہمیشہ سے اسی پر عمل ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا يُكَالُ، أَوْ يُوزَنُ مِمَّا لَا يُؤْكَلُ، وَلَا يُشْرَبُ مِثْلُ الْعُصْفُرِ، وَالنَّوَى، وَالْخَبَطِ، وَالْكَتَمِ، وَمَا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْ كُلِّ صِنْفٍ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ يَدًا بِيَدٍ، وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنْهُ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، فَإِنِ اخْتَلَفَ الصِّنْفَانِ فَبَانَ اخْتِلَافُهُمَا، فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُؤْخَذَ مِنْهُمَا اثْنَانِ بِوَاحِدٍ إِلَى أَجَلٍ، وَمَا اشْتُرِيَ مِنْ هٰذِهِ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُبَاعَ قَبْلَ أَنْ يُسْتَوْفٰى إِذَا قَبَضَ ثَمَنَهُ مِنْ غَيْرِ صَاحِبِهِ الَّذِي اشْتَرَاهُ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو چیزیں کھانے پینے کی نہیں ہیں ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جیسے زرد رنگ، گٹھلیوں، پتوں، کسم اور ان کے مشابہ دوسری چیزوں میں، اگر مختلف جنس کی ایک کے بدلے دو لی جائیں جبکہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو۔ ہاں ایک ہی جنس سے ایک کے بدلے دو چیزیں نہ لی جائیں مدت مقرر کر کے۔ اگر دونوں مختلف جنس ہوں اور اختلاف واضح ہو تو ان میں ہر ایک چیز سے ایک کے بدلے دو لینے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ قبضے سے پہلے بیچے جبکہ جس سے خریدی تھی اس کے علاوہ دوسرے سے قیمت وصول کر لی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ شَيْءٍ يَنْتَفِعُ بِهِ النَّاسُ مِنَ الْأَصْنَافِ كُلِّهَا، وَإِنْ كَانَتِ الْحَصْبَاءَ وَالْقَصَّةَ فَكُلُّ

امام مالک نے فرمایا کہ ان تمام چیزوں سے جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتی ہیں، خواہ وہ ریت اور چونا ہو تو ان میں ایک کے

وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِمِثْلَيْهِ إِلَى أَجَلٍ فَهُوَ رِبًا ' وَوَاحِدٌ مِنْهُمَا بِمِثْلِهِ ' وَزِيَادَةُ شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَى أَجَلٍ فَهُوَ رِبًا.

بدلے وہی چیز دوگنی لینا سود ہے بلکہ ہر ایک برابر ہو اور مدت مقرر کر کے زیادہ لینا دینا سود ہے۔

۳۳- بَابُ النَّهْيِ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ

ایک کی دو بیع کرنا ممنوع ہے

۵۷۹ - حَدَّثَنِي يَحْيَى ' عَنْ مَالِكٍ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا ہے۔

سنن ترمذی (۱۲۳۱) سنن نسائی (٤٦٤٦)

[٧٦٦] اَثَر - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَجُلٍ اِبْتَعْ لِي هٰذَا الْبَعِيرَ بِنَقْدٍ حَتّٰى أَبْتَاعَهُ مِنْكَ إِلَى أَجَلٍ ' فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَكَرِهَهُ وَنَهَى عَنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی نے دوسرے سے کہا کہ مجھ سے یہ اونٹ نقد خرید لیجئے میں آپ سے مدت مقرر کر کے خرید لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔

[٧٦٧] اَثَر - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرَى سِلْعَةً بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا ' أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَنَهَى عَنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے کوئی چیز دس دینار نقد یا پندرہ دینار مدت مقرر کر کے خریدی تو انہوں نے ناپسند کیا اور ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اِبْتَاعَ سِلْعَةً مِنْ رَجُلٍ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ نَقْدًا ' أَوْ بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِينَارًا إِلَى أَجَلٍ ' قَدْ وَجَبَتْ لِلْمُشْتَرِي بِأَحَدِ الثَّمَنَيْنِ إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي ذٰلِكَ لِأَنَّهُ إِنْ أَخَّرَ الْعَشَرَةَ كَانَتْ خَمْسَةَ عَشَرَ إِلَى أَجَلٍ وَإِنْ نَقَدَ الْعَشَرَةَ كَانَ إِنَّمَا اشْتَرَى بِهَا الْخَمْسَةَ عَشَرَ الَّتِي إِلَى أَجَلٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک چیز دس دینار نقد یا پندرہ دینار میں مدت مقرر کر کے خریدی تو مشتری پر دونوں میں سے ایک قیمت واجب ہوئی اور یہ مناسب نہیں کیونکہ اگر وہ دس دینار کو مؤخر کرے تو مدت پوری ہونے پر پندرہ دینار ہو جائیں گے اور اگر نقد دس دینار ادا کرے تو اس نے مدت پر پندرہ دینار پر خریدی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اِشْتَرَى مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً بِدِينَارٍ نَقْدًا ' أَوْ بِشَاةٍ مَوْصُوفَةٍ إِلَى أَجَلٍ قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ بِأَحَدِ الثَّمَنَيْنِ إِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ لَا يَنْبَغِي لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَهٰذَا مِنْ بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے کوئی چیز خریدی ایک دینار نقد یا حلیہ بتائی ہوئی ایک بکری کے بدلے مدت مقرر کر کے۔ اس پر دونوں میں سے ایک قیمت واجب ہو گئی جبکہ یہ مکروہ اور نا مناسب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایک بیع میں دو سے منع فرمایا اور یہ ایک میں دو بیع ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ اشْتَرِي مِنْكَ هٰذِهِ الْعَجْوَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا ' أَوِ الصَّيْحَانِيَّ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ ' أَوِ الْحِنْطَةَ الْمَحْمُولَةَ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا ' أَوِ الشَّامِيَّةَ عَشَرَةَ أَصْوُعٍ بِدِينَارٍ قَدْ وَجَبَتْ لِي إِحْدَاهُمَا إِنَّ ذٰلِكَ مَكْرُوهٌ لَا يَحِلُّ. وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ

امام مالک نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ میں آپ سے پندرہ صاع عجوہ یا دس صاع صیحانی یا پندرہ صاع درمیانی گندم یا دس صاع عمدہ گندم ایک صاع میں خریدتا ہوں مجھ پر ایک چیز واجب ہو گئی۔ یہ مکروہ ہے حلال نہیں' کیونکہ اس پر دس صاع صیحانی واجب ہوئی اور اسے چھوڑ کر پندرہ

اَوْ جَبَ لَهُ عَشَرَةَ اَصْوُعٍ صَيْحَانِيًّا، فَهُوَ يَدَعُهَا وَيَأْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنَ الْعَجْوَةِ، اَوْ تَجِبُ عَلَيْهِ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا مِنَ الْحِنْطَةِ الْمَحْمُوْلَةِ فَيَدَعُهَا وَيَأْخُذُ عَشَرَةَ اَصْوُعٍ مِنَ الشَّامِيَّةِ، فَهٰذَا اَيْضًا مَكْرُوْهٌ لَا يَحِلُّ، وَهُوَ اَيْضًا يُشْبِهُ مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ، وَهُوَ اَيْضًا مِمَّا نُهِيَ عَنْهُ اَنْ يُبَاعَ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ مِنَ الطَّعَامِ اثْنَانِ بِوَاحِدٍ.

صاع عجوہ لیتا ہے یا اس پر پندرہ صاع درمیانی گندم واجب ہوئی اور اسے چھوڑ کر دس صاع عمدہ گندم لے رہا ہے۔ یہ بھی مکروہ ہے حلال نہیں۔ یہ بھی اسی کے مشابہ ہے جو ایک بیع میں دو سے منع فرمایا گیا ہے اور اس ممانعت سے بھی ہے کہ کھانے کی چیزوں میں سے ایک کے بدلے دو چیزیں نہ خریدی جائیں۔

٣٤- بَابُ بَيْعِ الْغَرَرِ

دھوکے کی بیع

٥٨٠- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ. صحیح مسلم (۳۷۸۷)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے

قَالَ مَالِكٌ وَمِنَ الْغَرَرِ وَالْمُخَاطَرَةِ اَنْ يَعْمِدَ الرَّجُلُ قَدْ ضَلَّتْ دَابَّتُهُ اَوْ اَبَقَ غُلَامُهُ، وَثَمَنُ الشَّيْءِ مِنْ ذٰلِكَ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا، فَيَقُوْلُ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُ مِنْكَ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا، فَاِنْ وَجَدَهُ الْمُبْتَاعُ ذَهَبَ مِنَ الْبَائِعِ ثَلَاثُوْنَ دِيْنَارًا. وَاِنْ لَمْ يَجِدْهُ ذَهَبَ الْبَائِعُ مِنَ الْمُبْتَاعِ بِعِشْرِيْنَ دِيْنَارًا.

امام مالک نے فرمایا: یہ دھوکا وفریب ہے کہ کسی کی سواری گم ہو جائے یا غلام بھاگ جائے اور اس کی قیمت پچاس دینار ہو۔ ایک آدمی اس سے کہے کہ میں اسے آپ سے بیس دینار میں لیتا ہوں۔ اگر وہ خریدار کو مل جائے تو بائع کے تیس دینار گئے اور اگر نہ ملے تو مشتری کے بائع کی طرف بیس دینار گئے۔

قَالَ مَالِكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ عَيْبٌ اٰخَرُ، اِنَّ تِلْكَ الضَّالَّةَ اِنْ وُجِدَتْ لَمْ يُدْرَ اَزَادَتْ اَمْ نَقَصَتْ اَمْ مَا حَدَثَ بِهَا مِنَ الْعُيُوْبِ فَهٰذَا اَعْظَمُ الْمُخَاطَرَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں دوسرا عیب یہ ہے کہ اگر وہ چیز مل گئی تو کیا معلوم اس کی قیمت بڑھی یا گھٹی ہے؟ یا اسے کون سا عیب لاحق ہو گیا ہے؟ پس یہ بہت بڑا فریب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ وَالْغَرَرِ اشْتِرَاءَ مَا فِيْ بُطُوْنِ الْاِنَاثِ مِنَ النِّسَاءِ وَالدَّوَابِّ لِاَنَّهُ لَا يُدْرٰى اَيَخْرُجُ اَمْ لَا يَخْرُجُ، فَاِنْ خَرَجَ لَمْ يُدْرَ اَيَكُوْنُ حَسَنًا، اَمْ قَبِيْحًا، اَمْ تَامًّا، اَمْ نَاقِصًا، اَمْ ذَكَرًا، اَمْ اُنْثٰى، وَذٰلِكَ كُلُّهُ يَتَفَاضَلُ اِنْ كَانَ عَلٰى كَذَا فَقِيْمَتُهُ كَذَا، وَاِنْ كَانَ عَلٰى كَذَا فَقِيْمَتُهُ كَذَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ پیٹ کے بچے خریدنا خواہ عورتوں کے ہوں یا جانوروں کے یہ بھی دھوکا فریب ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ بچہ نکلے یا نہ نکلے۔ اگر نکلے تو معلوم نہیں کہ خوبصورت ہوگا یا بدصورت، مکمل ہوگا یا ناقص، نر ہوگا یا مادہ؟ ان میں سے ہر برتری کے لحاظ سے قیمتوں میں فرق ہوگا۔ وہ جیسا ہوگا اسی کے لحاظ سے قیمت ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِيْ بَيْعُ الْاِنَاثِ وَاسْتِثْنَاءُ مَا فِيْ بُطُوْنِهَا، وَذٰلِكَ اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ ثَمَنُ شَاتِيَ الْغَزِيْرَةِ ثَلَاثَةُ دَنَانِيْرَ، فَهِيَ لَكَ بِدِيْنَارَيْنِ وَلِيْ

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کا بچہ خریدنا یا مستثنیٰ کرنا مناسب نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میری بکری کی قیمت تین دینار ہے۔ یہ میں تمہیں دو دینار میں دیتا ہوں اور

مَا فِيْ بَطْنِهَا، فَهٰذَا مَكْرُوْهٌ لِاَنَّهٗ غَرَرٌ وَّمُخَاطَرَةٌ.

اس کے پیٹ کا بچہ میرے لئے ہوگا۔ یہ مکروہ ہے۔ کیونکہ دھوکا و فریب ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَحِلُّ بَيْعُ الزَّيْتُوْنِ بِالزَّيْتِ، وَلَا الْجُلْجُلَانِ بِدُهْنِ الْجُلْجُلَانِ، وَلَا الزُّبْدِ بِالسَّمْنِ، لِاَنَّ الْمُزَابَنَةَ تَدْخُلُهٗ لِاَنَّ الَّذِيْ يَشْتَرِي الْحَبَّ، وَمَا اَشْبَهَهٗ بِشَيْءٍ مُّسَمًّى مِّمَّا يَخْرُجُ مِنْهُ لَا يَدْرِيْ اَيَخْرُجُ مِنْهُ اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ، اَوْ اَكْثَرُ، فَهٰذَا غَرَرٌ وَّمُخَاطَرَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ روغن زیتون کی زیتون کے بدلے، تلوں کے تیل کی تلوں کے بدلے اور مکھن کے بدلے گھی کی بیع حلال نہیں ہے کیونکہ یہ مزابنہ میں داخل ہے کیونکہ اس نے دانوں وغیرہ کے بدلے اس چیز کو خریدا ہے جو ان سے ہی نکلی ہے' تو کیا معلوم کہ اب وہ اس روغن سے کم نکلے یا زیادہ' لہٰذا یہ دھوکا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَيْضًا اِشْتِرَاءُ حَبِّ الْبَانِ بِالسَّلِيْخَةِ، فَذٰلِكَ غَرَرٌ لِاَنَّ الَّذِيْ يَخْرُجُ مِنْ حَبِّ الْبَانِ هُوَ السَّلِيْخَةُ، وَلَا بَاْسَ بِحَبِّ الْبَانِ بِالْبَانِ الْمُطَيَّبِ لِاَنَّ الْبَانَ الْمُطَيَّبَ قَدْ طُيِّبَ، وَنُشَّ، وَتَحَوَّلَ عَنْ حَالِ السَّلِيْخَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح روغن بان کو تخم بان کے ذریعے خریدنا ہے' تو اس میں دھوکا ہے کیونکہ سلیخہ تخم بان ہی سے نکلا ہے۔ ہاں تخم بان کو خوشبو کے بدلے لینے میں مضائقہ نہیں کیونکہ خوشبودار بان باوجود لطافت کے روغن بان نہیں بنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ بَاعَ سِلْعَةً مِّنْ رَّجُلٍ عَلٰى اَنَّهٗ لَا نُقْصَانَ عَلَى الْمُبْتَاعِ اِنَّ ذٰلِكَ بَيْعٌ غَيْرُ جَائِزٍ، وَهُوَ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ، وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ كَاَنَّهُ اسْتَاْجَرَهٗ بِرِبْحٍ اِنْ كَانَ فِيْ تِلْكَ السِّلْعَةِ، وَاِنْ بَاعَ بِرَاْسِ الْمَالِ، اَوْ بِنُقْصَانٍ، فَلَا شَيْءَ لَهٗ وَذَهَبَ عَنَاؤُهٗ بَاطِلًا، فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ، وَلِلْمُبْتَاعِ فِيْ هٰذَا اُجْرَةٌ بِمِقْدَارِ مَا عَالَجَ مِنْ ذٰلِكَ، وَمَا كَانَ فِيْ تِلْكَ السِّلْعَةِ مِنْ نُّقْصَانٍ، اَوْ رِبْحٍ فَهُوَ لِلْبَائِعِ وَعَلَيْهِ، وَاِنَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ اِذَا فَاتَتِ السِّلْعَةُ وَبِيْعَتْ فَاِنْ لَّمْ تَفُتْ فُسِخَ الْبَيْعُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنی کوئی چیز دوسرے کو اس شرط پر بیچی کہ خریدار کا نقصان نہیں ہوگا۔ یہ بیع جائز نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے اور اس کی تفسیر یہ ہے کہ مشتری کو گویا اس چیز کے لئے مزدور رکھا گیا ہے۔ اگر مال بیچنے میں نقصان ہوا تو اسے کچھ نہیں ملے گا اور اس کی محنت رائیگاں گئی' لہٰذا یہ درست نہیں ہوتا یہ کہ اس سودے میں اس کی مزدوری مقرر کی جاتی اور نفع و نقصان بائع کا ہوتا۔ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مشتری اس چیز کو فروخت کر کے دے چکا ہو ورنہ ایسی بیع کو دونوں فسخ کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا اَنْ يَّبِيْعَ رَجُلٌ مِّنْ رَّجُلٍ سِلْعَةً يَّبُتُّ بَيْعَهَا، ثُمَّ يَنْدَمُ الْمُشْتَرِيْ فَيَقُوْلُ لِلْبَائِعِ ضَعْ عَنِّيْ، فَيَاْبَى الْبَائِعُ وَيَقُوْلُ بِعْ فَلَا نُقْصَانَ عَلَيْكَ، فَهٰذَا لَا بَاْسَ بِهٖ لِاَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الْمُخَاطَرَةِ، وَاِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ وَّصَفَهٗ لَهٗ، وَلَيْسَ عَلٰى ذٰلِكَ عَقَدَا بَيْعَهُمَا، وَذٰلِكَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے دوسرے کے ہاتھوں کوئی چیز فروخت کی اور لین دین ہو چکا' پھر مشتری نادم ہوا اور بائع سے کہا کہ کچھ کمی کر دو۔ بائع نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم بیچ دو' تمہارا نقصان نہیں ہوگا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ دھوکا نہیں ہے۔ یہ اس نے صرف مشورہ دیا ہے' بیع کا کوئی معاہدہ نہیں کیا اور اس کا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

۳۵- بَابُ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ

ملامسہ اور منابذہ کا بیان

۵۸۱- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَّالِكٍ، عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ

اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، وَعَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملامسہ اور منابذہ (دونوں قسم کی بیع) سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُلَامَسَةُ أَنْ يَلْمِسَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ، وَلَا يَنْشُرُهُ، وَلَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهِ، أَوْ يَبْتَاعَهُ لَيْلًا، وَلَا يَعْلَمُ مَا فِيهِ، وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ ثَوْبَهُ، وَيَنْبِذَ الْآخَرُ إِلَيْهِ ثَوْبَهُ عَلَى غَيْرِ تَأَمُّلٍ مِنْهُمَا، وَيَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا هَذَا بِهَذَا، فَهَذَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

امام مالک نے فرمایا: ملامسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور کھول کر نہ دیکھے کہ اس میں کیا ہے یا رات میں خریدے بغیر اسے جانے اور منابذہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کی جانب اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اس کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے۔ دونوں بغیر سوچے سمجھے کہہ دیں کہ یہ اس کے بدلے ہے۔ اسی لئے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا گیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي السَّاجِ الْمُدْرَجِ فِي جِرَابِهِ، أَوِ الثَّوْبِ الْقُبْطِيِّ الْمُدْرَجِ فِي طَيِّهِ إِنَّهُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهُمَا حَتَّى يُنْشَرَا، وَيُنْظَرَ إِلَى مَا فِي أَجْوَافِهِمَا، وَذَلِكَ أَنَّ بَيْعَهُمَا مِنْ بَيْعِ الْغَرَرِ، وَهُوَ مِنَ الْمُلَامَسَةِ.

امام مالک نے تہہ کئے ہوئے تھان کے متعلق فرمایا جو تھیلے میں ہو یا چادر جو بستر ے میں ہو کہ ان کی بیع درست نہیں جب تک کھول کر نہ دکھائیں کیونکہ ان کی بیع دھوکے کی بیع ہے اور یہ ملامسہ سے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَبَيْعُ الْأَعْدَالِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ مُخَالِفٌ لِبَيْعِ السَّاجِ فِي جِرَابِهِ وَالثَّوْبِ فِي طَيِّهِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ فَرَقَ بَيْنَ ذَلِكَ الْأَمْرُ الْمَعْمُولُ بِهِ، وَمَعْرِفَةُ ذَلِكَ فِي صُدُورِ النَّاسِ، وَمَا مَضَى مِنْ عَمَلِ الْمَاضِينَ فِيهِ، وَأَنَّهُ لَمْ يَزَلْ مِنْ بُيُوعِ النَّاسِ الْجَائِزَةِ، وَالتِّجَارَةِ بَيْنَهُمُ الَّتِي لَا يَرَوْنَ بِهَا بَأْسًا لِأَنَّ بَيْعَ الْأَعْدَالِ عَلَى الْبَرْنَامَجِ عَلَى غَيْرِ نَشْرٍ لَا يُرَادُ بِهِ الْغَرَرُ، وَلَيْسَ يُشْبِهُ الْمُلَامَسَةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ برنامے والی بیع تھیلے میں ڈالے ہوئے تھان یا بستر کے اندر والے کپڑے کی طرح نہیں بلکہ مخالف ہے اور ان میں مشابہت نہیں بلکہ فرق ہے۔ یہ لوگوں کا معمول ہے۔ سب کے دلوں میں اس کی معرفت ہے۔ پچھلے زمانے سے اس پر عمل ہو رہا ہے اور ہمیشہ اسے لوگوں کی جائز بیع شمار کیا گیا اور تاجر آپس میں اس کے اندر قباحت نہ سمجھتے کیونکہ برنامے کی بیع نشر کر کے نہیں ہوتی اور نہ اس میں دھوکا ہے اور نہ ملامسہ سے مشابہت۔

صحیح البخاری (۲۱٤٦) صحیح مسلم (۳۷۸۰)

۳٦- بَابُ بَيْعِ الْمُرَابَحَةِ

بیع مرابحہ کا بیان

حَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْبَزِّ يَشْتَرِيهِ الرَّجُلُ بِبَلَدٍ، ثُمَّ يَقْدَمُ بِهِ بَلَدًا آخَرَ فَيَبِيعُهُ مُرَابَحَةً إِنَّهُ لَا يَحْسِبُ فِيهِ أَجْرَ السَّمَاسِرَةِ، وَلَا أَجْرَ الطَّيِّ، وَلَا الشَّدِّ، وَلَا النَّفَقَةِ، وَلَا كِرَاءَ بَيْتٍ. فَأَمَّا كِرَاءُ الْبَزِّ فِي حُمْلَانِهِ فَإِنَّهُ يُحْسَبُ فِي أَصْلِ الثَّمَنِ، وَلَا يُحْسَبُ فِيهِ رِبْحٌ إِلَّا أَنْ يُعْلِمَ الْبَائِعُ مَنْ يُسَاوِمُهُ بِذَلِكَ كُلِّهِ، فَإِنْ رَبَّحُوهُ عَلَى ذَلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ ایک آدمی کسی شہر سے کپڑا خریدے اور اسے دوسرے شہر میں لا کر مرابحہ کے طور پر فروخت کرنا چاہے تو دلالوں کی دلالی' تہہ کرنے والوں کی مزدوری' باندھنے اٹھانے والوں کی اجرت' اپنا خرچ اور مکان کا کرایہ اس میں شامل نہ کرے۔ صرف بار برداری کا خرچ شامل کر سکتا ہے لیکن اس پر نفع نہ لے۔ ہاں مشتری کو اگر بتا دے اور وہ بھی اس پر منافع دینے پر رضا مند ہو جائے تو کوئی مضائقہ

كُلِّهِ بَعْدَ الْعِلْمِ بِهٖ فَلَا بَاْسَ بِهٖ.

نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا الْقِصَارَةُ وَالْخِيَاطَةُ وَالصِّبَاغُ، وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْبَزِّ يُحْسَبُ فِيْهِ الرِّبْحُ كَمَا يُحْسَبُ فِي الْبَزِّ، فَاِنْ بَاعَ الْبَزَّ وَلَمْ يُبَيِّنْ شَيْئًا مِمَّا سَمَّيْتُ اَنَّهٗ لَا يُحْسَبُ لَهٗ فِيْهِ رِبْحٌ، فَاِنْ فَاتَ الْبَزُّ، فَاِنَّ الْكِرَاءَ يُحْسَبُ وَلَا يُحْسَبُ عَلَيْهِ رِبْحٌ، فَاِنْ لَمْ يَفُتِ الْبَزُّ، فَالْبَيْعُ مَفْسُوْخٌ بَيْنَهُمَا اِلَّا اَنْ يَتَرَاضَيَا عَلٰى شَيْءٍ مِمَّا يَجُوْزُ بَيْنَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کپڑوں کی دھلائی' سلائی اور رنگائی وغیرہ اخراجات لاگت کی طرح ہیں اور منافع میں ان کا شمار ہوگا جیسے لاگت شمار کی جاتی ہے۔ اگر گانٹھ کو بیچا اور کپڑوں کا حال بیان نہ کیا جو اس میں ہیں تو اس پر نفع نہیں ملے گا۔ اگر کپڑے ضائع ہو گئے تو کرایہ محسوب ہوگا اور اس پر نفع نہیں لگایا جائے گا۔ اگر کپڑے ضائع نہیں ہوئے تو ان کے درمیان بیع فسخ کر دی جائے گی مگر جبکہ دونوں کسی بات پر راضی ہو جائیں تو جائز ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْمَتَاعَ بِالذَّهَبِ اَوْ بِالْوَرِقِ، وَالصَّرْفُ يَوْمَ اشْتَرَاهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ بِدِيْنَارٍ، فَيَقْدَمُ بِهٖ بَلَدًا، فَيَبِيْعُهٗ مُرَابَحَةً، اَوْ يَبِيْعُهٗ حَيْثُ اشْتَرَاهُ مُرَابَحَةً عَلٰى صَرْفِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الَّذِيْ بَاعَهٗ فِيْهِ فَاِنَّهٗ اِنْ كَانَ ابْتَاعَهٗ بِدَرَاهِمَ، وَبَاعَهٗ بِدَنَانِيْرَ، اَوِ ابْتَاعَهٗ بِدَنَانِيْرَ، وَبَاعَهٗ بِدَرَاهِمَ، وَكَانَ الْمَتَاعُ لَمْ يَفُتْ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَخَذَهٗ، وَاِنْ شَاءَ تَرَكَهٗ، فَاِنْ فَاتَ الْمَتَاعُ كَانَ لِلْمُشْتَرِيْ بِالثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهٗ بِهِ الْبَائِعُ، وَيُحْسَبُ لِلْبَائِعِ الرِّبْحُ عَلٰى مَا اشْتَرَاهُ بِهٖ عَلٰى مَا رَبَّحَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی سونے چاندی کے بدلے اسباب خریدے اور اس وقت سونے چاندی کا بھاؤ یہ ہو کہ دس درہم میں ایک دینار آتا ہو۔ پھر مشتری اس مال کو دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں مرابحہ کے طور پر بیچنا چاہا' سونے چاندی کے اسی بھاؤ سے جو خریدنے کے روز تھا۔ اگر اس نے دراہم سے خریدا تھا اور دیناروں سے بیچا' یا دیناروں سے خریدا تھا اور دراہم سے بیچا تو اسباب اگر موجود ہو اور تلف نہ ہوا ہو تو خریدار کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ اگر وہ اسباب تلف ہو گیا تو مشتری سے وہ ثمن جتنے میں بائع نے مال خریدا تھا دلایا جائے گا اور ساتھ ہی منافع کا حساب کر کے دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا بَاعَ رَجُلٌ سِلْعَةً قَامَتْ عَلَيْهِ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ لِلْعَشَرَةِ اَحَدَ عَشَرَ، ثُمَّ جَاءَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنَّهَا قَامَتْ عَلَيْهِ بِتِسْعِيْنَ دِيْنَارًا، وَقَدْ فَاتَتِ السِّلْعَةُ خُيِّرَ الْبَائِعُ، فَاِنْ اَحَبَّ فَلَهٗ قِيْمَةُ سِلْعَتِهٖ يَوْمَ قُبِضَتْ مِنْهُ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ الْقِيْمَةُ اَكْثَرَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِيْ وَجَبَ لَهٗ بِهِ الْبَيْعُ اَوَّلَ يَوْمٍ، فَلَا يَكُوْنُ لَهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، وَذٰلِكَ مِائَةُ دِيْنَارٍ وَعَشَرَةُ دَنَانِيْرَ، وَاِنْ اَحَبَّ ضُرِبَ لَهُ الرِّبْحُ عَلَى التِّسْعِيْنَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الَّذِيْ بَلَغَتْ سِلْعَتُهٗ مِنَ الثَّمَنِ اَقَلَّ مِنَ الْقِيْمَةِ فَيُخَيَّرُ فِي الَّذِيْ بَلَغَتْ سِلْعَتُهٗ وَفِيْ رَاْسِ مَالِهٖ وَرِبْحِهٖ، وَذٰلِكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِيْنَارًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کو ایک چیز سو دینار میں پڑی۔ اس نے دس فیصد نفع پر فروخت کر دی۔ معلوم ہوا کہ وہ چیز تو نوے دینار میں پڑی تھی اور مشتری کے پاس وہ تلف ہو گئی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ چاہے بازار کی موجودہ قیمت لے یا اس روز کی جبکہ وہ مشتری کے پاس آئی۔ بازار کی موجودہ قیمت لینے کی صورت میں زرِ ثمن اس قیمت سے زیادہ نہ ہو جو پہلے روز ٹھہری تھی یعنی ایک سو دس دینار سے اور بائع کو ایک سو دس دینار سے زیادہ نہیں ملیں گے اور اگر چاہے تو نوے دینار پر اسی دس فیصد کے حساب سے نفع لگا کر۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ بَاعَ رَجُلٌ سِلْعَةً مُرَابَحَةً فَقَالَ

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے ایک چیز مرابحہ پر فروخت

قَامَتْ عَلَيَّ بِمِائَةِ دِينَارٍ ' ثُمَّ جَاءَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنَّهَا قَامَتْ بِمِائَةٍ وَعِشْرِينَ دِينَارًا خُيِّرَ الْمُبْتَاعُ ' فَإِنْ شَاءَ أَعْطَى الْبَائِعَ قِيمَةَ السِّلْعَةِ يَوْمَ قَبَضَهَا ' وَإِنْ شَاءَ أَعْطَى الثَّمَنَ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ عَلَى حِسَابِ مَا رَبَّحَهُ بَالِغًا مَا بَلَغَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ أَقَلَّ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ السِّلْعَةَ ' فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَنْقُصَ رَبَّ السِّلْعَةِ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَهَا بِهِ ' لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ رَضِيَ بِذٰلِكَ ' وَإِنَّمَا جَاءَ رَبُّ السِّلْعَةِ يَطْلُبُ الْفَضْلَ ' فَلَيْسَ لِلْمُبْتَاعِ فِي هٰذَا حُجَّةٌ عَلَى الْبَائِعِ بِأَنْ يَضَعَ مِنَ الثَّمَنِ الَّذِي ابْتَاعَ بِهِ عَلَى الْبَرْنَامِجِ.

کی اور کہا کہ سو دینار کی مجھے پڑی ہے۔ پھر اسے معلوم ہوا کہ یہ تو ایک سو بیس دینار میں پڑی تھی۔ دریں حالات خریدار کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو وصولی کے روز بازار میں جو قیمت تھی وہ دے اور چاہے تو جس ثمن کے بدلے بائع نے خریدی تھی اس پر نفع لگا کر ادا کر دے۔ اگر یہ قیمت پہلے روز کے ثمن سے کم ہو تو مشتری کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس سے کم ادا کرے' کیونکہ اس پر مشتری رضا مند ہو چکا ہے۔ اگر بائع نے کچھ زیادہ بیان کیا تو خریدار کو اصل قیمت سے گھٹانے کا اختیار نہیں ہوگا۔

۳۷- بَابُ الْبَيْعِ عَلَى الْبَرْنَامِجِ

برنامے پر بیع کرنا

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْقَوْمِ يَشْتَرُونَ السِّلْعَةَ الْبَزَّ ' أَوِ الرَّقِيقَ فَيَسْمَعُ بِهِ الرَّجُلُ ' فَيَقُولُ لِرَجُلٍ مِنْهُمْ الْبَزُّ الَّذِي اشْتَرَيْتَ مِنْ فُلَانٍ قَدْ بَلَغَتْنِي صِفَتُهُ ' وَأَمْرُهُ ' فَهَلْ لَكَ أَنْ أُرْبِحَكَ فِي نَصِيبِكَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُولُ نَعَمْ ' فَيُرْبِحُهُ وَيَكُونُ شَرِيكًا لِلْقَوْمِ مَكَانَهُ ' فَإِذَا نَظَرَ إِلَيْهِ رَآهُ قَبِيحًا وَاسْتَغْلَاهُ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر چند لوگ مل کر مال اسباب خریدیں۔ پھر ان میں سے ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ تم نے جو فلاں سے مال خریدا ہے مجھے اس کے اوصاف معلوم ہو گئے ہیں۔ کیا تم اپنے حصے کو بطور مرابحہ اتنے میں بیچتے ہو؟ وہ کہے: ہاں۔ چنانچہ وہ مرابحہ کر کے اس کی جگہ بھی دوسرے لوگوں میں شامل ہو جاتا ہے۔ بیچنے والا جب اس کی طرف دیکھتا ہے تو برا مناتا اور گرانی محسوس کرتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُ ' وَلَا خِيَارَ لَهُ فِيهِ إِذَا كَانَ ابْتَاعَهُ عَلَى بَرْنَامِجٍ وَصِفَةٍ مَعْلُومَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے لازم ہو گیا اور اسے اختیار نہیں رہا جبکہ اس نے برنامے پر بیچا اور اوصاف بتا دیئے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقْدَمُ لَهُ أَصْنَافٌ مِنَ الْبَزِّ ' وَيَحْضُرُهُ السُّوَّامُ ' وَيَقْرَأُ عَلَيْهِمْ بَرْنَامِجَهُ وَيَقُولُ فِي كُلِّ عِدْلٍ كَذَا وَكَذَا مِلْحَفَةً بَصْرِيَّةً ' وَكَذَا وَكَذَا رَيْطَةً سَابِرِيَّةً ذَرْعُهَا كَذَا وَكَذَا ' وَيُسَمِّي لَهُمْ أَصْنَافًا مِنَ الْبَزِّ بِأَجْنَاسِهِ ' وَيَقُولُ اشْتَرُوا مِنِّي عَلَى هٰذِهِ الصِّفَةِ فَيَشْتَرُونَ الْأَعْدَالَ عَلَى مَا وَصَفَ لَهُمْ ' ثُمَّ يَفْتَحُونَهَا فَيَسْتَغْلُونَهَا وَيَنْدَمُونَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کے پاس کپڑوں کی گانٹھیں آئیں اور بیوپاری بھی آ پہنچے۔ اس نے انہیں برنامے پڑھ کر سنا دیئے اور کہا کہ ہر گانٹھ میں اتنے بصری لحاف اور اتنی سابری چادریں ہیں اور انہیں کپڑے کی جنس بتا کر کہا کہ ان اوصاف پر مجھ سے خرید لو۔ پس بتائے ہوئے اوصاف پر انہوں نے گانٹھیں خرید لیں۔ جب کھول کر دیکھیں تو مہنگی نظر آئیں اور پشیمان ہوئے۔

قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ لَازِمٌ لَهُمْ إِذَا كَانَ مُوَافِقًا لِلْبَرْنَامِجِ الَّذِي بَاعَهُمْ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے لازم ہے جبکہ وہ برنامے کے مطابق ہو جس پر بیچا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ الَّذِیْ لَمْ یَزَلْ عَلَیْهِ النَّاسُ عِنْدَنَا یُجِیْزُوْنَهُ بَیْنَهُمْ اِذَا کَانَ الْمَتَاعُ مُوَافِقًا لِلْبَرْنَامِجِ، وَلَمْ یَکُنْ مُخَالِفًا لَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک لوگوں کا ہمیشہ اس پر عمل رہا ہے اور سب اسے جائز سمجھتے رہے ہیں جبکہ سامان برنامے کے مطابق ہو اور اس سے اختلاف نہ رکھتا ہو۔

۳۸- بَابُ بَیْعِ الْخِیَارِ

بیع خیار کا بیان

۵۸۲- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْمُتَبَایِعَانِ کُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِیَارِ عَلٰی صَاحِبِهٖ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیع میں جدا ہونے سے پہلے بائع اور مشتری دونوں کو اختیار ہوتا ہے ماسوائے بیع خیار کے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَیْسَ لِهٰذَا عِنْدَنَا حَدٌّ مَعْرُوْفٌ، وَلَا اَمْرٌ مَعْمُوْلٌ بِهٖ فِیْهِ. صحیح البخاری (۲۱۱۱) صحیح مسلم (۳۸۳۱)

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس کی کوئی حد یا کوئی معمول بہ حکم نہیں ہے۔ف

ف: بائع اور مشتری دونوں کو اختیار حاصل ہے کہ بیع کو قائم رکھیں یا جدا ہونے سے پہلے اسے کالعدم قرار دے دیں۔ لیکن جس بیع میں اختیار کی شرط رکھی گئی ہو جسے بیع بالخیار کہتے ہیں اس میں بائع اور مشتری کو بعد میں بھی بیع کے قائم رکھنے یا ختم کر دینے کا اختیار رہتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس اختیار کی زیادہ سے زیادہ مدت تین دن ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۵۸۳- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَیُّمَا بَیِّعَیْنِ تَبَایَعَا فَالْقَوْلُ مَا قَالَ الْبَائِعُ، اَوْ یَتَرَادَّانِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کیا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر بائع اور مشتری میں اختلاف ہو جائے تو بائع کی بات کا اعتبار کیا جائے گا یا دونوں بیع کو رد کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِیْمَنْ بَاعَ مِنْ رَجُلٍ سِلْعَةً، فَقَالَ الْبَائِعُ عِنْدَ مُوَاجَبَةِ الْبَیْعِ اَبِیْعُکَ عَلٰی اَنْ اَسْتَشِیْرَ فُلَانًا، فَاِنْ رَضِیَ فَقَدْ جَازَ الْبَیْعُ، وَاِنْ کَرِهَ فَلَا بَیْعَ بَیْنَنَا فَیَتَبَایَعَانِ عَلٰی ذٰلِكَ، ثُمَّ یَنْدَمُ الْمُشْتَرِیْ قَبْلَ اَنْ یَسْتَشِیْرَ الْبَائِعُ فُلَانًا، اِنَّ ذٰلِكَ الْبَیْعَ لَازِمٌ لَهُمَا عَلٰی مَا وَصَفَا، وَلَا خِیَارَ لِلْمُبْتَاعِ وَهُوَ لَازِمٌ لَهٗ اِنْ اَحَبَّ الَّذِیْ اشْتَرَطَ لَهُ الْبَائِعُ اَنْ یُجِیْزَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی نے اپنی چیز بیچتے وقت یہ شرط لگائی کہ میں فلاں شخص سے مشورہ کروں گا، اگر اس نے اجازت دی تو بیع نافذ رہے گی اور اس نے منع کیا تو بیع کالعدم ہو جائے گی دوسرا بھی اس شرط پر رضا مند ہو گیا۔ پھر مشتری اس پر نادم ہوا، اس سے پہلے کہ بائع اس سے مشورہ کرے۔ یہ بیع مذکورہ صورت میں دونوں پر لازم ہو گی اور خریدار کو اختیار نہ رہا۔ یہ اس پر بھی لازم ہے جبکہ بائع نے جس آدمی کی شرط رکھی وہ اسے اجازت دے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِی الرَّجُلِ یَشْتَرِی السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ فَیَخْتَلِفَانِ فِی الثَّمَنِ، فَیَقُوْلُ الْبَائِعُ بِعْتُکَهَا بِعَشَرَةِ دَنَانِیْرَ، وَیَقُوْلُ الْمُبْتَاعُ ابْتَعْتُهَا مِنْكَ بِخَمْسَةِ دَنَانِیْرَ، اِنَّهٗ یُقَالُ لِلْبَائِعِ اِنْ شِئْتَ فَاَعْطِهَا لِلْمُشْتَرِیْ بِمَا قَالَ، وَاِنْ شِئْتَ فَاحْلِفْ بِاللّٰهِ مَا بِعْتَ سِلْعَتَكَ اِلَّا بِمَا قُلْتَ، فَاِنْ حَلَفَ قِیْلَ لِلْمُشْتَرِیْ اِمَّا

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر ایک آدمی دوسرے سے کوئی چیز خریدے۔ پھر دونوں میں قیمت کا اختلاف پڑ جائے۔ بائع کہے کہ میں نے دس دینار میں بیچی ہے۔ مشتری کہے کہ میں نے پانچ دینار میں خریدی ہے۔ دریں حالات بائع سے کہا جائے گا کہ پانچ دینار میں مشتری کو دے دو ورنہ قسم کھاؤ کہ میں نے اسے اپنی چیز دس دینار میں بیچی ہے۔ اگر بائع

أَنْ تَأْخُذَ السِّلْعَةَ بِمَا قَالَ الْبَائِعُ ، وَإِمَّا أَنْ تَحْلِفَ بِاللّٰهِ مَا اشْتَرَيْتَهَا إِلَّا بِمَا قُلْتَ ، فَإِنْ حَلَفَ بَرِیءَ مِنْهَا ، وَذٰلِكَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مُدَّعٍ عَلٰى صَاحِبِهِ.

سنن ترمذی (۱۲۷۰)

قسم کھالے تو مشتری سے کہا جائے گا کہ تم چاہو تو دس دینار میں یہ چیز لے لو ورنہ قسم کھاؤ کہ میں نے یہ چیز پانچ دینار میں خریدی ہے۔ اگر قسم کھا گیا تو یہ بھی بری ہو گیا اور ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی پر مدعی ہے۔

۳۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرِّبَا فِي الدَّيْنِ

قرض میں سود کے متعلق روایات

[۷۶۸] أَثَرٌ - حَدَّثَنِي يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عُبَيْدٍ أَبِي صَالِحٍ مَوْلَى السَّفَّاحِ ، أَنَّهُ قَالَ بِعْتُ بَزًّا لِي مِنْ أَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ إِلٰى أَجَلٍ ، ثُمَّ أَرَدْتُ الْخُرُوجَ إِلَى الْكُوفَةِ ، فَعَرَضُوا عَلَيَّ أَنْ أَضَعَ عَنْهُمْ بَعْضَ الثَّمَنِ وَيَنْقُدُونِي ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ ، فَقَالَ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ هٰذَا وَلَا تُوكِلَهُ.

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ عبید ابو صالح مولیٰ سفاح نے فرمایا کہ میں نے ایک مدت مقرر کر کے دار نخلہ والوں کے ہاتھوں کپڑا بیچا۔ پھر میں نے کوفے کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ قیمت کچھ کم کر دیں تو ہم نقد ادا کر دیتے ہیں۔ پس میں نے اس بارے میں حضرت زید بن ثابت سے پوچھا تو فرمایا کہ میں تمہیں اس کے کھانے اور کھلانے کی اجازت نہیں دیتا۔

[۷۶۹] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَفْصِ بْنِ خَلْدَةَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ لَهُ الدَّيْنُ عَلَى الرَّجُلِ إِلٰى أَجَلٍ ، فَيَضَعُ عَنْهُ صَاحِبُ الْحَقِّ ، وَيُعَجِّلُهُ الْآخَرُ ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ ، وَنَهٰى عَنْهُ.

سالم بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر دوسرے کا قرض ہو ایک مدت تک۔ قرض خواہ اس میں سے کچھ کم کر دے اور دوسرا جلدی ادا کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ناپسند کیا اور اس سے منع فرمایا۔ ف

ف: زید کے مثلاً بکر پر ایک ہزار روپے ہیں جن کی ادائیگی میں ابھی چار ماہ کی مدت باقی ہے۔ زید کہے کہ تم ان ایک ہزار کے بدلے مجھے نقد آٹھ سو روپے دے دو یا بکر کہے کہ آٹھ سو لے لو۔ ایسا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ہزار ادھار روپوں کو آٹھ سو نقد کے بدلے بیچنا اور خریدنا ہے چونکہ اس کے اندر یہ شبہ پایا جاتا ہے کہ شاید دو سو روپے سود قرار پائیں' بایں وجہ اسے جائز نہیں سمجھا گیا۔ حضرت عمر' حضرت زید بن ثابت اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایسا ہی مروی ہے اور یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۷۰] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ الرِّبَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الْحَقُّ إِلٰى أَجَلٍ ، فَإِذَا حَلَّ الْأَجَلُ قَالَ أَتَقْضِي أَمْ تُرْبِي؟ فَإِنْ قَضٰى أَخَذَ وَإِلَّا زَادَهُ فِي حَقِّهِ وَأَخَّرَ عَنْهُ فِي الْأَجَلِ.

زید بن اسلم نے فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت میں سود اس طرح ہوتا تھا کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہوتا۔ جب مدت پوری ہو جاتی تو قرض خواہ کہتا: قرض ادا کرو گے یا سود دو گے؟ اگر وہ ادا کرتا تو قرض خواہ لے لیتا ورنہ سود ساتھ لگا کر مدت اور بڑھا دیتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ الْمَكْرُوهُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنْ يَكُونَ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ الدَّيْنُ إِلٰى

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم کی کراہت میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایک آدمی کا دوسرے پر قرض ہو

اَجَلٍ ' فَيَضَعُ عَنْهُ الطَّالِبُ ' وَيُعَجِّلُهُ الْمَطْلُوْبُ ' وَذٰلِكَ عِنْدَنَا بِمَنْزِلَةِ الَّذِي يُؤَخِّرُ دَيْنَهُ بَعْدَ مَحِلِّهِ عَنْ غَرِيْمِهِ ' وَيَزِيْدُهُ الْغَرِيْمُ فِي حَقِّهِ. قَالَ فَهٰذَا الرِّبَا بِعَيْنِهِ لَا شَكَّ فِيْهِ.

طالب قرض میں کچھ کمی کر دے اور مطلوب جلد ادا کر دے۔ یہ ہمارے نزدیک مدت پوری ہونے پر قرض بڑھانے کی طرح ہے اور قرض دار اپنا حق بڑھا لے۔ فرمایا کہ یہ بالکل سود ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَكُوْنُ لَهُ عَلَى الرَّجُلِ مِائَةُ دِيْنَارٍ اِلٰى اَجَلٍ ' فَاِذَا حَلَّتْ قَالَ لَهُ الَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ بِعْنِي سِلْعَةً يَكُوْنُ ثَمَنُهَا مِائَةَ دِيْنَارٍ نَقْدًا بِمِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ اِلٰى اَجَلٍ ' هٰذَا بَيْعٌ لَا يَصْلُحُ ' وَلَمْ يَزَلْ اَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کے دوسرے پر سو دینار ہوں ایک مدت کے وعدے پر۔ جب مدت پوری ہو جائے تو مقروض کہے کہ اپنی فلاں چیز، جس کی قیمت سو دینار ہے، مدت مقرر کر کے مجھے ڈیڑھ سو دینار میں فروخت کر دو۔ یہ بیع درست نہیں اور اہل علم ہمیشہ اس سے منع کرتے آئے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا كُرِهَ ذٰلِكَ لِاَنَّهُ اِنَّمَا يُعْطِيْهِ ثَمَنَ مَا بَاعَهُ بِعَيْنِهِ ' وَيُؤَخِّرُ عَنْهُ الْمِائَةَ الْاُوْلٰى اِلَى الْاَجَلِ الَّذِي ذَكَرَ لَهُ اٰخِرَ مَرَّةٍ وَيَزْدَادُ عَلَيْهِ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا فِي تَاْخِيْرِهِ عَنْهُ ' فَهٰذَا مَكْرُوْهٌ وَلَا يَصْلُحُ ' وَهُوَ اَيْضًا يُشْبِهُ حَدِيْثَ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فِي بَيْعِ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا حَلَّتْ دُيُوْنُهُمْ قَالُوْا لِلَّذِي عَلَيْهِ الدَّيْنُ اِمَّا اَنْ تَقْضِيَ ' وَاِمَّا اَنْ تُرْبِيَ ' فَاِنْ قَضٰى اَخَذُوْا ' وَاِلَّا زَادُوْهُمْ فِي حُقُوْقِهِمْ ' وَزَادُوْهُمْ فِي الْاَجَلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے ناپسند کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ قیمت ادا کر دینی چاہیے جتنے میں واقعی چیز بیچی جبکہ مدت پوری ہونے پر پہلے سو دینار کو مؤخر کیا جا رہا ہے اور تاخیر کے باعث اس پر پچاس دینار بڑھائے جا رہے ہیں۔ یہ مکروہ ہے، درست نہیں۔ یہ اس سے مشابہت رکھتا ہے جو زید بن اسلم کی روایت میں اہل جاہلیت کا سود بتایا۔ یعنی جب ان کے قرض کی مدت پوری ہو جاتی تو مقروض سے کہتے کہ قرض ادا کرو یا سود دو؟ اگر وہ قرض ادا کرتا تو لے لیتے ورنہ سود لگا کر مدت اور بڑھا دیتے۔

٤٠- بَابُ جَامِعِ الدَّيْنِ وَالْحَوْلِ

قرض کے متعلق دیگر روایات

٥٨٤- **حَدَّثَنَا** يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ ' وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ.

صحیح البخاری (۲۲۸۷) صحیح مسلم (۳۹۷۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مال دار کا قرض ادا کرنے میں دیر کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کوئی مال دار پر حوالہ کیا جائے تو حوالے کو قبول کر لینا چاہیے۔

[۷۷۱] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** مَالِكٌ ' عَنْ مُوْسَى بْنِ مَيْسَرَةَ ' اَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَسْاَلُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ اِنِّي رَجُلٌ اَبِيْعُ بِالدَّيْنِ ' فَقَالَ سَعِيْدٌ لَا تَبِعْ اِلَّا مَا اٰوَيْتَ اِلٰى رَحْلِكَ.

ایک آدمی نے سعید بن مسیب سے پوچھتے ہوئے کہا کہ میں قرض کے بدلے تجارت کرتا ہوں۔ سعید نے فرمایا: اس چیز کو نہ بیچو جو تمہارے پاس نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَشْتَرِي السِّلْعَةَ مِنَ الرَّجُلِ عَلٰى اَنْ يُوَفِّيَهُ تِلْكَ السِّلْعَةَ اِلٰى اَجَلٍ مُسَمًّى ' اِمَّا لِسُوْقٍ يَرْجُوْ نَفَاقَهَا فِيْهِ ' وَاِمَّا لِحَاجَةٍ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ الَّذِي اشْتَرَطَ عَلَيْهِ ' ثُمَّ يُخْلِفُهُ الْبَائِعُ عَنْ ذٰلِكَ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کوئی چیز خریدی کہ مدت پوری ہونے پر اسے واپس کر دی جائے گی۔ خواہ یہ شرط بازار کی مانگ کے باعث رکھی ہو یا کسی ضرورت کے تحت مدت پوری ہونے پر بائع خلاف ورزی

الْاَجَلِ، فَيُرِيْدُ الْمُشْتَرِيْ رَدَّ تِلْكَ السِّلْعَةِ عَلَى الْبَائِعِ، اِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لِلْمُشْتَرِيْ، وَاِنَّ الْبَيْعَ لَازِمٌ لَهٗ، وَاِنَّ الْبَائِعَ لَوْ جَاءَ بِتِلْكَ السِّلْعَةِ قَبْلَ مَحِلِّ الْاَجَلِ لَمْ يُكْرَهِ الْمُشْتَرِيْ عَلٰى اَخْذِهَا.

کرے۔ پس مشتری وہ چیز بائع کو لوٹانا چاہے تو مشتری کو یہ حق نہیں۔ کیونکہ بیع اس پر لازم ہو چکی اور بائع اس چیز کو اگر مدت پوری ہونے سے پہلے لے جائے تو مشتری اس کے لیئے کا برا نہیں منائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَكْتَالُهٗ، ثُمَّ يَاْتِيْهِ مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنْهُ، فَيُخْبِرُ الَّذِيْ يَاْتِيْهِ اَنَّهٗ قَدِ اكْتَالَهٗ لِنَفْسِهٖ وَاسْتَوْفَاهُ فَيُرِيْدُ الْمُبْتَاعُ اَنْ يُصَدِّقَهٗ وَيَاْخُذَهٗ بِكَيْلِهٖ اِنَّ مَا بِيْعَ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ بِنَقْدٍ فَلَا بَاْسَ بِهٖ، وَمَا بِيْعَ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ اِلٰى اَجَلٍ، فَاِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ حَتّٰى يَكْتَالَهُ الْمُشْتَرِي الْاٰخَرُ لِنَفْسِهٖ، وَاِنَّمَا كُرِهَ الَّذِيْ اِلٰى اَجَلٍ لِاَنَّهٗ ذَرِيْعَةٌ اِلَى الرِّبَا وَتَخَوُّفٌ اَنْ يُدَارَ ذٰلِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ بِغَيْرِ كَيْلٍ، وَلَا وَزْنٍ، فَاِنْ كَانَ اِلٰى اَجَلٍ فَهُوَ مَكْرُوْهٌ، وَلَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اناج خریدے پھر اسے تول لے۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی خریدنے آئے تو یہ آنے والے کو بتا دے کہ میں نے اسے خود تولا ہے۔ خریدار اس کا اعتبار کر کے اسی وزن کے حساب سے خریدے تو اس طرح کی یہ بیع جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور مدت مقرر کر کے ایسی بیع ہو تو مکروہ ہے یہاں تک کہ دوسرا مشتری خود نہ تول لے اور یہ کراہت مدت کے باعث ہے کیونکہ یہ ذریعۂ سود ہے۔ خطرہ یہ ہے کہ اس بیع کا دارومدار اس چیز پر ہے جس کی ناپ تول نہیں ہوئی۔ اگر وہ مدت مقرر کر کے ہو تو مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُشْتَرٰى دَيْنٌ عَلٰى رَجُلٍ غَائِبٍ وَلَا حَاضِرٍ اِلَّا بِاِقْرَارٍ مِنَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الدَّيْنُ وَلَا عَلٰى مَيِّتٍ، وَاِنْ عَلِمَ الَّذِيْ تَرَكَ الْمَيِّتُ، وَذٰلِكَ اَنَّ اشْتِرَاءَ ذٰلِكَ غَرَرٌ لَا يُدْرٰى اَيَتِمُّ اَمْ لَا يَتِمُّ. قَالَ وَتَفْسِيْرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا اشْتَرٰى دَيْنًا عَلٰى غَائِبٍ، اَوْ مَيِّتٍ اَنَّهٗ لَا يُدْرٰى مَا يَلْحَقُ الْمَيِّتَ مِنَ الدَّيْنِ الَّذِيْ لَمْ يُعْلَمْ بِهٖ، فَاِنْ لَحِقَ الْمَيِّتَ دَيْنٌ ذَهَبَ الثَّمَنُ الَّذِيْ اَعْطَى الْمُبْتَاعُ بَاطِلًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے قرض کو خریدنا مناسب نہیں ہے خواہ وہ حاضر ہو یا غائب مگر جب کہ وہ اقرار کر لے جس پر قرض ہے اور نہ میت کے قرض کو، خواہ علم بھی ہو کہ میت نے مال چھوڑا ہے کیونکہ اس کے خریدنے میں دھوکا ہے۔ نہیں معلوم کہ کچھ ملے گا یا نہیں۔ امام مالک نے فرمایا: اس کراہت کی تفسیر یہ ہے کہ جب اس نے غائب یا میت کے قرض کو خریدا تو اسے کیا معلوم کہ میت پر اور کتنا قرض نکلے جس کا اسے علم نہ ہو۔ اگر میت پر اور بھی قرض نکلا تو خریدار کی پونجی رائیگاں گئی۔

قَالَ مَالِكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ اَيْضًا عَيْبٌ اٰخَرُ اَنَّهُ اشْتَرٰى شَيْئًا لَيْسَ بِمَضْمُوْنٍ لَهٗ، وَاِنْ لَمْ يَتِمَّ ذَهَبَ ثَمَنُهٗ بَاطِلًا، فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں یہ خرابی بھی ہے کہ اس نے ایسی چیز خریدی جس کا کوئی ضامن نہیں۔ اگر قرض ادا نہ ہوا تو قیمت بیکار گئی۔ یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ اَنْ لَا يَبِيْعَ الرَّجُلُ اِلَّا مَا عِنْدَهٗ، وَاَنْ يُسَلِّفَ الرَّجُلُ فِيْ شَيْءٍ لَيْسَ عِنْدَهٗ اَصْلُهٗ، اَنَّ صَاحِبَ الْعِيْنَةِ اِنَّمَا يَحْمِلُ ذَهَبَهُ الَّتِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَبْتَاعَ بِهَا فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ فَمَا تُرِيْدُ اَنْ اَشْتَرِيَ لَكَ بِهَا، فَكَاَنَّهٗ يَبِيْعُ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ نَقْدًا

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان یہ فرق ہے کہ آدمی نہیں خریدتا مگر جو چیز اس کے پاس ہے اور سلف میں آدمی اس چیز کو خریدتا ہے جو حقیقت میں پاس نہیں ہے اور بیع عینہ والا اپنے جس سونے کو بیچنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ یہ دس دینار ہیں کیا نہیں مجھ سے خریدنا چاہتے ہو؟ گویا وہ دس دینار نقد کو مدت مقرر کر

بِخَمْسَةَ عَشَرَ دِيْنَارًا اِلَى اَجَلٍ ' فَلِهٰذَا كُرِهَ ذٰلِكَ ' وَاِنَّمَا تِلْكَ الدُّخْلَةُ وَالدُّلْسَةُ.

کے پندرہ دینار کے بدلے بیچ دیتا ہے جبکہ یہ دھوکا اور فریب ہے۔

۴۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشِّرْكَةِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْاِقَالَةِ

شرکت، تولیہ اور اقالہ کا بیان

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَبِيْعُ الْبَزَّ الْمُصَنَّفَ وَيَسْتَثْنِي ثِيَابًا بِرُقُوْمِهَا اِنَّهُ اِنِ اشْتَرَطَ اَنْ يَخْتَارَ مِنْ ذٰلِكَ الرَّقْمِ فَلَا بَاْسَ بِهِ ' فَاِنْ لَمْ يَشْتَرِطْ اَنْ يَخْتَارَ مِنْهُ حِيْنَ اسْتَثْنٰى ' فَاِنِّيْ اَرَاهُ شَرِيْكًا فِيْ عَدَدِ الْبَزِّ الَّذِي اشْتُرِيَ مِنْهُ ' وَذٰلِكَ اَنَّ الثَّوْبَيْنِ يَكُوْنُ رَقْمُهُمَا سَوَاءً ' وَبَيْنَهُمَا تَفَاوُتٌ فِي الثَّمَنِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مختلف قسم کے کپڑے فروخت کئے اور ان میں سے کچھ کپڑے ان کی قیمت کے ساتھ مستثنیٰ کر لئے۔ اگر یہ شرط کی کہ رقم میں مختار ہوگا تو کوئی مضائقہ نہیں اور مستثنیٰ کرتے وقت اگر شرط نہیں کی تو میرے خیال میں جتنے کپڑے مشتری نے خریدے ان کی تعداد میں شریک رہے گا۔ یہ اس لئے کہ بعض اوقات دو کپڑے ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن ان کی قیمتوں میں فرق ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَا بَاْسَ بِالشِّرْكِ وَالتَّوْلِيَةِ وَالْاِقَالَةِ مِنْهُ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ ' قَبَضَ ذٰلِكَ اَوْ لَمْ يَقْبِضْ ' اِذَا كَانَ ذٰلِكَ بِالنَّقْدِ ' وَلَمْ يَكُنْ فِيْهِ رِبْحٌ وَلَا وَضِيْعَةٌ وَلَا تَاْخِيْرٌ لِلثَّمَنِ ' فَاِنْ دَخَلَ ذٰلِكَ رِبْحٌ ' اَوْ وَضِيْعَةٌ ' اَوْ تَاْخِيْرٌ مِنْ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَارَ بَيْعًا يُحِلُّهُ مَا يُحِلُّ الْبَيْعَ ' وَيُحَرِّمُهُ مَا يُحَرِّمُ الْبَيْعَ ' وَلَيْسَ بِشِرْكٍ وَلَا تَوْلِيَةٍ وَلَا اِقَالَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اناج وغیرہ میں شرکت، تولیہ اور اقالہ میں کوئی قباحت نہیں۔ خواہ قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو جبکہ ادائیگی نقد ہو، میعاد، کمی بیشی یا قیمت میں تاخیر نہ ہو۔ اگر اس میں میعاد، کمی بیشی یا تاخیر کا دخل ہوا تو بیع ہو جائے گی۔ جو بیع کے اصولوں سے حلال یا حرام ہو جائے گی اور وہ شرکت، تولیہ یا اقالہ نہ رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرٰى سِلْعَةً بَزًّا اَوْ رَقِيْقًا ' فَبَتَّ بِهِ ' ثُمَّ سَاَلَهُ رَجُلٌ اَنْ يُشَرِّكَهُ ' فَفَعَلَ ' وَنَقَدَا الثَّمَنَ صَاحِبَ السِّلْعَةِ جَمِيْعًا ' ثُمَّ اَدْرَكَ السِّلْعَةَ شَيْءٌ يَنْتَزِعُهَا مِنْ اَيْدِيْهِمَا ' فَاِنَّ الْمُشَرَّكَ يَاْخُذُ مِنَ الَّذِي اَشْرَكَهُ الثَّمَنَ ' وَيَطْلُبُ الَّذِيْ اَشْرَكَ بَيِّعَهُ الَّذِي بَاعَهُ السِّلْعَةَ بِالثَّمَنِ كُلِّهِ اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُشَرِّكُ عَلَى الَّذِيْ اَشْرَكَ بِحَضْرَةِ الْبَيْعِ ' وَعِنْدَ مُبَايَعَةِ الْبَائِعِ الْاَوَّلِ ' وَقَبْلَ اَنْ يَتَفَاوَتَ ذٰلِكَ اَنَّ عُهْدَتَكَ عَلَى الَّذِي ابْتَعْتَ مِنْهُ ' وَاِنْ تَفَاوَتَ ذٰلِكَ وَفَاتَ الْبَائِعُ الْاَوَّلُ فَشَرْطُ الْاٰخِرِ بَاطِلٌ ' وَعَلَيْهِ الْعُهْدَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اسباب خریدا جیسے کپڑے اور غلام وغیرہ۔ پھر اس سے ایک آدمی نے شریک ہونے کے لئے کہا، اس نے پیشکش قبول کر لی اور مل کر بائع کو قیمت ادا کر دی۔ پھر وہ سامان متنازعہ نکلا تو شریک ہونے والا اپنے دام مشتری سے وصول کرے گا اور مشتری دونوں کی جملہ رقم بائع سے لے گا ماسوائے اس کے کہ مشتری نے سودے کے وقت اپنے شریک سے بائع کے سامنے کہہ دیا ہو کہ بیع میں اگر فتور نکلا تو اس کا ذمہ دار بائع ہوگا، تو اس صورت میں شریک بائع سے لے گا ورنہ مشتری کی شرط بے کار ہوگی اور نقصان اسے ادا کرنا پڑے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ اشْتَرِ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ' وَانْقُدْ عَنِّيْ ' وَاَنَا اَبِيْعُهَا لَكَ '

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ یہ چیز میرے اور اپنے ساجھے میں خرید لو، میری

إِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ حِينَ قَالَ انْقُدْ عَنِّي وَأَنَا أَبِيعُهَا لَكَ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ سَلَفٌ يُسْلِفُهُ إِيَّاهُ عَلَى أَنْ يَبِيعَهَا لَهُ، وَلَوْ أَنَّ تِلْكَ السِّلْعَةَ هَلَكَتْ، أَوْ فَاتَتْ أَخَذَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ الَّذِي نَقَدَ الثَّمَنَ مِنْ شَرِيكِهِ مَا نَقَدَ عَنْهُ، فَهٰذَا مِنَ السَّلَفِ الَّذِي يَجُرُّ مَنْفَعَةً.

طرف سے بھی تم قیمت ادا کر دینا' میں اسے تمہارے لئے فروخت کر دوں گا۔ یہ بیع درست نہیں ہے کیونکہ اس نے کہا ہے کہ ''میری طرف سے بھی ادائیگی کر دو'' اور ''تمہارے لئے میں فروخت کر دوں گا''۔ یہ فروخت کروانے کی شرط پر سلف ہے۔ اگر وہ چیز تلف یا گم ہو جائے تو یہ اپنے شریک سے وہ قیمت وصول کرے گا جو اس کی طرف سے ادا کی تھی۔ سلف میں یہی ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ سِلْعَةً فَوَجَبَتْ لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ رَجُلٌ أَشْرِكْنِي بِنِصْفِ هٰذِهِ السِّلْعَةِ، وَأَنَا أَبِيعُهَا لَكَ جَمِيعًا كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِهِ، وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّ هٰذَا بَيْعٌ جَدِيدٌ بَاعَهُ نِصْفَ السِّلْعَةِ عَلَى أَنْ يَبِيعَ لَهُ النِّصْفَ الْآخَرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی۔ پھر ایک آدمی نے اس سے کہا کہ مجھے اس چیز میں آدھے کا ساجھی کر لو' فروخت کروانے کا ذمہ دار میں ہوں۔ وہ بیع حلال ہو گی' اس میں کوئی قباحت نہیں۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ یہ بیع جدید ہے۔ اس نے اسے نصف چیز بیچی کہ اس کے لئے آدھی خرید لے۔

٤٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْلَاسِ الْغَرِيمِ

مقروض کے مفلس ہو جانے کا بیان

٥٨٥- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ بَاعَ مَتَاعًا، فَأَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مِنْهُ، وَلَمْ يَقْبِضِ الَّذِي بَاعَهُ مِنْ ثَمَنِهِ شَيْئًا، فَوَجَدَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ، وَإِنْ مَاتَ الَّذِي ابْتَاعَهُ، فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ فِيهِ أُسْوَةُ الْغُرَمَاءِ.

ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو اپنا سامان بیچا۔ پھر مشتری مفلس ہو گیا اور بائع اس سے قیمت نہ لے سکا۔ اگر اپنی چیز اسی طرح مشتری کے پاس پائے تو بائع زیادہ حق دار ہے۔ اگر مشتری مر جائے تو بائع دوسرے قرض خواہوں کے برابر ہے۔

٥٨٦- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَيُّمَا رَجُلٍ أَفْلَسَ، فَأَدْرَكَ الرَّجُلُ مَالَهُ بِعَيْنِهِ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْ غَيْرِهِ.

صحیح البخاری (٢٤٠٢) صحیح مسلم (٢٩٦٣)

ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مفلس ہو جائے اور بائع اس کے پاس اپنا مال اسی حالت میں پائے تو وہ دوسروں سے زیادہ حق دار ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ بَاعَ مِنْ رَجُلٍ مَتَاعًا فَأَفْلَسَ الْمُبْتَاعُ، فَإِنَّ الْبَائِعَ إِذَا وَجَدَ شَيْئًا مِنْ مَتَاعِهِ بِعَيْنِهِ أَخَذَهُ، وَإِنْ كَانَ الْمُشْتَرِي قَدْ بَاعَ بَعْضَهُ وَفَرَّقَهُ فَصَاحِبُ الْمَتَاعِ أَحَقُّ بِهِ مِنَ الْغُرَمَاءِ لَا يَمْنَعُهُ مَا فَرَّقَ الْمُبْتَاعُ مِنْهُ أَنْ يَأْخُذَ مَا وَجَدَ بِعَيْنِهِ، فَإِنِ اقْتَضَى مِنْ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے دوسرے سے مال خریدا' پھر خریدار مفلس ہو گیا۔ اگر بائع اس کے پاس اپنی چیز اسی حالت میں پائے تو لے سکتا ہے۔ اگر مشتری نے اس کا کچھ حصہ فروخت کر دیا تو باقی کا مال والا قرض خواہوں سے زیادہ حق دار ہے۔ اگر بائع تھوڑی سی قیمت وصول کر چکا ہو تو بائع

ثَمَنِ الْمُبْتَاعِ شَيْئًا فَأَحَبَّ أَنْ يَرُدَّهُ وَيَقْبِضَ مَا وَجَدَهُ مِنْ مَتَاعِهِ وَيَكُونَ فِيمَا لَمْ يَجِدْ أُسْوَةَ الْغُرَمَاءِ، فَذٰلِكَ لَهُ.

کو اختیار ہے کہ وصول کردہ قیمت واپس دے کر باقی چیز پر قبضہ کر لے اور بقایا وصولی کے لیے قرض خواہوں میں شامل ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اشْتَرٰى سِلْعَةً مِنَ السِّلَعِ غَزْلًا، أَوْ مَتَاعًا، أَوْ بُقْعَةً مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ أَحْدَثَ فِي ذٰلِكَ الْمُشْتَرِي عَمَلًا بَنَى الْبُقْعَةَ دَارًا، أَوْ نَسَجَ الْغَزْلَ ثَوْبًا، ثُمَّ أَفْلَسَ الَّذِي ابْتَاعَ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَبُّ الْبُقْعَةِ أَنَا آخُذُ الْبُقْعَةَ وَمَا فِيهَا مِنَ الْبُنْيَانِ، إِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ لَهُ، وَلٰكِنْ تُقَوَّمُ الْبُقْعَةُ وَمَا فِيهَا مِمَّا أَصْلَحَ الْمُشْتَرِي، ثُمَّ يُنْظَرُ كَمْ ثَمَنُ الْبُقْعَةِ، وَكَمْ ثَمَنُ الْبُنْيَانِ مِنْ تِلْكَ الْقِيمَةِ، ثُمَّ يَكُونَانِ شَرِيكَيْنِ فِي ذٰلِكَ، لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ بِقَدْرِ حِصَّتِهِ، وَيَكُونُ لِلْغُرَمَاءِ بِقَدْرِ حِصَّةِ الْبُنْيَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز خریدی یعنی سوت مال یا قطعۂ زمین پھر مشتری نے زمین پر مکان بنا لیا یا سوت کا کپڑا بن لیا پھر مشتری مفلس ہو گیا۔ بائع کہے کہ میں زمین کو عمارت سمیت لیتا ہوں تو یہ اسے حق نہیں پہنچتا۔ ہاں زمین کی اور جو کچھ مشتری نے اس پر بنایا ہے اس کی قیمت لگائی جائے گی۔ پھر دیکھیں گے کہ زمین کی قیمت کتنی ہے اور عمارت کی کتنی؟ پھر دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ زمین والا اپنے حصے کے مطابق حق دار ہوگا اور دوسرے قرض خواہ عمارت کے حصے کے مطابق۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنْ تَكُونَ قِيمَةُ ذٰلِكَ كُلِّهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَخَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَتَكُونُ قِيمَةُ الْبُقْعَةِ خَمْسَمِائَةِ دِرْهَمٍ وَقِيمَةُ الْبُنْيَانِ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَيَكُونُ لِصَاحِبِ الْبُقْعَةِ الثُّلُثُ وَيَكُونُ لِلْغُرَمَاءِ الثُّلُثَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ گویا ان دونوں کی مجموعی قیمت پندرہ سو درہم ہے۔ زمین کی قیمت پانچ سو درہم اور عمارت کی قیمت ایک ہزار درہم تو قطعۂ زمین والا تہائی کا حق دار ہوگا اور قرض خواہ دو تہائی کے۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْغَزْلُ وَغَيْرُهُ مِمَّا أَشْبَهَهُ إِذَا دَخَلَهُ هٰذَا، وَلَحِقَ الْمُشْتَرِيَ دَيْنٌ لَا وَفَاءَ لَهُ عِنْدَهُ، وَهٰذَا الْعَمَلُ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی حال سوت وغیرہ کا ہے جبکہ اسے بن لیا اور مشتری مقروض ہو ادا کرنے کے لئے کچھ پاس نہ ہو تو اس میں بھی یہی کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا مَا بِيعَ مِنَ السِّلَعِ الَّتِي لَمْ يُحْدِثْ فِيهَا الْمُبْتَاعُ شَيْئًا إِلَّا أَنَّ تِلْكَ السِّلْعَةَ نَفَقَتْ وَارْتَفَعَ ثَمَنُهَا، فَصَاحِبُهَا يَرْغَبُ فِيهَا، وَالْغُرَمَاءُ يُرِيدُونَ إِمْسَاكَهَا، فَإِنَّ الْغُرَمَاءَ يُخَيَّرُونَ بَيْنَ أَنْ يُعْطُوا رَبَّ السِّلْعَةِ الثَّمَنَ الَّذِي بَاعَهَا بِهِ وَلَا يُنَقِّصُوهُ شَيْئًا، وَبَيْنَ أَنْ يُسَلِّمُوا إِلَيْهِ سِلْعَتَهُ، وَإِنْ كَانَتِ السِّلْعَةُ قَدْ نَقَصَ ثَمَنُهَا فَالَّذِي بَاعَهَا بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ سِلْعَتَهُ، وَلَا تِبَاعَةَ لَهُ فِي شَيْءٍ مِنْ مَالِ غَرِيمِهِ فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَكُونَ غَرِيمًا مِنَ الْغُرَمَاءِ يُحَاصُّ بِحَقِّهِ، وَلَا يَأْخُذُ سِلْعَتَهُ فَذٰلِكَ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کوئی چیز بیچی جس میں مشتری نے کوئی تبدیلی نہیں کی مگر اس چیز کی قیمت بڑھ گئی۔ بائع اسے لینا چاہتا ہے اور قرض خواہ چاہتے ہیں کہ روکے۔ اس حالت میں قرض خواہوں کو اختیار ہوگا کہ جتنے میں بائع سے وہ چیز خریدی گئی وہ رقم اس کے حوالے کر دیں اور اس میں کمی نہ کریں ورنہ بائع کی چیز اس کے سپرد کر دی جائے۔ اگر اس چیز کی قیمت گر گئی ہو تو بائع کو اختیار ہوگا کہ اپنی چیز واپس لوٹا لے اور مشتری کے مال سے اسے کوئی سروکار نہ ہوگا اور اگر چاہے تو قرض خواہوں میں شامل ہو جائے اور اپنی چیز نہ لے۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِيمَنِ اشْتَرٰى جَارِيَةً، أَوْ دَابَّةً،

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے لونڈی

فَوَلَدَتْ عِنْدَهُ، ثُمَّ أَفْلَسَ الْمُشْتَرِي، فَإِنَّ الْجَارِيَةَ، أَوِ الدَّابَّةَ وَوَلَدَهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَرْغَبَ الْغُرَمَاءُ فِي ذٰلِكَ، فَيُعْطُونَهُ حَقَّهُ كَامِلًا، وَيُمْسِكُونَ ذٰلِكَ.

خریدی یا جانور۔ پھر اس نے بچہ جنا۔ پھر مشتری مفلس ہو گیا' لونڈی یا جانور کا بچہ بائع کا ہو گا۔ مگر قرض خواہ اگر پورا پورا حق ادا کر دیں تو لے کر دونوں کو رکھ سکتے ہیں۔

۴۳- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ

جس چیز میں سلف جائز ہے

۵۸۷- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَكْرًا فَجَاءَتْهُ إِبِلٌ مِنَ الصَّدَقَةِ. قَالَ أَبُو رَافِعٍ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أَقْضِيَ الرَّجُلَ بَكْرَهُ، فَقُلْتُ لَمْ أَجِدْ فِي الْإِبِلِ إِلَّا جَمَلًا خِيَارًا رَبَاعِيًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْطِهِ إِيَّاهُ، فَإِنَّ خِيَارَ النَّاسِ أَحْسَنُهُمْ قَضَاءً. صحیح مسلم (۴۰۸۴)

ابو رافع مولی رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا اونٹ بطور قرض لیا۔ پھر صدقہ کے اونٹ آئے۔ ابو رافع کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے چھوٹا اونٹ ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ میں عرض گزار ہوا کہ یہ تمام اونٹ اچھے اچھے اور بڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی دے دو' کیونکہ اچھے لوگ وہی ہیں جو قرض کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں۔

[۷۷۲] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ مُجَاهِدٍ، أَنَّهُ قَالَ اسْتَسْلَفَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ مِنْ رَجُلٍ دَرَاهِمَ، ثُمَّ قَضَاهُ دَرَاهِمَ خَيْرًا مِنْهَا، فَقَالَ الرَّجُلُ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذِهِ خَيْرٌ مِنْ دَرَاهِمِي الَّتِي أَسْلَفْتُكَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتُ، وَلٰكِنْ نَفْسِي بِذٰلِكَ طَيِّبَةٌ.

مجاہد کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے کسی سے کچھ درہم قرض لئے۔ پھر ان سے بہتر درہم ادا کئے۔ اس نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! یہ میرے درہموں سے بہتر ہے جو آپ نے قرض لئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے لیکن میں نے بخوشی دیئے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ بِأَنْ يُقْبِضَ مَنْ أُسْلِفَ شَيْئًا مِنَ الذَّهَبِ، أَوِ الْوَرِقِ، أَوِ الطَّعَامِ، أَوِ الْحَيَوَانِ مِمَّنْ أَسْلَفَهُ ذٰلِكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفَهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلَى شَرْطٍ مِنْهُمَا، أَوْ عَادَةٍ، فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى شَرْطٍ، أَوْ وَأْيٍ، أَوْ عَادَةٍ فَذٰلِكَ مَكْرُوهٌ وَلَا خَيْرَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جس نے سونا' چاندی' اناج یا جانور بطور قرض لیا ہو اور پھر قرض سے بہتر ادا کرے جبکہ یہ شرط یا رواج کے تحت نہ ہو۔ اگر یہ شرط' وعدہ یا رواج کی وجہ سے کیا جائے گا تو مکروہ ہے اور اس میں بھلائی نہیں۔

قَالَ وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَضَى جَمَلًا رَبَاعِيًا خِيَارًا مَكَانَ بَكْرٍ اسْتَسْلَفَهُ، وَأَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اسْتَسْلَفَ دَرَاهِمَ فَقَضَى خَيْرًا مِنْهَا. فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى طِيبِ نَفْسٍ مِنَ الْمُسْتَسْلِفِ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ عَلَى شَرْطٍ، وَلَا وَأْيٍ، وَلَا عَادَةٍ كَانَ ذٰلِكَ حَلَالًا لَا بَأْسَ بِهِ.

فرمایا یہ اس لئے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھوٹا اونٹ ادھار لیا تو اس کی جگہ بڑا اور عمدہ اونٹ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے کچھ درہم قرض لئے تو ان سے بہتر ادا کئے جبکہ یہ ادھار لینے والے کی طرف سے بخوشی ہو۔ اگر یہ کسی شرط' وعدہ یا رواج کی وجہ سے نہ ہو تو حلال ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

۴۴- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ السَّلَفِ

جو باتیں سلف میں درست نہیں

[۷۷۳] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ،

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ فِيْ رَجُلٍ أَسْلَفَ رَجُلًا طَعَامًا عَلٰى أَنْ يُعْطِيَهُ إِيَّاهُ فِيْ بَلَدٍ آخَرَ، فَكَرِهَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَقَالَ فَأَيْنَ الْحَمْلُ؟ يَعْنِيْ حُمْلَانَهُ.

نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے سے کہا کہ مجھے اناج ادھار دے دو میں تمہیں فلاں شہر میں اتنا ہی ادا کر دوں گا۔ حضرت عمر نے اسے ناپسند کیا اور فرمایا کہ بار برداری کہاں سے آئے گی؟

[۷۷۴] اثر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَجُلًا أَتٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنِّيْ أَسْلَفْتُ رَجُلًا سَلَفًا، وَاشْتَرَطْتُ عَلَيْهِ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَذٰلِكَ الرِّبَا. قَالَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِيْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ السَّلَفُ عَلٰى ثَلَاثَةِ وُجُوْهٍ سَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، فَلَكَ وَجْهُ اللّٰهِ، وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ صَاحِبِكَ، فَلَكَ وَجْهُ صَاحِبِكَ، وَسَلَفٌ تُسْلِفُهُ لِتَأْخُذَ خَبِيْثًا بِطَيِّبٍ فَذٰلِكَ الرِّبَا. قَالَ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِيْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ قَالَ أَرٰى أَنْ تَشُقَّ الصَّحِيْفَةَ، فَإِنْ أَعْطَاكَ مِثْلَ الَّذِيْ أَسْلَفْتَهُ قَبِلْتَهُ، وَإِنْ أَعْطَاكَ دُوْنَ الَّذِيْ أَسْلَفْتَهُ فَأَخَذْتَهُ أُجِرْتَ، وَإِنْ أَعْطَاكَ أَفْضَلَ مِمَّا أَسْلَفْتَهُ طَيِّبَةً بِهِ نَفْسُهُ فَذٰلِكَ شُكْرٌ شَكَرَهُ لَكَ، وَلَكَ أَجْرُ مَا أَنْظَرْتَهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے ایک آدمی کو قرض دیا ہے اور اس سے شرط کی ہے کہ اس سے بہتر چیز لوں گا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ یہ تو سود ہے۔ کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ قرض تین طرح کا ہے۔ ایک وہ قرض جو رضائے الٰہی کے لئے ہے۔ دوسرا وہ کہ دوست کی مدد کی جائے تو یہ دوست کی مدد ہے۔ تیسرا وہ ہے کہ پاک مال کے بدلے ناپاک مال لے اور یہ سود ہے۔ کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے خیال میں دستاویز کو پھاڑ دو۔ اگر وہ تمہارے جیسی چیز دے تو قبول کر لینا۔ اگر گھٹا دے تب بھی لے لینا کہ تمہیں اجر ملے گا۔ اگر تمہاری چیز سے بہتر دے اپنی خوشی سے تو یہ اس نے تمہارا شکریہ ادا کیا اور تمہیں مہلت دینے کا اجر ملے گا۔

وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ إِلَّا قَضَاءَهُ.

نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو قرض دے تو ادا کرنے کے سوا اور کوئی شرط نہ رکھے۔

وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ أَسْلَفَ سَلَفًا فَلَا يَشْتَرِطْ أَفْضَلَ مِنْهُ، وَإِنْ كَانَتْ قَبْضَةً مِنْ عَلَفٍ فَهُوَ رِبًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ جو قرض دے تو اس سے زیادہ کی شرط نہ رکھے۔ اگر وہ مٹھی بھر گھاس بھی ہوئی تب بھی سود ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ مَنِ اسْتَسْلَفَ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ بِصِفَةٍ وَتَحْلِيَةٍ مَعْلُوْمَةٍ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ، وَعَلَيْهِ أَنْ يَرُدَّ مِثْلَهُ إِلَّا مَا كَانَ مِنَ الْوَلَائِدِ، فَإِنَّهُ يُخَافُ فِيْ ذٰلِكَ الذَّرِيْعَةُ إِلٰى إِحْلَالِ مَا لَا يَحِلُّ فَلَا يَصْلُحُ. وَتَفْسِيْرُ مَا كُرِهَ مِنْ ذٰلِكَ أَنْ يَسْتَسْلِفَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ فَيُصِيْبُهَا مَا بَدَا لَهُ، ثُمَّ يَرُدُّهَا إِلٰى صَاحِبِهَا بِعَيْنِهَا، فَذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ وَلَا يَحِلُّ، وَلَمْ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کسی کو جانور قرض دے جس کے اوصاف اور حلیہ بتا دیا ہو تو کوئی مضائقہ نہیں اور وہ اسی طرح کا لوٹائے گا لیکن لونڈی قرض نہیں دے گا کیونکہ اس میں حرام کو حلال کرنے کا خوف ہے' اس لئے درست نہیں۔ اس میں کراہت بایں وجہ ہے کہ جب کسی نے دوسرے سے لونڈی قرض لی پھر اس سے صحبت کرتا رہا' پھر اسی طرح مالک کو واپس کر دی تو یہ درست اور حلال نہیں اور اہل علم

يَزَلْ اَهْلُ الْعِلْمِ يَنْهَوْنَ عَنْهُ، وَلَا يُرَخِّصُوْنَ فِيْهِ لِاَحَدٍ.

ہمیشہ اس سے منع کرتے آئے ہیں اور کسی ایک نے بھی اجازت نہیں دی۔

۴۵- بَابُ مَا يُنْهٰى عَنْهُ مِنَ الْمُسَاوَمَةِ وَالْمُبَايَعَةِ

مول تول یا بیع جو ممنوع ہے

۵۸۸- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ.

صحیح البخاری (۲۱۳۹) صحیح مسلم (۳۷۹۰-۳۴۴۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے۔

۵۸۹- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ، وَلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ، فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ، فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ اَنْ يَحْلُبَهَا اِنْ رَضِيَهَا اَمْسَكَهَا، وَاِنْ سَخِطَهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِنْ تَمْرٍ.

صحیح البخاری (۲۱۵۰) صحیح مسلم (۳۷۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مال خریدنے کے لئے آگے جا کر بیوپاریوں سے نہ ملو اور دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو اور نہ ملی بھگت سے قیمت بڑھاؤ اور شہری دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے اور اونٹ اور بکری کا دودھ نہ روکو اور جس نے ایسی چیز خرید لی تو دوہنے کے بعد اسے اختیار ہے کہ خوش ہو تو رکھ لے اور ناراض ہو تو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور ادا کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا نُرٰى وَاللّٰهُ اَعْلَمُ، لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ اَنَّهُ اِنَّمَا نَهٰى اَنْ يَسُوْمَ الرَّجُلُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ اِذَا رَكَنَ الْبَائِعُ اِلَى السَّائِمِ، وَجَعَلَ يَشْتَرِطُ وَزْنَ الذَّهَبِ وَيَتَبَرَّاُ مِنَ الْعُيُوْبِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ اَنَّ الْبَائِعَ قَدْ اَرَادَ مُبَايَعَةَ السَّائِمِ، فَهٰذَا الَّذِيْ نُهِيَ عَنْهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

امام مالک نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کی تفسیر میں فرمایا: میرا خیال یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے یعنی کوئی ایسا سودا نہ کرے جو اس کا بھائی کر چکا ہو اور بائع بھی رضا مند ہو چکا ہو تو یہ سونے کے وزن کی شرط سمجھائے اور اس کا نقائص سے پاک ہونا بتائے وغیرہ باتیں بتائے تاکہ ان کا علم ہونے پر بائع سودے سے پھر جائے۔ اس سے منع فرمایا گیا ہے آگے اللہ بہتر جانتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَاْسَ بِالسَّوْمِ بِالسِّلْعَةِ تُوْقَفُ لِلْبَيْعِ فَيَسُوْمُ بِهَا غَيْرُ وَاحِدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس مال کا سودا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جو بیچنے کے لیے رکھا ہو۔ پس متعدد آدمی اس کا سودا کر سکتے ہیں۔

قَالَ وَلَوْ تَرَكَ النَّاسُ السَّوْمَ عِنْدَ اَوَّلِ مَنْ يَسُوْمُ بِهَا اُخِذَتْ بِشِبْهِ الْبَاطِلِ مِنَ الثَّمَنِ، وَدَخَلَ عَلَى الْبَاعَةِ فِيْ سِلَعِهِمُ الْمَكْرُوْهُ، وَلَمْ يَزَلِ الْاَمْرُ عِنْدَنَا عَلٰى هٰذَا.

فرمایا اگر ایک آدمی کے قیمت پوچھتے ہی دوسروں کے لئے ممانعت ہو جائے تو غلط قیمت وصول کی جا سکتی ہے اور بائع اپنی چیزوں کی مکروہ تجارت کرنے لگیں لہٰذا ہمارے نزدیک ہمیشہ سے یہی حکم ہے۔

۵۹۰- قَالَ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ.

قَالَ مَالِكٌ وَالنَّجْشُ اَنْ تُعْطِيَهٗ بِسِلْعَتِهٖ اَكْثَرَ مِنْ ثَمَنِهَا وَلَيْسَ فِيْ نَفْسِكَ اشْتِرَاؤُهَا، فَيَقْتَدِيْ بِكَ غَيْرُكَ. صحیح البخاری (۲۱۴۲) صحیح مسلم (۳۷۹۷)

رسول اللہ ﷺ نے ملی بھگت کی تجارت سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے فرمایا: نجش یہ ہے کہ کسی چیز کی زیادہ قیمت لگانا اور ارادہ خریدنے کا نہ ہو بلکہ مقصد یہ ہو کہ دوسرے اس سے بڑھ کر قیمت دیں گے۔

٤٦- بَابُ جَامِعِ الْبُيُوْعِ

بیع کے متعلق دیگر روایات

۵۹۱- **حَدَّثَنِيْ** يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ. قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا بَايَعَ يَقُوْلُ لَا خِلَابَةَ. صحیح البخاری (۲۱۱۷) صحیح مسلم (۳۸۳۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی نے گزارش کی کہ بیع میں لوگ اسے دھوکا دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بیع کرتے وقت کہہ دیا کرو: "دھوکا نہ دینا" فرمایا: وہ صاحب بیع کرتے وقت یہی کہا کرتے۔

[۷۷۵] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اِذَا جِئْتَ اَرْضًا يُوْفُوْنَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ، فَاَطِلِ الْمُقَامَ بِهَا. وَاِذَا جِئْتَ اَرْضًا يُنْقِصُوْنَ الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ، فَاَقْلِلِ الْمُقَامَ بِهَا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایسے مقام پر پہنچو جہاں لوگ ناپ تول پوری کرتے ہوں تو وہاں خوب ٹھہرو اور جہاں لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہوں تو وہاں بہت کم ٹھہرا کرو۔

۵۹۲- **وَحَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهٗ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُوْلُ اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا، سَمْحًا اِنْ بَاعَ، سَمْحًا اِنِ ابْتَاعَ، سَمْحًا اِنْ قَضٰى، سَمْحًا اِنِ اقْتَضٰى.

یحییٰ بن سعید نے محمد بن منکدر کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کو وہ بندہ بہت محبوب ہے جو بیچتے وقت نرمی، خریدتے وقت نرمی، قرض دیتے وقت نرمی اور قرض لیتے وقت نرمی کرتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي الْاِبِلَ، اَوِ الْغَنَمَ، اَوِ الْبَزَّ، اَوِ الرَّقِيْقَ، اَوْ شَيْئًا مِنَ الْعُرُوْضِ جِزَافًا اِنَّهٗ لَا يَكُوْنُ الْجِزَافُ فِيْ شَيْءٍ مِمَّا يُعَدُّ عَدًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اونٹ، بکریاں، کپڑے، غلام یا سامان وغیرہ جھگڑے کے حساب سے خریدے تو جن چیزوں کو گنا جاتا ہے۔ان کی بے حساب بیع نہ کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُعْطِي الرَّجُلَ السِّلْعَةَ يَبِيْعُهَا لَهٗ وَقَدْ قَوَّمَهَا صَاحِبُهَا قِيْمَةً قَالَ اِنْ بِعْتَهَا بِهٰذَا الثَّمَنِ الَّذِيْ اَمَرْتُكَ بِهٖ فَلَكَ دِيْنَارٌ، اَوْ شَيْءٌ يُسَمِّيْهِ لَهٗ يَتَرَاضَيَانِ عَلَيْهِ، وَاِنْ لَمْ تَبِعْهَا فَلَيْسَ لَكَ شَيْءٌ اِنَّهٗ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا سَمّٰى ثَمَنًا يَبِيْعُهَا بِهٖ وَسَمّٰى اَجْرًا مَعْلُوْمًا اِذَا بَاعَ اَخَذَهٗ وَاِنْ لَمْ يَبِعْ فَلَا شَيْءَ لَهٗ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا کہ جس نے دوسرے کو اپنی چیز بیچنے کے لئے قیمت مقرر کر دی اور کہا: جو قیمت میں نے تمہیں بتائی ہے اگر اتنے میں بیچ دو گے تو تمہیں ایک دینار ملے گا۔ یا جتنے پر دونوں رضا مند ہو جائیں اور اگر نہیں بیچو گے تو کچھ نہیں ملے گا اس میں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ قیمت اور اجرت دونوں کی وضاحت کر دی جائے۔ اگر وہ بیچ دے تو مزدوری لے گا اور نہ بیچے گا تو کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِثْلُ ذٰلِكَ اَنْ يَقُوْلَ الرَّجُلُ

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی دوسرے سے

لِلرَّجُلِ إِنْ قَدَرْتَ عَلَى غُلَامِي الْآبِقِ، أَوْ جِئْتَ بِجَمَلِي الشَّارِدِ فَلَكَ كَذَا، فَهٰذَا مِنْ بَابِ الْجُعْلِ وَلَيْسَ مِنْ بَابِ الْإِجَارَةِ، وَلَوْ كَانَ مِنْ بَابِ الْإِجَارَةِ لَمْ يَصْلُحْ.

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الرَّجُلُ يُعْطَى السِّلْعَةَ، فَيُقَالُ لَهُ بِعْهَا وَلَكَ كَذَا وَكَذَا فِي كُلِّ دِينَارٍ لِشَيْءٍ يُسَمِّيهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ، لِأَنَّهُ كُلَّمَا نَقَصَ دِينَارٌ مِنْ ثَمَنِ السِّلْعَةِ نَقَصَ مِنْ حَقِّهِ الَّذِي سَمَّى لَهُ، فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَدْرِي كَمْ جَعَلَ لَهُ. صحیح البخاری (۲۰۷۶)

[۷۷۶] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَكَارَى الدَّابَّةَ، ثُمَّ يُكْرِيهَا بِأَكْثَرَ مِمَّا تَكَارَاهَا بِهِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۳۲- كِتَابُ الْقِرَاضِ

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ

[۷۷۷] أثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي جَيْشٍ إِلَى الْعِرَاقِ، فَلَمَّا قَفَلَا مَرَّا عَلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَهُوَ أَمِيرُ الْبَصْرَةِ، فَرَحَّبَ بِهِمَا وَسَهَّلَ، ثُمَّ قَالَ لَوْ أَقْدِرُ لَكُمَا عَلَى أَمْرٍ أَنْفَعُكُمَا بِهِ لَفَعَلْتُ، ثُمَّ قَالَ بَلَى هَا هُنَا مَالٌ مِنْ مَالِ اللّٰهِ أُرِيدُ أَنْ أَبْعَثَ بِهِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَأُسْلِفُكُمَاهُ فَتَبْتَاعَانِ بِهِ مَتَاعًا مِنْ مَتَاعِ الْعِرَاقِ، ثُمَّ تَبِيعَانِهِ بِالْمَدِينَةِ فَتُؤَدِّيَانِ رَأْسَ الْمَالِ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ، وَيَكُونُ الرِّبْحُ لَكُمَا. فَقَالَا وَدِدْنَا ذٰلِكَ، فَفَعَلَ وَكَتَبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْهُمَا الْمَالَ، فَلَمَّا قَدِمَا بَاعَا فَأُرْبِحَا فَلَمَّا دَفَعَا ذٰلِكَ إِلَى عُمَرَ قَالَ أَكُلَّ الْجَيْشِ أَسْلَفَهُ مِثْلَ مَا أَسْلَفَكُمَا؟ قَالَا لَا، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ابْنَا أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَسْلَفَكُمَا، أَدِّيَا الْمَالَ وَرِبْحَهُ، فَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ فَسَكَتَ، وَأَمَّا عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ مَا

کہے کہ اگر تم میرے نکلے ہوئے غلام یا بھاگے ہوئے اونٹ کو لے آؤ تو تمہیں اتنی رقم دوں گا۔ یہ مزدوری ہے اجارہ نہیں ہے اگر یہ اجارے کی بات ہوتی تو درست قرار نہ پاتی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو کوئی چیز دی پھر اس سے کہا گیا کہ اسے فروخت کر دو اور تمہیں ہر دینار پر اتنا ملے گا۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ چیز کی قیمت جتنے دینار گھٹے گی اتنی ہی مزدوری گھٹ جائے گی۔ یہ دھوکا ہے کیونکہ اسے اپنی مزدوری معلوم نہیں۔

ابن شہاب سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے کرائے پر جانور لیا۔ پھر اس سے زیادہ کرائے پر دوسرے کو دے دیا۔ فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

قراض یا مضاربت کا بیان

قراض یا مضاربت کا بیان

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ اور حضرت عبید اللہ ایک لشکر کے ساتھ عراق کی طرف گئے۔ واپسی پر حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس گئے جو حاکم بصرہ تھے۔ انہوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے فرمایا کہ کاش! میں کوئی ایسا کام کر سکوں جس سے تمہیں فائدہ پہنچے۔ پھر فرمایا کہ یہ اللہ کا مال ہے جو میں نے امیر المومنین کی خدمت میں بھیجنا ہے۔ تم اس کے بدلے عراق سے مال خرید لو اور مدینہ منورہ میں جا کر فروخت کر دینا۔ اصل پونجی امیر المومنین کی خدمت میں پیش کر دینا اور منافع تم دونوں رکھ لینا۔ دونوں نے کہا کہ ہم بھی یہی چاہتے ہیں۔ پس انہوں نے مال دے کر حضرت عمر کے لیے لکھ دیا کہ ان دونوں سے اصل رقم وصول کر لینا۔ جب یہ پہنچ گئے اور مال بیچ کر نفع کما لیا تو اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گئے۔ فرمایا کہ کیا ساری فوج کو اسی طرح قرض دیا تھا جیسے تمہیں دیا؟ دونوں نے کہا: نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ امیر المومنین کے بیٹے ہونے کے باعث تمہیں مال دیا ہوگا' لہٰذا اصل رقم اور منافع دونوں پیش کرو۔

يَنْبَغِيْ لَكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ هٰذَا لَوْ نَقَصَ هٰذَا الْمَالُ أَوْ هَلَكَ لَضَمِنَّاهُ. فَقَالَ عُمَرُ أَدِّيَاهُ. فَسَكَتَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَاجَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَاءِ عُمَرَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ جَعَلْتَهُ قِرَاضًا فَقَالَ عُمَرُ قَدْ جَعَلْتُهُ قِرَاضًا، فَأَخَذَ عُمَرُ رَأْسَ الْمَالِ وَنِصْفَ رِبْحِهِ، وَأَخَذَ عَبْدُ اللّٰهِ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنَا عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ نِصْفَ رِبْحِ الْمَالِ.

حضرت عبد اللہ تو خاموش رہے اور حضرت عبید اللہ عرض گزار ہوئے کہ اے امیر المؤمنین! اگر اس مال میں نقصان ہوتا یا ضائع ہو جاتا تو ضامن ہم ہوتے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ منافع دے دو۔ حضرت عبد اللہ خاموش رہے۔ اور حضرت عبید اللہ جواب عرض کرنے لگے کہ حضرت عمر کے ہم نشینوں میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ اسے مضاربت کیوں نہیں بنا لیتے۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے اسے مضاربت بنا دیا۔ پس اصل مال اور نصف منافع تو حضرت عمر نے لے لیا اور نصف منافع حضرت عمر کے دونوں صاحبزادوں حضرت عبد اللہ اور حضرت عبید اللہ نے لے لیا۔

[۷۷۸] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَعْطَاهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلُ فِيْهِ عَلٰى أَنَّ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا.

یعقوب کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مال دیا کہ وہ اس کے ذریعے کام کریں اور منافع آدھا آدھا دونوں کا ہوگا۔ ف

ف: قراض کو مضاربت بھی کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی کا مال یا نقد رقم ہوتی ہے اور دوسرے آدمی کی محنت۔ یعنی زید کی رقم سے بکر تجارت کرتا ہے اور نفع میں دونوں شریک ہوتے ہیں جو حصہ بھی طرفین کی رضامندی سے طے ہو جائے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی مضاربت جائز ہے لیکن مزارعت اور مساقات ان کے نزدیک جائز نہیں ہیں اور متعدد حدیثیں ان کے موقف کی تائید بھی کر رہی ہیں لیکن بعض دیگر روایات کی بناء پر صاحبین اور آئمہ ثلاثہ انہیں جائز قرار دیتے ہیں۔ مزارعت و مساقات میں احناف کا فتویٰ بھی صاحبین کے قول پر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲ - بَابُ مَا يَجُوْزُ فِي الْقِرَاضِ

کس طرح کی مضاربت جائز ہے؟

قَالَ مَالِكٌ وَجْهُ الْقِرَاضِ الْمَعْرُوْفِ الْجَائِزِ أَنْ يَّأْخُذَ الرَّجُلُ الْمَالَ مِنْ صَاحِبِهِ عَلٰى أَنْ يَّعْمَلَ فِيْهِ. وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ، وَنَفَقَةُ الْعَامِلِ فِي الْمَالِ فِيْ سَفَرِهِ مِنْ طَعَامِهِ، وَكِسْوَتِهِ وَمَا يُصْلِحُهُ بِالْمَعْرُوْفِ بِقَدْرِ الْمَالِ، إِذَا شَخَصَ فِي الْمَالِ إِذَا كَانَ الْمَالُ يَحْمِلُ ذٰلِكَ، فَإِنْ كَانَ مُقِيْمًا فِيْ أَهْلِهِ فَلَا نَفَقَةَ لَهُ مِنَ الْمَالِ وَلَا كِسْوَةَ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت کی جائز اور معروف صورت یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے ساتھی سے محنت کرنے کے لئے مال لے اور ضمان اس پر نہیں ہوگا اور محنت کرنے والے کا سفر خرچ اور کھانا پہننا مال میں سے ہوگا۔ جو بھی دستور کے مطابق ہو اور جبکہ اس کا متحمل ہو سکے۔ اگر وہ اپنے گھر میں رہے تو اس مال میں خرچ اور لباس وغیرہ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُّعِيْنَ الْمُتَقَارِضَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ عَلٰى وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ إِذَا صَحَّ ذٰلِكَ مِنْهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت کرنے والے دونوں میں سے اگر کوئی بھی اپنے ساتھی کی دستور کے مطابق مدد کرے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کوئی شرط نہ کی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَّشْتَرِيَ رَبُّ الْمَالِ

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ رب

مِمَّنْ قَارَضَهُ بَعْضَ مَا يَشْتَرِي مِنَ السِّلَعِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ صَحِيحًا عَلٰى غَيْرِ شَرْطٍ.

قَالَ مَالِكٌ فِيمَنْ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ، وَإِلٰى غُلَامٍ لَهُ مَالًا قِرَاضًا يَعْمَلَانِ فِيهِ جَمِيعًا إِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ، لِأَنَّ الرِّبْحَ مَالٌ لِغُلَامِهِ لَا يَكُونُ الرِّبْحُ لِلسَّيِّدِ حَتّٰى يَنْتَزِعَهُ مِنْهُ، وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ غَيْرِهِ مِنْ كَسْبِهِ.

۳- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَجُلٍ دَيْنٌ فَسَأَلَهُ أَنْ يُقِرَّهُ عِنْدَهُ قِرَاضًا إِنَّ ذٰلِكَ يُكْرَهُ حَتّٰى يَقْبِضَ مَالَهُ، ثُمَّ يُقَارِضُهُ بَعْدُ، أَوْ يُمْسِكُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَكُونَ أَعْسَرَ بِمَالِهِ، فَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُؤَخِّرَ ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ يَزِيدَهُ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَهَلَكَ بَعْضُهُ قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ، ثُمَّ عَمِلَ فِيهِ فَرَبِحَ فَأَرَادَ أَنْ يَجْعَلَ رَأْسَ الْمَالِ بَقِيَّةَ الْمَالِ بَعْدَ الَّذِي هَلَكَ مِنْهُ قَبْلَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ.

قَالَ مَالِكٌ لَا يُقْبَلُ قَوْلُهُ وَيُجْبَرُ رَأْسُ الْمَالِ مِنْ رِبْحِهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بَعْدَ رَأْسِ الْمَالِ عَلٰى شَرْطِهِمَا مِنَ الْقِرَاضِ.

قَالَ مَالِكٌ لَا يَصْلُحُ الْقِرَاضُ إِلَّا فِي الْعَيْنِ مِنَ الذَّهَبِ، أَوِ الْوَرِقِ، وَلَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْعُرُوضِ وَالسِّلَعِ، وَمِنَ الْبُيُوعِ مَا يَجُوزُ إِذَا تَفَاوَتَ أَمْرُهُ وَتَفَاحَشَ رَدُّهُ، فَأَمَّا الرِّبَا، فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ فِيهِ إِلَّا الرَّدُّ أَبَدًا، وَلَا يَجُوزُ مِنْهُ قَلِيلٌ، وَلَا كَثِيرٌ، وَلَا يَجُوزُ فِيهِ مَا يَجُوزُ فِي غَيْرِهِ لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ﴾ (البقرہ:۲۷۹).

المال مضارب سے کوئی چیز خریدے۔ یہ اس وقت صحیح ہے جب بغیر کسی شرط کے ہو۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ایک آدمی اور اپنے غلام کو مضاربت کے طور پر مال دیا تاکہ دونوں اس پر محنت کریں۔ یہ جائز ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں‘ کیونکہ منافع غلام کا ہوگا آقا کا نہیں ہوگا‘ خواہ وہ اس سے جھگڑا کرے اور وہ اپنی محنت کے باعث یہاں غیر کی طرح ہے۔

کس طرح کی مضاربت جائز نہیں ہے؟

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کا دوسرے پر قرض ہو اور مقروض قرض خواہ سے کہے کہ میرے پاس مضاربت کے لئے رہنے دو۔ یہ مکروہ ہے جب تک اپنے مال پر قبضہ نہ کر لے‘ پھر چاہے مضاربت پر دے یا رکھ چھوڑے۔ ورنہ اس طرح مال میں سود کا خوف ہے‘ وہ چاہے گا کہ تاخیر کر کے قرض کی مدت میں زیادتی کرے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے کسی کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس پر محنت کرنے سے پہلے مال کا بعض حصہ ضائع ہو گیا۔ پھر باقی مال پر محنت کر کے اس نے نفع کمایا‘ اگر وہ چاہے کہ تلف ہونے کے بعد جو مال باقی بچا تھا اسے راس المال قرار دے۔

تو اس کا یہ کہنا قابل قبول نہیں‘ وہ پہلے راس المال کو پورا کرے گا اور راس المال کے بعد جو باقی بچے گا اسے مضاربت کی شرط کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت درست نہیں مگر عین مال یعنی سونے اور چاندی میں۔ اسباب اور سامان میں مضاربت نہیں ہوگی۔ جائز تجارتوں میں جب کوئی فرق یا فساد آ جاتا ہے تو رد کر دی جاتی ہے تاکہ اس میں سود شامل نہ ہونے پائے جو ہمیشہ کے لئے رد کیا گیا ہے‘ وہ کم ہو یا زیادہ قطعاً جائز نہیں ہے اور جو دوسری چیزوں میں جائز ہے اس میں جائز نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ”اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو۔ نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔“

٤- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، وَشَرَطَ عَلَيْهِ أَنْ لَا تَشْتَرِيَ بِمَالِيَ إِلَّا سِلْعَةَ كَذَا وَكَذَا، أَوْ يَنْهَاهُ أَنْ يَشْتَرِيَ سِلْعَةً بِاسْمِهَا.

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَطَ عَلَى مَنْ قَارَضَ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ حَيَوَانًا، أَوْ سِلْعَةً بِاسْمِهَا فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ، وَمَنِ اشْتَرَطَ عَلَى مَنْ قَارَضَ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ إِلَّا سِلْعَةَ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ ذَلِكَ مَكْرُوهٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ السِّلْعَةُ الَّتِي أَمَرَهُ أَنْ لَا يَشْتَرِيَ غَيْرَهَا كَثِيرَةً مَوْجُودَةً لَا تُخْلِفُ فِي شِتَاءٍ وَلَا صَيْفٍ فَلَا بَأْسَ بِذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ فِيهِ شَيْئًا مِنَ الرِّبْحِ خَالِصًا دُونَ صَاحِبِهِ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ وَإِنْ كَانَ دِرْهَمًا وَاحِدًا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ نِصْفَ الرِّبْحِ لَهُ، وَنِصْفَهُ لِصَاحِبِهِ، أَوْ ثُلُثَهُ أَوْ رُبُعَهُ أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ أَوْ أَكْثَرَ، فَإِذَا سَمَّى شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا فَإِنَّ كُلَّ شَيْءٍ سَمَّى مِنْ ذَلِكَ حَلَالٌ، وَهُوَ قِرَاضُ الْمُسْلِمِينَ قَالَ وَلَكِنْ إِنِ اشْتَرَطَ أَنَّ لَهُ مِنَ الرِّبْحِ دِرْهَمًا وَاحِدًا فَمَا فَوْقَهُ خَالِصًا لَهُ دُونَ صَاحِبِهِ. وَمَا بَقِيَ مِنَ الرِّبْحِ فَهُوَ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ، وَلَيْسَ عَلَى ذَلِكَ قِرَاضُ الْمُسْلِمِينَ.

مضاربت میں جو شرطیں جائز ہیں

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنا مال دوسرے کو مضاربت کے لئے دے اور شرط رکھے کہ میرے مال سے نہ خریدنا مگر فلاں فلاں چیزیں یا کسی چیز کا نام لے کر اس کے خریدنے سے منع کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مضاربت میں نام لے کر یہ شرط رکھے کہ فلاں حیوان اور چیز نہ خریدنا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور جو مضارب سے یہ شرط کرے کہ نہ خریدنا مگر فلاں فلاں چیزیں تو یہ مکروہ ہے مگر جب کہ وہ چیز جس کے متعلق اسے حکم دیا کہ اس کے علاوہ نہ خریدنا' بازار میں کثرت سے موجود رہتی ہو' سردی اور گرمی میں ختم نہ ہو' تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا اور کچھ منافع کی صرف اپنے ہی لئے شرط کر لی تو یہ درست نہیں ہے خواہ ایک ہی درہم کی بات ہو مگر جبکہ یہ شرط کی ہو کہ نصف منافع اس کا ہوگا اور نصف اس کے ساتھی کا یا اس کا تہائی یا چوتھائی کم و بیش' جب اس طرح حصہ مقرر کر لیا جائے خواہ کم ہو یا زیادہ تو جس مضاربت میں ایسے مقرر کیا وہ حلال ہے اور مسلمانوں کی مضاربت یہی ہے۔ فرمایا: اگر یہ شرط کی کہ منافع میں سے ایک درہم اس کا ہوگا اور جو اس سے اوپر ہے وہ بھی ساتھی کے علاوہ اسی کا اور جو باقی منافع ہو وہ دونوں میں آدھا آدھا۔ یہ درست نہیں ہے اور مسلمان اس طرح مضاربت نہیں کرتے۔

٥- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ الشَّرْطِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ لِنَفْسِهِ شَيْئًا مِنَ الرِّبْحِ خَالِصًا دُونَ الْعَامِلِ، وَلَا يَنْبَغِي لِلْعَامِلِ أَنْ يَشْتَرِطَ لِنَفْسِهِ شَيْئًا مِنَ الرِّبْحِ خَالِصًا دُونَ صَاحِبِهِ، وَلَا يَكُونُ مَعَ الْقِرَاضِ بَيْعٌ، وَلَا كِرَاءٌ، وَلَا عَمَلٌ، وَلَا سَلَفٌ، وَلَا مِرْفَقٌ يَشْتَرِطُهُ أَحَدُهُمَا لِنَفْسِهِ دُونَ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُعِينَ

جو شرطیں مضاربت میں جائز نہیں

امام مالک نے فرمایا کہ مال والے کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ مضارب کو چھوڑ کر منافع سے صرف اپنے لیے کوئی شرط کرے اور اسی طرح مضارب کے لیے بھی ایسا کرنا مناسب نہیں۔ مضاربت کے ساتھ بیع' کرایہ' محنت' ادھار اور احسان کی دونوں یا کسی ایک کے لیے شرط کرنا درست نہیں۔ ہاں بغیر کسی شرط کے دستور کے مطابق دونوں ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں اور

أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ عَلَى غَيْرِ شَرْطٍ عَلَى وَجْهِ الْمَعْرُوفِ إِذَا صَحَّ ذٰلِكَ مِنْهُمَا، وَلَا يَنْبَغِي لِلْمُتَقَارِضَيْنِ أَنْ يَشْتَرِطَ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ زِيَادَةً مِنْ ذَهَبٍ، وَلَا فِضَّةٍ، وَلَا طَعَامٍ، وَلَا شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ يَزْدَادُهُ أَحَدُهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ، قَالَ فَإِنْ دَخَلَ الْقِرَاضَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ صَارَ إِجَارَةً، وَلَا تَصْلُحُ الْإِجَارَةُ إِلَّا بِشَيْءٍ ثَابِتٍ مَعْلُومٍ، وَلَا يَنْبَغِي لِلَّذِي أَخَذَ الْمَالَ أَنْ يَشْتَرِطَ مَعَ أَخْذِهِ الْمَالَ أَنْ يُكَافِئَ، وَلَا يُوَلِّيَ مِنْ سِلْعَتِهِ أَحَدًا، وَلَا يَتَوَلَّى مِنْهَا شَيْئًا لِنَفْسِهِ، فَإِذَا وَفَرَ الْمَالُ وَحَصَلَ عَزْلُ رَأْسِ الْمَالِ، ثُمَّ اقْتَسَمَا الرِّبْحَ عَلَى شَرْطِهِمَا، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَالِ رِبْحٌ أَوْ دَخَلَتْهُ وَضِيعَةٌ لَمْ يَلْحَقِ الْعَامِلَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ لَا مِمَّا أَنْفَقَ عَلَى نَفْسِهِ، وَلَا مِنَ الْوَضِيعَةِ، وَذٰلِكَ عَلَى رَبِّ الْمَالِ فِي مَالِهِ. وَالْقِرَاضُ جَائِزٌ عَلَى مَا تَرَاضَى عَلَيْهِ رَبُّ الْمَالِ وَالْعَامِلُ، مِنْ نِصْفِ الرِّبْحِ، أَوْ ثُلُثِهِ، أَوْ رُبُعِهِ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ أَكْثَرَ.

مضاربت کرنے والے دونوں میں سے کسی کو سونا چاندی' اناج یا کوئی دوسری چیز اپنے ساتھی کے علاوہ زائد لینے کی شرط کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر ان میں سے کوئی بات مضاربت میں شامل ہوئی تو یہ اجارہ ہو جائے گا اور اجارہ کے درست ہونے کی باتیں معروف اور ثابت شدہ ہیں۔ مال لینے والے کے لیے مال لیتے وقت یہ شرط کرنا مناسب نہیں کہ اس مال سے کسی کے احسان کا بدلہ دے گا یا وہ مال کسی کو تولیہ کے طور پر دے گا اور نہ کوئی چیز اپنے لیے مخصوص کرے۔ جب مال بڑھ گیا تو راس المال کو ایک طرف کر کے نفع کو دونوں شرط کے مطابق تقسیم کر لیں گے۔ اگر مال پر نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو مضاربت پر کچھ نہیں پڑے گا۔ نہ اس سے وضع ہوگا جو اس نے اپنے اوپر خرچ کیا۔ یہ نقصان مال والے کے مال پر ہوا ہے۔ رب المال اور مضارب جتنے منافع پر رضامند ہو جائیں۔ مضاربت جائز ہے خواہ شرح نصف' تہائی یا چوتھائی رکھی یا اس سے کم وبیش۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوزُ لِلَّذِي يَأْخُذُ الْمَالَ قِرَاضًا أَنْ يَشْتَرِطَ أَنْ يَعْمَلَ فِيهِ سِنِينَ لَا يُنْزَعُ مِنْهُ، قَالَ وَلَا يَصْلُحُ لِصَاحِبِ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِطَ أَنَّكَ لَا تَرُدُّهُ إِلَى سِنِينَ لِأَجَلٍ يُسَمِّيَانِهِ، لِأَنَّ الْقِرَاضَ لَا يَكُونُ إِلَى أَجَلٍ، وَلٰكِنْ يَدْفَعُ رَبُّ الْمَالِ مَالَهُ إِلَى الَّذِي يَعْمَلُ لَهُ فِيهِ، فَإِنْ بَدَا لِأَحَدِهِمَا أَنْ يَتْرُكَ ذٰلِكَ وَالْمَالُ نَاضٌّ لَمْ يَشْتَرِ بِهِ شَيْئًا تَرَكَهُ وَأَخَذَ صَاحِبُ الْمَالِ مَالَهُ، وَإِنْ بَدَا لِرَبِّ الْمَالِ أَنْ يَقْبِضَهُ بَعْدَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهِ سِلْعَةً، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ حَتَّى يُبَاعَ الْمَتَاعُ وَيَصِيرَ عَيْنًا، فَإِنْ بَدَا لِلْعَامِلِ أَنْ يَرُدَّهُ وَهُوَ عَرْضٌ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَهُ حَتَّى يَبِيعَهُ، فَيَرُدَّهُ عَيْنًا كَمَا أَخَذَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب کے لیے یہ شرط کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ اتنے سالوں تک محنت کرے گا اور اس سے مال نہیں لیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے بھی یہ شرط کرنا مناسب نہیں کہ اتنے سالوں تک مال میری طرف نہ لوٹایا جائے کیونکہ مضاربت میں مدت مقرر نہیں کی جاتی۔ ہاں رب المال نے اپنے مال مضارب کے سپرد کر دیا۔ مضارب نے اس میں محنت کی اب کسی ایک نے چھوڑنے کا ارادہ کیا اور مال اسی طرح موجود ہے' اس سے کوئی چیز نہیں خریدی تو مال والا اپنا مال حاصل کرے' اگر مال والا یہ چاہے کہ اس کے ذریعے سامان خرید لیا جائے پھر لے گا تو یہ اسے حق حاصل نہیں جب تک مال کو بیچ کر نقدی حاصل نہ کی جائے۔ اگر مضارب اسے لوٹانا چاہے جبکہ سامان کی صورت میں ہو تو اسے یہ حق حاصل نہیں یہاں تک کہ فروخت کر دے اور نقدی کی صورت میں ادا کرے جس طرح مال لیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَصْلُحُ لِمَنْ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا

امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے یہ مناسب نہیں

قِرَاضًا اَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ الزَّكٰوةَ فِيْ حِصَّتِهٖ مِنَ الرِّبْحِ خَاصَّةً لِاَنَّ رَبَّ الْمَالِ اِذَا اشْتَرَطَ ذٰلِكَ فَقَدِ اشْتَرَطَ لِنَفْسِهٖ فَضْلًا مِنَ الرِّبْحِ ثَابِتًا فِيْمَا سَقَطَ عَنْهُ مِنْ حِصَّةِ الزَّكٰوةِ الَّتِيْ تُصِيْبُهٗ مِنْ حِصَّتِهٖ ' وَلَا يَجُوْزُ لِرَجُلٍ اَنْ يَشْتَرِطَ عَلٰى مَنْ قَارَضَهٗ اَنْ لَا يَشْتَرِيَ اِلَّا مِنْ فُلَانٍ لِرَجُلٍ يُسَمِّيْهِ فَذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ ' لِاَنَّهٗ يَصِيْرُ لَهٗ اَجِيْرًا بِاَجْرٍ لَيْسَ بِمَعْرُوْفٍ.

ہے کہ جس کو مال دیا ہے اس سے یہ شرط کرے کہ صرف اپنے حصے سے ہی زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ رب المال جب یہ شرط کرے گا تو اپنے مال کو بچا کر شرط کی حالانکہ اس کے حصے پر بھی زکوٰۃ تھی جس کو علیحدہ کر دیا۔ نیز کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ مضارب سے یہ کہے کہ مال نہ خریدے مگر فلاں شخص سے، کسی شخص کو معین کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یوں تو وہ اجیر ہو گا اور یہ دستور کے مطابق نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَدْفَعُ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَيَشْتَرِطُ عَلَى الَّذِيْ دَفَعَ اِلَيْهِ الْمَالَ الضَّمَانَ قَالَ لَا يَجُوْزُ لِصَاحِبِ الْمَالِ اَنْ يَشْتَرِطَ فِيْ مَالِهٖ غَيْرَ مَا وُضِعَ الْقِرَاضُ عَلَيْهِ وَمَا مَضٰى مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ ' فَاِنْ نَمَا الْمَالُ عَلٰى شَرْطِ الضَّمَانِ كَانَ قَدِ ازْدَادَ فِيْ حَقِّهٖ مِنَ الرِّبْحِ مِنْ اَجْلِ مَوْضِعِ الضَّمَانِ ' وَاِنَّمَا يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلٰى مَا لَوْ اَعْطَاهُ اِيَّاهُ عَلٰى غَيْرِ ضَمَانٍ وَاِنْ تَلِفَ الْمَالُ لَمْ اَرَ عَلَى الَّذِيْ اَخَذَهٗ ضَمَانًا ' لِاَنَّ شَرْطَ الضَّمَانِ فِي الْقِرَاضِ بَاطِلٌ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے اپنا مال مضاربت کے لیے دیا اور جس کو مال دیا اس سے ضمان کی شرط کرے۔ فرمایا کہ مال والے کو ایسی شرط کرنا جائز نہیں جو اصول مضاربت کے خلاف ہو اور جو اسلاف کا طریقہ نہ ہو۔ کیونکہ اگر ضمان کی شرط پر مال دیا جائے تو منافع میں سے تاوان کے باعث مضارب کے لیے زیادہ حصہ ہونا چاہیے حالانکہ منافع کو وہ تاوان کے بغیر دونوں آپس میں تقسیم کریں گے اور اگر مال تلف ہو گیا تو مضارب پر تاوان نہیں پڑے گا کیونکہ اس نے اس سے شرط کی کہ اس کے بدلے نہ خریدنا مگر کھجور کے درخت یا مویشی تاکہ ان کے پھل یا بچے فروخت کرتے رہو اور اصل چیز کو روکے رکھنا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا وَاشْتَرَطَ عَلَيْهِ اَنْ لَا يَبْتَاعَ بِهٖ اِلَّا نَخْلًا ' اَوْ دَوَابَّ لِاَجْلِ اَنَّهٗ يَطْلُبُ ثَمَرَ النَّخْلِ ' اَوْ نَسْلَ الدَّوَابِّ وَيَحْبِسُ رِقَابَهَا ' قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوْزُ هٰذَا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي الْقِرَاضِ ' اِلَّا اَنْ يَشْتَرِيَ ذٰلِكَ ' ثُمَّ يَبِيْعَهٗ كَمَا يُبَاعُ غَيْرُهٗ مِنَ السِّلَعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے اور مضاربت میں مسلمانوں کا طریقہ یہ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ انہیں خرید کر اسی طرح بیچ دے جیسے دوسری چیزوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا بَأْسَ اَنْ يَشْتَرِطَ الْمُقَارِضُ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ غُلَامًا يُعِيْنُهٗ بِهٖ عَلٰى اَنْ يَقُوْمَ مَعَهُ الْغُلَامُ فِي الْمَالِ اِذَا لَمْ يَعْدُ اَنْ يُعِيْنَهٗ فِي الْمَالِ لَا يُعِيْنُهٗ فِيْ غَيْرِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مضارب رب المال سے مدد کی خاطر غلام کی شرط کرے کہ غلام کو مال سے خریدا جائے گا۔ اگر اس کی قیمت مال سے نہ دی جائے تو علیحدہ مال سے نہیں دی جائے گی۔

٦ - بَابُ الْقِرَاضِ فِي الْعُرُوْضِ

اسباب میں مضاربت

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يُقَارِضَ اَحَدًا اِلَّا فِي الْعَيْنِ لِاَنَّهٗ لَا تَنْبَغِي الْمُقَارَضَةُ فِيْ

امام مالک نے فرمایا کہ سونے چاندی کے علاوہ دوسرے مال میں مضاربت کرنا کسی کے لیے مناسب نہیں، کیونکہ سامان

الْعُرُوْضِ ، لِاَنَّ الْمُقَارَضَةَ فِي الْعُرُوْضِ اِنَّمَا تَكُوْنُ عَلٰى اَحَدِ وَجْهَيْنِ ، اِمَّا اَنْ يَّقُوْلَ لَهُ صَاحِبُ الْعَرْضِ خُذْ هٰذَا الْعَرْضَ فَبِعْهُ فَمَا خَرَجَ مِنْ ثَمَنِهِ فَاشْتَرِ بِهِ ، وَبِعْ عَلٰى وَجْهِ الْقِرَاضِ ، فَقَدِ اشْتَرَطَ صَاحِبُ الْمَالِ فَضْلًا لِنَفْسِهِ مِنْ بَيْعِ سِلْعَتِهِ وَمَا يَكْفِيْهِ مِنْ مُؤْنَتِهَا ، اَوْ يَقُوْلَ اشْتَرِ بِهٰذِهِ السِّلْعَةِ ، وَبِعْ فَاِذَا فَرَغْتَ فَابْتَعْ لِيْ مِثْلَ عَرْضِي الَّذِيْ دَفَعْتُ اِلَيْكَ ، فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَهُوَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ ، وَلَعَلَّ صَاحِبَ الْعَرْضِ اَنْ يَّدْفَعَهُ اِلَى الْعَامِلِ فِيْ زَمَنٍ هُوَ فِيْهِ نَافِقٌ كَثِيْرُ الثَّمَنِ ، ثُمَّ يَرُدُّهُ الْعَامِلُ حِيْنَ يَرُدُّهُ ، وَقَدْ رَخُصَ فَيَشْتَرِيْهِ بِثُلُثِ ثَمَنِهِ اَوْ اَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ، فَيَكُوْنُ الْعَامِلُ قَدْ رَبِحَ نِصْفَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَرْضِ فِيْ حِصَّتِهِ مِنَ الرِّبْحِ ، اَوْ يَاْخُذُ الْعَرْضَ فِيْ زَمَانٍ ثَمَنُهُ فِيْهِ قَلِيْلٌ ، فَيَعْمَلُ فِيْهِ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ فِيْ يَدَيْهِ ، ثُمَّ يَغْلُوْ ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَيَرْتَفِعُ ثَمَنُهُ حِيْنَ يَرُدُّهُ فَيَشْتَرِيْهِ بِكُلِّ مَا فِيْ يَدِهِ فَيَذْهَبُ عَمَلُهُ وَعِلَاجُهُ بَاطِلًا فَهٰذَا غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ ، فَاِنْ جُهِلَ ذٰلِكَ حَتّٰى يَمْضِيَ نُظِرَ اِلٰى قَدْرِ اَجْرِ الَّذِيْ دُفِعَ اِلَيْهِ الْقِرَاضُ فِيْ بَيْعِهِ اِيَّاهُ وَعِلَاجِهِ ، فَيُعْطَاهُ ثُمَّ يَكُوْنُ الْمَالُ قِرَاضًا مِنْ يَوْمِ نَضَّ الْمَالُ وَاجْتَمَعَ عَيْنًا وَيُرَدُّ اِلٰى قِرَاضِ مِثْلِهِ .

٧- بَابُ الْكِرَاءِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا ، فَاشْتَرٰى بِهِ مَتَاعًا ، فَحَمَلَهُ اِلٰى بَلَدِ التِّجَارَةِ ، فَبَارَ عَلَيْهِ وَخَافَ النُّقْصَانَ اِنْ بَاعَهُ فَتَكَارٰى عَلَيْهِ اِلٰى بَلَدٍ اٰخَرَ ، فَبَاعَ بِنُقْصَانٍ فَاغْتَرَقَ الْكِرَاءُ اَصْلَ الْمَالِ كُلَّهُ .

قَالَ مَالِكٌ اِنْ كَانَ فِيْمَا بَاعَ وَفَاءٌ لِلْكِرَاءِ فَسَبِيْلُهُ ذٰلِكَ ، وَاِنْ بَقِيَ مِنَ الْكِرَاءِ شَيْءٌ بَعْدَ اَصْلِ الْمَالِ كَانَ عَلَى الْعَامِلِ ، وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنْهُ شَيْءٌ يُتْبَعُ بِهِ ، وَذٰلِكَ اَنَّ رَبَّ الْمَالِ اِنَّمَا اَمَرَهُ

میں مضاربت درست نہیں ہے۔ سامان میں مضاربت کرنے کی دو میں سے ایک وجہ ہوگی یا تو سامان والا یہ کہے کہ یہ مال لے کر فروخت کر دو اور اس سے جو قیمت وصول ہو اس کے ساتھ مضاربت کی تجارت کرو۔ یہ مال والے نے اپنے سامان کے بکنے کے لیے شرط کی ہے کہ بغیر مشقت اٹھائے اس کا سامان بک جائے گا یا یہ کہے کہ یہ سامان لے کر بیچ دو جب فارغ ہو جاؤ تو مجھے اسی طرح کا مال خرید دو جو مجھ سے لیا اور جو منافع ہو وہ ہم دونوں کا۔ ہو سکتا ہے کہ مال والے مضارب کو جب مال دیا تو گراں قیمت زیادہ ہو اور جب مضارب واپس دے تو قیمت گر جائے کہ وہ تہائی خریدا جائے یا زر ثمن میں اس سے بھی کم۔ پس مال والے نے مال کی قیمت سے جو نقصان ہوا اس سے آدھا نفع کما لیا اپنے حصے کے منافع سے یا سامان ایسے وقت لیا کہ ان دنوں قیمت کم تھی جب کام کیا تو اس کے ہاتھوں میں مال بڑھ گیا اور واپس دیتے وقت اس کی قیمت چڑھ گئی تو جو کچھ اس کے پاس ہو سب کا مال خرید لے اور یوں اس کی محنت مزدوری رائیگاں جائے۔ یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔ اگر وہ اس سے بے خبر ہو یہاں تک کہ جو ہونا ہے ہو گزرے۔ اب مال کو دیکھ کر مضارب کو اس کی مزدوری دلائی جائے گی اور مال کی اس روز سے مضاربت شروع ہوگی جب اس کی نقدی حاصل کی اور مال والے کو اسی کے برابر لوٹائی جائے گی۔

مضاربت کے مال کا کرایہ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس نے مال خریدا اور بیچنے کے لیے ایک شہر میں لے گیا معلوم ہوا کہ وہاں بیچنے میں اسے نقصان ہوگا۔ پس وہ دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں نقصان کے ساتھ بیچا اور سارا مال کرائے میں ہی غرق ہو گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کرایہ میں مال برابر ہو گیا تو گئی آئی بات ہوئی۔ اگر کرایہ مزید کچھ باقی رہ گیا اس مال کے بعد جو مضارب کو دیا تھا تو رب المال مزید کچھ نہیں دے گا کیونکہ رب المال نے اپنے مال سے تجارت کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا مال کے

بِالتِّجَارَةِ فِي مَالِهِ فَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَتْبَعَهُ بِمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْمَالِ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ يُتْبَعُ بِهِ رَبُّ الْمَالِ لَكَانَ ذٰلِكَ دَيْنًا عَلَيْهِ مِنْ غَيْرِ الْمَالِ الَّذِي قَارَضَهُ فِيهِ، فَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَحْمِلَ ذٰلِكَ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ.

سوا وہ اور کچھ دینے کا پابند نہیں۔ اگر رب المال پر اور بھی دینا آیا تو یہ اس پر قرض ہوگا اس مال کے سوا جو اس نے مضاربت کے لیے دیا۔ لہٰذا مضارب کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ رب المال پر اس کا بوجھ بھی ڈالے۔

۸- بَابُ التَّعَدِّي فِي الْقِرَاضِ

مالِ مضاربت میں نقصان

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَعَمِلَ فِيهِ فَرَبِحَ، ثُمَّ اشْتَرٰى مِنْ رِبْحِ الْمَالِ، أَوْ مِنْ جُمْلَتِهِ جَارِيَةً فَوَطِئَهَا فَحَمَلَتْ، ثُمَّ نَقَصَ الْمَالُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت کے لیے دوسرے کو مال دیا۔ پس اس نے محنت کی اور نفع ہوا۔ پھر اس نے اصل مال یا سارے مال سے لونڈی خریدی اور اس سے صحبت کی تو وہ حاملہ ہوگئی اور مال میں نقصان ہوا۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ أُخِذَتْ قِيمَةُ الْجَارِيَةِ مِنْ مَالِهِ. فَيُجْبَرُ بِهِ الْمَالُ، فَإِنْ كَانَ فَضْلٌ بَعْدَ وَفَاءِ الْمَالِ، فَهُوَ بَيْنَهُمَا عَلَى الْقِرَاضِ الْأَوَّلِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَفَاءٌ بِيعَتِ الْجَارِيَةُ حَتّٰى يُجْبَرَ الْمَالُ مِنْ ثَمَنِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مضارب کے پاس مال ہے تو لونڈی کی قیمت اس کے مال سے لی جائے گی اور اس سے راس المال پورا کیا جائے گا' اگر مال پورا کرنے کے بعد کچھ بچے تو پہلی مضاربت کے مطابق دونوں میں تقسیم ہوگا' اگر پورا نہ ہو تو لونڈی کو بیچ کر اس کی قیمت سے مال پورا کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَتَعَدّٰى، فَاشْتَرٰى بِهِ سِلْعَةً، وَزَادَ فِي ثَمَنِهَا مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا' مضارب نے غلطی سے قیمت بڑھا کر مال خرید لیا۔

قَالَ مَالِكٌ صَاحِبُ الْمَالِ بِالْخِيَارِ، إِنْ بِيعَتِ السِّلْعَةُ بِرِبْحٍ، أَوْ وَضِيعَةٍ، أَوْ لَمْ تُبَعْ، إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ السِّلْعَةَ أَخَذَهَا، وَقَضَاهُ مَا أَسْلَفَهُ فِيهَا، وَإِنْ أَبٰى كَانَ الْمُقَارِضُ شَرِيكًا لَهُ بِحِصَّتِهِ مِنَ الثَّمَنِ فِي النَّمَاءِ وَالنُّقْصَانِ بِحِسَابِ مَا زَادَ الْعَامِلُ فِيهَا مِنْ عِنْدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مال والے کو اختیار ہے کہ سامان کو نفع کے ساتھ بیچ لے یا نقصان کے ساتھ۔ یا فروخت ہی نہ کرے۔ اگر چاہے تو سامان کو لے کر جو زائد ہے اسے واپس ادا کر دے۔ اگر ایسا کرنے سے انکار کرے تو مضارب بھی اپنے حصے کے مطابق اس میں نفع و نقصان کا شریک ہوگا جب تک کہ مضارب اس میں محنت کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ أَخَذَ مِنْ رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، ثُمَّ دَفَعَهُ إِلٰى رَجُلٍ آخَرَ فَعَمِلَ فِيهِ قِرَاضًا بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِهِ، إِنَّهُ ضَامِنٌ لِلْمَالِ إِنْ نَقَصَ فَعَلَيْهِ النُّقْصَانُ، وَإِنْ رَبِحَ فَلِصَاحِبِ الْمَالِ شَرْطُهُ مِنَ الرِّبْحِ، ثُمَّ يَكُونُ لِلَّذِي عَمِلَ شَرْطُهُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مضاربت کے طور مال لیا' پھر بغیر مالک کی اجازت کے دوسرے کو مضاربت پر دے دیا تو ضامن پہلا مضارب ہی ہے۔ اگر نقصان ہوا تو اسی پر پڑے گا اور نفع ہوا تو مال والے کو شرط کے مطابق ملے گا' پھر باقی مال میں سے کام کرنے والے کو شرط کے مطابق دیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ تَعَدّٰى فَتَسَلَّفَ مِمَّا بِيَدَيْهِ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس سے

مِنَ الْقِرَاضِ مَالًا ، فَابْتَاعَ بِهِ سِلْعَةً لِنَفْسِهِ.

زیادتی کرتے ہوئے مضاربت کے مال سے سلف کر لی اور اپنی مرضی سے دوسرا سامان خرید لیا۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ رَبِحَ فَالرِّبْحُ عَلَى شَرْطِهِمَا فِي الْقِرَاضِ ، وَإِنْ نَقَصَ فَهُوَ ضَامِنٌ لِلنُّقْصَانِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر نفع ہو تو مضاربت کی شرط کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو وہ خود نقصان کا ضامن ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَاسْتَسْلَفَ مِنْهُ الْمَدْفُوعُ إِلَيْهِ الْمَالُ مَالًا وَاشْتَرَى بِهِ سِلْعَةً لِنَفْسِهِ إِنَّ صَاحِبَ الْمَالِ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَشْرَكَهُ فِي السِّلْعَةِ عَلَى قِرَاضِهَا ، وَإِنْ شَاءَ خَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا وَأَخَذَ مِنْهُ رَأْسَ الْمَالِ كُلَّهُ ، وَكَذٰلِكَ يُفْعَلُ بِكُلِّ مَنْ تَعَدّٰى.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس کو مضاربت پر مال دیا گیا تھا لیکن اس نے مال سے سلف کر کے اپنے لیے دوسرا سامان خرید لیا۔ دریں حالات مال والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو مضاربت کے طور پر اس مال میں شامل ہو جائے اور چاہے لاتعلق ہو کر اپنا مال اس سے وصول کر لے اور جب کوئی زیادتی کرلے تو ایسا ہی کیا جاتا ہے۔

۹- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

مالِ مضاربت سے کتنا خرچ کرنا جائز ہے؟

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا ، إِنَّهُ إِذَا كَانَ الْمَالُ كَثِيرًا يَحْمِلُ النَّفَقَةَ ، فَإِذَا شَخَصَ فِيهِ الْعَامِلُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَأْكُلَ مِنْهُ وَيَكْتَسِيَ بِالْمَعْرُوفِ مِنْ قَدْرِ الْمَالِ ، وَيَسْتَأْجِرَ مِنَ الْمَالِ إِذَا كَانَ كَثِيرًا لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ بَعْضَ مَنْ يَكْفِيهِ بَعْضَ مَؤُونَتِهِ ، وَمِنَ الْأَعْمَالِ أَعْمَالٌ لَا يَعْمَلُهَا الَّذِي يَأْخُذُ الْمَالَ ، وَلَيْسَ مِثْلُهُ يَعْمَلُهَا ، مِنْ ذٰلِكَ تَقَاضِي الدَّيْنِ ، وَنَقْلُ الْمَتَاعِ وَشَدُّهُ ، وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ ، فَلَهُ أَنْ يَسْتَأْجِرَ مِنَ الْمَالِ مَنْ يَكْفِيهِ ذٰلِكَ ، وَلَيْسَ لِلْمُقَارِضِ أَنْ يَسْتَنْفِقَ مِنَ الْمَالِ ، وَلَا يَكْتَسِيَ مِنْهُ مَا كَانَ مُقِيمًا فِي أَهْلِهِ ، إِنَّمَا يَجُوزُ لَهُ النَّفَقَةُ إِذَا شَخَصَ فِي الْمَالِ وَكَانَ الْمَالُ يَحْمِلُ النَّفَقَةَ ، فَإِنْ كَانَ إِنَّمَا يَتَّجِرُ فِي الْمَالِ فِي الْبَلَدِ الَّذِي هُوَ بِهِ مُقِيمٌ فَلَا نَفَقَةَ لَهُ مِنَ الْمَالِ وَلَا كِسْوَةَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت پر دوسرے کو مال دیا۔ جب مال اتنا زیادہ ہو کہ خرچ کا بوجھ اٹھا سکے تو مضارب محنت کرے گا اور دستور کے مطابق اسی میں سے کھائے پہنے گا مال کی مناسبت سے، اگر کام زیادہ ہو کہ اکیلا نہ کر سکے تو مال کی اجرت اسی میں سے دے گا اور بعض کام ایسے بھی ہیں جنہیں وہ خود نہ کر سکے جیسے قرض کا تقاضا کرنا، مال کا باندھنا، کھولنا اور مال اٹھا کر لے جانا وغیرہ اور مضارب کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب اپنے گھر میں رہے تو اسی مال سے کھائے پہنے۔ مال سے خرچ کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ مال اس کا متحمل ہو سکے۔ جب تک وہ مال کی تجارت اسی شہر میں رہ کر کرے جس میں مقیم ہے تو مال میں سے اسے کھانا پہننا نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَخَرَجَ بِهِ وَبِمَالِ نَفْسِهِ قَالَ يَجْعَلُ النَّفَقَةَ مِنَ الْقِرَاضِ وَمِنْ مَالِهِ عَلَى قَدْرِ حِصَصِ الْمَالِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا تو وہ اسے اور اپنے ذاتی مال کو لے کر نکلا۔ فرمایا: اب وہ مضاربت کے مال اور اپنے مال سے حصے کے

١٠ - بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنَ النَّفَقَةِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ مَعَهُ مَالٌ قِرَاضٌ فَهُوَ يَسْتَنْفِقُ مِنْهُ وَيَكْتَسِي: إِنَّهُ لَا يَهَبُ مِنْهُ شَيْئًا، وَلَا يُعْطِي مِنْهُ سَائِلًا وَلَا غَيْرَهُ، وَلَا يُكَافِئُ فِيهِ أَحَدًا، فَأَمَّا إِنِ اجْتَمَعَ هُوَ وَقَوْمٌ، فَجَاءُوا بِطَعَامٍ وَجَاءَ هُوَ بِطَعَامٍ، فَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ ذٰلِكَ وَاسِعًا إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْهِمْ، فَإِنْ تَعَمَّدَ ذٰلِكَ، أَوْ مَا يُشْبِهُهُ بِغَيْرِ إِذْنِ صَاحِبِ الْمَالِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَحَلَّلَ ذٰلِكَ مِنْ رَبِّ الْمَالِ، فَإِنْ حَلَّلَهُ ذٰلِكَ فَلَا بَأْسَ بِهِ، وَإِنْ أَبٰى أَنْ يُحَلِّلَهُ فَعَلَيْهِ أَنْ يُكَافِئَهُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ إِنْ كَانَ ذٰلِكَ شَيْئًا لَهُ مُكَافَأَةٌ.

١١ - بَابُ الدَّيْنِ فِي الْقِرَاضِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَاشْتَرٰى بِهِ سِلْعَةً، ثُمَّ بَاعَ السِّلْعَةَ بِدَيْنٍ، فَرَبِحَ فِي الْمَالِ، ثُمَّ هَلَكَ الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الْمَالَ قَالَ: إِنْ أَرَادَ وَرَثَتُهُ أَنْ يَقْبِضُوا ذٰلِكَ الْمَالَ وَهُمْ عَلٰى شَرْطِ أَبِيهِمْ مِنَ الرِّبْحِ فَذٰلِكَ لَهُمْ إِذَا كَانُوا أُمَنَاءَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَالِ، وَإِنْ كَرِهُوا أَنْ يَقْتَضُوهُ وَخَلَّوْا بَيْنَ صَاحِبِ الْمَالِ وَبَيْنَهُ لَمْ يُكَلَّفُوا أَنْ يَقْتَضُوهُ، وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِمْ، وَلَا شَيْءَ لَهُمْ إِذَا أَسْلَمُوهُ إِلٰى رَبِّ الْمَالِ، فَإِنِ اقْتَضَوْهُ فَلَهُمْ فِيهِ مِنَ الشَّرْطِ وَالنَّفَقَةِ مِثْلُ مَا كَانَ لِأَبِيهِمْ فِي ذٰلِكَ، هُمْ فِيهِ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِمْ، فَإِنْ لَمْ يَكُونُوا أُمَنَاءَ عَلٰى ذٰلِكَ فَإِنَّ لَهُمْ أَنْ يَأْتُوا بِأَمِينٍ ثِقَةٍ فَيَقْتَضِي ذٰلِكَ الْمَالَ، فَإِذَا اقْتَضٰى جَمِيعَ الْمَالِ وَجَمِيعَ الرِّبْحِ كَانُوا فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ أَبِيهِمْ.

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَفَعَ إِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا عَلٰى أَنَّهُ يَعْمَلُ فِيهِ فَمَا بَاعَ بِهِ مِنْ دَيْنٍ فَهُوَ ضَامِنٌ لَهُ، إِنَّ

مطابق خرچ کرے گا۔

مالِ مضاربت سے کیا خرچ جائز نہیں ہے؟

امام مالک نے فرمایا کہ ایک آدمی کے پاس مضاربت کا مال ہے تو وہ اس میں سے خرچ لیتا اور کپڑے پہنتا ہے' وہ اس میں سے کوئی چیز ہبہ نہیں کر سکتا' کسی سائل وغیرہ کو اس میں سے نہیں دے سکتا کسی کے احسان کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ اگر اس کے پاس کچھ لوگ اکٹھے ہو جائیں' وہ کھانا لائیں تو یہ بھی کھانا لے آئے' مجھے امید ہے کہ اس کی وسعت ہوگی جب کہ ان پر برتری حاصل کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ اگر اس کا مال والے کی اجازت کے بغیر ایسا کوئی ارادہ ہو تو چاہیے کہ رب المال سے اجازت حاصل کر لے' اگر وہ اجازت دینے سے انکار کرے تو جس قدر خرچ کیا ہے اس کی تلافی کرے۔

مالِ مضاربت کو قرض بیچنا

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے اس شخص کے متعلق جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ اس نے سامان خریدا' پھر سامان کو ادھار بیچا منافع کے ساتھ' پھر وصول کرنے سے پہلے مضارب فوت ہو گیا۔ اگر اس کے وارث اس مال کو قبضے میں لینا چاہیں تو وہ اپنے باپ کی شرط پر نفع پائیں گے' یہ ان کا حق ہوگا جبکہ وہ معتبر ہوں۔ اگر وہ وصول کرنا ناپسند کریں تو لاتعلق ہو جائیں' انہیں وصول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ نہ ان پر کچھ ہوگا اور نہ انہیں کچھ ملے گا جبکہ وہ رب المال کے سامنے یہ تسلیم کر لیں۔ اگر وہ وصول کر لیں تو ان کے لیے ان کے باپ کی طرح نفقہ وغیرہ کی شرط ہوگی اور وہ اپنے باپ کی جگہ ہو جائیں گے۔ اگر وہ اس کے لیے معتبر نہ ہوں تو انہیں چاہیے کہ کوئی معتبر شخص لائیں جو اس مال کو وصول کرے' جب وہ سارا مال نفع سمیت جمع کر دے تو یہ اپنے باپ کی جگہ ہو جائیں گے۔

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا کہ اس میں محنت کرے اور جو قرض بیچا اس

ذٰلِکَ لَازِمٌ لَهٗ اِنْ بَاعَ بِدَیْنٍ فَقَدْ ضَمِنَهٗ.

کا وہی ضامن ہوگا تو یہ اس کے لیے ضروری ہو گیا کہ جو ادھار بیچے گا اس کا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔

۱۲ - بَابُ الْبِضَاعَةِ فِی الْقِرَاضِ

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰی رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، وَاسْتَسْلَفَ مِنْ صَاحِبِ الْمَالِ سَلَفًا، اَوِ اسْتَسْلَفَ مِنْهُ صَاحِبُ الْمَالِ سَلَفًا، اَوْ اَبْضَعَ مَعَهٗ صَاحِبُ الْمَالِ بِضَاعَةً یَبِیْعُهَا لَهٗ، اَوْ بِدَنَانِیْرَ یَشْتَرِیْ لَهٗ بِهَا سِلْعَةً.

مضاربت میں بضاعہ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے مال والے سے کچھ قرض لیا یا مال والے نے مضارب سے' یا مال والے نے کچھ مال اور دیا کہ اسے اس کے لیے بیچ دینا یا دینار دیئے کہ ان سے اس کے لیے سامان خرید لانا۔

قَالَ مَالِکٌ اِنْ کَانَ صَاحِبُ الْمَالِ اِنَّمَا اَبْضَعَ مَعَهٗ. وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَوْ لَمْ یَکُنْ مَالُهٗ عِنْدَهٗ، ثُمَّ سَاَلَهٗ مِثْلَ ذٰلِکَ فَعَلَهٗ لِاِخَاءٍ بَیْنَهُمَا، اَوْ لِیَسَارَةِ مَؤُوْنَةِ ذٰلِکَ عَلَیْهِ، وَلَوْ اَبٰی ذٰلِکَ عَلَیْهِ لَمْ یَنْزِعْ مَالَهٗ مِنْهُ، اَوْ کَانَ الْعَامِلُ اِنَّمَا اسْتَسْلَفَ مِنْ صَاحِبِ الْمَالِ، اَوْ حَمَلَ لَهٗ بِضَاعَتَهٗ، وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ لَوْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَهٗ مَالُهٗ فَعَلَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِکَ، وَلَوْ اَبٰی ذٰلِکَ عَلَیْهِ لَمْ یَرْدُدْ عَلَیْهِ مَالَهٗ، فَاِذَا صَحَّ ذٰلِکَ مِنْهُمَا جَمِیْعًا، وَکَانَ ذٰلِکَ مِنْهُمَا عَلٰی وَجْهِ الْمَعْرُوْفِ، وَلَمْ یَکُنْ شَرْطًا فِیْ اَصْلِ الْقِرَاضِ فَذٰلِکَ جَائِزٌ لَا بَاْسَ بِهٖ، وَاِنْ دَخَلَ ذٰلِکَ شَرْطٌ، اَوْ خِیْفَ اَنْ یَّکُوْنَ اِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِکَ الْعَامِلُ لِصَاحِبِ الْمَالِ لِیُقِرَّ مَالَهٗ فِیْ یَدَیْهِ، اَوْ اِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِکَ صَاحِبُ الْمَالِ لِاَنْ یُّمْسِکَ الْعَامِلُ مَالَهٗ وَلَا یَرُدَّهٗ عَلَیْهِ، فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ فِی الْقِرَاضِ وَهُوَ مِمَّا یَنْهٰی عَنْهُ اَهْلُ الْعِلْمِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر صاحب مال جس نے اس کے ساتھ ابضاعہ کیا ہے یہ جانتا ہو کہ اگر اس کے پاس میرا مال نہ ہوتا پھر بھی کہنے پر وہ کر دیتا باہمی بھائی چارے اور اعتبار کے باعث اور اگر وہ انکار کر دے تو یہ اپنا مال نہیں چھینے گا یا مضارب مال والے سے ادھار لیتا رہتا ہے یا اس کا سامان لادلاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کے پاس اس کا مال نہ بھی ہوتا تب بھی کر دیتا اور اگر انکار کرے تو یہ اپنا مال واپس نہیں لے گا تو ان تمام صورتوں میں یہ صحیح ہے اور یہ فعل دستور کے مطابق ہوگا' یہ مضاربت کی شرط نہیں ہوگا لہٰذا جائز ہے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر یہ شرط کے طور پر داخل ہو یا خفیف سمجھ کر کہ مضارب اس لیے مال والے کا کام کرے گا کہ اس کا مال اس کے ہاتھوں میں رہے یا مال والا اس لیے ایسا کرے کہ مضارب اس کا مال روکے رکھے اور واپس نہ کرے تو مضاربت میں یہ جائز نہیں اور اہل علم اس سے منع کرتے آئے ہیں۔

۱۳ - بَابُ السَّلَفِ فِی الْقِرَاضِ

قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ اَسْلَفَ رَجُلًا مَالًا، ثُمَّ سَاَلَهُ الَّذِیْ تَسَلَّفَ الْمَالَ اَنْ یُّقِرَّهٗ عِنْدَهٗ قِرَاضًا، قَالَ مَالِکٌ لَا اُحِبُّ ذٰلِکَ حَتّٰی یَقْبِضَ مَالَهٗ مِنْهُ، ثُمَّ یَدْفَعَهٗ اِلَیْهِ قِرَاضًا اِنْ شَاءَ اَوْ یُمْسِکَهٗ.

مضاربت میں قرض

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو ادھار مال دیا' پھر مقروض سے کہا کہ تم اسے مضاربت کے طور پر رکھ لو' امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنے مال کو اس سے لے کر قبضہ کرے' پھر اگر چاہے تو اسے مضاربت پر دے اور چاہے نہ دے۔

قَالَ مَالِکٌ فِیْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰی رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے

فَاَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدِ اجْتَمَعَ عِنْدَهُ، وَسَأَلَهُ اَنْ يَكْتُبَهُ عَلَيْهِ سَلَفًا، قَالَ لَا اُحِبُّ ذٰلِكَ حَتّٰى يَقْبِضَ مِنْهُ مَالَهُ، ثُمَّ يُسَلِّفَهُ اِيَّاهُ اِنْ شَاءَ، اَوْ يُمْسِكَهُ، وَاِنَّمَا ذٰلِكَ مَخَافَةَ اَنْ يَكُوْنَ قَدْ نَقَصَ فِيْهِ، فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يُؤَخِّرَهُ عَنْهُ عَلٰى اَنْ يَزِيْدَهُ فِيْهِ مَا نَقَصَ مِنْهُ، فَذٰلِكَ مَكْرُوْهٌ وَلَا يَجُوْزُ وَلَا يَصْلُحُ.

کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے اسے بتایا کہ مال اس کے پاس جمع ہے اور وہ اس پر قرض لکھ لے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا جب تک اس سے اپنا مال وصول نہ کر لے۔ پھر اگر چاہے تو اسے قرض دے دے یا روک رکھے' اس میں یہ خطرہ ہے کہ کہیں نقصان واقع نہ ہو جائے اور اسی لیے وہ دیر کرنا چاہتا ہو کہ نقصان زیادہ ہو جائے۔ لہٰذا یہ مکروہ ہے' جائز اور درست نہیں ہے۔

۱۴ - بَابُ الْمُحَاسَبَةِ فِي الْقِرَاضِ

مضاربت کا حساب کرنا

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَعَمِلَ فِيْهِ فَرَبِحَ، فَاَرَادَ اَنْ يَأْخُذَ حِصَّتَهُ مِنَ الرِّبْحِ، وَصَاحِبُ الْمَالِ غَائِبٌ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لَهُ اَنْ يَأْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا اِلَّا بِحَضْرَةِ صَاحِبِ الْمَالِ، وَاِنْ اَخَذَ شَيْئًا فَهُوَ لَهُ ضَامِنٌ حَتّٰى يُحْسَبَ مَعَ الْمَالِ اِذَا اقْتَسَمَاهُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا' اس نے محنت کر کے نفع کمایا' اب وہ چاہتا ہے کہ منافع سے اپنا حصہ لے اور مال والا موجود نہیں ہے۔ فرمایا کہ اس کے لیے کچھ بھی اس میں سے لینا مناسب نہیں ہے' مگر مال والے کی موجودگی میں اگر کچھ لے لیا جائے۔ وہ اس کا ضامن ہے یہاں تک کہ مال کے ساتھ تقسیم کرتے ہوئے اس کا حساب ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوْزُ لِلْمُتَقَارِضَيْنِ اَنْ يَتَحَاسَبَا وَيَتَفَاصَلَا وَالْمَالُ غَائِبٌ عَنْهُمَا حَتّٰى يَحْضُرَ الْمَالُ فَيَسْتَوْفِيَ صَاحِبُ الْمَالِ رَأْسَ مَالِهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلٰى شَرْطِهِمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ فریقین کے لیے یہ جائز نہیں کہ منافع کا حساب کریں اور مال ان کے پاس موجود نہ ہو' پہلے مال کو حاضر کیا جائے اور اصل پونجی رب المال کے سپرد کر دی جائے' پھر منافع کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ اَخَذَ مَالًا قِرَاضًا فَاشْتَرٰى بِهٖ سِلْعَةً، وَقَدْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ، فَطَلَبَهُ غُرَمَاؤُهُ، فَاَدْرَكُوْهُ بِبَلَدٍ غَائِبٍ عَنْ صَاحِبِ الْمَالِ، وَفِيْ يَدَيْهِ عَرْضٌ مُرَبَّحٌ بَيِّنٌ فَضْلُهُ، فَاَرَادُوْا اَنْ يُبَاعَ لَهُمُ الْعَرْضُ، فَيَأْخُذُوْا حِصَّتَهُ مِنَ الرِّبْحِ. قَالَ لَا يُؤْخَذُ مِنْ رِبْحِ الْقِرَاضِ شَيْءٌ حَتّٰى يَحْضُرَ صَاحِبُ الْمَالِ، فَيَأْخُذُ مَالَهُ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ عَلٰى شَرْطِهِمَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مضاربت کے لیے مال دیا۔ پس اس سے سامان خریدا' اس پر قرض ہے' قرض خواہ اسے مال والے کے شہر سے دور لے گئے۔ پس انہوں نے ارادہ کیا کہ ان کے لیے سامان بیچ دیا جائے تاکہ منافع میں سے وہ اس کا حصہ لے لیں۔ فرمایا کہ مضاربت کے نفع سے کچھ نہ لیا جائے یہاں تک کہ مال والا موجود ہو' وہ اپنا مال حاصل کر لے' پھر منافع کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کریں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَتَجَرَ بِهٖ، فَرَبِحَ، ثُمَّ عَزَلَ رَأْسَ الْمَالِ، وَقَسَمَ الرِّبْحَ، فَاَخَذَ حِصَّتَهُ، وَطَرَحَ حِصَّةَ صَاحِبِ الْمَالِ فِي الْمَالِ بِحَضْرَةِ شُهَدَاءَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، قَالَ لَا يَجُوْزُ قِسْمَةُ الرِّبْحِ اِلَّا بِحَضْرَةِ صَاحِبِ الْمَالِ، وَاِنْ كَانَ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ اس نے تجارت کر کے نفع کمایا' پھر اس نے پونجی کو ایک طرف کر کے منافع تقسیم کیا اور اپنا حصہ لے لیا۔ مال والے کا تمام حصہ مال میں رہنے دیا اور یہ گواہوں کی موجودگی میں کیا تاکہ وہ اس بات کی گواہی دیں' فرمایا کہ مال کی تقسیم جائز

اَخَذَ شَيْئًا رَدَّهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ صَاحِبُ الْمَالِ رَأْسَ مَالِهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَابَقِيَ بَيْنَهُمَا عَلٰى شَرْطِهِمَا.

نہیں' مگر مال والے کی موجودگی میں اگر کچھ لے لیا ہے تو اسے واپس کرے یہاں تک کہ راس المال تو مال والے کے سپرد کر دیا جائے پھر باقی کو دونوں اپنی شرط کے مطابق تقسیم کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَعَمِلَ فِيْهِ فَجَاءَهُ فَقَالَ لَهُ هٰذِهٖ حِصَّتُكَ مِنَ الرِّبْحِ، وَقَدْ اَخَذْتُ لِنَفْسِيْ مِثْلَهُ، وَرَاْسُ مَالِكَ وَافِرٌ عِنْدِيْ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا۔ مضارب نے اس میں محنت کی' پھر اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ یہ منافع سے آپ کا حصہ ہے اور اتنا ہی میں نے اپنا حصہ لے لیا ہے اور آپ کا راس المال الگ میرے پاس ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا اُحِبُّ ذٰلِكَ حَتّٰى يَحْضُرَ الْمَالُ كُلُّهُ، فَيُحَاسِبُهُ حَتّٰى يَحْصُلَ رَاْسُ الْمَالِ، وَيَعْلَمَ اَنَّهُ وَافِرٌ وَيَصِلَ اِلَيْهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الرِّبْحَ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ يَرُدُّ اِلَيْهِ الْمَالَ اِنْ شَاءَ، اَوْ يَحْبِسُهُ وَاِنَّمَا يَجِبُ حُضُوْرُ الْمَالِ مَخَافَةَ اَنْ يَّكُوْنَ الْعَامِلُ قَدْ نَقَصَ فِيْهِ، فَهُوَ يُحِبُّ اَنْ لَّا يُنْزَعَ مِنْهُ وَاَنْ يُقِرَّهُ فِيْ يَدِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ میں اسے پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ سارا مال حاضر کرے' پھر اس کا حساب کیا جائے یہاں تک کہ راس المال کو لے کر دیکھا جائے کہ وافر کتنا ہے' پھر منافع کو دونوں باہم تقسیم کر لیں گے۔ پھر رب المال چاہے تو اپنا مال اسی کے سپرد کر دے اور چاہے روک لے لیکن مال کا حاضر ہونا ضروری ہے مبادا مضارب نے اس میں کمی کر دی ہو' لہٰذا وہ اپنا مال اس سے چھین لینا چاہے یا اسی کے پاس رکھے۔

۱۵ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقِرَاضِ

مضاربت کے دیگر مسائل

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَابْتَاعَ بِهٖ سِلْعَةً، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُ الْمَالِ بِعْهَا، وَقَالَ الَّذِيْ اَخَذَ الْمَالَ لَا اَرٰى وَجْهَ بَيْعٍ، فَاخْتَلَفَا فِيْ ذٰلِكَ قَالَ لَا يُنْظَرُ اِلٰى قَوْلِ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا، وَيُسْاَلُ عَنْ ذٰلِكَ اَهْلُ الْمَعْرِفَةِ، وَالْبَصَرِ بِتِلْكَ السِّلْعَةِ، فَاِنْ رَاَوْا وَجْهَ بَيْعٍ بِيْعَتْ عَلَيْهِمَا، وَاِنْ رَاَوْا وَجْهَ انْتِظَارٍ اُنْتُظِرَ بِهَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت کے لیے مال دیا۔ اس نے سامان خرید لیا' مال والے نے اس سے کہا کہ اسے فروخت کر دو۔ مضارب نے کہا کہ میرے خیال میں بیچنا نہیں چاہیے۔ اس پر دونوں میں اختلاف ہو گیا۔ فرمایا کہ ان میں سے کسی ایک کی بات کو نہیں دیکھا جائے گا بلکہ اس سامان کے متعلق اس میدان کے تجربہ کار لوگوں سے پوچھا جائے گا۔ اگر وہ بیچنا مناسب بتائیں تو بیچ دیا جائے اور اگر انتظار کرنے کا مشورہ دیں تو انتظار کرنا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ اَخَذَ مِنْ رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَعَمِلَ فِيْهِ، ثُمَّ سَاَلَهُ صَاحِبُ الْمَالِ عَنْ مَالِهٖ فَقَالَ هُوَ عِنْدِيْ وَافِرٌ، فَلَمَّا اَخَذَهُ بِهٖ قَالَ قَدْ هَلَكَ عِنْدِيْ مِنْهُ كَذَا وَكَذَا لِمَالٍ يُسَمِّيْهِ، وَاِنَّمَا قُلْتُ لَكَ ذٰلِكَ لِكَيْ تَتْرُكَهُ عِنْدِيْ قَالَ لَا يَنْتَفِعُ بِاِنْكَارِهٖ بَعْدَ اِقْرَارِهٖ اَنَّهُ عِنْدَهُ، وَيُؤْخَذُ بِاِقْرَارِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيَ فِيْ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا' پس اس نے محنت کی' پھر مال والے نے اس سے مال کے متعلق پوچھا تو کہا کہ وہ میرے پاس وافر مقدار میں ہے۔ جب وہ اسے لے کر آیا تو کہا کہ فلاں فلاں چیز مجھ سے ضائع ہو گئی ہے' وہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ اپنا مال آپ میرے پاس ہی رہنے دیں گے۔ فرمایا کہ اقرار کے بعد انکار سے نفع نہیں

هَلَاكِ ذٰلِكَ الْمَالِ بِاَمْرٍ يُعْرَفُ بِهٖ قَوْلُهٗ، فَاِنْ لَّمْ يَاْتِ بِاَمْرٍ مَعْرُوْفٍ اُخِذَ بِاِقْرَارِهٖ وَلَمْ يَنْفَعْهُ اِنْكَارُهٗ.

دے گا کہ میرے پاس ہے۔ یہ اقرار کر کے اس نے اپنے اوپر گواہی دی ہے مگر یہ کہ ضائع شدہ مال کا دستور کے مطابق ثبوت پیش کرے اگر ثبوت پیش نہ کر سکے گا تو اقرار کے مطابق مال لیا جائے گا اور انکار نفع نہ دے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ اَيْضًا لَوْ قَالَ رَبِحْتُ فِي الْمَالِ كَذَا وَكَذَا، فَسَاَلَهٗ رَبُّ الْمَالِ اَنْ يَدْفَعَ اِلَيْهِ مَالَهٗ وَرِبْحَهٗ، فَقَالَ مَا رَبِحْتُ فِيْهِ شَيْئًا، وَمَا قُلْتُ ذٰلِكَ اِلَّا لِاَنْ تُقِرَّهٗ فِيْ يَدِيْ، فَذٰلِكَ لَا يَنْفَعُهٗ، وَيُؤْخَذُ بِمَا اَقَرَّ بِهٖ، اِلَّا اَنْ يَاْتِيَ بِاَمْرٍ يُعْرَفُ بِهٖ قَوْلُهٗ وَصِدْقُهٗ، فَلَا يَلْزَمُهٗ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح اگر مضارب نے کہا کہ میں نے مال میں اتنا منافع کمایا ہے۔ رب المال کہے کہ اصل مال اور منافع مجھے واپس کر دو۔ اس نے کہا کہ مجھے تو کوئی نفع نہیں ہوا۔ میں نے تو صرف اس لیے کہا تھا کہ آپ مال کو میرے پاس رہنے دیں گے' یہ بات اسے نفع نہ دے گی اور اس کے اقرار کے مطابق لیا جائے گا مگر یہ کہ اپنی بات کی سچائی میں ثبوت پیش کرے تو پھر یہ لازم نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَفَعَ اِلٰى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا، فَرَبِحَ فِيْهِ رِبْحًا، فَقَالَ الْعَامِلُ قَارَضْتُكَ عَلٰى اَنَّ لِيَ الثُّلُثَيْنِ، وَقَالَ صَاحِبُ الْمَالِ قَارَضْتُكَ عَلٰى اَنَّ لَكَ الثُّلُثَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو مضاربت پر مال دیا' پس اس میں نفع ہوا۔ مضارب نے کہا کہ میں اس بات پر مضاربت کروں گا کہ میرا حصہ دو تہائی ہوگا۔ مال والے نے کہا کہ مضاربت میں تمہارا ایک تہائی حصہ ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْقَوْلُ قَوْلُ الْعَامِلِ، وَعَلَيْهِ فِيْ ذٰلِكَ الْيَمِيْنُ اِذَا كَانَ مَا قَالَ يُشْبِهُ قِرَاضَ مِثْلِهٖ، وَكَانَ ذٰلِكَ نَحْوًا مِمَّا يَتَقَارَضُ عَلَيْهِ النَّاسُ، وَاِنْ جَاءَ بِاَمْرٍ يُسْتَنْكَرُ لَيْسَ عَلٰى مِثْلِهٖ يَتَقَارَضُ النَّاسُ لَمْ يُصَدَّقْ وَرُدَّ اِلٰى قِرَاضِ مِثْلِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب کی بات مانی جائے گی اور وہ اس پر قسم کھائے گا جبکہ یہ دستور کے مطابق ہو اور لوگوں کا اس پر عمل ہو۔ اگر وہ ایسی بات کہے جو قابلِ قبول نہ ہو اور مضاربت میں لوگوں کا اس پر عمل نہ ہو تو اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی اور اسے برابر مضاربت دی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ اَعْطٰى رَجُلًا مِائَةَ دِيْنَارٍ قِرَاضًا، فَاشْتَرٰى بِهَا سِلْعَةً، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَدْفَعَ اِلٰى رَبِّ السِّلْعَةِ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ، فَوَجَدَهَا قَدْ سُرِقَتْ، فَقَالَ رَبُّ الْمَالِ بِعِ السِّلْعَةَ، فَاِنْ كَانَ فِيْهَا فَضْلٌ كَانَ لِيْ، وَاِنْ كَانَ فِيْهَا نُقْصَانٌ كَانَ عَلَيْكَ، لِاَنَّكَ اَنْتَ ضَيَّعْتَ، وَقَالَ الْمُقَارَضُ بَلْ عَلَيْكَ وَفَاءُ حَقِّ هٰذَا، اِنَّمَا اشْتَرَيْتُهَا بِمَالِكَ الَّذِيْ اَعْطَيْتَنِيْ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو سو دینار مضاربت کے لیے دیئے' اس نے ان کے ساتھ سامان خریدا' وہ سامان والے کو سو دینار دینے گیا تو معلوم ہوا کہ وہ چوری ہو چکے' رب المال نے کہا کہ سامان بیچ دو۔ اگر اس میں نفع ہوا تو میرا اور نقصان ہوا تو تمہارا۔ کیونکہ تم کافی نقصان کر چکے ہو۔ مضارب نے کہا کہ آپ اس کی قیمت ادا کریں کیونکہ میں نے اسے آپ کے دیئے ہوئے مال سے خریدا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ يَلْزَمُ الْعَامِلَ الْمُشْتَرِيَ اَدَاءُ ثَمَنِهَا اِلَى الْبَائِعِ، وَيُقَالُ لِصَاحِبِ الْمَالِ الْقِرَاضِ اِنْ شِئْتَ فَاَدِّ الْمِائَةَ الدِّيْنَارِ اِلَى الْمُقَارِضِ، وَالسِّلْعَةُ بَيْنَكُمَا،

امام مالک نے فرمایا کہ مضارب مشتری پر لازم ہے کہ بائع کو قیمت ادا کرے اور مال والے سے کہا جائے گا کہ اگر آپ چاہیں تو مضارب کو سو دینار پھر دیں اور سامان آپ دونوں کے

وَتَكُونُ قِرَاضًا عَلَى مَا كَانَتْ عَلَيْهِ الْمِائَةُ الْأُوْلَى ' وَإِنْ شِئْتَ فَابْرَأْ مِنَ السِّلْعَةِ ' فَإِنْ دَفَعَ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ إِلَى الْعَامِلِ كَانَتْ قِرَاضًا عَلَى سُنَّةِ الْقِرَاضِ الْأَوَّلِ ' وَإِنْ أَبَى كَانَتِ السِّلْعَةُ لِلْعَامِلِ ' وَكَانَ عَلَيْهِ ثَمَنُهَا.

درمیان رہے اور مضاربت اسی طرح پہلے سو دینار پر قائم رہے اور اگر آپ چاہیں تو سامان سے لاتعلق ہو جائیں۔ اگر وہ مضارب کو سو دینار ادا کر دے تو حسب سابق مضاربت باقی رہے گی اور اگر انکار کرے تو سامان مضارب کا ہوگا اور مضارب ہی اس کی قیمت دے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُتَقَارِضَيْنِ إِذَا تَفَاصَلَا ' فَبَقِيَ بِيَدِ الْعَامِلِ مِنَ الْمَتَاعِ الَّذِي يَعْمَلُ فِيهِ خَلَقُ الْقِرْبَةِ ' أَوْ خَلَقُ الثَّوْبِ ' أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ دونوں کے درمیان مضاربت ختم ہو گئی لیکن مضارب کے پاس ایک آدھ چیز ایسی رہ گئی جو کام میں لایا کرتا تھا۔ جیسے پھٹی پرانی مشک یا پھٹا پرانا کپڑا یا ایسی ہی کوئی چیز۔

قَالَ مَالِكٌ كُلُّ شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ كَانَ تَافِهًا لَا خَطْبَ لَهُ فَهُوَ لِلْعَامِلِ ' وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا أَفْتَى بِرَدِّ ذٰلِكَ ' وَإِنَّمَا يُرَدُّ مِنْ ذٰلِكَ الشَّيْءُ الَّذِي لَهُ ثَمَنٌ ' وَإِنْ كَانَ شَيْئًا لَهُ اسْمٌ مِثْلَ الدَّابَّةِ ' أَوِ الْجَمَلِ ' أَوِ الشَّاذَكُونَةِ ' أَوْ أَشْبَاهِ ذٰلِكَ مِمَّا لَهُ ثَمَنٌ ' فَإِنِّي أَرَى أَنْ يَرُدَّ مَا بَقِيَ عِنْدَهُ مِنْ هٰذَا إِلَّا أَنْ يَتَحَلَّلَ صَاحِبَهُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایسی ہر چیز جو قابل ذکر نہ ہو وہ مضارب کی ہوگی اور میں نے کسی کو اس کے خلاف فتویٰ دیتے نہیں سنا۔ ہاں ان میں سے وہ چیز لوٹائی جائے گی جو قیمتی ہو خواہ وہ ایسی چیز ہو جس کا کوئی نام ہو جیسے جانور' اونٹ' عمدہ کپڑا وغیرہ جو قیمتی ہوں۔ میرے خیال میں ایسی جو چیز اس کے پاس ہو وہ واپس کر دی جائے ماسوائے اس صورت کے کہ رب المال معاف کر دے۔ ف

ف: افسوس! اس کتاب القراض کے اندر مولوی وحید الزمان خان صاحب نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر اقوال کا ترجمہ کرتے ہوئے دل کھول کر چھری پھیری ہے۔ موصوف نے طویل طویل عبارتوں کا چند سطروں میں مفہوم بیان کر کے ترجمانی کا حق ادا کیا ہوا ہے۔ ترجمہ اڑا دینا اور اپنی جانب سے پیوند لگا دینا بھی ساتھ ساتھ چلتا ہی رہا ہے۔ امید ہے کہ بعض حضرات کو ہماری یہ بات بری لگے اور وہ اسے فرقہ وارانہ تعصب یا پگڑی اچھالنا قرار دیں جب کہ خدا گواہ ہے کہ ہرگز ایسا کوئی جذبہ ہماری نیت کے اندر کارفرما نہیں بلکہ ان الفاظ کے لکھنے پر ہمیں صرف اس بات نے مجبور کیا ہے کہ اختلاف مذہب رہا اپنی جگہ پر لیکن ایسا کرنا موصوف جیسی قد آور علمی شخصیت کی شان کے شایان نہ تھا۔ حقیقت خواہ کچھ بھی ہو لیکن ہر پڑھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ فاضل مترجم نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا جب کہ ایسا کرنا کسی کے لیے بھی مناسب نہیں ہوتا:

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۳ - كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

مساقات کا بیان

١ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسَاقَاةِ

مساقات کے متعلق روایات

۵۹۳ - حَدَّثَنَا يَحْيَى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ '

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِيَهُوْدِ خَيْبَرَ يَوْمَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ اُقِرُّكُمْ فِيْهَا مَا اَقَرَّكُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، عَلٰى اَنَّ الثَّمَرَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. قَالَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ، ثُمَّ يَقُوْلُ اِنْ شِئْتُمْ فَلَكُمْ، وَاِنْ شِئْتُمْ فَلِيَ، فَكَانُوْا يَاْخُذُوْنَهُ.

خیبر کے روز خیبر کے یہود سے فرمایا۔ ہم تمہیں ان زمینوں پر اس وقت تک برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تعالیٰ برقرار رکھے گا۔ پھل ہمارے اور تمہارے درمیان برابر برابر ہوں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا کرتے تو وہ اندازہ کر کے فرمایا کرتے کہ جس حصے کو تم چاہے لے لو یا جس حصے کو میں لے لوں' پس وہ ایک حصہ لے لیا کرتے۔

٥٩٤- **وَحَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَبْعَثُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ رَوَاحَةَ اِلٰى خَيْبَرَ، فَيَخْرُصُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ يَهُوْدِ خَيْبَرَ، قَالَ فَجَمَعُوْا لَهٗ حَلْيًا مِنْ حَلْيِ نِسَائِهِمْ فَقَالُوْا لَهٗ، هٰذَا لَكَ، وَخَفِّفْ عَنَّا وَتَجَاوَزْ فِي الْقَسْمِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ رَوَاحَةَ يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ، وَاللّٰهِ اِنَّكُمْ لَمِنْ اَبْغَضِ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيَّ، وَمَا ذَاكَ بِحَامِلِيْ عَلٰى اَنْ اَحِيْفَ عَلَيْكُمْ، فَاَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرَّشْوَةِ فَاِنَّهَا سُحْتٌ. وَاِنَّا لَا نَاْكُلُهَا، فَقَالُوْا بِهٰذَا قَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ.

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ کو خیبر بھیجا کرتے' ان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی عورتوں کے زیور اکٹھے کیے اور کہنے لگے کہ یہ آپ کا نذرانہ ہے' آپ تخفیف کر کے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیں۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ اے یہودیو! خدا کی قسم! میں ساری مخلوق خدا میں تمہیں سب سے برا سمجھتا ہوں' اس کے باوجود میں تمہارے ساتھ ناانصافی نہیں کرنا چاہتا۔ جو رشوت تم پیش کر رہے ہو یہ حرام ہے اور ہم اسے نہیں کھایا کرتے۔ انہوں نے کہا کہ اسی لیے تو زمین و آسمان قائم ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ اِذَا سَاقَى الرَّجُلُ النَّخْلَ، وَفِيْهَا الْبَيَاضُ فَمَا ازْدَرَعَ الرَّجُلُ فِي الْبَيَاضِ فَهُوَ لَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی نے کھجور کا باغ مساقات کے طور پر لیا اور اس میں خالی جگہ بھی ہو' جو کچھ وہ خالی زمین میں بوئے گا وہ اسی کا ہوگا۔

قَالَ وَاِنِ اشْتَرَطَ صَاحِبُ الْاَرْضِ اَنَّهٗ يَزْرَعُ فِي الْبَيَاضِ لِنَفْسِهٖ فَذٰلِكَ لَا يَصْلُحُ لِاَنَّ الرَّجُلَ الدَّاخِلَ فِي الْمَالِ يَسْقِيْ لِرَبِّ الْاَرْضِ. فَذٰلِكَ زِيَادَةٌ ازْدَادَهَا عَلَيْهِ.

فرمایا اگر زمین کا مالک یہ شرط کرے کہ میں خالی زمین میں خود کھیتی کروں گا تو یہ درست نہیں کیونکہ مالک کی زمین کو سیراب تو کسان کرے گا' لہٰذا یہ زیادتی ہے۔

قَالَ وَاِنِ اشْتَرَطَ الزَّرْعَ بَيْنَهُمَا، فَلَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِذَا كَانَتِ الْمَؤُوْنَةُ كُلُّهَا عَلَى الدَّاخِلِ فِي الْمَالِ الْبَذْرُ، وَالسَّقْيُ، وَالْعِلَاجُ كُلُّهٗ، فَاِنِ اشْتَرَطَ الدَّاخِلُ فِي الْمَالِ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ اَنَّ الْبَذْرَ عَلَيْكَ كَانَ ذٰلِكَ غَيْرَ جَائِزٍ لِاَنَّهٗ قَدِ اشْتَرَطَ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ زِيَادَةً ازْدَادَهَا عَلَيْهِ، وَاِنَّمَا تَكُوْنُ الْمُسَاقَاةُ عَلٰى اَنَّ عَلَى الدَّاخِلِ فِي الْمَالِ الْمَؤُوْنَةَ كُلَّهَا وَالنَّفَقَةَ، وَلَا يَكُوْنُ عَلٰى رَبِّ الْمَالِ مِنْهَا شَيْئًا، فَهٰذَا وَجْهُ الْمُسَاقَاةِ

فرمایا اگر یہ شرط کی کہ زراعت میں دونوں مشترک ہوں گے تو کوئی مضائقہ نہیں جبکہ محنت' بیج' پانی دینا اور زمین کو درست کرنا یہ سب کچھ کسان کی ذمہ داری ہو۔ اگر کسان نے یہ شرط رکھی کہ بیج مالک دے گا تو یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ مالک زمین پر زیادتی ہے۔ مساقات تو اسی صورت ہوتی ہے کہ زمین میں محنت اور سارا خرچ کسان پر اور مالک زمین پر ان میں سے کچھ بھی نہیں۔ مساقات کا یہ طریقہ معروف ہے۔

الْمَعْرُوفِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَيْنِ تَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَيَنْقَطِعُ مَاؤُهَا، فَيُرِيدُ أَحَدُهُمَا أَنْ يَعْمَلَ فِي الْعَيْنِ، وَيَقُولُ الْآخَرُ لَا أَجِدُ مَا أَعْمَلُ بِهِ إِنَّهُ يُقَالُ لِلَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَعْمَلَ فِي الْعَيْنِ اعْمَلْ، وَأَنْفِقْ، وَيَكُونُ لَكَ الْمَاءُ كُلُّهُ، تَسْقِي بِهِ حَتَّى يَأْتِيَ صَاحِبُكَ بِنِصْفِ مَا أَنْفَقْتَ، فَإِذَا جَاءَ بِنِصْفِ مَا أَنْفَقَ أَخَذَ حِصَّتَهُ مِنَ الْمَاءِ، وَإِنَّمَا أُعْطِيَ الْأَوَّلُ الْمَاءَ كُلَّهُ لِأَنَّهُ أَنْفَقَ، وَلَوْ لَمْ يُدْرِكْ شَيْئًا بِعَمَلِهِ لَمْ يَعْلَقِ الْآخَرَ مِنَ النَّفَقَةِ شَيْءٌ.

امام مالک نے اس چشمہ کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو۔ پس اس کا پانی بند ہو جائے' ان میں سے ایک چشمے پر خرچ کرنے کے لیے تیار ہے اور دوسرا کہے کہ میرے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں۔ اس شخص سے کہا جائے گا جس نے خرچ کیا کہ پانی کو استعمال کرو' اس پر تمہارا ہی حق ہے' اس سے اس وقت تک پانی دیتے رہو جب تک ساتھی نصف خرچ نہ دے۔ جب اس سے نصف حصہ مل جائے تو اس کے حصے کا پانی اسے دیا جائے اور پہلے کو تمام پانی دیا جائے گا' اگر اس کی محنت کا اسے کچھ نہ ملا اور دوسرے کو کوئی خرچ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا كَانَتِ النَّفَقَةُ كُلُّهَا وَالْمَؤُونَةُ عَلَى رَبِّ الْحَائِطِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَى الدَّاخِلِ فِي الْمَالِ شَيْءٌ إِلَّا أَنَّهُ يَعْمَلُ بِيَدِهِ إِنَّمَا هُوَ أَجِيرٌ بِبَعْضِ الثَّمَرِ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَصْلُحُ لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي كَمْ إِجَارَتُهُ إِذَا لَمْ يُسَمِّ شَيْئًا يَعْرِفُهُ وَيَعْمَلُ عَلَيْهِ لَا يَدْرِي أَيَقِلُّ ذَلِكَ أَمْ يَكْثُرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب سارا خرچ اور محنت باغ والے پر ہو اور کسان کا مال میں کوئی حصہ نہ ہو' مگر جو اپنے ہاتھ سے کرے تو کچھ پھل اجرت میں ملیں گے۔ یہ درست نہیں کیونکہ اسے اپنی مزدوری معلوم نہیں کہ کتنی مزدوری پر اسے کام کرنا ہوگا۔ کیا معلوم ہو کم ہوگی یا زیادہ۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ مُقَارِضٍ، أَوْ مُسَاقٍ فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَسْتَثْنِيَ مِنَ الْمَالِ، وَلَا مِنَ النَّخْلِ شَيْئًا دُونَ صَاحِبِهِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ يَصِيرُ لَهُ أَجِيرًا بِذَلِكَ يَقُولُ أُسَاقِيكَ عَلَى أَنْ تَعْمَلَ لِي فِي كَذَا وَكَذَا نَخْلَةً تَسْقِيهَا وَتَأْبُرُهَا، وَأُقَارِضُكَ فِي كَذَا وَكَذَا مِنَ الْمَالِ عَلَى أَنْ تَعْمَلَ لِي بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ لَيْسَتْ مِمَّا أُقَارِضُكَ عَلَيْهِ، فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَنْبَغِي وَلَا يَصْلُحُ وَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت اور مساقات میں کچھ مال یا درختوں کو اپنے ساتھی کے علاوہ مخصوص کر لینا مناسب نہیں ہے اور یہ اس لیے کہ اس میں وہ اجیر ہو جائے گا۔ مثلاً کہے کہ میں اتنے کھجور کے درخت تمہیں مساقات کے لیے دیتا ہوں کہ پانی دو اور دیکھ بھال کرو یا میں تمہیں اتنا مال مضاربت کے لیے دیتا ہوں کہ میرے دس دینار پر بھی محنت کرو۔ یہ مضاربت کے خلاف ہے جو مناسب یا درست نہیں اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالسُّنَّةُ فِي الْمُسَاقَاةِ الَّتِي يَجُوزُ لِرَبِّ الْحَائِطِ أَنْ يَشْتَرِطَهَا عَلَى الْمُسَاقَى شَدُّ الْحِظَارِ، وَخَمُّ الْعَيْنِ، وَسَرْوُ الشَّرَبِ، وَإِبَارُ النَّخْلِ، وَقَطْعُ الْجَرِيدِ، وَجَدُّ الثَّمَرِ هَذَا، وَأَشْبَاهُهُ عَلَى أَنَّ لِلْمُسَاقَى شَطْرَ الثَّمَرِ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذَلِكَ، أَوْ أَكْثَرَ إِذَا تَرَاضَيَا عَلَيْهِ، غَيْرَ أَنَّ صَاحِبَ الْأَصْلِ لَا يَشْتَرِطُ ابْتِدَاءَ عَمَلٍ

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات کا یہ طریقہ ہے اور باغ والے کو محنت کش سے یہ شرط کرنا جائز ہے کہ باغ کی حد بندی' چشمے کی صفائی' نالوں کی دیکھ بال' درختوں کی صفائی اور ان کی کاٹ چھانٹ اور کھجوریں اوپر سے توڑنا وغیرہ امور اور یہ اس پر ہے کہ عامل کے لیے آدھے یا کم و بیش پھل مقرر کر دے رضا مندی سے۔ ہاں عامل سے کسی نئے کام کی شرط نہیں کی جائے گی

جَدِيدٍ يُحْدِثُهُ الْعَامِلُ فِيهَا مِنْ بِئْرٍ يَحْتَفِرُهَا، أَوْ عَيْنٍ يَرْفَعُ رَأْسَهَا، أَوْ غِرَاسٍ يَغْرِسُهُ فِيهَا يَأْتِي بِأَصْلِ ذٰلِكَ مِنْ عِنْدِهِ، أَوْ ضَفِيرَةٍ يَبْنِيهَا تَعْظُمُ فِيهَا نَفَقَتُهُ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ أَنْ يَقُولَ رَبُّ الْحَائِطِ لِرَجُلٍ مِنَ النَّاسِ، ابْنِ لِي هَاهُنَا بَيْتًا، أَوِ احْفِرْ لِي بِئْرًا، أَوْ أَجْرِ لِي عَيْنًا، أَوِ اعْمَلْ لِي عَمَلًا بِنِصْفِ ثَمَرِ حَائِطِي هٰذَا قَبْلَ أَنْ يَطِيبَ ثَمَرُ الْحَائِطِ، وَيَحِلَّ بَيْعُهُ فَهٰذَا بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا.

جیسے کنواں کھودنا' چشمہ جاری کرنا' نئے درخت لگانا اور جڑیں عامل لے کر آئے یا تالاب بنائے جس پر بہت خرچ ہوتا ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے جیسے باغ والا کسی آدمی سے کہے کہ میرے لیے یہاں ایک گھر بنا دو یا میرے لیے کنواں کھود دو یا میرے لیے چشمہ جاری کر دو یا میرے لیے محنت کرو تو میں تمہیں اس باغ کے آدھے پھل دوں گا اور پھل ابھی بہتری نہیں دکھا سکے کہ ان کی بیع حلال ہو جائے۔ یہ پھلوں کی بیع صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے بہتری ظاہر ہونے سے پہلے پھلوں کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا إِذَا طَابَ الثَّمَرُ وَبَدَا صَلَاحُهُ وَحَلَّ بَيْعُهُ، ثُمَّ قَالَ رَجُلٌ لِرَجُلٍ اعْمَلْ لِي بَعْضَ هٰذِهِ الْأَعْمَالِ لِعَمَلٍ يُسَمِّيهِ لَهُ بِنِصْفِ ثَمَرِ حَائِطِي هٰذَا، فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ إِنَّمَا اسْتَأْجَرَهُ بِشَيْءٍ مَعْرُوفٍ مَعْلُومٍ قَدْ رَآهُ وَرَضِيَهُ، فَأَمَّا الْمُسَاقَاةُ، فَإِنَّهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْحَائِطِ ثَمَرٌ، أَوْ قَلَّ ثَمَرُهُ، أَوْ فَسَدَ، فَلَيْسَ لَهُ إِلَّا ذٰلِكَ، وَأَنَّ الْأَجِيرَ لَا يَسْتَأْجِرُ إِلَّا بِشَيْءٍ مُسَمًّى لَا تَجُوزُ الْإِجَارَةُ إِلَّا بِذٰلِكَ، وَإِنَّمَا الْإِجَارَةُ بَيْعٌ مِنَ الْبُيُوعِ إِنَّمَا يَشْتَرِي مِنْهُ عَمَلَهُ، وَلَا يَصْلُحُ ذٰلِكَ إِذَا دَخَلَهُ الْغَرَرُ، لِأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب پھل پک جائیں' ان کی بہتری ظاہر اور بیع حلال ہو جائے' پھر کوئی دوسرے سے کہے کہ میرے لیے ان کاموں میں سے بعض کام کرو تو اس باغ کے تمہیں نصف پھل ملیں گے' اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اسے دستور کے مطابق اجرت بتا کر رکھا ہے اور اس نے رضا مندی ظاہر کی ہے۔ مساقات میں اگر باغ میں پھل نہ ہوں' گھٹ جائیں یا خراب ہو جائیں تو اسے کچھ نہیں ملے گا جبکہ مزدور کو مقررہ اجرت ملے گی۔ اجارہ اسی طرح جائز ہے اور یہ بھی تجارتوں میں سے ایک تجارت ہے کہ کام کو خریدا جاتا ہے اور جب اس میں دھوکا شامل ہو جائے تو درست نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کی بیع سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلسُّنَّةُ فِي الْمُسَاقَاةِ عِنْدَنَا أَنَّهَا تَكُونُ فِي أَصْلِ كُلِّ نَخْلٍ، أَوْ كَرْمٍ، أَوْ زَيْتُونٍ، أَوْ رُمَّانٍ، أَوْ فِرْسِكٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ جَائِزٌ لَا بَأْسَ بِهِ، عَلٰى أَنَّ لِرَبِّ الْمَالِ نِصْفَ الثَّمَرِ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ ثُلُثَهُ، أَوْ رُبُعَهُ، أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ أَقَلَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات میں ہمارے نزدیک یہ سنت ہے کہ اصل میں ہو جیسے کھجور' انگور' زیتون' انار' زرد آلو وغیرہ۔ ان چیزوں میں ہو تو جائز ہے' کوئی مضائقہ نہیں کہ رب المال کو آدھے تہائی یا چوتھائی پھل ملیں گے یا کم وبیش۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُسَاقَاةُ أَيْضًا تَجُوزُ فِي الزَّرْعِ إِذَا خَرَجَ وَاسْتَقَلَّ فَعَجَزَ صَاحِبُهُ عَنْ سَقْيِهِ، وَعَمَلِهِ، وَعِلَاجِهِ، فَالْمُسَاقَاةُ فِي ذٰلِكَ أَيْضًا جَائِزَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات زراعت میں بھی جائز ہے جبکہ پھوٹ نکلی ہو اور کھیتی والا پانی دینے' کام کرنے اور نلائی وغیرہ سے عاجز ہو تو اس میں بھی مساقات جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا تَصْلُحُ الْمُسَاقَاةُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْأُصُولِ مِمَّا تَحِلُّ فِيهِ الْمُسَاقَاةُ إِذَا كَانَ فِيهِ ثَمَرٌ قَدْ

امام مالک نے فرمایا کہ جن چیزوں میں مساقات حلال ہوئی ہے جب ان میں پھل لگ کر پک گئے ہوں اور ان کی بہتری

طَابَ وَبَدَا صَلَاحُهُ وَحَلَّ بَيْعُهُ، وَإِنَّمَا يَنْبَغِي أَنْ يُسَاقَى مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، وَإِنَّمَا مُسَاقَاةُ مَا حَلَّ بَيْعُهُ مِنَ الثِّمَارِ إِجَارَةٌ لِأَنَّهُ إِنَّمَا سَاقَى صَاحِبُ الْأَصْلِ ثَمَرًا قَدْ بَدَا صَلَاحُهُ عَلَى أَنْ يَكْفِيَهُ إِيَّاهُ وَيَجُدَّهُ لَهُ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ يُعْطِيهِ إِيَّاهَا، وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِالْمُسَاقَاةِ، إِنَّمَا الْمُسَاقَاةُ مَا بَيْنَ أَنْ يَجُدَّ النَّخْلَ إِلَى أَنْ يَطِيبَ الثَّمَرُ وَيَحِلَّ بَيْعُهُ.

ظاہر ہو گئی ہو اور بیع حلال ہو چکی ہو تو اب ان میں مساقات درست نہیں ہے' چاہیے کہ اب اگلے سال کے لیے مساقات کریں۔ ان پھلوں کی مساقات جن میں بیع حلال ہو چکی اجارہ ہے۔ اگر درختوں والا پھلوں کی مساقات کرے جبکہ پھلوں کی بہتری ظاہر ہو چکی تو اسے بغیر کسی کام کے جو دیا جائے گا وہ درہم و دینار کی طرح ہے اور یہ مساقات نہیں ہے' مساقات تو پھلوں کے پکنے اور بیع حلال ہونے سے پہلے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ سَاقَى ثَمَرًا فِي أَصْلٍ قَبْلَ أَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَيَحِلَّ بَيْعُهُ، فَتِلْكَ الْمُسَاقَاةُ بِعَيْنِهَا جَائِزَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے پھلوں کی مساقات ان کی بہتری ظاہر ہونے اور بیع حلال ہونے سے پہلے کی تو یہ مساقات بالکل جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تُسَاقَى الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَحِلُّ لِصَاحِبِهَا كِرَاؤُهَا بِالدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأَثْمَانِ الْمَعْلُومَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ سفید زمین کو مساقات پر دینا درست نہیں ہے اور یہ اس لیے کہ مالک کے لیے اسے کرائے پر دینا حلال ہے درہم و دینار کے بدلے یا دستور کے مطابق جیسے قیمت لی جاتی ہو۔

قَالَ فَأَمَّا الرَّجُلُ الَّذِي يُعْطِي أَرْضَهُ الْبَيْضَاءَ بِالثُّلُثِ، أَوِ الرُّبُعِ مِمَّا يَخْرُجُ مِنْهَا فَذٰلِكَ مِمَّا يَدْخُلُهُ الْغَرَرُ لِأَنَّ الزَّرْعَ يَقِلُّ مَرَّةً وَيَكْثُرُ مَرَّةً، وَرُبَّمَا هَلَكَ رَأْسًا فَيَكُونُ صَاحِبُ الْأَرْضِ قَدْ تَرَكَ كِرَاءً مَعْلُومًا يَصْلُحُ لَهُ أَنْ يُكْرِيَ أَرْضَهُ بِهِ، وَأَخَذَ أَمْرًا غَرَرًا لَا يَدْرِي أَيَتِمُّ أَمْ لَا فَهٰذَا مَكْرُوهٌ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا لِسَفَرٍ بِشَيْءٍ مَعْلُومٍ، ثُمَّ قَالَ الَّذِي اسْتَأْجَرَ الْأَجِيرَ هَلْ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ عُشْرَ مَا أَرْبَحُ فِي سَفَرِي هٰذَا إِجَارَةً لَكَ؟ فَهٰذَا لَا يَحِلُّ وَلَا يَنْبَغِي.

امام مالک نے فرمایا کہ جو اپنی خالی زمین کو تہائی یا چوتھائی وغیرہ حصے پر دے تو یہ دھوکا ہے کیونکہ فصل کبھی کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ اور کبھی سرے سے برباد ہو جاتی ہے تو زمین والے نے معلوم کرائے کو چھوڑ کر جو درست ہے اپنی زمین کو ایسے کرائے پر دیا ہے جس میں دھوکا ہے۔ نہیں معلوم کہ بیل منڈھے چڑھے یا نہ چڑھے لہٰذا یہ مکروہ ہے۔ یہ تو اس آدمی کی طرح ہے جس نے اجرت بتا کر ایک آدمی کو سفر کا ساتھی بنایا' پھر کہا کہ اس سفر میں مجھے جو نفع ہوگا تو دسواں حصہ تمہارے لیے بطور مزدوری ہوگا۔ یہ حلال نہیں اور مناسب بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِي لِرَجُلٍ أَنْ يُؤَاجِرَ نَفْسَهُ، وَلَا أَرْضَهُ، وَلَا سَفِينَتَهُ إِلَّا بِشَيْءٍ مَعْلُومٍ لَا يَزُولُ إِلَى غَيْرِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے آپ کو اپنی زمین کو یا اپنی کشتی کو اجرت پر دے مگر مقررہ اجرت پر جس کا دوسرے پر انحصار نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا فَرَّقَ بَيْنَ الْمُسَاقَاةِ فِي النَّخْلِ وَالْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ أَنَّ صَاحِبَ النَّخْلِ لَا يَقْدِرُ عَلَى أَنْ يَبِيعَ ثَمَرَهَا حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ، وَصَاحِبُ الْأَرْضِ يُكْرِيهَا وَهِيَ أَرْضٌ بَيْضَاءُ لَا شَيْءَ فِيهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ کھجوروں کی مساقات اور خالی زمین میں یہ فرق ہے کہ کھجوروں والا اپنے پھلوں کو بیچ نہیں سکتا جب تک ان کی بہتری ظاہر نہ ہو جائے اور خالی زمین والا جو کرائے پر دے رہا ہے اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي النَّخْلِ أَيْضًا أَنَّهَا لِلسَّاقِي السِّنِينَ الثَّلَاثَ ، وَالْأَرْبَعَ ، وَأَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ، وَأَكْثَرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ کھجوروں کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ یہ تین چار سال یا کم وبیش کے لیے بھی مساقات کی جا سکتی ہے۔

قَالَ وَذٰلِكَ الَّذِي سَمِعْتُ ، وَكُلُّ شَيْءٍ مِثْلُ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ بِمَنْزِلَةِ النَّخْلِ ، يَجُوزُ فِيهِ لِمَنْ سَاقَى مِنَ السِّنِينَ مِثْلُ مَا يَجُوزُ فِي النَّخْلِ.

فرمایا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ اس طرح کی جتنی اصلی چیزیں ہیں سب کھجور کے درختوں کی طرح ہیں۔ ان میں بھی کھجور کے درختوں کی طرح کئی سال کے لیے مساقات پر دینا جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُسَاقِي إِنَّهُ لَا يَأْخُذُ مِنْ صَاحِبِهِ الَّذِي سَاقَاهُ شَيْئًا مِنْ ذَهَبٍ ، وَلَا وَرِقٍ يَزْدَادُهُ ، وَلَا طَعَامٍ ، وَلَا شَيْئًا مِنَ الْأَشْيَاءِ لَا يَصْلُحُ ذٰلِكَ ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ يَأْخُذَ الْمُسَاقِي مِنْ رَبِّ الْحَائِطِ شَيْئًا يَزِيدُهُ إِيَّاهُ مِنْ ذَهَبٍ ، وَلَا وَرِقٍ ، وَلَا طَعَامٍ ، وَلَا شَيْءٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ ، وَالزِّيَادَةُ فِيمَا بَيْنَهُمَا لَا تَصْلُحُ.

امام مالک نے مساقات کے متعلق فرمایا کہ مالک عامل سے اس سونا چاندی وغیرہ سے زیادہ نہ لے جتنا کہ مقرر ہوا نہ اناج اور نہ کوئی دوسری چیز کیونکہ یہ درست نہیں ہے اور نہ عامل کے لیے مناسب ہے کہ وہ باغ والے سے مقرر کردہ رقم سے زیادہ لے خواہ وہ سونا' چاندی' اناج یا کوئی دوسری چیز ہو' اضافہ خواہ کسی جانب سے ہو درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُقَارِضُ أَيْضًا بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ ، لَا يَصْلُحُ إِذَا دَخَلَتِ الزِّيَادَةُ فِي الْمُسَاقَاةِ ، أَوِ الْمُقَارَضَةِ صَارَتْ إِجَارَةً ، وَمَا دَخَلَتْهُ الْإِجَارَةُ ، فَإِنَّهُ لَا يَصْلُحُ ، وَلَا يَنْبَغِي أَنْ تَقَعَ الْإِجَارَةُ بِأَمْرٍ غَرَرٍ لَا يَدْرِي أَيَكُونُ أَمْ لَا يَكُونُ ، أَوْ يَقِلُّ أَوْ يَكْثُرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مضاربت بھی اسی کی طرح ہے جو درست نہیں یعنی جب مساقات یا مضاربت میں اضافہ داخل ہو جائے تو اجارہ ہو جائے گا اور اجارہ داخل ہو جائے تو درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ کیا معلوم ہو یا نہ ہو اور گھٹے یا بڑھے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُسَاقِي الرَّجُلَ الْأَرْضَ فِيهَا النَّخْلُ وَالْكَرْمُ ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ ، فَيَكُونُ فِيهَا الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو زمین مساقات پر دی جس میں کھجور' انگور اور ان جیسی دوسری اصلی چیزیں ہیں پھر اس میں خالی زمین بھی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَانَ الْبَيَاضُ تَبَعًا لِلْأَصْلِ ، وَكَانَ الْأَصْلُ أَعْظَمَ ذٰلِكَ ، أَوْ أَكْثَرَهُ فَلَا بَأْسَ بِمُسَاقَاتِهِ ، وَذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ النَّخْلُ الثُّلُثَيْنِ ، أَوْ أَكْثَرَ ، وَيَكُونُ الْبَيَاضُ الثُّلُثَ ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ وَذٰلِكَ أَنَّ الْبَيَاضَ حِينَئِذٍ تَبَعٌ لِلْأَصْلِ ، وَإِذَا كَانَتِ الْأَرْضُ الْبَيْضَاءُ فِيهَا نَخْلٌ ، أَوْ كَرْمٌ ، أَوْ مَا يُشْبِهُ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ ، فَكَانَ الْأَصْلُ الثُّلُثَ ، أَوْ أَقَلَّ وَالْبَيَاضُ الثُّلُثَيْنِ ، أَوْ أَكْثَرَ جَازَ فِي ذٰلِكَ الْكِرَاءُ ، وَحَرُمَتْ فِيهِ الْمُسَاقَاةُ ، وَذٰلِكَ أَنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ أَنْ يُسَاقُوا الْأَصْلَ وَفِيهِ الْبَيَاضُ ، وَتُكْرَى الْأَرْضُ وَفِيهَا الشَّيْءُ

امام مالک نے فرمایا کہ خالی زمین جب اصلی کے تابع ہو یعنی اصلی بہت زیادہ ہو تو مساقات میں مضائقہ نہیں اور وہ اس طرح کہ کھجور کے درخت دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ ہوں اور خالی جگہ ایک تہائی یا اس سے بھی کم ہو اور یہ خالی جگہ یہاں اصلی کے تابع ہے اور جب خالی جگہ میں کھجور' انگور یا ان جیسی دوسری اصلی چیزیں ہوں اور اصلی زمین تہائی یا اس سے کم ہو اور خالی جگہ دو تہائی یا اس سے بھی زیادہ ہو تو ایسی زمین میں کرایہ جائز اور مساقات حرام ہے۔ لوگوں کا دستور یہ ہے کہ اصلی زمین کو مساقات پر دیتے ہیں اور یہاں خالی ہے اور اس زمین کو کرایہ پر دیتے ہیں جس میں اصلی کم ہو۔ مثلاً ایسے مصحف یا تلوار کو چاندی

الْبَيْسِيرُ مِنَ الْأَصْلِ ، أَوْ يُبَاعُ الْمُصْحَفُ ، أَوِ السَّيْفُ وَفِيهِمَا الْحِلْيَةُ مِنَ الْوَرِقِ بِالْوَرِقِ ، أَوِ الْقِلَادَةُ ، أَوِ الْخَاتَمُ ، وَفِيهِمَا الْفُصُوصُ وَالذَّهَبُ بِالدَّنَانِيرِ ، وَلَمْ تَزَلْ هٰذِهِ الْبُيُوعُ جَائِزَةً يَتَبَايَعُهَا النَّاسُ وَيَبْتَاعُونَهَا ، وَلَمْ يَأْتِ فِي ذٰلِكَ شَيْءٌ مَوْصُوفٌ مَوْقُوفٌ عَلَيْهِ إِذَا هُوَ بَلَغَهُ كَانَ حَرَامًا ، أَوْ قَصُرَ عَنْهُ كَانَ حَلَالًا ، وَالْأَمْرُ فِي ذٰلِكَ عِنْدَنَا الَّذِي عَمِلَ بِهِ النَّاسُ وَأَجَازُوهُ بَيْنَهُمْ أَنَّهُ إِذَا كَانَ الشَّيْءُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَرِقِ أَوِ الذَّهَبِ ، تَبَعًا لِمَا هُوَ فِيهِ جَازَ بَيْعُهُ وَذٰلِكَ أَنْ يَكُونَ النَّصْلُ ، أَوِ الْمُصْحَفُ ، أَوِ الْفُصُوصُ قِيمَتُهُ الثُّلُثَانِ ، أَوْ أَكْثَرُ وَالْحِلْيَةُ قِيمَتُهَا الثُّلُثُ أَوْ أَقَلُّ.

کے بدلے بیچتے ہیں جس میں چاندی لگی ہوئی ہو یا ایسے ہار اور انگوٹھی کو سونے کے بدلے بیچتے ہیں جس میں نگ یا دیناروں کا سونا ہو۔ یہ بیع ہمیشہ سے جائز ہے لوگ بیچتے اور خریدتے رہتے ہیں اور اس کی کوئی حد بندی نہیں کی گئی کہ اتنا ہو تو حرام اور اتنا ہو تو حلال اور اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جس پر لوگ عمل کرتے آئے اور ایک دوسرے کو اجازت دیتے آئے ہیں کہ جب چاندی یا سونا وغیرہ اس چیز کے تابع ہوں جس میں ہیں تو اس کی بیع جائز ہے اور یہ جبکہ اس تلوار، مصحف یا انگوٹھی کی قیمت دو تہائی یا اس سے زیادہ ہو اور اس سونے چاندی کی قیمت تہائی یا اس سے کم ہو۔

۲ - بَابُ الشَّرْطِ فِي الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ

مساقات میں خدمت غلام کی شرط کرنا

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي عُمَّالِ الرَّقِيقِ فِي الْمُسَاقَاةِ يَشْتَرِطُهُمُ الْمُسَاقِي عَلٰى صَاحِبِ الْأَصْلِ إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ، لِأَنَّهُمْ عُمَّالُ الْمَالِ فَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْمَالِ لَا مَنْفَعَةَ فِيهِمْ لِلدَّاخِلِ إِلَّا أَنَّهُ تَخِفُّ عَنْهُ بِهِمُ الْمَؤُونَةُ ، وَإِنْ لَمْ يَكُونُوا فِي الْمَالِ اشْتَدَّتْ مَؤُونَتُهُ ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسَاقَاةِ فِي الْعَيْنِ وَالنَّضْحِ ، وَلَنْ تَجِدَ أَحَدًا يُسَاقِي فِي أَرْضَيْنِ سَوَاءٍ فِي الْأَصْلِ وَالْمَنْفَعَةِ إِحْدَاهُمَا بِعَيْنٍ وَاثِنَةٍ غَزِيرَةٍ وَالْأُخْرٰى بِنَضْحٍ عَلٰى شَيْءٍ وَاحِدٍ لِخِفَّةِ مَؤُونَةِ الْعَيْنِ وَشِدَّةِ مَؤُونَةِ النَّضْحِ ، قَالَ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مساقات میں کام کرنے والے غلاموں کے متعلق یہ بات میں نے خوب سنی کہ عامل اگر ان کے مالک سے شرط کرے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ عمالِ مال ہونے کی وجہ سے مال کی جگہ ہیں اس میں عامل کا کوئی فائدہ نہیں ماسوائے محنت کی کمی کے۔ اگر وہ مال میں نہ ہوتے تو محنت ہی زیادہ ہوتی اور مساقات میں یہ چشمے سے سیراب کرنے اور دور سے پانی لا کر سینچنے کی طرح ہے۔ دونوں طرح سے زمینوں کو سیراب کرنا اصل اور منافع میں برابر نہیں۔ ایک چشمے سے چشم زدن میں سیراب کر دیتا ہے دوسرا مشک وغیرہ میں پانی لاتا ہے اس میں محنت کم اور اس میں زیادہ ہے۔ فرمایا کہ ہمارے نزدیک اسی کے مطابق حکم ہے۔

قَالَ وَالْوَاثِنَةُ الثَّابِتُ مَاؤُهَا الَّتِي لَا تَغُورُ وَلَا تَنْقَطِعُ.

فرمایا: جاری چشمے کا پانی نہ جوش مار کر بہتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ لِلْمُسَاقِي أَنْ يَعْمَلَ بِعُمَّالِ الْمَالِ فِي غَيْرِهِ ، وَلَا أَنْ يَشْتَرِطَ ذٰلِكَ عَلَى الَّذِي سَاقَاهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ عامل کے لیے مناسب نہیں کہ عمال کو دوسرے کام میں لگائے یا یہ کہ اس کی مالک سے شرط کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَجُوزُ لِلَّذِي سَاقَى أَنْ يَشْتَرِطَ

امام مالک نے فرمایا کہ عامل کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ

عَلٰى رَبِّ الْمَالِ رَقِيْقًا يَعْمَلُ بِهِمْ فِى الْحَائِطِ لَيْسُوْا فِيْهِ حِيْنَ سَاقَاهُ اِيَّاهُ.

مالک سے ان غلاموں سے کام لینے کی شرط کرے جو مساقات کے وقت اس کام پر نہ تھے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَنْبَغِىْ لِرَبِّ الْمَالِ اَنْ يَّشْتَرِطَ عَلَى الَّذِىْ دَخَلَ فِىْ مَالِهٖ بِمُسَاقَاةٍ اَنْ يَّاْخُذَ مِنْ رَقِيْقِ الْمَالِ اَحَدًا يُخْرِجُهٗ مِنَ الْمَالِ، وَاِنَّمَا مُسَاقَاةُ الْمَالِ عَلٰى حَالِهِ الَّذِىْ هُوَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ رب المال کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ جو غلام مساقات کے وقت اس کے مال میں تھے ان میں سے کسی ایک کو مال سے نکالنے کی شرط کرے۔ مساقات کے وقت جو حال تھا وہی برقرار رہنا چاہیے۔

قَالَ فَاِنْ كَانَ صَاحِبُ الْمَالِ يُرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَ مِنْ رَقِيْقِ الْمَالِ اَحَدًا فَلْيُخْرِجْهُ قَبْلَ الْمُسَاقَاةِ، اَوْ يُرِيْدُ اَنْ يُّدْخِلَ فِيْهِ اَحَدًا فَلْيَفْعَلْ ذٰلِكَ قَبْلَ الْمُسَاقَاةِ، ثُمَّ لِيُسَاقِ بَعْدَ ذٰلِكَ اِنْ شَاءَ، قَالَ وَمَنْ مَاتَ مِنَ الرَّقِيْقِ، اَوْ غَابَ، اَوْ مَرِضَ فَعَلٰى رَبِّ الْمَالِ اَنْ يُّخْلِفَهٗ.

فرمایا: اگر مال والا کسی ایک غلام کو مال سے نکالنا چاہے تو اسے مساقات سے پہلے نکال لینا چاہیے اور اگر کسی کو شامل کرنا چاہے تو اسے مساقات سے پہلے شامل کر لینا چاہیے اور اگر چاہے تو اس کے بعد مساقات کرے۔ فرمایا کہ اگر کوئی غلام مر جائے یا بھاگ جائے یا بیمار پڑ جائے تو یہ رب المال پر حق ہے کہ اس کی جگہ دوسرا دے۔ ف

ف: مولوی وحید الزمان خان صاحب حیدر آبادی نے کتاب المساقاۃ کی تینوں عبارتوں کے ترجمے میں بھی وہی کاریگری دکھائی ہے جس کا مظاہرہ انہوں نے کتاب المکاتب اور کتاب القراض کے اندر کیا ہے' موصوف کا معاملہ تو مدت ہوئی خدا کے سپرد ہے' اب وہ جانیں اور ان کا پروردگار جانے لیکن اس طرز عمل سے موصوف نے اپنے متبعین کے لیے کوئی اچھی روش قائم نہیں کی حالانکہ:

کہنے کو ان سے کہہ رہا ہوں حال دل مگر
ڈر ہے کہ شانِ ناز پہ شکوہ گراں نہ ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۴- كِتَابُ كِرَاءِ الْاَرْضِ

کرائے پر زمین دینے کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِىْ كِرَاءِ الْاَرْضِ

زمین کو کرائے پر دینے کے متعلق روایات

۵۹۵- حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ الزُّرَقِىِّ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ. صحیح مسلم (۳۹۲۸)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھیتی کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

قَالَ حَنْظَلَةُ فَسَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ بِالذَّهَبِ، وَالْوَرِقِ فَقَالَ اَمَّا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَلَا بَاْسَ بِهٖ.

حنظلہ بن قیس نے حضرت رافع بن خدیج سے پوچھا کہ سونے چاندی کے بدلے؟ فرمایا کہ سونے چاندی کے بدلے مضائقہ نہیں۔

[۷۷۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ.

سعید بن مسیب سے سونے چاندی کے بدلے زمین کرائے پر دینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[۷۸۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ سَاَلَ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ کِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

سالم بن عبداللہ بن عمر سے کرائے پر کھیتی دینے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ سونے چاندی کے بدلے کوئی قباحت نہیں ہے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَرَاَیْتَ الْحَدِیْثَ الَّذِیْ یُذْکَرُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ؟ فَقَالَ اَکْثَرَ رَافِعٌ وَلَوْ کَانَ لِیْ مَزْرَعَةٌ اَکْرَیْتُهَا.

ابن شہاب کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا: کیا آپ کو حضرت رافع بن خدیج کی حدیث یاد نہیں؟ فرمایا کہ حضرت رافع نے ٹھیک کہا ہے اور اگر میرے پاس کھیتی ہوتی تو کرائے پر دے دیتا۔

[۷۸۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ تَکَارٰی اَرْضًا فَلَمْ تَزَلْ فِیْ یَدَیْهِ بِکِرَاءٍ حَتّٰی مَاتَ. قَالَ ابْنُهٗ فَمَا کُنْتُ اُرَاهَا اِلَّا لَنَا مِنْ طُوْلِ مَا مَکَثَتْ فِیْ یَدَیْهِ حَتّٰی ذَکَرَهَا لَنَا عِنْدَ مَوْتِهٖ فَاَمَرَنَا بِقَضَاءِ شَیْءٍ کَانَ عَلَیْهِ مِنْ کِرَائِهَا ذَهَبٍ، اَوْ وَرِقٍ.

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ایک زمین کرائے پر لی تھی وہ وفات تک ان کے پاس رہی۔ ان کے ایک صاحبزادے نے فرمایا: اتنی مدت پاس رہنے کے باعث ہم اس زمین کو اپنا سمجھا کرتے تھے، یہاں تک کہ بوقت وصال والد محترم نے اس کا ذکر فرمایا اور ہمیں سونے یا چاندی کی صورت میں کرایہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

[۷۸۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ یُکْرِیْ اَرْضَهٗ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

عروہ بن زبیر سونے چاندی کے بدلے اپنی زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔

وَسُئِلَ مَالِکٌ عَنْ رَجُلٍ اَکْرٰی مَزْرَعَتَهٗ بِمِائَةِ صَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، اَوْ مِمَّا یَخْرُجُ مِنْهَا مِنَ الْحِنْطَةِ، اَوْ مِنْ غَیْرِ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَکَرِهَ ذٰلِکَ.

امام مالک سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنی زمین کو سو صاع کھجور یا پیداوار سے گندم وغیرہ یا زمین سے پیدا نہ ہونے والی کسی چیز کے بدلے کرائے پر دے تو انہوں نے اسے ناپسند فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۵- کِتَابُ الشُّفْعَةِ

شفعہ کا بیان

۱- بَابُ مَا تَقَعُ فِیْهِ الشُّفْعَةُ

جس میں شفعہ ہو سکتا ہے

۵۹۶- حَدَّثَنَا یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی بِالشُّفْعَةِ فِیْمَا لَمْ یُقْسَمْ بَیْنَ الشُّرَکَاءِ، فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ بَیْنَهُمْ، فَلَا شُفْعَةَ فِیْهِ.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شفعہ اس چیز میں ہے جو شرکاء میں تقسیم نہ ہوئی، جب آپس میں حد بندی ہو جائے تو اب اس میں شفعہ نہیں ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَعَلٰی ذٰلِکَ السُّنَّةُ الَّتِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْهَا عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسی سنت ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

[۷۸۳] اَثَرٌ- قَالَ مَالِکٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے پوچھا گیا

الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنِ الشُّفْعَةِ هَلْ فِيهَا مِنْ سُنَّةٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ، الشُّفْعَةُ فِي الدُّورِ وَالْأَرَضِينَ، وَلَا تَكُونُ إِلَّا بَيْنَ الشُّرَكَاءِ.

کہ شفعہ میں سنت کیا ہے؟ فرمایا: ہاں شفعہ گھر اور زمین میں ہے اور حق نہیں مگر شریک کو۔

[٧٨٤] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ مِثْلُ ذٰلِكَ.

امام مالک کو سلیمان بن یسار سے یہی بات پہنچی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اِشْتَرٰى شِقْصًا مَعَ قَوْمٍ فِي أَرْضٍ بِحَيَوَانٍ، عَبْدٍ، أَوْ وَلِيدَةٍ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْعُرُوضِ، فَجَاءَ الشَّرِيكُ يَأْخُذُ بِشُفْعَتِهِ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَوَجَدَ الْعَبْدَ، أَوِ الْوَلِيدَةَ قَدْ هَلَكَا، وَلَمْ يَعْلَمْ أَحَدٌ قَدْرَ قِيمَتِهِمَا، فَيَقُولُ الْمُشْتَرِي قِيمَةُ الْعَبْدِ، أَوِ الْوَلِيدَةِ مِائَةُ دِينَارٍ، وَيَقُولُ صَاحِبُ الشُّفْعَةِ الشَّرِيكُ بَلْ قِيمَتُهُمَا خَمْسُونَ دِينَارًا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک قطعہ کسی جانور، غلام یا لونڈی وغیرہ کے بدلے خریدا۔ اس کے بعد شریک شفعہ کرنے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ لونڈی یا غلام تو ہلاک ہو گیا اور کسی کو اس کی قیمت معلوم نہیں۔ مشتری کہتا ہے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت سو دینار تھی۔ شفعہ کرنے والا شریک کہتا ہے کہ اس کی قیمت پچاس دینار تھی۔

قَالَ مَالِكٌ يَحْلِفُ الْمُشْتَرِي أَنَّ قِيمَةَ مَا اشْتَرٰى بِهِ مِائَةُ دِينَارٍ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَنْ يَأْخُذَ صَاحِبُ الشُّفْعَةِ أَخَذَ، أَوْ يَتْرُكَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ الشَّفِيعُ بِبَيِّنَةٍ أَنَّ قِيمَةَ الْعَبْدِ، أَوِ الْوَلِيدَةِ دُونَ مَا قَالَ الْمُشْتَرِي.

امام مالک نے فرمایا کہ مشتری سے قسم لی جائے گی کہ اس کی قیمت جتنے میں خریدا سو دینار ہے پھر چاہے شفعہ کرنے والا لے یا چھوڑ دے مگر جبکہ شفیع گواہ پیش کر دے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت اس سے کم ہے جو مشتری نے بتائی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ وَهَبَ شِقْصًا فِي دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ، فَأَثَابَهُ الْمَوْهُوبُ لَهُ بِهَا نَقْدًا، أَوْ عَرْضًا، فَإِنَّ الشُّرَكَاءَ يَأْخُذُونَهَا بِالشُّفْعَةِ إِنْ شَاؤُوا، وَيَدْفَعُونَ إِلَى الْمَوْهُوبِ لَهُ قِيمَةَ مَثُوبَتِهِ دَنَانِيرَ، أَوْ دَرَاهِمَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر کا ایک حصہ ہبہ کیا یا مشترکہ زمین کا۔ پس موہوب لہ سے اسے کچھ نقدی یا سامان ملا۔ شریک اگر چاہیں تو شفعہ کے ذریعے اسے لے لیں اور موہوب لہ کو درہم و دینار میں اس کی قیمت ادا کر دیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ وَهَبَ هِبَةً فِي دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ، فَلَمْ يُثَبْ مِنْهَا، وَلَمْ يَطْلُبْهَا، فَأَرَادَ شَرِيكُهُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِقِيمَتِهَا، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ مَا لَمْ يُثَبْ عَلَيْهَا، فَإِنْ أُثِيبَ فَهُوَ لِلشَّفِيعِ بِقِيمَةِ الثَّوَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے گھر یا مشترکہ زمین ہبہ کی اس سے حاصل کچھ نہ ہوا اور نہ طلب کیا، شریک قیمت دے کر اسے لینا چاہے تو اسے یہ حق نہیں جبکہ اس پر حاصل کچھ نہیں ہوا۔ اگر کچھ حاصل کیا ہوتا تو شفیع کے لیے وہی قیمت ہوتی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ اِشْتَرٰى شِقْصًا فِي أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ بِثَمَنٍ إِلَى أَجَلٍ، فَأَرَادَ الشَّرِيكُ أَنْ يَأْخُذَهَا بِالشُّفْعَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ مدت مقرر کر کے خریدا، شریک نے شفعہ کے ذریعے اسے لینے کا ارادہ کیا۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ كَانَ مَلِيًّا فَلَهُ الشُّفْعَةُ بِذٰلِكَ الثَّمَنِ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ، وَإِنْ كَانَ مَخُوفًا أَنْ لَا يُؤَدِّيَ الثَّمَنَ إِلَى ذٰلِكَ الْأَجَلِ، فَإِذَا جَاءَهُمْ بِحَمِيلٍ مَلِيٍّ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مدت مقرر کر کے سودا ہوا ہے تو شفعہ کرنے والا وہی قیمت اتنی مدت بعد ادا کرے۔ اگر شفیع کے متعلق خوف ہو کہ مقررہ مدت پر قیمت ادا نہیں کرے گا تو کوئی ایسا

لِثِقَةٍ مِثْلِ الَّذِی اشْتَرٰی مِنْهُ الشِّقْصَ فِی الْاَرْضِ الْمُشْتَرَكَةِ فَذٰلِكَ لَهٗ.

معتبر ضامن لائے جو اس شخص کی طرح ہو جس نے مشترکہ زمین کا قطعہ خریدا ہے تو یہ حق دار ہوگا لینے کا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا تَقْطَعُ شُفْعَةَ الْغَائِبِ غَيْبَتُهٗ، وَاِنْ طَالَتْ غَيْبَتُهٗ، وَلَيْسَ لِذٰلِكَ عِنْدَنَا حَدٌّ تُقْطَعُ اِلَيْهِ الشُّفْعَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفیع اگر غائب ہو تو حق شفعہ ختم نہیں ہوگا خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اور اس کی ہمارے نزدیک کوئی حد نہیں جس کے بعد شفعہ کا حق ختم ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فِی الرَّجُلِ يُوَرِّثُ الْاَرْضَ نَفَرًا مِنْ وَلَدِهٖ، ثُمَّ يُوْلَدُ لِاَحَدِ النَّفَرِ، ثُمَّ يَهْلِكُ الْاَبُ، فَيَبِيْعُ اَحَدُ وَلَدِ الْمَيِّتِ حَقَّهٗ فِی تِلْكَ الْاَرْضِ، فَاِنَّ اَخَا الْبَائِعِ اَحَقُّ بِشُفْعَتِهٖ مِنْ عُمُوْمَتِهٖ شُرَكَاءِ اَبِيْهِ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے ترکہ میں اپنے بیٹوں کے لیے زمین چھوڑی' پھر ایک بیٹے کے گھر لڑکے ہوئے' ایک پوتے نے مرحوم باپ کی زمین سے اپنا حصہ فروخت کر دیا۔ بائع کا ہر بھائی اس کے ہر چچا کی نسبت شفعہ کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلشُّفْعَةُ بَيْنَ الشُّرَكَاءِ عَلٰی قَدْرِ حِصَصِهِمْ يَاْخُذُ كُلُّ اِنْسَانٍ مِنْهُمْ بِقَدْرِ نَصِيْبِهٖ اِنْ كَانَ قَلِيْلًا فَقَلِيْلًا، وَاِنْ كَانَ كَثِيْرًا فَبِقَدْرِهٖ، وَذٰلِكَ اِنْ تَشَاحُّوْا فِيْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ شرکاء اپنے اپنے حصے کے مطابق شفعہ کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو اس کے حصے کے مطابق ملے گا خواہ حصہ کم ہو یا زیادہ جبکہ وہ پوری چیز لیں۔

قَالَ مَالِكٌ فَاَمَّا اَنْ يَشْتَرِیَ رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ مِنْ شُرَكَائِهٖ حَقَّهٗ، فَيَقُوْلُ اَحَدُ الشُّرَكَاءِ اَنَا اٰخُذُ مِنَ الشُّفْعَةِ بِقَدْرِ حِصَّتِیْ، وَيَقُوْلُ الْمُشْتَرِیْ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَاْخُذَ الشُّفْعَةَ كُلَّهَا اَسْلَمْتُهَا اِلَيْكَ، وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تَدَعَ فَدَعْ. فَاِنَّ الْمُشْتَرِیَ اِذَا خَيَّرَهٗ فِی هٰذَا وَاَسْلَمَهٗ اِلَيْهِ، فَلَيْسَ لِلشَّفِيْعِ اِلَّا اَنْ يَاْخُذَ الشُّفْعَةَ كُلَّهَا، اَوْ يُسَلِّمَهَا اِلَيْهِ، فَاِنْ اَخَذَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا وَاِلَّا فَلَا شَیْءَ لَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ شرکاء میں سے اگر کوئی دوسرے شریک کا حق خریدے تو ایک شریک کہے کہ میں تو شفعہ سے اپنا حصہ لیتا ہوں۔ مشتری کہے کہ اگر تم سارا شفعہ لو تو میں تمہارے سپرد کر دوں گا ورنہ اپنا بھی چھوڑ دو۔ مشتری نے جب اسے اختیار دے دیا اور اس پر بات ڈال دی تو شفیع کے لیے کوئی راستہ نہیں مگر یہی کہ سارا شفعہ لے یا اسی کے سپرد کر دے۔ اگر وہ لے تو اس کا زیادہ حق دار ہے ورنہ اسے کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِی الرَّجُلِ يَشْتَرِی الْاَرْضَ فَيَعْمُرُهَا بِالْاَصْلِ يَضَعُهٗ فِيْهَا، اَوِ الْبِئْرِ يَحْفِرُهَا، ثُمَّ يَاْتِیْ رَجُلٌ فَيُدْرِكُ فِيْهَا حَقًّا فَيُرِيْدُ اَنْ يَاْخُذَهَا بِالشُّفْعَةِ اِنَّهٗ لَا شُفْعَةَ لَهٗ فِيْهَا اِلَّا اَنْ يُعْطِيَهٗ قِيْمَةَ مَا عَمَرَ، فَاِنْ اَعْطَاهُ قِيْمَةَ مَا عَمَرَ كَانَ اَحَقَّ بِالشُّفْعَةِ وَاِلَّا فَلَا حَقَّ لَهٗ فِيْهَا.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے زمین خرید کر اسے آباد کیا یا اس میں کنواں کھودا۔ پھر ایک آدمی آ کر اس پر اپنا حق جتائے اور اسے شفعہ کے ذریعے لینا چاہے۔ اس میں اسے شفعہ کا حق نہیں مگر یہ کہ آباد کرنے کی قیمت ادا کر دے۔ اگر وہ قیمت ادا کر دے تو شفعہ کا اسے سب سے زیادہ حق ہوگا ورنہ اسے کوئی حق حاصل نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ بَاعَ حِصَّتَهٗ مِنْ اَرْضٍ، اَوْ دَارٍ

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی زمین یا گھر سے اپنا حصہ

مُشْتَرَكَةٍ، فَلَمَّا عَلِمَ أَنَّ صَاحِبَ الشُّفْعَةِ يَأْخُذُ بِالشُّفْعَةِ اسْتَقَالَ الْمُشْتَرِي فَأَقَالَهُ قَالَ لَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ، وَالشَّفِيعُ أَحَقُّ بِهَا بِالثَّمَنِ الَّذِي كَانَ بَاعَهَا بِهِ.

فروخت کر دے جب اسے معلوم ہو کہ شفعہ کا حق دار شفعہ کے ذریعے لے جائے گا تو مشتری اقالہ کے لیے کہے اور وہ اقالہ کر دے فرمایا کہ اسے یہ حق نہیں اور شفیع اس قیمت پر لینے کا زیادہ حق دار ہے جس پر وہ چیز بکی۔

قَالَ مَالِكٌ مَنِ اشْتَرَى شِقْصًا فِي دَارٍ، أَوْ أَرْضٍ، وَحَيَوَانًا، وَعُرُوضًا فِي صَفْقَةٍ وَاحِدَةٍ، فَطَلَبَ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ فِي الدَّارِ، أَوِ الْأَرْضِ، فَقَالَ الْمُشْتَرِي خُذْ مَا اشْتَرَيْتُ جَمِيعًا، فَإِنِّي إِنَّمَا اشْتَرَيْتُهُ جَمِيعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے کسی گھر یا زمین کا ایک حصہ خریدا یا حیوان اور جانور بھی ایک ہی رسید میں۔ پس ایک شفیع نے اس گھر یا زمین وغیرہ سے اپنا حصہ طلب کیا۔ مشتری نے کہا کہ سارا مال لو کیونکہ میں نے ساری چیزیں خریدی ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ بَلْ يَأْخُذُ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ فِي الدَّارِ، أَوِ الْأَرْضِ بِحِصَّتِهَا مِنْ ذٰلِكَ الثَّمَنِ يُقَامُ كُلُّ شَيْءٍ اشْتَرَاهُ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى حِدَتِهِ عَلَى الثَّمَنِ الَّذِي اشْتَرَاهُ بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ الشَّفِيعُ شُفْعَتَهُ بِالَّذِي يُصِيبُهَا مِنَ الْقِيمَةِ مِنْ رَأْسِ الثَّمَنِ، وَلَا يَأْخُذُ مِنَ الْحَيَوَانِ، وَالْعُرُوضِ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفیع اپنا حصہ گھر اور زمین سے لے گا قیمت سے اس حصے کے مطابق جو ہر چیز کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگانے پر مجموعے سے اس کا حصہ آئے گا۔ شفیع اپنے اس حصے کے مطابق قیمت ادا کر کے اپنا حصہ لے گا اور جانور و اسباب سے لینا اس کے لیے ضروری نہیں۔ ہاں اگر اپنی خوشی سے لے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ بَاعَ شِقْصًا مِنْ أَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ، فَسَلَّمَ بَعْضُ مَنْ لَهُ فِيهَا الشُّفْعَةُ لِلْبَائِعِ، وَأَبَى بَعْضُهُمْ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ بِشُفْعَتِهِ، إِنَّ مَنْ أَبَى أَنْ يُسَلِّمَ يَأْخُذُ بِالشُّفْعَةِ كُلِّهَا، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَأْخُذَ بِقَدْرِ حَقِّهِ وَيَتْرُكَ مَا بَقِيَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ فروخت کیا۔ تمام شفیعوں نے اپنا حق بائع کے سپرد کر دیا لیکن ایک شفیع اپنے حق سے دست بردار نہ ہوا۔ جس نے اپنا حق چھوڑنے سے انکار کیا وہ سارا شفعہ لے اور اسے یہ حق نہیں ہے کہ اپنے حصے کے مطابق لے اور باقی کو چھوڑ دے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي نَفَرٍ شُرَكَاءَ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ فَبَاعَ أَحَدُهُمْ حِصَّتَهُ، وَشُرَكَاؤُهُ غُيَّبٌ كُلُّهُمْ إِلَّا رَجُلًا، فَعُرِضَ عَلَى الْحَاضِرِ أَنْ يَأْخُذَ بِالشُّفْعَةِ، أَوْ يَتْرُكَ فَقَالَ أَنَا آخُذُ بِحِصَّتِي، وَأَتْرُكُ حِصَصَ شُرَكَائِي حَتَّى يَقْدَمُوا، فَإِنْ أَخَذُوا فَذٰلِكَ، وَإِنْ تَرَكُوا أَخَذْتُ جَمِيعَ الشُّفْعَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک گھر میں کئی آدمی شریک ہیں ان میں سے ایک نے اپنا حصہ فروخت کر دیا جبکہ اس کے تمام شرکاء موجود نہ تھے۔ سوائے ایک کے۔ حاضر سے کہا گیا کہ شفعہ لے لو یا چھوڑ دو۔ اس نے کہا کہ میں اپنا حصہ لیتا ہوں اور دوسرے حصے چھوڑتا ہوں یہاں تک کہ وہ آ جائیں اگر وہ لیں تو فبہا اور اگر وہ چھوڑیں تو سارا شفعہ میں لوں گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ لَهُ إِلَّا أَنْ يَأْخُذَ ذٰلِكَ كُلَّهُ، أَوْ يَتْرُكَ، فَإِنْ جَاءَ شُرَكَاؤُهُ أَخَذُوا مِنْهُ، أَوْ تَرَكُوا إِنْ شَاءُوا، فَإِذَا عُرِضَ هٰذَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَقْبَلْهُ فَلَا أَرَى لَهُ شُفْعَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ اسے حق نہیں مگر یہ کہ ساری چیز کو لے یا چھوڑ دے۔ جب شرکاء آئے انہوں نے لیا یا چھوڑ دیا ان کی مرضی۔ لیکن جب اس پر یہ بات پیش ہوئی تو اس نے قبول نہیں کی تھی۔ لہٰذا اسے شفعہ کا حق نہیں رہا۔

۲- بَابُ مَا لَا تَقَعُ فِيهِ الشُّفْعَةُ

جن چیزوں میں شفعہ نہیں ہو سکتا

[۷۸۵] اَثَرٌ - قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ إِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ فِى الْاَرْضِ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهَا، وَلَا شُفْعَةَ فِىْ بِئْرٍ، وَلَا فِىْ فَحْلِ النَّخْلِ.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ زمین کی جب حد بندی ہو جائے تو اس میں شفعہ نہیں ہوتا نیز کنوئیں اور کھجور کے درخت میں شفعہ نہیں ہوتا۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى هٰذَا الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا شُفْعَةَ فِىْ طَرِيْقٍ صَلُحَ الْقَسْمُ فِيْهَا اَوْ لَمْ يَصْلُحْ.

امام مالک نے فرمایا کہ راستے میں شفعہ نہیں ہے خواہ اس کی تقسیم درست ہو یا درست نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَا شُفْعَةَ فِىْ عَرْصَةِ دَارٍ، صَلُحَ الْقَسْمُ فِيْهَا، اَوْ لَمْ يَصْلُحْ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکان کے صحن میں شفعہ نہیں ہے خواہ وہ قابل تقسیم ہو یا نہ ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِىْ رَجُلٍ اِشْتَرٰى شِقْصًا مِنْ اَرْضٍ مُشْتَرَكَةٍ عَلٰى اَنَّهُ فِيْهَا بِالْخِيَارِ، فَاَرَادَ شُرَكَاءُ الْبَائِعِ اَنْ يَاْخُذُوْا مَا بَاعَ شَرِيْكُهُمْ بِالشُّفْعَةِ قَبْلَ اَنْ يَخْتَارَ الْمُشْتَرِىْ، اِنَّ ذٰلِكَ لَا يَكُوْنُ لَهُمْ حَتّٰى يَاْخُذَ الْمُشْتَرِىْ وَيَثْبُتَ لَهُ الْبَيْعُ، فَاِذَا وَجَبَ لَهُ الْبَيْعُ فَلَهُمُ الشُّفْعَةُ.

امام ملک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے مشترکہ زمین کا ایک حصہ خریدا اس شرط پر کہ اسے اختیار ہوگا جو اس نے بیچی۔ اس کے شرکاء نے اسے شفعہ کے ذریعے لینا چاہا اس سے پہلے کہ مشتری کو اختیار حاصل ہو۔ یہ انہیں حق نہیں یہاں تک کہ مشتری وصول کر لے اور اس کے لیے بیع ثابت ہو جائے جب اس کے لیے بیع واجب ہو گئی تو انہیں شفعہ کا حق ہوگا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِى الرَّجُلِ يَشْتَرِىْ اَرْضًا فَتَمْكُثُ فِىْ يَدَيْهِ حِيْنًا، ثُمَّ يَاْتِىْ رَجُلٌ فَيُدْرِكُ فِيْهَا حَقًّا بِمِيْرَاثٍ اِنَّ لَهُ الشُّفْعَةَ اِنْ ثَبَتَ حَقُّهُ، وَاِنَّ مَا اَغَلَّتِ الْاَرْضُ مِنْ غَلَّةٍ فَهِىَ لِلْمُشْتَرِى الْاَوَّلِ اِلٰى يَوْمِ يَثْبُتُ حَقُّ الْاٰخِرِ لِاَنَّهُ قَدْ كَانَ ضَمِنَهَا لَوْ هَلَكَ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ غِرَاسٍ، اَوْ ذَهَبَ بِهِ سَيْلٌ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے زمین خریدی اور وہ مدتوں اس کے قبضے میں رہی پھر ایک شخص نے آ کر اس میں اپنا میراث کا حق بتایا تو اسے شفعہ کا حق ہوگا جب کہ وہ اپنا حق ثابت کر دے اور زمین سے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ مشتری کا ہوگا اس وقت تک جب کہ دوسرے کا حق ثابت ہو کیونکہ وہ اس کا ضامن تھا جب کہ وہ ہلاک ہو جاتی یا وہاں سے سیلاب جاتا۔

قَالَ فَاِنْ طَالَ الزَّمَانُ، اَوْ هَلَكَ الشُّهُوْدُ، اَوْ مَاتَ الْبَائِعُ، اَوِ الْمُشْتَرِىْ، اَوْ هُمَا حَيَّانِ فَنُسِىَ اَصْلُ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ لِطُوْلِ الزَّمَانِ، فَاِنَّ الشُّفْعَةَ تَنْقَطِعُ، وَيَاْخُذُ حَقَّهُ الَّذِىْ ثَبَتَ لَهُ، وَاِنْ كَانَ اَمْرُهُ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا الْوَجْهِ فِىْ حَدَاثَةِ الْعَهْدِ وَقُرْبِهِ، وَاَنَّهُ يَرَى اَنَّ الْبَائِعَ غَيَّبَ الثَّمَنَ، وَاَخْفَاهُ لِيَقْطَعَ بِذٰلِكَ حَقَّ صَاحِبِ الشُّفْعَةِ قُوِّمَتِ الْاَرْضُ عَلٰى قَدْرِ مَا يُرٰى اَنَّهُ ثَمَنُهَا، فَيَصِيْرُ ثَمَنُهَا اِلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ يُنْظَرُ اِلٰى مَا زَادَ فِى الْاَرْضِ مِنْ بِنَاءٍ، اَوْ غِرَاسٍ، اَوْ عِمَارَةٍ، فَيَكُوْنُ

فرمایا: اگر مدت زیادہ گزر گئی یا گواہ مر گئے یا بائع اور مشتری فوت ہو گئے اور یا دونوں زندہ ہیں لیکن مدت دراز کے باعث اصل خرید و فروخت کو بھول گئے تو شفعہ ختم ہو گیا اور اپنا حق وہی لے گا جو ثابت کر دے۔ اگر زمانے کے قرب و بعد کے علاوہ وجہ کچھ اور ہو اور دیکھے کہ بائع نے جان بوجھ کر بیع کو چھپایا ہے تاکہ شفعہ کا حق ختم ہو جائے در یں حالات زمین کی قیمت لگائی جائے گی کہ کہاں تک پہنچی ہے پھر دیکھا جائے گا کہ اس کے علاوہ زمین پر کیا ہے یعنی بنیاد درخت اور عمارت۔ یہ مناسب قیمت کے مطابق اسی کا ہوگا جس نے خریدی پھر عمارت بنائی اور درخت

عَلٰى مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ مَنِ ابْتَاعَ الْاَرْضَ بِثَمَنٍ مَعْلُوْمٍ ' ثُمَّ بَنٰى فِيْهَا ' وَغَرَسَ ' ثُمَّ اَخَذَهَا صَاحِبُ الشُّفْعَةِ بَعْدَ ذٰلِكَ.

لگائے۔ اس کے بعد یہ صاحب شفعہ اسے لے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالشُّفْعَةُ ثَابِتَةٌ فِيْ مَالِ الْمَيِّتِ كَمَا هِيَ فِيْ مَالِ الْحَيِّ ' فَاِنْ خَشِيَ اَهْلُ الْمَيِّتِ اَنْ يَنْكَسِرَ مَالُ الْمَيِّتِ قَسَمُوْهُ ' ثُمَّ بَاعُوْهُ ' فَلَيْسَ عَلَيْهِمْ فِيْهِ شُفْعَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ شفعہ میت کے مال میں بھی اسی طرح ہے جیسے زندہ کے مال میں۔ اگر میت والے اس بات سے ڈریں کہ تقسیم کرنے اور بیچنے سے میت کا مال بکھر جائے گا تو اس میں ان پر شفعہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا شُفْعَةَ عِنْدَنَا فِيْ عَبْدٍ ' وَلَا وَلِيْدَةٍ ' وَلَا بَعِيْرٍ ' وَلَا بَقَرَةٍ ' وَلَا شَاةٍ ' وَلَا فِيْ شَيْءٍ مِّنَ الْحَيَوَانِ ' وَلَا فِيْ ثَوْبٍ ' وَلَا فِيْ بِئْرٍ لَيْسَ لَهَا بَيَاضٌ ' اِنَّمَا الشُّفْعَةُ فِيْمَا يَصْلُحُ اَنَّهُ يَنْقَسِمُ ' وَتَقَعُ فِيْهِ الْحُدُوْدُ مِنَ الْاَرْضِ ' فَاَمَّا مَا لَا يَصْلُحُ فِيْهِ الْقَسْمُ فَلَا شُفْعَةَ فِيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک غلام' لونڈی' کنواں گائے' بکری اور کسی بھی جانور' کپڑے اور اس کنوئیں میں جس کی متعلقہ زمین نہ ہو شفعہ نہیں ہے۔ شفعہ تو اس چیز میں درست ہے جو تقسیم ہو سکے اور جس کی زمین میں حد بندی کی جاتی ہو۔ پس جس چیز کو تقسیم نہ کیا جا سکے اس میں شفعہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنِ اشْتَرٰى اَرْضًا فِيْهَا شُفْعَةٌ لِنَاسٍ حُضُوْرٍ ' فَلْيَرْفَعْهُمْ اِلَى السُّلْطَانِ ' فَاِمَّا اَنْ يَسْتَحِقُّوْا ' وَاِمَّا اَنْ يُسَلِّمَ لَهُ السُّلْطَانُ ' فَاِنْ تَرَكَهُمْ فَلَمْ يَرْفَعْ اَمْرَهُمْ اِلَى السُّلْطَانِ ' وَقَدْ عَلِمُوْا بِاشْتِرَائِهِ ' فَتَرَكُوْا ذٰلِكَ حَتّٰى طَالَ زَمَانُهُ ' ثُمَّ جَاءُوْا يَطْلُبُوْنَ شُفْعَتَهُمْ فَلَا اَرٰى ذٰلِكَ لَهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ایسی زمین خریدی جس میں لوگوں کو شفعہ کا حق حاصل ہے تو وہ انہیں حاکم وقت کے پاس لے جائے تو حاکم وقت انہیں مستحق بنا دے گا یا ان سے چھڑا دے گا' مگر انہوں نے چھوڑے رکھا اور حاکم وقت اس وقت تک اس بات کو نہیں لے گا حالانکہ انہیں خرید و فروخت کا علم تھا لیکن پھر بھی مدتوں اس بات کو چھوڑے رکھا' پھر آ کر اپنا حق شفعہ طلب کرنے لگے تو اب اس میں ان کے لیے کچھ نہیں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۶- كِتَابُ الْاَقْضِيَةِ

فیصلے کرنے کا بیان

۱ - بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الْقَضَاءِ بِالْحَقِّ

حق کے ساتھ فیصلہ کرنے کی ترغیب

۵۹۷- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ ' عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ ' وَاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ ' فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ ' فَاَقْضِيَ لَهُ عَلٰى نَحْوِ مَا اَسْمَعُ مِنْهُ ' فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ اَخِيْهِ فَلَا يَاْخُذَنَّ مِنْهُ شَيْئًا ' فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ.

صحیح البخاری (۲۶۸۰) صحیح مسلم (۴۴۴۸)

زینب بنت ابو سلمہ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بھی بشر ہوں' تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ ایک تم میں سے اپنی دلیل کو دوسرے سے بہتر بیان کرے۔ پس میں اس کی بات سن کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں۔ پس جس کے لیے میں نے اس کے بھائی کی چیز کا فیصلہ کیا تو اسے مطلقاً وہ چیز نہیں لینی چاہیے کیونکہ میں اسے آگ کی انگاری دے رہا ہوں۔ ف

ف: الوہیت کے بعد منصب نبوت ہی تمام مناصب سے بلند و بالا ہے۔ جملہ مناصب در نبی کے غلام ہیں اور ہر عالی منصب کے لیے نبی کی تعظیم و تکریم فرض عین و جزو ایمان ہے۔ بدقسمتی سے آج مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی موجود ہے کہ جس نبی کا وہ کلمہ پڑھتے اور جس کے امتی ہونے کا دم بھرتے ہیں اسی کی توہین و تنقیص میں ایک خاص لذت محسوس کرتے ہیں۔ اس سراسر خلاف دین و دیانت فعل کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنا کر اس میں انہوں نے اس درجہ ترقی کی ہے کہ منکرین منصب نبوت کے سابقہ سارے ریکارڈ توڑ کر پھینک دیئے ہیں۔ ان مہربانوں نے عبداللہ بن ابی بن سلول اور ذوالخویصرہ والی روش کو دین کی بہت بڑی خدمت سمجھا ہوا ہے اور مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے کہ وہ دنیا میں توحید کا علم بلند کر رہے ہیں۔

جب وہ حضرات اپنے مخصوص زاویہ نظر سے اس حدیث کو دیکھتے ہیں تو کہہ اٹھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اگر نبی کریم ﷺ کو علم غیب دیا ہوتا تو آپ ایسا کیوں فرماتے؟! اگر ان مہربانوں کی نظر اور آگے پہنچ جائے اور کہنے لگیں کہ خدا کو اگر سارے انسانوں کا علم ہوتا اور سب کے جملہ افعال اس کی نظر میں ہوتے تو کراماً کاتبین کا نظام کیوں قائم کرتا؟ ہر انسان کے کندھوں پر دو فرشتوں کو کیوں بٹھاتا بلکہ قیامت میں بعض انسانوں کے منہ پر مہر لگا کر ان کے ہاتھوں اور پیروں سے گواہی لینے کے لیے کیوں فرماتا؟! اگر یہاں تک پہنچ جاتے' اپنے اجتہاد کے گھوڑے کو اس میدان میں بھی دوڑاتے تو اس مادر پدر آزادی کے دور میں کون ان کی زبان پکڑ سکتا تھا۔ اسلام کی جڑوں کو پوری جرأت کے ساتھ یوں دن دہاڑے کھود نے پر کون انہیں جکڑ سکتا تھا؟

ہائے اسلام تیرے چاہنے والے نہ رہے افسوس تو جن کا چاند تھا وہ ہالے نہ رہے

دوستو! اسلام کا ایک اپنا قانونی اور عدالتی نظام ہے جس کے مطابق حاکم کو فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور وہ فریقین کے بیانات کی روشنی میں کیا جاتا ہے' اس کے بارے میں حاکم یا قاضی کے ذاتی علم کو کسی پلڑے میں نہیں ڈالا گیا۔ اگر ایسا کیا جاتا یا نبی کریم ﷺ ہی اپنی زندگی میں ایک فیصلہ بھی شرعی تقاضوں کو نظر انداز کر کے صرف اپنے ذاتی علم کی بناء پر کر دیتے تو بعد میں آنے والے قاضی اور حاکم جس مقدمے میں چاہتے تو اپنے ذاتی علم کا بہانہ بنا کر تمام شرعی تقاضوں کو توڑ دیتے اور ان کا اپنی مرضی کے مطابق فیصلہ کر لیا کرتے' اس سے حاکموں اور قاضیوں کو ایسا فتنہ کھڑا کرنے کا موقع مل جاتا کہ سعی بسیار کے باوجود قیامت تک اس کا دروازہ بند نہ کیا جا سکتا۔

بایں وجہ رسول اللہ ﷺ کوئی فیصلہ اپنے ذاتی علم کی بناء پر نہیں کرتے تھے بلکہ شریعت مطہرہ کی رو سے جو قانونی تقاضے پورے کر دیتا اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا جاتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ جیتنے والے نے غلط بیانی یا چرب زبانی سے شرعی تقاضے پورے کیے ہوں' جب کہ فریق ثانی حق پر ہونے کے باوجود کم گوئی یا کم عقلی سے اپنے حق کو ثابت کرنے سے قاصر رہ گیا ہو تو مقدمہ جیت جانے والے کے لیے جو چیز حلال نہ تھی وہ مقدمہ جیتنے سے حلال نہیں ہو جائے گی بلکہ وہ بدستور اس کے لیے حرام ہی رہے گی اور اسے جہنم کا ٹکڑا سمجھنا چاہیے کہ اس نے اس طرح جو کچھ حاصل کیا وہ جہنم کا ایک ٹکڑا حاصل کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ یہاں یہ بات ذہنوں میں بٹھا رہے ہیں کہ ہمیشہ اپنا حق حاصل کرنے کی کوشش کرنا اور جو چیز تمہارا حق نہیں ہے اگر اسے حاصل کرو گے تو گویا تم اپنے لیے جہنم کا ٹکڑا خرید و گے۔ رہا رسول اللہ ﷺ کو پیش ہونے والے جھگڑوں کا ذاتی طور پر علم تھا یا نہ تھا یہ بات یہاں سرے سے زیر بحث ہی نہیں ہے بلکہ مقصود صرف اس حقیقت کا ذہن نشین کروانا ہے جو مذکور ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۷۸۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِی مَالِكٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اِخْتَصَمَ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ وَيَهُودِيٌّ ، فَرَاٰى عُمَرُ أَنَّ الْحَقَّ لِلْيَهُودِيِّ فَقَضٰى لَهُ. فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ وَاللّٰهِ لَقَدْ

سعید بن میب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مسلمان اور ایک یہودی جھگڑا لے کر آئے' حضرت عمر نے حق یہودی کی طرف دیکھ کر فیصلہ کر دیا۔ یہودی نے ان سے کہا کہ خدا کی قسم! آپ نے حق کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔

قَضَيْتَ بِالْحَقِّ. فَضَرَبَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ ثُمَّ قَالَ وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَقَالَ لَهُ الْيَهُودِيُّ إِنَّا نَجِدُ أَنَّهُ لَيْسَ قَاضٍ يَقْضِي بِالْحَقِّ إِلَّا كَانَ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكٌ، وَعَنْ شِمَالِهِ مَلَكٌ يُسَدِّدَانِهِ وَيُوَفِّقَانِهِ لِلْحَقِّ مَا دَامَ مَعَ الْحَقِّ، فَإِذَا تَرَكَ الْحَقَّ عَرَجَا وَتَرَكَاهُ.

حضرت عمر نے اسے دڑہ مار کر فرمایا: تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ یہودی نے ان سے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں جو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے دائیں اور ایک بائیں ہوتا ہے جو اس کی مدد کرتا اور اسے حق پر قائم رکھتا ہے جب تک وہ حق پر رہے، جب وہ حق کو چھوڑ دے تو وہ اسے چھوڑ کر اوپر چلے جاتے ہیں۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي الشَّهَادَاتِ

گواہی کے متعلق روایات

۵۹۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا، أَوْ يُخْبِرُ بِشَهَادَتِهِ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا. صحیح مسلم (۴۴۶۹)

ابو عمرہ انصاری نے حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اچھے گواہ نہ بتاؤں۔ اچھے گواہ وہ ہیں جو پوچھنے سے پہلے گواہی دیں یا پوچھنے سے پہلے اپنی گواہی کے متعلق بتا دیں۔

[۷۸۷] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكَ لِأَمْرٍ مَا لَهُ رَأْسٌ، وَلَا ذَنَبٌ، فَقَالَ عُمَرُ مَا هُوَ؟ قَالَ شَهَادَاتُ الزُّوْرِ ظَهَرَتْ بِأَرْضِنَا، فَقَالَ عُمَرُ، أَوَقَدْ كَانَ ذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ وَاللَّهِ لَا يُؤْسَرُ رَجُلٌ فِي الْإِسْلَامِ بِغَيْرِ الْعُدُوْلِ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عراق کا ایک آدمی آیا اور وہ عرض گزار ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں ایسی بات لایا ہوں جس کا سر پیر کوئی نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ کہا کہ جھوٹی گواہی کا ہمارے علاقے میں ظہور ہو گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا واقعی یہ ہو گیا ہے؟ جواب دیا: ہاں! حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! پھر تو معتبر گواہوں کے بغیر مسلمان کسی کو قید نہیں کر سکیں گے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَجُوزُ شَهَادَةُ خَصْمٍ، وَلَا ظَنِينٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے فرمایا: دشمن اور متہم کی گواہی جائز نہیں ہے

۳- بَابُ الْقَضَاءِ فِي شَهَادَةِ الْمَحْدُوْدِ

حدِ قذف والے کی گواہی

قَالَ يَحْيَى عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَغَيْرِهِ أَنَّهُمْ سُئِلُوا عَنْ رَجُلٍ جُلِدَ الْحَدَّ أَتَجُوزُ شَهَادَتُهُ؟ فَقَالُوا نَعَمْ، إِذَا ظَهَرَتْ مِنْهُ التَّوْبَةُ.

سلیمان بن یسار وغیرہ سے پوچھا گیا کہ جس پر حد جاری ہوئی ہو کیا اس کی گواہی جائز ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! جبکہ اس کی سچی توبہ ظاہر ہو گئی ہو۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يُسْأَلُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ.

امام مالک نے سنا کہ ابن شہاب سے یہی بات پوچھی گئی تو انہوں نے سلیمان بن یسار کے مطابق فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا وَذٰلِكَ لِقَوْلِ

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم یہی ہے جیسا کہ

اللّٰهِ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی ﴿وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (النور: ٤-٥).

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں تو انہیں اسّی کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہی فاسق ہیں۔ مگر جو اس کے بعد توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے“۔

قَالَ مَالِکٌ فَالْاَمْرُ الَّذِیْ لَا اخْتِلَافَ فِیْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الَّذِیْ یُجْلَدُ الْحَدَّ، ثُمَّ تَابَ وَاَصْلَحَ تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ، وَهُوَ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں یہ ہے کہ جس پر حد قائم ہوئی پھر اس نے توبہ کر کے اصلاح کر لی تو اس کی گواہی درست ہے اور میں نے اس سلسلے میں جو سنا یہ مجھے سب سے پسند ہے۔

٤- بَابُ الْقَضَاءِ بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاهِدِ

گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنا

٥٩٩- قَالَ یَحْیٰی قَالَ مَالِکٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاهِدِ. صحیح مسلم (٤٤٤٧)

امام محمد جعفر نے امام محمد باقر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ فرمایا۔

[٧٨٨] اَثَرٌ- وَعَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ کَتَبَ اِلٰی عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، وَهُوَ عَامِلٌ عَلَی الْکُوْفَةِ اَنِ اقْضِ بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاهِدِ.

حضرت عمر بن عبد العزیز نے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن بن خطاب کے لیے لکھا جو کوفہ کے عامل تھے کہ گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا کرو۔

[٧٨٩] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ سُئِلَا هَلْ یُقْضٰی بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاهِدِ؟ فَقَالَا نَعَمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ کیا گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کیا جائے؟ دونوں نے فرمایا: ہاں۔

قَالَ مَالِکٌ مَضَتِ السُّنَّةُ فِی الْقَضَاءِ بِالْیَمِیْنِ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ یَحْلِفُ صَاحِبُ الْحَقِّ مَعَ شَاهِدِهٖ وَیَسْتَحِقُّ حَقَّهٗ، فَاِنْ نَکَلَ، وَاَبٰی اَنْ یَحْلِفَ اُحْلِفَ الْمَطْلُوْبُ فَاِنْ حَلَفَ سَقَطَ عَنْهُ ذٰلِکَ الْحَقُّ، فَاِنْ اَبٰی اَنْ یَحْلِفَ ثَبَتَ عَلَیْهِ الْحَقُّ لِصَاحِبِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک گواہ کے ساتھ قسم پر فیصلہ کرنا ایسی سنت ہے جو شروع سے چلی آ رہی ہے کہ ایک گواہ کے ساتھ مدعی قسم کھا کر اپنے دعوے کو ثابت کرے۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعا علیہ قسم کھائے گا۔ اگر وہ قسم کھا گیا تو حق اس کے اوپر سے ساقط ہو جائے گا اور اگر انکار کرے تو مدعی کا دعویٰ اس پر ثابت ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنَّمَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ فِی الْاَمْوَالِ خَاصَّةً، وَلَا یَقَعُ ذٰلِکَ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الْحُدُوْدِ، وَلَا فِیْ نِکَاحٍ، وَلَا فِیْ طَلَاقٍ، وَلَا فِیْ عَتَاقَةٍ، وَلَا فِیْ سَرِقَةٍ، وَلَا فِیْ فِرْیَةٍ، فَاِنْ قَالَ قَائِلٌ فَاِنَّ الْعَتَاقَةَ مِنَ الْاَمْوَالِ،

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم صرف مال کے دعووں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ حدود، نکاح، طلاق، عتاق، سرقہ اور قذف میں واقع نہیں ہو گا۔ اگر کوئی کہے کہ عتاق تو اموال سے ہے تو اس کا یہ کہنا غلط ہو گا کیونکہ پھر تو غلام ایک گواہ پیش کر کے قسم کھا جائے کہ

فَقَدْ أَخْطَأَ لَيْسَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا قَالَ، وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ عَلٰى مَا قَالَ لَحَلَفَ الْعَبْدُ مَعَ شَاهِدِهٖ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ أَنَّ سَيِّدَهٗ أَعْتَقَهٗ، وَأَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ عَلٰى مَالٍ مِنَ الْأَمْوَالِ ادَّعَاهُ حَلَفَ مَعَ شَاهِدِهٖ، وَاسْتَحَقَّ حَقَّهٗ كَمَا يَحْلِفُ الْحُرُّ.

آقا نے اسے آزاد کیا ہے اور اس دعویٰ مال کے مطابق غلام جب ایک گواہ لا کر قسم کھا گیا تو آزاد آدمی کی طرح اس کا حق بھی ثابت ہو جانا چاہیے۔

قَالَ مَالِكٌ فَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَاءَ بِشَاهِدٍ عَلٰى عَتَاقَتِهٖ اسْتُحْلِفَ سَيِّدُهٗ مَا أَعْتَقَهٗ وَبَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب اپنی آزادی ثابت کرنے کے لیے ایک گواہ لائے کہ آقا نے اسے آزاد کیا ہے تو اس کا یہ دعویٰ باطل ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ السُّنَّةُ عِنْدَنَا أَيْضًا فِي الطَّلَاقِ، إِذَا جَاءَتِ الْمَرْأَةُ بِشَاهِدٍ أَنَّ زَوْجَهَا طَلَّقَهَا أُحْلِفَ زَوْجُهَا مَا طَلَّقَهَا، فَإِذَا حَلَفَ لَمْ يَقَعْ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی سنت ہمارے نزدیک طلاق میں ہے کہ جب عورت ایک گواہ لائے کہ خاوند نے اسے طلاق دی ہے تو خاوند سے طلاق دینے کی قسم لی جائے گی، جب وہ قسم کھا گیا تو عورت پر طلاق واقع ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ فَسُنَّةُ الطَّلَاقِ، وَالْعَتَاقَةِ فِي الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ وَاحِدَةٌ، إِنَّمَا يَكُوْنُ الْيَمِيْنُ عَلٰى زَوْجِ الْمَرْأَةِ، وَعَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ، وَإِنَّمَا الْعَتَاقَةُ حَدٌّ مِنَ الْحُدُوْدِ لَا تَجُوْزُ فِيْهَا شَهَادَةُ النِّسَاءِ، لِأَنَّهٗ إِذَا عَتَقَ الْعَبْدُ ثَبَتَتْ حُرْمَتُهٗ، وَوَقَعَتْ لَهُ الْحُدُوْدُ، وَوَقَعَتْ عَلَيْهِ، وَإِنْ زَنٰى وَقَدْ أُحْصِنَ رُجِمَ، وَإِنْ قَتَلَ الْعَبْدَ قُتِلَ بِهٖ، وَثَبَتَ لَهُ الْمِيْرَاثُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَنْ يُوَارِثُهٗ، فَإِنِ احْتَجَّ مُحْتَجٌّ فَقَالَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَعْتَقَ عَبْدَهٗ وَجَاءَ رَجُلٌ يَطْلُبُ سَيِّدَ الْعَبْدِ بِدَيْنٍ لَهٗ عَلَيْهِ فَشَهِدَ لَهٗ عَلٰى حَقِّهٖ ذٰلِكَ رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُثْبِتُ الْحَقَّ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ حَتّٰى تُرَدَّ بِهٖ عَتَاقَتُهٗ إِذَا لَمْ يَكُنْ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ مَالٌ غَيْرُ الْعَبْدِ يُرِيْدُ أَنْ يُجِيْزَ بِذٰلِكَ شَهَادَةَ النِّسَاءِ فِي الْعَتَاقَةِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ عَلٰى مَا قَالَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ الرَّجُلِ يَعْتِقُ عَبْدَهٗ، ثُمَّ يَأْتِيْ طَالِبُ الْحَقِّ عَلٰى سَيِّدِهٖ بِشَاهِدٍ وَاحِدٍ، فَيَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِهٖ، ثُمَّ يَسْتَحِقُّ حَقَّهٗ. وَتُرَدُّ بِذٰلِكَ عَتَاقَةُ الْعَبْدِ، أَوْ يَأْتِي الرَّجُلُ قَدْ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ سَيِّدِ الْعَبْدِ مُخَالَطَةٌ وَمُلَابَسَةٌ، فَيَزْعُمُ أَنَّ لَهٗ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ مَالًا فَيُقَالُ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ احْلِفْ مَا

امام مالک نے فرمایا کہ طلاق اور عتاق میں ایک گواہی ایک ہی شمار ہو گی۔ عورت کے خاوند اور غلام کے آقا پر قسم لازم آئے گی۔ عتاق بھی ایک حد ہے، اس میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں، کیونکہ جب غلام آزاد ہو گیا تو اس کی حرمت ثابت ہو گئی۔ اس کی حدود دوسروں پر اور دوسروں کی اس پر پڑتی ہیں اور جب وہ محصن ہو کر زنا کرے گا تو رجم کیا جائے گا اور اگر کسی کو قتل کرے گا تو اس کے بدلے قتل کیا جائے گا اور اس کے لیے میراث ثابت ہو گی اور جو اس کے وارث ہوں اور ایک دوسرے کی میراث لیں گے۔ اگر کوئی احتجاج کرنے والا کہے کہ ایک آدمی نے اپنا غلام آزاد کیا اور آقا کے پاس ایک آدمی اپنا قرض مانگنے آیا تو اس کے اس حق پر ایک آدمی اور دو عورتوں نے گواہی دی۔ اس سے غلام کے آقا پر حق ثابت ہو جائے گا، یہاں تک کہ غلام کی آزادی رد کر دی جائے گی جبکہ آقا کے پاس اس کے سوا کوئی اور مال نہ ہو۔ حجت کرنے والے کا منشا یہ ہو کہ عتاق میں عورت کی گواہی جائز نہیں۔ بات یوں نہیں ہے جو اس نے کہی۔ اس کی مثال اس آدمی کی ہے جس نے اپنا غلام آزاد کیا۔ پھر قرض خواہ اپنا قرض مانگنے آقا کے پاس آیا اور ایک گواہ لے کر۔ پس وہ اپنے گواہ کے ساتھ قسم کھائے گا اور پھر قرض کا حق دار ہو گا اور اس سے غلام کا عتاق رد کر دیا جائے

عَلَيْكَ مَا ادَّعٰى ، فَإِنْ نَكَلَ وَأَبٰى أَنْ يَحْلِفَ حَلَفَ صَاحِبُ الْحَقِّ وَثَبَتَ حَقُّهُ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ ، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَتَاقَةَ الْعَبْدِ إِذَا ثَبَتَ الْمَالُ عَلٰى سَيِّدِهِ.

گا یا کوئی آدمی آئے جس کے غلام کا آقا سے میل جول ہو اور وہ دعویٰ کرے کہ غلام کے آقا پر اس کا مال ہے۔ پس آقا سے اس دعویٰ کے خلاف قسم کھانے کو کہا جائے گا۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو قرض خواہ سے قسم لی جائے گی اور آقا پر اس کا حق ثابت ہو جائے گا۔ پس اس سے غلام کا عتاق رد کر دیا جائے گا جب کہ اس کے آقا پر مال ثابت ہو گیا۔

قَالَ وَكَذٰلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ يَنْكِحُ الْأَمَةَ فَتَكُوْنُ امْرَأَتَهُ ، فَيَأْتِيْ سَيِّدُ الْأَمَةِ إِلَى الرَّجُلِ الَّذِيْ تَزَوَّجَهَا فَيَقُوْلُ ابْتَعْتَ مِنِّيْ جَارِيَتِيْ فُلَانَةَ أَنْتَ وَفُلَانٌ بِكَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا ، فَيُنْكِرُ ذٰلِكَ زَوْجُ الْأَمَةِ فَيَأْتِيْ سَيِّدُ الْأَمَةِ بِرَجُلٍ وَامْرَأَتَيْنِ ، فَيَشْهَدُوْنَ عَلٰى مَا قَالَ ، فَيَثْبُتُ بَيْعُهُ وَيَحِقُّ حَقُّهُ ، وَتَحْرُمُ الْأَمَةُ عَلٰى زَوْجِهَا ، وَيَكُوْنُ ذٰلِكَ فِرَاقًا بَيْنَهُمَا ، وَشَهَادَةُ النِّسَاءِ لَا تَجُوْزُ فِي الطَّلَاقِ.

فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی نے لونڈی سے نکاح کیا تو وہ اس کی بیوی ہو گئی۔ نکاح کرنے والے کے پاس لونڈی کا آقا آ کر کہے کہ تم نے اور فلاں آدمی نے مل کر میری لونڈی کو اتنے دینار میں خریدا ہے۔ لونڈی کا خاوند انکار کرے تو لونڈی کا آقا ایک آدمی اور دو عورتیں لے آئے جو اس بات کی گواہی دیں تو بیع ثابت ہوئی اور اس کا حق ثابت ہوا اور لونڈی خاوند پر حرام ہو گئی اور ان میں جدائی کروا دی جائے گی حالانکہ عورتوں کی شہادت طلاق میں جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنْ ذٰلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ يَفْتَرِيْ عَلَى الرَّجُلِ الْحُرِّ ، فَيَقَعُ عَلَيْهِ الْحَدُّ ، فَيَأْتِيْ رَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ فَيَشْهَدُوْنَ أَنَّ الَّذِي افْتُرِيَ عَلَيْهِ عَبْدٌ مَمْلُوْكٌ ، فَيَضَعُ ذٰلِكَ الْحَدَّ عَنِ الْمُفْتَرِيْ بَعْدَ أَنْ وَقَعَ عَلَيْهِ ، وَشَهَادَةُ النِّسَاءِ لَا تَجُوْزُ فِي الْفِرْيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی دوسرے آزاد آدمی پر تہمت لگاتا ہے تو اس پر حد بیان کر دی جاتی ہے۔ پھر ایک آدمی اور دو عورتوں نے آ کر گواہی دی کہ جس نے تہمت لگائی وہ مملوک غلام ہے، پس مفتری سے حد ہٹا لی جاتی ہے اس کے بعد کہ اس پر حد بیان کر دی تھی حالانکہ قذف میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُشْبِهُ ذٰلِكَ أَيْضًا مِمَّا يَفْتَرِقُ فِيْهِ الْقَضَاءُ وَمَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ أَنَّ الْمَرْأَتَيْنِ يَشْهَدَانِ عَلَى اسْتِهْلَالِ الصَّبِيِّ ، فَيَجِبُ بِذٰلِكَ مِيْرَاثُهُ حَتّٰى يَرِثَ ، وَيَكُوْنُ مَالُهُ لِمَنْ يَرِثُهُ إِنْ مَاتَ الصَّبِيُّ وَلَيْسَ مَعَ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ شَهِدَتَا رَجُلٌ وَلَا يَمِيْنٌ وَقَدْ يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِي الْأَمْوَالِ الْعِظَامِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَالرِّبَاعِ وَالْحَوَائِطِ وَالرَّقِيْقِ وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَمْوَالِ ، وَلَوْ شَهِدَتِ امْرَأَتَانِ عَلٰى دِرْهَمٍ وَاحِدٍ ، أَوْ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ، أَوْ أَكْثَرَ لَمْ تَقْطَعْ شَهَادَتُهُمَا شَيْئًا ، وَلَمْ تَجُزْ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعَهُمَا شَاهِدٌ أَوْ يَمِيْنٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایسی باتوں سے یہ بھی ہے جس کو قضاء میں ملحوظ رکھا جاتا اور پرانی سنت ہے کہ اگر دو عورتیں کسی بچے کے رونے کی گواہی دیں تو اس کی میراث واجب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ میراث پاتا اور اس کا مال وارثوں کا ہو جاتا ہے۔ اگر بچہ فوت ہو گیا اور دونوں عورتوں کے ساتھ کوئی مرد گواہ نہیں اور نہ قسم ہے۔ یہ لحاظ کثیر مال میں ہوتا ہے جیسے سونا، چاندی، زمین، باغ اور غلام وغیرہ میں اور جو مال اس کے سوا ہے خواہ دو عورتیں ایک درہم یا اس سے کم وبیش کی بھی گواہی دیں تو ان کی گواہی کچھ بھی نہیں بنائے گی اور نہ جائز ہوگی مگر یہ کہ ان کے ساتھ ایک مرد گواہ ہو یا قسم کھائی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُوْلُ لَا تَكُوْنُ الْيَمِيْنُ مَعَ الشَّاهِدِ الْوَاحِدِ، وَيَحْتَجُّ بِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَوْلُهُ الْحَقُّ ﴿وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (البقرہ:۲۸۲) يَقُوْلُ فَاِنْ لَّمْ يَاْتِ بِرَجُلٍ وَّامْرَاَتَيْنِ فَلَا شَيْءَ لَهٗ وَلَا يُحَلَّفُ مَعَ شَاهِدِهٖ.

قَالَ مَالِكٌ فَمِنَ الْحُجَّةِ عَلٰى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ الْقَوْلَ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ادَّعٰى عَلٰى رَجُلٍ مَالًا اَلَيْسَ يَحْلِفُ الْمَطْلُوْبُ مَا ذٰلِكَ الْحَقُّ عَلَيْهِ؟ فَاِنْ حَلَفَ بَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ، وَاِنْ نَّكَلَ عَنِ الْيَمِيْنِ حُلِّفَ صَاحِبُ الْحَقِّ اِنَّ حَقَّهٗ لَحَقٌّ، وَثَبَتَ حَقُّهٗ عَلٰى صَاحِبِهٖ، فَهٰذَا مِمَّا لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ، وَلَا بِبَلَدٍ مِّنَ الْبُلْدَانِ، فَبِاَيِّ شَيْءٍ اَخَذَ هٰذَا، اَوْ فِيْ اَيِّ مَوْضِعٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدَهٗ؟ فَاِنْ اَقَرَّ بِهٰذَا فَلْيُقْرِرْ بِالْيَمِيْنِ مَعَ الشَّاهِدِ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَاَنَّهٗ لَيَكْفِيْ مِنْ ذٰلِكَ مَا مَضٰى مِنَ السُّنَّةِ، وَلٰكِنِ الْمَرْءُ قَدْ يُحِبُّ اَنْ يَّعْرِفَ وَجْهَ الصَّوَابِ وَمَوْقِعَ الْحُجَّةِ. فَفِيْ هٰذَا بَيَانُ مَا اَشْكَلَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

۵- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْمَنْ هَلَكَ وَلَهٗ دَيْنٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَّهٗ فِيْهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَهْلِكُ وَلَهٗ دَيْنٌ عَلَيْهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ، وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِّلنَّاسِ لَهُمْ فِيْهِ شَاهِدٌ وَّاحِدٌ، فَيَاْبٰى وَرَثَتُهٗ اَنْ يَّحْلِفُوْا عَلٰى حُقُوْقِهِمْ مَعَ شَاهِدِهِمْ، قَالَ فَاِنَّ الْغُرَمَاءَ يَحْلِفُوْنَ وَيَاْخُذُوْنَ حُقُوْقَهُمْ، فَاِنْ فَضَلَ فَضْلٌ لَّمْ يَكُنْ لِّلْوَرَثَةِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَيْمَانَ عُرِضَتْ عَلَيْهِمْ قَبْلُ فَتَرَكُوْهَا اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا لَمْ نَعْلَمْ لِصَاحِبِنَا فَضْلًا، وَيُعْلَمُ اَنَّهُمْ اِنَّمَا تَرَكُوا الْاَيْمَانَ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ، فَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ يَّحْلِفُوْا

امام مالک نے فرمایا کہ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک گواہ اور قسم سے دعویٰ ثابت نہیں ہوتا اور ثبوت کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں: ''اور دو گواہ کرلو اپنے مردوں میں سے۔ پھر اگر مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں' ایسے گواہ جن کو پسند کرو'' کہے کہ جب ایک مرد اور دو عورتیں نہ لایا تو اس کے پاس کچھ نہ ہوا اور ایک گواہ کے ساتھ قسم نہیں ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حجت کا جواب یہ ہے کہ ایک آدمی اگر دوسرے پر مال کا دعویٰ کرے تو مدعیٰ علیہ سے کیا اس قرض پر قسم نہیں لیتے؟ اگر وہ انکار کرے تو مدعی سے قسم لی جائے گی کہ اس کا اتنا حق ہے اور دوسرے پر اس کا حق ثابت ہو جائے گا۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں کسی کا اختلاف نہیں اور نہ کسی شہر والوں نے کیا تو اس نے وہ مال کس وجہ سے لیا؟ یہ مسئلہ قرآن مجید میں کس جگہ پایا؟ اگر اس بات کا اقرار کرلے تو اسے ایک گواہ کے ساتھ قسم کا بھی اقرار کرلینا چاہیے اور جب کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہیں ہے اور اس بارے میں ہمارے لیے اسلاف کا طریقہ کافی ہے جو سنت پر مبنی ہے اور آدمی اگر راہِ صواب اور دلیل کا موقع ومحل جاننا چاہے تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس کا تفصیلی بیان پیش کیا جائے گا۔

ایک شخص ہلاک ہوگیا جس کا لوگوں پر قرض تھا نیز اس پر لوگوں کا قرض تھا اور گواہ صرف ایک ہو

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو فوت ہوگیا اور اس کا لوگوں پر قرض ہے جس کا گواہ ایک ہے اور اس پر لوگوں کا قرض ہے جس کا گواہ بھی ایک ہے' اس کے وارث گواہ کے ساتھ اپنے حق کے لیے قسم کھانے سے انکار کریں تو قرض خواہ قسم کھا کر اپنے قرض وصول کرلیں۔ اگر کچھ مال بچ رہا تو اس میں سے وارثوں کو کچھ نہیں ملے گا کیونکہ حق کے لیے ان سے قسم کھانے کو کہا گیا تھا مگر انہوں نے چھوڑ دیا تھا۔ مگر اس صورت کے سوا جب کہ وہ کہیں کہ ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ مال بچے گا اور یہ معلوم ہو جائے کہ

وَيَأْخُذُوا مَا بَقِيَ بَعْدَ دَيْنِهِ.

انہوں نے قسم واقعی اسی وجہ سے نہیں کھائی تھی تو میرے خیال میں وہ قسم کھا کر جو مال قرض سے بچا اسے لینے کے حق دار ہو جائیں گے۔

٦- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الدَّعْوٰى

[۷۹۰] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ، عَنْ جَمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمُؤَذِّنِ، اَنَّهُ كَانَ يَحْضُرُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ يَقْضِي بَيْنَ النَّاسِ، فَإِذَا جَاءَهُ الرَّجُلُ يَدَّعِيْ عَلَى الرَّجُلِ حَقًّا نَظَرَ، فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ، اَوْ مُلَابَسَةٌ اُحْلِفَ الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُحَلِّفْهُ.

دعویٰ کا فیصلہ

جمیل بن عبد الرحمٰن' یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس حاضر ہوا کرتے جب کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے۔ جب ایک آدمی اپنے حق کا دوسرے پر دعویٰ کرتا تو دیکھتے کہ اگر ان میں میل جول ہے تو مدعا علیہ سے قسم لیتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو قسم نہ لیتے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهُ مَنِ ادَّعٰى عَلٰى رَجُلٍ بِدَعْوٰى نُظِرَ، فَإِنْ كَانَتْ بَيْنَهُمَا مُخَالَطَةٌ، اَوْ مُلَابَسَةٌ اُحْلِفَ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ. فَإِنْ حَلَفَ بَطَلَ ذٰلِكَ الْحَقُّ عَنْهُ، وَإِنْ اَبٰى اَنْ يَحْلِفَ وَرَدَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعِيْ فَحَلَفَ طَالِبُ الْحَقِّ اَخَذَ حَقَّهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے کہ جو آدمی دوسرے پر دعویٰ کرے تو دیکھا جائے' اگر ان میں میل جول نظر آئے تو مدعا علیہ سے قسم لی جائے' اگر وہ قسم کھا جائے تو مدعی کا دعویٰ باطل ہو گیا اور اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے اور مدعی پر قسم ڈالے تو مدعی قسم کھا کر اپنا حق وصول کرے گا۔

٧- بَابُ الْقَضَاءِ فِي شَهَادَةِ الصِّبْيَانِ

[۷۹۱] اَثَرٌ- قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يَقْضِي بِشَهَادَةِ الصِّبْيَانِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ.

لڑکوں کی گواہی

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر لڑکوں کی گواہی پر ان کے جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ شَهَادَةَ الصِّبْيَانِ تَجُوْزُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ، وَلَا تَجُوْزُ عَلٰى غَيْرِهِمْ، وَإِنَّمَا تَجُوْزُ شَهَادَتُهُمْ فِيْمَا بَيْنَهُمْ مِنَ الْجِرَاحِ وَحْدَهَا لَا تَجُوْزُ فِيْ غَيْرِ ذٰلِكَ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقُوْا، اَوْ يُخَبَّبُوْا، اَوْ يُعَلَّمُوْا، فَإِنِ افْتَرَقُوْا فَلَا شَهَادَةَ لَهُمْ إِلَّا اَنْ يَكُوْنُوْا قَدْ اَشْهَدُوا الْعُدُوْلَ عَلٰى شَهَادَتِهِمْ قَبْلَ اَنْ يَفْتَرِقُوْا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ بات متفقہ ہے کہ لوگوں کی گواہی ان کے آپس کے جھگڑے فساد میں جائز ہے اور دوسروں کے لیے جائز نہیں کیونکہ ان کی گواہی صرف ان کے ہی باہمی جھگڑوں میں جائز ہے جب کہ ابھی بچھڑے نہ ہوں۔ سازش نہ کی ہو اور سکھائے نہ گئے ہوں۔ اگر جدا ہو گئے ہوں تو ان کی گواہی قابل قبول نہ ہوگی مگر جبکہ جدا ہونے سے پہلے اپنی گواہی پر عادل لوگوں کو کھڑے کر گئے ہوں۔

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِنْثِ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ ﷺ

منبر رسول پر جھوٹی قسم کھانے کا بیان

٦٠٠- قَالَ يَحْيٰى

حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عُتْبَةَ

یحییٰ کا بیان ہے کہ:

عبد اللہ بن نسطاس نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری

بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نِسْطَاسٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلَى مِنْبَرِي آثِمًا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

سنن ابوداؤد (٣٢٤٦) سنن ابن ماجہ (٢٣٢٥)

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے منبر پر جھوٹی قسم کھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

٦٠١- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيِّ، عَنْ أَخِيهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِئٍ بِيَمِينِهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ، وَأَوْجَبَ لَهُ النَّارَ. قَالُوا وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيرًا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ، وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ، وَإِنْ كَانَ قَضِيبًا مِنْ أَرَاكٍ. قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. صحیح مسلم (٣٥١)

عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال ہڑپ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام فرما دیتا ہے اور جہنم اس کے لیے واجب کر دیتا ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اگر وہ معمولی چیز ہو؟ فرمایا کہ خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو، خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو، خواہ وہ پیلو کی لکڑی ہو، یہ تین مرتبہ فرمایا۔

٩- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي الْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ

منبر پر قسم کھانے کا بیان

[٧٩٣] أَثَرٌ- قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ اخْتَصَمَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَابْنُ مُطِيعٍ فِي دَارٍ كَانَتْ بَيْنَهُمَا إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، وَهُوَ أَمِيرٌ عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَضَى مَرْوَانُ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ بِالْيَمِينِ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَحْلِفُ لَهُ مَكَانِي، قَالَ فَقَالَ مَرْوَانُ لَا وَاللَّهِ إِلَّا عِنْدَ مَقَاطِعِ الْحُقُوقِ، قَالَ فَجَعَلَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَحْلِفُ أَنَّ حَقَّهُ لَحَقٌّ، وَيَأْبَى أَنْ يَحْلِفَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ فَجَعَلَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ يَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ.

قَالَ مَالِكٌ لَا أَرَى أَنْ يُحَلَّفَ أَحَدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى أَقَلَّ مِنْ رُبُعِ دِينَارٍ، وَذَلِكَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ.

داؤد بن حصین نے ابوغطفان بن طریف مری کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت زید بن ثابت انصاری اور ابن مطیع کا ایک مکان پر جھگڑا ہوا جو ان میں مشترک تھا اور وہ مقدمے کو مروان بن حکم کے پاس لے گئے جو ان دنوں مدینہ منورہ کے حاکم تھے۔ مروان بن حکم نے فیصلہ کیا کہ حضرت زید بن ثابت منبر پر قسم کھائیں۔ حضرت زید نے فرمایا کہ میں اپنے مکان پر قسم کھاؤں گا۔ مروان نے کہا: خدا کی قسم! ایسا نہ کرو لوگوں کے فیصلے یہیں ہوتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت قسم کھانے کے لیے تیار تھے لیکن منبر پر قسم کھانے سے انکار کرتے رہے اور مروان بن حکم کو اس پر حیرانی تھی۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو منبر پر قسم کھائے تو کم از کم چوتھائی دینار دے جو تین درہم کے برابر ہے۔

١٠- بَابُ مَا لَا يَجُوزُ مِنْ غَلَقِ الرَّهْنِ

مرہونہ کا روکنا جائز نہیں ہے

٦٠٢- قَالَ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَغْلَقُ الرَّهْنُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رہن کو روکا نہ جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ فِيمَا نُرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنْ يَرْهَنَ الرَّجُلُ الرَّهْنَ عِنْدَ الرَّجُلِ بِالشَّيْءِ، وَفِي الرَّهْنِ فَضْلٌ عَمَّا رُهِنَ بِهِ فَيَقُولُ الرَّاهِنُ لِلْمُرْتَهِنِ إِنْ جِئْتُكَ بِحَقِّكَ إِلَى أَجَلٍ يُسَمِّيهِ لَهُ، وَإِلَّا فَالرَّهْنُ لَكَ بِمَا رُهِنَ فِيهِ.

قَالَ فَهٰذَا لَا يَصْلُحُ، وَلَا يَحِلُّ، وَهٰذَا الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ وَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهُ بِالَّذِي رَهَنَ بِهِ بَعْدَ الْأَجَلِ فَهُوَ لَهُ، وَأَرَى هٰذَا الشَّرْطَ مُنْفَسِخًا.

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ میرا تو یہ خیال ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جب کوئی آدمی کسی کے پاس کوئی چیز رہن رکھے اور رہن رکھتے ہوئے مرہونہ پر اضافہ کرتے ہوئے کہے کہ اگر میں اتنی مدت میں اپنی چیز چھڑا لوں تو میری ورنہ جتنے میں رہن رکھی ہے اتنے میں تمہاری ہو جائے گی۔

فرمایا کہ یہ درست اور حلال نہیں ہے اور اس سے منع فرمایا گیا ہے۔ اگر رہن رکھنے والا مدت ختم ہونے کے بعد بھی آئے تو لے سکتا ہے اور مذکورہ شرط فسخ ہو جائے گی۔

۱۱ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي رَهْنِ الثَّمَرِ وَالْحَيَوَانِ

پھلوں اور جانوروں کو رہن رکھنا

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنْ رَهَنَ حَائِطًا لَهُ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى، فَيَكُونُ ثَمَرُ ذٰلِكَ الْحَائِطِ قَبْلَ ذٰلِكَ الْأَجَلِ، إِنَّ الثَّمَرَ لَيْسَ بِرَهْنٍ مَعَ الْأَصْلِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ اشْتَرَطَ ذٰلِكَ الْمُرْتَهِنُ فِي رَهْنِهِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ إِذَا ارْتَهَنَ جَارِيَةً وَهِيَ حَامِلٌ، أَوْ حَمَلَتْ بَعْدَ ارْتِهَانِهِ إِيَّاهَا إِنَّ وَلَدَهَا مَعَهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے مدت مقرر کر کے اپنے باغ کو رہن رکھا۔ باغ کے پھل جو رہن رکھنے سے پہلے نکل آئے تھے وہ اصل کے ساتھ شمار نہیں ہوں گے مگر یہ کہ مرتہن نے ان کی شرط کر لی ہو۔ اگر کسی نے لونڈی رہن رکھی اور وہ حاملہ تھی یا رہن رکھنے کے بعد حاملہ ہو گئی تو اس کا بچہ ساتھ شمار ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَفُرِّقَ بَيْنَ الثَّمَرِ وَبَيْنَ وَلَدِ الْجَارِيَةِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ بَاعَ نَخْلًا قَدْ أُبِّرَتْ فَثَمَرُهَا لِلْبَائِعِ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُبْتَاعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ پھلوں اور لونڈی کے بچے کے درمیان فرق ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کھجور کے درخت بیچے تو پھل بائع کو ملیں گے مگر یہ کہ خریدار ان کی شرط کر لے۔

قَالَ وَالْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ بَاعَ وَلِيدَةً، أَوْ شَيْئًا مِنَ الْحَيَوَانِ وَفِي بَطْنِهَا جَنِينٌ، أَنَّ ذٰلِكَ الْجَنِينَ لِلْمُشْتَرِي اشْتَرَطَهُ الْمُشْتَرِي، أَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ، فَلَيْسَتِ النَّخْلُ مِثْلَ الْحَيَوَانِ، وَلَيْسَ الثَّمَرُ مِثْلَ الْجَنِينِ فِي بَطْنِ أُمِّهِ.

فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے لونڈی بیچی یا کوئی حیوان جس کے پیٹ میں بچہ ہے تو وہ بچہ مشتری کا ہو گا خواہ مشتری نے اس کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو لیکن کھجور کے درخت حیوان کی طرح نہیں ہیں اور نہ پھل پیٹ کے بچے کی طرح ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ أَنْ يَرْهَنَ الرَّجُلُ ثَمَرَ النَّخْلِ، وَلَا يَرْهَنُ النَّخْلَ، وَلَيْسَ يَرْهَنُ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ جَنِينًا فِي بَطْنِ أُمِّهِ مِنَ الرَّقِيقِ، وَلَا مِنَ الدَّوَابِّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی مثال ہے کہ لوگ کھجور کے پھل رہن رکھ دیتے ہیں اور درختوں کو رہن نہیں رکھتے، لیکن کوئی آدمی پیٹ کے بچے کو رہن نہیں رکھتا جو لونڈی یا جانور کے پیٹ میں ہو۔

۱۲ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ

جانور کو گروی رکھنے

مِنَ الْحَيَوَانِ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا فِي الرَّهْنِ أَنَّ مَا كَانَ مِنْ أَمْرٍ يُعْرَفُ هَلَاكُهُ مِنْ أَرْضٍ أَوْ دَارٍ أَوْ حَيَوَانٍ فَهَلَكَ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ وَعُلِمَ هَلَاكُهُ فَهُوَ مِنَ الرَّاهِنِ وَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ مِنْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ شَيْئًا وَمَا كَانَ مِنْ رَهْنٍ يَهْلِكُ فِي يَدِ الْمُرْتَهِنِ فَلَا يُعْلَمُ هَلَاكُهُ إِلَّا بِقَوْلِهِ فَهُوَ مِنَ الْمُرْتَهِنِ وَهُوَ لِقِيمَتِهِ ضَامِنٌ يُقَالُ لَهُ صِفْهُ فَإِذَا وَصَفَهُ أُحْلِفَ عَلٰى صِفَتِهِ وَتَسْمِيَةِ مَالِهِ فِيهِ ثُمَّ يُقَوِّمُهُ أَهْلُ الْبَصَرِ بِذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ فِيهِ فَضْلٌ عَمَّا سَمَّى فِيهِ الْمُرْتَهِنُ أَخَذَهُ الرَّاهِنُ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِمَّا سَمّٰى أُحْلِفَ الرَّاهِنُ عَلٰى مَا سَمَّى الْمُرْتَهِنُ وَبَطَلَ عَنْهُ الْفَضْلُ الَّذِي سَمَّى الْمُرْتَهِنُ فَوْقَ قِيمَةِ الرَّهْنِ وَإِنْ أَبَى الرَّاهِنُ أَنْ يَحْلِفَ أُعْطِيَ الْمُرْتَهِنُ مَا فَضَلَ بَعْدَ قِيمَةِ الرَّهْنِ فَإِنْ قَالَ الْمُرْتَهِنُ لَا عِلْمَ لِي بِقِيمَةِ الرَّهْنِ حُلِّفَ الرَّاهِنُ عَلٰى صِفَةِ الرَّهْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ لَهُ إِذَا جَاءَ بِالْأَمْرِ الَّذِي لَا يُسْتَنْكَرُ

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ إِذَا قَبَضَ الْمُرْتَهِنُ الرَّهْنَ وَلَمْ يَضَعْهُ عَلٰى يَدَيْ غَيْرِهِ

۱۳ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي الرَّهْنِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الرَّجُلَيْنِ يَكُونُ لَهُمَا رَهْنٌ بَيْنَهُمَا فَيَقُومُ أَحَدُهُمَا بِبَيْعِ رَهْنِهِ وَقَدْ كَانَ الْآخَرُ أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ سَنَةً قَالَ إِنْ كَانَ يَقْدِرُ عَلٰى أَنْ يُقْسَمَ الرَّهْنُ وَلَا يَنْقُصَ حَقُّ الَّذِي أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ بِيعَ لَهُ نِصْفُ الرَّهْنِ الَّذِي كَانَ بَيْنَهُمَا فَأُوفِيَ حَقَّهُ وَإِنْ خِيفَ أَنْ يَنْقُصَ حَقُّهُ بِيعَ الرَّهْنُ كُلُّهُ فَأُعْطِيَ الَّذِي قَامَ بِبَيْعِ رَهْنِهِ حَقَّهُ مِنْ ذٰلِكَ فَإِنْ طَابَتْ نَفْسُ الَّذِي أَنْظَرَهُ بِحَقِّهِ أَنْ يَدْفَعَ نِصْفَ الثَّمَنِ

کا بیان

یحیٰی کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ رہن کے اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس زمین' گھر یا حیوان کا ایک ہونا مرتہن کے ہاتھ میں عام معلوم ہو تو وہ رہن رکھنے والے کا نقصان ہے مرتہن کا اس سے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور مرتہن کے ہاتھ میں جو ایسی چیز ہلاک ہوئی ہو جس کا ہلاک ہونا اس کے کہنے سے معلوم ہو تو اس کی قیمت کا وہ ضامن ہے' اس سے کہا جائے گا کہ اس کے اوصاف بیان کرے۔ وہ اوصاف بیان کر کے ان اوصاف پر قسم کھائے گا اور جو اس پر مال لیا ہے۔ پھر اہلِ نظر حضرات اس کی قیمت لگائیں گے۔ اگر وہ اس سے زیادہ ہے جو مرتہن نے بتائی تو اسے راہن لے گا اور اگر وہ بتائی ہوئی قیمت سے کم ہے تو مرتہن کی بتائی ہوئی پر راہن سے قسم لی جائے گی اور وہ اضافہ باطل ہو جائے گا جو مرتہن نے بتایا یعنی رہن کی قیمت سے زیادہ اور اگر راہن قسم کھانے سے انکار کرے تو رہن کی قیمت سے زائد جو ہے وہ مرتہن کو دے دیا جائے گا اگر مرتہن کہے کہ مجھے باقی رہن کا علم نہیں تو راہن سے رہن کے اوصاف پر قسم لی جائے گی اور یہ اس کا ہوگا جب کہ وہ غلط بیانی نہ کرے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ مرتہن نے رہن پر قبضہ کر لیا ہو اور دوسرے کے ہاتھ میں نہ دی ہو۔

دو آدمیوں کے پاس رہن رکھنے کا بیان

یحیٰی نے امام مالک کو ان دو آدمیوں کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جن کے پاس کوئی چیز رہن ہو۔ ایک ان میں سے مرہونہ کو بیچنا چاہے اور دوسرا راہن کو مہلت دے۔ فرمایا کہ اگر وہ رہن کی تقسیم کرنے پر قادر ہے کہ ڈھیل دینے والے کے حق میں کمی نہ آئے تو مشترکہ سے نصف حصے کو فروخت کر دے اور دوسرے کا حق ادا کر دے۔ اگر یہ ڈر ہو کہ ساری رہن کو بیچنے سے اس کے حق میں کمی آ جائے گی تو جو بیچنا چاہتا ہے اس کا حق ادا کر دے اور ڈھیل دینے والا دلی خوشی سے اپنی نصف قیمت کو راہن کے حوالے کر

إِلَى الرَّاهِنِ، وَإِلَّا حُلِفَ الْمُرْتَهِنُ أَنَّهُ مَا أَنْظَرَهُ إِلَّا لِيُوَقِّفَ لِي رَهْنِي عَلَى هَيْئَتِهِ، ثُمَّ أُعْطِيَ حَقَّهُ عَاجِلًا.

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْعَبْدِ يَرْهَنُهُ سَيِّدُهُ وَلِلْعَبْدِ مَالٌ إِنَّ مَالَ الْعَبْدِ لَيْسَ بِرَهْنٍ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَهُ الْمُرْتَهِنُ.

١٤- بَابُ الْقَضَاءِ فِي جَامِعِ الرُّهُونِ

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنِ ارْتَهَنَ مَتَاعًا، فَهَلَكَ الْمَتَاعُ عِنْدَ الْمُرْتَهِنِ، وَأَقَرَّ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ بِتَسْمِيَةِ الْحَقِّ، وَاجْتَمَعَا عَلَى التَّسْمِيَةِ وَتَدَاعَيَا فِي الرَّهْنِ، فَقَالَ الرَّاهِنُ قِيمَتُهُ عِشْرُونَ دِينَارًا، وَقَالَ الْمُرْتَهِنُ قِيمَتُهُ عَشَرَةُ دَنَانِيرَ، وَالْحَقُّ الَّذِي لِلرَّجُلِ فِيهِ عِشْرُونَ دِينَارًا. قَالَ مَالِكٌ يُقَالُ لِلَّذِي بِيَدِهِ الرَّهْنُ صِفْهُ، فَإِذَا وَصَفَهُ أُحْلِفَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَقَامَ تِلْكَ الصِّفَةَ أَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِهَا، فَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَكْثَرَ مِمَّا رُهِنَ بِهِ قِيلَ لِلْمُرْتَهِنِ ارْدُدْ إِلَى الرَّاهِنِ بَقِيَّةَ حَقِّهِ، وَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَقَلَّ مِمَّا رُهِنَ بِهِ أَخَذَ الْمُرْتَهِنُ بَقِيَّةَ حَقِّهِ مِنَ الرَّاهِنِ، وَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ بِقَدْرِ حَقِّهِ فَالرَّهْنُ بِمَا فِيهِ.

قَالَ يَحْيَى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلَيْنِ يَخْتَلِفَانِ فِي الرَّهْنِ يَرْهَنُهُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَيَقُولُ الرَّاهِنُ أَرْهَنْتُكَهُ بِعَشَرَةِ دَنَانِيرَ، وَيَقُولُ الْمُرْتَهِنُ ارْتَهَنْتُهُ مِنْكَ بِعِشْرِينَ دِينَارًا، وَالرَّهْنُ ظَاهِرٌ بِيَدِ الْمُرْتَهِنِ، قَالَ يُحَلَّفُ الْمُرْتَهِنُ حِينَ يُحِيطُ بِقِيمَةِ الرَّهْنِ، فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ لَا زِيَادَةَ فِيهِ وَلَا نُقْصَانَ عَمَّا حُلِفَ أَنَّ لَهُ فِيهِ أَخَذَهُ الْمُرْتَهِنُ بِحَقِّهِ، وَكَانَ أَوْلَى بِالتَّبْدِئَةِ بِالْيَمِينِ لِقَبْضِهِ الرَّهْنَ وَحِيَازَتِهِ إِيَّاهُ، إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّ الرَّهْنِ أَنْ يُعْطِيَهُ حَقَّهُ الَّذِي حُلِفَ عَلَيْهِ، وَيَأْخُذُ رَهْنَهُ.

قَالَ وَإِنْ كَانَ الرَّهْنُ أَقَلَّ مِنَ الْعِشْرِينَ الَّتِي سُمِّيَ أُحْلِفَ الْمُرْتَهِنُ عَلَى الْعِشْرِينَ الَّتِي سُمِّيَ، ثُمَّ

دے ورنہ یہ مرتہن قسم کھائے کہ میں نے اس لیے ڈھیل دی تھی کہ میری رہن اپنی حالت پر رہے تو اس کا حق فوراً ادا کیا جائے گا۔

فرمایا کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس غلام کو اس کے آقا نے رہن رکھ دیا ہو اور غلام کا مال ہو تو غلام کا مال رہن نہیں ہے مگر یہ کہ مرتہن نے شرط کر لی ہو۔

رہن کے متعلق دیگر احکام

یحییٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے سامان رہن رکھا اور وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا۔ راہن اور مرتہن اس چیز کی مقدار یا گنتی پر متفق ہیں لیکن قیمت میں اختلاف ہے۔ راہن کہتا ہے کہ اس کی قیمت بیس دینار ہے اور مرتہن اس کی قیمت دس دینار بتاتا ہے اور حق اس کا بیس دینار ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ مرتہن سے اس کے اوصاف بیان کرنے کو کہا جائے گا۔ جب وہ اوصاف بیان کر دے تو ان پر قسم لی جائے گی۔ پھر ان اوصاف پر اہل نظر سے قیمت لگوائی جائے گی۔ اگر قیمت اس سے زیادہ ہے جتنے میں رہن رکھی تو مرتہن سے کہا جائے گا کہ باقی قیمت راہن کو ادا کرو اور اگر قیمت اس سے کم ہے جتنے میں رہن رکھی تو مرتہن باقی حق راہن سے لے گا اور اگر قیمت اسی حق کے برابر ہے تو رہن اپنی حالت پر رہے گی۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جن دو آدمیوں کا رہن میں اختلاف ہو ان کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ ایک دوسرے کو جھوٹا کرے کہ راہن کہے: میں نے دس دینار لیے ہیں اور مرتہن کہے کہ میں نے بیس دینار دیئے ہیں اور رہن مرتہن کے ہاتھ میں ہے۔ فرمایا کہ مرتہن سے مرہونہ کی قیمت کا حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ اتنی ہو جس میں نہ نفع ہو نہ نقصان تو مرتہن اپنا حق وصول کرے گا کہ قیمت لے یا چیز کو اپنے پاس رکھے مگر یہ کہ راہن اس کا حق دینا چاہے جس پر قسم کھائی ہے اور مرہونہ کو واپس لے۔

فرمایا کہ اگر مرہونہ کی قیمت بتائے ہوئے بیس دینار سے کم ہو تو مرتہن سے بیس دینار پر قسم لی جائے گی۔ پھر راہن سے کہا

يُقَالُ لِلرَّاهِنِ اِمَّا اَنْ تُعْطِيَهُ الَّذِي حَلَفَ عَلَيْهِ وَتَاْخُذَ رَهْنَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَحْلِفَ عَلَى الَّذِي قُلْتَ اَنَّكَ رَهَنْتَهُ بِهِ، وَيَبْطُلُ عَنْكَ مَا زَادَ الْمُرْتَهِنُ عَلٰى قِيْمَةِ الرَّهْنِ، فَاِنْ حَلَفَ الرَّاهِنُ بَطَلَ ذٰلِكَ عَنْهُ، وَاِنْ لَّمْ يَحْلِفْ لَزِمَهُ غُرْمُ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ الْمُرْتَهِنُ.

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ هَلَكَ الرَّهْنُ وَتَنَاكَرَا الْحَقَّ، فَقَالَ الَّذِي لَهُ الْحَقُّ كَانَتْ لِيْ فِيْهِ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا، وَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ لَمْ يَكُنْ لَكَ فِيْهِ اِلَّا عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ، وَقَالَ الَّذِي لَهُ الْحَقُّ قِيْمَةُ الرَّهْنِ عَشَرَةُ دَنَانِيْرَ، وَقَالَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ قِيْمَتُهُ عِشْرُوْنَ دِيْنَارًا، قِيْلَ لِلَّذِي لَهُ الْحَقُّ صِفْهُ، فَاِذَا وَصَفَهُ اُحْلِفَ عَلٰى صِفَتِهِ، ثُمَّ اَقَامَ تِلْكَ الصِّفَةَ اَهْلُ الْمَعْرِفَةِ بِهَا، فَاِنْ كَانَتْ قِيْمَةُ الرَّهْنِ اَكْثَرَ مِمَّا ادَّعٰى فِيْهِ الْمُرْتَهِنُ اُحْلِفَ عَلٰى مَا ادَّعٰى، ثُمَّ يُعْطَى الرَّاهِنُ مَا فَضَلَ مِنْ قِيْمَةِ الرَّهْنِ، وَاِنْ كَانَتْ قِيْمَتُهُ اَقَلَّ مِمَّا يَدَّعِيْ فِيْهِ الْمُرْتَهِنُ اُحْلِفَ عَلَى الَّذِيْ زَعَمَ اَنَّهُ لَهُ فِيْهِ، ثُمَّ قَاصَّهُ بِمَا بَلَغَ الرَّهْنُ، ثُمَّ اُحْلِفَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ عَلَى الْفَضْلِ الَّذِيْ بَقِيَ لِلْمُدَّعِيْ عَلَيْهِ بَعْدَ مَبْلَغِ ثَمَنِ الرَّهْنِ، وَذٰلِكَ اَنَّ الَّذِيْ بِيَدِهِ الرَّهْنُ صَارَ مُدَّعِيًا عَلَى الرَّاهِنِ، فَاِنْ حَلَفَ بَطَلَ عَنْهُ بَقِيَّةُ مَا حَلَفَ عَلَيْهِ الْمُرْتَهِنُ مِمَّا ادَّعٰى فَوْقَ قِيْمَةِ الرَّهْنِ، وَاِنْ نَكَلَ لَزِمَهُ مَا بَقِيَ مِنْ حَقِّ الْمُرْتَهِنِ بَعْدَ قِيْمَةِ الرَّهْنِ.

جائے گا کہ وہ قیمت ادا کر دو جس پر قسم لی گئی ہے یا اپنی چیز واپس کر لو یا حلف اٹھاؤ کہ میں نے اتنے پر رہن دی ہے تا کہ مرتہن رہن کی جو زیادہ قیمت بتاتا ہے وہ باطل ہو جائے۔ اگر راہن قسم کھا جائے تو مرتہن کا دعویٰ باطل اور اگر قسم نہ کھائے تو مرتہن کی بتائی ہوئی قیمت اس پر لازم ہو جاتی ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ رہن رکھی ہوئی چیز تلف ہو گئی اور قیمت میں اختلاف ہو گیا۔ مرتہن کہتا ہے کہ میں نے بیس دینار میں رکھی اور راہن کہتا ہے کہ دس دینار میں۔ مرتہن بتاتا ہے کہ اس کی قیمت دس دینار تھی اور راہن بیس دینار کہتا ہے۔ مرتہن سے کہا جائے گا کہ اس کے اوصاف بیان کرو اور ان اوصاف پر قسم لی جائے گی پھر ان اوصاف پر اہل نظر سے قیمت لگوائی جائے گی اگر یہ قیمت مرتہن کی بتائی ہوئی قیمت سے زیادہ ہوئی تو اس دعوے پر قسم لی جائے گی اور قیمت سے جو زیادہ ہو گا وہ راہن دے گا اور اگر قیمت اس سے کم ہوئی جو مرتہن نے بتائی تو کمی پر راہن سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھا جائے تو مرتہن راہن سے کچھ نہیں لے گا اور اگر قسم نہ کھائے تو رہن کی قیمت سے زائد جو ہے وہ مرتہن کا حق ہو گا۔ جب کہ زائد قیمت پر وہ قسم کھائے اور یہ اس لیے ہے کہ رہن جس کے قبضے میں ہے وہ راہن پر مدعی ہے۔ اگر یہ قسم کھا جائے تو وہ اس پر لازم نہیں آئے گا جس کی مرتہن نے قسم کھائی اور رہن کی قیمت سے زیادہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اگر قسم سے انکار کیا تو راہن کی قیمت کے بعد مرتہن کا حق اس پر لازم آیا۔

۱۵ - بَابُ الْقَضَاءِ فِي كِرَاءِ الدَّابَّةِ وَالتَّعَدِّيْ بِهَا

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَسْتَكْرِي الدَّابَّةَ اِلَى الْمَكَانِ الْمُسَمّٰى، ثُمَّ يَتَعَدّٰى ذٰلِكَ الْمَكَانَ، وَيَتَقَدَّمُ اَنَّ رَبَّ الدَّابَّةِ يُخَيَّرُ، فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَاْخُذَ كِرَاءَ دَابَّتِهِ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ تُعُدِّيَ بِهَا اِلَيْهِ اُعْطِيَ ذٰلِكَ وَيَقْبِضُ دَابَّتَهُ، وَلَهُ الْكِرَاءُ الْاَوَّلُ، وَاِنْ اَحَبَّ رَبُّ الدَّابَّةِ فَلَهُ قِيْمَةُ دَابَّتِهِ

جانور کو کرائے پر لے کر زیادتی کرنا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسی نے ایک جانور مقررہ مقام تک کرائے پر لیا۔ پھر زیادتی کر کے آگے لے گیا، جانور والے کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو جہاں تک وہ لے گیا اس کا کرایہ ادا کرے اور یہ اپنے جانور پر قبضہ کر لے اور اگر جانور والا چاہے تو اپنے جانور کی قیمت وصول کرے جس کو کرائے پر مقررہ جگہ سے آگے لے گیا اور پہلا کرایہ بھی جب کہ ایک طرف

مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي تَعَدَّى مِنْهُ الْمُسْتَكْرِي، وَلَهُ الْكِرَاءُ الْأَوَّلُ إِنْ كَانَ اسْتَكْرَى الدَّابَّةَ الْبَدَاءَةَ، فَإِنْ كَانَ اسْتَكْرَاهَا ذَاهِبًا وَرَاجِعًا، ثُمَّ تَعَدَّى حِينَ بَلَغَ الْبَلَدَ الَّذِي اسْتَكْرَى إِلَيْهِ، فَإِنَّمَا لِرَبِّ الدَّابَّةِ نِصْفُ الْكِرَاءِ الْأَوَّلِ، وَذَلِكَ أَنَّ الْكِرَاءَ نِصْفُهُ فِي الْبَدَاءَةِ وَنِصْفُهُ فِي الرَّجْعَةِ، فَتَعَدَّى الْمُتَعَدِّي بِالدَّابَّةِ، وَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ إِلَّا نِصْفُ الْكِرَاءِ الْأَوَّلِ، وَلَوْ أَنَّ الدَّابَّةَ هَلَكَتْ حِينَ بَلَغَ بِهَا الْبَلَدَ الَّذِي اسْتَكْرَى إِلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَى الْمُسْتَكْرِي ضَمَانٌ، وَلَمْ يَكُنْ لِلْمُكْرِي إِلَّا نِصْفُ الْكِرَاءِ.

کا کرایہ ٹھہرا ہو۔ اگر کرایہ جانے اور آنے کا مقرر ہوا تھا۔ پھر زیادتی کر کے آگے لے گیا تو جانور والے کو پہلے کرائے کا نصف ملے گا کیونکہ آدھا کرایہ جانے کا تھا اور آدھا آنے کا اور اس پر پہلے کرائے کا نصف ہی واجب ہے اور اگر جانور وہاں جا کر ہلاک ہوگیا جہاں تک کے لیے کرائے پر لیا تھا تو کرائے پر لینے والے پر تاوان نہیں پڑے گا اور وہ نصف کرایہ ہی ادا کرے گا۔

قَالَ: وَعَلَى ذَلِكَ أَمْرُ أَهْلِ التَّعَدِّي وَالْخِلَافِ لِمَا أَخَذُوا الدَّابَّةَ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ زیادتی اور خلاف ورزی کرنے والوں کا یہی حکم ہے کیونکہ وہ جانور اسی لیے لیتے ہیں۔

قَالَ: وَكَذَلِكَ أَيْضًا مَنْ أَخَذَ مَالًا قِرَاضًا مِنْ صَاحِبِهِ، فَقَالَ لَهُ رَبُّ الْمَالِ: لَا تَشْتَرِ بِهِ حَيَوَانًا، وَلَا سِلَعًا كَذَا وَكَذَا، لِسِلَعٍ يُسَمِّيهَا، وَيَنْهَاهُ عَنْهَا، وَيَكْرَهُ أَنْ يَضَعَ مَالَهُ فِيهَا، فَيَشْتَرِي الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ الَّذِي نُهِيَ عَنْهُ، يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يَضْمَنَ الْمَالَ، وَيَذْهَبَ بِرِبْحِ صَاحِبِهِ، فَإِذَا صَنَعَ ذَلِكَ فَرَبُّ الْمَالِ بِالْخِيَارِ، إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ مَعَهُ فِي السِّلْعَةِ عَلَى مَا شَرَطَا بَيْنَهُمَا مِنَ الرِّبْحِ فَعَلَ، وَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ رَأْسُ مَالِهِ ضَامِنًا عَلَى الَّذِي أَخَذَ الْمَالَ وَتَعَدَّى.

فرمایا کہ اسی طرح جس نے اپنے ساتھی سے مضاربت پر مال لیا۔ رب المال نے اس سے کہا کہ اس سے جانور اور فلاں فلاں چیزیں نہ خریدنا اور مال کو ان میں ضائع کرنا ناپسند کیا۔ پس وہ اسی مال کو خریدے جس سے منع کیا گیا تھا اور ارادہ یہ ہو کہ مال کا تاوان دے کر ساتھی کا منافع ہڑپ کر جاؤں گا۔ دریں حالات مال والے کو اختیار ہے کہ چاہے تو جس منافع پر اس کے ساتھ مضاربت کی ہے اسے قائم رکھے اور چاہے اپنا راس المال واپس کر لے کہ اس نے مال لے کر زیادتی کی ہے۔

قَالَ: وَكَذَلِكَ أَيْضًا الرَّجُلُ الَّذِي يُبْضِعُ مَعَهُ الرَّجُلُ بِضَاعَةً، فَيَأْمُرُهُ صَاحِبُ الْمَالِ أَنْ يَشْتَرِيَ لَهُ سِلْعَةً بِاسْمِهَا فَيُخَالِفُ فَيَشْتَرِي بِبِضَاعَتِهِ غَيْرَ مَا أَمَرَهُ بِهِ وَيَتَعَدَّى ذَلِكَ، فَإِنَّ صَاحِبَ الْبِضَاعَةِ عَلَيْهِ بِالْخِيَارِ إِنْ أَحَبَّ أَنْ يَأْخُذَ مَا اشْتَرَى بِمَالِهِ أَخَذَهُ، وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَكُونَ الْمُبْضِعُ مَعَهُ ضَامِنًا لِرَأْسِ مَالِهِ فَذَلِكَ لَهُ.

فرمایا کہ یہ بھی مثال ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ دوسرے نے بضاعہ کیا اور مال والے نے اسے حکم دیا کہ فلاں فلاں چیزیں میرے لیے خرید لینا۔ مشتری ان کے علاوہ دوسری چیز خرید لیتا ہے اور زیادتی کرتا ہے تو مال والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جو کچھ خریدا ہے اسے وصول کر لے اور چاہے تو اپنے راس المال پر ضمان لے جس کا اسے حق ہے۔

۱۶- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُسْتَكْرَهَةِ مِنَ النِّسَاءِ

عورت سے جبراً جماع کرنے کا بیان

[۷۹۳] اَثَرٌ - حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عَبْدَ الْمَلِکِ بْنَ مَرْوَانَ قَضٰی فِی امْرَاَۃٍ اُصِیْبَتْ مُسْتَکْرَھَۃً بِصَدَاقِھَا عَلٰی مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ بِھَا.

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِی الرَّجُلِ یَغْتَصِبُ الْمَرْاَۃَ بِکْرًا کَانَتْ، اَوْ ثَیِّبًا، اَنَّھَا اِنْ کَانَتْ حُرَّۃً فَعَلَیْہِ صَدَاقُ مِثْلِھَا، وَاِنْ کَانَتْ اَمَۃً فَعَلَیْہِ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِھَا، وَالْعُقُوْبَۃُ فِیْ ذٰلِکَ عَلَی الْمُغْتَصِبِ، وَلَا عُقُوْبَۃَ عَلَی الْمُغْتَصَبَۃِ فِیْ ذٰلِکَ کُلِّہٖ، وَاِنْ کَانَ الْمُغْتَصِبُ عَبْدًا فَذٰلِکَ عَلٰی سَیِّدِہٖ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اَنْ یُّسَلِّمَہٗ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان نے اس عورت کے متعلق فیصلہ کیا جس سے جبراً جماع کیا گیا تھا کہ ایسا کرنے والا عورت کو مہر دے۔

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ عورت کو غصب کرنے والے کے متعلق ہمارے نزدیک حکم ہے کہ عورت کنواری ہو یا شوہر دیدہ۔ اگر عورت آزاد ہے تو مہر مثل دینا ہوگا اور اگر لونڈی ہے تو جتنی قیمت گھٹ گئی وہ دینی پڑے گی۔ غصب کرنے والے کو سزا بھی ملے گی جب کہ اس کے لیے کوئی سزا نہیں جس کو غصب کیا گیا۔ اگر غصب کرنے والا غلام ہو تو تاوان اس کے آقا پر پڑے گا مگر یہ کہ غلام کو سپرد کر دے۔

۱۷ - بَابُ الْقَضَاءِ فِی اسْتِھْلَاکِ الْحَیَوَانِ وَالطَّعَامِ وَغَیْرِہٖ

کسی کے جانور یا غلے کو تلف کرنے کا حکم

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِیْمَنِ اسْتَھْلَکَ شَیْئًا مِنَ الْحَیَوَانِ بِغَیْرِ اِذْنِ صَاحِبِہٖ اَنَّ عَلَیْہِ قِیْمَتَہٗ یَوْمَ اسْتَھْلَکَہٗ لَیْسَ عَلَیْہِ اَنْ یُّؤْخَذَ بِمِثْلِہٖ مِنَ الْحَیَوَانِ، وَلَا یَکُوْنُ لَہٗ اَنْ یُّعْطِیَ صَاحِبَہٗ فِیْمَا اسْتَھْلَکَ شَیْئًا مِنَ الْحَیَوَانِ، وَلٰکِنْ عَلَیْہِ قِیْمَتُہٗ یَوْمَ اسْتَھْلَکَہٗ الْقِیْمَۃُ اَعْدَلُ ذٰلِکَ فِیْمَا بَیْنَھُمَا فِی الْحَیَوَانِ وَالْعُرُوْضِ.

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِیْمَنِ اسْتَھْلَکَ شَیْئًا مِنَ الطَّعَامِ بِغَیْرِ اِذْنِ صَاحِبِہٖ، فَاِنَّمَا یَرُدُّ عَلٰی صَاحِبِہٖ مِثْلَ طَعَامِہٖ بِمَکِیْلَتِہٖ مِنْ صِنْفِہٖ، وَاِنَّمَا الطَّعَامُ بِمَنْزِلَۃِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ، اِنَّمَا یَرُدُّ مِنَ الذَّھَبِ الذَّھَبَ، وَمِنَ الْفِضَّۃِ الْفِضَّۃَ، وَلَیْسَ الْحَیَوَانُ بِمَنْزِلَۃِ الذَّھَبِ فِیْ ذٰلِکَ فَرْقٌ بَیْنَ ذٰلِکَ السُّنَّۃُ، وَالْعَمَلُ الْمَعْمُوْلُ بِہٖ.

قَالَ یَحْیٰی وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ اِذَا اسْتُوْدِعَ الرَّجُلُ مَالًا فَابْتَاعَ بِہٖ لِنَفْسِہٖ وَرَبِحَ فِیْہِ، فَاِنَّ ذٰلِکَ الرِّبْحَ لَہٗ، لِاَنَّہٗ ضَامِنٌ لِلْمَالِ. حَتّٰی یُؤَدِّیَہٗ اِلٰی صَاحِبِہٖ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس جانور کو اس کے مالک کی اجازت کے بغیر ہلاک کر دیا جائے تو اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اس پر یوم ہلاکت کی قیمت پڑے گی اور اس جیسا جانور اس سے نہیں لیا جائے گا اور نہ اسے یہ حق کہ اس کے بدلے مالک کو کوئی اور جانور دے بلکہ اس پر روز ہلاکت کی قیمت ہے۔ اس جانور یا سامان کی دونوں انصاف سے قیمت لگا لیں۔

نیز امام مالک کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ جس سے مالک کی اجازت کے بغیر اناج تلف ہو جائے تو مالک کو اسی جیسا اناج واپس کر دیا جائے گا جو اس کی ملک میں ہو اور اناج یہاں سونے چاندی کی جگہ ہے۔ سونے کے بدلے سونا اور چاندی کے بدلے چاندی لوٹائی جاتی ہے لیکن حیوان یہاں سونے کی جگہ نہیں ہیں سنت اور مسلمانوں کے عمل نے ان میں فرق رکھا ہے۔

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک آدمی کو مال سپرد کیا گیا اس نے اپنے لیے سامان خریدا اور نفع کمایا تو وہ منافع اسی کا ہے کیونکہ وہ مال کا ضامن ہے جب تک مالک کو واپس نہ کر دے۔

۱۸ - بَابُ الْقَضَاءِ فِیْمَنِ ارْتَدَّ

اسلام سے پھر جانے والے

عَنِ الْاِسْلَامِ

۶۰۳- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ.

وَمَعْنٰى قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْمَا نُرٰى ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ، مَنْ غَيَّرَ دِيْنَهٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَهٗ اَنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلٰى غَيْرِهٖ مِثْلُ الزَّنَادِقَةِ وَاَشْبَاهِهِمْ ، فَاِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا ظُهِرَ عَلَيْهِمْ قُتِلُوْا ، وَلَمْ يُسْتَتَابُوْا ، لِاَنَّهٗ لَا تُعْرَفُ تَوْبَتُهُمْ ، وَاَنَّهُمْ كَانُوْا يُسِرُّوْنَ الْكُفْرَ ، وَيُعْلِنُوْنَ الْاِسْلَامَ ، فَلَا اَرٰى اَنْ يُسْتَتَابَ هٰٓؤُلَاءِ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ قَوْلُهُمْ وَاَمَّا مَنْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلٰى غَيْرِهٖ وَاَظْهَرَ ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ يُسْتَتَابُ ، فَاِنْ تَابَ وَاِلَّا قُتِلَ ، وَذٰلِكَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا كَانُوْا عَلٰى ذٰلِكَ رَاَيْتُ اَنْ يُدْعَوْا اِلَى الْاِسْلَامِ ، وَيُسْتَتَابُوْا ، فَاِنْ تَابُوْا قُبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُمْ ، وَاِنْ لَمْ يَتُوْبُوْا قُتِلُوْا ، وَلَمْ يَعْنِ بِذٰلِكَ فِيْمَا نُرٰى ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ، مَنْ خَرَجَ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ اِلَى النَّصْرَانِيَّةِ ، وَلَا مِنَ النَّصْرَانِيَّةِ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ ، وَلَا مَنْ يُغَيِّرُ دِيْنَهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَدْيَانِ كُلِّهَا اِلَّا الْاِسْلَامَ ، فَمَنْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلٰى غَيْرِهٖ ، وَاَظْهَرَ ذٰلِكَ فَذٰلِكَ الَّذِيْ عُنِيَ بِهٖ ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ. صحیح البخاری (۳۰۱۷)

کا حکم

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنا دین تبدیل کرے تو اس کی گردن اڑا دو۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد گرامی کہ جو اپنا دین تبدیل کر لے اس کی گردن اڑا دو کا مطلب میرے خیال میں یہ ہے آگے اللہ بہتر جانے کہ جو اسلام سے کسی اور طرف نکل جائے یعنی زندیق وغیرہ ہو جائے تو قابو پانے پر مسلمان اسے قتل کر دیں اور اس سے توبہ نہ لی جائے کیونکہ اس کی توبہ کا اعتبار نہیں' ایسے لوگ اپنے کفر کو چھپاتے اور اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں ایسے لوگوں سے توبہ کے لیے نہ کہا جائے اور ان کی باتوں کا اعتبار نہ کیا جائے اور جو اسلام سے نکل کر کسی اور دین میں شامل ہوا اور اسے ظاہر کیا تو اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کیا جائے گا۔ اگر کتنے ہی لوگ ایسا کریں تو انہیں اسلام کی طرف بلایا جائے گا اور توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ کر لیں تو ان کی توبہ قبول کی جائے گی اور توبہ نہ کریں تو قتل کیے جائیں گے اور اس سلسلے میں ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ آگے اللہ بہتر جانے جو یہودی سے نصرانی یا نصرانی سے یہودی ہو جائے یا اسلام کے علاوہ دیگر ادیان میں تبدیل ہوتا پھرے یہ الگ بات ہے کیونکہ جو اسلام سے دوسرے دین کی طرف نکلے اور اسے ظاہر کرے تو یہ سزا اس کے لیے ہے' آگے اللہ بہتر جانے۔ ف

ف: دین تبدیل کرنے اور کافر و مرتد ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ کہ آدمی اسلام کو چھوڑ کر ہندو' سکھ' عیسائی' یہودی' پارسی' کیمونسٹ وغیرہ ہو جائے۔ ملت اسلامیہ کو چھوڑ کر کافروں کے کسی بھی گروہ میں شامل ہو جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی شامل تو مسلمانوں میں ہی رہے اور مسلمان ہی کہلائے لیکن کوئی غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لے جو صریح کفریہ ہو اور اس عقیدے کو اسلامی عقیدے پر محمول کرنے کا کوئی ضعیف سے ضعیف پہلو بھی نہ مل سکے اور وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے تو ایسے حالات میں یقیناً اس شخص کو کافر و مرتد قرار دیا جائے گا۔ عام مسلمان اس کے ساتھ کافروں مرتدوں جیسا سلوک کریں گے اور اسلامی حکومت ہو تو اسے قتل کر کے دنیا کو اس کے وجود سے پاک کرے گی۔

ماضی قریب میں جب کہ متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی تو حکومت کی ضرورت کے لیے اس کے اشارہ چشم و ابرو پر کفر و ارتداد کی یہ دوسری راہ ملک کے کتنے ہی اہل علم حضرات نے اختیار کر لی تھی۔ بے خبر مسلمان ان حضرات کو اپنے دینی رہنما' مذہبی پیشوا اور قومی لیڈر سمجھتے رہے اور حق کی علمبرداری کرنے والے علماء کے سمجھانے بجھانے' صورتِ حال بتانے جتانے کے باوجود کتنے ہی لوگ ان کی مولویت و مشیخیت اور لیڈری سے دھوکا کھا کر ان کی پیشوائی کا دم بھرتے ہی رہے' یوں وہ گمراہ ہو کر کفریہ عقائد اختیار کر کے خود

تو جہنم کا ایندھن بنے ہی تھے لیکن ان غیر اسلامی عقائد ونظریات کی تشہیر کر کے اپنے ساتھ اور کتنے ہی مسلمانوں کو لے ڈوبے۔ مدعیان اسلام میں سے جو اس طرح راہ کفر وارتداد اختیار کرتے ہیں وہ مسلمانوں کے لیے کھلے کافروں مرتدوں سے ہزاروں گنا زیادہ مضر اور خطرناک ہیں۔ کھلے کافروں مرتدوں کے بہکانے سے کوئی مسلمان اپنے ایمان کی دولت کو ضائع کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا لیکن ایسے کافروں مرتدوں کی ظاہری مولویت ومشیخیت اور جبہ ودستار کو دیکھ کر کتنے ہی مسلمان ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور یوں بے خبری میں اپنی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے گندم نما جو فروش قسم کے پیشواؤں سے خبردار رہنا چاہیے۔ مدعیان اسلام کے اندر جو اتنے سارے فرقے نظر آ رہے ہیں یہ ایسے ہی حضرات کی کارگزاری کا زندہ ثبوت ہیں جو ظاہر میں علم وفضل کی مسندوں پر براجمان تھے لیکن حقیقت میں شیطان ملعون کے نائب بن کر ملّتِ اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے کمزور کرنے اور حقیقت میں اپنے دشمن دین وایمان ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔

[٧٩٤] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ ' عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَجُلٌ مِنْ قِبَلِ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فَسَاَلَهٗ عَنِ النَّاسِ 'فَاَخْبَرَهٗ 'ثُمَّ قَالَ لَهٗ عُمَرُ هَلْ كَانَ فِيْكُمْ مِنْ مُغَرِّبَةِ خَبَرٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ 'رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ. قَالَ فَمَا فَعَلْتُمْ بِهٖ؟ قَالَ قَرَّبْنَاهُ فَضَرَبْنَا عُنُقَهٗ. فَقَالَ عُمَرُ اَفَلَا حَبَسْتُمُوْهُ ثَلَاثًا ' وَاَطْعَمْتُمُوْهُ كُلَّ يَوْمٍ رَغِيْفًا ' وَاسْتَتَبْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ يَتُوْبُ وَيُرَاجِعُ اَمْرَ اللّٰهِ 'ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَمْ اَحْضُرْ ' وَلَمْ اٰمُرْ ' وَلَمْ اَرْضَ اِذْ بَلَغَنِيْ.

محمد بن عبداللہ بن عبدالقاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف سے ایک آدمی آیا' آپ نے اس سے لوگوں کا حال پوچھا تو اس نے بتا دیا۔ پھر حضرت عمر نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خاص خبر ہے؟ وہ عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ ایک مسلمان کافر ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ عرض کی: ہم نے پکڑ کر اس کی گردن اڑا دی۔ حضرت عمر نے فرمایا: اسے تین دن قید رکھتے' روزانہ ایک روٹی دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ کرتے' شاید وہ توبہ کر کے اللہ کے دین کی طرف لوٹ آتا' پھر حضرت عمر گویا ہوئے: اے اللہ! میں موجود نہ تھا' میں نے یہ حکم نہیں دیا۔ مجھ تک یہ بات پہنچی تو میں راضی نہیں ہوا۔

١٩- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْمَنْ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا

جو اپنی عورت کے ساتھ کسی کو پائے

٦٠٤- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ ' عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ اِنْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِيْ رَجُلًا اَاُمْهِلُهٗ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. صحیح مسلم (٣٧٤١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤں تو کیا اسے مہلت دوں کہ چار گواہ لاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

[٧٩٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ ابْنُ خَيْبَرِيٍّ وَجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا ' فَقَتَلَهٗ ' اَوْ قَتَلَهُمَا مَعًا ' فَاَشْكَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ ایک شامی نے جس کو ابن خیبری کہا جاتا تھا' اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو دیکھ کر اسے قتل کر دیا یا دونوں کو قتل کر دیا۔ حضرت معاویہ کو اس فیصلے میں دقت پیش آئی تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے لیے لکھا کہ یہ

سُفْيَانَ الْقَضَاءَ فِيهِ، فَكَتَبَ إِلَى أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ يَسْأَلُ لَهُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَنْ ذٰلِكَ، فَسَأَلَ أَبُو مُوسَى عَنْ ذٰلِكَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ هٰذَا الشَّيْءَ مَا هُوَ بِأَرْضِي عَزَمْتُ عَلَيْكَ لَتُخْبِرَنِّي، فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى كَتَبَ إِلَيَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَبُو حَسَنٍ إِنْ لَمْ يَأْتِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَلْيُعْطَ بِرُمَّتِهِ.

مسئلہ حضرت علی سے پوچھ کر انہیں بتایا جائے۔ حضرت علی نے فرمایا کہ یہ واقعہ میرے ملک میں نہیں ہوا۔ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مجھے پوری بات بتائی جائے۔ حضرت ابوموسیٰ نے انہیں واقعہ بتا دیا کہ حضرت معاویہ نے مجھے آپ سے پوچھنے کے لیے لکھا تھا۔ حضرت علی نے فرمایا کہ میں ابوالحسن ہوں، اگر چار گواہ نہ لا سکے تو اپنی گردن پیش کر دینی چاہیے۔

۲۰- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمَنْبُوذِ

[۷۹۶] أَثَرٌ- قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، أَنَّهُ وَجَدَ مَنْبُوذًا فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجِئْتُ بِهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَخْذِ هٰذِهِ النَّسَمَةِ؟ فَقَالَ وَجَدْتُهَا ضَائِعَةً فَأَخَذْتُهَا، فَقَالَ لَهُ عَرِيفُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّهُ رَجُلٌ صَالِحٌ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَكَذٰلِكَ؟ قَالَ نَعَمْ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اذْهَبْ فَهُوَ حُرٌّ، وَلَكَ وَلَاؤُهُ، وَعَلَيْنَا نَفَقَتُهُ.

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمَنْبُوذِ أَنَّهُ حُرٌّ، وَأَنَّ وَلَاءَهُ لِلْمُسْلِمِينَ هُمْ يَرِثُونَهُ وَيَعْقِلُونَ عَنْهُ.

راستے میں پڑے ہوئے بچے کا حکم

بنی سلیم کے سنین ابوجمیلہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں انہیں راستے میں پڑا ہوا بچہ ملا، وہ فرماتے ہیں کہ میں اسے حضرت عمر کی خدمت میں لے گیا۔ فرمایا کہ اس جان کو اٹھانے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ کہا کہ میں نے اس لیے اٹھایا کہ یہ مر جاتا۔ ان کے عریف نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ نیک آدمی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا اسی طرح کا ہے؟ کہا: ہاں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ جاؤ یہ آزاد ہے اور اس کی ولاء تمہارے لیے ہوگی اور اس کا خرچ ہم پر ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ راستے میں پڑے ہوئے بچے کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ وہ آزاد ہے، اس کی ولاء مسلمانوں کے لیے ہے، وہی اس کے وارث ہیں اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

۲۱- بَابُ الْقَضَاءِ بِإِلْحَاقِ الْوَلَدِ بِأَبِيهِ

۶۰۵- قَالَ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ مِنِّي فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ. قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ، وَقَالَ ابْنُ أَخِي قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِي قَدْ

بیٹے کو باپ سے ملانا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی حضرت سعد بن ابی وقاص سے عہد لیا کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے، تم اسے اپنے قبضے میں لے لینا۔ وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال حضرت سعد نے اسے لے لیا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اور مجھ سے اس کے متعلق عہد لیا گیا ہے۔ عبد بن زمعہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے، ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ یہ دونوں جھگڑے کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے۔ حضرت سعد عرض گزار

كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيهِ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَابْنُ وَلِيدَةِ أَبِي وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِي مِنْهُ، لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. قَالَتْ فَمَا رَآهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ.

صحیح البخاری (۲۰۵۳) صحیح مسلم (۳۵۹۸)

ہوئے کہ یارسول اللہ! یہ میرا بھتیجا ہے اس کے متعلق مجھ سے عہد لیا گیا تھا۔ حضرت عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اور ان کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ! یہ تمہارا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ بستر والے کا اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔ پھر حضرت سودہ بنت زمعہ سے فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کرو کیونکہ اسے عتبہ بن ابی وقاص سے مشابہت ہے۔ حضرت صدیقہ فرماتی ہیں کہ پھر اس لڑکے نے حضرت سودہ کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ بارگاہ خداوندی میں چلی گئیں۔

[۷۹۷] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيِّ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ أَنَّ امْرَأَةً هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا، فَاعْتَدَّتْ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، ثُمَّ تَزَوَّجَتْ حِينَ حَلَّتْ، فَمَكَثَتْ عِنْدَ زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفَ شَهْرٍ، ثُمَّ وَلَدَتْ وَلَدًا تَامًّا، فَجَاءَ زَوْجُهَا إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ، فَدَعَا عُمَرُ نِسْوَةً مِنْ نِسَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ قُدَمَاءَ فَسَأَلَهُنَّ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ أَنَا أُخْبِرُكَ عَنْ هَذِهِ الْمَرْأَةِ، هَلَكَ عَنْهَا زَوْجُهَا حِينَ حَمَلَتْ، فَأُهْرِيقَتْ عَلَيْهِ الدِّمَاءُ فَحَشَّ وَلَدُهَا فِي بَطْنِهَا، فَلَمَّا أَصَابَهَا زَوْجُهَا الَّذِي نَكَحَهَا وَأَصَابَ الْوَلَدَ الْمَاءُ تَحَرَّكَ الْوَلَدُ فِي بَطْنِهَا وَكَبِرَ، فَصَدَّقَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَقَالَ عُمَرُ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْنِي عَنْكُمَا إِلَّا خَيْرٌ وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْأَوَّلِ.

سلیمان بن یسار نے عبداللہ بن ابوامیہ سے روایت کی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا تو اس نے چار مہینے دس دن کی عدت پوری کر کے حلال ہونے پر دوسرا نکاح کر لیا۔ اس خاوند کے پاس ساڑھے چار مہینے ہوئے تھے کہ عورت نے پورا بچہ جنا۔ اس کا خاوند حضرت عمر کی خدمت میں آیا اور اس بات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے زمانۂ جاہلیت کی سمجھ دار اور بڑی بوڑھی عورتیں بلائیں اور ان سے یہ بات پوچھی۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں آپ کو اس عورت کے متعلق بتاتی ہوں۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو یہ حاملہ تھی۔ حیض کا خون گرنے سے پیٹ میں بچہ سوکھ گیا۔ جب دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور بچہ کو پانی لگا تو پیٹ میں بچہ حرکت کرنے لگا اور بڑا ہو گیا۔ حضرت عمر نے اس کی تصدیق کی اور مرد و عورت کو جدا کر کے حضرت عمر نے فرمایا: مجھے تم سے بھلائی ہی ملتی ہے اور بچے کا نسب پہلے آدمی سے ملا دیا۔

[۷۹۸] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُلِيطُ أَوْلَادَ الْجَاهِلِيَّةِ بِمَنِ ادَّعَاهُمْ فِي الْإِسْلَامِ، فَأَتَى رَجُلَانِ كِلَاهُمَا يَدَّعِي وَلَدَ امْرَأَةٍ، فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَائِفًا فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا فَقَالَ الْقَائِفُ لَقَدِ اشْتَرَكَا فِيهِ. فَضَرَبَهُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ بِالدِّرَّةِ، ثُمَّ دَعَا الْمَرْأَةَ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیت کی اولاد کے متعلق عہد اسلام میں جو دعویٰ کرتا اس کے ساتھ ملا دیتے۔ آپ کی خدمت میں دو آدمی آئے جو دونوں ایک بچے کے مدعی تھے۔ حضرت عمر نے قیافہ شناس کو بلایا۔ اس نے دونوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس میں دونوں شریک ہیں۔ حضرت عمر نے اسے درے سے مارا اور پھر عورت کو بلا کر اس

فَقَالَ اَخْبِرِيْنِيْ خَبَرَكِ ' فَقَالَتْ كَانَ هٰذَا لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ يَاْتِيْنِيْ وَهِيَ فِيْ اِبِلٍ لِاَهْلِهَا ' فَلَا يُفَارِقُهَا حَتّٰى يَظُنَّ وَتَظُنَّ اَنَّهُ قَدِ اسْتَمَرَّ بِهَا حَبَلٌ ' ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهَا فَاُهْرِيْقَتْ عَلَيْهِ دِمَاءٌ ' ثُمَّ خَلَفَ عَلَيْهَا هٰذَا تَعْنِي الْاٰخَرَ فَلَا اَدْرِيْ مِنْ اَيِّهِمَا هُوَ ؟ قَالَ فَكَبَّرَ الْقَائِفُ ' فَقَالَ عُمَرُ لِلْغُلَامِ وَالِ اَيَّهُمَا شِئْتَ.

سے کہا کہ مجھے حقیقت بتاؤ۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ ان میں سے ایک آدمی آیا کرتا اور میں اپنے اونٹوں میں ہوتی تھی۔ یہ سائے کی طرح مجھ سے جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ مجھے حمل ٹھہر گیا ہے۔ پھر یہ چلا گیا اور مجھے حیض آ تا تھا۔ پھر یہ دوسرا آدمی میرے پاس آنے لگا۔ میں نہیں جانتی کہ یہ بچہ دونوں میں سے کس کا ہے' قائف پھولے نہ سمایا' حضرت عمر نے لڑکے سے کہا کہ جس کے ساتھ چاہو موالات کرلو۔

[۷۹۹] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ' اَوْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَضٰى اَحَدُهُمَا فِي امْرَاَةٍ غَرَّتْ رَجُلًا بِنَفْسِهَا ' وَذَكَرَتْ اَنَّهَا حُرَّةٌ فَتَزَوَّجَهَا ' فَوَلَدَتْ لَهٗ اَوْلَادًا فَقَضٰى اَنْ يَّفْدِيَ وَلَدَهٗ بِمِثْلِهِمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر یا حضرت عثمان نے اس عورت کے متعلق یہ فیصلہ فرمایا جس نے ایک آدمی کو دھوکا دیتے ہوئے خود کو آزاد بتا کر اس سے نکاح کر لیا تو بچہ پیدا ہوا' پس فیصلہ فرمایا کہ مرد اپنے بچے کا فدیہ دے کر آزاد کروائے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ وَالْقِيْمَةُ اَعْدَلُ فِيْ هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس کی قیمت دینا زیادہ مناسب ہے۔

۲۲- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ الْمُسْتَلْحَقِ

جو لڑکا کسی سے ملایا جائے اس کا وارث ہونا

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يَهْلِكُ وَلَهٗ بَنُوْنَ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمْ قَدْ اَقَرَّ اَبِيْ اَنَّ فُلَانًا ابْنُهٗ اِنَّ ذٰلِكَ النَّسَبَ لَا يَثْبُتُ بِشَهَادَةِ اِنْسَانٍ وَاحِدٍ ' وَلَا يَجُوْزُ اِقْرَارُ الَّذِيْ اَقَرَّ اِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ حِصَّتِهٖ مِنْ مَالِ اَبِيْهِ يُعْطَى الَّذِيْ شَهِدَ لَهٗ قَدْرَ مَا يُصِيْبُهٗ مِنَ الْمَالِ الَّذِيْ بِيَدِهٖ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ جو فوت ہو جائے اور اس کے کئی بیٹے ہوں' ان میں سے ایک کہے: اباجان نے اقرار کیا تھا کہ فلاں میرا بیٹا ہے۔ چنانچہ نسب ایک آدمی کی گواہی سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ اقرار کوئی کام نہیں آئے گا ماسوائے اس کے کہ اقرار کرنے والے کو اس کے باپ کے مال سے جو حصہ ملا ہے شہادت کے باعث وہ اسے حصہ دے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنْ يَّهْلِكَ الرَّجُلُ وَيَتْرُكَ ابْنَيْنِ لَهٗ وَيَتْرُكَ سِتَّمِائَةِ دِيْنَارٍ ' فَيَاْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا ثَلَاثَمِائَةِ دِيْنَارٍ ' ثُمَّ يَشْهَدُ اَحَدُهُمَا اَنَّ اَبَاهُ الْهَالِكَ اَقَرَّ اَنَّ فُلَانًا ابْنُهٗ ' فَيَكُوْنُ عَلَى الَّذِيْ شَهِدَ لِلَّذِي اسْتُلْحِقَ مِائَةُ دِيْنَارٍ ' وَذٰلِكَ نِصْفُ مِيْرَاثِ الْمُسْتَلْحَقِ لَوْ لَحِقَ ' وَلَوْ اَقَرَّ لَهُ الْاٰخَرُ اَخَذَ الْمِائَةَ الْاُخْرٰى فَاسْتَكْمَلَ حَقَّهٗ وَثَبَتَ نَسَبُهٗ ' وَهُوَ اَيْضًا

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ایک آدمی فوت ہو گیا' پیچھے دو بیٹے اور چھ سو دینار چھوڑے۔ ان میں سے ہر ایک کو تین سو دینار مل جائیں گے۔ پھر ان میں سے ایک کہے کہ میرے مرحوم باپ نے اقرار کیا تھا کہ فلاں بھی میرا بیٹا ہے۔ پس گواہی دینے والا اس ملحق کو سو دینار دے۔ یہ اس ملائے گئے کی نصف میراث ہے مگر دوسرا بھی اقرار کر لیتا تو وہ دوسرے ایک سو دینار بھی لیتا' یوں اس کو پورا حق مل جاتا اور اس کا نسب ثابت ہو جاتا۔

بِمَنْزِلَةِ الْمَرْاَةِ تُقِرُّ بِالدَّيْنِ عَلٰى اَبِيْهَا ' اَوْ عَلٰى زَوْجِهَا وَيُنْكِرُ ذٰلِكَ الْوَرَثَةُ فَعَلَيْهَا اَنْ تَدْفَعَ اِلَى الَّذِىْ اَقَرَّتْ لَهٗ بِالدَّيْنِ قَدْرَ الَّذِىْ يُصِيْبُهَا مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ لَوْ ثَبَتَ عَلَى الْوَرَثَةِ كُلِّهِمْ اِنْ كَانَتِ امْرَاَةً وَرِثَتِ الثُّمُنَ دَفَعَتْ اِلَى الْغَرِيْمِ ثُمُنَ دَيْنِهٖ ' وَاِنْ كَانَتِ ابْنَةً وَرِثَتِ النِّصْفَ دَفَعَتْ اِلَى الْغَرِيْمِ نِصْفَ دَيْنِهٖ ' عَلٰى حِسَابِ هٰذَا يَدْفَعُ اِلَيْهِ مَنْ اَقَرَّ لَهٗ مِنَ النِّسَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ وَاِنْ شَهِدَ رَجُلٌ عَلٰى مِثْلِ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْمَرْاَةُ اَنَّ لِفُلَانٍ عَلٰى اَبِيْهِ دَيْنًا اُحْلِفَ صَاحِبُ الدَّيْنِ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهٖ ' وَاُعْطِيَ الْغَرِيْمُ حَقَّهٗ كُلَّهٗ ' وَلَيْسَ هٰذَا بِمَنْزِلَةِ الْمَرْاَةِ لِاَنَّ الرَّجُلَ تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ وَيَكُوْنُ عَلٰى صَاحِبِ الدَّيْنِ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهٖ اَنْ يَحْلِفَ وَيَاْخُذَ حَقَّهٗ كُلَّهٗ ' فَاِنْ لَّمْ يَحْلِفْ اَخَذَ مِنْ مِيْرَاثِ الَّذِىْ اَقَرَّ لَهٗ قَدْرَ مَا يُصِيْبُهٗ مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ لِاَنَّهٗ اَقَرَّ بِحَقِّهٖ وَاَنْكَرَ الْوَرَثَةُ وَجَازَ عَلَيْهِ اِقْرَارُهٗ.

اس کی مثال یہ ہے جیسے کوئی عورت اپنے باپ یا بھائی پر قرضے کا اقرار کرے اور دوسرے وارث انکار کریں تو وہ اپنے حصے کے مطابق قرض ادا کرے جتنا تمام وارثوں کے حصوں سے آتا ہے۔ اگر اس عورت کو میراث کا آٹھواں ملا ہے تو قرض کا آٹھواں حصہ ادا کرے گی اور اگر بیٹی کی صورت میں اسے نصف ترکہ ملا ہے تو قرض خواہ کو نصف قرض ادا کرے گی جو عورت بھی اقرار کرے اسے اسی حساب سے دینا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس عورت کی طرح ایک مرد بھی گواہی دے کہ فلاں کا میرے باپ پر قرض ہے تو اس گواہ کے ساتھ قرض خواہ سے قسم لی جائے گی اور قرض خواہ کو اس کا پورا حق دیا جائے گا اور یہاں یہ معاملہ عورت والے کی طرح نہیں ہے کیونکہ آدمی کی شہادت جائز ہے اور قرض خواہ پر ضروری ہے کہ وہ گواہ کی گواہی کے ساتھ قسم کھائے اور اپنا پورا حق لے۔ اگر قسم نہ کھائے تو اقرار کرنے والے کی میراث سے جو اس کے حصے میں آتا ہے وہ قرض وصول کرے کیونکہ اس نے اپنے حق کا اقرار کیا ہے اور دوسرے وارثوں نے انکار کیا ہے اور اس کے اقرار نے اسے جائز کیا ہے۔

٢٣ - بَابُ الْقَضَاءِ فِىْ اُمَّهَاتِ الْاَوْلَادِ

[٨٠٠] اَثَرٌ - قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُوْنَ وَلَائِدَهُمْ ' ثُمَّ يَعْزِلُوْهُنَّ؟ لَا تَاْتِيْنِىْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّا اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا ' فَاعْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ ' اَوِ اتْرُكُوْا.

[٨٠١] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِىْ مَالِكٌ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِىْ عُبَيْدٍ ' اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَطَؤُوْنَ وَلَائِدَهُمْ ' ثُمَّ يَدَعُوْهُنَّ يَخْرُجْنَ؟ لَا تَاْتِيْنِىْ وَلِيْدَةٌ يَعْتَرِفُ سَيِّدُهَا اَنْ قَدْ اَلَمَّ بِهَا اِلَّا قَدْ اَلْحَقْتُ بِهٖ وَلَدَهَا ' فَاَرْسِلُوْهُنَّ بَعْدُ ' اَوْ اَمْسِكُوْهُنَّ.

لونڈیوں کی اولاد کا بیان

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لونڈیوں سے صحبت کرتے ہیں اور پھر عزل بھی کرتے ہیں۔ میرے پاس آئندہ جو لونڈی آئی اور اس کے آقا نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا اقرار کیا تو میں اس اولاد کو ایسے مرد سے ملا دوں گا۔ اب اس کے ساتھ عزل کرنا یا چھوڑ دینا۔

صفیہ بنت ابو عبید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ لونڈیوں سے صحبت کرتے ہیں اور پھر انہیں چھوڑ دیتے ہیں کہ نکل جائیں۔ آئندہ میرے پاس کوئی لونڈی آئی اور آقا نے اس کے ساتھ صحبت کرنے کا اقرار کیا تو میں اس عورت کے بچے کو اس مرد کے ساتھ ملا دوں گا' اس کے بعد ایسی عورتوں کو بھیج دینا یا روکے رکھنا۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ اُمِّ الْوَلَدِ اِذَا جَنَتْ جِنَايَةً ضَمِنَ سَيِّدُهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ قِيْمَتِهَا ' وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُّسَلِّمَهَا ' وَلَيْسَ عَلَيْهِ اَنْ يَّحْمِلَ مِنْ جِنَايَتِهَا اَكْثَرَ مِنْ قِيْمَتِهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ام الولد کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب وہ جنایت کرے تو آقا اس کی قیمت سے تاوان ادا کرے گا اور وہ لونڈی نہیں دے گا اور جنایت میں اس کی قیمت سے زیادہ رقم بھی نہیں دے گا۔

٢٤- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ عِمَارَةِ الْمَوَاتِ

بنجر زمین کو آباد کرنے کا حکم

٦٠٦- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ ' وَلَيْسَ لِعِرْقٍ ظَالِمٍ حَقٌّ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے بنجر زمین کو قابل کاشت بنایا تو وہ اسی کی ہے اور کسی زبردستی قبضہ کرنے والے کا اس پر کوئی حق نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعِرْقُ الظَّالِمُ كُلُّ مَا احْتُفِرَ ' اَوْ اُخِذَ ' اَوْ غُرِسَ بِغَيْرِ حَقٍّ.

امام مالک نے فرمایا کہ " العرق الظالم " سے مراد ہے جو بغیر حق کے گڑھا کھودے ' قبضہ کرے یا درخت لگائے۔

[٨٠٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ.

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو بنجر زمین کو قابل کاشت بنائے تو وہ اسی کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَعَلٰى ذٰلِكَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

٢٥- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمِيَاهِ

پانی دینے کا بیان

٦٠٧- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ سَيْلِ مَهْزُوْرٍ وَمُذَيْنِبٍ يُمْسَكُ حَتَّى الْكَعْبَيْنِ ' ثُمَّ يُرْسِلُ الْاَعْلٰى عَلَى الْاَسْفَلِ. سنن ابوداؤد (٣٦٣٨) سنن ابن ماجہ (٢٤٨١)

عبد اللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہروز اور مذینب نالوں کے بارے میں فرمایا کہ ٹخنوں تک ان کا پانی بھر لیا جائے ' پھر اونچی جگہ والا نیچی جگہ والے کی طرف پانی چھوڑ دے۔

٦٠٨- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ اَبِي الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاُ.
صحیح البخاری (٢٣٥٣) صحیح مسلم (٣٩٨٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زائد پانی نہ روکا جائے کہ لوگ گھاس سے رک جائیں۔

٦٠٩- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ اَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ اُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يُمْنَعُ نَقْعُ بِئْرٍ.

عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کنوئیں کے بچے ہوئے پانی سے نہ روکا جائے۔

٢٦- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمِرْفَقِ

مروّت کا بیان

٦١٠- حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا ضَرَرَ وَلَا

یحییٰ بن عمارہ مازنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ اور نہ اپنا نقصان کرو۔

ضِرَارَ. سنن ابن ماجه (٢٣٤٠)

٦١١- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْنَعُ أَحَدُكُمْ جَارَهُ خَشَبَةً يَغْرِزُهَا فِيْ جِدَارِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ مَالِيْ أَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ، وَاللّٰهِ لَأَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ أَكْتَافِكُمْ.

صحیح البخاری (٢٤٦٣) صحیح مسلم (٤١٠٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی کسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ کہا کرتے کہ آپ اسے توجہ سے نہیں سنتے۔ خدا کی قسم! میں آپ کو بار بار سناؤں گا۔

[٨٠٣] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ الضَّحَّاكَ ابْنَ خَلِيْفَةَ سَاقَ خَلِيْجًا لَهُ مِنَ الْعُرَيْضِ، فَأَرَادَ أَنْ يَمُرَّ بِهِ فِيْ أَرْضِ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ، فَأَبَى مُحَمَّدٌ، فَقَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ لِمَ تَمْنَعُنِيْ وَهُوَ لَكَ مَنْفَعَةٌ تَشْرَبُ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا وَلَا يَضُرُّكَ؟ فَأَبَى مُحَمَّدٌ فَكَلَّمَ فِيْهِ الضَّحَّاكُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَدَعَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُحَمَّدَ بْنَ مَسْلَمَةَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُخَلِّيَ سَبِيْلَهُ. فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا فَقَالَ عُمَرُ لِمَ تَمْنَعُ أَخَاكَ مَا يَنْفَعُهُ وَهُوَ لَكَ نَافِعٌ تَسْقِيْ بِهِ أَوَّلًا وَآخِرًا، وَهُوَ لَا يَضُرُّكَ؟ فَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا وَاللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَيَمُرَّنَّ بِهِ وَلَوْ عَلَى بَطْنِكَ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يَمُرَّ بِهِ. فَفَعَلَ الضَّحَّاكُ.

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ ضحاک بن خلیفہ نے عریض میں ایک نہر نکالی اور چاہا کہ وہ محمد بن مسلمہ کی زمین سے گزرے۔ محمد نے انکار کیا۔ ضحاک نے ان سے کہا کہ آپ کیوں منع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس میں آپ کا فائدہ ہے کہ شروع اور آخر میں آپ کو پانی ملے گا اور نقصان کچھ نہیں۔ محمد نے پھر بھی انکار کیا۔ ضحاک نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عمر نے محمد بن مسلمہ کو بلا کر فرمایا کہ انہیں نہ روکو۔ محمد نے کہا کہ یہ نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک مفید کام سے اپنے بھائی کو کیوں روکتے ہو جب کہ وہ تمہارے لیے مفید ہے اور اول و آخر میں اپنی زمین کو سیراب کیا کرو گے اور تمہارا کوئی نقصان نہیں ہوگا؟ محمد نے کہا کہ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! وہ ضرور گزرے گی خواہ تمہارے پیٹ کے اوپر سے ہو۔ پس حضرت عمر نے اس کے گزرنے کا حکم دیا تو ضحاک نے ایسا ہی کیا۔

[٨٠٤] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ فِيْ حَائِطِ جَدِّهِ رَبِيْعٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، فَأَرَادَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ أَنْ يُحَوِّلَهُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْحَائِطِ هِيَ أَقْرَبُ إِلَى أَرْضِهِ، فَمَنَعَهُ صَاحِبُ الْحَائِطِ، فَكَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ ذٰلِكَ فَقَضَى لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ بِتَحْوِيْلِهِ.

یحییٰ بن عمارہ سے روایت ہے کہ میرے جد امجد کے باغ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی ایک نہر گزرتی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے رخ تبدیل کر کے باغ کے قریب سے لے جانا چاہا جو ان کی زمین سے قریبی راستہ تھا۔ باغ والے نے منع کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عمر سے بات کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے لیے تبدیل کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔

٢٧- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ قَسْمِ الْأَمْوَالِ

مال تقسیم کرنے کا بیان

٦١٢- حَدَّثَنِيْ يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ

ثور بن زید دیلی کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے

الدِّیلِیّ ' اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَیُّمَا دَارٍ ' اَوْ اَرْضٍ قُسِمَتْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَهِیَ عَلٰی قَسْمِ الْجَاهِلِیَّةِ ' وَاَیُّمَا دَارٍ اَوْ اَرْضٍ ' اَدْرَکَهَا الْاِسْلَامُ ' وَلَمْ تُقْسَمْ فَهِیَ عَلٰی قَسْمِ الْاِسْلَامِ.

فرمایا: جو گھر یا زمین دور جاہلیت میں تقسیم ہوئی وہ جاہلیت کی تقسیم پر ہی رہے گی اور جو گھر یا زمین دور اسلام میں حاصل ہوئی اور اسے تقسیم نہیں کیا گیا تو اس کی تقسیم اسلامی طریقے پر ہوگی۔

[۸۰۵] اَثَرٌ- قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِیْمَنْ هَلَکَ ' وَتَرَکَ اَمْوَالًا بِالْعَالِیَةِ ' وَالسَّافِلَةِ اِنَّ الْبَعْلَ لَا یُقْسَمُ مَعَ النَّضْحِ اِلَّا اَنْ یَّرْضٰی اَهْلُهٗ بِذٰلِکَ ' وَاِنَّ الْبَعْلَ یُقْسَمُ مَعَ الْعَیْنِ اِذَا کَانَ یُشْبِهُهَا ' وَاِنَّ الْاَمْوَالَ اِذَا کَانَتْ بِاَرْضٍ وَّاحِدَةٍ اَلَّذِیْ بَیْنَهُمَا مُتَقَارِبٌ اَنَّهٗ یُقَامُ کُلُّ مَالٍ مِّنْهَا ' ثُمَّ یُقْسَمُ بَیْنَهُمْ ' وَالْمَسَاکِنُ وَالدُّوْرُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو فوت ہو جائے اور بارانی و چاہی زمینیں چھوڑے تو بارانی چاہی کے ساتھ نہیں ملائی جائے گی مگر جب کہ ورثاء اس پر رضامند ہوں۔ بارانی کو چشمے والی کے ساتھ تقسیم کر دیں گے جب کہ وہ ایک جیسی ہوں۔ ایک ہی زمین کے قطعات کی قدر و قیمت اگر مختلف ہو تو ہر ایک کی قیمت لگا کر پھر انہیں تقسیم کیا جائے گا۔ اسی طرح رہنے کے گھروں اور مکانوں کا معاملہ ہے۔

۲۸- بَابُ الْقَضَاءِ فِی الضَّوَارِیْ وَالْحَرِیْسَةِ

ضواری اور حریسہ کا بیان

۶۱۳- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ حَرَامِ بْنِ سَعْدِ ابْنِ مُحَیِّصَةَ ' اَنَّ نَاقَةً لِّلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ دَخَلَتْ حَائِطَ رَجُلٍ ' فَاَفْسَدَتْ فِیْهِ ' فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ عَلٰی اَهْلِ الْحَوَائِطِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ ' وَاَنَّ مَا اَفْسَدَتِ الْمَوَاشِیْ بِاللَّیْلِ ضَامِنٌ عَلٰی اَهْلِهَا. سنن ابوداؤد (۳۵۷۰)

حرام بن سعد بن محیصہ سے روایت ہے کہ حضرت براء بن عازب کی اونٹنی کسی کے باغ میں داخل ہوئی اور نقصان کیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دن میں حفاظت کرنا باغ والوں کی ذمہ داری ہے اور جو جانور رات کے وقت نقصان کرے تو اس کا مالک تاوان دے۔

[۸۰۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِیْهِ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَاطِبٍ ' اَنَّ رَقِیْقًا لِحَاطِبٍ سَرَقُوْا نَاقَةً لِّرَجُلٍ مِّنْ مُّزَیْنَةَ فَانْتَحَرُوْهَا ' فَرُفِعَ ذٰلِکَ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' فَاَمَرَ عُمَرُ کَثِیْرَ بْنَ الصَّلْتِ اَنْ یَّقْطَعَ اَیْدِیَهُمْ ' ثُمَّ قَالَ عُمَرُ اَرَاکَ تُجِیْعُهُمْ؟ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَاُغَرِّمَنَّکَ غُرْمًا یَّشُقُّ عَلَیْکَ ' ثُمَّ قَالَ لِلْمُزَنِیِّ کَمْ ثَمَنُ نَاقَتِکَ؟ فَقَالَ الْمُزَنِیُّ قَدْ کُنْتُ وَاللّٰهِ اَمْنَعُهَا مِنْ اَرْبَعِمِائَةِ دِرْهَمٍ ' فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِهٖ ثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ.

یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت ہے کہ حاطب کے غلاموں نے مزینہ کے ایک آدمی کی اونٹنی چرا کر ذبح کر لی۔ یہ مقدمہ حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت عمر نے کثیر بن صلت کو حکم دیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں' پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم انہیں بھوکے رکھتے ہو۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! میں تمہارے اوپر اتنا تاوان ڈالوں گا کہ تم گرانی محسوس کرو گے پھر مزنی سے فرمایا کہ تمہاری اونٹنی کی قیمت کیا ہوگی؟ مزنی نے کہا: خدا کی قسم! میں نے وہ چار سو درہم میں نہیں دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے آٹھ سو درہم دو۔

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ وَلَیْسَ عَلٰی

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک

هٰذَا الْعَمَلُ عِنْدَنَا فِیْ تَضْعِیْفِ الْقِیْمَةِ، وَلٰکِنْ مَضٰی اَمْرُ النَّاسِ عِنْدَنَا عَلٰی اَنَّهٗ اِنَّمَا یَغْرَمُ الرَّجُلُ قِیْمَةَ الْبَعِیْرِ اَوِ الدَّابَّةِ یَوْمَ یَاْخُذُهَا.

اس پر عمل نہیں ہے کہ دوگنی قیمت لی جائے بلکہ ہمارے نزدیک اسلاف کا عمل یہ ہے کہ اونٹ یا دوسرے جانور کی اس روز کی قیمت بطور تاوان لی جائے جس روز اسے پکڑا تھا۔

۲۹- بَابُ الْقَضَاءِ فِیْمَنْ اَصَابَ شَیْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ

جو کسی کے جانور کو نقصان پہنچائے

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِكًا یَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِیْمَنْ اَصَابَ شَیْئًا مِنَ الْبَهَائِمِ، اِنَّ عَلَی الَّذِیْ اَصَابَهَا قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی کے جانور کو نقصان پہنچایا تو نقصان پہنچانے سے قیمت جتنی کم ہوگئی اتنا تاوان دے۔

قَالَ یَحْیٰی وَسَمِعْتُ مَالِكًا یَقُوْلُ فِی الْجَمَلِ یَصُوْلُ عَلَی الرَّجُلِ فَیَخَافُهٗ عَلٰی نَفْسِهٖ فَیَقْتُلُهٗ، اَوْ یَعْقِرُهٗ. فَاِنَّهٗ اِنْ كَانَتْ لَهٗ بَیِّنَةٌ عَلٰی اَنَّهٗ اَرَادَهٗ وَصَالَ عَلَیْهِ فَلَا غُرْمَ عَلَیْهِ، وَاِنْ لَّمْ تَقُمْ لَهٗ بَیِّنَةٌ اِلَّا مَقَالَتُهٗ، فَهُوَ ضَامِنٌ لِلْجَمَلِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اونٹ اگر کسی آدمی پر حملہ کردے اور وہ اپنی جان کے خوف سے اسے مار دے یا زخمی کر دے۔ اگر اس کے پاس حملہ کرنے کے دو گواہ ہوں تب تو اس پر تاوان نہیں پڑے گا اور اگر اپنی بات پر گواہ پیش نہ کر سکے تو اسے اونٹ کا تاوان دینا ہوگا۔

۳۰- بَابُ الْقَضَاءِ فِیْمَا یُعْطَی الْعُمَّالَ

کاریگروں کو جو چیزیں دی جاتی ہیں

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِكًا یَقُوْلُ فِیْمَنْ دَفَعَ اِلَی الْغَسَّالِ ثَوْبًا یَصْبُغُهٗ، فَصَبَغَهٗ فَقَالَ صَاحِبُ الثَّوْبِ لَمْ اٰمُرْكَ بِهٰذَا الصِّبْغِ، وَقَالَ الْغَسَّالُ بَلْ اَنْتَ اَمَرْتَنِیْ بِذٰلِكَ، فَاِنَّ الْغَسَّالَ مُصَدَّقٌ فِیْ ذٰلِكَ وَالْخَیَّاطُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَالصَّائِغُ مِثْلُ ذٰلِكَ، وَیَحْلِفُوْنَ عَلٰی ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ یَّاْتُوْا بِاَمْرٍ لَا یُسْتَعْمَلُوْنَ فِیْ مِثْلِهٖ، فَلَا یَجُوْزُ قَوْلُهُمْ فِیْ ذٰلِكَ، وَلْیَحْلِفْ صَاحِبُ الثَّوْبِ، فَاِنْ رَدَّهَا وَاَبٰی اَنْ یَّحْلِفَ حُلِّفَ الصَّبَّاغُ. قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا یَقُوْلُ فِی الصَّبَّاغِ یُدْفَعُ اِلَیْهِ الثَّوْبُ، فَیُخْطِیءُ بِهٖ، (فَیَدْفَعُهٗ اِلٰی رَجُلٍ اٰخَرَ) حَتّٰی یَلْبَسَهُ الَّذِیْ اَعْطَاهُ اِیَّاهُ اَنَّهٗ لَا غُرْمَ عَلَی الَّذِیْ لَبِسَهٗ، وَیَغْرَمُ الْغَسَّالُ لِصَاحِبِ الثَّوْبِ، وَذٰلِكَ اِذَا لَبِسَ الثَّوْبَ الَّذِیْ دُفِعَ اِلَیْهِ عَلٰی غَیْرِ مَعْرِفَةٍ بِاَنَّهٗ لَیْسَ لَهٗ، فَاِنْ لَبِسَهٗ وَهُوَ یَعْرِفُ اَنَّهٗ لَیْسَ ثَوْبَهٗ فَهُوَ ضَامِنٌ لَهٗ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے رنگریز کو رنگنے کے لیے کپڑا دیا۔ کپڑے والا کہے کہ میں نے تم سے اس رنگ کے لیے نہیں کہا تھا۔ رنگریز کہے کہ تم نے مجھے اسی رنگ کے لیے کہا تھا۔ رنگریز کو اس میں سچا سمجھا جائے گا اسی طرح درزی اور سنار کا معاملہ ہے وہ اس بات پر قسم کھائیں گے مگر جب کہ ایسی بات کہیں جو دستور کے خلاف ہو تو پھر ان کی بات قابل قبول نہ ہو گی بلکہ کپڑے والے سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ رد کرے اور قسم کھانے سے انکار کرے تو کاریگر سے قسم لی جائے گی۔ امام مالک کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ رنگریز کو ایک کپڑا دیا اس نے غلطی سے وہ کپڑا دوسرے آدمی کو دے دیا۔ جسے دیا تھا اس نے وہ کپڑا پہن لیا۔ پہننے والے پر کوئی تاوان نہیں۔ دھونے والا کپڑے والے کو تاوان دے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ جس نے کپڑا پہنا اور جس کو دیا گیا اس کو یہ علم نہ ہوا ہو کہ کپڑا اس کا نہیں ہے۔ اگر اس نے یہ جانتے ہوئے پہنا کہ کپڑا اس کا نہیں ہے تو تاوان اسی پر ہوگا۔

۳۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِی الْحَمَالَةِ

حوالے اور کفالت

وَالْحَوْلِ

کا بیان

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يُحِيْلُ الرَّجُلَ عَلَى الرَّجُلِ بِدَيْنٍ لَهُ عَلَيْهِ إِنَّهُ إِنْ أَفْلَسَ الَّذِيْ أُحِيْلَ عَلَيْهِ، أَوْ مَاتَ فَلَمْ يَدَعْ وَفَاءً، فَلَيْسَ لِلْمُحْتَالِ عَلَى الَّذِيْ أَحَالَهُ شَيْءٌ، وَأَنَّهُ لَا يَرْجِعُ عَلٰى صَاحِبِهِ الْأَوَّلِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر ایک آدمی نے دوسرے پر اپنے قرض کا حوالہ کیا۔ اگر وہ آدمی جس پر قرض کا حوالہ کیا گیا' مفلس ہو گیا یا مر گیا اور پیچھے کوئی مال نہ چھوڑا تو قرض خواہ کا اس پر کچھ بھی نہیں رہا اور وہ پہلے مقروض کی طرف رجوع نہیں کرے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا الْأَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الرَّجُلُ يَتَحَمَّلُ لَهُ الرَّجُلُ بِدَيْنٍ لَهُ عَلٰى رَجُلٍ آخَرَ، ثُمَّ يَهْلِكُ الْمُتَحَمِّلُ، أَوْ يُفْلِسُ، فَإِنَّ الَّذِيْ تُحُمِّلَ لَهُ يَرْجِعُ عَلٰى غَرِيْمِهِ الْأَوَّلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے دوسرے کے قرض کا ذمہ لیا۔ پھر ذمہ لینے والا مر گیا یا مفلس ہو گیا تو قرض خواہ اپنے پہلے قرض دار کی طرف رجوع کرے۔

۳۲- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْمَنِ ابْتَاعَ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ

جس نے کپڑا خریدا اور اس میں عیب نکل آیا

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ إِذَا ابْتَاعَ الرَّجُلُ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ مِنْ حَرْقٍ، أَوْ غَيْرِهِ قَدْ عَلِمَهُ الْبَائِعُ فَشُهِدَ عَلَيْهِ بِذٰلِكَ، أَوْ أَقَرَّ بِهِ فَأَحْدَثَ فِيْهِ الَّذِي ابْتَاعَهُ حَدَثًا مِنْ تَقْطِيْعٍ يَنْقُصُ ثَمَنَ الثَّوْبِ، ثُمَّ عَلِمَ الْمُبْتَاعُ بِالْعَيْبِ، فَهُوَ رَدٌّ عَلَى الْبَائِعِ، وَلَيْسَ عَلَى الَّذِي ابْتَاعَهُ غُرْمٌ فِيْ تَقْطِيْعِهِ إِيَّاهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب کوئی آدمی دوسرے سے کپڑا خریدے اور اس میں کوئی جلنے وغیرہ کا عیب نکل آیا جو بائع کے علم میں ہو۔ پس وہ اس بات کی گواہی دے یا اقرار کرے' پھر مشتری اس میں تحریف کر لے یا کاٹ دے جس سے اس کی قیمت گھٹ جائے اور مشتری کو اس کے بعد عیب کا پتہ لگے تو وہ بائع کو واپس دے سکتا ہے اور خریدار پر کاٹنے وغیرہ کا تاوان نہیں ہے۔

قَالَ وَإِنِ ابْتَاعَ رَجُلٌ ثَوْبًا وَبِهِ عَيْبٌ مِنْ حَرْقٍ، أَوْ عَوَارٍ فَزَعَمَ الَّذِيْ بَاعَهُ أَنَّهُ لَمْ يَعْلَمْ بِذٰلِكَ، وَقَدْ قَطَعَ الثَّوْبَ الَّذِي ابْتَاعَهُ، أَوْ صَبَغَهُ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يُوْضَعَ عَنْهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ الْحَرْقُ، أَوِ الْعَوَارُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ، وَيُمْسِكُ الثَّوْبَ فَعَلَ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَغْرَمَ مَا نَقَصَ التَّقْطِيْعُ، أَوِ الصَّبْغُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ وَيَرُدُّهُ فَعَلَ، وَهُوَ فِيْ ذٰلِكَ بِالْخِيَارِ، فَإِنْ كَانَ الْمُبْتَاعُ قَدْ صَبَغَ الثَّوْبَ صِبْغًا يَزِيْدُ فِيْ ثَمَنِهِ فَالْمُبْتَاعُ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ أَنْ يُوْضَعَ عَنْهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ الْعَيْبُ مِنْ ثَمَنِ الثَّوْبِ، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يَكُوْنَ شَرِيْكًا لِلَّذِيْ بَاعَهُ

فرمایا کہ اگر آدمی نے کپڑا خریدا جس میں جلنے یا ادھڑنے کا عیب ہے۔ بائع کہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا اور اس کپڑے کو کاٹ لیا یا رنگ دیا۔ مشتری کو پھر بھی اختیار ہے کہ چاہے تو کپڑا رکھ لے اور جلنے یا ادھڑنے سے جتنی قیمت کم ہوئی وہ وصول کر لے اور کپڑا اپنے پاس رکھے۔ یا چاہے تو کاٹنے اور رنگنے سے قیمت میں جو کمی آئی ہے وہ ادا کر کے کپڑا واپس کر دے یہ اسے اختیار ہے اگر خریدار کے کپڑا رنگنے سے قیمت میں اضافہ ہوا ہے پھر بھی خریدار کو اختیار ہے کہ چاہے تو عیب سے جتنی قیمت گھٹی ہے وہ وصول کرے اور چاہے کپڑے میں بائع کے ساتھ شریک ہو جائے۔ یعنی یہ دیکھیں گے کہ اس جلے ہوئے یا

الثَّوْبَ فَعَلَ وَيَنْظُرُ كَمْ ثَمَنُ الثَّوْبِ وَفِيْهِ الْخَرْقُ أَوِ الْعَوَارُ ' فَإِنْ كَانَ ثَمَنُهُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ ' وَثَمَنُ مَا زَادَ فِيْهِ الصِّبْغُ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ كَانَا شَرِيْكَيْنِ فِي الثَّوْبِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِقَدْرِ حِصَّتِهِ فَعَلَى حِسَابِ هٰذَا يَكُوْنُ مَا زَادَ الصِّبْغُ فِيْ ثَمَنِ الثَّوْبِ.

ادھڑے ہوئے کپڑے کی قیمت کیا ہے۔ اگر اس کپڑے کی قیمت دس درہم ہو اور رنگنے سے اس کی قیمت میں پانچ درہم کا اضافہ ہو گیا ہو تو دونوں اس کپڑے میں شریک ہوں گے اور ہر ایک کو اس کے حصے کے مطابق ملے گا۔ پس حساب اس کے مطابق ہوگا جتنی کہ کپڑے کی قیمت بڑھی۔

٣٣- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ النُّحْلِ

جو ہبہ جائز نہیں

٦١٤- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ' وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ' أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ أَبَاهُ بَشِيْرًا أَتٰى بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا كَانَ لِيْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَارْتَجِعْهُ.

حمید بن عبد الرحمٰن بن عوف اور محمد بن نعمان بن بشیر دونوں سے روایت ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر نے فرمایا کہ ان کے والد ماجد بشیر انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہبہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو یہی کچھ دیا ہے؟ عرض گزار ہوئے کہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے واپس لے لو۔ ف۔

صحیح البخاری (٢٥٨٦) صحیح مسلم (٤١٥٣)

ف: اس حدیث کے پیش نظر امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا مذہب ہے کہ اولاد کے درمیان عدل و مساوات قائم رکھنا واجب ہے۔ جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس حکم کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ان کے والد ماجد کو اولاد میں عدل و مساوات کا حکم دینا اور ہبہ کیا ہوا غلام واپس کروانا وجوب کے طور پر نہیں بلکہ بوجہ استحباب تھا۔ امام المسلمین ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے ہی کچھ فیصلوں کی آڑ لے کر بعض مبتدعین نے آپ کے خلاف طوفان کھڑا کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنی گمراہ گری اور بے راہ روی پر پردہ ڈالنے کے لیے حضرت امام اعظم پر اعتراضات کرنا اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے سرکردہ اہل علم اور یگانۂ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنا کر قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلامی احکام کو ان کی صحیح ترین صورت میں منضبط کر کے گمراہ گروں کے سامنے جو سدِ سکندری تعمیر کر دی تھی یہ حضرات اسی دیوار کو گرانے اور اپنی اسلام دشمنی و بے راہ روی کا منہ بولتا ثبوت پیش کرنے میں شب و روز مشغول رہتے ہیں اور ان میں سے ہر ایرا غیرا نتھو خیرا محقق دوراں بن کر اپنے اس سراسر خلاف دین و دیانت طرز عمل کو پیش خویش اسلام کی بہت بڑی خدمت اور ملتِ اسلامیہ کی خیر خواہی کا تقاضا بنائے بیٹھا ہے۔ ان حضرات کا یہ طرز عمل بوجوہ خلاف دین و دیانت اور حق و صداقت کے خلاف ہے۔

اوّلاً: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عدیم المثال علمی کارنامے اور خدمت دین متین کے باعث نبی کریم ﷺ کے معجزات میں سے ایک معجزہ' سراج امتِ محمدیہ' علم شرع کو سب سے پہلے مدون کرنے والے' آئمہ مجتہدین میں سب سے پہلے' تابعی' امام المسلمین اور امت محمدیہ کے سوادِ اعظم کے پیشوا ہیں جنہیں اکثر آئمہ و فقہاء ان کی جلالت شان کے پیش نظر امام اعظم کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔

ثانیاً: امام اعظم کا زمانہ عہد رسالت سے اتنا قریب ہے کہ ایسا قرب باقی ائمہ مجتہدین کو بھی نصیب نہ ہوا اور محدثین میں سے اصحابِ صحاح ستہ کا زمانہ تو تیسری صدی ہجری ہے۔ صحابۂ کرام کی بارگاہوں کے مایۂ ناز تربیت یافتہ تابعین سے وہ حضرات جو آسمان علم

وعرفان پر شمس وقمر بن کر چمکے اور جنہیں ملّت اسلامیہ آج بھی اپنا پیشوا اور علوم دینیہ کا سرچشمہ مانتی ہے وہ حضرات امام اعظم کے سامنے تھے جو حضرات صحابۂ کرام کے بعد ہر آیت وحدیث کے مفہوم ومحل کو باقی ساری امت سے زیادہ جانتے تھے۔ یہ سہولت مابعد کے حضرات کو میسر آ ہی نہیں سکتی تھی۔

ثالثاً: امام اعظم نے صرف اپنے زور علم ہی سے اجتہاد نہیں کیا بلکہ مختلف علوم وفنون میں اس زمانے کی چالیس یگانۂ روزگار علمی ہستیوں کا ایک بورڈ بنایا تھا جن میں علمی فوقیت کے باعث امام اعظم امیر مجلس ہوتے تھے۔ یہ جملہ حضرات ایک مسئلے پر ہر پہلو سے غور کرتے۔ دلائل کی رو سے اس پر تمام حضرات میں بحث ہوتی اور مسئلے کی جس صورت پر سب کا اتفاق ہوتا اسے تحریر کرلیا جاتا تھا۔ پوری امت محمدیہ میں یہ اہتمام کسی بزرگ کے ہاں نظر نہیں آتا۔ اس طرح آپ نے تراسی ہزار مسائل طے فرمائے جن میں سے اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے ہے اور باقی مسائل معاملات کے متعلق ہیں۔

رابعاً: اہل حق سے چند بزرگوں نے بھی بعض مسائل کے پیش نظر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر تنقید کی ہے اور یہ اس لیے وقوع میں آیا کہ وہ حضرات امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علمی رفعتوں کو سمجھنے سے قاصر رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے باقی بزرگوں نے ان حضرات کی تنقید کے پیش نظر قطعاً امام اعظم کو مطعون نہیں کیا اور نہ ان تنقید کرنے والے حضرات سے اتفاق کیا' بلکہ علمی انداز میں ایسے بزرگوں کے شبہات کا ازالہ کردیا کیونکہ ان حضرات کی تنقید بھی بد نیتی کا نتیجہ نہ تھی بلکہ علمی لحاظ سے وہ اسی نتیجے پر پہنچے تھے جب کہ حقیقت نفس الامری تک ان کی رسائی نہیں ہوئی تھی۔ علمی اور روحانی لحاظ سے امت محمدیہ کی مایۂ ناز ہستی اور اپنے دور میں سرمایۂ ملت کے عدیم المثال نگہبان ثابت ہونے والے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں یوں رقمطراز ہیں:

عجب معامله است که امام ابو حنیفه در تقلید سنت ازہمه پیش قدم است و احادیث مرسل رادر رنگ احادیث مسند شایان متابعت میداندو بررائے خود مقدم می دارد وہمچنیں قول صحابی رابواسطۂ شرف صحبت خیر البشر علیه و علیهم الصلوات والتسلیمات بررائے خود مقدم می دارد و دیگراں نه چنیں اندمع ذلك مخالفان او را صاحب رائے میدانندو الفاظے که مبنی از سوئے ادب اندباو منتسب می سازند باوجود آنکه ہمه بکمال علم و وفور ورع و تقویٰ او معترف اند۔ حضرت حق سبحانه و تعالیٰ ایشاں را توفیق دہاد کـه آزار راس دین و رئیس اہل اسلام را ایذا نکنند۔ یریدون لیطفوا نور الله بافواههم جماعه که اکابر دین را اصحاب رائے میدانند اگر ایں اعتقاد دارند که ایشاں به رائے خود حکم می کردند و متابعت کتاب و سنت نمی نمودند پس سواد	عجیب معاملہ ہے کہ امام ابوحنیفہ سنت کی پیروی میں باقی جملہ آئمہ سے آگے ہیں اور اسی لیے مرسل احادیث کو وہ مسند احادیث کی طرح لائق متابعت جانتے ہیں اور اپنی رائے سے بہرصورت مقدم رکھتے ہیں بلکہ اسی طرح قول صحابی کو صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے مشرف ہونے کے باعث اپنی ذاتی رائے پر مقدم رکھتے ہیں جب کہ دوسرے ائمہ کرام کے ہاں یہ معاملہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود مخالفین انہیں صاحب رائے جانتے ہیں اور ایسے الفاظ سے انہیں یاد کرتے ہیں جو بے ادبی پر مبنی ہیں حالانکہ وہ سب آپ کے علمی کمال اور ورع وتقویٰ سے مالا مال ہونے کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو توفیق بخشے کہ وہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے پیشوا کو اذیت نہ پہنچائیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں' وہ جماعت جو اکابر دین کو اصحاب رائے جانتی ہے' اگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ بزرگ اپنی رائے سے حکم لگاتے ہیں اور کتاب وسنت کی پیروی نہیں کرتے تو اس طرح ان کے زعم فاسد سے مسلمانوں کا سواد اعظم گمراہ

اعظم از اہل اسلام بزعم فاسد ایشاں ضلال و مبتدع باشند بلکہ از جرگۂ اہل اسلام بیرون بوند این اعتقاد نکند مگر جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است یا زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است ناقصے چند احادیث چند یاد گرفتہ اندو احکام شریعت را منحصر دراں ساختہ اندو ماورائے معلوم خود رانفی می نمایندو آنچہ نزد ایشاں ثابت نشدہ منتفی می سازند۔

(مکتوبات، دفتر دوم، مکتوب ۵۵)

اور بدعتی قرار پاتا ہے بلکہ یہ لوگ دائرہ اسلام ہی سے خارج ہو جاتے ہیں ایسا عقیدہ نہیں رکھے گا مگر وہ جاہل جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا ایسا زندیق جو آدھے دین کو باطل کر دینا چاہتا ہے۔ بعض نیم ملاؤں نے چند حدیثیں یاد کر کے شرعی احکام کو ان پر منحصر کر لیا ہے۔ اس طرح جو باتیں ان کی ذاتی معلومات سے باہر ہیں ان کا انکار کر دیتے ہیں اور جو چیز ان حضرات کے نزدیک ثابت نہیں ہے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) نے اپنے صاحبزادگان یعنی حضرت خواجہ محمد سعید (المتوفی ۱۰۷۰ھ) اور حضرت خواجہ محمد معصوم (المتوفی ۱۰۷۹ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو پند و نصائح سے نوازتے ہوئے اسی مکتوب گرامی میں یہ بھی فرمایا:

مثل روح اللہ بمثل امام اعظم کوفی ست رحمۃ اللہ علیہ کہ برکت ورع و تقوی و بدولت متابعت سنت درجہ علیا در اجتہاد و استنباط یافتہ است کہ دیگراں در فہم آں عاجز و قاصر اندو مجتہدات اور ابواسطہ دقت معانی مخالف کتاب و سنت دانندو اورا و اصحاب اورا اصحاب رائے پندارند کل ذلک لعدم الوصول الی حقیقۃ علمہ و درایتہ وعدم الاطلاع علی فہمہ وفراست امام شافعی بکر شمہ از دقت فقاہت او علیہ الرضوان دریافت کہ گفت الفقہاء کلہم عیال ابی حنیفۃ وائے از جرأت انتہائے قاصر نظراں کہ قصور خودرا بدیگر نسبت نمایند (ایضاً)۔

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی مثال امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہے کہ ورع و تقویٰ کی برکت اور سنت کی پیروی کے باعث اجتہاد و استنباط میں اعلیٰ مقام پایا ہے کہ دوسرے لوگوں کا فہم اس کے سمجھنے سے عاجز و قاصر ہے اور ان کے اجتہادی مسائل کو دقت معانی کے سبب کتاب و سنت کے خلاف جانتے ہیں اور انہیں اور ان کے ساتھیوں کو اصحاب رائے شمار کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ان کے علم کی حقیقت اور درایت تک نہ پہنچنے کے باعث ہے اور ان کے فہم پر وہ مطلع نہ ہو سکے۔ دقت فقاہت کے باعث یہ امام شافعی کی فراست کا کرشمہ ہے کہ جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ تمام فقہاء امام ابوحنیفہ کے بال بچے ہیں۔ ان کوتاہ اندیش لوگوں کی جرأت پر افسوس ہے جو اپنے قصور کو دوسرے (امام ابوحنیفہ) کے سر منڈھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جہاں علوم عقلیہ ونقلیہ میں درجہ کمال رکھتے تھے وہاں آپ کا روحانی مقام بھی اتنا بلند ہے کہ اہل کمال نے انہیں طریقت میں امام و مجتہد اور میدان مکاشفہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۸ھ) سے بلند پایا قرار دیتے ہوئے رئیس المکاشفین کے لقب سے یاد کیا ہے۔ جتنے شرعی معاملات کو کشفی نظر سے دیکھ کر انہوں نے ظاہر فرمایا اور کشف کے ذریعے جتنے سربستہ راز کھولے جو کتاب و سنت سے بال برابر بھی متصادم نہیں ہیں ان کے لحاظ سے دیکھئے تو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پوری امت محمدیہ میں اپنی مثال آپ ہیں کہ یہ اجازت و سعادت آپ کے حصے میں آئی۔ انہوں نے حضرت امام اعظم اور حنفی مذہب کو کشفی نظر سے کیا پایا؟ خود مجدد اعظم ہی کے لفظوں میں ملاحظہ فرمائیے:

بغیر کسی تکلف اور تعصب کے شائبہ کے یہ کہا جاسکتا ہے

نورانیت ایں مذہب حنفی بنظر کشفی در رنگ دریا عظیم می نماید و سائر مذاہب در رنگ حیاض وجد اول بنظرمی در آیند و بظاہرہم ملاحظہ نمودہ می آید سواد اعظم از اہل اسلام متابعان ابی حنیفہ اند علیہم الرضوان و ایں مذہب باوجود کثرت متابعان در اصول و فروع از سائر مذاہب متمیز است و در استنباط طریق علیحدہ دارد و ایں معنی مبنی از حقیقت است۔ (ایضاً)

کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشف کی نظر سے ایک بہت بڑے دریا کی طرح دکھائی دیتی ہے اور باقی سارے مذہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہری نظر سے دیکھیں تب بھی یہی کچھ دکھائی دیتا ہے کہ اہل اسلام کا سوادِ اعظم امام ابوحنیفہ کے متبعین پر مشتمل ہے علیہم الرضوان اور پیروی کرنے والوں کی کثرت کے علاوہ یہ مذہب اصول و فروع میں دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز ہے اور استنباط مسائل میں اس کا طریقہ ہی نرالا ہے اور یہ اس کے حقیقت پر مبنی ہونے کی دلیل ہے۔

اجتہادی مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ دیگر آئمہ کی نسبت کتاب و سنت کی تعلیمات سے زیادہ قریب ہیں۔ اکابر دین و ملت نے اسی حقیقت کے پیش نظر آپ کو امام اعظم کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اہل حق کے دیگر آئمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار اکثر فقہاء و محدثین نے امام ابوحنیفہ کو فقہ کا بانی اور کشور اجتہاد کا فرمانروا تسلیم کر کے آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ امت محمدیہ کی ایسی عدیم المثال اور سرمایۂ افتخار ہستی پر زبان طعن کھولنے سے پہلے معترض کو اپنے ورع و تقویٰ علم و عرفان اور اتباع و اذناب کی پونجی کا جائزہ لے لینا چاہیے اور سوچنا چاہیے کہ آخر وہ ہے کس شمار میں؟

چلی ہی آتی ہیں شوق میں یاں زباں پہ ہے بے اختیار باتیں
سکوت نخوت بھی مسکرا دے سنے جو دیوانہ وار باتیں

[۸۰۷] اَثَرٌ - وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ كَانَ نَحَلَهَا جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا مِنْ مَالِهِ بِالْغَابَةِ، فَلَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ وَاللّٰهِ يَا بُنَيَّةُ مَا مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ غِنًى بَعْدِي مِنْكِ، وَلَا أَعَزُّ عَلَيَّ فَقْرًا بَعْدِي مِنْكِ، وَإِنِّي كُنْتُ نَحَلْتُكِ جَادَّ عِشْرِينَ وَسْقًا فَلَوْ كُنْتِ جَدَدْتِيهِ وَاحْتَزْتِيهِ كَانَ لَكِ، وَإِنَّمَا هُوَ الْيَوْمَ مَالُ وَارِثٍ، وَإِنَّمَا هُمَا أَخَوَاكِ وَأُخْتَاكِ فَاقْتَسِمُوهُ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا أَبَتِ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ كَذَا وَكَذَا لَتَرَكْتُهُ إِنَّمَا هِيَ أَسْمَاءُ فَمَنِ الْأُخْرٰى؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ. ذُو بَطْنِ بِنْتِ خَارِجَةَ أُرَاهَا جَارِيَةً.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق نے غابہ میں انہیں کھجور کے چند درخت ہبہ کیے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا کہ اے میری بیٹی! دوسرا کوئی نہیں جس کا اپنے بعد غنی ہونا مجھے تم سے زیادہ پسند ہو اور اپنے بعد مجھے کسی کی مفلسی تمہاری سے زیادہ گراں نہیں۔ میں نے تمہیں کچھ درخت دیئے تھے جن سے بیس وسق کھجوریں آتی تھیں۔ اگر تم نے ان پر قبضہ کیا ہوتا تو تمہارے ہو جاتے۔ اب وہ میراث کا مال ہے اور تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ پس سارے مال کو اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم کر لینا۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ میں عرض گزار ہوئی۔ ابا جان! مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہوتا میں چھوڑ دیتی لیکن میری بہن تو صرف حضرت اسماء ہیں دوسری کون ہے؟ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ وہ بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے اور میرے خیال میں وہ لڑکی ہے۔ ف

ف: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ان کی زوجۂ محترمہ یعنی حضرت حبیبہ بنت خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ ان کے خیال میں لڑکی ہے اور ان کے ترکہ میں سے اسے بھی حصہ ملنا چاہیے۔ حضرت ابوبکر کی یہ کرامت ہے کہ اس بچے کے متعلق جان لیا کہ یہ لڑکی ہے یا لڑکا جب کہ وہ ابھی اپنی والدہ کے پیٹ ہی میں تھا۔ یہ علم مافی الارحام ہے جو ان پانچ باتوں میں سے ایک ہے جنہیں غیوب خمسہ اور مفاتیح الغیب کہا جاتا ہے۔ اس روایت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ غیوب خمسہ کی ایک شق یعنی علم مافی الارحام سے کچھ حصہ پروردگار عالم نے حضرت ابوبکر صدیق کو بھی مرحمت فرمایا تھا۔ حالانکہ یہ نبی نہیں تھے۔ دریں حالات حضرات انبیائے کرام اور خصوصاً سید الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کو تو علیٰ قدر مراتب ان غیوب خمسہ سے یقیناً در جہاز یادہ حصہ ملا ہوگا چونکہ قرآن و حدیث کے واضح نصوص اس پر قائم ہیں لہٰذا مسلمانوں کے ناجی گروہ یعنی حضرات اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔

بعض مبتدعین زمانہ جو مسلمانی کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرات انبیائے کرام و اولیائے عظام کی عداوت میں مغلوب الحال ہوئے پھرتے ہیں انہیں اہل حق سے اس عقیدے میں اتفاق نہیں بلکہ ان کے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا بالاتفاق کافر و مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ان کے نزدیک اہل حق تو سرے سے مسلمان ہی نہیں رہے بلکہ مسلمان تو وہ حضرات ہیں جو ہمہ وقت ایسا کارنامہ سرانجام دیتے ہوں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھیں اس کی توہین و تنقیص کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بہرحال غیوب خمسہ کے متعلق پروردگار عالم نے یوں فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ. (۳۴:۳۱)

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اور دوسرے مقام پر خدائے علیم و خبیر نے یوں فرمایا ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ. (۵۹:۶)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں انہیں وہی جانتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی اور تری میں ہے اور جو پتا گرتا ہے وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر اور خشک مگر وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

اس مفاتح الغیب والی آیت میں پروردگار عالم نے بتایا کہ لوح محفوظ میں سب کچھ لکھا ہوا ہے اور لوح محفوظ کے متعلق بتایا کہ وہ چھپی ہوئی چیز نہیں بلکہ مخلوق کے بعض افراد پر ظاہر، روشن اور بیان کرنے والی ہے۔ جن فرشتوں یا انسانوں کے خاص افراد پر وہ ظاہر اور روشن ہے یا جن سے وہ بیان کرتی ہے تو انہیں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مندرجات لوح محفوظ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ اعلام علم کائنات ہے جو پروردگار عالم کی طرف سے بعض محبین کو مرحمت فرما دیا جاتا ہے۔ عارف کامل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے فرمایا ہے:

لوح محفوظ است پیش اولیا آنچہ محفوظ است محفوظ از خطا

سورۂ لقمان کی مذکورہ بالا آیت متعلقہ غیوب خمسہ کی تفسیر میں فخر سلاطین ہند یعنی سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے امت محمدیہ کے لیے فتاویٰ عالمگیری جیسی عدیم المثال یادگار چھوڑی' ان کے استاد محترم حضرت علامہ احمد جیون امیٹھوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

ولکن ان تقول ان علم الساعة هذه الخمسة ان لا یعلمها احد الا الله لکن یجوز ان یعلمها من یشاء من محبیه و اولیاء ه بقرینة قوله تعالی ان الله علیم خبیر المخبر. (تفسیرات احمدیہ)

اور تم کہہ سکتے ہو کہ ان پانچ چیزوں کا علم کسی کو نہیں مگر اللہ کو لیکن یہ جائز ہے کہ وہ اپنے پیاروں اور دلیوں میں سے جس کو چاہے بتا دے یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے قرینہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا اور خبیر یعنی بتانے والا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے برکت پاک و ہند خاتم المحققین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) نے یوں غیوب خمسہ کے بارے میں اسلامی عقیدے کی وضاحت فرمائی ہے:

مراد آنست کہ بے تعلیم الہی بحساب عقل ہیچکس اینہار اندا ندو آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا اند اند مگر آنکہ وے تعالی از خود کسے راہد انا ند بوحی و الہام۔

مراد یہ ہے کہ بغیر خدا کے بتائے عقل کے زور سے کوئی انہیں نہیں جان سکتا اور یہ غیب کی باتوں سے ہیں جنہیں خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر جس کو خود اللہ تعالیٰ ہی وحی یا الہام کے ذریعے بتا دے۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ص ۴۴)

معلوم ہوا کہ عقل کے زور یا حساب وغیرہ کے ذریعے سے انسان کو ان پانچ چیزوں کا علم نہیں ہوتا لیکن اس بات کی ہرگز کوئی تصریح نہیں ملتی کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم کسی کو مطلقاً دیتا ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید و احادیث مطہرہ کے اندر ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو ان کا علم عطا فرمایا۔ تفصیل کی گنجائش نہیں محض چند اشاروں پر اکتفا کرتا ہوں۔ و باللہ التوفیق

قرب قیامت کے وقت حضرت اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ صور پھونکنے کا حکم دے گا جس کے باعث انہیں قیامت کا علم ہو جائے گا اگرچہ چند لمحے پہلے ہی سہی۔ نبی کریم ﷺ نے میدان بدر میں معرکہ آرائی ہونے سے ایک روز پہلے کفار قریش کے سرداروں کے متعلق اپنے اصحاب کو بتایا کہ فلاں اس جگہ گرے گا اور فلاں یہاں پچھاڑا جائے گا۔ اگلے روز اسی طرح ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ یہ "بای ارض تموت" کی خبر ہے اور وہ "علم الساعۃ" کی۔ چونکہ زیر بحث حدیث علم مافی الارحام کے متعلق ہے لہٰذا اسی کے متعلق چند اشارے کر کے اس حاشیے کو ختم کرتا ہوں۔ قرآن کریم نے حضرت جبرئیل کا بیان یوں نقل فرمایا۔ "لاھب لک غلاما زکیا" تا کہ تجھے پاک بیٹا دے دوں۔ حضرت عیسیٰ ابھی شکم مادر میں بھی نہیں پہنچے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بتا دیا اور ان کی معرفت حضرت مریم کو بھی۔ اسی طرح فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق بتایا اور فرشتے کی معرفت حضرت زکریا علیہ السلام کو۔ اسی طرح حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی۔ مشہور حدیث ہے کہ بچہ جب شکم مادر میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو ایک فرشتہ آ کر اس کی پیشانی پر چار باتیں لکھ جاتا ہے۔ (۱) اس کی عمر (۲) اس کا رزق (۳) جنتی ہے یا جہنمی (۴) لڑکی ہے یا لڑکا۔ غور فرمایئے کہ اس فرشتے کو اللہ تعالیٰ نے جس بچے کی طرف بھیجا اس کے بارے میں قبل از وقت کیسے اہم ترین امور کا علم دے کر بھیجا اور جواب بھی ان کے بارے میں شک کرے تو کم از کم اسے مرتے وقت ضرور یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے متعلق حضرت عزرائیل علیہ السلام کو "بای ارض تموت" کا علم دیا ہوا ہے یا نہیں۔

واللہ تعالی اعلم و علمہ اتم و احکم

[۸۰۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِیِّ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ یَنْحَلُوْنَ

عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو کوئی چیز ہبہ کرتے ہیں اور اسے اپنے پاس روک کر رکھتے ہیں۔ اگر

أَبْنَاءَهُمْ نُحْلًا، ثُمَّ يُمْسِكُونَهَا؟ فَإِنْ مَاتَ ابْنُ أَحَدِهِمْ قَالَ مَالِيْ بِيَدِيْ لَمْ أُعْطِهِ أَحَدًا، وَإِنْ مَاتَ هُوَ قَالَ هُوَ لِابْنِيْ قَدْ كُنْتُ أَعْطَيْتُهُ إِيَّاهُ. مَنْ نَحَلَ نِحْلَةً، فَلَمْ يَحُزْهَا الَّذِيْ نُحِلَهَا حَتّٰى يَكُوْنَ إِنْ مَاتَ لِوَرَثَتِهِ فَهِيَ بَاطِلٌ.

٣٤- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَطِيَّةِ

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ أَعْطٰى أَحَدًا عَطِيَّةً لَا يُرِيْدُ ثَوَابَهَا فَأَشْهَدَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا ثَابِتَةٌ لِلَّذِيْ أُعْطِيَهَا إِلَّا أَنْ يَمُوْتَ الْمُعْطِيْ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَهَا الَّذِيْ أُعْطِيَهَا، قَالَ وَإِنْ أَرَادَ الْمُعْطِيْ إِمْسَاكَهَا بَعْدَ أَنْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ إِذَا قَامَ عَلَيْهِ بِهَا صَاحِبُهَا أَخَذَهَا.

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً، ثُمَّ نَكَلَ الَّذِيْ أَعْطَاهَا فَجَاءَ الَّذِيْ أُعْطِيَهَا بِشَاهِدٍ يَشْهَدُ لَهُ أَنَّهُ أَعْطَاهُ ذٰلِكَ عَرْضًا كَانَ، أَوْ ذَهَبًا، أَوْ وَرِقًا، أَوْ حَيَوَانًا أُحْلِفَ الَّذِيْ أُعْطِيَ مَعَ شَهَادَةِ شَاهِدِهِ، فَإِنْ أَبَى الَّذِيْ أُعْطِيَ أَنْ يَحْلِفَ حُلِّفَ الْمُعْطِيْ، وَإِنْ أَبٰى أَنْ يَحْلِفَ أَيْضًا أَدَّى إِلَى الْمُعْطٰى مَا ادَّعٰى عَلَيْهِ إِذَا كَانَ لَهُ شَاهِدٌ وَاحِدٌ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَاهِدٌ فَلَا شَيْءَ لَهُ.

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَعْطٰى عَطِيَّةً لَا يُرِيْدُ ثَوَابَهَا، ثُمَّ مَاتَ الْمُعْطٰى فَوَرَثَتُهُ بِمَنْزِلَتِهِ، وَإِنْ مَاتَ الْمُعْطِيْ قَبْلَ أَنْ يَقْبِضَ الْمُعْطٰى عَطِيَّتَهُ، فَلَا شَيْءَ لَهُ وَذٰلِكَ أَنَّهُ أُعْطِيَ عَطَاءً لَمْ يَقْبِضْهُ، فَإِنْ أَرَادَ الْمُعْطِيْ أَنْ يُمْسِكَهَا، وَقَدْ أَشْهَدَ عَلَيْهَا حِيْنَ أَعْطَاهَا فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُ إِذَا قَامَ صَاحِبُهَا أَخَذَهَا.

٣٥- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْهِبَةِ

[٨٠٩] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ**، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِيْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيْفٍ الْمُرِّيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ مَنْ وَهَبَ هِبَةً لِصِلَةِ رَحِمٍ، أَوْ عَلٰى وَجْهِ صَدَقَةٍ، فَإِنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيْهَا، وَمَنْ وَهَبَ هِبَةً يَرٰى أَنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِهَا الثَّوَابَ فَهُوَ عَلٰى هِبَتِهِ يَرْجِعُ فِيْهَا إِذَا

بیٹا فوت ہو جائے تو کہتے ہیں کہ مال میرے قبضے میں ہے میں کسی کو نہیں دوں گا اور اگر خود مرے تو کہتا ہے کہ میرے بیٹے کا ہے میں نے اسے دے دیا تھا۔ آئندہ جو ہبہ کرے اور موہوب لہٗ اس پر قبضہ نہ کرے تو مرنے پر وہ وارثوں کا ہوگا اور ہبہ باطل ہو جائے گا۔

جو عطیہ جائز نہیں ہے

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو ثواب کی نیت سے کسی کو عطیہ دے اور اس پر لوگوں کو گواہ بنالے تو وہ معطیٰ لہٗ کے لیے ثابت ہو جائے گا جب کہ وہ معطی کی موت سے پہلے عطیہ پر قبضہ کر لے۔ فرمایا کہ معطی اگر گواہ بنانے کے بعد عطیہ کو روکنا چاہے تو اسے یہ حق نہیں۔ معطیٰ لہٗ جب چاہے اسے لے سکتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے عطیہ دیا اور پھر دینے سے انکار کر دیا۔ معطیٰ لہٗ دینے کا گواہ لے آیا۔ عطیہ خواہ سامان ہو یا سونا چاندی اور جانور وغیرہ تو گواہ کی گواہی کے ساتھ معطیٰ لہٗ سے قسم لی جائے گی۔ اگر وہ قسم کھانے سے انکار کرے تو معطی سے قسم لی جائے گی اور اگر یہ بھی قسم کھانے سے انکار کرے تو مدعی کو وہی کچھ دیا جائے گا جس کا اس نے دعویٰ کیا اور اس پر ایک گواہ رکھتا ہو۔ اگر اس کا گواہ ایک بھی نہ ہو تو اسے کچھ نہیں ملے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے ثواب کی نیت سے عطیہ دیا پھر معطی فوت ہو گیا تو وارث اس کے قائم مقام ہوں گے۔ اگر معطیٰ لہٗ کے عطیہ پر قبضہ کرنے سے پہلے معطی فوت ہوا تو اسے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ اس نے عطیہ پر قبضہ نہیں کیا تھا۔ اگر معطی عطیہ کو روکنا چاہے جب کہ دینے کے گواہ موجود ہوں تو اسے کوئی حق نہیں رہا۔ معطیٰ لہٗ جب چاہے لے سکتا ہے۔

ہبہ کا حکم

ابو غطفان بن طریف مری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جس نے صلہ رحمی یا صدقہ کے طور پر کوئی چیز ہبہ کی تو اسے واپس نہیں لے سکتا۔ جس نے بدلے کی نیت سے کوئی چیز ہبہ کی تو جب اس کی مرضی نہ رہے واپس لے سکتا ہے۔

لَمْ يُرْضِ مِنْهَا.

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْهِبَةَ اِذَا تَغَيَّرَتْ عِنْدَ الْمَوْهُوْبِ لَهُ لِلثَّوَابِ بِزِيَادَةٍ اَوْ نُقْصَانٍ، فَاِنَّ عَلَى الْمَوْهُوْبِ لَهُ اَنْ يُعْطِيَ صَاحِبَهَا قِيْمَتَهَا يَوْمَ قَبَضَهَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ بدلے کی غرض سے ہبہ کی ہوئی چیز جب موہوب لہٗ کے پاس خراب ہو جائے یا اس میں کمی بیشی آ جائے تو دینے والا موہوب لہٗ سے قبضے کے روز کی قیمت لے سکتا ہے۔

۳۶- بَابُ الْاِعْتِصَارِ فِي الصَّدَقَةِ

صدقہ میں رجوع کرنے کا بیان

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ اَنَّ كُلَّ مَنْ تَصَدَّقَ عَلَى ابْنِهِ بِصَدَقَةٍ قَبَضَهَا الْاِبْنُ، اَوْ كَانَ فِيْ حَجْرِ اَبِيْهِ، فَاَشْهَدَ لَهُ عَلَى صَدَقَتِهِ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَعْتَصِرَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ لِاَنَّهُ لَا يَرْجِعُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّدَقَةِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس نے اپنے بیٹے کو کوئی چیز بطور صدقہ دی جس پر بیٹے نے قبضہ کر لیا یا وہ گود میں ہے اور باپ نے صدقہ کے گواہ بنا لیے تو اب اسے کوئی چیز واپس لینے کا حق نہیں رہا کیونکہ صدقہ کی چیز کو واپس نہیں لیا جاتا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْمَنْ نَحَلَ وَلَدَهُ نُحْلًا، اَوْ اَعْطَاهُ عَطَاءً لَيْسَ بِصَدَقَةٍ اِنَّ لَهُ اَنْ يَعْتَصِرَ ذٰلِكَ مَا لَمْ يَسْتَحْدِثِ الْوَلَدُ دَيْنًا يُدَايِنُهُ النَّاسُ بِهِ وَيَأْمَنُوْنَهُ عَلَيْهِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْعَطَاءِ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اَبُوْهُ، فَلَيْسَ لِاَبِيْهِ اَنْ يَعْتَصِرَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ عَلَيْهِ الدُّيُوْنُ، اَوْ يُعْطِي الرَّجُلُ ابْنَهُ، اَوِ ابْنَتَهُ فَتَنْكِحُ الْمَرْاَةُ الرَّجُلَ، وَاِنَّمَا تَنْكِحُهُ لِغِنَاهُ، وَلِلْمَالِ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اَبُوْهُ، فَيُرِيْدُ اَنْ يَعْتَصِرَ ذٰلِكَ الْاَبُ، اَوْ يَتَزَوَّجُ الرَّجُلُ الْمَرْاَةَ قَدْ نَحَلَهَا اَبُوْهَا النَّحْلَ اِنَّمَا يَتَزَوَّجُهَا وَيَرْفَعُ فِيْ صَدَاقِهَا لِغِنَاهَا وَمَالِهَا، وَمَا اَعْطَاهَا اَبُوْهَا، ثُمَّ يَقُوْلُ الْاَبُ اَنَا اَعْتَصِرُ ذٰلِكَ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَعْتَصِرَ مِنِ ابْنِهِ، وَلَا مِنِ ابْنَتِهِ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، اِذَا كَانَ عَلٰى مَا وَصَفْتُ لَكَ.

اور انہوں نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جو کوئی چیز اپنے بیٹے کو بخوشی دے جو بطور صدقہ نہ دی ہو تو اسے رجوع کرنے کا حق ہے جب تک بیٹا اس بھروسے کے ساتھ قابض ہو کر لوگوں کے ساتھ اس کا لین دین نہ کرے اور لوگ یہ جانتے ہوں کہ یہ اسے اس کے باپ نے دی ہے۔ اب باپ اس میں سے کوئی چیز نہیں لے سکتا جب کہ اس پر قرضے بھی ہوں یا کوئی اپنے بیٹے یا بیٹی کو عطیہ دے۔ پھر کوئی عورت اس سے نکاح کرے اور وہ اس کے باپ کے مال کی وجہ سے نکاح کرے کہ مال دار ہو گیا ہے۔ اب باپ اسے واپس لینا چاہے۔ یا کسی نے ایک عورت سے شادی کی جس کو اس کے باپ نے مال ہبہ کیا۔ اس نے اس عورت سے شادی کی اور بڑھ چڑھ کر مہر دیا کہ اس مال کی وجہ سے وہ عورت مال دار ہے جو اس کے باپ نے دیا تھا۔ پھر باپ کہے کہ میں واپس لیتا ہوں' تو مذکورہ حالات میں وہ اپنے بیٹے اور اپنی بیٹی سے واپس نہیں لے سکتے۔

۳۷- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْعُمْرٰى

عمریٰ کا بیان

۶۱۵- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ اُعْمِرَ عُمْرٰى لَهُ، وَلِعَقِبِهِ فَاِنَّهَا لِلَّذِيْ يُعْطَاهَا، لَا تَرْجِعُ اِلَى

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی کو عمریٰ دے اور اس کے وارثوں کے لیے تو اب لینے والا دینے والے کو کبھی واپس نہیں دے گا کیونکہ اس نے جب چیز دے دی تو اس میں وراثت

الَّذِیْ اَعْطَاهَا اَبَدًا لِاَنَّهٗ اَعْطٰی عَطَاءً وَقَعَتْ فِیْهِ الْمَوَارِیْثُ. صحیح مسلم(٤١٦٤)

جاری ہوگئی۔

[٨١٠] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، اَنَّهٗ سَمِعَ مَکْحُوْلًا الدِّمَشْقِیَّ یَسْاَلُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعُمْرٰی وَمَا یَقُوْلُ النَّاسُ فِیْهَا، فَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَا اَدْرَکْتُ النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ عَلٰی شُرُوْطِهِمْ فِیْ اَمْوَالِهِمْ وَفِیْمَا اَعْطَوْا.

عبدالرحمٰن بن قاسم نے مکحول دمشقی سے سنا کہ قاسم بن محمد سے عمریٰ کے متعلق پوچھا گیا کہ لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ قاسم بن محمد نے فرمایا کہ میں نے تو مال میں لوگوں کو ان کی شرطیں پوری کرتے پایا ہے اور عطیات میں بھی۔

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ وَعَلٰی ذٰلِکَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الْعُمْرٰی تَرْجِعُ اِلَی الَّذِیْ اَعْمَرَهَا اِذَا لَمْ یَقُلْ هِیَ لَکَ وَلِعَقِبِکَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ عمریٰ دینے والے کی طرف لوٹتا ہے جبکہ اس نے یہ نہ کہا ہو کہ یہ تمہارے لیے اور تمہارے وارثوں کے لیے ہے۔

[٨١١] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَرِثَ مِنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ دَارَهَا قَالَ وَکَانَتْ حَفْصَةُ قَدْ اَسْکَنَتْ بِنْتَ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ مَا عَاشَتْ، فَلَمَّا تُوُفِّیَتْ بِنْتُ زَیْدٍ قَبَضَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْمَسْکَنَ وَرَاٰی اَنَّهٗ لَهٗ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو حضرت حفصہ بنت عمر کا گھر ورثے میں ملا۔ فرمایا کہ حضرت حفصہ عمر بھر رہنے کے لیے حضرت زید بن خطاب کی بیٹی کو دے گئی تھیں۔ جب بنت زید کا انتقال ہوا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے اس گھر پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا سمجھا۔

٣٨- بَابُ الْقَضَاءِ فِی اللُّقَطَةِ

گری پڑی چیز کا بیان

٦١٦- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ یَزِیْدَ مَوْلَی الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِیِّ، اَنَّهٗ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهٗ عَنِ اللُّقَطَةِ، فَقَالَ اعْرِفْ عِفَاصَهَا، وَوِکَاءَهَا، ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً، فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا، وَاِلَّا فَشَاْنَکَ بِهَا قَالَ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ هِیَ لَکَ، اَوْ لِاَخِیْکَ، اَوْ لِلذِّئْبِ، قَالَ فَضَالَّةُ الْاِبِلِ. قَالَ مَا لَکَ وَلَهَا؟ مَعَهَا سِقَاؤُهَا وَحِذَاؤُهَا، تَرِدُ الْمَاءَ، وَتَاْکُلُ الشَّجَرَ حَتّٰی یَلْقَاهَا رَبُّهَا.

صحیح البخاری(٢٤٢٩) صحیح مسلم(٤٤٧٣)

یزید مولیٰ منبعث نے حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر ایک آدمی نے گری پڑی چیز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس کا ظرف اور بندھن پہچان لو پھر ایک سال تک لوگوں میں بیان کرو۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو دے دو ورنہ خود رکھ لو۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! گم شدہ بکری؟ فرمایا کہ وہ تمہارے لیے ہے یا تمہارے بھائی کے لیے یا بھیڑیے کے لیے۔ عرض کی اور گم شدہ اونٹ؟ فرمایا: تمہیں اس سے کیا سروکار؟ اس کا مشکیزہ اور توشہ دان اس کے پاس ہے پانی پیے گا، درختوں کے پتے کھائے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پا لے گا۔

[٨١٢] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی، عَنْ مُعَاوِیَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَدْرٍ الْجُهَنِیِّ، اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهٗ، اَنَّهٗ نَزَلَ مَنْزِلَ قَوْمٍ بِطَرِیْقِ الشَّامِ، فَوَجَدَ

معاویہ بن عبداللہ بن بدر جہنی نے اپنے والد محترم سے روایت کی ہے کہ شام کے راستے میں جب وہ ایک منزل پر اترے تو انہیں ایک تھیلی ملی جس میں اسی دینار تھے۔ انہوں نے حضرت

صُرَّةٌ فِيهَا ثَمَانُونَ دِينَارًا، فَذَكَرَهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ عَرِّفْهَا عَلَى أَبْوَابِ الْمَسَاجِدِ، وَاذْكُرْهَا لِكُلِّ مَنْ يَأْتِي مِنَ الشَّامِ سَنَةً، فَإِذَا مَضَتِ السَّنَةُ فَشَأْنَكَ بِهَا.

عمر سے ذکر کیا تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا: مسجدوں کے دروازوں پر لوگوں سے کہا کرو اور جو بھی شام سے آئے اس سے ذکر کیا کرو جب ایسا کرتے ہوئے ایک سال گزر جائے تو پھر جو چاہو کرو۔

[۸۱۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ رَجُلًا وَجَدَ لُقَطَةً، فَجَاءَ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ إِنِّي وَجَدْتُ لُقَطَةً، فَمَاذَا تَرَى فِيهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَرِّفْهَا. قَالَ قَدْ فَعَلْتُ، قَالَ زِدْ، قَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا آمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَهَا، وَلَوْ شِئْتَ لَمْ تَأْخُذْهَا.

نافع سے روایت ہے کہ ایک آدمی کو پڑی ہوئی چیز ملی تو وہ حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور کہا کہ مجھے پڑی ہوئی چیز ملی ہے' اس کا حکم بتایئے؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ لوگوں میں اعلان کرو۔ عرض کی: میں کر چکا۔ فرمایا کہ اور کرو عرض کی اور بھی کر چکا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں کھانے کا حکم نہیں دوں گا۔ اگر تم چاہتے تو نہ لیتے۔ ف

ف: بہتر تو یہی ہے کہ کسی کا پڑا ہوا مال نہ اٹھایا جائے بلکہ اس کی اطلاع قریبی تھانے میں کر دی جائے۔ اگر اٹھا لیا ہے تو اس کی تشہیر کی جائے۔ آج کل اخبارات کے ذریعے خوب تشہیر ہوتی ہے۔ پوری کوشش کی جائے کہ مال مالک تک پہنچ جائے اور اٹھانے والے کی اپنی نیت نہ بگڑنے پائے کیونکہ اس نے بہت بڑی ذمہ داری کا بوجھ خود اپنے سر پر اٹھا لیا ہے۔ اب جلد از جلد سبک دوش ہونے کی کوشش کرے۔

۳۹- بَابُ الْقَضَاءِ فِي اسْتِهْلَاكِ الْعَبْدِ اللُّقَطَةَ

غلام نے اگر لقطے کو خرچ کر دیا

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَجِدُ اللُّقَطَةَ فَيَسْتَهْلِكُهَا قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ الْأَجَلَ الَّذِي أُجِّلَ فِي اللُّقَطَةِ، وَذٰلِكَ سَنَةٌ أَنَّهَا فِي رَقَبَتِهِ، إِمَّا أَنْ يُعْطِيَ سَيِّدُهُ ثَمَنَ مَا اسْتَهْلَكَ غُلَامُهُ، وَإِمَّا أَنْ يُسَلِّمَ إِلَيْهِمْ غُلَامَهُ، وَإِنْ أَمْسَكَهَا حَتَّى يَأْتِيَ الْأَجَلُ الَّذِي أُجِّلَ فِي اللُّقَطَةِ، ثُمَّ اسْتَهْلَكَهَا، كَانَتْ دَيْنًا عَلَيْهِ يُتْبَعُ بِهِ وَلَمْ تَكُنْ فِي رَقَبَتِهِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَى سَيِّدِهِ فِيهَا شَيْءٌ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام اگر لقطہ پائے اور اسے خرچ کر دے' لقطہ کی مدت یعنی ایک سال پورا ہونے سے پہلے تو یہ اس کی گردن پر ہے خواہ اس کا آقا اس چیز کی قیمت دے جو غلام نے خرچ کر دی یا غلام کو ان کے سپرد کر دے۔ اگر غلام نے لقطہ کی مدت یعنی ایک سال پورا ہو جانے کے بعد اسے خرچ کیا تو وہ آزاد ہونے تک اس پر قرض رہے گا۔ اس سے پہلے اس پر یا اس کے آقا پر کچھ واجب الادا نہیں۔

٤٠- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الضَّوَالِّ

گم ہو جانے والے جانور کا بیان

[۸۱٤] اَثَرٌ- مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ بَعِيرًا بِالْحَرَّةِ فَعَقَلَهُ، ثُمَّ ذَكَرَهُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَأَمَرَهُ عُمَرُ أَنْ يُعَرِّفَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَقَالَ لَهُ

سلیمان بن یسار کو ثابت بن ضحاک انصاری نے بتایا کہ انہیں حرہ کے مقام پر ایک اونٹ ملا تو اس کا گھٹنا باندھ دیا اور حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ تین مرتبہ اس کا اعلان کرو۔ حضرت ثابت عرض گزار ہوئے کہ میں اپنی کھیتی میں بہت مشغول

ثَابِتٌ إِنَّهُ قَدْ شَغَلَنِي عَنْ ضَيْعَتِي، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَرْسِلْهُ حَيْثُ وَجَدْتَهُ.

ہوں۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اسی جگہ پہنچا دو جہاں یہ پایا تھا۔

٦١٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ مَنْ أَخَذَ ضَالَّةً فَهُوَ ضَالٌّ.

صحیح مسلم (٤٤٨٥)

سعید بن میتب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب کہ وہ کعبے سے پیٹھ لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ جو گم شدہ چیز لے وہ خود گم کردہ راہ ہے۔

[٨١٥] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ كَانَتْ ضَوَالُّ الْإِبِلِ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِبِلًا مُؤَبَّلَةً تَنَاتَجُ لَا يَمَسُّهَا أَحَدٌ، حَتَّى إِذَا كَانَ زَمَانُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَمَرَ بِتَعْرِيفِهَا، ثُمَّ تُبَاعُ فَإِذَا جَاءَ صَاحِبُهَا أُعْطِيَ ثَمَنَهَا.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر کے زمانے میں گم شدہ اونٹ چھوڑ دیئے جاتے تھے۔ اونٹنیاں بچے جنا کرتیں اور کوئی انہیں ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ جب حضرت عثمان کا زمانہ آیا تو حکم دیا کہ وہ بتائے جائیں اور انہیں بیچ دیا گیا۔ جب کسی کا مالک آیا تو اسے قیمت دے دی گئی۔

٤١- بَابُ صَدَقَةِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

زندہ اگر مردے کی طرف سے صدقہ خیرات کرے

٦١٨- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّهُ قَالَ خَرَجَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَحَضَرَتْ أُمَّهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِينَةِ فَقِيلَ لَهَا أَوْصِي، فَقَالَتْ فِيمَ أُوصِي إِنَّمَا الْمَالُ مَالُ سَعْدٍ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ سَعْدٌ، فَلَمَّا قَدِمَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ ذُكِرَ لَهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ. فَقَالَ سَعْدٌ حَائِطُ كَذَا وَكَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا، لِحَائِطٍ سَمَّاهُ.

سنن نسائی (٣٦٥٢)

شرحبیل بن سعید بن سعد بن عبادہ سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حضرت سعد بن عبادہ نکلے اور مدینہ منورہ میں ان کی والدۂ محترمہ کا آخری وقت آ گیا۔ ان سے وصیت کرنے کے لیے کہا گیا تو فرمایا: میں کس چیز کی وصیت کروں جب کہ مال تو سعد کا ہے۔ وہ حضرت سعد کی واپسی سے پہلے وفات پا گئیں۔ جب حضرت سعد بن عبادہ واپس آئے اور ان سے اس بات کا ذکر کیا گیا تو حضرت سعد عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! اگر میں ان کی طرف سے خیرات کروں تو انہیں فائدہ پہنچے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ حضرت سعد نے کہا کہ فلاں فلاں باغ میری والدہ ماجدہ کی طرف سے صدقہ ہیں۔

٦١٩- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ. أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَعَمْ.

صحیح البخاری (٢٧٦٠) صحیح مسلم (٢٣٢٣-٢٣٢٤-٤١٩٦)

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا' اگر وہ کلام کرتیں تو کچھ خیرات کرتیں' کیا میں ان کی طرف سے خیرات کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ ف

ف: ایصالِ ثواب کے جواز میں اس کے علاوہ بھی متعدد احادیث موجود ہیں۔ جس طرح زندوں کو حسنِ سلوک کی ضرورت ہے مردے ان سے بھی زیادہ ضرورت مند ہیں کیونکہ جب انہیں نیکیوں کی قدر معلوم ہوئی تو نیکی کرنے کا وقت گزر چکا۔ اب تو انہیں صرف

وہی نیکی ملے گی جو صدقۂ جاریہ کی صورت کے اندر اس دنیا میں چھوڑ گئے یا لواحقین سے جو بھی اس دارالعمل میں رہتے ہوئے صدقہ و خیرات کا ثواب ان کے نامۂ اعمال میں لکھوائے یا کلمہ و کلام پڑھ کر اس کا ثواب ان کے لیے پہنچائے۔ اب قدر ہونے پر ایک ایک نیکی کے لیے وہ کیسی آس لگائے رکھتے ہوں گے؟ کیسی حسرت سے ہر ایک کا منہ تکتے ہوں گے؟

ایصالِ ثواب ایک تو بزرگانِ دین کے لیے کیا جاتا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ ہمارے ایصالِ ثواب کے حاجت مند نہیں اور نہ یہ آس لگائے بیٹھے رہتے ہوں گے کہ کوئی ہمارے لیے ایصالِ ثواب کرے تو ممکن ہے ہمارا بھی بیڑہ پار ہو جائے کیونکہ بفضلہٖ تعالیٰ وہ اپنی برزخی زندگی اپنے خالق و مالک کے قربِ خاص میں مہمانوں کی طرح گزار رہے ہوں گے۔ جہاں ان کی پیروی نجات کی ضامن ہے۔ وہاں ان حضرات کے لیے ایصالِ ثواب کرنے والے کی یہی آرزو ہوتی ہے کہ پروردگارِ عالم اسے بھی اپنے پیاروں کے چاہنے والوں میں شمار فرما لے وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

دوسری طرف اپنے والدین' بہن بھائی اور بیٹا بیٹی وغیرہ لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے کہ ایسا کرنے سے صلہ رحمی اور باہمی ہمدردی کے تقاضے پورے ہوتے ہیں۔ اگر آج کوئی تساہل یا اغماض کا شکار ہو کر اپنے لواحقین کو چند نیکیوں سے محروم رکھتا ہے تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ وہ بھی اسی صورت حال سے دوچار ہونے والا ہے۔ آج نہیں تو کل اس کے سامنے بھی یہی حالات پیش آئیں گے جب کہ اس کی نیکیوں کا دفترِ عمل بھی لپیٹ کر رکھ دیا جائے گا۔ ترس کھانے والوں پر ترس کھایا جائے گا اور جو آج اپنے لواحقین پر بھی ترس نہیں کھاتے ان پر ترس کھانے والے ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملیں گے کیونکہ "لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس" جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا:

جس کو غمِ جہاں میں بھی یاد رہے غمِ بیکساں
میری طرف سے ہمنشیں جا کر اسے سلام دے

ایصالِ ثواب سے بعض حضرات کو آج کل ایک چڑ سی ہو گئی ہے کہ وہ اس سے بڑی حد تک دور رہتے اور دوسروں کو طرح طرح کے بہانے اور سہارے تلاش کر کے روکنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ ان کا یہ طرزِ عمل اور اندازِ فکر یقیناً ان لوگوں کے مفاد میں نہیں کہا جا سکتا جو اس دارِ فانی کو چھوڑ کر عالمِ جاودانی میں جا پہنچے ہیں۔ ایسے حضرات کو اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کرنی چاہیے۔ دوسری جانب ایصالِ ثواب کو نام و نمائش کا ذریعہ بنا لینا بھی قطعاً درست نہیں کیونکہ ایسا کرنے سے اموات کے کچھ بھی پلے نہیں پڑتا اور شہرت کے لیے ایصالِ ثواب کرنے والا بھی ثواب کی جگہ گناہ ہی کماتا ہے۔ بعض جگہ قرآن خوانی کرنے والے حضرات سب یا اکثر بلند آواز سے پڑھتے ہیں حالانکہ جب ایک شخص بھی بلند آواز سے تلاوت کرے تو حاضرین کے لیے اس کا سننا واجب ہو جاتا ہے' اگر نہیں سنیں گے تو سب گنہگار ہوں گے یوں تلاوت کرنے والے گناہ کا ارتکاب کر کے گھر لوٹے تو اموات کو ثواب کہاں سے ملے گا جب کہ صاحبِ خانہ اور پڑھنے والے سب گناہ کے مرتکب ہوئے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ایسے مواقع پر سب اس طرح تلاوت کریں کہ دوسرے کے کانوں تک آواز نہ جائے اور پڑھنا خلوصِ نیت سے ہو جس میں کسی طمع یا معاوضے کا دخل نہ ہو۔ غرضیکہ ہر کام حدودِ شرعیہ کے اندر ہونا چاہیے تاکہ ثواب کی امید ہو سکے اور اموات کو فائدہ پہنچ سکے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٢٠- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ 'اَنَّهٗ بَلَغَهٗ' اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْ بَنِی الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ تَصَدَّقَ عَلٰی اَبَوَيْهِ بِصَدَقَةٍ فَهَلَكَا' فَوَرِثَ ابْنُهُمَا الْمَالَ وَهُوَ نَخْلٌ فَسَاَلَ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ قَدْ اُجِرْتَ فِیْ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ بنی حارث بن خزرج سے ایک انصاری نے اپنے والدین کو صدقہ دیا وہ دونوں فوت ہو گئے تو ان کا بیٹا ہی مال کا وارث بنا اور وہ کھجور کے درخت تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ تمہیں اپنے

صَدَقَتِکَ، وَخُذْهَا بِمِيرَاثِکَ.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۳۷- کِتَابُ الْوَصِيَّةِ

۱- بَابُ الْأَمْرِ بِالْوَصِيَّةِ

۶۲۱- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ؟ صحیح البخاری (۲۷۳۰) صحیح مسلم (۱۶۲۷)

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الْمُوْصِيَ إِذَا أَوْصٰى فِيْ صِحَّتِهِ، أَوْ فِيْ مَرَضِهِ بِوَصِيَّةٍ فِيْهَا عَتَاقَةُ رَقِيْقٍ مِنْ رَقِيْقِهِ، أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ يُغَيِّرُ مِنْ ذٰلِكَ مَا بَدَا لَهُ، وَيَصْنَعُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ حَتّٰى يَمُوْتَ. وَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَطْرَحَ تِلْكَ الْوَصِيَّةَ وَيُبْدِلَهَا، فَعَلَ، إِلَّا أَنْ يُدَبِّرَ مَمْلُوْكًا. فَإِنْ دَبَّرَ فَلَا سَبِيْلَ إِلٰى تَغْيِيْرِ مَا دَبَّرَ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا حَقُّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصٰى فِيْهِ، يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ عِنْدَهُ مَكْتُوْبَةٌ.

قَالَ مَالِكٌ فَلَوْ كَانَ الْمُوْصِيْ لَا يَقْدِرُ عَلٰى تَغْيِيْرِ وَصِيَّتِهِ وَلَا مَا ذُكِرَ فِيْهَا مِنَ الْعَتَاقَةِ، كَانَ كُلُّ مُوْصٍ قَدْ حَبَسَ مَالَهُ الَّذِيْ أَوْصٰى فِيْهِ مِنَ الْعَتَاقَةِ وَغَيْرِهَا، وَقَدْ يُوْصِي الرَّجُلُ فِيْ صِحَّتِهِ، وَعِنْدَ سَفَرِهِ.

قَالَ مَالِكٌ فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ أَنَّهُ يُغَيِّرُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ غَيْرَ التَّدْبِيْرِ.

۲- بَابُ جَوَازِ وَصِيَّةِ الصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمُصَابِ وَالسَّفِيْهِ

[۸۱۶] أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عَمْرَو ابْنَ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قِيْلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِنَّ هَاهُنَا غُلَامًا يَفَاعًا

صدقے کا ثواب مل گیا' اب اسے میراث میں لے لو۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وصیت کا بیان

وصیت کا حکم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کو یہ حق نہیں ہے کہ جس کے پاس کوئی ایسی چیز یا معاملہ ہو جس میں وصیت کرنا ضروری ہو اور وصیت لکھے بغیر دو راتیں بھی گزارے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ آدمی بحالت صحت یا مرض جب کوئی وصیت کرے مثلاً غلام آزاد کرنے کی یا کوئی اور تو جب وہ چاہے اس میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے اور اپنی موت تک اس میں تصرف کر سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی اور وصیت کر دے ماسوائے غلام مدبر کرنے کے۔ مدبر کرنے کے بعد اب اسے بدل نہیں سکتا اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ لائق نہیں ہے کہ اس کے پاس قابل وصیت کوئی چیز ہو اور وہ بغیر وصیت لکھے دو راتیں بھی گزارے۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر موصی اپنی وصیت کو بدلنے پر قادر نہ ہوتا اور نہ عتاق میں جس کا ذکر کیا گیا تو ہر موصی کا مال جس کی اس نے عتاق وغیرہ میں وصیت کی رکا رہتا حالانکہ آدمی اپنی صحت اور سفر میں بھی وصیت کرتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک اس حکم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وصیت میں جو چاہے تبدیلی کر سکتا ہے ماسوائے مدبر کے۔

کمزور' کم سن' مجنون اور بے وقوف کی وصیت

ابوبکر بن حزم نے عمرو بن سلیم زرقی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں ایک غسانی لڑکا قریب البلوغ ہے جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور اس کے وارث شام

لَمْ يَحْتَلِمْ مِنْ غَسَّانَ، وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ، وَهُوَ ذُوْ مَالٍ، وَلَيْسَ لَهُ هَاهُنَا إِلَّا ابْنَةُ عَمٍّ لَهُ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَلْيُوْصِ لَهَا. قَالَ فَأَوْصَى لَهَا بِمَالٍ يُقَالُ لَهُ بِئْرُ جُشَمٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ فَبِيْعَ ذٰلِكَ الْمَالُ بِثَلَاثِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَابْنَةُ عَمِّهِ الَّتِيْ أَوْصَى لَهَا هِيَ أُمُّ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ.

میں ہیں' وہ مال دار ہے اور یہاں ایک چچا زاد بہن کے سوا اس کا کوئی نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کے لیے وصیت کر دے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس نے مال کی وصیت کر دی جس کو بئر جشم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم کا بیان ہے کہ وہ مال تیس ہزار درہم میں بیچا گیا۔ اس کی چچا زاد بہن جس کے لیے وصیت کی تھی' وہ عمرو بن سلیم کی والدہ تھیں۔

[۸۱۷] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، أَنَّ غُلَامًا مِنْ غَسَّانَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ بِالْمَدِيْنَةِ، وَوَارِثُهُ بِالشَّامِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ فُلَانًا يَمُوْتُ أَفَيُوْصِيْ؟ قَالَ فَلْيُوْصِ.

ابوبکر بن حزم سے روایت ہے کہ ایک غسانی لڑکا مدینہ منورہ میں فوت ہونے لگا اور اس کے وارث شام میں تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا ذکر ہوا اور کہا گیا کہ فلاں مرنے لگا ہے' کیا وہ وصیت کرے؟ فرمایا کہ وصیت کرے۔

قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَكَانَ الْغُلَامُ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ، أَوِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، قَالَ فَأَوْصَى بِبِئْرِ جُشَمٍ فَبَاعَهَا أَهْلُهَا بِثَلَاثِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

یحییٰ بن سعید نے ابوبکر سے روایت کی ہے کہ وہ لڑکا دس یا بارہ سال کا تھا' کہا کہ اس نے بئر جشم کی وصیت کی۔ لوگوں نے اسے تیس ہزار درہم میں فروخت کیا۔

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الضَّعِيْفَ فِيْ عَقْلِهِ، وَالسَّفِيْهَ وَالْمُصَابَ الَّذِيْ يُفِيْقُ أَحْيَانًا تَجُوْزُ وَصَايَاهُمْ، إِذَا كَانَ مَعَهُمْ مِنْ عُقُوْلِهِمْ مَا يَعْرِفُوْنَ مَا يُوْصُوْنَ بِهِ، فَأَمَّا مَنْ لَيْسَ مَعَهُ مِنْ عَقْلِهِ مَا يَعْرِفُ بِذٰلِكَ، مَا يُوْصِيْ بِهِ، وَكَانَ مَغْلُوْبًا عَلَى عَقْلِهِ فَلَا وَصِيَّةَ لَهُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ ضعیف العقل' پاگل اور وہ مجنوں جس کو کبھی کبھی افاقہ ہو جائے' ان کی وصیت بھی جائز ہے جب کہ انہیں کچھ نہ کچھ عقل ہو اور اتنا جانیں کہ کیا وصیت کی ہے اور جس کو اتنی عقل بھی نہ ہو کہ کیا وصیت کی ہے اور اس کی عقل جاتی رہی ہو تو اس کی وصیت نہیں ہے۔

۳- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي الثُّلُثِ لَا تَتَعَدّٰى

تہائی سے زیادہ مال کی وصیت نہ کرے

۶۲۲- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى، وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا. فَقُلْتُ فَالشَّطْرُ. قَالَ لَا. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے سال میری سخت بیماری کے دوران رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! مجھے اتنی تکلیف ہے جو حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ میں مالدار آدمی ہوں اور ایک بیٹی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال خیرات کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں عرض گزار ہوا کہ نصف؟ فرمایا: نہیں' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تہائی اور تہائی بھی زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑو تو یہ انہیں کنگال چھوڑنے سے بہتر ہے

اللّٰهِ اِلَّآ اُجِرْتَ حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیْ امْرَاَتِکَ قَالَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ااُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّکَ لَنْ تُخَلَّفَ ' فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًا اِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً ' وَلَعَلَّکَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِکَ اَقْوَامٌ وَیُضَرَّ بِکَ اٰخَرُوْنَ ' اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ ' لٰکِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ یَرْثِیْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ' اَنْ مَاتَ بِمَکَّةَ.

صحیح البخاری (۱۲۹۵) صحیح مسلم (٤١٨٥)

کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور تم جو کچھ رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرو گے اس کا ثواب ملے گا یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم پیچھے نہیں چھوڑے جاؤ گے بلکہ تم نیک اعمال کرو گے جن سے تمہارے درجات اور رفعت میں اضافہ ہوگا' شاید چھوڑے جاتے تو کچھ لوگ تم سے نفع پاتے اور لوگوں کو تم سے نقصان پہنچتا۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت پوری فرما اور انہیں واپس نہ لوٹا لیکن حضرت سعد بن خولہ کا صدمہ جو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو ان کا افسوس رہا۔

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِی الرَّجُلِ یُوْصِیْ بِثُلُثِ مَالِهٖ لِرَجُلٍ ' وَیَقُوْلُ غُلَامِیْ یَخْدُمُ فُلَانًا مَا عَاشَ ثُمَّ هُوَ حُرٌّ ' فَیُنْظَرُ فِیْ ذٰلِکَ فَیُوْجَدُ الْعَبْدُ ثُلُثَ مَالِ الْمَیِّتِ. قَالَ فَاِنَّ خِدْمَةَ الْعَبْدِ تُقَوَّمُ ' ثُمَّ یَتَحَاصَّانِ یُحَاصُّ الَّذِیْ اُوْصِیَ لَهٗ بِالثُّلُثِ بِثُلُثِهٖ ' وَیُحَاصُّ الَّذِیْ اُوْصِیَ لَهٗ بِخِدْمَةِ الْعَبْدِ بِمَا قُوِّمَ لَهٗ مِنْ خِدْمَةِ الْعَبْدِ ' فَیَاْخُذُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ خِدْمَةِ الْعَبْدِ ' اَوْ مِنْ اِجَارَتِهٖ ' اِنْ کَانَتْ لَهٗ اِجَارَةٌ بِقَدْرِ حِصَّتِهٖ ' فَاِذَا مَاتَ الَّذِیْ جُعِلَتْ لَهٗ خِدْمَةُ الْعَبْدِ مَا عَاشَ عَتَقَ الْعَبْدُ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو دوسرے کے لیے تہائی مال کی وصیت کرے اور کہے کہ میرا یہ غلام فلاں کی زندگی بھر خدمت کرے گا پھر یہ آزاد ہے تو دیکھیں گے کہ اگر اس غلام کی قیمت تہائی مال نکلے تو غلام کی خدمت کی قیمت لگائیں گے اور اس غلام میں حصہ رکھ لیں گے جس کے لیے مال کی وصیت کی ہے اور ایک تہائی حصہ اس کا ہوگا جس کے لیے خدمت کی وصیت کی ہے۔ اس کا حصہ خدمت کی قیمت کے مطابق ہوگا۔ اس کے بعد دونوں شخص غلام کی خدمت یا کمائی سے اپنا اپنا حصہ لیا کریں گے اور جب وہ شخص فوت ہو جائے جس کے لیے خدمت کی وصیت کی تھی تو غلام آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِی الَّذِیْ یُوْصِیْ فِیْ ثُلُثِهٖ فَیَقُوْلُ لِفُلَانٍ کَذَا وَکَذَا ' وَلِفُلَانٍ کَذَا وَکَذَا ' یُسَمِّیْ مَالًا مِّنْ مَالِهٖ ' فَیَقُوْلُ وَرَثَتُهٗ قَدْ زَادَ عَلٰی ثُلُثِهٖ ' فَاِنَّ الْوَرَثَةَ یُخَیَّرُوْنَ بَیْنَ اَنْ یُّعْطُوْا اَهْلَ الْوَصَایَا وَصَایَاهُمْ ' وَیَاْخُذُوْا جَمِیْعَ مَالِ الْمَیِّتِ وَبَیْنَ اَنْ یَّقْسِمُوْا لِاَهْلِ الْوَصَایَا ثُلُثَ مَالِ الْمَیِّتِ ' فَیُسَلِّمُوْا اِلَیْهِمْ ثُلُثَهٗ ' فَتَکُوْنُ حُقُوْقُهُمْ فِیْهِ اِنْ اَرَادُوْا بَالِغًا مَا بَلَغَ. صحیح البخاری (۱۲۹۵)

امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ جس نے تہائی مال کی وصیت کی اور کہے کہ اتنا مال فلاں کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے۔ وارث کہیں کہ یہ تو تہائی سے زیادہ ہو گیا۔ دریں حالات ورثاء کو اختیار ہے کہ وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کر دیں اور میت کا سارا مال خود لے لیں یا اہل وصایا کے درمیان میت کا تہائی مال تقسیم ہو جائے گا' لہٰذا تہائی ان کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں' خواہ حصہ کہیں تک پہنچے۔

٤- بَابُ اَمْرِ الْحَامِلِ وَالْمَرِیْضِ وَالَّذِیْ

حاملہ' مریض اور جو میدان جنگ میں ہوا سے

يَحْضُرُ الْقِتَالَ فِي أَمْوَالِهِمْ

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي وَصِيَّةِ الْحَامِلِ وَفِي قَضَايَاهَا فِي مَالِهَا، وَمَا يَجُوزُ لَهَا أَنَّ الْحَامِلَ كَالْمَرِيضِ، فَإِذَا كَانَ الْمَرَضُ الْخَفِيفُ غَيْرُ الْمَخُوفِ عَلَى صَاحِبِهِ، فَإِنَّ صَاحِبَهُ يَصْنَعُ فِي مَالِهِ مَا يَشَاءُ، وَإِذَا كَانَ الْمَرَضُ الْمَخُوفُ عَلَيْهِ، لَمْ يَجُزْ لِصَاحِبِهِ شَيْءٌ إِلَّا فِي ثُلُثِهِ.

قَالَ وَكَذٰلِكَ الْمَرْأَةُ الْحَامِلُ أَوَّلُ حَمْلِهَا بِشْرٌ وَسُرُورٌ، وَلَيْسَ بِمَرَضٍ وَلَا خَوْفٍ، لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿فَبَشَّرْنٰهَا بِإِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ إِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ﴾ (ھود:۷۱) وَقَالَ ﴿حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهٖ فَلَمَّآ أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ (الاعراف:۱۸۹)، فَالْمَرْأَةُ الْحَامِلُ إِذَا أَثْقَلَتْ لَمْ يَجُزْ لَهَا قَضَاءٌ إِلَّا فِي ثُلُثِهَا، فَأَوَّلُ الْإِتْمَامِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كِتَابِهِ ﴿وَالْوٰلِدٰتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ﴾ (البقرہ:۲۳۳) وَقَالَ ﴿وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف:۱۵) فَإِذَا مَضَتْ لِلْحَامِلِ سِتَّةُ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ حَمَلَتْ لَمْ يَجُزْ لَهَا قَضَاءٌ فِي مَالِهَا إِلَّا فِي الثُّلُثِ.

اپنے کتنے مال کا اختیار ہے؟

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاملہ کی وصیت کے متعلق یہ میں نے خوب سنا اور جو اس کے مال میں جائز نہیں ہے کہ حاملہ مریض کی طرح ہے۔ جب مرض کم ہو، جس میں موت کا خطرہ نہ ہو تو آدمی اپنے مال میں جس طرح چاہے تصرف کرے اور جب مرض خطرناک ہو تو تہائی مال سے زیادہ میں تصرف کرنا جائز نہیں۔

فرمایا کہ حاملہ شروع میں جب خوش وخرم اور تندرست رہے اور اسے کوئی مرض یا خوف نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "تو ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی" اور فرمایا ہے: "جب اسے ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اسے لیے پھرتی رہی۔ پھر جب بوجھ محسوس ہوا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ ضرور تو ہمیں جیسا چاہیے بچہ دے گا تو بے شک ہم شکر گزار ہوں گے" پس عورت کا حمل جب وزنی ہو جائے تو اسے تہائی سے زیادہ مال میں تصرف جائز نہیں اور پہلا دور چھ ماہ پر مکمل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: "اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں" اور فرمایا ہے: "اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینوں میں ہے" لہٰذا جب حاملہ کو چھ مہینے ہو جائیں یعنی حمل ٹھہرے ہوئے تو اب اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ میں تصرف کرنا جائز نہیں رہا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَحْضُرُ الْقِتَالَ إِنَّهُ إِذَا زَحَفَ فِي الصَّفِّ لِلْقِتَالِ، لَمْ يَجُزْ لَهُ أَنْ يَقْضِيَ فِي مَالِهِ شَيْئًا إِلَّا فِي الثُّلُثِ، وَإِنَّهُ بِمَنْزِلَةِ الْحَامِلِ وَالْمَرِيضِ الْمَخُوفِ عَلَيْهِ مَا كَانَ بِتِلْكَ الْحَالِ.

امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو میدان کارزار میں صف بستہ ہو وہ بھی اپنے مال کے تہائی سے زیادہ میں تصرف نہیں کر سکتا، وہ اس وقت حاملہ اور خوف والے مریض کی طرح ہے جب تک کہ اس حال میں رہے۔

۵- بَابُ الْوَصِيَّةِ لِلْوَارِثِ وَالْحِيَازَةِ

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ إِنَّهَا مَنْسُوخَةٌ قَوْلُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿إِنْ تَرَكَ

وارث کے لیے وصیت کرنا اور اسے کچھ مال دے دینا

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ آیت: "اگر کچھ مال چھوڑے تو وصیت کر جائے اپنے ماں باپ اور قریب کے رشتہ

خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ﴾ (البقرۃ:۱۸۰) نَسَخَهَا مَا نَزَلَ مِنْ قِسْمَةِ الْفَرَائِضِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

وارثوں کے لیے'' یہ تقسیم میراث کی ان آیتوں سے منسوخ ہے جو اللہ کی کتاب میں ہیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ السُّنَّةُ الثَّابِتَةُ عِنْدَنَا الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا، أَنَّهُ لَا تَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ، إِلَّا أَنْ يُجِيْزَ لَهُ ذٰلِكَ وَرَثَةُ الْمَيِّتِ، وَأَنَّهُ إِنْ أَجَازَ لَهُ بَعْضُهُمْ وَأَبٰى بَعْضٌ جَازَ لَهُ حَقُّ مَنْ أَجَازَ مِنْهُمْ، وَمَنْ أَبٰى أَخَذَ حَقَّهُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک کو یہ بھی فرماتے سنا کہ ہمارے نزدیک ثابت شدہ سنت یہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں مگر جب کہ ورثاء اجازت دیں اور اگر بعض اس کے لیے اجازت دیں اور بعض اجازت نہ دیں تو اجازت دینے والوں کے حق سے دینا جائز ہوگا اور انکار کرنے والے اس سے اپنا حق لے لیں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِي الْمَرِيْضِ الَّذِيْ يُوْصِيْ فَيَسْتَأْذِنُ وَرَثَتَهُ فِيْ وَصِيَّتِهِ وَهُوَ مَرِيْضٌ لَيْسَ لَهُ مِنْ مَالِهِ إِلَّا ثُلُثُهُ، فَيَأْذَنُوْنَ لَهُ أَنْ يُوْصِيَ لِبَعْضِ وَرَثَتِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ ثُلُثِهِ إِنَّهُ لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَرْجِعُوْا فِيْ ذٰلِكَ، وَلَوْ جَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ صَنَعَ كُلُّ وَارِثٍ ذٰلِكَ، فَإِذَا هَلَكَ الْمُوْصِيْ أَخَذُوْا ذٰلِكَ لِأَنْفُسِهِمْ وَمَنَعُوْهُ الْوَصِيَّةَ فِيْ ثُلُثِهِ وَمَا أُذِنَ لَهُ بِهِ فِيْ مَالِهِ.

امام مالک کو وصیت کرنے والے مریض کے متعلق فرماتے ہوئے سنا جو مرض کی حالت میں اپنے وارثوں سے وصیت کی اجازت لے جب کہ اسے تہائی سے زیادہ مال کا اختیار نہیں' پس وہ اجازت دے دیں کہ بعض وارثوں کے لیے تہائی سے زیادہ کی وصیت کر دی جائے تو انہیں رجوع کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔ اگر ان کے لیے یہ جائز ہوتا تو ہر وارث ایسا ہی کرتا کہ جب موصی فوت ہو جاتا تو مال کو خود لے لیتا اور تہائی سے زیادہ کا انکار کر دیتے جس کی اس کے مال میں خود اجازت دی ہوتی۔

قَالَ فَأَمَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ وَرَثَتَهُ فِيْ وَصِيَّةٍ يُوْصِيْ بِهَا لِوَارِثٍ فِيْ صِحَّتِهِ فَيَأْذَنُوْنَ لَهُ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَا يَلْزَمُهُمْ وَلِوَرَثَتِهِ أَنْ يَرُدُّوْا ذٰلِكَ إِنْ شَاءُوْا، وَذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا كَانَ صَحِيْحًا كَانَ أَحَقَّ بِجَمِيْعِ مَالِهِ، يَصْنَعُ فِيْهِ مَا شَاءَ، إِنْ شَاءَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْ جَمِيْعِهِ خَرَجَ، فَيَتَصَدَّقُ بِهِ، أَوْ يُعْطِيْهِ مَنْ شَاءَ، وَإِنَّمَا يَكُوْنُ اسْتِئْذَانُهُ وَرَثَتَهُ جَائِزًا عَلَى الْوَرَثَةِ إِذَا أَذِنُوْا لَهُ حِيْنَ يُحْجَبُ عَنْهُ مَالُهُ، وَلَا يَجُوْزُ لَهُ شَيْءٌ إِلَّا فِيْ ثُلُثِهِ، وَحِيْنَ هُمْ أَحَقُّ بِثُلُثَيْ مَالِهِ مِنْهُ، فَذٰلِكَ حِيْنَ يَجُوْزُ عَلَيْهِمْ أَمْرُهُمْ وَمَا أَذِنُوْا لَهُ بِهِ، فَإِنْ سَأَلَ بَعْضُ وَرَثَتِهِ أَنْ يَهَبَ لَهُ مِيْرَاثَهُ حِيْنَ تَحْضُرُهُ الْوَفَاةُ فَيَفْعَلُ، ثُمَّ لَا يَقْضِيْ فِيْهِ الْهَالِكُ شَيْئًا، فَإِنَّهُ رَدٌّ عَلٰى مَنْ وَهَبَهُ إِلَّا أَنْ يَقُوْلَ لَهُ الْمَيِّتُ فُلَانٌ لِبَعْضِ وَرَثَتِهِ ضَعِيْفٌ، وَقَدْ أَحْبَبْتُ أَنْ تَهَبَ لَهُ مِيْرَاثَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ. فَإِنَّ ذٰلِكَ جَائِزٌ إِذَا سَمَّاهُ

فرمایا: اگر کوئی صحت کی حالت میں اپنے وارثوں سے اجازت لے اور وہ اسے اجازت دے دیں۔ یہ ان پر لازم نہیں آئے گی اور وارث جب چاہیں اس سے پھر سکتے ہیں اور یہ اس لیے ہے کہ جب وہ آدمی تندرست ہے تو اپنے سارے مال میں تصرف کر سکتا ہے' جو چاہے کرے' اگر چاہے تو سارے مال کو لٹا دے' خیرات کر دے' کسی کو دے چھوڑے' وارثوں سے اجازت لینا تو تب ہے جب اسے مال پر اختیار نہ رہے اور اس کے لیے صرف تہائی جائز رہ گیا ہو اور دو تہائی کا حق وارثوں کا ہو تو وہ اجازت دے سکتے ہیں۔ اگر مریض نے اپنے وارث سے کہا کہ تم اپنا حصہ میراث مجھے ہبہ کر دو۔ اس نے ہبہ کر دیا۔ مریض نے اس میں تصرف نہ کیا اور فوت ہو گیا تو وہ حصہ اسی طرح وارث کا ہو جائے گا۔ ہاں اگر میت ایک وارث سے کہے کہ فلاں وارث کمزور ہے تم اپنا حصہ اسے ہبہ کر دو۔ وہ ہبہ کرے تو درست ہے۔ اگر وارث اپنا حصہ مرنے والے ہی کو ہبہ کر دے۔ مرنے والے نے

الْمَيِّتُ لَهُ ' قَالَ وَإِنْ وَهَبَ لَهُ مِيرَاثَهُ ' ثُمَّ أَنْفَقَ الْهَالِكُ بَعْضَهُ ' وَبَقِيَ بَعْضٌ فَهُوَ رَدٌّ عَلَى الَّذِي وَهَبَ ' يَرْجِعُ إِلَيْهِ مَا بَقِيَ بَعْدَ وَفَاةِ الَّذِي أُعْطِيَهُ.

اس میں سے کچھ کسی کو دلا دیا' جو باقی بچا وہ اسی وارث کا ہے۔ فرمایا کہ اگر وارث نے اپنے حصہ میراث سے کسی کو کچھ ہبہ کیا۔ پھر مرنے والے نے دوسرے کو کچھ دے دیا اور کچھ باقی رہا تو یہ دینے والے کی وفات کے بعد باقی مال ہبہ کرنے والے کی طرف لوٹایا جائے گا۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِيمَنْ أَوْصَى بِوَصِيَّةٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ كَانَ أَعْطَى بَعْضَ وَرَثَتِهِ شَيْئًا ' لَمْ يَقْبِضْهُ فَأَبَى الْوَرَثَةُ أَنْ يُجِيزُوا ذٰلِكَ فَإِنَّ ذٰلِكَ يَرْجِعُ إِلَى الْوَرَثَةِ مِيرَاثًا عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ ' لِأَنَّ الْمَيِّتَ لَمْ يُرِدْ أَنْ يَقَعَ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِهِ ' وَلَا يُحَاصُّ أَهْلُ الْوَصَايَا فِي ثُلُثِهِ بِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک سے سنا کہ جس نے وصیت کی۔ پھر بتایا کہ اس نے ایک وارث کو کوئی چیز دی تھی لیکن اس نے قبضہ نہ کیا۔ ورثاء نے اس کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تو وہ وارثوں کا ہوگا اللہ کی کتاب کے مطابق کیونکہ میت نے تہائی میں سے اس کے اندر کچھ نہیں ڈالا اور نہ اہل وصیت کو تہائی مال سے کوئی علیحدہ حصہ دیا۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُؤَنَّثِ مِنَ الرِّجَالِ وَمَنْ أَحَقُّ بِالْوَلَدِ

نامرد کا بیان اور لڑکے کا وارث کون ہے؟

٦٢٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ أَبِيهِ ' أَنَّ مُخَنَّثًا كَانَ عِنْدَ أُمِّ سَلَمَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا ' فَأَنَا أَدُلُّكَ عَلَى ابْنَةِ غَيْلَانَ ' فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ ' فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ.

صحیح البخاری (٤٣٢٤) صحیح مسلم (٥٦٥٤)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک مخنث حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا تو اس نے حضرت عبداللہ بن ابو امیہ سے کہا اور رسول اللہ ﷺ سن رہے تھے کہ اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے کل طائف پر آپ لوگوں کو فتح دی تو میں تمہیں بنت غیلان دکھاؤں گا' جو آتی ہے تو چار بل پڑتے ہیں اور جاتی ہے تو آٹھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مخلوق تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ ف

ف: جب نبی کریم ﷺ نے اس مخنث کے بارے میں فرما دیا کہ یہ گھروں میں نہ آیا کرے جس نے ایک عورت کی خوبصورتی کا ذکر کر دیا تھا تو اس کی روشنی میں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ گھروں میں غیر محرم مردوں کا آنا جانا اور عورتوں کا غیر محرموں کے اندر بازاروں اور دفتروں وغیرہ میں جانا کتنی قباحت کا حامل ہوگا؟ نسلیں خراب ہونا' اخلاقی قدروں کا پامال ہونا اور خاندانی خصائص کا مٹنا اسی بے راہ روی اور نفسانی زاویۂ نظر کی وجہ سے ہے۔ عورت ایک جنس عزیز اور انسانیت کی کان ہے' جو ماں' بہن اور بیٹی کے روپ میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ مائیں ہی تو قوم کے لیے سپوت جنتی ہیں اور اسلام کے رنگ میں رنگنے کے بعد اپنے بچوں کو معاشرے اور ملک و ملت کے سپرد کرتی ہیں۔ قوم کو بنانے کے لیے عورت جیسی متاع عزیز کی عفت کو محفوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ماں کا دودھ اور اس کی پرورش بچے کی ساری زندگی کے اندر وہی عمل دخل ہے جو جسم کے اندر روح کا مقام ہے۔ ملت اسلامیہ کو ایسے بچوں کی اشد ضرورت ہے جو علوم دینیہ کے زیور سے آراستہ اور اعلائے کلمۃ الحق کے جذبے سے سرشار ہوں تاکہ کشتی ملت کو منجدھار سے نکال کر ساحل مراد پر لگا سکیں اور ایسے بچے وہی مسلمان عورتیں جن سکتی ہیں جو عفت مآب اور اسلامی غیرت وحمیت کے مجسمے ہوں گی' مسلمانان عالم کا قافلہ آج اسی صورت اپنی عظمت رفتہ کو حاصل کرنے کی جانب رواں ہو سکتا ہے۔

[۸۱۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّہٗ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ یَقُوْلُ کَانَتْ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ امْرَاَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ، فَوَلَدَتْ لَہٗ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ، ثُمَّ اِنَّہٗ فَارَقَھَا، فَجَاءَ عُمَرُ قُبَاءً فَوَجَدَ ابْنَہٗ عَاصِمًا یَلْعَبُ بِفِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَاَخَذَ بِعَضُدِہٖ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ عَلَی الدَّابَّۃِ، فَاَدْرَکَتْہُ جَدَّۃُ الْغُلَامِ فَنَازَعَتْہُ اِیَّاہُ، حَتّٰی اَتَیَا اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ فَقَالَ عُمَرُ ابْنِیْ. وَقَالَتِ الْمَرْاَۃُ ابْنِیْ. فَقَالَ اَبُوْ بَکْرٍ خَلِّ بَیْنَھَا وَ بَیْنَہٗ قَالَ فَمَا رَاجَعَہٗ عُمَرُ الْکَلَامَ، قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ وَھٰذَا الْاَمْرُ الَّذِیْ اٰخُذُ بِہٖ فِیْ ذٰلِکَ.

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے نکاح میں ایک انصاری عورت تھی جس سے عاصم بن عمر پیدا ہوئے' پھر اس عورت کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمر قباء گئے تو اس لڑکے کو مسجد کے صحن میں کھیلتے ہوئے پایا تو اسے اٹھا کر سوار کر لیا۔ لڑکے کی نانی آئی اور جھگڑنے لگی۔ یہاں تک کہ دونوں حضرت ابو بکر کی خدمت میں گئے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ عورت نے کہا کہ میرا بیٹا ہے۔ پس حضرت ابو بکر نے فرمایا کہ عورت کے پاس رہنے دو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے کچھ نہ کہا۔ یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس بارے میں اسی پر عمل ہے۔

۷- بَابُ الْعَیْبِ فِی السِّلْعَۃِ وَضَمَانِھَا

مال میں عیب نکلے تو تاوان کس پر ہے؟

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِی الرَّجُلِ یَبْتَاعُ السِّلْعَۃَ مِنَ الْحَیَوَانِ، اَوِ الثِّیَابِ، اَوِ الْعُرُوْضِ، فَیُوْجَدُ ذٰلِکَ الْبَیْعُ غَیْرَ جَائِزٍ، فَیُرَدُّ وَیُؤْمَرُ الَّذِیْ قَبَضَ السِّلْعَۃَ اَنْ یَّرُدَّ اِلٰی صَاحِبِہٖ سِلْعَتَہٗ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کوئی جانور' کپڑا یا سامان خریدا۔ پھر دیکھا کہ یہ بیع ناجائز ہے اور اسے واپس کرے۔ مشتری کو حکم دیا جائے گا کہ جیسی چیز پر قبضہ کیا تھا اسی طرح کی واپس پھیرے۔

قَالَ مَالِکٌ فَلَیْسَ لِصَاحِبِ السِّلْعَۃِ اِلَّا قِیْمَتُھَا یَوْمَ قُبِضَتْ مِنْہُ، وَلَیْسَ یَوْمَ یَرُدُّ ذٰلِکَ اِلَیْہِ، وَذٰلِکَ اَنَّہٗ ضَمِنَھَا مِنْ یَوْمِ قَبَضَھَا، فَمَا کَانَ فِیْھَا مِنْ نُقْصَانٍ بَعْدَ ذٰلِکَ کَانَ عَلَیْہِ فَبِذٰلِکَ کَانَ نَمَاؤُھَا وَزِیَادَتُھَا لَہٗ، وَاِنَّ الرَّجُلَ یَقْبِضُ السِّلْعَۃَ فِیْ زَمَانٍ ھِیَ فِیْہِ نَافِقَۃٌ مَّرْغُوْبٌ فِیْھَا، ثُمَّ یَرُدُّھَا فِیْ زَمَانٍ ھِیَ فِیْہِ سَاقِطَۃٌ لَا یُرِیْدُھَا اَحَدٌ، فَیَقْبِضُ الرَّجُلُ السِّلْعَۃَ مِنَ الرَّجُلِ فَیَبِیْعُہٗ بِعَشَرَۃِ دَنَانِیْرَ، وَیُمْسِکُھَا وَثَمَنُھَا ذٰلِکَ، ثُمَّ یَرُدُّھَا وَاِنَّمَا ثَمَنُھَا دِیْنَارٌ، فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یَّذْھَبَ مِنْ مَالِ الرَّجُلِ بِتِسْعَۃِ دَنَانِیْرَ، اَوْ یَقْبِضُھَا مِنْہُ الرَّجُلُ، فَیَبِیْعُھَا بِدِیْنَارٍ، اَوْ یُمْسِکُھَا، وَاِنَّمَا ثَمَنُھَا دِیْنَارٌ، ثُمَّ یَرُدُّھَا وَقِیْمَتُھَا یَوْمَ یَرُدُّھَا عَشَرَۃُ دَنَانِیْرَ، فَلَیْسَ عَلَی الَّذِیْ قَبَضَھَا اَنْ یَّغْرَمَ لِصَاحِبِھَا مِنْ مَالِہٖ تِسْعَۃَ دَنَانِیْرَ، اِنَّمَا عَلَیْہِ قِیْمَۃُ مَا قَبَضَ یَوْمَ قَبْضِہٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ سامان والے پر اس روز کی قیمت ہے' جس روز قبضہ کیا تھا اور واپسی کے روز کی نہیں دی جائے گی اور یہ اس لیے کہ قبضہ کے روز سے وہ ضامن ہو گیا تھا۔ اگر بعد میں کوئی نقصان ہوا تو اسی پر پڑے گا اور جو اضافہ ہو گا وہ بھی اسی کا ہو گا۔ ایک آدمی چیز پر جب قبضہ کرتا ہے تو اس کی تلاش اور رغبت ہوتی ہے اور پھر ایسے وقت واپس کرتا ہے کہ طلب گار ایک بھی نہیں۔ یعنی ایک آدمی جب دوسرے سے چیز کو اپنے قبضے میں لیتا ہے اور وہ چیز دس دینار میں خریدتا ہے۔ پھر اس چیز اور قیمت کو رکھ چھوڑتا ہے' پھر اسے واپس کرتا ہے تو اس کی قیمت ایک دینار ہوتی ہے۔ پس اسے یہ حق نہیں ہے کہ بائع کا نو دینار کا نقصان کرے یا قبضے کے وقت وہ چیز ایک دینار کی ہوتی ہے۔ پھر جب واپس کرتا ہے تو اس کی قیمت دس دینار ہو جاتی ہے۔ قبضہ کرنے والے کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنے ساتھی کو نو دینار کا نقصان پہنچائے۔ اس کے اوپر قبضہ کے روز والی قیمت ہے۔

قَالَ وَمِمَّا یُبَیِّنُ ذٰلِکَ اَنَّ السَّارِقَ اِذَا سَرَقَ

اس کی مثال یہ ہے کہ چور جب کوئی چیز چراتا ہے تو اس

السِّلْعَةَ فَإِنَّمَا يُنْظَرُ إِلَى ثَمَنِهَا يَوْمَ يَسْرِقُهَا، فَإِنْ كَانَ يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ كَانَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَإِنِ اسْتَأْخَرَ قَطْعُهُ إِمَّا فِي سِجْنٍ يُحْبَسُ فِيهِ حَتّٰى يُنْظَرَ فِي شَأْنِهِ، وَإِمَّا أَنْ يَهْرُبَ السَّارِقُ، ثُمَّ يُؤْخَذُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَلَيْسَ اسْتِئْخَارُ قَطْعِهِ بِالَّذِي يَضَعُ عَنْهُ حَدًّا قَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ يَوْمَ سَرَقَ، وَإِنْ رَخُصَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَلَا بِالَّذِي يُوجِبُ عَلَيْهِ قَطْعًا لَمْ يَكُنْ وَجَبَ عَلَيْهِ يَوْمَ أَخَذَهَا إِنْ غَلَتْ تِلْكَ السِّلْعَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

روز کی قیمت دیکھی جائے گی جس روز چرائی۔ اگر وہ اتنی ہے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو یہی ہوگا' خواہ دیر سے کاٹا جائے یا جیل میں بند کر دیا جائے پھر اس کا فیصلہ ہو۔ خواہ چور بھاگ جائے اور اس کے بعد پکڑا جائے' ہاتھ کاٹنے کی سزا کو ہٹا دینے کا اختیار نہیں ہوگا جب کہ چوری کے روز واجب ہو چکی ہو۔ اگر اس کے بعد چیز کی قیمت اتنی چڑھ گئی جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور اگر اس چیز کی قیمت اتنی گر گئی کہ اس پر ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تو چوری کے روز کی قیمت لگانا ضروری نہیں خواہ اس کے بعد اس چیز کی قیمت پھر چڑھ جائے۔

۸- بَابُ جَامِعِ الْقَضَاءِ وَكَرَاهِيَتِهِ

دیگر مسائل قضاء اور قضاء کا مکروہ ہونا

[۸۱۹] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ كَتَبَ إِلَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنْ هَلُمَّ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَلْمَانُ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تُقَدِّسُ أَحَدًا، وَإِنَّمَا يُقَدِّسُ الْإِنْسَانَ عَمَلُهُ، وَقَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ جُعِلْتَ طَبِيبًا تُدَاوِي، فَإِنْ كُنْتَ تُبْرِئُ فَنِعِمَّا لَكَ، وَإِنْ كُنْتَ مُتَطَبِّبًا فَاحْذَرْ أَنْ تَقْتُلَ إِنْسَانًا فَتَدْخُلَ النَّارَ. فَكَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِذَا قَضَى بَيْنَ اثْنَيْنِ، ثُمَّ أَدْبَرَا عَنْهُ نَظَرَ إِلَيْهِمَا وَقَالَ ارْجِعَا إِلَيَّ أَعِيدَا عَلَيَّ قِصَّتَكُمَا مُتَطَبِّبٌ وَاللّٰهِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت ابو درداء نے حضرت سلمان فارسی کے لیے لکھا کہ مقدس زمین کی طرف چلے آؤ۔ حضرت سلمان نے ان کے لیے لکھا کہ زمین کسی کو مقدس نہیں کرتی بلکہ انسان کے عمل اسے مقدس بناتے ہیں۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ طبیب (قاضی) بنا دیئے گئے ہیں' اگر آپ لوگوں کو شفا دیتے ہیں تو آپ کا بھلا ہے اور اگر آپ اس سے ناواقف ہیں تو کسی انسان کو قتل کر کے جہنم میں جانے سے بچ جایئے۔ چنانچہ حضرت ابو درداء جب دو آدمیوں کا فیصلہ کرتے تو انہیں دوبارہ بلا کر دیکھتے اور فرماتے کہ میری طرف آؤ اور مجھے قصہ پھر سناؤ۔ خدا کی قسم! میں ناواقف طبیب ہوں۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ مَنِ اسْتَعَانَ عَبْدًا بِغَيْرِ إِذْنِ سَيِّدِهِ فِي شَيْءٍ لَهُ بَالٌ، وَلِمِثْلِهِ إِجَارَةٌ فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَ الْعَبْدَ إِنْ أُصِيبَ الْعَبْدُ بِشَيْءٍ، وَإِنْ سَلِمَ الْعَبْدُ فَطَلَبَ سَيِّدُهُ إِجَارَتَهُ لِمَا عَمِلَ، فَذٰلِكَ لِسَيِّدِهِ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی غلام سے اس کے آقا کی منظوری کے بغیر کسی بڑے کام میں مدد لی' جس کے لیے مزدور رکھا جاتا ہے' اس سے غلام کو کوئی تکلیف پہنچی تو ضامن یہ ہوگا اور اگر غلام صحیح سالم رہا لیکن اس کے آقا نے اس کام کی مزدوری طلب کی تو آقا کو دی جائے اور ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَعْضُهُ حُرًّا، وَبَعْضُهُ مُسْتَرَقًّا، إِنَّهُ يُوقِفُ مَالَهُ بِيَدِهِ، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُحْدِثَ فِيهِ شَيْئًا، وَلٰكِنَّهُ يَأْكُلُ فِيهِ وَيَكْتَسِي بِالْمَعْرُوفِ. فَإِذَا هَلَكَ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَقِيَ لَهُ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس غلام کا بعض حصہ آزاد اور بعض مملوک ہو تو اس کا مال اسی کے قبضے میں رہے گا لیکن وہ اس سے کوئی نیا کام نہیں کرے گا لیکن اس میں سے دستور کے مطابق کھاتا پہنتا رہے۔ جب وہ فوت ہو تو مال اس کا ہوگا

فِيْهِ الرِّقُّ.

جس کا اس کی غلامی میں حصہ باقی ہے۔

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الْاَبَ يُحَاسِبُ وَلَدَهُ بِمَا اَنْفَقَ عَلَيْهِ مِنْ يَوْمِ يَكُوْنُ لِلْوَلَدِ مَالٌ نَاضًّا كَانَ اَوْ عَرْضًا، اِنْ اَرَادَ الْوَالِدُ ذٰلِكَ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ باپ اپنے بیٹے سے وہ حساب وصول کر سکتا ہے جو لڑکے کے مالدار ہونے کے دن سے اس پر خرچ کیا' خواہ نقد کی صورت میں لے یا جنس کی شکل میں اگر والد یہ چاہے۔

[۸۲۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ دَلَافٍ الْمُزَنِيِّ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ كَانَ يَسْبِقُ الْحَاجَّ فَيَشْتَرِي الرَّوَاحِلَ، فَيُغْلِيْ بِهَا، ثُمَّ يُسْرِعُ السَّيْرَ، فَيَسْبِقُ الْحَاجَّ فَاَفْلَسَ، فَرُفِعَ اَمْرُهُ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ! فَاِنَّ الْاُسَيْفِعَ اُسَيْفِعَ جُهَيْنَةَ رَضِيَ مِنْ دِيْنِهِ وَاَمَانَتِهِ بِاَنْ يُقَالَ سَبَقَ الْحَاجَّ اَلَا وَاِنَّهُ قَدْ دَانَ مُعْرِضًا فَاَصْبَحَ قَدْ رِيْنَ بِهِ، فَمَنْ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا بِالْغَدَاةِ، نَقْسِمُ مَالَهُ بَيْنَهُمْ وَاِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ، فَاِنَّ اَوَّلَهُ هَمٌّ وَاٰخِرَهُ حَرْبٌ.

عبدالرحمٰن بن دلاف مزنی سے روایت ہے کہ جہینہ کا ایک آدمی حاجیوں سے آگے جا کر سواریاں خرید لیتا اور چھانٹ کر پھر انہیں تیز چلا کر حاجیوں سے پہلے پہنچ جاتا' وہ مفلس ہو گیا۔ اس کا معاملہ حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا۔ انہوں نے فرمایا: اما بعد اے لوگو! بے شک اسیفع جہنی قرض اور امانت سے خوش تھا تا کہ یہ کہا جائے کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل گیا۔ اس نے قرض خریدا اور مفلس ہو گیا' جس کا اس کے اوپر قرض ہو کل وہ ہمارے پاس آئے اس کا مال ان کے درمیان تقسیم کیا جائے گا اور قرض سے بچو کیونکہ اس کی ابتداء غم ہے اور انتہا لڑائی۔ ف

ف: رسول اللہ ﷺ نے قرض کو محبت کی قینچی فرمایا ہے۔ جس طرح قینچی کپڑے کو کاٹ دیتی ہے اسی طرح قرض محبت کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے۔ قرض کے باعث کتنے ہی جڑے ہوئے دل بچھڑ جاتے ہیں۔ یگانوں میں بیگانگی اور دوستوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ بغیر کسی اشد مجبوری کے قرض کی جانب وہی قدم بڑھائے گا جس نے محبت' اخوت اور دوستی کا جنازہ اپنے ہاتھوں سے نکالنا ہو۔ قرض ایک قسم کا عذاب ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شروع میں یہ رنج والم لاتا ہے اور آخر میں لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے لہٰذا بغیر کسی خاص مجبوری کے اس عذاب کو اپنے اوپر مسلط کر لینا دانش مندی نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَا اَفْسَدَ الْعَبِيْدُ اَوْ جَرَحُوْا

غلام اگر کسی کا نقصان کرے یا زخمی کر دے

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ السُّنَّةُ عِنْدَنَا فِيْ جِنَايَةِ الْعَبِيْدِ اَنَّ كُلَّ مَا اَصَابَ الْعَبْدُ مِنْ جُرْحٍ جَرَحَ بِهِ اِنْسَانًا، اَوْ شَيْءٍ اخْتَلَسَهُ، اَوْ حَرِيْسَةٍ احْتَرَسَهَا، اَوْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ جَذَّهُ، اَوْ اَفْسَدَهُ، اَوْ سَرِقَةٍ سَرَقَهَا، لَا قَطْعَ عَلَيْهِ فِيْهَا اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ رَقَبَةِ الْعَبْدِ لَا يَعْدُوْ ذٰلِكَ الرَّقَبَةَ، قَلَّ ذٰلِكَ اَوْ كَثُرَ، فَاِنْ شَاءَ سَيِّدُهُ اَنْ يُعْطِيَ قِيْمَةَ مَا اَخَذَ غُلَامُهُ، اَوْ اَفْسَدَ، اَوْ عَقْلَ مَا جَرَحَ اَعْطَاهُ، وَاَمْسَكَ غُلَامَهُ، وَاِنْ شَاءَ اَنْ

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام کی جنایت کے بارے میں ہمارے نزدیک سنت یہ ہے کہ غلام اگر کسی کو زخمی کرے یا کسی کی چیز لے اڑے' درخت سے پھل توڑ لے یا چوری کرے جتنی پر ہاتھ نہ کاٹا جائے تو اس کا اثر غلام کی آزادی پر پڑا کہ وہ آزاد شمار نہ ہو گا خواہ نقصان کم ہو یا زیادہ۔ آقا اگر چاہے تو غلام نے جو چرایا یا نقصان کیا اس کی قیمت ادا کر دے' زخم کی دیت ادا کر دے اور غلام کو اپنے پاس رکھ لے اور اگر چاہے تو غلام کو ان کے سپرد کر دے' آقا پر غلام کے سوا اور کچھ نہیں اور آقا کو

يُسْلِمَهُ اَسْلَمَهُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ غَيْرُ ذٰلِكَ، فَسَيِّدُهُ فِيْ ذٰلِكَ بِالْخِيَارِ.

دونوں میں سے ایک بات کا اختیار ہے۔

١٠- بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ النُّحْلِ

اپنی اولاد کو کیا دینا جائز ہے؟

[٨٢١] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ مَنْ نَحَلَ وَلَدًا لَهُ صَغِيْرًا لَمْ يَبْلُغْ اَنْ يَحُوْزَ نُحْلَهُ. فَاَعْلَنَ ذٰلِكَ وَاَشْهَدَ عَلَيْهَا فَهِيَ جَائِزَةٌ، وَاِنَّ وَلِيَّهَا اَبُوْهُ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو اپنے کم سن بچے کو کوئی چیز ہبہ کرے اور وہ اس عمر کو نہیں پہنچا کہ اسے ہبہ کرنا جائز ہو۔ وہ آدمی اس پر گواہ بنالے تو یہ جائز ہے اور باپ اس کا ولی ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ مَنْ نَحَلَ ابْنًا صَغِيْرًا لَهُ، ذَهَبًا، اَوْ وَرِقًا، ثُمَّ هَلَكَ، وَهُوَ يَلِيْهِ اِنَّهُ لَا شَيْءَ لِلْاِبْنِ مِنْ ذٰلِكَ، اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْاَبُ عَزَلَهَا بِعَيْنِهَا، اَوْ دَفَعَهَا اِلٰى رَجُلٍ وَضَعَهَا لِاِبْنِهِ عِنْدَ ذٰلِكَ الرَّجُلِ، فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَهُوَ جَائِزٌ لِلْاِبْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو کوئی چیز اپنے چھوٹے بچے کو ہبہ کرے سونا چاندی وغیرہ۔ پھر بچہ فوت ہو جائے اور مال والد کے پاس ہو تو بیٹے کا کچھ نہیں ہوگا مگر یہ کہ باپ نے وہ مال الگ کر دیا ہو یا اپنے بیٹے کے لیے کسی دوسرے آدمی کے پاس رکھ دیا ہو۔ اگر ایسا کر دیا تھا تو بیٹے کا شمار کرنا جائز ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٣٨- كِتَابُ الْعِتْقِ وَالْوَلَاءِ

آزاد اور ولاء کرنے کا بیان

١- بَابُ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ مَمْلُوْكٍ

جو غلام میں اپنا حصہ آزاد کرے

٦٢٤- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ، فَكَانَ لَهُ مَالٌ يَبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ، فَاَعْطٰى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ، وَاِلَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

صحیح البخاری (٢٥٢٢) صحیح مسلم (٣٧٤٩_٤٣٠١)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی مشترک غلام سے اپنے حصے کا آزاد کرے اور اس کے پاس غلام کی قیمت کے برابر مال ہو تو انصاف سے اس کی قیمت لگائی جائے گی اور وہ ہر شریک کو اس کا حق دے گا اور غلام اس کی جانب سے آزاد ہوگا۔ ورنہ اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا اس نے آزاد کیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يُعْتِقُ سَيِّدُهُ مِنْهُ، شِقْصًا ثُلُثَهُ، اَوْ رُبُعَهُ، اَوْ نِصْفَهُ، اَوْ سَهْمًا مِنَ الْاَسْهُمِ بَعْدَ مَوْتِهِ، اَنَّهُ لَا يَعْتِقُ مِنْهُ اِلَّا مَا اَعْتَقَ سَيِّدُهُ وَسَمّٰى مِنْ ذٰلِكَ الشِّقْصِ، وَذٰلِكَ اَنَّ عَتَاقَةَ ذٰلِكَ الشِّقْصِ، اِنَّمَا وَجَبَتْ وَكَانَتْ بَعْدَ وَفَاةِ الْمَيِّتِ، وَاَنَّ سَيِّدَهُ كَانَ مُخَيَّرًا فِيْ ذٰلِكَ مَا عَاشَ،

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے متعلق ہمارے نزدیک متفق علیہ حکم یہ ہے کہ آقا اگر مرنے کے بعد ایک حصہ آزاد کرے تہائی چوتھائی یا نصف تو اس کے مرنے کے بعد اتنا ہی آزاد ہوگا جتنا کہ اس نے آزاد کیا ہے، کیونکہ اس کی وفات کے بعد اتنے حصے کی آزادی ہی واجب ہوئی ہے جب کہ زندگی بھر آقا کو اس کا اختیار تھا۔ جب غلام پر اپنے آقا کی وصیت کے مطابق اتنی آزادی

فَلَمَّا وَقَعَ الْعِتْقُ لِلْعَبْدِ عَلٰى سَيِّدِهِ الْمُوْصِيْ لَمْ يَكُنْ لِلْمُوْصِيْ إِلَّا مَا أَخَذَ مِنْ مَالِهِ، وَلَمْ يَعْتِقْ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ لِأَنَّ مَالَهُ قَدْ صَارَ لِغَيْرِهِ، فَكَيْفَ يَعْتِقُ مَا بَقِيَ مِنَ الْعَبْدِ عَلٰى قَوْمٍ آخَرِيْنَ لَيْسُوْا هُمُ ابْتَدَؤُوا الْعَتَاقَةَ وَلَا أَثْبَتُوْهَا وَلَا لَهُمُ الْوَلَاءُ، وَلَا يَثْبُتُ لَهُمْ، وَإِنَّمَا صَنَعَ ذٰلِكَ الْمَيِّتُ هُوَ الَّذِيْ أَعْتَقَ، وَأُثْبِتَ لَهُ الْوَلَاءُ، فَلَا يُحْمَلُ ذٰلِكَ فِيْ مَالِ غَيْرِهِ، إِلَّا أَنْ يُوْصِيَ بِأَنْ يَعْتِقَ مَا بَقِيَ مِنْهُ فِيْ مَالِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَازِمٌ لِشُرَكَائِهِ وَوَرَثَتِهِ، وَلَيْسَ لِشُرَكَائِهِ أَنْ يَأْبَوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَهُوَ ثُلُثُ مَالِ الْمَيِّتِ، لِأَنَّهُ لَيْسَ عَلٰى وَرَثَتِهِ فِيْ ذٰلِكَ ضَرَرٌ.

واقع ہو گئی۔ وصیت کرنے والے کے لئے نہیں پہنچتا مگر جو اس کے مال سے لیا ہو اور غلام کا باقی حصہ آزاد نہیں ہوگا کیونکہ اس کا مال غیروں کا ہو چکا۔ تو غلام کا باقی دوسرے لوگوں سے کیسے آزاد ہوگا جب کہ نہ انہوں نے آزادی شروع کی اور نہ ثابت کی اور نہ ان کے لیے ولاء ہے اور نہ ثابت کی۔ کیونکہ یہ کام تو میت کا ہے کہ اس نے آزاد کیا اور ولاء اسی کے لئے ثابت ہوئی اور یہ بات دوسرے کے مال پر نہیں رکھی جا سکتی مگر یہ کہ وہ وصیت کر جاتا کہ باقی حصہ بھی اس کے مال سے آزاد کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ اس کے شرکاء اور وارثوں کے لیے لازم ہو جاتا۔ اس کے شریکوں کو انکار کا حق نہیں پہنچتا اور یہ میت کے تہائی مال سے ہوتا اور اس میں وارثوں کا کوئی نقصان نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَوْ أَعْتَقَ رَجُلٌ ثُلُثَ عَبْدِهِ وَهُوَ مَرِيْضٌ، فَبَتَّ عِتْقَهُ، عَتَقَ عَلَيْهِ كُلُّهُ فِيْ ثُلُثِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يُعْتِقُ ثُلُثَ عَبْدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، لِأَنَّ الَّذِيْ يُعْتِقُ ثُلُثَ عَبْدِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ لَوْ عَاشَ رَجَعَ فِيْهِ، وَلَمْ يَنْفُذْ عِتْقُهُ، وَأَنَّ الْعَبْدَ الَّذِيْ يَبِتُّ سَيِّدُهُ عِتْقَ ثُلُثِهِ فِيْ مَرَضِهِ، يُعْتَقُ عَلَيْهِ كُلُّهُ إِنْ عَاشَ وَإِنْ مَاتَ عَتَقَ عَلَيْهِ فِيْ ثُلُثِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَمْرَ الْمَيِّتِ جَائِزٌ فِيْ ثُلُثِهِ، كَمَا أَنَّ أَمْرَ الصَّحِيْحِ جَائِزٌ فِيْ مَالِهِ كُلِّهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر آدمی بیماری کی حالت میں اپنے غلام کا تہائی حصہ آزاد کر دے تو اس کی آزادی یقینی ہے کیونکہ باقی حصہ اس کے تہائی مال سے آزاد ہو جائے گا اور یہ اس شخص کی طرح نہیں ہے جس نے غلام کی تہائی آزادی اپنی موت پر رکھی تو غلام کا تہائی حصہ اس کی موت کے بعد آزاد ہوگا۔ اگر وہ زندہ رہے اور رجوع کر لے تو آزادی نافذ نہ ہوئی اور جس غلام کا تہائی حصہ آقا نے اپنی بیماری میں آزاد کر دیا۔ اگر زندہ رہا تو کل آزاد کر دے گا اور اگر مر جائے تو اس کے تہائی مال سے آزاد کر دیا جائے' کیونکہ میت کا معاملہ اس کے تہائی مال سے جائز ہے جیسا کہ زندگی میں سارے مال پر اس کا تصرف جائز ہے۔

۲- بَابُ الشَّرْطِ فِي الْعِتْقِ

آزاد کرنے میں شرط رکھنا

قَالَ مَالِكٌ مَنْ أَعْتَقَ عَبْدًا لَهُ فَبَتَّ عِتْقَهُ، حَتّٰى تَجُوْزَ شَهَادَتُهُ وَتَتِمَّ حُرْمَتُهُ وَيَثْبُتَ مِيْرَاثُهُ، فَلَيْسَ لِسَيِّدِهِ أَنْ يَشْتَرِطَ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا يَشْتَرِطُ عَلٰى عَبْدِهِ، مِنْ مَالٍ أَوْ خِدْمَةٍ، وَلَا يَحْمِلَ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنَ الرِّقِّ، لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ فَأَعْطٰى شُرَكَاءَهُ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ الْعَبْدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے اپنے غلام کو قطعی طور پر آزاد کر دیا' یہاں تک کہ اس کی گواہی جائز ہو گئی اور اس کی حرمت مکمل ہو گئی اور اس کی میراث ثابت ہو گئی تو اس کے آقا کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس پر کوئی شرط لگائے جیسے اپنے غلام پر مال یا خدمت کی شرط رکھے اور نہ اس پر غلامی کا ذرا بھی بوجھ ڈالے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے غلام کو اپنے حصے کا آزاد کر دیا تو انصاف کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے گی پس وہ تمام شرکاء کو ان کے حصے ادا کر دے اور غلام کو آزاد کر

قَالَ مَالِکٌ فَهُوَ اِذَا کَانَ لَهُ الْعَبْدُ خَالِصًا ' اَحَقُّ بِاسْتِکْمَالِ عَتَاقَتِهِ ' وَلَا یَخْلِطُهَا بِشَیْءٍ مِنَ الرِّقِّ.

دے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ غلام خالص اسی کا ہو تو مکمل آزادی دینے کا وہی زیادہ حق دار ہے اور غلامی وغیرہ کسی چیز کو اس میں شامل نہ کرے۔

۳- بَابُ مَنْ اَعْتَقَ رَقِیقًا لَا یَمْلِکُ مَالًا غَیْرَهُمْ

جو غلاموں کو آزاد کردے اور ان کے سوا مال نہ رکھتا ہو

۶۲۵- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ ' وَعَنْ غَیْرِ وَاحِدٍ ' عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ اَبِی الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ ' وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ ' اَنَّ رَجُلًا فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَعْتَقَ عَبِیْدًا لَهُ ' سِتَّةً عِنْدَ مَوْتِهِ فَاَسْهَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَیْنَهُمْ فَاَعْتَقَ ثُلُثَ تِلْکَ الْعَبِیْدِ. صحیح مسلم (۱۶۶۸)

حسن بن ابوالحسن بصری نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنی موت کے وقت اپنے چھ غلاموں کو آزاد کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان قرعہ ڈالا اور غلاموں کی تہائی تعداد کو آزاد کر دیا۔

قَالَ مَالِکٌ وَبَلَغَنِیْ اَنَّهُ لَمْ یَکُنْ لِذٰلِکَ الرَّجُلِ مَالٌ غَیْرُهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اس آدمی کا ان کے سوا اور مال نہ تھا۔

[۸۲۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّ رَجُلًا فِیْ اِمَارَةِ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ اَعْتَقَ رَقِیْقًا لَهُ کُلَّهُمْ جَمِیْعًا ' وَلَمْ یَکُنْ لَهُ مَالٌ غَیْرُهُمْ ' فَاَمَرَ اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ بِتِلْکَ الرَّقِیْقِ ' فَقُسِمَتْ اَثْلَاثًا ' ثُمَّ اُسْهِمَ ' عَلٰی اَیِّهِمْ یَخْرُجُ سَهْمُ الْمَیِّتِ فَیَعْتِقُوْنَ فَوَقَعَ السَّهْمُ عَلٰی اَحَدِ الْاَثْلَاثِ ' فَعَتَقَ الثُّلُثُ الَّذِیْ وَقَعَ عَلَیْهِ السَّهْمُ.

ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ابان بن عثمان کی گورنری میں اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور ان کے سوا اس کے پاس اور مال نہ تھا۔ ابان بن عثمان کے حکم سے غلاموں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تا کہ جو ایک حصہ میت کے نام پر نکلے اسے آزاد کر دیا جائے۔ پس ہر تہائی پر قرعہ ڈالا گیا' پس اس تہائی کو آزاد کر دیا گیا جس پر میت کا قرعہ آیا۔ ف

ف: میت کو اپنے کل مال کے تہائی سے زیادہ کی وصیت کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ بخاری' مسلم اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ الْقَضَاءِ فِیْ مَالِ الْعَبْدِ اِذَا عَتَقَ

غلام آزاد ہو جائے تو اس کا مال کون لے گا؟

[۸۲۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهُ سَمِعَهُ یَقُوْلُ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا اُعْتِقَ تَبِعَهُ مَالُهُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ غلام جب آزاد ہو گیا تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

قَالَ مَالِکٌ وَمِمَّا یُبَیِّنُ ذٰلِکَ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ ' اَنَّ الْمُکَاتَبَ اِذَا کُوْتِبَ تَبِعَهُ مَالُهُ ' وَاِنْ لَمْ یَشْتَرِطْهُ ' وَذٰلِکَ اَنَّ عَقْدَ الْکِتَابَةِ هُوَ عَقْدُ الْوَلَاءِ ' اِذَا تَمَّ ذٰلِکَ وَلَیْسَ مَالُ الْعَبْدِ وَالْمُکَاتَبِ بِمَنْزِلَةِ مَا کَانَ لَهُمَا مِنْ وَلَدٍ اِنَّمَا اَوْلَادُهُمَا بِمَنْزِلَةِ رِقَابِهِمَا لَیْسُوْا

امام مالک نے فرمایا کہ غلام جب آزاد ہو گا تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا' اس کی نظیر یہ ہے کہ جب غلام کو مکاتب کیا جائے تو اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔ جب کہ شرط نہ کی ہو اور یہ اس لئے کہ کتابت کا عہد ولاء کے عہد کی طرح ہے جب کہ یہ تمام ہو جائے اور غلام و مکاتب کا مال ان کے لئے اولاد کی جگہ

بِمَنْزِلَةِ أَمْوَالِهِمَا، لِأَنَّ السُّنَّةَ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا عَتَقَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ. وَأَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا كُوتِبَ تَبِعَهُ مَالُهُ، وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ.

نہیں ہے۔ ان کی اولاد ان کی گردنوں کی جگہ ہے ان کے مال کی جگہ نہیں ہے۔ اسی لئے یہ سنت ہے، جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ غلام جب آزاد ہوا تو اس کا مال اسی کا ہے اور اولاد اس میں شامل نہیں ہوگی اور مکاتب کی جب کتابت ہو تو اس کا مال اسی کا ہوگا اور اولاد اس میں شامل نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ وَالْمُكَاتَبَ إِذَا أَفْلَسَا أُخِذَتْ أَمْوَالُهُمَا وَأُمَّهَاتُ أَوْلَادِهِمَا، وَلَمْ تُؤْخَذْ أَوْلَادُهُمَا، لِأَنَّهُمْ لَيْسُوا بِأَمْوَالٍ لَهُمَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی یہ نظیر بھی ہے کہ غلام اور مکاتب جب مفلس ہو جائیں تو ان کا مال اور ان کی ام ولد سے لی جائیں گی لیکن ان کی اولاد نہیں لی جائے گی۔ کیونکہ یہ ان کا مال نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا بِيعَ وَاشْتَرَطَ الَّذِي ابْتَاعَهُ مَالَهُ لَمْ يَدْخُلْ وَلَدُهُ فِي مَالِهِ؟.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بھی اس کی نظیر ہے کہ غلام کو جب فروخت کیا جائے اور خریدار مال کی شرط بھی کرے تو اس کی اولاد اس کے مال میں شمار نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ: وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا جَرَحَ أُخِذَ هُوَ وَمَالُهُ وَلَمْ يُؤْخَذْ وَلَدُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی نظیر یہ بھی ہے کہ غلام جب کسی کو زخمی کرے تو اسے اور اس کے مال کو لیا جائے گا اور اس کے بیٹے کو نہیں لیا جائے گا۔

۵- بَابُ عِتْقِ أُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ وَجَامِعِ الْقَضَاءِ فِي الْعَتَاقَةِ

ام ولد کا آزاد ہونا اور آزاد کرنے کا اختیار

[۸۲۴] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّمَا وَلِيدَةٍ وَلَدَتْ مِنْ سَيِّدِهَا، فَإِنَّهُ لَا يَبِيعُهَا وَلَا يَهَبُهَا، وَلَا يُوَرِّثُهَا، وَهُوَ يَسْتَمْتِعُ بِهَا فَإِذَا مَاتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو لونڈی اپنے آقا سے بچہ جنے تو وہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ اس کی میراث بنے بلکہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور آقا مر جائے تو وہ آزاد ہے۔

[۸۲۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَتَتْهُ وَلِيدَةٌ قَدْ ضَرَبَهَا سَيِّدُهَا، بِنَارٍ أَوْ أَصَابَهَا بِهَا فَأَعْتَقَهَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک لونڈی آئی جس کو اس کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اس کے جسم سے لگائی تھی تو آپ نے اسے آزاد کروا دیا۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ رَجُلٍ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ يُحِيطُ بِمَالِهِ، وَأَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ الْغُلَامِ حَتّٰى يَحْتَلِمَ، أَوْ يَبْلُغَ مَبْلَغَ الْمُحْتَلِمِ، وَأَنَّهُ لَا تَجُوزُ عَتَاقَةُ الْمُوَلّٰى عَلَيْهِ فِي مَالِهِ، وَإِنْ بَلَغَ الْحُلُمَ حَتّٰى يَلِيَ مَالَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے کہ اس شخص کا لونڈی غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں جس پر اس کے مال کے برابر قرض ہو اور لڑکے کا آزاد کرنا درست نہیں جب تک بالغ نہ ہو جائے یا بالغ ہونے کی عمر کو نہ پہنچ جائے اور نہ لڑکے کے ولی کو اس کے مال سے لونڈی غلام آزاد کرنا جائز ہے اور اگر وہ سوجھ بوجھ کی عمر کو پہنچ گیا ہے تو اپنا مال خود سنبھالے۔

٦- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جس کو عتاق واجب میں آزاد کرنا جائز ہے

٦٢٦- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْحَكَمِ، أَنَّهُ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ جَارِيَةً لِي كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا لِي، فَجِئْتُهَا وَقَدْ فُقِدَتْ شَاةٌ مِنَ الْغَنَمِ، فَسَأَلْتُهَا عَنْهَا فَقَالَتْ أَكَلَهَا الذِّئْبُ فَأَسِفْتُ عَلَيْهَا، وَكُنْتُ مِنْ بَنِي آدَمَ فَلَطَمْتُ وَجْهَهَا وَعَلَيَّ رَقَبَةٌ أَفَأُعْتِقُهَا؟ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَيْنَ اللهُ؟ فَقَالَتْ فِي السَّمَاءِ. فَقَالَ مَنْ أَنَا؟ فَقَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْتِقْهَا.

حضرت معاویہ بن حکم کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ایک لونڈی میرے ریوڑ کو چرایا کرتی تھی۔ ایک روز میں گیا تو ریوڑ سے ایک بکری گم تھی۔ میں نے اس سے اس کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا۔ مجھے اس پر افسوس ہوا' آخر میں آدمی تھا' چنانچہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا۔ میرے اوپر ایک گردن آزاد کرنا ہے' تو اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے پوچھا' اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس نے کہا: آسمان میں۔ فرمایا کہ میں کون ہوں؟ لونڈی نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔ ف

ف: رسول اللہ ﷺ کا لونڈی سے پوچھنا کہ خدا کہاں ہے اور لونڈی کا جواب دینا کہ آسمان میں ہے' اس سے بعض مبتدعین زمانہ خدا کا آسمان میں ہونا بیان کرتے اور اس جواب سے دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ یہ ایک لونڈی سے محض بایں وجہ سوال کیے گئے کہ اللہ اور رسول کے بارے میں وہ کچھ جانتی ہے یا نہیں۔ ان سوالات سے معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ اور رسول کی قائل ہے اور یہی بات اس کی آزادی کی بنیاد بنا دی گئی۔ باقی خدا کے آسمان یا کسی اور جگہ میں ہونے یا نہ ہونے پر چونکہ پیچھے تفصیلی حاشیہ لکھا جا چکا ہے لہٰذا یہاں دوبارہ اس پر بحث کرنا محض تضیع اوقات اور تحصیل حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعی اسلام کو توفیق بخشے کہ وہ اسلامی عقائد و نظریات کو اس کے اصلی رنگ روپ میں قبول کر کے دولت ایمان حاصل کرے اور خواہ مخواہ کی ضد میں ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر دینے کی عادت بد سے بچائے۔ آمین یا ارحم الراحمین

٦٢٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ بِجَارِيَةٍ لَهُ سَوْدَاءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ عَلَيَّ رَقَبَةً مُؤْمِنَةً، فَإِنْ كُنْتَ تَرَاهَا مُؤْمِنَةً أُعْتِقُهَا، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ أَتَشْهَدِينَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ أَتَشْهَدِينَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟ قَالَتْ نَعَمْ. قَالَ أَتُوقِنِينَ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَتْ نَعَمْ. فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أَعْتِقْهَا.

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک انصاری اپنی کالی لونڈی کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! بے شک میرے اوپر ایک ایمان والی گردن کا آزاد کرنا ہے۔ اگر یہ آپ کو مومنہ نظر آتی ہے تو میں اسی کو آزاد کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے لونڈی سے فرمایا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تو گواہی دیتی ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا کہ تو یقین رکھتی ہے کہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہونا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے آزاد کر دو۔

[٨٢٦] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ

حضرت ابوہریرہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس پر

الْمَقْبُرِيِّ ' أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ هَلْ يُعْتِقُ فِيْهَا ابْنَ زِنَا؟ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ نَعَمْ ' ذٰلِكَ يُجْزِىءُ عَنْهُ.

ایک گردن کا آزاد کرنا ہے کہ کیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: ہاں۔ یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔

[۸۲۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُوْنُ عَلَيْهِ رَقَبَةٌ ' هَلْ يَجُوْزُ لَهُ أَنْ يُعْتِقَ وَلَدَ زِنًى قَالَ نَعَمْ ' ذٰلِكَ يُجْزِىءُ عَنْهُ.

حضرت فضالہ بن عبید انصاری یہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے تھے۔ ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس پر ایک گردن آزاد کرنا ہو کہ کیا وہ ولد الزنا کو آزاد کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں یہ اس کی طرف سے کافی ہوگا۔

۷- بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعِتْقِ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ

جن کو عتاق واجب میں آزاد کرنا جائز نہیں

[۸۲۸] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سُئِلَ عَنِ الرَّقَبَةِ الْوَاجِبَةِ هَلْ تُشْتَرٰى بِشَرْطٍ؟ فَقَالَ لَا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ جس غلام کا آزاد کرنا واجب ہے کیا وہ شرط کے ساتھ خریدا جا سکتا ہے؟ فرمایا کہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ ' أَنَّهُ لَا يَشْتَرِيْهَا الَّذِيْ يُعْتِقُهَا فِيْمَا وَجَبَ عَلَيْهِ ' بِشَرْطٍ عَلٰى أَنْ يُعْتِقَهَا ' لِأَنَّهُ إِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ فَلَيْسَتْ بِرَقَبَةٍ تَامَّةٍ ' لِأَنَّهُ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا لِلَّذِيْ يَشْتَرِطُ مِنْ عِتْقِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ عتاق واجب میں یہ بات میں نے خوب سنی کہ جس کو آزاد کرنا اس کے اوپر واجب ہوا سے آزاد کرنے کی شرط پر نہ خریدے کیونکہ جب اس طرح کرے گا تو وہ پورا آزاد نہ ہوگا کیونکہ آزادی کی شرط پر وہ اس کی قیمت کم لگائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا بَأْسَ أَنْ يَشْتَرِيَ الرَّقَبَةَ فِي التَّطَوُّعِ وَيَشْتَرِطَ أَنْ يُعْتِقَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر نفلی طور پر آزاد کرنا چاہے تو آزادی کی شرط کے ساتھ خریدنے میں مضائقہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الرِّقَابِ الْوَاجِبَةِ أَنَّهُ لَا يَجُوْزُ أَنْ يُعْتَقَ فِيْهَا نَصْرَانِيٌّ ' وَلَا يَهُوْدِيٌّ ' وَلَا يُعْتَقُ فِيْهَا مُكَاتَبٌ ' وَلَا مُدَبَّرٌ ' وَلَا أُمُّ وَلَدٍ ' وَلَا مُعْتَقٌ إِلٰى سِنِيْنَ ' وَلَا أَعْمٰى ' وَلَا بَأْسَ أَنْ يُعْتِقَ النَّصْرَانِيَّ ' وَالْيَهُوْدِيَّ ' وَالْمَجُوْسِيَّ تَطَوُّعًا ' لِأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً﴾ (محمد: ٤) فَالْمَنُّ الْعَتَاقَةُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جن غلاموں کا آزاد کرنا واجب ہے ان کے متعلق یہ خوب سنا گیا کہ یہ جائز نہیں ہے کہ ان میں نصرانی و یہودی، مکاتب و مدبر، ام ولد و مدت کے وعدے پر آزاد اور اندھے کو آزاد کرے۔ ہاں نصرانی، یہودی اور مجوسی کو نفلی طور پر آزاد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو" "المن" سے مراد آزاد کرنا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَأَمَّا الرِّقَابُ الْوَاجِبَةُ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ فِي الْكِتَابِ ' فَإِنَّهُ لَا يُعْتَقُ فِيْهَا إِلَّا رَقَبَةٌ مُؤْمِنَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جن غلاموں کا آزاد کرنا واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے تو ان میں آزاد نہ کی جائے مگر مومن کی گردن۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ فِيْ إِطْعَامِ الْمَسَاكِيْنِ فِي

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح جن کفاروں میں مسکین کو

الْكَفَّارَاتِ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُطْعَمَ فِيهَا إِلَّا الْمُسْلِمُونَ ، وَلَا يُطْعَمُ فِيهَا أَحَدٌ عَلَى غَيْرِ دِيْنِ الْإِسْلَامِ.

کھانا کھلاتا ہے تو کھانا کھلانا مناسب نہیں ہے مگر مسلمان کو اور کبھی بھی غیر مسلم کو ان میں کھانا نہ کھلائے۔ف

ف: کفارہ روزے، ظہار یا قسم وغیرہ کسی چیز کا ہو جب اس کے تحت مساکین کو کھانا کھلایا جائے تو مسکینوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے غیر مسلموں کو کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا۔ یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ مسلمان ہونے کے لیے صرف مسلمانی کا دعویٰ ہی کافی نہیں بلکہ مسلمان بننا پڑتا ہے۔ اس پُرفتن دور میں اسلام کا دعویٰ کرنے والے ایسے کتنے ہی افراد مل جاتے ہیں جنہوں نے غیر اسلامی عقائد و نظریات اختیار کر کے اپنے ایمان کی دولت کو بڑی بے دردی سے ضائع کر دیا ہوتا ہے۔ ایسے افراد کو کھلانا غیر مسلموں کو کھلانے سے چنداں مختلف نہیں بلکہ بے راہ روی اور اسلام دشمنی میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ راسخ العقیدہ اور اہل علم حضرات پر فرض عائد ہوتا ہے کہ بڑے حکیمانہ انداز میں ایسے لوگوں کو سمجھائیں' سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائیں اور جو کسی طرح بھی مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد و نظریات کی قلمیں لگانے سے باز نہ آئے تو ایسے حضرات کی زندگی کے ہر میدان میں حوصلہ شکنی کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہوگا۔

کفارے میں بردہ آزاد کرنا بھی ہے جس کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اسلام کی بدولت لونڈی غلام کا رواج مدت ہوئی کہ دنیا سے ختم ہو چکا۔ اگر دنیا میں لونڈیوں کا اس وقت کچھ وجود پایا جاتا ہے تو صرف ان چند حضرات کے پاس جو زمانہ حال کی خارجیت کے سرپرست اور ذوالخویصرہ کی معنوی ذریت سے ہیں۔ دعویٰ اسلام کے باعث ان لوگوں کا وجود اسلام کی مقدس پیشانی پر کلنک کا ٹیکا ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کے ان نادان دوستوں نے نفاق' بے راہ روی اور عیاشی کے عالمی ریکارڈ قائم کر کے الف لیلیٰ کی داستانوں کو تازہ کر دکھایا ہے۔ خدائے ذوالمنن سارے مدعیان اسلام کو بچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین

٨- بَابُ عِتْقِ الْحَيِّ عَنِ الْمَيِّتِ

مردے کی جانب سے آزاد کرنا

٦٢٨- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ ، أَنَّ أُمَّهُ أَرَادَتْ أَنْ تُوْصِيَ ، ثُمَّ أَخَّرَتْ ذٰلِكَ إِلٰى أَنْ تُصْبِحَ ، فَهَلَكَتْ وَقَدْ كَانَتْ هَمَّتْ بِأَنْ تُعْتِقَ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَقُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَيَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ الْقَاسِمُ إِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أُمِّيْ هَلَكَتْ؟ فَهَلْ يَنْفَعُهَا أَنْ أُعْتِقَ عَنْهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ.

عبدالرحمٰن بن ابو عمرہ انصاری کی والدہ محترمہ نے وصیت کرنے کا ارادہ کیا۔ پھر اس بات کو صبح پر ملتوی کر دیا اور رات کو فوت ہو گئیں اور انہوں نے غلام آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ میں نے قاسم بن محمد سے پوچھا کہ اگر ان کی جانب سے آزاد کر دیا جائے تو کیا انہیں فائدہ دے گا؟ قاسم نے فرمایا کہ حضرت سعد بن عبادہ بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے تھے کہ میری والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا' میں ان کی طرف سے غلام آزاد کر دوں تو کیا انہیں نفع دے گا؟ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

[٨٢٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ، أَنَّهُ قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فِي نَوْمٍ نَامَهُ ، فَأَعْتَقَتْ عَنْهُ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ رِقَابًا كَثِيْرَةً ، قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر بحالت خواب ہی وفات پا گئے تھے تو حضرت عائشہ نے ان کی طرف سے کتنے ہی غلام آزاد کیے۔ف

ف: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی وفات کے بعد بے شمار بردے آزاد کر کے ان کے لیے ایصالِ ثواب کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وفات پانے والے کے لواحقین و متعلقین اگر صدقہ خیرات کر کے ایصالِ ثواب کریں تو میت کو ثواب پہنچتا ہے اور ایصالِ ثواب کرنے والا بھی ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ اس مضمون کی کتنی ہی احادیث موجود ہیں جن سے مصرّح ہے کہ مختلف صحابۂ کرام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر کے اپنے فوت شدہ لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کیا۔ ان تمام حقائق کے باوجود یہ سراسر جائز اور مستحسن فعل مبتدعین زمانہ کو بہت کھٹکتا ہے اور وہ طرح طرح کے حیلے اور بہانے تلاش کر کے اسے روکنے اور اموات کو ثواب سے محروم کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگانے میں خاص لطف و لذت محسوس کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل عہدِ رسالت سے لے کر تا حال مسلمانوں کا معمول رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک راسخ العقیدہ مسلمان اپنے لواحقین کے لیے ایصالِ ثواب کرتے ہی رہیں گے۔ جس کے لیے ایصالِ ثواب کیا جائے اسے تو یقیناً ثواب پہنچ جاتا ہے جیسا کہ احادیث مطہرہ سے ثابت ہے اس کے علاوہ ایصالِ ثواب کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب مل جاتا ہے اور یہ خدا کے فضل سے کچھ بعید نہیں۔ اس بارے میں فتاویٰ رضویہ جلد چہارم سے تین حدیثیں پیش کی جاتی ہیں: و باللہ التوفیق

(۱) امام ابوالقاسم اصبہانی کتاب الترغیب اور امام احمد بن الحسین بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوایت کرتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں ''من حج عن والدیه بعد وفاتهما کتب الله له عتقا من النار او کان للمحجوج عنها اجر تامة غیر ان ینقص من اجورهما شیء'' جو اپنے ماں باپ کی طرف سے ان کی وفات کے بعد حج کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دوزخ سے آزادی لکھے اور ان دونوں کے لیے پورے حج کا اجر ہو بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

(۲) طبرانی اوسط اور ابن عساکر میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔ حضور پُر نور ﷺ فرماتے ہیں'' ما علی احدکم اذا اراد ان یتصدق لله صدقة تطوعا ان یجعلها عن والدیه اذا کان مسلمین فیکون لوالدیه اجرها وله مثل اجورهما بعد ان لا ینقص من اجورهما شیء'' یعنی جب تم میں سے کوئی شخص کسی صدقۂ نافلہ کا ارادہ کرے تو اس کا کیا حرج ہے کہ وہ صدقہ اپنے ماں باپ کی نیت سے دے کہ انہیں اس کا ثواب پہنچے گا اور اسے ان دونوں کے اجروں کے برابر ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔

(۳) امام دارقطنی اور ابوعبداللہ ثقفی فوائد ثقفیات میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں'' اذا حج الرجل عن والدیه تقبل منه و منهما واستبشرت ارواحهما و کتب عند الله برا'' جب آدمی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو وہ حج اس حج کرنے والے اور ماں باپ تینوں کی طرف سے قبول کیا جائے گا اور ان کی روحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیکوکار لکھا جائے گا۔ مذکورہ الفاظ دارقطنی کے ہیں فوائد ثقفیات میں ان لفظوں سے ہے:'' من حج عن ابویه ولم یحجا اجزاء عنهما وبشرت ارواحهما فی السماء و کتب عند الله بـــــرا '' جس کے ماں باپ بے حج کیے مر گئے ہوں اور یہ ان کی طرف سے حج کرے تو ان دونوں کا حج ہو جائے گا اور ان کی روحوں کو آسمان میں خوشخبری دی جائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نیک سلوک کرنے والا لکھا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۹- بَابُ فَضْلِ عِتْقِ الرِّقَابِ وَعِتْقِ الزَّانِيَةِ وَابْنِ الزِّنَا

غلام آزاد کرنے کی فضیلت نیز زانیہ اور ولد الزنا کا آزاد کرنا

۶۲۹- حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ

اَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ اَيُّهَا اَفْضَلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَغْلَاهَا ثَمَنًا، وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا.

صحیح البخاری (۲۵۱۸) صحیح مسلم (۲۴۶)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا غلام آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی قیمت زیادہ ہو اور جو اس کے مالکوں کو زیادہ پسند ہو۔

[۸۳۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ اَعْتَقَ وَلَدَ زِنًا، وَاُمَّهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے ولدالزنا اور اس کی والدہ کو آزاد کیا۔

۱۰- بَابُ مَصِيْرِ الْوَلَاءِ لِمَنْ اَعْتَقَ

ولاء اسی کو ملے گی جو آزاد کرے

۶۳۰- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيْرَةُ، فَقَالَتْ اِنِّيْ كَاتَبْتُ اَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ اَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ اُوْقِيَّةٌ، فَاَعِيْنِيْنِيْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُكِ اَنْ اَعُدَّهَا لَهُمْ عَنْكِ عَدَدْتُهَا وَيَكُوْنُ لِيْ وَلَاؤُكِ فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ اِلٰى اَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ ذٰلِكَ فَاَبَوْا عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِ اَهْلِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فَقَالَتْ لِعَائِشَةَ اِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ عَلَيْهِمْ ذٰلِكَ فَاَبَوْا عَلَيَّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْوَلَاءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَاَلَهَا، فَاَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَاءَ، فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ (اَمَّا بَعْدُ). فَمَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ، وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ، وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

صحیح البخاری (۲۱۶۸) صحیح مسلم (۳۷۵۸)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ بریرہ میرے پاس آ کر کہنے لگی کہ میں نے نو اوقیہ چاندی پر کتابت کی ہے' سالانہ ایک اوقیہ تو میری مدد فرمایئے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تمہارے مالک اگر پسند کریں تو میں انہیں یک مشت ادا کر دوں اور تمہاری ولاء میرے لئے ہو گی۔ بریرہ نے ان لوگوں کے پاس جا کر انہیں یہ بات بتائی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس سے آئی اور رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ اس نے حضرت عائشہ سے کہا کہ میں نے یہ بات ان کے سامنے رکھی تو انہوں نے مجھ سے انکار کر دیا مگر یہ کہ ولاء ان کے لئے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے سن کر اس سے پوچھا تو حضرت عائشہ نے واقعہ عرض کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لے لو اور انہیں ولاء کی شرط کرنے دو کیونکہ ولاء تو اسی کی ہے جو آزاد کرے۔ پس حضرت عائشہ نے یہ کام کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ ایسی شرطیں رکھتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں' جو شرط اللہ کی کتاب میں نہ ہو وہ باطل ہے' خواہ سو شرطیں ہوں' اللہ کا فیصلہ زیادہ سچا اور اللہ کی شرط زیادہ مضبوط ہے اور ولاء اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

۶۳۱- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تُعْتِقُهَا، فَقَالَ اَهْلُهَا نَبِيْعُكِهَا عَلٰى اَنَّ وَلَاءَهَا لَنَا، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَا يَمْنَعَنَّكِ

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ارادہ کیا کہ لونڈی خرید کر آزاد کر دیں' اس کے مالکوں نے کہا کہ ہم آپ کے ہاتھوں بیچ دیں گے لیکن ولاء ہمارے لئے ہو گی۔ انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو فرمایا کہ یہ

ذٰلِکَ فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

صحیح البخاری (۲۱۶۹) صحیح مسلم (۳۷۵۵)

بات تمہیں ارادے سے نہ روکے کیونکہ ولاء تو اسی کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

۶۳۲- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ بَرِیْرَةَ جَاءَتْ تَسْتَعِیْنُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ اِنْ اَحَبَّ اَهْلُکِ اَنْ اَصُبَّ لَهُمْ ثَمَنَکِ صَبَّةً وَّاحِدَةً وَّاُعْتِقَکِ فَعَلْتُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ بَرِیْرَةُ لِاَهْلِهَا فَقَالُوْا لَا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَنَا وَلَاؤُکِ.

قَالَ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ فَزَعَمَتْ عَمْرَةُ اَنَّ عَائِشَةَ ذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اشْتَرِیْهَا وَاَعْتِقِیْهَا فَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

صحیح البخاری (۲۵۶۴)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ بریرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مدد مانگنے آئی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ اگر تمہارے مالک پسند کریں تو میں یک مشت تمہاری قیمت ادا کردوں اور آزاد کردوں؟ بریرہ نے اپنے مالکوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا: نہیں مگر اس صورت میں کہ تمہاری ولاء ہمارے لئے ہو۔

یحیٰی بن سعید کا بیان ہے کہ عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے خرید کر آزاد کردو کیونکہ ولاء اسی کے لئے ہے جس نے آزاد کیا۔

۶۳۳- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ. صحیح البخاری (۲۵۳۵) صحیح مسلم (۳۷۶۷)

قَالَ مَالِکٌ فِی الْعَبْدِ یَبْتَاعُ نَفْسَهٗ مِنْ سَیِّدِهٖ عَلٰی اَنَّهٗ یُوَالِیْ مَنْ شَاءَ اِنَّ ذٰلِکَ لَا یَجُوْزُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَذِنَ لِمَوْلَاهُ اَنْ یُّوَالِیَ مَنْ شَاءَ مَا جَازَ ذٰلِکَ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ وَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ بَیْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ فَاِذَا جَازَ لِسَیِّدِهٖ اَنْ یَّشْتَرِطَ ذٰلِکَ لَهٗ وَاَنْ یَّاْذَنَ لَهٗ اَنْ یُّوَالِیَ مَنْ شَاءَ فَتِلْکَ الْهِبَةُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو فروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام مالک نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو اپنی جان کو اپنے آقا سے خریدے کہ اپنی ولاء جس کو چاہوں دوں' یہ جائز نہیں ہے' کیونکہ ولاء اسی کی ہے جس نے آزاد کیا۔ اگر کوئی اپنے آقا سے اجازت بھی حاصل کرلے کہ اپنی ولاء جس کو چاہو دے دو تب بھی جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ولاء اسی کی ہے جو آزاد کرے اور رسول اللہ ﷺ نے ولاء کو بیچنے اور ہبہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب آقا کو غلام سے اس کی شرط کرنا جائز ہو جائے اور یہ کہ جس کو چاہو ولاء دو تو ہبہ یہی ہے۔

۱۱- بَابُ جَرِّ الْعَبْدِ الْوَلَاءَ اِذَا اُعْتِقَ

غلام جب آزاد ہو تو ولاء کو اپنی طرف کھینچتا ہے

[۸۳۱] اَثَر- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الزُّبَیْرَ بْنَ الْعَوَّامِ اشْتَرٰی عَبْدًا فَاَعْتَقَهٗ وَلِذٰلِکَ الْعَبْدِ بَنُوْنَ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ فَلَمَّا اَعْتَقَهُ الزُّبَیْرُ قَالَ هُمْ مَوَالِیَّ وَقَالَ مَوَالِیْ اُمِّهِمْ بَلْ هُمْ مَوَالِیْنَا فَاخْتَصَمُوْا اِلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَقَضٰی عُثْمَانُ لِلزُّبَیْرِ بِوَلَائِهِمْ.

ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن عوام نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا اور اس غلام کے آزاد عورت سے کئی بیٹے تھے۔ جب حضرت زبیر نے اسے آزاد کیا تو کہا کہ یہ میرے موالی ہیں اور ان کی والدہ کے موالی بولے کہ ان کی ولاء ہمارے لئے ہے۔ پس وہ اس جھگڑے کو حضرت عثمان کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت عثمان نے فیصلہ فرمایا کہ ان کی ولاء حضرت

زبیر کے لئے ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ سُئِلَ عَنْ عَبْدٍ لَهٗ وَلَدٌ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ لِمَنْ وَلَاؤُهُمْ؟ فَقَالَ سَعِیْدٌ اِنْ مَاتَ اَبُوْهُمْ وَهُوَ عَبْدٌ لَمْ یُعْتَقْ فَوَلَاؤُهُمْ لِمَوَالِیْ اُمِّهِمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیّب سے اس غلام کے متعلق پوچھا گیا جس کے آزاد عورت سے لڑکے ہوں؟ سعید نے فرمایا کہ اگر ان کا باپ غلامی کی حالت میں مرگیا اور آزاد نہ ہوا تو ان کی ولاء ان کی والدہ کے موالی کی ہے۔

قَالَ مَالِکٌ وَمِثْلُ ذٰلِکَ وَلَدُ الْمُلَاعَنَةِ مِنَ الْمَوَالِیْ یُنْسَبُ اِلٰی مَوَالِیْ اُمِّهٖ، فَیَکُوْنُوْنَ هُمْ مَوَالِیَهٗ اِنْ مَاتَ وَرِثُوْهُ، وَاِنْ جَرَّ جَرِیْرَةً عَقَلُوْا عَنْهُ. فَاِنِ اعْتَرَفَ بِهٖ اَبُوْهُ اُلْحِقَ بِهٖ وَصَارَ وَلَاؤُهٗ اِلٰی مَوَالِیْ اَبِیْهِ، وَکَانَ مِیْرَاثُهٗ لَهُمْ وَعَقْلُهٗ عَلَیْهِمْ، وَیُجْلَدُ اَبُوْهُ الْحَدَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی مثال موالی سے ملاعنہ عورت کا لڑکا ہے کہ اپنی والدہ کے موالی سے منسوب ہوگا۔ پس وہ اس کے موالی ہیں۔ اگر مرجائے تو وارث ہوں گے، اگر جنایت کرے تو اس کی طرف سے دیت ادا کریں گے۔ اگر اس کا باپ اعتراف کرے تو اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور لڑکے کی ولاء اس کے باپ کے موالی کی ہوگی اور اس کی میراث ان کے لئے ہوگی اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

قَالَ مَالِکٌ وَکَذٰلِکَ الْمَرْاَةُ الْمُلَاعِنَةُ مِنَ الْعَرَبِ اِذَا اعْتَرَفَ زَوْجُهَا الَّذِیْ لَاعَنَهَا بِوَلَدِهَا صَارَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ، اِلَّا اَنَّ بَقِیَّةَ مِیْرَاثِهٖ بَعْدَ مِیْرَاثِ اُمِّهٖ وَاِخْوَتِهٖ لِاُمِّهٖ لِعَامَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ مَا لَمْ یُلْحَقْ بِاَبِیْهِ، وَاِنَّمَا وَرَّثَ وَلَدَ الْمُلَاعَنَةِ الْمُوَالَاةَ مَوَالِیَ اُمِّهٖ قَبْلَ اَنْ یَعْتَرِفَ بِهٖ اَبُوْهُ لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ لَهٗ نَسَبٌ وَلَا عَصَبَةٌ، فَلَمَّا ثَبَتَ نَسَبُهٗ صَارَ اِلٰی عَصَبَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ملاعنہ عورت عربی ہو تو جب اس کا خاوند اعتراف کرے تو لڑکے کو اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ اسی کا شمار ہوگا ورنہ اس کی میراث سے اس کی والدہ اور اس کے اخیافی بھائیوں کو حصہ دے کر جتنا مال باقی بچے گا وہ بیت المال میں جمع کروایا جائے گا جب کہ وہ اپنے باپ سے ملحق نہ ہو اور ملاعنہ کے لڑکے کے وارث اس کی والدہ کے موالی ہوں گے جب تک اس کا باپ اعتراف نہ کرے کیونکہ اس صورت میں نہ اس کا نسب ہے اور نہ عصبہ۔ جب نسب ثابت ہوجائے تو میراث عصبہ کی جانب لوٹ جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَیْهِ عِنْدَنَا فِیْ وَلَدِ الْعَبْدِ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ، وَاَبُو الْعَبْدِ حُرٌّ اَنَّ الْجَدَّ اَبَا الْعَبْدِ یَجُرُّ وَلَاءَ وَلَدِ ابْنِهِ الْاَحْرَارِ مِنِ امْرَاَةٍ حُرَّةٍ یَرِثُهُمْ مَا دَامَ اَبُوْهُمْ عَبْدًا، فَاِنْ عَتَقَ اَبُوْهُمْ رَجَعَ الْوَلَاءُ اِلٰی مَوَالِیْهِ، وَاِنْ مَاتَ وَهُوَ عَبْدٌ کَانَ الْمِیْرَاثُ وَالْوَلَاءُ لِلْجَدِّ، وَاِنَّ الْعَبْدَ کَانَ لَهُ ابْنَانِ حُرَّانِ فَمَاتَ اَحَدُهُمَا وَاَبُوْهُ عَبْدٌ جَرَّ الْجَدُّ اَبُو الْاَبِ الْوَلَاءَ وَالْمِیْرَاثَ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی آزاد عورت سے اولاد کے بارے میں ہمارے نزدیک متفقہ حکم یہ ہے جب کہ غلام کا باپ آزاد ہو تو اس کی ولاء دادا یعنی غلام کے باپ کی طرف جائے گی اور آزاد عورت سے اس کے بیٹے کی آزاد اولاد اس وقت تک اس کی میراث پائے گی جب تک ان کا باپ غلام رہے۔ اگر ان کا باپ آزاد ہوگیا تو ولاء اس کے موالی کی جانب لوٹ جائے گی اور اگر وہ غلامی کی حالت میں مرجائے تو میراث اور ولاء دادا کے لیے ہوگی اور اگر غلام کے دو آزاد بیٹے ہوں۔ ایک ان میں سے مر جائے اور اس کا باپ غلام رہے تو ولاء اور میراث اس کے دادا کی

طرف جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْاَمَةِ تُعْتَقُ وَهِيَ حَامِلٌ وَزَوْجُهَا مَمْلُوْكٌ ثُمَّ يُعْتَقُ زَوْجُهَا قَبْلَ اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَوْ بَعْدَ مَا تَضَعُ اِنَّ وَلَاءَ مَا كَانَ فِيْ بَطْنِهَا لِلَّذِيْ اَعْتَقَ اُمَّهُ لِاَنَّ ذٰلِكَ الْوَلَدَ قَدْ كَانَ اَصَابَهُ الرِّقُّ قَبْلَ اَنْ تُعْتَقَ اُمُّهُ وَلَيْسَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الَّذِيْ تَحْمِلُ بِهِ اُمُّهُ بَعْدَ الْعَتَاقَةِ لِاَنَّ الَّذِيْ تَحْمِلُ بِهِ اُمُّهُ بَعْدَ الْعَتَاقَةِ اِذَا عُتِقَ اَبُوْهُ جَرَّ وَلَاءَهُ.

امام مالک نے لونڈی کے بارے میں فرمایا جس کو آزاد کیا گیا اور وہ حاملہ ہے اور اس کا خاوند مملوک۔ پھر اس کا خاوند اس کے بچہ جننے سے پہلے آزاد ہو گیا یا اس کے بعد تو اس بچے کی ولاء اس کے لیے ہے جس نے اس کی والدہ کو آزاد کیا کیونکہ اس بچے نے اپنی والدہ کے آزاد ہونے سے پہلے غلامی پائی ہے اور یہ اس کی طرح نہیں ہے جس کی والدہ کو آزاد ہونے کے بعد حمل رہا ہو کیونکہ جس کو آزاد ہونے کے بعد حمل ٹھہرے تو جب اس کا باپ آزاد کر دیا جائے گا تو بچے کی ولاء اس کی طرف جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَسْتَأْذِنُ سَيِّدَهُ اَنْ يُعْتِقَ عَبْدًا لَّهُ فَيَأْذَنُ لَهُ سَيِّدُهُ اِنَّ وَلَاءَ الْعَبْدِ الْمُعْتَقِ لِسَيِّدِ الْعَبْدِ لَا يَرْجِعُ وَلَاؤُهُ لِسَيِّدِهِ الَّذِيْ اَعْتَقَهُ وَاِنْ عَتَقَ.

امام مالک نے اس غلام کے متعلق فرمایا جو اپنے آقا سے اپنا غلام آزاد کرنے کی اجازت مانگے، پس آقا نے اسے اجازت دے دی تو آزاد ہونے والے غلام کی ولاء غلام کے آقا کی ہے۔ اس کی ولاء آزاد کرنے والے آقا کی طرف نہیں لوٹے گی اگرچہ اس نے آزاد کیا ہے۔ف

ف: اخیافی بھائی انہیں کہتے ہیں جو ایک ماں سے ہوں۔ علاتی بھائی وہ ہوتے ہیں جو ایک باپ سے ہوں لیکن ایک والدہ سے نہ ہوں اور حقیقی اور عینی بھائی وہ کہلاتے ہیں جو ایک ماں اور ایک باپ سے ہوں جنہیں عرف عام میں سگے بھائی کہتے ہیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم

۱۲- بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَاءِ

ولاء کی میراث کا بیان

[۸۳۲] اثر- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْعَاصِيَ بْنَ هِشَامٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهُ ثَلَاثَةً اثْنَانِ لِاُمٍّ، وَرَجُلٌ لِعَلَّةٍ، فَهَلَكَ اَحَدُ اللَّذَيْنِ لِاُمٍّ، وَتَرَكَ مَالًا وَمَوَالِيَ، فَوَرِثَهُ اَخُوْهُ لِاَبِيْهِ وَاُمِّهِ، مَالَهُ وَوَلَاءَهُ مَوَالِيْهِ، ثُمَّ هَلَكَ الَّذِيْ وَرِثَ الْمَالَ وَوَلَاءَ الْمَوَالِيْ، وَتَرَكَ ابْنَهُ وَاَخَاهُ لِاَبِيْهِ، فَقَالَ ابْنُهُ قَدْ اَحْرَزْتُ مَا كَانَ اَبِيْ اَحْرَزَ مِنَ الْمَالِ وَوَلَاءِ الْمَوَالِيْ، وَقَالَ اَخُوْهُ لَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّمَا اَحْرَزْتَ الْمَالَ، وَاَمَّا وَلَاءُ الْمَوَالِيْ فَلَا، اَرَاَيْتَ لَوْ هَلَكَ اَخِي الْيَوْمَ اَلَسْتُ اَرِثُهُ اَنَا؟ فَاخْتَصَمَا اِلٰى

ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام سے روایت ہے کہ عاصی بن ہشام فوت ہو گئے اور پیچھے تین بیٹے چھوڑے۔ دو ان میں سے ماں جائے تھے اور ایک علاتی۔ ماں جائے بھائیوں میں سے ایک فوت ہو گیا اور اس نے مالی وموالی چھوڑے تو اس کے مال ولاء کا وارث وہ بھائی ہوا جو ماں اور باپ دونوں سے ملتا تھا۔ پھر وہ بھائی بھی فوت ہو گیا جو مال اور ولاء کا وارث بنا تھا۔ اور پیچھے اس نے ایک بیٹا چھوڑا اور وہ بھائی جو باپ سے تھا۔ بیٹے نے کہا کہ میں اپنے باپ کے مال اور ولاء کا مالک ہوں۔ مرنے والے کے بھائی نے کہا کہ بات یوں نہیں ہے۔ بلکہ مال کے یقیناً تم مالک ہو لیکن موالی کی ولاء کے نہیں ہو۔ بالفرض اگر میرا بھائی آج فوت ہوتا تو میں اس کا وارث ہوتا یا تم؟ دونوں جھگڑے کو حضرت عثمان کی خدمت میں لے گئے۔ انہوں نے موالی کی ولاء

عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ' فَقَضٰى لِأَخِيْهِ بِوَلَاءِ الْمَوَالِيْ.

کا فیصلہ بھائی کے حق میں فرمایا۔

[۸۳۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ ' اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَبُوْهُ ' اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ فَاخْتَصَمَ اِلَيْهِ نَفَرٌ مِنْ جُهَيْنَةَ ' وَنَفَرٌ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ ' وَكَانَتِ امْرَاَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ يُقَالُ لَهُ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ كُلَيْبٍ ' فَمَاتَتِ الْمَرْاَةُ ' وَتَرَكَتْ مَالًا وَمَوَالِيَ ' فَوَرِثَهَا ابْنُهَا وَزَوْجُهَا ' ثُمَّ مَاتَ ابْنُهَا فَقَالَ وَرَثَتُهُ لَنَا وَلَاءُ الْمَوَالِيْ قَدْ كَانَ ابْنُهَا اَحْرَزَهُ ' فَقَالَ الْجُهَنِيُّوْنَ لَيْسَ كَذٰلِكَ اِنَّمَا هُمْ مَوَالِيْ صَاحِبَتِنَا ' فَاِذَا مَاتَ وَلَدُهَا ' فَلَنَا وَلَاؤُهُمْ وَنَحْنُ نَرِثُهُمْ ' فَقَضٰى اَبَانُ بْنُ عُثْمَانَ لِلْجُهَنِيِّيْنَ بِوَلَاءِ الْمَوَالِيْ.

ابو بکر بن حزم سے روایت ہے کہ وہ ابان بن عثمان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ جہینہ کے کچھ لوگ اور بنی حارث بن خزرج کے کچھ آدمی جھگڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ جہینہ کی ایک عورت بنی حارث بن خزرج کے ایک آدمی کے نکاح میں تھی۔ جس کو ابراہیم بن کلیب کہا جاتا تھا۔ وہ عورت فوت ہو گئی اور اس نے مال اور موالی چھوڑے۔ اس کا بیٹا اور خاوند اس کے وارث ہوئے پھر اس کا بیٹا فوت ہو گیا۔ لڑکے کے وارثوں نے کہا کہ موالی کی ولاء ہمیں ملے گی کیونکہ عورت کا بیٹا اس پر قابض ہو گیا تھا۔ جہنیوں نے کہا کہ بات یوں نہیں بلکہ یہ ہماری لڑکی کے موالی ہیں۔ جب اس کا بیٹا فوت ہو گیا تو ولاء ہماری ہو گئی اور اس کے وارث ہم ہیں' ابان بن عثمان نے موالی کی ولاء کا فیصلہ جہنیوں کے لئے فرمایا۔

وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ ' قَالَ فِيْ رَجُلٍ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنِيْنَ لَهُ ثَلَاثَةً وَتَرَكَ مَوَالِيَ اَعْتَقَهُمْ هُوَ عَتَاقَةً ' ثُمَّ اِنَّ الرَّجُلَيْنِ مِنْ بَنِيْهِ هَلَكَا وَتَرَكَا اَوْلَادًا ' فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ يَرِثُ الْمَوَالِيَ الْبَاقِيْ مِنَ الثَّلَاثَةِ ' فَاِذَا هَلَكَ هُوَ فَوَلَدُهُ وَوَلَدُ اِخْوَتِهِ فِيْ وَلَاءِ الْمَوَالِيْ شَرْعٌ سَوَاءٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن میتب نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو فوت ہو جائے اور وہ تین بیٹے چھوڑے اور اپنے آزاد کردہ غلام چھوڑے۔ پھر اس آدمی کے دو بیٹے فوت ہو گئے۔ اور دونوں نے پیچھے اولاد چھوڑی۔ سعید بن میتب نے فرمایا کہ تیسرا بھائی ان کا وارث ہو گا۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے بیٹے اور بھتیجے موالی کی ولاء میں برابر کے حق دار ہوں گے۔

۱۳- بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ وَوَلَاءِ مَنْ اَعْتَقَ الْيَهُوْدِيُّ وَالنَّصْرَانِيُّ

میراث سائبہ اور اس غلام کی میراث جس کو یہودی یا نصرانی نے آزاد کیا

[۸۳۴] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبَةِ ' قَالَ يُوَالِيْ مَنْ شَاءَ ' فَاِنْ مَاتَ وَلَمْ يُوَالِ اَحَدًا فَمِيْرَاثُهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَقْلُهُ عَلَيْهِمْ.

ابن شہاب سے سائبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ جس سے چاہے عقد ولاء کر لے۔ اگر وہ مر جائے اور اگر کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کے لیے ہو گی اور وہی اس کی دیت ادا کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي السَّائِبَةِ اَنَّهُ لَا يُوَالِيْ اَحَدًا ' وَاَنَّ مِيْرَاثَهُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَقْلَهُ عَلَيْهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ سائبہ کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ اگر وہ کسی سے موالات نہ کرے تو اس کی میراث مسلمانوں کے لیے ہو گی اور اس کی دیت بھی ان پر ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ ' يُسْلِمُ عَبْدُ اَحَدِهِمَا فَيُعْتِقُهُ قَبْلَ اَنْ يُبَاعَ عَلَيْهِ اِنَّ وَلَاءَ الْعَبْدِ

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی یا نصرانی کا غلام اگر مسلمان ہو جائے' پھر وہ فروخت کرنے سے پہلے اسے آزاد کر دے تو اس

الْمُعْتَقِ لِلْمُسْلِمِيْنَ، وَإِنْ أَسْلَمَ الْيَهُوْدِيُّ أَوِ النَّصْرَانِيُّ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ الْوَلَاءُ أَبَدًا قَالَ وَلٰكِنْ إِذَا أَعْتَقَ الْيَهُوْدِيُّ أَوِ النَّصْرَانِيُّ عَبْدًا عَلَى دِيْنِهِمَا، ثُمَّ أَسْلَمَ الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ الْيَهُوْدِيُّ أَوِ النَّصْرَانِيُّ الَّذِيْ أَعْتَقَهُ، ثُمَّ أَسْلَمَ الَّذِيْ أَعْتَقَهُ رَجَعَ إِلَيْهِ الْوَلَاءُ، لِأَنَّهُ قَدْ كَانَ ثَبَتَ لَهُ الْوَلَاءُ يَوْمَ أَعْتَقَهُ.

آزاد ہونے والے غلام کی میراث مسلمانوں کو ملے گی۔ پھر اس کے بعد یہودی یا نصرانی بھی مسلمان ہو جائے تو ولاء اس کی طرف کبھی نہیں لوٹے گی۔ فرمایا کہ یہودی یا نصرانی نے جب غلام آزاد کیا تو وہ ان کے دین پر تھا۔ پھر آزاد ہونے پر اسلام قبول کیا' آزاد کرنے والے یہودی یا نصرانی کے مسلمان ہونے سے پہلے یعنی جس نے اسے آزاد کیا وہ بھی مسلمان ہو گیا تو ولاء اس کی طرف لوٹ گئی کیونکہ ولاء اس کے لئے اسی روز ثابت ہو گئی جس روز کہ اسے آزاد کیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ كَانَ لِلْيَهُوْدِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ وَلَدٌ مُسْلِمٌ، وَرِثَ مَوَالِيَ أَبِيْهِ الْيَهُوْدِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ إِذَا أَسْلَمَ الْمَوْلَى الْمُعْتَقُ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ الَّذِيْ أَعْتَقَهُ، وَإِنْ كَانَ الْمُعْتَقُ حِيْنَ أَعْتَقَ مُسْلِمًا لَمْ يَكُنْ لِوَلَدِ النَّصْرَانِيِّ أَوِ الْيَهُوْدِيِّ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ وَلَاءِ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ شَيْءٌ لِأَنَّهُ لَيْسَ لِلْيَهُوْدِيِّ وَلَا لِلنَّصْرَانِيِّ وَلَاءٌ، فَوَلَاءُ الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ لِجَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر یہودی یا نصرانی کا بیٹا مسلمان ہو تو اپنے یہودی یا نصرانی باپ کے موالی کی میراث پائے گا جب کہ وہ غلام مسلمان ہو گیا ہو آزاد کرنے والے سے پہلے اور اگر وہ غلام آزادی کے وقت مسلمان تھا تو نصرانی یا یہودی کے بیٹے کو مسلمان غلام کی ولاء سے کوئی چیز نہیں ملے گی کیونکہ یہودی یا نصرانی کے لئے ولاء نہیں ہے' پس مسلمان غلام کی ولاء مسلمانوں کی جماعت کے لئے ہے۔ ف

ف: غلام کے بارے میں شرعی قانون یہ ہے کہ "الولاء لمن اعتق" (بخاری شریف) یعنی ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔ لہٰذا آزاد کردہ غلام کی ولاء اسی کو ملے گی جس نے آزاد کیا۔ لیکن آزاد کرنے والا آزاد کرتے وقت اپنی خوشی سے کہہ دے کہ تو اپنی ولاء کا خود مالک ہے یا میں نے اپنا حق ولاء تجھے دے دیا تو ایسے آزاد کردہ غلام کو سائب کہتے ہیں' اب وہ جس سے چاہے عقد موالات کرے ورنہ اس کی میراث عام مسلمانوں کا حق ہو گی اور بیت المال میں جمع کروائی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۳۹- كِتَابُ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کا بیان

۱- بَابُ الْقَضَاءِ فِي الْمُكَاتَبِ

مکاتب کی ادائیگی کا بیان

۶۳۴- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ. سنن ابوداؤد (۳۹۲۶) سنن ابن ماجہ (۲۵۱۹)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے کہ مکاتب اس وقت تک غلام رہے گا جب تک اس کی کتابت میں سے کچھ بھی باقی رہے۔

[۸۳۵] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُوْلَانِ الْمُكَاتَبُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ مکاتب اس وقت تک غلام ہے جب تک اس کی کتابت سے کچھ بھی اس پر باقی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ رَأْيِيْ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میری رائے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ هَلَكَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا

امام مالک نے فرمایا کہ جب مکاتب فوت ہو جائے اور

أَكْثَرَ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ وَلَهُ وَلَدٌ وُلِدُوا فِيْ كِتَابَتِهِ، أَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ وَرِثُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الْمَالِ، بَعْدَ قَضَاءِ كِتَابَتِهِ.

کافی مال چھوڑ کر جائے جو باقی کتابت سے بھی زیادہ ہے اور اس کی اولاد ہے جو کتابت کے دوران پیدا ہوئی یا عقد کتابت میں شامل تھی تو بدل کتابت ادا کرنے کے بعد جو مال بچے وہ اس کے وارث ہوں گے۔

[۸۳٦] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، اَنَّ مُكَاتَبًا كَانَ لِابْنِ الْمُتَوَكِّلِ هَلَكَ بِمَكَّةَ، وَتَرَكَ عَلَيْهِ بَقِيَّةً مِنْ كِتَابَتِهِ، وَدُيُوْنًا لِلنَّاسِ، وَتَرَكَ ابْنَتَهُ، فَاَشْكَلَ عَلٰى عَامِلِ مَكَّةَ الْقَضَاءُ فِيْهِ، فَكَتَبَ اِلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَسْاَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَكَتَبَ اِلَيْهِ عَبْدُ الْمَلِكِ اَنِ ابْدَاْ بِدُيُوْنِ النَّاسِ، ثُمَّ اقْضِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهِ، ثُمَّ اقْسِمْ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ بَيْنَ ابْنَتِهِ وَمَوْلَاهُ.

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ ابن متوکل کے مکاتب کا مکہ مکرمہ میں انتقال ہو گیا جب کہ کتابت اس پر باقی تھی اور لوگوں کا قرضہ تھا۔ اس نے ایک لڑکی چھوڑی تھی۔ عامل مکہ کو یہ فیصلہ کرنے میں مشکل پیش آئی تو یہ بات پوچھتے ہوئے عبدالملک بن مروان کے لئے لکھا۔ عبدالملک نے جواب لکھا کہ لوگوں کے قرضے سے ابتداء کرو۔ پھر جتنی کتابت باقی ہے وہ ادا کرو۔ پھر باقی مال کو اس کی بیٹی اور مولیٰ کے درمیان تقسیم کر دو۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَيْسَ عَلٰى سَيِّدِ الْعَبْدِ اَنْ يُكَاتِبَهُ اِذَا سَاَلَهُ ذٰلِكَ وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّ اَحَدًا مِنَ الْاَئِمَّةِ اَكْرَهَ رَجُلًا عَلٰى اَنْ يُكَاتِبَ عَبْدَهُ وَقَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ، اِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ ﴿فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا﴾ (النور:۳۳) يَتْلُوْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ ﴿وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا﴾ (المائدہ:۲)، ﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ (الجمعہ:۱۰).

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ آقا کے لیے ضروری نہیں ہے کہ وہ غلام کے کہنے پر اسے مکاتب کر دے اور میں نے آئمہ میں سے کسی ایک کے متعلق نہیں سنا کہ انہوں نے اپنے غلام کو مکاتب کرنا پسند فرمایا ہو اور میں نے سنا کہ بعض اہل علم سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو اس سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: "اگر ان میں بھلائی دیکھو تو انہیں مکاتب کر دو" تو وہ حضرات یہ دو آیتیں پڑھ دیتے: "جب احرام سے نکلو تو شکار کرو"۔ "جب نماز پوری کر چکو تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو"۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا ذٰلِكَ اَمْرٌ اَذِنَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْهِ لِلنَّاسِ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ عَلَيْهِمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ ایسا حکم ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اجازت دی ہے اور یہ ان پر واجب نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ﴾ (النور:۳۳) اِنَّ ذٰلِكَ اَنْ يُكَاتِبَ الرَّجُلُ غُلَامَهُ، ثُمَّ يَضَعُ عَنْهُ مِنْ اٰخِرِ كِتَابَتِهِ شَيْئًا مُسَمًّى.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے بعض اہل علم کو ارشاد باری تعالیٰ "اور انہیں اللہ کے اس مال سے دو جو تمہیں دیا ہے" کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب آدمی اپنے غلام کو مکاتب کرے تو آخر میں بدل کتابت میں سے کچھ معاف کر دے۔

قَالَ مَالِكٌ فَهٰذَا الَّذِيْ سَمِعْتُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ، وَاَدْرَكْتُ عَمَلَ النَّاسِ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میں نے اہل علم سے سنا اور میں نے لوگوں کو اسی پر عمل کرتے ہوئے پایا۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ بَلَغَنِيْ ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَاتَبَ غُلَامًا لَهُ عَلٰى خَمْسَةٍ وَثَلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ ' ثُمَّ وَضَعَ عَنْهُ مِنْ اٰخِرِ كِتَابَتِهٖ خَمْسَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے ایک غلام کو پینتیس ہزار درہم پر مکاتب کیا۔ پھر کتابت کے آخر میں پانچ ہزار درہم معاف کر دیئے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا ' اَنَّ الْمُكَاتَبَ اِذَا كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ تَبِعَهُ مَالُهُ وَلَمْ يَتْبَعْهُ وَلَدُهُ ' اِلَّا اَنْ يَشْتَرِطَهُمْ فِيْ كِتَابَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ غلام کو جب اس کا آقا مکاتب کر دے تو اس کا مال اسی کو ملے گا اور اس کی اولاد عقد کتابت میں داخل نہیں ہوگی مگر یہ کہ کتابت میں ان کی شرط رکھی ہو۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِي الْمُكَاتَبِ يُكَاتِبُهُ سَيِّدُهُ ' وَلَهُ جَارِيَةٌ بِهَا حَبَلٌ مِنْهُ ' لَمْ يَعْلَمْ بِهٖ هُوَ وَلَا سَيِّدُهُ يَوْمَ كِتَابَتِهٖ فَاِنَّهُ لَا يَتْبَعُهُ ذٰلِكَ الْوَلَدُ ' لِاَنَّهُ لَمْ يَكُنْ دَخَلَ فِيْ كِتَابَتِهٖ ' وَهُوَ لِسَيِّدِهٖ ' فَاَمَّا الْجَارِيَةُ فَاِنَّهَا لِلْمُكَاتَبِ لِاَنَّهَا مِنْ مَالِهٖ.

یحییٰ نے کہا کہ میں نے امام مالک کو مکاتب کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا جس کو اس کا آقا مکاتب کرے اور غلام کی ایک لونڈی ہو جسے حمل ہو جس کے متعلق کتابت کے روز معلوم نہ ہو کہ اس کا ہے یا اس کے آقا کا ہے۔ تو یہ بچہ مکاتب کو نہیں ملے گا کیونکہ یہ اس کی کتابت میں داخل نہیں ہے اور وہ اس کے آقا کو ملے گا اور لونڈی مکاتب کو ملے گی کیونکہ یہ اس کا مال ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ وَرِثَ مُكَاتَبًا مِنِ امْرَاَتِهٖ هُوَ وَابْنُهَا اِنَّ الْمُكَاتَبَ اِنْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَقْضِيَ كِتَابَتَهُ اقْتَسَمَا مِيْرَاثَهُ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ ' وَاِنْ اَدّٰى كِتَابَتَهُ ثُمَّ مَاتَ ' فَمِيْرَاثُهُ لِابْنِ الْمَرْاَةِ وَلَيْسَ لِلزَّوْجِ مِنْ مِيْرَاثِهٖ شَيْءٌ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو اپنی بیوی کے مکاتب کا وارث ہوا۔ مکاتب اگر کتابت پوری ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کی میراث اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم ہوگی اور اگر کتاب ادا کر کے پھر مرا تو اس کی میراث عورت کے بیٹے کے لئے ہے اور خاوند کو اس کی میراث سے کچھ نہیں ملے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ ' قَالَ يُنْظَرُ فِيْ ذٰلِكَ ' فَاِنْ كَانَ اِنَّمَا اَرَادَ الْمُحَابَاةَ لِعَبْدِهٖ ' وَعُرِفَ ذٰلِكَ مِنْهُ بِالتَّخْفِيْفِ عَنْهُ فَلَا يَجُوْزُ ذٰلِكَ ' وَاِنْ كَانَ اِنَّمَا كَاتَبَهُ عَلٰى وَجْهِ الرَّغْبَةِ ' وَطَلَبِ الْمَالِ ' وَابْتِغَاءِ الْفَضْلِ وَالْعَوْنِ عَلٰى كِتَابَتِهٖ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُ.

امام مالک نے اس مکاتب کے بارے میں فرمایا جو اپنے غلام کو مکاتب کرے فرمایا کہ اس میں دیکھا جائے گا۔ اگر اس کا غلام کے ساتھ رعایت کا ارادہ ہے اور اس سے تخفیف مراد لی جائے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر رغبت اور طلب مال کے لئے کتابت کی ہو اور فائدہ و مدد کی تلاش میں کتابت کی ہو تو یہ جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ وَطِئَ مُكَاتَبَةً لَهُ اِنَّهَا اِنْ حَمَلَتْ فَهِيَ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَتْ كَانَتْ اُمَّ وَلَدٍ ' وَاِنْ شَاءَتْ قَرَّتْ عَلٰى كِتَابَتِهَا ' فَاِنْ لَمْ تَحْمِلْ فَهِيَ عَلٰى كِتَابَتِهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی مکاتبہ لونڈی سے صحبت کی تو اگر وہ حاملہ ہوگئی تو اسے اختیار ہے کہ چاہے ام ولد بن کر رہے اور چاہے اپنی کتابت پر برقرار رہے۔ اگر وہ حاملہ نہیں ہے تو وہ مکاتبہ رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ اِنَّ اَحَدَهُمَا لَا يُكَاتِبُ نَصِيْبَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں یہ حکم متفق ہے کہ جب وہ دو آدمیوں کا مشترکہ ہو تو ان میں سے کوئی ایک بھی

مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِذٰلِكَ صَاحِبُهُ، أَوْ لَمْ يَأْذَنْ إِلَّا أَنْ يُكَاتِبَاهُ جَمِيْعًا، لِأَنَّ ذٰلِكَ يَعْقِدُ لَهُ عِتْقًا وَيَصِيْرُ إِذَا أَدَّى الْعَبْدُ مَا كُوْتِبَ عَلَيْهِ، إِلٰى أَنْ يَعْتِقَ نِصْفُهُ، وَلَا يَكُوْنُ عَلَى الَّذِيْ كَاتَبَ بَعْضَهُ أَنْ يَسْتَتِمَّ عِتْقَهُ، فَذٰلِكَ خِلَافُ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيْمَةَ الْعَدْلِ.

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ جَهِلَ ذٰلِكَ حَتّٰى يُؤَدِّيَ الْمُكَاتَبُ، أَوْ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ رَدَّ إِلَيْهِ الَّذِيْ كَاتَبَهُ مَا قَبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ فَاقْتَسَمَهُ هُوَ وَشَرِيْكُهُ عَلٰى قَدْرِ حِصَصِهِمَا، وَبَطَلَتْ كِتَابَتُهُ وَكَانَ عَبْدًا لَهُمَا عَلٰى حَالَتِهِ الْأُوْلٰى.

قَالَ مَالِكٌ فِيْ مُكَاتَبٍ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَنْظَرَهُ أَحَدُهُمَا بِحَقِّهِ الَّذِيْ عَلَيْهِ وَأَبَى الْآخَرُ أَنْ يُنْظِرَهُ فَاقْتَضَى الَّذِيْ أَبٰى أَنْ يُنْظِرَهُ بَعْضَ حَقِّهِ، ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ، وَتَرَكَ مَالًا لَيْسَ فِيْهِ وَفَاءٌ مِنْ كِتَابَتِهِ.

قَالَ مَالِكٌ يَتَحَاصَّانِ بِقَدْرِ مَا بَقِيَ لَهُمَا عَلَيْهِ، يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِقَدْرِ حِصَّتِهِ، فَإِنْ تَرَكَ الْمُكَاتَبُ فَضْلًا عَنْ كِتَابَتِهِ، أَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَا بَقِيَ مِنَ الْكِتَابَةِ، وَكَانَ مَا بَقِيَ بَيْنَهُمَا بِالسَّوَاءِ، فَإِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ وَقَدِ اقْتَضَى الَّذِيْ لَمْ يُنْظِرْهُ أَكْثَرَ مِمَّا اقْتَضٰى صَاحِبُهُ، كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ وَلَا يَرُدُّ عَلٰى صَاحِبِهِ فَضْلَ مَا اقْتَضٰى لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِيْ لَهُ بِإِذْنِ صَاحِبِهِ، وَإِنْ وَضَعَ عَنْهُ أَحَدُهُمَا الَّذِيْ لَهُ، ثُمَّ اقْتَضٰى صَاحِبُهُ بَعْضَ الَّذِيْ لَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ عَجَزَ، فَهُوَ بَيْنَهُمَا وَلَا يَرُدُّ الَّذِي اقْتَضٰى عَلٰى صَاحِبِهِ شَيْئًا لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِيْ لَهُ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ لِلرَّجُلَيْنِ بِكِتَابٍ وَاحِدٍ عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَيُنْظِرُهُ أَحَدُهُمَا وَيَشِحُّ الْآخَرُ، فَيَقْتَضِيْ بَعْضَ حَقِّهِ ثُمَّ يُفْلِسُ الْغَرِيْمُ، فَلَيْسَ عَلَى الَّذِي اقْتَضٰى أَنْ يَرُدَّ شَيْئًا مِمَّا

اپنے حصے کی مکاتبت نہیں کر سکتا خواہ اس کا ساتھی اجازت دے یا نہ دے مگر یہ کہ وہ دونوں اکٹھے مکاتبت کریں کیونکہ اگر وہ اپنے حصے کی مکاتبت کرے اور غلام اپنی کتابت ادا کر دے تو نصف ہی آزاد ہوگا اور اس پر لازم نہیں کہ دوسرے نصف حصے کی ضمانت دے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کے خلاف ہے کہ جو غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کرے تو غلام کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر اس شریک کو یہ بات معلوم نہ ہو اور وہ اپنے حصے کی مکاتبت کر کے کل یا بعض بدل کتابت وصول کرے تو جس قدر وصول کیا ہے اس کو وہ اور اس کا شریک اپنے حصوں کے مطابق بانٹ لیں' کتابت باطل ہو جائے گی اور مکاتب بدستور غلام رہے گا۔

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو اور ایک ان میں سے اپنے حق کے اندر اسے مہلت دے اور دوسرا مہلت دینے سے انکار کر دے۔ مہلت نہ دینے والا اپنا بعض حق وصول کر لے پھر مکاتب مر جائے اور اتنا مال چھوڑے جو بدل کتابت کے برابر نہ ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس کو دونوں شریک اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر لیں گے۔ اگر مکاتب اتنا مال چھوڑ گیا ہے جو بدل کتابت سے زیادہ ہو تو ان میں ہر ایک اپنا باقی بدل کتابت وصول کر کے جو باقی بچے اسے برابر تقسیم کر لیں گے۔ اگر مکاتب عاجز ہو گیا اور مہلت نہ دینے والے نے دوسرے کی نسبت کچھ زیادہ وصول کر لیا تب بھی غلام دونوں میں برابر رہے گا اور زیادہ وصول کرنے والا اپنے شریک کو کچھ واپس نہیں کرے گا کیونکہ اس نے وصول کیا ہے تو اپنا حق۔ اس کی مثال یہ ہے کہ دو آدمیوں کا ایک ہی تحریر کی رو سے کسی پر قرض ہو۔ ایک اسے کچھ مہلت دے اور دوسرا لالچ کے تحت کچھ وصول کر لے۔ اس کے بعد قرض دار مفلس ہو جائے تو کچھ وصول کرنے والا دوسرے کو وصول یابی میں سے کچھ بھی نہ دے گا۔

آخَذَ.

۲- بَابُ الْحِمَالَةِ فِی الْكِتَابَةِ

کتابت میں ضمانت

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا ' اَنَّ الْعَبِيْدَ اِذَا كُوْتِبُوْا جَمِيْعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً ' فَاِنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ ' وَاَنَّهٗ لَا يُوْضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ اَحَدِهِمْ شَيْءٌ ' وَاِنْ قَالَ اَحَدُهُمْ قَدْ عَجَزْتُ وَاَلْقٰى بِيَدَيْهِ فَاِنَّ لِاَصْحَابِهٖ اَنْ يَسْتَعْمِلُوْهُ فِيْمَا يُطِيْقُ مِنَ الْعَمَلِ وَيَتَعَاوَنُوْنَ بِذٰلِكَ فِیْ كِتَابَتِهِمْ ' حَتّٰى يَعْتِقَ بِعِتْقِهِمْ اِنْ عَتَقُوْا وَيَرِقَّ بِرِقِّهِمْ اِنْ رَقُّوْا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے کہ کئی غلاموں کی جب ایک ہی کتابت کی جائے تو وہ ایک دوسرے کا بوجھ اٹھائیں گے اور ان میں سے کسی کی موت کے باعث کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی ان میں سے کہے کہ میں عاجز ہو گیا ہوں اور ہمت ہار جائے تو اس کے ساتھی اس کی ہمت کے مطابق کام لے کر کتابت میں اس کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ یہ آزاد ہوا تو وہ بھی آزاد ہوں گے اور یہ غلام رہا تو وہ بھی غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا كَاتَبَهٗ سَيِّدُهٗ لَمْ يَنْبَغِ لِسَيِّدِهٖ اَنْ يَتَحَمَّلَ لَهٗ بِكِتَابَةِ عَبْدِهٖ اَحَدٌ اِنْ مَاتَ الْعَبْدُ ' اَوْ عَجَزَ وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ ' وَذٰلِكَ اَنَّهٗ اِنْ تَحَمَّلَ رَجُلٌ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ بِمَا عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ ' ثُمَّ اتَّبَعَ ذٰلِكَ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ قِبَلَ الَّذِیْ تَحَمَّلَ لَهٗ اَخَذَ مَالَهٗ بَاطِلًا لَا هُوَ ابْتَاعَ الْمُكَاتَبَ فَيَكُوْنَ مَا اُخِذَ مِنْهُ مِنْ ثَمَنِ شَيْءٍ هُوَ لَهٗ وَلَا الْمُكَاتَبُ عَتَقَ ' فَيَكُوْنُ فِیْ ثَمَنِ حُرْمَةٍ ثَبَتَتْ لَهٗ فَاِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ رَجَعَ اِلٰى سَيِّدِهٖ وَكَانَ عَبْدًا مَمْلُوْكًا لَهٗ ' وَذٰلِكَ اَنَّ الْكِتَابَةَ لَيْسَتْ بِدَيْنٍ ثَابِتٍ يُتَحَمَّلُ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ بِهَا اِنَّمَا هِیَ شَيْءٌ اِنْ اَدَّاهُ الْمُكَاتَبُ عَتَقَ ' وَاِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَمْ يُحَاصَّ الْغُرَمَاءَ سَيِّدُهٗ بِكِتَابَتِهٖ وَكَانَ الْغُرَمَاءُ اَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْ سَيِّدِهٖ ' وَاِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ رُدَّ عَبْدًا مَمْلُوْكًا لِسَيِّدِهٖ وَكَانَتْ دُيُوْنُ النَّاسِ فِیْ ذِمَّةِ الْمُكَاتَبِ لَا يَدْخُلُوْنَ مَعَ سَيِّدِهٖ فِیْ شَيْءٍ مِنْ ثَمَنِ رَقَبَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک متفقہ حکم ہے کہ غلام کو جب اس کا آقا مکاتب کرے۔ اس کے آقا کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اپنے اس غلام کی کتابت کا بوجھ کسی دوسرے پر رکھے خواہ غلام مر جائے یا عاجز ہو جائے کیونکہ یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر کوئی مکاتب کے آقا کو کتابت پر ضمانت دے۔ پھر مکاتب کا آقا ضامن کا پیچھا کرے اور اس کا مال ہتھیا لے تو یہ باطل ہے کیونکہ اس نے مکاتب کو خریدا نہیں ہے تا کہ جو کچھ اس نے چھینا ہے وہ اس کی قیمت شمار ہو جائے اور نہ مکاتب آزاد ہوا کہ اس مال کو اس کی آزادی کا بدلہ شمار کیا جائے۔ اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اپنے آقا کی طرف لوٹے گا اور غلام اسی کی ملک رہے گا اور یہ اس لئے ہے کہ کتابت دین صحیح نہیں ہے' اسی لئے اس کا آقا کتابت پہ ضمانت نہیں لے سکتا۔ یہ تو ایک ایسی چیز ہے کہ مکاتب اسے ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا اور مکاتب اگر مر جائے اور اس پر قرض ہو تو آقا اور قرض خواہ اس کے مال کے برابر حصے نہیں کریں گے بلکہ قرض خواہ آقا سے زیادہ حق دار ہوں گے اور اگر مکاتب عاجز ہو جائے یا اس پر لوگوں کا قرض ہو تو غلام اپنے آقا کا مملوک رہے گا اور لوگوں کا قرض مکاتب کے سر پر ہے' وہ اس کی قیمت میں آقا کے اوپر شمار نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ اِذَا كَاتَبَ الْقَوْمُ جَمِيْعًا كِتَابَةً وَاحِدَةً ' وَلَا رَحِمَ بَيْنَهُمْ يَتَوَارَثُوْنَ بِهَا ' فَاِنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ ' وَلَا يَعْتِقُ بَعْضُهُمْ دُوْنَ

امام مالک نے فرمایا کہ جب ایک ہی عقد میں کئی غلام مکاتب کئے جائیں اور ان کے درمیان آپس میں ایسی کوئی رشتہ داری نہ ہو جس کے باعث ایک دوسرے کے وارث ہوں۔ وہ

بَعْضٍ حَتّٰى يُؤَدُّوا الْكِتَابَةَ كُلَّهَا، فَإِنْ مَاتَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ وَتَرَكَ مَالًا هُوَ اَكْثَرُ مِنْ جَمِيْعِ مَا عَلَيْهِمْ اُدِّيَ عَنْهُمْ جَمِيْعُ مَا عَلَيْهِمْ، وَكَانَ فَضْلُ الْمَالِ لِسَيِّدِهٖ، وَلَمْ يَكُنْ لِمَنْ كَاتَبَ مَعَهٗ مِنْ فَضْلِ الْمَالِ شَيْءٌ، وَيَتْبَعُهُمُ السَّيِّدُ بِحِصَصِهِمُ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِمْ مِنَ الْكِتَابَةِ الَّتِيْ قُضِيَتْ مِنْ مَالِ الْهَالِكِ لِاَنَّ الْهَالِكَ اِنَّمَا كَانَ تَحَمَّلَ عَنْهُمْ فَعَلَيْهِمْ اَنْ يُؤَدُّوْا مَا عَتَقُوْا بِهٖ مِنْ مَالِهٖ، وَاِنْ كَانَ لِلْمُكَاتَبِ الْهَالِكِ وَلَدٌ حُرٌّ لَمْ يُوْلَدْ فِي الْكِتَابَةِ وَلَمْ يُكَاتَبْ عَلَيْهِ لَمْ يَرِثْهُ لِاَنَّ الْمُكَاتَبَ لَمْ يُعْتَقْ حَتّٰى مَاتَ.

ایک دوسرے کے کفیل ہوں گے اور دوسروں کے بغیر کوئی آزاد نہیں ہو سکے گا یہاں تک کہ وہ ساری کتابت ادا کر دیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی ایک مر جائے گا اور اتنا مال چھوڑے کہ اس سے زیادہ ہو جو ان پر ہے تو وہ اس سے بدل کتابت ادا کریں گے اور زائد مال آقا کا ہوگا اور ساتھیوں کو اس مال سے کچھ نہیں ملے گا۔ پھر ہر ایک غلام کی آزادی میں جس قدر روپیہ اس مال سے صرف ہوا ہے اس کو آقا ہر ایک کے حصے سے مجرا کرے گا کیونکہ اس کا جس قدر مال ان کی آزادی میں لگا وہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر مرنے والے مکاتب کا کوئی آزاد لڑکا ہو جو حالت کتابت میں پیدا نہ ہوا ہو اور نہ اس پر عہد کتابت واقع ہوا ہو تو وہ اس کا وارث نہ ہوگا کیونکہ مرتے وقت مکاتب آزاد نہیں تھا۔

٣- بَابُ الْقَطَاعَةِ فِي الْكِتَابَةِ

مکاتب سے نقد رقم لینے کا بیان

[٨٣٧] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تُقَاطِعُ مُكَاتَبِيْهَا بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکاتب سے سونے چاندی کے بدلے نقد رقم لے لیا کرتی تھیں۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْمُكَاتَبِ يَكُوْنُ بَيْنَ الشَّرِيْكَيْنِ، فَاِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ يُّقَاطِعَهٗ عَلٰى حِصَّتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِ شَرِيْكِهٖ، وَذٰلِكَ اَنَّ الْعَبْدَ وَمَالَهٗ بَيْنَهُمَا، فَلَا يَجُوْزُ لِاَحَدِهِمَا اَنْ يَّاْخُذَ شَيْئًا مِّنْ مَالِهٖ اِلَّا بِاِذْنِ شَرِيْكِهٖ، وَلَوْ قَاطَعَهٗ اَحَدُهُمَا دُوْنَ صَاحِبِهٖ، ثُمَّ حَازَ ذٰلِكَ، ثُمَّ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَلَهٗ مَالٌ، اَوْ عَجَزَ لَمْ يَكُنْ لِّمَنْ قَاطَعَهٗ شَيْءٌ مِّنْ مَالِهٖ، وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ اَنْ يَّرُدَّ مَا قَاطَعَهٗ عَلَيْهِ وَيَرْجِعَ حَقُّهٗ فِيْ رَقَبَتِهٖ، وَلٰكِنْ مَنْ قَاطَعَ مُكَاتَبًا بِاِذْنِ شَرِيْكِهٖ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ، فَاِنْ اَحَبَّ الَّذِيْ قَاطَعَهٗ اَنْ يَّرُدَّ الَّذِيْ اَخَذَ مِنْهُ مِنَ الْقَطَاعَةِ وَيَكُوْنُ عَلٰى نَصِيْبِهٖ مِنْ رَقَبَةِ الْمُكَاتَبِ كَانَ ذٰلِكَ لَهٗ، وَاِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ، وَتَرَكَ مَالًا اِسْتَوْفَى الَّذِيْ بَقِيَتْ لَهُ الْكِتَابَةُ حَقَّهُ الَّذِيْ بَقِيَ لَهٗ عَلَى الْمُكَاتَبِ مِنْ مَالِهٖ، ثُمَّ كَانَ الَّذِيْ بَقِيَ مِنْ مَالِ الْمُكَاتَبِ بَيْنَ الَّذِيْ قَاطَعَهٗ، وَبَيْنَ شَرِيْكِهٖ

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کے بارے میں یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ اس میں دو شریک ہوں تو کسی ایک کے لئے جائز نہیں ہے کہ دوسرے کی اجازت کے بغیر ایک ساتھی اپنے حصے کی نقد رقم لے کیونکہ غلام اور اس کا مال دونوں کے درمیان مشترک ہے۔ کسی ایک کو حق نہیں کہ دوسرے کے مال میں تصرف کرے بغیر اس کی اجازت کے۔ اگر ایک شریک نے دوسرے سے پوچھے بغیر قطاعت کی اور زر قطاعت وصول کر لیا ہو لیکن اس کے بعد مکاتب کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عاجز ہو گیا تو جو قطاعت کر چکا اس کا مال، مکاتب میں استحقاق نہ ہوگا اور زر قطاعت کو واپس نہیں کر سکے گا کہ مکاتب کو پھر غلام بنا لے ہاں جو اپنے شریک کی اجازت سے قطاعت کرے پھر مکاتب عاجز ہو جائے اور قطاعت کرنے والا یہ چاہے کہ زر قطاعت دے کر اس غلام کا اپنے حصے کے مطابق مالک ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑے تو جس شریک نے قطاعت نہیں کی وہ اس کا بدل کتابت ادا کر کے جو کچھ مال بچے اس کو دونوں

عَلٰى قَدْرِ حِصَصِهِمَا فِى الْمُكَاتَبِ، وَإِنْ كَانَ اَحَدُهُمَا قَاطَعَهُ وَتَمَاسَكَ صَاحِبُهُ بِالْكِتَابَةِ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ قِيْلَ لِلَّذِىْ قَاطَعَهُ إِنْ شِئْتَ اَنْ تَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِكَ نِصْفَ الَّذِىْ اَخَذْتَ وَيَكُوْنُ الْعَبْدُ بَيْنَكُمَا شَطْرَيْنِ، وَإِنْ اَبَيْتَ فَجَمِيْعُ الْعَبْدِ لِلَّذِىْ تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ خَالِصًا.

شریک اپنے حصے کے موافق بانٹ لیں گے۔ اگر ایک نے قطاعت کی اور دوسرے نے نہیں کی بعد اس کے کہ مکاتب عاجز ہو گیا تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر روپیہ اس نے قطاعت کا لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے تو غلام دونوں میں مشترک رہے گا۔ ورنہ پورا غلام اس کا ہو گا جس نے قطاعت نہیں کی۔

قَالَ مَالِكٌ فِى الْمُكَاتَبِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُقَاطِعُهُ اَحَدُهُمَا بِإِذْنِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ يَقْتَضِى الَّذِىْ تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ مِثْلَ مَا قَاطَعَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو ان میں سے ایک نے قطاعت نہیں کی تو وہ بھی غلام سے اسی قدر مال وصول کرے جتنا قطاعت وصول کرنے والے نے حاصل کیا یا اس سے زیادہ' بعد اس کے مکاتب عاجز ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ فَهُوَ بَيْنَهُمَا لِأَنَّهُ إِنَّمَا اقْتَضَى الَّذِىْ لَهُ عَلَيْهِ، وَإِنِ اقْتَضٰى اَقَلَّ مِمَّا اَخَذَ الَّذِىْ قَاطَعَهُ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ، فَاَحَبَّ الَّذِىْ قَاطَعَهُ اَنْ يَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ، وَيَكُوْنُ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ اَبٰى فَجَمِيْعُ الْعَبْدِ لِلَّذِىْ لَمْ يُقَاطِعْهُ، وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ وَتَرَكَ مَالًا فَاَحَبَّ الَّذِىْ قَاطَعَهُ اَنْ يَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ وَيَكُوْنُ الْمِيْرَاثُ بَيْنَهُمَا فَذٰلِكَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ الَّذِىْ تَمَسَّكَ بِالْكِتَابَةِ قَدْ اَخَذَ مِثْلَ مَا قَاطَعَ عَلَيْهِ شَرِيْكُهُ، اَوْ اَفْضَلَ فَالْمِيْرَاثُ بَيْنَهُمَا بِقَدْرِ مِلْكِهِمَا لِأَنَّهُ إِنَّمَا اَخَذَ حَقَّهُ.

تو قطاعت کرنے والا قطاعت نہ کرنے والے سے کچھ واپس نہیں لے سکے گا۔ اگر دوسرے شریک نے قطاعت سے کم وصول کیا' پھر غلام عاجز ہو گیا تو قطاعت والے کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں برابر کا شریک ہو جائے۔ اگر نہ دے تو سارا غلام دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب مر جائے اور مال چھوڑ گیا اور قطاعت کرنے والے نے چاہا کہ جتنا مال لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو پھیر دے اور میراث میں شریک ہو جائے تو یہ ہو سکتا ہے اور جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت کے برابر یا اس سے زیادہ وصول کر چکا ہؤا اس صورت میں میراث دونوں کو ملے گی کیونکہ ہر ایک نے اپنا حق وصول کر لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِى الْمُكَاتَبِ يَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُقَاطِعُ اَحَدُهُمَا عَلٰى نِصْفِ حَقِّهِ بِإِذْنِ صَاحِبِهِ، ثُمَّ يَقْبِضُ الَّذِىْ تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ اَقَلَّ مِمَّا قَاطَعَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ، ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب دو آدمیوں میں مشترک ہو۔ ایک اپنے ساتھی کی اجازت کے بغیر غلام سے اپنے نصف حق پر قطاعت کرے۔ پھر جس نے قطاعت نہیں کی وہ بھی مکاتب سے قطاعت سے کم وصول کرے۔

قَالَ مَالِكٌ إِنْ اَحَبَّ الَّذِىْ قَاطَعَ الْعَبْدَ اَنْ يَرُدَّ عَلٰى صَاحِبِهِ نِصْفَ مَا تَفَضَّلَهُ بِهِ كَانَ الْعَبْدُ بَيْنَهُمَا شَطْرَيْنِ، وَإِنْ اَبٰى اَنْ يَرُدَّ فَلِلَّذِىْ تَمَسَّكَ بِالرِّقِّ حِصَّةُ صَاحِبِهِ الَّذِىْ كَانَ قَاطَعَ عَلَيْهِ الْمُكَاتَبَ.

امام مالک نے فرمایا کہ قطاعت والا اگر چاہے تو جتنی قطاعت زیادہ وصول کی ہے اس کا نصف اپنے شریک کو دے کر غلام میں برابر کا حصہ دار ہو جائے' ورنہ غلام کا اس قدر حصہ دوسرے شریک کا ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّ الْعَبْدَ يَكُونُ بَيْنَهُمَا شَطْرَيْنِ فَيُكَاتِبَانِهِ جَمِيعًا، ثُمَّ يُقَاطِعُ أَحَدُهُمَا الْمُكَاتَبَ عَلٰى نِصْفِ حَقِّهِ بِإِذْنِ صَاحِبِهِ، وَذٰلِكَ الرُّبُعُ مِنْ جَمِيعِ الْعَبْدِ، ثُمَّ يَعْجِزُ الْمُكَاتَبُ، فَيُقَالُ لِلَّذِي قَاطَعَهُ إِنْ شِئْتَ فَارْدُدْ عَلٰى صَاحِبِكَ نِصْفَ مَا فَضَلْتَهُ بِهِ وَيَكُونُ الْعَبْدُ بَيْنَكُمَا شَطْرَيْنِ، وَإِنْ أَبَى كَانَ لِلَّذِي تَمَسَّكَ بِالْكِتَابَةِ رُبُعُ صَاحِبِهِ الَّذِي قَاطَعَ الْمُكَاتَبَ عَلَيْهِ خَالِصًا، وَكَانَ لَهُ نِصْفُ الْعَبْدِ فَذٰلِكَ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِ الْعَبْدِ، وَكَانَ لِلَّذِي قَاطَعَ رُبُعُ الْعَبْدِ لِأَنَّهُ أَبٰى أَنْ يَرُدَّ ثَمَنَ رُبُعِهِ الَّذِي قَاطَعَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ ایک غلام دو آدمیوں میں مشترک ہو، دونوں مل کر اسے مکاتب کریں پھر ایک شریک اپنے نصف حصے پر غلام سے قطاعت کرے اپنی ساتھی کی اجازت کے ساتھ اور یہ غلام کا چوتھائی حصہ ہوا۔ اس کے بعد مکاتب عاجز ہو جائے تو جس نے قطاعت کی اس سے کہا جائے گا کہ جس قدر تم نے زیادہ لیا ہے اس کا نصف اپنے شریک کو ادا کر دو اور غلام میں برابر کے حصے دار ہو جاؤ۔ اگر وہ انکار کرے تو قطاعت والے کا چوتھائی غلام بھی دوسرے کو مل جائے گا اور اس صورت میں وہ تین چوتھائی اور یہ ایک چوتھائی کا مالک ہوگا۔ کیونکہ اس نے مقاطعت کی چوتھائی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُقَاطِعُهُ سَيِّدُهُ، فَيَعْتِقُ وَيَكْتُبُ عَلَيْهِ مَا بَقِيَ مِنْ قَطَاعَتِهِ دَيْنًا عَلَيْهِ، ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس سے اس کے آقا نے مقاطعت کی۔ پھر وہ آزاد ہو گیا اور قطاعت سے جو باقی رہا وہ اس پر قرض لکھ لیا گیا۔ پھر مکاتب مر گیا اور پھر اس پر لوگوں کا قرض بھی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنَّ سَيِّدَهُ لَا يُحَاصُّ غُرَمَاءَهُ بِالَّذِي عَلَيْهِ مِنْ قَطَاعَتِهِ وَلِغُرَمَائِهِ أَنْ يُبَدَّوْا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ قرض خواہوں میں قطاعت کرنے والے اس کے آقا کی تخصیص نہیں ہوگی اور سب قرض خواہوں سے ابتداء کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يُقَاطِعَ سَيِّدَهُ إِذَا كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ، فَيَعْتِقُ وَيَصِيرُ لَا شَيْءَ لَهُ، لِأَنَّ أَهْلَ الدَّيْنِ أَحَقُّ بِمَالِهِ مِنْ سَيِّدِهِ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ بِجَائِزٍ لَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آقا کو ایسے مکاتب سے مقاطعت نہیں کرنی چاہیے جس کے سر پر لوگوں کا قرض ہو کہ وہ آزاد ہو جائے تو اس کے پلے کچھ بھی نہ رہے کیونکہ قرض خواہ اس کے مال کے اس آقا سے زیادہ حق دار ہیں۔ لہٰذا یہ جائز نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الرَّجُلِ يُكَاتِبُ عَبْدَهُ، ثُمَّ يُقَاطِعُهُ بِالذَّهَبِ، فَيَضَعُ عَنْهُ مِمَّا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ عَلٰى أَنْ يُعَجِّلَ لَهُ مَا قَاطَعَهُ عَلَيْهِ أَنَّهُ لَيْسَ بِذٰلِكَ بَأْسٌ، وَإِنَّمَا كَرِهَ ذٰلِكَ مَنْ كَرِهَهُ لِأَنَّهُ أَنْزَلَهُ بِمَنْزِلَةِ الدَّيْنِ يَكُونُ لِلرَّجُلِ عَلَى الرَّجُلِ إِلٰى أَجَلٍ فَيَضَعُ عَنْهُ وَيَنْقُدُهُ، وَلَيْسَ هٰذَا مِثْلَ الدَّيْنِ إِنَّمَا كَانَتْ قَطَاعَةُ الْمُكَاتَبِ سَيِّدَهُ عَلٰى أَنْ يُعْطِيَهُ مَالًا فِي أَنْ يَتَعَجَّلَ الْعِتْقَ، فَيَجِبُ لَهُ الْمِيرَاثُ، وَالشَّهَادَةُ، وَالْحُدُودُ، وَتَثْبُتُ لَهُ حُرْمَةُ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر اس سے سونے پر قطاعت کرے اور زر قطاعت فوراً ادا کرنے کی شرط پر بدل کتابت معاف کر دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور جس نے اسے مکروہ کہا ہے اس نے یہ سمجھا کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص کا کسی پر میعادی قرضہ ہو اور اس کے بدلے میں کچھ نقد رقم لے کر قرض چھوڑ دے۔ حالانکہ یہ قرض اس کی مثال ہی نہیں ہے کیونکہ قطاعت تو اس لئے ہوتی ہے کہ غلام جلد آزاد ہو جائے اور اس

الْعَتَاقَةِ، وَلَمْ يَشْتَرِ دَرَاهِمَ بِدَرَاهِمَ، وَلَا ذَهَبًا بِذَهَبٍ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ قَالَ لِغُلَامِهِ ائْتِنِي بِكَذَا وَكَذَا دِينَارًا وَأَنْتَ حُرٌّ، فَوَضَعَ عَنْهُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنْ جِئْتَنِي بِأَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ فَأَنْتَ حُرٌّ. فَلَيْسَ هٰذَا دَيْنًا ثَابِتًا وَلَوْ كَانَ دَيْنًا ثَابِتًا لَحَاصَّ بِهِ السَّيِّدُ غُرَمَاءَ الْمُكَاتَبِ إِذَا مَاتَ أَوْ أَفْلَسَ، فَدَخَلَ مَعَهُمْ فِي مَالِ مُكَاتَبِهِ.

کے لئے میراث، شہادت اور حدود لازم آ جائیں اور حرمت عتاقہ ثابت ہو جائے۔ یہ نہیں ہوا ہے کہ اس نے روپوں کو روپوں کے بدلے یا سونے کو سونے کے عوض خریدا ہو بلکہ اس کی مثال تو یہ ہے کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تم مجھے اتنی اشرفیاں لا دو تو آزاد ہو۔ پھر گھٹا کر کہے کہ اگر اتنی لا دو تب بھی آزاد ہو۔ بدل کتابت دین صحیح نہیں ہے ورنہ مکاتب کے مرجانے کی صورت میں آقا بھی قرض خواہوں کے برابر اس کے مال پر حق رکھتا۔ ف

ف: غلام کو مکاتب کر دینے کے بعد اگر فریقین یعنی مولیٰ اور مکاتب غلام کسی نقد رقم پر کتابت کے بدلے رضامند ہو جائیں تو اسے قطاعت کہتے ہیں۔ مثلاً ایک غلام کو یوں مکاتب کیا کہ وہ دس سال کے اندر ایک ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے دس ہزار روپے ادا کر دے تو اس کے بعد وہ آزاد ہے۔ ابھی غلام ایک قسط ہی ادا کرنے پایا تھا کہ اس کے پاس کچھ نقد رقم جمع ہو گئی جس کے باعث بدل کتابت کے باقی نو ہزار کی جگہ فریقین پانچ ہزار نقد پر رضامند ہو گئے یہی دوسرا معاہدہ قطاعت کہلاتا ہے اس میں فریقین کا مفاد اور ضرورت کارفرما ہوتی ہے۔ مولیٰ کو یک مشت پانچ ہزار روپے نقد مل گئے اور غلام نو سال پہلے آزاد ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ جِرَاحِ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کا کسی کو زخمی کرنا

قَالَ مَالِكٌ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ يَجْرَحُ الرَّجُلَ جَرْحًا يَقَعُ فِيهِ الْعَقْلُ عَلَيْهِ أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِنْ قَوِيَ عَلَى أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ مَعَ كِتَابَتِهِ، أَدَّاهُ وَكَانَ عَلَى كِتَابَتِهِ، فَإِنْ لَمْ يَقْوَ عَلَى ذٰلِكَ فَقَدْ عَجَزَ عَنْ كِتَابَتِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ قَبْلَ الْكِتَابَةِ، فَإِنْ هُوَ عَجَزَ عَنْ أَدَاءِ عَقْلِ ذٰلِكَ الْجَرْحِ خُيِّرَ سَيِّدُهُ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يُؤَدِّيَ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ فَعَلَ، وَأَمْسَكَ غُلَامَهُ، وَصَارَ عَبْدًا مَمْلُوكًا، وَإِنْ شَاءَ أَنْ يُسَلِّمَ الْعَبْدَ إِلَى الْمَجْرُوحِ أَسْلَمَهُ، وَلَيْسَ عَلَى السَّيِّدِ أَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُسَلِّمَ عَبْدَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب کسی کو ایسے زخمی کرے جس میں دیت واجب ہو تو اگر مکاتب اپنے بدل کتابت کے ساتھ دیت بھی ادا کر سکے تو دیت ادا کر دے تا کہ وہ مکاتب بنا رہے۔ اگر اس پر قادر نہ ہو تو کتابت سے عاجز شمار کیا جائے گا کیونکہ دیت کا ادا کرنا کتابت پر مقدم ہے۔ پھر جب دیت دینے سے عاجز ہو جائے تو اس کے آقا کو اختیار ہے اگر چاہے تو دیت ادا کر دے اور مکاتب کو غلام بنا کر رکھ لے اور وہ بدستور اس کا غلام رہے گا۔ اگر چاہے تو خود مکاتب کو اس شخص کے حوالے کر دے جس کو زخمی کیا تھا، مگر آقا پر لازم نہیں ہے کہ غلام کو دینے سے زیادہ اپنا اور نقصان کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يُكَاتَبُونَ جَمِيعًا فَيَجْرَحُ أَحَدُهُمْ جَرْحًا فِيهِ عَقْلٌ.

امام مالک نے ان چند غلاموں کے متعلق فرمایا جنہیں ایک ساتھ مکاتب کیا گیا۔ پھر ان میں سے کوئی کسی کو زخمی کرے جس پر دیت لازم آئے۔

قَالَ مَالِكٌ مَنْ جَرَحَ مِنْهُمْ جَرْحًا فِيهِ عَقْلٌ قِيلَ لَهُ، وَلِلَّذِينَ مَعَهُ فِي الْكِتَابَةِ أَدُّوا جَمِيعًا عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ، فَإِنْ أَدَّوْا ثَبَتُوا عَلَى كِتَابَتِهِمْ، وَإِنْ لَمْ يُؤَدُّوا فَقَدْ عَجَزُوا وَيُخَيَّرُ سَيِّدُهُمْ، فَإِنْ شَاءَ أَدَّى عَقْلَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو ان میں سے ایسا زخمی کرے جس کی دیت ہے تو اس سے کہا جائے گا اور جو اس کے ساتھ کتابت میں شامل ہیں کہ سب مل کر اس زخم کی دیت ادا کرو۔ اگر وہ دیت ادا کر دیں تو اپنی کتابت پر قائم رہے اور اگر ادا نہ کریں تو عاجز شمار

ذٰلِکَ الْجَرْحِ وَرَجَعُوْا عَبِيْدًا لَهٗ جَمِيْعًا ' وَاِنْ شَاءَ اَسْلَمَ الْجَارِحَ وَحْدَهٗ وَرَجَعَ الْاٰخَرُوْنَ عَبِيْدًا لَهٗ جَمِيْعًا بِعَجْزِهِمْ عَنْ اَدَاءِ عَقْلِ ذٰلِکَ الْجَرْحِ الَّذِيْ جَرَحَ صَاحِبُهُمْ.

ہوں گے اور اس صورت میں ان کے آقا کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو اس زخم کی دیت ادا کر دے اور وہ سارے حسب سابق اس کے غلام رہیں اور چاہے تو زخمی کرنے والے کو مجروح کے سپرد کر دے اور باقی سارے حسب سابق اس کے غلام رہیں گے کیونکہ وہ اس زخم کی دیت ادا کرنے سے عاجز رہ گئے تھے جو ان کے ساتھی نے زخمی کیا تھا۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ الْمُكَاتَبَ اِذَا اُصِيْبَ بِجَرْحٍ يَكُوْنُ لَهٗ فِيْهِ عَقْلٌ ' اَوْ اُصِيْبَ اَحَدٌ مِنْ وَلَدِ الْمُكَاتَبِ الَّذِيْنَ مَعَهٗ فِيْ كِتَابَتِهٖ ' فَاِنَّ عَقْلَهُمْ عَقْلُ الْعَبِيْدِ فِيْ قِيْمَتِهِمْ ' وَاِنَّ مَا اُخِذَ لَهُمْ مِنْ عَقْلِهِمْ يُدْفَعُ اِلٰى سَيِّدِهِمُ الَّذِيْ لَهُ الْكِتَابَةُ ' وَيُحْسَبُ ذٰلِکَ لِلْمُكَاتَبِ فِيْ اٰخِرِ كِتَابَتِهٖ ' فَيُوْضَعُ عَنْهُ مَا اَخَذَ سَيِّدُهٗ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مکاتب کو جب کوئی زخمی کرے تو اسے دیت دلائی جائے گی یا مکاتب کے کسی بیٹے کو زخمی کرے جو کتابت میں اس کے ساتھ ہو اور ان کی دیت غلام والی ہے اور دیت کا جو کچھ وہ وصول کریں گے وہ ان کے آقا کو دیا جائے گا اور وہ مکاتب کی آخری کتابت میں شمار کیا جائے گا۔ پس آقا نے اس کے زخم کی جو دیت وصول کی ہے وہ وضع کر لی جائے گی۔

قَالَ مَالِکٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِکَ اَنَّهٗ كَاَنَّهٗ كَاتَبَهٗ عَلٰى ثَلَاثَةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ ' وَكَانَ دِيَةُ جَرْحِهِ الَّذِيْ اَخَذَهَا سَيِّدُهٗ اَلْفَ دِرْهَمٍ ' فَاِنْ اَدَّى الْمُكَاتَبُ اِلٰى سَيِّدِهٖ اَلْفَيْ دِرْهَمٍ فَهُوَ حُرٌّ ' وَاِنْ كَانَ الَّذِيْ بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ اَلْفَ دِرْهَمٍ وَكَانَ الَّذِيْ اَخَذَ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهٖ اَلْفَ دِرْهَمٍ فَقَدْ عَتَقَ ' وَاِنْ كَانَ عَقْلُ جَرْحِهٖ اَكْثَرَ مِمَّا بَقِيَ عَلَى الْمُكَاتَبِ اَخَذَ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ مَا بَقِيَ مِنْ كِتَابَتِهٖ وَعَتَقَ ' وَكَانَ مَا فَضَلَ بَعْدَ اَدَاءِ كِتَابَتِهٖ لِلْمُكَاتَبِ ' وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّدْفَعَ اِلَى الْمُكَاتَبِ شَيْءٌ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهٖ فَيَاْكُلَهٗ وَيَسْتَهْلِكَهٗ ' فَاِنْ عَجَزَ رَجَعَ اِلٰى سَيِّدِهٖ اَعْوَرَ ' اَوْ مَقْطُوْعَ الْيَدِ ' اَوْ مَعْضُوْبَ الْجَسَدِ ' وَاِنَّمَا كَاتَبَهٗ سَيِّدُهٗ عَلٰى مَالِهٖ وَكَسْبِهٖ ' وَلَمْ يُكَاتِبْهُ عَلٰى اَنْ يَّاْخُذَ ثَمَنَ وَلَدِهٖ وَلَا مَا اُصِيْبَ مِنْ عَقْلِ جَسَدِهٖ ' فَيَاْكُلَهٗ وَيَسْتَهْلِكَهٗ ' وَلٰكِنْ عَقْلُ جِرَاحَاتِ الْمُكَاتَبِ وَوَلَدِهِ الَّذِيْنَ وُلِدُوْا فِيْ كِتَابَتِهٖ ' اَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ يُدْفَعُ اِلٰى سَيِّدِهٖ وَيُحْسَبُ ذٰلِکَ لَهٗ فِيْ اٰخِرِ كِتَابَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ کسی نے اپنے غلام کو تین ہزار درہم پر مکاتب کیا اور اس کے زخم کی دیت ایک ہزار وصول ہوئی تو مکاتب جب دو ہزار درہم ادا کر دے تو آزاد ہو جائے گا۔ اگر آقا کے غلام پر ایک ہزار درہم کتابت سے باقی تھے کہ دیت کے ایک ہزار درہم پائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ جس قدر کتابت کے درہم باقی تھے اگر دیت کے اس سے زیادہ وصول پائے تو آقا اپنی بقایا رقم رکھ کر زائد رقم مکاتب کو پھیر دے گا اور وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ مکاتب کی دیت اسی کے حوالے کر دیں کہ وہ کھا پی کر برابر کر دے اور اگر عاجز ہو جائے اور کانا، لنگڑا یا لولا ہو کر اپنے آقا کے پاس واپس آئے اور کیونکہ آقا نے تو اسے اس کے مال اور کمائی پر اختیار دیا تھا نہ کہ اس کی اولاد کی قیمت اور اس کی دیت پر کہ وہ کھا پی کر برابر کر لے بلکہ مکاتب کی دیت اور اس اولاد کی دیت جو حالت کتابت میں پیدا ہوئی یا ان پر عقد کتابت ہوا وہ سب آقا کو دی جائے گی اور بدل کتابت میں سے مجرا ہو گی۔

۵- بَابُ بَيْعِ الْمُكَاتَبِ

مکاتب کی کتابت کو بیچ دینا

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ اَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِي مُكَاتَبَ الرَّجُلِ ' اَنَّهُ لَا يَبِيْعُهُ اِذَا كَانَ كَاتَبَهُ بِدَنَانِيْرَ ' اَوْ دَرَاهِمَ اِلَّا بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ يُعَجِّلُهُ ' وَلَا يُؤَخِّرُهُ لِاَنَّهُ اِنْ اَخَّرَهُ كَانَ دَيْنًا بِدَيْنٍ ' وَقَدْ نُهِيَ عَنِ الْكَالِيءِ بِالْكَالِيءِ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مکاتب کو خریدنے کے متعلق یہ خوب سنا گیا کہ اسے نہ بیچے جب کہ کتابت دراہم و دینار میں ہو مگر فوری سامان کے بدلے ہو اور اس میں تاخیر نہ کی جائے کیونکہ جب تاخیر ہو جائے گی تو یہ قرض شمار ہوگا اور ہمیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

قَالَ وَاِنْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبَ سَيِّدُهُ بِعَرْضٍ مِنَ الْعُرُوْضِ مِنَ الْاِبِلِ ' اَوِ الْبَقَرِ ' اَوِ الْغَنَمِ ' اَوِ الرَّقِيْقِ ' فَاِنَّهُ يَصْلُحُ لِلْمُشْتَرِي اَنْ يَشْتَرِيَهُ بِذَهَبٍ ' اَوْ فِضَّةٍ ' اَوْ عَرْضٍ مُخَالِفٍ لِلْعُرُوْضِ الَّتِي كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ عَلَيْهَا يُعَجِّلُ ذٰلِكَ وَلَا يُؤَخِّرُهُ.

فرمایا کہ مالک اگر سامان کے بدلے اسے مکاتب کرے یعنی اونٹ، گائے، بکریاں اور غلام پر تو مشتری کے لئے مناسب یہی ہے کہ روپیہ اشرفی دے کر اس کی کتابت خریدے یا جس چیز پر کتابت ہوئی ہے آقا کو اس کے علاوہ دے کر لیکن ایسا فوراً ہو تاخیر نہ کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ اَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ اَنَّهُ اِذَا بِيْعَ كَانَ اَحَقَّ بِاشْتِرَاءِ كِتَابَتِهِ مِمَّنِ اشْتَرَاهَا اِذَا قَوِيَ اَنْ يُؤَدِّيَ اِلٰى سَيِّدِهِ الثَّمَنَ الَّذِي بَاعَهُ بِهِ نَقْدًا ' وَذٰلِكَ اَنَّ اشْتِرَاءَهُ نَفْسَهُ عَتَاقَةٌ ' وَالْعَتَاقَةُ تُبَدَّاُ عَلٰى مَا كَانَ مَعَهَا مِنَ الْوَصَايَا ' وَاِنْ بَاعَ بَعْضُ مَنْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبَ نَصِيْبَهُ مِنْهُ فَبَاعَ نِصْفَ الْمُكَاتَبِ اَوْ ثُلُثَهُ اَوْ رُبُعَهُ اَوْ سَهْمًا مِنْ اَسْهُمِ الْمُكَاتَبِ فَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ فِيْمَا بِيْعَ مِنْهُ شُفْعَةٌ ' وَذٰلِكَ اَنَّهُ يَصِيْرُ بِمَنْزِلَةِ الْقَطَاعَةِ ' وَلَيْسَ لَهُ اَنْ يُقَاطِعَ بَعْضَ مَنْ كَاتَبَهُ اِلَّا بِاِذْنِ شُرَكَائِهِ ' وَاَنَّ مَا بِيْعَ مِنْهُ لَيْسَتْ لَهُ بِهِ حُرْمَةٌ تَامَّةٌ ' وَاَنَّ مَالَهُ مَحْجُوْرٌ عَنْهُ ' وَاَنَّ اشْتِرَاءَهُ بَعْضَهُ يُخَافُ عَلَيْهِ مِنْهُ الْعَجْزُ لِمَا يَذْهَبُ مِنْ مَالِهِ ' وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ اشْتِرَاءِ الْمُكَاتَبِ نَفْسَهُ كَامِلًا اِلَّا اَنْ يَاْذَنَ لَهُ مَنْ بَقِيَ لَهُ فِيْهِ كِتَابَةٌ ' فَاِنْ اَذِنُوْا لَهُ كَانَ اَحَقَّ بِمَا بِيْعَ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کے بارے میں یہ میں نے خوب سنا کہ جب اسے بیچا جائے تو وہ اپنی کتابت کو خریدنے کا زیادہ مستحق ہے جب کہ وہ اپنے آقا کو وہ قیمت ادا کر سکتا ہو جتنے میں اسے بیچا گیا ہے اور یہ اس لئے کہ اس کا اپنے آپ کو خریدنا آزادی ہے اور آزادی وصیتوں پر مقدم ہے اور اگر کوئی مکاتب سے اپنے حصے کی کتابت فروخت کرے۔ پس مکاتب کا نصف، تہائی، چوتھائی یا کوئی حصہ فروخت کرے تو اس سودے میں مکاتب کو شفعہ کا حق نہیں ہے بلکہ یہ تو قطاعت کی طرح ہے اور مکاتب کے لئے مناسب نہیں ہے کہ کتابت کرنے والوں میں سے کسی کے ساتھ قطاعت کرے مگر اپنے شرکاء کی اجازت سے اور اس سودے سے پوری آزادی بھی حاصل نہیں ہوتی اور وہ اپنے مال پر قادر بھی نہیں ہے اور اگر بعض حصہ خریدے تو عاجز ہو جانے کا خوف ہے کہ اس میں اس کا مال جاتا رہے گا اور یہ اس کی طرح نہیں ہے کہ مکاتب اپنے آپ کو پوری طرح خرید لے مگر یہ کہ باقی شرکاء اسے اجازت دیں اور اگر وہ اجازت دے دیں تو اس حصے کو خریدنے کا وہ زیادہ مستحق ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَحِلُّ بَيْعُ نَجْمٍ مِنْ نُجُوْمِ الْمُكَاتَبِ وَذٰلِكَ اَنَّهُ غَرَرٌ اِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ بَطَلَ مَا عَلَيْهِ ' وَاِنْ مَاتَ اَوْ اَفْلَسَ وَعَلَيْهِ دُيُوْنٌ لِلنَّاسِ لَمْ يَاْخُذِ الَّذِي اشْتَرٰى نَجْمَهُ بِحِصَّتِهِ مَعَ غُرَمَائِهِ شَيْئًا ' وَاِنَّمَا

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کو قسطوں پر فروخت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔ اگر وہ عاجز ہو جائے تو جو اس پر ہے وہ باطل ہو گیا اور اگر وہ مر گیا یا اس پر لوگوں کا قرض ہو تو قرض خواہوں کے ساتھ خریدنے والوں کو کچھ بھی نہیں ملے گا

الَّذِیْ یَشْتَرِیْ نَجْمًا مِنْ نُجُوْمِ الْمُکَاتَبِ بِمَنْزِلَةِ سَیِّدِ الْمُکَاتَبِ فَسَیِّدُ الْمُکَاتَبِ لَا یُحَاصُّ بِکِتَابَةِ غُلَامِهٖ غُرَمَاءَ الْمُکَاتَبِ وَکَذٰلِکَ الْخَرَاجُ اَیْضًا یَجْتَمِعُ لَهٗ عَلٰی غُلَامِهٖ فَلَا یُحَاصُّ بِمَا اجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ الْخَرَاجِ غُرَمَاءَ غُلَامِهٖ.

قَالَ مَالِکٌ لَا بَاْسَ بِاَنْ یَّشْتَرِیَ الْمُکَاتَبُ کِتَابَتَهٗ بِعَیْنٍ اَوْ عَرْضٍ مُخَالِفٍ لِمَا کُوْتِبَ بِهٖ مِنَ الْعَیْنِ، اَوِ الْعَرْضِ، اَوْ غَیْرِ مُخَالِفٍ مُعَجَّلٍ اَوْ مُؤَخَّرٍ.

قَالَ مَالِکٌ فِی الْمُکَاتَبِ یَهْلِکُ، وَیَتْرُکُ اُمَّ وَلَدٍ وَاَوْلَادًا لَهٗ صِغَارًا مِنْهَا، اَوْ مِنْ غَیْرِهَا فَلَا یَقْوَوْنَ عَلَی السَّعْیِ، وَیُخَافُ عَلَیْهِمُ الْعَجْزُ عَنْ کِتَابَتِهِمْ قَالَ تُبَاعُ اُمُّ وَلَدِ اَبِیْهِمْ اِذَا کَانَ فِیْ ثَمَنِهَا مَا یُؤَدّٰی بِهٖ عَنْهُمْ جَمِیْعُ کِتَابَتِهِمْ اُمَّهُمْ کَانَتْ، اَوْ غَیْرَ اُمِّهِمْ یُؤَدّٰی عَنْهُمْ وَیَعْتِقُوْنَ، لِاَنَّ اَبَاهُمْ کَانَ لَا یَمْنَعُ بَیْعَهَا اِذَا خَافَ الْعَجْزَ عَنْ کِتَابَتِهٖ، فَهٰؤُلَاءِ اِذَا خِیْفَ عَلَیْهِمُ الْعَجْزُ بِیْعَتْ اُمُّ وَلَدِ اَبِیْهِمْ فَیُؤَدّٰی عَنْهُمْ ثَمَنُهَا، فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْ ثَمَنِهَا مَا یُؤَدّٰی عَنْهُمْ، وَلَمْ تَقْوَ هِیَ، وَلَا هُمْ عَلَی السَّعْیِ رَجَعُوْا جَمِیْعًا رَقِیْقًا لِسَیِّدِهِمْ.

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِی الَّذِیْ یَبْتَاعُ کِتَابَةَ الْمُکَاتَبِ، ثُمَّ یَهْلِکُ الْمُکَاتَبُ قَبْلَ اَنْ یُّؤَدِّیَ کِتَابَتَهٗ اَنَّهٗ یَرِثُهُ الَّذِی اشْتَرٰی کِتَابَتَهٗ، وَاِنْ عَجَزَ فَلَهٗ رَقَبَتُهٗ، وَاِنْ اَدَّی الْمُکَاتَبُ کِتَابَتَهٗ اِلَی الَّذِی اشْتَرَاهَا، وَعَتَقَ فَوَلَاؤُهٗ لِلَّذِیْ عَقَدَ کِتَابَتَهٗ لَیْسَ لِلَّذِی اشْتَرٰی کِتَابَتَهٗ مِنْ وَلَائِهٖ شَیْءٌ.

٦- بَابُ سَعْیِ الْمُکَاتَبِ

حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ، وَسُلَیْمَانَ بْنَ یَسَارٍ سُئِلَا عَنْ رَجُلٍ کَاتَبَ عَلٰی نَفْسِهٖ، وَعَلٰی بَنِیْهِ، ثُمَّ مَاتَ هَلْ یَسْعٰی بَنُو الْمُکَاتَبِ فِیْ کِتَابَةِ اَبِیْهِمْ اَمْ هُمْ عَبِیْدٌ؟ فَقَالَا بَلْ یَسْعَوْنَ فِیْ کِتَابَةِ اَبِیْهِمْ، وَلَا یُوْضَعُ عَنْهُمْ لِمَوْتِ اَبِیْهِمْ شَیْءٌ.

اور مکاتب کو قسطوں میں خریدنے والا مکاتب کے آقا کی طرح ہے کیونکہ مکاتب کا آقا قرض خواہوں کے ساتھ اپنے غلام کی کتابت نہیں پاتا اور خراج میں بھی اسی طرح ہے کہ وہ اس کے غلام پر جمع ہو جائے تب بھی وہ اپنے غلام کے قرض خواہوں کے برابر جمع شدہ رقم کو نہیں پائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مکاتب اپنی کتابت کو نقد روپیہ اشرفی یا اسباب کے بدلے خرید لے جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل یا معجّل ہو۔

امام مالک نے فرمایا کہ اگر مکاتب مر جائے اور اپنی ام ولد اور چھوٹی اولاد کو چھوڑ جائے جو اسی ام ولد سے ہو یا کسی اور عورت سے اور اس کی اولاد محنت مزدوری پر قادر نہ ہو اور کتابت سے عاجز ہو جانے کا خوف ہو تو لونڈی کو فروخت کر دیں گے جب کہ اس کی قیمت اتنی ہو کہ بدل کتابت پورا ادا کر سکے کیونکہ مکاتب کو جب عجز کا خوف ہو تو ام ولد کو بیچ سکتا ہے اور اسی طرح جب اولاد پر خوف ہو تو ان کے باپ کی ام ولد فروخت کی جائے گی اور وہ آزاد ہو جائیں گے۔ اگر ام ولد کی قیمت بدل کتابت کے لئے کافی نہ ہو اور نہ ام ولد سے محنت مزدوری ہو سکے اور نہ مکاتب کی اولاد سے تو سارے اپنے آقا کے غلام ہو جائیں گے۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو مکاتب کی کتابت کو خریدے۔ پھر مکاتب اپنی کتابت ادا کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا وارث وہی ہوگا جس نے کتابت خریدی ہے۔ اگر مکاتب عاجز ہو جائے تو اسی کا غلام رہے گا اور اگر مکاتب اس شخص کو بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گیا تو ولاء اسی کو ملے گی جس نے اسے مکاتب کیا تھا نہ کہ کتابت خریدنے والے کو۔

مکاتب کی محنت مزدوری کا بیان

عروہ بن زبیر اور سلیمان بن یسار سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو اپنے آپ کو اور اپنے بیٹوں کو مکاتب کرے پھر مر جائے تو کیا مکاتب کے بیٹے اپنے باپ کی کتابت کے لئے مزدوری کریں گے یا غلام ہی رہیں گے؟ دونوں نے فرمایا کہ اپنے باپ کی کتابت کے لئے محنت مزدوری کریں گے اور ان کے باپ

کی موت کے باعث بدل کتابت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنْ کَانُوْا صِغَارًا لَا یُطِیْقُوْنَ السَّعْیَ لَمْ یُنْتَظَرْ بِهِمْ اَنْ یَکْبَرُوْا ' وَکَانُوْا رَقِیْقًا لِسَیِّدِ اَبِیْهِمْ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ الْمُکَاتَبُ تَرَکَ مَا یُؤَدّٰی بِهٖ عَنْهُمْ نُجُوْمُهُمْ اِلٰی اَنْ یَتَکَلَّفُوا السَّعْیَ ' فَاِنْ کَانَ فِیْمَا تَرَکَ مَا یُؤَدّٰی عَنْهُمْ اُدِّیَ ذٰلِکَ عَنْهُمْ ' وَتُرِکُوْا عَلٰی حَالِهِمْ حَتّٰی یَبْلُغُوا السَّعْیَ ' فَاِنْ اَدَّوْا عَتَقُوْا وَاِنْ عَجَزُوْا رَقُّوْا.

امام مالک نے فرمایا: اگر وہ اتنے چھوٹے ہوں کہ محنت مزدوری نہ کرسکیں تو ان کے بڑے ہونے کا انتظار نہیں کیا جائے گا اور وہ اپنے باپ کے آقا کے غلام رہیں گے مگر جب کہ مکاتب اس قدر مال چھوڑ جائے کہ ان کے بالغ ہونے تک کی قسطوں کے لئے کافی ہو' تاکہ وہ محنت مزدوری کے قابل ہو جائیں۔ بالغ ہونے کے بعد اگر بدل کتابت کو ادا کردیں تو آزاد ہو جائیں گے ورنہ غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الْمُکَاتَبِ یَمُوْتُ ' وَیَتْرُکُ مَالًا لَیْسَ فِیْهِ وَفَاءُ الْکِتَابَةِ ' وَیَتْرُکُ وَلَدًا مَعَهٗ فِیْ کِتَابَتِهٖ ' وَاُمَّ وَلَدٍ فَاَرَادَتْ اُمُّ وَلَدِهٖ اَنْ تَسْعٰی عَلَیْهِمْ اِنَّهٗ یُدْفَعُ اِلَیْهَا الْمَالُ اِذَا کَانَتْ مَاْمُوْنَةً عَلٰی ذٰلِکَ قَوِیَّةً عَلَی السَّعْیِ ' وَاِنْ لَمْ تَکُنْ قَوِیَّةً عَلَی السَّعْیِ وَلَا مَاْمُوْنَةً عَلَی الْمَالِ لَمْ تُعْطَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ وَرَجَعَتْ هِیَ وَوَلَدُ الْمُکَاتَبِ رَقِیْقًا لِسَیِّدِ الْمُکَاتَبِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو فوت ہو جائے اور اتنا مال چھوڑے جس سے کتابت ادا نہ کی جا سکے اور وہ اپنی اولاد اور ام ولد پیچھے چھوڑے جو کتابت میں اس کے ساتھ ہیں۔ اس کی ام ولد چاہے کہ وہ محنت مزدوری کرے گی تو مال اسے لوٹا دیا جائے گا جب کہ وہ قابل اعتبار اور لائق مزدوری ہو اور اگر محنت مزدوری کرنے کے قابل اور مال کے حساب سے قابل اعتبار نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جائے گا اور وہ اور مکاتب کی اولاد مکاتب کے آقا کے غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِکٌ اِذَا کَاتَبَ الْقَوْمُ جَمِیْعًا کِتَابَةً وَاحِدَةً ' وَلَا رَحِمَ بَیْنَهُمْ ' فَعَجَزَ بَعْضُهُمْ ' وَسَعٰی بَعْضُهُمْ حَتّٰی عَتَقُوْا جَمِیْعًا ' فَاِنَّ الَّذِیْنَ سَعَوْا یَرْجِعُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ عَجَزُوْا بِحِصَّةِ مَا اَدَّوْا عَنْهُمْ لِاَنَّ بَعْضَهُمْ حُمَلَاءُ عَنْ بَعْضٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں اور ان کے درمیان رشتہ داری نہ ہو۔ ان میں بعض عاجز ہو جائیں اور بعض محنت مزدوری کریں' یہاں تک کہ سب آزاد ہو جائیں گے تو جنہوں نے محنت مزدوری کی ہے وہ عاجز ہونے والوں سے ان کا حصہ وصول کریں گے جو انہوں نے ادا کیا کیونکہ وہ ایک دوسرے کے کفیل تھے۔

۷- بَابُ عِتْقِ الْمُکَاتَبِ اِذَا اَدّٰی مَا عَلَیْهِ قَبْلَ مَحِلِّهٖ

مکاتب اگر قسطوں میں بدل کتابت ادا کرے تو آزاد ہو جائے گا

[۸۳۸] اثر- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' اَنَّهٗ سَمِعَ رَبِیْعَةَ بْنَ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَغَیْرَهٗ یَذْکُرُوْنَ اَنَّ مُکَاتَبًا کَانَ لِلْفُرَافِصَةِ بْنِ عُمَیْرٍ الْحَنَفِیِّ ' وَاَنَّهٗ عَرَضَ عَلَیْهِ اَنْ یَدْفَعَ اِلَیْهِ جَمِیْعَ مَا عَلَیْهِ مِنْ کِتَابَتِهٖ فَاَبَی الْفُرَافِصَةُ ' فَاَتَی الْمُکَاتَبُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ ' وَهُوَ اَمِیْرُ الْمَدِیْنَةِ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَهٗ ' فَدَعَا مَرْوَانُ الْفُرَافِصَةَ فَقَالَ لَهٗ

امام مالک نے ربیعہ بن ابوعبد الرحمن وغیرہ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ فرافصہ بن عمیر حنفی کے ایک مکاتب نے انہیں کتابت کا سارا مال دیا تو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ مکاتب مروان بن حکم کے پاس چلا گیا جو ان دنوں مدینہ منورہ کے حاکم تھے اور انہیں یہ بات بتائی تو مروان نے فرافصہ کو بلایا۔ ان سے کہا تب بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ مروان نے حکم دیا کہ مکاتب

ذٰلِكَ، فَأَبٰى فَأَمَرَ مَرْوَانُ بِذٰلِكَ الْمَالِ أَنْ يُّقْبَضَ مِنَ الْمُكَاتَبِ فَيُوْضَعَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ. وَقَالَ لِلْمُكَاتَبِ اذْهَبْ فَقَدْ عُتِقْتَ، فَلَمَّا رَأٰى ذٰلِكَ الْفُرَافِصَةُ قَبَضَ الْمَالَ.

سے وہ مال لے کر بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا اور مکاتب سے کہا کہ جا تو آزاد ہے۔ جب فرافصہ نے یہ بات دیکھی تو مال لے لیا۔

قَالَ مَالِكٌ فَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمُكَاتَبَ إِذَا أَدّٰى جَمِيْعَ مَا عَلَيْهِ مِنْ نُجُوْمِهٖ قَبْلَ مَحِلِّهَا جَازَ ذٰلِكَ لَهٗ، وَلَمْ يَكُنْ لِسَيِّدِهٖ أَنْ يَّأْبٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ، وَذٰلِكَ أَنَّهٗ يَضَعُ عَنِ الْمُكَاتَبِ بِذٰلِكَ كُلَّ شَرْطٍ، أَوْ خِدْمَةٍ، أَوْ سَفَرٍ لِأَنَّهٗ لَا تَتِمُّ عَتَاقَةُ رَجُلٍ وَعَلَيْهِ بَقِيَّةٌ مِنْ رِقٍّ، وَلَا تَتِمُّ حُرْمَتُهٗ، وَلَا تَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ، وَلَا يَجِبُ مِيْرَاثُهٗ، وَلَا أَشْبَاهُ هٰذَا مِنْ أَمْرِهٖ، وَلَا يَنْبَغِيْ لِسَيِّدِهٖ أَنْ يَّشْتَرِطَ عَلَيْهِ خِدْمَةً بَعْدَ عَتَاقَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم یہ ہے کہ مکاتب جب وقت سے پہلے اپنی تمام واجب الادا قسطیں ادا کر دے تو اس کے لئے جائز ہے اور آقا کو یہ حق نہیں کہ لینے سے انکار کرے کیونکہ یہ چیز مکاتب سے ہر شرط' خدمت اور سفر کو مٹا دیتی ہے اور اس کے بغیر باقی غلامی سے آزاد نہیں ہوتا اور حرمت مکمل نہیں ہوتی۔ نہ اس کی شہادت جائز ہوتی ہے' نہ میراث واجب ہوتی ہے اور نہ دوسری ایسی باتیں اور آقا کو یہ حق نہیں کہ آزادی کے بعد اس سے خدمت وغیرہ کی شرط کرے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ مُكَاتَبٍ مَرِضَ مَرَضًا شَدِيْدًا، فَأَرَادَ أَنْ يَّدْفَعَ نُجُوْمَهٗ كُلَّهَا إِلٰى سَيِّدِهٖ لِأَنْ يَّرِثَهٗ وَرَثَةٌ لَّهٗ أَحْرَارٌ، وَلَيْسَ مَعَهٗ فِيْ كِتَابَتِهٖ وَلَدٌ لَّهٗ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو سخت بیمار ہو جائے' لہٰذا وہ چاہے کہ اپنے آقا کو سارا بدل کتابت ادا کر دے تاکہ اس کے آزاد وارث اس کی میراث پائیں اور اس کے بیٹے کتابت میں اس کے ساتھ نہیں ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ ذٰلِكَ جَائِزٌ لَّهٗ لِأَنَّهٗ تَتِمُّ بِذٰلِكَ حُرْمَتُهٗ، وَتَجُوْزُ شَهَادَتُهٗ، وَيَجُوْزُ اعْتِرَافُهٗ بِمَا عَلَيْهِ مِنْ دُيُوْنِ النَّاسِ، وَتَجُوْزُ وَصِيَّتُهٗ، وَلَيْسَ لِسَيِّدِهٖ أَنْ يَّأْبٰى ذٰلِكَ عَلَيْهِ بِأَنْ يَّقُوْلَ فَرَّ مِنِّيْ بِمَالِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ اس کے لئے جائز ہے کیونکہ اس سے حرمت تمام ہوتی ہے' شہادت جائز ہوتی ہے اور جن لوگوں کے قرضے کا اعتراف کرے وہ اعتراف جائز ہوتا ہے' اس کی وصیت جائز ہوتی ہے' لہٰذا آقا کو اس سے انکار کرنے کا حق نہیں اور نہ یہ کہنے کا کہ اپنا مال لے کہ میرے پاس سے بھاگ جا۔

٨- بَابُ مِيْرَاثِ الْمُكَاتَبِ إِذَا عَتَقَ

مکاتب جب آزاد ہو جائے تو اس کی میراث

[٨٣٩] **أَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ**، أَنَّهٗ بَلَغَهٗ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ سُئِلَ عَنْ مُكَاتَبٍ كَانَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَأَعْتَقَ أَحَدُهُمَا نَصِيْبَهٗ فَمَاتَ الْمُكَاتَبُ، وَتَرَكَ مَالًا كَثِيْرًا، فَقَالَ يُؤَدّٰى إِلَى الَّذِيْ تَمَاسَكَ بِكِتَابَتِهِ الَّذِيْ بَقِيَ لَهٗ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ مَا بَقِيَ بِالسَّوِيَّةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب سے اس مکاتب کے متعلق پوچھا گیا جو دو آدمیوں کا مشترک ہے۔ ایک نے اپنے حصے کا آزاد کر دیا۔ مکاتب مر گیا اور اس نے کافی مال چھوڑا۔ فرمایا کہ جس نے آزاد نہیں کیا وہ بدل کتابت ادا کر کے باقی مال کو دونوں برابر تقسیم کر لیں۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا كَاتَبَ الْمُكَاتَبُ فَعُتِقَ فَإِنَّمَا يَرِثُهٗ أَوْلَى النَّاسِ بِمَنْ كَاتَبَهٗ مِنَ الرِّجَالِ يَوْمَ تُوُفِّيَ الْمُكَاتَبُ مِنْ وَلَدٍ، أَوْ عَصَبَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب جب بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو جائے تو سب سے پہلے اس کا وارث وہ ہے جس نے اسے مکاتب کیا اور مکاتب کرنے کے بعد اس کی اولاد و عصبہ۔

قَالَ وَهٰذَا اَبْيَنُ فِيْ كُلِّ مَنْ اَعْتَقَ فَاِنَّمَا مِيْرَاثُهٗ لِاَقْرَبِ النَّاسِ مِمَّنْ اَعْتَقَهٗ مِنْ وَّلَدٍ اَوْ عَصَبَةٍ مِّنَ الرِّجَالِ يَوْمَ يَمُوْتُ الْمُعْتَقُ بَعْدَ اَنْ يَّعْتِقَ وَيَصِيْرَ مَوْرُوْثًا بِالْوَلَاءِ.

فرمایا اور یہ ہر اس شخص کے متعلق ہے جس کو آزاد کیا گیا۔ اس کی میراث آزاد کرنے والے کے قریب ترین لوگوں کے لئے ہے یعنی لوگوں سے بیٹا اور عصبہ وغیرہ جس روز کہ آزاد کردہ غلام فوت ہوا' آزاد ہونے کے بعد اور میراث ولاء کے مطابق ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاِخْوَةُ فِي الْكِتَابَةِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ اِذَا كُوْتِبُوْا جَمِيْعًا كِتَابَةً وَّاحِدَةً اِذَا لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ وَلَدٌ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ اَوْ وُلِدُوْا فِيْ كِتَابَتِهٖ اَوْ كَاتَبَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ هَلَكَ اَحَدُهُمْ وَتَرَكَ مَالًا اُدِّيَ عَنْهُمْ جَمِيْعُ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ كِتَابَتِهِمْ وَعَتَقُوْا وَكَانَ فَضْلُ الْمَالِ بَعْدَ ذٰلِكَ لِوَلَدِهٖ دُوْنَ اِخْوَتِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ کتابت میں بھائی اولاد کی طرح ہیں۔ جب ایک عقد کتابت سے سب کی کتابت ہوا اور ان میں سے کسی کا بیٹا نہ ہو جو کتابت کے دوران پیدا ہوا ہو یا جو عقد کتابت میں شامل ہو۔ پھر ان میں سے ایک فوت ہو جائے اور مال چھوڑے تو کتابت کا جو ان سب کے اوپر تھا اسے ادا کر کے وہ سب آزاد ہو گئے اور اس کے بعد اس کا مال اس کے بیٹے کو ملے گا اور اس کے بھائیوں کو نہیں ملے گا۔

۹- بَابُ الشَّرْطِ فِي الْمُكَاتِبِ

مکاتب پر شرط لگانے کا بیان

[۸۴۰] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدَهٗ بِذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ وَّاشْتَرَطَ عَلَيْهِ فِيْ كِتَابَتِهٖ سَفَرًا اَوْ خِدْمَةً اَوْ ضَحِيَّةً اِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ سَمّٰى بِاسْمِهٖ ثُمَّ قَوِيَ الْمُكَاتَبُ عَلٰى اَدَاءِ نُجُوْمِهٖ كُلِّهَا قَبْلَ مَحِلِّهَا.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو سونے چاندی پر مکاتب کیا اور اس کی کتابت میں سفر' خدمت یا قربانی کی شرط رکھی اور اسے معین کر دیا۔ پھر وقت سے پہلے مکاتب اپنی تمام قسطوں کو وقت سے پہلے ادا کرنے پر قادر ہو گیا۔

قَالَ اِذَا اَدّٰى نُجُوْمَهٗ كُلَّهَا وَعَلَيْهِ هٰذَا الشَّرْطُ عُتِقَ فَتَمَّتْ حُرْمَتُهٗ وَنُظِرَ اِلٰى مَا شُرِطَ عَلَيْهِ مِنْ خِدْمَةٍ اَوْ سَفَرٍ اَوْ مَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِمَّا يُعَالِجُهٗ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ عَنْهُ لَيْسَ لِسَيِّدِهٖ فِيْهِ شَيْءٌ وَمَا كَانَ مِنْ ضَحِيَّةٍ اَوْ كِسْوَةٍ اَوْ شَيْءٍ يُّؤَدِّيْهِ فَاِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ يُقَوَّمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَيَدْفَعُهٗ مَعَ نُجُوْمِهٖ وَلَا يَعْتِقُ حَتّٰى يَدْفَعَ ذٰلِكَ مَعَ نُجُوْمِهٖ.

فرمایا کہ جب اس نے تمام قسطیں ادا کر دیں اور یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو گیا اور حرمت اس کی مکمل ہو گئی۔ اب جو خدمت اور سفر وغیرہ کی اس پر شرط رکھی گئی تھی اس کی جانب دیکھا جائے گا۔ اگر وہ اس پر جانی طور سے ادا کی جانے والی تھی تو ساقط ہو گئی اور آقا کا اس پر کوئی حق نہیں رہا اور اگر وہ قربانی یا کپڑے وغیرہ کی ہے تو ادا کی جائے گی کیونکہ وہ درہم و دینار کی جگہ ہے۔ یہ اس پر قائم رہے گی اور قسطوں کے ساتھ ادا کی جائے گی اور قسطوں کے ساتھ جب تک اسے ادا نہ کرے آزاد نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ اَنَّ الْمُكَاتَبَ بِمَنْزِلَةِ عَبْدٍ اَعْتَقَهٗ سَيِّدُهٗ بَعْدَ خِدْمَةِ عَشْرِ سِنِيْنَ فَاِذَا هَلَكَ سَيِّدُهُ الَّذِيْ اَعْتَقَهٗ قَبْلَ عَشْرِ سِنِيْنَ فَاِنَّ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ خِدْمَتِهٖ لِوَرَثَتِهٖ وَكَانَ وَلَاؤُهٗ لِلَّذِيْ عَقَدَ عِتْقَهٗ وَلِوَلَدِهٖ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مکاتب اس غلام کی طرح ہے جس کو آقا نے دس سال کی خدمت کے بعد آزاد کر دیا ہو۔ اگر دس سال پورے ہونے سے پہلے اس کا آقا فوت ہو جائے تو وارثوں کی خدمت میں باقی مدت پوری کرے گا اور اس کی ولاء اس کے لئے

الْعَصَبَةِ.

ہو گی جس نے اس سے آزادی کا عہد کیا یا اس کی نرینہ اولاد اور عصبہ کے لئے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَشْتَرِطُ عَلٰى مُكَاتَبِهٖ اَنَّكَ لَا تُسَافِرُ، وَلَا تَنْكِحُ، وَلَا تَخْرُجُ مِنْ اَرْضِيْ اِلَّا بِاِذْنِيْ، فَاِنْ فَعَلْتَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ بِغَيْرِ اِذْنِيْ فَمَحْوُ كِتَابَتِكَ بِيَدِيْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے مکاتب سے شرط کرے کہ سفر نہ کرے، نکاح نہ کرے اور میری اجازت کے بغیر اس جگہ سے نہ جائے۔ اگر میری اجازت کے بغیر ان میں سے کوئی کام کرے تو میں اس کی کتابت کو اپنے ہاتھوں ختم کر دوں گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ مَحْوُ كِتَابَتِهٖ بِيَدِهٖ اِنْ فَعَلَ الْمُكَاتَبُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ، وَلْيَرْفَعْ سَيِّدُهٗ ذٰلِكَ اِلَى السُّلْطَانِ، وَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ اَنْ يَنْكِحَ، وَلَا يُسَافِرَ، وَلَا يَخْرُجَ مِنْ اَرْضِ سَيِّدِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اشْتَرَطَ ذٰلِكَ، اَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ وَذٰلِكَ اَنَّ الرَّجُلَ يُكَاتِبُ عَبْدَهٗ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ وَلَهٗ اَلْفُ دِيْنَارٍ، اَوْ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ، فَيَنْطَلِقُ، فَيَنْكِحُ الْمَرْاَةَ، فَيُصْدِقُهَا الصَّدَاقَ الَّذِيْ يُجْحِفُ بِمَالِهٖ، وَيَكُوْنُ فِيْهِ عَجْزُهٗ، فَيَرْجِعُ اِلٰى سَيِّدِهٖ عَبْدًا لَا مَالَ لَهٗ، اَوْ يُسَافِرُ فَتَحِلُّ نُجُوْمُهٗ، وَهُوَ غَائِبٌ، فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهٗ وَلَا عَلٰى ذٰلِكَ كَاتَبَهٗ. وَذٰلِكَ بِيَدِ سَيِّدِهٖ اِنْ شَاءَ اَذِنَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ، وَاِنْ شَاءَ مَنَعَهٗ.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھوں کتابت کو ختم نہیں کر سکتا۔ اگر مکاتب نے ان میں سے کوئی کام کیا تو اس کے آقا کو چاہیے کہ اس بات کو بادشاہ کی خدمت میں لے جائے کیونکہ مکاتب کو حق نہیں ہے کہ اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح یا سفر کرے یا اس کی جگہ سے نکلے خواہ اس نے اس بات کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اور یہ اس وجہ سے ہے کہ کوئی اپنے غلام سے سو دینار مکاتبت کرے اور اس کے پاس ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ دینار ہوں۔ پس وہ نکاح کر لیتا ہے اور اپنے مال کو مہر میں دے کر عاجز ہو جاتا ہے۔ پھر وہ غلام اپنے آقا کی طرف خالی ہاتھ لوٹے یا وہ سفر کرتا ہے اور قسطیں ادا کرنے کے دن آ جاتے ہیں مگر وہ موجود نہیں ہوتا تو اسے کتابت کی وصولی نہیں ہوتی، لہٰذا یہ اختیار آقا کے ہاتھ میں ہے کہ اگر چاہے تو اجازت دے اور چاہے منع کر دے۔

۱۰- بَابُ وَلَاءِ الْمُكَاتَبِ اِذَا عَتَقَ

مکاتب جب آزاد ہو تو اس کی ولاء کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ الْمُكَاتَبَ اِذَا اَعْتَقَ عَبْدَهٗ اِنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ لَهٗ اِلَّا بِاِذْنِ سَيِّدِهٖ، فَاِنْ اَجَازَ ذٰلِكَ سَيِّدُهٗ لَهٗ، ثُمَّ عَتَقَ الْمُكَاتَبُ كَانَ وَلَاؤُهٗ لِلْمُكَاتَبِ، وَاِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ اَنْ يُعْتَقَ كَانَ وَلَاءُ الْمُعْتَقِ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ، وَاِنْ مَاتَ الْمُعْتَقُ قَبْلَ اَنْ يُعْتَقَ الْمُكَاتَبُ وَرِثَهٗ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب اگر اپنے غلام کو آزاد کرے تو یہ جائز نہیں ہے مگر اپنے آقا کی اجازت سے۔ اگر اس بات کی اپنے آقا سے اجازت لے کر مکاتب پھر آزاد کرے تو اس کی ولاء مکاتب کے لیے ہے اور اگر آزاد ہونے سے پہلے مکاتب مر جائے تو آزاد ہونے والے کی ولاء مکاتب کے آقا کی ہو گی اور اگر آزاد ہونے والا مکاتب کے ذریعے آزاد ہونے سے پہلے مر جائے تو اس کا وارث مکاتب کا آقا ہو گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ اَيْضًا لَوْ كَاتَبَ الْمُكَاتَبُ عَبْدًا فَعَتَقَ الْمُكَاتَبُ الْاٰخَرُ قَبْلَ سَيِّدِهِ الَّذِيْ كَاتَبَهٗ،

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح مکاتب اگر اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر دوسرا مکاتب ہونے والا اگر کتابت کرنے

فَإِنْ وَلَاءَهُ لِسَيِّدِ الْمُكَاتَبِ مَا لَمْ يَعْتِقِ الْمُكَاتَبُ الْأَوَّلُ الَّذِي كَاتَبَهُ، فَإِنْ عَتَقَ الَّذِي كَاتَبَهُ رَجَعَ إِلَيْهِ وَلَاؤُهُ مُكَاتَبِهِ الَّذِي كَانَ عُتِقَ قَبْلَهُ، وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ الْأَوَّلُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ، أَوْ عَجَزَ عَنْ كِتَابَتِهِ وَلَهُ وَلَدٌ أَحْرَارٌ لَمْ يَرِثُوا وَلَاءَ مُكَاتَبِ أَبِيهِمْ لِأَنَّهُ لَمْ يَثْبُتْ لِأَبِيهِمُ الْوَلَاءُ، وَلَا يَكُونُ لَهُ الْوَلَاءُ حَتَّى يَعْتِقَ.

والے اپنے آقا سے پہلے آزاد ہو جائے تو اس کی ولاء مکاتب کے آقا کی ہے جب تک مکاتبت کرنے والا پہلا آقا آزاد نہیں ہو جاتا۔ اگر وہ کتابت کرنے والا آزاد ہو جائے تو پہلے آزاد ہونے والے مکاتب کی ولاء اس کی طرف لوٹے گی اور اگر پہلا مکاتب مر گیا یا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو گیا اور اس کی آزاد اولاد ہے تو وہ اپنے مکاتب باپ کی وارث نہیں ہو گی کیونکہ ان کے باپ کے لئے ولاء ثابت نہیں' ولاء تو آزاد ہونے پر ثابت ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ، فَيَتْرُكُ أَحَدُهُمَا لِلْمُكَاتَبِ الَّذِي لَهُ عَلَيْهِ وَيَشِحُّ الْآخَرُ، ثُمَّ يَمُوتُ الْمُكَاتَبُ وَيَتْرُكُ مَالًا.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترک ہو۔ ان میں سے ایک شخص مکاتب کو اپنا حق معاف کر دیتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا۔ پھر مکاتب مال چھوڑ کر مر جاتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يَقْضِي الَّذِي لَمْ يَتْرُكْ لَهُ شَيْئًا مَا بَقِيَ لَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقْتَسِمَانِ الْمَالَ كَهَيْئَتِهِ لَوْ مَاتَ عَبْدًا، لِأَنَّ الَّذِي صَنَعَ لَيْسَ بِعَتَاقَةٍ، وَإِنَّمَا تَرَكَ مَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے معاف نہیں کیا تو اپنا پورا حق لے اور جو بچے اس باقی مال کو دونوں تقسیم کر لیں گے جیسے گویا غلام مرا ہے کیونکہ اس نے جو کچھ کیا وہ آزاد کرنا نہیں ہے اور اس نے صرف اپنا حق کتابت چھوڑا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا مَاتَ وَتَرَكَ مُكَاتَبًا، وَتَرَكَ بَنِينَ رِجَالًا وَنِسَاءً، ثُمَّ أَعْتَقَ أَحَدُ الْبَنِينَ نَصِيبَهُ مِنَ الْمُكَاتَبِ إِنَّ ذٰلِكَ لَا يُثْبِتُ لَهُ مِنَ الْوَلَاءِ شَيْئًا وَلَوْ كَانَتْ عَتَاقَةً لَثَبَتَ الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ مِنْهُمْ مِنْ رِجَالِهِمْ وَنِسَائِهِمْ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک آدمی جب مکاتب چھوڑ کر مر جائے اور اس نے بیٹے اور بیٹیاں بھی چھوڑی ہوں۔ پھر اس کی ایک بیٹی مکاتب میں سے اپنا حصہ معاف کر دے۔ اس کے لئے ولاء میں سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوگا۔ اگر وہ آزاد ہوتا تو ان میں سے ہر آزاد کرنے والے کے لئے ولاء ثابت ہوتی خواہ وہ مرد ہوتا یا عورت۔

قَالَ مَالِكٌ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّهُمْ إِذَا أَعْتَقَ أَحَدُهُمْ نَصِيبَهُ، ثُمَّ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ لَمْ يُقَوَّمْ عَلَى الَّذِي أَعْتَقَ نَصِيبَهُ مَا بَقِيَ مِنَ الْمُكَاتَبِ وَلَوْ كَانَتْ عَتَاقَةً قُوِّمَ عَلَيْهِ حَتَّى يَعْتِقَ فِي مَالِهِ. كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِي عَبْدٍ قُوِّمَ عَلَيْهِ قِيمَةَ الْعَدْلِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ عَتَقَ مِنْهُ مَا عَتَقَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ان میں سے ایک نے جب اپنا حصہ معاف کر دیا۔ پھر مکاتب عاجز ہو گیا تو حصہ چھوڑنے والے کو بدل کتابت میں حصہ ادا نہیں کرنا ہوگا۔ اگر یہ آزادی ہوتی تو مکمل آزاد ہونے تک اسے حصہ دینا پڑتا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جو غلام میں سے اپنے حصے کا آزاد کرے تو انصاف سے لگائی گئی قیمت سے اپنا حصہ دینا ہو گا۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو تو جتنا آزاد کیا' اتنا آزاد ہوگا۔

قَالَ وَمِمَّا يُبَيِّنُ ذٰلِكَ أَيْضًا أَنَّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِينَ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا أَنَّ مَنْ أَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی یہ بھی دلیل ہے اور یہ مسلمانوں کی سنت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جس نے

فِیْ مُکَاتَبٍ لَمْ یَعْتِقْ عَلَیْهِ فِیْ مَالِهٖ ' وَلَوْ اَعْتَقَ عَلَیْهِ کَانَ الْوَلَاءُ لَهٗ دُوْنَ شُرَکَائِهٖ ' وَمِمَّا یُبَیِّنُ ذٰلِکَ اَیْضًا اَنَّ مِنْ سُنَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ اَنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ عَقَدَ الْکِتَابَةَ ' وَاَنَّهٗ لَیْسَ لِمَنْ وَرِثَ سَیِّدَ الْمُکَاتَبِ مِنَ النِّسَاءِ مِنْ وَلَاءِ الْمُکَاتَبِ ' وَاِنْ اَعْتَقْنَ نَصِیْبَهُنَّ شَیْءٌ اِنَّمَا وَلَاؤُهٗ لِوَلَدِ سَیِّدِ الْمُکَاتَبِ الذُّکُوْرِ ' اَوْ عَصَبَتِهٖ مِنَ الرِّجَالِ.

مکاتب کو اپنے حصے کا آزاد کیا تو وہ اسی کے مال سے آزاد نہیں ہو گا۔ اگر وہ آزاد ہو جاتا تو ولاء اسی کے لئے ہوگی نہ کہ دوسرے شریکوں کی۔ اور اس کی یہ بھی دلیل ہے اور یہ مسلمانوں کا دستور ہے کہ ولاء اس شریک کی ہے جس نے عقد کتابت کیا اور مکاتب کے آقا کے وارثوں میں سے کسی عورت کو مکاتب کی میراث نہیں ملے گی اگرچہ وہ اپنا کچھ حصہ آزاد کر دیں۔ اس کی ولاء مکاتب کے آقا کی نرینہ اولاد کو ملے گی یا عصبہ میں سے صرف مردوں کو۔

۱۱- بَابُ مَا لَا یَجُوْزُ مِنْ عِتْقِ الْمُکَاتَبِ

جس مکاتب کا آزاد کرنا درست نہیں

قَالَ مَالِکٌ اِذَا کَانَ الْقَوْمُ جَمِیْعًا فِیْ کِتَابَةٍ وَاحِدَةٍ لَمْ یُعْتِقْ سَیِّدُهُمْ اَحَدًا مِنْهُمْ دُوْنَ مُؤَامَرَةِ اَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ مَعَهٗ فِی الْکِتَابَةِ وَرِضًا مِنْهُمْ ' وَاِنْ کَانُوْا صِغَارًا فَلَیْسَ مُؤَامَرَتُهُمْ بِشَیْءٍ ' وَلَا یَجُوْزُ ذٰلِکَ عَلَیْهِمْ قَالَ وَذٰلِکَ اَنَّ الرَّجُلَ رُبَّمَا کَانَ یَسْعٰی عَلٰی جَمِیْعِ الْقَوْمِ وَیُؤَدِّیْ عَنْهُمْ کِتَابَتَهُمْ لِتَتِمَّ بِهٖ عَتَاقَتُهُمْ ' فَیَعْمِدُ السَّیِّدُ اِلَی الَّذِیْ یُؤَدِّیْ عَنْهُمْ وَبِهٖ نَجَاتُهُمْ مِنَ الرِّقِّ ' فَیُعْتِقُهٗ ' فَیَکُوْنُ ذٰلِکَ عَجْزًا لِمَنْ بَقِیَ مِنْهُمْ ' وَاِنَّمَا اَرَادَ بِذٰلِکَ الْفَضْلَ وَالزِّیَادَةَ لِنَفْسِهٖ ' فَلَا یَجُوْزُ ذٰلِکَ عَلٰی مَنْ بَقِیَ مِنْهُمْ ' وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا ضَرَرَ ' وَلَا ضِرَارَ وَهٰذَا اَشَدُّ الضَّرَرِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب چند غلام ایک ہی عقد میں مکاتب کئے جائیں تو آقا ان میں سے کسی ایک مکاتب کو آزاد نہیں کر سکتا دوسرے ان لوگوں کی رضا مندی کے بغیر جو کتابت میں اس کے ساتھ ہیں اور اگر وہ نوعمر ہوں تو ان کی رضا مندی ناقابل اعتبار ہے اور ان کا اعتبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ بعض اوقات کئی غلاموں میں سے ایک بھاگ دوڑ کرنے والا ہوتا ہے جو سب کی کتابت ادا کروا سکتا ہے تاکہ ان کی آزادی مکمل ہو جائے۔ چنانچہ اس تگ ودو کرنے والے کی جانب آقا متوجہ ہو جاتا ہے کیونکہ یہ انہیں غلامی سے نجات دلا کر آزاد کروا دے گا لہٰذا وہ اسی کو آزاد کر دے گا۔ پس باقی عاجز ہو جاتے ہیں۔ یہ اس کی زیادتی ہے اور باقی لوگوں کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''نہ ضرر ہے نہ ضرر پہنچانا'' اور یہ بہت بڑا ضرر ہے۔

قَالَ مَالِکٌ فِی الْعَبِیْدِ یُکَاتَبُوْنَ جَمِیْعًا اِنَّ لِسَیِّدِهِمْ اَنْ یُعْتِقَ مِنْهُمُ الْکَبِیْرَ الْفَانِیَ ' وَالصَّغِیْرَ الَّذِیْ لَا یُؤَدِّیْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا شَیْئًا ' وَلَیْسَ عِنْدَ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَوْنٌ وَلَا قُوَّةٌ فِیْ کِتَابَتِهِمْ فَذٰلِکَ جَائِزٌ لَهٗ.

امام مالک نے ان غلاموں کے متعلق فرمایا جن کی مشترکہ کتابت ہو اگر ان کا آقا ان میں سے کسی بوڑھے یا کم سن کو آزاد کر دے جو بدل کتابت سے کچھ ادا نہ کر سکتا ہو اور ان میں سے کسی کے پاس کوئی مدد یا قوت برائے کتابت نہ ہو تو یہ جائز ہے۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ عِتْقِ الْمُکَاتَبِ وَاُمِّ وَلَدِهٖ

مکاتب اور ام ولد کی آزادی کا بیان

قَالَ مَالِکٌ فِی الرَّجُلِ یُکَاتِبُ عَبْدَهٗ ' ثُمَّ یَمُوْتُ الْمُکَاتَبُ ' وَیَتْرُکُ اُمَّ وَلَدِهٖ وَقَدْ بَقِیَتْ عَلَیْهِ مِنْ

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جو اپنے غلام کو مکاتب کرے۔ پھر مکاتب مر جائے اور ام ولد چھوڑے اور باقی

كِتَابَتِهِ بَقِيَّةٌ وَيَتْرُكُ وَفَاءً بِمَا عَلَيْهِ. إِنَّ أُمَّ وَلَدِهِ أَمَةٌ مَمْلُوكَةٌ حِينَ لَمْ يُعْتَقِ الْمُكَاتَبُ حَتَّى مَاتَ وَلَمْ يَتْرُكْ وَلَدًا فَيُعْتَقُونَ بِأَدَاءِ مَا بَقِيَ فَتُعْتَقُ أُمُّ وَلَدِ أَبِيهِمْ بِعِتْقِهِمْ.

کتابت اس کی طرف واجب الادا ہے اور بدل کتابت کے برابر مال چھوڑے تو اس کی ام ولد مملوکہ لونڈی ہوگی کیونکہ جب مکاتب فوت ہوا تو وہ آزاد نہیں ہوئی تھی اور نہ اولاد چھوڑ کر گیا کہ وہ باقی ادائیگی کر کے آزاد ہو جاتے اور یہ بھی ان کے ساتھ آزاد ہو جاتی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يُعْتِقُ عَبْدًا لَهُ أَوْ يَتَصَدَّقُ بِبَعْضِ مَالِهِ وَلَمْ يَعْلَمْ بِذٰلِكَ سَيِّدُهُ حَتَّى عَتَقَ الْمُكَاتَبُ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس نے اپنے غلام کو آزاد کیا یا اپنا کچھ مال اسے بطور صدقہ دیا اور اس کے آقا کو اس کا علم نہ ہو یہاں تک کہ مکاتب آزاد ہو جائے۔

قَالَ مَالِكٌ يَنْفُذُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَلَيْسَ لِلْمُكَاتَبِ أَنْ يَرْجِعَ فِيهِ فَإِنْ عَلِمَ سَيِّدُ الْمُكَاتَبِ قَبْلَ أَنْ يُعْتَقَ الْمُكَاتَبُ فَرَدَّ ذٰلِكَ وَلَمْ يُجِزْهُ فَإِنَّهُ إِنْ عَتَقَ الْمُكَاتَبُ وَذٰلِكَ فِي يَدِهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ أَنْ يُعْتِقَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ وَلَا أَنْ يُخْرِجَ تِلْكَ الصَّدَقَةَ إِلَّا أَنْ يَفْعَلَ ذٰلِكَ طَائِعًا مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات برقرار رہے گی اور مکاتب کو اس سے پھرنے کا حق نہیں۔ اگر مکاتب کو آزاد کرنے سے پہلے مکاتب کے آقا کو اس بات کا علم ہو جائے اور وہ اسے منظور نہ کرے تو لغو ہو جائے گی کیونکہ اگر مکاتب آزاد ہو جائے تو یہ بات اس کے ہاتھ ہوگی ورنہ اسے حق نہیں کہ اس غلام کو آزاد کرے اور نہ صدقہ دینے کا حق مگر جو اپنی خوشی سے کرے۔

١٣- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي الْمُكَاتَبِ

مکاتب کے متعلق وصیت کرنے کا بیان

قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سَمِعْتُ فِي الْمُكَاتَبِ يُعْتِقُهُ سَيِّدُهُ عِنْدَ الْمَوْتِ أَنَّ الْمُكَاتَبَ يُقَامُ عَلَى هَيْئَتِهِ تِلْكَ الَّتِي لَوْ بِيعَ كَانَ ذٰلِكَ الثَّمَنَ الَّذِي يَبْلُغُ فَإِنْ كَانَتِ الْقِيمَةُ أَقَلَّ مِمَّا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ وُضِعَ ذٰلِكَ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ وَلَمْ يُنْظَرْ إِلَى عَدَدِ الدَّرَاهِمِ الَّتِي بَقِيَتْ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ قُتِلَ لَمْ يَغْرَمْ قَاتِلُهُ إِلَّا قِيمَتَهُ يَوْمَ قَتْلِهِ وَلَوْ جُرِحَ لَمْ يَغْرَمْ جَارِحُهُ إِلَّا دِيَةَ جَرْحِهِ يَوْمَ جَرَحَهُ وَلَا يُنْظَرُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ إِلَى مَا كُوتِبَ عَلَيْهِ مِنَ الدَّنَانِيرِ وَالدَّرَاهِمِ لِأَنَّهُ عَبْدٌ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ شَيْءٌ وَإِنْ كَانَ الَّذِي بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ أَقَلَّ مِنْ قِيمَتِهِ لَمْ يُحْسَبْ فِي ثُلُثِ الْمَيِّتِ إِلَّا مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ وَذٰلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا تَرَكَ الْمَيِّتُ لَهُ مَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنْ كِتَابَتِهِ فَصَارَتْ وَصِيَّةً أَوْصَى بِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کو اس کا آقا موت کے وقت آزاد کرے تو اس سلسلے میں یہ بات میں نے خوب سنی کہ مکاتب کی قیمت لگائیں گے وہ کہاں پہنچتی ہے۔ اگر اس کی قیمت بقیہ کتابت سے کم ہے تو وہ میت کے تہائی مال سے وضع کر لی جائے گی اور ان درہموں کو نہیں دیکھا جائے گا جو اس پر باقی ہیں اور یہ اس لئے کہ اگر وہ قتل کر دیا جاتا تو قاتل پر اس روز کی قیمت ہی لازم آتی اور اگر زخمی کر دیا جاتا تو زخمی کرنے والے پر اس روز کی دیت ہی لازم آتی لہٰذا اس مرحلے پر کتابت کے درہم و دینار کی گنتی کو نہیں دیکھیں گے کیونکہ کتابت سے جب تک کچھ باقی ہو وہ غلام ہوتا ہے اور جس پر بدل کتابت اس کی قیمت سے کم ہو تو وہ میت کے تہائی مال میں محسوب نہیں ہوگی مگر وہی جو کتابت سے باقی رہ گیا ہے اور یہ اس لئے کہ میت نے اس کے لئے باقی بدل کتابت کے برابر مال چھوڑا ہے جس کی کہ وصیت کی۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ أَنَّهُ لَوْ كَانَتْ قِيمَةُ الْمُكَاتَبِ أَلْفَ دِرْهَمٍ وَلَمْ يَبْقَ مِنْ كِتَابَتِهِ إِلَّا مِائَةُ دِرْهَمٍ

امام مالک نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اگر مکاتب کی قیمت ایک ہزار درہم ہو اور اس کے بدل کتابت سے سو درہم باقی رہ گئے

فَاَوْصٰى سَيِّدُهٗ لَهٗ بِالْمِائَةِ دِرْهَمٍ الَّتِيْ بَقِيَتْ عَلَيْهِ حُسِبَتْ لَهٗ فِيْ ثُلُثِ سَيِّدِهٖ، فَصَارَ حُرًّا بِهَا.

ہوں۔ پھر اس کا آقا اس کے لئے ان باقی سو درہم کی وصیت کر دے جو آقا کے تہائی مال سے نکل سکیں تو وہ ان کے ساتھ آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ كَاتَبَ عَبْدَهٗ عِنْدَ مَوْتِهٖ اَنَّهٗ يُقَوَّمُ عَبْدًا، فَاِنْ كَانَ فِيْ ثُلُثِهٖ سَعَةٌ لِثَمَنِ الْعَبْدِ جَازَ لَهٗ ذٰلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی موت کے وقت اپنے غلام کو مکاتب کیا تو غلام کی قیمت لگائیں گے اگر تہائی مال میں غلام کی قیمت کی گنجائش ہوتی تو یہ اس کے لئے جائز ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيْرُ ذٰلِكَ اَنْ تَكُوْنَ قِيْمَةُ الْعَبْدِ اَلْفَ دِيْنَارٍ، فَيُكَاتِبُهٗ سَيِّدُهٗ عَلٰى مِائَتَيْ دِيْنَارٍ عِنْدَ مَوْتِهٖ، فَيَكُوْنُ ثُلُثُ مَالِ سَيِّدِهٖ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهٗ. وَاِنَّمَا هِيَ وَصِيَّةٌ اَوْصٰى لَهٗ بِهَا فِيْ ثُلُثِهٖ، فَاِنْ كَانَ السَّيِّدُ قَدْ اَوْصٰى لِقَوْمٍ بِوَصَايَا وَلَيْسَ فِي الثُّلُثِ فَضْلٌ عَنْ قِيْمَةِ الْمُكَاتَبِ بُدِئَ بِالْمُكَاتَبِ، لِاَنَّ الْكِتَابَةَ عَتَاقَةٌ، وَالْعَتَاقَةُ تُبَدَّاُ عَلَى الْوَصَايَا.

امام مالک نے فرمایا تفسیر اس کی یہ ہے کہ غلام کی قیمت اگر ایک ہزار دینار ہو اور اس کا آقا مرتے وقت اسے دو ہزار دینار میں مکاتب کرے تو آقا کا تہائی مال اگر ایک ہزار دینار ہو تو کتابت جائز ہوگی کیونکہ آقا کی وصیت تہائی مال کے اندر ہے۔ اگر آقا نے دیگر لوگوں کے حق میں بھی وصیتیں کی ہوں اور تہائی مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں تو پہلے کتابت کی وصیت پوری کی جائے گی کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی دیگر وصیتوں پر مقدم ہے۔

ثُمَّ تُجْعَلُ تِلْكَ الْوَصَايَا فِيْ كِتَابَةِ الْمُكَاتَبِ يَتَّبِعُوْنَهٗ بِهَا، وَيُخَيَّرُ وَرَثَةُ الْمُوْصِيْ، فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ يُعْطُوْا اَهْلَ الْوَصَايَا وَصَايَاهُمْ كَامِلَةً وَتَكُوْنَ كِتَابَةُ الْمُكَاتَبِ لَهُمْ فَذٰلِكَ لَهُمْ، وَاِنْ اَبَوْا وَاَسْلَمُوا الْمُكَاتَبَ وَمَا عَلَيْهِ اِلٰى اَهْلِ الْوَصَايَا فَذٰلِكَ لَهُمْ لِاَنَّ الثُّلُثَ صَارَ فِي الْمُكَاتَبِ، وَلِاَنَّ كُلَّ وَصِيَّةٍ اَوْصٰى بِهَا اَحَدٌ، فَقَالَ الْوَرَثَةُ الَّذِيْ اَوْصٰى بِهٖ صَاحِبُنَا اَكْثَرُ مِنْ ثُلُثِهٖ وَقَدْ اَخَذَ مَا لَيْسَ لَهٗ، قَالَ فَاِنَّ وَرَثَتَهٗ يُخَيَّرُوْنَ. فَيُقَالُ لَهُمْ قَدْ اَوْصٰى صَاحِبُكُمْ بِمَا قَدْ عَلِمْتُمْ، فَاِنْ اَحْبَبْتُمْ اَنْ تُنَفِّذُوْا ذٰلِكَ لِاَهْلِهٖ عَلٰى مَا اَوْصٰى بِهِ الْمَيِّتُ، وَاِلَّا فَاَسْلِمُوْا اَهْلَ الْوَصَايَا ثُلُثَ مَالِ الْمَيِّتِ كُلِّهٖ.

اور پھر دیگر لوگوں سے جن کے لئے وصیتیں کی گئیں کہا جائے گا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور وصیت کرنے والے کے وارثوں کو اختیار ہوگا کہ وہ اگر چاہیں تو باقی وصیتیں خود پوری کر دیں اور مکاتب کی کتابت لے لیں اور اگر چاہیں تو مکاتب اور بدل کتابت کو ان کے حوالے کر دیں کیونکہ تہائی مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اس لئے جس وصیت کے متعلق اس کے وارث کہیں کہ یہ تہائی مال سے زیادہ ہے اور اس نے اپنے حق سے تجاوز کیا ہے تو وارثوں کو اختیار ہوگا کہ چاہیں تو وصیت والوں کے سپرد وصیتیں کر دیں۔ اگر اسے قبول کریں تو میت کی وصیت کے مطابق اتنا مال وصیت والوں کے حوالے کر دیں اور چاہیں تو میت کے مال کا تہائی اہل وصیت کے سپرد کر دیں۔

قَالَ فَاِنْ اَسْلَمَ الْوَرَثَةُ الْمُكَاتَبَ اِلٰى اَهْلِ الْوَصَايَا كَانَ لِاَهْلِ الْوَصَايَا مَا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ، فَاِنْ اَدّٰى الْمُكَاتَبُ مَا عَلَيْهِ مِنَ الْكِتَابَةِ اَخَذُوْا ذٰلِكَ فِيْ

فرمایا کہ اگر وارث مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیں تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا۔ اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وصیت والے اپنے حصوں کے مطابق تقسیم کر

وَصَايَاهُمْ عَلٰى قَدْرِ حِصَصِهِمْ ' وَإِنْ عَجَزَ الْمُكَاتَبُ كَانَ عَبْدًا لِأَهْلِ الْوَصَايَا لَا يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِ الْمِيرَاثِ ' لِأَنَّهُمْ تَرَكُوهُ حِيْنَ خُيِّرُوا لِأَنَّ أَهْلَ الْوَصَايَا حِيْنَ أُسْلِمَ إِلَيْهِمْ ضَمِنُوهُ ' فَلَوْ مَاتَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَلَى الْوَرَثَةِ شَيْءٌ؟ وَإِنْ مَاتَ الْمُكَاتَبُ قَبْلَ أَنْ يُؤَدِّيَ كِتَابَتَهُ ' وَتَرَكَ مَالًا هُوَ أَكْثَرُ مِمَّا عَلَيْهِ فَمَالُهُ لِأَهْلِ الْوَصَايَا ' وَإِنْ أَدَّى الْمُكَاتَبُ مَا عَلَيْهِ عَتَقَ وَرَجَعَ وَلَاؤُهُ إِلَى عَصَبَةِ الَّذِي عَقَدَ كِتَابَتَهُ.

لیں گے اور اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا جو وارثوں کو لوٹایا نہیں جائے گا۔ کیونکہ اختیار کے وقت انہوں نے چھوڑ دیا تھا اور یہ لوگ اسے قبول کر کے ضامن بن گئے۔ اگر وہ مر گیا تو اس پر کوئی حق نہیں ہوگا اور اگر مکاتب کتابت ادا کرنے سے پہلے مر جائے اور وہ مال چھوڑے جو اس کے بدل کتابت سے زیادہ ہو تو اس کا مال وصیت والوں کے لئے ہے اور مکاتب اگر کتابت ادا کر دے تو وہ آزاد ہو گیا اور اس کی ولاء کتابت کرنے والے عصبہ کی جانب لوٹ جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمُكَاتَبِ يَكُونُ لِسَيِّدِهِ عَلَيْهِ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ فَيَضَعُ عَنْهُ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس پر اس کے آقا کے دس ہزار درہم ہیں۔ پھر اس کا آقا مرتے وقت ایک ہزار درہم کم کر دیتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يُقَوَّمُ الْمُكَاتَبُ فَيُنْظَرُ كَمْ قِيمَتُهُ؟ فَإِنْ كَانَتْ قِيمَتُهُ أَلْفَ دِرْهَمٍ فَالَّذِي وُضِعَ عَنْهُ عُشْرُ الْكِتَابَةِ ' وَذٰلِكَ فِي الْقِيمَةِ مِائَةُ دِرْهَمٍ ' وَهُوَ عُشْرُ الْقِيمَةِ فَيُوضَعُ عَنْهُ عُشْرُ الْكِتَابَةِ ' فَيَصِيرُ ذٰلِكَ إِلَى عُشْرِ الْقِيمَةِ نَقْدًا ' وَإِنَّمَا ذٰلِكَ كَهَيْئَتِهِ لَوْ وُضِعَ عَنْهُ جَمِيعُ مَا عَلَيْهِ ' وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ لَمْ يُحْسَبْ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ إِلَّا قِيمَةُ الْمُكَاتَبِ أَلْفَ دِرْهَمٍ ' وَإِنْ كَانَ الَّذِي وُضِعَ عَنْهُ نِصْفُ الْكِتَابَةِ حُسِبَ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ نِصْفُ الْقِيمَةِ ' وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ ذٰلِكَ ' أَوْ أَكْثَرَ فَهُوَ عَلٰى هٰذَا الْحِسَابِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب کی قیمت لگا کر دیکھا جائے گا کہ اگر قیمت ہزار درہم ہے پس اس کے اوپر سے کتابت کے دسویں حصے کا بوجھ اتر گیا کیونکہ اس کی قیمت ہزار درہم ہے جو قیمت کا دسواں حصہ ہے۔ پس اس سے کتابت کا دسواں حصہ اتر گیا اور یہ کتابت کا دسواں حصہ نقد شمار ہوگا اور یہ اس کی طرح ہے جس کے سر سے سارا بوجھ اتر گیا ہو اور اگر ایسا کیا تو میت کے تہائی مال میں محسوب نہیں ہوگا مگر وہی ایک ہزار روپیہ جو مکاتب کی قیمت ہے۔ اگر اس سے نصف کتابت ادا ہو سکے تو میت کے مال سے تہائی کتابت ادا کی جائے گی یعنی آدھی کتابت اور اس کے کم وبیش ہو تب بھی اسی حساب سے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ إِذَا وَضَعَ الرَّجُلُ عَنْ مُكَاتَبِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ ' وَلَمْ يُسَمِّ أَنَّهَا مِنْ أَوَّلِ كِتَابَتِهِ ' أَوْ مِنْ آخِرِهَا وُضِعَ عَنْهُ مِنْ كُلِّ نَجْمٍ عُشْرُهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی مرتے وقت اپنے مکاتب سے دس ہزار درہم سے ایک ہزار درہم وضع کر دے اور یہ نہ بتائے کہ یہ اس کی کتابت کے اول سے ہے یا آخر سے تو ہر قسط سے دسواں حصہ وضع کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا وَضَعَ الرَّجُلُ عَنْ مُكَاتَبِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ أَلْفَ دِرْهَمٍ مِنْ أَوَّلِ كِتَابَتِهِ ' أَوْ مِنْ آخِرِهَا ' وَكَانَ أَصْلُ الْكِتَابَةِ عَلٰى ثَلَاثَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ قُوِّمَ الْمُكَاتَبُ قِيمَةَ النَّقْدِ ' ثُمَّ قُسِمَتْ تِلْكَ الْقِيمَةُ فَجُعِلَ لِتِلْكَ الْأَلْفِ الَّتِي مِنْ أَوَّلِ الْكِتَابَةِ حِصَّتُهَا مِنْ تِلْكَ الْقِيمَةِ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی آدمی نے مرتے وقت اپنے مکاتب سے ایک ہزار درہم گھٹا دیئے اس کی کتابت کے اول یا آخر سے اور اصل کتابت تین ہزار درہم ہے۔ مکاتب کی اصل قیمت لگائی جائے گی۔ پھر اس قیمت کو تقسیم کیا جائے گا۔ پس ان ایک ہزار کے جو اول کتابت سے ہیں اس قیمت سے حصے

بِقَدْرِ قُرْبِهَا مِنَ الْاَجَلِ وَفَضْلِهَا ' ثُمَّ الْاَلْفُ الَّتِیْ تَلِیْ الْاَلْفَ الْاُوْلٰی بِقَدْرِ فَضْلِهَا اَیْضًا ' ثُمَّ الْاَلْفُ الَّتِیْ تَلِیْهَا بِقَدْرِ فَضْلِهَا اَیْضًا ' حَتّٰی یُؤْتٰی عَلٰی اٰخِرِهَا تَفْضُلُ كُلُّ اَلْفٍ بِقَدْرِ مَوْضِعِهَا فِیْ تَعْجِیْلِ الْاَجَلِ وَتَاْخِیْرِهٖ لِاَنَّ مَا اسْتَاْخَرَ مِنْ ذٰلِكَ كَانَ اَقَلَّ فِی الْقِیْمَةِ ' ثُمَّ یُوْضَعُ فِیْ ثُلُثِ الْمَیِّتِ قَدْرُ مَا اَصَابَ تِلْكَ الْاَلْفَ مِنَ الْقِیْمَةِ عَلٰی تَفَاضُلِ ذٰلِكَ اِنْ قَلَّ ' اَوْ كَثُرَ فَهُوَ عَلٰی هٰذَا الْحِسَابِ.

بنائے جائیں گے مدت کے قرب و بعد کے حساب سے۔ پھر اگلے ہزار کی جو پہلے ہزار کے نزدیک ہے' پھر وہ ہزار جو اس کے نزدیک ہے یہاں تک کہ جو آخری ہزار ہوگا اس کی قیمت اس کے دورو نزدیک مقام کے حساب سے ہوگی یعنی جو سب سے آخری ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہوگی۔ پھر یہ میت کے تہائی مال سے وضع کیا جائے گا جو اس ہزار کی قیمت ہوگی۔ ان کی کمی یا بیشی اسی حساب سے ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِیْ رَجُلٍ اَوْصٰی لِرَجُلٍ بِرُبُعِ مُكَاتَبٍ وَاَعْتَقَ رُبُعَهٗ ' فَهَلَكَ الرَّجُلُ ثُمَّ هَلَكَ الْمُكَاتَبُ ' وَتَرَكَ مَالًا كَثِیْرًا اَكْثَرَ مِمَّا بَقِیَ عَلَیْهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مکاتب کے چوتھائی کی وصیت کی یا اس کا چوتھائی حصہ آزاد کردیا' پھر وہ فوت ہوگیا' پھر مکاتب فوت ہوگیا اور بہت سا مال چھوڑا جو اس باقی کتابت سے زیادہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ یُعْطٰی وَرَثَةُ السَّیِّدِ وَالَّذِیْ اَوْصٰی لَهٗ بِرُبُعِ الْمُكَاتَبِ مَا بَقِیَ لَهُمْ عَلَی الْمُكَاتَبِ ' ثُمَّ یَقْتَسِمُوْنَ مَا فَضَلَ فَیَكُوْنُ لِلْمُوْصٰی لَهٗ بِرُبُعِ الْمُكَاتَبِ ثُلُثُ مَا فَضَلَ بَعْدَ اَدَاءِ الْكِتَابَةِ وَلِوَرَثَةِ سَیِّدِهِ الثُّلُثَانِ ' وَذٰلِكَ اَنَّ الْمُكَاتَبَ عَبْدٌ مَا بَقِیَ عَلَیْهِ مِنْ كِتَابَتِهٖ شَیْءٌ فَاِنَّمَا یُوْرَثُ بِالرِّقِّ.

امام مالک نے فرمایا: آقا کے وارثوں اور موصی لہ کو مکاتب کا چوتھائی دیا جائے گا۔ ان کا مکاتب پر کچھ باقی نہ رہا۔ اب باقی حصص کو تقسیم کریں گے۔ تو موصی لہ کے لئے مکاتب کا چوتھائی یعنی کتابت ادا کرنے کے بعد باقی کا ایک تہائی اور آقا کے وارثوں کے لئے دو تہائی اور یہ مکاتب اب ایسا غلام ہے جس پر کتابت کا کچھ باقی نہ رہا اور وہ غلامی کی وجہ سے میراث دیا گیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِیْ مُكَاتَبٍ اَعْتَقَهٗ سَیِّدُهٗ عِنْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنْ لَّمْ یَحْمِلْهُ ثُلُثُ الْمَیِّتِ عُتِقَ مِنْهُ قَدْرُ مَا حَمَلَ الثُّلُثُ وَیُوْضَعُ عَنْهُ مِنَ الْكِتَابَةِ قَدْرُ ذٰلِكَ اِنْ كَانَ عَلَی الْمُكَاتَبِ خَمْسَةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَكَانَتْ قِیْمَتُهٗ اَلْفَیْ دِرْهَمٍ نَقْدًا ' وَیَكُوْنُ ثُلُثُ الْمَیِّتِ اَلْفَ دِرْهَمٍ عُتِقَ نِصْفُهٗ وَیُوْضَعُ عَنْهُ شَطْرُ الْكِتَابَةِ.

امام مالک نے اس مکاتب کے متعلق فرمایا جس کو اس کے آقا نے مرتے وقت آزاد کیا۔ فرمایا کہ اگر وہ تہائی مال میں آزاد نہ ہو سکے تو تہائی مال کے برابر ہی آزاد ہوگا اور اس کی کتابت سے اتنا وضع کردیا جائے گا۔ اگر مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے جب کہ اس کی نقد قیمت دو ہزار درہم ہے ت کے مال کا تہائی ایک ہزار ہے تو اس کا نصف حصہ آزاد ہو جائے گا اور آدھی کتابت اس سے ساقط ہو جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِیْ رَجُلٍ قَالَ فِیْ وَصِیَّتِهٖ غُلَامِیْ فُلَانٌ حُرٌّ ' وَكَاتِبُوْا فُلَانًا تُبَدَّاُ الْعَتَاقَةُ عَلَی الْكِتَابَةِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا' جس نے اپنی وصیت میں کہا کہ میرا فلاں غلام آزاد ہے اور فلاں سے کتابت کرلینا تو آزادی کو کتابت پر ترجیح دی جائے گی۔ف

ف: قبل ازیں موطا امام مالک کا اردو ترجمہ مولوی وحید الزمان خان صاحب حیدرآبادی نے تقریباً ایک سو سال پہلے کیا تھا'

موصوف نے اس سلسلے میں بڑا کام کیا۔ وہ ترجمہ ایک مدت سے کراچی اور لاہور سے شائع ہو رہا ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس مندرجہ بالا طویل عبارت کی پندرہ سطروں کا ترجمہ ہی غائب ہے تو ہمیں حیرت ہوتی ہے۔ اسی ایک عبارت کا رونا نہیں بلکہ درجنوں ایسے مقامات ہیں جہاں دو چار سطروں کا ترجمہ بڑی دلیری سے غائب کر دیا گیا ہے اور ایک آدھ سطر کا ترجمہ چھوڑ جانا یا ایک آدھ سطر کا اپنی جانب سے پیوند لگا دینا تو پوری کتاب میں معمول رہا ہے۔ یہ بھی ہوا کہ مثلاً عبارت عربی دس سطروں میں ہے اور ترجمے کے نام سے پانچ سطروں میں مفہوم بیان کر دیا۔ کہیں مفہوم اصل سے مطابقت رکھتا ہے اور کہیں سرے سے مطابقت بھی ندارد۔

ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے

کوئی فاضل مترجم کو مورد الزام ٹھہرائے یا ناشرین کو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہمیں کسی کے کام میں کیڑے نکالنے کی چنداں ضرورت۔ ہاں موطا امام مالک اور حدیث کی دوسری کتابوں پر بعض حضرات کے کام کو دیکھ کر یہ ضرور واضح ہو گیا کہ جو حضرات اہل حق کے بزرگوں سے متفق ہی نہیں وہ ان کے علمی ذخیروں پر کس نیت سے کام کرتے رہے ہیں؟ آخر ان کام کرنے والوں کی اگر نیت واقعی نیک تھی تو اپنے مسلمہ بزرگوں کے علمی ذخیروں پر کیوں کام نہ کیا اور اکابر اہل سنت و جماعت کی تصانیف پر کیوں تابڑ توڑ کام کرنا شروع کیا؟ یہ سوال سب کے لیے غور طلب اور لمحۂ فکریہ ہے۔

دوسری جانب یہ ناچیز علمائے اہل سنت کی مقدس بارگاہوں میں بڑے ادب و احترام کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ حضور والا! آپ کا نائب انبیاء ہونا ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ یقیناً آپ انبیائے کرام کے وارث ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی علمی میراث آپ کی الماریوں میں محفوظ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ آج آپ ہی کشتی امت کے ناخدا اور سرمایۂ ملت کے نگہبان ہیں۔ جہاں بوقت گفتار آپ کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں وہاں آپ کے کردار کو دیکھ کر لوگ اپنی بے راہ روی کو چھوڑنے پر مجبور ہوتے رہتے ہیں اور باطل کی ظلمتوں کو تو آپ کے باعث کہیں منہ چھپانے کے لیے بھی جگہ نہیں ملتی' کیونکہ حق کے علمبرداروں کی یہی شان اور غلامان مصطفیٰ کی یہی پہچان ہوتی ہے۔

حضور والا! اگر طبع نازک پر گراں نہ گزرے تو عرض پرداز ہوں کہ نصف صدی سے سرمایۂ ملت کو دن دہاڑے لوٹا جا رہا ہے' راتوں کو نقب زنی ہو رہی ہے اور دن کے اجالے میں ڈاکے ڈالے جا رہے ہیں' آپ کے سرمائے کا اکثر حصہ لٹیروں کے گھروں میں جا پہنچا اور وہ اسے اپنا مال بتا رہے ہیں۔ باقی جو رہ گیا ہے اس پر بھی نگاہیں جمائی ہوئی ہیں۔ بلکہ خاکم بدہن اب تو وہ الٹا آپ حضرات کو چور بتا رہے ہیں۔ بھلا آپ کے عفو و درگزر پر قربان ہونے کو کس کا جی نہیں چاہے گا جب کہ سرمایۂ ملت کی بربادی کو آپ بہ چشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس کے باوجود ''جل تو جلال تو' صاحب کمال تو' آئی بلا کو ٹال تو'' کا وظیفہ پڑھ کر روحانی منزلیں طے فرمانے میں مشغول ہیں۔ خدا کرے کہ کبھی تو آپ کو ایسے ورد و ظائف سے تھوڑی بہت فرصت میسر آ جائے جس کے باعث آپ کے دل و دماغ کے کسی گوشے میں ہم غربائے اہل سنت کے دین و ایمان کو بچانے کی فکر بھی سما جائے اور کچھ بھی نہ سہی تو کم از کم ملت اسلامیہ کی حالت زار پر آپ کو بھی دو آنسو بہانے کی توفیق ہی مل جائے وما ذلك على الله بعزيز۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٠- كِتَابُ الْمُدَبَّرِ

مدبر کا بیان

١- بَابُ الْقَضَاءِ فِيْ وَلَدِ الْمُدَبَّرَةِ

مدبر کی اولاد کا بیان

حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ اَنَّهٗ قَالَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْمَنْ دَبَّرَ جَارِيَةً لَّهٗ فَوَلَدَتْ اَوْلَادًا بَعْدَ تَدْبِيْرِهٖ اِيَّاهَا' ثُمَّ مَاتَتِ

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جس نے اپنی لونڈی کو مدبر کیا اور مدبر ہونے کے بعد اس سے اولاد ہوئی'

الْجَارِيَةُ قَبْلَ الَّذِي دَبَّرَهَا اَنَّ وَلَدَهَا بِمَنْزِلَتِهَا قَدْ ثَبَتَ لَهُمْ مِنَ الشَّرْطِ مِثْلُ الَّذِي ثَبَتَ لَهَا ' وَلَا يَضُرُّهُمْ هَلَاكُ اُمِّهِمْ فَاِذَا مَاتَ الَّذِي كَانَ دَبَّرَهَا فَقَدْ عَتَقُوْا اِنْ وَسِعَهُمُ الثُّلُثُ.

پھر مدبر کرنے والے سے پہلے لونڈی فوت ہوگئی تو اولاد لونڈی کی جگہ مدبر ہوگی۔ جو اس کے لئے شرط تھی وہی ان کے لئے ثابت ہو گئی اور والدہ کا انتقال ہونا انہیں نقصان نہ دے گا۔ اگر مدبر کرنے والا مر جائے تو وہ آزاد ہو جائیں گے جب کہ تہائی مال میں گنجائش ہو۔

وَقَالَ مَالِكٌ كُلُّ ذَاتِ رَحِمٍ فَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا اِنْ كَانَتْ حُرَّةً فَوَلَدَتْ بَعْدَ عِتْقِهَا فَوَلَدُهَا اَحْرَارٌ ' وَاِنْ كَانَتْ مُدَبَّرَةً ' اَوْ مُكَاتَبَةً ' اَوْ مُعْتَقَةً اِلٰى سِنِيْنَ ' اَوْ مُخْدَمَةً ' اَوْ بَعْضُهَا حُرًّا ' اَوْ مَرْهُوْنَةً ' اَوْ اُمَّ وَلَدٍ فَوَلَدُ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ عَلٰى مِثَالِ حَالِ اُمِّهِ ' يُعْتَقُوْنَ بِعِتْقِهَا وَيَرِقُّوْنَ بِرِقِّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہر اولاد اپنی والدہ کی مثل ہوگی۔ اگر ان کی ماں آزاد ہے اور آزاد ہونے کے بعد اس نے بچے جنے تو اس کے بچے آزاد ہوں گے۔ اگر وہ مدبر یا مکاتبہ یا چند سالوں تک معتقہ یا مخدمہ یا بعض حصہ آزاد اور بعض مرہونہ یا ام ولد رہی تو اولاد کی بھی وہی حالت شمار ہوگی جو ان کی والدہ کی ہے' اس کی آزادی کے ساتھ آزاد ہوں گے اور اس کی غلامی کے ساتھ وہ بھی میراث بنیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ مُدَبَّرَةٍ دُبِّرَتْ وَهِيَ حَامِلٌ ' اِنَّ وَلَدَهَا بِمَنْزِلَتِهَا ' وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ اَعْتَقَ جَارِيَةً لَهُ وَهِيَ حَامِلٌ ' وَلَمْ يَعْلَمْ بِحَمْلِهَا.

امام مالک نے اس مدبرہ کے بارے میں فرمایا جو حاملہ تھی کہ اس کا بچہ بھی اسی کی جگہ ہے اور یہ اس شخص کی طرح ہے جس نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا جو حاملہ تھی اور اسے حمل کا علم بھی نہ تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَالسُّنَّةُ فِيْهَا اَنَّ وَلَدَهَا يَتْبَعُهَا وَيَعْتِقُ بِعِتْقِهَا.

امام مالک نے فرمایا: اس میں سنت یہی ہے کہ بیٹا اس کے پیچھے ہے اور اس کے ساتھ آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ لَوْ اَنَّ رَجُلًا ابْتَاعَ جَارِيَةً وَهِيَ حَامِلٌ فَالْوَلِيْدَةُ وَمَا فِيْ بَطْنِهَا لِمَنِ ابْتَاعَهَا اشْتَرَطَ ذٰلِكَ الْمُبْتَاعُ ' اَوْ لَمْ يَشْتَرِطْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح ایک آدمی نے لونڈی خریدی اور وہ حاملہ ہے۔ تو لونڈی اور جو اس کے پیٹ میں ہے' خریدنے والے کے ہیں خواہ خریدار نے شرط کی یا نہ کی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يَحِلُّ لِلْبَائِعِ اَنْ يَسْتَثْنِيَ مَا فِيْ بَطْنِهَا لِاَنَّ ذٰلِكَ غَرَرٌ يَضَعُ مِنْ ثَمَنِهَا ' وَلَا يَدْرِيْ اَيَصِلُ ذٰلِكَ اِلَيْهِ اَمْ لَا ' وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ مَا لَوْ بَاعَ جَنِيْنًا فِيْ بَطْنِ اُمِّهِ ' وَذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لَهُ لِاَنَّهُ غَرَرٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ فروخت کرنے والے کے لیے جائز نہیں ہے کہ پیٹ کے بچے کو مستثنیٰ کرے' کیونکہ یہ دھوکا ہے وہ اس کی قیمت وضع کر دیتا ہے لیکن کیا معلوم کہ اسے ملے گا یا نہیں اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی پیٹ کے بچے کو خریدے اور وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہو۔ یہ جائز نہیں کیونکہ اس میں دھوکا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ مُدَبَّرٍ ' اَوْ مُكَاتَبٍ ابْتَاعَ اَحَدُهُمَا جَارِيَةً فَوَطِئَهَا فَحَمَلَتْ مِنْهُ وَوَلَدَتْ قَالَ وَلَدُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ جَارِيَتِهِ بِمَنْزِلَتِهِ يُعْتَقُوْنَ بِعِتْقِهِ وَيَرِقُّوْنَ بِرِقِّهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مکاتب یا مدبر سے اگر کوئی لونڈی خریدے' وہ اس سے حاملہ ہو کر بچہ جنے۔ فرمایا کہ ان میں سے ہر ایک کی اولاد اس کے باپ کے حکم سے ہے۔ اس کی آزادی کے ساتھ آزاد ہوں گے اور اس کی غلامی سے غلام رہیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِذَا اَعْتَقَ هُوَ فَاِنَّمَا اُمُّ وَلَدِهِ مَالٌ مِنْ

امام مالک نے فرمایا کہ اسے جب آزاد کیا جائے گا تو ام

مَالِهٖ يُسَلَّمُ اِلَيْهِ اِذَا اُعْتِقَ.

ولد بھی اس کا ایک مال ہوگا اور آزاد کرتے وقت اس کے سپرد کر دی جائے گی۔ف

ف: مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کا مولیٰ زندگی میں کہہ دے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے اور جس لونڈی سے ایسا کہا جائے اسے مدبرہ کہا جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي التَّدْبِيْرِ

مدبر کے احکام

قَالَ مَالِكٌ فِيْ مُدَبَّرٍ قَالَ لِسَيِّدِهٖ عَجِّلْ لِيَ الْعِتْقَ، وَاُعْطِيْكَ خَمْسِيْنَ مِنْهَا مُنَجَّمَةً عَلَيَّ. فَقَالَ سَيِّدُهٗ نَعَمْ، اَنْتَ حُرٌّ وَعَلَيْكَ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا تُؤَدِّيْ اِلَيَّ كُلَّ عَامٍ عَشَرَةَ دَنَانِيْرَ، فَرَضِيَ بِذٰلِكَ الْعَبْدُ، ثُمَّ هَلَكَ السَّيِّدُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ، اَوْ يَوْمَيْنِ، اَوْ ثَلَاثَةٍ.

امام مالک نے فرمایا: مدبر نے اپنے آقا سے کہا کہ مجھے جلدی آزاد کر دیجئے۔ میں قسط وار آپ کو پچاس دینار ادا کر دوں گا۔ آقا نے کہا کہ اچھا تم آزاد ہو اور تمہارے اوپر پچاس دینار ہیں۔ تم مجھے ہر سال دس دینار دے دیا کرنا۔ وہ غلام بھی رضامند ہو گیا۔ پھر اس کے ایک دو روز بعد آقا فوت ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ يَثْبُتُ لَهُ الْعِتْقُ وَصَارَتِ الْخَمْسُوْنَ دِيْنَارًا دَيْنًا عَلَيْهِ، وَجَازَتْ شَهَادَتُهٗ، وَثَبَتَتْ حُرْمَتُهٗ وَمِيْرَاثُهٗ، وَحُدُوْدُهٗ، وَلَا يَضَعُ عَنْهُ مَوْتُ سَيِّدِهٖ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الدَّيْنِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی آزادی ثابت ہو گئی اور پچاس دینار اس پر قرضہ ہوگا۔ اس کی شہادت جائز ہو گئی حرمت ثابت ہو گئی نیز میراث و حدود لیکن آقا کی وفات سے اس قرض میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

قَالَ مَالِكٌ فِيْ رَجُلٍ دَبَّرَ عَبْدًا لَهٗ فَمَاتَ السَّيِّدُ، وَلَهٗ مَالٌ حَاضِرٌ، وَمَالٌ غَائِبٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْ مَالِهِ الْحَاضِرِ مَا يَخْرُجُ فِيْهِ الْمُدَبَّرُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے غلام کو مدبر کیا۔ پس آقا فوت ہو گیا اور اس کا حاضر و غائب مال ہے اس کا حاضر مال اتنا ہو کہ اس کے ذریعے مدبر نہ نکل سکے۔

قَالَ يُوْقَفُ الْمُدَبَّرُ بِمَالِهٖ، وَيُجْمَعُ خَرَاجُهٗ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ مِنَ الْمَالِ الْغَائِبِ، فَاِنْ كَانَ فِيْمَا تَرَكَ سَيِّدُهٗ مِمَّا يَحْمِلُهُ الثُّلُثُ عُتِقَ بِمَالِهٖ وَبِمَا جُمِعَ مِنْ خَرَاجِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْمَا تَرَكَ سَيِّدُهٗ مَا يَحْمِلُهٗ عُتِقَ مِنْهُ قَدْرُ الثُّلُثِ وَتُرِكَ مَالُهٗ فِيْ يَدَيْهِ.

فرمایا کہ مدبر کو اس کے مال کے ساتھ روک لیں گے یہاں تک کہ جو اس کا غائب مال ہے وہ بھی آ جائے۔ اگر آقا کے کل مال کی تہائی سے وہ آزاد ہو سکے نیز اس کی کمائی جو جمع کی گئی تو اس مال سے آزاد ہو جائے گا۔ اگر آقا کا ترکہ اس کا متحمل نہ ہو تو تہائی مال کے برابر وہ آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہنے دیا جائے گا۔

۳- بَابُ الْوَصِيَّةِ فِي التَّدْبِيْرِ

مدبر کرنے کی وصیت کرنا

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّ كُلَّ عَتَاقَةٍ اَعْتَقَهَا رَجُلٌ فِيْ وَصِيَّةٍ اَوْصٰى بِهَا فِيْ صِحَّةٍ، اَوْ مَرَضٍ، اَنَّهٗ يَرُدُّهَا مَتٰى شَاءَ وَيُغَيِّرُهَا مَتٰى شَاءَ مَا لَمْ يَكُنْ تَدْبِيْرًا، فَاِذَا دَبَّرَ فَلَا سَبِيْلَ لَهٗ اِلٰى رَدِّ مَا دَبَّرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ آزادی کی تمام وصیتیں خواہ تندرستی میں کی ہوں یا بیماری میں، وہ آدمی جب چاہے ان میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے لیکن جب مدبر کر دیا تو اب اسے رد کرنے کا کوئی راستہ نہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَكُلُّ وَلَدٍ وَلَدَتْهُ اَمَةٌ اَوْصٰى بِعِتْقِهَا

امام مالک نے فرمایا کہ جس بچے کو اس کی والدہ نے جنا،

وَلَمْ تُدَبَّرْ فَإِنَّ وَلَدَهَا لَا يُعْتَقُونَ مَعَهَا إِذَا عُتِقَتْ، وَذٰلِكَ أَنَّ سَيِّدَهَا يُغَيِّرُ وَصِيَّتَهُ إِنْ شَاءَ، وَيَرُدُّهَا مَتَى شَاءَ، وَلَمْ يَثْبُتْ لَهَا عَتَاقَةٌ، وَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ قَالَ لِجَارِيَتِهِ إِنْ بَقِيَتْ عِنْدِي فُلَانَةُ حَتَّى أَمُوتَ فَهِيَ حُرَّةٌ.

جس کو آزاد کرنے کی وصیت کی اور مدبر نہ کیا تو لونڈی کو جب آزاد کیا گیا اس وقت اس کے بیٹے آزاد نہیں ہوں گے اور یہ اس لئے کہ آقا کو اپنی وصیت کا اختیار تھا کہ جب چاہے بدل دے اور جب چاہے اسے رد کر دے۔ اور لونڈی کے لئے بھی آزادی ثابت نہیں ہوئی اور یہ اس کی طرح ہے جیسے کسی نے اپنے لونڈی سے کہا کہ اگر میری موت تک فلاں میرے پاس رہی تو وہ آزاد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ أَدْرَكَتْ ذٰلِكَ كَانَ لَهَا ذٰلِكَ، وَإِنْ شَاءَ قَبْلَ ذٰلِكَ بَاعَهَا وَوَلَدَهَا لِأَنَّهُ لَمْ يُدْخِلْ وَلَدَهَا فِي شَيْءٍ مِمَّا جَعَلَ لَهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایسا ہو جائے تب بھی اسے اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسے اور اس کی اولاد کو مرنے سے پہلے فروخت کر دے کیونکہ اس کی اولاد اس کے ساتھ شامل نہیں ہے۔

قَالَ وَالْوَصِيَّةُ فِي الْعَتَاقَةِ مُخَالِفَةٌ لِلتَّدْبِيرِ فَرَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ مَا مَضَى مِنَ السُّنَّةِ. قَالَ وَلَوْ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ بِمَنْزِلَةِ التَّدْبِيرِ كَانَ كُلُّ مُوصٍ لَا يَقْدِرُ عَلَى تَغْيِيرِ وَصِيَّتِهِ، وَمَا ذُكِرَ فِيهَا مِنَ الْعَتَاقَةِ، وَكَانَ قَدْ حَبَسَ عَلَيْهِ مِنْ مَالِهِ مَا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْتَفِعَ بِهِ.

فرمایا کہ آزاد کرنے اور مدبر کرنے کی وصیت مختلف ہیں۔ سنت کی رو سے ان کے درمیان فرق ہے۔ فرمایا کہ اگر وصیت بھی مدبر کرنے کی طرح ہوتی تو کوئی وصیت کرنے والا وصیت میں تغیر وتبدل کا مجاز نہ ہوتا۔ اور اس میں جو آزادی کا ذکر کیا گیا ہے کہ اس کا مال روکا گیا ہے جس سے فائدہ حاصل کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَبَّرَ رَقِيقًا لَهُ جَمِيعًا فِي صِحَّتِهِ، وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُمْ إِنْ كَانَ دَبَّرَ بَعْضَهُمْ قَبْلَ بَعْضٍ بُدِئَ بِالْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ، وَإِنْ كَانَ دَبَّرَهُمْ جَمِيعًا فِي مَرَضِهِ فَقَالَ فُلَانٌ حُرٌّ، وَفُلَانٌ حُرٌّ، وَفُلَانٌ حُرٌّ فِي كَلَامٍ وَاحِدٍ إِنْ حَدَثَ بِي فِي مَرَضِي هٰذَا حَدَثُ مَوْتٍ، أَوْ دَبَّرَهُمْ جَمِيعًا فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ تَحَاصُّوا فِي الثُّلُثِ، وَلَمْ يُبَدَّأْ أَحَدٌ مِنْهُمْ قَبْلَ صَاحِبِهِ، وَإِنَّمَا هِيَ وَصِيَّةٌ، وَإِنَّمَا لَهُمُ الثُّلُثُ يُقْسَمُ بَيْنَهُمْ بِالْحِصَصِ، ثُمَّ يُعْتَقُ مِنْهُمُ الثُّلُثُ بَالِغًا مَا بَلَغَ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے کئی غلام بہ حالت صحت مدبر کئے اور ان کے سوا اس کے پاس اور مال نہ ہو۔ اگر اس نے یکے بعد دیگرے مدبر کئے ہوں تو اول کو اولیت حاصل ہوگی یہاں تک کہ تہائی مال کو پہنچ جائیں۔ اگر ان سب کو اپنے مرض میں ایک ہی دفعہ مدبر کیا ہو اور کہا کہ فلاں آزاد، فلاں آزاد اور فلاں آزاد ایک ہی سلسلۂ کلام میں کہا اور جب کہ اس کی موت اسی مرض میں واقع ہو جائے یا ان سب کو ایک ہی کلمے سے مدبر کیا ہو تو وہ تہائی مال میں مستحق ہوں گے لیکن ایک دوسرے سے پہلے نہیں ہوگا بلکہ اس وصیت میں تہائی کے اندر سب شامل ہوں گے۔ ان کے درمیان حصے بانٹے جائیں گے پھر جس آدمی تک شمار پہنچ سکے اس کا تہائی حصہ آزاد ہوگا۔

قَالَ وَلَا يُبَدَّأُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ كُلُّهُ فِي مَرَضِهِ.

فرمایا کہ ان میں کسی ایک سے ابتداء نہیں کی جائے گی جب کہ سب کو اسی مرض میں کیا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ دَبَّرَ غُلَامًا لَهُ فَهَلَكَ

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے

السَّيِّدُ، وَلَا مَالَ لَهُ إِلَّا الْعَبْدُ الْمُدَبَّرُ وَلِلْعَبْدِ مَالٌ. قَالَ يُعْتَقُ ثُلُثُ الْمُدَبَّرِ وَيُوقَفُ مَالُهُ بِيَدَيْهِ.

اپنے غلام کو مدبر کیا۔ پھر آقا فوت ہو گیا اور اس مدبر غلام کے سوا اس کا اور مال نہ ہو اور غلام کے پاس مال ہو۔ فرمایا کہ مدبر کا تہائی آزاد ہو جائے گا اور اس کا مال اسی کے پاس رہے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي مُدَبَّرٍ كَاتَبَهُ سَيِّدُهُ، فَمَاتَ السَّيِّدُ، وَلَمْ يَتْرُكْ مَالًا غَيْرَهُ.

امام مالک نے اس مدبر کے متعلق فرمایا جس کو اس کے آقا نے مدبر کیا' پس آقا فوت ہو گیا اور اس کے سوا اور اس نے مال نہ چھوڑا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ يُعْتَقُ مِنْهُ ثُلُثُهُ وَيُوضَعُ عَنْهُ ثُلُثُ كِتَابَتِهِ وَيَكُونُ عَلَيْهِ ثُلُثَاهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ وہ تہائی آزاد ہو جائے گا اور تہائی کتابت کا بوجھ اس کے سر سے اتر جائے گا اور دو تہائی کتابت اس پر رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ أَعْتَقَ نِصْفَ عَبْدٍ لَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَبَتَّ عِتْقَ نِصْفِهِ، أَوْ بَتَّ عِتْقَهُ كُلَّهُ، وَقَدْ كَانَ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ آخَرَ قَبْلَ ذَلِكَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے حالت مرض میں اپنے غلام کا نصف آزاد کر دیا۔ پھر اس کا نصف یا مکمل قطعی طور پر آزاد کر دیا اور اس سے پہلے اس نے ایک اور غلام کو مدبر کیا تھا۔

قَالَ يُبَدَّأُ بِالْمُدَبَّرِ قَبْلَ الَّذِي أَعْتَقَهُ، وَهُوَ مَرِيضٌ، وَذَلِكَ أَنَّهُ لَيْسَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَرُدَّ مَا دَبَّرَ، وَلَا أَنْ يَتَعَقَّبَهُ بِأَمْرٍ يَرُدُّهُ بِهِ، فَإِذَا أَعْتَقَ الْمُدَبَّرَ فَلْيَكُنْ مَا بَقِيَ مِنَ الثُّلُثِ فِي الَّذِي أَعْتَقَ شَطْرَهُ حَتَّى يَسْتَتِمَّ عِتْقُهُ كُلُّهُ فِي ثُلُثِ مَالِ الْمَيِّتِ، فَإِنْ لَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ فَضْلَ الثُّلُثِ عُتِقَ مِنْهُ مَا بَلَغَ فَضْلَ الثُّلُثِ بَعْدَ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ الْأَوَّلِ.

فرمایا کہ اس مدبر سے ابتداء کرے جس کو بیماری کی حالت میں آزاد کیا اور یہ اس لئے کہ مدبر کرنے کے بعد کسی کو پھرنے کا حق نہیں ہے تو تہائی میں سے جتنا وہ غلام آزاد ہو اس کا اتنا ہو جائے گا۔ اگر تہائی مال سے وہ پورا آزاد نہ ہو سکے تو پہلے مدبر کو آزاد کرنے کے بعد باقی مال سے جتنا آزاد ہو سکے اتنا آزاد ہو جائے گا۔

۴- بَابُ مَسِّ الرَّجُلِ وَلِيدَتَهُ إِذَا دَبَّرَهَا

لونڈی کو مدبر کرنے کے بعد صحبت کرنے کا بیان

[۸۴۱] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ دَبَّرَ جَارِيَتَيْنِ لَهُ فَكَانَ يَطَؤُهُمَا وَهُمَا مُدَبَّرَتَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی دو لونڈیوں کو مدبر کیا اور وہ ان دونوں سے صحبت کیا کرتے تھے جب کہ وہ مدبرہ تھیں۔

[۸۴۲] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَبَّرَ الرَّجُلُ جَارِيَتَهُ فَإِنَّ لَهُ أَنْ يَطَأَهَا، وَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَبِيعَهَا، وَلَا يَهَبَهَا وَوَلَدُهَا بِمَنْزِلَتِهَا.

سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی اپنی لونڈی کو مدبر کرے تو اس کے ساتھ صحبت کرنے کا حق ہے لیکن اسے یہ حق نہیں کہ اسے بیچے یا ہبہ کرے اور اس کی اولاد بھی اسی کی طرح ہے۔

۵- بَابُ بَيْعِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کو فروخت کرنے کا بیان

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي الْمُدَبَّرِ أَنَّ صَاحِبَهُ لَا يَبِيعُهُ، وَلَا يُحَوِّلُهُ عَنْ مَوْضِعِهِ

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کے بارے میں یہ بات ہمارے نزدیک متفق ہے کہ آقا نہ اسے فروخت کرے اور نہ

الَّذِي وَضَعَهُ فِيهِ، وَأَنَّهُ إِنْ رَهِقَ سَيِّدَهُ دَيْنٌ، فَإِنَّ غُرَمَاءَهُ لَا يَقْدِرُونَ عَلَى بَيْعِهِ مَا عَاشَ سَيِّدُهُ، فَإِنْ مَاتَ سَيِّدُهُ، وَلَا دَيْنَ عَلَيْهِ فَهُوَ فِي ثُلُثِهِ لِأَنَّهُ اسْتَثْنَى عَلَيْهِ عَمَلَهُ مَا عَاشَ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يَخْدُمَهُ حَيَاتَهُ، ثُمَّ يُعْتِقُهُ عَلَى وَرَثَتِهِ إِذَا مَاتَ مِنْ رَأْسِ مَالِهِ، وَإِنْ مَاتَ سَيِّدُ الْمُدَبَّرِ، وَلَا مَالَ لَهُ غَيْرُهُ عَتَقَ ثُلُثُهُ، وَكَانَ ثُلُثَاهُ لِوَرَثَتِهِ فَإِنْ مَاتَ سَيِّدُ الْمُدَبَّرِ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مُحِيطٌ بِالْمُدَبَّرِ بِيعَ فِي دَيْنِهِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يُعْتَقُ فِي الثُّلُثِ.

تبدیل کرے اور آقا اگر مقروض ہو جائے تو قرض خواہ اسے فروخت نہیں کر سکتے جب تک اس کا آقا زندہ ہے۔ اگر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس پر قرض نہ ہو تو یہ تہائی مال میں آزاد ہو جائے گا کیونکہ زندگی بھر وہ اس کے لئے کام کرتا رہا تو زندگی بھر خدمت لینے کے باعث اپنی میراث سے اسے آزاد کر دیا یعنی مرتے وقت ذاتی مال سے اور اگر مدبر کا آقا مرے اور اس کے سوا اور مال نہ چھوڑا تو وہ تہائی آزاد ہوگا اور اس کا دو تہائی حصہ وارثوں کا ہوگا۔ اگر مدبر کا آقا مر گیا اور اس پر مدبر کی قیمت کے برابر قرض ہو تو اسے قرضے کی وجہ سے بیچیں گے کیونکہ وہ تہائی مال میں آزاد ہوتا ہے۔

قَالَ فَإِنْ كَانَ الدَّيْنُ لَا يُحِيطُ إِلَّا بِنِصْفِ الْعَبْدِ بِيعَ نِصْفُهُ لِلدَّيْنِ، ثُمَّ عُتِقَ ثُلُثُ مَا بَقِيَ بَعْدَ الدَّيْنِ.

فرمایا کہ اگر قرض مدبر کی نصف قیمت کے برابر ہو تو اس کا نصف قرض کے لیے بیچ دیں گے اور قرض کے بعد باقی تہائی آزاد ہو جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوزُ بَيْعُ الْمُدَبَّرِ وَلَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَشْتَرِيَهُ إِلَّا أَنْ يَشْتَرِيَ الْمُدَبَّرُ نَفْسَهُ مِنْ سَيِّدِهِ، فَيَكُونُ ذٰلِكَ جَائِزًا لَهُ، أَوْ يُعْطِيَ أَحَدٌ سَيِّدَ الْمُدَبَّرِ مَالًا، وَيُعْتِقُهُ سَيِّدُهُ الَّذِي دَبَّرَهُ فَذٰلِكَ يَجُوزُ لَهُ أَيْضًا.

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کا فروخت کرنا درست نہیں ہے اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اسے خریدے مگر مدبر خود کو اپنے آقا سے خرید سکتا ہے اور اس کے لیے یہ جائز ہے یا کوئی مدبر کے آقا کو مال دے اور مدبر کرنے والا اس کا آقا آزاد کر دے تو یہ بھی اس کے لئے جائز ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَوَلَاؤُهُ لِسَيِّدِهِ الَّذِي دَبَّرَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس کی ولاء اس کے مدبر کرنے والے آقا کے لیے ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يَجُوزُ بَيْعُ خِدْمَةِ الْمُدَبَّرِ لِأَنَّهُ غَرَرٌ إِذْ لَا يُدْرَى كَمْ يَعِيشُ سَيِّدُهُ، فَذٰلِكَ غَرَرٌ لَا يَصْلُحُ.

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر کی خدمت کو فروخت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ دھوکا ہے جب کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ اس کا آقا کب تک جئے گا۔ لہٰذا یہ دھوکا ہے جو درست نہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ يَكُونُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ فَيُدَبِّرُ أَحَدُهُمَا حِصَّتَهُ إِنَّهُمَا يَتَقَاوَمَانِهِ فَإِنِ اشْتَرَاهُ الَّذِي دَبَّرَهُ كَانَ مُدَبَّرًا كُلَّهُ، وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِهِ انْتَقَضَ تَدْبِيرُهُ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الَّذِي بَقِيَ لَهُ فِيهِ الرِّقُّ أَنْ يُعْطِيَهُ شَرِيكَهُ الَّذِي دَبَّرَهُ بِقِيمَتِهِ، فَإِنْ أَعْطَاهُ إِيَّاهُ بِقِيمَتِهِ لَزِمَهُ ذٰلِكَ وَكَانَ مُدَبَّرًا كُلَّهُ.

امام مالک نے اس غلام کے بارے میں فرمایا جو دو آدمیوں کا مشترکہ ہو۔ پس ایک ان میں سے اپنا حصہ مدبر کر دے تو اس کی قیمت لگائی جائے گی اگر مدبر کرنے والا اس کا حصہ خرید لے تو وہ سارا ہی مدبر ہو جائے گا اور اگر وہ نہ خریدے تو اس کا مدبر کرنا بھی باطل ہو جائے گا مگر جب کہ وہ شخص چاہے جس کا اس کی غلامی میں حصہ ہے کہ مدبر کرنے والے اپنے ساتھی کو اپنے حصے کی قیمت دے۔ اگر وہ قیمت ادا کر دے جو اس پر لازم آتی ہے تو وہ پورا

مدبر ہو جائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي رَجُلٍ نَصْرَانِيٍّ دَبَّرَ عَبْدًا لَهُ نَصْرَانِيًّا، فَأَسْلَمَ الْعَبْدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ نصرانی نے اپنے نصرانی غلام کو مدبر کیا پھر غلام مسلمان ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ يُحَالُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْعَبْدِ وَيُخَارَجُ عَلَى سَيِّدِهِ النَّصْرَانِيِّ وَلَا يُبَاعُ عَلَيْهِ حَتَّى يَتَبَيَّنَ أَمْرُهُ، فَإِنْ هَلَكَ النَّصْرَانِيُّ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ قُضِيَ دَيْنُهُ مِنْ ثَمَنِ الْمُدَبَّرِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي مَالِهِ مَا يَحْمِلُ الدَّيْنَ فَيَعْتِقُ الْمُدَبَّرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور آقا کی غلامی سے اسے نکال دیا جائے گا اور اسے بیچا نہیں جائے گا یہاں تک کہ اس کا معاملہ واضح ہو جائے۔ اگر نصرانی ہلاک ہو گیا اور اس پر قرض ہے تو اس کا قرض مدبر کی قیمت سے ادا کیا جائے گا مگر جب کہ اس کے مال میں قرض کی گنجائش ہو تو مدبر آزاد ہو جائے گا۔

٦- بَابُ جِرَاحِ الْمُدَبَّرِ

مدبر کسی کو اگر آزاد کر دے

[٨٤٣] أثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ أَنَّ لِسَيِّدِهِ أَنْ يُسَلِّمَ مَا يَمْلِكُ مِنْهُ إِلَى الْمَجْرُوحِ فَيَخْتَدِمُهُ الْمَجْرُوحُ وَيُقَاصُّهُ بِجِرَاحِهِ مِنْ دِيَةِ جَرْحِهِ، فَإِنْ أَدَّى قَبْلَ أَنْ يَهْلِكَ سَيِّدُهُ رَجَعَ إِلَى سَيِّدِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فیصلہ فرمایا کہ مدبر جب کسی کو زخمی کرے تو آقا اسے مجروح کے سپرد کر دے تاکہ مجروح اس سے اپنے زخم کی دیت میں خدمت لے۔ اگر آقا کے فوت ہونے سے پہلے دیت ادا ہو جائے تو وہ اپنے آقا کی طرف لوٹ جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْمُدَبَّرِ إِذَا جَرَحَ، ثُمَّ هَلَكَ سَيِّدُهُ وَلَيْسَ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، أَنَّهُ يُعْتَقُ ثُلُثُهُ، ثُمَّ يُقَسَّمُ عَقْلُ الْجَرْحِ أَثْلَاثًا، فَيَكُونُ ثُلُثُ الْعَقْلِ عَلَى الثُّلُثِ الَّذِي عَتَقَ مِنْهُ، وَيَكُونُ ثُلُثَاهُ عَلَى الثُّلُثَيْنِ اللَّذَيْنِ بِأَيْدِي الْوَرَثَةِ إِنْ شَاؤُوا أَسْلَمُوا الَّذِي لَهُمْ مِنْهُ إِلَى صَاحِبِ الْجَرْحِ، وَإِنْ شَاؤُوا أَعْطَوْهُ ثُلُثَيِ الْعَقْلِ، وَأَمْسَكُوا نَصِيبَهُمْ مِنَ الْعَبْدِ، وَذَلِكَ أَنَّ عَقْلَ ذَلِكَ الْجَرْحِ إِنَّمَا كَانَتْ جِنَايَتُهُ مِنَ الْعَبْدِ، وَلَمْ تَكُنْ دَيْنًا عَلَى السَّيِّدِ فَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ الَّذِي أَحْدَثَ الْعَبْدُ بِالَّذِي يُبْطِلُ مَا صَنَعَ السَّيِّدُ مِنْ عِتْقِهِ وَتَدْبِيرِهِ، فَإِنْ كَانَ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ دَيْنٌ لِلنَّاسِ مَعَ جِنَايَةِ الْعَبْدِ بِيعَ مِنَ الْمُدَبَّرِ بِقَدْرِ عَقْلِ الْجَرْحِ وَقَدْرِ الدَّيْنِ، ثُمَّ يُبْدَأُ بِالْعَقْلِ الَّذِي كَانَ فِي جِنَايَةِ الْعَبْدِ فَيُقْضَى مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ، ثُمَّ يُقْضَى دَيْنُ سَيِّدِهِ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى مَا بَقِيَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْعَبْدِ فَيُعْتَقُ ثُلُثُهُ وَيَبْقَى ثُلُثَاهُ لِلْوَرَثَةِ،

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مدبر کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جب وہ کسی کو زخمی کرے۔ پھر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس کے سوا اس کا اور مال نہ ہو تو اس کا تہائی حصہ آزاد ہو جائے گا۔ پھر زخم کی دیت کو تین حصوں میں تقسیم کریں گے۔ ان میں سے ایک تہائی تو مدبر پر پڑے گا جس کا تہائی حصہ آزاد ہوا ہے۔ اور دو تہائی وارثوں پر پڑیں گے۔ ورثاء اگر چاہیں تو یہ دو تہائی بھی مدبر کے مجروح کے حوالے کر دیں اور اگر چاہیں تو دیت کی دو تہائی ادا کر دیں اور مدبر کی دو تہائی رکھ چھوڑیں کیونکہ اس زخم کی دیت غلام کی جنایت کے باعث ہے اور آقا پر یہ قرض نہیں تھا۔ تو غلام کی غلطی سے آقا پر جو بوجھ پڑا اس سے اس کی آزادی اور مدبر ہونا باطل نہیں ہوگا۔ اگر آقا اس صورت میں قرض دار بھی ہو تو مدبر میں سے دیت اور قرضہ کے مطابق بیچ کر پہلے دیت ادا کریں گے پھر قرض ادا کیا جائے گا اور اس کے بعد غلام کا جتنا حصہ بچ رہے گا اس کا ایک تہائی آزاد ہو جائے گا اور اس کے دو تہائی وارثوں کو ملیں گے کیونکہ غلام کی جنایت کا تاوان آقا کے

وَذٰلِکَ اَنَّ جَنَایَۃَ الْعَبْدِ ھِیَ اَوْلٰی مِنْ دَیْنِ سَیِّدِہٖ ' وَذٰلِکَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا ھَلَکَ ' وَتَرَکَ عَبْدًا مُدَبَّرًا قِیْمَتُہٗ خَمْسُوْنَ وَمِائَۃُ دِیْنَارٍ ' وَکَانَ الْعَبْدُ قَدْ شَجَّ رَجُلًا حُرًّا مُوْضِحَۃً عَقْلُھَا خَمْسُوْنَ دِیْنَارًا وَکَانَ عَلٰی سَیِّدِ الْعَبْدِ مِنَ الدَّیْنِ خَمْسُوْنَ دِیْنَارًا.

قرض پر مقدم ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی آدمی فوت ہو جائے اور مدبر غلام چھوڑے جس کی قیمت ایک سو پچاس دینار ہے اور اس غلام نے ایک آدمی کو زخمی کیا جس کی دیت پچاس دینار ہے اور غلام کے آقا پر قرض سے پچاس دینار ہیں۔

قَالَ مَالِکٌ فَاِنَّہٗ یُبْدَءُ بِالْخَمْسِیْنَ دِیْنَارًا الَّتِیْ فِیْ عَقْلِ الشَّجَّۃِ فَتُقْضٰی مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ ' ثُمَّ یُقْضٰی دَیْنُ سَیِّدِہٖ ' ثُمَّ یُنْظَرُ اِلٰی مَا بَقِیَ مِنَ الْعَبْدِ فَیَعْتِقُ ثُلُثُہٗ وَیَبْقٰی ثُلُثَاہُ لِلْوَرَثَۃِ فَالْعَقْلُ اَوْجَبُ فِیْ رَقَبَتِہٖ مِنْ دَیْنِ سَیِّدِہٖ ' وَدَیْنُ سَیِّدِہٖ اَوْجَبُ مِنَ التَّدْبِیْرِ الَّذِیْ اِنَّمَا ھُوَ وَصِیَّۃٌ فِیْ ثُلُثِ مَالِ الْمَیِّتِ ' فَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَجُوْزَ شَیْءٌ مِنَ التَّدْبِیْرِ وَعَلٰی سَیِّدِ الْمُدَبَّرِ دَیْنٌ لَمْ یُقْضَ وَاِنَّمَا ھُوَ وَصِیَّۃٌ وَذٰلِکَ اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَالَ ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصٰی بِھَآ اَوْ دَیْنٍ﴾(النساء:۱۲)

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کی قیمت میں سے پہلے دیت کے پچاس دینار ادا کریں گے۔ پھر قرض کے پچاس دینار ادا کئے جائیں گے۔ اب جو باقی بچا اس کا ایک تہائی آزاد ہو جائے گا اور دو تہائی حصہ وارثوں کو ملے گا' کیونکہ دیت قرض سے مقدم ہے اور قرض تدبیر سے مقدم ہے۔ چونکہ وصیت تو مرنے والا تہائی مال میں کرتا ہے۔ لہٰذا تدبیر وغیرہ کسی چیز کو تہائی سے آگے بڑھانا مناسب نہیں اور آقا پر قرض ہے جو ادا نہیں ہوا۔ اور یہ تو وصیت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کی گئی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد"۔

قَالَ مَالِکٌ فَاِنْ کَانَ فِیْ ثُلُثِ الْمَیِّتِ مَا یَعْتِقُ فِیْہِ الْمُدَبَّرُ کُلُّہٗ عَتَقَ ' وَکَانَ عَقْلُ جِنَایَتِہٖ دَیْنًا عَلَیْہِ یُتَّبَعُ بِہٖ بَعْدَ عِتْقِہٖ ' وَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ الْعَقْلُ الدِّیَۃَ کَامِلَۃً ' وَذٰلِکَ اِذَا لَمْ یَکُنْ عَلٰی سَیِّدِہٖ دَیْنٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر میت کے تہائی مال سے مدبر آزاد ہو سکتا ہو تو آزاد ہو جائے اور زخم کی دیت اس پر قرض ہو گا اگرچہ پوری دیت ہو۔ آزادی کے بعد اس پر مواخذہ کیا جائے گا جب کہ اس کے آقا پر قرض نہ ہو۔

وَقَالَ مَالِکٌ فِی الْمُدَبَّرِ اِذَا جَرَحَ رَجُلًا فَاَسْلَمَہٗ سَیِّدُہٗ اِلَی الْمَجْرُوْحِ ' ثُمَّ ھَلَکَ سَیِّدُہٗ وَعَلَیْہِ دَیْنٌ ' وَلَمْ یَتْرُکْ مَالًا غَیْرَہٗ فَقَالَ الْوَرَثَۃُ نَحْنُ نُسَلِّمُہٗ اِلٰی صَاحِبِ الْجُرْحِ ' وَقَالَ صَاحِبُ الدَّیْنِ اَنَا اَزِیْدُ عَلٰی ذٰلِکَ اِنَّہٗ اِذَا زَادَ الْغَرِیْمُ شَیْئًا فَھُوَ اَوْلٰی بِہٖ وَیُحَطُّ عَنِ الَّذِیْ عَلَیْہِ الدَّیْنُ قَدْرُ مَا زَادَ الْغَرِیْمُ عَلٰی دِیَۃِ الْجُرْحِ ' فَاِنْ لَمْ یَزِدْ شَیْئًا لَمْ یَاْخُذِ الْعَبْدَ.

امام مالک نے مدبر کے بارے میں فرمایا کہ جب وہ کسی شخص کو زخمی کرے اور اس کا آقا اسے مجروح کے حوالے کر دے۔ پھر اس کا آقا فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو اور اس کے سوا اور مال نہ چھوڑے' وارث کہیں کہ ہم اسے مجروح کے حوالے کرتے ہیں اور قرض خواہ کہے کہ میں مدبر کی زیادہ قیمت دیتا ہوں۔ اس صورت میں مدبر کو حوالے کرنا بہتر ہے اور قرض خواہ نے دیت سے جتنا زیادہ دیا ہے اتنا قرضہ آقا کے اوپر سے ساقط ہو جائے گا اور اگر دیت سے زیادہ نہ دے تو قرض خواہ اس مدبر کو نہیں لے سکے گا۔

وَقَالَ مَالِکٌ فِی الْمُدَبَّرِ اِذَا جَرَحَ وَلَہٗ مَالٌ فَاَبٰی سَیِّدُہٗ اَنْ یَّفْتَدِیَہٗ ' فَاِنَّ الْمَجْرُوْحَ یَاْخُذُ مَالَ الْمُدَبَّرِ فِیْ دِیَۃِ جُرْحِہٖ ' فَاِنْ کَانَ فِیْہِ وَفَاءٌ اسْتَوْفٰی

امام مالک نے فرمایا کہ مدبر جب کسی کو زخمی کرے اور اس کے پاس مال ہو اور اس کا آقا دیت دینے سے انکار کرے تو مجروح اس مدبر کا مال اپنی دیت میں وصول کر لے گا۔ اگر دیت

الْمَجْرُوحُ دِيَةَ جُرْحِهِ وَرُدَّ الْمُدَبَّرُ إِلَى سَيِّدِهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ وَفَاءٌ اقْتَضَاهُ مِنْ دِيَةِ جُرْحِهِ وَاسْتَعْمَلَ الْمُدَبَّرَ بِمَا بَقِيَ لَهُ مِنْ دِيَةِ جُرْحِهِ.

اسی مال میں پوری ہوگئی تو مدبر کو اس کے آقا کی طرف لوٹا دے گا ورنہ جتنی دیت باقی رہ گئی ہے اس کے مطابق مدبر سے خدمت لے گا۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي جِرَاحِ أُمِّ الْوَلَدِ

ام ولد اگر کسی کو زخمی کر دے

قَالَ مَالِكٌ فِي أُمِّ الْوَلَدِ تَجْرَحُ إِنَّ عَقْلَ ذٰلِكَ الْجَرْحِ ضَامِنٌ عَلَى سَيِّدِهَا فِي مَالِهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عَقْلُ ذٰلِكَ الْجَرْحِ أَكْثَرَ مِنْ قِيمَةِ أُمِّ الْوَلَدِ، فَلَيْسَ عَلَى سَيِّدِهَا أَنْ يُخْرِجَ أَكْثَرَ مِنْ قِيمَتِهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ رَبَّ الْعَبْدِ أَوِ الْوَلِيدَةِ، إِذَا أَسْلَمَ غُلَامَهُ أَوْ وَلِيدَتَهُ، بِجُرْحٍ أَصَابَهُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَثُرَ الْعَقْلُ، فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ سَيِّدُ أُمِّ الْوَلَدِ أَنْ يُسَلِّمَهَا لِمَا مَضَى فِي ذٰلِكَ مِنَ السُّنَّةِ فَإِنَّهُ إِذَا أَخْرَجَ قِيمَتَهَا فَكَأَنَّهُ أَسْلَمَهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے ام الولد کے بارے میں فرمایا کہ اگر وہ کسی کو زخمی کرے تو اس زخم کی دیت کا ضامن اس کا آقا ہے' اسی کے مال سے مگر یہ کہ اس زخم کی دیت ام ولد کی قیمت سے زیادہ ہو تو آقا کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ ام ولد کی قیمت سے زیادہ ادا کرے۔ اسی لئے لونڈی یا غلام اگر جنایت کرے تو آقا پر اس سے زیادہ لازم نہیں خواہ اس غلام یا لونڈی کی قیمت سے کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ لیکن ام ولد کا آقا نہیں کر سکتا کہ اسے صاحب جنایت کے حوالے کرے' کیونکہ یہ خلاف سنت ہے اور جب اس کی قیمت ادا کر دی تو گویا وہ سپرد ہی کر دی اور آقا پر اس سے زیادہ اور کچھ نہیں ہے۔

وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ، وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَحْمِلَ مِنْ جِنَايَتِهَا أَكْثَرَ مِنْ قِيمَتِهَا.

اور یہ میں نے خوب سنا اور اس پر قیمت سے زیادہ جنایت میں دینا ضروری نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۱- كِتَابُ الْحُدُوْدِ

حدود کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ

سنگسار کرنے کے متعلق روایات

۶۳۵- حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ الْيَهُوْدُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِي شَأْنِ الرَّجْمِ؟ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ، وَيُجْلَدُوْنَ. فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ إِنَّ فِيْهَا آيَةَ الرَّجْمِ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلَى آيَةِ الرَّجْمِ، ثُمَّ قَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَا. صحیح البخاری (۶۸۴۱) صحیح مسلم (۴۴۱۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رجم کے متعلق تورات میں تم کیا پاتے ہو؟ بعض نے کہا: ہم انہیں رسوا کرتے اور کوڑے مارتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو' اس میں رجم ہے۔ پس تورات لا کر کھولی گئی تو ایک نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ لیا اور سیاق وسباق سے پڑھ دیا۔ عبداللہ بن سلام نے اس سے کہا کہ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تو نیچے آیت رجم تھی' انہوں نے کہا: اے محمد! آپ نے سچ فرمایا' اس میں آیت رجم ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔

فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلَى الْمَرْاَةِ يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ پتھروں سے بچانے کے لئے اس عورت پر جھک جاتا۔

قَالَ مَالِكٌ يَعْنِيْ يَحْنِيْ يُكِبُّ عَلَيْهَا حَتّٰى تَقَعَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ عورت پر جھک جاتا کہ پتھر اس آدمی کو لگیں۔

٦٣٦- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَسْلَمَ جَاءَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰى ' فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ هَلْ ذَكَرْتَ هٰذَا لِاَحَدٍ غَيْرِيْ؟ فَقَالَ لَا. فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ فَتُبْ اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ. فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى اَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ ' فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مِثْلَ مَا قَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ ' فَلَمْ تُقْرِرْهُ نَفْسُهٗ حَتّٰى جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ' فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْاٰخِرَ زَنٰى ' فَقَالَ سَعِيْدٌ فَاَعْرَضَ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا اَكْثَرَ عَلَيْهِ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَهْلِهٖ فَقَالَ اَيَشْتَكِيْ اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ؟ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَصَحِيْحٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَبِكْرٌ اَمْ ثَيِّبٌ؟ فَقَالُوْا بَلْ ثَيِّبٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ.

صحیح البخاری (٦٨١٥) صحیح مسلم (٤٣٩٦)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کا ایک آدمی حضرت ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اس نالائق نے زنا کیا ہے' حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ تم نے کیا میرے سوا کسی سے ذکر کیا ہے؟ عرض کی کہ نہیں۔ حضرت ابوبکر نے اس سے فرمایا کہ اللہ سے توبہ کرو اور اللہ کے پردے میں چھپے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے' اس کی دلی تسلی نہ ہوئی اور حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے وہی کہا جو حضرت ابوبکر سے کہا تھا۔ حضرت عمر نے اس سے وہی فرمایا جو حضرت ابوبکر نے فرمایا تھا' لیکن اس کی دلی تسلی نہ ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اس نالائق نے زنا کیا ہے۔ سعید کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ تین مرتبہ کہا اور ہر مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ جب اس نے بس نہ کی تو رسول اللہ ﷺ کا شانۂ اقدس کی طرف جانے لگے اور فرمایا: تم بیمار ہو کہ پاگل؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! یہ تندرست ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم کنوارے ہو یا شادی شدہ؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! شادی شدہ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم فرمایا۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ کی نگاہ کیمیا اثر کی کیا ہی بات ہے کہ جن حضرات نے اس بارگاہ سے خاص تربیت حاصل نہیں کی اور زیادہ عرصہ حضور کی خدمت میں رہ کر کسب فیض کا موقع نہیں ملا وہ بھی آخرت کی کامیابی کے کس درجہ متوالے تھے کہ حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اخروی زندگی سنوارنے کے لیے کس طرح بارگاہ صدیقی' بارگاہ فاروقی اور بارگاہ رسالت میں دیوانہ وار حاضر ہو رہے تھے۔ پتھروں کی بوچھاڑ میں خود موت کو دعوت دیتے رہے۔ جگہ جگہ تلاش کرتے پھر رہے ہیں تاکہ اخروی مواخذے سے اپنے آپ کو اسی دنیا میں پاک کر لیں۔ ایسے ایک ہی بزرگ کا ورع و تقویٰ اگر لاکھوں آدمیوں میں تقسیم کر دیا جائے تو ان میں سے ہر ایک آج کے بزرگوں میں تقویٰ و طہارت میں بڑھ کر ہوگا۔ دریں حالات جید صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ورع و تقویٰ کا بھلا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ اس نگاہ کیمیا اثر کے لیے اسی لیے تو کہا گیا ہے:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

٦٣٧- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَسْلَمَ يُقَالُ لَهُ هَزَّالٌ يَا هَزَّالُ لَوْ سَتَرْتَهُ بِرِدَائِكَ لَكَانَ خَيْرًا لَكَ. قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمِ بْنِ هَزَّالٍ الْاَسْلَمِيُّ فَقَالَ يَزِيْدُ هَزَّالٌ جَدِّيْ، وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَقٌّ. سنن ابوداؤد (٤٣٧٧)

سعید بن میسب نے فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ہزال نامی شخص سے فرمایا کہ اگر تم اسے چادر میں چھپا لیتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ یحییٰ بن سعید کا بیان ہے کہ یہ حدیث میں نے ایک مجلس میں بیان کی جس میں یزید بن نعیم بن ہزال اسلمی بھی تھے۔ یزید نے کہا کہ ہزال میرے جد امجد تھے اور یہ حدیث درست ہے۔

٦٣٨- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَجُلًا اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَاَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرُجِمَ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی نے چار مرتبہ اپنے زنا کا اعتراف کیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَمِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِاعْتِرَافِهِ عَلٰى نَفْسِهِ. صحیح البخاری (٦٨١٥) صحیح مسلم (٤٣٩٦)

ابن شہاب نے فرمایا کہ آدمی کے اعتراف کر لینے سے مواخذہ ہوتا ہے۔

٦٣٩- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَعْقُوْبَ بْنِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ اَبِيْهِ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّ امْرَاَةً جَاءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا زَنَتْ، وَهِيَ حَامِلٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اذْهَبِيْ حَتّٰى تَضَعِيْ. فَلَمَّا وَضَعَتْ جَاءَتْهُ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اذْهَبِيْ حَتّٰى تُرْضِعِيْهِ، فَلَمَّا اَرْضَعَتْهُ جَاءَتْهُ فَقَالَ اذْهَبِيْ فَاسْتَوْدِعِيْهِ قَالَ فَاسْتَوْدَعَتْهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ.

صحیح مسلم (٤٤٠٧)

عبد الرحمن بن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر آپ کو بتایا کہ اس نے زنا کیا ہے اور وہ حاملہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ چلی جاؤ یہاں تک کہ بچہ جن لو۔ جب وہ جن چکی تو حاضر ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چلی جاؤ یہاں تک کہ دودھ چھڑا لو۔ دودھ چھڑانے کے بعد وہ پھر حاضر ہوئی۔ فرمایا: جاؤ بچہ کسی کے سپرد کر دو۔ راوی کا بیان ہے کہ بچہ سپرد کر کے حاضر ہو گئی۔ پس آپ کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔

٦٤٠- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، اَنَّهُمَا اَخْبَرَاهُ، اَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَحَدُهُمَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَقَالَ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُهُمَا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَائْذَنْ لِيْ

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ دو آدمی جھگڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیے اور دوسرے نے کہا جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا۔ یا رسول اللہ! ہمارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق ہی فیصلہ فرمائیے اور مجھے عرض

فِيْ اَنْ اَتَكَلَّمَ. قَالَ تَكَلَّمْ. قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا، فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ، ثُمَّ اِنِّيْ سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ، فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ مَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَاَتِهٖ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، اَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَجَلَدَ ابْنَهٗ مِائَةً وَغَرَّبَهٗ عَامًا، وَاَمَرَ اُنَيْسًا الْاَسْلَمِيَّ اَنْ يَاْتِيَ امْرَاَةَ الْاٰخَرِ فَاِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. صحیح البخاری(۶۶۳۳) صحیح مسلم(۴۴۱۰)

کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا کہ بیان کرو۔ عرض گزار ہوا کہ میرا بیٹا اس کے پاس مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ تمہارے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے سو بکریاں اور ایک لونڈی فدیہ میں دیں۔ پھر میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ تمہارے بیٹے کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلا وطنی ہے اور مجھے بتایا کہ عورت کو سنگسار کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان ضرور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ بکریاں اور لونڈی تمہیں واپس ملیں گی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا اور حضرت انیس اسلمی کو حکم فرمایا کہ کل اس عورت کے پاس جانا۔ اگر وہ اعتراف کرے تو اسے سنگسار کر دینا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کیا اور اسے سنگسار کر دیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْعَسِيْفُ الْاَجِيْرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ "العسیف" سے مزدور مراد ہے۔

۶۴۱- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ، اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتَ لَوْ اَنِّيْ وَجَدْتُ مَعَ امْرَاَتِيْ رَجُلًا اُمْهِلُهٗ حَتّٰى اٰتِيَ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ. صحیح مسلم(۳۷۴۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ اگر میں اپنی بیوی کے پاس کسی کو پاؤں تو اسے مہلت دوں یہاں تک کہ چار گواہ لاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔

[۸۴۴] اثر- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ الرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى مِنَ الرِّجَالِ، وَالنِّسَاءِ اِذَا اُحْصِنَ، اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، اَوْ كَانَ الْحَبَلُ، اَوِ الْاِعْتِرَافُ.

صحیح البخاری(۶۸۳۰) صحیح مسلم(۴۳۹۴)

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کی کتاب میں زنا کرنے والے مرد اور عورت کے لیے سنگسار کرنے کا حکم بالکل درست ہے جب کہ وہ شادی شدہ ہوں اور جب شہادتیں قائم ہو جائیں یا حمل سے معلوم ہو یا اعتراف کر لے۔

[۸۴۵] اثر- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِيْ وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتَاهُ رَجُلٌ وَهُوَ بِالشَّامِ، فَذَكَرَ لَهٗ اَنَّهٗ وَجَدَ

سلیمان بن یسار نے ابو واقد لیثی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کی خدمت میں ایک آدمی آیا جب کہ وہ شام میں تھے اور ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پایا ہے۔

مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَبَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَبَا وَاقِدٍ اللَّيْثِيَّ إِلَى امْرَأَتِهِ يَسْأَلُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَتَاهَا وَعِنْدَهَا نِسْوَةٌ حَوْلَهَا، فَذَكَرَ لَهَا الَّذِي قَالَ زَوْجُهَا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَأَخْبَرَهَا أَنَّهَا لَا تُؤَاخَذُ بِقَوْلِهِ وَجَعَلَ يُلَقِّنُهَا أَشْبَاهَ ذٰلِكَ لِتَنْزِعَ فَأَبَتْ أَنْ تَنْزِعَ، وَتَمَّتْ عَلَى الْاِعْتِرَافِ فَأَمَرَ بِهَا عُمَرُ فَرُجِمَتْ.

حضرت عمر نے اس عورت کے پاس ابو واقد لیثی کو بھیجا تا کہ اس بارے میں اس سے پوچھے۔ وہ گئے تو اس کے پاس عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا جو حضرت عمر نے فرمائی تھی اور اسے بتایا کہ خاوند کے کہنے پر اس کا مواخذہ نہیں ہوگا اور اسے ایسی باتیں سکھانے لگے کہ وہ اقرار نہ کرے۔ لیکن عورت نے اعتراف کیا اور حضرت عمر کے حکم سے اسے سنگسار کر دیا گیا۔ ف

ف: قربان جائیں اس محترمہ کی عظمت پر کہ آخرت پر ایمان کتنا پختہ ہے کہ اس کی کامیابی کے راستے میں دنیاوی زندگی کو ذرا بھی حائل نہیں ہونے دیا۔ لغزش کا اقرار کر کے رجم ہونا، پتھروں کی بارش کے اندر دائمی اجل کو لبیک کہنا قبول کر لیا لیکن آخرت کا ذرا سا خطرہ بھی باقی نہیں رہنے دیا۔ اسی لیے تو ابوالاثر جناب حفیظ جالندھری نے کہا ہے:

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غیرت سے انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے

[۸۴۶] اَثَر - حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ لَمَّا صَدَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ مِنًى أَنَاخَ بِالْأَبْطَحِ، ثُمَّ كَوَّمَ كُوْمَةً بَطْحَاءَ، ثُمَّ طَرَحَ عَلَيْهَا رِدَاءَهُ وَاسْتَلْقَى، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ كَبِرَتْ سِنِّيْ، وَضَعُفَتْ قُوَّتِيْ، وَانْتَشَرَتْ رَعِيَّتِيْ فَاقْبِضْنِيْ إِلَيْكَ غَيْرَ مُضَيِّعٍ، وَلَا مُفَرِّطٍ، ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ سُنَّتْ لَكُمُ السُّنَنُ، وَفُرِضَتْ لَكُمُ الْفَرَائِضُ، وَتُرِكْتُمْ عَلَى الْوَاضِحَةِ إِلَّا أَنْ تَضِلُّوْا بِالنَّاسِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، وَضَرَبَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرٰى، ثُمَّ قَالَ إِيَّاكُمْ أَنْ تَهْلِكُوْا عَنْ آيَةِ الرَّجْمِ، أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ لَا نَجِدُ حَدَّيْنِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَجَمْنَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْ لَا أَنْ يَقُوْلَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَكَتَبْتُهَا (اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ فَارْجُمُوْهُمَا الْبَتَّةَ) فَإِنَّا قَدْ قَرَأْنَاهَا.

سعید بن مسیب نے حضرت عمر کو کہتے ہوئے سنا جب کہ وہ منیٰ سے لوٹے اور ابطح میں اپنے اونٹ کو بٹھا رہے تھے تو کنکریوں کا ایک ڈھیر لگا کر اپنی چادر اس پر بچھا دی اور چت لیٹ گئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر عرض گزار ہوئے: اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی، میری قوت گھٹ گئی، میری رعیت بہت پھیل گئی لہٰذا مجھے اپنی بارگاہ میں بلا لے کہ نہ تیرے احکام کو ضائع کرنے والا بنوں اور نہ افراط کرنے والا۔ پھر جب مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! راستہ تمہارے لیے صاف ہو گیا اور فرائض تمہارے لیے مقرر ہو گئے اور تم واضح راستے پر ڈال دیئے گئے مگر یہ کہ تم لوگوں کے ساتھ دائیں بائیں کو بہک جاؤ۔ پھر ایک ہاتھ دوسرے پر مار کر فرمایا کہ ایسا نہ ہو تم آیت رجم کو بھلا دو اور کوئی کہنے والا کہے کہ ہم اس کی حدیں اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے تو رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا، ہم نے رجم کیا، قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر لوگوں کے کہنے کا ڈر نہ ہوتا کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کر دیا تو ضرور میں ''الشیخ والشیخة فارجموهما البتة'' کو لکھ دیتا کیونکہ ہم نے اسے پڑھا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَمَا انْسَلَخَ ذُو الْحِجَّةِ حَتّٰى قُتِلَ عُمَرُ رَحِمَهُ

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ذوالحجہ کا مہینہ گزرا نہ تھا کہ حضرت عمر کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان

اللّٰهُ.

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ قَوْلُهُ الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ يَعْنِي الثَّيِّبَ وَالثَّيِّبَةَ، فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ.

پر رحم فرمائے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ "الشیخ و الشیخۃ" سے شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت مراد ہے کہ دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔

[۸۴۷] اثر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اُتِيَ بِامْرَاَةٍ قَدْ وَلَدَتْ فِيْ سِتَّةِ اَشْهُرٍ، فَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُرْجَمَ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ. لَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا﴾ (الاحقاف:۱۵) وَقَالَ ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ (البقرہ:۲۳۳) فَالْحَمْلُ يَكُوْنُ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَلَا رَجْمَ عَلَيْهَا، فَبَعَثَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فِيْ اَثَرِهَا فَوَجَدَهَا قَدْ رُجِمَتْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عثمان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ مہینے میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی نے ان سے کہا کہ اس کی یہ سزا نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور اسے اٹھائے پھرنا اور دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے" نیز فرماتا ہے: "اور مائیں دودھ پلائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس۔ اس لیے جو دودھ کی مدت پوری کرنی ہے" پس حمل چھ ماہ کا ہو سکتا ہے تو وہ رجم نہ کی جائے۔ حضرت عثمان نے اس کے پیچھے آدمی بھیجا تو اسے رجم کر دیا گیا تھا۔

حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الَّذِيْ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ عَلَيْهِ الرَّجْمُ اَحْصَنَ، اَوْ لَمْ يُحْصِنْ.

ابن شہاب سے قوم لوط کے عمل کے متعلق پوچھا گیا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اسے سنگسار کیا جائے خواہ شادی شدہ ہو یا شادی شدہ نہ ہو۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنِ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا

جو خود زنا کا اقرار کرے

۶۴۲- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ رَجُلًا اِعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَدَعَا لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَوْطٍ فَاُتِيَ بِسَوْطٍ مَكْسُوْرٍ فَقَالَ فَوْقَ هٰذَا فَاُتِيَ بِسَوْطٍ جَدِيْدٍ لَمْ تُقْطَعْ ثَمَرَتُهُ فَقَالَ دُوْنَ هٰذَا. فَاُتِيَ بِسَوْطٍ قَدْ رُكِبَ بِهٖ وَلَانَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَجُلِدَ، ثُمَّ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اٰنَ لَكُمْ اَنْ تَنْتَهُوْا عَنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ، مَنْ اَصَابَ مِنْ هٰذِهِ الْقَاذُوْرَاتِ شَيْئًا فَلْيَسْتَتِرْ بِسِتْرِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ مَنْ يُبْدِيْ لَنَا صَفْحَتَهُ نُقِمْ عَلَيْهِ كِتَابَ اللّٰهِ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے اپنے متعلق زنا کا اعتراف کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے کوڑا منگایا۔ آپ کی خدمت میں ٹوٹا ہوا کوڑا لایا گیا۔ فرمایا کہ اچھا لاؤ تو ایک نیا کوڑا لایا گیا جس کا سرا ابھی کاٹا بھی نہیں گیا تھا۔ فرمایا کہ اس سے کم تر لاؤ۔ پس آپ کی خدمت میں استعمال شدہ لایا گیا جو نرم ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کوڑے کے ساتھ مارنے کا حکم فرمایا۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے لوگو! وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے بچو۔ اگر کوئی کسی برائی میں ملوث ہو جائے تو اللہ کے پردے میں چھپا رہے' جو ہمارے سامنے اپنا پردہ فاش کر دے گا تو ہم اس پر اللہ کی کتاب کے مطابق حد قائم کریں گے۔

[۸۴۸] اثر- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ صَفِيَّةَ

نافع کو صفیہ بنت ابو عبید نے بتایا کہ حضرت ابو بکر صدیق کی

بِنْتَ أَبِي عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ وَقَعَ عَلٰى جَارِيَةٍ بِكْرٍ فَأَحْبَلَهَا، ثُمَّ اعْتَرَفَ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا، وَلَمْ يَكُنْ أَحْصَنَ، فَأَمَرَ بِهِ أَبُوْ بَكْرٍ فَجُلِدَ الْحَدَّ، ثُمَّ نُفِيَ إِلٰى فَدَكَ.

خدمت میں ایک آدمی کو لایا گیا جس نے ایک کنواری لونڈی سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ پھر اپنے متعلق زنا کا اعتراف کیا اور وہ شادی شدہ نہ تھا۔ حضرت ابوبکر نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا اور پھر اسے فدک کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِيْ يَعْتَرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالزِّنَا، ثُمَّ يَرْجِعُ عَنْ ذٰلِكَ وَيَقُوْلُ لَمْ أَفْعَلْ، وَإِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنِّيْ عَلٰى وَجْهِ كَذَا وَكَذَا لِشَيْءٍ يَذْكُرُهُ إِنَّ ذٰلِكَ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْحَدَّ الَّذِيْ هُوَ لِلّٰهِ لَا يُؤْخَذُ إِلَّا بِأَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ تَثْبُتُ عَلٰى صَاحِبِهَا، وَإِمَّا بِاعْتِرَافٍ يُقِيْمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يُقَامَ عَلَيْهِ الْحَدُّ، فَإِنْ أَقَامَ عَلَى اعْتِرَافِهِ أُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جو اپنے متعلق زنا کا اعتراف کرے پھر اس بات سے پھر جائے اور کہے کہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے جو کچھ کیا اسے زنا فلاں وجہ سے کہا ہے اور وہ بات بیان کرے تو اسے قبول کیا جائے گا اور اس پر حد جاری نہیں ہو گی۔ حد تو اللہ کے لیے قائم کی جاتی ہے اور دو میں سے ایک وجہ ضرور ہوتی ہے خواہ عادل گواہیاں قائم ہو جائیں یا اعتراف کرے اور قائم رہے تو اس پر حد قائم کی جائے گی اگر وہ اپنے اعتراف پر قائم رہے تو اس پر حد جاری ہو گی۔

قَالَ مَالِكٌ الَّذِيْ أَدْرَكْتُ عَلَيْهِ أَهْلَ الْعِلْمِ أَنَّهُ لَا نَفْيَ عَلَى الْعَبِيْدِ إِذَا زَنَوْا.

امام مالک نے فرمایا کہ اہل علم کو میں نے اسی بات پر پایا ہے کہ زنا کرنے والے غلام کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

٣- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِيْ حَدِّ الزِّنَا

حدِ زنا کے متعلق دیگر روایات

٦٤٣- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ، وَلَمْ تُحْصِنْ فَقَالَ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ بِيْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِيْرٍ. صحیح البخاری (۲۱۵۳) صحیح مسلم (٤٤٢٠)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لونڈی کے متعلق پوچھا گیا جو زنا کرے اور محصنہ نہ ہو۔ فرمایا کہ وہ زنا کرے تو کوڑے مارو' پھر زنا کرے تو کوڑے مارو۔ پھر زنا کرے تو کوڑے مارو اور اسے بیچ دو خواہ ایک رسی کے بدلے۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَا أَدْرِيْ أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ ایسا تیسری دفعہ کے بعد فرمایا یا چوتھی دفعہ کے۔

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ وَالضَّفِيْرُ الْحَبْلُ.

یحیٰی نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ "الضفیر" رسی کو کہتے ہیں۔

[٨٤٩] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدًا كَانَ يَقُوْمُ عَلٰى رَقِيْقِ الْخُمُسِ، وَأَنَّهُ اسْتَكْرَهَ جَارِيَةً مِنْ ذٰلِكَ الرَّقِيْقِ، فَوَقَعَ بِهَا فَجَلَدَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَنَفَاهُ، وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ لِأَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا.

نافع سے روایت ہے کہ ایک غلام جو خمس کے لونڈی غلاموں پر مقرر تھا اس نے ان میں سے ایک لونڈی کے ساتھ زبردستی زنا کیا۔ حضرت عمر نے اسے کوڑے مارے اور نکال دیا اور لونڈی کو کوڑے نہ مارے کیونکہ اس کے ساتھ زبردستی کی گئی تھی۔

[٨٥٠] أَثَرٌ- **حَدَّثَنِيْ** مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ،

عبداللہ بن عباس بن ابو ربیعہ مخزومی سے روایت ہے کہ

اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَيَّاشِ بْنِ اَبِىْ رَبِيْعَةَ الْمَخْزُوْمِيَّ قَالَ اَمَرَنِىْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِىْ فِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ ' فَجَلَدْنَا وَلَائِدَ مِنْ وَلَائِدِ الْاِمَارَةِ خَمْسِيْنَ خَمْسِيْنَ فِى الزِّنَا.

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اور قریش کے چند جوانوں کو حکم فرمایا کہ زنا کی سزا میں بیت المال کی لونڈیوں کو پچاس پچاس کوڑے ماریں۔

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِى الْمُغْتَصَبَةِ

عورت کو غصب کر لینے والے کا بیان

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِى الْمَرْاَةِ تُوْجَدُ حَامِلًا ' وَلَا زَوْجَ لَهَا فَتَقُوْلُ قَدِ اسْتُكْرِهْتُ ' اَوْ تَقُوْلُ تَزَوَّجْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا. وَاِنَّهَا يُقَامُ عَلَيْهَا الْحَدُّ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ لَهَا عَلٰى مَا ادَّعَتْ مِنَ النِّكَاحِ بَيِّنَةٌ ' اَوْ عَلٰى اَنَّهَا اسْتُكْرِهَتْ ' اَوْ جَاءَتْ تَدْمٰى اِنْ كَانَتْ بِكْرًا ' اَوِ اسْتَغَاثَتْ حَتّٰى اُتِيَتْ ' وَهِىَ عَلٰى ذٰلِكَ الْحَالِ ' اَوْ مَا اَشْبَهَ هٰذَا مِنَ الْاَمْرِ الَّذِىْ تَبْلُغُ فِيْهِ فَضِيْحَةَ نَفْسِهَا قَالَ فَاِنْ لَمْ تَاْتِ بِشَىْءٍ مِنْ هٰذَا اُقِيْمَ عَلَيْهَا الْحَدُّ ' وَلَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا مَا ادَّعَتْ مِنْ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو عورت حاملہ پائی جائے اور اس کا خاوند نہ ہو اس کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ کہے کہ میرے ساتھ زبردستی ہوئی ہے یا کہے کہ میں نے شادی کر لی ہے تو اس کی بات قبول نہ کی جائے اور اس پر حد جاری کی جائے مگر جب کہ اس کے پاس نکاح کے گواہ ہوں یا اس بات کے کہ واقعی اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی یا بلانے پر چلی آئے جب کہ کنواری ہو یا اسی حال میں فریاد کرتی ہوئی چلی آئے یا ایسی ہی کوئی بات جس سے دلی ناراضگی کا ثبوت ملے۔ فرمایا کہ اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہوئی تو اس پر حد قائم ہوگی اور اس کا دعوٰی قبول نہیں ہوگا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمُغْتَصَبَةُ لَا تَنْكِحُ حَتّٰى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا بِثَلَاثِ حِيَضٍ.

قَالَ فَاِنِ ارْتَابَتْ مِنْ حَيْضَتِهَا ' فَلَا تَنْكِحُ حَتّٰى تَسْتَبْرِئَ نَفْسَهَا مِنْ تِلْكَ الرِّيْبَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس کے ساتھ زیادتی ہوئی وہ نکاح نہ کرے جب تک تین حیضوں سے پاک نہ ہو جائے۔

فرمایا کہ اگر اسے حیض کا شک ہو تو نکاح نہ کرے کہ جب تک یہ شک دور نہ ہو جائے۔

٥- بَابُ الْحَدِّ فِى الْقَذْفِ وَالنَّفْىِ وَالتَّعْرِيْضِ

حدِ قذف' نفی نسب اور اشارتاً گالی دینا

[٨٥١] اَثَرٌ- حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ ' عَنْ اَبِى الزِّنَادِ ' اَنَّهُ قَالَ جَلَدَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَبْدًا فِىْ فِرْيَةٍ ثَمَانِيْنَ.

قَالَ اَبُو الزِّنَادِ فَسَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ ذٰلِكَ ' فَقَالَ اَدْرَكْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ' وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ ' وَالْخُلَفَاءَ هَلُمَّ جَرًّا فَمَا رَاَيْتُ اَحَدًا جَلَدَ عَبْدًا فِىْ فِرْيَةٍ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِيْنَ.

ابو الزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے حدِ قذف میں ایک غلام کو اسّی کوڑے مارے۔

ابو الزناد کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں نے حضرت عمر' حضرت عثمان اور ان کے خلفاء کو دیکھا کہ حدِ قذف میں کسی نے غلام کو چالیس سے زیادہ کوڑے نہیں مارے۔

[٨٥٢] اَثَرٌ- حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ ' عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَيْلِىِّ ' اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ مِصْبَاحٌ اِسْتَعَانَ ابْنًا لَهُ ' فَكَاَنَّهُ اسْتَبْطَاَهُ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ لَهُ يَا زَانِىْ قَالَ زُرَيْقٌ

زریق بن حکیم ایلی سے روایت ہے کہ مصباح نامی ایک شخص نے کسی کام کے لیے اپنے بیٹے کو بلایا۔ اس نے دیر کر دی۔ جب وہ حاضر ہوا تو باپ نے کہا: اے زانی! لڑکے نے مجھ سے

فَاسْتَعْدَانِیْ عَلَیْهِ، فَلَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اَجْلِدَهٗ قَالَ ابْنُهٗ وَاللّٰهِ لَئِنْ جَلَدْتَهٗ لَاَبُوْءَنَّ عَلٰی نَفْسِیْ بِالزِّنَا، فَلَمَّا قَالَ ذٰلِکَ اَشْکَلَ عَلَیَّ اَمْرُهٗ، فَکَتَبْتُ فِیْهِ اِلٰی عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ، وَهُوَ الْوَالِیْ یَوْمَئِذٍ اَذْکُرُ لَهٗ ذٰلِکَ، فَکَتَبَ اِلَیَّ عُمَرُ اَنْ اَجِزْ عَفْوَهٗ.

فریاد کی۔ میں نے باپ کو کوڑے مارنے چاہے تو اس کے بیٹے نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر آپ انہیں کوڑے ماریں گے تو میں زنا کا اقرار کرلوں گا۔ جب اس نے یہ کہا تو میرے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا۔ پس میں نے عمر بن عبدالعزیز کے لیے لکھا جو والی تھے اور انہیں یہ بات بتائی۔ حضرت عمر نے مجھے لکھا کہ اس کے معاف کرنے کو جائز سمجھو۔

قَالَ زُرَیْقٌ وَکَتَبْتُ اِلٰی عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ اَیْضًا اَرَاَیْتَ رَجُلًا افْتُرِیَ عَلَیْهِ، اَوْ عَلٰی اَبَوَیْهِ، وَقَدْ هَلَکَا اَوْ اَحَدُهُمَا؟ قَالَ فَکَتَبَ اِلَیَّ عُمَرُ اِنْ عَفَا فَاَجِزْ عَفْوَهٗ فِیْ نَفْسِهٖ، وَاِنِ افْتُرِیَ عَلٰی اَبَوَیْهِ وَقَدْ هَلَکَا، اَوْ اَحَدُهُمَا فَخُذْ لَهٗ بِکِتَابِ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ سِتْرًا.

زریق کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے لیے یہ بھی لکھا کہ اگر کسی پر تہمت لگائی جائے یا اس کے والدین پر اور وہ دونوں فوت ہو گئے یا ان میں سے ایک۔ ان کا بیان ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے لکھا کہ اگر وہ معاف کر دے تو اس کا معاف کرنا درست ہے اور اگر اس کے والدین پر تہمت لگائی تھی جو دونوں فوت ہو چکے یا ان میں سے ایک، تو اسے اللہ کی کتاب کے مطابق پکڑ لو مگر یہ کہ وہ پردہ چاہے۔

قَالَ یَحْیٰی سَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ وَذٰلِکَ اَنْ یَّکُوْنَ الرَّجُلُ الْمُفْتَرٰی عَلَیْهِ یَخَافُ اِنْ کُشِفَ ذٰلِکَ مِنْهُ اَنْ تَقُوْمَ عَلَیْهِ بَیِّنَةٌ، فَاِذَا کَانَ عَلٰی مَا وَصَفْتُ فَعَفَا جَازَ عَفْوُهٗ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ تہمت لگانے والا اگر ڈرے کہ اگر اس نے یہ راز فاش کیا تو اس کے کہنے کے مطابق اس پر گواہیاں قائم ہو جائیں گی۔ لہٰذا وہ معاف کر دیتا ہے تو یہ معاف کرنا جائز ہے۔

[۸۵۳] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ قَالَ فِیْ رَجُلٍ قَذَفَ قَوْمًا جَمَاعَةً اَنَّهٗ لَیْسَ عَلَیْهِ اِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ.

عروہ بن زبیر نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے ایک جماعت پر تہمت لگائی کہ اس پر نہیں ہے مگر ایک حد۔

قَالَ مَالِکٌ وَاِنْ تَفَرَّقُوْا فَلَیْسَ عَلَیْهِ اِلَّا حَدٌّ وَاحِدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر وہ جدا جدا ہو جائیں تب بھی اس پر ایک حد ہے۔

حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ اَبِی الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ الْاَنْصَارِیِّ، ثُمَّ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ عَنْ اُمِّهٖ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ رَجُلَیْنِ اسْتَبَّا فِیْ زَمَانِ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ وَاللّٰهِ مَا اَبِیْ بِزَانٍ وَلَا اُمِّیْ بِزَانِیَةٍ، فَاسْتَشَارَ فِیْ ذٰلِکَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ قَائِلٌ مَدَحَ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ وَقَالَ اٰخَرُوْنَ قَدْ کَانَ لِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ مَدْحٌ غَیْرُ هٰذَا نَرٰی اَنْ تَجْلِدَهُ الْحَدَّ فَجَلَدَهٗ عُمَرُ الْحَدَّ ثَمَانِیْنَ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں دو آدمی آپس میں جھگڑے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ خدا کی قسم! میرے ماں باپ زانی نہ تھے۔ حضرت عمر نے اس بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ ایک نے کہا کہ اس نے اپنے ماں باپ کی تعریف کی ہے۔ دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے سوا اس کے ماں باپ کی کوئی تعریف نہ تھی، لہٰذا ہمارے خیال میں اس پر حد جاری ہو۔ پس حضرت عمر نے اسے اسّی کوڑے لگائے۔

قَالَ مَالِكٌ لَا حَدَّ عِنْدَنَا إِلَّا فِي نَفْيٍ، أَوْ قَذْفٍ، أَوْ تَعْرِيضٍ يُرَى أَنَّ قَائِلَهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِذٰلِكَ نَفْيًا، أَوْ قَذْفًا فَعَلَى مَنْ قَالَ ذٰلِكَ الْحَدُّ تَامًّا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حد نہیں ہے مگر نفی نسب' تہمت اور تعریض میں۔ دیکھا جائے گا کہ نفی نسب اور تہمت میں قائل کی مراد ہے' کیا ایسا کہنے والے پر پوری حد ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ إِذَا نَفَى رَجُلٌ رَجُلًا مِنْ أَبِيهِ، فَإِنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ، وَإِنْ كَانَتْ أُمُّ الَّذِي نُفِيَ مَمْلُوكَةً فَإِنَّ عَلَيْهِ الْحَدَّ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کی اس کے باپ سے نفی کرے تو اس پر حد جاری ہوگی' اگرچہ اس کی والدہ لونڈی ہو تب بھی حد جاری ہوگی۔

٦- بَابُ مَا لَا حَدَّ فِيهِ

جن باتوں پر حد نہیں

قَالَ مَالِكٌ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي الْأَمَةِ يَقَعُ بِهَا الرَّجُلُ وَلَهُ فِيهَا شِرْكٌ أَنَّهُ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ، وَأَنَّهُ يُلْحَقُ بِهِ الْوَلَدُ وَتُقَوَّمُ عَلَيْهِ الْجَارِيَةُ حِينَ حَمَلَتْ، فَيُعْطَى شُرَكَاؤُهُ حِصَصَهُمْ مِنَ الثَّمَنِ، وَتَكُونُ الْجَارِيَةُ لَهُ. وَعَلَى هٰذَا الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ خوب سنا کہ اگر کوئی لونڈی سے زنا کرے اور اس میں اس کا حصہ ہو تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی' بچے کا نسب اس سے ملایا جائے گا اور لونڈی اس وقت کی لگائی جائے گی جب کہ وہ حاملہ ہوئی۔ پس قیمت سے دوسرے شرکاء کو ان کا حصہ دیا جائے گا اور لونڈی کو یہ شخص لے لے گا۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُحِلُّ لِلرَّجُلِ جَارِيَتَهُ إِنَّهُ إِنْ أَصَابَهَا الَّذِي أُحِلَّتْ لَهُ قُوِّمَتْ عَلَيْهِ يَوْمَ أَصَابَهَا حَمَلَتْ، أَوْ لَمْ تَحْمِلْ، وَدُرِئَ عَنْهُ الْحَدُّ بِذٰلِكَ، فَإِنْ حَمَلَتْ أُلْحِقَ بِهِ الْوَلَدُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی اپنی لونڈی دوسرے کے لیے حلال کر دے تو جس کے لیے حلال کی اگر وہ اس کے ساتھ صحبت کرے تو صحبت کرنے کے روز کی قیمت ڈالی جائے گی' خواہ حاملہ ہو یا نہ ہو' اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور بچے کا نسب اس آدمی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى جَارِيَةِ ابْنِهِ أَوِ ابْنَتِهِ أَنَّهُ يُدْرَأُ عَنْهُ الْحَدُّ، وَتُقَامُ عَلَيْهِ الْجَارِيَةُ حَمَلَتْ، أَوْ لَمْ تَحْمِلْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنے بیٹے یا بیٹی کی لونڈی سے صحبت کی تو اس پر حد جاری نہیں ہوگی اور اس سے لونڈی کی قیمت لی جائے گی خواہ وہ حاملہ ہوئی یا نہ ہوئی۔

[٨٥٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ خَرَجَ بِجَارِيَةٍ لِامْرَأَتِهِ مَعَهُ فِي سَفَرٍ، فَأَصَابَهَا فَغَارَتِ امْرَأَتُهُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ وَهَبَتْهَا لِي، فَقَالَ عُمَرُ لَتَأْتِيَنِّي بِالْبَيِّنَةِ، أَوْ لَأَرْمِيَنَّكَ بِالْحِجَارَةِ. قَالَ فَاعْتَرَفَتِ امْرَأَتُهُ أَنَّهَا وَهَبَتْهَا لَهُ.

ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی سے کہا جو اپنی بیوی کی لونڈی کو سفر میں ساتھ لے گیا' پھر اس سے صحبت کی' اس کی بیوی کو غیرت آئی اور حضرت عمر سے اس بات کا ذکر کر دیا تو آپ نے اس سے پوچھا۔ اس نے کہا: بیوی نے مجھے ہبہ کر دی تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ گواہ لاؤ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کی بیوی نے اعتراف کر لیا کہ اس نے انہیں ہبہ کر دی تھی۔

٧- بَابُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ

جس چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا

٦٤٤- **حَدَّثَنِي** مَالِكٌ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ. صحیح البخاری (٦٧٩٦) صحیح مسلم (٤٣٨٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کی قیمت یعنی تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا۔

٦٤٥- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ مُعَلَّقٍ ' وَلَا فِيْ حَرِيْسَةِ جَبَلٍ ' فَاِذَا اٰوَاهُ الْمُرَاحُ ' اَوِ الْجَرِيْنُ فَالْقَطْعُ فِيْمَا يَبْلُغُ ثَمَنَ الْمِجَنِّ. سنن نسائی (٤٩٧٢)

عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوحسین مکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لٹکے ہوئے پھلوں اور پہاڑ پر پھرتی ہوئی بکری کے بدلے ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر بکری گھر آ گئی اور پھل توڑ لیے گئے تھے تو کاٹا جائے گا جب کہ یہ ڈھال کی قیمت کے برابر ہو۔

[٨٥٥] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ ' عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' اَنَّ سَارِقًا سَرَقَ فِيْ زَمَانِ عُثْمَانَ اُتْرُجَّةً فَاَمَرَ بِهَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ اَنْ تُقَوَّمَ ' فَقُوِّمَتْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ مِنْ صَرْفِ اثْنَيْ عَشَرَ دِرْهَمًا بِدِيْنَارٍ فَقَطَعَ عُثْمَانُ يَدَهُ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عثمان کے زمانے میں کسی چور نے سنگترے چرائے تو حضرت عثمان نے قیمت لگانے کا حکم فرمایا۔ قیمت تین درہم لگائی گئی جب کہ ایک دینار کے بدلے بارہ درہم آتے ہوں' حضرت عثمان نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

[٨٥٦] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ' اَنَّهَا قَالَتْ مَا طَالَ عَلَيَّ وَمَا نَسِيْتُ الْقَطْعُ فِيْ رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا.

صحیح البخاری (٦٧٩١) صحیح مسلم (٤٣٧٤)

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ زیادہ زمانہ نہیں گزرا اور نہ میں بھولی کہ چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹا جاتا تھا۔

[٨٥٧] **اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ ' عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى مَكَّةَ وَمَعَهَا مَوْلَاتَانِ لَهَا ' وَمَعَهَا غُلَامٌ لِبَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ ' فَبَعَثَتْ مَعَ الْمَوْلَاتَيْنِ بِبُرْدٍ مُرَجَّلٍ قَدْ خِيْطَ عَلَيْهِ خِرْقَةٌ خَضْرَاءُ. قَالَتْ فَاَخَذَ الْغُلَامُ الْبُرْدَ فَفَتَقَ عَنْهُ فَاسْتَخْرَجَهُ ' وَجَعَلَ مَكَانَهُ لِبْدًا ' اَوْ فَرْوَةً وَخَاطَ عَلَيْهِ ' فَلَمَّا قَدِمَتِ الْمَوْلَاتَانِ الْمَدِيْنَةَ دَفَعَتَا ذٰلِكَ اِلٰى اَهْلِهِ ' فَلَمَّا فَتَقُوْا عَنْهُ وَجَدُوْا فِيْهِ اللِّبْدَ ' وَلَمْ يَجِدُوا الْبُرْدَ ' فَكَلَّمُوا الْمَرْاَتَيْنِ فَكَلَّمَتَا عَائِشَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ' اَوْ كَتَبَتَا اِلَيْهَا وَاتَّهَمَتَا الْعَبْدَ فَسُئِلَ الْعَبْدُ عَنْ ذٰلِكَ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَتْ بِهِ عَائِشَةُ ' زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ

عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ مکرمہ کی طرف نکلیں اور ان کے ساتھ دو ان کی لونڈیاں آزاد کردہ اور ایک عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق کے بیٹے کا غلام تھا۔ انہوں نے ان لونڈیوں کے ہاتھ ایک منقش چادر بھیجی' اسے ایک سبز کپڑے میں لپیٹ کر سی دیا۔ غلام نے وہ چادر تو نکال لی اور اس کی جگہ کوئی نمدہ یا پوستین رکھ کر اسی طرح سلائی کر دی' جب لونڈیاں مدینہ منورہ میں پہنچیں تو اسے گھر والوں کے سپرد کر دیا۔ انہوں نے اسے ادھیڑا تو نمدہ پایا اور چادر نہ ملی۔ لونڈیوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے حضرت عائشہ کے لیے لکھ بھیجا اور دونوں نے غلام پر الزام لگایا۔ غلام سے اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ حضرت عائشہ نے حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور حضرت عائشہ نے فرمایا کہ چوتھائی دینار یا اس

فَقُطِعَتْ يَدُهُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ الْقَطْعُ فِي رُبُعِ دِينَارٍ فَصَاعِدًا.

سے زیادہ پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ أَحَبُّ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ إِلَيَّ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ، وَإِنِ ارْتَفَعَ الصَّرْفُ، أَوِ اتَّضَعَ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَطَعَ فِي مِجَنٍّ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ، وَأَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَطَعَ فِي أُتْرُجَّةٍ قُوِّمَتْ بِثَلَاثَةِ دَرَاهِمَ، وَهٰذَا أَحَبُّ مَا سَمِعْتُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا: مجھے یہ پسند ہے کہ تین درہم کے بدلے ہاتھ کاٹنا واجب ہے' خواہ اٹھا لے جائے یا ضائع کر دے اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال کے بدلے ہاتھ کاٹا جو تین درہم کی تھی اور حضرت عثمان نے سنگتروں پر ہاتھ کاٹا۔

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَطْعِ الْآبِقِ وَالسَّارِقِ

اس غلام کا ہاتھ کاٹنا جو بھاگا اور چوری کی

[۸۵۸] اثر- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدًا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ سَرَقَ وَهُوَ آبِقٌ، فَأَرْسَلَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ لِيَقْطَعَ يَدَهُ فَأَبَى سَعِيدٌ أَنْ يَقْطَعَ يَدَهُ وَقَالَ لَا تُقْطَعُ يَدُ الْآبِقِ السَّارِقِ إِذَا سَرَقَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فِي أَيِّ كِتَابِ اللّٰهِ وَجَدْتَ هٰذَا؟ ثُمَّ أَمَرَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقُطِعَتْ يَدُهُ.

نافع سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر کے بھاگے ہوئے غلام نے چوری کی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اسے مدینہ منورہ کے امیر حضرت سعید بن العاص کے پاس بھیج دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیں۔ حضرت سعید نے اس کا ہاتھ کاٹنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ بھاگا ہوا غلام اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے ان سے فرمایا کہ یہ بات آپ کو اللہ کی کون سی کتاب میں ملی ہے؟ پھر حضرت عبد اللہ بن عمر نے حکم دیا تو اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔

[۸۵۹] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زُرَيْقِ بْنِ حَكِيمٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ أَخَذَ عَبْدًا آبِقًا قَدْ سَرَقَ. قَالَ فَأَشْكَلَ عَلَيَّ أَمْرُهُ. قَالَ فَكَتَبْتُ فِيهِ إِلَى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَسْأَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ، وَهُوَ الْوَالِي يَوْمَئِذٍ. قَالَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّنِي كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ، وَهُوَ آبِقٌ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ. قَالَ فَكَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ نَقِيضَ كِتَابِي يَقُولُ كَتَبْتَ إِلَيَّ أَنَّكَ كُنْتَ تَسْمَعُ أَنَّ الْعَبْدَ الْآبِقَ إِذَا سَرَقَ لَمْ تُقْطَعْ يَدُهُ، وَأَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (المائدہ:۳۸) فَإِنْ بَلَغَتْ سَرِقَتُهُ رُبُعَ دِينَارٍ فَصَاعِدًا فَاقْطَعْ يَدَهُ.

زریق بن حکیم کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا جس نے چوری کی تھی۔ مجھے اس میں الجھن پیش آئی۔ میں نے یہ بات پوچھتے ہوئے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لیے لکھا جو ان دنوں والی تھے۔ اور میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میں سنتا ہوں کہ جو بھاگا ہوا غلام چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ عمر بن عبد العزیز نے میرے خط کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ تم نے لکھا ہے کہ بھاگا ہوا غلام جب چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: "اور جو مرد یا عورت چور ہو اس کا ہاتھ کاٹو' ان کے کیے کا بدلہ' اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے' اگر چوری چوتھائی دینار کو پہنچ جائے یا اس سے زیادہ تو اس کا ہاتھ کاٹ دو۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد' سالم بن عبد اللہ اور

مُحَمَّدٍ وَسَالِمِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ كَانُوا يَقُولُونَ إِذَا سَرَقَ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ الْاَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا. اَنَّ الْعَبْدَ الْاٰبِقَ إِذَا سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ قُطِعَ.

عروہ بن زبیر کہا کرتے تھے کہ بھاگا ہوا غلام جب اتنی مالیت کی چوری کرے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بھاگا ہوا غلام جب اتنی چوری کرے جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

٩- بَابُ تَرْكِ الشَّفَاعَةِ لِلسَّارِقِ اِذَا بَلَغَ السُّلْطَانَ

چور حاکم تک پہنچ جائے تو سفارش نہ کی جائے

٦٤٦- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ قِيلَ لَهُ اِنَّهُ مَنْ لَمْ يُهَاجِرْ هَلَكَ فَقَدِمَ صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ الْمَدِينَةَ فَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ فَجَاءَ سَارِقٌ فَاَخَذَ رِدَاءَهُ فَاَخَذَ صَفْوَانُ السَّارِقَ فَجَاءَ بِهِ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَسَرَقْتَ رِدَاءَ هٰذَا قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ تُقْطَعَ يَدُهُ فَقَالَ لَهُ صَفْوَانُ اِنِّي لَمْ اُرِدْ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هُوَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَهَلَّا قَبْلَ اَنْ تَاْتِيَنِي بِهِ؟ سنن نسائی (٤٨٩٣) سنن ابن ماجہ (٢٥٩٥)

صفوان بن عبد اللہ بن صفوان سے روایت ہے کہ صفوان بن امیہ سے کہا گیا کہ جس نے ہجرت نہیں کی وہ ہلاک ہو گیا۔ جب صفوان بن امیہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اپنی چادر نیچے رکھ کر سو رہے۔ ایک چور نے آ کر ان کی چادر لے لی۔ صفوان نے چور کو پکڑ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ صفوان عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میرا یہ ارادہ نہیں۔ یہ اس پر صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام میرے پاس آنے سے پہلے کرنا تھا۔

[٨٦٠] **اَثَر- وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ لَقِيَ رَجُلًا قَدْ اَخَذَ سَارِقًا وَهُوَ يُرِيدُ اَنْ يَذْهَبَ بِهِ اِلَى السُّلْطَانِ فَشَفَعَ لَهُ الزُّبَيْرُ لِيُرْسِلَهُ فَقَالَ لَا حَتّٰى اَبْلُغَ بِهِ السُّلْطَانَ فَقَالَ الزُّبَيْرُ اِذَا بَلَغْتَ بِهِ السُّلْطَانَ فَلَعَنَ اللّٰهُ الشَّافِعَ وَالْمُشَفِّعَ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت زبیر بن العوام کو ایک آدمی ملا جس نے چور پکڑا ہوا تھا اور وہ اسے حاکم کے پاس لے جانا چاہتا تھا۔ حضرت زبیر نے سفارش کی کہ اسے چھوڑ دے۔ اس نے کہا: نہیں! اسے حاکم کے پاس ہی لے جاؤں گا۔ حضرت زبیر نے کہا کہ جب حاکم کے پاس پہنچ جائے تو سفارش کرنے والے اور سفارش ماننے والے پر لعنت ہوتی ہے۔

١٠- بَابُ جَامِعِ الْقَطْعِ

ہاتھ کاٹنے کے متعلق دیگر روایات

[٨٦١] **اَثَر- حَدَّثَنِي** يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ اَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدِمَ فَنَزَلَ عَلٰى اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَشَكَا اِلَيْهِ اَنَّ عَامِلَ الْيَمَنِ قَدْ ظَلَمَهُ فَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَيَقُولُ اَبُو بَكْرٍ وَاَبِيكَ مَا لَيْلُكَ بِلَيْلِ سَارِقٍ ثُمَّ اِنَّهُمْ فَقَدُوا عِقْدًا لِاَسْمَاءَ بِنْتِ

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ یمن کا رہنے والا ایک آدمی جس کے ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے تھے۔ آیا اور حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ٹھہرا۔ پس اس نے شکایت کی کہ یمن کے حاکم نے اس پر ظلم کیا ہے حالانکہ وہ رات کو نمازیں پڑھا کرتا تھا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: تمہارے باپ کی قسم! پھر تو تم راتوں کو چوری نہیں کرتے ہو گے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی زوجۂ محترمہ حضرت اسماء بنت

عُمَيْسٍ اِمْرَاَةِ اَبِىْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطُوْفُ مَعَهُمْ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمَنْ بَيَّتَ اَهْلَ هٰذَا الْبَيْتِ الصَّالِحِ ' فَوَجَدُوا الْحُلِيَّ عِنْدَ صَائِغٍ زَعَمَ اَنَّ الْاَقْطَعَ جَاءَهُ بِهٖ فَاعْتَرَفَ بِهِ الْاَقْطَعُ ' اَوْ شُهِدَ عَلَيْهِ بِهٖ ' فَاَمَرَ بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ فَقُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى ' وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاللّٰهِ لَدُعَاؤُهُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَشَدُّ عِنْدِىْ عَلَيْهِ مِنْ سَرِقَتِهٖ.

عمیس کا ہار گم ہو گیا' وہ آدمی بھی تلاش کرنے والوں کے ساتھ پھرتا اور کہتا: اے اللہ! اسے برباد کر جس نے ایسے نیک گھرانے والوں کی چوری کی ہے۔ چنانچہ ہار ایک سنار سے مل گیا' جس نے بتایا کہ اسے لنجے نے دیا ہے۔ پھر لنجے نے اعتراف کر لیا یا اس پر گواہی پڑ گئیں۔ پس حضرت ابوبکر صدیق نے حکم دیا اور اس کا بایاں ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اس کی چوری سے اس کا اپنے لیے بددعا کرنا مجھ پر زیادہ شاق گزرا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِى الَّذِىْ يَسْرِقُ مِرَارًا ' ثُمَّ يُسْتَعْدٰى عَلَيْهِ اِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ تُقْطَعَ يَدُهٗ لِجَمِيْعِ مَنْ سَرَقَ مِنْهُ اِذَا لَمْ يَكُنْ اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ ' فَاِنْ كَانَ قَدْ اُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدُّ قَبْلَ ذٰلِكَ ' ثُمَّ سَرَقَ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ قُطِعَ اَيْضًا.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جو بار بار چوری کرے اور پھر گرفتار ہو تو اس کا ایک ہاتھ ہی کاٹا جائے گا تمام چوریوں کے بدلے جب کہ اس پر حد قائم نہ ہوئی ہو۔ اگر اس سے پہلے اس پر حد قائم ہو چکی ہو' پھر چوری کی جس پر ہاتھ کاٹنا واجب ہوتا ہے تو اب پھر کاٹنے کی سزا دی جائے گی۔ ف

ف: امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک دس درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جائے گا اور یہ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے ڈھال کی قیمت پر ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ڈھال کی قیمت دس درہم ہوتی تھی (ابن ابی شیبہ)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک چوتھائی دینار یا تین درہم کی چوری پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے اور ان کے موقف کی تائید میں مختلف احادیث موجود ہیں۔ اصل یہاں ڈھال کی قیمت ہے جو بعض حضرات کے نزدیک تین درہم اور بعض کے نزدیک دس درہم ہے۔

امام شافعی کے نزدیک پہلی دفعہ کی چوری پر دایاں ہاتھ' دوسری پر بایاں پیر' تیسری پر بایاں ہاتھ اور چوتھی پر دایاں پیر کاٹا جاتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تیسری چوری پر ہاتھ یا پیر کچھ بھی نہیں کاٹا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کرے یا عمر بھر قید میں پڑا رہے۔ امام اعظم کی دلیل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اس کے بندے کا ایک ہاتھ بھی نہ چھوڑوں جس سے وہ کھا سکے اور استنجاء کر سکے نیز ایک پیر بھی نہ چھوڑوں کہ وہ تھوڑا بہت چل پھر سکے۔ چنانچہ ان کی اس دلیل پر صحابہ کا اجماع منعقد ہوا اور یہی فقہائے احناف شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کا مذہب ہے۔ (اشعۃ اللمعات' ج ۳) واللہ تعالیٰ اعلم

[۸۶۲] اثر- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّ اَبَا الزِّنَادِ اَخْبَرَهٗ ' اَنَّ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَخَذَ نَاسًا فِىْ حِرَابَةٍ ' وَلَمْ يَقْتُلُوْا اَحَدًا ' فَاَرَادَ اَنْ يَقْطَعَ اَيْدِيَهُمْ ' اَوْ يَقْتُلَ ' فَكَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِىْ ذٰلِكَ ' فَكَتَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ لَوْ اَخَذْتَ بِاَيْسَرِ ذٰلِكَ.

ابوالزناد سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ایک عامل نے بعض ڈاکوؤں کو گرفتار کیا جنہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا تھا تو ارادہ کیا کہ ان کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں یا انہیں قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ عمر بن عبدالعزیز کے لیے اس بارے میں لکھا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس کے لیے تحریر کیا کہ تم آسان بات کو اختیار کرو۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگوں کی

فِي الَّذِي يَسْرِقُ أَمْتِعَةَ النَّاسِ الَّتِي تَكُونُ مَوْضُوعَةً بِالْأَسْوَاقِ مُحْرَزَةً قَدْ أَحْرَزَهَا أَهْلُهَا فِي أَوْعِيَتِهِمْ، وَضَمُّوا بَعْضَهَا إِلَى بَعْضٍ، أَنَّهُ مَنْ سَرَقَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا مِنْ حِرْزِهِ فَبَلَغَ قِيمَتُهُ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ، فَإِنَّ عَلَيْهِ الْقَطْعَ كَانَ صَاحِبُ الْمَتَاعِ عِنْدَ مَتَاعِهِ، أَوْ لَمْ يَكُنْ لَيْلًا ذَلِكَ، أَوْ نَهَارًا.

چیزیں چرائے اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر بازار میں وہ چیزیں محفوظ ہوں، مالک نے انہیں برتنوں میں رکھا ہوا ہو، تو ایسی محفوظ چیزوں کی قیمت کو جمع کر کے دیکھیں گے، اگر قیمت اتنی ہوگی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا، خواہ مالک اپنی چیز کے پاس تھا یا نہ تھا، دن کا واقعہ ہو یا رات کا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَسْرِقُ مَا يَجِبُ عَلَيْهِ فِيهِ الْقَطْعُ، ثُمَّ يُوجَدُ مَعَهُ مَا سَرَقَ، فَيُرَدُّ إِلَى صَاحِبِهِ إِنَّهُ تُقْطَعُ يَدُهُ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اتنی مالیت کی چوری کی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ پھر اس سے مسروقہ مال برآمد ہو جائے اور وہ مالک کو لوٹا دے تب بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ كَيْفَ تُقْطَعُ يَدُهُ وَقَدْ أُخِذَ الْمَتَاعُ مِنْهُ وَدُفِعَ إِلَى صَاحِبِهِ؟ فَإِنَّمَا هُوَ بِمَنْزِلَةِ الشَّارِبِ يُوجَدُ مِنْهُ رِيحُ الشَّرَابِ الْمُسْكِرِ، وَلَيْسَ بِهِ سُكْرٌ فَيُجْلَدُ الْحَدَّ.

امام مالک نے فرمایا: اگر کوئی کہے کہ مال لے کر مالک کو دے دینے کے بعد ہاتھ کیوں کاٹا جائے گا؟ اس کی مثال شرابی جیسی ہے، جس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہو اور وہ نشے میں نہ ہو تب بھی اس پر حد جاری ہوگی۔

قَالَ وَإِنَّمَا يُجْلَدُ الْحَدَّ فِي الْمُسْكِرِ إِذَا شَرِبَهُ، وَإِنْ لَمْ يُسْكِرْهُ، وَذَلِكَ أَنَّهُ إِنَّمَا شَرِبَهُ لِيُسْكِرَهُ، فَكَذَلِكَ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي السَّرِقَةِ الَّتِي أُخِذَتْ مِنْهُ، وَلَوْ لَمْ يَنْتَفِعْ بِهَا وَرَجَعَتْ إِلَى صَاحِبِهَا، وَإِنَّمَا سَرَقَهَا حِينَ سَرَقَهَا لِيَذْهَبَ بِهَا.

فرمایا کہ جب نشہ آور چیز پی تو حد جاری کی جائے گی اگرچہ نشہ نہ ہو۔ کیونکہ اس نے نشے کے لیے ہی پی ہے، اسی طرح اس چور کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا جس سے مال واپس لے لیا جائے کہ اگرچہ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھا سکا اور مالک کو لوٹا دیا لیکن اس نے لے جانے کے لیے چرایا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يَأْتُونَ إِلَى الْبَيْتِ فَيَسْرِقُونَ مِنْهُ جَمِيعًا، فَيَخْرُجُونَ بِالْعِدْلِ يَحْمِلُونَهُ جَمِيعًا، أَوِ الصُّنْدُوقِ، أَوِ الْخَشَبَةِ، أَوْ بِالْمِكْتَلِ، أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ مِمَّا يَحْمِلُهُ الْقَوْمُ جَمِيعًا أَنَّهُمْ إِذَا أَخْرَجُوا ذَلِكَ مِنْ حِرْزِهِ وَهُمْ يَحْمِلُونَهُ جَمِيعًا فَبَلَغَ ثَمَنُ مَا خَرَجُوا بِهِ مِنْ ذَلِكَ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ وَذَلِكَ ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا فَعَلَيْهِمُ الْقَطْعُ جَمِيعًا.

امام مالک نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو مل جل کر ایک گھر سے چوری کرتے ہیں۔ وہاں سے سامان مشترکہ اٹھاتے ہیں یعنی صندوق، لکڑی یا زنبیل وغیرہ جسے وہ اٹھا کر لے گئے۔ جب اس گھر سے نکلے تو اکٹھے لے جا رہے تھے۔ اگر اس چیز کی قیمت اتنی ہوئی جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے یعنی تین درہم یا اس سے زیادہ تو ان سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

قَالَ وَإِنْ خَرَجَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِمَتَاعٍ عَلَى حِدَتِهِ، فَمَنْ خَرَجَ مِنْهُمْ بِمَا تَبْلُغُ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ، وَمَنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُمْ بِمَا تَبْلُغُ قِيمَتُهُ ثَلَاثَةَ دَرَاهِمَ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ.

فرمایا کہ اگر ان میں سے ہر ایک نے مال لے کر اپنا راستہ لیا تو جس کے مال کی قیمت تین درہم یا اس سے زیادہ ہوئی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور جس کے مال مسروقہ کی قیمت تین درہم نہ نکلی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّهٗ اِذَا كَانَتْ دَارُ رَجُلٍ مُغْلَقَةً عَلَيْهِ لَيْسَ مَعَهٗ فِيْهَا غَيْرُهٗ ' فَاِنَّهٗ لَا يَجِبُ عَلٰى مَنْ سَرَقَ مِنْهَا شَيْئًا اَلْقَطْعُ حَتّٰى يَخْرُجَ بِهٖ مِنَ الدَّارِ كُلِّهَا ' وَذٰلِكَ اَنَّ الدَّارَ كُلَّهَا هِيَ حِرْزُهٗ ' فَاِنْ كَانَ مَعَهٗ فِي الدَّارِ سَاكِنٌ غَيْرُهٗ ' وَكَانَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ يُغْلِقُ عَلَيْهِ بَابَهٗ ' وَكَانَتْ حِرْزًا لَّهُمْ جَمِيْعًا ' فَمَنْ سَرَقَ مِنْ بُيُوْتِ تِلْكَ الدَّارِ شَيْئًا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ ' فَخَرَجَ بِهٖ اِلَى الدَّارِ فَقَدْ اَخْرَجَهٗ مِنْ حِرْزِهٖ اِلٰى غَيْرِ حِرْزِهٖ ' وَوَجَبَ عَلَيْهِ فِيْهِ الْقَطْعُ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ اگر کسی کے گھر کے کئی کمرے ہوں جس میں وہ اکیلا رہتا ہو تو جس نے ایک کمرے سے چوری کی اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب تک سارے کمروں سے باہر نہ لے جائے۔ کیونکہ سارا گھر ایک ہی پناہ گاہ ہے۔ اگر اس کے ساتھ دوسرے کمرے میں کوئی اور رہائش پذیر ہو اور ہر ایک کا اپنا دروازہ ہو تو ایک کی اپنی پناہ گاہ ہو گی تو جو ایک گھر سے چیز چرائے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا خواہ ایک کمرے سے دوسرے میں لے گیا۔ کیونکہ ایک پناہ گاہ سے دوسری میں لے گیا۔ اور اس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبْدِ يَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهٖ اَنَّهٗ اِنْ كَانَ لَيْسَ مِنْ خَدَمِهٖ وَلَا مِمَّنْ يَّاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهٖ ثُمَّ دَخَلَ سِرًّا فَسَرَقَ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهٖ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِ ' وَكَذٰلِكَ الْاَمَةُ اِذَا سَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدِهَا لَا قَطْعَ عَلَيْهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے بارے میں ہمارے نزدیک یہ حکم ہے جب کہ وہ اپنے آقا کے مال سے چرائے تو اگر وہ خدام اور گھر میں آنے جانے والوں سے نہیں ہے' پھر وہ چوری چھپے اپنے آقا کے گھر میں داخل ہوا اور اتنا مال چرایا جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اسی طرح لونڈی جب اپنے آقا کے مال سے چرائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

وَقَالَ فِي الْعَبْدِ لَا يَكُوْنُ مِنْ خَدَمِهٖ وَلَا مِمَّنْ يَّاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهٖ فَدَخَلَ سِرًّا فَسَرَقَ مِنْ مَتَاعِ امْرَاَةِ سَيِّدِهٖ مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ اَنَّهٗ تُقْطَعُ يَدُهٗ.

اور اس غلام کے متعلق فرمایا جو آقا کے خادموں اور گھر میں آنے جانے والوں سے نہ ہو' پھر چوری چھپے اندر داخل ہو کر آقا کی بیوی کا اتنا مال چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ وَكَذٰلِكَ اَمَةُ الْمَرْاَةِ اِذَا كَانَتْ لَيْسَتْ بِخَادِمٍ لَّهَا ' وَلَا لِزَوْجِهَا ' وَلَا مِمَّنْ تَاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهَا ' فَدَخَلَتْ سِرًّا فَسَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ سَيِّدَتِهَا مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهَا.

فرمایا اور بیوی کی لونڈی جو اس کی یا اس کے خاوند کی خادمہ اور گھر میں آنے جانے والی نہ ہو' لہٰذا خفیہ اندر داخل ہوا اور اپنی مالکن کے مال سے اتنا چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ اَمَةُ الْمَرْاَةِ الَّتِيْ لَا تَكُوْنُ مِنْ خَدَمِهَا ' وَلَا مِمَّنْ تَاْمَنُ عَلٰى بَيْتِهَا فَدَخَلَتْ سِرًّا ' فَسَرَقَتْ مِنْ مَتَاعِ زَوْجِ سَيِّدَتِهَا مَا يَجِبُ فِيْهِ الْقَطْعُ اَنَّهَا تُقْطَعُ يَدُهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح بیوی کی لونڈی جو اس کی خادمہ یا گھر میں آنے جانے والی نہ ہو اور خفیہ اندر داخل ہوا اور اپنی مالکن کے آقا کا اتنا مال چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الرَّجُلُ يَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ امْرَاَتِهٖ ' اَوِ الْمَرْاَةُ تَسْرِقُ مِنْ مَتَاعِ زَوْجِهَا مَا يَجِبُ فِيْهِ

امام مالک نے فرمایا کہ آدمی بیوی کے مال سے یا بیوی اپنے خاوند کے مال سے اتنا چرائے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو ان

الْقَطْعُ، إِنْ كَانَ الَّذِي سَرَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ مَتَاعِ صَاحِبِهِ فِي بَيْتٍ سِوَى الْبَيْتِ الَّذِي يُغْلِقَانِ عَلَيْهِمَا، وَكَانَ فِي حِرْزٍ سِوَى الْبَيْتِ الَّذِي هُمَا فِيهِ، فَإِنَّ مَنْ سَرَقَ مِنْهُمَا مِنْ مَتَاعِ صَاحِبِهِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ فَعَلَيْهِ الْقَطْعُ فِيهِ.

میں سے کسی بھی چوری کرنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اگر دونوں سے کسی نے رہائشی گھر کے علاوہ دوسرے گھر سے چوری کی یعنی جو گھر ان کی پناہ گاہ ہے اس کے علاوہ دوسرے سے اور ایک نے دوسرے کا اتنا مال چرایا ہے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّبِيِّ الصَّغِيرِ، وَالْأَعْجَمِيِّ الَّذِي لَا يُفْصِحُ أَنَّهُمَا إِذَا سُرِقَا مِنْ حِرْزِهِمَا أَوْ غَلْقِهِمَا فَعَلَى مَنْ سَرَقَهُمَا الْقَطْعُ، وَإِنْ خَرَجَا مِنْ حِرْزِهِمَا، وَغَلْقِهِمَا، فَلَيْسَ عَلَى مَنْ سَرَقَهُمَا قَطْعٌ. قَالَ وَإِنَّمَا هُمَا بِمَنْزِلَةِ حَرِيسَةِ الْجَبَلِ، وَالثَّمَرِ الْمُعَلَّقِ.

امام مالک نے بچے اور غیر ملکی کے بارے میں فرمایا جو بات نہیں سمجھتا کہ اگر وہ گھر میں سے چوری کریں تو ان میں سے چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور اگر وہ چیز ان کے گھر سے باہر تھی تو اس چوری پر ان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ فرمایا کہ ان کا حکم پہاڑ پر پھرتی ہوئی بکری اور درخت پر لگے ہوئے پھلوں کا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَنْ يَنْبِشُ الْقُبُورَ، أَنَّهُ إِذَا بَلَغَ مَا أَخْرَجَ مِنَ الْقُبُورِ مَا يَجِبُ فِيهِ الْقَطْعُ فَعَلَيْهِ فِيهِ الْقَطْعُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک کفن چور کا یہ حکم ہے کہ جب وہ قبر سے اتنی مالیت کا کفن نکالے جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے تو اس پر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَبْرَ حِرْزٌ لِمَا فِيهِ كَمَا أَنَّ الْبُيُوتَ حِرْزٌ لِمَا فِيهَا.

اور امام مالک نے فرمایا کہ قبر مردے کی پناہ گاہ ہے جیسے زندہ لوگوں کے لیے ان کا گھر۔

قَالَ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْقَطْعُ حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الْقَبْرِ.

فرمایا اور اس کا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں جب تک قبر سے نکال نہ لے۔

١١- بَابُ مَا لَا قَطْعَ فِيهِ

جن صورتوں میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا

٦٤٧- **وَحَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، أَنَّ عَبْدًا سَرَقَ وَدِيًّا مِنْ حَائِطِ رَجُلٍ، فَغَرَسَهُ فِي حَائِطِ سَيِّدِهِ، فَخَرَجَ صَاحِبُ الْوَدِيِّ يَلْتَمِسُ وَدِيَّهُ فَوَجَدَهُ، فَاسْتَعْدَى عَلَى الْعَبْدِ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، فَسَجَنَ مَرْوَانُ الْعَبْدَ، وَأَرَادَ قَطْعَ يَدِهِ، فَانْطَلَقَ سَيِّدُ الْعَبْدِ إِلَى رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، فَسَأَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ، وَالْكَثَرُ الْجُمَّارُ، فَقَالَ الرَّجُلُ فَإِنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخَذَ غُلَامًا لِي وَهُوَ يُرِيدُ قَطْعَهُ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَمْشِيَ مَعِيَ إِلَيْهِ فَتُخْبِرَهُ بِالَّذِي سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَمَشَى مَعَهُ رَافِعٌ إِلَى

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ کسی غلام نے ایک باغ سے پودا چرا کر اپنے آقا کے باغ میں لا لگایا۔ پودے والا ڈھونڈتا پھرا اور اسے پالیا۔ اس نے مروان بن حکم کے ہاں غلام کی رپورٹ کردی۔ مروان نے غلام کو قید کر دیا اور غلام کا ہاتھ کاٹنا چاہا۔ غلام کا آقا حضرت رافع بن خدیج کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں ان سے پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھل اور پودے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا' یہ معاف ہیں۔ وہ شخص عرض گزار ہوا کہ میرے غلام کو مروان بن حکم نے پکڑا ہے اور وہ اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہے' میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ان کے پاس تشریف لے چلیں۔ اور جو حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے وہ

مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ فَقَالَ اَخَذْتَ غُلَامًا لِهٰذَا؟ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ مَا اَنْتَ صَانِعٌ بِهٖ؟ قَالَ اَرَدْتُ قَطْعَ يَدِهٖ ' فَقَالَ لَهٗ رَافِعٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِيْ ثَمَرٍ وَّلَا كَثَرٍ فَاَمَرَ مَرْوَانُ بِالْعَبْدِ فَاُرْسِلَ. سنن ابوداؤد(۴۳۸۸) سنن ترمذی(۱۴۴۹) سنن نسائی(۴۹۷۵) سنن ابن ماجہ(۲۵۹۳)

انہیں بتائیں۔ حضرت رافع ان کے ساتھ مروان بن حکم کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: یہ غلام تم نے پکڑا ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا کہ تم اس کے ساتھ کیا کرو گے؟ کہا: میں اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتا ہوں۔ حضرت رافع نے ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پھل اور پودے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ چنانچہ مروان نے حکم دیا کہ غلام کو چھوڑ دو۔

[۸۶۳] اثر- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ 'اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْحَضْرَمِيِّ جَاءَ بِغُلَامٍ لَّهٗ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ 'فَقَالَ لَهُ اقْطَعْ يَدَ غُلَامِيْ هٰذَا ' فَاِنَّهٗ سَرَقَ. فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ مَاذَا سَرَقَ؟ فَقَالَ سَرَقَ مِرْاٰةً لِاِمْرَاَتِيْ ثَمَنُهَا سِتُّوْنَ دِرْهَمًا. فَقَالَ عُمَرُ اَرْسِلْهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ خَادِمُكُمْ سَرَقَ مَتَاعَكُمْ.

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمرو بن الحضرمی اپنے ایک غلام کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے گئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹ دیجئے کیونکہ اس نے چوری کی ہے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ چرایا کیا ہے؟ کہا کہ میری بیوی کا آئینہ چرایا ہے جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو' اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ تمہارے ہی خادم نے تمہارا مال چرایا ہے۔

[۸۶۴] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ اُتِيَ بِاِنْسَانٍ قَدِ اخْتَلَسَ مَتَاعًا 'فَاَرَادَ قَطْعَ يَدِهٖ 'فَاَرْسَلَ اِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَيْسَ فِي الْخُلْسَةِ قَطْعٌ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ مروان بن حکم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے کسی کا مال اچک لیا تھا۔ لہٰذا اس کا ہاتھ کاٹنا چاہا' پھر حضرت زید بن ثابت سے اس کا حکم پوچھنے کے لیے آدمی بھیجا تو حضرت زید بن ثابت نے فرمایا کہ اچکے کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

[۸۶۵] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ 'اَنَّهٗ اَخَذَ نَبَطِيًّا قَدْ سَرَقَ خَوَاتِمَ مِنْ حَدِيْدٍ ' فَحَبَسَهٗ لِيَقْطَعَ يَدَهٗ 'فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ عَمْرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلَاةً لَّهَا يُقَالُ لَهَا اُمَيَّةُ. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَجَاءَتْنِيْ وَاَنَا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَقَالَتْ تَقُوْلُ لَكَ خَالَتُكَ عَمْرَةُ يَا ابْنَ اُخْتِيْ اَخَذْتَ نَبَطِيًّا فِيْ شَيْءٍ يَسِيْرٍ ذُكِرَ لِيْ فَاَرَدْتَ قَطْعَ يَدِهٖ؟ قُلْتُ نَعَمْ. قَالَتْ فَاِنَّ عَمْرَةَ تَقُوْلُ لَكَ لَا قَطْعَ اِلَّا فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا. قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَرْسَلْتُ النَّبَطِيَّ.

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ایک نبطی کو پکڑا جس نے لوہے کی انگوٹھیاں چرائی تھیں۔ اسے قید کر کے چاہا کہ اس کا ہاتھ کاٹیں۔ چنانچہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن نے ان کے پاس اپنی مولاۃ کو بھیجا جس کو امیہ کہا جاتا تھا۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ وہ میرے پاس آئی جب کہ میں لوگوں میں بیٹھا تھا۔ اور کہا کہ آپ کی خالہ عمرہ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بھانجے! تم نے جو کسی نبطی کو معمولی سی چیز کے بدلے پکڑا ہے تو تم اس کا ہاتھ کاٹنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا کہ حضرت عمرہ نے آپ کے لیے فرمایا ہے کہ ہاتھ نہیں کاٹا جاتا مگر چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ میں۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ پھر میں نے نبطی کو چھوڑ دیا۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِيْ اِعْتِرَافِ الْعَبِيْدِ اَنَّهٗ مَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ عَلٰى نَفْسِهٖ بِشَيْءٍ

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے اعتراف کی صورت میں یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ ان میں سے جو بھی ایسے جرم کا

يَقَعُ الْحَدُّ فِيهِ، أَوِ الْعُقُوبَةُ فِيهِ فِي جَسَدِهِ، فَإِنَّ اعْتِرَافَهُ جَائِزٌ عَلَيْهِ، وَلَا يُتَّهَمُ عَلَى أَنْ يُوقِعَ عَلَى نَفْسِهِ هٰذَا.

اعتراف کرے جس کی حد یا سزا اس کے جسم پر واقع ہوگی تو اس اعتراف کو درست مانا جائے گا اور یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے اپنے آپ پر الزام لگایا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَمَّا مَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ بِأَمْرٍ يَكُونُ غُرْمًا عَلَى سَيِّدِهِ، فَإِنَّ اعْتِرَافَهُ غَيْرُ جَائِزٍ عَلَى سَيِّدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب غلام ایسی بات کا اعتراف کر لے جس کا تاوان اس کے آقا پر آئے تو یہ اعتراف اس کے آقا پر درست نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ عَلَى الْأَجِيرِ وَلَا عَلَى الرَّجُلِ يَكُونَانِ مَعَ الْقَوْمِ يَخْدُمَانِهِمْ إِنْ سَرَقَاهُمْ قَطْعٌ لِأَنَّ حَالَهُمَا لَيْسَتْ بِحَالِ السَّارِقِ، وَإِنَّمَا حَالُهُمَا حَالُ الْخَائِنِ، وَلَيْسَ عَلَى الْخَائِنِ قَطْعٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ مزدور یا وہ آدمی چوری کرے جو خدام سے ہو تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ وہ چور کی طرح نہیں ہے۔ اس کا حال خائن جیسا ہے اور خائن کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الَّذِي يَسْتَعِيرُ الْعَارِيَةَ فَيَجْحَدُهَا إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ مَثَلُ رَجُلٍ كَانَ لَهُ عَلَى رَجُلٍ دَيْنٌ فَجَحَدَهُ ذٰلِكَ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ فِيمَا جَحَدَهُ قَطْعٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کوئی چیز عاریتاً لے کر انکار کر دے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کا دوسرے پر قرض ہو۔ پھر مقروض اس بات کا انکار کر دے تو اس انکار کی وجہ سے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا فِي السَّارِقِ يُوجَدُ فِي الْبَيْتِ قَدْ جَمَعَ الْمَتَاعَ، وَلَمْ يَخْرُجْ بِهِ إِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ، وَإِنَّمَا مَثَلُ ذٰلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ وَضَعَ بَيْنَ يَدَيْهِ خَمْرًا لِيَشْرَبَهَا، فَلَمْ يَفْعَلْ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَدٌّ، وَمِثْلُ ذٰلِكَ رَجُلٌ جَلَسَ مِنِ امْرَأَةٍ مَجْلِسًا، وَهُوَ يُرِيدُ أَنْ يُصِيبَهَا حَرَامًا، فَلَمْ يَفْعَلْ، وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ مِنْهَا، فَلَيْسَ عَلَيْهِ أَيْضًا فِي ذٰلِكَ حَدٌّ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ چور گھر میں پایا گیا اس نے سامان اکٹھا کیا لیکن گھر سے باہر نہیں نکلا تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے پینے کے لیے شراب کا پیالہ سامنے رکھا لیکن پیا نہیں، لہٰذا اس پر حد نہیں ہے یا اس کی مثال یہ بھی ہے کہ ایک آدمی کسی عورت کے پاس بیٹھا تاکہ اس سے حرام فعل کرے لیکن کیا نہیں اور وہاں تک نوبت نہیں پہنچی تو اس میں بھی اس پر حد نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخِلْسَةِ قَطْعٌ بَلَغَ ثَمَنُهَا مَا يُقْطَعُ فِيهِ، أَوْ لَمْ يَبْلُغْ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ اچک لینے کی سزا ہاتھ کاٹنا نہیں خواہ اس کی قیمت اتنی ہو جس پر ہاتھ کاٹا جاتا ہے یا اتنی نہ ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۲- كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ

مشروب کا بیان

۱- بَابُ الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ

خمر کی حد کا بیان

۶۴۸- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ إِنِّي وَجَدْتُ مِنْ فُلَانٍ رِيحَ شَرَابٍ،

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے فلاں سے شراب کی بدبو آتی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ شراب طلا ہے۔ میں پوچھتا

فَزَعَمَ اَنَّهُ شَرَابُ الطِّلَاءِ، وَاَنَا سَائِلٌ عَمَّا شَرِبَ فَاِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ، فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ تَامًّا.

ہوں کہ اس کے پینے سے اگر نشہ ہوتا ہو تو اس پر حد جاری کروں۔ چنانچہ حضرت عمر نے اس پر پوری حد جاری کی۔

[۸۶۶] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدِّيلِيِّ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَشَارَ فِي الْخَمْرِ يَشْرَبُهَا الرَّجُلُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ نَرٰى اَنْ تَجْلِدَهُ ثَمَانِيْنَ، فَاِنَّهُ اِذَا شَرِبَ سَكِرَ، وَاِذَا سَكِرَ هَذٰى، وَاِذَا هَذٰى افْتَرٰى، اَوْ كَمَا قَالَ. فَجَلَدَ عُمَرُ فِي الْخَمْرِ ثَمَانِيْنَ.

ثور بن زید دیلی سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے شراب کے بارے میں مشورہ کیا جس کو لوگ پیتے تھے۔ حضرت علی نے ان سے کہا کہ میرے نزدیک اسّی کوڑے مارنے مناسب ہیں۔ کیونکہ جب شراب پئے گا تو مست ہو جائے گا۔ مست ہوگا' بے ہودہ باتیں کرے گا اور بے ہودہ باتیں کرے گا تو بہتان باندھے گا' یا جو کچھ فرمایا۔ چنانچہ حضرت عمر نے خمر میں اسّی کوڑے مقرر کیے۔ف

ف: شرابی کو اسّی درے مارنے کی سزا حضرت عمر نے صحابۂ کرام کے مشورے سے مقرر فرمائی جس پر ان تمام حضرات کا اجماع منعقد ہوا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ چونکہ ان بزرگوں کا اجماع سب کے نزدیک حجت ہے لہٰذا تمام فقہاء کا اسی پر اتفاق ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۸۶۷] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ حَدِّ الْعَبْدِ فِي الْخَمْرِ فَقَالَ بَلَغَنِي اَنَّ عَلَيْهِ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ، وَاَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَدْ جَلَدُوْا عَبِيْدًا لَهُمْ نِصْفَ حَدِّ الْحُرِّ فِي الْخَمْرِ.

ابن شہاب سے خمر میں غلام کی حد کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آزاد کی نسبت خمر میں غلام پر آدھی حد ہے اور حضرت عمر' حضرت عثمان' حضرت عبداللہ بن عمر اپنے غلاموں کو شراب کی حد میں نصف کوڑے مارتے تھے۔

[۸۶۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اللّٰهُ يُحِبُّ اَنْ يُعْفٰى عَنْهُ مَا لَمْ يَكُنْ حَدًّا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حد کے سوا ہر گناہ کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دیا جائے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ وَالسُّنَّةُ عِنْدَنَا اَنَّ كُلَّ مَنْ شَرِبَ شَرَابًا مُسْكِرًا، فَسَكِرَ اَوْ لَمْ يَسْكَرْ، فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہ سنت ہے کہ جس نے نشہ آور شراب پی۔ اب خواہ اسے نشہ ہو یا نہ ہو اس پر حد جاری کرنا واجب ہو گیا۔

۲- بَابُ مَا يُنْهٰى اَنْ يُنْبَذَ فِيْهِ

جن برتنوں میں نبیذ بنانا مکروہ ہے

۶۴۹- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ فِي بَعْضِ مَغَازِيْهِ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَاَقْبَلْتُ نَحْوَهُ فَانْصَرَفَ قَبْلَ اَنْ اَبْلُغَهُ، فَسَاَلْتُ مَاذَا قَالَ؟ فَقِيْلَ لِيْ نَهٰى اَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. صحیح مسلم (۵۱۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ کسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں آپ کی جانب بڑھا تو میرے پہنچنے سے پہلے آپ فارغ ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کیا فرمایا؟ مجھے بتایا گیا کہ آپ نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

۶۵۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ

عبدالرحمٰن بن یعقوب نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ.
صحیح مسلم (٥١٣٦)

عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تونبے اور مرتبان میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا ہے۔

٣- بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يُنْبَذَ جَمِيعًا

جن دو چیزوں کو ملا کر نبیذ نہ بنائی جائے

٦٥١- **وَحَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُنْبَذَ الْبُسْرُ، وَالرُّطَبُ جَمِيعًا، وَالتَّمْرُ، وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا. صحیح البخاری (٥٦٠١) صحیح مسلم (٥١٢٥-٥١٣٠)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر یا کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

٦٥٢- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحُبَابِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُشْرَبَ التَّمْرُ، وَالزَّبِيبُ جَمِيعًا، وَالزَّهْوُ، وَالرُّطَبُ جَمِيعًا. سابقہ حوالہ (٦٥١)

عبد الرحمٰن بن حباب انصاری نے حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور اور کشمش کے مشترکہ شیرہ سے منع فرمایا ہے اور اسی طرح گدر اور پکی کھجوروں کو ملا کر بنانے سے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ الَّذِي لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ أَهْلُ الْعِلْمِ بِبَلَدِنَا أَنَّهُ يُكْرَهُ ذٰلِكَ لِنَهْيِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے شہر کے اہل علم کا ہمیشہ سے اسی پر عمل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔

٤- بَابُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

شراب کا حرام ہونا

٦٥٣- **حَدَّثَنِي** يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ، فَهُوَ حَرَامٌ.
صحیح البخاری (٥٥٨٥) صحیح مسلم (٥١٧٩)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے تبع نامی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر وہ شراب جو نشہ لائے وہ حرام ہے۔

٦٥٤- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْغُبَيْرَاءِ، فَقَالَ لَا خَيْرَ فِيهَا، وَنَهَى عَنْهَا.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے "غبیرہ" نامی شراب کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں کوئی بھلائی نہیں اور اس سے منع فرمایا۔

قَالَ مَالِكٌ فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ مَا الْغُبَيْرَاءُ؟ فَقَالَ هِيَ الْأُسْكَرْكَةُ.

امام مالک کا بیان ہے کہ میں نے زید بن اسلم سے پوچھا کہ "غبیرہ" کیا ہے؟ فرمایا کہ ایک نشہ آور مشروب ہے۔

٦٥٥- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں شراب پی اور اس سے توبہ نہ کی تو آخرت میں شراب اس پر حرام ہوگی۔

صحیح البخاری (٥٥٧٥) صحیح مسلم (٥١٩٠)

٥- بَابٌ جَامِعُ تَحْرِيمِ الْخَمْرِ

شراب کی حرمت کے متعلق دیگر روایات

٦٥٦- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَهْدَى رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَاوِيَةَ خَمْرٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ حَرَّمَهَا؟ قَالَ لَا، فَسَارَّهُ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِمَ سَارَرْتَهُ؟ فَقَالَ أَمَرْتُهُ أَنْ يَبِيعَهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الَّذِي حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا، فَفَتَحَ الرَّجُلُ الْمَزَادَتَيْنِ حَتَّى ذَهَبَ مَا فِيهِمَا. صحیح مسلم (٤٠٢٠)

ابن وعلہ مصری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انگور کی شراب کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مشک شراب کا تحفہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمایا ہے؟ عرض کی: نہیں۔ پہلو کے ایک آدمی نے اس سے سرگوشی کی۔ آپ نے پوچھا کہ تم نے کیا سرگوشی کی ہے؟ عرض گزار ہوا کہ میں نے اسے بیچنے کے لیے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جس نے اس کا پینا حرام کیا اس نے بیچنا بھی حرام فرمایا ہے۔ اس آدمی نے مشک کا منہ کھول دیا یہاں تک کہ ساری شراب بہہ گئی۔

[٨٦٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسْقِي أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، وَأَبَا طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيَّ، وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ شَرَابًا مِنْ فَضِيخٍ وَتَمْرٍ. قَالَ فَجَاءَهُمْ آتٍ، فَقَالَ إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ يَا أَنَسُ قُمْ إِلَى هَذِهِ الْجِرَارِ فَاكْسِرْهَا قَالَ فَقُمْتُ إِلَى مِهْرَاسٍ لَنَا فَضَرَبْتُهَا بِأَسْفَلِهِ حَتَّى تَكَسَّرَتْ. صحیح البخاری (٥٥٨٢) صحیح مسلم (٥١٠٩)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت ابوطلحہ انصاری اور حضرت ابی بن کعب کو گدر اور خشک کھجوروں کی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آدمی آنے والے نے آ کر کہا کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: اے انس! کھڑے ہو کر اس گھڑے کو پھوڑ دو۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں موسل کی طرف گیا اور وہ گھڑے کے پیٹ پر مارا کہ وہ پھوٹ گیا۔

[٨٧٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ شَكَا إِلَيْهِ أَهْلُ الشَّامِ وَبَاءَ الْأَرْضِ وَثِقَلَهَا، وَقَالُوا لَا يُصْلِحُنَا إِلَّا هَذَا الشَّرَابُ، فَقَالَ عُمَرُ اشْرَبُوا هَذَا الْعَسَلَ قَالُوا لَا يُصْلِحُنَا الْعَسَلُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ هَلْ لَكَ أَنْ نَجْعَلَ لَكَ مِنْ هَذَا الشَّرَابِ شَيْئًا لَا يُسْكِرُ؟ قَالَ نَعَمْ. فَطَبَخُوهُ حَتَّى ذَهَبَ مِنْهُ الثُّلُثَانِ وَبَقِيَ الثُّلُثُ، فَأَتَوْا بِهِ عُمَرَ

محمود بن لبید انصاری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو اہل شام نے علاقائی وباء اور آب و ہوا کے بھاری ہونے کی شکایت کی۔ اور کہا کہ صرف اس شراب سے ہم تندرست رہتے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ شہد پیا کرو۔ عرض کی کہ شہد ہمارے موافق نہیں آتا۔ اسی علاقے کے ایک آدمی نے کہا کہ ہم آپ کے لیے ایسی شراب بنا کر لائیں جو نشہ آور نہ ہو؟ فرمایا: ہاں۔ پس انہوں نے شیرہ پکایا، یہاں تک کہ دو تہائی جل گیا اور ایک تہائی باقی رہ گیا۔ حضرت عمر نے اس میں انگلی داخل کر کے ہاتھ اوپر اٹھایا تو اس کا تار بندھ گیا۔ فرمایا

فَاَدْخَلَ فِيهِ عُمَرُ اِصْبَعَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ فَتَبِعَهَا يَتَمَطَّطُ، فَقَالَ هٰذَا الطِّلَاءُ هٰذَا مِثْلُ طِلَاءِ الْاِبِلِ، فَاَمَرَهُمْ عُمَرُ اَنْ يَشْرَبُوْهُ، فَقَالَ لَهُ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ اَحْلَلْتَهَا وَاللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ كَلَّا وَاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَا اُحِلُّ لَهُمْ شَيْئًا حَرَّمْتَهُ عَلَيْهِمْ، وَلَا اُحَرِّمُ عَلَيْهِمْ شَيْئًا اَحْلَلْتَهُ لَهُمْ.

کہ یہ گاڑھا تو اونٹ کے گاڑھے کی طرح ہے۔ پس حضرت عمر نے اس کے پینے کا حکم دیا۔ حضرت عبادہ بن صامت نے کہا کہ خدا کی قسم! آپ نے تو اسے حلال کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا کہ خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے اے اللہ! میں کسی چیز کو حلال نہیں کرتا جس کو تو نے لوگوں پر حرام کیا اور ان پر کسی چیز کو حرام نہیں کرتا جس کو تو نے ان کے لیے حلال فرمایا ہے۔

[۸۷۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالُوْا لَهُ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنَّا نَبْتَاعُ مِنْ ثَمَرِ النَّخْلِ، وَالْعِنَبِ، فَنَعْصِرُهُ خَمْرًا، فَنَبِيْعُهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اِنِّيْ اُشْهِدُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتَهُ وَمَنْ سَمِعَ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، اَنِّيْ لَا اٰمُرُكُمْ اَنْ تَبِيْعُوْهَا وَلَا تَبْتَاعُوْهَا، وَلَا تَعْصِرُوْهَا وَلَا تَشْرَبُوْهَا وَلَا تَسْقُوْهَا، فَاِنَّهَا رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عراق کے کچھ لوگوں نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! ہم کھجوریں اور انگور خریدتے ہیں اور ان سے شراب نچوڑ کر بیچتے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ میں تمہارے اوپر اللہ کو اس کے فرشتوں کو اور جتنے جن وانس سن رہے ہیں ان سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں تمہیں اس کے بیچنے، خریدنے، نچوڑنے، پینے اور پلانے کا حکم نہیں دیتا کیونکہ یہ ناپاک ہے اور شیطانی عمل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۳- كِتَابُ الْعُقُوْلِ

دیتوں کا بیان

۱- بَابُ ذِكْرِ الْعُقُوْلِ

دیتوں کا بیان

۶۵۷- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّ فِي الْكِتَابِ الَّذِيْ كَتَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُوْلِ اِنَّ فِي النَّفْسِ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ، وَفِي الْاَنْفِ اِذَا اُوْعِيَ جَدْعًا مِائَةٌ مِّنَ الْاِبِلِ، وَفِي الْمَأْمُوْمَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ مِثْلُهَا، وَفِي الْعَيْنِ خَمْسُوْنَ، وَفِي الْيَدِ خَمْسُوْنَ، وَفِي الرِّجْلِ خَمْسُوْنَ، وَفِيْ كُلِّ اُصْبُعٍ مِّمَّا هُنَالِكَ عَشْرٌ مِّنَ الْاِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ، وَفِي الْمُوْضِحَةِ خَمْسٌ.

ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ دیتوں کے بارے میں جو گرامی نامہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کے لیے لکھا تھا اس میں تھا کہ جان کے بدلے سو اونٹ اور ناک جب پوری کاٹ دی جائے تو سو اونٹ اور مامومہ و جائفہ میں تہائی دیت۔ آنکھ، ہاتھ اور ٹانگ ہر ایک کے بدلے پچاس اونٹ، ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ، دانت کے بدلے پانچ اونٹ اور جس زخم سے ہڈی نظر آ جائے اس کے بدلے پانچ اونٹ۔ ف

ف: مامومہ سر کے اس زخم کو کہتے ہیں جو بھیجے تک پہنچ جائے۔ جائفہ وہ زخم کہلاتا ہے جو پیٹ کے اندر پہنچ جائے خواہ ضرب شکم کی جانب سے لگائی ہو یا پیچھے یا دائیں بائیں جانب سے اور موضحہ اس زخم کو کہتے ہیں جس سے ہڈی کھل جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ الْعَمَلِ فِي الدِّيَةِ

دیت کے وصول کرنے کا طریقہ

[۸۷۲] اَثَرٌ- حَدَّثَنِی مَالِکٌ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَوَّمَ الدِّيَةَ عَلٰى اَهْلِ الْقُرٰى ' فَجَعَلَهَا عَلٰى اَهْلِ الذَّهَبِ اَلْفَ دِيْنَارٍ ' وَعَلٰى اَهْلِ الْوَرِقِ اثْنَىْ عَشَرَ اَلْفَ دِرْهَمٍ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے گاؤں والوں کے لئے دیت کی قیمت لگائی تو سونے والوں کے لئے ایک ہزار دینار مقرر کی اور چاندی والوں کے لئے بارہ ہزار درہم۔

قَالَ مَالِکٌ فَاَهْلُ الذَّهَبِ اَهْلُ الشَّامِ ' وَاَهْلُ مِصْرَ ' وَاَهْلُ الْوَرِقِ اَهْلُ الْعِرَاقِ.

امام مالک نے فرمایا کہ سونے والے شامی اور مصری ہیں اور چاندی والے عراقی ہیں۔

وَحَدَّثَنِی يَحْيٰى ' عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَّ الدِّيَةَ تُقْطَعُ فِیْ ثَلَاثِ سِنِيْنَ ' اَوْ اَرْبَعِ سِنِيْنَ قَالَ مَالِکٌ وَالثَّلَاثُ اَحَبُّ مَا سَمِعْتُ اِلَیَّ فِیْ ذٰلِکَ.

امام مالک نے سنا کہ دیت تین یا چار سال میں پوری ادا کر دی جائے۔ امام مالک نے فرمایا کہ جو میں نے اس بارے میں سنا' وہ مجھے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ مَالِکٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا اَنَّهٗ لَا يُقْبَلُ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فِی الدِّيَةِ الْاِبِلُ ' وَلَا مِنْ اَهْلِ الْعَمُوْدِ الذَّهَبُ ' وَلَا الْوَرِقُ ' وَلَا مِنْ اَهْلِ الذَّهَبِ الْوَرِقُ ' وَلَا مِنْ اَهْلِ الْوَرِقِ الذَّهَبُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ گاؤں والوں سے دیت میں اونٹ نہ لئے جائیں اور شہریوں سے سونا چاندی نہ لیا جائے نیز سونے والوں سے چاندی اور چاندی والوں سے سونا قبول نہ کیا جائے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ دِيَةِ الْعَمَدِ اِذَا قُبِلَتْ وَجِنَايَةِ الْمَجْنُوْنِ

قتلِ عمد کی دیت پر رضا مندی اور مجنون کی جنایت

حَدَّثَنِی يَحْيٰى ' عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ دِيَةِ الْعَمَدِ اِذَا قُبِلَتْ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ مَخَاضٍ ' وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتَ لَبُوْنٍ ' وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً ' وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةً.

ابن شہاب قتل عمد کی دیت کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ پچیس ایک سال کی اونٹنیاں' پچیس دو سال کی اونٹنیاں' پچیس تین سال کی اونٹنیاں اور پچیس چار سال کی اونٹنیاں دی جائیں گی۔ف

ف: عمر کے لحاظ سے اونٹیوں کے مذکورہ نام کتاب الزکوٰۃ میں گزشتہ صفحات کے اندر گزر چکے ہیں اور وہاں ان ناموں کی تشریح بھی کر دی گئی ہے۔ قارئین کو تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے اس لیے یہاں دوبارہ ان کے معانی بیان کر دیئے جاتے ہیں۔

بنت مخاض: ایک سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

بنت لبون: دو سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

حقہ: تین سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

جذعہ: چار سال کی اونٹنی کو کہتے ہیں۔

[۸۷۳] اَثَرٌ وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ ' اَنَّهٗ اُتِیَ بِمَجْنُوْنٍ قَتَلَ رَجُلًا ' فَكَتَبَ اِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ اَنِ اعْقِلْهُ وَلَا تُقِدْ مِنْهُ فَاِنَّهٗ لَيْسَ عَلٰى مَجْنُوْنٍ قَوَدٌ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کے لئے لکھا کہ میرے پاس ایک مجنون لایا گیا ہے جس نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لیے لکھا کہ اسے قید کر لو اور اس سے قصاص نہ لو کیونکہ جنون والے پر قصاص نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْكَبِيرِ، وَالصَّغِيرِ، إِذَا قَتَلَا رَجُلًا جَمِيعًا عَمْدًا إِنَّ عَلَى الْكَبِيرِ أَنْ يُقْتَلَ، وَعَلَى الصَّغِيرِ نِصْفَ الدِّيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ ایک بالغ اور ایک نابالغ نے مل کر کسی کو عمداً قتل کیا تو بالغ سے قصاص لیا جائے گا اور نابالغ سے نصف دیت وصول کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَكَذٰلِكَ الْحُرُّ وَالْعَبْدُ يَقْتُلَانِ الْعَبْدَ، فَيُقْتَلُ الْعَبْدُ وَيَكُونُ عَلَى الْحُرِّ نِصْفُ قِيمَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اسی طرح آزاد اور غلام نے ایک غلام کو قتل کر دیا تو غلام سے قصاص لیا جائے گا اور آزاد پر اس کی نصف قیمت واجب آئے گی۔

٤- بَابُ دِيَةِ الْخَطَإِ فِي الْقَتْلِ

قتل خطا کی دیت کا بیان

[۸۷٤] أَثَرٌ- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي سَعْدِ بْنِ لَيْثٍ أَجْرَى فَرَسًا عَلَى إِصْبَعِ رَجُلٍ مِنْ جُهَيْنَةَ فَنُزِيَ مِنْهَا فَمَاتَ. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِلَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِمْ أَتَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ خَمْسِينَ يَمِينًا مَا مَاتَ مِنْهَا؟ فَأَبَوْا وَتَحَرَّجُوا. وَقَالَ لِلْآخَرِينَ أَتَحْلِفُونَ أَنْتُمْ؟ فَأَبَوْا. فَقَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِشَطْرِ الدِّيَةِ عَلَى السَّعْدِيِّينَ.

عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ بنی سعد بن لیث کے ایک آدمی نے گھوڑا دوڑایا اور جہینہ کے ایک آدمی کی انگلی کچل دی جس سے اتنا خون بہا کہ وہ مر گیا' حضرت عمر نے مدعا علیہم سے فرمایا کہ کیا تم پچاس مرتبہ اللہ کی قسم کھاتے ہو کہ وہ انگلی کے باعث نہیں مرا؟ انہوں نے انکار کیا اور قسم کھانے سے رکے رہے۔ پھر دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھاتے ہو؟ انہوں نے بھی انکار کیا۔ حضرت عمر نے فیصلہ فرمایا کہ بنی سعد والے نصف دیت دیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَيْسَ الْعَمَلُ عَلَى هٰذَا.

امام مالک نے فرمایا اور نہیں عمل اوپر اس کے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، وَرَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَانُوا يَقُولُونَ دِيَةُ الْخَطَإِ عِشْرُونَ بِنْتَ مَخَاضٍ، وَعِشْرُونَ بِنْتَ لَبُونٍ، وَعِشْرُونَ ابْنَ لَبُونٍ ذَكَرًا، وَعِشْرُونَ حِقَّةً، وَعِشْرُونَ جَذَعَةً.

ابن شہاب' سلیمان بن یسار اور ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن فرمایا کرتے تھے کہ قتل خطا کی دیت میں بیس ایک سالہ اونٹنیاں' بیس دو سالہ اونٹنیاں' بیس دو سالہ اونٹ' بیس تین سالہ اور بیس چار سالہ دیئے جاتے ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا قَوَدَ بَيْنَ الصِّبْيَانِ، وَإِنَّ عَمْدَهُمْ خَطَأٌ مَا لَمْ تَجِبْ عَلَيْهِمُ الْحُدُودُ وَيَبْلُغُوا الْحُلُمَ، وَإِنَّ قَتْلَ الصَّبِيِّ لَا يَكُونُ إِلَّا خَطَأً وَذٰلِكَ لَوْ أَنَّ صَبِيًّا، وَكَبِيرًا قَتَلَا رَجُلًا حُرًّا خَطَأً، كَانَ عَلَى عَاقِلَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا نِصْفُ الدِّيَةِ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ بچوں سے قصاص نہیں لیا جائے گا اگرچہ عمداً غلطی کی ہو جب تک ان پر حد و دواجب نہ ہوں اور بالغ نہ ہو جائیں۔ اگر لڑکا نابالغ کسی کو قتل کر دے تو اسے قتل خطا شمار کیا جائے گا۔ اسی طرح اگر ایک نابالغ لڑکا اور ایک بڑا آدمی مل کر کسی آزاد آدمی کو غلطی سے قتل کر دیں تو دونوں میں سے ہر ایک پر نصف دیت لازم آئے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَمَنْ قَتَلَ خَطَأً فَإِنَّمَا عَقْلُهُ مَالٌ لَا قَوَدَ فِيهِ، وَإِنَّمَا هُوَ كَغَيْرِهِ مِنْ مَالِهِ يُقْضَى بِهِ دَيْنُهُ، وَتَجُوزُ فِيهِ وَصِيَّتُهُ، فَإِنْ كَانَ لَهُ مَالٌ تَكُونُ الدِّيَةُ قَدْرَ

امام مالک نے فرمایا کہ جو غلطی سے قتل کر دیا جائے تو اس کی دیت مثل اس کے مال کے ہو گی اور اسی سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا اور اسی سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی۔ اگر اس

ثُلُثِهِ، ثُمَّ عَفَا عَنْ دِيَتِهِ فَذٰلِكَ جَائِزٌ لَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُ دِيَتِهِ جَازَ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ الثُّلُثُ إِذَا عُفِيَ عَنْهُ وَأَوْصَى بِهِ.

کے پاس اتنا مال ہو کہ دیت اس کا تہائی حصہ بنے پھر اس کی دیت معاف کر دی جائے تو یہ جائز ہے اور اگر دیت کے سوا اس کے پاس اور مال نہ ہو تو اس میں سے اس کے لیے تہائی جائز ہے جب کہ معاف کر دیا جائے اور اس کی وصیت کی ہو۔

٥- بَابُ عَقْلِ الْجِرَاحِ فِي الْخَطَإِ

غلطی سے کسی کو زخمی کر دینے کی دیت

حَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّ الْأَمْرَ الْمُجْتَمَعَ عَلَيْهِ عِنْدَهُمْ فِي الْخَطَإِ أَنَّهُ لَا يُعْقَلُ حَتَّى يَبْرَأَ الْمَجْرُوحُ وَيَصِحَّ، وَأَنَّهُ إِنْ كُسِرَ عَظْمٌ مِنَ الْإِنْسَانِ يَدٌ، أَوْ رِجْلٌ، أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الْجَسَدِ خَطَأً فَبَرَأَ وَصَحَّ وَعَادَ لِهَيْئَتِهِ فَلَيْسَ فِيهِ عَقْلٌ، فَإِنْ نَقَصَ، أَوْ كَانَ فِيهِ عَثَلٌ فَفِيهِ مِنْ عَقْلِهِ بِحِسَابِ مَا نَقَصَ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلطی سے زخمی کرنے میں یہ بات لوگوں کے نزدیک متفق ہے کہ جب تک زخمی اچھا اور تندرست نہ ہو جائے دیت کا حکم نہیں ہوگا۔ اگر غلطی سے کسی انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ جسم کا کوئی حصہ۔ پھر وہ پہلے کی طرح درست ہو جائے تو اس کی دیت نہیں۔ اگر کوئی نقص رہ گیا تو نقص کے مطابق دیت ادا کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ: فَإِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْعَظْمُ مِمَّا جَاءَ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَقْلٌ مُسَمًّى فَبِحِسَابِ مَا فَرَضَ فِيهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَمَا كَانَ مِمَّا لَمْ يَأْتِ فِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَقْلٌ مُسَمًّى، وَلَمْ تَمْضِ فِيهِ سُنَّةٌ، وَلَا عَقْلٌ مُسَمًّى، فَإِنَّهُ يُجْتَهَدُ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر ایسی ہڈی کی بات ہو جس کی نبی کریم ﷺ نے دیت دلائی ہو تو اس کی اسی حساب سے دلائی جائے جو نبی کریم ﷺ نے دلائی اور جو دیت سنت سے ثابت نہ ہو تو وہ اجتہاد سے دلائی جائے گی۔

فَقَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ فِي الْجِرَاحِ فِي الْجَسَدِ إِذَا كَانَتْ خَطَأً عَقْلٌ إِذَا بَرِئَ الْجُرْحُ وَعَادَ لِهَيْئَتِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ عَثَلٌ، أَوْ شَيْنٌ، فَإِنَّهُ يُجْتَهَدُ فِيهِ إِلَّا الْجَائِفَةَ فَإِنَّ فِيهَا ثُلُثَ دِيَةِ النَّفْسِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جسم کے اس زخم کی دیت نہیں ہے جو مندمل ہو کر پہلی حالت پر آ جائے۔ اگر کوئی دھبہ یا عیب باقی رہ جائے تو اس کے مطابق اجتہاد سے دیت دلائی جائے گی ماسوائے جائفہ کے کہ اس میں جان کی تہائی دیت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَيْسَ فِي مُنَقِّلَةِ الْجَسَدِ عَقْلٌ وَهِيَ مِثْلُ مُوضِحَةِ الْجَسَدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جس زخم میں ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے اس میں موضحہ جسد کی طرح دیت نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الطَّبِيبَ إِذَا خَتَنَ فَقَطَعَ الْحَشَفَةَ أَنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ، وَأَنَّ ذٰلِكَ مِنَ الْخَطَإِ الَّذِي تَحْمِلُهُ الْعَاقِلَةُ، وَأَنَّ كُلَّ مَا أَخْطَأَ بِهِ الطَّبِيبُ، أَوْ تَعَدَّى إِذَا لَمْ يَتَعَمَّدْ ذٰلِكَ فَفِيهِ الْعَقْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ طبیب جب ختنہ کرے اور حشفہ کاٹ دے تو اس پر دیت ہے اور یہ غلطی عاقلہ کی حاملہ ہے اور طبیب سے جو غلطی یا زیادتی ہو جائے جب کہ وہ عمداً نہ ہو تو اس میں دیت ہے۔

٦- بَابُ عَقْلِ الْمَرْأَةِ

عورت کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: تُعَاقِلُ الْمَرْأَةُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ الدِّيَةِ إِصْبَعُهَا كَإِصْبَعِهِ، وَسِنُّهَا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے تھے: عورت اور مرد کا معاملہ تہائی دیت تک ایک جیسا ہے۔ عورت کی انگلی مرد کی انگلی کی طرح۔ دانت دانت کی طرح

كَشِينِهِ، وَمُوضِحَتُهَا كَمُوضِحَتِهِ، وَمُنَقِّلَتُهَا كَمُنَقِّلَتِهِ.

موضحہ موضحے کی طرح اور منقلہ منقلے کی طرح۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، وَبَلَغَهُ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّهُمَا كَانَا يَقُولَانِ مِثْلَ قَوْلِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِي الْمَرْأَةِ إِنَّهَا تُعَاقِلُ الرَّجُلَ إِلَى ثُلُثِ دِيَةِ الرَّجُلِ، فَإِذَا بَلَغَتْ ثُلُثَ دِيَةِ الرَّجُلِ كَانَتْ إِلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ.

ابن شہاب اور عروہ بن زبیر بھی عورت کے بارے میں سعید بن مسیب کی طرح فرمایا کرتے تھے کہ مرد کی تہائی دیت تک عورت کی دیت بھی اس کے برابر رہے گی اور اس سے آگے مرد کی دیت کا نصف رہے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ أَنَّهَا تُعَاقِلُهُ فِي الْمُوضِحَةِ وَالْمُنَقِّلَةِ وَمَا دُونَ الْمَأْمُومَةِ، وَالْجَائِفَةِ، وَأَشْبَاهِهِمَا مِمَّا يَكُونُ فِيهِ ثُلُثُ الدِّيَةِ فَصَاعِدًا، فَإِذَا بَلَغَتْ ذَلِكَ كَانَ عَقْلُهَا فِي ذَلِكَ عَلَى النِّصْفِ مِنْ عَقْلِ الرَّجُلِ.

امام مالک نے فرمایا: اس کی تفسیر یہ ہے کہ موضحہ اور منقلہ میں دونوں کی دیت برابر رہے گی اور اس کے علاوہ مامومہ اور جائفہ وغیرہ جن میں تہائی دیت ہوتی ہے' جب یہاں تک بات پہنچے گی تو عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہوگی۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ مَضَتِ السُّنَّةُ أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَصَابَ امْرَأَتَهُ بِجُرْحٍ أَنَّ عَلَيْهِ عَقْلَ ذَلِكَ الْجُرْحِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

امام مالک نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ مرد جب عورت کو زخمی کرے تو اس سے زخم کی دیت لی جائے گی اور قصاص نہیں لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنَّمَا ذَلِكَ فِي الْخَطَإِ أَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ فَيُصِيبَهَا مِنْ ضَرْبِهِ مَا لَمْ يَتَعَمَّدْ كَمَا يَضْرِبُهَا بِسَوْطٍ فَيَفْقَأُ عَيْنَهَا. وَنَحْوَ ذَلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ غیر ارادی کے بارے میں ہے کہ مرد نے کسی عورت کو بغیر ارادے کے مارا کہ اس نے کوڑا مارا اور اس کی آنکھ میں جالگا' وغیرہ۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْمَرْأَةِ يَكُونُ لَهَا زَوْجٌ وَوَلَدٌ مِنْ غَيْرِ عَصَبَتِهَا وَلَا قَوْمِهَا، فَلَيْسَ عَلَى زَوْجِهَا إِذَا كَانَ مِنْ قَبِيلَةٍ أُخْرَى مِنْ عَقْلِ جِنَايَتِهَا شَيْءٌ، وَلَا عَلَى وَلَدِهَا إِذَا كَانُوا مِنْ غَيْرِ قَوْمِهَا، وَلَا عَلَى إِخْوَتِهَا مِنْ أُمِّهَا إِذَا كَانُوا مِنْ غَيْرِ عَصَبَتِهَا، وَلَا قَوْمِهَا فَهُؤُلَاءِ أَحَقُّ بِمِيرَاثِهَا، وَالْعَصَبَةُ عَلَيْهِمُ الْعَقْلُ مُنْذُ زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَوْمِ، وَكَذَلِكَ مَوَالِي الْمَرْأَةِ مِيرَاثُهُمْ لِوَلَدِ الْمَرْأَةِ، وَإِنْ كَانُوا مِنْ غَيْرِ قَبِيلَتِهَا، وَعَقْلُ جِنَايَةِ الْمَوَالِي عَلَى قَبِيلَتِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جس عورت کا خاوند یا لڑکا اس کی قوم سے نہ ہو' بلکہ دوسرے قبیلے سے ہو تو خیانت کی دیت میں خاوند یا لڑکے پر کچھ نہیں آئے گا اور نہ اخیافی بھائی پر جب کہ وہ دوسری قوم سے ہو حالانکہ وہ اس کی میراث کے حق دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس سے آج تک دیت عصبہ پر رہی ہے اور اسی طرح عورت کے موالی پر۔ ان کی میراث عورت کے لڑکے کی ہو گی خواہ وہ عورت کے قبیلے سے دوسرے کا ہو اور جنایت کی دیت اس کے قبیلے کے موالی پر ہوگی۔

٧- بَابُ عَقْلِ الْجَنِينِ

پیٹ کے بچے کی دیت

٦٥٨- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہذیل کی دو عورتوں نے ایک دوسری کو پتھر مارے تو ایک کا حمل گر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

الْأُخْرٰى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا، فَقَضٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ. صحيح البخاری (٥٧٥٩) صحیح مسلم (٤٣٦٥)

دیت میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا حکم فرمایا۔

٦٥٩- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ اَوْ وَلِيْدَةٍ، فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ اَغْرَمُ مَا لَا شَرِبَ، وَلَا اَكَلَ، وَلَا نَطَقَ، وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

صحيح البخاری (٥٧٥٨) صحیح مسلم (٤٣٦٥)

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیٹ کے بچہ کے بارے میں فیصلہ فرمایا جس کو قتل کر دیا گیا ہو کہ دیت میں ایک غلام یا لونڈی دی جائے۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا کہ میں تاوان کس طرح دوں جبکہ بچے نے کھایا نہ پیا اور وہ بولا نہ رویا۔ اور ایسی ہی بے کار بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کاہنوں کا بھائی ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ الْغُرَّةُ تُقَوَّمُ خَمْسِيْنَ دِيْنَارًا، اَوْ سِتَّمِائَةِ دِرْهَمٍ، وَدِيَةُ الْمَرْاَةِ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ خَمْسُمِائَةِ دِيْنَارٍ، اَوْ سِتَّةُ اٰلَافِ دِرْهَمٍ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن فرمایا کرتے کہ غلام یا لونڈی کی قیمت پچاس دینار یا چھ سو درہم ہو اور آزاد مسلمان عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم ہو (یہ اس وقت کے حساب سے اجتہادی فتویٰ ہے)۔

قَالَ مَالِكٌ فَدِيَةُ جَنِيْنِ الْحُرَّةِ عُشْرُ دِيَتِهَا، وَالْعُشْرُ خَمْسُوْنَ دِيْنَارًا، اَوْ سِتُّمِائَةِ دِرْهَمٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کے بچے کا فدیہ آزاد عورت کی دیت کا دسواں حصہ ہے یعنی پچاس دینار یا چھ سو درہم۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا يُخَالِفُ فِيْهِ اَنَّ الْجَنِيْنَ لَا تَكُوْنُ فِيْهِ الْغُرَّةُ حَتّٰى يُزَايِلَ بَطْنَ اُمِّهٖ وَيَسْقُطَ مِنْ بَطْنِهَا مَيِّتًا.

امام مالک نے فرمایا کہ پیٹ کے بچے کے متعلق میں نے کسی کو اختلاف کرتے ہوئے نہیں سنا کہ اس کا تاوان نہ ہو جب کہ وہ والدہ کے پیٹ میں مر جائے اور پیٹ سے مرا ہوا ساقط ہو۔

قَالَ مَالِكٌ وَسَمِعْتُ اَنَّهٗ اِذَا خَرَجَ الْجَنِيْنُ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ حَيًّا، ثُمَّ مَاتَ اَنَّ فِيْهِ الدِّيَةَ كَامِلَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ سے زندہ پیدا ہو کر مرے تو اس کی پوری دیت لازم آئے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا حَيَاةَ لِلْجَنِيْنِ اِلَّا بِالْاِسْتِهْلَالِ، فَاِذَا خَرَجَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهٖ، فَاسْتَهَلَّ، ثُمَّ مَاتَ فَفِيْهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، وَنَرٰى اَنَّ فِيْ جَنِيْنِ الْاَمَةِ عُشْرَ ثَمَنِ اُمِّهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ بچے کی زندگی کا اس کے رونے سے پتہ لگے گا۔ جب اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہو کر روئے، پھر مر جائے تو اس کی دیت پوری ہے اور لونڈی کے بچے کی دیت اس کی قیمت کا دسواں حصہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا قَتَلَتِ الْمَرْاَةُ رَجُلًا، اَوِ امْرَاَةً عَمْدًا وَالَّتِيْ قَتَلَتْ حَامِلٌ لَمْ يُقَدْ مِنْهَا حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا، وَاِنْ قُتِلَتِ الْمَرْاَةُ وَهِيَ حَامِلٌ عَمْدًا اَوْ خَطَاً، فَلَيْسَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهَا فِيْ جَنِيْنِهَا شَيْءٌ، فَاِنْ قُتِلَتْ

امام مالک نے فرمایا کہ جب کوئی عورت کسی مرد یا عورت کو دانستہ قتل کر دے اور جس نے قتل کیا وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اگر حاملہ عورت کو کسی نے دانستہ یا نادانستہ قتل کر دیا تو قاتل پر بچے کی کوئی دیت نہیں ہے، اگر اسے

عَمَدًا قُتِلَ الَّذِي قَتَلَهَا، وَلَيْسَ فِي جَنِينِهَا دِيَةٌ وَإِنْ قُتِلَتْ خَطَأً فَعَلَى عَاقِلَةِ قَاتِلِهَا دِيَتُهَا، وَلَيْسَ فِي جَنِينِهَا دِيَةٌ.

دانستہ قتل کیا ہے تو قاتل کو قتل کیا جائے گا اور بچے کی دیت نہیں ہو گی اور اگر نادانستہ قتل کیا ہے تو قاتل کے عاقلہ پر دیت لازم ہو گی اور بچے کی دیت نہیں ہو گی۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، سُئِلَ مَالِكٌ عَنْ جَنِينِ الْيَهُودِيَّةِ، وَالنَّصْرَانِيَّةِ يُطْرَحُ فَقَالَ أَرَى أَنَّ فِيهِ عُشْرَ دِيَةِ أُمِّهِ.

امام مالک سے یہودیہ اور نصرانیہ کے بچے کے متعلق پوچھا گیا جس کو مار کر نکال دیا گیا ہو۔ فرمایا کہ اس میں والدہ کی دیت کا دسواں حصہ ہے۔

٨- بَابُ مَا فِيهِ الدِّيَةُ كَامِلَةً

جس پر پوری دیت لازم آتی ہے

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، فَإِذَا قُطِعَتِ السُّفْلَى فَفِيهَا ثُلُثَا الدِّيَةِ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب فرمایا کرتے: دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اور جب نیچے کا ہونٹ کاٹ دیا جائے تو دیت کا تہائی ہے۔

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنِ الرَّجُلِ الْأَعْوَرِ يَفْقَأُ عَيْنَ الصَّحِيحِ، فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ إِنْ أَحَبَّ الصَّحِيحُ أَنْ يَسْتَقِيدَ مِنْهُ فَلَهُ الْقَوَدُ، وَإِنْ أَحَبَّ فَلَهُ الدِّيَةُ أَلْفُ دِينَارٍ، أَوِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

ابن شہاب سے پوچھا گیا کہ کانا اگر صحیح سالم آدمی کی آنکھ پھوڑ دے؟ ابن شہاب نے فرمایا کہ صحیح آدمی اگر قصاص چاہے تو اس کی آنکھ پھوڑ دے اور چاہے تو دیت کے ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم وصول کرے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ فِي كُلِّ زَوْجٍ مِنَ الْإِنْسَانِ الدِّيَةَ كَامِلَةً، وَأَنَّ فِي اللِّسَانِ الدِّيَةَ كَامِلَةً، وَأَنَّ فِي الْأُذُنَيْنِ إِذَا ذَهَبَ سَمْعُهُمَا الدِّيَةَ كَامِلَةً اصْطُلِمَتَا، أَوْ لَمْ تُصْطَلَمَا، وَفِي ذَكَرِ الرَّجُلِ الدِّيَةُ كَامِلَةً، وَفِي الْأُنْثَيَيْنِ الدِّيَةُ كَامِلَةً.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جسم انسانی کی ڈبل چیزوں میں پوری دیت ہے، زبان میں پوری دیت ہے اور دونوں کانوں میں پوری دیت ہے جب کہ دونوں کی سماعت جاتی رہے خواہ کانوں کو کاٹے یا نہ کاٹے عضو مخصوص کی پوری دیت ہے اور دونوں خصیوں کی پوری دیت ہے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ فِي ثَدْيَيِ الْمَرْأَةِ الدِّيَةَ كَامِلَةً.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ عورت کے دونوں پستانوں کی پوری دیت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَأَخَفُّ ذَلِكَ عِنْدِي الْحَاجِبَانِ، وَثَدْيَا الرَّجُلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے نزدیک دونوں ابروؤں اور مرد کے پستانوں میں تخفیف ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أُصِيبَ مِنْ أَطْرَافِهِ أَكْثَرُ مِنْ دِيَتِهِ فَذَلِكَ لَهُ، إِذَا أُصِيبَتْ يَدَاهُ، وَرِجْلَاهُ، وَعَيْنَاهُ، فَلَهُ ثَلَاثُ دِيَاتٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ آدمی کو جب مختلف تکلیفیں پہنچائی گئیں تو دیت میں اضافہ ہو گا مثلاً دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کاٹے گئے اور دونوں آنکھیں نکالی گئیں تو اس کی تین دیت ہوں گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي عَيْنِ الْأَعْوَرِ الصَّحِيحَةِ إِذَا فُقِئَتْ خَطَأً إِنَّ فِيهَا الدِّيَةَ كَامِلَةً.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی نے دانستہ کانے کی صحیح آنکھ پھوڑ ڈالی تو اس کی پوری دیت ہے۔

٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الْعَيْنِ إِذَا ذَهَبَ بَصَرُهَا

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَقُولُ فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ إِذَا طَفِئَتْ مِائَةُ دِينَارٍ.

قَالَ يَحْيَى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَنْ شَتَرِ الْعَيْنِ وَحِجَاجِ الْعَيْنِ فَقَالَ لَيْسَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا الْاِجْتِهَادُ إِلَّا أَنْ يَنْقُصَ بَصَرُ الْعَيْنِ، فَيَكُونُ لَهُ بِقَدْرِ مَا نَقَصَ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ.

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَيْنِ الْقَائِمَةِ الْعَوْرَاءِ إِذَا طَفِئَتْ، وَفِي الْيَدِ الشَّلَّاءِ إِذَا قُطِعَتْ إِنَّهُ لَيْسَ فِي ذٰلِكَ إِلَّا الْاِجْتِهَادُ، وَلَيْسَ فِي ذٰلِكَ عَقْلٌ مُسَمًّى.

اس آنکھ کی دیت جو قائم رہی مگر بینائی جاتی رہی

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ جب آنکھ قائم رہے اور بینائی جاتی رہے تو سو دینار دینے ہوں گے۔

امام مالک سے آنکھ کے پپوٹے اور آنکھ کے گرد والی ہڈی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس میں اجتہاد ہی کیا جائے گا مگر جب کہ آنکھ کی بینائی گھٹ جائے تو جتنی بینائی گھٹی ہے اس کے لحاظ سے تاوان ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ کانی آنکھ پھوڑ دی یا شل ہاتھ کو کاٹ دیا تو ان کے بارے میں اجتہاد ہی کیا جائے گا کیونکہ ان کی مقررہ دیت نہیں ہے۔

١٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَقْلِ الشِّجَاجِ

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يَذْكُرُ أَنَّ الْمُوضِحَةَ فِي الْوَجْهِ مِثْلُ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ إِلَّا أَنْ تَعِيبَ الْوَجْهَ فَيُزَادُ فِي عَقْلِهَا مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ عَقْلِ نِصْفِ الْمُوضِحَةِ فِي الرَّأْسِ فَيَكُونُ فِيهَا خَمْسَةٌ وَسَبْعُونَ دِينَارًا.

زخموں کی دیت کا بیان

یحییٰ بن سعید نے سلیمان بن یسار کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ چہرے کا موضحہ سر کے موضحہ کی طرح ہے مگر جب چہرے میں عیب پیدا ہو جائے تو دیت بڑھا دی جائے گی یعنی اس کے اور سر کے موضحہ کے درمیان نصف دیت گویا پچھتر دینار۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ فِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ فَرِيضَةً.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ منقلہ میں پندرہ اونٹ ہیں۔

قَالَ وَالْمُنَقِّلَةُ الَّتِي يَطِيرُ فِرَاشُهَا مِنَ الْعَظْمِ، وَلَا تَخْرِقُ إِلَى الدِّمَاغِ، وَهِيَ تَكُونُ فِي الرَّأْسِ وَفِي الْوَجْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ منقلہ اس چوٹ کو کہتے ہیں جس میں ہڈی اپنے مقام سے ہٹ جائے لیکن دماغ تک نہ پہنچے اور یہ چوٹ سر اور چہرے میں ہوتی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ الْمَأْمُومَةَ وَالْجَائِفَةَ لَيْسَ فِيهِمَا قَوَدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ حکم ہمارے نزدیک متفق ہے کہ مامومہ اور جائفہ میں قصاص نہیں ہے۔

وَقَدْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ لَيْسَ فِي الْمَأْمُومَةِ قَوَدٌ.

اسی طرح ابن شہاب نے فرمایا ہے کہ مامومہ میں قصاص نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْمَأْمُومَةُ مَا خَرَقَ الْعَظْمَ إِلَى

امام مالک نے فرمایا: مامومہ وہ چوٹ ہے جو ہڈی کو توڑ کر

الدِّمَاغِ، وَلَا تَكُوْنُ الْمَأْمُوْمَةُ إِلَّا فِي الرَّأْسِ. وَمَا يَصِلُ إِلَى الدِّمَاغِ إِذَا خَرَقَ الْعَظْمَ.

دماغ تک پہنچ جائے۔ مامومہ چوٹ صرف سر میں ہوتی ہے اور دماغ تک نہیں پہنچتی مگر ہڈی کو توڑ کر۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ الْمُوْضِحَةِ مِنَ الشِّجَاجِ عَقْلٌ حَتّٰى تَبْلُغَ الْمُوْضِحَةَ، وَإِنَّمَا الْعَقْلُ فِي الْمُوْضِحَةِ فَمَا فَوْقَهَا، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ انْتَهٰى إِلَى الْمُوْضِحَةِ فِيْ كِتَابِهِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَجَعَلَ فِيْهَا خَمْسًا مِنَ الْإِبِلِ، وَلَمْ تَقْضِ الْأَئِمَّةُ فِي الْقَدِيْمِ، وَلَا فِي الْحَدِيْثِ فِيْمَا دُوْنَ الْمُوْضِحَةِ بِعَقْلٍ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ موضحہ سے کم زخم میں دیت نہیں ہے جب تک وہ موضحہ کو نہ پہنچ جائے۔ دیت موضحہ میں ہے یا اس سے اوپر جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے موضحہ کو اپنے اس گرامی نامہ میں حد قرار دیا جو حضرت عمرو بن حزم کے لئے لکھا تھا اور اس میں پانچ اونٹ مقرر فرمائے تھے کسی گزشتہ یا موجودہ امام نے بھی موضحہ سے کم میں دیت کا فیصلہ نہیں کیا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ: كُلُّ نَافِذَةٍ فِيْ عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فَفِيْهَا ثُلُثُ عَقْلِ ذٰلِكَ الْعُضْوِ. حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ: كَانَ ابْنُ شِهَابٍ لَا يَرٰى ذٰلِكَ، وَأَنَا لَا أَرٰى فِيْ نَافِذَةٍ فِيْ عُضْوٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ فِي الْجَسَدِ أَمْرًا مُجْتَمَعًا عَلَيْهِ، وَلٰكِنِّيْ أَرٰى فِيْهَا الْاِجْتِهَادَ، يَجْتَهِدُ الْإِمَامُ فِيْ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ فِيْ ذٰلِكَ أَمْرٌ مُجْتَمَعٌ عَلَيْهِ عِنْدَنَا.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ ہر وہ زخم جو کسی عضو میں پار ہو جائے تو اس کی دیت اس عضو کی تہائی ہوگی۔ ابن شہاب کی یہ رائے نہیں ہے اور میرے خیال میں جسم کے کسی عضو میں پار ہونے والے زخم کی کوئی متفقہ دیت نہیں ہے بلکہ اجتہاد کیا جائے گا یعنی امام اس میں اجتہاد کرے گا اور ہمارے نزدیک اس بارے میں کوئی متفقہ حکم نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ: اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْمَأْمُوْمَةَ، وَالْمُنَقِّلَةَ، وَالْمُوْضِحَةَ لَا تَكُوْنُ إِلَّا فِي الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ، فَمَا كَانَ فِي الْجَسَدِ مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ فِيْهِ إِلَّا الْاِجْتِهَادُ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ مامومہ، منقلہ اور موضحہ صرف چہرے اور سر میں ہوتا ہے۔ اگر ان میں کوئی زخم جسم میں ہو تو اس کے متعلق اجتہاد ہی کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: فَلَا أَرَى اللَّحْيَ الْأَسْفَلَ، وَالْأَنْفَ مِنَ الرَّأْسِ فِيْ جِرَاحِهِمَا، لِأَنَّهُمَا عَظْمَانِ مُنْفَرِدَانِ، وَالرَّأْسُ بَعْدَهُمَا عَظْمٌ وَاحِدٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ زخموں کے سلسلے میں نیچے کا جبڑا اور ناک سر میں شامل نہیں ہیں۔ یہ دونوں علیحدہ ہڈیاں ہیں اور سر ان سے علیحدہ ایک ہڈی ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَقَادَ مِنَ الْمُنَقِّلَةِ.

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر نے منقلہ میں قصاص لیا۔

١١- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ عَقْلِ الْأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ: كَمْ فِيْ إِصْبَعِ الْمَرْأَةِ؟ فَقَالَ: عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ: كَمْ فِيْ إِصْبَعَيْنِ؟ قَالَ: عِشْرُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ، فَقُلْتُ: كَمْ فِيْ ثَلَاثٍ؟ فَقَالَ: ثَلَاثُوْنَ مِنَ الْإِبِلِ. فَقُلْتُ: كَمْ فِيْ أَرْبَعٍ؟

ربیعہ ابو بن عبد الرحمٰن نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ عورت کی انگلی میں کتنی دیت ہے؟ فرمایا کہ دس اونٹ۔ میں نے پوچھا کہ دو انگلیوں میں؟ فرمایا کہ بیس اونٹ۔ میں نے پوچھا کہ تین میں؟ فرمایا کہ تیس اونٹ۔ میں نے کہا کہ چار میں؟ فرمایا کہ بیس اونٹ۔ میں عرض گزار ہوا کہ جب زخم بڑھا' تکلیف میں

قَالَ عِشْرُوْنَ مِنَ الْاِبِلِ. فَقُلْتُ حِيْنَ عَظُمَ جُرْحُهَا وَاشْتَدَّتْ مُصِيْبَتُهَا نَقَصَ عَقْلُهَا. فَقَالَ سَعِيْدٌ اَعِرَاقِيٌّ اَنْتَ؟ فَقُلْتُ بَلْ عَالِمٌ مُتَثَبِّتٌ اَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ. فَقَالَ سَعِيْدٌ هِيَ السُّنَّةُ يَا ابْنَ اَخِيْ.

اضافہ ہوا تو دیت گھٹ گئی؟ سعید نے فرمایا کہ کیا تم عراقی ہو؟ عرض کی کہ میں تو ثابت قدم عالم یا بے خبر طالب علم ہوں۔ سعید نے فرمایا کہ اے بھتیجے! سنت یہی ہے۔ ف

ف: حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کا حضرت سعید بن مسیب سے پوچھنا اور ان کا بتانا کہ دو انگلیوں کی دیت بیس اونٹ' تین کی تیس اور چار کی بیس اونٹ ہیں۔ اس پر حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن کا تعجب کرنا اصول درایت کے عین مطابق ہے کیونکہ صورتِ حال اگر یہی ہو تو چار انگلیوں کی صورت میں مدعی چار انگلیاں بتا کر کیوں بیس اونٹ لے؟

وہ کیوں نہ تین انگلیوں کا مقدمہ دائر کرے کہ کم از کم تیس اونٹوں کا حق دار تو بنے گا۔ نیز اس سے اسلام کے اصول انصاف پر حرف آتا ہے کہ نقصان زیادہ ہوا تو دیت کس وجہ سے گھٹ گئی؟ اس کا یقیناً کوئی معقول جواب نہیں دیا جاسکتا ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے تو فرمایا ہے: "وفی کل اصبع من اصابع الید والرجل عشر من الابل" (نسائی' دارمی) یعنی ہاتھ اور پیر کی ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ" اصابع الیدین والرجلین سواء" (ترمذی' ابوداؤد) ——— یعنی دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی انگلیاں (دیت میں) ایک جیسی ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب کے بموجب چار میں سے باقی دو انگلیاں اچھی برابر ہوئیں کہ ان کی دیت ندارد ہوگئی۔ حضرت سعید بن مسیب کو ایسی کوئی روایت پہنچی ہوگی جس کے مطابق انہوں نے سائل کو جواب دیا لیکن یہ فیصلہ صرف عقلی لحاظ ہی سے نہیں بلکہ قرآن و حدیث کی تعلیمات اور اسلام کے اصول انصاف کے مطابق نظر نہیں آتا تھا۔ اسی لیے حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن اس پر چونکے اور اپنی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے برملا عرض گزار ہوئے کہ جب نقصان بڑھ گیا تو دیت کس وجہ سے گھٹ گئی؟

یقیناً شریعت مطہرہ کے اندر ایسی کوئی نظیر نہیں ہوگی کہ نقصان بڑھنے پر دیت گھٹ جائے۔ یہ اصول درایت کے مطابق اظہار حیرت ہے حدیث پر عقلی اعتراض نہیں۔ ان کی حیرت اس بات پر ہے کہ اسلام کا اصول انصاف یہ نہیں ہے جو بتایا جارہا ہے۔ اس بحث سے ہر صاحب علم و دانش کے سامنے دو نظریے اور انداز فکر آتے ہیں جو ذرا تفصیل طلب ہیں۔

پہلا نظریہ یہ ہے کہ ہر حدیث پر عمل کیا جائے اور حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ قطعاً ناممکن ہے کیونکہ بعض ایسے بھی موضوعات ہیں جن کے متعلق متضاد اور مختلف روایات موجود ہیں جیسے مس ذکر اور آگ پر پکائی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ دوسرا نظریہ یہ سامنے آیا کہ کسی ایک موضوع سے متعلق جملہ روایات کو سامنے رکھ کر انہیں قرآن کریم پر پیش کیا جائے اور انہیں قرآن مجید سے مطابقت' راویوں کی جلالت' روایات کی کثرت' اسناد کی صحت اور ناسخ و منسوخ وغیرہ امور کے لحاظ سے دیکھیں کہ کس روایت پر عمل کیا جائے اور کس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ فقہ اسی کو کہتے ہیں اور اسی دوسرے نظریہ کی تعریف کرتے ہوئے حبیب پروردگار نے فرمایا ہے:

ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین.

اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے فقہ (دین کی سوجھ بوجھ) عطا فرماتا ہے۔

اگر پروردگار عالم کی عطا فرمائی ہوئی یہ بھلائی کسی کو مذموم اور قبیح نظر آتی ہے اور مبتدعین زمانہ ایسے حضرات کو دائرہ ایمان سے خارج بتانے پر مصر ہیں تو انہیں کسی روحانی ڈاکٹر سے اپنا معائنہ کروانا چاہیے کہ وہ عقل کے دشمن ہونے کے ساتھ کہیں اسلام دشمنی کے مرض میں تو مبتلا نہیں؟

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ عِنْدَنَا فِيْ اَصَابِعِ الْكَفِّ اِذَا قُطِعَتْ ' فَقَدْ تَمَّ عَقْلُهَا ' وَذٰلِكَ اَنَّ خَمْسَ الْاَصَابِعِ اِذَا قُطِعَتْ كَانَ عَقْلُهَا عَقْلَ الْكَفِّ خَمْسِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فِيْ كُلِّ اُصْبُعٍ عَشَرَةٌ مِنَ الْاِبِلِ.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ ہتھیلی کی تمام انگلیوں کو کاٹ دینے میں پوری دیت لازم آئے گی یعنی جب کہ پانچوں انگلیاں کاٹ دی جائیں تو ان کی دیت ہتھیلی کی دیت کے برابر ہے یعنی پچاس اونٹ' ہر انگلی کے بدلے دس اونٹ۔

قَالَ مَالِكٌ وَحِسَابُ الْاَصَابِعِ ثَلَاثَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ دِيْنَارًا ' وَثُلُثُ دِيْنَارٍ فِيْ كُلِّ اَنْمُلَةٍ ' وَهِيَ مِنَ الْاِبِلِ ثَلَاثُ فَرَائِضَ ' وَثُلُثُ فَرِيْضَةٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ انگلی کا حساب تینتیس اور ایک تہائی دینار ہے ہر پورے کے بدلے میں اور یہ اونٹوں کے حساب سے تین اور ایک تہائی اونٹ ہیں۔

۱۲- بَابُ جَامِعِ عَقْلِ الْاَسْنَانِ

دانتوں کی دیت

[۸۷۵] اثر- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدُبٍ ' عَنْ اَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الضِّرْسِ بِجَمَلٍ ' وَفِي التَّرْقُوَةِ بِجَمَلٍ ' وَفِي الضِّلَعِ بِجَمَلٍ.

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے داڑھ میں ایک اونٹ کا فیصلہ کیا اور ہنسلی کی ہڈی میں ایک اونٹ کا اور پہلو کی ہڈی میں ایک اونٹ کا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ قَضٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْاَضْرَاسِ بِبَعِيْرٍ بَعِيْرٍ ' وَقَضٰى مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ فِي الْاَضْرَاسِ بِخَمْسَةِ اَبْعِرَةٍ خَمْسَةِ اَبْعِرَةٍ.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن میتب کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر نے داڑھوں میں ایک ایک اونٹ کا فیصلہ کیا اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان نے داڑھوں میں پانچ پانچ اونٹوں کا فیصلہ کیا۔

قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فَالدِّيَةُ تَنْقُصُ فِيْ قَضَاءِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ' وَتَزِيْدُ فِيْ قَضَاءِ مُعَاوِيَةَ ' فَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَجَعَلْتُ فِي الْاَضْرَاسِ بَعِيْرَيْنِ بَعِيْرَيْنِ. فَتِلْكَ الدِّيَةُ سَوَاءٌ وَّكُلُّ مُجْتَهِدٍ مَاْجُوْرٌ.

سعید بن میتب نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے میں دیت گھٹ گئی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے میں بڑھ گئی۔ اگر میں ہوتا تو داڑھوں میں دو دو اونٹ دلاتا کہ دیت برابر ہو جاتی اور اجر ہر مجتہد کو ملتا ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ ' عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا اُصِيْبَتِ السِّنُّ فَاسْوَدَّتْ فَفِيْهَا عَقْلُهَا تَامًّا ' فَاِنْ طُرِحَتْ بَعْدَ اَنْ تَسْوَدَّ فَفِيْهَا عَقْلُهَا اَيْضًا تَامًّا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن میتب کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب دانت کو زخم پہنچے اور وہ سیاہ ہو جائے تو اس کی دیت پوری ہے اور کالا ہو کر گر جائے تب بھی دیت پوری لازم آئے گی۔

۱۳- بَابُ الْعَمَلِ فِيْ عَقْلِ الْاَسْنَانِ

دانتوں کی دیت کا طریقہ

[۸۷۶] اثر- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ ' عَنْ اَبِيْ غَطَفَانَ ابْنِ طَرِيْفٍ الْمُرِّيِّ ' اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ ' اَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ بَعَثَهٗ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

ابوغطفان بن طریف مری کو مروان بن حکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں داڑھ کی دیت پوچھنے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ اس

عَبَّاسٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا فِي الضِّرْسِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِيهِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ. قَالَ فَرَدَّنِي مَرْوَانُ إِلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ أَتَجْعَلُ مُقَدَّمَ الْفَمِ مِثْلَ الْأَضْرَاسِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ لَوْ لَمْ تَعْتَبِرْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْأَصَابِعِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ.

میں پانچ اونٹ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ مروان نے مجھے پھر حضرت عبد اللہ بن عباس کی خدمت میں یہ کہہ کر بھیجا کہ آپ اگلے دانتوں اور داڑھوں کو برابر کرتے ہیں؟ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا کہ تم نے اسے انگلیوں پر قیاس کیوں نہ کیا جن کی دیت برابر ہے۔

وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ يُسَوِّي بَيْنَ الْأَسْنَانِ فِي الْعَقْلِ، وَلَا يُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر دیت میں دانتوں کو برابر رکھتے تھے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیا کرتے تھے۔

٦٦٠- قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ مُقَدَّمَ الْفَمِ وَالْأَضْرَاسِ وَالْأَنْيَابِ عَقْلُهَا سَوَاءٌ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَالضِّرْسُ سِنٌّ مِنَ الْأَسْنَانِ لَا يُفَضَّلُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ.

سنن نسائی (٤٨٥٦) سنن ابن ماجہ (٢٦٥١)

امام مالک نے فرمایا کہ سامنے کے دانت، داڑھیں اور کیلے دیت میں سب برابر ہیں اور یہ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دانت کی دیت پانچ اونٹ ہیں اور داڑھ بھی دانتوں میں شمار ہے۔ لہٰذا ایک کو دوسرے پر برتری نہیں ہوگی۔ ف

ف: انسان کے سارے دانتوں کا دیت کے لحاظ سے ایک جیسا حکم ہے۔ حدیث پاک ہے "وفي السن خمس من الابل" (نسائی، دارمی) اور ہر دانت کی دیت کے پانچ اونٹ ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے: "الاصابع سواء والاسنان سواء الثنية والضراس سواء" (ابوداؤد) یعنی سب انگلیاں برابر ہیں، سب دانت برابر ہیں اور دیت میں سامنے والے دانتوں اور داڑھوں کا ایک جیسا حکم ہے لہٰذا کوئی دانت توڑے یا داڑھ ہر صورت میں پانچ اونٹ لازم آتے ہیں اور زیادہ دانت توڑے تو پانچ اونٹ فی دانت کے حساب سے ادا کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

١٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ جِرَاحِ الْعَبْدِ

غلام کے زخموں کی دیت کا بیان

وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَا يَقُولَانِ فِي مُوضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفُ عُشْرِ ثَمَنِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار دونوں فرمایا کرتے کہ غلام کے موضحہ میں اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے۔

وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَانَ يَقْضِي فِي الْعَبْدِ يُصَابُ بِالْجِرَاحِ أَنَّ عَلٰى مَنْ جَرَحَهُ قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم فیصلہ کیا کرتے کہ اس کو زخمی کرنے کے باعث غلام کی قیمت میں جو کمی آئی اس کے برابر دیت ادا کی جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ فِي مُوضِحَةِ الْعَبْدِ نِصْفَ عُشْرِ ثَمَنِهِ، وَفِي مُنَقِّلَتِهِ الْعُشْرُ وَنِصْفُ الْعُشْرِ مِنْ ثَمَنِهِ، وَفِي مَأْمُومَتِهِ وَجَائِفَتِهِ فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا ثُلُثُ ثَمَنِهِ، وَفِيمَا سِوٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ الْأَرْبَعِ مِمَّا يُصَابُ بِهِ الْعَبْدُ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهِ، يُنْظَرُ فِي ذٰلِكَ

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ غلام کا موضحہ اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے اور منقلہ میں دسواں اور بیسواں حصہ اس کی قیمت کا اور مامومہ اور جائفہ ہر ایک میں اس کی تہائی قیمت اور ان چاروں کے سوا اگر غلام کو کسی اور قسم کی ضرب لگائی تو قیمت کی کمی کے مطابق یعنی تندرست ہونے کے

بَعْدَ مَا يَصِحُّ الْعَبْدُ وَيَبْرَأُ، كَمْ بَيْنَ قِيمَةِ الْعَبْدِ بَعْدَ أَنْ أَصَابَهُ الْجُرْحُ، وَقِيمَتِهِ صَحِيحًا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهُ هٰذَا، ثُمَّ يَغْرَمُ الَّذِي أَصَابَهُ مَا بَيْنَ الْقِيمَتَيْنِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ إِذَا كُسِرَتْ يَدُهُ، أَوْ رِجْلُهُ، ثُمَّ صَحَّ كَسْرُهُ، فَلَيْسَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ، فَإِنْ أَصَابَ كَسْرَهُ ذٰلِكَ نَقْصٌ، أَوْ عَثَلٌ كَانَ عَلَى مَنْ أَصَابَهُ قَدْرُ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْقِصَاصِ بَيْنَ الْمَمَالِيكِ كَهَيْئَةِ قِصَاصِ الْأَحْرَارِ نَفْسُ الْأَمَةِ بِنَفْسِ الْعَبْدِ، وَجُرْحُهَا بِجُرْحِهِ، فَإِذَا قَتَلَ الْعَبْدُ عَبْدًا عَمْدًا خُيِّرَ سَيِّدُ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ، فَإِنْ شَاءَ قَتَلَ، وَإِنْ شَاءَ أَخَذَ الْعَقْلَ، فَإِنْ أَخَذَ الْعَقْلَ أَخَذَ قِيمَةَ عَبْدِهِ، وَإِنْ شَاءَ رَبُّ الْعَبْدِ الْقَاتِلِ أَنْ يُعْطِيَ ثَمَنَ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ فَعَلَ، وَإِنْ شَاءَ أَسْلَمَ عَبْدَهُ، فَإِذَا أَسْلَمَهُ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غَيْرُ ذٰلِكَ، وَلَيْسَ لِرَبِّ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ إِذَا أَخَذَ الْعَبْدَ الْقَاتِلَ وَرَضِيَ بِهِ أَنْ يَقْتُلَهُ، وَذٰلِكَ فِي الْقِصَاصِ كُلِّهِ بَيْنَ الْعَبِيدِ فِي قَطْعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ وَأَشْبَاهِ ذٰلِكَ بِمَنْزِلَتِهِ فِي الْقَتْلِ.

قَالَ مَالِكٌ فِي الْعَبْدِ الْمُسْلِمِ يَجْرَحُ الْيَهُودِيَّ، أَوِ النَّصْرَانِيَّ إِنَّ سَيِّدَ الْعَبْدِ إِنْ شَاءَ أَنْ يَعْقِلَ عَنْهُ مَا قَدْ أَصَابَ فَعَلَ، أَوْ أَسْلَمَهُ، فَيُبَاعُ، فَيُعْطِي الْيَهُودِيَّ، أَوِ النَّصْرَانِيَّ مِنْ ثَمَنِ الْعَبْدِ، دِيَةَ جُرْحِهِ، أَوْ ثَمَنَهُ كُلَّهُ إِنْ أَحَاطَ بِثَمَنِهِ، وَلَا يُعْطِي الْيَهُودِيَّ، وَلَا النَّصْرَانِيَّ عَبْدًا مُسْلِمًا.

۱۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي دِيَةِ أَهْلِ الذِّمَّةِ

وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَضَى أَنَّ دِيَةَ الْيَهُودِيِّ، أَوِ النَّصْرَانِيِّ إِذَا قُتِلَ أَحَدُهُمَا مِثْلُ نِصْفِ دِيَةِ الْحُرِّ الْمُسْلِمِ.

قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ إِلَّا أَنْ يَقْتُلَهُ مُسْلِمٌ قَتْلَ غِيلَةٍ فَيُقْتَلُ بِهِ.

بعد دیکھا جائے گا کہ زخم کے باعث غلام کی قیمت میں کتنی کمی آئی۔ زخم سے پہلے صحیح سالم کی قیمت کیا تھا۔ جو دونوں قیمتوں کے درمیان فرق ہو وہ تاوان ڈالا جائے گا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جس نے غلام کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دیا۔ پھر وہ درست ہو گیا تو زخمی کرنے والے پر کوئی تاوان نہیں۔ اگر کسی قدر نقص آ گیا یا عیب رہ گیا تو جتنی غلام کی قیمت گھٹی اس کے مطابق تاوان دینا ہوگا۔

امام مالک نے فرمایا کہ لونڈی غلاموں کے قصاص کا حکم ہمارے نزدیک آزاد آدمیوں کے قصاص کی طرح ہے اور ان کا زخم ان کے زخم کی طرح۔ اگر ایک غلام دوسرے غلام کو دانستہ قتل کر دے تو مقتول غلام کے آقا کو اختیار ہے کہ چاہے تو اسے قتل کرے اور چاہے دیت لے یعنی غلام کی قیمت لے لے۔ اگر قاتل غلام کا آقا چاہے تو مقتول غلام کی قیمت ادا کر دے اور چاہے اپنا غلام اس کے سپرد کر دے۔ جب اس نے غلام کو اس کے سپرد کر دیا تو مزید اس پر کچھ نہیں اور مقتول غلام کے آقا کو یہ حق نہیں کہ جب رضا مندی سے وہ غلام لے لیا تو اب اسے قتل کرے۔ غلاموں کے قصاص میں یہی قاعدہ ہے اور ہاتھ پیر وغیرہ کاٹ دینے میں بھی کیونکہ یہ بھی قتل کی جگہ ہیں۔

امام مالک نے مسلمان غلام کے بارے میں فرمایا جس نے یہودی یا نصرانی کو زخمی کیا کہ غلام کا آقا اگر چاہے تو اس کی دیت ادا کر دے یا اسے سپرد کر دے کہ فروخت کر کے اس غلام کی قیمت یہودی یا نصرانی کو دے دی جائے' زخم کے مطابق یا ساری قیمت' لیکن مسلمان غلام کسی یہودی یا نصرانی کو مطلقاً نہیں دیا جائے گا۔

ذمی کافر کی دیت کا بیان

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فیصلہ فرمایا کہ جب یہودی یا نصرانی کو قتل کر دیا جائے تو ان کی دیت آزاد مسلمان سے نصف ہوگی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ کافر کے بدلے مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا مگر جب کہ مسلمان نے دھوکے

سے قتل کیا ہو تو اسے قتل کیا جائے گا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ كَانَ يَقُوْلُ دِيَةُ الْمَجُوْسِيِّ ثَمَانُمِائَةِ دِرْهَمٍ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ سلیمان بن یسار فرمایا کرتے کہ مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَجِرَاحُ الْيَهُوْدِيِّ، وَالنَّصْرَانِيِّ، وَالْمَجُوْسِيِّ فِيْ دِيَاتِهِمْ عَلٰى حِسَابِ جِرَاحِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ دِيَاتِهِمُ الْمُوْضِحَةِ نِصْفُ عُشْرِ دِيَتِهِ، وَالْمَامُوْمَةُ ثُلُثُ دِيَتِهِ، وَالْجَائِفَةُ ثُلُثُ دِيَتِهِ، فَعَلٰى حِسَابِ ذٰلِكَ جِرَاحَاتُهُمْ كُلُّهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ یہودی، نصرانی اور مجوسی کی زخموں میں دیت اسی طرح ہے جیسے مسلمانوں کی زخموں میں ہے۔ موضحہ میں بیسواں حصہ اور مامومہ و جائفہ میں دیت کا تہائی پس ان کے تمام زخموں میں اسی حساب سے ہے۔

١٦- بَابُ مَا يُوْجِبُ الْعَقْلَ عَلَى الرَّجُلِ فِيْ خَاصَّةِ مَالِهٖ

جن جنایات کی دیت قاتل کو اپنے مال سے ادا کرنا ہوتی ہے

حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ عَقْلٌ فِيْ قَتْلِ الْعَمْدِ، اِنَّمَا عَلَيْهِمْ عَقْلُ قَتْلِ الْخَطَاِ.

ہشام بن عروہ سے روایت ہے کہ عروہ بن زبیر فرمایا کرتے: دانستہ قتل میں عاقلہ پر دیت نہیں ہے ان پر دیت قتل خطا میں ہے۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّهٗ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ اَنَّ الْعَاقِلَةَ لَا تَحْمِلُ شَيْئًا مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ اِلَّا اَنْ يَشَاءُوْا ذٰلِكَ.

ابن شہاب نے فرمایا کہ قتل عمد میں عاقلہ پر دیت کا بوجھ نہیں ڈالا جائے گا مگر جب کہ وہ خود چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، مِثْلَ ذٰلِكَ.

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے اسی طرح روایت کی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ اِنَّ ابْنَ شِهَابٍ قَالَ مَضَتِ السُّنَّةُ فِيْ قَتْلِ الْعَمْدِ حِيْنَ يَعْفُوْ اَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِ اَنَّ الدِّيَةَ تَكُوْنُ عَلَى الْقَاتِلِ فِيْ مَالِهٖ خَاصَّةً اِلَّا اَنْ تُعِيْنَهُ الْعَاقِلَةُ عَنْ طِيْبِ اَنْفُسٍ مِنْهَا.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ قتل عمد میں یہ جاری سنت ہے جب کہ مقتول کے اولیاء معاف کر دیں کیونکہ دیت قاتل کے ذاتی مال سے دی جاتی ہے مگر جب کہ عاقلہ دل کی خوشی سے اس کی مدد کرنا چاہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا اَنَّ الدِّيَةَ لَا تَجِبُ عَلَى الْعَاقِلَةِ حَتّٰى تَبْلُغَ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا، فَمَا بَلَغَ الثُّلُثَ، فَهُوَ عَلَى الْعَاقِلَةِ، وَمَا كَانَ دُوْنَ الثُّلُثِ، فَهُوَ فِيْ مَالِ الْجَارِحِ خَاصَّةً.

امام مالک نے فرمایا: ہمارے نزدیک حکم ہے کہ دیت عاقلہ پر واجب نہیں ہوتی یہاں تک کہ تہائی یا اس سے زیادہ ہو جائے' تہائی کو پہنچ جائے تو وہ عاقلہ پر ہے اور تہائی سے کم ہو تو وہ زخمی کرنے والے کے اپنے مال سے دی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ الَّذِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهِ عِنْدَنَا فِيْمَنْ قُبِلَتْ مِنْهُ الدِّيَةُ فِيْ قَتْلِ الْعَمْدِ، اَوْ فِيْ شَيْءٍ مِنَ

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب قتل عمد میں دیت قبول کر لی جائے یا ان

الْجِرَاحِ الَّتِي فِيهَا الْقِصَاصُ أَنَّ عَقْلَ ذٰلِكَ لَا يَكُونُ عَلَى الْعَاقِلَةِ إِلَّا أَنْ يَشَاؤُوا، وَإِنَّمَا عَقْلُ ذٰلِكَ فِي مَالِ الْقَاتِلِ، أَوِ الْجَارِحِ خَاصَّةً إِنْ وُجِدَ لَهُ مَالٌ، فَإِنْ لَمْ يُوجَدْ لَهُ مَالٌ كَانَ دَيْنًا عَلَيْهِ، وَلَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يَشَاؤُوا.

زخموں میں جن پر قصاص ہے تو ان کی دیت عاقلہ پر نہیں ہوگی مگر جب کہ خود چاہیں اور دیت قاتل یا جارح کے اپنے مال سے دی جائے گی جب کہ اس کے پاس مال ہو۔ اگر اس کے پاس مال نہ ہو بلکہ اس پر قرض ہو تب بھی عاقلہ پر کچھ نہیں ہے مگر جب کہ وہ خود چاہیں۔

قَالَ مَالِكٌ: وَلَا تَعْقِلُ الْعَاقِلَةُ أَحَدًا أَصَابَ نَفْسَهُ عَمْدًا، أَوْ خَطَأً بِشَيْءٍ، وَعَلَى ذٰلِكَ رَأْيُ أَهْلِ الْفِقْهِ عِنْدَنَا، وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّ أَحَدًا ضَمَّنَ الْعَاقِلَةَ مِنْ دِيَةِ الْعَمْدِ شَيْئًا، وَمِمَّا يُعْرَفُ بِهِ ذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَالَ فِي كِتَابِهِ ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ:١٧٨) فَتَفْسِيرُ ذٰلِكَ فِيمَا نُرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ أَنَّهُ مَنْ أُعْطِيَ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ مِنَ الْعَقْلِ فَلْيَتْبَعْهُ بِالْمَعْرُوفِ. وَلْيُؤَدِّ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنے آپ کو دانستہ یا نادانستہ زخمی کرے تو کسی عاقلہ پر دیت نہیں ہے اور ہمارے نزدیک اہلِ فقہ کی یہی رائے ہے اور میں نے کسی ایک کو نہیں سنا جس نے قتلِ عمد میں عاقلہ کو ذمہ دار ٹھہرایا ہو اور یہی کچھ سمجھا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ”تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا“ اس کی تفسیر یہ ہے کہ بھائی کو جو دیت دینی ہے تو بھلائی کے ساتھ تقاضا کرے اور اچھے طریقے سے ادائیگی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّبِيِّ الَّذِي لَا مَالَ لَهُ، وَالْمَرْأَةِ الَّتِي لَا مَالَ لَهَا إِذَا جَنَى أَحَدُهُمَا جِنَايَةً دُونَ الثُّلُثِ إِنَّهُ ضَامِنٌ عَلَى الصَّبِيِّ، وَالْمَرْأَةِ فِي مَالِهَا خَاصَّةً إِنْ كَانَ لَهُمَا مَالٌ أُخِذَ مِنْهُ، وَإِلَّا فَجِنَايَةُ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دَيْنٌ عَلَيْهِ لَيْسَ عَلَى الْعَاقِلَةِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَلَا يُؤْخَذُ أَبُو الصَّبِيِّ بِعَقْلِ جِنَايَةِ الصَّبِيِّ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ.

امام مالک نے اس بچے کے متعلق فرمایا جس کے پاس مال نہ ہو اور اس عورت کے متعلق جس کے پاس مال نہ ہو، جب ان میں سے کوئی جنایت کرے جس میں تہائی سے کم دیت لازم آئے تو دیت ان کے اپنے مال سے ہی دی جائے گی۔ اگر ان کے پاس مال ہو تو اسی سے لی جائے گی اور نہ ہو تو ہر ایک کی جنایت اس پر قرض ہوگی اور عاقلہ پر کچھ نہیں ہوگا۔ اور بچے کی جنایت کا اس کے باپ سے کچھ نہیں لیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ أَنَّ الْعَبْدَ إِذَا قُتِلَ كَانَتْ فِيهِ الْقِيمَةُ يَوْمَ يُقْتَلُ، وَلَا تَحْمِلُ عَاقِلَةُ قَاتِلِهِ مِنْ قِيمَةِ الْعَبْدِ شَيْئًا، قَلَّ أَوْ كَثُرَ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ عَلَى الَّذِي أَصَابَهُ فِي مَالِهِ خَاصَّةً بَالِغًا مَا بَلَغَ، وَإِنْ كَانَتْ قِيمَةُ الْعَبْدِ الدِّيَةَ، أَوْ أَكْثَرَ فَذٰلِكَ عَلَيْهِ فِي مَالِهِ، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْعَبْدَ سِلْعَةٌ مِنَ السِّلَعِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ غلام کو اگر قتل کر دیا جائے تو اس کی وہ قیمت لازم آئے گی جو قتل کے روز تھی اور قاتل کے عاقلہ پر غلام کی قیمت سے کچھ نہیں ڈالا جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اور یہ اس کے ذاتی مال سے لی جائے گی خواہ کہیں تک پہنچے۔ اگر غلام کی قیمت دیت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تب بھی اس پر ہے اور اسی کے مال سے اور یہ اس لئے کہ غلام بھی ایک مال ہے۔

١٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِيرَاثِ الْعَقْلِ وَالتَّغْلِيظِ فِيهِ

دیت میں میراث کا بیان

[٨٧٧] اثر- حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَشَدَ النَّاسَ بِمِنًی مَنْ كَانَ عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الدِّيَةِ اَنْ يُخْبِرَنِيْ. فَقَامَ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ الْكِلَابِيُّ فَقَالَ كَتَبَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُوَرِّثَ امْرَاَةَ اَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْخُلِ الْخِبَاءَ حَتّٰى اٰتِيَكَ، فَلَمَّا نَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخْبَرَهُ الضَّحَّاكُ، فَقَضٰى بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ قَتْلُ اَشْيَمَ خَطَاً.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ منیٰ میں حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ جس کے پاس دیت کا علم ہو وہ مجھے بتائے۔ پس حضرت ضحاک بن سفیان کلابی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے لکھا تھا کہ اشیم ضبابی کی دیت سے اس کی بیوی کو میراث دلاؤں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ خیمے میں جاؤ یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ جب حضرت عمر آئے تو حضرت ضحاک نے وہی بات بتائی۔ چنانچہ حضرت عمر نے یہی فیصلہ فرمایا۔ ابن شہاب نے فرمایا کہ اشیم کو غلطی سے قتل کیا گیا تھا۔

٦٦١- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، اَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ مُدْلِجٍ يُقَالُ لَهُ قَتَادَةُ حَذَفَ ابْنَهُ بِالسَّيْفِ، فَاَصَابَ سَاقَهُ فَنُزِيَ فِيْ جُرْحِهِ فَمَاتَ، فَقَدِمَ سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ. فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اعْدُدْ عَلٰى مَاءِ قُدَيْدٍ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ بَعِيْرٍ حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ، فَلَمَّا قَدِمَ اِلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَخَذَ مِنْ تِلْكَ الْاِبِلِ ثَلَاثِيْنَ حِقَّةً، وَثَلَاثِيْنَ جَذَعَةً، وَاَرْبَعِيْنَ خَلِفَةً، ثُمَّ قَالَ اَيْنَ اَخُو الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ هَاَنَذَا. قَالَ خُذْهَا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ لِقَاتِلٍ شَيْءٌ.

عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ بنی مدلج کے قتادہ نامی شخص نے اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اس کی پنڈلی پر لگی۔ خون اتنا جاری ہوا کہ وہ مر گیا۔ چنانچہ سراقہ بن جعشم حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کا ان سے ذکر کیا۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ قدید کے مقام پر ایک سو بیس اونٹ تیار رکھو یہاں تک کہ میں آؤں۔ جب حضرت عمر ان کے پاس پہنچے تو اونٹوں سے تیس تین سالہ اونٹنیاں، تیس چار سالہ اونٹنیاں اور چالیس حاملہ اونٹنیاں لے کر فرمایا کہ مقتول کا بھائی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں موجود ہوں۔ فرمایا: انہیں لے لو کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لیے کچھ نہیں ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا اَتُغَلَّظُ الدِّيَةُ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ؟ فَقَالَا لَا وَلٰكِنْ يُزَادُ فِيْهَا لِلْحُرْمَةِ. فَقِيْلَ لِسَعِيْدٍ هَلْ يُزَادُ فِي الْجِرَاحِ كَمَا يُزَادُ فِي النَّفْسِ؟ فَقَالَ نَعَمْ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ حرمت والے مہینوں میں دیت کی سختی کی جائے گی؟ دونوں نے فرمایا کہ نہیں۔ بلکہ حرمت کے باعث دن بڑھا دیں گے۔ سعید سے پوچھا گیا کہ جان کی طرح کیا زخم میں بھی دن بڑھائیں گے؟ فرمایا: ہاں۔

قَالَ مَالِكٌ اُرَاهُمَا اَرَادَا مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عَقْلِ الْمُدْلِجِيِّ حِيْنَ اَصَابَ ابْنَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں دونوں حضرات کی مراد وہی ہے جو حضرت عمر نے مدلجی کی دیت میں کیا جب کہ اس نے اپنے بیٹے کو قتل کیا تھا۔

[٨٧٨] اثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ اُحَيْحَةُ بْنُ الْجُلَاحِ كَانَ لَهُ عَمٌّ صَغِيْرٌ هُوَ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ایک انصاری جس کو احیحہ بن جلاح کہا جاتا تھا اور جس کا ایک کم سن چچا تھا جو احیحہ سے چھوٹا تھا۔ چنانچہ احیحہ نے پکڑ کر اسے قتل کر دیا۔ اس کی ننہال والوں نے

أَصْغَرُ مِنْ أُحَيْحَةَ ' وَكَانَ عِنْدَ أَخْوَالِهِ ' فَأَخَذَهُ أُحَيْحَةُ فَقَتَلَهُ ' فَقَالَ أَخْوَالُهُ كُنَّا أَهْلَ ثُمِّهِ وَرُمِّهِ حَتَّى إِذَا اسْتَوَى عَلَى عُمَمِهِ غَلَبَنَا حَقُّ امْرِئٍ فِي عَمِّهِ.

کہا کہ ہم نے اس کی پرورش کی یہاں تک کہ جوان ہو گیا اور چھین لینے میں اس کا چچا ہم پر غالب آ گیا۔

قَالَ عُرْوَةُ فَلِذٰلِكَ لَا يَرِثُ قَاتِلٌ مَنْ قَتَلَ.

عروہ نے فرمایا کہ اسی لیے قاتل مقتول کی میراث نہیں پاتا۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا أَنَّ قَاتِلَ الْعَمْدِ لَا يَرِثُ مِنْ دِيَةِ مَنْ قَتَلَ شَيْئًا ' وَلَا مِنْ مَالِهِ ' وَلَا يَحْجُبُ أَحَدًا وَقَعَ لَهُ مِيرَاثٌ ' وَأَنَّ الَّذِي يَقْتُلُ خَطَأً لَا يَرِثُ مِنَ الدِّيَةِ شَيْئًا ' وَقَدِ اخْتُلِفَ فِي أَنْ يَرِثَ مِنْ مَالِهِ لِأَنَّهُ لَا يُتَّهَمُ عَلَى أَنَّهُ قَتَلَهُ لِيَرِثَهُ ' وَلِيَأْخُذَ مَالَهُ فَأَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَرِثَ مِنْ مَالِهِ ' وَلَا يَرِثُ مِنْ دِيَتِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ دانستہ قتل کرنے والا مقتول کی میراث سے کچھ نہیں پاتا اور نہ اس کے مال سے اور جس کا میراث میں حق بنتا ہو اس کے لیے رکاوٹ نہیں ہو سکتا اور جو نادانستہ قتل کرے وہ دیت سے میراث نہیں پاتا اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کے مال سے میراث پائے گا یا نہیں اور اس پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس نے میراث کے لیے قتل کیا تا کہ مال حاصل کرے تو میں یہی پسند کرتا ہوں کہ مال سے اسے میراث دی جائے اور دیت سے اسے میراث نہ دی جائے۔

۱۸- بَابُ جَامِعِ الْعَقْلِ

دیت کے دیگر متعلقات

۶۶۲- حَدَّثَنَا يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ' وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ جَرْحُ الْعَجْمَاءِ جُبَارٌ ' وَالْبِئْرُ جُبَارٌ ' وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ ' وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ. صحیح البخاری (۱۴۹۹) صحیح مسلم (۴۴۴۰)

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جانور کے زخمی کرنے پر بدلہ نہیں' کنوئیں میں گرنے کا بدلہ نہیں' کان میں مرنے کا بدلہ نہیں اور دفینہ میں پانچواں حصہ ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتَفْسِيرُ الْجُبَارِ أَنَّهُ لَا دِيَةَ فِيهِ.

امام مالک نے فرمایا "الجبار" کی تفسیر یہ ہے کہ اس میں دیت نہیں۔

وَقَالَ مَالِكٌ اَلْقَائِدُ ' وَالسَّائِقُ ' وَالرَّاكِبُ كُلُّهُمْ ضَامِنُونَ لِمَا أَصَابَتِ الدَّابَّةُ إِلَّا أَنْ تَرْمَحَ الدَّابَّةُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا شَيْءٌ تَرْمَحُ لَهُ ' وَقَدْ قَضٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الَّذِي أَجْرٰى فَرَسَهُ بِالْعَقْلِ.

امام مالک نے فرمایا کہ جانور کو آگے بڑھانے والا' پیچھے دھکیلنے والا اور سوار سارے ضامن ہیں جب کہ جانور کو زخمی کرے مگر جب کہ جانور کسی کو اچانک لات مار دے اور حضرت عمر نے اس شخص سے دیت دلائی جس نے گھوڑے کو دوڑا کر ایک آدمی کو کچل دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَالْقَائِدُ ' وَالرَّاكِبُ ' وَالسَّائِقُ أَحْرٰى أَنْ يَغْرَمُوا مِنَ الَّذِي أَجْرٰى فَرَسَهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا تاوان دینے کے گھوڑا دوڑانے والے کی نسبت زیادہ مستحق ہیں۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْاَمْرُ عِنْدَنَا فِي الَّذِي يَحْفِرُ الْبِئْرَ عَلَى الطَّرِيقِ ، اَوْ يَرْبُطُ الدَّابَّةَ ، اَوْ يَصْنَعُ اَشْبَاهَ هٰذَا عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ اَنَّ مَا صَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا لَا يَجُوزُ لَهُ اَنْ يَصْنَعَهُ عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ ، فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا اُصِيبَ فِي ذٰلِكَ مِنْ جَرْحٍ ، اَوْ غَيْرِهِ ، فَمَا كَانَ مِنْ ذٰلِكَ عَقْلُهُ دُونَ ثُلُثِ الدِّيَةِ فَهُوَ مِنْ مَالِهِ خَاصَّةً ، وَمَا بَلَغَ الثُّلُثَ فَصَاعِدًا فَهُوَ عَلَى الْعَاقِلَةِ ، وَمَا صَنَعَ مِنْ ذٰلِكَ مِمَّا يَجُوزُ لَهُ اَنْ يَصْنَعَهُ عَلَى طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ فِيهِ وَلَا غُرْمَ وَمِنْ ذٰلِكَ الْبِئْرُ يَحْفِرُهَا الرَّجُلُ لِلْمَطَرِ ، وَالدَّابَّةُ يَنْزِلُ عَنْهَا الرَّجُلُ لِلْحَاجَةِ فَيَقِفُهَا عَلَى الطَّرِيقِ ، فَلَيْسَ عَلَى اَحَدٍ فِي هٰذَا غُرْمٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو راستے میں کنواں کھودے اس کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے یا جانور باندھے یا ایسا کوئی دوسرا کام مسلمانوں کے راستے میں کرے، مسلمانوں کے راستے میں ایسا کام کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے باعث اگر کسی کو زخم وغیرہ پہنچے گا تو وہ ضامن ہوگا اور اس کا تاوان تہائی دیت سے کم نہیں ہے اور وہ اس کے ذاتی مال سے دیا جائے گا اور تہائی سے جتنا زیادہ ہوگا وہ عاقلہ سے لیا جائے گا۔ جس نے مسلمانوں کے راستے میں کوئی ایسا کام کیا جو اس کے لیے جائز تھا تو اس کا وہ ضامن نہیں ہوگا اور نہ تاوان دے گا جیسے بارش کے لیے گڑھا کھودا یا کسی ضرورت کے تحت سواری سے اترا اور اسے راستے میں کھڑا کر دیا، تو ان میں سے کسی کے باعث تاوان نہیں دے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَنْزِلُ فِي الْبِئْرِ فَيُدْرِكُهُ رَجُلٌ اٰخَرُ فِي اَثَرِهِ فَيَجْبِذُ الْاَسْفَلُ الْاَعْلٰى فَيَخِرَّانِ فِي الْبِئْرِ فَيَهْلِكَانِ جَمِيعًا اَنَّ عَلٰى عَاقِلَةِ الَّذِي جَبَذَهُ الدِّيَةَ.

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو کنوئیں میں اترا اور دوسرا شخص اس کے پیچھے اترے۔ پھر نیچے والا اوپر والے کو کھینچے اور دونوں کنوئیں میں گر پڑیں اور مر جائیں تو دیت اس کھینچنے والے کے عاقلہ پر لازم آئے گی۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الصَّبِيِّ يَاْمُرُهُ الرَّجُلُ يَنْزِلُ فِي الْبِئْرِ ، اَوْ يَرْقٰى فِي النَّخْلَةِ ، فَيَهْلِكُ فِي ذٰلِكَ اَنَّ الَّذِي اَمَرَهُ ضَامِنٌ لِمَا اَصَابَهُ مِنْ هَلَاكٍ ، اَوْ غَيْرِهِ.

امام مالک نے اس بچے کے بارے میں فرمایا جو کنوئیں میں کسی کے کہنے پر اترے یا درخت پر چڑھے اور مر جائے تو ہلاک ہونے کا ضامن وہ شخص ہوگا جس نے اسے حکم دیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ الْاَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا اَنَّهُ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ ، وَالصِّبْيَانِ عَقْلٌ يَجِبُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَعْقِلُوهُ مَعَ الْعَاقِلَةِ فِيمَا تَعْقِلُهُ الْعَاقِلَةُ مِنَ الدِّيَاتِ ، وَاِنَّمَا يَجِبُ الْعَقْلُ عَلٰى مَنْ بَلَغَ الْحُلُمَ مِنَ الرِّجَالِ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ عورتوں اور بچوں پر دیت واجب نہیں ہے کہ وہ بھی عاقلہ کے ساتھ ادا کریں جو دیات عاقلہ کو ادا کرنی پڑتی ہوں۔ دیت ان پر ہے جو بالغ ہو چکے ہوں۔

وَقَالَ مَالِكٌ فِي عَقْلِ الْمَوَالِي تَلْزَمُهُ الْعَاقِلَةُ اِنْ شَاءُوا ، وَاِنْ اَبَوْا كَانُوا اَهْلَ دِيوَانٍ ، اَوْ مُقْطَعِينَ ، وَقَدْ تَعَاقَلَ النَّاسُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ . وَفِي زَمَانِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَبْلَ اَنْ يَكُونَ دِيوَانٌ وَاِنَّمَا كَانَ الدِّيوَانُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَعْقِلَ عَنْهُ غَيْرُ قَوْمِهِ وَمَوَالِيهِ لِاَنَّ الْوَلَاءَ لَا يَنْتَقِلُ ، وَلِاَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ.

امام مالک نے موالی کی دیت کے بارے میں فرمایا کہ عاقلہ پر لازم آئے گی اگر وہ چاہیں، اگرچہ وہ سرکاری ملازم ہی کیوں نہ ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق کے زمانے میں ہوتا رہا دفاتر قائم ہونے سے پہلے۔ دفتری نظام حضرت عمر کے زمانے میں قائم ہوا۔ دوسری قوم اور موالی پر اس کی دیت نہیں ہے کیونکہ ولاء انہیں نہیں ملے گی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ولاء اس کے لیے ہے جو آزاد کرے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْوَلَاءُ نَسَبٌ ثَابِتٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ نسب کے لیے ولاء ثابت ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأَمْرُ عِنْدَنَا فِيمَا أُصِيبَ مِنَ الْبَهَائِمِ أَنَّ عَلَى مَنْ أَصَابَ مِنْهَا شَيْئًا قَدْرَ مَا نَقَصَ مِنْ ثَمَنِهَا.

امام مالک نے فرمایا کہ جو کسی جانور کو نقصان پہنچائے تو اتنا تاوان دے گا جتنی اس جانور کی قیمت میں کمی آئی ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَكُونُ عَلَيْهِ الْقَتْلُ فَيُصِيبُ حَدًّا مِنَ الْحُدُودِ أَنَّهُ لَا يُؤْخَذُ بِهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ الْقَتْلَ يَأْتِي عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ إِلَّا الْفِرْيَةَ، فَإِنَّهَا تَثْبُتُ عَلَى مَنْ قِيلَتْ لَهُ، يُقَالُ لَهُ مَا لَكَ لَمْ تَجْلِدْ مَنِ افْتَرَى عَلَيْكَ؟ فَأَرَى أَنْ يُجْلَدَ الْمَقْتُولُ الْحَدَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْتَلَ، ثُمَّ يُقْتَلَ، وَلَا أَرَى أَنْ يُقَادَ مِنْهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ إِلَّا الْقَتْلَ لِأَنَّ الْقَتْلَ يَأْتِي عَلَى ذٰلِكَ كُلِّهِ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے قتل کیا اور پھر اس نے ایسا کام کیا جس پر حد لازم آئے تو اس سے کچھ نہیں لیا جائے گا ماسوائے قتل کرنے کے' مگر حدِ قذف قائم ہو گی جس نے ایسی بات کہی وہ افتراء شمار کی جائے گی اور قتل کرنے سے پہلے اس پر حد جاری کی جائے گی' پھر قتل کیا جائے گا۔ اس سے قتل کے سوا کسی زخم کی دیت نہیں لی جائے گی کیونکہ قتل میں سب کچھ آ جائے گا۔

وَقَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّ الْقَتِيلَ إِذَا وُجِدَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ قَوْمٍ فِي قَرْيَةٍ، أَوْ غَيْرِهَا لَمْ يُؤْخَذْ بِهِ أَقْرَبُ النَّاسِ إِلَيْهِ دَارًا وَلَا مَكَانًا، وَذٰلِكَ أَنَّهُ قَدْ يُقْتَلُ الْقَتِيلُ، ثُمَّ يُلْقَى عَلَى بَابِ قَوْمٍ لِيُلَطَّخُوا بِهِ، فَلَيْسَ يُؤَاخَذُ أَحَدٌ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ کسی مقتول کی لاش جب کسی بستی یا محلے میں ملے تو جن لوگوں کے گھر قریب ہو انہیں پکڑنا ضروری نہیں ہے کیونکہ بعض اوقات قتل کرنے والے دوسرے کے دروازے پر ڈال جاتے ہیں تا کہ وہ پکڑے جائیں لہٰذا کسی کو اس بناء پر نہیں پکڑا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ اقْتَتَلُوا فَانْكَشَفُوا وَبَيْنَهُمْ قَتِيلٌ، أَوْ جَرِيحٌ لَا يُدْرَى مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ بِهِ إِنَّ أَحْسَنَ مَا سُمِعَ فِي ذٰلِكَ أَنَّ عَلَيْهِ الْعَقْلَ، وَأَنَّ عَقْلَهُ عَلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ نَازَعُوهُ، وَإِنْ كَانَ الْجَرِيحُ، أَوِ الْقَتِيلُ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيقَيْنِ فَعَقْلُهُ عَلَى الْفَرِيقَيْنِ جَمِيعًا.

امام مالک نے فرمایا کہ چند لوگ لڑے۔ معلوم ہوا کہ ایک آدمی قتل یا زخمی ہو گیا اور یہ معلوم نہیں کہ اس کے ساتھ ایسا کس نے کیا۔ یہ میں نے خوب سنا کہ اس کی دیت سارے مدِ مقابل فریق پر ہو گی۔ اگر وہ دونوں فریقوں سے نہ ہو تو ہر دو فریق پر اس کی دیت لازم آئے گی۔

١٩ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيلَةِ وَالسِّحْرِ

جو مکر وفریب یا جادو سے مارا گیا

[٨٧٩] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نَفَرًا خَمْسَةً، أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ. وَقَالَ عُمَرُ لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا.

یحییٰ بن سعید نے سعید بن میتب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کے بدلے پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا' جس کو دھوکے سے قتل کیا گیا تھا اور حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر صنعاء والے سارے اس کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔

[٨٨٠] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَارَةَ، أَنَّهُ بَلَغَهُ،

محمد بن عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارہ کو یہ بات پہنچی کہ ام المومنین حضرت حفصہ نے اپنی لونڈی کو قتل کر دیا تھا جس نے ان

أَنَّ حَفْصَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَتَلَتْ جَارِيَةً لَهَا سَحَرَتْهَا وَقَدْ كَانَتْ دَبَّرَتْهَا، فَأَمَرَتْ بِهَا فَقُتِلَتْ.

قَالَ مَالِكٌ: السَّاحِرُ الَّذِي يَعْمَلُ السِّحْرَ وَلَمْ يَعْمَلْ ذٰلِكَ لَهُ غَيْرُهُ هُوَ مَثَلُ الَّذِي قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي كِتَابِهِ ﴿وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرٰهُ مَا لَهُ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ (البقرہ:۱۰۲) فَأَرٰى أَنْ يُقْتَلَ ذٰلِكَ إِذَا عَمِلَ ذٰلِكَ هُوَ نَفْسُهُ.

پر جادو کیا تھا۔ انہوں نے اسے مدبّر کر رکھا تھا' پھر حکم فرمایا تو اسے قتل کر دیا گیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ جو جادوگر جادو کرے اور دوسرا اس کے لئے نہ کرے تو وہ اس کی طرح ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ''اور انہوں نے جان لیا کہ انہوں نے جو خریدا آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے'' میرے خیال میں جب وہ کسی جان پر جادو کرے تو قتل کر دیا جائے۔

۲۰- بَابُ مَا يَجِبُ فِي الْعَمْدِ

[۸۸۱] اثر- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حُسَيْنٍ مَوْلٰى عَائِشَةَ بِنْتِ قُدَامَةَ، أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ أَقَادَ وَلِيَّ رَجُلٍ عَنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ بِعَصًا فَقَتَلَهُ وَلِيُّهُ بِعَصًا.

قَالَ مَالِكٌ: وَالْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا ضَرَبَ الرَّجُلَ بِعَصًا، أَوْ رَمَاهُ بِحَجَرٍ، أَوْ ضَرَبَهُ عَمْدًا فَمَاتَ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْعَمْدُ وَفِيهِ الْقِصَاصُ.

قَالَ مَالِكٌ: فَقَتْلُ الْعَمْدِ عِنْدَنَا أَنْ يَعْمِدَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فَيَضْرِبَهُ حَتّٰى تَفِيضَ نَفْسُهُ، وَمِنَ الْعَمْدِ أَيْضًا أَنْ يَضْرِبَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي النَّائِرَةِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا، ثُمَّ يَنْصَرِفُ عَنْهُ وَهُوَ حَيٌّ فَيُنْزٰى فِي ضَرْبِهِ فَيَمُوتُ فَتَكُونُ فِي ذٰلِكَ الْقَسَامَةُ.

قَالَ مَالِكٌ: الْأَمْرُ عِنْدَنَا أَنَّهُ يُقْتَلُ فِي الْعَمْدِ الرِّجَالُ الْأَحْرَارُ بِالرَّجُلِ الْحُرِّ الْوَاحِدِ، وَالنِّسَاءُ بِالْمَرْأَةِ كَذٰلِكَ، وَالْعَبِيدُ بِالْعَبْدِ كَذٰلِكَ.

قتلِ عمد میں کیا واجب ہے؟

عمر بن حسین مولی عائشہ بنت قدامہ سے روایت ہے کہ عبد الملک بن مروان نے ایک قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کیا تاکہ اسے لاٹھی سے قتل کر دے۔ پس ولی نے اسے لاٹھی سے قتل کر دیا۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ایک آدمی دوسرے کو لاٹھی مارے یا پتھر یا دانستہ اور کوئی ضرب اور وہ اس سے مر جائے تو یہی قتلِ عمد ہے اور اس کا قصاص لیا جاتا ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک قتلِ عمد یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو چوٹ مارے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ یہ بھی قتلِ عمد ہے کہ لڑائی جھگڑے میں ایک آدمی نے دوسرے کو چوٹ ماری۔ پھر وہ اسے زندہ چھوڑ کر چلا گیا۔ چوٹ سے خون بہا اور وہ مر گیا۔ اس میں قسامت لازم آئے گی۔

امام مالک نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک حکم ہے کہ قتلِ عمد میں ایک آزاد آدمی کے بدلے آزاد آدمیوں کو' عورت کے بدلے عورت کو اور غلام کے بدلے غلام کو قتل کیا جائے گا۔

۲۱- بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْقَتْلِ

[۸۸۲] اثر- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا، فَكَتَبَ إِلَيْهِ مُعَاوِيَةُ أَنِ اقْتُلْهُ بِهِ.

قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ: أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي

قتل کا قصاص

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ کے لیے لکھا کہ ان کے پاس مدہوش کو لایا گیا ہے' جس نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لیے لکھا کہ اسے قتل کر دو۔

یحییٰ' امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی اس

تَأْوِيلِ هٰذِهِ الْآيَةِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ﴾ (البقرہ:۱۷۸) فَهٰؤُلَاءِ الذُّكُوْرُ ﴿وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى﴾ (البقرہ:۱۷۸) أَنَّ الْقِصَاصَ يَكُوْنُ بَيْنَ الْإِنَاثِ كَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ الذُّكُوْرِ، وَالْمَرْأَةُ الْحُرَّةُ تُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ كَمَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ، وَالْأَمَةُ تُقْتَلُ بِالْأَمَةِ كَمَا يُقْتَلُ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ، وَالْقِصَاصُ يَكُوْنُ بَيْنَ النِّسَاءِ كَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالْقِصَاصُ أَيْضًا يَكُوْنُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾ (المائدہ:۴۵) فَذَكَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ (المائدہ:۴۵) فَنَفْسُ الْمَرْأَةِ الْحُرَّةِ بِنَفْسِ الرَّجُلِ الْحُرِّ، وَجُرْحُهَا بِجُرْحِهٖ.

ارشاد باری تعالیٰ کی تاویل میں کہ آزاد کے بدلے آزاد اور غلاموں کے بدلے غلام۔ یہ تو مردوں کے متعلق ہے اور ''عورت کے بدلے عورت'' تو عورتوں سے بھی اسی طرح قصاص لیا جاتا ہے جیسے مردوں سے اور آزاد عورت کو آزاد عورت کے بدلے قتل کیا جائے گا جیسے آزاد مرد کے بدلے آزاد مرد کو اور لونڈی کو لونڈی کے بدلے قتل کیا جائے گا جیسے غلام کو غلام کے بدلے قتل کیا جاتا ہے۔ قصاص عورتوں میں بھی اسی طرح ہے جیسے مردوں میں اور قصاص مردوں اور عورتوں کے درمیان بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: ''اور ہم نے ان کے لیے لکھ دیا ہے کہ جان کے بدلے جان' آنکھ کے بدلے آنکھ' ناک کے بدلے ناک' کان کے بدلے کان' دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا قصاص ہے'' یہاں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ جان کے بدلے جان تو آزاد عورت آزاد مرد جیسی اور عورت کا زخم مرد کے زخم جیسا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُمْسِكُ الرَّجُلَ لِلرَّجُلِ فَيَضْرِبُهٗ فَيَمُوْتُ مَكَانَهٗ إِنَّهٗ إِنْ أَمْسَكَهٗ وَهُوَ يَرٰى أَنَّهٗ يُرِيْدُ قَتْلَهٗ قُتِلَا بِهٖ جَمِيْعًا، وَإِنْ أَمْسَكَهٗ وَهُوَ يَرٰى أَنَّهٗ إِنَّمَا يُرِيْدُ الضَّرْبَ مِمَّا يَضْرِبُ بِهِ النَّاسُ لَا يَرٰى أَنَّهٗ عَمَدَ لِقَتْلِهٖ، فَإِنَّهٗ يُقْتَلُ الْقَاتِلُ وَيُعَاقَبُ الْمُمْسِكُ أَشَدَّ الْعُقُوْبَةِ وَيُسْجَنُ سَنَةً لِأَنَّهٗ أَمْسَكَهٗ، وَلَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ الْقَتْلُ.

امام مالک نے اس آدمی کے متعلق فرمایا جس نے دوسرے کو تیسرے کے لیے پکڑا۔ تیسرے نے آ کر دوسرے کو مارا اور وہ اسی جگہ مر گیا۔ اگر اس نے یہ جانتے ہوئے پکڑا کہ وہ اسے قتل کرنا چاہتا ہے تو پہلا بھی تیسرے کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے یہ جانتے ہوئے روکا کہ وہ اسے پیٹے گا جیسا کہ لوگ پٹائی کر دیتے ہیں اور اس کا یہ خیال ہو کہ وہ اسے قتل نہیں کرے گا تو روکنے کے باعث روکنے والے کو سخت سزا دے کر ایک سال کے لیے قید کیا جائے اور اسے قتل نہیں کریں گے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ عَمْدًا، أَوْ يَفْقَأُ عَيْنَهٗ عَمْدًا فَيُقْتَلُ الْقَاتِلُ، أَوْ تُفْقَأُ عَيْنُ الْفَاقِئِ قَبْلَ أَنْ يُقْتَصَّ مِنْهُ أَنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ دِيَةٌ وَلَا قِصَاصٌ، وَإِنَّمَا كَانَ حَقُّ الَّذِيْ قُتِلَ، أَوْ فُقِئَتْ عَيْنُهٗ فِي الشَّيْءِ بِالَّذِيْ ذَهَبَ، وَإِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَقْتُلُ الرَّجُلَ عَمْدًا، ثُمَّ يَمُوْتُ الْقَاتِلُ فَلَا يَكُوْنُ لِصَاحِبِ الدَّمِ إِذَا مَاتَ الْقَاتِلُ شَيْءٌ دِيَةٌ وَلَا غَيْرُهَا، وَذٰلِكَ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ

امام مالک نے اس شخص کے متعلق فرمایا جس نے دانستہ دوسرے کو قتل کر دیا یا دانستہ اس کی آنکھ پھوڑی۔ تیسرے نے قاتل کو قتل کر دیا یا جارح کی آنکھ پھوڑ دی بدلہ لینے سے پہلے تو اب اس پر کوئی دیت یا قصاص نہیں ہے کیونکہ اس کا حق یہی تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے یا اس کی آنکھ پھوڑی جائے اور یہ بات ہو چکی۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی نے دوسرے کو دانستہ قتل کیا۔ پھر قاتل فوت ہو گیا تو قاتل کے مر جانے پر خون والوں کے لیے دیت وغیرہ کچھ نہیں اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ﴾ (البقرہ:۱۷۸).

ہے: "اے ایمان والو! تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام"۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنَّمَا يَكُونُ لَهُ الْقِصَاصُ عَلَى صَاحِبِهِ الَّذِي قَتَلَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَاتِلُهُ الَّذِي قَتَلَهُ فَلَيْسَ لَهُ قِصَاصٌ وَلَا دِيَةٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ قصاص صرف قاتل کی ذات پر ہے۔ اگر قاتل ہی فوت ہو جائے تو اب قصاص یا دیت کسی پر نہیں ہے۔

قَالَ مَالِكٌ لَيْسَ بَيْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ قَوَدٌ فِي شَيْءٍ مِنَ الْجِرَاحِ، وَالْعَبْدُ يُقْتَلُ بِالْحُرِّ إِذَا قَتَلَهُ عَمْدًا، وَلَا يُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْعَبْدِ، وَإِنْ قَتَلَهُ عَمْدًا، وَهُوَ أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ آزاد پر غلام کو زخمی کرنے کا تاوان نہیں اور غلام اگر آزاد آدمی کو دانستہ قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا لیکن اگر آزاد آدمی دانستہ غلام کو قتل کرے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور یہ میں نے اچھی بات سنی۔

۲۲- بَابُ الْعَفْوِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ

قتلِ عمد میں معاف کر دینا

حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَدْرَكَ مَنْ يَرْضَى مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَقُولُونَ فِي الرَّجُلِ إِذَا أَوْصَى أَنْ يُعْفَى عَنْ قَاتِلِهِ إِذَا قَتَلَ عَمْدًا إِنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ لَهُ، وَأَنَّهُ أَوْلَى بِدَمِهِ مِنْ غَيْرِهِ مِنْ أَوْلِيَائِهِ مِنْ بَعْدِهِ.

امام مالک کو یہ بات کتنے ہی اہل علم سے پہنچی کہ جب آدمی اپنے قاتل کو معاف کرنے کی وصیت کرے جس نے دانستہ قتل کیا ہو تو یہ جائز ہے کیونکہ اپنے خون کا وہ اپنے اولیاء وغیرہ سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يَعْفُو عَنْ قَتْلِ الْعَمْدِ بَعْدَ أَنْ يَسْتَحِقَّهُ وَيَجِبَ لَهُ، إِنَّهُ لَيْسَ عَلَى الْقَاتِلِ عَقْلٌ يَلْزَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ الَّذِي عَفَا عَنْهُ اشْتَرَطَ ذَلِكَ عِنْدَ الْعَفْوِ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جو حق حاصل ہونے اور اس کے لیے واجب ہونے کے بعد قاتل کو معاف کر دے تو قاتل پر دیت لازم نہیں آئے گی مگر یہ کہ معاف کرنے والے نے اس کی شرط کر لی ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَاتِلِ عَمْدًا إِذَا عُفِيَ عَنْهُ أَنَّهُ يُجْلَدُ مِائَةَ جَلْدَةٍ وَيُسْجَنُ سَنَةً.

امام مالک نے قاتل کے بارے میں فرمایا جس کو معاف کر دیا گیا ہو کہ اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال قید رکھا جائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا قَتَلَ الرَّجُلُ عَمْدًا وَقَامَتْ عَلَى ذَلِكَ الْبَيِّنَةُ، وَلِلْمَقْتُولِ بَنُونَ وَبَنَاتٌ، فَعَفَا الْبَنُونَ وَأَبَى الْبَنَاتُ أَنْ يَعْفُونَ فَعَفْوُ الْبَنِينَ جَائِزٌ عَلَى الْبَنَاتِ، وَلَا أَمْرَ لِلْبَنَاتِ مَعَ الْبَنِينَ فِي الْقِيَامِ بِالدَّمِ، وَالْعَفْوِ عَنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کسی کو دانستہ قتل کیا گیا اور اس پر شہادتیں قائم ہو گئیں اور مقتول کے بیٹے اور بیٹیاں ہوں تو بیٹے معاف کر دیں اور بیٹیاں معاف کرنے سے انکار کر دیں تو بیٹیوں کے برخلاف بیٹوں کا معاف کرنا جائز ہے اور واقع ہوگا اور بیٹیوں کا دعویٰ خون یا معاف کرنا بیٹوں کے ساتھ مؤثر ہوتا ہے۔

۲۳- بَابُ الْقِصَاصِ فِي الْجِرَاحِ

زخموں کا قصاص

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا أَنَّ مَنْ كَسَرَ يَدًا أَوْ رِجْلًا عَمْدًا أَنَّهُ يُقَادُ مِنْهُ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے کہ جس نے دانستہ ہاتھ یا پاؤں توڑا تو اس سے قصاص لیا جائے گا

وَلَا يَعْقِلُ.

دیت وصول نہیں کی جائے گی۔

قَالَ مَالِكٌ وَلَا يُقَادُ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى تَبْرَاَ جِرَاحُ صَاحِبِهٖ فَيُقَادُ مِنْهُ، فَاِنْ جَاءَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ مِثْلَ جُرْحِ الْاَوَّلِ حِيْنَ يَصِحُّ فَهُوَ الْقَوَدُ، وَاِنْ زَادَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ، اَوْ مَاتَ، فَلَيْسَ عَلَى الْمَجْرُوْحِ الْاَوَّلِ الْمُسْتَقِيْدِ شَيْءٌ، وَاِنْ بَرَاَ جُرْحُ الْمُسْتَقَادِ مِنْهُ وَشَلَّ الْمَجْرُوْحُ الْاَوَّلُ، اَوْ بَرَاَتْ جِرَاحُهُ، وَبِهَا عَيْبٌ، اَوْ نَقْصٌ، اَوْ عَثَلٌ، فَاِنَّ الْمُسْتَقَادَ مِنْهُ لَا يَكْسِرُ الثَّانِيَةَ وَلَا يُقَادُ بِجُرْحِهٖ.

امام مالک نے فرمایا کہ زخم کا اس وقت تک قصاص نہیں لیا جائے گا جب تک مجروح اچھا نہ ہو جائے۔ اگر جارح کا زخم مندمل ہونے پر جارح کی طرح ہو جائے تو قصاص ہو گیا۔ اگر جارح کا زخم بڑھ گیا یا وہ مر گیا تو مجروح پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ اگر جارح تندرست ہو گیا اور پہلا مجروح شل ہو جائے یا اچھا ہونے پر کوئی عیب اور نقص رہ جائے تو جارح سے دوبارہ قصاص نہیں لیا جائے گا اور اب اس زخم کا قصاص نہیں ہے۔

قَالَ وَلٰكِنَّهٗ يُعْقَلُ لَهٗ بِقَدْرِ مَا نَقَصَ مِنْ يَدِ الْاَوَّلِ، اَوْ فَسَدَ مِنْهَا، وَالْجِرَاحُ فِي الْجَسَدِ عَلٰى مِثْلِ ذٰلِكَ.

فرمایا کہ نقص رہنے اور فساد آنے کے مطابق تاوان دلایا جائے گا اور جسم کے زخم کی بھی یہی بات ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَاِذَا عَمَدَ الرَّجُلُ اِلَى امْرَاَتِهٖ، فَفَقَاَ عَيْنَهَا، اَوْ كَسَرَ يَدَهَا، اَوْ قَطَعَ اِصْبَعَهَا، اَوْ شِبْهَ ذٰلِكَ مُتَعَمِّدًا لِذٰلِكَ فَاِنَّهَا تُقَادُ مِنْهُ، وَاَمَّا الرَّجُلُ يَضْرِبُ امْرَاَتَهٗ بِالْحَبْلِ، اَوْ بِالسَّوْطِ فَيُصِيْبُهَا مِنْ ضَرْبِهٖ مَا لَمْ يُرِدْ، وَلَمْ يَتَعَمَّدْ، فَاِنَّهٗ يَعْقِلُ مَا اَصَابَ مِنْهَا عَلٰى هٰذَا الْوَجْهِ وَلَا يُقَادُ مِنْهُ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب آدمی نے دانستہ اپنی بیوی کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ توڑ دیا یا انگلی کاٹ دی تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور جو اپنی بیوی کو رسی یا کوڑے سے مارے اور غیر ارادی طور پر دانستہ اسے چوٹ آ جائے تو اس زخم کی دیت لازم آئے گی قصاص نہیں لیا جائے گا۔

وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَقَادَ مِنْ كَسْرِ الْفَخِذِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے ران توڑ دینے کا قصاص لیا۔

۲۴- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ دِيَةِ السَّائِبَةِ وَجِنَايَتِهٖ

سائبہ کی دیت و جنایت

[۸۸۳] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّ سَائِبَةً اَعْتَقَهٗ بَعْضُ الْحُجَّاجِ، فَقَتَلَ ابْنَ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ عَائِذٍ، فَجَاءَ الْعَائِذِيُّ اَبُو الْمَقْتُوْلِ اِلٰى عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ يَطْلُبُ دِيَةَ ابْنِهٖ فَقَالَ عُمَرُ لَا دِيَةَ لَهٗ، فَقَالَ الْعَائِذِيُّ اَرَاَيْتَ لَوْ قَتَلَهُ ابْنِيْ؟ فَقَالَ عُمَرُ اِذًا تُخْرِجُوْنَ دِيَتَهٗ، فَقَالَ هُوَ اِذًا كَالْاَرْقَمِ اِنْ يُتْرَكْ يَلْقَمْ، وَاِنْ يُقْتَلْ يَنْقَمْ.

ابوالزناد نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک سائبہ غلام جس کو کسی حاجی نے آزاد کیا تھا اس نے بنی عائذ کے کسی آدمی کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ مقتول کا عائذی باپ اپنے بیٹے کی دیت طلب کرنے حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس کی دیت نہیں ہے۔ عائذی نے کہا کہ اگر میرا بیٹا اسے قتل کر دیتا تو آپ کیا کرتے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اس وقت تم دیت ادا کرتے۔ کہا: پھر تو وہ چتلا سانپ ہوا کہ چھوڑو تو ڈسے اور مارو تو بدلہ لے۔ ف

ف: سائبہ اس غلام کو کہتے ہیں جس کو آزاد کرتے وقت مولیٰ نے یہ کہہ دیا ہو کہ میں تیرا وارث نہیں ہوں گا' لہٰذا تیری ولاء میرا حق نہیں بلکہ اپنی ولاء کا تو آپ مالک ہے یا جس کو تو اپنی مرضی سے مالک بنا دے۔ ایسا غلام اگر کسی کو زخمی کرے تو مولیٰ پر اس کی دیت لازم نہیں آئے گی بلکہ سائبہ اپنے جمیع افعال کا خود ذمہ دار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٤- كِتَابُ الْقِسَامَةِ

قسامت کا بیان

١- بَابُ تَبْدِئَةِ اَهْلِ الدَّمِ فِي الْقِسَامَةِ

قسامت میں پہلے وارثوں سے قسم لینا

٦٦٣- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ رِجَالٌ مِنْ كُبَرَاءِ قَوْمِهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ، وَمُحَيِّصَةَ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ مِنْ جَهْدٍ اَصَابَهُمْ، فَاُتِيَ مُحَيِّصَةُ، فَاُخْبِرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ قَدْ قُتِلَ وَطُرِحَ فِي فَقِيْرِ بِئْرٍ، اَوْ عَيْنٍ، فَاَتٰى يَهُوْدَ فَقَالَ اَنْتُمْ وَاللّٰهِ قَتَلْتُمُوْهُ. فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ، فَاَقْبَلَ حَتّٰى قَدِمَ عَلٰى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ ذٰلِكَ، ثُمَّ اَقْبَلَ هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ، وَهُوَ اَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَذَهَبَ مُحَيِّصَةُ لِيَتَكَلَّمَ، وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرْ كَبِّرْ. يُرِيْدُ السِّنَّ فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ، ثُمَّ تَكَلَّمَ مُحَيِّصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِمَّا اَنْ يَدُوْا صَاحِبَكُمْ، وَاِمَّا اَنْ يُؤْذِنُوْا بِحَرْبٍ. فَكَتَبَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَكَتَبُوْا اِنَّا وَاللّٰهِ مَا قَتَلْنَاهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِحُوَيِّصَةَ وَمُحَيِّصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ؟ فَقَالُوْا لَا، قَالَ اَفَتَحْلِفُ لَكُمْ يَهُوْدُ؟ قَالُوْا لَيْسُوْا بِمُسْلِمِيْنَ. فَوَدَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ عِنْدِهِ فَبَعَثَ اِلَيْهِمْ بِمِائَةِ نَاقَةٍ حَتّٰى اُدْخِلَتْ عَلَيْهِمُ الدَّارَ. قَالَ سَهْلٌ لَقَدْ رَكَضَتْنِي مِنْهَا نَاقَةٌ حَمْرَاءُ.

صحیح البخاری (۷۱۹۲) صحیح مسلم (٤٣٢٥)

سہل بن ابوحثمہ کو ان کی قوم کے چند معزز لوگوں نے بتایا کہ معاشی تنگی کے باعث عبداللہ بن سہل اور محیصہ خیبر کی طرف گئے۔ محیصہ کے پاس کسی نے آ کر بتایا کہ عبداللہ بن سہل کو کسی نے قتل کر کے کنوئیں یا چشمے میں پھینک دیا ہے۔ وہ یہودیوں کے پاس جا کر کہنے لگے کہ خدا کی قسم! تم نے اسے قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! ہم نے قتل نہیں کیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ پھر وہ' ان کے بڑے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن حاضر بارگاہ ہوئے۔ محیصہ عرض کرنے لگے کیونکہ خیبر وہی گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا بڑا ہوتا ہے۔ پس حویصہ نے بات کی' پھر محیصہ نے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہودی تمہارے ساتھی کی دیت ادا کریں یا لڑنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے یہ بات لکھی تو انہوں نے لکھا کہ خدا کی قسم! ہم نے اسے قتل نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حویصہ' محیصہ اور عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ کیا تم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے حق دار بنتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اگر یہودی قسم کھا جائیں؟ عرض گزار ہوئے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا کر دی اور سو اونٹ ان کے گھر میں داخل کر دیئے۔ سہل کا بیان ہے کہ ان میں سے ایک سرخ اونٹنی نے مجھے لات ماری تھی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْفَقِيْرُ هُوَ الْبِئْرُ.

امام مالک نے فرمایا کہ "الفقیر" سے مراد کنواں ہے۔ ف

ف: قسامت دور جاہلیت میں قسم کے ذریعے قاتل کو معلوم کرنے کی ایک رسم تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اسے برقرار رکھا۔ جب خیبر کے یہودیوں نے ایک انصاری حضرت عبداللہ بن سہل کو شہید کر دیا تو آپ نے مقتول کے وارثوں اور یہود کے درمیان

قسامت کے ذریعے ہی فیصلہ کرنا چاہا تھا اور بالآخر اپنے پاس سے دیت ادا فرمادی تھی۔

پہلے مقتول کے وارث خون کا حق ثابت کرنے کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں اور پھر جن پر قتل کرنے کا شبہ ہے وہ لوگ اپنی برأت کے لیے پچاس قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے قتل نہیں کیا اور قاتل کا انہیں کوئی علم نہیں ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے پیش نظر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قسم صرف ان لوگوں سے لی جائے گی جن پر قتل کا شبہ ہے۔ یہی فیصلہ احادیث کی روشنی میں زیادہ مناسب نظر آتا ہے کیونکہ "البينة علي المدعي واليمين علي من انكر" مشہور حدیث میں قضاء کا یہی اصول ذہن نشین کروایا گیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ دعویٰ خواہ قتل عمد کا کیا ہو یا قتل خطا کا لیکن قسامت کے ذریعے فیصلہ ہونے پر دیت ادا کی جائے گی قصاص لازم نہیں آئے گا۔ امام مالک کے نزدیک اگر قتل کا دعویٰ کیا ہو تو قصاص لازم آئے گا اور امام شافعی کا قدیم قول بھی یہی ہے۔ (اشعۃ اللمعات) واللہ تعالیٰ اعلم

٦٦٤- **قَالَ يَحْيٰى**، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، اَنَّهُ اَخْبَرَهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ الْاَنْصَارِيَّ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ خَرَجَا اِلٰى خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِيْ حَوَائِجِهِمَا، فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ فَقَدِمَ مُحَيِّصَةُ فَاَتٰى هُوَ وَاَخُوْهُ حُوَيِّصَةُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ لِيَتَكَلَّمَ لِمَكَانِهِ مِنْ اَخِيْهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَبِّرْ كَبِّرْ، فَتَكَلَّمَ حُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ فَذَكَرَا شَاْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَهْلٍ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَتَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَتَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ اَوْ قَاتِلِكُمْ؟ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ نَشْهَدْ، وَلَمْ نَحْضُرْ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ بِخَمْسِيْنَ يَمِيْنًا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نَقْبَلُ اَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ.

صحیح البخاری (٦٨٩٨) صحیح مسلم (٤٣١٨ تا ٤٣٢٥)

بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سہل انصاری اور محیصہ بن مسعود خیبر کی طرف گئے۔ اپنی ضرورتوں کے تحت جدا ہو گئے تو عبداللہ بن سہل کو قتل کر دیا گیا۔ محیصہ آئے تو وہ اور ان کے بھائی حویصہ اور عبدالرحمٰن بن سہل تینوں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ عبدالرحمٰن اپنے بھائی کی جگہ بات کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بڑا بڑا ہے۔ چنانچہ حویصہ اور محیصہ نے عبدالرحمٰن بن سہل کا واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم پچاس قسمیں کھاتے اور قاتل پر اپنے بھائی کے خون کے مستحق بنتے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم کیسے گواہی دیں جب کہ حاضر نہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہود پچاس قسمیں کھا کر بری ہو جائیں گے۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! قوم کفار کی قسموں کا ہم کیسے اعتبار کریں؟

قَالَ يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ فَزَعَمَ بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ.

یحییٰ بن سعید نے بشیر بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس سے دیت ادا فرمائی۔

قَالَ مَالِكٌ اَلْاَمْرُ الْمُجْتَمَعُ عَلَيْهِ عِنْدَنَا وَالَّذِيْ سَمِعْتُ مِمَّنْ اَرْضٰى فِي الْقَسَامَةِ وَالَّذِي اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْاَئِمَّةُ فِي الْقَدِيْمِ، وَالْحَدِيْثِ اَنْ يَبْدَاَ بِالْاَيْمَانِ الْمُدَّعُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ، فَيَحْلِفُوْنَ، وَاَنَّ الْقَسَامَةَ لَا تَجِبُ اِلَّا بِاَحَدِ اَمْرَيْنِ اِمَّا اَنْ يَقُوْلَ الْمَقْتُوْلُ دَمِيْ عِنْدَ فُلَانٍ، اَوْ يَاْتِيَ وُلَاةُ الدَّمِ بِلَوْثٍ مِنْ بَيِّنَةٍ، وَاِنْ لَمْ تَكُنْ

امام مالک نے فرمایا کہ یہ حکم ہمارے نزدیک متفقہ ہے اور اچھے لوگوں سے سنا جس پر پہلے اور موجودہ آئمہ کا اتفاق ہے کہ قسامت میں پہلے دعویٰ کرنے والوں سے قسم لی جائے گی اور قسامت دو میں سے کسی ایک بات پر لازم آتی ہے۔ اولاً مقتول کی کہ مجھے فلاں نے مارا ہے یا مقتول کے وارث گواہی کی جگہ شبہ ظاہر کریں۔ اگر مدعی کے پاس خون کا کوئی قطعی ثبوت نہ ہو تو

قَاطِعَةً عَلَى الَّذِيْ يُدَّعٰى عَلَيْهِ الدَّمُ فَهٰذَا يُوْجِبُ الْقَسَامَةَ لِلْمُدَّعِيْنَ الدَّمَ عَلٰى مَنِ ادَّعَوْهُ عَلَيْهِ، وَلَا تَجِبُ الْقَسَامَةُ عِنْدَنَا اِلَّا بِاَحَدِ هٰذَيْنِ الْوَجْهَيْنِ.

قسامت واجب ہو جاتی ہے۔ ان پر جو خون کا دعویٰ کر رہے ہیں اور ہمارے نزدیک قسامت واجب نہیں ہوتی مگر ان دو وجوں سے۔

قَالَ مَالِكٌ وَتِلْكَ السُّنَّةُ الَّتِيْ لَا اخْتِلَافَ فِيْهَا عِنْدَنَا، وَالَّذِيْ لَمْ يَزَلْ عَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ اَنَّ الْمُبَدَّئِيْنَ بِالْقَسَامَةِ اَهْلُ الدَّمِ وَالَّذِيْنَ يَدَّعُوْنَهُ فِي الْعَمْدِ وَالْخَطَاِ.

امام مالک نے فرمایا: سنت یہ ہے جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے اور جس پر لوگوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کہ ابتداء ان سے ہوگی جو خون کے مدعی ہیں خواہ قتل عمد کا دعویٰ کریں یا قتل خطا کا۔

قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ بَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْحَارِثِيِّيْنَ فِيْ قَتْلِ صَاحِبِهِمُ الَّذِيْ قُتِلَ بِخَيْبَرَ.

امام مالک نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حارث سے ابتداء فرمائی جن کے آدمی کو خیبر میں قتل کیا گیا تھا۔

قَالَ مَالِكٌ فَاِنْ حَلَفَ الْمُدَّعُوْنَ اسْتَحَقُّوْا دَمَ صَاحِبِهِمْ، وَقَتَلُوْا مَنْ حَلَفُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُقْتَلُ فِي الْقَسَامَةِ اِلَّا وَاحِدٌ لَا يُقْتَلُ فِيْهَا اثْنَانِ يَحْلِفُ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ خَمْسُوْنَ رَجُلًا خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا، فَاِنْ قَلَّ عَدَدُهُمْ، اَوْ نَكَلَ بَعْضُهُمْ رُدَّتِ الْاَيْمَانُ عَلَيْهِمْ اِلَّا اَنْ يَنْكُلَ اَحَدٌ مِنْ وُلَاةِ الْمَقْتُوْلِ وُلَاةِ الدَّمِ الَّذِيْنَ يَجُوْزُ لَهُمُ الْعَفْوُ عَنْهُ، فَاِنْ نَكَلَ اَحَدٌ مِنْ اُولٰئِكَ فَلَا سَبِيْلَ اِلَى الدَّمِ اِذَا نَكَلَ اَحَدٌ مِنْهُمْ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر دعویٰ کرنے والے قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کا حق ثابت کر دیں اور اسے قتل کر دیں جس کے خلاف قسم کھائی تو قسامت میں قتل نہیں کیا جاتا مگر ایک آدمی۔ اس میں دو آدمی قتل نہیں کئے جاتے۔ خون کے پچاس مدعیوں سے پچاس قسمیں لی جائیں گی۔ اگر وہ پچاس سے کم ہوں یا بعض قسم کھانے سے انکار کریں تو بعض سے زیادہ قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مقتول کے وارثوں سے ایک بھی قسم کھانے سے انکار کرے جسے معاف کرنے کا اختیار ہو تو ایسے ایک شخص کے انکار کر دینے کے بعد خون کے دعویٰ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی خواہ ایک نے ہی انکار کیا ہو۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا تُرَدُّ الْاَيْمَانُ عَلٰى مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ اِذَا نَكَلَ اَحَدٌ مِمَّنْ لَا يَجُوْزُ لَهُمْ عَفْوٌ، فَاِنْ نَكَلَ اَحَدٌ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ الَّذِيْنَ يَجُوْزُ لَهُمُ الْعَفْوُ عَنِ الدَّمِ، وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا، فَاِنَّ الْاَيْمَانَ لَا تُرَدُّ عَلٰى مَنْ بَقِيَ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ اِذَا نَكَلَ اَحَدٌ مِنْهُمْ عَنِ الْاَيْمَانِ، وَلٰكِنِ الْاَيْمَانُ اِذَا كَانَ ذٰلِكَ تُرَدُّ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِمْ، فَيَحْلِفُ مِنْهُمْ خَمْسُوْنَ رَجُلًا خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا، فَاِنْ لَمْ يَبْلُغُوْا خَمْسِيْنَ رَجُلًا رُدَّتِ الْاَيْمَانُ عَلٰى مَنْ حَلَفَ مِنْهُمْ، فَاِنْ لَمْ يُوْجَدْ اَحَدٌ اِلَّا الَّذِي ادُّعِيَ عَلَيْهِ حَلَفَ هُوَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَبَرِئَ.

امام مالک نے فرمایا کہ بار بار قسمیں ان لوگوں سے لی جائیں گی جو باقی ہیں اور ایسا شخص انکار کرے جو معاف نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا شخص انکار کرے جو خون کا وارث ہو اور خون معاف کر سکتا ہو تو خواہ وہ ایک ہو تو خون کا دعویٰ کرنے والے باقی لوگوں سے زائد قسم نہیں لی جائے گی جب کہ وارثوں میں سے ایک بھی قسم سے انکار کر دے۔ اس صورت میں قسم مدعا علیہم سے لی جائے گی کہ ان کے پچاس آدمی پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر پچاس آدمی پورے نہ ہوں تو ان میں سے دوسرے آدمیوں سے زائد قسمیں لی جائیں گی۔ اگر مدعا علیہ ایک ہو تو وہ پچاس قسمیں کھا کر بری ہو سکتا ہے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَاِنَّمَا فُرِقَ بَيْنَ الْقَسَامَةِ فِي الدَّمِ وَالْاَيْمَانِ فِي الْحُقُوْقِ، اَنَّ الرَّجُلَ

یحییٰ نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ قسامت کے خون اور دوسرے دعووں کی قسم میں فرق ہے کہ اس میں قسم کھا کر اپنا حق

إِذَا دَايَنَ الرَّجُلَ اسْتَثْبَتَ عَلَيْهِ فِي حَقِّهِ، وَأَنَّ الرَّجُلَ إِذَا أَرَادَ قَتْلَ الرَّجُلِ لَمْ يَقْتُلْهُ فِي جَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ، وَإِنَّمَا يَلْتَمِسُ الْخَلْوَةَ. قَالَ فَلَوْ لَمْ تَكُنِ الْقَسَامَةُ إِلَّا فِيمَا تَثْبُتُ فِيهِ الْبَيِّنَةُ، وَلَوْ عُمِلَ فِيهَا كَمَا يُعْمَلُ فِي الْحُقُوقِ هَلَكَتِ الدِّمَاءُ، وَاجْتَرَأَ النَّاسُ عَلَيْهَا إِذَا عَرَفُوا الْقَضَاءَ فِيهَا، وَلَكِنْ إِنَّمَا جُعِلَتِ الْقَسَامَةُ إِلَى وُلَاةِ الْمَقْتُولِ يَبْدَؤُونَ بِهَا فِيهَا لِيَكُفَّ النَّاسُ عَنِ الدَّمِ، وَلِيَحْذَرَ الْقَاتِلُ أَنْ يُؤْخَذَ فِي مِثْلِ ذَلِكَ بِقَوْلِ الْمَقْتُولِ.

ثابت کیا جاتا ہے اور اس میں جب ایک آدمی دوسرے کو قتل کرتا ہے تو کسی جماعت کے سامنے نہیں کرتا بلکہ تنہائی میں قتل کرتا ہے۔ فرمایا کہ قسامت نہیں ہوتی مگر گواہی قائم کرنے کے لیے۔ اگر اس میں بھی دوسرے دعووں کی طرح کیا جاتا تو کتنے ہی خون ضائع ہو جاتے اور ایسے فیصلوں سے لوگ قتل پر جری ہو جاتے لٰہذا ہوتا یوں ہے کہ مقتول کے وارثوں سے پہلے قسم لی جاتی ہے تاکہ لوگ خون کرنے سے باز رہیں اور مقتول کی بات قابل قبول ہونے کے باعث قاتل ایسا کرنے سے بچے۔

قَالَ يَحْيَى وَقَدْ قَالَ مَالِكٌ فِي الْقَوْمِ يَكُونُ لَهُمُ الْعَدَدُ يُتَّهَمُونَ بِالدَّمِ فَيَرُدُّ وُلَاةُ الْمَقْتُولِ الْأَيْمَانَ عَلَيْهِمْ وَهُمْ نَفَرٌ لَهُمْ عَدَدٌ أَنْ يَحْلِفَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ عَلَى نَفْسِهِ خَمْسِينَ يَمِينًا، وَلَا تُقْطَعُ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ عَدَدِهِمْ، وَلَا يَبْرَؤُونَ دُونَ أَنْ يَحْلِفَ كُلُّ إِنْسَانٍ عَنْ نَفْسِهِ خَمْسِينَ يَمِينًا.

امام مالک نے فرمایا کہ کتنے ہی لوگوں پر خون کی تہمت لگائی گئی۔ مقتول کے وارث ان سے قسم لینا چاہیں اور وہ چند آدمی ہوں تو ہر ایک ان میں سے پچاس قسمیں کھائے گا اور یہ نہیں ہوگا کہ ان کی تعداد کے مطابق قسمیں کھائی جائیں بلکہ وہ اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہوں گے جب تک ہر ایک ان میں سے پچاس قسمیں نہ کھائے۔

قَالَ مَالِكٌ وَهَذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ فِي ذَلِكَ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس سلسلے میں یہ بات میں نے خوب سنی۔

قَالَ وَالْقَسَامَةُ تَصِيرُ إِلَى عَصَبَةِ الْمَقْتُولِ، وَهُمْ وُلَاةُ الدَّمِ الَّذِينَ يُقْسِمُونَ عَلَيْهِ وَالَّذِينَ يُقْتَلُ بِقَسَامَتِهِمْ.

فرمایا کہ قسامت مقتول کے عصبہ کی طرف لوٹتی ہے اور یہی خون کے وارث ہیں جن سے قسم لی جاتی اور قسامت کی وجہ سے قتل کیے جاتے ہیں۔

٢- بَابُ مَنْ تَجُوزُ قَسَامَتُهُ فِي الْعَمْدِ مِنْ وُلَاةِ الدَّمِ

خون کے وارثوں میں سے کن سے قسم لی جائے گی؟

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ الْأَمْرُ الَّذِي لَا اخْتِلَافَ فِيهِ عِنْدَنَا، أَنَّهُ لَا يَحْلِفُ فِي الْقَسَامَةِ فِي الْعَمْدِ أَحَدٌ مِنَ النِّسَاءِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَقْتُولِ وُلَاةٌ إِلَّا النِّسَاءُ، فَلَيْسَ لِلنِّسَاءِ فِي قَتْلِ الْعَمْدِ قَسَامَةٌ وَلَا عَفْوٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اس حکم میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں ہے کہ قتل عمد کی قسامت میں عورتوں سے قسم نہیں لی جائے گی۔ اگر مقتول کے وارث صرف عورتیں ہوں تو عورتوں کو قتل عمد کی قسامت میں معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

قَالَ يَحْيَى قَالَ مَالِكٌ فِي الرَّجُلِ يُقْتَلُ عَمْدًا أَنَّهُ إِذَا قَامَ عَصَبَةُ الْمَقْتُولِ، أَوْ مَوَالِيهِ، فَقَالُوا نَحْنُ نَحْلِفُ، وَنَسْتَحِقُّ دَمَ صَاحِبِنَا فَذَلِكَ لَهُمْ.

امام مالک نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس کو دانستہ قتل کیا گیا تو جب مقتول کے عصبہ یا وارث کھڑے ہو جائیں اور کہیں کہ ہم قسم کھا کر اپنے ساتھی کے خون کے مستحق بنتے ہیں تو انہیں یہ حق ہے۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ أَرَادَ النِّسَاءُ أَنْ يَعْفُونَ عَنْهُ فَلَيْسَ ذٰلِكَ لَهُنَّ الْعَصَبَةُ وَالْمَوَالِيْ أَوْلٰى بِذٰلِكَ مِنْهُنَّ، لِأَنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ اسْتَحَقُّوا الدَّمَ وَحَلَفُوْا عَلَيْهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ عورتیں اگر معاف کریں تو انہیں یہ حق نہیں کیونکہ ان سے عصبہ اور وارث زیادہ حق رکھتے ہیں کیونکہ خون کا حق ثابت کرنے کے لیے قسم یہ لوگ کھائیں گے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِنْ عَفَتِ الْعَصَبَةُ، أَوِ الْمَوَالِيْ بَعْدَ أَنْ يَسْتَحِقُّوا الدَّمَ وَأَبَى النِّسَاءُ وَقُلْنَ لَا نَدَعُ قَاتِلَ صَاحِبِنَا، فَهُنَّ أَحَقُّ وَأَوْلٰى بِذٰلِكَ، لِأَنَّ مَنْ أَخَذَ الْقَوَدَ أَحَقُّ مِمَّنْ تَرَكَهُ مِنَ النِّسَاءِ، وَالْعَصَبَةِ إِذَا ثَبَتَ الدَّمُ وَوَجَبَ الْقَتْلُ.

امام مالک نے فرمایا کہ اگر عصبہ اور دوسرے وارث معاف کر دیں اس کے بعد کہ خون کے مستحق ثابت ہو گئے اور عورتیں اس بات سے انکار کریں اور کہیں کہ ہم اپنے ساتھی کے قاتل کو نہیں چھوڑتے تو یہ عورتیں اس بات کا ان سے زیادہ حق رکھتی ہیں، کیونکہ عورتوں کے چھوڑنے کی نسبت قصاص لینے کے عصبہ زیادہ مستحق ہیں جب کہ خون ثابت اور قتل واجب ہو گیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا يُقْسِمُ فِيْ قَتْلِ الْعَمْدِ مِنَ الْمُدَّعِيْنَ إِلَّا اثْنَانِ فَصَاعِدًا، تُرَدَّدُ الْأَيْمَانُ عَلَيْهِمَا حَتّٰى يَحْلِفَا خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا، ثُمَّ قَدِ اسْتَحَقَّا الدَّمَ وَذٰلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا.

امام مالک نے فرمایا کہ قتل عمد میں کم از کم دو دعویٰ کرنے والوں سے قسم لی جائے گی۔ ان میں ہر ایک سے پچاس قسمیں لی جائیں گی، پھر وہ قتل کے مستحق ثابت ہوں گے۔ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَإِذَا ضَرَبَ النَّفَرُ الرَّجُلَ حَتّٰى يَمُوْتَ تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ، قُتِلُوْا بِهِ جَمِيْعًا، فَإِنْ هُوَ مَاتَ بَعْدَ ضَرْبِهِمْ كَانَتِ الْقَسَامَةُ، وَإِنْ كَانَتِ الْقَسَامَةُ لَمْ تَكُنْ إِلَّا عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ، وَلَمْ يُقْتَلْ غَيْرُهُ، وَلَمْ نَعْلَمْ قَسَامَةً كَانَتْ قَطُّ إِلَّا عَلٰى رَجُلٍ وَاحِدٍ.

امام مالک نے فرمایا کہ جب کئی آدمی ایک شخص کو ماریں اور وہ ان کے ہاتھوں مر جائے تو وہ سارے قتل کیے جائیں گے۔ اگر وہ ان کی ضربوں کے بعد مرے تو قسامت ہوگی اور جب قسامت ہوگی تو ایک ہی آدمی پر ہوگی اور اس کے سوا دوسرے کو قتل نہیں کیا جائے گا اور قسامت تو ہوتی ہی ایک آدمی پر ہے۔

٣- بَابُ الْقَسَامَةِ فِيْ قَتْلِ الْخَطَإِ

قتلِ خطا میں قسامت

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْقَسَامَةُ فِيْ قَتْلِ الْخَطَإِ يُقْسِمُ الَّذِيْنَ يَدَّعُوْنَ الدَّمَ، وَيَسْتَحِقُّوْنَهُ بِقَسَامَتِهِمْ يَحْلِفُوْنَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا تَكُوْنُ عَلٰى قَسْمِ مَوَارِيْثِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ، فَإِنْ كَانَ فِي الْأَيْمَانِ كُسُوْرٌ إِذَا قُسِمَتْ بَيْنَهُمْ نُظِرَ إِلَى الَّذِيْ يَكُوْنُ عَلَيْهِ أَكْثَرُ تِلْكَ الْأَيْمَانِ. إِذَا قُسِمَتْ فَتُجْبَرُ عَلَيْهِ تِلْكَ الْيَمِيْنُ.

امام مالک نے فرمایا کہ قتل خطا کی قسامت میں بھی خون کا دعویٰ کرنے والے قسم کھا کر قسامت کے ذریعے مستحق بنیں گے۔ وہ پچاس قسمیں کھائیں گے اور قسم دیت کے وارثوں پر ہوگی۔ اگر قسم میں کسریں آئیں جب کہ ان چھ بانٹی جائیں تو جس پر بڑی کسر آئے گی اس سے پوری قسم لی جائے گی اور قسم میں اسے مجبور کیا جائے گا۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لِلْمَقْتُوْلِ وَرَثَةٌ إِلَّا النِّسَاءُ فَإِنَّهُنَّ يَحْلِفْنَ، وَيَأْخُذْنَ الدِّيَةَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَارِثٌ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ حَلَفَ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا وَأَخَذَ الدِّيَةَ، وَإِنَّمَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ فِيْ قَتْلِ الْخَطَإِ، وَلَا يَكُوْنُ فِيْ قَتْلِ الْعَمْدِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مقتول کے وارث اگر صرف عورتیں ہوں تو وہی قسم کھا کر دیت لیں گی۔ اگر اس کا وارث صرف ایک آدمی ہو تو وہ پچاس قسمیں کھا کر دیت لے گا۔ ایسا قتل خطا میں ہو گا قتل عمد میں ایسا نہیں کیا جائے گا۔

٤- بَابُ الْمِيرَاثِ فِي الْقَسَامَةِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ إِذَا قَبِلَ وُلَاةُ الدَّمِ الدِّيَةَ فَهِيَ مَوْرُوثَةٌ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، يَرِثُهَا بَنَاتُ الْمَيِّتِ، وَأَخَوَاتُهُ، وَمَنْ يَرِثُهُ مِنَ النِّسَاءِ، فَإِنْ لَمْ يُحْرِزِ النِّسَاءُ مِيرَاثَهُ كَانَ مَا بَقِيَ مِنْ دِيَتِهِ لِأَوْلَى النَّاسِ بِمِيرَاثِهِ مَعَ النِّسَاءِ.

قَالَ مَالِكٌ إِذَا قَامَ بَعْضُ وَرَثَةِ الْمَقْتُولِ الَّذِي يُقْتَلُ خَطَأً يُرِيدُ أَنْ يَأْخُذَ مِنَ الدِّيَةِ بِقَدْرِ حَقِّهِ مِنْهَا وَأَصْحَابُهُ غَيَبٌ لَمْ يَأْخُذْ ذٰلِكَ، وَلَمْ يَسْتَحِقَّ مِنَ الدِّيَةِ شَيْئًا قَلَّ وَلَا كَثُرَ دُونَ أَنْ يَسْتَكْمِلَ الْقَسَامَةَ، يَحْلِفُ خَمْسِينَ يَمِينًا فَإِنْ حَلَفَ خَمْسِينَ يَمِينًا اسْتَحَقَّ حِصَّتَهُ مِنَ الدِّيَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ الدَّمَ لَا يَثْبُتُ إِلَّا بِخَمْسِينَ يَمِينًا، وَلَا تَثْبُتُ الدِّيَةُ حَتّٰى يَثْبُتَ الدَّمُ، فَإِنْ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنَ الْوَرَثَةِ أَحَدٌ حَلَفَ مِنَ الْخَمْسِينَ يَمِينًا بِقَدْرِ مِيرَاثِهِ مِنْهَا وَأَخَذَ حَقَّهُ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ الْوَرَثَةُ حُقُوقَهُمْ إِنْ جَاءَ أَخٌ لِأُمٍّ فَلَهُ السُّدُسُ، وَعَلَيْهِ مِنَ الْخَمْسِينَ يَمِينًا السُّدُسُ، فَمَنْ حَلَفَ اسْتَحَقَّ مِنَ الدِّيَةِ، وَمَنْ نَكَلَ بَطَلَ حَقُّهُ، وَإِنْ كَانَ بَعْضُ الْوَرَثَةِ غَائِبًا، أَوْ صَبِيًّا لَمْ يَبْلُغْ حَلَفَ الَّذِينَ حَضَرُوا خَمْسِينَ يَمِينًا، فَإِنْ جَاءَ الْغَائِبُ بَعْدَ ذٰلِكَ، أَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ الْحُلُمَ حَلَفَ كُلٌّ مِنْهُمَا يَحْلِفُونَ عَلٰى قَدْرِ حُقُوقِهِمْ مِنَ الدِّيَةِ، وَعَلٰى قَدْرِ مَوَارِيثِهِمْ مِنْهَا.

قسامت میں میراث

امام مالک نے فرمایا کہ خون کے وارث جب دیت قبول کر لیں تو اللہ کی کتاب کے مطابق اسے تقسیم کریں اور میت کی بیٹیوں اور بہنوں کو بھی ترکہ دیں اور دوسری عورتوں کو بھی۔ اگر عورتوں میں تقسیم کرنے کے بعد کچھ دیت بچ رہے تو ان لوگوں کو دی جائے جو اس کی میراث میں عورتوں کے ساتھ زیادہ نزدیک ہوں۔

امام مالک نے فرمایا کہ جب قتل خطا کے مقتول کے بعض وارث دیت لینے کھڑے ہوں اور بعض غائب ہوں تو اس طرح وہ دیت کے مستحق نہیں ہوں گے خواہ تھوڑے ہوں یا زیادہ جب تک کہ قسامت پوری نہ ہو کہ پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر وہ پچاس قسمیں کھالیں تو دیت میں اپنے حصے کے حق دار ہو گئے اور یہ اس لیے ہے کہ دیت ثابت نہیں ہوتی مگر پچاس قسموں سے اور دیت اس وقت تک ثابت نہیں ہوتی جب تک خون ثابت نہ ہو جائے۔ اگر اس کے بعد وارثوں میں سے ایک بھی آئے تو میراث سے اپنا حصہ لینے کے لیے پچاس قسمیں کھائے اور اپنا حصہ وصول کرے یہاں تک کہ تمام وارثوں کے حصے پورے ہو جائیں۔ اگر اخیافی بھائی آئے تو اس کے لیے چھٹا حصہ ہے اور حصے کے باعث اس پر پچاس قسمیں ہیں۔ جو قسم کھا جائے وہ دیت میں حق دار ہو جائے گا اور جو انکار کرے اس کا حصہ باطل ہوا۔ اگر بعض وارث غائب یا نابالغ ہوں تو حاضر وارث ان کی جگہ پچاس قسمیں کھائیں۔ اگر اس کے بعد غائب آ جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے تو ان سے بھی قسم لی جائے گی۔ وہ دیت سے اپنے حصوں کے مطابق قسم کھائیں گے اور اس سے جو انہیں اپنے حصے کی میراث ملے گی۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی۔

٥- بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْعَبِيدِ

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ اَلْأَمْرُ عِنْدَنَا فِي الْعَبِيدِ، أَنَّهُ إِذَا أُصِيبَ الْعَبْدُ عَمْدًا، أَوْ خَطَأً، ثُمَّ جَاءَ سَيِّدُهُ بِشَاهِدٍ حَلَفَ مَعَ شَاهِدِهِ يَمِينًا وَاحِدَةً، ثُمَّ كَانَ لَهُ

غلام میں قسامت

امام مالک نے فرمایا کہ غلام کے متعلق ہمارے نزدیک یہ حکم ہے کہ جب غلام دانستہ یا نادانستہ مارا جائے۔ پھر اس کا آقا گواہ لے آئے تو گواہ کے ساتھ وہ ایک قسم کھائے گا۔ اس کے بعد

قِيمَةُ عَبْدِهِ، وَلَيْسَ فِي الْعَبِيدِ قَسَامَةٌ فِي عَمْدٍ وَلَا خَطَإٍ، وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ ذٰلِكَ.

غلام کی قیمت کا حق دار ہوگا۔ غلام خواہ دانستہ مارا جائے یا نادانستہ اس میں قسامت نہیں ہوگی اور میں نے نہیں سنا کہ کسی صاحب علم نے ایسا کہا ہو۔

قَالَ مَالِكٌ فَإِنْ قُتِلَ الْعَبْدُ عَمْدًا أَوْ خَطَأً، لَمْ يَكُنْ عَلَى سَيِّدِ الْعَبْدِ الْمَقْتُولِ قَسَامَةٌ وَلَا يَمِينٌ، وَلَا يَسْتَحِقُّ سَيِّدُهُ ذٰلِكَ إِلَّا بِبَيِّنَةٍ عَادِلَةٍ، أَوْ بِشَاهِدٍ فَيَحْلِفُ مَعَ شَاهِدِهِ.

امام مالک نے فرمایا کہ غلام دانستہ یا نادانستہ قتل کر دیا جائے تو اس کے آقا پر قسامت یا قسم نہیں ہے اور آقا اس وقت تک مستحق نہیں ہوتا جب تک دو گواہ نہ لائے یا ایک گواہ ہو اور اس کے ساتھ خود قسم کھائے۔

قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ وَهٰذَا أَحْسَنُ مَا سَمِعْتُ.

یحییٰ، امام مالک نے فرمایا کہ یہ بات میں نے خوب سنی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٥- كِتَابُ الْجَامِعِ

فضائل کا بیان

١- بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَدِينَةِ وَأَهْلِهَا

مدینہ اور اہل مدینہ کے حق میں دعا

٦٦٥- وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مِكْيَالِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ. يَعْنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ.

صحیح البخاری (٢١٣٠) صحیح مسلم (٣٣١٢)

یحییٰ بن یحییٰ نے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! انہیں ان کے پیمانوں میں برکت دے اور انہیں ان کے صاع اور مد میں برکت دے یعنی مدینہ منورہ کے رہنے والوں کو۔

٦٦٦- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاؤُوا بِهِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ، وَخَلِيلُكَ، وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ بِهِ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ، ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ يَرَاهُ، فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ. صحیح مسلم (٣٣٢١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ جب پہلا پھل دیکھتے تو اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ اسے لے کر یوں دعا کرتے: اے اللہ! ہمیں ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور ہمیں ہمارے صاع میں برکت دے اور ہمیں ہمارے مد میں برکت دے۔ اے اللہ! بے شک ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے۔ اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا کی اور میں تجھ سے مدینہ منورہ کے لیے دعا کرتا ہوں جتنی انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے تجھ سے دعا کی نیز اتنی ہی مزید۔ پھر کسی چھوٹے بچے کو دیکھ کر بلاتے اور وہ پھل اسے مرحمت فرما دیتے۔ ف

ف: یہ نبی کریم ﷺ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے والہانہ لگاؤ کا زندہ ثبوت ہے کہ ہر نئے پھل کو پہلے بارگاہ رسالت میں پیش کرتے تھے حالانکہ پروردگار عالم نے انہیں ایسا کرنے کا کوئی واضح حکم نہیں دیا تھا لیکن وہ حضرات کر رہے ہیں کیونکہ اولاً تو یہ منبع خیر و برکت سے اکتساب فیض کا ایک ذریعہ تھا اور ثانیاً "تعزروه وتوقروه" کے حکم پر عمل کیا جا رہا تھا۔ اس عمل سے امت محمدیہ کو معلوم ہو گیا کہ اس شہنشاہ عالی وقار کے بعد حصول برکت کے لیے اس کے نائبوں کی خدمت میں نذرانے پیش کرنا سنت صحابۂ رضائے مصطفیٰ اور حکم خدا ہے۔

رسول اللہ ﷺ وہ پھل بچوں اور لڑکوں کو عنایت فرما دیتے تھے کیونکہ بچوں کو ہر نئی چیز کی زیادہ تمنا ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ نذرانے جمع کرنے کے لیے نہیں ہوتے بلکہ ضرورت مندوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی مدد کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ بزرگان دین کا لنگر جاری کرنا اسی وجہ سے ہوا کرتا تھا۔ اگر کوئی اسے ذخیرہ کرے اور اپنے آرام و راحت کا ذریعہ بنائے تو دنیا کی دولت اور آرام و راحت سے ایسا لگاؤ رکھنے والا بزرگ حقیقت میں بزرگ نہیں اور نہ اسے نذرانے دینے کی وہ افادیت ہے جو حقیقت میں نذرانوں سے مقصود ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب نیا پھل پیش کیا جاتا تو بارگاہ خداوندی میں دعا کرتے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کو اس پر عمل کرنا چاہیے کہ ایسے مواقع پر پیش کرنے والے اور دوسرے لوگوں کے لیے خدائے ذوالمنن سے خیر و برکت طلب کرے۔ ساتھ ہی "ومثله معه" سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ پروردگار عالم نے یقیناً مدینہ منورہ کے اندر مکہ مکرمہ سے دو چند خیر و برکت رکھی ہوگی کیونکہ حبیب خدا ﷺ کی دعا خدا نے ضرور قبول فرمائی ہوگی جب کہ اس دعا کی کیفیت یہ ہوتی تھی۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِي سُكْنَى الْمَدِينَةِ وَالْخُرُوجِ مِنْهَا

مدینہ منورہ میں رہنے اور اس سے نکلنے کا بیان

٦٦٧- حَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ قَطَنِ بْنِ وَهْبِ بْنِ عُمَيْرِ بْنِ الْاَجْدَعِ، اَنَّ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ اَخْبَرَهُ، اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ، فَاَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَقَالَتْ اِنِّي اَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ، فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اقْعُدِي لُكَعُ، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا يَصْبِرُ عَلٰى لَاْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا اَحَدٌ اِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا، اَوْ شَهِيدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

صحیح مسلم (۳۳۳۲)

یحنس مولیٰ زبیر بن عوام سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس زمانۂ فتنہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کی مولاۃ آئی اور انہیں سلام کر کے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! میں یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں کیونکہ لوگ ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس سے فرمایا کہ پگلی بیٹھی رہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نہیں صبر کرے گا کوئی اس کی مصیبتوں اور سختیوں پر مگر میں اس کی شفاعت کروں گا یا قیامت کے روز اس کی گواہی دوں گا۔ ف

ف: مدینہ منورہ کی محبت ہر صاحب ایمان کے دل میں موجزن رہتی ہے۔ حبیب خدا اور محبوب کائنات جب تک مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے تو کائنات ارضی و سماوی کا ہر فرد ادھر متوجہ رہا بلکہ خود خالق کائنات بھی اسی جانب توجہ فرماتا رہا اور جب اس رحمت دو عالم نے مدینہ منورہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تو سب کی نگاہوں کا مرکز مدینہ منورہ ہو گیا کیونکہ کونین کی ساری بہار اسی محبوب

پروردگار کے دم قدم سے وابستہ ہے۔ وہ جہاں بھی جلوہ افروز ہوں وہی مقام مدینہ منورہ ہے اور اسی کی جانب سب کی نگاہیں سمٹ سمٹا کر مرکوز ہو جاتی ہیں۔

عشق رسول کی منہ بولتی تصویر، دشمنانِ رسول اور گندم نما جوفروش قسم کے مدعیانِ علم وعرفاں کا عمر بھر محاسبہ کرنے والا محمدی کچھار کا شیر اور چودھویں صدی میں سرمایہ ملت کا عدیم المثال نگہبان یعنی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) وہ یوں بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے:

سایۂ دیوار و خاکِ در ہو یارب اور رضا
خواہش دیہیم قیصر شوق تخت جم نہیں

مولانا کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی منہ مانگی مراد پائی۔ ان کی دعا بارگاہِ خداوندی میں شرف قبولیت حاصل کر گئی جنہوں نے بارگاہِ رسالت میں اپنی خواہش کا یوں اظہار کیا تھا:

تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۱۷۹ھ) جیسے قافلہ سالار عاشقان رسول نے جب فریضۂ حج ادا کر لیا تو پھر نفلی حج کرنے کبھی نہ گئے کہ مبادا راستے میں یا مکہ مکرمہ کے اندر آخری وقت آ جائے۔ وہ ساری عمر پھر مدینہ منورہ سے دور نہیں گئے کہ جب بھی موت آئے تو مدینہ منورہ میں آئے اور حضور کے قدموں میں دفن ہونا نصیب ہو۔ زیر نظر روایت کو دیکھیے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (التوفی ۱۰۱ھ) مدینہ منورہ سے جاتے ہوئے اشک بار ہو کر اس کی طرف دیکھتے اور ساتھی سے فرماتے ہیں کہ ہمارا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جنہیں مدینہ منورہ اپنے اندر رہنے نہیں دیتا بلکہ نکال دیتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے "اللهم ارزقنی وفاة وشهادة فی بلد رسولک" یعنی اے اللہ! مجھے اپنے رسول کے شہر میں وفات اور شہادت نصیب فرما۔ اسی لیے اسے سراپا معصیت اور ذرہ ناچیز نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ہے:

مدینے میں دو گز زمیں مجھ کو دے دو
نہ دو حور و غلماں مدینے کے والی

۶۶۸- وَحَدَّثَنِیْ یَحْیٰی، عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِیًّا بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَی الْاِسْلَامِ، فَاَصَابَ الْاَعْرَابِیَّ وَعْکٌ بِالْمَدِیْنَةِ، فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَاَبٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ جَاءَهٗ، فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَاَبٰی، ثُمَّ جَاءَهٗ، فَقَالَ اَقِلْنِیْ بَیْعَتِیْ، فَاَبٰی، فَخَرَجَ الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْمَدِیْنَةُ كَالْكِیْرِ تَنْفِیْ خَبَثَهَا وَیَنْصَعُ طِیْبُهَا.

صحیح البخاری (۷۲۱۱) صحیح مسلم (۳۳۴۲)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔ اعرابی کو مدینہ منورہ میں بخار آنے لگا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ! میری بیعت توڑ دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے انکار فرمایا۔ دوبارہ آ کر کہا کہ میری بیعت توڑ دیجیے تو آپ نے انکار فرمایا۔ سہ بارہ آ کر کہا کہ میری بیعت توڑ دیجیے تو آپ نے انکار فرمایا۔ پس اعرابی باہر نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو میل کو نکال پھینکتی اور زر خالص کو رکھتی ہے۔

۶۶۹- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، اَنَّهٗ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ ' وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ.

صحیح البخاری (۱۸۷۱) صحیح مسلم (۳۳۴۰)

نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے ایسی بستی میں جانے کا حکم ہوا ہے جو بہت سی بستیوں کو کھا جائے گی۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ برے آدمیوں کو یوں نکال دیتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو نکالتی ہے۔

۶۷۰- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَخْرُجُ اَحَدٌ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَهَا اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی مدینہ منورہ سے منہ پھیر کر نہیں نکلتا تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا فرما دیتا ہے۔

۶۷۱- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ ' عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ' عَنْ سُفْيَانَ بْنِ اَبِيْ زُهَيْرٍ ' اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ تُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ ' فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ ' وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ' وَتُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ ' وَمَنْ اَطَاعَهُمْ ' وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ' وَتُفْتَحُ الْعِرَاقُ ' فَيَاْتِيْ قَوْمٌ يَبُسُّوْنَ ' فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ ' وَمَنْ اَطَاعَهُمْ ' وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ.

صحیح البخاری (۱۸۷۵) صحیح مسلم (۳۳۵۱-۳۳۵۲)

حضرت سفیان بن ابوزہیر کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ یمن فتح ہوگا' پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ شام فتح ہوگا' پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔ عراق فتح ہوگا' پس کچھ لوگ ٹہلتے ہوئے آئیں گے تو اپنے گھر والوں اور حلقۂ اثر کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔

۶۷۲- وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى ' عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ حِمَاسٍ ' عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَتُتْرَكَنَّ الْمَدِيْنَةُ عَلٰى اَحْسَنِ مَا كَانَتْ حَتّٰى يَدْخُلَ الْكَلْبُ ' اَوِ الذِّئْبُ ' فَيُغَذِّيْ عَلٰى بَعْضِ سَوَارِي الْمَسْجِدِ ' اَوْ عَلَى الْمِنْبَرِ. فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلِمَنْ تَكُوْنُ الثِّمَارُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ؟ قَالَ لِلْعَوَافِي الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ.

صحیح البخاری (۱۸۷۴) صحیح مسلم (۳۳۵۳-۳۳۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم مدینہ کو ضرور اچھی حالت میں چھوڑ جاؤ گے یہاں تک کہ کتا یا بھیڑیا داخل ہو کر مسجد کے کسی ستون کے پاس یا منبر پر پیشاب کرے گا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اس زمانے میں پھل کس کے لیے ہوں گے؟ فرمایا کہ بھوکے پرندوں اور درندوں کے لیے۔

[۸۸۴] اثر- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ اَنَّهُ بَلَغَهُ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ الْتَفَتَ اِلَيْهَا فَبَكٰى ' ثُمَّ قَالَ يَا مُزَاحِمُ اَتَخْشٰى اَنْ نَكُوْنَ مِمَّنْ نَفَتِ الْمَدِيْنَةُ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ منورہ سے نکلے تو اس کی طرف دیکھ کر روئے پھر کہا: اے مزاحم! کیا تم ڈرتے ہو کہ ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ منورہ نے نکال دیا ہو؟

۳- بَابٌ مَا جَاءَ فِي تَحْرِيمِ الْمَدِينَةِ

مدینہ طیبہ کی حرمت کا بیان

۶۷۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، اَللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ، وَأَنَا أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

صحیح البخاری (۳۳۶۷) صحیح مسلم (۳۳۰۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوہ احد کو دیکھ کر فرمایا: یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔ف

ف: اس حدیث میں حرم بنانے کی زبان رسالت سے نسبت قابل غور ہے۔ نبی کریم ﷺ بارگاہ خداوندی میں عرض کر رہے ہیں کہ مکہ مکرمہ کو میرے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم بنایا اور میں مدینہ منورہ کو حرم قرار دیتا ہوں۔ یہ اعزازی اختیارات ہیں جو پروردگار عالم اپنے مقبول بندوں کو عطا فرماتا ہے اور اسی اعزازی اختیار کی بناء پر مجازاً ان کی طرف بھی ایسے امور کی نسبت کر دی جاتی ہے جس کی قرآن وحدیث میں اتنی مثالیں موجود ہیں جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔

مبتدعین زمانہ سے بعض لوگ مقربین بارگاہِ الٰہیہ کے علوم واختیارات کے نام سے ہی جل بھن جاتے ہیں اور ایڑی سے چوٹی بلکہ اپنے مہاتما گاندھی کی لنگوٹی تک کا زور اس بات پر لگا دیتے ہیں کہ کسی بڑی سے بڑی ہستی کو ایک عام انسان سے ذرا بھی کسی بات میں مختلف نہ سمجھا جائے اور اگر فرق بھی کیا جائے تو صرف اتنا ہی جتنا کہ چھوٹے بڑے بھائی میں ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک نبی اس ہستی کا نام ہے جس نے دینی مسائل کسی کتاب یا استاد سے نہیں سیکھے بلکہ اسے وحی کے ذریعے بتا دیئے گئے اور ان کی تبلیغ پر مامور فرما دیا گیا۔ گویا ان کی اصطلاح کے مطابق ایک نبی اور کسی مسجد کے ملاں جی میں وحی کے سوا اور کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

اگرچہ قرآن وحدیث کے واضح نصوص ان حضرات کے اس غیر اسلامی نظریہ کی قطعاً تائید نہیں کرتے بلکہ صاف صریح طور پر اسے کلمۂ طیبہ سے انحراف اور عقیدۂ رسالت کا انکار قرار دیا ہے کیونکہ انبیائے کرام ہرگز خدا نہیں لیکن یقیناً خدا نما ہیں۔ یہ حضرات مظہر خدا ہوتے ہیں جن کے کمالات سے خدا کی ذات وصفات کا تصور انسانوں کے ذہن میں سماتا تھا۔ ان اعزازی علوم واختیارات کو شرک قرار دینا حقیقت میں اسلام سے مذاق، عقیدہ رسالت کے خلاف ابلیسی شرارت اور عقیدہ توحید کو مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں سے نکالنے کی خاطر پراسرار شیطانی سازش کے شوگر کوٹڈ کیپسول ہیں جن کو استعمال کرنے سے اسلامی عقیدۂ توحید وعقیدۂ رسالت کو آدمی اپنے ہاتھ سے دے بیٹھتا ہے۔ غرضیکہ یوں دین کے نام پر آدمی ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر کے اپنے آپ کو مکمل بے دین بنا لیتا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتا کہ یہ تو وہ مرض ہے جو شیطان کو لاحق ہوا تھا اور کہیں وہ دینداری کے پردے میں مجھے اپنے جیسا بنانے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔ توحید کی نام نہاد علمبرداری نے اسے منصب نبوت کو نہ سمجھنے دیا اور گلے میں لعنت کا طوق پڑا۔ شیطان کے اسی نقش قدم پر چلنا حقیقت میں شیطان کے انجام کو اپنا مقدر بنانا نہیں تو اور کیا ہے؟

مقربین بارگاہِ الٰہیہ کے عطائی واعزازی اختیارات ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہیں جس کے انکار کی اسلام کے اندر قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ خود قرآن کریم کے اندر ایسی درجنوں آیات موجود ہیں جن کے اندر غیر خدا کی طرف ایسے اختیارات کی نسبت کی گئی ہے۔ یہاں ایسی تمام آیات کو نقل کرنے کی گنجائش نہیں بلکہ خاص اسی تحریم وتحلیل کے سلسلے میں دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک مقام پر پروردگار عالم نے اپنے حبیب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے یوں فرمایا ہے:

اَلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول غیب کی خبریں دینے والے بے پڑھے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت

وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ. (الاعراف:۱۵۷)

انجیل میں وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لیے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا۔

اس آیت میں حلال وحرام کرنے کی نسبت خود پروردگار عالم نے اپنے حبیب کی طرف فرمائی اور بتایا کہ میرا محبوب لوگوں کے سروں سے بوجھ اور گلوں سے پھندے اتار کر ان کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرے گا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے جو فرمایا تھا دوسرے مقام پر قرآن کریم نے ان کے ارشادات کو یوں نقل فرمایا ہے:

اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْــَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ. (آل عمران:۴۹-۵۰)

میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی سی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ بے شک ان باتوں سے تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی اور اس لیے کہ حلال کر دوں تمہارے لیے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

ان دونوں آیتوں میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے جن عطائی و اعزازی اختیارات کو بیان فرمایا اور قرآن مجید نے انہیں نقل کیا، وہ چشم بصیرت سے دیکھنے والے ہیں کہ اللہ کے ایک نبی جلیل القدر پیغمبر اور اولوالعزم رسول نے کیا فرمایا جب کہ وہ حضرات توحید کا علم بلند کرنے اور کفر و شرک کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے کے لیے اس دنیا میں تشریف لاتے رہے۔ اگر ان عطائی و اعزازی نسبتوں میں کفر و شرک کا ذرا بھی شائبہ ہوتا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام ایسی باتوں کی ہرگز اپنی جانب نسبت نہ کرتے اور نہ قرآن کریم میں ایسی نسبتوں کو برقرار رکھا جاتا جب کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا:

(۱) میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی مورت تخلیق کر کے اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

(۲) میں مادر زاد اندھے کو بینائی عطا کر دیتا ہوں۔

(۳) میں کوڑھی کو شفا بخش دیتا ہوں۔

(۴) میں خدا کے حکم سے مردے کو زندہ کر دیتا ہوں۔

(۵) میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو۔

(۶) میں تمہیں بتا دیتا ہوں جو تم گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔

(۷) میں تمہارے لیے بعض چیزوں کو حلال کرنے آیا ہوں جو پہلے تم پر حرام تھیں۔

ان نسبتوں کی حقیقت چشم بینا کو بھی ایمان کی روشنی میں ہی نظر آ سکتی ہے کیونکہ حضرات انبیائے کرام کی شان کو وہی لوگ علی قدر مراتب دیکھ سکتے ہیں جو منصب نبوت کے قائل ہوں، ورنہ جو سرے سے منصب نبوت و رسالت کے قائل نہیں اور جنہیں ایک عام

آدمی اور نبی کے اندر کوئی خاص فرق نظر ہی نہیں آتا وہ تو یہی سمجھیں گے کہ جس طرح سے ہمیں خدا کی طرف سے کوئی خاص علم واختیار نہیں ملا اسی طرح انبیائے کرام کو بھی کچھ نہیں ملا ہوگا۔ دریں حالات قرآن کریم کے بار بار فرمانے' احادیث مطہرہ کے سینکڑوں بار دہرانے بتانے کے باوجود ان کا ذہن ان نسبتوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو ایسی باتوں کو دیکھنے والی آنکھوں سے محروم کرا لیا ہوتا ہے' لہٰذا وہ ان نسبتوں کی من مانی اور دور از کار تاویلیں گھڑیں گے اور اللہ اور رسول پر اپنے معانی مفہومہ کی تہمت دھریں گے اور کسی طرح بھی تسلیم کرنے کی جانب رخ سیدھا نہیں کریں گے کیونکہ:

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

چونکہ بات زیر بحث یہ ہے کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنانے کی نسبت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف فرمائی اور مدینہ منورہ کو حرم بنانے کی نسبت اپنی جانب۔ لہٰذا مناسب نظر آتا ہے کہ مدینہ طیبہ کو حرم بنانے کی چند دیگر حدیثیں اور پیش کر دی جائیں جن سے اہل ایمان کی آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور ملے۔ ان کی کشت دین لہلہائے اور گلشن ایمان بہاروں سے ہمکنار ہو جائے۔ اقول بعون اللہ تعالی

(۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارگاہ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: "اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم ما بین لا بتیھا" (بخاری' مسلم' احمد' طحاوی) اے اللہ! بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں (مدینہ طیبہ کے) ان دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان ابراھیم حرم مکۃ ودعا لاھلھا وانی حرمت المدینۃ کما حرم ابراھیم مکۃ وانی دعوت فی صاعھا و مدھا بمثلی ما دعا بہ ابراھیم لاھل مکۃ" (بخاری و مسلم) بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم بنا دیا اور اس کے باشندوں کے لیے دعا فرمائی اور بے شک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دوگنی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عرض کی: الٰہی! بے شک حضرت ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا "اللھم انا عبدک و نبیک وانی احرم ما بین لابتیھا" (بخاری و مسلم) الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ میں مدینہ طیبہ کی ان دونوں حدوں کے درمیان والی ساری جگہ کو حرم بناتا ہوں۔

(۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "انی احرم ما بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا" (بخاری' مسلم' احمد' طحاوی) بے شک میں حرم بناتا ہوں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ کو اس کے کیکر کے درخت نہ کاٹے جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے۔

(۵) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان ابراھیم حرم مکۃ وانی احرم ما بین لابتیھا" (مسلم' طحاوی) بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کی درمیانی جگہ کو حرم کرتا ہوں۔

(۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرض گزار ہوئے: "اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ فجعلھا حرما وانی حرمت المدینۃ حراما مازمیھا ان لا یھرق فیھا دم ولا یحمل سلاح لقتال ولا یخبط فیھا

شجرۃ الا لعلف "(صحیح مسلم)الٰہی! بے شک حضرت ابراہیم نے مکہ معظمہ کوحرام کر کے حرم بنادیا اور بے شک میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کی درمیانی جگہ کوحرم بنا کر حرام کردیا ہے کہ اس میں کوئی خون نہ بہایا جائے اور نہ لڑائی کے لیے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ کسی درخت کے پتے جھاڑے جائیں مگر جانوروں کے چارے کو۔

(۷) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہوئے: "اللھم انی قد حرمت ما بین لا بیتھا کما حرمت علی لسان ابراھیم الحرم" (صحیح مسلم، مسند احمد) الٰہی! بے شک میں نے سارے مدینہ منورہ کوحرم کر دیا جیسے تو نے (مکہ مکرمہ) کو زبان ابراہیم پر حرم محترم بنایا۔

(۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان ابراھیم حرم بیت اللہ و امنہ وانی حرمت المدینۃ ما بین لابتیھا لا یقطع عضاھھا ولا یصاد صیادھا" (صحیح مسلم، طحاوی) بے شک حضرت ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم بنادیا اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے کانٹے دار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور نہ اس کے وحشی جانور شکار کیے جائیں۔

(۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "حرم رسول اللہ ﷺ ما بین لابتی المدینۃ وجعل اثنی عشر میلا حول المدینۃ حمی" (بخاری، مسلم، مسند احمد) مدینہ طیبہ کی دونوں سنگستانوں کے درمیان والی ساری جگہ کو رسول اللہ ﷺ نے حرم کر دیا اور اس کے گرداگرد بارہ بارہ میل تک کے سبزہ درختوں کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

(۱۰) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ان رسول اللہ حرم ما بین لا بتی المدینۃ" (صحیح مسلم، طحاوی شریف) بے شک رسول اللہ ﷺ نے سارے مدینہ طیبہ کو حرم بنادیا۔

(۱۱) عاصم احول سے روایت ہے قلت لانس بن مالک احرم رسول اللہ ﷺ المدینۃ قال نعم کہ انہوں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرم قرار دیا؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ (صحیح مسلم، طحاوی شریف)

(۱۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ان رسول اللہ ﷺ حرم ھذا الحرم" (سنن ابوداؤد) بے شک رسول اللہ ﷺ نے (مدینہ منورہ کے) اس حرم محترم کو حرم بنادیا۔

(۱۳) شرحبیل کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں چند جال لگا رہے تھے۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تشریف لائے جال پھینک دیئے اور فرمایا "الم تعلموا ان رسول اللہ ﷺ حرم صیدھا" (طحاوی شریف) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کا شکار حرام فرمایا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زید بن ثابت نے فرمایا: "ان النبی ﷺ حرم ما بین لابتیھا" (ابن ابی شیبہ) بے شک نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کے دونوں سنگلاخ کے مابین کو حرم کر دیا ہے۔

(۱۴) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "ان رسول اللہ ﷺ حرم ما بین لابتی المدینۃ ان یعضد شجرھا او یخبط" (طحاوی شریف) بے شک رسول اللہ ﷺ نے سارے مدینہ منورہ کو حرم بنادیا ہے کہ اس کے درخت نہ کاٹیں اور نہ پتے جھاڑیں۔

(۱۵) ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چڑیا پکڑ لی تھی اسے لیے ہوئے باہر گیا تو والد ماجد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے۔ انہوں نے شدت سے میرا کان ملا، چڑیا کو لے کر چھوڑ دیا اور فرمایا: "حرم رسول اللہ ﷺ صید ما بین لا بتیھا" (طحاوی) رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کا شکار حرام فرمادیا ہے۔

(۱۶) حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: "ان رسول اللہ ﷺ حرم البقیع وقال لاحمی الا للہ و

لِرَسُوْلِهٖ" (طحاوی شریف) بے شک رسول اللہ ﷺ نے بقیع کو حرم بنا دیا اور فرمایا کہ چراگاہ کو کوئی اپنی حمایت میں نہیں لے سکتا سوائے اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ و ﷺ کے۔ (الامن والعلیٰ)

یہ سولہ حدیثیں مذکور ہوئی ہیں۔ یعنی آٹھ میں خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔ پچھلی آٹھ میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حرم کر دینے سے مدینہ منورہ حرم ہو گیا۔ پہلی آٹھ حدیثوں میں سے پانچ کے اندر اپنے جدِ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی جانب بھی یہی نسبت ارشاد فرمائی کہ مکہ معظمہ کو انہوں نے حرم کر دیا نیز جائے امن بنا دیا۔ یہ سب اسی عطائی اور اعزازی اختیارات کے جلوے ہیں جس کے باعث قرآن و حدیث میں ایسی باتوں کی نسبت مقربین بارگاہِ الٰہیہ کی جانب فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیارات دیئے اور اپنے مقبول بندوں کی جانب خود ان کی نسبت فرمائی۔ مقربین بارگاہِ الٰہیہ جنہیں یہ اختیار ملا انہوں نے خود اپنی جانب ایسے امور کی نسبت کی اور صاحبِ اختیار دوسرے بزرگوں کی جانب بھی نسبت کرتے رہے۔ ان عطائی اور اعزازی اختیارات سے پروردگارِ عالم کے حقیقی و ذاتی اختیار پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ ایسا اختیار مرحمت فرما دینے کے باوجود صاحبِ اختیار اپنے تمام اختیارات سمیت پروردگارِ عالم کے اختیار سے ایک بال برابر علیحدہ یا باہر نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود شرک کا خطرہ سوجھنا دین سے بے خبر ہونے کے ساتھ عقلِ سلیم سے بھی محروم ہونے کا ثبوت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۶۷۴- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ، اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَاَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ اگر میں مدینہ منورہ میں ہرنوں کو چرتے دیکھوں تو انہیں نہیں چھیڑوں گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ان دونوں کناروں کی درمیان جگہ حرم ہے۔

صحیح البخاری (۱۸۷۳) صحیح مسلم (۳۳۱۹)

[۸۸۵] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يُوْسُفَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ، اَنَّهٗ وَجَدَ غِلْمَانًا قَدْ اَلْجَؤُوْا ثَعْلَبًا اِلٰی زَاوِيَةٍ فَطَرَدَهُمْ عَنْهُ۔

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ انہوں نے لومڑی کو ایک کونے میں گھیر رکھا تھا۔ انہوں نے اسے چھڑا دیا۔

قَالَ مَالِكٌ لَا اَعْلَمُ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ اَفِیْ حَرَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُصْنَعُ هٰذَا؟

امام مالک نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ اس نے کہا: کیا حرمِ رسول میں یہ بھی بنایا گیا ہے؟

[۸۸۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ يَحْيٰی، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَجُلٍ قَالَ دَخَلَ عَلَیَّ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَاَنَا بِالْاَسْوَافِ قَدِ اصْطَدْتُ نُهَسًا، فَاَخَذَهٗ مِنْ يَدِیْ، فَاَرْسَلَهٗ۔

ایک آدمی کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ثابت میرے پاس اسواف میں تشریف لائے۔ میں نے چڑیا شکار کی تو انہوں نے میرے ہاتھ سے لے کر اسے چھوڑ دیا۔ ف

ف: حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چڑیا اسی لیے ان کے ہاتھ سے لے کر چھوڑی کہ وہ مدینہ منورہ کی حدود کے اندر پکڑی تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے حرم قرار دیا تھا۔ مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کی درمیانی جگہ یا ارد گرد بارہ بارہ میل تک کی جگہ میں شکار کرنا، وہاں کا درخت کاٹنا ان امور سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا تھا۔ اسی مضمون پر دلالت کرنے والی تین حدیثیں اس باب میں گزر چکی ہیں۔ اگر مزید حدیثیں دیکھنے کا شوق ہو تو بخاری، مسلم، طحاوی، مسند احمد، مسند عبد الرزاق اور مسند الفردوس میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَبَاءِ الْمَدِينَةِ

٦٧٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ، وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِىءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ؟
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ؟

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ، أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ.

صحیح البخاری (٣٩٢٦) صحیح مسلم (٣٣٢٩)

مدینہ منورہ کی وبا کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال کو بخار آنے لگا۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں ان کے پاس جاتی اور کہتی۔ ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ بلال! آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ وہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر کو جب بخار چڑھتا تو کہتے:

ہر صبح تو مسرور ہے اہل و عیال سے
نزدیک تری موت ہے تیرے نعال سے

اور حضرت بلال کا جب بخار اترتا تو بلند آواز سے کہتے:

کاش! میں پھر اپنی وادی میں گزاروں ایک شب
گرد میرے وہ نباتاتِ جلیل اذخر ہوں سب
کاش! میں پانی مجنہ کا کبھی پھر پی سکوں
اور طفیل و شامہ کو جانے خدا دیکھوں گا کب؟

حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ بات بتائی تو آپ نے دعا کی: اے اللہ! ہمیں مکہ مکرمہ جیسی مدینہ منورہ کی محبت عطا فرما بلکہ زیادہ اور اسے ہمارے لیے صحت بخش بنا' ہمیں اس کے صاع اور مد میں برکت دے اور اس بخار کو جحفہ بھیج دے۔

[٨٨٧] أَثَرٌ- قَالَ مَالِكٌ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ وَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَقُولُ:

قَدْ رَأَيْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ
إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ عامر بن فہیرہ کہتا ہے:

مرنے سے پہلے موت کو میں دیکھ چکا ہوں
گو بزدلوں پہ آتی ہے وہ آسمان سے

٦٧٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ، وَلَا الدَّجَّالُ. صحیح البخاری (١٨٨٠) صحیح مسلم (٣٣٣٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتوں کا پہرہ ہے' اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِجْلَاءِ الْيَهُودِ مِنَ الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ سے یہودیوں کو نکالنے کا بیان

۶۷۷- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ حَكِيْمٍ 'أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ ابْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَقُوْلُ كَانَ مِنْ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ 'لَا يَبْقَيَنَّ دِيْنَانِ بِأَرْضِ الْعَرَبِ.

صحیح البخاری (۱۳۳۰) صحیح مسلم (۱۱۸٤)

اسمٰعیل بن حکیم بن عمر بن عبدالعزیز کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخری کلام یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو غارت کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ سرزمینِ عرب میں دو دین نہ رہیں۔ف

ف: نبی کریم ﷺ نے یہود و نصاریٰ کی ہلاکت کے لیے دعا فرمائی کیونکہ انہوں نے اپنے انبیائے کرام کی قبروں کو مسجد بنالیا تھا۔ مسجدیں بنانے سے غالباً یہی مراد ہوگی کہ انہیں مسجود الیہ قرار دے کر قبور انبیاء کی طرف سجدے کرتے ہوں گے۔ کسی کو مسجود لہٗ قرار دینا تو یقیناً کفر ہے اور قبلے کے علاوہ کسی کو مسجود الیہ بنانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ رہا تعظیمی سجدہ تو اب اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے بت پرستی کے لیے دروازہ کھل جاتا ہے۔ اس کی آڑ لے کر مبتدعین زمانہ نے بعض بت پرستوں کے پجاریوں نے قبور انبیاء کی زیارت کے لیے جانا' وہاں خدا سے دعا کرنا' ایسے مقامات پر روشنی کا اہتمام کرنا اور ان کی زیارت کے لیے دور دراز سے سفر کر کے آنا وغیرہ امور کو بھی خلافِ شرع' بدعت اور شرک تک بتانے کا دل آزار چکر چلایا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ حرانی اور ذوالخویصرہ کی وہ معنوی ذریت رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کے بارے میں بھی اسی خیال کا اظہار کر کے راسخ العقیدہ مسلمانوں کے قلب و جگر پر نشتر زنی کرتی رہتی ہے۔ حالانکہ روضۂ انور کی زیارت کے لیے تو روزانہ صبح و شام ستر ہزار فرشتے آتے اور جاتے رہتے ہیں اور ہمہ وقت اس بارگاہِ عرش آستاں میں صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ! پروردگار عالم کی طرف سے نوروں کا یہ ایمان افروز اہتمام ہے اور شمع رسالت کو پھونکوں سے بجھانے والوں کو صرف مسلمانوں کی دل آزاری سے کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مدعیٔ اسلام کو بچی ہدایت اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا اللہ العلمین

۶۷۸- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ. صحیح البخاری (۳۱٦۸) صحیح مسلم (٤۲۰۸)

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَفَحَصَ عَنْ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حَتّٰى أَتَاهُ الثَّلَجُ 'وَالْيَقِيْنُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَجْتَمِعُ دِيْنَانِ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ ' فَأَجْلٰى يَهُوْدَ خَيْبَرَ.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اس حدیث کی چھان بین فرمائی اور جب انہیں اطمینان و یقین ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین جمع نہ ہوں تو انہوں نے خیبر کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا۔

[۸۸۸] اَثَر- قَالَ مَالِكٌ وَقَدْ أَجْلٰى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَهُوْدَ نَجْرَانَ وَفَدَكَ 'فَأَمَّا يَهُوْدُ خَيْبَرَ 'فَخَرَجُوْا مِنْهَا لَيْسَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ 'وَلَا مِنَ الْأَرْضِ شَيْءٌ 'وَأَمَّا يَهُوْدُ فَدَكَ فَكَانَ لَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَنِصْفُ الْأَرْضِ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ صَالَحَهُمْ عَلٰى نِصْفِ الثَّمَرِ وَنِصْفِ الْأَرْضِ 'فَأَقَامَ لَهُمْ عُمَرُ

امام مالک نے فرمایا کہ حضرت عمر نے نجران اور فدک کے یہودیوں کو بھی نکالا۔ جب خیبر کے یہودیوں کو نکالا تو نہ ان کے پھل تھے اور نہ کوئی زمین۔ ہاں فدک کے یہودیوں کا آدھا پھل تھا اور آدھی زمین' کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے نصف پھل اور نصف زمین پر صلح کی تھی۔ حضرت عمر نے ان کے نصف پھلوں اور نصف زمین کی قیمت نیز سونے' چاندی' اونٹ' رسیوں اور

نِصْفُ الثَّمَرِ ، وَنِصْفُ الْأَرْضِ قِيْمَةً مِنْ ذَهَبٍ ، وَوَرِقٍ ، وَإِبِلٍ ، وَجِبَالٍ ، وَأَقْتَابٍ ، ثُمَّ اَعْطَاهُمُ الْقِيْمَةَ وَاَجْلَاهُمْ مِنْهَا.

آفتابوں تک کی قیمت دے کر انہیں وہاں سے جلاوطن کر دیا۔

٦- بَابٌ جَامِعُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْمَدِينَةِ

مدینہ منورہ کے دیگر فضائل

٦٧٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد پہاڑ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔ف

ف: نبی کریم ﷺ کا احد پہاڑ یا کسی بھی چیز سے محبت رکھنا ایک ایسی بات ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آ سکتی ہے لیکن کسی پہاڑ کا محبت کرنا ایک ایسا معاملہ ہے جو آسانی سے ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ چونکہ پہاڑ یا پتھر عقل وشعور سے محروم ہیں لہٰذا ان کا کسی سے دوستی دشمنی اور محبت ونفرت کا علاقہ نہیں ہوتا' لیکن نبی کریم ﷺ چونکہ ساری کائنات کے نبی بنائے گئے لہٰذا کافر جنوں اور کافر انسانوں کے سوائے کائنات کے ہر فرد کو علی قدر مراتب ان کی معرفت عطا فرمائی گئی' جس کے باعث دنیا کی ہر چیز ان سے محبت رکھتی اور ان کے حکم کی تعمیل کرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے بے شمار معجزات اس بات پر شاہد ہیں کہ بے جان چیزوں نے بھی ان کے احکامات کی تعمیل شعور والوں کی طرح کی تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٨٨٩] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، أَنَّ أَسْلَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ زَارَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَيَّاشٍ الْمَخْزُومِيَّ ، فَرَاٰى عِنْدَهُ نَبِيْذًا ، وَهُوَ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ ، فَقَالَ لَهُ أَسْلَمُ إِنَّ هٰذَا الشَّرَابَ يُحِبُّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ، فَحَمَلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَيَّاشٍ قَدَحًا عَظِيمًا فَجَاءَ بِهِ إِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ، فَوَضَعَهُ فِي يَدَيْهِ ، فَقَرَّبَهُ عُمَرُ إِلٰى فِيْهِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ ، فَقَالَ عُمَرُ إِنَّ هٰذَا لَشَرَابٌ طَيِّبٌ ، فَشَرِبَ مِنْهُ ، ثُمَّ نَاوَلَهُ رَجُلًا عَنْ يَمِيْنِهِ ، فَلَمَّا أَدْبَرَ عَبْدُ اللهِ نَادَاهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللهِ وَأَمْنُهُ ، وَفِيْهَا بَيْتُهُ ، فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُوْلُ فِي بَيْتِ اللهِ ، وَلَا فِي حَرَمِهِ شَيْئًا ، ثُمَّ قَالَ عُمَرُ أَأَنْتَ الْقَائِلُ لَمَكَّةُ خَيْرٌ مِنَ الْمَدِيْنَةِ؟ قَالَ فَقُلْتُ هِيَ حَرَمُ اللهِ وَأَمْنُهُ ، وَفِيْهَا بَيْتُهُ. فَقَالَ عُمَرُ لَا أَقُوْلُ فِي حَرَمِ اللهِ ، وَلَا فِي بَيْتِهِ شَيْئًا ، ثُمَّ انْصَرَفَ.

اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ انہوں نے عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے ملاقات کی تو ان کے پاس نبیذ رکھا تھا جب کہ ہم مکہ مکرمہ کے راستے میں تھے۔ اسلم نے ان سے کہا کہ اس مشروب کو حضرت عمر بہت پسند کرتے ہیں۔ پس عبد اللہ بن عیاش نے ایک بڑا سا پیالہ بھرا' اسے لے کر حضرت عمر کے پاس آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت عمر نے اپنے منہ کے نزدیک کیا اور پھر سر اٹھا لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ اچھا مشروب ہے اور اس میں سے پیا' پھر اس شخص کو دے دیا جو ان کے دائیں جانب تھا۔ جب عبد اللہ جانے لگے تو حضرت عمر نے بلا کر فرمایا: کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بہتر ہے' عبد اللہ کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ اللہ کا حرم اور اس کا امن ہے اور اس کا گھر اسی میں ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں بیت اللہ اور اس کے حرم ہونے کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ پھر حضرت عمر نے پوچھا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے بہتر ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے کہا: وہ اللہ کا گھر اس کا امن ہے اور اسی میں اس کا گھر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ پھر وہ چلے

گئے۔ف

ف: مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی فضیلت کے بارے میں اکابر امت میں اختلاف ہے۔ دونوں جانب ایسے قوی دلائل موجود ہیں کہ کسی فریق کے موقف کو کمزور نہیں کہہ سکتے۔ حق یہ ہے کہ بعض فضائل کے لحاظ سے مکہ مکرمہ اپنی نظیر آپ ہے اور بعض خصائص کے پیش نظر مدینہ منورہ کا جواب نہیں۔ ایک ہی جلوے کا ادھر جلال ہے اور ادھر جمال' ادھر محبت کی تجلی گاہ ہے اور ادھر محبوب جلوہ افروز' ادھر فرشی طواف کر رہے ہیں اور ادھر عرشی' ادھر مقام عبادت ہے اور ادھر مقام عقیدت' ادھر قبلۂ اجسام ہے اور ادھر قبلۂ ایمان' ادھر حکم ہے اور ادھر کشش' ادھر عقل ہے اور ادھر عشق' ادھر خلیل اللہ کا حرم ہے اور ادھر حبیب اللہ کا۔ غرضیکہ ایمان اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھیں تو دونوں کی مخصوص بہاریں جوبن پر ہیں اور دونوں ہی اپنا جواب آپ ہیں۔ ماضی قریب کے ایک عاشق صادق نے ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

طیبہ نہ سہی افضل' مکہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں کیونکہ بات بڑھائی ہے

عارف کامل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت لکھی کہ کسی معشوق نے اپنے عاشق صادق سے کہا کہ تو نے سیر و سیاحت کرتے ہوئے دنیا کے بے شمار شہر دیکھے ہوں گے جو رونق اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہوں گے تو ایک بات بتا:

پس کدامی شہر آنہا خوشتر است!
گفت آں شہرے کہ در وے دلبر است

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الطَّاعُونِ

۶۸۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ اُمَرَاءُ الْاَجْنَادِ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَاَصْحَابُهُ، فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّ الْوَبَاَ قَدْ وَقَعَ بِاَرْضِ الشَّامِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ادْعُ لِيَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ، فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ، وَاَخْبَرَهُمْ اَنَّ الْوَبَاَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَدْ خَرَجْتَ لِاَمْرٍ، وَلَا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ، وَاَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَرٰى اَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ. فَقَالَ عُمَرُ اِرْتَفِعُوْا عَنِّيْ، ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيَ الْاَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ، فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ

طاعون کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر شام کی طرف نکلے۔ جب وہ سرغ کے مقام پر تھے تو ان سے فوج کے بڑے بڑے افسر یعنی ابوعبیدہ بن جراح اور ان کے ساتھی ملے اور انہیں بتایا کہ شام کی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: اوّلین مہاجرین کو میرے پاس بلا کر لاؤ' انہیں بلا کر مشورہ کیا گیا کہ شام کی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے۔ انہوں نے اختلاف کیا۔ بعض نے کہا کہ آپ جس کام کے لیے نکلے ہیں اسے کیے بغیر واپس لوٹنا مناسب نہیں۔ بعض نے کہا کہ آپ کے ساتھ نادر روزگار حضرات اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ہیں اور وبا کی جگہ انہیں لے جانا مناسب نہیں ہے۔ حضرت عمر نے کہا کہ تشریف لے جائیے۔ پھر فرمایا کہ انصار کو میرے پاس بلاؤ۔ چنانچہ انہیں بلا کر مشورہ کیا تو وہ بھی مہاجرین کے راستے پر چلے اور ان کی طرح ہی اختلاف کیا۔ فرمایا کہ آپ بھی تشریف لے جائیں۔ پھر فرمایا

الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ ارْتَفِعُوْا عَنِّيْ ' ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ ' فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ مِنْهُمُ اثْنَانِ فَقَالُوْا نَرٰى اَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ ' وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلٰى هٰذَا الْوَبَاءِ ' فَنَادٰى عُمَرُ فِي النَّاسِ اِنِّيْ مُصْبِحٌ عَلٰى ظَهْرٍ ' فَاَصْبِحُوْا عَلَيْهِ ' فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ اَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا اَبَا عُبَيْدَةَ ' نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ اِلٰى قَدَرِ اللّٰهِ ' اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ اِبِلٌ فَهَبَطَتْ وَادِيًا لَهٗ عُدْوَتَانِ اِحْدَاهُمَا مُخْصِبَةٌ وَالْاُخْرٰى جَدْبَةٌ اَلَيْسَ اِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ ' وَاِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ؟ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ غَائِبًا فِيْ بَعْضِ حَاجَتِهٖ ' فَقَالَ اِنَّ عِنْدِيْ مِنْ هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ ' فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ ' قَالَ فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ' ثُمَّ انْصَرَفَ. صحیح البخاری (۵۷۲۹) صحیح مسلم (۵۷۴۵)

کہ میرے پاس قریش کے ان عمر رسیدہ لوگوں کو بلا کر لاؤ جنہوں نے فتح مکہ کے بعد ہجرت کی۔ پس انہیں بلایا گیا تو ان میں سے دو نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ آپ واپس لوٹ جائیں اور لوگوں کو اس وبا میں نہ لے جائیں۔ حضرت عمر نے لوگوں میں منادی کروا دی کہ صبح کو میں روانہ ہو جاؤں گا۔ تم بھی تیاری کر لو۔ حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ کیا تقدیر الٰہی سے فرار کرتے ہوئے؟ حضرت عمر نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! ایسا کہنا تمہیں زیب نہیں دیتا۔ ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ بتائیے اگر آپ کے پاس اونٹ ہوں اور ایسی وادی میں چلے جائیں جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک کنارا سرسبز و شاداب اور دوسرا خشک ہو۔ اگر آپ نے سرسبز و شاداب کنارے میں چرایا تو اللہ کی تقدیر سے اور اپنے اونٹوں کو خشک زمین پر چرایا تب بھی اللہ کی تقدیر سے۔ اتنے میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف آ گئے جو اپنی کسی ضرورت کے باعث وہاں موجود نہ تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم کسی زمین کے متعلق یہ خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ وبا پھوٹ نکلے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے نہ بھاگو۔ حضرت عمر نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس لوٹ آئے۔

۶۸۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ ' وَعَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ' عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يَسْاَلُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الطَّاعُوْنِ؟ فَقَالَ اُسَامَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلطَّاعُوْنُ رِجْزٌ اُرْسِلَ عَلٰى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ' اَوْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ' فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ ' فَلَا تَدْخُلُوْا عَلَيْهِ ' وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا ' فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ. صحیح البخاری (۳۴۷۳) صحیح مسلم (۵۷۳۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر۔ جب تم کسی جگہ کے متعلق اس کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس زمین میں پھوٹ نکلے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے فرار کر کے نہ نکلو۔

قَالَ مَالِكٌ قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا يُخْرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ.

امام مالک کا بیان ہے کہ ابو النضر نے فرمایا: وہاں سے نکلنا ہی فرار ہے۔

۶۸۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ

عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ' اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ اِلَى الشَّامِ ' فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ اَنَّ الْوَبَاَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ ' فَاَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ ' فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ ' وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا ' فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ.

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف گئے۔ جب سرغ کے مقام پر تھے تو انہیں یہ خبر ملی کہ شام میں وبا پھوٹ نکلی ہے۔ چنانچہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی جگہ اس کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ پھوٹ نکلے جہاں تم رہتے ہو تو اس سے فرار کرتے ہوئے نہ نکلو۔

فَرَجَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مِنْ سَرْغَ.

صحیح البخاری (۵۷۳۰) صحیح مسلم (۵۷۴۸)

پس حضرت عمر مقامِ سرغ ہی سے لوٹ آئے۔

[۸۹۰] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اِنَّمَا رَجَعَ بِالنَّاسِ مِنْ سَرْغَ عَنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.

سالم بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کے ساتھ سرغ ہی سے لوٹ آئے جب کہ انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف سے حدیث سن لی۔

[۸۹۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لَبَيْتٌ بِرُكْبَةَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ عَشَرَةِ اَبْيَاتٍ بِالشَّامِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رکبہ کا ایک گھر مجھے شام کے دس گھروں سے زیادہ پسند ہے۔

قَالَ مَالِكٌ يُرِيْدُ لِطُوْلِ الْاَعْمَارِ وَالْبَقَاءِ وَلِشِدَّةِ الْوَبَاءِ بِالشَّامِ.

امام مالک نے فرمایا کہ مراد لمبی عمریں ہیں کیونکہ شام میں سخت وبا پھیلی ہوئی تھی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۶- كِتَابُ الْقَدْرِ

تقدیر کا بیان

۱- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَوْلِ بِالْقَدْرِ

تقدیر کے بارے میں قیل وقال کی ممانعت

۱۶۸۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ' عَنِ الْاَعْرَجِ ' عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَحَاجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى ' فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ لَهٗ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِیْ اَغْوَيْتَ النَّاسَ وَاَخْرَجْتَهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ ' فَقَالَ لَهٗ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسَى الَّذِیْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ عِلْمَ كُلِّ شَیْءٍ وَاصْطَفَاهُ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِهٖ قَالَ نَعَمْ ' قَالَ اَفَتَلُوْمُنِیْ عَلٰى اَمْرٍ قَدْ قُدِّرَ عَلَیَّ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ؟

صحیح مسلم (۶۶۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کا مباحثہ ہوا تو حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب آئے' حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپ وہی حضرت آدم ہیں جنہوں نے لوگوں کو مصیبت میں ڈالا اور انہیں جنت سے نکلوایا؟ حضرت آدم نے ان سے فرمایا کہ آپ وہی موسیٰ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا علم عطا فرمایا اور اپنی رسالت کے ساتھ تمام لوگوں سے برگزیدہ کیا؟ کہا: ہاں۔ فرمایا تو مجھے اس بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرے لیے مقرر فرما دیا گیا تھا۔ ف

ف: حضرت آدم علیہ السلام کا فرمانا کہ "مجھے اس بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جو میری پیدائش سے بھی پہلے میرا مقدر کر

دی گئی تھی"۔ اس جواب کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ "بحث میں حضرت آدم حضرت موسیٰ پر غالب رہے"۔ مسئلہ تقدیر کو سمجھنے کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے اور اس میں زیادہ بحث کرنے سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمادیا ہے اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر جیسی ہستیوں کو اس پر بحث کرنے سے روک دیا تھا تو دوسرے کس گنتی میں شمار ہیں۔

دوسری بات یہ مدنظر رکھنی چاہیے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ایسے واقعات جنہیں پروردگار عالم نے لغزش قرار دیا' ان کے بارے میں ہمیں زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کی تعظیم و توقیر ہمارے ایمان کی جان اور ان کی ذراسی بے ادبی بھی ہلاکت دین و ایمان ہے۔ شیطان علیہ اللعنۃ اسی بات پر مارا گیا تھا۔ ہمیں چاہیے کہ ان کا ذکر ہمیشہ ادب و احترام سے کریں اور ان حضرات کے کسی فعل کو غلطی نہ کہیں کیونکہ وہ معصوم ہستیاں ہیں' گناہ کا صدور ان سے متصور نہیں۔ پروردگار عالم نے ان کے لیے کچھ فرمایا تو وہ ان کا بھی خالق و مالک ہے جو چاہے فرما سکتا ہے لیکن ہم تو ان کے نیازمند غلام اور ان حضرات کی بارگاہوں کے بندۂ بے دام ہیں۔ ان حضرات کے ایسے افعال جنہیں بظاہر لغزش قرار دیا گیا ہماری نیکیوں سے لاکھوں گنا افضل ہیں کیونکہ وہ باتیں خدائی راز ہیں جن کی حقیقت کو کماحقہٗ خدا ہی جانتا ہے' حضرت آدم علیہ السلام کے مذکورہ فعل ہی کو دیکھیے کہ انسانوں کو خدا نے ہر صورت زمین پر بھیجنا تھا۔ تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں میں اعلان فرمادیا گیا تھا کہ زمین پر رہنے کے لیے خلیفہ تخلیق فرمایا جائے گا۔ اس کے باوجود فرمایا گیا کہ آدم نے شجر ممنوعہ کا پھل کھالیا جس کے باعث زمین پر جا پڑا۔ حالانکہ انسانیت کا سنگِ بنیاد ہی زمین پر بھیجنے کے لیے رکھا گیا تھا مگر کچھ عرصہ جنت میں روک کر الزام حضرت آدم علیہ السلام پر لگا دیا گیا۔ ایسا کیوں کیا؟ اس راز کو وہ علیم و خبیر خود جانے۔ بہرحال ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہر نبی کا ذکر پورے ادب و احترام سے کریں اور ہرگز ایسی بات زبان پر نہ لائیں جس سے ان بزرگوں کی خفیف سی توہین کا شائبہ بھی نکلتا ہو۔ ایمان کی سلامتی اسی میں ہے۔ رہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا تو یہ ہمارے لیے ایسا کہنے کی دلیل نہیں ہے کیونکہ حضرت موسیٰ نے کہا تو وہ جلیل القدر نبی' اولوالعزم پیغمبر اور کلیم اللہ تھے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے بھی افضل ہیں۔ لیکن ہم کیا ہیں؟ کس کھیت کی مولی ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تو اپنے بڑے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو بھی گھسیٹا تھا۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو بھی تھپڑ رسید کر دیا تھا۔ کیا کوئی دوسرا ایسا کرنے کا مجاز ہے؟ ہماری سرفرازی کا راز تو ان حضرات کی نیازمندی اور غلامی میں مضمر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٨٤- **وَحَدَّثَنِیْ** یَحْیٰی ' عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَیْسَةَ ' عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْخَطَّابِ ' اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ یَسَارِ الْجُهَنِیِّ ' اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ سُئِلَ عَنْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ ﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ﴾ (الاعراف: ١٧٢) فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُسْاَلُ عَنْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی خَلَقَ اٰدَمَ ' ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِیَمِیْنِهٖ حَتّٰی اسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّیَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰٓؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ

مسلم بن یسار جہنی سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا: "اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کہ میں تمہارا رب نہیں؟ سب بولے کیوں نہیں۔ ہم گواہ ہوئے کہ کہیں قیامت کے دن کہو کہ ہمیں اس کی خبر نہ تھی" حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا فرمایا' پھر اپنا دستِ قدرت ان کی پیٹھ پر پھیرا اور اس سے ان کی اولاد کو نکالا۔ پھر فرمایا: انہیں میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے کہ یہ اہلِ جنت کے عمل کریں۔ دوبارہ ان کی پیٹھ پر پھیرا اور ان کی اولاد کو نکال کر

أَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُونَ، ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهُ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَاءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُونَ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَفِيمَ الْعَمَلُ؟ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَإِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اسْتَعْمَلَهُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ أَعْمَالِ أَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهُ بِهِ النَّارَ.

سنن ابوداؤد(۴۷۰۳) سنن الترمذی(۳۰۷۵)

فرمایا: انہیں میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے کہ جہنمیوں کے عمل کریں۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کس لیے کریں؟ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس بندے کو جنت کے لیے پیدا فرمایا ہے وہ اہل جنت جیسے عمل کرتا رہتا ہے اور اہل جنت کے اعمال سے کسی عمل کو کرتا ہوا فوت ہوتا اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس بندے کو جہنم کے لیے پیدا کیا جاتا ہے تو وہ جہنمیوں جیسے عمل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ جہنمیوں کا کوئی عمل کرتا ہوا فوت ہوتا اور جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔

٦٨٥- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ، وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے پاس دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر انہیں پکڑے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔

٦٨٦- وَحَدَّثَنِي يَحْيٰى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ الْيَمَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُونَ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ.

عمرو بن مسلم سے روایت ہے کہ طاؤس یمانی نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے کئی حضرات یہ فرماتے ہوئے ملے کہ ہر چیز قسمت سے ہے۔

قَالَ طَاوُسٌ. وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتّٰى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ، أَوِ الْكَيْسِ وَالْعَجْزِ. صحیح مسلم(۶۶۹۳)

طاؤس نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ مجبوری اور دانائی یا دانائی اور مجبوری۔

[٨٩٢] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي خُطْبَتِهِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْهَادِي وَالْفَاتِنُ.

عمرو بن دینار نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوران خطبہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دینے والا اور آزمائش کرنے والا ہے۔

[٨٩٣] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ. فَقَالَ مَا رَأْيُكَ فِي هٰؤُلَاءِ الْقَدَرِيَّةِ؟ فَقُلْتُ رَأْيِي أَنْ تَسْتَتِيبَهُمْ، فَإِنْ تَابُوا، وَإِلَّا عَرَضْتَهُمْ عَلَى السَّيْفِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَذٰلِكَ رَأْيِي.

قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ رَأْيِي.

ابو سہیل بن مالک کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے ساتھ ٹہل رہا تھا تو فرمایا کہ قدریہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا: میری رائے تو یہ ہے کہ ان سے توبہ لی جائے۔ اگر توبہ کر لیں تو بہتر ورنہ قتل کر دیے جائیں۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: میری بھی یہی رائے ہے۔

امام مالک نے فرمایا کہ یہی میری رائے ہے۔ف

ف: حضرت ابو سہیل بن مالک اور حضرت عمر بن عبد العزیز کے نزدیک قدریہ فرقے کے لوگ اسلام سے خارج ہیں تو بہ نہ کریں تو واجب القتل ہیں کہ اسلامی حکومت انہیں قتل کر کے ان کے وجود سے زمین کو پاک کر دے کیونکہ تقدیر کے بارے میں ان کا عقیدہ غیر اسلامی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لے وہ مسلمان نہیں رہتا' اس کا ایمان ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان تو نام ہی اسلامی عقائد ونظریات کا ہے۔ اسلامی عقائد ونظریات اختیار کرنے سے ایک غیر مسلم بھی دائرہ اسلام میں آ جاتا ہے اور اسے ایمان کی دولت مل جاتی ہے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اور سارے اسلامی کام کرتے ہوئے بھی آدمی اسلام کے دائرے سے نکل جاتا اور ایمان جیسی متاع عزیز کو ضائع کر بیٹھتا ہے جب کہ ایک بھی کفریہ اور غیر اسلام عقیدہ اختیار کر لیا ہو۔ اب اس کے ظاہری اعمال کا قطعاً اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اسلام کے دو جزو ہیں۔ ایک ایمان اور دوسرا اعمال صالحہ۔ ایمان اصل ہے اور اعمال صالحہ اس کی فرع' ایمان روح ہے اور اعمال صالحہ جسم' ایمان شجر اسلام کی جڑ ہے اور اعمال صالحہ اس مقدس درخت کے باقی حصے۔ جس طرح اصل کے نہ ہونے سے فرع بے کار روح کے نہ ہونے سے جسم بے کار اور جڑ کے نہ ہونے سے درخت بے کار ہو جاتا ہے' اسی طرح ایمان کے نہ رہنے سے ایک بھی کفریہ اور غیر اسلامی عقیدہ اختیار کر لینے سے مسلمان بنے رہنا بے کار اور لایعنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ خواہ وہ پیش خویش مولوی' مفتی' علامہ اور شیخ طریقت ہی کیوں نہ بنا پھرے۔ اس حالت میں وہ ''عاملة ناصبة تصلى نارا حامية'' کی منہ بولتی تصویر بن جاتا ہے۔

اعمال صالحہ میں فرائض' واجبات' سنتیں اور مستحبات ہیں۔ مستحبات سنتوں کی تکمیل کے لیے ہیں' سنتیں واجبات وفرائض کی تکمیل کے لیے اور واجبات وفرائض ایمان کی تقویت کے لیے' جب ایمان ہی نہ رہا تو جملہ اعمال صالحہ کس کو تقویت پہنچائیں گے؟ ان کی بہار اور ان کا اعتبار ایمان کے ساتھ ہے۔ ایمان کے ضائع ہوتے ہی ان کی افادیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بارگاہ خداوندی سے ان پر کوئی اجر وثواب مرتب نہیں ہوتا۔ عقائد میں جتنی احتیاط کی ضرورت تھی اس سے بھی زیادہ برٹش گورنمنٹ کے عہد سے آج تک علمائے سوء نے اس میدان میں دھاندلی کی ہوئی ہے۔ ایسے کتنے ہی حضرات مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما بن کر قوم کے سامنے آئے۔ وہ گندم نما جو فروش اپنے ایمان کی دولت تو ضائع کر ہی چکے تھے اپنے پیچھے لگا کر اور لاکھوں مسلمانوں کو بھی لے ڈوبے اور انہیں بھی ایمان جیسی متاع عزیز سے محروم کر کے اپنے ساتھ جہنم کا ایندھن بنا لیا۔ کتنے ہی مسلمان ان کے جبہ ودستار کو دیکھ کر اور عالم وپیر ہونے پر فریفتہ ہو کر ان کے پیچھے لگ گئے اور اپنا سرمایۂ حیات گنوا بیٹھے۔

برٹش گورنمنٹ کو تو مسلمانوں کے اندر اس چکر کے چلانے کی ضرورت تھی۔ وہ اپنی حکومت کے استحکام ودوام کی خاطر ایسا کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت منتشر ہو جائے اور اس طرح ان کی حکومت کو ہلانے کے قابل نہ رہیں۔ آزاد ہونے کے بعد دین وملت کے بہی خواہ سربراہوں کو یہ چکر بازی ختم کروانی چاہیے تھی لیکن افسوس! اس اہم ذمہ داری اور خیر خواہی کا کسی سربراہ کو خیال تک نہیں آیا۔ ہاں یہ ضرور ہوا کہ بعض حضرات نے انگریزوں کی طرح اسے اپنی ضرورت سمجھتے ہوئے فتنہ پردازی کی اس آگ کو جتنا ضروری نظر آیا اس کے مطابق بھڑکانے کی کوشش ضرور کی۔ حالانکہ اس فتنہ بازی کو ختم کرنے کی ضرورت کا پہلی فرصت میں احساس ہونا چاہیے تھا کیونکہ:

ایسا نہ ہو یہ درد سے درد لا دوا
ایسا نہ ہو کہ تم بھی مداوا نہ کر سکو

صرف مسلمانی کا دعویٰ کرنے سے آدمی مسلمان نہیں ہو جاتا کیونکہ منافقین مدینہ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے۔ عالم اور علامہ ہو جانا مسلمانی کی سند نہیں کیونکہ شیطان بھی بہت بڑا عالم اور معلم الملکوت تھا۔ مسلمان وہ جس کے عقائد ونظریات اسلامی ہوں

اور جس کا ایک عقیدہ بھی کفریہ اور غیر اسلامی ہے وہ یقیناً اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہے خواہ وہ معلم الملکوت ہی کیوں نہ ہو' خواہ بیت المعمور میں بیٹھ کر فرشتوں کو درس دیتا اور وعظ سناتا ہو' خواہ اس نے زمین کے چپے چپے پر سجدہ کیوں نہ کر لیا ہو۔ ایسے جملہ حضرات اسی ملعون کے ساتھ میدان حشر میں اکٹھے کر کے پروردگار عالم فرشتوں سے فرمائے گا: "خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ" نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَمِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

٢- بَابُ جَامِعِ مَا جَاءَ فِي اَهْلِ الْقَدَرِ

تقدیر کے متعلق دیگر روایات

٦٨٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ اَبِي الزِّنَادِ 'عَنِ الْاَعْرَجِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا 'وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا. صحیح البخاری (٦٦٠١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق نہ چاہے تا کہ اس کا پیالہ اس کے لیے خالی ہو جائے بلکہ نکاح کرے اور جو اس کے مقدر کا ہے وہ اسے مل جائے گا۔

[٨٩٤] اَثَر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَزِيْدَ بْنِ زِيَادٍ 'عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَى اللّٰهُ 'وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعَ اللّٰهُ 'وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْهُ الْجَدُّ 'مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ 'ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى هٰذِهِ الْاَعْوَادِ.

محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ جو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو چیز اللہ نہ دینا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور اس کے مقابلے پر کسی کی طاقت چل نہیں سکتی اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے فقہ (دین کی سمجھ) عطا فرماتا ہے۔ پھر حضرت معاویہ نے فرمایا کہ اس منبر پر میں نے یہ کلمات رسول اللہ ﷺ سے سنے تھے۔ف

ف: نبی کریم ﷺ نے تو فرمایا ہے: جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ بوجھ یعنی فقہ عطا فرماتا ہے' اس کے باوجود بعض لوگ فقہ سے چڑتے' اسے رائے کہتے اور تفقہ کو قیاس آرائی قرار دیتے ہیں' یہ دینی سمجھ بوجھ سے عاری ہونے کی دلیل ہے۔ جس کے باوجود ایسے حضرات فقہاء' آئمہ مجتہدین پر اعتراضات کرنا' ان کے اجتہادی مسائل کو کمزور بتانا اور خصوصاً امام الائمہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر واہی تباہی اعتراضات جڑتے رہنا ان حضرات نے اپنا محبوب مشغلہ بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ اکثر فقہاء و محدثین نے امام ابوحنیفہ کی علمی جلالت کو تسلیم کر کے ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور کوئی بڑے سے بڑا صاحب علم و دانش اور مدعی علم و عرفاں ان کے کسی اجتہادی مسئلے کو آج تک قرآن و حدیث کے خلاف ثابت نہیں کر سکا ہے بلکہ ہر انصاف پسند صاحب علم کو یہی کہنا پڑا کہ حضرت امام اعظم اپنے اجتہادی مسائل میں دیگر تمام مجتہدین سے قرآن و حدیث کے نزدیک تر ہیں۔ حنفی مذہب پر اعتراض کرنا امام اعظم کی رفعت شان اور علمی وسعت تک رسائی نہ ہونے کے باعث ہے اور فقہ کو رائے یا قیاس قرار دے کر مسترد کرنا دین کی سمجھ بوجھ سے کورے ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[٨٩٥] اَثَر- حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى 'عَنْ مَالِكٍ 'اَنَّهُ بَلَغَهُ 'اَنَّهُ كَانَ يُقَالُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ كَمَا يَنْبَغِيْ 'اَلَّذِيْ لَا يَعْجَلُ شَيْءٌ اَنَاهُ وَقَدَّرَهُ 'حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مَرْمٰى.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ اسلاف یوں کہا کرتے تھے: سب خوبیاں خدا کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کو پیدا کیا جیسی ہونی چاہیے تھی۔ کوئی چیز اپنے مقررہ وقت سے پہلے ہو نہیں سکتی۔ میرے لیے اللہ کافی ہے اور کفایت کرنے والا۔ اللہ نے سن لیا

جس نے دعا کی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جس سے دعا کی جائے۔

٦٨٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّهُ كَانَ يُقَالُ اِنَّ اَحَدًا لَنْ يَمُوْتَ حَتّٰى يَسْتَكْمِلَ رِزْقَهُ، فَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ. سنن ابن ماجہ (٢١٤٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ اگلے لوگ کہا کرتے تھے کہ کوئی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کا رزق پورا نہ ہو جائے۔ پس طلب معاش میں کمی کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٧- كِتَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

خوش خلقی کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ حُسْنِ الْخُلُقِ

خوش خلقی کے متعلق روایات

٦٨٩- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ اٰخِرُ مَا اَوْصَانِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ. (رسالہ وصل البلاغات الاربع لابن الصلاح ج ا ص ٢٢)

حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب میں رکاب میں پاؤں رکھنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے آخری وصیت یہ فرمائی: اے معاذ بن جبل! لوگوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔ف

ف: اچھا اخلاق ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جسے اسلام کی تبلیغ اور نشر و اشاعت میں بڑا دخل ہے۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ بزرگان دین کے حسن خلق کو دیکھ کر کتنے ہی غیر مسلم حلقۂ بگوش اسلام ہوتے رہے۔ اچھے اخلاق کے ذریعے وہی منظر سامنے آتا ہے جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا: "ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم" (٤١:٣٤) یعنی برائی کو اگر بھلائی کے ساتھ ٹالو گے تو جو تمہارا دشمن اور خون کا پیاسا ہے وہ تمہاری خاطر اپنا خون بہانے کے لیے تیار ہو جائے گا' دشمن دوست اور خونخوار جاں نثار ہو جائے گا۔ کبھی ہمارے اخلاق عالیہ کو دیکھ کر دشمن بھی دوست بن جاتے تھے لیکن آج جو دوست بھی ہمارے اخلاق کو دیکھتا ہے تو دشمن ہو جاتا ہے۔ افسوس! ہم نے اپنی عادتوں سے یگانوں کو بیگانے اور دوستوں کو دشمن بنا رکھا ہے۔ کبھی مسلمان اپنے اخلاق حسنہ کے باعث دیگر اقوام میں ممتاز نظر آتے تھے' فوراً پہچان لیے جاتے تھے کہ یہ مسلمان ہوگا اور آج ہم اخلاقی لحاظ سے اس درجہ پستی میں چلے گئے کہ دیگر اقوام عالم کے سامنے بد اخلاقی میں اپنی نظیر خود آپ ہیں۔ کل جو قومیں اخلاقی لحاظ سے ہمارے سامنے شرمسار ہوتی تھیں ان سے اخلاقی میدان میں آج ہم آنکھیں نہیں ملا سکتے۔ یہ ہمارے ناخلف اور بدنام کنندگان نکونام ہونے کا ثبوت نہیں تو اور کیا ہے؟ ہائے ہم کیسی سعادت سے محروم ہو گئے جب کہ اخلاق ہی انسان کا سب سے خوش نما زیور ہے اور اسی سے یہ دنیا جنت نظیر بنتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٦٩٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّهَا قَالَتْ مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَمْرَيْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا.

صحیح البخاری (٣٥٦٠) صحیح مسلم (٥٩٩٩)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے ایک کا اختیار ملا تو آپ نے ان میں سے آسان کو اختیار فرمایا جب کہ اس میں گناہ نہ ہوتا۔ گناہ ہوتا تو آپ سب سے زیادہ دور رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنی ذات کا انتقام نہیں لیا مگر جب اللہ کی حرمت میں کمی کی گئی تو اللہ کے لیے اس کا بدلہ لیا۔

٦٩١- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيْهِ.

سنن ترمذی (٢٣١٧) سنن ابن ماجہ (٣٩٧٦)

علی بن حسین بن علی بن ابو طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بات آدمی کے اچھے اسلام سے ہے کہ وہ فضول باتوں کو چھوڑ دے۔

٦٩٢- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا مَعَهُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ، ثُمَّ أَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ سَمِعْتُ ضَحِكَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُ، فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْتَ فِيْهِ مَا قُلْتَ، ثُمَّ لَمْ تَنْشَبْ أَنْ ضَحِكْتَ مَعَهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّهِ. صحیح البخاری (٦٠٥٤) صحیح مسلم (٦٥٣٩)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی اور میں آپ کے ساتھ گھر میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برا آدمی ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر بعد میں نے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ ہنس رہے تھے۔ جب وہ نکل گیا تو میں عرض گزار ہوئی: یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا تھا اور اتنی سی دیر میں آپ اس کے ساتھ ہنسنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے برا وہ ہے جس سے لوگ اس کی برائی کے باعث بچیں۔

[٨٩٦] أثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ، أَنَّهُ قَالَ إِذَا أَحْبَبْتُمْ أَنْ تَعْلَمُوْا مَا لِلْعَبْدِ عِنْدَ رَبِّهِ، فَانْظُرُوْا مَاذَا يَتْبَعُهُ مِنْ حُسْنِ الثَّنَاءِ.

حضرت کعب احبار نے فرمایا کہ جب تم یہ معلوم کرنا چاہو کہ فلاں بندے کے لیے اس کے رب کے پاس کیا ہے تو دیکھو کہ پیٹھ پیچھے لوگ اس کی کیا تعریفیں کرتے ہیں۔

٦٩٣- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ بَلَغَنِيْ أَنَّ الْمَرْءَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الْقَائِمِ بِاللَّيْلِ الظَّامِئِ بِالْهَوَاجِرِ. سنن ابوداؤد (٤٧٩٨)

یحیٰی بن سعید نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی خوش خلقی کے باعث رات بھر قیام کرنے اور دن بھر بھوکا رہنے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

[٨٩٧] أثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرٍ مِنْ كَثِيْرٍ مِنَ الصَّلٰوةِ، وَالصَّدَقَةِ؟ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ إِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْبِغْضَةَ فَإِنَّهَا هِيَ الْحَالِقَةُ.

یحیٰی بن سعید کا بیان ہے کہ میں نے سعید بن مسیب کو فرماتے ہوئے سنا: کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس میں نماز اور صدقہ سے بھی زیادہ بھلائی ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا کہ دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانا اور بغض سے بچتے رہنا کیونکہ یہ مونڈنے والے خصائص سے ہے۔

٦٩٤- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس لیے مبعوث فرمایا گیا ہوں کہ اچھی عادتوں کی تکمیل کر دوں۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ کی مقدس زندگی کے شب و روز، اعلان نبوت سے پہلے اور بعد کے حالات، خلوتوں اور جلوتوں کے مشاغل،

دوستوں اور دشمنوں سے سلوک' جاں نثاروں اور آستین کے ماروں سے برتاؤ' یگانوں اور بیگانوں میں زندگی گزرنا' حالتِ بزم ورزم کے حالات' رضا مندی و ناراضگی کے دوران ضبطِ نفس' خوشی اور غمی کے اوقات میں اندازِ فکر ونظر' معاشی وسعت اور تنگی کے دوران سخاوت وقناعت کا مجمع البحرین ہونا' گھریلو اور معاشرتی زندگی کے لمحات' غرضیکہ زندگی کا ایسا کون سا گوشہ ہے جو قرآن وحدیث اور تاریخ وسیرت کے ذریعے روز روشن کی طرح پوری دنیا کے سامنے نہ ہو۔ اس معلم کائنات اور علمبردار انسانیت کی زندگی کا ہر لمحہ صداقت وامانت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اپنوں اور بیگانوں' دوستوں اور دشمنوں' سب کو اس زندہ حقیقت کا اقرار ہے۔ ہر مذہب وملت کے عمائد نے آپ کی بارگاہ عرش آستاں میں خراج عقیدت پیش کیا اور آپ کے اخلاقِ حسنہ کو عدیم المثال قرار دیا ہے۔ غرضیکہ بیگانے بھی آپ کے متعلق یوں کہتے ہوئے نظر آتے ہیں:

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر ہو گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

٢- بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْحَيَاءِ

شرم وحیاء کا بیان

٦٩٥- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ سَلَمَةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ سَلَمَةَ الزُّرَقِيِّ 'عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ رُكَانَةَ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٌ 'وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ.

زید بن طلحہ بن رکانہ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق شرم وحیاء ہے۔

٦٩٦- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ 'أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ 'فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ.

صحیح البخاری (٢٤) صحیح مسلم (١٥٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کی نصیحت کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو کیونکہ حیاء تو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

٣- بَابٌ مَا جَاءَ فِي الْغَضَبِ

غصے کا بیان

٦٩٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ 'أَنَّ رَجُلًا أَتٰى إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ عَلِّمْنِيْ كَلِمَاتٍ أَعِيْشُ بِهِنَّ 'وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ فَأَنْسٰى 'فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَغْضَبْ. صحیح البخاری (٦١١٦)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے ایسی باتیں بتائیے جن سے میں فائدہ حاصل کروں اور اتنی نہ بتانا کہ میں بھول جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غصے میں نہ آیا کرو۔

٦٩٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ 'عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ 'أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ 'إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

صحیح البخاری (٦١١٤) صحیح مسلم (٦٥٨٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلوان وہ نہیں جو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ ف

ف: کشتی میں جب ایک پہلوان دوسرے کو پچھاڑ دے تو یہ اس کے طاقتور اور صاحبِ فن ہونے کا ثبوت ہوتا ہے جس کے باعث ہر ایک اس کی تعریف کرتا ہے۔ انسانیت کی نگاہ میں اپنے حریف کو پچھاڑنے والا قابلِ ذکر پہلوان تو ضرور ہے لیکن ایسا پہلوان ہرگز نہیں ہے جیسا کہ غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنے والا قابلِ تعریف پہلوان ہے۔ طاقتور ہونے کا مظاہرہ تو جانور بھی اس سے بڑھ کر دکھا سکتے ہیں لیکن مزہ تو اس میں ہے کہ انسانیت کے میدان میں شہ زوری دکھائے‘ غصے کے وقت شیطان انسانی بدن میں خون کی طرح دوڑتا ہے اور شیطنت اس کی انسانیت پر غالب آنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے۔ انسانیت اور شیطنت کی اس جنگ میں جو غصے پر قابو پاتے ہوئے شیطنت کو مغلوب اور انسانیت کو غالب کر دکھائے‘ حقیقت میں پہلوان وہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُهَاجَرَةِ

ترکِ ملاقات کے احکام

٦٩٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ. يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

صحیح البخاری (٦٠٧٧) صحیح مسلم (٦٤٧٨)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے‘ جب دونوں ملیں تو کبھی یہ منہ پھیر لے اور کبھی وہ اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

٧٠٠- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُهَاجِرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.

صحیح البخاری (٦٠٧٦) صحیح مسلم (٦٤٧٣)

قَالَ مَالِكٌ لَا أَحْسَبُ التَّدَابُرَ إِلَّا الْإِعْرَاضَ عَنْ أَخِيكَ الْمُسْلِمِ، فَتُدْبِرَ عَنْهُ بِوَجْهِكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپس میں ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو‘ حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔

امام مالک نے فرمایا: ”التدابر“ سے مراد مسلمان بھائی سے منہ پھیرنا ہے۔ منہ پھیرا تو پیٹھ بھی پھر گئی۔

٧٠١- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا. صحیح البخاری (٦٠٦٦) صحیح مسلم (٦٤٨٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے اور ایک دوسرے کا کھوج نہ لگاؤ‘ برائیاں تلاش نہ کرو‘ دنیا کی حرص نہ کرو‘ حسد نہ کرو‘ بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ۔ ف

ف: فرمانِ رسالت ہے کہ ”اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ“ اگر مسلمان اپنے آقا و مولیٰ کے اس ارشاد پر عمل کریں تو اکثر معاشرتی خرابیوں کا سدِ باب ہو جائے۔ افسوس! ہمارا عمل آج اس کے برعکس ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کی بدخواہی ہمارا شعار ہو کر رہ گئی ہے۔ کہاں قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا وہ ایثار اور قربانی اور کہاں آج ہمارا اپنے دینی و ایمانی بھائیوں کے گلے پر دن

دہاڑے چھری پھیرنا۔ ہم دوسروں کا گھر برباد کر کے اپنا آباد کر رہے ہیں' دوسروں کو رلا کر خود ہنس رہے ہیں' دوسروں کے گھروں میں ماتم برپا کر کے خود عید منا رہے ہیں' دوسروں کو مصائب کے جہنم میں جھونک کر خود آرام وراحت کی جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں' دوسروں کو بھکاری بنا کر خود قارون بن جانے پر تلے ہوئے ہیں اور یہ سمجھنے کی قطعاً کوشش نہیں کرتے کہ اس طرح دوسروں کا جینا حرام کر کے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہیں۔ کیا ہمارے ہی متعلق قرآن کریم نے فرمایا ہے؟ "انما المومنون اخوة" (۴۹:۱۰) بے شک مومن سب بھائی بھائی ہیں۔ اہل ایمان واقعی بھائی بھائی ہوتے ہیں لیکن ہم ایک دوسرے کے بدخواہ ہیں۔ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ کہیں ہمارے ایمان تو مشکوک نہیں ہیں؟ آخر کوئی وجہ تو ہوگی جس کے باعث ہم مسلمان کہلاتے ہوئے ایک دوسرے کو بھائی نہیں سمجھتے بلکہ بدخواہی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں کوشاں ہیں؟ کاش! ہم اس خرابی کو محسوس کر کے اس کے سدِ باب کی جانب مؤثر قدم اٹھا سکیں۔

۷۰۲- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِيْ مُسْلِمٍ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَصَافَحُوْا يَذْهَبُ الْغِلُّ، وَتَهَادَوْا تَحَابُّوْا، وَتَذْهَبُ الشَّحْنَاءُ.

عطاء بن ابو مسلم عبد اللہ خراسانی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو کہ کینہ نکل جائے گا اور ہدیہ دیا کرو کہ محبت بڑھے گی اور دشمنی جاتی رہے گی۔

۷۰۳- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُسْلِمٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا، إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا، أَنْظِرُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا. صحیح مسلم (۶۴۹۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے روز کھولے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو ماسوائے اس آدمی کے کہ جس کی اپنے بھائی سے عداوت ہو۔ کہا جاتا ہے کہ دونوں کو دیکھو یہاں تک کہ مل جائیں' ابھی دونوں کو دیکھو یہاں تک کہ مل جائیں۔

۷۰۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِيْ مَرْيَمَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ، فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيْهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ اتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا، أَوْ ارْكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَفِيْئَا. صحیح مسلم (۶۴۹۲)

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے اعمال ہر ہفتے میں دو دفعہ پیش کیے جاتے ہیں یعنی پیر اور جمعرات کے روز۔ ہر مومن بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے مگر اس بندے کی جس کی اپنے بھائی سے دشمنی ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو یہاں تک کہ مل جائیں یا ان دونوں کو رہنے دو یہاں تک کہ مل بیٹھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۴۸- كِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ الثِّيَابِ لِلْجَمَالِ بِهَا

زیب و زینت کے لیے لباس پہننا

۷۰۵- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ،

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ اَنْمَارٍ قَالَ جَابِرٌ فَبَيْنَا اَنَا نَازِلٌ تَحْتَ شَجَرَةٍ، اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبَلَ، فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلُمَّ اِلَى الظِّلِّ. قَالَ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ اِلٰى غِرَارَةٍ لَنَا فَالْتَمَسْتُ فِيْهَا شَيْئًا، فَوَجَدْتُ فِيْهَا جَرْوَ قِثَّاءٍ فَكَسَرْتُهٗ، ثُمَّ قَرَّبْتُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟ قَالَ فَقُلْتُ خَرَجْنَا بِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ. قَالَ جَابِرٌ وَعِنْدَنَا صَاحِبٌ لَنَا نُجَهِّزُهٗ يَذْهَبُ يَرْعٰى ظَهْرَنَا. قَالَ فَجَهَّزْتُهٗ، ثُمَّ اَدْبَرَ يَذْهَبُ فِي الظَّهْرِ وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ لَهٗ قَدْ خَلَقَا. قَالَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَيْهِ فَقَالَ اَمَا لَهٗ ثَوْبَانِ غَيْرُ هٰذَيْنِ؟ فَقُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَهٗ ثَوْبَانِ فِي الْعَيْبَةِ كَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا قَالَ فَادْعُهٗ فَمُرْهُ فَلْيَلْبَسْهُمَا. قَالَ فَدَعَوْتُهٗ فَلَبِسَهُمَا، ثُمَّ وَلّٰى يَذْهَبُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا لَهٗ ضَرَبَ اللّٰهُ عُنُقَهٗ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا لَهٗ؟ قَالَ فَسَمِعَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. قَالَ فَقُتِلَ الرَّجُلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ بنی انمار کے لیے نکلے۔ اسی دوران کہ میں ایک درخت کے نیچے اترا ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نظر آئے۔ میں عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! سائے میں تشریف لے آئیے۔ پس رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہو گئے۔ میں اپنی زنبیل کی طرف اٹھا کہ اس میں کچھ تلاش کروں تو مجھے ایک ککڑی مل گئی۔ میں اسے توڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ فرمایا کہ یہ تم نے کہاں سے لی؟ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں اسے مدینہ منورہ سے لے آیا تھا۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا جس کا سامان سفر ہم نے فراہم کیا تھا اور وہ ہمارے جانوروں کو چراتا تھا۔ جب وہ جانوروں کو چرانے کے لیے پیٹھ پھیر کر جانے لگا اور اس کے اوپر دو پھٹی ہوئی چادریں تھیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا: کیا ان دو کے سوا اس کے پاس اور کپڑے نہیں؟ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں، اس کے کپڑے گٹھڑی میں ہیں اور یہ پہن رکھے ہیں۔ فرمایا کہ اسے بلا کر کہو کہ دوسرے کپڑے پہن لے۔ پس میں نے اسے بلایا اور اس نے کپڑے پہن لیے۔ جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے کیا ہو گیا ہے، اللہ اس کی گردن مارے، کیا یہ کپڑے اس کے لیے بہتر نہیں؟ وہ آدمی یہ بات سن کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! کیا راہِ خدا میں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ راہِ خدا میں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ راہِ خدا میں شہید ہوا۔

[۸۹۸] اثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنِّيْ لَاُحِبُّ اَنْ اَنْظُرَ اِلَى الْقَارِئِ اَبْيَضَ الثِّيَابِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں کہ جس عالم قرآن کی طرف دیکھوں اس کا لباس اجلا ہو۔

۷۰۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ اَبِيْ تَمِيْمَةَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اِذَا اَوْسَعَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ، فَاَوْسِعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ جَمَعَ رَجُلٌ عَلَيْهِ ثِيَابَهٗ. صحیح البخاری (۳۶۵)

ابن سیرین سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تمہیں وسعت دے تو تم اپنی جانوں پر وسعت کر لیا کرو اور اپنے لیے کپڑے بنا لیا کرو۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ لُبْسِ الثِّيَابِ الْمُصْبَغَةِ وَالذَّهَبِ

رنگین کپڑے پہننا اور سونے کا استعمال

[۸۹۹] اَثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ نَافِعٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَانَ یَلْبَسُ الثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ بِالْمِشْقِ، وَالثَّوْبَ الْمَصْبُوْغَ بِالزَّعْفَرَانِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما گیرو سے رنگے ہوئے اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے پہن لیا کرتے تھے۔

۷۰۷- قَالَ یَحْیٰی وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ وَاَنَا اَکْرَہُ اَنْ یَلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَیْئًا مِنَ الذَّھَبِ، لِاَنَّہٗ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ نَھٰی عَنْ تَخَتُّمِ الذَّھَبِ، فَاَنَا اَکْرَھُہٗ لِلرِّجَالِ الْکَبِیْرِ مِنْھُمْ وَالصَّغِیْرِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ بچے سونا پہنیں میں اسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ اسی لیے میں بڑے اور چھوٹے سب آدمیوں کے لیے ناپسند کرتا ہوں۔

قَالَ یَحْیٰی وَسَمِعْتُ مَالِکًا یَقُوْلُ فِی الْمَلَاحِفِ الْمُعَصْفَرَةِ فِی الْبُیُوْتِ لِلرِّجَالِ، وَفِی الْاَفْنِیَةِ قَالَ لَا اَعْلَمُ مِنْ ذٰلِکَ شَیْئًا حَرَامًا وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ اللِّبَاسِ اَحَبُّ اِلَیَّ. صحیح البخاری (۵۸۶٤) صحیح مسلم (۵٤۳۷_۵٤۳۸)

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ کسم سے رنگی ہوئی چادریں مردوں کے لیے گھروں اور ان کے صحنوں میں۔ فرمایا کہ میں ان میں سے کسی بات کو حرام نہیں جانتا' لیکن اس کے سوا دوسرا لباس ہو تو مجھے زیادہ پسند ہے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ لُبْسِ الْخَزِّ

اونی اور ریشمی کپڑے پہننے کا حکم

[۹۰۰] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ ھِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ اَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، اَنَّھَا کَسَتْ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ الزُّبَیْرِ مِطْرَفَ خَزٍّ کَانَتْ عَائِشَةُ تَلْبَسُہٗ.

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر کو ریشم ملا ہوا اونی کپڑا پہنایا اور حضرت عائشہ خود وہ کپڑا پہنا کرتی تھیں۔

٤- بَابُ مَا یُکْرَہُ لِلنِّسَاءِ لُبْسُہٗ مِنَ الثِّیَابِ

جن کپڑوں کا پہننا عورتوں کے لیے مکروہ ہے

[۹۰۱] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِیْ عَلْقَمَةَ، عَنْ اُمِّهٖ اَنَّھَا قَالَتْ دَخَلَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلٰی عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، وَعَلٰی حَفْصَةَ خِمَارٌ رَقِیْقٌ، فَشَقَّتْہُ عَائِشَةُ وَکَسَتْھَا خِمَارًا کَثِیْفًا.

علقمہ بن ابو علقمہ کی والدہ محترمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبد الرحمٰن حاضر ہوئیں۔ حفصہ کے سر پر باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ نے اسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹہ اڑھا دیا۔

۷۰۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اَبِیْ مَرْیَمَ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ، اَنَّہٗ قَالَ نِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِیْلَاتٌ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَھَا، وَرِیْحُھَا یُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَةِ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ. صحیح مسلم (۵۵٤۷_۷۱۲۳)

ابو صالح سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بعض عورتیں کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی ہوتی ہیں' خود راستے سے بھٹکی ہوئی ہیں اور دوسروں کو بھی بے راہ رو کرتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی بلکہ اس کی خوشبو تک نہ پائیں گی حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔ ف

ف: کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہوئے عورت کا ننگی شمار ہونا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کپڑے باریک ہوں اور بدن نظر آئے یا کپڑے ایسے تنگ ہوں کہ جسم کی ہیئت کا پتہ لگتا ہو یا جسم کے وہ مخفی حصے نمایاں ہوں جن سے حسن و جمال چھن کر سامنے آجائے۔ ایسی تمام

صورتوں میں اسلامی غیرت کا یہ محافظ دستہ ملبوس نہیں بلکہ عریاں شمار ہوتا ہے۔ یہ تقویٰ شکن صورت حال خرمنِ عفت وغیرت میں آگ لگا دیتی ہے۔ فریقین کی عقل پر ایسے پردے پڑ جاتے ہیں کہ ملی غیرت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ طرفین کے دل ودماغ پر نفسانیت کا ایسا بھوت سوار ہوتا ہے کہ تقویٰ وطہارت عفت وغیرت' سود وزیاں اور ایں وآں کی پروا نہیں رہتی۔ سب کچھ داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔ بہت کچھ کھو دیتے ہیں اور احساس تک نہیں ہوتا کہ پلے کچھ رہا یا نہیں۔ شاعرِ مشرق ایسی ہی صورت حال پر یوں خون کے آنسو روتے تھے:

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

۷۰۹- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَنَظَرَ فِي أُفُقِ السَّمَاءِ فَقَالَ مَاذَا فُتِحَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَائِنِ؟ وَمَاذَا وَقَعَ مِنَ الْفِتَنِ؟ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَيْقِظُوا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ.

صحیح البخاری (۱۱۵)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی رات میں کھڑے ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: اس رات کتنے خزانے کھولے گئے اور کتنے فتنے واقع ہوئے ہیں؟ کتنی ہی لباس پہننے والی عورتیں قیامت کے روز ننگی ہوں گی۔ ان حجرے والی عورتوں کو جگاؤ۔

۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَالِ الرَّجُلِ ثَوْبَهُ

کپڑا لٹکائے رکھنے کا بیان

۷۱۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تکبر کی وجہ سے کپڑا لٹکائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا۔

۷۱۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجُرُّ إِزَارَهُ بَطَرًا. صحیح البخاری (۵۷۸۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنی چادر کو لٹکائے۔

۷۱۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ كُلُّهُمْ يُخْبِرُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ يَجُرُّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ.

صحیح البخاری (۵۷۸۳) صحیح مسلم (۵۴۲۰)

نافع' عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم تینوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنے کپڑے کو لٹکائے۔

۷۱۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الْإِزَارِ فَقَالَ أَنَا أُخْبِرُكَ بِعِلْمٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ فَفِي

علاء بن عبدالرحمٰن کے والد ماجد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ازار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں یقینی بات بتاتا ہوں' میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مومن کی ازار اس کی نصف پنڈلیوں تک ہوتی ہے اور ٹخنوں تک رکھنے میں کوئی قباحت نہیں لیکن جو اس سے

النَّارِ ، مَا اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَفِی النَّارِ ، لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا.

سنن ابوداؤد (۴۰۹۳) سنن ابن ماجہ (۳۵۷۳)

نیچے ہو وہ جہنم میں ہے' جو اس سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہے۔ اللہ تعالی قیامت کے روز اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا جو تکبر کی وجہ سے اپنی ازار کو گھسیٹے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِی اِسْبَالِ الْمَرْاَةِ ثَوْبَهَا

اگر عورت کپڑا لٹکائے تو کیا حکم ہے؟

٧١٤- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ اَبِی بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ ، عَنْ اَبِيهِ نَافِعٍ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ اَبِی عُبَيْدٍ ، اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ ، اَنَّهَا قَالَتْ حِيْنَ ذُكِرَ الْاِزَارُ فَالْمَرْاَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ تُرْخِيْهِ شِبْرًا قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ اِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا. قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ. سنن ابوداؤد (۴۱۱۷)

صفیہ بنت ابو عبید کو ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے بتایا کہ جب ازار کا ذکر ہوا تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! عورت کیا کرے؟ فرمایا کہ ایک بالشت نیچی رکھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی کہ اگر بے پردہ ہونے کا ڈر ہو؟ فرمایا تو ایک ذراع لیکن اس سے زیادہ نہ ہو۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاِنْتِعَالِ

جوتے پہننے کا بیان

٧١٥- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ، عَنِ الْاَعْرَجِ ، عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَمْشِيَنَّ اَحَدُكُمْ فِی نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيْعًا اَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا. صحیح البخاری (۵۸۵۵) صحیح مسلم (۵۴۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ چاہیے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اتار دے۔

٧١٦- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ ، عَنِ الْاَعْرَجِ ، عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ ، فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ ، وَاِذَا نَزَعَ ، فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ ، وَلْتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ. صحیح البخاری (۵۸۵۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو داہنی جانب سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو پہلے بایاں جوتا اتارے پہنتے ہوئے دایاں جوتا پہلے رہے اور اتارتے ہوئے آخر میں۔

[۹۰۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ ، عَنْ عَمِّهٖ اَبِی سُهَيْلِ بْنِ مَالِکٍ ، عَنْ اَبِيْهِ ، عَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ اَنَّ رَجُلًا نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَقَالَ لِمَ خَلَعْتَ نَعْلَيْكَ؟ لَعَلَّكَ تَاَوَّلْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (طٰہٰ: ۱۲) قَالَ ثُمَّ قَالَ كَعْبٌ لِلرَّجُلِ اَتَدْرِیْ مَا كَانَتْ نَعْلَا مُوْسٰى؟ قَالَ مَالِکٌ لَا اَدْرِیْ مَا اَجَابَهُ الرَّجُلُ فَقَالَ كَعْبٌ كَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ.

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے جوتے اتارے تو انہوں نے فرمایا: تم نے جوتے کیوں اتارے؟ شاید تم نے اس آیت کی تاویل کی ہے: "اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم وادی طویٰ میں ہو" پھر جب کعب نے اس آدمی سے فرمایا: حضرت موسیٰ کے جوتے کس چیز کے تھے؟ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اس آدمی نے کیا جواب دیا۔ حضرت کعب نے فرمایا کہ وہ گدھے کی کھال کے تھے۔ ف

ف: جوتے' قمیص اور شلوار وغیرہ پہننے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ ابتداء دائیں جانب سے کی جائے اور اتارتے وقت ابتداء بائیں جانب سے ہو۔ جوتے آخر دونوں ہی پیروں میں پہنے جائیں گے خواہ ابتداء کسی جانب سے کی جائے لیکن پہلے دائیں پیر میں جوتا پہنا تو یہ اسلامی طریقہ ہو گیا اور ثواب ملے گا۔ اگر پہلے بائیں پیر میں پہنا تو یہ غیر اسلامی طریقہ ہوا اور مفت میں ثواب ضائع کر دیا۔ اسی

طرح اتارتے وقت اگر پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارا تو ثواب مل گیا اور دائیں پیر کا پہلے اتارا تو ثواب سے محروم ہو رہا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اسلامی آداب سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں۔ اسلامی آداب کا ہر مسلمان کو عادی ہونا چاہیے اور خصوصاً جو حضرات زیور علم سے آراستہ ہیں انہیں تو اپنے آپ کو اسلامی آداب واطوار کے سانچے میں ڈھال لینا چاہیے تاکہ انہیں دیکھ کر دوسرے بھی اسلامی طور طریقوں کی جانب مائل ہوتے رہیں۔

٨- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الثِّيَابِ

کپڑے پہننے کا بیان

٧١٧- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ، عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ، وَعَنْ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَعَنْ أَنْ يَشْتَمِلَ الرَّجُلُ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ. صحیح البخاری (۵۸۲۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو قسم کے لباس اور دو قسم کی بیع سے منع فرمایا ہے یعنی ملامسہ اور منابذہ بیع سے اور یہ کہ آدمی ایک کپڑے کو اس طرح لپیٹ لے کہ اس کی شرمگاہ پر کچھ نہ رہے اور ایک ہی کپڑے کو آدمی اس طرح سارے بدن پر لپیٹے کہ ایک کنارا باہر رہے۔

٧١٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوِ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ الْحُلَّةَ، فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَلِلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ، ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهَا حُلَلٌ، فَأَعْطَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا بِمَكَّةَ.

صحیح البخاری (۸۸۶ - ۲۶۱۲) صحیح مسلم (۵۳۶۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے مسجد کے دروازے پر ایک ریشمی حلّہ بکتا ہوا دیکھا' عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! کاش! آپ اس حلّے کو خرید لیں اور جمعہ کے روز پہنا کریں نیز جب وفود آپ کی خدمت میں آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لباس وہ پہنا کرتے ہیں جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس ان میں سے حلّے آئے تو آپ نے حضرت عمر کو ان میں سے ایک حلّہ دیا۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! آپ یہ مجھے پہنا رہے ہیں اور عطارد کے حلّے کے متعلق آپ نے کچھ اور ہی فرمایا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا تھا۔ پس حضرت عمر نے وہ اپنے مشرک بھائی کو پہنا دیا جو مکہ مکرمہ میں تھا۔

[۹۰۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ وَقَدْ رَقَعَ بَيْنَ كَتِفَيْهِ بِرُقَعٍ ثَلَاثٍ لَبَّدَ بَعْضَهَا فَوْقَ بَعْضٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ مدینہ منورہ کے امیر تھے کہ ان کے کندھوں کے درمیان کرتے میں تین پیوند لگے ہوئے تھے اور جو تقریباً ایک دوسرے کے اوپر تھے۔ ف

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سربراہ مملکت اور امیر المؤمنین ہیں لیکن قمیص پر اوپر نیچے تین پیوند لگے ہوئے ہیں۔ یہ کیفیت اس سربراہ مملکت کی ہے جو بلحاظ فاتح تاریخ عالم میں اپنی مثال آپ ہے اور جس کی ہیبت سے دنیا کی عظیم طاقتیں یعنی قیصر و کسریٰ بھی لرزہ براندام ہیں۔ ان کی دنیا سے یہ بے رغبتی کیوں نہ ہوتی جب کہ بارگاہِ رسالت کے تربیت یافتہ تھے۔ اس مثالی انسان کو تو رحمت دو عالم

نے آپ پروردگار سے مانگ کر لیا تھا۔ سرور کون و مکاں ﷺ نے جہان بانی و جہان داری کا راز بتایا تھا کہ سربراہ اگر عیش و عشرت اور آرام و راحت سے کنارہ کش رہے گا تو رعایا کے حصے میں خوشحالی اور امن و سکون آئے گا اور سربراہ دنیا سمیٹنے اور دادِ عیش دینے لگے تو رعایا کو کسمپرسی، افلاس، پریشانی، افراتفری اور لوٹ کھسوٹ کے تحائف ہی ملیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٤٩- كِتَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی ﷺ کا حلیہ مبارک

١- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

حضور کے حلیہ مبارک کا بیان

٧١٩- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ، وَلَا بِالْاَبْيَضِ الْاَمْهَقِ، وَلَا بِالْاٰدَمِ، وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ ﷺ.

صحیح البخاری(٣٥٤٧) صحیح مسلم(٦٠٤٢)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد، رنگ نہ بالکل سفید تھا نہ گندمی، بال نہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، چالیس سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پھر دس سال مکہ مکرمہ میں رونق افروز رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں جلوہ گری رہی۔ ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے خاص قرب میں بلا لیا۔ سر اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہیں ہوں گے۔

٢- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صِفَةِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالدَّجَّالِ

حضرت عیسیٰ بن مریم اور دجال کا بیان

٧٢٠- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ، فَرَاَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ، لَهُ لِمَّةٌ كَاَحْسَنِ مَا اَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً، مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ، اَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قِيْلَ هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ اِذَا اَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ اَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَاَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ فَقِيْلَ لِيْ هٰذَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

صحیح البخاری(٥٩٠٢) صحیح مسلم(٤٢٤)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کعبہ کے پاس ہوں۔ پس میں نے گندمی رنگ کا ایک آدمی دیکھا جو گندمی رنگ کے سب آدمیوں سے خوبصورت تھا۔ اس نے کنگھی کی ہوئی تھی اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس نے دو آدمیوں سے ٹیک لگائی ہوئی تھی یا دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لیا ہوا تھا۔ اور کعبے کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ بن مریم ہیں۔ پھر اچانک میں نے گھنگریالے بالوں والا ایک شخص دیکھا جو دائیں آنکھ سے کانا تھا۔ گویا وہ پکے ہوئے انگور کی طرح تھی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ دجال ہے۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِي السُّنَّةِ فِي الْفِطْرَةِ

فطری سنتوں کا بیان

٧٢١- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ تَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَالْإِخْتِتَانُ.

صحیح البخاری (۵۸۸۹) صحیح مسلم (۵۹۶)

ابو سعید مقبری سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: پانچ باتیں فطری سنت ہیں: ناخن کاٹنا، مونچھیں پست کرنا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے زیر ناف مونڈنا اور ختنے کروانا۔

[٩٠٤] أثر- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّهُ قَالَ كَانَ إِبْرَاهِيْمُ أَوَّلَ النَّاسِ ضَيَّفَ الضَّيْفَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ اخْتَتَنَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ قَصَّ الشَّارِبَ، وَأَوَّلَ النَّاسِ رَأَى الشَّيْبَ، فَقَالَ يَا رَبِّ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَقَارٌ يَا إِبْرَاهِيْمُ، فَقَالَ يَا رَبِّ زِدْنِيْ وَقَارًا.

سعید بن مسیب نے فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے مہمان کی ضیافت کی، سب سے پہلے ختنہ کیا، سب سے پہلے مونچھیں پست کیں اور سب سے پہلے ہیں جنہوں نے سفید بال دیکھ کر کہا۔ اے رب! یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ عزّ و وقار ہے۔ عرض گزار ہوئے: اے رب! میرے وقار کو بڑھا۔

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ يُؤْخَذُ مِنَ الشَّارِبِ حَتّٰى يَبْدُوَ طَرَفُ الشَّفَةِ، وَهُوَ الْإِطَارُ، وَلَا يَجُزُّهُ فَيُمَثِّلُ بِنَفْسِهِ.

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ مونچھوں کو اتنی کاٹے کہ ہونٹ کا کنارا نظر آنے لگے اور ایسا نہ کرے کہ بالکل مونڈ دے۔

٤- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ بِالشِّمَالِ

بائیں ہاتھ سے کھانے کی ممانعت

٧٢٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السَّلَمِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهِ، أَوْ يَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ، وَأَنْ يَحْتَبِيَ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ. صحیح مسلم (۵۴۶۶)

جابر بن عبداللہ سلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتا پہن کر چلے یا کپڑے سے اشتمال صماء کرے یا ایک ہی کپڑے سے احتباء کرے کہ شرمگاہ کھلی رہے۔

٧٢٣- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِيْنِهِ، وَلْيَشْرَبْ بِيَمِيْنِهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَأْكُلُ بِشِمَالِهِ، وَيَشْرَبُ بِشِمَالِهِ. صحیح مسلم (۵۲۳۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسَاكِيْنِ

مساکین کا بیان

٧٢٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِيْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ فَتَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، قَالُوْا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں کہ لوگوں کے پاس گھر گھر پھیرے لگاتا پھرے اور کسی سے اسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! پھر

فَمَا الْمِسْكِينُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ الَّذِي لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيهِ، وَلَا يَفْطُنُ النَّاسُ لَهُ فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ. صحیح البخاری(۱۴۷۹) صحیح مسلم(۲۳۹۰)

مسکین کون ہے؟ فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت پوری کرنے کے لیے مال نہ ہو اور وہ لوگوں کو معلوم نہ ہونے دے کہ اسے خیرات دیں اور نہ لوگوں سے مانگنے کے لیے کھڑا ہو۔ف

ف: جو غریب لوگ مانگتے پھرتے ہیں' جگہ جگہ اپنی حاجتوں کا اظہار کر کے مانگتے ہیں' وہ مسکین نہیں بلکہ بھکاری ہیں۔ مسکین وہ ہیں جو تنگ دست تو ہوں' وقت بڑی تنگی سے گزر رہا ہو لیکن دوسرے لوگوں پر اپنی حالت ظاہر نہیں ہونے دیتے اور نہ کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں۔ یہ نہایت ہی قابل تعریف اور حقیقت میں امداد کے مستحق ہیں۔ ان کی اعانت میں کوشاں رہنا بہت بڑی خوبی اور سعادت مندی ہے۔ قرآن کریم نے ان کی علامت یہ بتائی ہے: ''لا یسئلون الناس الحافا'' (البقرہ: ۲۷۳) وہ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گڑگڑانا پڑے۔

۷۲۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، ثُمَّ الْحَارِثِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رُدُّوا الْمِسْكِينَ وَلَوْ بِظِلْفٍ مُحْرَقٍ. سنن نسائی(۲۵۶۴)

ابن بجید انصاری نے اپنی دادی صاحبہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین کو کچھ دیا کرو خواہ جلا ہوا کھر ہی کیوں نہ ہو۔

۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي مِعَى الْكَافِرِ

کافر کی آنتوں کا بیان

۷۲۶- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. صحیح البخاری(۵۳۹۶) صحیح مسلم(۵۳۴۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔ف

ف: یہاں آنتوں کی گنتی مراد نہیں ہے کیونکہ خواہ کوئی مسلمان ہو یا کافر سب کے پیٹ میں آنتیں تو ایک جیسی ہوتی ہیں۔ مراد یہی ہے کہ کافر زیادہ کھاتا ہے اور مسلمان کم۔ زیادہ کھانا کافروں کی علامت ہے اور کم کھانا مسلمانوں کی' کیونکہ کافر کھانے کے لیے زندہ ہے اور مسلمان زندہ رہنے کے لیے کھاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۲۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ضَافَهُ ضَيْفٌ كَافِرٌ، فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ، فَحُلِبَتْ، فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ، ثُمَّ أُخْرَى فَشَرِبَهُ، حَتَّى شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِيَاهٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَصْبَحَ، فَأَسْلَمَ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِشَاةٍ، فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَهَا، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِأُخْرَى، فَلَمْ يَسْتَتِمَّهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمُؤْمِنُ يَشْرَبُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَشْرَبُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ. صحیح مسلم(۵۳۴۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک کافر مہمان آ کر ٹھہرا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری دوہنے کا حکم دیا تو وہ سارا دودھ پی گیا۔ پھر دوسری کا پی لیا' پھر تیسری کا پی لیا' یہاں تک کہ سات بکریوں کا دودھ پی گیا۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ مسلمان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے ایک بکری کا دودھ نکالنے کا حکم فرمایا تو اس نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر اس کے لیے دوسری کا حکم دیا مگر اسے ضرورت نہ رہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت میں اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے۔

۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّرَابِ فِي اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالنَّفْخِ فِي الشَّرَابِ

چاندی کے برتن سے پینے اور پانی میں پھونک مارنے کی ممانعت

۷۲۸- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ، عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ اٰنِيَةِ الْفِضَّةِ، اِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهٖ نَارَ جَهَنَّمَ.

صحیح البخاری (۵۶۳۴) صحیح مسلم (۵۳۵۵۵۳۵۳)

عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابو بکر صدیق نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چاندی کے برتن میں پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔

۷۲۹- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ حَبِيْبٍ مَوْلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ اَبِي الْمُثَنَّى الْجُهَنِيِّ، اَنَّهٗ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ، فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ اَسَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ؟ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ سَعِيْدٍ نَعَمْ، فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَا اَرْوٰى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَبِنِ الْقَدَحَ عَنْ فِيْكَ، ثُمَّ تَنَفَّسْ.

فَقَالَ فَاِنِّيْ اَرَى الْقَذَاةَ فِيْهِ قَالَ فَاَهْرِقْهَا.

سنن ترمذی (۱۸۸۷)

ابو المثنیٰ جہنی کا بیان ہے کہ میں مروان بن حکم کے پاس تھا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ مروان بن حکم نے ان سے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ انہوں نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہو؟ حضرت ابو سعید نے ان سے فرمایا: ہاں۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! میں ایک سانس میں سیر نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پیالے کو اپنے منہ سے ہٹا کر سانس لے لیے کرو۔

عرض گزار ہوا کہ اگر میں اس کے اندر تنکا وغیرہ دیکھوں؟

فرمایا کہ اسے بہا دیا کرو۔

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ شُرْبِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَائِمٌ

کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم

[۹۰۵] اَثَرٌ- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَعَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ، وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ كَانُوْا يَشْرَبُوْنَ قِيَامًا.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کھڑے ہو کر پانی پیا کرتے تھے۔

[۹۰۶] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، اَنَّ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَسَعْدَ ابْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ كَانَا لَا يَرَيَانِ بِشُرْبِ الْاِنْسَانِ وَهُوَ قَائِمٌ بَاْسًا.

امام مالک نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کیا کرتے تھے۔

[۹۰۷] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ الْقَارِيِّ، اَنَّهٗ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَشْرَبُ قَائِمًا.

ابو جعفر قاری کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا۔

[۹۰۸] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ اَبِيْهِ، اَنَّهٗ كَانَ يَشْرَبُ قَائِمًا.

عامر بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ وہ کھڑے ہو کر پانی پی لیا کرتے تھے۔

۹- بَابُ السُّنَّةِ فِي الشُّرْبِ وَمُنَاوَلَتِهِ عَنِ الْيَمِينِ

۷۳۰- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ مِنَ الْبِئْرِ، وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ، وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، فَشَرِبَ، ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ وَقَالَ الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ. صحیح البخاری (۵۶۱۹) صحیح مسلم (۵۲۵۷)

۷۳۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ، وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ، وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ الْغُلَامُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا، قَالَ فَتَلَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِهِ. صحیح البخاری (۵۹۲۰) صحیح مسلم (۵۲۶۰)

کھلانا پلانا دائیں جانب سے شروع کرے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا جس میں کنوئیں کا پانی ڈالا ہوا تھا۔ آپ کے دائیں جانب ایک اعرابی اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق تھے۔ آپ نے نوش فرما کر پھر اعرابی کو دے دیا اور فرمایا کہ داہنی جانب والا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت سہل بن سعد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس میں سے نوش فرمایا اور آپ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں طرف بزرگ تھے۔ آپ نے لڑکے سے فرمایا: کیا تم اجازت دیتے ہو کہ میں انہیں دے دوں؟ لڑکا عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خدا کی قسم! نہیں۔ میں آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ ف

ف: اسلامی ادب ہے کہ جب کوئی بزرگ اہل مجلس کو کھانے پینے کی کوئی چیز یا پس خوردہ عنایت فرمائے تو داہنی جانب والے کو دے اور جب کوئی چیز بہت سے آدمیوں میں بانٹی جائے تو ابتداء دائیں جانب والوں سے کی جائے۔ اگر کسی بزرگ کے بائیں جانب نسبتاً زیادہ قابل احترام ہستیاں ہوں تو دائیں جانب والے کی اجازت سے انہیں وہ چیز دی جا سکتی ہے۔ مذکورہ موقع پر رسول اللہ ﷺ کے دائیں جانب ایک لڑکا اور بائیں جانب اکابر صحابہ بیٹھے تھے۔ آپ نے اس لڑکے سے اجازت لی کہ کیا یہ بچا ہوا مشروب ان لوگوں کو دے دوں؟ عقل کا تقاضا تو یہی ہے کہ لڑکا اس بات کی اجازت دے دیتا لیکن جذبۂ عشق ومحبت سے بھرپور نوعمر صحابی نے وہ عقیدت سے لبریز جواب دیا کہ عقل بھی اپنے آپ کو بے عقل سمجھنے پر مجبور ہو گئی ہوگی۔ عشق رسول کی اس ننھی منی تصویر نے جواب دیا ''یارسول اللہ! آپ سے ملنے والے اپنے حصے میں کسی کو میں اپنے اوپر ترجیح نہیں دوں گا'' عقل خواہ اسے دیوانہ کہے یا بے ادب، لیکن عشق رسول کا وہ نوعمر مجسمہ ضرور زبان حال سے یہی کہتا ہوگا:

مجھ کو دیوانہ بتاتے ہو میں وہ ہشیار ہوں
پاؤں جب طوف حرم میں تھک گئے سر پھر گیا

۱۰- بَابٌ جَامِعُ مَا جَاءَ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

۷۳۲- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ

کھانے پینے کے متعلق دیگر روایات

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز

قَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَيْمٍ لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا اَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ نَعَمْ، فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهٖ، ثُمَّ اَرْسَلَتْنِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَهَبْتُ بِهٖ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْسَلَكَ اَبُوْ طَلْحَةَ؟ قَالَ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ لِلطَّعَامِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ قُوْمُوْا، قَالَ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ، فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ، فَقَالَتْ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، وَاَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَلُمِّيْ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ، مَا عِنْدَكِ؟ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ عَلَيْهِ اُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ بِالدُّخُوْلِ، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ، فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ حَتّٰى اَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا، اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا. صحیح البخاری (٥٣٨١) صحیح مسلم (٥٣٨٤)

دھیمی سنی ہے جس سے میں نے بھوک محسوس کی ہے تو کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ کہا: ہاں۔ پھر انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں اور اپنا دوپٹہ لے کر اس کی ایک جانب لپیٹ دیں۔ پھر میری بغل میں دبا کر باقی دوپٹہ میرے اوپر ڈال دیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی جانب روانہ کر دیا۔ میں انہیں لے کر گیا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ میں ان کے پاس کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ کھانے کے لیے؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ پس وہ چل پڑے اور میں ان کے آگے آگے چل دیا، یہاں تک کہ میں حضرت ابوطلحہ کی خدمت میں جا پہنچا اور انہیں بتایا۔ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ لوگوں کو لے کر آ گئے اور ہمارے پاس کھانا نہیں کہ انہیں کھلائیں۔ انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول جانے۔ پس حضرت ابوطلحہ چل دیئے کہ رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوطلحہ کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! جو تمہارے پاس ہے لے آؤ۔ انہوں نے وہی روٹیاں پیش کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا مالیدہ بنانے کا حکم دیا اور حضرت ام سلیم نے اس پر اپنی کپی نچوڑ دی اور سب کو ملا دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کہا جو اللہ نے چاہا، پھر فرمایا کہ دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ مزید دس آدمیوں کو اجازت دے دو۔ پس انہیں اجازت دی گئی تو انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ تیسری مرتبہ فرمایا کہ دس آدمیوں کو مزید اجازت دے دو۔ انہیں اجازت دی گئی اور انہوں نے کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر فرمایا کہ دس کو مزید اجازت دو۔ یہاں تک کہ تمام لوگ کھا کر شکم سیر ہو گئے۔ کھانے والے ستر یا اسی افراد تھے۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے چند روٹیوں کے ملیدے سے ستر اسی حضرات کو شکم سیر کر دیا۔ یہ تکثیر طعام کے معجزات میں سے آپ کا ایک معجزہ ہے جو خدا کے رازق ہونے کا تصور انسان کے ذہن میں بٹھاتا ہے۔ تمام معجزات کی حالت یہی ہے کہ ان سے ایک تو صاحب

معجزہ کے نبی ہونے کا پتہ لگتا ہے اور دوسری جانب معجزہ خدا کی اس صفت کا تصور انسان کے ذہن نشین کرتا ہے۔ نبی کے معجزنما علم خدا کے علیم وخبیر ہونے اور نبی کے معجزنما تصرفات خدا کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں کہ جس کام کے کرنے سے سارے انسان عاجز ہیں وہ کام کر دکھانے والا بھی یہی کہتا ہے کہ میں خدا نہیں ہوں بلکہ خدا وہ ہے جس نے مجھے یہ کمال عطا فرمایا ہے اور میں بھی اسی کا ایک بندہ ہوں۔ اب غور کرو کہ میرا پروردگار کتنی قدرت والا ہوگا؟ کتنے علم والا ہوگا؟ غرضیکہ انبیائے کرام کے معجزات سے ایک جانب تو شرک و کفر کی جڑ کٹ جاتی ہے کہ جن ہستیوں کو خدا مانا جا رہا ہے وہ ایک بندے کے برابر بھی کمال نہیں دکھا سکتے تو خدا کہاں سے ہوئے حالانکہ خدا کو تو بندے سے بڑھ کر کمال دکھانا چاہیے۔ لہٰذا اس کائنات ارضی وسماوی میں ایسی کوئی ہستی نہیں ہے جس کو خدا کہا جائے جس کو معبود مانا جائے یا جس کو بچے خدا کی خدائی میں شریک ٹھہرایا جائے۔ دوسری جانب نبی کے معجزات خدا کی صفات پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا نبی خدا نہیں ہوتا اور نہ خدا کی ذات وصفات میں شریک ہوتا ہے بلکہ وہ خدا نما ہوتا ہے۔ عام انسانوں کے ذہن میں چونکہ خدا کی صفات کا تصور نہیں سما تا بایں وجہ بندوں کی مجبوری کے باعث اللہ تعالیٰ نبی کو اپنی صفات کا مظہر بنا کر بھیجتا ہے تاکہ اس کے کمالات کو دیکھ کر وہ خدا آشنا ہو جائیں اور اس واحد و یکتا معبود کے سوا اور کسی کی پرستش نہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۳۳- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ طَعَامُ الِاثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ، وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الْأَرْبَعَةِ. صحیح البخاری (۵۳۹۲) صحیح مسلم (۵۳۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے اور تین آدمیوں کا کھانا چار کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

۷۳۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَغْلِقُوا الْبَابَ، وَأَوْكُوا السِّقَاءَ، وَأَكْفِئُوا الْإِنَاءَ، أَوْ خَمِّرُوا الْإِنَاءَ، وَأَطْفِئُوا الْمِصْبَاحَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ غَلَقًا، وَلَا يَحُلُّ وِكَاءً، وَلَا يَكْشِفُ إِنَاءً، وَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ تُضْرِمُ عَلَى النَّاسِ بَيْتَهُمْ. صحیح مسلم (۵۲۱۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازے بند کر دیا کرو، مشک کا منہ باندھ دیا کرو، برتن کو ڈھک دیا کرو اور چراغ کو بجھا دیا کرو کیونکہ شیطان بند دروازے، مشک اور برتن کو نہیں کھولتا اور چوہا لوگوں کے گھروں کو جلا دیتا ہے۔

۷۳۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا، أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَضِيَافَتُهُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ. صحیح البخاری (۶۰۱۹) صحیح مسلم (۴۴۸۸۔ ۱۷۴)

ابو شریح کعبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تواضع کرے۔ ایک دن رات میزبانی ہے، تین رات دن ضیافت اور اس سے اوپر صدقہ اور یہ مناسب نہیں کہ اس کے پاس اتنا ٹھہرے کہ میزبان ہی تنگ ہو جائے۔

۷۳۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

بَكْرٍ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ إِذْ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ ، فَوَجَدَ بِئْرًا ، فَنَزَلَ فِيهَا ، فَشَرِبَ ، وَخَرَجَ ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ ، فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ مِنِّي ، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ حَتَّى رَقِيَ ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ فِي كُلِّ ذِي كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ

صحیح البخاری (۲۳۶۳) صحیح مسلم (۵۸۲۰)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کسی راستے میں جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس نے کنواں دیکھا تو اس میں اترا اور پانی پی لیا۔ جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا تڑپ رہا ہے اور پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ کتے کو بھی پیاس سے وہی تکلیف پہنچ رہی ہوگی جو مجھے پہنچی تھی۔ وہ کنوئیں میں اترا اپنے موزے میں پانی بھرا اسے اپنے منہ سے پکڑ کر باہر نکلا اور کتے کو پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ خوش ہو گیا اور اسے بخش دیا۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کا ہمیں ثواب ملتا ہے؟ فرمایا کہ ہر جان دار کے ساتھ نیکی کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

[۹۰۹] أَثَرٌ - وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ ، وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ . قَالَ وَأَنَا فِيهِمْ . قَالَ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ ، فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ ذَلِكَ الْجَيْشِ ، فَجُمِعَ ذَلِكَ كُلُّهُ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ . قَالَ فَكَانَ يُقَوِّتُنَاهُ كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ ، وَلَمْ تُصِبْنَا مِنْهُ إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ ، فَقُلْتُ وَمَا تُغْنِي تَمْرَةٌ؟ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ . قَالَ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ ، فَأَكَلَ مِنْهُ ذَلِكَ الْجَيْشُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ، ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ ، فَنُصِبَا ، ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ، ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا ، وَلَمْ تُصِبْهُمَا.

صحیح البخاری (۲۴۸۳) صحیح مسلم (۴۹۷۴)

قَالَ مَالِكٌ الظَّرِبُ الْجُبَيْلُ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی جانب ایک لشکر بھیجا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح کو اس پر امیر مقرر فرمایا۔ وہ تین سو تھے اور میں بھی ان میں تھا۔ ہم چلے گئے یہاں تک کہ ایک راستے میں تھے کہ زادِ راہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ نے زادِ راہ جمع کروانے کا حکم دیا تو جمع کر دیا گیا جس سے صرف دو برتن بھرے۔ لہٰذا وہ روزانہ ہمیں تھوڑی تھوڑی خوراک دیا کرتے۔ وہ ختم ہو گئی یہاں تک کہ ہمیں ایک ایک کھجور ملنے لگی۔ وہب بن کیسان نے کہا کہ ایک کھجور سے کیا بنتا ہوگا؟ فرمایا کہ اس کی قدر ہمیں اس وقت ہوئی جب وہ بھی ختم ہو گئیں۔ جب ہم سمندر کے کنارے پہنچے تو ایک پہاڑ جیسی مچھلی دیکھی تو اٹھارہ دن تک سارا لشکر اس میں سے کھاتا رہا۔ پھر حضرت ابو عبیدہ نے اس کی دو پسلیاں کھڑی کرنے کا حکم دیا۔ پھر ایک سوار سے گزرنے کے لیے فرمایا تو وہ گزر گیا بغیر چھوئے۔

امام مالک نے فرمایا کہ ''الظرب'' اور ''الجبیل'' ہم معنی ہیں۔

۷۳۷- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ ، عَنْ جَدَّتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا ، وَلَوْ كُرَاعَ شَاةٍ مُحْرَقًا. صحیح البخاری (۷۰۱۷) صحیح مسلم (۳۷۷۶)

عمرو بن سعید بن معاذ نے اپنی دادی جان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کی تذلیل نہ کرے خواہ اس نے بکری کا جلا ہوا کھر ہی بھیجا ہو۔

۷۳۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بَكْرٍ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ، نُهُوْا عَنْ أَكْلِ الشَّحْمِ، فَبَاعُوْهُ فَأَكَلُوْا ثَمَنَهُ.

صحیح البخاری (۲۲۲٤) صحیح مسلم (٤٠٢٨-٤٠٢٩)

عبداللہ بن ابوبکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے جنہیں چربی کھانے سے منع فرمایا گیا تھا تو وہ چربی بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے تھے۔

[۹۱۰] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُوْلُ يَا بَنِیْ إِسْرَائِيْلَ عَلَيْكُمْ بِالْمَاءِ الْقَرَاحِ، وَالْبَقْلِ الْبَرِّيِّ، وَخُبْزِ الشَّعِيْرِ، وَإِيَّاكُمْ وَخُبْزَ الْبُرِّ، فَإِنَّكُمْ لَنْ تَقُوْمُوْا بِشُكْرِهٖ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل! پانی، ساگ، سبزی اور جو کی روٹی سے گزر اوقات کرو۔ گندم کی روٹی نہ کھانا کہ اس کا شکر ادا نہ کر سکو گے۔

۷۳۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَوَجَدَ فِيْهِ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ، وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَسَأَلَهُمَا فَقَالَا أَخْرَجَنَا الْجُوْعُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا أَخْرَجَنِی الْجُوْعُ فَذَهَبُوْا إِلٰى أَبِی الْهَيْثَمِ بْنِ التَّيِّهَانِ الْأَنْصَارِيِّ فَأَمَرَ لَهُمْ بِشَعِيْرٍ عِنْدَهُ يُعْمَلُ، وَقَامَ يَذْبَحُ لَهُمْ شَاةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَكِّبْ عَنْ ذَاتِ الدَّرِّ، فَذَبَحَ لَهُمْ شَاةً، وَاسْتَعْذَبَ لَهُمْ مَاءً، فَعُلِّقَ فِیْ نَخْلَةٍ، ثُمَّ أُتُوْا بِذٰلِكَ الطَّعَامِ، فَأَكَلُوْا مِنْهُ وَشَرِبُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْمَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ نَعِيْمِ هٰذَا الْيَوْمِ. صحیح مسلم (۵۲۸۱)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو پایا۔ پوچھا تو دونوں عرض گزار ہوئے: ہمیں بھوک نے نکالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں۔ پس یہ ابوالہیثم بن تیہان انصاری کے پاس تشریف لے گئے۔ انہوں نے ان حضرات کے لیے جو کی روٹیاں پکانے کا حکم دیا اور خود بکری ذبح کرنے کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دودھ والی چھوڑ دینا۔ ان کے لیے بکری ذبح کی' میٹھے پانی سے مشک بھر کر درخت سے لٹکا دی' پھر کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھانا کھایا اور اس پانی سے پیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں ایسی ہی نعمتوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

[۹۱۱] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَأْكُلُ خُبْزًا بِسَمْنٍ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَجَعَلَ يَأْكُلُ وَيَتَّبِعُ بِاللُّقْمَةِ، وَضَرَ الصَّحْفَةِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ كَأَنَّكَ مُقْفِرٌ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا أَكَلْتُ سَمْنًا، وَلَا رَأَيْتُ أَكْلًا بِهِ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ عُمَرُ لَا آكُلُ السَّمْنَ حَتّٰى يَحْيَا النَّاسُ مِنْ أَوَّلِ مَا يَحْيَوْنَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھی سے روٹی کھا رہے تھے۔ آپ نے ایک بدو کو بھی بلا لیا۔ وہ کھانے لگا اور لقمے کے ساتھ گھی کی تلچھٹ بھی لگا لیتا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تم ندیدے معلوم ہوتے ہو۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں نے اتنے عرصے سے گھی دیکھا نہ کھایا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں اس وقت تک گھی نہیں کھاؤں گا' جب تک لوگوں کو پہلے جیسی آرام کی زندگی نہ مل جائے۔

[۹۱۲] اثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُطْرَحُ لَهُ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ فَيَأْكُلُهُ حَتّٰى يَأْكُلَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا جب کہ وہ امیر المومنین تھے کہ ان کے سامنے ایک صاع کھجوریں رکھی جاتیں تو ان میں سے سوکھی سڑی کھجوریں بھی کھا لیا کرتے تھے۔

حَشَفَهَا.

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَنِ الْجَرَادِ فَقَالَ وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي، قَفْعَةً نَأْكُلُ مِنْهُ.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر سے ٹڈی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں تو چاہتا ہوں کہ میرے پاس ان سے زنبیل بھری ہوئی ہوتا کہ ہم ان میں سے کھاتے رہیں۔

[۹۱۳] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ خُثَيْمٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ بِأَرْضِهِ بِالْعَقِيقِ، فَأَتَاهُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ عَلَى دَوَابَّ، فَنَزَلُوا عِنْدَهُ. قَالَ حُمَيْدٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اذْهَبْ إِلَى أُمِّي، فَقُلْ إِنَّ ابْنَكِ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ وَيَقُولُ أَطْعِمِينَا شَيْئًا. قَالَ فَوَضَعَتْ لَهُ ثَلَاثَةَ أَقْرَاصٍ فِي صَحْفَةٍ وَشَيْئًا مِنْ زَيْتٍ، وَمِلْحٍ، ثُمَّ وَضَعَتْهَا عَلَى رَأْسِي وَحَمَلْتُهَا إِلَيْهِمْ، فَلَمَّا وَضَعْتُهَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ كَبَّرَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ أَنْ لَمْ يَكُنْ طَعَامُنَا إِلَّا الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءَ وَالتَّمْرَ، فَلَمْ يُصِبِ الْقَوْمُ مِنَ الطَّعَامِ شَيْئًا فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَحْسِنْ إِلَى غَنَمِكَ، وَامْسَحِ الرُّعَامَ عَنْهَا، وَأَطِبْ مُرَاحَهَا، وَصَلِّ فِي نَاحِيَتِهَا، فَإِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُونُ الثُّلَّةُ مِنَ الْغَنَمِ أَحَبَّ إِلَى صَاحِبِهَا مِنْ دَارِ مَرْوَانَ.

حمید بن مالک بن خثیم کا بیان ہے کہ میں عقیق کے مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ مدینہ منورہ کے کچھ سوار ان کے پاس آ اترے۔ حمید کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کہ میری والدۂ محترمہ کے پاس جاؤ' ان کے حضور میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ ہمیں کھانا کھلایئے۔ انہوں نے تین روٹیاں' روغن زیتون اور نمک لیا' پھر یہ چیزیں میرے سر پر رکھ دیں اور میں ان کے پاس لے آیا۔ جب ان کے سامنے رکھا تو حضرت ابو ہریرہ نے تکبیر کہی اور کہنے لگے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر روٹی دے رکھی ہے حالانکہ دو سیاہ چیزیں ہماری خوراک تھیں: پانی اور کھجوریں۔ کھانا ان لوگوں سے ذرا بھی نہ بچا۔ جب وہ چلے گئے تو فرمایا: اے بھتیجے! اپنی بکریوں کی خوب دیکھ بھال کرو' انہیں صاف ستھری رکھو' ان کے ریواڑے کی صفائی کیا کرو اور ان کے نزدیک ہی نماز پڑھ لیا کرو کیوں کہ یہ جنت کے جانوروں سے ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے عنقریب لوگوں پر وہ وقت آئے گا کہ اسے چند بکریاں مروان کے گھر سے زیادہ پسند ہوں گی۔

۷۴۰- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَمِّ اللَّهَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ. صحیح البخاری (۵۳۷۸)

ابو نعیم وہب بن کیسان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا اور آپ کے پاس آپ کے پروردہ عمر بن ابو سلمہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بسم اللہ کہو اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

[۹۱۴] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ يَقُولُ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ إِنَّ لِي يَتِيمًا وَلَهُ إِبِلٌ أَفَأَشْرَبُ مِنْ لَبَنِ إِبِلِهِ؟ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنْ كُنْتَ تَبْغِي ضَالَّةَ إِبِلِهِ وَتَهْنَأُ جَرْبَاهَا وَتَلُطُّ حَوْضَهَا وَتَسْقِيهَا

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کہا: میرے پاس ایک یتیم ہے جس کے پاس اونٹ ہے' کیا میں اس کے دودھ میں سے پی لیا کروں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گمشدہ اونٹ کو تلاش کرتے ہو' خارشی اونٹ کو مالش

يَوْمَ وِرْدِهَا، فَاشْرَبْ غَيْرَ مُضِرٍّ بِنَسْلٍ، وَلَا نَاهِكٍ فِي الْحَلْبِ.

کرتے ہو اُن کے حوض کو درست کرتے ہو اور باری کے روز انہیں پانی پلاتے ہو تو نسل کو نقصان پہنچائے بغیر دودھ پی لو اور دوہنے میں تنگ نہ کرنا۔

[٩١٥] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَانَ لَا يُؤْتَى أَبَدًا بِطَعَامٍ، وَلَا شَرَابٍ حَتَّى الدَّوَاءِ، فَيَطْعَمَهُ، أَوْ يَشْرَبَهُ إِلَّا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا، وَأَطْعَمَنَا وَسَقَانَا، وَنَعَّمَنَا، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُمَّ أَلْفَتْنَا نِعْمَتُكَ بِكُلِّ شَرٍّ، فَأَصْبَحْنَا مِنْهَا، وَأَمْسَيْنَا بِكُلِّ خَيْرٍ، نَسْأَلُكَ تَمَامَهَا وَشُكْرَهَا، لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُكَ، وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ، إِلَهَ الصَّالِحِينَ، وَرَبَّ الْعَالَمِينَ، الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مَا شَاءَ اللَّهُ، وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيمَا رَزَقْتَنَا، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

عروہ بن زبیر کے سامنے جب بھی کھانے پینے کی کوئی چیز رکھی جاتی، یہاں تک کہ دوائی بھی تو کھاتے پیتے وقت یہی کہتے: سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے ہمیں ہدایت دی اور کھلایا پلایا اور ہم پر انعام فرمایا۔ اللہ بہت بڑا ہے۔ اے اللہ! تیری نعمت اس وقت آئی جب ہم ہر برائی میں ملوث تھے۔ اب ہم بھلائی کے ساتھ صبح وشام کرتے ہیں۔ ہم پوری نعمت مانگتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرنے کی توفیق۔ بھلائی نہیں مگر تیری طرف سے اور نیک لوگوں کے معبود تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تو جہانوں کا رب ہے۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ جو اللہ نے چاہا اور نہیں ہے قوت مگر اللہ کے ساتھ۔ اے اللہ! ہماری روزی میں برکت دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

[٩١٦] اثر- قَالَ يَحْيَى: سُئِلَ مَالِكٌ، هَلْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ غَيْرِ ذِي مَحْرَمٍ، أَوْ مَعَ غُلَامِهَا؟ فَقَالَ مَالِكٌ: لَيْسَ بِذَلِكَ بَأْسٌ إِذَا كَانَ ذَلِكَ عَلَى وَجْهِ مَا يُعْرَفُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْكُلَ مَعَهُ مِنَ الرِّجَالِ.

قَالَ: وَقَدْ تَأْكُلُ الْمَرْأَةُ مَعَ زَوْجِهَا، أَوْ مَعَ غَيْرِهِ مِمَّنْ يُؤَاكِلُهُ، أَوْ مَعَ أَخِيهَا عَلَى مِثْلِ ذَلِكَ، وَيُكْرَهُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَخْلُوَ مَعَ الرَّجُلِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا حُرْمَةٌ.

امام مالک سے پوچھا گیا کہ کیا عورت اس شخص کے ساتھ کھا سکتی ہے جو غیر محرم ہو یا اس کے غلام کے ساتھ؟ امام مالک نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ رواج کے مطابق ہو اور اس کے ساتھ دوسرے لوگ بھی کھا رہے ہوں۔

فرمایا کہ عورت کبھی اپنے خاوند کے ساتھ کھاتی ہے اور کبھی دوسرے کے ساتھ جس کو وہ کھلاتے ہیں یا اپنے بھائی وغیرہ کے ساتھ اور عورت کا ایسے مرد کے ساتھ خلوت میں ہونا مکروہ ہے جو اس کا محرم نہ ہو۔

١١- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ اللَّحْمِ

گوشت کھانے کا بیان

[٩١٧] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: إِيَّاكُمْ وَاللَّحْمَ، فَإِنَّ لَهُ ضَرَاوَةً كَضَرَاوَةِ الْخَمْرِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: زیادہ گوشت کھانے سے بچتے رہنا کیونکہ شراب کی طرح اس کا چسکا لگ جاتا ہے۔

وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَدْرَكَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَمَعَهُ حِمَالُ لَحْمٍ فَقَالَ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَرِمْنَا إِلَى اللَّحْمِ فَاشْتَرَيْتُ بِدِرْهَمٍ لَحْمًا، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر کو حضرت جابر بن عبداللہ ملے جن کے پاس کافی گوشت تھا۔ فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ عرض کی: اے امیر المؤمنین! ہمیں گوشت کھانے کی تمنا ہوئی تو میں نے پورے ایک درہم کا گوشت خرید لیا۔ حضرت عمر نے فرمایا

يُرِيدُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَطْوِيَ بَطْنَهُ عَنْ جَارِهِ، أَوِ ابْنِ عَمِّهِ أَيْنَ تَذْهَبُ عَنْكُمْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾ (الاحقاف: ۲۰).

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الْخَاتَمِ

۷۴۱- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَنَبَذَهُ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا قَالَ فَنَبَذَ النَّاسُ بِخَوَاتِيمِهِمْ.

[۹۱۸] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّهُ قَالَ سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ عَنْ لُبْسِ الْخَاتَمِ فَقَالَ الْبَسْهُ وَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنِّي أَفْتَيْتُكَ بِذٰلِكَ. صحیح البخاری (۵۸۶۷)

۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي نَزْعِ الْمَعَالِيقِ وَالْجَرَسِ مِنَ الْعُنُقِ

۷۴۲- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ، أَنَّ أَبَا بَشِيرٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَسُولًا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَقِيلِهِمْ لَا تُبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ أَوْ قِلَادَةٌ إِلَّا قُطِعَتْ.

قَالَ يَحْيَى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ أُرَى ذٰلِكَ مِنَ الْعَيْنِ. صحیح البخاری (۳۰۰۵) صحیح مسلم (۵۵۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

۵۰- كِتَابُ الْعَيْنِ

۱- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْعَيْنِ

۷۴۳- حَدَّثَنِي يَحْيَى، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ

کہ آپ حضرات یہ کیوں نہیں چاہتے کہ اپنے ہمسائے کا پیٹ بھریں یا اپنے چچا زاد بھائی کا؟ آپ اس آیت کو کیسے بھلا بیٹھے ہیں: ''تم اپنے حصے کی پاک چیزیں اپنی دنیا ہی کی زندگی میں فنا کر چکے اور انہیں برت چکے''۔

انگوٹھی پہننے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اسے پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

صدقہ بن یسار نے سعید بن مسیب سے انگوٹھی پہننے کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ پہن لو اور لوگوں کو بتا دو کہ اس کا میں نے تمہیں فتویٰ دیا ہے۔

جانوروں کے گلے سے پٹہ اور گھنٹی کھول لینا

عباد بن تمیم کو حضرت ابو بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک سفر میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو بھیجا۔ عبداللہ بن ابوبکر کا بیان ہے کہ میرے خیال میں آپ نے فرمایا جب کہ لوگ سو رہے تھے کہ کسی اونٹ کی گردن میں تانت کا یا کسی طرح کا گنڈا ہو تو اسے کاٹ دیا جائے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرے خیال میں نظر کے گنڈے تھے۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

نظر کا بیان

نظر لگنے پر وضو کروانا

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ میرے والد ماجد حضرت سہل بن حنیف نے خرار کے مقام پر غسل کیا اور اپنا جبہ

اغْتَسَلَ أَبِي سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ بِالْخَرَّارِ، فَنَزَعَ جُبَّةً كَانَتْ عَلَيْهِ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ يَنْظُرُ قَالَ وَكَانَ سَهْلٌ رَجُلًا أَبْيَضَ حَسَنَ الْجِلْدِ. قَالَ فَقَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ عَذْرَاءَ. قَالَ فَوُعِكَ سَهْلٌ مَكَانَهُ وَاشْتَدَّ وَعْكُهُ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأُخْبِرَ أَنَّ سَهْلًا وُعِكَ وَأَنَّهُ غَيْرُ رَائِحٍ مَعَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ سَهْلٌ بِالَّذِي كَانَ مِنْ شَأْنِ عَامِرٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ؟ إِنَّ الْعَيْنَ حَقٌّ تَوَضَّأْ لَهُ، فَتَوَضَّأَ لَهُ عَامِرٌ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

صحیح البخاری (٥٧٤٠) صحیح مسلم (٥٦٦٥)

اتار دیا۔ عامر بن ربیعہ انہیں دیکھ رہے تھے۔ حضرت سہل سفید رنگ اور خوبصورت جلد والے تھے۔ حضرت عامر بن ربیعہ نے کہا کہ میں نے ایسا خوبصورت آدمی آج تک نہیں دیکھا اور نہ ایسی جلد کسی کنواری لڑکی کی ہے۔ پس حضرت سہل کو بخار آنے لگا اور شدت اختیار کر گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی نے حاضر ہو کر آپ کو بتایا کہ سہل کو بخار آتا ہے۔ اور یا رسول اللہ! وہ آپ کے ساتھ نہیں جا سکیں گے۔ رسول اللہ ﷺ حضرت سہل کے پاس تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے حضرت عامر کے الفاظ بتائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو؟ برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ نظر کا لگنا حق ہے۔ ان کے لیے وضو کرو۔ حضرت عامر نے ان کے لیے وضو کیا۔ پس حضرت سہل صحت یاب ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

٧٤٤- **وَحَدَّثَنِي** مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّهُ قَالَ رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ. فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ وَلَا جِلْدَ مُخْبَأَةٍ، فَلُبِطَ سَهْلٌ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ؟ وَاللَّهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَقَالَ هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا؟ قَالُوا نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَامِرًا، فَتَغَيَّظَ عَلَيْهِ. وَقَالَ عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ؟ أَلَا بَرَّكْتَ؟ اغْتَسِلْ لَهُ فَغَسَلَ عَامِرٌ وَجْهَهُ، وَيَدَيْهِ، وَمِرْفَقَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ، وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ، ثُمَّ صَبَّ عَلَيْهِ فَرَاحَ سَهْلٌ مَعَ النَّاسِ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ. سنن ابن ماجہ (٣٥٠٦)

ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ حضرت عامر بن ربیعہ نے حضرت سہل بن حنیف کو نہاتے دیکھ کر کہا کہ میں نے آج تک ایسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ کوئی پردہ نشین عورت۔ پس حضرت سہل بیمار پڑ گئے۔ کوئی رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ ﷺ! سہل بن حنیف کی خبر لیجیے۔ خدا کی قسم! وہ تو سر بھی نہیں اٹھاتے۔ فرمایا: کیا تمہارا کسی پر شبہ ہے؟ لوگ عرض گزار ہوئے کہ ہمارا عامر بن ربیعہ پر شبہ ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت عامر کو بلایا اور ان پر ناراض ہوئے۔ فرمایا کہ کوئی تم میں سے کیوں اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے؟ برکت کی دعا کیوں نہ کی؟ ان کے لیے وضو کرو۔ پس حضرت عامر نے ایک برتن میں اپنا منہ، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، پیروں کے کنارے اور تہبند کے نیچے والا جسم دھویا اور وہ پانی ان پر چھڑکا گیا تو حضرت سہل لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے اور انہیں کوئی تکلیف نہ رہی۔

٢- بَابُ الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ

نظر والے پر دم کرنا

٧٤٥- **حَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّهُ قَالَ دُخِلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِابْنَيْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ لِحَاضِنَتِهِمَا مَا لِي أَرَاهُمَا

حمید بن قیس مکی سے روایت ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی دایہ سے فرمایا کہ یہ لڑکے دبلے

ضَارِعِیْنَ؟ فَقَالَتْ حَاضِنَتُهُمَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّهُ تَسْرَعُ اِلَیْهِمَا الْعَیْنُ، وَلَمْ یَمْنَعْنَا اَنْ نَسْتَرْقِیَ لَهُمَا اِلَّا اَنَّا لَا نَدْرِیْ مَا یُوَافِقُکَ مِنْ ذٰلِکَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَرْقُوْا لَهُمَا، فَاِنَّهُ لَوْ سَبَقَ شَیْءٌ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ.
سنن ترمذی (۲۰۵۹) سنن ابن ماجہ (۳۵۱۰)

پتلے کیوں ہیں؟ ان کی دایہ عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! انہیں جلدی جلدی نظر لگ جاتی ہے اور ہم نے دم نہیں کروایا کہ ہمیں نہیں معلوم آپ کا ارشادِ گرامی اس سلسلے میں کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان پر دم کراؤ کیونکہ اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت حاصل کرتی تو وہ نظر ہوتی۔

۷۴۶- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ حَدَّثَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ بَیْتَ اُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ، وَفِی الْبَیْتِ صَبِیٌّ یَبْکِیْ، فَذَکَرُوْا لَهُ اَنَّ بِهِ الْعَیْنَ قَالَ عُرْوَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا تَسْتَرْقُوْنَ لَهُ مِنَ الْعَیْنِ. صحیح البخاری (۵۷۳۹) صحیح مسلم (۵۶۸۹)

سلیمان بن یسار نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دردولت میں داخل ہوئے اور گھر کے اندر ایک بچہ رو رہا تھا۔ آپ سے ذکر کیا گیا کہ اسے نظر لگ گئی ہے۔ عروہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تم نظر کا دم کیوں نہیں کرواتے۔ ف

ف: ان دونوں روایتوں سے معلوم ہو رہا ہے کہ نظر کا لگنا حقیقت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نظر جس کو لگ گئی ہو اس پر دم کرنا چاہیے۔ معلوم ہوا کہ دم کرنا اور تعویذ دینا ہرگز خلافِ شرع نہیں ہے جب کہ حدودِ شرعیہ کے اندر ہو اور قرآن کریم کے شفا و رحمت ہونے میں کس مسلمان کو شک ہو سکتا ہے جب کہ پروردگارِ عالم نے خود فرمایا ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا. (۱۷:۸۳)

اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے اور اس سے ظالموں کو نقصان ہی بڑھتا ہے۔

قرآن کریم یقیناً اہلِ ایمان کے لیے شفا ہے۔ یہ ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کو دور کر دیتا ہے کیونکہ ایمان والوں کے لیے یہ رحمت ہی ہے۔ ہاں ظالموں کو اس سے نقصان ہی پہنچتا ہے کیونکہ یہ ان پر حجت تمام کرتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ اَجْرِ الْمَرِیْضِ

بیمار کے ثواب کا بیان

۷۴۷- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ بَعَثَ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اِلَیْهِ مَلَکَیْنِ فَقَالَ انْظُرَا مَاذَا یَقُوْلُ لِعُوَّادِهٖ، فَاِنْ هُوَ اِذَا جَآؤُوْهُ حَمِدَ اللّٰهَ، وَاَثْنٰی عَلَیْهِ رَفَعَا ذٰلِکَ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ اَعْلَمُ، فَیَقُوْلُ لِعَبْدِیْ عَلَیَّ اِنْ تَوَفَّیْتُهٗ اَنْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَاِنْ اَنَا شَفَیْتُهٗ اَنْ اُبْدِلَ لَحْمًا خَیْرًا مِّنْ لَحْمِهٖ، وَدَمًا خَیْرًا مِّنْ دَمِهٖ، وَاَنْ اُکَفِّرَ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ.

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار پڑ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیج کر کہتا ہے کہ دیکھو وہ تیمارداروں سے کیا کہتا ہے؟ جب وہ اس کے پاس آتے ہیں تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے تو دونوں بارگاہِ خداوندی کی طرف پرواز کر جاتے ہیں۔ سب کچھ جانتے ہوئے وہ کہتا ہے کہ میرے بندے کا یہ مجھ پر حق ہے کہ اگر اسے وفات دوں تو جنت میں داخل کر دوں۔ اور اگر اسے شفا دوں تو اسے پہلے سے بہتر گوشت اور خون عطا کر دوں اور اس کے گناہوں کو معاف کر دوں۔

۷۴۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَزِیْدَ بْنِ خُصَیْفَةَ،

عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ 'اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ 'زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ 'تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيْبَةٍ حَتَّى الشَّوْكَةُ اِلَّا قُصَّ بِهَا 'اَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ. لَا يَدْرِيْ يَزِيْدُ اَيُّهُمَا قَالَ عُرْوَةُ.

صحیح مسلم (٦٥١١)

کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی یہاں تک کہ کانٹا چبھے مگر اس کے گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ یزید کو یہ یاد نہیں رہا کہ عروہ نے دونوں میں سے کون سا لفظ فرمایا۔

۷۴۹- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ 'عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ 'اَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ.

صحیح البخاری (٥٦٤٥)

ابو الحباب سعید بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمائے اسے مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

۷۵۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ 'عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ 'اَنَّ رَجُلًا جَاءَهُ الْمَوْتُ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَجُلٌ هَنِيْئًا لَهٗ مَاتَ 'وَلَمْ يُبْتَلَ بِمَرَضٍ 'فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَيْحَكَ وَمَا يُدْرِيْكَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ بِمَرَضٍ يُكَفِّرُ بِهٖ عَنْهُ مِنْ سَيِّئَاتِهٖ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا آخری وقت آ گیا تو ایک آدمی نے کہا کہ یہ کیا اچھا رہا کہ مر گیا اور کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے، تجھے کیا معلوم، اگر اللہ تعالیٰ اس کو مرض میں مبتلا کرتا تو اس کے باعث اس کے گناہ معاف ہو جاتے۔ ف

ف: صحت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن بیماری اور مصائب بھی اہل ایمان کے لیے پروردگار عالم کے تحفے ہیں اور اپنی افادیت کے لحاظ سے خدائے ذوالمنن کا وہ انعام ہیں جو اس نے اپنے خاص بندوں کے لیے مخصوص کر دیئے تھے۔ اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سارے نبیوں سے زیادہ اذیتیں مجھے پہنچائی گئیں۔ نیز ارشاد فرمایا کہ جب تمہیں کوئی مصیبت آئے تو میرے مصائب کو یاد کر لیا کرنا۔ حضرات انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو علیٰ قدر مراتب اتنے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا کہ دوسرے لوگوں میں ان کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔

اگر بندۂ مومن کے پیر میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس پر اسے اجر دیا جاتا ہے۔ مومن کو ایک دن بخار آئے تو سارے گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو جب کہ وہ یہ تصور کر کے صبر کرتا ہے کہ یہ میرے خالق و مالک کی طرف سے ہے کیونکہ تندرستی کی حالت میں بندے کو شکر گزاری اور مصائب و آلام کی حالت میں صبر کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ شکر کرنے والوں کی شکر گزاری کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا اور ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا جب کہ صبر کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:۱۵۳) بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جن حضرات کا ایمان کامل ہوتا ہے وہ ایک لمحہ کے لیے اس معیت سے محروم ہونا پسند نہیں کرتے کیونکہ جسے خدا کی معیت حاصل ہو جائے اسے اور کیا چاہیے۔ عام لوگ اس بات پر نازاں و فرحاں ہوتے ہیں کہ انہیں فلاں تھانیدار، کمشنر یا وزیر کی حمایت حاصل ہو گئی، لہٰذا حکومت کے گھر میں اس کی خوب سنی جائے گی لیکن اللہ والے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ انہیں خدا کی حمایت حاصل رہے۔ دنیاوی افسروں کا اقتدار چندروزہ ہے اور پھر خدا کے مقابلے پر ہیں کیا چیز؟ لہٰذا حقیقت میں قابل تحسین تو وہی ہستیاں ہیں جنہیں اپنے پروردگار کی حمایت حاصل ہے اور یہ چیز حاصل ہوتی ہے احکام خداوندی کی پابندی کرنے اور مصائب و آلام کو اس کے تحفے سمجھ کر صبر

کرنے سے۔ جس خوش نصیب کو یہ سعادت میسر آ جاتی ہے وہ دوسرے کسی بڑے سے بڑے کی جانب آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا خواہ لوگ اسے دنیاوی لحاظ سے نااہل اور ناکارہ ہی کیوں نہ شمار کریں لیکن اسے ایسا اہل اور کارآمد بننے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٤- بَابُ التَّعَوُّذِ وَالرُّقْيَةِ مِنَ الْمَرَضِ

بیماری کے لیے تعویذ اور دم کرنا

۷۵۱- **حَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ السَّلَمِيِّ أَخْبَرَهُ، أَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ أَخْبَرَهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ، أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ عُثْمَانُ وَبِيْ وَجَعٌ قَدْ كَادَ يُهْلِكُنِيْ. قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ امْسَحْهُ بِيَمِيْنِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ أَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ. قَالَ فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ بِيْ، فَلَمْ أَزَلْ آمُرُ بِهَا أَهْلِيْ وَغَيْرَهُمْ.

سنن ابوداود (۳۸۹۱) سنن ترمذی (۲۰۸۰)

حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے اتنا درد تھا کہ میں ہلاکت کے قریب ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات مرتبہ اپنا دایاں ہاتھ درد کے مقام پر پھیرو اور کہو: پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کی عزت اور قدرت کے ساتھ اس چیز کی برائی سے جو مجھے پہنچی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے یہ کہا اور اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور فرما دی۔ پس میں اپنے گھر والوں اور دوسرے لوگوں کو ہمیشہ اس کا حکم کیا کرتا۔

۷۵۲- **وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى يَقْرَأُ عَلٰى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَيَنْفُثُ، قَالَتْ فَلَمَّا اشْتَدَّ وَجَعُهُ كُنْتُ أَنَا أَقْرَأُ عَلَيْهِ، وَأَمْسَحُ عَلَيْهِ بِيَمِيْنِهِ رَجَاءَ بَرَكَتِهَا. صحیح البخاری (۵۰۱٦) صحیح مسلم (۵٦۷۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار ہوتے تو سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارتے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں یہی پڑھ کر آپ کا دایاں دستِ مبارک پھیرا کرتی برکت کی امید لے کر۔

[۹۱۹] **اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ وَهِيَ تَشْتَكِيْ وَيَهُوْدِيَّةٌ تَرْقِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ ارْقِيْهَا بِكِتَابِ اللّٰهِ.

عمرہ بنت عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ جب بیمار تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق ان کے پاس تشریف لائے اور ایک یہودیہ دم کر رہی تھی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ قرآن مجید سے دم کرو۔ ف

ف: معلوم ہوا کہ قرآن کریم سے پڑھ کر دم کرنا سب سے افضل ہے یا جو رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہو۔ اس کے بعد وہ اعمال ہیں جو بزرگانِ دین نے بتائے ہوں۔ غرضیکہ عملیات اور جھاڑ پھونک میں وہی باتیں ہوں جو باعث خیر و برکت اور ذریعۂ شفاء ہیں اور ایسی کوئی بات نہ ہو جو شریعت مطہرہ کے خلاف ہو کہ دین ایمان ضائع کر کے اگر شفا مل بھی گئی تو کس کام کی۔ زندگی کی کشتی تو آخر ایک روز یقیناً ڈوب جاتی ہے۔ پھر اس زندگی یا صحت کے پیچھے اگر آج ایمان جیسی متاعِ عزیز کو ضائع کر دیا تو جب اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف روانہ ہوں گے تو ساتھ کیا لے کر جائیں گے؟ یہ تجارت تو سراسر خسارے کی ہے۔ نفع بخش سودا تو یہ ہے کہ ایمان کو بچا لیا جائے خواہ اس کی خاطر دنیا کی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنی پڑ جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٥- بَابُ تَعَالُجِ الْمَرِيْضِ

بیمار کے علاج کا بیان

۷۵۳- **حَدَّثَنِیْ** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے

رَجُلًا فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَصَابَهُ جُرْحٌ فَاحْتَقَنَ الْجُرْحُ الدَّمَ، وَأَنَّ الرَّجُلَ دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي أَنْمَارٍ فَنَظَرَا إِلَيْهِ فَزَعَمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُمَا أَيُّكُمَا أَطَبُّ؟ فَقَالَا أَوَ فِي الطِّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَزَعَمَ زَيْدٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي أَنْزَلَ الْأَدْوَاءَ. صحیح البخاری (۵۶۷۸) صحیح مسلم (۵۷۰۵)

میں ایک آدمی کو زخم ہوا اور زخم کی جگہ خون جمع ہو گیا۔ اس نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلایا تو انہوں نے اسے دیکھا۔ راویوں کا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تم میں سے کون ماہر طب ہے؟ دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! کیا طب میں کوئی بھلائی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری نازل کی اس کی دوا بھی نازل فرمائی ہے۔

[۹۲۰] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ سَعْدَ بْنَ زُرَارَةَ اكْتَوَى فِي زَمَانِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الذُّبْحَةِ فَمَاتَ. سنن ابن ماجہ (۳۴۹۲)

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت سعد بن زرارہ نے رسول اللہ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں خناق کی تکلیف کے باعث داغ لگوایا تو وفات پا گئے۔

[۹۲۱] اثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ اكْتَوَى مِنَ اللَّقْوَةِ، وَرُقِيَ مِنَ الْعَقْرَبِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے لقوہ کے باعث داغ لگوایا اور بچھو کے کاٹے پر دم کیا۔

٦- بَابُ الْغُسْلِ بِالْمَاءِ مِنَ الْحُمَّى

بخار کی وجہ سے غسل کرنا

۷۵۴- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ، وَقَدْ حُمَّتْ تَدْعُو لَهَا أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُبْرِدَهَا بِالْمَاءِ.

صحیح البخاری (۵۷۲۴) صحیح مسلم (۵۷۲۱)

فاطمہ بن منذر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر کے پاس جب کوئی عورت آتی جس کو بخار آتا ہو تو اس کے لیے پانی منگوایا جاتا اور اس کے گریبان پر چھڑک دیتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم فرمایا کرتے کہ اسے ہم پانی سے ٹھنڈا کریں۔

۷۵۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بِالْمَاءِ.

صحیح البخاری (۵۷۲۵) صحیح مسلم (۵۷۱۹)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش سے ہے تو اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو۔

۷۵۶- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوهَا بِالْمَاءِ. صحیح البخاری (۵۷۲۳) صحیح مسلم (۵۷۱۸)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کے جوش سے ہے تو اسے پانی سے بجھایا کرو۔

٧- بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَالطِّيَرَةِ

مریض کی عیادت اور فال لینا

۷۵۷- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا عَادَ الرَّجُلُ الْمَرِيضَ خَاضَ الرَّحْمَةَ حَتَّى إِذَا قَعَدَ عِنْدَهُ قَرَّتْ فِيهِ،

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی بیمار کی عیادت کرتا ہے تو رحمت میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب بیمار کے پاس بیٹھتا

أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

ہے تو رحمت اس کے اندر داخل ہو جاتی ہے یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔

۷۵۸- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ بُکَیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ ' عَنِ ابْنِ عَطِیَّةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا عَدْوٰی ' وَلَا هَامَ ' وَلَا صَفَرَ ' وَلَا یَحُلَّ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ ' وَلْیَحْلُلِ الْمُصِحُّ حَیْثُ شَاءَ ' فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا ذَاکَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّهٗ اَذًی. سنن ابن ماجہ (۳۵٤۰_۳۵٤۱)

ابن عطیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھوت' ہام اور صفر کوئی چیز نہیں ہے' ہاں خارشی اونٹ کو تندرست اونٹوں میں نہ ٹھہراؤ اور تندرست اونٹ کو جہاں چاہے رکھو۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک بیماری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۱- کِتَابُ الشَّعْرِ

بالوں کا بیان

۱- بَابُ السُّنَّةِ فِی الشَّعْرِ

بالوں کے متعلق سنّت

۷۵۹- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ نَافِعٍ ' عَنْ اَبِیْهِ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِاِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ ' وَاِعْفَاءِ اللِّحٰی. صحیح مسلم (۶۰۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مونچھوں کو پست کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے۔

۷۶۰- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ بْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ' وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ کَانَتْ فِیْ یَدِ حَرَسِیٍّ یَقُوْلُ یَا اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ اَیْنَ عُلَمَاؤُکُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَنْهٰی عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَیَقُوْلُ اِنَّمَا هَلَکَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ حِیْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَاؤُهُمْ. صحیح البخاری (۳٤۶۸) صحیح مسلم (۵۵٤۳)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا حج کے سال جب کہ وہ منبر پر تھے اور انہوں نے بالوں کا ایک گچھا لیا ہوا تھا جو ان کے خادم کے ہاتھ میں تھا' فرما رہے تھے: اے اہلِ مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے منع فرماتے ہوئے سنا ہے اور فرماتے کہ بے شک بنی اسرائیل اسی وقت ہلاک ہوئے جب کہ ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا۔

۷۶۱- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ زِیَادِ بْنِ سَعْدٍ ' عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ' اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ سَدَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَاصِیَتَهٗ مَا شَاءَ اللّٰهُ ' ثُمَّ فَرَقَ بَعْدَ ذٰلِکَ. صحیح البخاری (۵۹۱۷) صحیح مسلم (۶۰۱۶)

زیاد بن سعد نے ابن شہاب کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشانی کے بالوں کو لٹکائے رکھا جب تک اللہ نے چاہا' پھر مانگ نکالنے لگے۔

قَالَ مَالِکٌ لَیْسَ عَلَى الرَّجُلِ یَنْظُرُ اِلٰی شَعْرِ امْرَاَةِ ابْنِهٖ ' اَوْ شَعْرِ اُمِّ امْرَاَتِهٖ بَاْسٌ.

امام مالک نے فرمایا کہ اپنی بہو یا ساس کے بال کے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

[۹۲۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ نَافِعٍ ' عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ' اَنَّهٗ کَانَ یَکْرَهُ الْاِخْصَاءَ وَیَقُوْلُ فِیْهِ تَمَامُ الْخَلْقِ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر خصی کرنے کو ناپسند کرتے اور فرماتے کہ اس (خصی نہ کرنے) میں تخلیق کا پورا رکھنا ہے۔

٧٦٢- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَنَا وَ كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهُ اَوْ لِغَيْرِهِ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ اِذَا اتَّقٰى، وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ. صحیح مسلم (٧٣٩٤) صحیح البخاری (٦٠٠٥)

صفوان بن سلیم کو یہ بات پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا' خواہ وہ اس کا اپنا ہو یا غیر' جنت میں ایسے ہوں گے جب کہ پرہیز گار رہے اور اپنی دو انگلیوں درمیانی اور شہادت والی سے اشارہ کیا۔ ف

ف: یتیم سے بڑھ کر بے سہارا کون ہوگا کہ ننھی سی عمر ہے' کمانے سے مجبور' دنیا کے آرام وراحت سے دور' باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا' اس کا اس زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اس بے بسی میں جو اسے سہارا دے اس پر خدا کو کتنا پیار آئے گا۔ یقیناً وہ جنت میں اعلیٰ مقام پائے گا۔ جو بے بسی میں یتیم کی مدد کرے گا جب وہ قبر و حشر میں بے بس ہوگا تو پروردگار عالم اس کی مدد فرمائے گا اور جو یتیم کا اس لیے سہارا بنے گا کہ میرے اور ساری کائنات کے آقا و مولیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ بھی دریتیم تھے تو "المرء مع من احب" کے تحت وہ جنت میں حضور کے قرب سے نوازا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٢- بَابُ اِصْلَاحِ الشَّعْرِ

بالوں میں کنگھی کرنا

٧٦٣- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لِيْ جُمَّةً اَفَاُرَجِّلُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا، فَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ لِمَا قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَكْرِمْهَا.

حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ میرے کندھوں تک بال ہیں کیا ان میں کنگھی کر لیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور ان کی عزت کرو۔ پس حضرت ابو قتادہ کسی روز تو دو دفعہ تیل لگاتے کیونکہ ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان کی عزت کرو۔

٧٦٤- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، اَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرُ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ، فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ اَنِ اخْرُجْ كَاَنَّهُ يَعْنِيْ اِصْلَاحَ شَعْرِ رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ، فَفَعَلَ الرَّجُلُ، ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِنْ اَنْ يَاْتِيَ اَحَدُكُمْ ثَائِرَ الرَّاْسِ كَاَنَّهُ شَيْطَانٌ؟

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو ایک آدمی اندر آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف باہر جانے کا اشارہ کیا کہ پہلے سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کرے۔ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر واپس لوٹا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ آدمی بال بکھیر کر آئے جیسے وہ شیطان ہو۔

٣- بَابُ مَا جَاءَ فِيْ صَبْغِ الشَّعْرِ

بالوں کو رنگنے کا بیان

[٩٢٣] اَثَر- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيُّ، عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالَ وَكَانَ جَلِيْسًا لَهُمْ وَكَانَ اَبْيَضَ اللِّحْيَةِ وَالرَّاْسِ. قَالَ فَغَدَا عَلَيْهِمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدْ حَمَّرَهُمَا. قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ هٰذَا اَحْسَنُ. فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، اَرْسَلَتْ اِلَيَّ الْبَارِحَةَ

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث ان کے پاس بیٹھنے والوں میں تھے۔ جن کے داڑھی اور سر کے بال سفید تھے۔ ایک روز وہ صبح کے وقت آئے تو سرخ خضاب کیا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ خضاب کتنا اچھا ہے۔ کہا کہ مجھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنی نخیلہ نامی لونڈی کے ہاتھ قسم دے کر پیغام بھیجا تھا کہ خضاب کروں اور مجھے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق بھی خضاب کیا کرتے تھے۔

جَارِيَتَهَا نُخَيْلَةَ فَاَقْسَمَتْ عَلَيَّ لَاَصْبُغَنَّ، وَاَخْبَرَتْنِي اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ كَانَ يَصْبُغُ.

قَالَ يَحْيٰى سَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْ صَبْغِ الشَّعْرِ بِالسَّوَادِ لَمْ اَسْمَعْ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا مَعْلُوْمًا وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنَ الصِّبْغِ اَحَبُّ اِلَيَّ.

قَالَ وَتَرْكُ الصَّبْغِ كُلِّهِ وَاسِعٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ ضِيْقٌ.

قَالَ وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بَيَانٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يَصْبُغْ، وَلَوْ صَبَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَاَرْسَلَتْ بِذٰلِكَ عَائِشَةُ اِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ.

٤- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّعَوُّذِ

۷۶۵- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ اُرَوَّعُ فِيْ مَنَامِيْ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ، وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ.

۷۶۶- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، اَنَّهُ قَالَ اُسْرِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَاٰى عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَاٰهُ فَقَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُوْلُهُنَّ اِذَا قُلْتَهُنَّ طُفِئَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرَّ لِفِيْهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَلٰى، فَقَالَ جِبْرِيْلُ فَقُلْ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ، مِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَشَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَشَرِّ مَا ذَرَاَ فِي الْاَرْضِ، وَشَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ.

یحییٰ نے امام مالک کو سیاہ خضاب کے بارے میں فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اس کے متعلق کچھ نہیں سنا اور سیاہ کے سوا مجھے دوسرے خضاب پسند ہیں۔

فرمایا کہ خضاب نہ کرنے میں بھی وسعت ہے' اگر اللہ نے چاہا۔ لوگوں پر اس میں تنگی نہیں ہے۔

یحییٰ نے امام مالک کو اس حدیث کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے خضاب نہیں کیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے خضاب کیا ہوتا تو حضرت عائشہ نے عبدالرحمٰن بن اسود کے لیے ضرور اس کا پیغام بھیجا ہوتا۔

تعوذ کے متعلق حکم

یحییٰ بن سعید کو یہ بات پہنچی کہ حضرت خالد بن ولید نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں گزارش کی کہ میں سوتے ہوئے ڈر جاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ یہ کہہ لیا کرو: میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ پناہ چاہتا ہوں اس کے غضب' اس کی ناراضگی' بندوں کے شر' شیطانوں کے وسوسوں سے اور اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی تو آپ نے ایک شرارتی جن دیکھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ادھر متوجہ ہوئے اور اسے دیکھا تو حضرت جبرئیل عرض گزار ہوئے: کیا میں آپ کو ایسے کلمے نہ سکھاؤں کہ ان کے کہنے سے شعلہ بجھ جائے اور جو منہ میں ہے گر جائے۔ رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ کیوں نہیں۔ حضرت جبرئیل عرض پرداز ہوئے کہ یوں کہا کرو: پناہ چاہتا ہوں میں خدا کی ذاتِ کریم کی' ساتھ اللہ کے مکمل کلمات کے' جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا' اس برائی سے جو آسمان سے نازل ہو یا اس کی طرف اٹھے اور ان چیزوں کی برائی سے جو زمین میں پیدا کی گئیں اور جو اس سے نکلتی ہیں نیز رات اور دن کے فتنوں اور شب و روز کی آفتوں سے مگر اے رحمٰن! جو حادثہ خیر لیے ہوئے ہو۔

٧٦٧- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ قَالَ مَا نِمْتُ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ؟ فَقَالَ لَدَغَتْنِي عَقْرَبٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَمَا إِنَّكَ لَوْ قُلْتَ حِينَ أَمْسَيْتَ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ لَمْ تَضُرَّكَ. صحیح مسلم (٦٨١٧-٦٨١٨)

[٩٢٤] أثر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، أَنَّ كَعْبَ الْأَحْبَارِ قَالَ لَوْ لَا كَلِمَاتٌ أَقُولُهُنَّ لَجَعَلَتْنِي يَهُودُ حِمَارًا، فَقِيلَ لَهُ وَمَا هُنَّ؟ فَقَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمَ مِنْهُ، وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ، وَلَا فَاجِرٌ، وَبِأَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا، وَمَا لَمْ أَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَبَرَأَ وَذَرَأَ.

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَحَابِّينَ فِي اللّٰهِ

٧٦٨- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ لِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي.
صحیح مسلم (٦٤٩٤)

٧٦٩- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَوْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ إِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُودَ إِلَيْهِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلٰى ذٰلِكَ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ ذَاتُ حَسَبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلے کے ایک آدمی نے کہا کہ آج رات میں نہیں سویا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ کس وجہ سے؟ عرض گزار ہوا کہ مجھے بچھو نے کاٹ کھایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے شام کے وقت یہ کہا ہوتا: "پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ ہر مخلوق کی برائی سے" تو کوئی چیز تمہیں نقصان نہ پہنچاتی۔

قعقاع بن حکیم سے روایت ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں چند کلمے نہ کہا کرتا تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: میں پناہ چاہتا ہوں عظمت والے خدا کی ذات کی جس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ اور اللہ کے مکمل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک یا بد تجاوز نہیں کر سکتا اور اللہ کے تمام اچھے ناموں کے ساتھ جنہیں میں جانتا ہوں یا نہیں جانتا' ہر مخلوق کی برائی سے جس کو پیدا کیا اور پھیلایا گیا ہے۔

خدا کے لیے محبت کرنا

سعید بن یسار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جب کہ میرے سائے کے سوا آج کوئی سایہ نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں جگہ دے گا' جس روز اس کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ۱۔ انصاف کرنے والا حاکم' ۲۔ اللہ کی عبادت کرنے والا نوجوان' ۳۔ وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا ہے نکلنے اور واپس آنے تک بھی' ۴۔ وہ دو آدمی جو اللہ کے لیے محبت رکھیں اسی پر جمع ہوں اور اسی پر جدا ہوں۔ جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی دونوں آنکھیں اشک بار ہوئیں' ۵۔ وہ آدمی جس کو خاندانی اور حسن و جمال والی عورت

وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ. صحیح البخاری (٦٨٠٦) صحیح مسلم (٢٣٧٧)

بلائے اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں'۶۔ اور وہ آدمی جو اس درجہ چھپا کر خیرات کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں ہوتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

۷۷۰- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيلَ قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا، فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا، فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ. وَإِذَا أَبْغَضَ اللّٰهُ الْعَبْدَ. قَالَ مَالِكٌ لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذٰلِكَ. صحیح البخاری (٧٤٨٥) صحیح مسلم (٦٦٤٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت رکھتا ہوں' پس حضرت جبرئیل بھی اس سے محبت کرتے ہیں' پھر آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ میرے خیال میں ناراضگی کے متعلق بھی حسب سابق فرمایا ہوگا۔

۷۷۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَإِذَا فَتًى شَابٌّ بَرَّاقُ الثَّنَايَا، وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَسْنَدُوا إِلَيْهِ وَصَدَرُوا عَنْ قَوْلِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي قَالَ فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى قَضٰى صَلٰوتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِلّٰهِ فَقَالَ آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ أَللّٰهِ. فَقَالَ آللّٰهِ. فَقُلْتُ أَللّٰهِ. فَقَالَ آللّٰهِ؟ فَقُلْتُ أَللّٰهِ. قَالَ فَأَخَذَ بِحُبْوَةِ رِدَائِي فَجَبَذَنِي إِلَيْهِ وَقَالَ أَبْشِرْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ.

ابو ادریس خولانی کا بیان ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو ایک چمکدار دانتوں والے جوان کو دیکھا کہ اس کے ساتھ والے لوگ جب کسی بات میں اختلاف کرتے ہیں تو اس کی سند پکڑتے اور اس کی بات پر رک جاتے ہیں۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ حضرت معاذ بن جبل ہیں۔ اگلے روز میں علی الصبح گیا تو وہ مجھ سے پہلے نماز پڑھنے میں مشغول تھے۔ میں نے انتظار کیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے نماز پڑھ لی۔ پھر میں سامنے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سلام کیا۔ پھر میں عرض گزار ہوا کہ خدا کی قسم! میں خدا کے لیے آپ سے محبت رکھتا ہوں' فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: اللہ کے لیے' فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: اللہ کے لیے۔ فرمایا: کیا اللہ کے لیے؟ میں نے کہا: اللہ کے لیے۔ انہوں نے میری چادر کا ایک کونا پکڑ کر مجھے نزدیک کیا اور فرمایا کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت ان دونوں کے لیے واجب ہو گئی جو میرے لیے محبت کرتے' میرے لیے اکٹھے بیٹھتے' میرے لیے جان و مال کی بازی لگاتے اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔

[۹۲۵] اَثر- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اَلْقَصْدُ، وَالتُّؤَدَةُ، وَحُسْنُ السَّمْتِ جُزْءٌ مِّنْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے کہ میانہ روی، نرمی اور اچھی وضع قطع نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۲- کِتَابُ الرُّؤْیَا

خواب کا بیان

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِی الرُّؤْیَا

خواب کے متعلق روایات

۷۷۲- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیِّ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلرُّؤْیَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ ذٰلِکَ. صحیح البخاری (۶۹۸۳)

امام مالک، ابوالزناد، اعرج، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پہلی کے مطابق روایت کی ہے۔ف

ف: نبوت خدا سے براہ راست علم پانے کا اعلیٰ ترین اور واحد ذریعہ ہے۔ نیک آدمی کا خواب گویا اس کا چھیالیسواں حصہ ہے اور یہ بھی ایک شرف ہے لیکن ایسے خواب دیکھنے والے کو نبی سمجھنا قطعاً غلط ہے اور نہ اس شرف کو اجزائے نبوت کی دلیل بنایا جا سکتا ہے کیونکہ نبوت ختم ہو چکی۔ نبی کریم ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ ختم نبوت کا عقیدہ ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کرنے والا یا اس کے معانی میں تاویل کرنے والا اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور انہیں مسلمان جاننے والے سب اسلام کے دائرے سے باہر ہیں۔ یہی مصنف تحذیر الناس کا حال ہے جنہوں نے خاتمیت زمانی کو عوام کا خیال اور فضیلت سے خالی بتاتے ہوئے صاف کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور کے بعد ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی خاتمیت محمدی برقرار رہتی ہے۔ یہ سراسر غیر اسلامی، خلاف قرآن و حدیث اور ساری امت محمدیہ کے خلاف انہوں نے اس لیے عقیدہ بیان کیا کہ دعویٰ نبوت کے راستے میں ختم نبوت کا عقیدہ حائل تھا لہٰذا اس عقیدے کے انکار کی ٹھہرائی کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، یہ عقیدہ تو عوام کالانعام کا ہے، اہل فہم کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور کے بعد نبی ہو سکتا ہے ایک نہیں ہزاروں نبی ہو سکتے ہیں کیونکہ حضور زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے خاتم ہیں اور اپنی اس گھڑی ہوئی خاتمیت کا نام خاتمیتِ مرتبی رکھ کر اسے حضور کے شایانِ شان بتا دیا اور خاتمیت زمانہ کو مٹانے کی غرض سے صاف کہہ دیا کہ "شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ کہ زمانی" حالانکہ مسلمانوں نے تیرہ سو سال کے اندر خاتمیت مرتبہ کا نام بھی نہیں سنا تھا۔ موصوف نے کاریگری یہ دکھائی کہ خاتمیت کو پرے پھینک دیا اور فضیلت کو اس جگہ پر رکھتے ہوئے اسے خاتمیت بتانے اور اہل اسلام کو بہکانے اور جہنم کا ایندھن بنانے لگے۔ پروردگار عالم ہر مسلمان کو گندم نما جَو فروش قسم کے رہنما بننے والوں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے امین یاالہ العلمین بحق خاتم الانبیاء والمرسلین۔

۷۷۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ، عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ ' عَنْ زُفَرَ بْنِ صَعْصَعَةَ ' عَنْ اَبِيهِ ' عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ يَقُوْلُ هَلْ رَاٰى اَحَدٌ مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا؟ وَيَقُوْلُ لَيْسَ يَبْقٰى بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ

رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو فرماتے: کیا آج رات تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اور فرماتے کہ میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے اچھے خوابوں کے۔

۷۷۴- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنْ يَبْقٰى بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ ' فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ ' اَوْ تُرٰى لَهُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ. صحیح البخاری (۶۹۹۰)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہے گا ماسوائے مبشرات کے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا کہ وہ اچھے خواب جنہیں نیک آدمی دیکھے یا اس کے لیے دیکھا جائے۔ یہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہیں۔ف

ف: نبوت "نبأ" یعنی "خبر" سے مشتق ہے۔ سچی خبر وہی ہے جو نبی دے۔ نبی کی دی ہوئی خبر صداقت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتی ہے کیونکہ وہ وحی پر موقوف ہوتی ہے جس کی مختلف شکلیں ہیں یعنی نبی کو فرشتے' الہام' کشف اور خواب کے ذریعے جو بھی خبر دی جاتی ہے وہ وحی شمار ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کو دخل نہیں ہوتا۔ ولایت نبوت کا اور ولی نبی کا سایہ عکس ہوتا ہے۔ چونکہ ولایت نبوت تو نہیں ہوتی لیکن نبوت کا سایہ اور عکس ضرور ہوتی ہے۔ اسی طرح ولی کی خبر کا درجہ نبی کی خبر جیسا نہیں ہوتا لیکن یقین کے لحاظ سے ولی کی خبر کو صداقت سے خالی بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نبی کی خبر کا چھیالیسواں حصہ اس میں صداقت موجود ہوتی ہے۔ چھیالیسواں حصہ یقین کے لحاظ سے ہے کہ انبیائے کرام کی خبر کے مقابلے میں ان پر اتنا یقین رکھا جائے گا کہ مقابلتاً اس درجہ یقین کیا جائے گا لیکن بالکل ناقابل یقین بھی نہیں کہا جائے گا کیونکہ نبی کی خبر کے لحاظ سے یہ بھی چھیالیسواں حصہ صداقت سے بھرپور اور قابل یقین ہے جب کہ حضرات اولیاء کی خبر غیر ولی کی خبر سے ہزاروں گنا صداقت سے بھرپور ہوتی ہے کیونکہ امت کے اندر یہی حضرات حق وصداقت کے نشان اور صراط مستقیم کے سنگ میل ہوتے ہیں۔ جس راستے پر یہ ہوں صراط مستقیم وہی ہے' حقیقی اسلام وہی راستہ ہے۔ اگر یہ حضرات صراط مستقیم پر نہ ہوتے تو مقام ولایت کیسے پاتے؟ قرب ومقبولیت خداوندی سے کیوں نوازے جاتے؟

غور سے دیکھا جائے تو اولیاء اللہ کا وجود صرف اور صرف اہل سنت و جماعت میں نظر آئے گا۔ باقی کسی بھی جماعت میں نہ آج تک کوئی ولی ہوا ہے اور نہ قیامت تک ہو سکتا ہے کیونکہ دوسری تمام جماعتوں نے خواہ کوئی نئی ہو یا پرانی سب نے حق وصداقت یعنی اصل اسلام میں ملاوٹ کر رکھی ہے' حق کے اندر باطل کو ملا کر معجون مرکب بنائی ہوئی ہے۔ مقدس اسلام کے اندر جمع وتفریق کر کے اپنی اپنی مرضی کے اسلام بنائے ہوئے ہیں جو ملاوٹ کے باعث خالص اسلام نہیں ہیں اور غیر اسلامی عقائد ونظریات کی مضرت کے باعث مسلمانوں کے لیے قابل احتراز واجتناب ہیں کیونکہ انہیں اختیار کرنے' ان کی ہمنوائی کا دم بھرنے کے باعث ایمان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر بالفرض کسی نے عقائد ونظریات میں ردوبدل نہیں کیا تو دیگر اسلامی افعال ومسائل میں من مانی رنگ آمیزی کر دی ہے جس کے باعث گمراہی اور بے دینی کی منہ بولتی تصویر بن گئی ہیں۔ دین میں من مانی ردوبدل کرنا یہود ونصاریٰ کا طرۂ امتیاز تھا لیکن بعض مسلمان کہلانے والے ان پر بھی سبقت لے جانے میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو سچی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

دین کا ماخذ واقعی قرآن وحدیث ہیں لیکن آیات واحادیث کا جو مفہوم کسی کی سمجھ میں آئے اس کی صحت کا کیا ثبوت ہے؟ دریں حالات آیات واحادیث کے وہی مفہوم ومطالب قابل یقین قرار پائیں گے جو حق وصداقت کے ان نشانوں اور سرمایہ ملت کے پاسبانوں یعنی حضرات اولیاء اللہ نے سمجھے۔ ان کے خلاف سمجھے ہوئے اپنے مفہوم کی صحت پر اگر کوئی دلائل کا ڈھیر بھی لگا دے تب بھی اس کی بات ناقابل یقین اور رد کر دینے کے لائق ہوگی۔ لہٰذا صراط مستقیم پر چلنے اور حق وصداقت سے وابستہ رہنے کی خاطر ضروری ہے کہ حضرات اولیاء اللہ کی دین فہمی کو اپنے لیے مشعل راہ بنایا جائے اور ان بزرگوں کی دین فہمی کا نام مذہب اہل سنت وجماعت ہے۔ اصول وفروع میں یہی مذہب مہذب قرآن وحدیث کی تعلیمات کا حامل اور مقدس اسلام کی منہ بولتی تصویر ہے جب کہ باقی سارے اسلام جو مختلف فرقوں نے اپنے اپنے لیے بنا رکھے ہیں وہ ہرگز اصل اسلام نہیں بلکہ اسلام کو اپنے نام نہاد اجتہاد کی مشین میں ڈال کر مرضی کے مطابق بنائے ہوئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۷۷۵- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیدٍ، عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِیٍّ یَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّیْطَانِ، فَإِذَا رَأَی أَحَدُکُمُ الشَّیْءَ یَکْرَهُهُ، فَلْیَنْفُثْ عَنْ یَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَیْقَظَ، وَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ إِنْ کُنْتُ لَأَرَی الرُّؤْیَا هِیَ أَثْقَلُ عَلَیَّ مِنَ الْجَبَلِ، فَلَمَّا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِیثَ فَمَا کُنْتُ أُبَالِیهَا.

صحیح البخاری (۵۷٤۷) صحیح مسلم (۵۸٦۲ تا ۵۸۵۷)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے۔ جب تم میں سے کوئی ایسی چیز دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو چاہیے کہ بائیں جانب تین دفعہ تھتکارے جب کہ بیدار ہو اور اس کی برائی سے اللہ کی پناہ چاہے تو اللہ نے چاہا تو وہ اسے نقصان نہ دے گا۔ ابو سلمہ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا خواب دیکھوں جو مجھ پر پہاڑ سے بھی گراں ہو تب بھی یہ حدیث سننے کے بعد مجھے کوئی پروا نہیں رہی۔

[۹۲٦] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیهِ، أَنَّهُ کَانَ یَقُولُ فِی هٰذِهِ الْآیَةِ ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ﴾ (یونس: ٦٤) قَالَ هِیَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ، أَوْ تُرٰی لَهُ.

عروہ بن زبیر اس آیت: ''انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں'' کے بارے میں فرمایا کرتے کہ یہ اچھا خواب ہے جو نیک آدمی دیکھے یا اس کے متعلق کوئی دیکھے۔

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِی النَّرْدِ

چوسر یا شطرنج کے متعلق روایات

۷۷٦- حَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ مُوسَی بْنِ مَیْسَرَةَ، عَنْ سَعِیدِ بْنِ أَبِی هِنْدٍ، عَنْ أَبِی مُوسَی الْأَشْعَرِیِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُولَهُ. سنن ابو داؤد (٤۹۳۸)

سعید بن ابو ہند نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو چوسر یا شطرنج کھیلے اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

[۹۲۷] اثر- وَحَدَّثَنِی عَنْ مَالِکٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِی عَلْقَمَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّهُ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ ان کے کاشانۂ اقدس میں جو لوگ رہائش پذیر تھے ان کے پاس

بَلَغَهَا أَنَّ أَهْلَ بَيْتٍ فِي دَارِهَا كَانُوا سُكَّانًا فِيهَا وَعِنْدَهُمْ نَرْدٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِمْ لَئِنْ لَمْ تُخْرِجُوهَا لَأُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ دَارِي، وَأَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ.

[۹۲۸] اَثَر- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِهِ يَلْعَبُ بِالنَّرْدِ ضَرَبَهُ وَكَسَرَهَا.

قَالَ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ مَالِكًا يَقُولُ لَا خَيْرَ فِي الشَّطْرَنْجِ وَكَرِهَهَا.

وَسَمِعْتُهُ يَكْرَهُ اللَّعِبَ بِهَا وَبِغَيْرِهَا مِنَ الْبَاطِلِ، وَيَتْلُو هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلٰلُ﴾ (یونس:۳۲).

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۳- كِتَابُ السَّلَامِ

۱- بَابُ الْعَمَلِ فِي السَّلَامِ

۷۷۷- **حَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَإِذَا سَلَّمَ مِنَ الْقَوْمِ وَاحِدٌ أَجْزَأَ عَنْهُمْ.

[۹۲۹] اَثَر- **وَحَدَّثَنِي** عَنْ مَالِكٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، ثُمَّ زَادَ شَيْئًا مَعَ ذٰلِكَ أَيْضًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَهُوَ يَوْمَئِذٍ قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا هٰذَا الْيَمَانِيُّ الَّذِي يَغْشَاكَ فَعَرَّفُوهُ إِيَّاهُ. قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ السَّلَامَ انْتَهَى إِلَى الْبَرَكَةِ.

قَالَ يَحْيٰى سُئِلَ مَالِكٌ هَلْ يُسَلَّمُ عَلَى الْمَرْأَةِ؟ فَقَالَ أَمَّا الْمُتَجَالَّةُ فَلَا أَكْرَهُ ذٰلِكَ، وَأَمَّا الشَّابَّةُ فَلَا أُحِبُّ ذٰلِكَ.

۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّلَامِ عَلَى

شطرنج تھی۔ انہوں نے ان کے لیے پیغام بھیجا کہ اسے نکال دو ورنہ میں تمہیں اپنے گھر سے نکال دوں گی اور ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب اپنے کسی گھر والے کو شطرنج یا چوسر کھیلتا ہوا دیکھتے تو مارتے اور اسے توڑ دیتے۔

یحییٰ نے امام مالک کو فرماتے ہوئے سنا کہ شطرنج میں کوئی بھلائی نہیں اور اسے ناپسند فرمایا۔

اور میں نے ان سے سنا کہ وہ اس کے ساتھ کھیلنا اور دوسرے فضول کھیلوں کو ناپسند فرماتے اور یہ آیت پڑھا کرتے: ''پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی''۔

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سلام کرنے کا بیان

سلام کرنے کا طریقہ

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیدل کو سلام کرے اور جب کافی لوگوں میں سے ایک نے سلام کیا تو سب کی طرف سے ہوگیا۔

محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی خدمت میں ایک یمنی نے حاضر ہو کر کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' اور اس پر بھی کچھ اضافہ کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اور ان دنوں ان کی بینائی چلی گئی تھی کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: وہی یمانی ہے جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔ تو اسے پہچان کر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سلام تو ''وبرکاتہ'' پر ختم ہو جاتا ہے۔

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کیا عورت کو سلام کیا جائے؟ فرمایا: بوڑھی ہو تو میں اسے ناپسند نہیں کرتا اور جوان ہو تو یہ مجھے پسند نہیں۔

یہودی اور نصرانی کو سلام کرنے

الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ

کا طریقہ

۷۷۸- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْ عَلَيْكَ.

صحیح البخاری (۶۲۵۷) صحیح مسلم (۵۶۱۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہودیوں میں سے جب کوئی تمہیں سلام کرے اور کہے السام علیکم تو تم کہہ دیا کرو کہ تیرے اوپر ہو۔

قَالَ يَحْيٰى وَسُئِلَ مَالِكٌ عَمَّنْ سَلَّمَ عَلَى الْيَهُوْدِيِّ أَوِ النَّصْرَانِيِّ هَلْ يَسْتَقِيْلُهُ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ لَا.

یحییٰ کا بیان ہے کہ امام مالک سے پوچھا گیا کہ جو یہودی یا نصرانی کو سلام کر بیٹھے تو کیا اپنے الفاظ واپس لے؟ فرمایا: نہیں۔

۳- بَابُ جَامِعِ السَّلَامِ

سلام کے متعلق دیگر روایات

۷۷۹- حَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلٰى عَقِيْلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ إِذْ أَقْبَلَ نَفَرٌ ثَلَاثَةٌ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَذَهَبَ وَاحِدٌ، فَلَمَّا وَقَفَا عَلٰى مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَلَّمَا. فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَرَأٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا، وَأَمَّا الْآخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلَاثَةِ؟ أَمَّا أَحَدُهُمْ فَأَوٰى إِلَى اللّٰهِ فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَاسْتَحْيَا فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَأَعْرَضَ فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ. صحیح البخاری (۶۶) صحیح مسلم (۵۶۴۵)

حضرت ابو واقد لیثی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ تین آدمی آئے۔ دو رسول اللہ ﷺ کی جانب بڑھے اور ایک چلا گیا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے قریب آئے تو سلام کیا۔ ان میں سے ایک تو جگہ دیکھ کر حلقے میں آ بیٹھا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا رہا۔ جب کہ تیسرا پیٹھ پھیر کر چلا ہی گیا تھا۔ جب فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ایک ان میں سے اللہ کی طرف آیا اور اللہ نے اسے جگہ دی۔ دوسرے نے حیاء محسوس کی اور اللہ نے اس سے حیاء فرمائی اور تیسرے نے منہ پھیرا تو اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا۔

[۹۳۰] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، وَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَجُلٌ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَأَلَ عُمَرُ الرَّجُلَ كَيْفَ أَنْتَ؟ فَقَالَ أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللّٰهَ، فَقَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الَّذِي أَرَدْتُ مِنْكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر سے سنا کہ کسی نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت عمر نے اس آدمی سے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں تم سے یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔

[۹۳۱] أَثَرٌ- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ الطُّفَيْلَ بْنَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَأْتِي عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهُ إِلَى السُّوْقِ قَالَ فَإِذَا غَدَوْنَا إِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ

طفیل بن ابی بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر جس گری پڑی چیز اٹھانے والے دکاندار اور مسکین وغیرہ کے پاس سے گزرتے اسے سلام کرتے۔ طفیل کا بیان ہے کہ ایک روز میں حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور انہوں نے مجھے

اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ عَلٰی سُقَاطٍ، وَلَا صَاحِبِ بَیْعَۃٍ، وَلَا مِسْکِیْنٍ، وَلَا اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَیْہِ. قَالَ الطُّفَیْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ یَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِیْ اِلَی السُّوْقِ، فَقُلْتُ لَہٗ وَمَا تَصْنَعُ فِی السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَی الْبَیِّعِ، وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ، وَلَا تَسُوْمُ بِھَا وَلَا تَجْلِسُ فِیْ مَجَالِسِ السُّوْقِ؟ قَالَ وَاَقُوْلُ اجْلِسْ بِنَا ھٰھُنَا نَتَحَدَّثُ، قَالَ فَقَالَ لِیْ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عُمَرَ یَا اَبَا بَطْنٍ وَکَانَ الطُّفَیْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰی مَنْ لَقِیْنَا.

بازار لے جانا چاہا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ بازار میں کیا کریں گے؟ نہ آپ سودا کرتے ہیں' نہ کسی چیز کے متعلق پوچھتے ہیں' نہ کسی چیز کا مول کرتے ہیں اور نہ بازار والوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں' کیوں نہ یہیں بیٹھ کر ہم باتیں کرتے رہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا: اے ابوبطن! کیونکہ حضرت طفیل کا پیٹ بڑا تھا۔ ہم تو وہاں سلام کرنے جاتے ہیں' جو ہمیں ملتا ہے ہم اسے سلام کرتے ہیں۔ (یعنی ہم سلام کریں گے تو نیکیاں ملیں گی جواب دینے والے کو بھی)۔ف

ف: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کی اس لیے کوشش فرمایا کرتے تھے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اولا ادلکم علی شیء اذا فعلتموہ تحببتم افشوا السلام بینکم" (صحیح مسلم) کیا میں تمہیں ایسا کام نہ بتاؤں کہ جب اسے کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے۔ وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ دوسری وجہ یہ تحریص تھی۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "ای السلام خیر قال تطعم الطعام وتقری السلام عرفت ومن لم تعرف" (متفق علیہ) کون سا سلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ تو کھانے کھلائے اور سلام کہے خواہ اسے جانتا ہو یا نہ جانے۔

(۲) حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان اولی الناس باللہ بدا بالاسلام" (احمد' ترمذی' ابوداؤد) لوگوں سے اللہ کے قریب تر وہ شخص ہے جو سلام کی ابتداء کرتا ہے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "البادی بالسلام بریء من الکبر" (بیہقی فی شعب الایمان) سلام میں ابتداء کرنے والا تکبر سے بری ہے۔

تیسری وجہ یہ تھی کہ السلام علیکم کہنے والے کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اگر "ورحمۃ اللہ" بھی کہے تو بیس" وبرکاتہ" کا اضافہ بھی کرے تو تیس اور اگر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ" کہے تو چالیس نیکیاں ملتی ہیں (ابوداؤد) لہٰذا وہ نیکیاں جمع کرنے کی غرض سے بازار میں چلے جاتے تھے کہ جب کوئی کام سامنے نہ ہو تو اتنی سی محنت سے کیوں نہ ہزاروں نیکیاں جمع کر لی جائیں۔

سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض۔ سلام کرنے کے کچھ اسلامی آداب ہیں کہ چھوٹا بڑے کو' سوار پیدل کو' تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو اور آنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ ایک کا سلام کرنا سارے ساتھیوں کی جانب سے ہو گیا اور اہل مجلس سے ایک کا جواب سب کی طرف سے کافی ہے۔ عورتیں بھی آپس میں ایک دوسری کو سلام کریں۔ مرد کا غیر محرم جوان عورت کو اور اسی طرح عورت کا غیر محرم مرد کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ بوڑھی عورت کے لیے سلام کرنے میں مضائقہ نہیں خواہ غیر محرم ہو۔ خالی گھر میں جاتے وقت "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" کہنا چاہیے۔ غیر مسلموں کو سلام کرنا جائز نہیں کہ ان کے لیے سلامتی چاہنا اسلام کی بدخواہی ہے۔ ہاں ان کے حق میں ہدایت کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔ اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اس کے جواب میں صرف "وعلیک" کہہ دینا کافی ہے خط و کتابت کے وقت سلام لکھنا بالشافہ سلام کرنے کی طرح ہے۔

بخاری و مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل روایت مذکور ہوئی ہے جس کے اندر ہے کہ سلام کی

ابتداء حضرت آدم علیہ السلام ہی سے ہوئی۔ انہیں پیدا کرتے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرشتوں کی فلاں جماعت کو سلام کرو اور ان کا جواب سنو۔ انہوں نے سلام کیا اور فرشتوں نے جواب دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام یہی ہے کہ جب ایک دوسرے سے ملے تو سلام کرنے والا تمہاری طرح کہے اور جواب دینے والا فرشتوں کی طرح جواب دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۳۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ رَجُلًا سَلَّمَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، وَالْغَادِيَاتُ، وَالرَّائِحَاتُ. فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَعَلَيْكَ أَلْفًا، ثُمَّ كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن عمر کو سلام کرتے ہوئے کہا: "السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاته والغادیات والرائحات" حضرت عبد اللہ بن عمر نے اسے جواب دیا: "اور تمہارے اوپر ہزار بار"۔ گویا اسے ناپسند فرمایا۔ ف

ف: احادیث کے اندر سلام کے الفاظ یہاں تک آئے ہیں: "السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته" اور ایک روایت کے اندر" ومغفرته " کا اضافہ بھی ہے۔ السلام علیکم پر ان سے زیادہ اور کوئی اضافہ ثابت نہیں۔ اس لیے سلام کرنے والے نے جب "والغادیات الرائحات" کا اضافہ کیا تو یہ بات حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو پسند نہ آئی اور انہوں نے "وعلیک الفا" سے جواب دیا کہ تجھ پر ہزار معلوم ہوا کہ سنت کی صورت کو بدلنا اور اس میں اپنی جانب سے اضافہ کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ سنت کی نورانیت کسی اضافے کی محتاج نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۳۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِىْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهٗ بَلَغَهٗ، إِذَا دُخِلَ الْبَيْتُ غَيْرُ الْمَسْكُوْنِ يُقَالُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ جب ایسے گھر میں داخل ہو جس میں سکونت نہیں تو کہے: ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر۔ ف

ف: اس روایت سے معلوم ہوا کہ خالی گھر میں آتے وقت یوں سلام کرنا چاہیے۔"السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین"۔ بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اسے روایت کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ حسب مواقع اللہ والوں کے لیے سلام کرنا چاہیے کیونکہ اولیاء اللہ کو یاد رکھنے اور ان حضرات کے کارنامے بیان کرنے سے اللہ والوں کی محبت وعقیدت مستحکم ہوتی اور ان حضرات کی پیروی کرنے کی جانب ترغیب ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ سے دلی وابستہ ہو کر ان کے پیچھے چلنے کا ثمرہ کوئی اصحاب کہف کے کتے سے پوچھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٥٤- كِتَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینے کا بیان

١- بَابُ الْاِسْتِئْذَانِ

کسی کے گھر میں جاتے وقت اجازت لینا

٧٨٠- حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَأَلَهٗ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْتَأْذِنُ عَلٰى أُمِّيْ؟ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ إِنِّيْ مَعَهَا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَأْذِنْ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت لیا کروں؟ فرمایا: ہاں۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو گھر میں ان کے ساتھ رہتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي خَادِمُهَا، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً؟ قَالَ لَا. قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا.

اجازت لیا کرو۔ اس آدمی نے کہا کہ میں تو ان کا خدمت گزار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ انہیں ننگی دیکھو؟ کہا: نہیں، فرمایا: تو اجازت لیا کرو۔

۷۸۱- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، فَادْخُلْ وَإِلَّا فَارْجِعْ. صحیح البخاری (۲۰۶۲) صحیح مسلم (۵۵۹۱تا۵۵۹۹)

حضرت ابوسعید خدری نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت لینا تین دفعہ ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔

۷۸۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ عُلَمَائِهِمْ، أَنَّ أَبَا مُوسَى الْأَشْعَرِيَّ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَاسْتَأْذَنَ ثَلَاثًا، ثُمَّ رَجَعَ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي أَثَرِهِ، فَقَالَ مَا لَكَ لَمْ تَدْخُلْ؟ فَقَالَ أَبُو مُوسَى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، فَادْخُلْ، وَإِلَّا فَارْجِعْ. فَقَالَ عُمَرُ وَمَنْ يَعْلَمُ هٰذَا لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا. فَخَرَجَ أَبُو مُوسَى حَتّٰى جَاءَ مَجْلِسًا فِي الْمَسْجِدِ يُقَالُ لَهُ مَجْلِسُ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ إِنِّي أَخْبَرْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ الْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ، فَادْخُلْ، وَإِلَّا فَارْجِعْ فَقَالَ لَئِنْ لَمْ تَأْتِنِي بِمَنْ يَعْلَمُ هٰذَا لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كَانَ سَمِعَ ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنْكُمْ فَلْيَقُمْ مَعِي، فَقَالُوا لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قُمْ مَعَهُ، وَكَانَ أَبُو سَعِيدٍ أَصْغَرَهُمْ فَقَامَ مَعَهُ، فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي مُوسَى أَمَا إِنِّي لَمْ أَتَّهِمْكَ، وَلٰكِنْ خَشِيتُ أَنْ يَتَقَوَّلَ النَّاسُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

صحیح البخاری (۲۰۶۲) صحیح مسلم (۵۵۹۱تا۵۵۹۹)

ربیعہ بن ابو عبد الرحمٰن نے کتنے ہی علمائے کرام سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمر سے اجازت مانگی۔ تین دفعہ اجازت مانگ کر لوٹ آئے۔ حضرت عمر نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا اور کہا: آپ اندر داخل کیوں نہ ہوئے؟ حضرت ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اجازت مانگنا تین دفعہ ہے۔ اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ واپس لوٹ آؤ۔ حضرت عمر نے کہا: اس کا علم اور کس کو ہے؟ کہ آپ اس کے جاننے والے کو نہیں لائیں گے تو میں آپ کو سزا دوں گا۔ حضرت ابوموسیٰ نکل آئے اور مسجد میں مجلس کے اندر چلے گئے جس کو مجلسِ انصار کہا جاتا ہے۔ کہا کہ میں نے حضرت عمر کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اجازت تین دفعہ مانگو اگر اجازت مل جائے تو اندر چلے جاؤ ورنہ لوٹ آؤ۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اگر تم میرے پاس اس شخص کو نہ لائے جسے اس کا علم ہو تو میں تمہیں سزا دوں گا۔ اگر آپ سے کسی نے یہ حدیث سنی ہو تو میرے ساتھ چلے۔ لوگوں نے حضرت ابوسعید خدری سے کہا کہ ان کے ساتھ جاؤ اور حضرت ابوسعید ان میں سب سے کم عمر تھے وہ ساتھ چلے گئے اور حضرت عمر کو یہ بات بتائی۔ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا کہ میں آپ پر تہمت نہیں لگاتا بلکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف باتیں منسوب کرنے میں جری نہ ہو جائیں۔ ف

ف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سختی کرنا ان کی تحقیر یا عدم اعتماد کی بنا پر نہیں جس پر خود حضرت عمر کے یہ الفاظ "اما انی لم اتھمک" شاہد ہیں بلکہ ان کا یہ طرزِ عمل حقیقت میں فنِ اصولِ حدیث کی بڑی مہتم بالشان شق

ہے کہ خبر واحد کا راوی خواہ کتنا ہی جلیل القدر اور صداقت و دیانت کا مجسمہ کیوں نہ ہو لیکن وہی روایت اگر متعدد طرق سے مروی ہو تو زیادہ قابل یقین ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں اس سے یہ ہدایت بھی ملتی ہے کہ خبر واحد خواہ موتی کی طرح کتنی ہی آبدار کیوں نہ معلوم ہو لیکن دوسری روایات کی نسبت چھان پھٹک کی وہ زیادہ محتاج ہے کیونکہ احادیث کے اندر بعض بدخواہ جب اپنی گھڑی ہوئی روایتیں شامل کرنا شروع کریں گے تو ایسی جعلی روایتیں خبر واحد ہونے کے باعث ہی پہچانی جائیں گی کیونکہ ثقات میں سے کسی نے اس کے مطابق روایت نہیں کی ہوگی۔ ہماری اس دوسری توجیہ پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد "ولکن خشیت ان یتقول الناس علی رسول اللہ ﷺ" شاہد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۲- بَابُ التَّشْمِيتِ فِي الْعُطَاسِ

۷۸۳- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَشَمِّتْهُ، ثُمَّ إِنْ عَطَسَ فَقُلْ إِنَّكَ مَضْنُوكٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ لَا أَدْرِي أَبَعْدَ الثَّالِثَةِ، أَوِ الرَّابِعَةِ. سنن ابوداؤد (۵۰۳۴)

[۹۳۴] أثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا عَطَسَ، فَقِيلَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ قَالَ يَرْحَمُنَا اللَّهُ، وَإِيَّاكُمْ وَيَغْفِرُ لَنَا، وَلَكُمْ.

چھینک کے جواب کا بیان

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی چھینکے تو جواب دو۔ دوبارہ چھینکے تو جواب دو۔ سہ بارہ چھینکے تو جواب دو اور چوتھی بار چھینکے تو کہہ دو کہ تمہیں زکام ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابوبکر نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم کہ تیسری دفعہ ایسا کہے یا چوتھی دفعہ۔

نافع سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کو جب چھینک آتی اور ان سے "یرحمک اللہ" کہا جاتا تو کہتے: اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے نیز ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصُّوَرِ وَالتَّمَاثِيلِ

۷۸۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ رَافِعَ بْنَ إِسْحَاقَ مَوْلَى الشِّفَاءِ أَخْبَرَهُ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ نَعُودُهُ، فَقَالَ لَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ، أَوْ تَصَاوِيرُ، شَكَّ إِسْحَاقُ لَا يَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ.

تصویروں اور مورتیوں کا بیان

رافع بن اسحاق مولیٰ شفاء کا بیان ہے کہ میں اور عبداللہ بن طلحہ دونوں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت ابوسعید نے ہمیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں مورتیاں یا تصویریں ہوں۔ اسحاق کو شک ہے کہ دونوں میں سے حضرت ابوسعید نے کون سا لفظ فرمایا۔

۷۸۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ يَعُودُهُ قَالَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَدَعَا أَبُو طَلْحَةَ إِنْسَانًا فَنَزَعَ نَمَطًا مِنْ تَحْتِهِ فَقَالَ لَهُ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ لِمَ تَنْزِعُهُ؟ قَالَ لِأَنَّ فِيهِ تَصَاوِيرَ وَقَدْ قَالَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَقَالَ سَهْلٌ أَلَمْ يَقُلْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَا كَانَ رَقْمًا

عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود سے روایت ہے کہ وہ حضرت ابوطلحہ انصاری کی عیادت کے لیے اندر داخل ہوئے اور ان کے پاس سہل بن حنیف کو پایا۔ حضرت ابوطلحہ نے ایک آدمی کو بلایا کہ میرے نیچے سے گدے کو نکال لو۔ سہل بن حنیف نے کہا کہ اسے کیوں نکلواتے ہیں؟ فرمایا: اس میں تصویریں ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ تمہیں معلوم ہے۔ سہل نے کہا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ

فِي ثَوْبٍ؟ قَالَ بَلٰى ، وَلٰكِنَّهُ أَطْيَبُ لِنَفْسِي.

ماسوائے اس کے جو کپڑے میں نقش ہو؟ فرمایا: کیوں نہیں، لیکن دلی خوشی یہی ہے۔

٧٨٦- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ ، فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ، فَمَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قَالَتِ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ تَقْعُدُ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدُهَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

صحیح البخاری (٢١٠٥) صحیح مسلم (٥٤٩٩ـ ٥٥٠٠)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک گدا خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ انہوں نے چہرۂ مبارک پر ناراضگی کے آثار دیکھے تو عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ سرزد ہو گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گدے کا کیا حال ہے؟ عرض گزار ہوئیں کہ اسے میں نے آپ کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان تصویر والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے بنائیں ان میں جان ڈالو۔ پھر فرمایا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ف

ف: تصویر بنانے والوں سے جب قیامت کے روز فرمایا جائے گا کہ جو تم نے تصویریں بنائی تھیں ان کے اندر جان ڈالو وہ تو کیا سارا جہان بھی مل کر کسی تصویر میں جان نہیں ڈال سکتا لہٰذا انہیں عذاب دیا جائے گا۔ خدا اگر عقل دے تو ایسے کام کے نزدیک بھی نہیں پھٹکنا چاہیے جس کے باعث جہنم میں جانا پڑے۔ آج کل تصویریں اور فوٹو کھینچنے، چھاپنے اور رکھنے کی بیماری اس زوروں پر ہے کہ شاید ہی کبھی ایسا ہوا ہو۔ پھر اس بیماری کے ساتھ ذہنی آوارگی اور نفسانی روگ بھی شامل ہو گیا۔ اخبارات و رسائل میں عورتوں کی تصاویر دوائی کی کتنی ہی شیشیوں اور استعمال کی کتنی ہی چیزوں پر عورتوں کی تصاویر۔ گھروں میں آرائش کے لیے تصویریں آویزاں اور اکثر عورتوں کی۔ غرضیکہ ایک بھوت ہے جو دماغوں پر سوار ہوا پڑا ہے۔ نہیں سوچتے کہ گھر کی اکثر چیزوں پر تصاویر، چارٹوں پر تصویریں، فریم کے اندر گھر کے افراد کے الگ الگ اور اجتماعی فوٹو بنا سنوار کر رکھے ہوئے ہیں۔ جس گھر میں ایک بھی تصویر ہو اس کے اندر رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے تو اس اتنے بڑے بت خانے میں کیوں آنے لگے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس ذہنی آوارگی کا احساس تک نہیں، اس محرومی کا ذرا دکھ نہیں بلکہ مزید تصویریں جمع کرنے اور لٹکانے دیکھنے کا ذوق بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ مدعیان اسلام کو بچی ہدایت نصیب فرمائے اور اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَكْلِ الضَّبِّ

گوہ کھانے کا بیان

٧٨٧- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ ، فَإِذَا ضِبَابٌ فِيهَا بَيْضٌ وَمَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ، وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ ، فَقَالَ مِنْ أَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس تشریف لائے تو وہاں سفید گوہ تھی اور آپ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید تھے۔ فرمایا کہ یہ تمہارے لیے کہاں سے آئی؟ عرض گزار ہوئیں کہ میری بہن ہزیلہ بنت حارث نے ہدیہ بھیجا ہے۔

فَقَالَتْ اَهْدَتْهُ لِيْ اُخْتِيْ هُزَيْلَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، وَخَالِدِ ابْنِ الْوَلِيْدِ كُلَا فَقَالَا اَوَ لَا تَاْكُلُ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ اِنِّيْ تَحْضُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ حَاضِرَةٌ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ اَنَسْقِيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ لَبَنٍ عِنْدَنَا؟ فَقَالَ نَعَمْ فَلَمَّا شَرِبَ قَالَ مِنْ اَيْنَ لَكُمْ هٰذَا؟ فَقَالَتْ اَهْدَتْهُ لِيْ اُخْتِيْ هُزَيْلَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَاَيْتِكِ جَارِيَتَكِ الَّتِيْ كُنْتِ اسْتَاْمَرْتِيْنِيْ فِيْ عِتْقِهَا اَعْطِيْهَا اُخْتَكِ، وَصِلِيْ بِهَا رَحِمَكِ تَرْعٰى عَلَيْهَا فَاِنَّهُ خَيْرٌ لَكِ

آپ نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت خالد بن ولید سے فرمایا کہ کھاؤ۔ دونوں عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! آپ تناول نہیں فرمائیں گے؟ فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے پیغام رساں آتے ہیں۔ حضرت میمونہ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کو دودھ پلائیں؟ فرمایا: ہاں پینے کے بعد فرمایا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟ عرض کی کہ میری بہن ہزیلہ نے ہدیہ بھیجا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری وہ لونڈی جس کو آزاد کرنے کے متعلق تم نے مجھ سے مشورہ کیا تھا۔ اگر صلہ رحمی کے طور پر اسے اپنی بہن کو دے دو تا کہ اس کی بکریاں چرایا کرے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔

۷۸۸- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ اَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَاُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ، فَاَهْوٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ اللَّاتِيْ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ اَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يُرِيْدُ اَنْ يَاْكُلَ مِنْهُ فَقِيْلَ هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ اَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ لَا، وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِاَرْضِ قَوْمِيْ، فَاَجِدُنِيْ اَعَافُهُ. قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ فَاَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ

صحیح البخاری (۵۵۳۷) صحیح مسلم (۵۰۰۸)

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت خالد بن ولید سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو ایک عورت نے کہا جو حضرت میمونہ کے گھر میں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کو بتا دیجئے کہ آپ کیا کھانا چاہتی ہیں؟ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! یہ گوہ ہے۔ آپ نے ہاتھ ہٹا لیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں، لیکن یہ میری قوم کی زمین میں نہیں ہوتی، اس لیے مجھے گھن آتی ہے۔ حضرت خالد نے فرمایا کہ میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور کھا لیا جب کہ رسول اللہ ﷺ ملاحظہ فرما رہے تھے۔

۷۸۹- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِي الضَّبِّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَسْتُ بِاٰكِلِهِ، وَلَا بِمُحَرِّمِهِ

سنن ترمذی (۱۷۹۰)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور کہا: یا رسول اللہ! گوہ کے بارے میں آپ کا ارشاد کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔ ف

ف: نبی کریم ﷺ نے طبعی نفرت کے باعث نہیں کھائی اور نہ اس کا کھانا حرام قرار دیا۔ بعض کے نزدیک گوہ کا کھانا حلال ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ اس کے کھانے میں باک نہیں ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ اور صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک گوہ کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گوہ کے کھانے سے منع فرمایا تھا اور حضرت عبدالرحمٰن بن شبل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: "نهى النبي ﷺ عن اكل لحم الضب" (ترمذی)

ابوداؤد) نبی کریم ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے۔ "ودریں حجت است مرابی حنیفہ راو شاید کہ نہی ناسخ اباحت سابق است" (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۷۵) یعنی یہ ممانعت امام ابوحنیفہ کی دلیل ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ ممانعت سابقہ اباحت کی ناسخ ہو۔ دل لگتی بات وہی ہے جو خاتم المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی: "چوں اختلاف است در اخبار احتیاط در ترک آنست و تواند نہ نہی ناسخ باشد" (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۶۹) جب اس کے متعلق حدیثوں میں اختلاف ہے تو احتیاط اس کے ترک کرنے میں ہے اور ہوسکتا ہے کہ نہی ناسخ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٥- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْكِلَابِ

کتوں کے متعلق روایات

٧٩٠- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، أَنَّ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ أَبِي زُهَيْرٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يُحَدِّثُ نَاسًا مَعَهُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا، وَلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ أَجْرِ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطٌ. قَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ إِي وَرَبِّ هَذَا الْمَسْجِدِ.

صحیح البخاری (٢٣٢٣) صحیح مسلم (٤٠١٢-٤٠١٣)

سائب بن یزید نے حضرت سفیان بن ابو زہیر سے سنا جو قبیلہ ازدشنوءہ کے ایک فرد اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے انہوں نے لوگوں سے حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو کتا پالے اور کھیتوں یا بکریوں کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے عمل سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم ہو جائے گا۔ سائب نے کہا: آپ نے اسے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ فرمایا: ہاں اس مسجد کے رب کی قسم۔

٧٩١- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا، أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ أَجْرِ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ. صحیح البخاری (٥٤٨٢) صحیح مسلم (٣٩٩٩)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کتا پالے اور وہ شکار یا کھیت کی حفاظت کے لیے نہ ہو تو اس کے اعمال سے روزانہ دو قیراط ثواب کم ہوتا رہے گا۔

٧٩٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

صحیح البخاری (٣٣٢٣) صحیح مسلم (٣٩٩٢-٣٩٩٣)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو جان سے مار دینے کا حکم دیا ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي أَمْرِ الْغَنَمِ

بکریاں رکھنے والوں کا بیان

٧٩٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْفَخْرُ، وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ، وَالْإِبِلِ، وَالْفَدَّادِينَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِينَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ. صحیح البخاری (٣٣٠١) صحیح مسلم (١٨٣)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کفر کا سر مشرق میں ہے، فخر و غرور گھوڑوں اور اونٹوں والوں میں جو چلاتے اور جنگلوں میں رہتے ہیں۔ اور عجز و نیاز بکری والوں میں ہے۔

٧٩٤- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب مسلمان کا بہترین مال اس

أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوشِكُ أَنْ يَكُونَ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمًا يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ يَفِرُّ بِدِينِهِ مِنَ الْفِتَنِ.

صحیح البخاری (۳۳۰۰)

کی بکریاں ہوں گی، جنہیں وہ کسی پہاڑ کی چوٹی یا وادی کے اندر لیے پھرے گا تاکہ اپنے دین کو فتنوں سے بچائے۔ف

ف: رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ گرامی سے پہلی مراد ہو سکتی ہے کہ فتنوں کے زمانے میں جو آدمی معمولی سا ذریعۂ معاش بنا کر لوگوں سے کنارا کش اور گوشہ نشین ہو جائے گا وہ بڑی حد تک فتنوں سے محفوظ رہ سکے گا۔ دریں ایام کچھ ایسے ہی حالات ہیں کہ قدم قدم پر توبہ شکن اور تقویٰ شکن آفتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ غریبوں کو زندگی کے دن پورے کرنے کے لیے کیسے کیسے دشوار گزار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے یہ وہی لوگ بخوبی جانتے ہیں جو بے زر اور بے پر ہیں۔ غرضیکہ دولت سے محروم لوگوں پر اللہ کی ایسی وسیع زمین بھی تنگ ہوئی پڑی ہے۔ ان حالات میں اگر کسی ایسے خوش نصیب کو کہیں گوشۂ عافیت میسر آ جائے تو زہے نصیب ورنہ وہ یہی کہتا ہوا اس دنیا کو خیر باد کہے گا۔

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

۷۹۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ بِغَيْرِ إِذْنِهِ، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تُؤْتَى مَشْرُبَتُهُ، فَتُكْسَرَ خِزَانَتُهُ، فَيُنْتَقَلَ طَعَامُهُ؟ وَإِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوعُ مَوَاشِيهِمْ أَطْعِمَاتِهِمْ فَلَا يَحْتَلِبَنَّ أَحَدٌ مَاشِيَةَ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِهِ. صحیح البخاری (۲۴۳۵) صحیح مسلم (۴۴۸۶)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی کسی کے جانور کا اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے، کیا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر میں کوئی آ گھسے اور خزانے کو توڑ کر اس کا اناج لے جائے؟ ان کے جانوروں کے تھن ان کی روزی کے گودام ہیں، لہٰذا کوئی کسی کے جانور کا اس کی اجازت کے بغیر دودھ نہ نکالے۔

۷۹۶- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا قَدْ رَعَى غَنَمًا قِيلَ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ وَأَنَا. صحیح البخاری (۲۲۶۲)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ عرض کی گئی کہ یا رسول اللہ! آپ نے بھی؟ فرمایا اور میں نے بھی۔

۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ وَالْبَدْءِ بِالْأَكْلِ قَبْلَ الصَّلٰوةِ

چوہا گھی میں گر جائے اور نماز کے وقت کھانا

[۹۳۵] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُقَرَّبُ إِلَيْهِ عَشَاؤُهُ، فَيَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ، وَهُوَ فِي بَيْتِهِ فَلَا يَعْجَلُ عَنْ طَعَامِهِ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ.

نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر کے سامنے جب شام کا کھانا رکھا جاتا تو وہ امام کی قرأت اپنے گھر میں سنتے رہتے اور کھانے میں جلدی نہ کرتے یہاں تک کہ اپنی حاجت پوری کر لیتے۔

۷۹۷- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ

حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ اگر چوہا گھی میں گر جائے؟ فرمایا کہ اسے نکال دو اور اردگرد کا گھی

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ انْزِعُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاطْرَحُوْهُ. صحيح البخاري (٥٥٤٠)

پھینک دو۔

٨- بَابٌ مَا يُتَّقٰى مِنَ الشُّؤْمِ

جس کی نحوست سے بچنا چاہیے

٧٩٨- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِيْ حَازِمِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِنْ كَانَ فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ، يَعْنِي الشُّؤْمَ. صحيح البخاري (٢٨٥٩) صحيح مسلم (٥٧٧١)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نحوست اگر ہے تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہے۔

٧٩٩- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حَمْزَةَ، وَسَالِمٍ ابْنَيْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الشُّؤْمُ فِي الدَّارِ، وَالْمَرْاَةِ، وَالْفَرَسِ. صحيح البخاري (٥٠٩٣) صحيح مسلم (٥٧٦٥)

حمزہ و سالم نے اپنے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نحوست گھر، عورت اور گھوڑے میں ہے۔

٨٠٠- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ قَالَ جَاءَتِ امْرَاَةٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، دَارٌ سَكَنَّاهَا وَالْعَدَدُ كَثِيْرٌ، وَالْمَالُ وَافِرٌ، فَقَلَّ الْعَدَدُ وَذَهَبَ الْمَالُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دَعُوْهَا ذَمِيْمَةً. سنن ابوداؤد (٣٩٢٤)

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! اس گھر میں جب ہم نے رہائش کی تو افراد زیادہ اور مال بھی زیادہ تھا۔ پھر افراد گھٹ گئے اور مال جاتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے برا جان کر چھوڑ دو۔

٩- بَابٌ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ

برے ناموں کا بیان

٨٠١- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِلَقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ مُرَّةُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ حَرْبٌ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اجْلِسْ، ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهِ؟ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ يَعِيْشُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ احْلُبْ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دودھ دینے والی اونٹنی کو دوہنے کے لیے فرمایا کہ اسے کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس آدمی نے کہا کہ مرہ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا: کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: حرب۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ پھر فرمایا کہ اسے کون دوہے گا؟ ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کی: یعیش۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے دوہنے کے لیے فرمایا۔

٨٠٢- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَجُلٍ مَا اسْمُكَ؟ فَقَالَ جَمْرَةُ فَقَالَ ابْنُ مَنْ؟ فَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ. قَالَ مِمَّنْ؟ قَالَ مِنَ

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے ایک آدمی سے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے؟ کہا: جمرہ۔ فرمایا کہ کس کے بیٹے ہو؟ کہا کہ ابن شہاب۔ فرمایا کہ کس قبیلے سے ہو؟ کہا: الحرقۃ سے۔

الْحُرْقَةِ. قَالَ اَيْنَ مَسْكَنُكَ؟ قَالَ بِحَرَّةِ النَّارِ. قَالَ بِاَيِّهَا؟ قَالَ بِذَاتِ لَظَى. قَالَ عُمَرُ اَدْرِكْ اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا. قَالَ فَكَانَ كَمَا قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

فرمایا کہ تمہاری رہائش کہاں ہے؟ کہا کہ حرۃ النار میں۔ فرمایا کہ یہ کس علاقے میں ہے؟ کہا کہ ذات لظی میں۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو دیکھو کہ وہ جل چکے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہی ہوا۔ جو حضرت عمر نے فرمایا۔

۱۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحِجَامَةِ وَاُجْرَةِ الْحَجَّامِ

پچھنے لگوانا اور ان کی مزدوری

۸۰۳- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، اَنَّهُ قَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَمَهُ اَبُوْ طَيْبَةَ فَاَمَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَاَمَرَ اَهْلَهُ اَنْ يُخَفِّفُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهِ.

صحیح البخاری (۲۱۰۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطیبہ کے ہاتھ سے پچھنے لگوائے اور رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے ایک صاع کھجوریں دی جائیں اور اس کے مالکوں کو حکم دیا کہ اس کے خراج میں کمی کر دیں۔

۸۰۴- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنْ كَانَ دَوَاءٌ يَبْلُغُ الدَّاءَ، فَاِنَّ الْحِجَامَةَ تَبْلُغُهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی دوائی بیماری تک پہنچتی تو وہ پچھنے ہوتے۔

۸۰۵- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ مُحَيِّصَةَ الْاَنْصَارِيِّ اَحَدِ بَنِيْ حَارِثَةَ اَنَّهُ اسْتَاْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اِجَارَةِ الْحَجَّامِ، فَنَهَاهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَزَلْ يَسْاَلُهُ وَيَسْتَاْذِنُهُ حَتّٰى قَالَ اَعْلِفْهُ نُضَّاحَكَ يَعْنِيْ رَقِيْقَكَ.

سنن ترمذی (۱۲۷۷) سنن ابن ماجہ (۲۱۶۶)

حضرت ابن محیصہ انصاری حارثی نے رسول اللہ ﷺ سے حجام کی مزدوری کے اپنے خرچ میں لانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے منع فرمادیا۔ وہ برابر پوچھتے اور اجازت مانگتے رہے یہاں تک کہ آپ نے فرمادیا: آپ غلاموں کی خوراک پر خرچ کرلیا کرو۔

۱۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَشْرِقِ

مشرق کا بیان

۸۰۶- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُشِيْرُ اِلَى الْمَشْرِقِ وَيَقُوْلُ هَا اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا، اِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

صحیح البخاری (۳۲۷۹) صحیح مسلم (۷۲۲۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہوئے دیکھا کہ فتنہ ادھر ہے' فتنہ ادھر ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔ ف

ف: اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مشرق کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا لیکن صحیح بخاری میں قرن الشیاطین کے طلوع ہونے کا ذکر اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شام اور یمن کے لیے ایک موقع پر دعائے برکت فرمائی۔ صحابۂ کرام عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! نجد کے لیے بھی دعا فرمایئے۔ حضور نے پھر شام و یمن کے لیے دعا کی اور صحابۂ کرام کی التماس منظور خاطر نہ ہوئی۔ وہ حضرات پھر عرض گزار ہوئے کہ نجد کے لیے بھی دعا فرمائی جائے۔ نبی کریم ﷺ نے نجد کے لیے دعا نہ کرنے کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا: "هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطن" "وہاں زلزلے آئیں گے فتنے اٹھیں گے اور قرن الشیاطین

یعنی شیطان کی سنگت یا شیطان کا سینگ وہیں سے نکلے گا۔

یوں تو دنیا کا کوئی خطہ اور کوئی ملک ایسا نہیں جہاں سے فتنے نہ اٹھے ہوں لیکن نجد کے قرن الشیطان کا فتنہ اپنی ہمہ گیری اور مضرت کے لحاظ سے تمام فتنوں سے ممتاز ہے جس نے عالم اسلام کے سکون و اطمینان کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ مسلمانوں پر ظلم و ستم کے وہ ریکارڈ قائم کیے کہ چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ حرمین شریفین کی دل کھول کر بے حرمتی کی اور مقامات مقدسہ کو اپنی خانہ ساز توحید کی آڑ میں مسمار کر کے اہل اسلام کے قلب و جگر کو چھلنی کیا "یقتلون اھل الاسلام و یدعون اھل الاوثان" کی منہ بولتی تصویر ثابت ہوئے۔ ملت اسلامیہ کے زوال میں ان کے وجود کو بڑا دخل ہے۔ ہر اسلامی ملک کے اندر توحید کی علمبرداری کے نام پر اس فتنے کی چنگاریاں مسلمانوں کے خرمن اتحاد میں آگ لگا رہی ہیں۔ ان حضرات نے توحید کی علمبرداری اور اتباع سنت کے نام پر ملت اسلامیہ کے اندر اختلاف کی وہ آندھی چلائی ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ راسخ العقیدہ مسلمان ان حضرات کی فتنہ بازی اور فتنہ پروری سے مثل سیماب مضطرب ہیں کیونکہ ان مہربانوں کی نوازشوں سے صرف کمیونزم ہی کو فائدہ پہنچ رہا ہے جب کہ دینی و دنیاوی لحاظ سے کسی خطے یا ملک میں اضطراب پیدا کرتا گویا کمیونزم کے لیے زمین ہموار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہر قسم کے فتنوں سے بچا کر اتفاق و اتحاد کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

اسلامی ممالک کے سربراہ اگر ملک و ملت کی خیر خواہی کے زاویہ نظر سے دیکھیں تو سب سے پہلے انہیں مذہبی اختلافات کو دور کروانا چاہیے۔ ایک اسلام کے اتنے اسلام بن جانے پر سب کو برابری کا درجہ دینا اور حق و باطل کی تمیز کو نظر انداز کر دینا مقدس اسلام سے مذاق اور اس کی بدخواہی تو ہو سکتا ہے لیکن اسے وفاداری نہیں کہا جا سکتا کہ صحابۂ کرام کے پیروکاروں اور منافقین مدینہ کے جانشینوں کو ایک ہی درجہ دیا جائے۔ بلکہ نئے نئے اسلام بنانے والوں کی دل کھول کر حوصلہ افزائی کی جائے۔ یہ کسی کے لیے بھی مفید نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۳۶] اثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ 'اَنَّهٗ بَلَغَهٗ 'اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَرَادَ اَنْ یَّخْرُجَ اِلَی الْعِرَاقِ 'فَقَالَ لَهٗ کَعْبُ الْاَحْبَارِ لَا تَخْرُجْ اِلَیْهَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ 'فَاِنَّ بِهَا تِسْعَةَ اَعْشَارِ السِّحْرِ 'وَبِهَا فَسَقَةُ الْجِنِّ 'وَبِهَا الدَّاءُ الْعُضَالُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو حضرت کعب احبار نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! ادھر نہ جائیے کیونکہ جادو کے دس حصوں میں سے نو وہاں ہیں۔ شرارتی جن وہیں ہیں اور وہاں ایک لا علاج بیماری ہے۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَتْلِ الْحَیَّاتِ وَمَا یُقَالُ فِیْ ذٰلِکَ

سانپوں کو مارنے کا حکم اور ان کا بیان

حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ قَتْلِ الْحَیَّاتِ الَّتِیْ فِی الْبُیُوْتِ.

حضرت ابو لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حیات سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں۔

۸۰۷- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ 'عَنْ نَافِعٍ 'عَنْ سَائِبَةَ مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰی عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ الَّتِیْ فِی الْبُیُوْتِ اِلَّا ذَا الطُّفْیَتَیْنِ 'وَالْاَبْتَرَ 'فَاِنَّهُمَا یَخْطَفَانِ الْبَصَرَ 'وَیَطْرَحَانِ مَا فِیْ بُطُوْنِ

سائبہ مولاۃ عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنان سانپوں کے مارنے سے منع فرمایا جو گھروں میں رہتے ہیں مگر دو دھاریوں والے اور دم کٹے سانپوں کو کیونکہ ان کے کاٹنے سے عورتوں کا حمل گر جاتا ہے۔

النِّسَاءِ. صحیح البخاری(۳۳۱۰) صحیح مسلم(۵۷۸۶تا۵۷۹۵)

۸۰۸- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ صَیْفِیٍّ مَوْلَی ابْنِ أَفْلَحَ، عَنْ أَبِی السَّائِبِ مَوْلَی هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ فَوَجَدْتُهُ یُصَلِّی، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّی قَضَی صَلَاتَهُ، فَسَمِعْتُ تَحْرِیکًا تَحْتَ سَرِیرٍ فِی بَیْتِهِ، فَإِذَا حَیَّةٌ فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا، فَأَشَارَ أَبُو سَعِیدٍ أَنِ اجْلِسْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَی بَیْتٍ فِی الدَّارِ فَقَالَ أَتَرَی هَذَا الْبَیْتَ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ، قَالَ إِنَّهُ قَدْ کَانَ فِیهِ فَتًی حَدِیثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، فَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَی الْخَنْدَقِ، فَبَیْنَا هُوَ بِهِ إِذْ أَتَاهُ الْفَتَی یَسْتَأْذِنُهُ، فَقَالَ یَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِی أُحْدِثُ بِأَهْلِی عَهْدًا؟ فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ خُذْ عَلَیْکَ سِلَاحَکَ، فَإِنِّی أَخْشَی عَلَیْکَ بَنِی قُرَیْظَةَ، فَانْطَلَقَ الْفَتَی إِلَی أَهْلِهِ، فَوَجَدَ امْرَأَتَهُ قَائِمَةً بَیْنَ الْبَابَیْنِ، فَأَهْوَی إِلَیْهَا بِالرُّمْحِ لِیَطْعَنَهَا وَأَدْرَکَتْهُ غَیْرَةٌ، فَقَالَتْ لَا تَعْجَلْ حَتَّی تَدْخُلَ، وَتَنْظُرَ مَا فِی بَیْتِکَ، فَدَخَلَ فَإِذَا هُوَ بِحَیَّةٍ مُنْطَوِیَةٍ عَلَی فِرَاشِهِ، فَرَکَزَ فِیهَا رُمْحَهُ، ثُمَّ خَرَجَ بِهَا فَنَصَبَهُ فِی الدَّارِ فَاضْطَرَبَتِ الْحَیَّةُ فِی رَأْسِ الرُّمْحِ، وَخَرَّ الْفَتَی مَیِّتًا، فَمَا یُدْرَی أَیُّهُمَا کَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا الْفَتَی أَمِ الْحَیَّةُ؟ فَذُکِرَ ذَلِکَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِینَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِذَا رَأَیْتُمْ مِنْهُمْ شَیْئًا فَآذِنُوهُ ثَلَاثَةَ أَیَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَکُمْ بَعْدَ ذَلِکَ فَاقْتُلُوهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ.

صحیح مسلم(۵۸۰۰۔۵۸۰۱۔۵۸۰۲)

ابو السائب مولیٰ ہشام بن زہرہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ میں انتظار میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو گئے۔ میں نے ان کے دولت خانے میں تخت کے نیچے سرسراہٹ سنی۔ دیکھا تو سانپ تھا۔ میں اسے مارنے کے لیے کھڑا ہوا تو حضرت ابو سعید نے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ جب فارغ ہوئے تو گھر کی ایک کوٹھڑی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اس گھر کو دیکھتے ہو؟ میں عرض گزار ہوا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اس میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوۂ خندق کے لیے نکلا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نوجوان اجازت مانگنے آیا اور کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کیونکہ میں نے ابھی شادی کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ مسلح ہو کر جانا۔ کیونکہ مجھے بنو قریظہ کا خطرہ ہے۔ وہ نوجوان اپنے گھر گیا تو اپنی بیوی کو پایا کہ دروازے پر کھڑی ہے۔ وہ غیرت کے مارے اسے نیزہ مارنے لگا۔ عورت نے کہا کہ جلدی نہ کیجئے اور گھر میں داخل ہو کر صورت حال دیکھیے۔ وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ سانپ اس کے بستر پر کنڈلی مارے پڑا ہے۔ اس نے برچھی ماری اور اسے گھر میں نصب کر دیا۔ سانپ برچھی کی نوک پر تڑپتا رہا اور نوجوان بھی آخری سانس لے کر گر پڑا۔ یہ معلوم نہیں کہ دونوں میں سے پہلے کون مرا' نوجوان یا سانپ۔ جب اس کا رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا گیا تو فرمایا کہ مدینہ منورہ کے جن مسلمان ہو چکے ہیں جب تم انہیں دیکھو تو تین دن کی مہلت دو۔ اگر اس کے بعد نظر آئے تو مار دو کیونکہ وہ شیطان ہے۔

۱۳- بَابُ مَا یُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْکَلَامِ فِی السَّفَرِ

سفر کے وقت دعا کرنا

۸۰۹- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کَانَ إِذَا وَضَعَ رِجْلَهُ فِی الْغَرْزِ، وَهُوَ یُرِیدُ السَّفَرَ یَقُولُ بِاسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ،

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ کے لیے سفر کا ارادہ فرماتے تو رکاب میں پاؤں رکھتے وقت کہتے: اللہ کے نام کے ساتھ' اے اللہ! تو ہی سفر کا ساتھی ہے اور میرے

وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ ' اَللّٰهُمَّ ازْوِ لَنَا الْأَرْضَ ' وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ ' اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ ' وَمِنْ كَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ ' وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ. صحیح مسلم(۳۲۶۲)

گھر والوں کا محافظ ہے۔اے اللہ!اس زمین کو ہمارے نزدیک کر دے اور سفر کو ہمارے لیے آسان فرما۔اے اللہ! میں سفر کی تکلیفوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور برے لوٹنے اور برے حال سے مال و جان میں۔

۸۱۰- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنِ الثِّقَةِ عِنْدَهُ ' عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ ' عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ ' عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ' عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَلْيَقُلْ ' أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ' فَإِنَّهُ لَنْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ. صحیح مسلم(۶۸۱۷۔۶۸۱۸)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی منزل پر اترے تو یہ کہنا چاہیے: ''میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعے پناہ چاہتا ہوں ہر مخلوق کی برائی سے'' تو کوچ کرنے تک کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی۔

۱۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَحْدَةِ فِي السَّفَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

جس سفر کی مرد اور عورت کے لیے ممانعت ہے

۸۱۱- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ' عَنْ أَبِيهِ ' عَنْ جَدِّهِ ' أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الرَّاكِبُ شَيْطَانٌ ' وَالرَّاكِبَانِ شَيْطَانَانِ ' وَالثَّلَاثَةُ رَكْبٌ.

سنن ابوداؤد(۲۶۰۷)سنن ترمذی(۱۶۷۴)

عمرو بن شعیب نے اپنے والد ماجد سے اور انہوں نے ان کے جد امجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکیلا سفر کرنے والا شیطان' دو ہوں تو دو شیطان اور تین ہوں تو یہ جماعت ہے۔

۸۱۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَرْمَلَةَ ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ ' أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الشَّيْطَانُ يَهُمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْإِثْنَيْنِ ' فَإِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ.

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک اور دو آدمیوں کی طرف شیطان قصد کرتا ہے اور جب تین ہو جائیں تو ان کا قصد نہیں کرتا۔

۸۱۳- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ' عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَحِلُّ لِإِمْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ ' وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ مِنْهَا.

صحیح البخاری(۱۰۸۸)صحیح مسلم(۳۲۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی عورت کے لیے جائز نہیں ہے جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہو کہ ایک رات دن کا سفر کرے مگر اپنے ذی محرم کے ساتھ۔

۱۵- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ الْعَمَلِ فِي السَّفَرِ

سفر کے احکام

۸۱۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ ' عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ يَرْفَعُهُ

حضرت خالد بن معدان سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرتا اور نرمی کو پسند فرماتا ہے اور اس سے راضی ہوتا ہے اور

اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ، وَیَرْضٰی بِهٖ، وَیُعِیْنُ عَلَیْهِ مَا لَا یُعِیْنُ عَلَی الْعُنْفِ، فَاِذَا رَکِبْتُمْ هٰذِهِ الدَّوَابَّ الْعُجْمَ، فَاَنْزِلُوْهَا مَنَازِلَهَا، فَاِنْ کَانَتِ الْاَرْضُ جَدْبَةً، فَانْجُوْا عَلَیْهَا بِنِقْیِهَا وَعَلَیْکُمْ بِسَیْرِ اللَّیْلِ، فَاِنَّ الْاَرْضَ تُطْوٰی بِاللَّیْلِ مَا لَا تُطْوٰی بِالنَّهَارِ، وَاِیَّاکُمْ وَالتَّعْرِیْسَ عَلَی الطَّرِیْقِ فَاِنَّهَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْحَیَّاتِ. صحیح مسلم(۴۹۳۶_۴۹۳۷)

اس پر مدد کرتا ہے اور سختی پر مدد نہیں کرتا۔ جب تم بے زبان جانوروں پر سواری کرو تو انہیں منزل پر ٹھہراؤ۔ اگر زمین بے آب وگیاہ ہو تو جلدی سے نکل جاؤ تاکہ وہ لاغر نہ ہو اور زیادہ تر رات کو سفر کیا کرو کیونکہ جتنا سفر رات میں طے ہوتا ہے دن میں نہیں ہوتا۔ راستے میں اترنے سے احتراز کرتے رہنا کیونکہ وہ درندوں کے راستے اور سانپوں کے مسکن ہوتے ہیں۔

۸۱۵- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ سُمَیٍّ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرٍ، عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ یَمْنَعُ اَحَدَکُمْ نَوْمَهٗ وَطَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ، فَاِذَا قَضٰی اَحَدُکُمْ نَهْمَتَهٗ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْیُعَجِّلْ اِلٰی اَهْلِهٖ. صحیح البخاری(۱۸۰۴) صحیح مسلم(۴۹۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفر عذاب کا ایک حصہ ہے جو تمہیں سونے اور کھانے پینے سے روک دیتا ہے جب تم وہ کام کرلو جس کے لیے سفر کیا تھا تو گھر والوں کی طرف جلدی کرو۔

۱۶- بَابُ الْاَمْرِ بِالرِّفْقِ بِالْمَمْلُوْکِ

لونڈی غلام کے ساتھ نرمی سے سلوک کرنا

۸۱۶- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْمَمْلُوْکِ طَعَامُهٗ وَکِسْوَتُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَا یُکَلَّفُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَا یُطِیْقُ. صحیح مسلم(۴۲۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لونڈی غلام کے لیے دستور کے مطابق کھانا پہننا ہے اور اس سے اتنا ہی کام لیا جائے جو اس کی طاقت کے مطابق ہو۔

[۹۳۷]اثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، اَنَّهٗ بَلَغَهٗ، اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یَذْهَبُ اِلَی الْعَوَالِیْ کُلَّ یَوْمِ سَبْتٍ، فَاِذَا وَجَدَ عَبْدًا فِیْ عَمَلٍ لَا یُطِیْقُهٗ وَضَعَ عَنْهُ مِنْهُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عمر ہفتے میں ایک روز اردگرد کے دیہات میں جاتے اور کسی غلام کو اگر اس کی طاقت سے زیادہ کام کرتا دیکھتے تو کم کردیا کرتے تھے۔

[۹۳۸]اثر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ عَمِّهٖ اَبِیْ سُهَیْلِ بْنِ مَالِکٍ، عَنْ اَبِیْهِ، اَنَّهٗ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَهُوَ یَخْطُبُ وَهُوَ یَقُوْلُ لَا تُکَلِّفُوا الْاَمَةَ غَیْرَ ذَاتِ الصَّنْعَةِ الْکَسْبَ، فَاِنَّکُمْ مَتٰی کَلَّفْتُمُوْهَا ذٰلِکَ کَسَبَتْ بِفَرْجِهَا، وَلَا تُکَلِّفُوا الصَّغِیْرَ الْکَسْبَ، فَاِنَّهٗ اِذَا لَمْ یَجِدْ سَرَقَ، وَعِفُّوْا اِذْ اَعَفَّکُمُ اللّٰهُ وَعَلَیْکُمْ مِنَ الْمَطَاعِمِ بِمَا طَابَ مِنْهَا.

ابو سہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان کو خطبے میں فرماتے ہوئے سنا: لونڈی جس کام کو نہیں جانتی اسے ایسے کام پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب تم اسے مجبور کرو گے تو وہ تمہیں شرمگاہ کے ذریعے کما کر دے گی اور چھوٹے بچے کو کام پر مجبور نہ کرو کیونکہ جب وہ نہیں پائے گا تو چوری کرے گا اور تم ان کی محنت معاف کردو جیسے اللہ نے تمہاری کی ہے اور اپنے لیے پاکیزہ روزی لازم کرلو۔

۱۷- بَابُ مَا جَاءَ فِی الْمَمْلُوْکِ وَهِبَتِهٖ

لونڈی غلام کی تربیت کرنا

۸۱۷- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَلْعَبْدُ اِذَا نَصَحَ لِسَیِّدِهٖ،

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غلام جب اپنے آقا کا خیرخواہ رہے اور

وَاَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ فَلَهُ اَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ.
صحیح البخاری (٢٥٤٦) صحیح مسلم (٤٢٩٤)

اللہ تعالیٰ کی احسن طریقے سے عبادت کرے تو اس کے لیے دوگنا ثواب ہے۔

[٩٣٩] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ اَمَةً كَانَتْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَاٰهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَقَدْ تَهَيَّاَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ، فَدَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ حَفْصَةَ، فَقَالَ اَلَمْ اَرَ جَارِيَةَ اَخِيْكِ تَجُوْسُ النَّاسَ، وَقَدْ تَهَيَّاَتْ بِهَيْئَةِ الْحَرَائِرِ؟ وَاَنْكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی ایک لونڈی کو حضرت عمر نے دیکھا کہ آزاد عورتوں جیسی وضع قطع اختیار کی ہوئی ہے۔ وہ اپنی بیٹی حضرت حفصہ کے پاس گئے اور فرمایا: کیا میں نے تمہارے بھائی کی لونڈی کو نہیں دیکھا جو آزاد عورتوں کی وضع اختیار کر کے لوگوں میں پھرتی ہے؟ اور حضرت عمر نے اس بات کو ناپسند فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۵- كِتَابُ الْبَيْعَةِ

بیعت کا بیان

١- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَيْعَةِ

بیعت کا بیان

٨١٨- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ كُنَّا اِذَا بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُوْلُ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا اسْتَطَعْتُمْ. صحیح البخاری (٧٢٠٢) صحیح مسلم (٤٨١٤)

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ سے جب سننے اور ماننے کی بیعت کرتے تو رسول اللہ ﷺ ہم سے فرماتے: جو تمہاری بساط کے اندر ہو۔ف

ف: صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے دستِ حق پرست پر پیروی کرنے کی بیعت کی اور مشائخ عظام سے بھی اسی مقصد کے لیے بیعت کی جاتی ہے کہ جو دین کا عالم و عامل اور سنتِ رسول کا پیکر ہو دوسرے اس لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تا کہ وہ ماہر راہ پیما کی طرح اپنے مریدین کو صراطِ مستقیم پر چلائے اور نائب رسول بن کر قدم قدم پر ان کی رہنمائی کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٨١٩- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ، اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ نِسْوَةٍ بَايَعْنَهُ عَلَى الْاِسْلَامِ، فَقُلْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَزْنِيَ، وَلَا نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا، وَلَا نَاْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا، وَلَا نَعْصِيَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ. قَالَتْ فَقُلْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا. هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ، اَوْ مِثْلُ قَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَاحِدَةٍ. سنن ترمذی (١٥٩٧)

امیمہ بنت رقیقہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چند عورتیں اسلام پر بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں۔ وہ عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، چوری نہ کریں، زنا نہ کریں، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں، اپنے پاس سے گھڑ کر کسی پر بہتان نہ لگائیں اور اچھے کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کی تمہیں استطاعت اور طاقت ہو۔ وہ عرض گزار ہوئیں کہ اللہ اور اس کا رسول ہم پر ہماری جانوں سے بھی زیادہ مہربان ہیں۔ یارسول اللہ! آئیے ہم آپ سے بیعت کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔ میرا سو عورتوں سے کہہ دینا ایک عورت سے کہنے کی طرح ہے۔ف

ف: رسول اللہ ﷺ عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے بلکہ انہیں زبانی کلامی بیعت فرمالیا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کو مس نہیں کیا۔ جو عورتیں اپنے پیر سے پردہ نہیں کرتیں بلکہ اس کے ہاتھ پیر دباتی ہیں تو ایسی بیعت قطعاً شرعی بیعت نہیں کیونکہ ایسے پیر حقیقت میں کاروباری اور دین کے ڈاکو ہیں۔ وہ خود تو ڈوبے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ڈبونے میں کوشاں رہتے ہیں۔ شرعی بیعت وہی ہے جو ایسے نائب رسول کے ہاتھ پر کی جائے جو عالم و عامل' سنت رسول کا پیکر اور صاحب نسبت ہو جو ایسا نہ ہو اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۹۴۰] اَثَر- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ' عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ' اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ کَتَبَ اِلٰی عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ مَرْوَانَ یُبَایِعُہٗ' فَکَتَبَ اِلَیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَمَّا بَعْدُ لِعَبْدِ اللّٰہِ عَبْدِ الْمَلِکِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ سَلَامٌ عَلَیْکَ' فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ' وَاُقِرُّ لَکَ بِالسَّمْعِ' وَالطَّاعَۃِ عَلٰی سُنَّۃِ اللّٰہِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِہٖ فِیْمَا اسْتَطَعْتُ

عبداللہ بن دینار سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے عبدالملک بن مروان کے لیے ان کی بیعت کرتے ہوئے لکھا: اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کے بندے امیر المومنین عبدالملک بن مروان! آپ پر سلام ہو۔ میں حمد بیان کرتا ہوں اللہ کی' نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ۔ میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ کے طریقے اور اس کے رسول کے طریقے کے مطابق بساط بھر آپ کی بات سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ف

ف: قرونِ اولیٰ میں امیر یا سلطان کے ہاتھ پر بیعت کی جاتی تھی۔ آج کل ووٹ ڈالے جاتے ہیں' جن کے ذریعے بالآخر سربراہ مملکت کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ بعض ممالک میں یوں بھی ہوتا ہے کہ فوج حکومت وقت سے باغی ہو کر ملک پر قابض ہو جاتی ہے اور موجودہ حکمرانوں کو معزول کر کے خود ملک کا نظم و نسق سنبھال لیتی ہے جیسا کہ پاکستان اور بنگلہ دیش کے اندر ہوا۔ حکمرانوں کی اطاعت عوام پر اسی حد تک لازم ہے جب کہ وہ اللہ اور رسول کے قوانین کے مطابق حکم کریں۔ اگر وہ شریعت مطہرہ کے خلاف قوانین نافذ کریں تو شرعاً ان امور میں حاکم وقت کی اطاعت واجب نہیں ہے اور اس طرح جو منوایا اور مانا جائے گا وہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۶- کِتَابُ الْکَلَامِ

گفتگو کا بیان

۱- بَابُ مَا یُکْرَہُ مِنَ الْکَلَامِ

کیسی گفتگو مکروہ ہے؟

۸۲۰- حَدَّثَنِیْ مَالِکٌ' عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ' عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ مَنْ قَالَ لِاَخِیْہِ یَا کَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِھَا اَحَدُھُمَا. صحیح البخاری (۶۱۰۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے بھائی سے کہے: اے کافر! تو اس کے باعث ان میں سے ایک کافر ہو گیا۔

۸۲۱- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ' عَنْ سُھَیْلِ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ' عَنْ اَبِیْہِ' عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ اِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ یَقُوْلُ ھَلَکَ النَّاسُ' فَھُوَ اَھْلَکُھُمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی آدمی کو یہ کہتا ہوا سنو کہ لوگ ہلاک ہو گئے تو سب سے زیادہ ہلاک وہی ہے۔

صحیح مسلم (٦٦٢٦)

٨٢٢- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللهَ هُوَ الدَّهْرُ.

صحیح البخاری (٦١٨٢) صحیح مسلم (٥٨٢٦)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی زمانے کو برا نہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔

[٩٤١] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ لَقِيَ خِنْزِيرًا بِالطَّرِيقِ، فَقَالَ لَهُ انْفُذْ بِسَلَامٍ، فَقِيلَ لَهُ تَقُولُ هٰذَا لِخِنْزِيرٍ؟ فَقَالَ عِيسَى إِنِّي أَخَافُ أَنْ أُعَوِّدَ لِسَانِي النُّطْقَ بِالسُّوءِ.

یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستے میں خنزیر ملا تو اس سے فرمایا کہ سلامتی کے ساتھ چلا جا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ خنزیر سے ایسا فرماتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہیں مجھے بد زبانی کی عادت نہ پڑ جائے۔ف

ف: زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے کیونکہ اکثر مصیبتوں کا سبب زبان ہی بنتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مجھے زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دے میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں (بخاری شریف) بولنے سے پہلے خوب سوچ لینا چاہیے کہ وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ اسی لیے داناؤں کا قول ہے کہ پہلے تولو پھر بولو۔ حتی الامکان کم بولنے میں عافیت ہے اور بزرگوں نے کم گوئی کو دانائی کی علامت قرار دیا ہے اور بسیار گوئی ہر ایک کے نزدیک معیوب ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

زباں اپنی حد میں ہے بے شک زبان
بڑھے ایک نقطہ تو یہ ہے زیاں !

دوسرے ایک شاعر نے کم گوئی کی یوں نصیحت کی ہے:

زباں حق نے اک دی ہے اور کان دو
کہے ایک جب سن لے انسان دو

گفتگو سوچ سمجھ کر کی جائے

٢- بَابُ مَا يُؤْمَرُ بِهِ مِنَ التَّحَفُّظِ فِي الْكَلَامِ

٨٢٣- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللهِ مَا كَانَ يَظُنُّ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَتْ يَكْتُبُ اللهُ لَهُ بِهَا سَخَطَهُ إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ.

صحیح البخاری (٦٤٧٧) صحیح مسلم (٧٤٠٦-٧٤٠٧)

حضرت بلال بن حارث مزنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی رضائے الٰہی کے لیے ایک بات کہتا ہے۔ اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی رضا مندی لکھ دیتا ہے اور دوسرا آدمی اللہ کی ناراضگی کی بات کہتا ہے اور اسے یہ گمان نہیں ہوتا کہ اس کا اثر کہاں تک پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لیے اپنی ناراضگی لکھ دیتا ہے۔

٨٢٤- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس

إِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَهْوِي بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ ' وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يُلْقِي لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ بِهَا فِي الْجَنَّةِ. صحیح البخاری (٦٤٧٨)

میں مضائقہ نہیں سمجھتا لیکن وہ اسے جہنم میں لے جاتی ہے اور بے شک آدمی ایسی بات کہہ دیتا ہے جس کو اہمیت نہیں دیتا لیکن اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں بھیج دیتا ہے۔ف

ف: انسان کے منہ سے بعض اوقات ایسے چند الفاظ نکل جاتے ہیں جن کے نتیجے میں کسی کی دنیا آباد ہو جاتی ہے اور بعض اوقات ایسے الفاظ صادر ہو جاتے ہیں جن کے باعث کسی کا خانہ خراب ہو جاتا ہے۔ چند لفظوں کے ذریعے دوسرے کی زندگی کو آباد یا برباد کرنے والا اپنے لیے جنت یا جہنم میں ٹھکانا بنالیتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ دوسروں کا بھلا کرنے اور آرام پہنچانے میں کوشاں رہے تا کہ اگلے جہان میں اس کا بھلا ہو اور پروردگار عالم اسے آرام پہنچائے ورنہ" لا یرحم لا یرحم" جو خدا کے بندوں پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٣- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ

ذکر الٰہی کو چھوڑ کر عبث قیل وقال مکروہ ہے

٨٢٥- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ' عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ' أَنَّهُ قَالَ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا ' فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا ' أَوْ قَالَ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ. صحیح البخاری (٥٧٦٧)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مشرق سے دو آدمی آئے اور انہوں نے خطبہ دیا تو لوگ ان کے بیانات سے بہت خوش ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض بیانوں میں جادو ہوتا ہے یا فرمایا کہ بعض بیانات جادو ہوتے ہیں۔

٨٢٦- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَانَ يَقُولُ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ ' فَإِنَّ الْقَلْبَ الْقَاسِيَ بَعِيدٌ مِنَ اللَّهِ ' وَلَكِنْ لَا تَعْلَمُونَ ' وَلَا تَنْظُرُوا فِي ذُنُوبِ النَّاسِ كَأَنَّكُمْ أَرْبَابٌ ' وَانْظُرُوا فِي ذُنُوبِكُمْ كَأَنَّكُمْ عَبِيدٌ ' فَإِنَّمَا النَّاسُ مُبْتَلًى وَمُعَافًى ' فَارْحَمُوا أَهْلَ الْبَلَاءِ ' وَاحْمَدُوا اللَّهَ عَلَى الْعَافِيَةِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے: اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بات نہ کیا کرو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں۔ کیونکہ سخت دل اللہ سے دور ہوتے ہیں اور اس بات کا تمہیں علم نہیں اور لوگوں کے گناہوں کو مت دیکھا کرو جیسے تم خود ہی رب ہو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھا کرو۔ خود کو بندہ سمجھتے ہوئے بعض لوگ بیمار اور بعض تندرست ہوتے ہیں۔ بیماروں پر رحم کرو اور تندرستی پر اللہ کا شکر کرو۔ف

ف: حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ ارشادات گویا تصوف کا نصاب اور طریقت کی مکمل کتاب ہیں جن کے اندر دارین کی بھلائی اور آخرت کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ بظاہر یہ تین باتیں ہیں لیکن حقیقت میں کامیابی کے تین اصول ہیں۔

(١) بسیار گوئی سے اجتناب کیا جائے اور اپنا زیادہ وقت ذکر الٰہی میں صرف کرنا چاہیے۔ خدا کے ذکر میں دلوں کا چین ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:" الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" (الرعد:٢٨) جب ذکر الٰہی سے دلوں کو نور اور سرور ملتا ہے تو اس دولت سے کیوں محروم رہا جائے جب کہ بسیار گوئی اور زیادہ باتیں بنانے سے دل سخت ہو جاتے ہیں اور جن کے دل سخت ہوں وہ خدا کے قرب سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا کیوں نہ زیادہ تر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں صرف کیا جائے اور جب ابنائے زمانہ سے مخاطب ہونا ضروری نظر آئے تو:

جو بات کسی سے کہو اچھی ہو بھلی ہو کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو مصری کی ڈلی ہو

(۲) دوسرا اصول یہ بیان فرمایا کہ دوسروں کے عیب تلاش کرتے نہ پھرو کیونکہ تم رب نہیں ہو اور نہ رب کی طرف سے تم ان پر حاکم اور محاسب مقرر ہو بلکہ تم بندے ہو اور بندے کا کام یہی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر نظر رکھے اور ہر وقت اس بات کا جائزہ لیتا رہے کہ مجھ سے کسی ایسے فعل کا صدور تو نہیں ہوا جس پر میرا خالق و مالک ناراض ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات نظر آئے تو فوراً توبہ کرے اور ہمہ وقت اپنے احوال کی اصلاح میں کوشاں رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور مقولہ ہے" حاسبوا قبل ان تحاسبوا "اپنا حساب کرتے رہا کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے۔ قرآن کریم میں ہے" ولتنظر نفس ما قدمت لغد" (۱۸:۵۹) اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لیے کیا آگے بھیجا۔ پس اپنی ہی خیر خواہی میں:

کام وہ کر لے تو پیارے جس کے باعث گور میں باغِ رضوان سے کھلے کھڑکی ہوا کے واسطے

(۳) لوگوں میں جہاں اکثر تندرست ہیں وہاں بعض بیمار بھی ہوتے ہیں۔ جہاں صاحب استطاعت ہیں۔ وہاں نادار بھی ہیں۔ دریں حالات ہر آدمی کو چاہیے کہ اپنے تندرست اور صاحبِ استطاعت ہونے پر خدا کا شکر ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کے لیے صرف اتنا کہہ دینا کافی نہیں کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے بلکہ سب سے پہلے خدا کے احکام کی پابندی کرے اور اس کی نافرمانی سے باز آجائے کہ اصل شکر ادا کرنا یہی ہے اور اگر ایسا نہ کیا تو ذرا بھی شکر ادا نہ کیا۔ پروردگار عالم نے فرمایا ہے:

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ (ابراہیم:۷)

اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

دوسرے جب کسی بیمار یا مصیبت زدہ کو دیکھے تو کہے" الحمد لله الذی عافانی مما ابتلاک به وفضلنی علی کثیرا ممن خلق تفضیلا "نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو ایسا کہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری اور مصیبت سے دور رکھے گا۔

تیسرے بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کے کام آنے میں کوشاں رہے اور بے بسی میں حتی الامکان ان کا سہارا بنے کیونکہ "لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس "جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں فرماتا۔ لہٰذا جو چاہتا ہے کہ قبر اور حشر کی بے کسی اور بے بسی میں اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے میرا بیڑہ پار کرے تو اسے چاہیے کہ آج اس کے بے کس اور بے بس بندوں کی مدد کرتا رہے اور ان ڈوبتے ہوئے لوگوں کے بیڑے پار لگانے میں کوشاں رہے۔

جس کو غم جہاں میں بھی یاد رہے غم بیکساں میری طرف سے ہم نشین جا کر اسے سلام دے

[۹٤۲] اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تُرْسِلُ إِلَى بَعْضِ أَهْلِهَا بَعْدَ الْعَتَمَةِ فَتَقُولُ أَلَا تُرِيحُونَ الْكِتَابَ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بعض گھر والوں کے لیے نماز عشاء کے بعد پیغام بھیج کر کہتیں: لکھنے والے فرشتوں کو آرام کیوں نہیں کرنے دیتے؟

٤- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغِيبَةِ

غیبت کا بیان

۸۲۷- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيَّادٍ، أَنَّ الْمُطَّلِبَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَبٍ الْمَخْزُومِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا الْغِيبَةُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْمَرْءِ مَا يَكْرَهُ أَنْ يَسْمَعَ. قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنْ كَانَ حَقًّا؟

مطلب بن عبد اللہ بن حنطب مخزومی سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ غیبت کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی کا ایسا ذکر کیا جائے کہ وہ سن کر ناپسند کرے۔ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! خواہ وہ بات سچی ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جھوٹی بات کہو گے تو وہ بہتان

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قُلْتَ بَاطِلًا فَذٰلِكَ الْبُهْتَانُ.

ہے۔

۵- بَابٌ مَا جَاءَ فِيْمَا يُخَافُ مِنَ اللِّسَانِ

زبان کے گناہوں کا بیان

۸۲۸- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ، وَلَجَ الْجَنَّةَ. فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تُخْبِرْنَا؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ عَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُوْلٰى، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تُخْبِرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ أَيْضًا، ثُمَّ ذَهَبَ الرَّجُلُ يَقُوْلُ مِثْلَ مَقَالَتِهِ الْأُوْلٰى فَأَسْكَتَهُ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَقَاهُ اللّٰهُ شَرَّ اثْنَيْنِ وَلَجَ الْجَنَّةَ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ. صحیح البخاری (٦٤٧٤)

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی برائی سے بچالیا وہ جنت میں چلا گیا۔ ایک آدمی عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہمیں نہیں بتاتے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر دوبارہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کی طرح فرمایا۔ اس آدمی نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہمیں نہیں بتاتے؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ پھر سہ بارہ رسول اللہ ﷺ نے پہلے کی طرح فرمایا۔ اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں نہیں بتاتے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے چوتھی بار حسب سابق فرمایا۔ پھر وہی آدمی پہلے کی طرح کہتا جاتا تھا کہ ساتھ والے نے خاموش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کی برائی سے بچالیا وہ جنت میں چلا گیا جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ جو دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ و دونوں جبڑوں کے درمیان اور دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے۔ ف

ف: تمام بھلائیوں اور برائیوں کا سرچشمہ دل ہے۔ اکثر بھلائیاں اور برائیاں زبان اور شرمگاہ کے راستے منظرِ عام پر آتی ہیں۔ جس نے ان دونوں کو بے لگام چھوڑا وہ تباہ و برباد ہو گیا اور جس نے ان دونوں کو شریعتِ مطہرہ کے تابع کر دیا وہ جنتی ہو گیا اور دنیائے فانی کے بہت سے مصائب سے بھی اس نے یقیناً اپنے آپ کو محفوظ کر لیا۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی کا بننا اور بگڑنا بڑی حد تک ان دونوں کے بننے اور بگڑنے کے تابع ہے۔ جہاں ان دونوں کے قابو میں رکھنے سے یہ دنیا جنت نظیر بن جاتی ہے وہاں ان دونوں کا مطلق العنان ہونا اس عالمِ آب وگل کو جہنم کدہ بھی بنا دیتا ہے۔ پورے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے اس کے امن و سکون اور اخلاق و انسانیت کا جنازہ نکال دیتا ہے۔ حقیقت میں مردِ دانا وہی ہے جس نے ان دونوں کو سنبھال کر رکھا کہ انفرادی زندگی کو تباہ ہونے سے بچا لیا اور حقیقت میں ملک و ملت کی خیر خواہ وہی حکومت ہوتی ہے جو ملک گیر سطح پر ان دونوں چیزوں کے سنبھالنے کا اہتمام کر دکھائے۔ جس حکومت نے ایسا نہ کیا تو حقیقت میں اس نے ملک و ملت کی خیر خواہی میں کچھ بھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمان ممالک کے سربراہوں کو ملک و ملت کی خیر خواہی کے جذبے سے نوازے تاکہ پھر ملتِ اسلامیہ اپنی عظمتِ رفتہ کو حاصل کر سکے اور ان عادتوں سے پیچھا چھڑا سکے جن کے باعث وہ دیگر اقوامِ عالم کی نگاہوں میں سامانِ تضحیک اور لائقِ تحقیر ہو کر رہ گئی ہے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

[۹۴۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَخَلَ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر حضرت ابو بکر صدیق کے پاس گئے تو وہ اپنی زبان کھینچ

الصِّدِّيقِ، وَهُوَ يَجْبِذُ لِسَانَهُ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ مَهْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ؟ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّ هٰذَا اَوْرَدَنِي الْمَوَارِدَ.

رہے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے ٹھہریے۔ پس حضرت ابو بکر نے کہا کہ اسی نے مجھے تباہی کے دہانے پر پہنچایا ہے۔

٦- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُنَاجَاةِ اثْنَيْنِ دُوْنَ وَاحِدٍ

دو میں سے ایک کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا

۸۲۹- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي بِالسُّوْقِ فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيْدُ اَنْ يُنَاجِيَهُ وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَحَدٌ غَيْرِي، وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيْدُ اَنْ يُنَاجِيَهُ، فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا اٰخَرَ حَتّٰى كُنَّا اَرْبَعَةً، فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَاهُ اسْتَاْخِرَا شَيْئًا، فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ.

عبداللہ بن دینار کا بیان ہے کہ میں اور حضرت عبداللہ بن عمر دونوں خالد بن عقبہ کے گھر کے پاس تھے جو بازار میں تھا۔ ایک آدمی آیا جو ان سے سرگوشی کرنا چاہتا تھا جب کہ حضرت عبداللہ بن عمر کے ساتھ میرے سوا کوئی اور نہ تھا اور تیسرا آدمی ان سے سرگوشی کرنے کا متمنی تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے ایک اور آدمی بلایا کہ ہم چار ہو گئے پھر مجھ سے اور جو بلایا تھا اس سے فرمایا کہ ذرا پرے ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دو میں سے ایک کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کی جائے۔

۸۳۰- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ وَاحِدٍ. صحیح البخاری (٢٦٨٨) صحیح مسلم (٥٦٥٨)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں۔

٧- بَابُ مَا جَاءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكَذِبِ

سچ اور جھوٹ کے متعلق روایات

۸۳۱- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَكْذِبُ امْرَاَتِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا خَيْرَ فِي الْكَذِبِ، فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعِدُهَا وَاَقُوْلُ لَهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا جُنَاحَ عَلَيْكَ.

صفوان بن سلیم سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اپنی بیوی سے جھوٹ بول سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ میں بھلائی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا: یا رسول اللہ! میں اس سے وعدہ کروں اور کچھ کہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں تمہارے اوپر گناہ نہیں ہے۔

۸۳۲- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، اَنَّهُ بَلَغَهُ، اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي اِلَى الْبِرِّ، وَالْبِرَّ يَهْدِي اِلَى الْجَنَّةِ، وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي اِلَى الْفُجُوْرِ، وَالْفُجُوْرَ يَهْدِي اِلَى النَّارِ، اَلَا تَرٰى اَنَّهُ يُقَالُ صَدَقَ، وَبَرَّ، وَكَذَبَ، وَفَجَرَ؟

صحیح البخاری (٦٠٩٤) صحیح مسلم (٦٥٨٠۔ ٦٥٨١)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ تمہارے لیے سچ بولنا ضروری ہے کیونکہ سچ بھلائی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور بھلائی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے اور تمہیں جھوٹ سے بچنا چاہیے کیونکہ جھوٹ برے کاموں کی طرف لے جاتا ہے اور برے کام دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کہا جاتا ہے: جس نے سچ کہا وہ نیک ہوا اور جس نے جھوٹ بولا وہ بد ہے۔

[۹۴۴]اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّهُ قِيلَ لِلُقْمَانَ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرَى؟ يُرِيدُونَ الْفَضْلَ فَقَالَ لُقْمَانُ صِدْقُ الْحَدِيثِ، وَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ، وَتَرْكُ مَا لَا يَعْنِينِي.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت لقمان سے کہا گیا کہ آپ کو یہ اونچا مقام کیسے حاصل ہوا؟ حضرت لقمان نے فرمایا کہ سچی بات کرنے امانت ادا کرنے اور فضول باتوں کو چھوڑنے سے۔

[۹۴۵]اثر- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ كَانَ يَقُولُ لَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَكْذِبُ، وَتُنْكَتُ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ حَتَّى يَسْوَدَّ قَلْبُهُ كُلُّهُ، فَيُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ مِنَ الْكَاذِبِينَ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے کہ بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے کہ پہلے اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ سارا قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے نزدیک وہ جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

۸۳۳- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، أَنَّهُ قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ بَخِيلًا؟ فَقَالَ نَعَمْ، فَقِيلَ لَهُ أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟ فَقَالَ لَا.

صفوان بن سلیم کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا گیا کہ کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔ ف

ف: جھوٹ ایک ایسی اخلاقی بیماری ہے جو بزدلی اور کنجوسی سے بھی مضرت میں بدرجہا آگے ہے۔ یہ ایک ایسا عیب ہے جو مسلمان کہلانے والے کے ہرگز شایانِ شان نہیں کیونکہ جھوٹ کافروں کا شیوہ اور منافقوں کا طرۂ امتیاز ہے۔ بھلا ایسا عیب مسلمانوں کو کہاں زیب دے سکتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (آل عمران ۶۱) — پس جھوٹ بولنے والوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے یعنی وہ رحمتِ الٰہیہ سے اپنے آپ کو محروم کر لیتے ہیں۔ مسلمان بھلا کب پسند کرے گا کہ وہ اپنے ہاتھوں خدا کی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈالے اور وہ اپنی ذات کو خدا کی رحمت سے محروم کر لے۔ لہٰذا جھوٹ بولنا ایک بندۂ مومن کا کام نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِضَاعَةِ الْمَالِ وَذِي الْوَجْهَيْنِ

اسراف اور دوغلے پن کا بیان

۸۳۴- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَرْضَى لَكُمْ ثَلَاثًا، وَيَسْخَطُ لَكُمْ ثَلَاثًا، يَرْضَى لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ، وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَأَنْ تَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا، وَأَنْ تَنَاصَحُوا مَنْ وَلَّاهُ اللَّهُ أَمْرَكُمْ، وَيَسْخَطُ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ. صحیح مسلم (۴۴۵۶-۴۴۵۷ تا ۴۴۶۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تین باتوں سے راضی اور تین باتوں سے ناراض ہوتا ہے۔ جن باتوں سے راضی ہوتا ہے وہ یہ ہیں: اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اللہ کی رسی کو مل جل کر تھام لیں، اور اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو جس کے سپرد کرے اس کے خیر خواہ رہیں۔ ناراضگی کی باتیں یہ ہیں۔ بے کار گفتگو، مال ضائع کرنا، اور مانگنے کی عادت۔

۸۳۵- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مِنْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برے آدمیوں میں سے دوغلا آدمی ہے

شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ. صحیح مسلم(٦٥٧٣) صحیح البخاری(٧١٧٩)

جو ایک کے پاس جائے تو اس کی سی کہے اور دوسرے کے پاس جائے تو اس کی سی کہے۔

٩- بَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْعَامَّةِ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ

بعض افراد کے گناہوں کی وجہ سے سب پر عذاب

٨٣٦- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' أَنَّهُ بَلَغَهُ ' أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ ' زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ ' قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ. صحیح البخاری(٣٣٤٦) صحیح مسلم(٧١٦٧و٧١٦٤)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک افراد بھی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے۔

[٩٤٦]- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ ' أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ يَقُولُ كَانَ يُقَالُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِذَنْبِ الْخَاصَّةِ ' وَلٰكِنْ إِذَا عُمِلَ الْمُنْكَرُ جِهَارًا اِسْتَحَقُّوا الْعُقُوبَةَ كُلُّهُمْ.

اسماعیل بن حکیم نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا لیکن جب برے کام ڈنکے کی چوٹ کیے جائیں تو سب عذاب کے مستحق شمار ہوتے ہیں۔

١٠- بَابُ مَا جَاءَ فِي التُّقٰى

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا بیان

[٩٤٧]اثر- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ' عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَخَرَجْتُ مَعَهُ حَتّٰى دَخَلَ حَائِطًا ' فَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَقُولُ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ جِدَارٌ وَهُوَ فِي جَوْفِ الْحَائِطِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بَخٍ بَخٍ ' وَاللّٰهِ لَتَتَّقِيَنَّ اللّٰهَ ' أَوْ لَيُعَذِّبَنَّكَ.

حضرت انس بن مالک کا بیان ہے کہ میں حضرت عمر کے ساتھ باہر نکلا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے انہیں فرماتے ہوئے سنا جب کہ میرے اور ان کے درمیان دیوار تھی اور وہ باغ کے وسط میں تھے۔ اے خطاب کے بیٹے عمر' امیر المؤمنین! اچھی' اچھی۔ خدا کی قسم! اللہ سے ڈرنا چاہیے ورنہ وہ ضرور تجھے عذاب دے گا۔

[٩٤٨]- قَالَ مَالِكٌ وَبَلَغَنِي أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ كَانَ يَقُولُ أَدْرَكْتُ النَّاسَ ' وَمَا يَعْجَبُونَ بِالْقَوْلِ. قَالَ مَالِكٌ يُرِيدُ بِذٰلِكَ الْعَمَلَ إِنَّمَا يَنْظُرُ إِلَى عَمَلِهِ ' وَلَا يَنْظُرُ إِلَى قَوْلِهِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ قاسم بن محمد فرمایا کرتے۔ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ باتوں پر فریفتہ نہیں ہوا کرتے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اس سے عمل مراد ہے کہ وہ عمل کو دیکھتے اور بات کو نہیں دیکھتے تھے۔

١١- بَابُ الْقَوْلِ إِذَا سَمِعْتَ الرَّعْدَ

بادل گرجتے وقت کیا کہنا چاہیے؟

[٩٤٩]- حَدَّثَنِي مَالِكٌ ' عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ' أَنَّهُ كَانَ إِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيثَ ' وَقَالَ سُبْحَانَ الَّذِي يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ ' وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ ' ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ هٰذَا لَوَعِيدٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ شَدِيدٌ.

عامر بن عبد اللہ بن زبیر جب گرج کی آواز سنتے تو بات کرنا ترک کر دیتے اور کہتے: پاک ہے وہ ذات کہ پاکی بیان کرتا ہے رعد جس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے جس کے ڈر سے' پھر فرماتے کہ یہ زمین والوں کے لیے سخت وعید ہے۔

۱۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَرِكَةِ النَّبِيِّ ﷺ

۸۳۷- حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ 'عَنِ ابْنِ شِهَابٍ 'عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ 'عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ 'اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرَدْنَ اَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَيَسْاَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ 'فَقَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ؟

صحیح البخاری (٦٧٣٠) صحیح مسلم (٤٥٥٤)

۸۳۸- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ 'عَنْ اَبِي الزِّنَادِ 'عَنِ الْاَعْرَجِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَقْسِمُ وَرَثَتِيْ دَنَانِيْرَ مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ 'وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ.

صحیح البخاری (٦٧٢٩) صحیح مسلم (٤٥٥٨)

حضور کے ترکہ کا بیان

عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت آپ کی ازواج مطہرات نے ارادہ کیا کہ حضرت عثمان کو حضرت ابو بکر صدیق کے پاس بھیجیں تاکہ رسول اللہ ﷺ کی میراث سے اپنے حصے کا سوال کریں تو ان سے حضرت عائشہ نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ترکہ میں دینار تقسیم نہیں ہوں گے بلکہ جو میں چھوڑوں وہ میری بیویوں کے خرچ اور میرے عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۷- كِتَابُ جَهَنَّمَ

۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ جَهَنَّمَ

۸۳۹- حَدَّثَنَا مَالِكٌ 'عَنْ اَبِي الزِّنَادِ 'عَنِ الْاَعْرَجِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَارُ بَنِيْ اٰدَمَ الَّتِيْ يُوْقِدُوْنَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ 'فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً 'قَالَ اِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا. صحیح البخاری (٣٢٦٥) صحیح مسلم (٧٠٩٤)

[۹۵۰]- وَحَدَّثَنِيْ مَالِكٌ 'عَنْ عَمِّهِ اَبِيْ سُهَيْلِ بْنِ مَالِكٍ 'عَنْ اَبِيْهِ 'عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ 'اَنَّهُ قَالَ اَتُرَوْنَهَا حَمْرَاءَ كَنَارِكُمْ هٰذِهِ؟ لَهِيَ اَسْوَدُ مِنَ الْقَارِ 'وَالْقَارُ الزِّفْتُ.

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

جہنم کا بیان

جہنم کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی آگ جس کو وہ جلاتے ہیں یہ جہنم کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ لوگ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اس کی تپش بھی کافی ہے۔ فرمایا کہ وہ اس سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔

ابو سہیل بن مالک نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کیا اپنی آگ کی طرح تم اسے سرخ سمجھتے ہو؟ وہ قار سے زیادہ سیاہ ہے اور قار تارکول کو کہتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۵۸- كِتَابُ الصَّدَقَةِ

۱- بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الصَّدَقَةِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

صدقہ کا بیان

صدقے کی فضیلت

١٨٤٠- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ، وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا طَيِّبًا، كَانَ إِنَّمَا يَضَعُهَا فِي كَفِّ الرَّحْمٰنِ يُرَبِّيهَا كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ، أَوْ فَصِيلَهُ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ. صحیح البخاری(٧٤٣٠) صحیح مسلم(٢٣٣٩)

ابو الحباب سعید بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو حلال روزی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر پاک چیز اور اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو اپنے دست قدرت پر رکھ کر اس طرح پالتا ہے جیسے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

١٨٤١- وَحَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران:٩٢) قَامَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران:٩٢) وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ شِئْتَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ فِيهِ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهُ فِي الْأَقْرَبِينَ، فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَبَنِي عَمِّهِ. صحیح البخاری(١٤٦١) صحیح مسلم(٢٣١٢)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضرت ابو طلحہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ باغات والے تھے اور انہیں اپنے باغوں میں بیرحاء سب سے زیادہ پسند تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف فرما ہوتے اور اس کا شیریں پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔ حضرت انس نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم بھلائی کو نہیں پا سکتے جب تک اپنی پیاری چیز راہ خدا میں خرچ نہ کرو'' تو حضرت ابو طلحہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس وقت تک بھلائی کو نہیں پاؤ گے جب تک اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو اور مجھے اپنے باغات میں بیرحاء سب سے پیارا ہے لہٰذا یہ اللہ کے لیے صدقہ ہے، میں اس کے ذریعے بھلائی اور اللہ کے پاس ذخیرے کی امید رکھتا ہوں۔ پس یا رسول اللہ! اسے خرچ فرمایئے جیسے حضور کی مرضی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاباش! یہ سودا تو بڑا نفع بخش ہے یہ مال تو بہت مفید رہا۔ میں نے تمہاری بات سن لی تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے دو۔ حضرت ابو طلحہ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ! بسرو چشم۔ پس حضرت ابو طلحہ نے اسے اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچا زاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ ف

ف: انصار میں حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایک متمول شخص تھے اور بیرحاء ان کا سب سے قیمتی اور نفع بخش باغ تھا جو انہیں بہت ہی عزیز تھا۔ جب قرآن کریم کی آیت ''لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون'' (النساء:٩٢) نازل ہوئی کہ تم اس وقت تک بھلائی کو نہ پا سکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں سے خرچ نہ کرو گے۔ حضرت ابو طلحہ کے دل پر اس آیت کریمہ نے ایسا اثر کیا کہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اپنا بیرحاء باغ راہ خدا میں دے دیا تاکہ بھلائی کے مستحق ہو جائیں۔ جنہیں خیر و برکت اور اپنی بہتری منظور تھی وہ اس کو حاصل کرنے کی خاطر دنیا کی اپنی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے اور آج جب کہ ہم اپنی اصلی اور دائمی زندگی کی بہتری کو فراموش کر بیٹھے تو اپنے چند روزہ آرام و راحت کی خاطر اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے گلے پر

چھری پھیرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ وہ آخرت پر ایمان رکھنے کا تقاضا تھا اور یہ آخرت کو بھلانے کا نتیجہ ہے۔ چند روزہ زندگی کے آرام وراحت کی خاطر جو ہم نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کھسوٹ کو اپنا محبوب ترین مشغلہ بنایا ہوا ہے اور دولت جمع کر لینے کو اپنی کامیابی سمجھا ہوا ہے' حقیقت میں یہ ہماری زبردست بھول ہے کیونکہ اس طرح جو ہم کما کھا رہے ہیں وہ تو شوگر کوٹڈ زہر ہے۔ آج ہمارے سامنے اس کی ظاہری مٹھاس ہے اور کل جب زہر اپنا اثر دکھائے گا تو کف افسوس ملنا پڑے گا کہ ہم نے اپنے ہاتھوں اپنی ابدی ودائمی زندگی کو برباد کیا اور چند روزہ آرام کے بدلے ہمیشہ کا عذاب خریدا۔ اس وقت کف افسوس ملنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا بلکہ موقع تو آج ہے کہ اپنی روش پر نظر ثانی کی جائے' اپنے زاویۂ نظر کو درست کیا جائے اور دنیا کی حقیقت کو سمجھ کر اپنی عاقبت کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے۔

آج جو کرنا ہے کر لو ورنہ کل روز قیام
سامنے حق کے تمہیں ہوگی خجالت لاکلام

۸۴۲- وَحَدَّثَنِیْ مَالِکٌ ' عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَعْطُوا السَّائِلَ ' وَاِنْ جَاءَ عَلٰی فَرَسٍ.

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سائل کو کچھ دو خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

۸۴۳- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ عَمْرِو بْنِ مَعَاذٍ الْاَشْهَلِیِّ الْاَنْصَارِیِّ عَنْ جَدَّتِهٖ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَا نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ ' لَا تَحْقِرَنَّ اِحْدَاکُنَّ اَنْ تُهْدِیَ لِجَارَتِهَا وَلَوْ کُرَاعَ شَاةٍ مُحَرَّقًا. صحیح البخاری (۲۵٦٦) صحیح مسلم (۲۳۷٦)

عمرو بن معاذ اشہلی انصاری نے اپنی دادی جان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ایمان والی عورتو! تم میں سے کوئی اپنی ہمسائی کو ذلیل نہ کرے خواہ اس نے بکری کا جلا ہوا کھر ہی ہدیہ کیوں نہ بھیجا ہو۔

[۹۵۱] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ عَنْ عَائِشَةَ ' زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ ' اَنَّ مِسْکِیْنًا سَاَلَهَا وَهِیَ صَائِمَةٌ ' وَلَیْسَ فِیْ بَیْتِهَا اِلَّا رَغِیْفٌ فَقَالَتْ لِمَوْلَاةٍ لَهَا اَعْطِیْهِ اِیَّاهُ ' فَقَالَتْ لَیْسَ لَکِ مَا تُفْطِرِیْنَ عَلَیْهِ ' فَقَالَتْ اَعْطِیْهِ اِیَّاهُ. قَالَتْ فَفَعَلْتُ. قَالَتْ فَلَمَّا اَمْسَیْنَا اَهْدٰی لَنَا اَهْلُ بَیْتٍ ' اَوْ اِنْسَانٌ مَا کَانَ یُهْدِیْ لَنَا شَاةً وَکَفَنَهَا فَدَعَتْنِیْ عَائِشَةُ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ ' فَقَالَتْ کُلِیْ مِنْ هٰذَا هٰذَا خَیْرٌ مِنْ قُرْصِکِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور وہ روزہ دار تھیں اور گھر میں ایک روٹی کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ آپ نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ یہ اسے دے دو۔ وہ عرض گزار ہوئی کہ آپ کی افطاری کے لیے اور کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ یہ اسے دے دو۔ لونڈی کا بیان ہے کہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب شام ہوئی تو ایک گھر سے ہمارے لیے بکری کے پکے ہوئے گوشت سے حصہ آیا۔ پس ام المؤمنین حضرت عائشہ نے مجھے بلا کر فرمایا کہ اس میں سے کھا لو یہ تمہاری روٹی سے بہتر ہے۔

[۹۵۲] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِکٍ ' قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ مِسْکِیْنًا اِسْتَطْعَمَ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ ' وَبَیْنَ یَدَیْهَا عِنَبٌ فَقَالَتْ لِاِنْسَانٍ خُذْ حَبَّةً فَاَعْطِهٖ اِیَّاهَا فَجَعَلَ یَنْظُرُ اِلَیْهَا وَیَعْجَبُ فَقَالَ عَائِشَةُ اَتَعْجَبُ کَمْ تَرٰی فِیْ هٰذِهِ الْحَبَّةِ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ؟

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ ایک مسکین نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کھانا مانگا اور ان کے سامنے انگور رکھے ہوئے تھے آپ نے ایک آدمی سے فرمایا کہ ایک دانہ لے کر اسے دے دو۔ وہ تعجب سے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تم تعجب کرتے ہو حالانکہ اس دانے میں تو کتنے ہی "مثقال ذرة"

ہوں گے۔

۲- بَابٌ مَّا جَاءَ فِي التَّعَفُّفِ عَنِ الْمَسْأَلَةِ

سوال سے بچنے کا بیان

۸۴۴- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَعْطَاهُمْ حَتَّى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، ثُمَّ قَالَ مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ، فَلَنْ أَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللَّهُ، وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَأَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ. صحیح البخاری (۱۴۶۹) صحیح مسلم (۲۴۲۱)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بعض انصار نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے عطا فرما دیا۔ دوبارہ سوال کیا تو آپ نے عطا فرما دیا یہاں تک کہ جو آپ کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے میں اسے تم سے بچا کر ذخیرہ نہیں کرتا اور جو سوال سے بچے اللہ اسے بچائے گا اور جو تونگری ظاہر کرے اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرے تو اللہ اسے صبر کی توفیق دے گا اور تم میں سے کسی کو جو میں نے دیا وہ صبر سے بہتر اور زیادہ وسعت والا ہے۔

۸۴۵- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ، وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْأَلَةِ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ. صحیح البخاری (۱۴۲۷) صحیح مسلم (۲۳۸۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ منبر پر صدقہ اور سوال سے بچنے کا ذکر فرما رہے تھے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے کیونکہ اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والا۔ ف

ف: اوپر والا سخی کا اور نیچے والا بھکاری کا ہاتھ ہے۔ حالات اور کردار کا انقلاب دیکھیے کہ آج لکھ پتی اور کروڑ پتی حضرات بھی بھکاریوں میں شامل ہیں۔ اختیارات کے بل بوتے پر دوسروں کی مجبوری کا مذاق اڑاتے ہوئے چند سکوں کی خاطر اپنے غریب بھائیوں کے آگے ہاتھ پھیلانے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ رشوت کی وہ گرم بازاری ہے کہ صاحب استطاعت اور بااختیار حضرات کی اکثریت بھکاری ہے۔ عوام رہے کہ ایک جانب خود حکمرانوں کو یہی بیماری ہے۔ کھلے کافروں اسلام و مسلمین کے بدخواہوں اور اللہ و رسول کے دشمنوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے ان سے قرضے مانگنے اور انہیں اپنا حاجت روا و مشکل کشا بنانے میں قطعاً کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی۔ ملی غیرت کا یوں جنازہ نکال دینا تاریخ اسلام کا بہت بڑا المیہ ہے جس پر ہمارے سربراہوں اور اسلامی ممالک کے حکمرانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیے۔ خدا نے تو مسلمانوں کو بھکاری کے ہاتھ نہیں دیئے بلکہ ہمیں اس حرکت بد سے منع فرمایا ہے پھر ہم نے بھکاری بننا کیوں پسند کیا؟ بھکاری بھی بنے تو دشمنانِ خدا کے در پر۔ یہ مجبوری کیوں لاحق ہوئی؟ اس کا کھوج لگانا ہوگا اور مسلمانوں کو اس قعرِ ذلت سے نکالنے کے لیے مل بیٹھ کر سوچنا اور کام کرنا ہوگا کیونکہ:

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

۸۴۶- وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعَطَاءٍ فَرَدَّهُ عُمَرُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِمَ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کے لیے عطیہ بھیجا۔ حضرت عمر نے اسے واپس کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اسے واپس کیوں کیا؟ عرض

رَدَدْتَهٗ؟ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ اَخْبَرْتَنَا اَنَّ خَيْرًا لِاَحَدِنَا اَنْ لَا يَاْخُذَ مِنْ اَحَدٍ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا ذٰلِكَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ، فَاَمَّا مَا كَانَ عَنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ، فَاِنَّمَا هُوَ رِزْقٌ يَرْزُقُكَهُ اللّٰهُ، فَقَالَ عُمَرُ اَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَسْاَلُ اَحَدًا شَيْئًا، وَلَا يَاْتِيْنِيْ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ شَيْءٌ اِلَّا اَخَذْتُهٗ.

صحیح البخاری (٧١٦٣) صحیح مسلم (٢٤٠٢، ٢٤٠٦)

گزار ہوئے کہ یارسول اللہ! کیا آپ نے ہمیں نہیں بتایا کہ ہماری بھلائی اس میں ہے کہ دوسرے سے کچھ نہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس بات کا تعلق مانگنے سے ہے اور جو بغیر مانگے ملے تو وہ ایسی روزی ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضرت عمر عرض گزار ہوئے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور جو بغیر مانگے ملے اسے لے لوں گا۔ ف

ف: کسی سے دس بیس روپے یا کم و بیش مانگے، اس نے دیئے اور اس نے لیے۔ دوسری صورت یہ کہ بغیر مانگے کسی نے دیئے اور اس نے لے لیے۔ یہ دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے کہ پہلی صورت میں لینے والے نے سوال کیا اور دوسری صورت میں سوال نہیں کیا تھا۔ پہلی صورت میں مال لینے کی ممانعت ہے اور دوسری صورت میں اجازت۔ پہلی صورت میں لیا ہوا مال بھیک ہے اور دوسری صورت میں ملنے والا نذرانہ ہے، مال وہی ہے لیکن سوال کرنے کے باعث اس کا حکم بدل سکتا ہے۔

دینی کاموں پر خدمت وصول کرنے کو متقدمین نے ناجائز قرار دیا تھا لیکن جب خدمت دین کے جذبات میں پہلے جیسی حرارت نہ رہی تو متاخرین نے جواز کا فتویٰ دے دیا۔ مساجد میں، مؤذن، خادم، امام، خطیب اور مدرس وغیرہ رکھے جاتے تھے۔ لوگ چندہ جمع کر کے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہاں خدمت اور تنخواہ کا فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ خدمت وہ ہوتی ہے جس میں مخدوم کی مرضی کا کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ خدمت کرنے والے اپنی مرضی سے جو چاہیں پیش کر دیتے ہیں۔ جس خدمت میں لینے والے کی تجویز اور مرضی بھی شامل ہو یا مخدوم کی جانب سے جس کا مطالبہ ہو اسے خدمت کہنا خوش فہمی ہے۔ وہ خدمت نہیں بلکہ تنخواہ اور معاوضہ ہے اور لینے والے کو دیکھنا چاہیے کہ اس کی خدمت کی جا رہی ہے یا وہ تنخواہ وصول کر رہا ہے کیونکہ ایسے کاموں پر خدمت کا درجہ کچھ اور ہے اور تنخواہ کا معاملہ کچھ اور:

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

٨٤٧- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ اَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْاَعْرَجِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَنْ يَاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهٗ، فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ مِنْ اَنْ يَاْتِيَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ، فَيَسْاَلَهٗ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهٗ.

صحیح البخاری (١٤٧١) صحیح مسلم (٢٣٩٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی رسی سے باندھ کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس آدمی کے پاس جائے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور اس سے سوال کرے کہ چاہے وہ دے یا نہ دے۔ ف

ف: جنگل سے لکڑیاں اپنی پیٹھ پر اٹھا کر لانا اور انہیں بیچ کر گزر اوقات کرنا در در کی گدائی کرنے اور امیروں کے آگے دست سوال دراز کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ مزدوری کر کے کھا لینے میں کوئی بے عزتی نہیں لیکن گداگری کرنا سراسر رسوائی ہے۔ گداگروں کا وجود ملک و ملت کے چہرے کا بدنما داغ ہوتا ہے جس کو مٹانا ہر حکومت کا قومی و اخلاقی فریضہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

٨٤٨- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ، اَنَّهٗ قَالَ

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے کہا کہ میں اور میری بیوی ہم بقیع غرقد میں اترے۔ میری بیوی

نَزَلْتُ أَنَا وَأَهْلِيْ بِبَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَ لِيْ أَهْلِيْ اِذْهَبْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْأَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَأْكُلُهُ، وَجَعَلُوْا يَذْكُرُوْنَ مِنْ حَاجَتِهِمْ فَذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْأَلُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا أَجِدُ مَا أُعْطِيْكَ، فَتَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَهُوَ يَقُوْلُ لَعَمْرِيْ إِنَّكَ لَتُعْطِيْ مَنْ شِئْتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَجِدَ مَا أُعْطِيْهِ، مَنْ سَأَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ أُوْقِيَّةٌ، أَوْ عَدْلُهَا فَقَدْ سَأَلَ إِلْحَافًا. قَالَ الْأَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِنْ أُوْقِيَّةٍ.

نے مجھ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جایئے اور ان سے ہمارے کھانے کے لیے کچھ مانگ کر لایئے اور اپنی حاجتیں بیان کرتا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی آپ سے سوال کر رہا ہے اور آپ اس سے فرما رہے ہیں: "میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ تمہیں دوں"۔ وہ شخص ناراض ہو کر واپس چل دیا اور وہ کہہ رہا تھا کہ میری عمر کی قسم! آپ جس کو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مجھ سے ناراض ہو رہا ہے کیونکہ اسے دینے کے لیے میرے پاس کچھ نہیں' جو تم میں سے سوال کرے اور اس کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر مالیت کی چیز ہو تو اس نے لپٹ کر مانگا۔ اسدی نے کہا کہ اوقیہ سے ایک اونٹ بہتر ہے۔

قَالَ مَالِكٌ وَالْأُوْقِيَّةُ أَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا.

قَالَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَسْأَلْهُ فَقُدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَعِيْرٍ وَزَبِيْبٍ فَقَسَمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى أَغْنَانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ. سنن نسائی (۲۵۹۵)

امام مالک نے فرمایا کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

اسدی کا بیان ہے کہ میں واپس لوٹ آیا اور سوال نہ کیا' پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو اور کشمش آئیں تو آپ نے ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غنی فرما دیا۔

۸۴۹- وَعَنْ مَالِكٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ. قَالَ مَالِكٌ لَا أَدْرِيْ أَيُرْفَعُ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَمْ لَا؟ صحیح مسلم (۶۵۳۵)

علاء بن عبدالرحمٰن کو فرماتے ہوئے سنا گیا کہ خیرات سے مال کم نہیں ہوتا اور معاف کر دینے سے آدمی کی عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور جو آدمی تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سربلند کر دیتا ہے۔ امام مالک نے فرمایا کہ مجھے نہیں معلوم یہ حدیث حضور تک مرفوع ہے یا نہیں۔

۳- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الصَّدَقَةِ

صدقہ وخیرات میں جو بات مکروہ ہے

۸۵۰- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ. صحیح مسلم (۲۴۷۸-۲۴۷۹)

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آلِ محمد کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ یہ لوگوں کا میل کچیل ہے۔

۸۵۱- وَحَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ عَلَى الصَّدَقَةِ، فَلَمَّا قَدِمَ سَأَلَهُ إِبِلًا مِنَ الصَّدَقَةِ، فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِهِ، وَكَانَ مِمَّا يُعْرَفُ بِهِ الْغَضَبُ فِيْ

عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عبدالاشہل کے ایک آدمی کو صدقے کا عامل مقرر کیا۔ جب وہ واپس آیا تو صدقہ سے اس نے ایک اونٹ مانگا۔ رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے یہاں تک کہ ناراضگی کے اثرات چہرۂ انور سے پہچانے جاتے تھے اور غصے کے وقت یہ آپ

وَجْهِهِ اَنْ تَحْمَرَّ عَيْنَاهُ ' ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْاَلُنِيْ مَا لَا يَصْلُحُ لِيْ وَلَا لَهٗ ' فَاِنْ مَنَعْتُهٗ كَرِهْتُ الْمَنْعَ ' وَاِنْ اَعْطَيْتُهٗ اَعْطَيْتُهٗ مَا لَا يَصْلُحُ لِيْ وَلَا لَهٗ ' فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَسْاَلُكَ مِنْهَا شَيْئًا اَبَدًا.

کی پہچان تھی کہ چشمان مبارک سرخ ہو جاتی تھیں۔ پھر فرمایا کہ ایک آدمی مجھ سے مال مانگتا ہے جو نہ میرے لیے مناسب اور نہ اس کے لیے۔ پس وہ عرض گزار ہوا کہ یا رسول اللہ! اب میں کبھی آپ سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔

[۹۵۳] اَثَرٌ- وَحَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ ' عَنْ اَبِيْهِ ' اَنَّهٗ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اَدُلُّنِيْ عَلٰى بَعِيْرٍ مِّنَ الْمَطَايَا اَسْتَحْمِلُ عَلَيْهِ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ' فَقُلْتُ نَعَمْ ' جَمَلًا مِّنَ الصَّدَقَةِ ' فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اَتُحِبُّ اَنَّ رَجُلًا بَادِنًا فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ غَسَلَ لَكَ مَا تَحْتَ اِزَارِهٖ وَرُفْغَيْهِ ثُمَّ اَعْطَاكَهٗ فَشَرِبْتَهٗ؟ قَالَ فَغَضِبْتُ ' وَقُلْتُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ اَتَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ هٰذَا؟ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْاَرْقَمِ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ ' اَوْسَاخُ النَّاسِ يَغْسِلُوْنَهَا عَنْهُمْ.

زید بن اسلم نے عبداللہ بن ارقم سے کہا کہ مجھے سواری کا ایک اونٹ بتایئے تاکہ میں امیر المؤمنین سے سواری کے لیے مانگ لوں۔ میں نے کہا: ہاں۔ صدقے کا اونٹ۔ پس عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک موٹا آدمی گرمی کے دنوں میں اپنے تہبد کے نیچے کی جگہ اور اپنی شرمگاہ دھو کر تمہیں دے تو کیا تم وہ پانی پی لو گے؟ میں ناراض ہوا اور کہا کہ اللہ تمہیں معاف فرمائے' مجھ سے کتنی نامناسب بات کہہ رہے ہو؟ عبداللہ بن ارقم نے کہا کہ صدقہ لوگوں کا میل ہے جس سے وہ اپنے آپ کو دھوتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۵۹- كِتَابُ الْعِلْمِ

علم کا بیان

۱- بَابٌ مَا جَاءَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ

علم حاصل کرنے کی فضیلت

[۹۵۴] اَثَرٌ- حَدَّثَنِیْ عَنْ مَالِكٍ ' اَنَّهٗ بَلَغَهٗ ' اَنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيْمَ اَوْصٰى ابْنَهٗ فَقَالَ يَا بُنَيَّ جَالِسِ الْعُلَمَاءَ ' وَزَاحِمْهُمْ بِرُكْبَتَيْكَ ' فَاِنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْقُلُوْبَ بِنُوْرِ الْحِكْمَةِ كَمَا يُحْيِي اللّٰهُ الْاَرْضَ الْمَيْتَةَ بِوَابِلِ السَّمَاءِ.

امام مالک کو یہ بات پہنچی کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے بیٹے! علماء کی خدمت میں بیٹھا کرنا اور ان سے اپنے گھٹنے ملا دینا کیونکہ حکمت کے نور سے اللہ تعالیٰ دلوں کو زندہ فرماتا ہے جیسے مردہ زمین کو آسمان کی بارش سے زندہ کرتا ہے۔ ف

ف: علمائے دین کی صحبت اختیار کرنا اور ان کے ارشادات سننا ہر مسلمان کے لیے بہت ضروری ہے کیونکہ پروردگار عالم نے اپنے کلام معجز نظام میں علمائے کرام کے بارے میں یوں شہادت دی ہے:

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (۳۵:۲۸) اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

علمائے کرام کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے دل زندہ اور نور حکمت سے معمور ہو جاتے ہیں۔ دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا شعور آتا ہے۔ ایمان تازہ ہوتا اور دماغ جلا پاتا ہے۔ اسی لیے حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو علماء کی صحبت اختیار کرنے اور ان کے سامنے زانوئے ادب طے کرنے کی وصیت فرمائی۔ یاد رہے کہ دین فہمی کے لحاظ سے تمام علمائے دین بظاہر ایک جیسے نظر آتے ہیں لیکن اپنے اپنے اعمال اور زاویۂ نظر کے باعث ان حضرات کی دو مشہور قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہیں علمائے حق کہتے ہیں اور دوسرے وہ جو حقیقت میں علمائے سوء ہوتے ہیں۔

علمائے حق وہ حضرات ہیں جن کی ساری بھاگ دوڑ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اپنی اور دوسرے انسانوں کی عاقبت سنواری جائے۔ وہ اسی مقصد کے لیے وقف ہو کر رہ جاتے ہیں اور حالات خواہ گرم ہوں یا نرم' نسیم سحر کے جھونکے مشامِ جاں کو معطر کر رہے ہوں یا باد سموم کے جھکڑ چلیں' راستے میں فرشی سلام کرنے والوں کا ہجوم ہو یا قلعہ گوالیار کی قید و بند' غرضیکہ حالات مساعد ہوں یا نامساعد انہیں اپنے کام سے کام ہوتا ہے۔ عقیدت مندوں کا جمگھٹا یا باد مخالف کی تندی انہیں اپنے فرض سے غافل نہیں کرتی نہ وہ اس پر نازاں' نہ اس سے ترہاں بلکہ حصول مقصد کی جانب ہر وقت رواں دواں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنا فرض پورا کر کے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتے ہیں۔

دوسرے حضرات یعنی علمائے سوء وہ ہیں جو علم میں بظاہر علمائے حق سے کم نہیں ہوتے لیکن ان مہربانوں کا مقصد دولت کمانا اور دنیاوی زندگی سجانا ہوتا ہے۔ کبھی سرکار دربار تک رسائی کے لیے کوشاں ہیں تو کبھی امیروں وزیروں سے شناسائی کے خواہاں۔ کوئی ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرار بنا رہا ہے اور کوئی اپنے تازہ فرقے کی بنیادیں اٹھا رہا ہے' کسی نے مسلمانوں کے خرمنِ اتحاد میں اختلاف کی چنگاری ڈال دی ہے اور کوئی اسے پھونکیں مار کر سلگا رہا ہے۔ ایسے حضرات کی ساری تگ و دو جلب زر کے لیے ہوتی ہے تاکہ یہ چند روزہ زندگی آرام و راحت سے گزر جائے۔

علماء کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۰۳۴ھ) جیسے دانائے راز اور صاحب نظر نے یوں فرمایا ہے:
''جس طرح لوگوں کی نجات علماء کے وجود سے وابستہ ہے اسی طرح ان کی بربادی کا سبب بھی یہی علماء ہیں' علماء ہی بہترین مخلوق اور علماء ہی بدترین مخلوق ہیں۔ لوگوں کا ہدایت یا گمراہی کی طرف گامزن ہونا بھی علماء ہی کے وجود سے وابستہ ہے۔ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو اضلال و تضلیل کے کام سے فارغ ہو کر بیٹھے ہوئے دیکھا تو فراغت کی وجہ پوچھی' ابلیس نے جواب دیا کہ میری جگہ اس وقت کے علماء کام کر رہے ہیں جو گمراہ کرنے کے لیے خود ہی کافی ہیں''۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول' مکتوب ۵۳)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حاجی محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مکتوب گرامی لکھتے ہوئے علمائے سوء کی حقیقت و مضرت کو خوب تفصیل سے بیان فرمایا۔ انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیے کہ اس سرمایہ ملت کے نگہبان اور حقیقت نفس الامری کے راز داں نے کیا فرمایا ہے:

''علماء سوء پارس کے پتھر کی طرح ہیں جو لوہے اور تانبے کے ساتھ لگنے سے انہیں تو سونا بنا دیتا ہے لیکن خود پتھر ہی رہتا ہے۔ اسی طرح اس آگ کا معاملہ ہے جو بانسوں اور پتھروں میں پوشیدہ ہوتی ہے کہ اہل جہان اس سے مستفید ہوتے رہتے ہیں لیکن اپنی ہی آگ سے پتھر اور بانس کوئی نفع حاصل نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے حضرات کا علم ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا کیونکہ علم نے ان پر حجت تمام کر دی۔ فرمانِ رسالت ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جس کے علم سے اللہ تعالیٰ نے اسے نفع نہ دیا۔ ان کا علم کیوں ان کے لیے مضر نہ ہو جب کہ علم اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعث عزت اور جملہ موجودات میں اشرف ہے لیکن انہوں نے علم کو کمینی دنیا کمانے' مال و زر اور سرداری حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا ذلیل و خوار اور ساری مخلوق سے بدتر ہے۔ جو چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت والی ہے اسے ذلیل کرنا اور جو ذلیل ہے اس کی عزت کرنا حد درجہ دلیری کی بات اور قبیح ہے' حقیقت میں یہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کے ساتھ مقابلہ ہے۔ درس و تدریس اور فتویٰ نویسی وغیرہ اسی وقت سودمند ہیں جب کہ یہ کام صرف رضائے الٰہی کے لیے کیے جائیں اور جاہ و منصب' حصول زر اور دنیاوی درجات کی ترقی وغیرہ خواہشات سے پاک ہوں۔ دنیاوی چیزوں میں زہد اختیار کرنا اور دنیا و مافیہا سے رغبت نہ رکھنا اس کی علامت ہے۔ جو علماء اس مصیبت میں مبتلا اور کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں وہ دنیا دار علماء ہیں۔ یہی علماء سوء ہیں جو سب لوگوں سے برے اور دین کے چور ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ

پیش خویش وہ دینی مقتدا اور بہترین مخلوق بنتے پھریں''۔ (مکتوبات امام ربانی' دفتر اوّل' مکتوب ۳۳)

جو علماء حضرات انبیاء کرام کی نیابت کے شرف سے مشرف اور وارث علم پیمبر کہلاتے ہیں یہی وہ علمائے حق ہیں جن کی منزل مقصود صرف آخرت ہوتی ہے اور دنیا کے مال وزر اور آرام وراحت کی قدر و قیمت ان کی نگاہوں میں ایک پرکاہ سے زیادہ نہیں ہوتی' وہ سیم وزر اور لقمۂ تر کو قطعاً کوئی اہمیت نہیں دیتے بلکہ ان کا طرۂ امتیاز الفقر فخری ہوتا ہے' دنیاوی معاملات میں وہ حضرات صبر و قناعت کے پیکر اور آخرت کی بھلائی کے حد درجہ حریص ہوتے ہیں' وہ دنیا اور آخرت کی حقیقت کے رازداں' سرمایۂ ملت کے پاسباں اور اپنے اپنے قافلے کے میر کارواں ہوتے ہیں جب کہ علمائے سوء رخصتوں پر عامل' غافلوں میں شامل اور دنیا کی محبت میں کامل ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت اکسیر اعظم و ذریعۂ نجات ہے تو ان سے میل جول زہر ہلاہل' عاقبت کی بربادی اور اندھیری رات ہے' وہ انسانوں میں سب سے بہت بہتر اور یہ سب سے بدتر ہیں' انہیں سب سے زیادہ اجر و ثواب ملے گا اور انہیں سب سے زیادہ ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔ علمائے حق کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ یوں رقمطراز ہیں۔

''جو علماء دنیا سے منہ پھیرے ہوئے ہیں' جاہ و منصب اور مال کی محبت سے آزاد ہیں وہ حضرات علمائے آخرت اور انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے وارث ہیں۔ یہی حضرات بہترین مخلوق ہیں۔ کل قیامت کے روز ان کی سیاہی کو جام شہادت نوش کرنے والوں کے خون سے وزن کیا جائے گا تو ان کی سیاہی کا پلہ بھاری ہوگا۔ یہ فرمانِ رسالت ان کی شان میں ہی وارد ہوا ہے کہ علماء کا سونا عبادت ہے۔ یہی تو وہ علماء ہیں جنہیں آخرت کا حسن و جمال پسند آیا اور دنیا کی قباحت اور برائی کا انہیں مشاہدہ ہو چکا ہے۔ انہوں نے آخرت کو بقا کی نظر سے دیکھا ہے اور دنیا کو فنا اور زوال کے داغ سے داغدار پایا ہے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی ذات کو باقی رہنے والی آخرت کے سپرد کر دیا اور فنا ہونے والی دنیا سے کنارا کش ہو گئے۔ عظمتِ آخرت کا مشاہدہ خدائے لم یزل ولا یزال کی عظمت کے مشاہدے کا ثمرہ ہے اور دنیا و مافیہا کو ذلیل و خوار جاننا مشاہدۂ آخرت کے لوازمات سے ہے''۔ (مکتوبات امام ربانی' دفتر اوّل' مکتوب ۳۳)

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو ایسے ہی علماء کی صحبت اختیار کرنے کی وصیت فرمائی تھی جو علمائے آخرت ہوں کیونکہ علمائے حق یہی ہیں اور علمائے سوء سے تو اس طرح بھاگنا چاہیے جیسے آدمی شیر سے بھاگتا اور پناہ گاہ تلاش کرتا ہے کیونکہ ایسے علماء کا شر متعدی ہے۔ ایک اسلام کے درجنوں اسلام بنا کر کھڑے کر دینا یہ ان حضرات ہی کا کارنامہ ہے۔ ہر بھلائی اور برائی کا سرچشمہ حکومت اور علماء ہوتے ہیں' حکمران اپنے غلط کاموں پر ان حضرات سے شریعت کی مہر تصدیق ثبت کروا لیتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

٦٠- كِتَابُ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا کا بیان

١- بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُوْمِ

مظلوم کی بددعا سے بچنا چاہیے

٨٥٢- حَدَّثَنِيْ عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اسْتَعْمَلَ مَوْلًى لَهُ يُدْعٰى هُنَيًّا عَلَى الْحِمٰى، فَقَالَ يَا هُنَيُّ اضْمُمْ جَنَاحَكَ عَلَى النَّاسِ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ، فَإِنَّ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مُسْتَجَابَةٌ، وَأَدْخِلْ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ. وَإِيَّايَ وَنَعَمَ ابْنِ عَوْفٍ، وَنَعَمَ ابْنِ عَفَّانَ. فَإِنَّهُمَا إِنْ

زید بن اسلم نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے اپنے مولیٰ ہنی کو حمی پر عامل مقرر کیا۔ فرمایا: اے ہنی! لوگوں سے اپنا ہاتھ روک کر رکھنا اور مظلوم کی بددعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور تیس اونٹ یا چالیس بکریاں چرانے والے کو نہ روکنا لیکن عبدالرحمٰن بن عوف اور عثمان بن عفان کے جانوروں کو نہ آنے دینا کیونکہ ان کے جانور اگر

تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَرْجِعَا إِلَى نَخْلٍ وَزَرْعٍ، وَإِنَّ رَبَّ الصُّرَيْمَةِ وَرَبَّ الْغُنَيْمَةِ إِنْ تَهْلِكْ مَاشِيَتُهُمَا يَأْتِنِي بِبَنِيهِ فَيَقُولُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَفَتَارِكُهُمْ أَنَا لَا أَبَالَكَ، فَالْمَاءُ وَالْكَلَأُ أَيْسَرُ عَلَيَّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنَّهُمْ لَيَرَوْنَ أَنِّي قَدْ ظَلَمْتُهُمْ إِنَّهَا لَبِلَادُهُمْ، وَمِيَاهُهُمْ قَاتَلُوا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَأَسْلَمُوا عَلَيْهَا فِي الْإِسْلَامِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَا الْمَالُ الَّذِي أَحْمِلُ عَلَيْهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا حَمَيْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ شِبْرًا.

صحیح البخاری (۳۰۵۹)

ہلاک ہو گئے تو یہ اپنے کھجور کے باغات اور کھیتی میں چلے جائیں گے لیکن تیس اونٹوں یا چالیس بکریوں والے کے جانور ہلاک ہو گئے تو اپنے بیٹوں کو لے کر میرے پاس آ جائیں گے اور کہیں گے: اے امیر المومنین! کیا میں انہیں چھوڑ دوں؟ تیرا باپ نہ رہے۔ پانی اور گھاس کا دینا مجھے سونا چاندی دینے سے آسان ہے۔ خدا کی قسم! وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے ان پر ظلم کیا حالانکہ یہ انہیں کی زمین ہے اور انہیں کا پانی ہے جس پر وہ زمانہ جاہلیت میں لڑے تھے اور دور اسلام میں اسی پر مسلمان ہوئے ہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر اللہ کی راہ میں لوگوں کو سوار کرتا ہوں تو میں ان کی زمین سے ایک بالشت بھی نہ لیتا۔ ف

ف: اسلامی حکومت کا حقیقی زاویہ نظر یہی ہے جس کا مظاہرہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دولت مندوں کو محروم کر کے تنگی کے وقت میں ساری رعایت غریبوں کے لیے مخصوص فرما دی۔ امیروں کو بھی ایسے حالات میں حکومت سے کوئی شکایت نہیں ہوتی کیونکہ تنگی کے باوجود ان کے مسائل وسیع ہوتے ہیں اور ایسے مواقع پر حکومت کی امداد و اعانت کے مستحق صرف غریب لوگ ہوتے ہیں، موجودہ دور میں معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ہر حکومت سرمایہ دار کی سرپرست بن کر ہر جائز و ناجائز رعایت ان کے لیے مخصوص رکھتی ہے اور غریبوں کے ساتھ ہمدردی کے زبانی کلامی وعدے ہی کافی سمجھے جاتے ہیں اور ان کی فلاح و بہبود اور خیر خواہی کے بلند بانگ دعاوی کر دیئے جاتے ہیں جبکہ انہیں مصائب کی چکی میں پسنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا اور ان بیچاریوں کی چیخ و پکار کا وہی حشر ہوتا جو نقار خانے میں طوطی کی آواز کا، کوئی کان ایسا ڈھونڈے سے نہیں ملتا جس پر ان کے چیخنے چلانے سے جوں بھی چلے۔ سربراہوں کا سرمایہ داروں کی محبت میں ایسے حالات پیدا کرنا اور اپنے غریب عوام کو مصائب و آلام میں مبتلا رکھنا لاشعوری طور پر کمیونزم کی لعنت کے لیے زمین ہموار کرتا ہے۔ خدائے ذوالمنن ہر غیر اسلامی ازم اور نظریہ سے مسلمانان عالم کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

۶۱- كِتَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

حضور ﷺ کے اسماء طیبہ کا بیان

۱- بَابُ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ

حضور کے اسماء طیبہ کا بیان

۸۵۳- حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِي خَمْسَةُ اَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ.

محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے کفر کو مٹاتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں۔ ف

ف: اس روایت میں نبی کریم ﷺ کے پانچ اسمائے طیبہ کا ذکر آنا بطور حصر نہیں ہے کیونکہ آپ کے درجنوں نام قرآن کریم میں مذکور' سینکڑوں کتب احادیث میں مسطور اور کتنے ہی توریت و زبور و انجیل میں وارد ہوئے ہیں۔ آپ کا ذاتی نام محمد اور سب صفاتی ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ زمین پر آپ کو محمد اور آسمانوں پر زیادہ تر احمد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ﷺ۔

محمد لفظ کا معنی ہے بہت ہی زیادہ تعریف کیا گیا اور احمد کا معنی ہے خدا کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ واقعی پروردگار عالم نے جس کو سب سے زیادہ قابل تعریف بنایا اور جس کی سب سے زیادہ تعریف فرمائی' دستِ قدرت کے اسی شہکار اور اسی ممدوح پروردگار کا نام نامی و اسم گرامی محمد ﷺ ہے' اسی وجہ سے تو کہا گیا ہے:

خدا در انتظار حمد ما نیست — محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد حامد حمد خدا بس — خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

تیسرا اسم گرامی آپ کا الماحی مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کفر کو حضور کے ذریعے مٹایا کہ معبودِ برحق کی توحید کا علم بلند کر دیا اور جھوٹے خداؤں کا بطلان ہر صاحب عقل و دانش پر واضح کر دکھایا۔ چوتھا اسم گرامی الحاشر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کا حشر حضور کے قدموں پر فرمائے گا یعنی اس روز سب حضور کے قدموں سے وابستہ ہوں گے۔ کسی دوسرے کے ذریعے بات نہیں بنے گی' جس کی قسمت کھلی تو ان کے ذریعے کھلے گی۔ حشر کا سارا اہتمام' سارے انسانوں کا ایک دفعہ قیام محض اسی لیے رکھا گیا کہ اولین و آخرین سب کو بارگاہِ خداوندی میں ان کا مقام و منصب دکھا دیا جائے' اسی لیے تو کہا گیا ہے:

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر میں — کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

پانچواں اسم گرامی العاقب بیان ہوا ہے' جس کا مطلب ہے آخری' سب کے بعد آنے والا یعنی آپ کی تشریف آوری اس دنیا میں سارے انبیائے کرام علیہ وعلیہم السلام کے بعد ہوئی۔ صحیحین میں العاقب کا ذکر یوں ہے۔ ''وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی'' میں وہ پچھلا نبی ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت و رسالت کا سلسلہ بالکل ختم ہو گیا۔ نہ آپ کے زمانے میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔

ختم نبوت کا یہ عقیدہ پوری امت محمدیہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور بلحاظ زمانہ سب سے آخری نبی ہیں۔ قرآن و حدیث سے یہی معنی ثابت ہے' حضور نے خاتمیت کا یہی مطلب بتایا' صحابہ کرام نے یہی مفہوم سمجھا اور تابعین کو سمجھایا۔ ہمیشہ امت محمدیہ کا اسی پر اجماع رہا اور سب بالاتفاق کہتے رہے کہ جو خاتمیت کا اس کے علاوہ کوئی معنی بیان کرے اسلام کے دائرے سے خارج اور واجب القتل ہے۔ تقریباً تیرہ صدیاں گزر چلی تھیں کہ مسلمانوں نے اپنے اس متفقہ عقیدے کے خلاف پہلی دفعہ یہ آواز سنی کہ حضور کی خاتمیت زمانی نہیں بلکہ مرتبی ہے یعنی حضور زمانے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں بلکہ مرتبے کے لحاظ سے آخری ہیں یعنی آپ کا رتبہ سب سے بلند ہے' لہٰذا آپ کے بعد اگر آپ سے کم رتبے والے ہزاروں نبی اور پیدا ہو جائیں تب بھی آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ مسلمانوں میں یہ بھیانک آواز سن کر زبردست اضطراب پیدا ہوا اور کھلبلی مچ گئی۔ علمائے اسلام رد و تردید کے لیے تقریر و تحریر کے میدان میں اترے ہی تھے کہ مصنف صاحب اپنے فتنے کو کتابی شکل میں چھوڑ کر اس جہانِ فانی سے عالم جاودانی کی طرف رخصت ہو گئے۔

موصوف کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے خاتمیت کے مسلمہ مفہوم کا مزید اپریشن کیا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۶ء میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والے اور جو اسے مسلمان بھی جانیں وہ قطعاً مسلمان نہیں بلکہ اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہیں' یہ فیصلہ بالکل اسلامی تھا اور صحیح فیصلہ تھا۔ یہی بات تو

چودہویں صدی کے مجدد برحق نے ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند کے اندر فرمائی تھی اور ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں علمائے حرمین شریفین سے اپنے فتوے کی تصدیق کروائی۔ اس ایمان افروز' کفر سوز فتوے کو تصدیقات سمیت حسام الحرمین کے نام سے شائع کیا گیا۔ مرزا صاحب کے ساتھ ہی جن چار حضرات نے عقیدۂ توحید ورسالت پر بمباری کی' اگر ان کا فیصلہ بھی پاکستان اسمبلی کر دیتی تو مسلمانوں پر اس لحاظ سے بڑا احسان ہوتا کہ برٹش گورنمنٹ کی اسلام دشمنی پوری طرح بے نقاب ہو جاتی جس کے باعث مدعیان اسلام کے خرمن اتحاد میں آگ لگی ہوئی ہے۔ انصاف کا یہاں تک سر بازار خون ہو رہا ہے کہ ان چاروں میں سے کسی صاحب کی اسلام دشمنی اور مقدس شجر اسلام میں غیر اسلامی عقائد ونظریات کی قلمیں لگانے کا ذکر زبان یا نوک قلم پر لے آئیے تو اسے فتنہ پرداز کہا جائے گا' اس کی آواز کو روکا جائے گا یعنی کفریات بکنے' اللہ اور رسول کو گالیاں دینے اور چھاپنے کی اجازت ہے جو قطعاً قابل اعتراض نہیں بلکہ ایسا کرنے والے بزرگ تھے' ان کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ ضرور کہنا اور لکھنا چاہیے۔ کاش! مسلمانوں کی خیر خواہی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی حکومت اس اختلاف کو ختم کروائے اور فریقین کے چند سر کردہ علماء کو ایک جگہ بٹھا کر یہ فیصلہ کروائے کہ اسلام کی رو سے وہ چاروں حضرات کیا قرار پاتے ہیں؟ دلائل کی روشنی میں جو کچھ قرار پائیں دوسرے فریق سے بھی وہی بات منوائی جائے۔ اگر مرزا صاحب کا فیصلہ ہو سکتا تھا تو ان چاروں حضرات کا فیصلہ بھی دلائل کی روشنی میں ہو سکتا ہے جب کہ کوئی حکوت اس اختلاف کو مٹانے کی ضرورت محسوس کرے' اللہ تعالیٰ وہ دن لائے۔ آمین

یہ ناچیز موطا امام مالک کے ترجمے سے ۹۱ روز میں بفضلہٖ تعالیٰ فارغ ہوا جب کہ یہی عدد میں 'کمال' 'کامل' 'اکمل' نام اور ان کی ایک روز میں جدول بنائی اور یوں دنوں کی تعداد ۹۲ ہو گئی اور یہی عدد ہیں حبیب پروردگا کے نام نامی واسم گرامی محمد کے (جل جلالہ و ﷺ) بتیس روز میں حواشی لکھے اور یوں دنوں کا شمار ۱۲۴ ہو گیا جب کہ یہی تعداد ہے مکتوبات امام ربانی' دفتر سوم کا الحاق سمیت جملہ مکتوبات کی۔ والحمد للہ علی ذلک

اہل علم حضرات سے التماس ہے کہ احقر کو غلطیوں اور فرد گزاشتوں سے ناشر کی معرفت مطلع فرمائیں اور اپنے مفید مشوروں سے نوازیں۔ خدائے ذوالمنن اپنے عصیاں شعار اور نا قابل ذکر بندے کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ ناشر اور اس ناچیز کے لیے اس مقدس مجموعے کو توشۂ آخرت' کفارۂ سیئات اور ذریعۂ نجات بنائے امین یا الہ العلمین بحرمة سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه سیدنا و مولانا محمد وعلی الہ وصحبه اجمعین۔

خاکپائے اکابر: محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجددی' مظہری' شاہجہاں پوری
لاہور چھاؤنی
۲۱ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ/۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء

ضروری التماس

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔امابعد! اردو زبان جب سے متحدہ ہندوستان کے اندر معرضِ وجود میں آئی تو دیگر علوم وفنون کی طرح دینی کتابوں کے بھی اس زبان میں انبار لگتے چلے گئے ۔معیاری اور غیر معیاری ہر طرح کی کتابیں آتی رہیں اور آرہی ہیں۔کیوں نہ ہو کہ یہ بھی دین سے وابستگی کا ایک ثبوت اور علوم دینیہ کی نشر واشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

یہ کسے معلوم نہیں کہ پورے دین کی عمارت اللہ تعالیٰ کے آخری کلام معجز نظام یعنی قرآن مجید پر تعمیر ہوئی ہے اور پھر سنتِ رسول عربی پر، وہ متن ہے اور یہ حاشیہ۔دریں حالات کتاب وسنت کی ترجمانی پر سب سے زیادہ کام ہونا چاہیے تھا اور شایانِ شان طریقے سے ہونا چاہیے تھا۔اسے حالات کی ستم ظریفی کے سوا اور کیا کہا جائے کہ اگر ہم قرآن کریم ہی کے اردو تراجم کسی غیر مسلم کے سامنے رکھ دیں تو اس کا دماغ چکرا جائے اور وہ خیالات کی دلدل میں پھنس کر رہ جائے گا کہ جس دین کے موجودہ علمبردار اور مبلغ جب شانِ خداوندی اور منصبِ نبوت ہی پر متفق نہیں تو ان کا دین ہے کس چیز کا نام؟

آج اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو ان میں سے کس کے پیچھے لگے؟ کس کو سچا اور کسے جھوٹا قرار دے؟ جبکہ ہر عقیدے کے علمبردار کی پشت پر تائید کرنے والوں کا پورا لشکر موجود ہے۔کیا وہ ان میں سے کسی اسلام کے نزدیک آنے کی جرأت کرے گا جن کے علمبردار ابھی یہ فیصلہ کرنے میں مصروف ہیں کہ خدا کی شان کیا ہے اور رسول کا مقام کیا۔

ترجمۂ احادیث کے اندر بھی یہی ستم ظریفی کارفرما ہے۔یہ غیر مسلموں اور اسلام کے بدخواہوں کی وہ سازش ہے جس کا ہم شکار ہو کر رہے ہیں کہ ایک خدا پر ایمان رکھنے والے ایک ہی نبی کے امتی کہلانے والے اکیلے قرآن کریم کو اپنا ضابطہ حیات قرار دینے والے اور ایک قبلے کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنے والے بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ہر ایک کی اپنی ڈفلی اور اپنا راگ ہے یوں ایک اسلام کے درجنوں اسلام اور ایک امت مرحومہ کی کتنی ہی جماعتیں اور فرقے بنا دیئے جن کے علمبردار شب وروز تقریر وتحریر کے ہر میدان میں ایک دوسرے سے دست وگریباں ہیں۔غیر مسلم ہمیں آپس میں بھڑا کر بغلیں بجا رہے ہیں کہ انہوں نے کیسی چابک دستی اور غیر محسوس طریقے سے ہمارا رخ اُدھر سے اِدھر پھیر دیا۔کبھی ہم غیر مسلموں کو اسلام کے دائرے میں لایا کرتے تھے لیکن اب ہر ایک کو شاں ہے کہ دوسرے فرقے والوں کو کس طرح اپنے فرقے میں شامل کرے اور اپنے فرقے کی تعداد بڑھائے۔

جب ایسے حالات کے اندر کتب احادیث کے ترجمے ہوئے تو ظاہر ہے کہ ان کے اندر بھی اس ستم ظریفی نے اپنا پورا پورا رنگ دکھایا ہوگا۔بہرحال کتب احادیث کے اردو ترجمے ہوئے اور میرے خیال میں اسی کام کی دولہریں آئی ہیں۔دوسری لہر آئے ابھی قریباً تین سال ہوئے ہیں اور پہلی لہر اس سے ایک صدی پہلے آئی تھی۔

پہلی لہر ایک خاص ضرورت اور مصلحت کے تحت آئی تھی جس کا واقعہ یوں ہے کہ تیرہویں صدی کے آخر میں مولوی وحید الزمان خاں حیدرآبادی (المتوفی ۱۳۳۸ھ/۱۹۲۰ء) متحدہ ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی (المتوفی ۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء) نے موصوف سے کتب احادیث اور خصوصاً صحاح ستہ کا اردو ترجمہ کرنے کی فرمائش کی اور پچاس

روپیہ ماہانہ ان کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ایک روپے کی دو ڈھائی من گندم اور ایک روپے کا چار سیر دیسی گھی مل جاتا تھا۔ گویا آج کے حساب سے سات آٹھ ہزار روپے ماہوار مل جاتے تھے جن کے باعث فکر معاش سے مطمئن ہو کر موصوف ترجمۂ احادیث میں مصروف ہو گئے اور حدیث کی چھ سات کتابوں کا اردو میں ترجمہ کر دیا۔

ترجمہ جس طرح کیا اور جیسا بھی کیا لیکن اس میدان میں انہوں نے کافی کام کیا جس کے باعث اردو زبان کا دامن کتب احادیث کے ترجمے سے خالی نہ رہا۔ موصوف نے اپنے ہجرت کرنے کی وجہ اور مذکورہ وظیفے کا ذکر کرتے ہوئے خود یوں تصریح فرمائی ہے:

''بعد حمد وصلوٰۃ کے فقیر حقیر سراپا تقصیر وحید الزمان عفا عنہ المنان خدمت میں برادران دین اور متبعان شریعتِ متین کی عرض کرتا ہے کہ ۱۲۹۴ھ میں جب ہندوستان بدعات سے بھر گیا اور کتاب وسنّت سے لوگوں نے منہ موڑ لیا تو میں مع اپنے اہل وعیال کے شہر حیدر آباد دکن سے بارادہ ہجرت حرمین شریفین نکلا۔ جس وقت شہر پونا میں وارد ہوا تو جناب اخی معظمی مولوی بدیع الزمان صاحب کا ایک خط شہر دارالاقبال بھوپال سے آیا۔ خلاصہ مضمون اس کا یہ تھا کہ جناب نواب فیض مآب' قامع بدعت' محی سنت' نواب والا جاۃ امیر الملک سید محمد صدیق حسن خاں بہادر دام اقبالہ ہمارے تمہارے قصدِ ہجرت سے مطلع ہو کر بہت خوش ہوئے اور خدمت ترجمہ صحاح ستہ کی مفوض فرمائی اور واسطے گزر اوقات کے پچاس پچاس روپیہ ماہوار حرمین شریفین میں مقرر فرمائے۔ اس خبر فرحت اثر کے سنتے ہی نہایت شادمانی ہوئی اور شکر اپنے منعمِ حقیقی کا ادا کیا''۔ (وحید الزمان خان علامہ دیباچہ موطا امام مالک' ج اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷)

مولوی وحید الزمان خاں صاحب اگرچہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والے مسلمانوں کے ناجی گروہ اور ملت اسلامیہ کے سوادِ اعظم کو خیر باد کہہ کر ایک نومولود فرقے میں شامل ہو گئے تھے جوان دنوں کم سنی کے باعث گھٹنوں کے بل چل رہا تھا لیکن امام موصوف سے داد پانے کی پوری امید رکھتے تھے۔ علامہ حیدر آبادی کو اپنے ترجموں کی صحت ومقبولیت پر ایسا غیر متزلزل یقین تھا کہ اپنی خوش فہمی پر الہام کی مُہر لگا کر یہاں تک لکھ گئے:

''کیا عجب ہے جو بعد ترجمہ ہو جانے صحاح ستہ کے تمام اہلِ ہند کی معمول بہ کسی زمانہ میں یہی کتابیں ہو جاویں علی الخصوص زمانۂ مہدی علیہ السلام میں جواب بلحاظ کیفیت اور حالت اعمال کے نہایت قریب معلوم ہوتا ہے۔ ایک روز میں سر جھکا کر عالمِ خلوت میں تصور ذات الٰہی میں مصروف تھا' دفعتاً الہام ہوا کہ یہ ترجمہ صحاح ستہ ایک وقت میں نہایت مقبول ہو گا اور اہل اسلام ہند کے واسطے ایک سند محکم شمار کیا جاوے گا اور ضرور ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اگر ہماری حیات میں پیدا ہوں تو ان ترجموں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے اور نہایت پسند کریں گے اور اگر ہماری موت کے بعد ظاہر ہوں تو اور مسلمانوں کو ہماری یہ وصیت ہے کہ ان کتابوں کو حضرت کے ملاحظہ میں لے جاویں انشاء اللہ تعالیٰ مطبوع طبع ہوں گے اور حضرت ممدوح اپنی دعائے مستجاب سے مؤلف مترجم اور باعثِ ترجمہ کو محروم نہ فرماویں گے''۔

(وحید الزمان خاں علامہ دیباچہ سنن ابوداؤد جلد اوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۱)

علامہ حیدر آبادی کے بعد ترجمۂ احادیث کا کسی جانب سے باقاعدہ اور منظم کام نہ ہوا بلکہ جس سے ہو سکا اس نے کسی ایک آدھ کتاب کا ترجمہ کر دیا اور اس طرح پانچ چھ کتابوں کا ترجمہ دیوبندی حضرات کی جانب سے بھی ہو گیا۔ ترجمان السنۃ کی صورت میں مولوی بدر عالم میرٹھی نے چار جلدوں میں فاضلانہ اور جاندار کام کیا ہے۔

اہل سنت وجماعت کی جانب سے علامہ محمود احمد رضوی مدظلہٗ فیوض الباری کے نام سے بخاری شریف کی شرح لکھ رہے تھے جو تیس پاروں میں مکمل ہوتی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ دس گیارہ پاروں کے بعد علامہ صاحب شاید تھک گئے۔ تفہیم البخاری کے نام سے علامہ غلام رسول رضوی مدظلہٗ بخاری شریف کی دس جلدوں میں شرح لکھ رہے ہیں جس کی غالباً پانچ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ قبلہ مفتی احمد یار خاں

بدایونی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء) نے ذوالمرآت کے تاریخی نام سے مشکوٰۃ شریف کی جو روح پرور اور ایمان افروز شرح لکھی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ بہر حال باقی علمائے اہلِ سنت نے اس میدان میں بھی خاطر خواہ کام نہیں کیا اور اس ذمہ داری کا کماحقہ احساس نہیں کیا جو ان حضرات پر عائد ہوتی تھی۔

محمد عربی ﷺ کی بھولی بھالی بھیڑوں کو چاروں طرف سے بھیڑیوں نے گھیرا ہوا ہے۔ ملّتِ اسلامیہ کی کشتی تلاطم خیز طوفانوں میں گر کر بے رحم موجوں کے تھپیڑے کھا رہی ہے۔ ان حالات میں کشتیٔ ملّت کے ان ناخداؤں کو لمبی تان کر سونا اور خوابِ خرگوش کے مزے لینا کہاں زیب دیتا ہے؟ چاہیے تھا کہ منظم طریقے پر گلشنِ اسلام کی اپنے خون پسینے سے آبیاری کر کے اسے بہاروں سے ہمکنار کرتے۔ حق وصداقت کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے کو دبانے میں کوشاں رہ کر ملّتِ اسلامیہ کی خیر خواہی کرتے نیز اپنے جبوں اور عماموں کی لاج رکھتے۔

موجودہ علمائے کرام نے اہلِ سنت و جماعت کے عوام کو نادانستہ طور پر اپنی سہل پسندی سے مایوسی کے عمیق غار میں دھکیل دیا تھا لیکن اہلِ حق کی اس بے کسی اور بے بسی پر خدائے ذوالمنن کو ترس آ گیا جس کے باعث اہلِ سنت و جماعت کے اندر چند سالوں سے بیداری کی لہر سی آئی ہوئی ہے اور ہر میدان میں کام ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ترجمۂ احادیث کے میدان میں بھی لاہور کے دو سیّد برادران ایسا عزم بالجزم لے کر کودے ہیں کہ اپنا سارا اثاثہ داؤ پر لگا دیا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب دنیا سے جانے کے لیے چودھویں صدی کا آخری سال سرپٹ دوڑ رہا تھا اور اس کی جگہ سنبھالنے کے لیے پندرھویں صدی کا پہلا سال انگڑائیاں لے کر پر تول رہا تھا۔

فرید بک سٹال لاہور والے سیّد اعجاز احمد صاحب اور حامد اینڈ کمپنی والے سیّد حامد لطیف چشتی صاحب نے حدیث کی اکثر کتابوں کے اردو ترجمے کروانے شروع کر دیئے تاکہ انہیں شایانِ شان طریقے سے منظرِ عام پر لایا جائے۔ چار پانچ کتابیں شائع ہو چکیں اور پانچ چھ کتابیں تیاری کے سارے مرحلے طے کر کے پریس میں جانے کے لیے تیار بیٹھی ہیں۔ الحمد للہ کہ یہ کام بھی حوصلہ افزاء طریقے پر چل پڑا ہے۔ میرے جیسا ناکارہ انسان دعائے خیر کے سوا اس مبارک میدان میں ان حضرات کا اور کیا ساتھ دے سکتا ہے؟ پروردگارِ عالم انہیں مزید ہمت واستقامت ووسائل دے اور اس میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے کی توفیق ارزاں فرمائے۔ آمین

آج سے تقریباً سو سال پہلے حدیث کی چھ سات کتابوں کے اردو ترجمے علامہ وحید الزمان خاں صاحب کی معرفت منظرِ عام پر آئے۔ کتنی ہی کتابوں کے ترجمے ان سو سالوں میں شائع ہوئے اور کتنے ہی ترجمے اب منظرِ عام پر آنے شروع ہوئے ہیں۔ احقر نے اختلافِ مسالک ونظریات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ان ترجموں کے اندر بعض ایسی غلطیاں محسوس کی ہیں جو مترجمین سے نادانستہ طور پر سرزد ہو گئی ہیں۔ اسلام و مسلمین کی خیر خواہی میں ان فروگزاشتوں کی جانب اشارے کر دینا ضروری نظر آیا تاکہ جب ممکن ہو تو متعلقہ حضرات ان کی اصلاح کر سکیں۔

خدائے علیم وخبیر شاہد ہے کہ میرا مقصد نہ کسی کی پگڑی اچھالنا ہے اور نہ اختلافات کی آگ کو ہوا دینا۔ مقصد احادیث مطہرہ کے تقدس کو یاد دلانا اور خیر خواہی کا فریضہ ادا کرنا ہے تاکہ ایک دوسرے کے آئینے میں ہمیں اپنی اپنی صورت نظر آتی رہے اگر کسی جگہ کوئی دھبہ ہے تو کیوں نہ اسے مٹا دیا جائے۔ اگر دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی لغزش واقع ہو گئی ہے تو کیوں نہ اس کی اصلاح کر کے خوب سے خوب تر کی جانب گامزن ہونے کی کوشش کی جائے۔ بس یہی مقصود ہے اور یہی مراد یعنی ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

عظمتِ اُلوہیّت

پروردگار عالم ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔انبیائے کرام واولیائے عظام بھی اسی کے بندے ہیں اور فضل وکمال کے باوجود بندگی کے دائرے سے باہر نہیں ہوئے بلکہ وہ حضرات علی قدر مراتب بارگاہ خداوندی کے دوسرے لوگوں سے زیادہ مؤدب تھے اور نبی کریم ﷺ تو ہر لحاظ سے ساری کائنات میں ممتاز ہیں اور ذات وصفاتِ باری تعالیٰ کے سب سے بڑے عارف ہیں۔اب چند عبارتوں کے آئینے میں قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ احادیث مطہرہ کا ترجمہ کرتے ہوئے مترجمین حضرات نے کہاں تک اس حقیقت کو مدِّ نظر رکھا ہے:

(۱) رسول اللہ ﷺ جب دعا مانگتے پانی برسنے کے واسطے تو فرماتے: یااللہ! پانی پلا اپنے بندوں کو۔

(وحید الزمان خاں' علامہ موطاامام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۶)

(۲) رسول اللہ ﷺ دعا مانگتے تھے' پس فرماتے تھے: اے اللہ! پیدا کرنے والے صبح کے اور رات کے۔

(وحید الزمان خاں' علامہ موطاامام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۸)

(۳) آنحضرت ﷺ جب پاخانہ سے نکلتے تو فرماتے: "غفرانک" یعنی چاہتا ہوں بخشش تیری۔

(وحید الزمان خاں' علامہ سنن ابوداؤد' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۰)

(٤) حضور ﷺ فرماتے: یااللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولوں کے پانی سے دھو ڈال۔

(دوست محمد شاکر اور عبد الستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمپائن پرنٹرز لاہور ص ۱۰۴)

(٥) حضور سرورِ کونین ﷺ جب رکوع فرماتے تو فرماتے: "اللهم لک رکعت وبک امنت"۔

(دوست محمد شاکر اور عبد الستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمپائن پرنٹرز لاہور ص ۳۴۴)

(٦) پھر میں نے تلاش کیا تو حضور سرور دو عالم ﷺ سجدے میں ملے اور آپ فرمارہے تھے: اے میرے پروردگار! میرے چھپے اور کھلے گناہوں کو بخش دے۔ (دوست محمد شاکر اور عبد الستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اوّل' مطبوعہ کمپائن پرنٹرز لاہور ص ۳۴۵)

(۷) آنحضرت ﷺ اپنی بعض بیویوں کے تکلیف کی جگہ ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: اے لوگوں کے رب! تکلیف کو دور فرما اور شفا دے۔ (محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۲۸۹)

(۸) ایک ران پر مجھے (حضرت اسامہ کو) اور دوسری پر حسن کو بٹھلاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے: اے اللہ! ان دونوں پر رحم فرما۔ (محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۳۶۲)

(۹) پھر فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا اور ہم پر نہ برسا۔ یہ دو تین بار آپ نے فرمایا۔

(محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۳۹۰)

(۱۰) آنحضرت ﷺ نے ان (صحابۂ کرام) کی تکلیف اور بھوک دیکھ کر ارشاد فرمایا: اے اللہ! عیش تو آخرت ہی کا بہتر ہے۔

(محمد عادل اور محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد دوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۵۵۹)

مترجمین حضرات نے غور نہیں فرمایا ورنہ نبی کریم ﷺ بھی بارگاہ خداوندی میں دعا' عرض اور التجا ہی کیا کرتے تھے۔ بھلا اس بارگاہ میں فرمانے کی کس کو مجال ہے؟ جب کوئی بڑے سے کچھ کہے تو اسے عرض کرنا کہتے ہیں اور جب بڑا اپنے سے چھوٹے سے کچھ کہتا ہے تو اسے فرمانا کہا جاتا ہے۔ بھلا خدا سے بڑا کوئی ہے جو اس سے فرما سکے؟ ہرگز نہیں۔

(۱۱) اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کی استطاعت نہیں رکھے گی۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان' سنن نسائی' جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۳۷)

یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ معراج کے موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو مشورہ دیا کہ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں حالانکہ جب کوئی اپنے سے بڑے کے پاس جائے تو اسے حاضر ہونا کہتے ہیں اور جب کوئی اپنے سے چھوٹے کے پاس آئے تو اسے تشریف لانا کہا جاتا ہے کیونکہ آنے والے سے میزبان کو شرف ملے گا۔ غور تو فرمایئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے بارگاہ خداوندی کے ادب شناس کیا بھول کر بھی نبی کریم ﷺ سے یہ کہہ سکتے تھے کہ اپنے رب کے حضور تشریف لے جائیں؟ حضور والا! اس بارگاہ میں تو فخر دو عالم ﷺ حاضر ہوئے تھے۔

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم
تو از سخنم خواہ پند گیر و خواہ ملال

مقام مصطفےٰ

بعض مترجمین حضرات نے اس میدان میں بھی دانستہ طور پر ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ہم ان کی ایسی بے شمار عبارات میں سے یہاں نمونے کے طور پر چند عبارتیں پیش کر دیتے ہیں۔

(۱) پھر جناب جبرائیل دوسری مرتبہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ آپ کی امت قرآن حکیم کو دو طرح پڑھا کرے۔ (دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۲۹۷)

(۲) پھر جناب جبرائیل تیسری دفعہ تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اللہ جل جلالہٗ حکم فرماتا ہے کہ آپ کی امت قرآن حکیم کو تین طرح پڑھا کرے۔ (دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۲۹۷)

(۳) پھر چوتھی دفعہ جناب جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمانے لگے: اللہ جل جلالہٗ کا حکم ہے کہ آپ کی امت قرآن کو سات طرح پر پڑھا کرے۔ (دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۲۹۷)

(٤) پھر سیدنا بلال تشریف لائے اور آپ کو نماز کے لیے جگایا۔

(دوست محمد' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی جلد اول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۴۳)

کیا حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آنا تشریف لانا تھا یا حاضر ہونا؟ نیز تینوں عبارتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ: ''تشریف لائے اور فرمانے لگے''۔ جناب والا! بھلا پروردگار عالم کے سوا اس پوری کائنات میں ایک فرد بھی ایسا ہے جو نبی کریم ﷺ سے کچھ فرما سکے؟ جان برادر! اس بارگاہ میں تو ہر کوئی عرض گزار ہوتا تھا اور ہوگا۔ ان سے فرمانے کا پوری کائنات میں کوئی مجاز نہیں ہے۔

(۵) جس دن میں نے زمین وآسمان کو پیدا کیا تھا اس دن تجھ پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔اب انہیں آپ (ﷺ) اور آپ (ﷺ) کی امت ادا کرے گی۔(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلداول مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۳۸)

طرفہ تماشا ہے کہ ایک ہی جملے میں ضمائر کی یہ کھچڑی مخاطبے میں کبھی تو اور کبھی آپ ادھر اللہ تعالیٰ فرما رہا تھا: ''تجھ پر اور تیری امت پر''۔ادھر ارشاد ہوتا ہے: ''آپ اور آپ کی امت'' حضور والا! کیا پروردگار عالم کو مڈل فیل منوانے کا منصوبہ ہے؟ پہلے الفاظ میں تفریط اور پچھلے لفظوں میں افراط ہے۔کاش! کنزالایمان سے مخاطب ہو جانے کے ایمان افروز طریقے سیکھ لیے جاتے تو پاؤں یوں نہ ڈگمگاتے۔

(٦) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابھی ابھی حضرت جبرائیل میرے پاس آئے اور آپ نے فرمایا: یارسول اللہ! آپ اس بات پر راضی نہیں کہ آپ کی امت سے جو شخص ایک دفعہ درود شریف بھیجے گا' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس پر دس دفعہ رحمت بھیجوں گا اور تیری امت میں سے جو شخص ایک دفعہ سلام بھیجے گا میں اس پر دس دفعہ سلامتی بھیجوں گا۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلداول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۹۸)

گزشتہ حدیث میں اللہ تعالیٰ سے صعودی دوڑ لگوائی کہ تیری امت کہنے کے بعد آپ کی اُمت کہلوایا اور یہاں نزولی دوڑ ہوئی کہ آپ کی امت کہنے کے بعد تیری امت کہا۔بہرحال: ع

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

لیکن قابلِ غور تو یہ ادا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہلوایا جا رہا ہے کہ حضرت جبرائیل میرے پاس آئے اور انہوں نے یہ فرمایا۔جب خدا کے سوا سرورِ کون و مکاں ﷺ سے فرمانے کا کوئی مجاز ہی نہیں تو فخرِ دو عالم ﷺ کیسے فرما سکتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے مجھ سے یہ فرمایا؟

(۷) پھر ارشاد فرمایا: تو نے تو نماز نہیں پڑھی۔دوبارہ نماز پڑھیے۔اس نے دوسری بار عرض کیا: اس ذاتِ گرامی کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا' میں تھک گیا ہوں۔آپ مجھے سکھلائیں اور بتائیں۔آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم نماز پڑھنا چاہو تو اچھی طرح وضو کرو' پھر کھڑے ہو قبلہ رُخ اور تکبیر کہیے' پھر قرآن مجید کی تلاوت کیجئے' پھر اچھی طرح اطمینان سے رکوع کیجئے' بعد ازاں سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہو جائیے اور پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کیجئے' پھر سر اٹھا کر اطمینان سے بیٹھ جائیے' بعد ازاں تسلّی سے سجدہ کرو۔جب آپ ہر رکعت میں ایسا کریں گے تو نماز کو ادا کریں گے اور جتنی اس میں کمی کی تو اپنی نماز میں کمی کرو گے۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلداول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۳۲۵)

قارئین کرام! مندرجہ بالا الفاظ ایک مرتبہ پھر بغور ملاحظہ فرمالیجے۔اگر نبی کریم ﷺ اردو میں گفتگو کرتے تو کیا اسی طرح الٹ پلٹ کلام فرماتے جو اس معلّمِ کائنات کی ترجمانی کرتے ہوئے پیش کیا جا رہا ہے؟

(۸) جب میں واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے کہا: تو نے کیا کیا؟ میں نے بیان کیا: مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں لوگوں کا حال تم سے زیادہ جانتا ہوں۔میں نے بنی اسرائیل کو درست کرنے کی بڑی کوشش کی اور تمہاری امت اس قدر نمازیں ادا نہیں کر سکے گی تو آپ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

(دوست محمد شاکر اور عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلداول' مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور ص ۱۳۹)

اللہ اللہ! کیا مقام مصطفےٰ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے رازدانِ حبیبِ پروردگار سے کبھی یہ کہہ سکتے تھے کہ تو نے کیا کیا؟ جس مہر درخشاں سے اس ماہ تاباں نے اکتسابِ نور کر کے ایک عالم کو منور فرمایا ہوا سی رحمت دو عالم کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے الفاظ

کب زبان پر لانے لگے تھے جو ترجمانی کرتے ہوئے بتائے گئے ہیں کہ لفظ تو کے ساتھ مخاطب کیا۔ طرفہ تماشا کہ ترجمانی کے آئینے میں نبی کریم ﷺ نے ان کا ذکر فرمایا تو پہلی دفعہ موسیٰ علیہ السلام اور دوسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہا۔ دوسری جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چار دفعہ آپ کو مخاطب کیا۔ ذرا مخاطبے کے رنگ برنگے تیور ملاحظہ ہوں:

(۱) تو نے کیا کیا (۲) تم سے زیادہ جانتا ہوں (۳) تمہاری امت (٤) آپ دوبارہ پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔

(۹) حضور نے اسے اپنے خاوند کی طرف سے اختیار دیا۔

(دوست محمد شاکر' عبدالستار' مولوی صاحبان سنن نسائی' جلد سوم' مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۲۶۹)

حضور والا! اگر سوال کیا جائے کہ حضور نے کس کے خاوند کی طرف سے اختیار دیا تو عبارت کے آئینے میں اس کا جواب کیا ہوگا؟ حبیب پروردگار ﷺ کے معاملے میں بے توجہی بعض اوقات دین وایمان کی تباہی کا پیش خیمہ بن جاتی ہے۔ اسی لیے تو بزرگوں نے ازراہ خیر خواہی ہر مسلمان کو فہمائش کی ہے۔ ع

با خدا دیوانہ و با مصطفےٰ ہشیار باش

(۱۰) آنحضرت نے ابوبکر سے عائشہ کی درخواست کی۔

(محمد عادل' محمد فاضل' مولوی صاحبان صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۲۷)

جس طرح تینوں حضرات کے نام لیے ہیں یہ کچھ کم تعجب خیز نہیں جب کہ ایک مسلمان کہلانے والا ایسی ہستیوں کے نام اس طرح لے۔ علاوہ بریں درخواست کرنا اسے کہتے ہیں جب کہ مطالبہ کرنے والا ایسی ہستی سے کچھ مانگے جو اس کی نسبت بڑی یا عظیم ہو۔ کیا پروردگار عالم کے سوا اس کائنات میں کوئی ایک ہستی بھی ایسی ہے جس سے نبی کریم ﷺ درخواست کرتے؟

(۱۱) نبی ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا تو اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ بنالیا' پھر دوزخ کا ذکر کیا تو اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ بنالیا' پھر دوزخ کا تذکرہ کیا اور اپنا منہ بنالیا۔ (محمد عادل' محمد فاضل مولوی صاحبان' صحیح بخاری' جلد سوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۳۶۷)

فخر دو عالم ﷺ کے متعلق لکھنا کہ "اپنا منہ بنالیا" یہ قرینہ ادب نہیں۔ غور نہیں کیا کہ یہ الفاظ کس کے محبوب کی شان میں لکھے جا رہے ہیں۔ حالانکہ بزرگوں نے کائنات ارضی وسماوی کی اس سب سے عظیم الشان بارگاہ کی رفعت یوں بیان کی ہے:

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

(۱۲) حضرت موسیٰ نے کہا: آپ وہ آدم ہیں جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور تجھ میں اپنی روح پھونکی اور اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کروایا اور تجھے جنت میں سکونت عطا کی' پھر تو اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اتار لایا۔

(سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات' جلد اول' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۲۴)

حضرت آدم علیہ السلام تمام انسانوں کے باپ ہیں اور حضرات انبیائے کرام علیہم السلام انسانیت کے سب سے بڑے معلم ہوتے تھے۔ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اردو میں کلام فرماتے تو کیا اپنے جدِ امجد حضرت آدم علیہ السلام سے یوں کلام کرتے: تجھ میں اپنی روح پھونکی۔ اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ کروایا۔ تجھے جنت میں سکونت عطا کی۔ پھر تو اپنی خطا سے لوگوں کو زمین پر اتار لایا۔

غور فرمائیے کہ اگر کوئی غیر مسلم ایسی تحریروں کو دیکھے تو کیا وہ سوچنے پر مجبور نہیں ہوگا کہ جن حضرات کو انسانیت کا معلم بتایا جاتا ہے ان کی تہذیب وشرافت کا یہ عالم ہے کہ اپنے خاندانی بزرگوں سے اس طرح گفتگو کرتے تھے تو ان کے دین ومذہب کا تہذیب اور شائستگی سے کتنا واسطہ ہوگا۔ دریں حالات ترجمہ کرتے وقت ہمیں یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ ہم کس کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ جن کی ترجمانی کرنے لگے ہیں ان کی گفتگو کا معیار اور انداز کیا تھا۔ خاص طور پر حضرات انبیائے کرام کا معاملہ ایسا نازک ہے جیسے پل صراط پر چلنا۔

(۱۳) حضرت آدم نے فرمایا: تو وہ موسیٰ ہے جسے اللہ نے اپنی رسالت اور اپنے کلام سے برگزیدہ کیا اور تجھے تختیاں عطا کیں جن میں ہر چیز کا روشن بیان ہے اور تجھے مناجات اور اپنی رازداری کے ساتھ اپنا قُرب عطا کیا۔

(سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات' جلد اوّل' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۲۴)

یہ مترجم نے حضرت آدم علیہ السلام کے طرزِ کلام کا نمونہ پیش کیا ہے۔

(۱٤) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح آدم مناظرہ میں موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

(سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات جلد اوّل' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۲۵)

مترجم نے یہ اس ہستی کی گفتگو کا نمونہ پیش کیا ہے جنہیں پروردگارِ عالم نے اخلاقِ عالیہ کی تکمیل کے لیے مبعوث فرمایا تھا۔ گویا وہ معلّمِ کائنات اگر اردو میں کلام فرماتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام یوں لیتے اور حضرت آدم علیہ السلام کا نام لیتے وقت یہ بات بالکل نظرانداز فرما دیتے کہ وہ تمام انسانوں کے باپ ہیں۔

(۱۵) حضرت عمر نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ سے آیت کے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ نے آدم کو پیدا کیا' پھر اس کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا۔ (سعید احمد نقشبندی' مولانا' اشعۃ اللمعات جلد اوّل' مطبوعہ جنرل پرنٹرز لاہور ص ۳۵۲)

اگر رسول اللہ ﷺ اردو میں کلام فرماتے تو اخلاقِ عالیہ کی تکمیل فرمانے والے اس ہادیٔ اعظم کی زبان مبارک پر حضرت ابوالبشر کے متعلق "اس کی پشت پر"۔ کے الفاظ آ جاتے؟ غور فرمائیے!

دیکھو تو دلفریبی اندازِ نقشِ پا | موجِ خرامِ یار بھی کیا گُل کتر گئی

(۱٦) لہٰذا مجھ (حضور) کو ان (والدۂ ماجدہ) پر شفقت کی وجہ سے رونا آ گیا اور مسلمان آپ پر شفقت کرتے ہوئے رو پڑے۔

(سعید حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۹۹)

جب کوئی اپنے سے چھوٹے سے اظہارِ محبت کرے تو اسے شفقت کرنا کہتے ہیں۔ معلوم نہیں مترجم کے نزدیک مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے جو محبت اور تعلقِ خاطر کا اظہار کیا' اسے شفقت کس حیثیت سے نام دیا ہے؟

منصبِ صحابیت

نبوت کے بعد صحابیت سب سے بلند ترین مرتبہ ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ساری امتِ محمدیہ کے سردار اور سب بزرگوں کے بزرگ ہیں۔ مصنفین حضرات جب اپنے فرقہ وارانہ بزرگوں کا نام لکھنے پہ آتے ہیں تو اتنے القاب کے ساتھ کہ اکیلا نام تین سطروں میں مشکل سے سماتا ہے۔ اس کے برعکس یہ ستم ظریفی ملاحظہ فرمائی جائے کہ صحابۂ کرام کا نام لکھتے ہوئے بعض مترجمین کے قلم کی سیاہی کس طرح خشک ہوتی رہی اور عقیدت کا رشتہ کتنا ڈھیلا ہوتا رہا۔

(۱) عبداللہ بن عمر نے کہا کہ روزہ کسی شخص کا درست نہیں ہوتا جب تک نیت نہ کرے قبل صبح صادق کے۔

(وحید الزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۸۲)

(۲) حمزہ بن عمرو اسلمی نے کہا' رسول اللہ ﷺ سے میں روزہ رکھا کرتا ہوں تو کیا روزہ رکھوں سفر میں۔

(وحید الزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۹۰)

(۳) ابو ہریرہ نے کہا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطاامام مالک جلد اوّل مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۹۰

(٤) ابوسعید خدری سے روایت ہے۔(وحید الزمان خاں علامہ موطاامام مالک جلد اوّل مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۲۳)

(٥) سفیان بن عبداللہ کو عمر بن خطاب نے مصدق کر کے بھیجا۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطاامام مالک جلد اوّل مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۴۷

(٦) ابوالزبیر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۲

(٧) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ جب جماعت جنوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۲

(٨) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باغ میں گئے۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۵

(٩) زید بن خالد جہنی سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۵

(١٠) عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیدائشی سنتوں سے کلی کرنا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۷

(١١) حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵۸

(١٢) ثوبان سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ٦٩

(١٣) انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے وضو کرتے تھے۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۷۰

(١٤) مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستہ چھوڑ کر۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸۹

(١٥) علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۱٦

(١٦) عائشہ سے روایت ہے کہ ام سلیم جو ماں ہیں انس بن مالک کی کہا رسول اللہ ﷺ سے بے شک اللہ جل جلالہٗ نہیں شرم کرتا حق سے۔(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اوّل مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۲۰)

(١٧) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس ایک جوان سفید پوش انسان کی شکل میں آئے۔(دوست محمد شاکر مولوی مسند امام اعظم مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۵)

(١٨) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

(دوست محمد شاکر مولوی مسند امام اعظم مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۲۳)

(١٩) جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔(دوست محمد شاکر مولوی مسند امام اعظم مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۲۴)

(۲۰)طحاوی اوردارقطنی نے عائشہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔
(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ۴۵)

(۲۱)ایک روایت میں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ۵۱)

(۲۲)حضرت شریح نے عائشہ سے پوچھا۔(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ۵۵)

(۲۳)مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر میں نکلا۔
(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ۵۷)

(۲٤)ابن عمر نے کہا کہ میں غزوۂ جلولا میں شمولیت کی غرض سے عراق پہنچا۔
(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ٦۰)

(۲۵)خزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے مسح خفین کی مدت۔
(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ٦۳)

(۲٦)عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چٹائی یا بوریا طلب فرمایا۔
(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ٦٦)

(۲۷)ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ٦۹)

(۲۸)عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
(دوست محمد شاکر'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور'ص ۷۱)

(۲۹)ام ہانی سے روایت ہے کہ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے۔(سعدحسن'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۷۹)

(۳۰)حضرت شریح نے عائشہ سے پوچھا۔(سعدحسن'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸٦)

(۳۱)مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔
(سعدحسن'مولوی'مسندامام اعظم'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۹۰)

(۳۲)ابوسعید خدری نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔(محمد صغیرالدین'مولوی'کتاب الآثار'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۴)

(۳۳)جن نے جریر بن عبداللہ کو ایک دن وضو کرتے اور موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔
(محمد صغیرالدین'مولوی'کتاب الآثار'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۷)

(۳٤)ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص ایک شخص کے پاس سے گزرے۔
(محمد صغیرالدین'مولوی'کتاب الآثار'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ٤۲)

(۳۵)ابن عمر نے ایک عورت کا جنازہ پڑھا۔(محمد صغیرالدین'مولوی'کتاب الآثار'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۲۳)

(۳٦)عمرو بن میمون'عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔(محمد صغیرالدین'مولوی'کتاب الآثار'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۳۵)

(۳۷)مسروق'عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔(محمد صغیرالدین'مولوی'کتاب الآثار'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۳۵)

(۳۸)انس بن مالک نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے۔
(عبدالوحید'خواجہ'موطاامام محمد'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۹)

(۳۹)ابوہریرہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو ناک میں پانی ڈالے۔(عبدالوحید'خواجہ'موطاامام محمد'مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۰)

(٤٠)عبداللہ بن عباس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا گوشت کھا کر نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا۔

(عبدالوحید خوابۂ موطاامام محمد مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۵)

(٤١)عبداللہ بن عمر کوفہ میں سعد بن ابی وقاص کے پاس آئے۔ (عبدالوحید خوابۂ موطاامام محمد مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۲)

(٤٢)عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کا وقت پوچھا گیا۔

(وحیدالزمان خان علامہ صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ سپرآرٹ پریس کراچی ص ۱۵۱)

(٤٣)بریدہ نے کہا کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے نماز کا وقت دیکھا۔

(وحیدالزمان خان علامہ صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ سپرآرٹ پریس کراچی ص ۱۵۱)

(٤٤)ابوامامہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ظہر پڑھی۔ پھر انس بن مالک کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (وحیدالزمان خان علامہ صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ سپرآرٹ پریس کراچی ص ۱۵۷)

(٤٥)طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے نجد والوں میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔

(وحیدالزمان خان علامہ صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ سپرآرٹ پریس کراچی ص ۸۳)

(٤٦)سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال بانٹا۔

(وحیدالزمان خان علامہ صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ سپرآرٹ پریس کراچی ص ۲۵۲)

(٤٧)آنحضرت ﷺ نے ابوطلحہ سے فرمایا تو یہ باغ اپنے محتاج عزیزوں کو دے ڈال انہوں نے حسان اور ابی بن کعب کو دے دیا۔

(وحیدالزمان خان علامہ تیسیر الباری جلد سوم مطبوعہ الملکہ پریس لاہور ص ۴۴)

(٤٨)انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری سے کہ آنحضرت ﷺ منبر پر (خطبہ سنانے کو) کھڑے ہوئے۔

(وحیدالزمان خان علامہ تیسیر الباری جلد سوم مطبوعہ الملکہ پریس لاہور ص ۹۱)

(٤٩)ابوحازم سلمہ بن دینار سے انہوں نے سہل بن سعد سے سنا ان سے کسی نے آنحضرت ﷺ کے زخمی ہونے کا حال پوچھا۔

(وحیدالزمان خان علامہ تیسیر الباری جلد چہارم مطبوعہ الملکہ پریس لاہور ص ۱۰۹)

(٥٠)ابوموسیٰ نے اس کو بھی کھانے کے لیے بلایا۔ وہ کہنے لگا: میں مرغی نہیں کھاتا میں نے دیکھا وہ نجاست کھاتی ہے تو مجھ کو اس سے کراہت آتی ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا: ارے آ بھی کھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔ وہ کہنے لگا: میں نے تو قسم کھالی ہے مرغی کبھی نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا: ادھر آ میں قسم کا علاج بھی بتاتا ہوں۔

(وحیدالزمان خان علامہ موطاامام مالک جلد اول مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۶۵)

سینکڑوں میں سے نمونے کے طور پر صرف پچاس عبارتیں ایسی پیش کی ہیں کہ مترجمین حضرات نے صحابہ کرام کے اسمائے گرامی عامیانہ طریقے پر لکھے اور ان کے ساتھ کسی تعظیمی لفظ کے اضافے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ ان حضرات نے اپنی تصانیت میں کہیں یوں لکھا ہو: نذیر حسین کہتے ہیں۔ احمد رضا کہتے ہیں۔ اشرف علی کہتے ہیں۔ بلکہ جب اپنے جماعت دار بزرگوں کا نام لکھنے پر آتے ہیں تو القاب و آداب کی اتنی فوج ساتھ ہوتی ہے کہ تین تین سطروں میں اکیلا نام ہی نہیں سماتا۔ معلوم نہیں صحابہ کرام کے اسمائے گرامی لکھتے وقت قلموں کی سیاہی کیوں خشک ہو جاتی ہے کہ بسا اوقات کوئی تعظیمی لفظ ساتھ نہیں لکھا جاتا حالانکہ یہ حضرات تو بالاتفاق تمام بزرگوں کے بزرگ قصر ملتِ اسلامیہ کی بنیاد اور ساری امتِ محمدیہ کے سرتاج ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

تابعین پر الزام

مترجمین حضرات نے جہاں بغیر کسی تعظیمی لفظ کے صحابۂ کرام کے اسمائے گرامی لکھے وہاں نادانستہ طور پر یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ گویا تابعین حضرات بھی ان حضرات کے نام اسی طرح لیا کرتے تھے۔ ایسی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں:

(۱) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۶۵)

(۲) خالد بن اسلم سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک روز افطار کیا رمضان میں۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۰۰)

(۳) امام مالک کو پہنچا کہ انس بن مالک بوڑھے ہوگئے تھے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۰۵)

(٤) طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل نے تیس گایوں میں سے ایک گائے ایک برس کی لی۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۴۱)

(۵) شام کے لوگوں نے ابوعبیدہ بن الجراح سے کہا۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۰)

(٦) ابن شہاب سے روایت ہے کہ پہنچا مجھے رسول اللہ ﷺ نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے اور عمر بن الخطاب نے جزیہ لیا فارس کے مجوس سے اور عثمان بن عفان نے جزیہ لیا بربر سے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۱)

(۷) اس عدوی سے روایت ہے کہ سنا میں نے عمر بن الخطاب سے کہتے تھے۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۵)

(۸) نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر صدقہ نکالتے اپنے غلاموں کی طرف سے۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطا امام مالک' جلد اوّل' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۶)

(۹) علقمہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن مسعود سے کہا۔
(وحیدالزمان خاں' علامہ' سنن ابوداؤد' جلد اوّل' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۶۸)

(۱۰) حضرت ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے دریافت کیا۔
(دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۱۱)

(۱۱) حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کی خدمت میں آیا۔
(دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۱۲)

(۱۲) قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا۔
(دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۳۰)

(۱۳) ایک روایت عبد خیر سے یوں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔ (دوست محمد شاکر' مولانا' مسند امام اعظم' مطبوعہ عالمین پبلیکیشنز پریس لاہور ص ۳۰)

(١٤) حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا۔
(سعد حسن' مولوی' مسند امام اعظم' مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۴۴)

(۱۵)ایک روایت عبدخیر سے یوں ہے کہ علی نے پانی منگایا۔(سعد حسن مولوی مسند امام اعظم مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸۲)

(۱٦)شریح کہتے ہیں کہ پھر میں علی کے پاس آیا۔(سعد حسن مولوی مسند امام اعظم مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۸٦)

(۱۷)سالم بن عبداللہ بن عمر کے بیٹے کہتے ہیں کہ مسح خفین کے بارے میں سعد بن ابی وقاص اور میرے والد کے درمیان اختلاف رائے ہوا۔(سعد حسن مولوی مسند امام اعظم مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۹۲)

(۱۸)ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلیم بنت ملحان نبی ﷺ کی خدمت میں عورت کے متعلق پوچھنے کو آئیں۔

(محمد صغیر الدین مولوی کتاب لآ ثار مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۵٦)

(۱۹)ابراہیم نے کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود کے ساتھیوں علقمہ اور اسود وغیرہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔

(محمد صغیر الدین مولوی کتاب لآ ثار مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۱۲۵)

(۲۰)نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر نے بازار میں پیشاب کیا۔(عبدالوحید خواجہ موطاامام مالک مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۳۳)

(۲۱)دونوں نے وراد سے جو منشی تھے مغیرہ کے سنا کہ لکھا معاویہ نے مغیرہ کو۔

(وحیدالزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلددوم مطبوعہ میرآرٹ پریس کراچی ص ۱۳۸)

(۲۲)ابی الزبیر نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر سے سنا کہ وہ خطبہ پڑھتے تھے اس منبر۔

(وحیدالزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلددوم مطبوعہ میرآرٹ پریس کراچی ص ۱۳۹)

(۲۳)صنابحی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامت کے پاس گیا۔

(وحیدالزمان خاں علامہ صحیح مسلم جلداول مطبوعہ میرآرٹ پریس کراچی ص ۱۱۵)

(۲٤)ثابت نے کہا: انس بن مالک (نماز میں) ایک شی کرتے تھے۔

(غلام رسول رضوی علامہ تفہیم البخاری جلددوم مطبوعہ الجدۃ پرنٹرز لاہور ص ۵)

(۲۵)سعید بن حارث نے کہا کہ ہم کو ابوسعید نے نماز پڑھائی۔(غلام رسول رضوی علامہ تفہیم البخاری جلددوم مطبوعہ الجدۃ پرنٹرز لاہور ص ۷)

یقین نہیں آتا کہ تابعین عظام اگر اردو میں کلام فرماتے تو حضرات صحابہ کرام کے اسمائے گرامی اس عامیانہ طریقے سے لیتے جیسے ہمارے مترجمین حضرات نے بتائے ہیں۔ حضرات تابعین تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو اپنی عقیدت کا مرکز قرار دیا کرتے تھے۔ ان کی خاک پاک کو اپنے لیے سرمۂ بصیرت سمجھتے اور دیدہ و دل کا ان کے راستوں میں فرش بچھا دیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہو وہ حضرات اس احترام کے پوری طرح مستحق ہیں جب کہ ان کے نقوشِ قدم میں امتِ محمدیہ کا ضابطۂ حیات اور ان کی پیروی میں دارین کی سربلندی اور نجات ہے۔

نرالی تہذیب

اس افسوس ناک عنوان کے تحت ہم چند ایسی عبارتیں پیش کرنے لگے ہیں جن کے اندر حضرات صحابۂ کرام کی شان میں ایسے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں جن پر شرافت اور تہذیب اپنا سر پیٹ کر رہ جاتی ہے۔ علما تو درکنار ایک عام مسلمان کے لیے بھی ایسے بزرگوں کی شان میں اس قسم کے الفاظ یا نوکِ قلم پر لانا زیب نہیں دیتا، چہ جائیکہ صحابۂ کرام کے لیے صاحبانِ جُبہ و دستار ایسے الفاظ استعمال کریں

اور وہ بھی کتب احادیث کے اندر۔

(۱) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب نے ایک گھوڑا دیا خدا کی راہ میں۔
(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اوّل مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۶۵)

کیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد محترم کا نام اس طرح لے سکتے تھے؟

(۲) ان آیات سے اللہ جل جلالہ نے عتاب فرمایا اپنے رسول پر اس واسطے کہ رسول نے اندھے کی طرف خیال نہ کیا جو صدق دل سے آیا تھا اور ہدایت کا راستہ ڈھونڈتا تھا اور متوجہ ہوئے ایک دنیادار کی طرف جو دل سے طالب اور شائق ہدایت کا نہ تھا اگرچہ غرض رسول کی اس سے یہ تھی کہ اندھے کی ہدایت بعد اس کے بھی ممکن ہے اور دنیادار کو اگر ہدایت ہو جائے تو اس کے سبب سے دین کو بڑی ترقی ہوگی۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اوّل مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۳۹)

ایک جلیل القدر صحابی کے لیے اندھے کا لفظ دوبارہ استعمال کرنا اور القاب و آداب تو دور رہے ان کے نام تک کو نوک قلم پر نہ آنے دینا معلوم نہیں یہ ذوق سلیم کا کون سا درجہ ہے؟ مسلمانوں کو شائد طریقہ بتایا ہے کہ حضرات صحابہ کرام کا ذکر اس طرح کیا کریں۔ افسوس!

(۳) اس وقت حضرت عمر نے دل میں کہا: کاش تو مر گیا ہوتا اے عمر! تین بار تو نے گڑگڑا کر پوچھا رسول اللہ ﷺ سے اور کسی بار آپ نے جواب نہ دیا۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد اوّل مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۴۰)

حضور والا! کیا رسول اللہ ﷺ سے گڑگڑا کر پوچھنے کا کوئی مجاز ہے؟

(٤) سیدنا حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اس بخشش کو برقرار رکھوں؟ آپ نے دریافت فرمایا: کیا آپ نے سب بیٹوں کو عطیہ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۲)

(٥) آپ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے ان کے بھائیوں کو بھی کچھ دیا ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۳)

(٦) آپ نے دریافت فرمایا: کیا تمہارے اور بھی بچے ہیں اس کے علاوہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: ہاں ہیں۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۵)

(۷) مجھے میرے والد حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں لے گئے تاکہ آپ کو اس عطیہ پر گواہ کریں جو آپ نے مجھے دیا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے اس کے سوا اور بھی بیٹے ہیں یا کہ نہیں؟
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۶)

معلوم نہیں ترجمہ کرنے والے حضرات نے حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہر عبارت میں لفظ اس کے ساتھ کیوں کیا ہے؟ کیا علماء کو صحابہ کرام کا اس طرح ذکر کرنا زیب دیتا ہے؟

تم ہی کہو یہ انداز گفتگو کیا ہے

(۸) حضرت نعمان بن بشیر کی والدہ نے نعمان کے والد کو ان کے دیئے گئے عطیہ پر فرمایا کہ آپ نے جو عطیہ دیا ہے۔
(دوست محمد عبدالستار مولوی صاحبان سنن نسائی جلد سوم مطبوعہ عالمین پرنٹنگ پریس لاہور ص ۲)

کیا ارشاد خداوندی "الرجال قوامون علی النساء" کا یہی مفہوم ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں سے فرمایا کریں؟ کہیں یہ وہ معاملہ تو نہیں جو اکبر الٰہ آبادی نے یوں ظاہر کیا تھا:

اکبر ڈر انہیں کبھی جرمن کی فوج سے لیکن شہید ہو گیا بیوی کی نوج سے

(۹) ہم آپ کی عیادت کے واسطے آئے دیکھا تو آپ حضرت عائشہ کے بنگلے میں تسبیح پڑھ رہے ہیں۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اول مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۵۴)

ممکن ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بنگلہ مترجم نے دیکھا ہو۔

(۱۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: جب پھسکی مارے کوئی تم میں سے نماز میں تو چاہیے کہ لوٹے اور وضو کرے اور اعادہ کرے نماز کا۔

(وحید الزمان خاں علامہ سنن ابوداؤد جلد اول مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی)

(۱۱) عمرو بن سلمہ سے اسی حدیث میں روایت ہے کہ میں ان کی امامت کیا کرتا تھا ایک چادر سے جس میں جوڑ لگا تھا اور پھٹی ہوئی تھی۔ جب میں سجدہ کرتا تو میری گانڈ کھل جاتی۔ (وحید الزمان خاں علامہ سنن ابی داؤد جلد اول مطبوعہ مطبع سعیدی کراچی ص ۲۲۸)

کاش! یہ لفظ لکھنے سے پہلے علامہ صاحب کا قلم ٹوٹ گیا ہوتا۔ کیا اس لفظ کا مفہوم تہذیب اور شائستگی کے پردے میں تحریر نہیں کیا جا سکتا تھا؟ اگر صحابی کی عظمت دل میں نہیں تھی تو کم از کم حدیث کی کتاب کا تقدس ہی مدِ نظر رکھ لیا ہوتا۔

نرالی دیانت

کتب احادیث کے متعدد دستیاب ترجمے دیکھنے سے ایسے سینکڑوں مقامات سامنے آئے کہ ایک دو لفظ سے سطروں تک کے ترجمے غائب ہیں۔ یہ تو خدائے علیم و خبیر ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ ترجمہ کرنے والوں کی فروگزاشت ہے یا کتابت کرنے والوں کی سہل پسندی یہاں نمونے کے طور پر چند موٹی موٹی فروگزاشتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

(۱) سطر ٤ ''انه اصابها حراما'' سے ''ماتكح اباء كم من النساء'' تک تقریباً دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی)

(۲) سطر ماقبل آخر: ''ولم يحلل نكاح اماء اهل الكتاب . اليهودية و النصرانية''. کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۱)

(۳) سطر ۲۱: ''اذا دعتة'' سے ''فلا يعرف انه منه'' کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۹۱)

(٤) سطر ١٤ اور سطر ١٥ دونوں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۰۱)

(٥) سطر ٩ ''ان عتق المكاتب'' سے دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۴۳)

(٦) صفحہ ١٤٤ سطر ١٤ سے صفحہ ١٤٥ سطر ٥ تک تقریباً سولہ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۴۴)

(۷) آخری سطر کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۵۱)

(۸) سطر ۱۱ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۶۰)

(۹) سطر ۱۹ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷۳)

(۱۰) سطر ۱۳ سے تقریباً دو سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷۶)

(۱۱) سطر ۸: "نظر الی قیمتہ" سے "امر الناس عندنا" تک کا ترجمہ غائب ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۸۴)

(۱۲) سطر ۱۸ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۸۶)

(۱۳) سطر ۱٤ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۹۳)

(۱٤) سطر ۱۰ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۹۶)

(۱۵) سطر ۱٤ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۰۷)

(۱٦) سطر ۵ سے تقریباً پانچ سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۵)

(۱۷) سطر ۱۷ سے تقریباً چار سطروں کا ترجمہ غائب ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۸)

ٹیڈی ترجمہ

یہاں ان عبارتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن میں طویل عبارت کا اردو ترجمہ کرنے کی جگہ صرف اس عبارت کا ترجمہ کے نام سے خلاصہ لکھ دیا ہے۔

(۱) سطر ٦: "قال مالک نلوانا رجلا" سے "اصاب امها" تک تقریباً ان چار سطروں کا ٹیڈی ترجمہ درج کیا ہوا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۵)

(۲) سطر ۵: سے ساڑھے چار سطروں کا پونے دو سطری ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۰۹)

(۳) صفحہ ۱۷۱ کی آخری دو سطروں اور صفحہ ۱۷۲ کی پہلی تین سطروں کا ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۱۷۱، ۱۷۲)

(٤) سطر ۷ تا ۱۳ تقریباً ان سات سطروں کا چار سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۰۷)

(۵) سطر ۳ سے تقریباً پانچ سطروں کا پونے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۱۱)

(٦) سطر ۱۲ سے تقریباً چار سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۱٦)

(۷) آخری چار سطروں کا دو سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ (وحید الزمان خاں علامہ موطا امام مالک جلد دوم مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۱۹)

(۸) آخری ساڑھے پانچ سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۴)

(۹) سطر ۹ سے پونے چار سطروں کا ایک سطر میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۲۵)

(۱۰) سطر ۱۵ سے آخری تینوں اقوال کا ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔ (وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۱)

(۱۱) پہلی سے آٹھویں سطر تک کا سوادو سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۶)

(۱۲) سطر ۳ سے آٹھ سطروں کا ساڑھے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۸)

(۱۳) قول ۱۱ سے پوری ساڑھے پانچ سطروں کا سوا تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۸)

(۱٤) سطر ۱۱ سے آٹھ سطروں کا پونے پانچ سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۴۹)

(۱۵) سطر ۸ سے ساڑھے دس سطروں کا ساڑھے تین سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۰)

(۱٦) سطر ۳ سے ساڑھے چھ سطروں کا پونے چار سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۱)

(۱۷) قول ۱۵ سے اٹھارہ سطروں کا بارہ سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۱)

(۱۸) قول ۱٦ سے تیس سطروں کا بیس سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۵۳)

(۱۹) سطر ۳ سے انیس سطروں کا دس سطروں میں ٹیڈی ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۲۹۰)

(۲۰) سطر ۱۸ سے اڑھائی سطروں کا صرف نصف سطر میں حیرت انگیز ترجمہ کیا ہے۔

(وحیدالزمان خاں' علامہ' موطاامام مالک' جلددوم' مطبوعہ جاوید پریس کراچی ص ۳۷٦)

البیلی ترجمانی

قارئین کرام یہاں صرف دو حدیثوں کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

(۱) ''اللھم ان ابراھیم حرم مکۃ وانی حرمت ما بین لا بتیھا '' یا اللہ! حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مکہ کو دو پتھریلے علاقوں کے درمیان حرم بناتا ہوں۔ (محمد عادل خاں' محمد فاضل' مولوی' صحیح بخاری' جلد دوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۵۵۱)

حضور والا! یہاں دو پتھریلے علاقوں کی درمیانی جگہ سے مکہ مکرمہ نہیں بلکہ مدینہ منورہ مراد ہے جیسا کہ متعدد احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے' جس پر سب کا اتفاق ہے۔ ہم نے موطا امام مالک کے حواشی میں اس پر تفصیلی نوٹ بھی لکھا ہے۔

(۲) ''قلت لعائشۃ نھی النبی ﷺ ان تو کل لحوم الاضاحی فوق ثلاث '' میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا: کیا نبی ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا ہے؟

(محمد عادل خاں' محمد فاضل' مولوی' صحیح بخاری' جلد دوم' شائع کردہ قمر سعید پبلشرز لاہور ص ۱۸۸)

جناب والا! ''قلت لعائشۃ '' کا ترجمہ: ''میں نے حضرت عمر سے دریافت کیا'' کہاں سے آ گیا؟ اسے آئندہ ایڈیشن میں درست کر لیا جائے اور پہلی حدیث میں ''مکہ کو دو پتھریلے'' کی جگہ ''مدینہ کو دو پتھریلے'' کر لیا جائے۔

صلوٰۃ وسلام میں بدعت

پروردگار عالم نے فرمایا ہے: ''ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ''۔ لیکن اردو ترجمے والی اکثر کتب احادیث کو دیکھا کہ ان میں صلوٰۃ وسلام کی جگہ (ﷺ) (ﷺ) یا صلعم وغیرہ کی شارٹ ہینڈ سے کام چلایا جاتا ہے اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ (رض) کو کافی سمجھنے کی بیماری تو اتنی ہے کہ خدا کی پناہ۔ بھلا اس کا کتاب وسنت سے کوئی جواز ہے؟ جو حضرات بدعتوں کے خلاف جہاد کرنے کے مدعی ہیں اس مرض کا سب سے زیادہ وہی شکار ہیں۔ اس غیر شرعی ایجاد کو چھوڑنے کی سب کو کوشش کرنی چاہیے۔

بفضلہ تعالیٰ اس ناچیز کو بھی صحیح بخاری' سنن ابن ماجہ اور موطا امام مالک کے ترجمے کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ جو حضرات زیور علم سے آراستہ ہیں ان سے احقر متوقع ہے کہ اختلاف مسلک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ناشر کی معرفت ہمارے ترجموں کے متعلق اپنے رائے سے مطلع فرمائیں گے۔ ممکن ہے آئندہ ایڈیشن میں وہ شامل اشاعت ہو سکیں۔ سب سے زیادہ احسان مجھ پر ان حضرات کا ہو گا جو اختلافی مباحث سے قطع نظر کر کے میری غلطیوں اور فروگزاشتوں سے مجھے مطلع فرمائیں گے تا کہ قدرت کو منظور ہو تو آئندہ ان کی اصلاح ہو سکے۔

خدائے ذوالمنن ان کتابوں کو شایان شان طریقے سے منظر عام پر لانے والے سیّد اعجاز احمد صاحب کو اشاعت احادیث کے لیے مستعد رکھے اور خدمتِ دین متین کی وافر سعادت و وسائل سے نوازے نیز انہیں دارین کی ہر پریشانی سے نجات بخشے۔ پروردگار عالم اپنے اس حقیر سے بندے کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے' اسے میرے لیے کفارۂ سیئات' توشۂ آخرت اور ذریعۂ نجات بنائے: ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم . وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

گدائے در اولیاء: محمد عبدالحکیم خاں اختر
مجدّدی مظہری شاہجہاں پوری لاہور چھاؤنی
۲۴ جمادی الاخری ۱۴۰۳ھ/ ۱۹ اپریل ۱۹۸۳ء

شرح صحیح مسلم (۷ جلد) اور تفسیر تبیان القرآن (۱۲ جلد) کی عالمگیر مقبولیت اور شاندار پذیرائی کے بعد علامہ غلام رسول سعیدی دامت فیوضہم کا ایک اور

عظیم تخلیقی شاہکار

نِعمۃُ البَاری
فی
شرحِ صَحیح البُخاری

جس کی تصنیف پر کام کا آغاز ہو چکا ہے

چند خصوصیات

☆ نِعمۃُ البَاری میں ہر حدیث کی مکمل تخریج کی گئی ہے،
☆ ہر حدیث کے عنوانِ باب کی سابق عنوان باب کے ساتھ مناسبت بیان کی گئی ہے،
☆ ہر حدیث کی سند کے رجال کا مکمل تعارف بیان کیا گیا ہے،
☆ ہر حدیث کے عنوان میں درج قرآن مجید کی آیات کی تفسیر کی گئی ہے،
☆ ہر حدیث کی شرح میں لغوی معنی، شرعی معنی اور حدیث پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیے گئے ہیں،
☆ ہر حدیث سے ضروری، اعتقادی اور فقہی مسائل کا استنباط کیا گیا ہے،
☆ صحیح بخاری کی حدیث کی مؤید دیگر احادیث کو بہ حوالہ بیان کیا گیا ہے،
☆ مسلکِ اہلسنّت وجماعت کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیے گئے ہیں،
☆ صحیح بخاری کی دیگر قدیم وجدید شروح کا متین جائزہ لیا گیا ہے،
☆ صحیح بخاری کی جو حدیث صحیح مسلم میں درج ہے اور شرح صحیح مسلم میں جو اس کی شرح کی گئی ہے، اس کی جلد، صفحہ اور حدیث نمبر درج کیا گیا ہے اور شرح صحیح مسلم میں اس کی شرح کے جو عنوانات ہیں ان عنوانات کا ذکر کیا گیا ہے۔